

عَلَامَةٌ كَمَا أَنَّ الدِّينَ الدِّمِيْرِيَّ  
كِي شَهْرَهٗ آفَسَاقُ كِتَابِ

# حَيَاتُ الْحَيَوَانَاتِ

دوم

حَيَوَانَاتِ  
كَابِ بِمِثَالِ انْسَاتِيكَلُوپِيْطِيَا

الدِّينِ

دعا ص 719 (رفع غم کیلئے)

باپ کی بیماری میں خدمت کی اور وراثت نہ لی اور برکت پائی ص 189

حرز ابی دجان رضی اللہ عنہ جنات کے دفعیہ کیلئے ص 509

سمندر آگ میں اڑنے والا لوی کے نال کا ہے ص 674

مروان کی زبان بلی کے منہ میں ص 722

موضوع حدیث: کہ گلاب کا پھول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے بنا ص 743

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے ۴۸ میں سے ۳۲ کے متعلق کا اثر فرمایا ص 616

امام مالک ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مرتب ہوتے ص 617

علامہ کمال الدین الدیمی کی شہرہ آفاق کتاب

حیوانات کا بے مثال انسائیکلو پیڈیا

# حیاتِ الحیوان

دوم

حروفِ تہجی کی ترتیب سے معلومات کا عظیم خزانہ جس میں صد ہا جانوروں کے نام، کنیت، لغوی تشریحیں، ان کی عادات اور خصائل، قرآن و احادیث کے متعلقہ حوالہ جات، شرعی حلت و حرمت، طبعی فائدے، ان کے حوالے سے خوابوں کی تعبیر، تعویذات و عملیات نیز نادر و دلچسپ واقعات و اشعار و ضرب الامثال کا مخزن۔ جدید و مفید حواشی کے ساتھ

ترجمہ

مولانا مفتی نور الاسلام حقانی  
فاضل دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خشک

مولانا محمد امجد  
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

## المیزان

ناشران تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، پاکستان فون: ۶۲۷۷۷۷، ۷۱۲۲۹۸۱-۰۲۲



عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

کاپی رائٹ رجسٹریشن

حیات الحيوان (أردو) مکمل کے ترجمہ و کمپوزنگ کے جملہ حقوق بحق المیزان محفوظ ہیں۔  
اس کا کوئی بھی حصہ پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر نہیں چھاپا جاسکتا۔

سلسلہ مطبوعات - ۱۹۰/۲

سن اشاعت ۲۰۰۸ء

محمد شاہد عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

## فہرست جلد دوم

40-----السالخ	31-----الزغبة	باب الزای	
40-----سام ابرص	31-----الزغلول	21-----الزاع	
40-----شرعی حکم	31-----الزغیم	21-----ایک عجیب و غریب واقعہ	
41-----طبی خواص	31-----الزقة	24-----شرعی حکم	
41-----التعبیر	32-----الزلال	24-----طبی فوائد اور خواص	
41-----السانح	33-----شرعی حکم	24-----تعبیر الروایا	
41-----السبد	34-----الزماج	25-----الزاقی	
42-----السبع	34-----الزمج	25-----الزامور	
43-----فائدہ	34-----شرعی حکم	25-----الزبابة	
43-----کرامات اولیاء	34-----طبی فوائد اور خواص	26-----ضرب الامثال	
49-----شرعی حکم	34-----زمج الماء	26-----الزبذب	
49-----السبتی اور السبندی	34-----شرعی حکم	26-----الزخارف	
50-----السیطر	35-----الزنبور	27-----الزرزور	
50-----السحلة	36-----شرعی حکم	27-----فائدہ	
50-----السحلية	37-----خواص	27-----شرعی حکم	
51-----السحا	37-----تعبیر الروایا	27-----طبی فوائد اور خواص	
51-----سحنون	37-----الزندبیل	27-----تعبیر الروایا	
51-----السخلة	38-----الزهدم	28-----الزرق	
52-----فائدہ	38-----ابوزریق	28-----شرعی حکم	
53-----فرع	38-----شرعی حکم	28-----الزرافة	
54-----السرحان	38-----ابوزیدان	29-----شرعی حکم	
55-----ضرب الامثال	38-----ابوزیاد	30-----طبی خواص	
55-----السرطان	باب السین	30-----تعبیر الروایا	
56-----شرعی حکم	39-----سابوط	30-----الزریاب	
57-----طبی خواص	39-----ساق حر	31-----دل سے نکل دعا کا نتیجہ ایک واقعہ	

77	فرع	67	السلق	57	تعبیر الروایا
78	فرع	68	السلک	57	السرعوب
78	فرع	68	السلکوت	57	السرفوت
78	فرع	68	السلوی	57	السرفة
78	الخواص	69	شرعی حکم	58	شرعی حکم
79	تعبیر الروایا	69	طبی خواص	58	ضرب الامثال
80	فصل	69	تعبیر الروایا	58	سرمان
80	فصل	69	السمانی	58	السروة
81	السمندل	70	شرعی حکم	58	السرماہ
82	خواص	70	طبی خواص	58	العدانة
83	السمور	70	تعبیر الروایا	58	السعلاة
83	شرعی حکم	70	السمحج	62	السفنج
83	تعبیر	70	السمع	63	السقب
83	السمیطر	72	شرعی حکم	63	ضرب الامثال
83	السمندر، السمیدر	72	ضرب الامثال	63	سقر
83	سناد	72	تعبیر الروایا	63	السقنقور
84	السنجاب	72	السمائم	64	شرعی حکم
84	شرعی حکم	72	ضرب الامثال	64	طبی خواص
85	خواص	72	السمسم	64	تعبیر الروایا
85	السنداوه، السنة	72	السمسمة	65	السلحفاة البرية
85	السندل	73	المسک (مچھلی)	66	شرعی حکم
85	السنور	75	ایک عجیب واقعہ	66	ضرب الامثال
86	ایک عجیب واقعہ	75	فوائد	66	خواص
87	شرعی حکم	77	شرعی حکم	66	تعبیر الروایا
88	ضرب الامثال	77	فرع	67	السلحفاة البحرية
89	خواص	77	فرع	67	فائدہ
89	سنور الزباد	77	فرع	67	السلفان

115-----	تعبیر الروایا	105-----	شرعی حکم	90-----	شرعی حکم
115-----	شحمة الارض	105-----	فرع	90-----	السنونو
116-----	طبی فوائد اور خواص	106-----	فائدہ	90-----	شرعی حکم
115-----	شرعی حکم	106-----	فرع	90-----	طبی خواص
115-----	الشذا	106-----	فرع	91-----	السودانیہ والسوادیه
115-----	الشران	107-----	فرع	91-----	ایک عجیب واقعہ
115-----	الشرشق	107-----	فرع	91-----	طبی خواص
115-----	الشرشور	107-----	فرع	91-----	النوذنیق
115-----	شرعی حکم	107-----	فرع	91-----	السوس
116-----	الشرغ	108-----	ضرب الامثال	92-----	فوائد مستغربہ
116-----	الشرنبی	108-----	طبی خواص	93-----	شرعی حکم
116-----	الشصر	108-----	الشامرك	93-----	ضرب الامثال
116-----	الشعراء	108-----	الشاهین	94-----	تعبیر الروایا
118-----	الشغواء	109-----	شرعی حکم	94-----	السید
118-----	الشفدع	110-----	الشبب	94-----	السیدہ
119-----	الشفنین	110-----	الشبت	94-----	سیفنه
119-----	شرعی حکم	111-----	شرعی حکم	94-----	ابوسیراس
119-----	خواص	111-----	الشبتان	<b>باب الشین معجمہ</b>	
119-----	الشق	111-----	شرعی حکم	95-----	الشادن
122-----	الشقحطب	111-----	الشبدع	95-----	شادھوار
122-----	الشقدان	111-----	الشبربص	95-----	الشارف
123-----	الشقراق	111-----	الشبل	96-----	الشاة
123-----	شرعی حکم	111-----	الشبوة	101-----	ایک عجیب وغریب واقعہ
123-----	ضرب الامثال	112-----	شبوط	102-----	فائدہ
123-----	خواص	112-----	الشجاع	103-----	عجیبہ
123-----	تعبیر	114-----	الشحرور	103-----	فائدہ اخرى
123-----	الشمسیة	114-----	شرعی حکم	105-----	فائدہ اخرى

142	فائدہ	129	شرعی حکم	124	الشنقب
144	فائدہ ادبیہ	129	ضرب الامثال	124	شہ
146	دوسرا ادبی فائدہ	129	تعبیر الروایا	124	الشہام
147	شرعی حکم	129	الصدف	124	الشہرمان
147	ضرب الامثال	129	تعبیر الروایا	124	الشوحة
148	خواص	130	طبی خواص	124	الشوف
149	تعبیر	130	الصدی	124	الشوشب
149	الصل	133	الصراخ	124	الشوط
149	الصلب	133	صرار اللیل	125	شوط براح
149	الصلباج	133	الصراح	125	الشول
150	الصلصل	133	الصرود	125	شولة
150	الصناجة	133	فائدہ	125	الشیخ الیہودی
151	الصوار	135	فائدہ	125	شرعی حکم
151	الصومعة	136	شرعی حکم	125	طبی خواص
151	الصیوان	137	ایک عجیب واقعہ	126	الشیذمان
151	الصيد	137	تعبیر	126	الشیصان
153	تذنیب	137	الصرصر	126	الشیع
153	ایک مسئلہ	137	شرعی حکم	126	الشیم
154	ایک مسئلہ	137	طبی فوائد اور خواص	126	الشیہم
154	ایک مسئلہ	138	الصرصران	126	فائدہ
154	ایک مسئلہ	138	الصعب	127	ابو شبقونہ
154	فرع	138	الصعوة	باب الصاد المهملة	
155	تشبیہات	139	ضرب الامثال	127	الصؤابة
157	ایک مسئلہ	140	الصفارية	128	شرعی حکم
158	فرع	140	الصفیر	128	ضرب الامثال
158	فرع	140	الصفرد	128	الصارخ
158	فرع	141	الصفیر	129	الصافر



191	خواص	175	ضرب الامثال	158	فرع
191	تعبیر	175	طبی فوائد اور خواص	159	خاتمہ
191	الطائر	177	تعبیر الروایا	159	تتمہ
194	فروعاً منشورات	177	ابو ضبہ	159	فائدہ
195	تعبیر الروایا	177	ضرغام، ضرغامہ	160	فضل بن یحییٰ کے حالات
196	فائدہ	179	الضریس	160	باپ سے نیکی
197	الطباطب	179	الضخبوس	161	الصيدح
197	الطبوع	179	الضفدع	161	الصيدن
198	الطرح	181	مینڈک بھی تسبیح کرتے ہیں	161	الصيدنانی
198	الطحن	181	فائدہ	161	الصیر
198	الطرسوح	181	شیطان بھاگ گیا	162	الخواص
198	طرغلودس	182	شرعی حکم	<b>باب الضاد معجمہ</b>	
198	الطرف	182	اس کے کچھ مزید احکام	162	الضان
198	الطغام و الطغامہ	183	ضرب الامثال	162	فائدہ
198	الطفل	183	طبی فوائد اور خواص	164	شرعی حکم
199	ذو الطفیتین	184	تعبیر الروایا	164	ضرب الامثال
200	الطلح	184	الضوع	164	ایک عورت کی عقلمندی
200	الطلاء	185	الضیب	165	الخواص
200	ضرب الامثال	185	الضنیلة	165	الضوضو
200	الطلی	185	الضیون	165	الضب
200	الطمروق	185	خاتمہ	167	فائدہ
201	الطملم و الطملال و الاطلس	<b>باب الطاء المهمله</b>		169	شرعی حکم
201	الطنبور	185	طامر بن طامر	170	ضرب الامثال
201	الطورانی	185	الطاؤس	171	الخواص
201	الطوبالة	187	فائدہ	171	تعبیر الروایا
201	الطول	190	شرعی حکم	171	الضبع
201	الطوطی	190	ضرب الامثال	174	شرعی حکم

227	ضرب الامثال	219	خواص	201	الطير
227	عثمته	219	فصل	201	فائدہ
228	العثمان	219	فائدہ	202	فائدہ اولیٰ
228	العثوج	219	تعبیر الروایا	203	الفائدہ الاخریٰ
228	العجروف	220	خاتمہ	205	اہم تشبیہ
228	العجل	220	فائدہ	205	فائدہ اخریٰ
230	فائدہ اخریٰ	220	الظربان	206	مسئلہ
230	فائدہ اخریٰ	221	فائدہ	207	تعبیر الروایا
232	تمتہ	221	شرعی حکم	207	تمتہ
233	طبی فوائد اور خواص	221	ضرب الامثال	208	خاتمہ
234	تعبیر الروایا	221	الظلم	208	طیر العراقیب
234	العجمجمة	222	خاتمہ	208	طیر الماء
234	ام عجلان	<b>باب العين المهملة</b>		208	شرعی حکم
234	العجوز	223	العائق	208	ضرب الامثال
234	عدس	224	العاتک	209	الطیطوی
235	العزفوط	225	عتاق الطیر	210	تعبیر
235	العریج	225	العتلة	210	خواص
235	عزار	225	العاضة و العاضة	210	الطیہوج
235	العریض	225	العاسل	210	خواص
235	العسجدیة	225	العاطوس	211	بنت طبق، ام طبق
235	العربد	225	العافیہ	211	ضرب الامثال
235	العربض، العرباض	226	العائذ	<b>باب الظاء المعجمه</b>	
235	العرس	226	العبقص او العبقوص	211	الظبی
236	العریقصة	226	العبور	215	فصل
36	العریقطة و العریقطان	226	العترفان	217	فائدہ
236	العزة	227	العتود	218	شرعی حکم
236	العسا	227	العتة	219	ضرب الامثال

287	ضرب الامثال	248	فائدہ	236	العساعس
288	شطرنج اور چوسر کی تاریخ اور حکم	248	عطار	236	العساس
289	اشارہ	248	طبی فوائد اور خواص	236	العساہیل
291	خواص	249	العطاط	236	العسبار
296	تعبیر الروایا	249	العطرف	236	العسبور
297	العقربان	249	العطاءة	237	العسلق
297	العقف	249	طبی فوائد اور خواص	237	العنسیج
297	العقق	250	العفر	237	العشراء
298	فائدہ	250	عفریت	238	العصاری
298	شرعی حکم	254	ایک متعلقہ بات	238	العصفور
298	فائدہ	255	خاتمہ	239	آپ نے اچھا کیا
298	ضرب الامثال	256	العفر	240	عاشقوں کے دعوے
298	طبی فوائد اور خواص	256	العقاب	240	فائدہ
298	تعبیر الروایا	264	ہد ہد اور عقاب	241	لقمان کی نصیحتیں
298	عقیب	265	شرعی حکم	242	والدہ کی بددعا
299	عکاش	265	ضرب الامثال	243	موسیٰ اور خضر
299	العکرشۃ	272	عجیبہ	244	شرعی حکم
299	العکرمة	272	خواص	245	ضرب الامثال
300	العلاج	272	تعبیر	245	طبی خواص
300	العل	272	العقد	246	فائدہ
300	العلاجوم	273	العقال (جوان اونٹنیاں)	246	فائدہ اخری
300	العلام	273	العقرب (بچھو)	247	تعبیر الروایا
300	العلوش	277	ایک عجیب واقعہ	247	العصل
300	العلہان	280	بچھو کا دم	247	العرفوط
300	العلس	281	انگٹھی کا کرشمہ	248	العریقۃ
301	العلامات	283	مومن محتاط ہوتا ہے	248	العضمجۃ
301	العلہز	284	فائدہ اخری	248	العضرفوط

332	العیقوم	318	شرعی حکم	301	العلعل
332	العیبر	318	العندل	301	العلق (جونک)
333	فائدہ	318	العنز	301	فائدہ
333	ضرب الامثال	320	فائدہ	303	فائدہ اخروی
336	العیبر	320	فائدہ	304	فائدہ اخروی
336	فائدہ	321	شرعی حکم	305	فائدہ اخروی
336	فائدہ	321	ضرب الامثال	305	شرعی حکم
337	عیبر السراة	322	خواص	305	فرع
337	العیس	322	العنظب	306	ضرب الامثال
337	العیساء	322	العنظوانة	306	الخواص
337	العلیلام	322	عنقاء مغرب و مغربة	307	تعبیر الروایا
337	العیثوم	326	ضرب الامثال	307	العلهب
338	العین	327	التعبیر	307	العمروس
338	العیهل	327	العنكبوت	308	العملس
338	عیجلوف	328	فائدہ	308	العمیثل
338	ابن عرس	330	تتمہ	309	العناق
340	شرعی حکم	330	شرعی حکم	312	حکم
340	خواص	330	ضرب الامثال	313	خاتمہ
340	تعبیر الروایا	331	طبی فوائد اور خواص	313	ضرب الامثال
340	ام عجلان	331	تعبیر الروایا	313	عناق الارض
341	ام عزہ	331	العود	314	عنبس
341	ام عویف	331	العواساء	314	العنس
341	ام العیذار	332	العوس	314	العنبر
	باب الغین	332	العومہ	316	شرعی حکم
341	الفاق	332	العوهق	316	خواص
341	الغداد	332	العلاء	317	العنتر
341	الحکم	332	العلام	317	العندلیب

378	الغواص	366	ضرب الامثال	342	الخواص
378	شرعی حکم	367	طبی فوائد اور خواص	342	الغذی
378	طبی فوائد اور خواص	367	الغضارة	342	الغراب
378	الغوغا	367	الغضب	345	فائدہ احبیبہ
379	الغول	367	الغضب	348	فائدہ
379	فائدہ	367	الغضوف	350	فائدہ اخری
381	چوروں سے بچنے کا نسخہ	367	الغضیض	351	عجیبہ
383	جن کی انسان سے لڑائی	368	الغطرب	351	عجیبہ اخری
384	ضرب الامثال	368	الغطریف	351	عجیبہ اخری
384	غیذاق	368	الغطلس	353	شرعی حکم
384	الغیطلہ	368	الغطاطا	354	ضرب الامثال
384	الغیلیم	368	الغفر		بیٹا اللہ کے حوالہ کرنے کا
384	الغیہب	368	الغماسة	356	عجیب واقعہ
	<b>باب الفاء</b>	368	الغنافر	357	الخواص
385	الفاختہ	368	الغنم	357	تعبیر الروایا
385	عاشقوں کے جھوٹ	370	فائدہ	358	الغر
385	عشق و محبت کیا ہے؟	372	تقویٰ کی انتہاء	358	الغر نیق
388	شرعی حکم	373	خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم	359	عجیب واقعہ
388	ضرب الامثال	374	حاکم مزدور ہوتا ہے	359	فائدہ
388	طبی فوائد اور خواص	374	دعا کیوں قبول نہیں ہوتی	360	فائدہ اخری
388	تعبیر الروایا	374	ایک ولی خاتون	362	شرعی حکم
388	الفار	375	فائدہ	362	خواص
389	نوح کی کشتی کا بیان	376	اللہ کا انصاف	362	غر غر
390	فارة البیشن	377	شرعی حکم	363	شرعی حکم
391	ذات النطاق	377	فرع	363	غرناق
391	فارة المسک	377	ضرب الامثال	363	غزال
392	فارة الابل	377	تعبیر الروایا	366	شرعی حکم

427	طبی فوائد خواص	404	الفرخ	392	الحکم
428	تعبیر	404	اللہ کی محبت	393	تمہ
428	فصل	406	صدقہ کی فضیلت	393	ضرب الامثال
428	تمہ	406	عمران کی بیوی کا قصہ	393	طبعی فوائد اور خواص
429	فصل	407	فرع	394	تعبیر الروایا
429	الفرش	407	رحم اور بے رحمی کا انجام؟	394	الفادر
429	فرائق	407	تعبیر الروایا	395	الفازر
429	الفرفر	407	الفرس	395	الفاشیہ
429	الفرفور	408	فائدہ	395	الفاعوس
429	الفرع	409	گھوڑا بھی دعا کرتا ہے	395	الفاطوس
430	شرعی حکم	411	عظمت مصطفیٰ	396	الفالج
430	فائدہ	413	تلی کے لئے تعویذ	396	فالیۃ الافاعی
431	الفرعل	416	فائدہ	396	ضرب الامثال
431	ضرب الامثال	416	نبوت کی نشانیاں	396	فتاح
431	الفرقد	418	سفیان ثوری کی حق گوئی اور رشید	396	الفتح
431	الفرنوب	421	شرعی حکم	396	الفعال
431	الفرهود	423	فوجیوں کی خصوصیات	396	اونٹوں نے سجدہ کیا
432	الفروج	423	فقہی مسئلہ	399	ضرب الامثال
432	حکم و خواص	424	نبی ﷺ کے گھوڑے	400	دودھ کی خاصیتیں
432	تعبیر الروایا	424	ضرب الامثال	401	تعبیر الروایا
432	الفریر و الفرار	424	مجاہد اور ایمان داری	401	القدس
432	الفسافس	425	تمہ آخری	401	الفرء
432	الفصیل	425	طبی فوائد اور خواص	402	فراش
433	فرع	425	برازین کورنگنے کا طریقہ	403	شرعی حکم
433	ضرب الامثال	426	تعبیر	403	ضرب الامثال
433	تعبیر	427	فرس البحر	404	تعبیر الروایا
433	الفلحس	427	شرعی حکم	404	الفرافصہ

466	القیط	452	ضرب الامثال	434	الفلو
466	القتع	453	خواص	435	الفناء
467	ابن قترہ	454	تعبیر الروایا	435	الفنک
467	القران		عقل کی فضیلت اور زینت اور جہالت	435	حکم
467	القراد	454	کی برائی اور اس کے عیب کا بیان	435	الفنیق
468	ضرب الامثال	456	تمہ	435	الفہد (شیر)
468	تعبیر الروایا	458	الفینہ	436	یزید کے بارے میں فتویٰ!!
468	القرد	459	ابو فراس	438	شرعی حکم
468	فائدہ		<b>باب القاف</b>	438	ضرب الامثال
470	فائدہ آخری	459	القادحہ	438	طبی فوائد اور خواص
470	فائدہ آخری	459	القارہ	438	تعبیر الروایا
472	فائدہ آخری	459	القاریہ	438	الفور
473	الحکم	460	شرعی حکم	439	القولع
474	ضرب الامثال	460	الفاق	439	الفیصور
474	طبی خواص اور فوائد	460	شرعی حکم	439	الفویسقہ
474	تعبیر الروایا	460	القاقم	439	الفیاد
475	القردوح	460	شرعی حکم	439	الفیل
475	القرش	460	القائب	441	الثد کا وعدہ
475	فائدہ اجنبہ	461	القاوند	441	سکندر اور چین کا بادشاہ
477	حکم	461	القبج	442	انسان کی ضرورت!! ایک واقعہ
477	تعبیر الروایا	462	شرعی حکم	443	عجیب و غریب بات
477	القرقس	462	طبی خواص	444	حضرت معاویہ کا حوصلہ
477	قرشام، قرشوم، قراشم	462	القبرۃ	445	ابربہ کی ہلاکت
478	القرعبلانہ	465	شرعی حکم	450	فائدہ آخری
478	القرعوش	465	طبی خواص	451	رستم کی موت
478	القرقف	465	تمہ	451	شرعی حکم
478	القرقفنہ	466	القبعۃ	452	ایک الحاقی واقعہ

507	قماقم	493	القطا	478	القرلی
507	ضرب الامثال	493	القطامی	479	شرعی حکم
508	قندر	493	قطرب	479	ضرب الامثال
508	القندس	494	القشعبان	479	القرمل
508	القنعب	494	القعود	479	القرمید
508	القنفذ	494	القعيد	480	القرمود
509	فائدہ	494	الققعق	480	القرنبی
510	شرعی حکم	494	القلو	480	ضرب الامثال
511	ضرب الامثال	494	القلقانی	480	القرهوب
511	طبی فوائد اور خواص	494	القلوص	481	قزر
511	تعبیر الروایا	496	القلیب	481	القرم
511	القنفذ البحری	496	القمری	482	القررة
511	قنفسه	498	فائدہ	482	القصوره
511	القہبی	498	غریبی	483	القشعمان
511	القہیبة	499	حکم	483	القشبة
512	القوافر	499	تعبیر	483	ضرب الامثال
512	القواع	499	القمعة	483	القصیری
512	القوب	499	قمعوط، والقمعوطة	483	القط
512	قوبع	500	القمل	485	حکم
512	القوئع	500	فائدہ	485	القطا
512	القوق	504	فائدہ اخرى	487	نکتہ
512	قوقیس	504	شرعی حکم	490	فائدہ
513	قوفی	504	فرع	491	حکم
513	قید الاوابد	504	فرع	491	ضرب الامثال
513	قیق	505	ضرب الامثال	492	طبی فوائد اور خواص
513	ام قشعم	506	طبی فوائد اور خواص	492	خاتمہ
513	ابو قیر	507	تعبیر الروایا	493	تعبیر الروایا



575	ایک مسئلہ	528	ضرب الامثال	514	ام قیس
575	تنبیہ	528	خواص	باب الکاف	
576	ایک مسئلہ	529	تعبیر الروایا	514	الکاسر
579	ایک مسئلہ	529	الکروان	514	کاسر العظام
580	تمہ	530	شرعی حکم	514	الکبش
580	ضرب الامثال	530	ضرب الامثال	517	فائدہ
580	بلعم بن باعوراء کا عبرت ناک قصہ	530	خواص	518	فائدہ اخری
583	احتیاط کریں ورنہ!!	530	الکسعوم	518	فائدہ اخری
583	چیز ہبہ کر کے واپس لینے کا گناہ	531	الکعیت	519	شرعی حکم
586	طبی فوائد اور خواص	531	عجیب واقعہ	519	ضرب الامثال
587	تعبیر الروایا	532	الککم	520	الخواص
588	خاتمہ	532	الکلب	520	تعبیر
588	کلب الماء	کتوں کے عجیب اور مزیدار		521	الکعبة
588	شرعی حکم	535	واقعات	521	الکتفان
588	طبی فوائد اور خواص	538	کچھ خواب اور ان کی تعبیریں	521	الکتع
589	کلثوم	شیطانی مکرو فریب کا عجیب و غریب		521	الکدر
589	کلکسہ	541	واقعہ	522	الکروکر
589	الکمیت	542	ایک عورت کے جادو کا قصہ	522	الکروکند
589	الکندارہ	543	جادو کی حقیقت	523	شرع حکم
589	الکعبة	545	فائدہ ادبیہ	523	خواص
589	الکعند' والکعند	545	فائدہ اخری	523	خاتمہ
590	الکندش	546	اصحاب کہف کے مکمل حالات	524	تعبیر الروایا
590	الکھف	547	معاویہؓ اور اصحاب کہف	524	کرکی
590	الکودن	550	تین غار والے	525	فائدہ
590	الکوسنج	574	کتوں سے حفاظت کا دم	525	نبوت محمدی کیسے معلوم ہوئی؟
590	شرعی حکم	575	ایک مسئلہ	526	ختم نبوت
591	الکھول	575	ایک مسئلہ	528	شرعی حکم

618	ابن المقرض	07	اللیل	باب اللام	591	لاى
619	شرعی حکم		باب المیم			
619	المقوقس	608	مارية		591	اللباد
621	المکاء	608	المازور		591	ضرب الامثال
622	المکلفه	608	الماشیه		592	اللبنوة
622	الملکة	609	تذنیب		597	تعبیر الروایا
622	المناره	609	مالک الحزین		597	اللجا
623	المنخنة	610	حکم		597	شرعی حکم
623	فرع	610	خواص		597	تعبیر الروایا
623	المنشار	610	المتردية		597	اللحکاء
624	الموقوذة	610	شرعی حکم		598	حکم
624	الموق	610	المجثمه		598	اللخیم
624	المول	610	المثا		599	شرعی حکم
624	المها	611	المربح		599	اللغوس
625	فانده	611	المرء		599	اللعوة
626	طبی فوائد اور خواص	611	المرزم		599	اللقة
626	تعبیر الروایا	611	حکم		600	نام اچھے رکھیں
627	المهر	611	المرعة		601	اللغوه
627	اشاره	611	حکم		601	اللقاط
628	ملاعب ظله	611	خواص		602	شرعی حکم
628	ابو مزینہ	611	مسهر		602	اللقلق
628	ابنة المطر	611	خواص		603	اللہق
628	ابو الملیح	612	المطية		603	اللهم
629	ابن ماء	614	تمه		603	اللوب، النوب
	باب النون	617	المعراج		604	اللوشب
629	الناب	618	المعز		604	اللیاء
629	الناس	618	طبی فوائد اور خواص		604	اللیث

679-----	طبی فوائد اور خواص	660-----	نمرود کا ہوائی جہاز	629-----	فرع
679-----	تعبیر الروایا	661-----	تمتہ	630-----	الناضح
680-----	النعبول	661-----	شرعی حکم	631-----	الناقہ
680-----	النعرة	661-----	ضرب الامثال	638-----	شرعی حکم
680-----	شرعی حکم	661-----	قوم عاد اور عذاب	638-----	ضرب الامثال
680-----	ضرب الامثال	663-----	لقمان اور گدھ	639-----	طبی فوائد اور خواص
680-----	النعیم	663-----	طبی فوائد اور خواص	639-----	تعبیر الروایا
681-----	فائدہ	664-----	تعبیر الروایا	640-----	الناموس
683-----	النعیر	665-----	نساف	640-----	الناہض
پرندوں کو پنجروں میں رَہنے کی شرعی		665-----	نسناس	640-----	النباج
384-----	حیثیت	665-----	نسناس کی کہانی	641-----	النبر
384-----	شرعی حکم	666-----	شرعی حکم	641-----	النجیب
384-----	النعض	667-----	تعبیر الروایا	642-----	النحام
384-----	النعف	667-----	النسنوس	642-----	شرعی حکم
385-----	النفار	667-----	النضو	643-----	النحل (شہد کی مکھی)
385-----	النفاز	668-----	النعاب	647-----	ست نہ بنو
385-----	النفاقہ	668-----	شرعی حکم	649-----	ایک عجیب و غریب بات
385-----	النقد	670-----	النعام	650-----	ایک عمدہ بات
385-----	ضرب الامثال	671-----	زبان کی اصلاح ضروری ہے	651-----	فائدہ
686-----	النکل	675-----	شرعی حکم	655-----	ایک اور فائدہ
686-----	النمر	676-----	ضرب الامثال	656-----	شرعی حکم
687-----	شرعی حکم	677-----	طبی خواص	656-----	ضرب الامثال
687-----	ضرب الامثال	677-----	تعبیر الروایا	657-----	خواص
687-----	طبی فوائد اور خواص	678-----	النعثل	657-----	تعبیر الروایا
688-----	تعبیر الروایا	678-----	النعجة	658-----	النحوص
688-----	النمس	679-----	نبی ﷺ کی عظیم معافی	658-----	النسر
689-----	حکم	679-----	ضرب الامثال	659-----	بخت نصر اور گدھ

719-----	الھر	703- روم کے بادشاہ کے پانچ سوال	689-----	طبی فوائد اور خواص
720-----	بلی اور عورت	باب الھاء	689-----	تعبیر
720-----	بلی پر رحم	704-----	689-----	النمل
722-----	ایک عجیب واقعہ	704-----	691-----	اللہ کا بندوں سے انصاف
723-----	شرعی حکم	707-----	693-----	تکبر نہ کریں !!
723-----	بلی کا جوٹھا پاک ہے	708-----	693-----	سلیمان اور چیونٹی
724-----	فرع	708-----	695-----	فائدہ آخری
724-----	ضرب الامثال	709-----	696-----	چیونٹیاں بھگانے کا طریقہ
725-----	تمہ	709-----	696-----	شرعی حکم
729-----	تعبیر الروایا	709-----	697-----	ضرب الامثال
729-----	الھر نصابة	709-----	697-----	طبی فوائد اور خواص
729-----	ھرثمہ	709-----	697-----	تعبیر الروایا
729-----	الھرھیر	709-----	698-----	النھار
730-----	ھوزون ھوزان	710-----	698-----	النھاس
730-----	الھزار	711-----	698-----	النھس
730-----	الھزبر	711-----	699-----	شرعی حکم
731-----	الھرعة	711-----	699-----	النھام
732-----	الھف	711-----	699-----	النھسر
732-----	الھقل	715-----	699-----	النھشل
732-----	ضرب الامثال	715-----	699-----	النواح
732-----	الھقلس	715-----	699-----	النوب
732-----	الھمج	715-----	700-----	النورس
733-----	الھمع	717-----	700-----	النوص
733-----	الھمل	717-----	700-----	النون
734-----	الھملع	718-----	700-----	سب سے پہلے اللہ نے کیا پیدا کیا
734-----	الھمھم	718-----	701-----	ظلم کی سزا
734-----	الھنبر	718-----	701-----	یونین اور مچھلی

762-----	ضرب الامثال	743-----	الورد	734-----	الهودع
763-----	طبعی فوائد اور خواص	743-----	الوردانی	734-----	الہوذہ
763-----	الوقواق	743-----	الورشان	735-----	الہوذن
763-----	بنات وردان	744-----	شرعی حکم	735-----	الہلابع
763-----	شرعی حکم	744-----	تمتہ	735-----	الہلال
764-----	فرع	745-----	الامثال	735-----	الہیشم
764-----	خواص	745-----	طبی فوائد اور خواص	736-----	الہیجمانہ
باب البیاء		745-----	تعبیر الرؤیا	736-----	الہیطل
764-----	یا جوج ماجوج	745-----	الورقاء	736-----	الہیعرہ
765-----	یا جوج ماجوج کون ہیں	748-----	الورد	736-----	الہیق
765-----	کیا یا جوج ماجوج انسان ہیں؟	749-----	شرعی حکم	736-----	الہیکل
767-----	دیوار ذوالقرنین کہاں ہے؟	750-----	اہم تنبیہ	736-----	ابوہرون
768-----	الیامور	752-----	ضرب الامثال	باب الواؤ	
768-----	الیؤیؤ	752-----	خواص	736-----	الوازع
769-----	شرعی حکم	752-----	تعبیر	737-----	الواق واق
769-----	طبی فوائد اور خواص	752-----	وزغہ	737-----	الواقی
769-----	الیحبور	758-----	تعبیر الرؤیا	737-----	الوبر
769-----	الیحمر	758-----	الوصع	738-----	شرعی حکم
769-----	شرعی حکم	758-----	الوطواط	739-----	الوج
769-----	طبی فوائد اور خواص	759-----	شرعی حکم	739-----	الوحرہ
769-----	جن نکالنے کا طریقہ	759-----	ضرب الامثال	739-----	الوحش
770-----	الیحوم	759-----	تعبیر الرؤیا	گھر سے نکلنے سے پہلے یہ	
770-----	الیراعۃ (جگنو)	759-----	الوعوع	740-----	ضرور کریں
771-----	ضرب الامثال	759-----	الوعل	741-----	جانوروں سے حساب
771-----	یربوع	موت کے وقت کیسی حالت		741-----	دشمنوں سے بچاؤ کی دعا
772-----	شرعی حکم	760-----	ہوتی ہے؟	743-----	الودع
772-----	ضرب الامثال	762-----	شرعی حکم	743-----	الوراء

772-----	طبی فوائد اور خواص
772-----	تعبیر
772-----	الیرقان
772-----	الیسف
772-----	الیر
773-----	الیعفور
773-----	الیعقوب
774-----	شرعی حکم
774-----	الیعملہ
775-----	الیمام
775-----	پانچ عجیب عورتیں
776-----	شرعی حکم
776-----	ضرب الامثال
776-----	خواص
776-----	الیهودی
776-----	الیوصی
776-----	الیعسوب



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## الجزء الثانی من کتاب حیاة الحیوان

### باب الزای

#### الزاع

یہ کووں کی ایک قسم ہے۔ اس کو زری بھی کہتے ہیں اور غراب الزرع بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا کوا ہے۔ کبھی کبھی اس کی چونچ اور پاؤں سرخ ہوتے ہیں۔ اس کو غراب الزیتون بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ زیتون بہت کھاتا ہے۔ یہ عمدہ شکل والا اور خوش منظر ہوتا ہے۔ لیکن عجائب المخلوقات میں ہے کہ یہ سیاہ اور بڑا ہوتا ہے اور ایک ہزار سال سے بھی زیادہ دیر زندہ رہتا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے۔ صحیح بات پہلی ہی ہے۔

ایک عجیب و غریب واقعہ: میں نے منتقی میں حافظ سلفی کی انتخاب میں یہ دیکھا ہے اور عجائب المخلوقات کے آخر ورق میں محمد بن اسماعیل سعدی سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن اشم نے مجھے بلایا جب میں اس کے گھر گیا تو اس کی دائیں جانب ایک جزدان تھا اس نے مجھے بٹھایا اور پھر جزدان کے کھولنے کا حکم دیا۔ تو ایک چیز نے اس جزدان سے اپنا سر نکالا جیسے انسان کا سر ہوتا ہے اور نیچے سے ناف تک کوئے کی طرح تھا۔ اس کے سینے اور پشت پر دو پھوڑے تھے۔ تو میں اس سے ڈر گیا۔ یحییٰ ہنسنے لگا۔ میں نے اس سے کہا اللہ آپ کی خیر کرے یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا اسی سے پوچھ لو۔ میں نے اس سے پوچھا تو کیا ہے؟ وہ اٹھا اور فصیح زبان سے یہ شعر کہنے لگا:

انا الزاع ابو عجوة      انا ابن الليث واللبوة

”میں زاع ہوں ابو عجوة ہوں میں شیر اور شیرنی کا بیٹا ہوں۔“

احب الراح والريحان      ن والقهوة والنشوة

”میں خوشی اور خوشبو کو اور قہوہ اور مستی کو چاہتا ہوں۔“

فلا عدوى يدي تخشى      ولا يحد لي سطوة

”نہ مجھ میں کوئی متعدی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی چیز مجھ پر غالب آسکتی ہے۔“

ولى اشياء تستظرف      يوم العرس والدعوة

”میرنی کچھ چیزیں ہیں جن کو شادی اور دعوت کے دن عمدہ سمجھا جاتا ہے۔“

فمنها سلعة في الظهر —————  
 ر لا تسترهما الفروة  
 ”ان میں سے ایک پشت میں پھوڑا ہے جس کو میرا چمڑہ چھپا نہیں سکتا۔“

واما السلعة الاخرى  
 فلو كان لها عروة  
 ”کاش کہ دوسرے پھوڑے کا کڑا بھی ہو۔“

لما شك جميع النسا  
 س فيها انهار كوة  
 ”تمام لوگ یہ شک نہ کریں کہ یہ لوٹا ہے۔“

پھر وہ چیخا اور بلند آواز سے زاغ زاغ کہا پھر اسی جزدان میں گھس گیا میں نے کہا اللہ قاضی صاحب کو عزت دے اور یہ عاشق بھی لگتا ہے۔ تو اس نے کہا یہ ایسا ہی ہے جیسے تمہارا خیال ہے۔ مجھے اس کے معاملے کا کچھ علم نہیں مگر بات یہ ہے کہ یہ امیر المؤمنین کے پاس ایک مہر شدہ کتاب کے ساتھ لایا گیا تھا۔ جس میں اس کے حالات تھے لیکن وہ مجھے نہیں مل سکی۔ یہ واقعہ حافظ ابوطاہر سلفی نے کسی دوسرے طریقے سے لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ موسیٰ نے کہا کہ ابوالحسن علی بن محمد نے کہا ہے کہ میں احمد بن ابی داؤد کے گھر گیا اس کے دائیں جانب ایک جزدان تھا۔ اس نے کہا اس کو کھولو اور ایک عجیب چیز دیکھو۔ تو میں نے اس کو کھولا اس سے ایک آدمی نکلا جس کی لمبائی ایک باشت کے برابر تھی۔ وہ درمیان سے اوپر تک مرد تھا۔ اور درمیان سے نیچے تک کوئے کی شکل پر تھا جس کی دم اور پاؤں بھی تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے تو میں نے اس کو اپنا پورا نسب بتایا۔ پھر میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

انا الزاغ ابو عجوة  
 حليف الخمر والقهوة  
 ”میں کو اہوں ابو عجوة ہوں شراب اور قہوہ کو پسند کرتا ہوں۔“

ولى اشياء لا تنكر  
 يوم القصف فى الدعوة  
 ”میری کچھ چیزیں ہیں کھیل کود کے دن دعوت میں ایسی ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔“

فمنها سلعة فى  
 الظهر لا تسترهما الفروة  
 ”ان میں سے ایک پیٹھ میں پھوڑا ہے جس کو چمڑا چھپا نہیں سکتا۔“

ومنها سلعة فى الصد  
 ر لو كان لها عروة  
 ”ان میں سے ایک سینے کا پھوڑا ہے کاش اس کا ایک کڑا ہو۔“

لما شك جميع النسا  
 س حقا انهار كوة  
 ”لوگ اس میں شک نہ کریں کہ یہ لوٹا ہے۔“

پھر اس نے کہا مجھے بھی کچھ عمدہ شعر سنا۔ تو میں نے اس کو یہ شعر سنائے:

وليل فى جوابنه فضول  
 من الاظلام اطل بس غيبان  
 ”بہت سی راتیں ہیں جن کے کناروں میں بہت زیادہ اندھیرے ہیں جو سیاہ گہرے ہیں۔“



كان نجومه دمع حبسس ترقرق بين اجفان الغوانى  
 ”گویا کہ اس کے ستارے رو کے ہوئے آنسو ہیں جو گانے والیوں کی پلکوں پر گر رہے ہیں۔“

پھر وہ چیخا ہائے میرا باپ ہائے میری ماں پھر وہ جزدان میں چلا گیا۔ ابن ابی داؤد نے کہا یہ بھی کوئی عاشق لگتا ہے۔  
 ابن خلکان نے یحییٰ بن اشم کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب اس کو بصرہ کا والی بنایا گیا تو اس کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔ اہل بصرہ نے اس کو چھوٹا سمجھا اور کہنے لگے قاضی کی عمر کتنی ہے۔ یحییٰ کو علم ہو گیا کہ یہ مجھے چھوٹا سمجھ رہے ہیں۔ تو وہ کہنے لگا میں عتاب بن اسید سے بڑا ہوں جس کو نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن مکہ کا قاضی بنایا تھا۔ اور معاذ بن جبل سے بھی جن کو نبی ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اور کعب بن سور سے بڑا ہوں جس کو حضرت عمرؓ نے بصرہ کا قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ یحییٰ بن اشم کا یہ جواب بطور دلیل تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب مامون نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو قاضی بنائے تو اس کے سامنے یحییٰ بن اشم کے متعلق ذکر کیا گیا تو اس نے انہیں بلایا تو دیکھا کہ یہ آدمی بد صورت ہے تو اس کو حقیر سمجھا یحییٰ یہ بات جان گیا تو کہنے لگا اے امیر المؤمنین اگر آپ کو میری شکل کے بجائے میرے علم سے مقصد ہے تو مجھ سے کوئی سوال کیجئے۔ جب مامون نے اس سے سوالات کئے تو اس نے درست جواب دیئے تو مامون نے اس کو قضاء کا عہدہ دے دیا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ مامون کے زمانے میں یحییٰ بن اشم اور احمد بن ابی داؤد المعتزلی کے علاوہ کسی ایسے آدمی کا علم نہیں ہو سکا جو اس کی حکومت پر غالب آیا ہو۔ یہ خفی تھا اور امام احمد بن حنبل کی آزمائش میں ان پر سب سے زیادہ سختی کرنے والا تھا۔ عنقریب آپ کی آزمائش کا کچھ ذکر باب الکاف لفظ کلب میں ان شاء اللہ آئے گا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ فقہ میں یحییٰ کی بڑی کتابیں تھیں لیکن لوگوں نے طوالت کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔ تاریخ اسلام میں یحییٰ کے لئے ایک ایسا دن ہے کہ اس جیسا کسی کے لئے نہیں ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ مامون شام کے راستے میں تھا تو اس نے متعہ حلال ہونے کا حکم جاری کر دیا تو کسی نے اس کی حرمت کے بارے میں دلیل دینے کی ہمت نہ کی سوائے یحییٰ کے۔ اس نے اس کے پاس اس کی حرمت واضح کی تو مامون نے کہا استغفر اللہ تعالیٰ تو پھر نکاح متعہ کی حرمت کا اعلان کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے یحییٰ سے کہا اے قاضی میں کتنا کھاؤں تو اس نے کہا کہ بھوک کے اوپر اور سیر ہونے سے کم اس آدمی نے کہا میں کتنا ہنسوں تو اس نے کہا اتنا ہنس کہ تیرا چہرہ کھل اٹھے مگر آواز بلند نہ ہو۔ اس نے پوچھا میں کتنا روؤں تو اس نے کہا تو اللہ کے خوف سے رونے میں بالکل نہ اکتا۔ اس نے کہا میں اپنے عمل کو کتنا چھپاؤں تو اس نے کہا جتنی طاقت رکھتا ہے۔ اس نے کہا میں کتنا اپنے عمل کا اظہار کروں تو اس نے جواب دیا کہ اتنا ظاہر کر کہ نیک آدمی تیری پیروی کر سکے اور لوگوں کی تعریفوں سے تو محفوظ رہے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ سبحان اللہ باتیں گھر کرنے والی ہیں اور عمل کوچ کرنے والا ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں یحییٰ میں کوئی عیب نہیں تھا مگر یہ کہ وہ لڑکوں سے پیار کرتا تھا اور برتری کا دلدادہ تھا جب کسی فقیہ کو دیکھتا تو اس سے حدیث کے متعلق پوچھتا جب کسی محدث کو دیکھتا تو اس سے نحو کی باتیں پوچھتا جب کسی نحوی کو دیکھتا تو اس سے علم کلام کے متعلق سوال کرتا تا کہ ان کو شرمندہ کرے اور نیچا دکھائے۔

ایک دن اس کے پاس اہل خراسان میں سے ایک آدمی آیا تو اس نے اس سے بات چیت کی یحییٰ نے دیکھا کہ وہ حافظ اور خوش مزاج ہے تو اس سے پوچھا کیا تو نے حدیث میں کچھ نظر کی ہے اس نے کہا جی ہاں اس نے پوچھا اصول میں تو نے کونسی چیز یاد کی اس نے کہا میں نے شریک سے اس نے ابوالحق سے اس نے حرث سے بیان کیا ہے کہ علیؑ نے ایک لوطی کو رجم کیا۔ تو اس نو وارد نے اس کو اس طرح خاموش کر دیا تو یحییٰ اس سے بات نہ کر سکا۔ یہ زبذہ کے مقام پر ۲۴۲/۲۴۳ ہجری میں فوت ہوا اور وہیں پر دفن ہوا۔

نقل کیا جاتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے بخش دیا ہے مگر مجھے زجر و توبیخ کی۔ اور کہا اے یحییٰ تو نے دنیا کی زندگی میں اپنے نفس کو اچھے برے اعمال میں ملوث کیوں کیا تو میں نے کہا اے رب میں نے اس حدیث پر بھروسہ کیا تھا جو مجھے ابو معاویہ الضریر نے بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو کہتا ہے کہ مجھے بوڑھے مسلمان کو آگ کا عذاب کرنے میں شرم آتی ہے تو اللہ نے فرمایا اے یحییٰ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اور میرے نبی ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ مگر تو نے دنیا میں اچھے اور برے عمل خلط ملط کر دیئے۔

”ذمامہ“ ذال معجمہ کے ساتھ بد خلقی کو کہتے ہیں اور ذال مہملہ کے ساتھ بد خلقی کو کہتے ہیں۔ ”اکثم“ تا مثلث کے ساتھ ہے۔ ”زبذہ“ راء کے فتح باء موحدہ اور ذال معجمہ کے ساتھ ہے۔ جو حاجیوں کے راستے میں مدینے کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ یہ وہی بستی ہے جہاں حضرت عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو شہر بدر کیا تھا۔ وہ وفات تک وہیں قیام پذیر رہے ان کی قبر وہاں ہی موجود ہے۔ جس کی لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔ امام رافعیؒ فرماتے ہیں یہی زیادہ صحیح ہے۔ یہی بات حکم حماد اور محمد بن الحسن نے کہی ہے۔ اور بیہقی نے شعب میں روایت کیا ہے کہ میں نے حکم سے کوئے کھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بڑے سیاہ کوؤں کو کھانا میں مکروہ سمجھتا ہوں اور جو چھوٹے ہیں جن کو زاغ کہا جاتا ہے انہیں کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ضرب الامثال ان شاء اللہ تعالیٰ باب الغین المعجمہ لفظ الغراب کے ضمن میں آئیں گی۔

طبی فوائد اور خواص: زاغ کی زبان کو خشک کر کے کسی پیاسے کو کھلا دی جائے تو اس کی پیاس ختم ہو جائے گی۔ اگر چہ گرمی شدید ہو۔ اسی طرح اس کے دل کو خشک کر کے پس کر کوئی آدمی پی لے تو اس کو سفر میں پیاس نہیں لگے گی۔ کیونکہ یہ پرندہ سخت گرمی میں پانی نہیں پیتا۔ اس کا پتہ مرغ کے پتے میں ملا کر آنکھوں میں بطور سرمہ لگایا جائے تو آنکھوں کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور اگر اس کو بالوں پر ملا جائے تو وہ بڑے عجیب طریقے سے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اس کا پوٹھا کھانے سے ابتدائی نزول الماء من العین کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

تعبیر الروایا: ایسا زاغ جس کی چونچ میں سرخی ہو خواب میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی رعب دار اور کھیل کود کا شوقین آدمی ہے۔ ارطامیدورس کہتے ہیں کہ خواب میں زاغ کو دیکھنا ایسے لوگوں پر دلالت کرتا ہے جو مشارکت کو پسند کرتے ہیں اور کبھی

فقیر لوگوں پر دلالت کرتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ولد الزنا پر دلالت کرتا ہے۔ یا ایسے آدمی پر جس میں خیر و شر کے دونوں پہلو موجود ہوں۔

## الزاقی

مرغ کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع زواقی ہے۔ کہا جاتا ہے زقاہ زقاہ کوئی چیخے۔ چیخنے والے کو زاق کہتے ہیں۔ ہشام بن عروہ کی حدیث میں ہے کہ انت اثقل من الزواقی یعنی جب وہ سحری کے وقت چیختا ہے تو رات کو باتیں کرنے والے اور دوست ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ الزقو، الزقی دونوں مصدر ہیں۔

کہا جاتا ہے۔ زقی الصدی یزقو، یزقی زقا۔ یعنی صدی پر ندے نے آواز نکالی اس کو جو ہری نے کہا۔ اور اس سے پہلے بومہ کے متعلق توبہ بن حمیر جو لیلیٰ اخیلیہ کا ساتھی ہے کا قول گزر چکا ہے۔

ولو ان لیلی الاخیلیہ سلمت علی و دونی جندل و صفائح  
”اگر لیلیٰ اخیلیہ مجھ کو سلام کہے اور اس کے اور میرے درمیان صاف پتھر ہوں۔“

لسلمت تسلیم البشاشة او زقا الیہا صدی من جانب القبر صائح  
”تو میں اس کو خوشی کا سلام بھیجوں گا یا قبر کی طرف سے کوئی چیخنے والا آواز دے گا۔“  
عنقریب لفظ صدی باب الصاد میں اس کا ذکر آئے گا۔

## الزامور

توحیدی کہتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹی سی مچھلی ہوتی ہے۔ جو لوگوں کی آوازیں سننے سے مانوس ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ کشتیوں کے ساتھ ساتھ جاتی ہے تاکہ کشتی والوں کی آواز سے لذت حاصل کرے۔ یہ جب بڑی مچھلی کو دیکھتی ہے۔ کہ وہ اس سے ٹکرا کر اس کو مارنے لگی ہے تو یہ کود کر اس کے کان میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور وہاں آوازیں نکالتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ ساحل کی طرف بھاگ جاتی ہے۔ اور کسی چٹان یا خشک کنارے پر جاتی ہے اور وہاں اپنا سر مارتی ہے یہاں تک کہ مر جاتی ہے۔ کشتیوں والے اس سے محبت کرتے ہیں اور کھلاتے ہیں اور اس کو تلاش کرتے ہیں تاکہ وہ ان سے مانوس ہو۔ اور اپنی کشتیوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ حملہ کرنے والی مچھلی کے نقصان سے محفوظ رہیں۔ جب وہ شکار کا جال ڈالتے ہیں اور اس میں زامور آ جائے تو اس کو عزت کرتے ہوئے نکال دیتے ہیں۔

## الزبابہ

زبابہ کے فتح اور دو باؤں کے درمیان الف ہے۔ یہ وہ خشکی کا چوہا ہے جو ضرورت کی اور بے ضرورت کی چیزیں چراتا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ اندھا اور بہرا ہوتا ہے اس کی جمع زباب ہے۔ یہ جاہل آدمیوں کے مشابہہ ہوتا ہے۔ حارث بن کلدہ کہتے ہیں۔

ولقد رایست معاشرا جمعا والہم مالا وولدا

”میں نے کچھ جماعتوں کو دیکھا جنہوں نے مال اولاد جمع کر رکھی ہے۔“

وہم زباب حائبر لا تسمع الآذان رعدا

”وہ حیران چوہے ہیں جن کے کان کڑک کی آواز نہیں سنتے یعنی مردے ہیں۔“

یہاں پر زباب کو حیرانی سے موصوف کیا گیا ہے اور حیرانگی اندھے کو لاحق ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رزق عقل کی مقدار پر تقسیم نہیں ہوتا۔ ولد کا لفظ واحد اور جمع کے لئے واؤ کے ضمہ سے آتا ہے اور لا تسمع الآذان کا مطلب ہے کہ ان کے کان کڑک کی آواز نہیں سنتے۔ یہاں اضافت کے بجائے ال پر اکتفا کیا گیا۔ جیسے اللہ نے فرمایا فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ بے شک جنت ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔ یہاں ماوہم کی جگہ الماوی استعمال ہوا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ ان کے کان سخت بہرے ہونے کی وجہ سے کڑک کی آواز نہیں سنتے۔

امام شعبلی نے فقہ اللغة میں کہا ہے۔ کہا جاتا ہے فی اذانه وقر۔ یعنی اس کے کانوں میں بوجھ ہے۔ جب یہ زیادہ ہو جائے تو وقر کی جگہ صمم استعمال ہوگا اگر مزید زیادہ ہو تو اس کو طرش کہتے ہیں اگر کڑک کی آواز بھی نہ سن سکے تو صلخ ہوگا۔ اس چوہے کی خاصیت برا ہونا ہے اور خلد چوہے کی خاصیت اندھا ہونا ہے۔ اس کا حکم بھی ان شاء اللہ باب الفاء لفظاً ر میں آئے گا۔ ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اسرق من زبابة کیونکہ یہ سب کچھ چراتا ہے چاہے ضرورت ہو یا نہ ضرورت ہو۔

## الزبب

یہ بلی کی طرح ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے۔ یہ بات عباب میں مذکور ہے۔

کامل ابن اشیر میں ۳۰۴ ہجری کے حوادث میں لکھا ہے۔ کہ ان حوادث میں سے ایک یہ ہے کہ بغداد کے عوام ایک حیوان زبب سے خوفزدہ رہنے لگے اور کہتے تھے کہ یہ رات کو ان کی چھتوں پر دکھائی دیتا ہے اور ان کے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ کسی مرد یا عورت کے ہاتھ کو اس طرح چباتا ہے کہ اس کو کاٹ ڈالتا ہے۔ لوگ اس کی چوکیداری کرتے اور اس کا خیال رکھتے۔ اور برتن اور تھال وغیرہ بجا کر اس کو ڈراتے تھے اس وجہ سے پورا بغداد بجنے لگتا۔ پھر بادشاہ کے ساتھیوں نے رات کو ایک ایسے حیوان کا شکار کیا جو سیاہ داغوں والا چھوٹے ہاتھ پاؤں والا تھا۔ اور کہنے لگے یہ زبب ہے اور اس کو پل پر سولی دے دی تو لوگ سکون سے رہنے لگے۔

## الزخارف

یہ زخرف کی جمع ہے۔ یہ چار ٹانگوں والی چھوٹی مکھی ہوتی ہے۔ یہ پانی پر اڑتی ہے۔ اوس بن حجر کہتے ہیں۔

تذکر عینا من عمان وماؤھا لہ حدب تستن فیہ الزخارف

”وہ عمان کے چشمے اور اس کے پانی کو یاد کرتی ہے۔ اس کے گڑھوں میں زخارف نہاتی ہیں۔“

## الزرزور

زاء کے ضمہ سے ہے۔ چڑیا کی ایک قسم ہے۔ اس کو زرزور اس لئے کہتے ہیں کہ یہ آواز کرتی ہے۔ جا حظ کہتے ہیں ہر چھوٹے پروں والے پرندے کو زرزور کہتے ہیں جیسے زرازیر اور عصافیر ہیں۔ جب ان کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو یہ اڑ نہیں سکتے۔ جیسے انسان کی ٹانگ کاٹ دی جائے تو دوڑ نہیں سکتا۔ اس کا حکم عنقریب عصفور کے ضمن میں آئے گا۔

فائدہ:

طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں زرازیر کی طرح کے سبز پرندوں میں ہوتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ اور ان کو جنت کے پھلوں سے رزق دیا جاتا ہے۔ ہمارے شیخ برہان الدین قیراطی نے کیا خوب کہا ہے۔

قد قلت لما مربی معرضا      و کفہ یحمل زرزورا  
”جب وہ منہ موڑے میرے پاس سے گزرا اور اپنی ہتھیلی پر زرزور اٹھائے ہوئے تھا تو میں نے کہا۔“

یاذا الذی عذبنی مطلہ      ان لم تزر حقاً فزر زورا  
”اے وہ شخص جس کی ڈھیل نے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اگر تو سچ مچ میری زیارت کو نہیں آئے گا تو پھر زرزور ہی سہی۔“

عبدالحسن بن عثمان بن غانم کی مناقب شافعی میں ہے کہ امام شافعی نے عجائب الدنیا میں کہا ہے۔  
زرزور کی شکل پر تانبے کا ایک طلسم روم میں بنایا گیا تھا اس میں سال میں ایک دفعہ سیٹی بجائی جاتی تھی تو اس جنس کے سارے پرندے اپنی چونچ میں زیتون لے کر آتے جب زیتون اکٹھا ہو جاتا تو اس کو نچوڑ لیتے اور اس سے ان کا اس سال کا تیل بن جاتا۔  
اس کا ذکر ان شاء اللہ عنقریب باب السین سودانیہ کے ضمن میں آئے گا۔

شرعی حکم: چڑیوں کی قسم ہونے کی وجہ سے حلال ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا گوشت قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کا خون پھوڑے پر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ زخم پر زرزور کی راکھ ڈالنے سے زخم بھر جاتے ہیں۔

تعبیر الروایا: زرزور خشکی اور سمندری سفر میں آنے جانے پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ بہت سفر کرنے والے آدمی پر دلالت کرتا ہے جیسے کرائے والا آدمی جو کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اس کا خواب میں کھانا حلال مال ہے۔ کیونکہ جب آدم جنت سے اتارے گئے تو انہوں نے اپنے اوپر کھانا پینا حرام کر لیا تھا اور توبہ قبول ہونے تک کچھ نہ کھایا۔

بعض دفعہ اچھے برے اعمال کے خلط ملط ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یا ایسے مرد پر جو غنی ہونے فقیر ہونے شریف ہونے گھٹیا ہو۔ کبھی کبھی کمزوری اور معمولی عیش و عشرت پر قناعت کی دلیل ہے۔ کبھی کبھی یہ کاتب ہوتا ہے۔

## الزرق

یہ باز اور باشق کے مابین ایک پرندہ ہے۔ جس کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔  
فراء کہتے ہیں۔ یہ سفید باز ہوتا ہے۔ اس کی جمع زراریق ہے۔ یہ باز کی ایک عمدہ قسم ہے۔ لیکن نہایت گرم خشک مزاج ہے۔  
اسی لئے اس کے بازو مضبوط ہوتے ہیں اور تیز دوڑتا ہے اور زبردست پیش قدمی کرتا ہے۔ اس میں خباثت اور مکاری ہوتی ہے۔  
اس میں عمدہ رنگ والا سیاہ پیٹھ والا اور سفید سینے والا اور سرخ آنکھ والا ہوتا ہے۔

حسن بن ہانی نے اپنی کتاب طریفة میں اس کی صفت بیان کی ہے۔

قد اغتدی بسفرة معلقة فيها الذی یریدہ من مرفقہ  
”میں ایک صبح سویرے دسترخوان لے کر گیا جو لڑکا ہوا تھا۔ اس میں ضرورت کی تمام چیزیں تھیں۔“

مبک را بزرق او زرقة وصفته بصفة مصدقہ  
”میں سویرے سویرے زرق اور زرقة کو لے کر نکلا اس کی یہ سچی صفات ہیں۔“

کان عينه لحسن الحدقة نرجسة نابتة فی ورقہ  
”اس کی آنکھ اپنے ڈھیلے کی خوبصورتی کی وجہ سے زگس کی طرح ہے جو اپنے پتے پر اگنے والی ہے۔“

ذو منسر مختضب بعلقہ کم وزه صدنابه ولقلقه  
”اس کی چونچ ہے جو عمدگی سے رنگی ہوئی ہے۔ کتنے ہی بطخ ہم نے اس کے ساتھ شکار کئے اور لقلق شکار کئے۔“

سلاحه فی لحمها مفرقه.

”اس کا ہتھیار ان کے گوشت کو پھاڑنے والا ہے۔“

شرعی حکم: اس کو کھانا جائز ہے جیسے باز کے ضمن گزر چکا ہے۔

## الزرافة

اس کی کنیت ام عیسیٰ ہے۔ اس کا تلفظ زاء کی فتح اور ضمہ دونوں طرح ہے۔ یہ خوبصورت شکل کا ہوتا ہے۔ لمبے ہاتھوں والا اور  
چھوٹی ٹانگوں والا ہوتا ہے۔ اس کی ٹانگوں کی مجموعی لمبائی دس ذراع ہوتی ہے۔ اس کا سراونٹ کی طرح ہوتا ہے۔ اور سینگ گائے  
کی طرح اور چمڑا چیتے کی طرح اور کھر گائے کی طرح اور دم ہرنی کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں میں گھٹنا نہیں ہوتا۔ اس کے  
گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ یہ جب چلتا ہے تو بائیں پاؤں اور دائیں ہاتھ آگے کرتا ہے۔ اس کے برعکس باقی چوپائے  
اس کے برعکس چلتے ہیں۔

اس کی طبیعت میں دوستی اور انس ہے۔ یہ جگالی کرتے ہیں اور میٹنی کرتے ہیں۔ جب اللہ نے اس کے رزق کو درختوں میں  
رکھا تو اللہ نے اس کی اگلی ٹانگوں کو لمبا کر دیا تاکہ ان سے چرنے میں مدد لے سکے۔

یہ بات قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہی ہے اور ابن خلکان نے محمد بن عبد اللہ عقیلی بصری اخباری مشہور شاعر کے ترجمہ میں

ذکر کیا ہے۔ کہ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ زرافہ زاء کے فتح اور ضمہ دونوں طرح ہے۔ یہ ایک مشہور جانور ہے۔ جو تین جانوروں سے مل کر بنتا ہے۔ جنگلی اونٹنی، جنگلی گائے اور زبجو زبجو اونٹنی سے جفتی کرتا ہے تو بچہ اونٹنی اور بچو کے مابین پیدا ہوتا ہے پھر اگر وہ مذکر ہو تو گائے سے جفتی کرتا ہے اس سے زرافہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ حبشہ کے شہروں میں ہوتا ہے۔ اس کو اسی لئے زرافہ کہتے ہیں جس کا معنی جماعت ہے۔ کیونکہ یہ کئی جانوروں سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو زرافہ کہتے ہیں۔

عجمی لوگ اس کو اشتر گاؤ پلنگ کہتے ہیں۔ کیونکہ اشتر اونٹ کو کہتے ہیں اور گاؤ گائے کو کہتے ہیں اور پلنگ بچو کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول یہ مختلف حیوانات سے پیدا ہوتا ہے۔

گرمیوں میں جنگلی جانوروں اور چار پاؤں کے اکٹھا ہونے کی جگہ پانی ہوتے ہیں۔ وہاں ہی یہ ایک دوسرے سے جفتی ہوتے ہیں اور حاملہ ہوتے ہیں۔ اور کچھ نہیں بھی ہوتے۔ اور کبھی کبھی ایک مونٹ کو کئی حیوان جفتی کرتے ہیں تو ان سب کا پانی جمع ہونے سے مختلف شکل، صورت، رنگ والی مخلوق پیدا ہو جاتی ہے۔

جاہظ اس قول کو پسند نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ یہ بڑی جہالت ہے جو ایسے آدمی کرتے ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یہ ایسا حیوان ہے جو اپنی نسل کو خود قائم رکھتا ہے جیسے گدھا اور گھوڑا ہوتے ہیں۔ اور جو چیز اس بات کو ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا بچہ اس کی شکل پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات دیکھی گئی ہے اور ثابت ہو چکی ہے۔

شرعی حکم: اس کے حکم میں دو چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ حرام ہے۔ صاحب تنبیہ نے یہی بات جزا کہا ہے۔ نووی کی شرح مہذب میں ہے کہ یہ بلا اختلاف حرام ہے۔ بعض نے اس کو ماکول اور غیر ماکول کے ملاپ سے پیدا ہونے والا قرار دیا ہے۔ حنابلہ میں سے قاضی ابوالخطاب نے اس کی حرمت ذکر کی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حلال ہے۔ شیخ تقی الدین بن ابی الدم حموی نے اسی طرح فتویٰ دیا ہے۔ اور قاضی حسین کے فتویٰ سے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

ابوالخطاب نے وہ بات کہی ہے جو حلال ہونے کے موافق ہے۔ اس نے اپنی فروع میں دو قول نقل کئے ہیں۔ ایک یہ کہ کرکی، بلخ، زرافہ کیا ان کا کفارہ بکری سے ہوگا یا قیمت سے؟ اور فد یہ صرف ماکول چیز کا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کے لفظ کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ لفظ زرافہ نہیں بلکہ زراقہ بالقاف ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی نے کہا کہ یہ علت کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ معروف نہیں ہے۔ اور انہوں نے اپنی حلیات میں اس کی حلت کو پسند کیا ہے۔ جس طرح ابن ابی الدم نے فتویٰ دیا اور قاضی حسین نے اس کو نقل کیا ہے۔ تتمہ کا تمہ کا یہ ہے کہ نووی کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اور جو دعویٰ ابوالخطاب نے کیا ہے اس کو اس جنس پر محمول کیا جائے گا جو اپنی کچلیوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ مگر جو چیز ہم نے مشاہدہ کی ہے تو اس سے اس کی حرمت کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ اور یہی بات میں مصر میں سنتا آیا ہوں۔ ابن ابی الدم نے شرح التنبیہ میں کہا کہ جو شیخ نے تنبیہ میں ذکر کیا ہے یہ چیز مذہب کی کتابوں میں نہیں ہے۔

قاضی حسین نے کہا ہے کہ یہ حلال ہے پھر اس نے کہا کہ یہ حلال جانوروں کے زیادہ مشابہ ہے جیسے گائے اور اونٹ وغیرہ۔ اور یہ چیز اس کی حلت پر دلالت کرتی ہے۔ ممکن ہے شیخ نے یہ بات اہل لغت کی اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے کہی ہو کہ یہ درندوں میں سے ہے اور وہ اس کا یہی نام رکھتے ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حلال نہ ہو۔ جب یہ بات اس طرح ہے تو کتاب العین میں

ہے کہ زرافہ زاء کی فتح اور ضمہ سے ہے اور یہ درندوں میں سے ہے۔ اس کو فارس میں اشترگاؤ پلنگ کہتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ زرافہ جنگلی اونٹنی اور بچو سے پیدا ہوتا ہے۔ تو بچہ اونٹنی اور بچو کی پیدائش کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ بچہ مذکر ہو تو وحشی گائے کے ساتھ جفتی کرانے سے زرافہ پیدا ہوتا ہے اس کا نام یہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ اونٹ بھی ہے اور اونٹنی بھی ہے جب یہ صورت حال ہے اور شیخ نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ یہ درندہ ہے۔ تو اس نے یہ خیال کر لیا کہ یہ سچ سچ درندہ ہے۔ حالانکہ اس نے اس کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر انہی باتوں سے اس نے اس کے حرام ہونے کی دلیل پکڑ لی۔

یہ بات گزر چکی ہے۔ کہ جاہظ کو یہ قول پسند نہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ قول صریح جہالت ہے۔ زرافہ ایک قائم بالذات جانور ہے۔ جیسے گھوڑے اور گدھے کی اپنی نسل ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں جاہظ کی بات اس بات کے مخالف ہے جس کو ابن ابی الدم نے کتاب العین کے مصنف سے نقل کیا ہے کہ یہ دو ما کو لین کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے اور جو ابن ابی الدم نے اونٹ اور گائے سے اس کے مشابہہ ہونے کی دلیل لی ہے وہ بعید ہے کیونکہ اس کے ہاتھوں کا لمبا ہونا اور ٹانگوں کا چھوٹا ہونا مشابہہ میں ہے اور اگر شبیہ بعید کافی ہوتی تو صرارہ کا کھانا بھی حلال ہوتا۔ کیونکہ وہ ٹڈی کے مشابہہ ہے۔ اور اس کا کھانا بھی جائز ہوتا کیونکہ اس کا موزہ بھی اونٹ کے موزے کی طرح ہے۔

شرح مہذب میں مذکور ہے کہ بعض نے زرافے کو ماکول اور غیر ماکول سے متولد کہا ہے اور اس بات کو اس کی حرمت کی دلیل بنایا ہے۔ لیکن جاہظ کا کلام اس کی نفی کرتا ہے اور حلت کا تقاضا کرتا ہے۔ اور فتویٰ حلبیات میں یہی پسندیدہ ہے۔ کما سبق اور یہی مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب کا مقتضی بھی یہی ہے اور احناف کے قواعد بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔

جب اقوال ایک دوسرے کے متعارض آگئے ہیں تو اس کے مدلول کا اعتبار گر گیا تب ہم اصلی اباحت کی طرف لوٹ آئے اور اس کو ان چیزوں میں ملا دیا جن میں تحریم و تحلیل کی نص نہیں ہے۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الواو لفظ ورل کے ضمن میں ان چیزوں کے ذکر میں آئے گا جن کی تحریم و تحلیل میں کوئی نص نہیں۔ طبی خواص: اس کا گوشت غلیظ سوداوی ہے۔ اور ردی الغذاء ہے۔

تعبیر الروایا: زرافے کو خواب میں دیکھنا مالی آفت کی علامت ہے۔ کبھی کبھی معزز یا خوبصورت عورت پر دلالت کرتا ہے۔ کبھی کبھی اس کی طرف سے عجیب و غریب خبروں کے آنے کی اطلاع ہے۔ اگر یہ بے فائدہ شہر میں داخل ہو تو اس میں خیر نہیں بلکہ مالی آفت ہوگی اور جوان میں سے مانوس ہو جائے وہ ساتھی ہوگا خاوند ہوگا یا بیٹا ہوگا مگر اس کے دھوکے سے نہیں بچا جاسکتا۔ بعض دفعہ ایسی عورت سے اس کی تعبیر دی جاتی ہے جو خاوند کے ساتھ ثابت قدم نہ رہے کیونکہ یہ اپنی پیٹھ پر کسی کو سوار نہیں رہنے دیتا۔

## الزریاب

کتاب منطلق الطیر میں ہے کہ اس کو ابو زریق کہتے ہیں۔ نیز کہا گیا ہے کہ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے۔



دل سے نکلی دعا کا نتیجہ ایک واقعہ: ایک آدمی بغداد سے نکلا اس کے پاس چار سو درہم تھے اس کے پاس اور کچھ بھی نہیں تھا اور نہ کسی چیز کا مالک تھا۔ راستے میں اس نے زریاب کے بچے دیکھے تو ان کو اپنے تمام پیسوں سے خرید لیا۔ پھر بغداد واپس آ گیا۔ جب صبح ہوئی دکان کھولی اور بچوں کو وہاں لٹکا دیا۔ تو ٹھنڈی ہوا چلنے سے وہ مر گئے مگر ایک بچہ گیا جو سب سے زیادہ کمزور اور چھوٹا تھا۔ اس آدمی نے اپنی فقیری پر یقین کر لیا پھر وہ ہر رات اللہ سے آہ زاری کر کے دعا کرنے لگا اور کہنے لگا یا غیاث المستغیثین اغثنی۔ جب صبح ہوئی تو سردی ختم ہو گئی اور اس بچے کے پراگنے لگے اور وہ فصیح آواز سے بولنے لگا۔ یا غیاث المستغیثین اغثنی۔ لوگ وہاں جمع ہو گئے اور اس کی آواز سننے لگے۔ وہاں سے امیر المؤمنین کی ایک لونڈی گزری اس نے اس کو ایک ہزار درہم سے لے لیا۔

دیکھو اللہ کے ساتھ جو شخص سچا ہو کر لگ جاتا ہے اور پوری ہمت سے آہ زاری سے اس کے سامنے متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے دل کو حاضر کر کے تمام ماسوا سے مایوس ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو ایسے آدمی کے ساتھ اللہ کیسا بہترین سلوک کرتا ہے۔ پس تم اس شخص کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو جس نے تمام ذرائع اور اسباب چھوڑ دیئے اور اللہ کی طرف ایسا متوجہ ہوا کہ جس کو کوئی چیز ہٹا نہیں سکتی اور نہ اللہ کے سامنے حجاب بن سکتی ہے۔ کیونکہ اصل حجاب انسان کا اپنا نفس ہے جو کہ فنا ہو چکا۔ اس وقت اللہ سے خطاب کرنا لذت دیتا ہے۔ اور کھانا پینا عمدہ ہو جاتا ہے۔ فسبحان من یختص برحمته من یشاء۔ وهو العزیز الوہاب۔

## الزغبة

چوہے کے مشابہہ ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اور کہا کہ میں نے عربوں سے زغبة کا لفظ سنا ہے اس بات سے انہوں نے عیسیٰ بن حمار بصری زغبة کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس آدمی نے رشد بن سعد بن عبد اللہ بن وہب اور لیث بن سعد سے روایت کیا ہے اور اس سے مسلم ابوداؤد ذنسانی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ۲۴۸ ہجری میں فوت ہوا۔

## الزغلول

زاء کی ضمہ سے کبوتری کے بچے کو کہتے ہیں۔ جب تک وہ چوگا کھاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ازغل الطائر فرخہ۔ پرندے نے اپنے بچے کو چوگا دیا زغلول اس کو کہتے ہیں جو بکریوں اور اونٹنیوں میں دودھ پینے والا ہو۔ مردوں میں سے زغلول ہلکے آدمی کو کہتے ہیں۔

## الزغیم

یہ ایک پرندہ ہے بعض نے کہا کہ راء غیر معجمہ سے ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الزقة

پانی کے پرندوں میں سے ایک پرندہ ہے۔ یہ دیر تک ٹھہرا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو پکڑا جا سکتا ہے۔ پھر یہ پانی میں غوطہ

لگاتا ہے اور دور جا کر نکلتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الزلزال

زلاء کے ضمہ سے ہے۔ ایک کیڑا ہے جو برف میں پلتا ہے۔ اس پر پیلے نقطے ہوتے ہیں۔ یہ ایک انگلی کے برابر ہوتا ہے لوگ اس کو اپنی جگہوں سے پکڑ کر لے جاتے ہیں تاکہ اس کے پیٹ کے پانی کو پی لیں کیونکہ یہ بہت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اسی لئے لوگ ٹھنڈے پانی کو زلال کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں لیکن صحاح میں ہے کہ ماء زلال کا معنی میٹھا پانی ہے۔

ابوالفرج عجمی نے شرح و جیز میں کہا ہے کہ جو پانی برف کے کیڑے میں ہوتا ہے وہ پاک ہے ان کا یہ قول قاضی حسین کے قول کے موافق ہے۔ جو انہوں نے کیڑوں کے متعلق کہا ہے۔ اور مشہور زبانوں پر یہ ہے کہ زلال ٹھنڈے پانی کو کہتے ہیں۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہے جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی اور نبی ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ انہوں نے کہا

واسلمت وجهی لمن اسلمت  
لہ المزن تحمل عذبا زلالا  
”میں نے اس کے لئے اپنا چہرہ مطیع کر دیا کہ جس کی بدلی بھی فرمانبردار ہے جو اپنے اندر میٹھا پانی اٹھائے ہوئے ہے۔“

ابوفوارس بن حمدان کا قول کیا ہی عمدہ ہے۔ اس کا نام حرث ہے۔

قد كنت عدتی التی اسطوبها  
ویدی اذا خان الزمان وساعدی  
”تو میرا ہتھیار تھا جس کے ذریعے میں حملہ کرتا تھا۔ اور جب زمانے نے خیانت کی تو تو ہی میرا ہاتھ اور بازو تھا۔“  
فرمیت منك بضد ما املته  
والمراء یشرق بالزلزال البارد  
”پھر مجھ پر خلاف توقع تیری طرف سے تیر برسائے گئے اور آدمی بیٹھے اور ٹھنڈے پانی سے اچھو کھاتا ہے۔“  
کسی دوسرے نے کہا:

ومن يك ذا فم مر مریض  
یجد مرابه الماء الزلالا  
”جو شخص کڑوے منہ والا ہو اس کو میٹھا پانی بھی کڑوا ہی لگتا ہے۔“

ابوالطاع بن حمدان وجیہ الدولہ کا قول کیا عمدہ ہے۔ اس کا لقب ذوالقرنین تھا یہ بڑا معزز شاعر تھا اس کی وفات ۴۲۸ ہجری میں ہوئی۔

قالت لطیف خیال زارنی ومضی  
بالله صفه ولا تنقص ولا تزدد  
”اس نے کہا ایک عمدہ خیال ہے جو میرے دل میں آیا اور چلا گیا خدا کے لئے اس کو میرے سامنے بیان کرو اور کم زیادہ نہ کرو۔“

فقال ابصرته لومات من ظما  
وقلت قف عن ورود الماء لم یرد

”تو اس نے کہا میں نے اس کو دیکھا ہے اگر وہ پیاس سے مرنے والا ہو اور تو نے اس کو پانی پر جانے سے روکا ہو تو وہ پھر بھی نہیں جائے گا۔“

قالت صدقت الوفا في الحب عادته يا بر د ذاك الذي قالت علي كبدى  
”اس نے کہا تو نے سچ کہا وفا محبت میں اس کی عادت ہے اے ٹھنڈک جو اس نے یہ بات کہی ہے میرے جگر پر لگی ہے۔“

اس کے عمدہ شعروں میں سے یہ بھی ہیں:

تري الثياب من الكتان يلمحها نور من البدر احيانا فيليها  
”تم دیکھتے ہو کہ چودھویں کا چاند سوتی کپڑوں پر کبھی کبھی روشنی ڈال کر ان کو بوسیدہ کر دیتا ہے۔“

فكيف تنكر ان تبلى معاصرها والبدر في كل وقت طالع فيها  
”تو پھر میرے محبوب کے ہم عصروں کی بوسیدگی کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ چاند ہر وقت ان پر چمکتا ہے۔“  
کسی دوسرے نے کہا۔

لا تعجبوا من بلا غائله قد زرا زراه على القمر  
”تم اس کے کپڑوں کے بوسیدہ ہونے پر تعجب نہ کرو کیونکہ اس کے بٹن چاند سے لگا دیئے گئے ہیں۔“

یہ بات اور اس سے پہلے شعر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ چاند کی روشنی روئی کے کپڑوں کو بوسیدہ کر دیتی ہے۔ جیسا کہ حاذق اطباء نے کہا ہے۔ خاص طور پر جب کپڑے سورج اور چاند کے جمع ہوتے وقت پانی میں ڈالے جائیں۔ تو وہ وقت سے پہلے ہی بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ چاند اور سورج کا جمع ہونا پچیسویں سے تیسویں تک ہوتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے ثوب حام۔ جب وہ جلدی پھٹ جائے۔ اور اس کا سبب وہی ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اور اس طرف ابن سینا نے اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے۔

لا تغسلن ثيابك الكتان ولا تصد فيها كذا الحيتان  
”سوتی کپڑے کو نہ دھو اور اسی طرح مچھلیوں کا شکار بھی اس وقت نہ کرو۔“

عند اجتماع النيرين تبلى وذا صحیح فاتخذہ اصلا  
”جب سورج اور چاند ایک برج میں جمع ہوں کیونکہ اس طرح کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے اور یہ بات صحیح ہے اس کو اصول بنا لو۔“

سوتی کپڑے کو چاند سے بچانا ضروری ہے اور سورج چاند کے اجتماع کے وقت کپڑے دھونے سے بھی بچنا چاہیے۔

شرعی حکم: ابو الفرج عجلی شرح و جیز میں کہتے ہیں کہ برف کے کپڑے کا پانی پاک ہے۔ ان کا یہ قول قاضی حسین کی بات کے قریب ہے۔ جو کپڑے کے متعلق گزر چکا ہے۔

زبانوں پر یہ بات مشہور ہے کہ زلال سے ٹھنڈا پانی مراد ہے۔ جیسا کہ جوہری وغیرہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

## الزماج

رمان کی طرح ہے۔ ایک پرندہ ہے جو جاہلیت میں مدینے کے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر ایسی بات کہتا تھا جس کی سمجھ نہیں آتی تھی کہا جاتا ہے۔ وہ اہل مدینہ کے باڑوں میں آتا اور ان کے پھل وغیرہ کھا جاتا۔ وہ اس کو تیر سے مار دیتے جو بھی اس کو کھاتا ہے مر جاتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا:

اعلیٰ العهد اصبحت ام عمرو لیت شعری ام غالها الزماج  
”کیا ام عمرو اپنے وعدے پر قائم ہے کاش کہ مجھے معلوم ہو یا اس کو زماج نے بے وفا کر دیا ہے۔“

## الزماج

خرد کے وزن پر مشہور پرندہ ہے۔ بادشاہ اس کے ذریعے پرندوں کا شکار کرتے ہیں۔ بزدرہ والے اس کو ہلکے شکاری جانوروں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ اپنی آنکھوں میں حرکت کرنے میں اور کودنے میں معروف ہے۔ لوگ اس کو دھوکے اور قلت و فا کے ساتھ موصوف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی طبیعت کثیف ہوتی ہے۔ یہ تعلیم کو دیر کے بعد قبول کرتا ہے۔ اس کی عادت یہ ہے کہ یہ زمین کے اوپر سے شکار کرتا ہے۔ اس کی خلقت میں سے پسندیدہ وہ ہوتا ہے جس کا رنگ سرخ ہو۔ یہ عقاب کی قسموں میں سے ایک ہے اور عنقریب اس کا ذکر اس کے باب میں آئے گا۔

جو ایسی نے کہا کہ زنج پرندوں کی جنس سے ہے اس کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ یہ زرعقاب ہے اور اس کی جمع زماج ہے۔ لیث نے کہا زنج عقاب سے کچھ چھوٹا پرندہ ہے۔ اس کی سرخی غائب ہوتی ہے۔ اس کو عجی لوگ دو برادران کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب یہ شکار سے عاجز آ جاتا ہے تو دوسرا بھائی اس کی مدد کرتا ہے۔

شرعی حکم: دیگر شکاری جانوروں کی طرح اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

طبی فوائد اور خواص: زنج کا گوشت ہمیشہ کھانے سے خفقان قلب کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے۔ اور اس کا پتہ سرمہ بنا کر ڈالا جائے تو آنکھ کی تاریکی اور پردہ آ جانے میں مفید ہے۔ اس کی بیٹ طلاء کرنے سے جھانیاں اور داغ ختم ہو جاتے ہیں۔

## زماج الماء

یہ وہ پرندہ ہے جس کو اہل مصر نورس کہتے ہیں یہ کبوتر جتنا یا اس سے بڑا سفید رنگ کا پرندہ ہوتا ہے۔ یہ فضا میں بلند ہوتا ہے پھر پانی میں غوطہ لگا کر مچھلی پکڑتا ہے یہ مردار نہیں کھاتا اور نہ ہی مچھلی کے علاوہ کوئی چیز کھاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے لیکن رویانی نے سمیری سے بیان کیا ہے کہ پانی کا سفید پرندہ اپنے گوشت کے خبیث ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ لقلق سے سوا پانی کے باقی تمام حیوان حلال ہیں اور اس کا ذکر ان شاء اللہ باب اللام میں آئے گا۔

## الزنبور

بھڑ کو کہتے ہیں۔ اور یہ مونث استعمال ہوتا ہے اور اس کی ایک لغت زنا نیر ہے کبھی کبھی شہد کی مکھی کو بھی زنبور کہہ دیتے ہیں اس کی جمع زنا نیر آتی ہے۔ ابن خالو یہ اپنی ”کتاب لیس“ میں کہا ہے۔ میں نے کسی سے بھی زنبور کی کنیت نہیں سنی سوائے اباعمر و اور زاہد کے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کی کنیت ابوعلی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہاڑی اور میدانی، پہاڑی پہاڑوں میں رہتی ہے اور درختوں میں گھونسلے بناتی ہے اور اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے پہلے یہ کیڑے کی طرح ہوتی ہے پھر مکھی بنتی ہے اور شہد کی مکھی کی طرح مٹی سے گھر بناتی ہے اور اپنے گھر کے چار دروازے بناتی ہے چاروں قسم کی ہواؤں کے چلنے کے لئے۔

اس کا ڈنگ ہوتا جس سے یہ ڈستی ہے یہ اپنی غذا پھلوں اور پھولوں سے حاصل کرتی ہے ان کے ز حیوانوں کا وجود مادہ سے بڑا ہوتا ہے۔

دوسری قسم بھڑ میدانی ہوتی ہے اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے یہ اپنا گھونسلہ زمین کے نیچے بناتی ہے اور چیونٹی کی طرح زمین سے مٹی نکالتی ہے سردیوں میں یہ چھپ جاتی ہے۔ کیونکہ جب یہ باہر نکلے تو مر جاتی ہے۔ یہ سردیوں میں ہمیشہ مردے کی طرح سوئی رہتی ہے۔ اور یہ چیونٹی کے برعکس سردیوں کے لئے خوراک جمع نہیں کرتی۔ جب موسم بہار آتا ہے تو بھڑیں سردی اور عدم خوراک کی وجہ سے خشک تنکے کی طرح ہو جاتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے جسم میں زندگی پھونکتا ہے تو یہ پہلے سال کی طرح زندگی گزارنے لگتی ہے اور اس کا معاملہ اسی طرح چلتا ہے۔ اس قسم کے رنگ مختلف ہوتے اور جسم لمبے ہوتے ہیں اس کی طبیعت میں حرص اور لالچ ہوتی ہے یہ پکی ہوئی چیزیں چاہتی ہے۔ یہ باورچی خانے میں جا کر وہاں سے گوشت کھاتی ہے۔ یہ اکیلی اڑتی ہے اور زمین کے اندر یاد یواروں میں رہتی ہے۔ اس جانور کا سارا جسم درمیان سے تقسیم سے ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہ اپنے پیٹ سے سانس نہیں لیتی۔ جب اس کو تیل میں ڈبویا جائے تو اس کی حرکت رک جاتی ہے کیونکہ اس کے منافذ اور سوراخ تنگ ہوتے ہیں۔ اگر اس کو سر کے نیس ڈالا جائے تو یہ زندہ رہتی ہے اور اڑ جاتی ہے۔

زخشری نے سورہ اعراف کی تفسیر میں کہا کہ کبھی کبھی جس چیز کی امید کی جاتی ہے جس کا واقع ہونا ضرور ہو اس کو واقع ہو جانے والی چیز کے برابر کیا جاتا ہے۔ اور اس بارے میں وہ روایت ہے کہ عبدالرحمن بن حسان بن ثابت انصاری اپنے باپ کے پاس گئے اور وہ رور ہے تھے۔ اور وہ اس وقت بچے تھے تو ان کے باپ نے کہا کیوں رور ہے ہو تو انہوں نے کہا مجھے ایک پرندے نے ڈس لیا ہے گویا کہ وہ حبرہ کی دو چادروں میں لپٹا ہوا ہے تو حسان نے کہا تو نے تو شعر کہہ دیا ہے کعبہ کے رب کی قسم ہے یعنی عنقریب تو شعر کہا کرے گا تو انہوں نے متوقع چیز کو واقع ہونے والی چیز کی طرح کر دیا اور اول کا قول کیا ہی اچھا ہے۔

وللزنبور والبازی جمعاً لدى الطیران اجنحة و خفق

”بھڑ اور باز دونوں جب اڑتے ہیں تو ان کے پر بھی ہوتے ہیں اور آواز بھی۔“

ولکن بینما یصطاد باز وما یصطاده الزنبور فرق

”لیکن جو چیز باز شکار کرتا ہے اور جو بھڑ شکار کرتی ہے ان دونوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔“

شیخ زہیر الدین بن عسکر قاضی السلامیہ نے کیا عمدہ بات کہتے ہیں۔

فی زخرف القول تزیین لباطلہ والحق قد یعتبریہ سوء تغیر  
” بناوٹی بات میں باطل کے لئے خوبصورتی ہے اور کبھی کبھی حق کو بھی بری تبدیلی لاحق ہو جاتی ہے۔“

تقول هذا مجاج النحل تمدحه وان ذممت فقل فیء الزنا بیر  
”شہد کی مکھی کا تھوک کہہ کر تم اس کی تعریف کرتے ہو اور جب مذمت کرنی ہو تو کہتے ہو کہ یہ بھڑوں کی قئے ہے۔“

مدحا و ذما وما غیرت من صفة سحر البیان یری الظلماء کالنور  
”مدح بھی کر دی اور مذمت بھی لیکن صفت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ بیان کی جادوگری ہے جو اندھیروں کو روشنی کی طرح دکھاتی ہے۔“

شرف الدولہ بن منقر بھڑ اور شہد کی مکھی کے متعلق یوں کہتے ہیں۔

ومغردین ترنما فی مجلس فنفاهما لا ذاهما الاقوام  
”ترنم سے دوگانے والے ہیں۔ جن کو لوگوں نے ان کے تکلیف دینے کی وجہ سے مجلس سے نکال دیا۔“

هذا وجود بما وجود بعکسه هذا فی حمد ذاك یلام  
”ان میں سے ایک کی سخاوت دوسرے کی سخاوت سے الٹ ہے۔ ایک کی تعریف کی جاتی ہے اور دوسرے کو ملامت کیا جاتا ہے۔“

ابن ابی الدنیا نے ابو مختار التیمی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ہم ایک دفعہ سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا ہم نے اس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک دن وہ اپنی کسی ضرورت کے لئے باہر نکلا تو اس پر بھڑیں جمع ہو گئی۔ اس نے ہم سے مدد مانگی ہم مدد کے لئے گئے تو انہوں نے ہم پر بھی حملہ کر دیا تو ہم نے اسے چھوڑ دیا تو مکھیوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اسی طرح اس ابن السبع نے اس کو شفاء الصدور میں روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ کئے کہ ہم نے اس کے لئے قبر کھودی تو زمین سخت ہو گئی اور ہم قبر نہ کھود سکے تو ہم نے اس کو وہاں زمین پر ہی ڈال دیا اور اس پر درختوں کے پتے اور پتھر رکھ دیئے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی پیشاب کر رہا تھا کہ ان بھڑوں میں سے ایک بھڑ اس کے ذکر پر آ بیٹھی مگر اس نے اُسے تکلیف نہ دی تو ہم سمجھ گئے کہ وہ بھڑیں اللہ کی طرف سے مامور تھیں۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یعلیٰ بن منصور رازی بغداد کے کبار علماء میں سے تھے۔ انہوں نے مالک اور لیث سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان پر بھڑوں کا ایک چھتہ گر پڑا۔ لیکن انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور نہ ہی کوئی حرکت کی یہاں تک نماز مکمل کر لی پھر انہوں نے دیکھا تو ان کا سر پھول کر قبہ بن چکا تھا۔

شرعی حکم: اس کے خبیث ہونے کی وجہ سے اسے کھانا حرام ہے اور اس کو مار ڈالنا مستحب ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عدی نے مسلمہ بن علی کے حالات زندگی میں انسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے بھڑ کو قتل کیا اس کو تین نیکیاں ملیں گی

پھر ان کے گھروں کو جلانا مکروہ ہے اس کو خطابی نے معالم السنن میں ذکر کیا ہے۔

امام احمد سے بھڑوں کے چھتوں میں دھواں دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب ان کی تکلیف کا ڈر ہو تو کوئی حرج نہیں اور دھواں دینا میرے نزدیک جلانے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور ان کا بیچنا جائز نہیں کیونکہ یہ حشرات میں ہے۔ خواص: زنبور کو جب تیل میں ڈالا جائے تو مر جاتی ہے پھر اگر اس کو سرکہ میں ڈالا جائے تو زندہ ہو جاتی ہے۔ بھڑوں کے بچوں کو چھتوں سے لے کر تیل میں جوش دیا جائے پھر اس پر سذاب اور زیرہ ڈالا جائے اور اس کو کھایا جائے اس سے قوت باہ اور شہوت جماع میں اضافہ ہوگا۔ عبدالملک بن زہر نے کہا ملوخیا کا رس اگر بھڑ کے ڈسنے کی جگہ پر لگایا جائے تو شفا ہوگی۔

تعبیر الروایا: بھڑ خواب میں جنگجو دشمن ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ عمارت بنانے والوں، نقب زنوں، اور انجینئر لیٹروں، حرام کمائی کرنے والوں اور گویوں پر دلالت کرتی ہے۔

کبھی کبھی اس کا دیکھنا زہر کھانے اور پینے پر دلالت کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کا دیکھنا جھگڑا، بارعب آدمی پر دلالت کرتا ہے جو لڑائی میں ثابت قدم ہو اور بے وقوف اور گندگی کھانے والے پر دلالت کرتا ہے۔ بھڑیں جب کسی جگہ داخل ہوں تو ان سے مراد وہ پرہیت لشکر ہے جو تیز اور بہادر ہو اور لوگوں سے اعلانیہ جنگ کرے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بھڑ سے مراد باطل کے ساتھ مجادلہ کرنے والا آدمی ہے زنبور مسخ کئے گئے جانوروں میں سے ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ بھڑ اور کوا برے لوگوں اور خون بہانے والے آدمیوں پر دلالت کرتے ہیں۔ کہا گیا کہ خواب میں زنبور سے مراد ایسی قوم ہے جن کے نصیب میں رحمت نہ ہو۔

## الزندبیل

بڑے ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یحییٰ بن معین نے یہ شعر کہے:

وجاءت قریش قریش البطاح  
الیننا ہم الدول الجالیة  
”بطحاء کے قریش ہمارے پاس آئے جو کہ چلتی پھرتی حکومتیں ہیں۔“

یقودہم الفیل والزندبیل  
وذوا الضرس والشفة العالیة  
”ان کی قیادت ہاتھی اور زندبیل کرتے ہیں۔ جو بڑی بڑی داڑھوں اور اونچے ہونٹوں والے ہیں۔“

زندبیل بڑے ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ یہاں فیل اور زندبیل سے مراد عبدالملک اور ابان ہیں جو کہ بشیر بن مروان کے بیٹے ہیں یہ دونوں ابن ہبیرہ کے ساتھ قتل ہو گئے تھے۔ ڈاڑھوں والے اور اونچے ہونٹ والے سے مراد خالد بن مسلمہ مخزومی ہیں جو کہ الفافاء کے نام سے معروف ہیں۔ ان کی روایت کو مسلم اور سنن اربعہ نے روایت کیا ہے اور انہوں نے شععی اور اس طبقہ کے لوگوں سے روایت بیان کی اور ان سے شعبہ بن حجاج اور دونوں سفیانوں (سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ) نے روایت کیا ہے یہ خالد مرجیہ تھا حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ ابن ہبیرہ کے ساتھ یہ بھی پکڑا گیا تھا تو ابو جعفر منصور نے اس کی زبان کاٹ دی اور پھر اس کو قتل کر دیا۔

## الزهدم

زاء کی فتح پھر ہاء ساکنہ پھر وال مہملہ مفتوحہ کے ساتھ ہے شکرے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ باز کے بچے کو بھی کہتے ہیں۔ زہدم بن مضرب الجرمی کو اسی نام سے موسوم کیا جاتا تھا ان کی روایت کو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے بھی بیان کیا ہے۔ زہد مان بنو عبس کے دو بھائی تھے۔ ایک کا نام زہدم اور دوسرے کا نام کردم تھا۔ انہیں کے متعلق قیس بن زہیر نے کہا ہے۔

جزانی الزهدمان جزاء سوء و کنت المرء یجوی بالکرامہ  
 ”زہد مان نے مجھے برابر دیا حالانکہ میں ایسا آدمی تھا جس کو بدلہ عزت سے دیا جاتا ہے۔“

## ابو ذریق

کبوتر کے برابر پرندہ ہے جس کو قیق کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا اور زریاب بھی اسی کو کہتے ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ابو ذریق لوگوں سے مالوف ہوتا ہے تعلیم کو قبول کرتا ہے جو کچھ اس کو سکھایا جائے بہت جلد اس کا ادراک کر لیتا ہے اور کبھی کبھی یہ طوطے سے بھی زیادہ سیکھ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس سے زیادہ نجیب ہوتا ہے جب یہ سیکھ جائے تو حروف کو ایسے واضح طور ادا کرتا ہے۔ سننے والے کو اس کے انسان ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ اس کا ذکر پہلے زریاب میں ہو چکا ہے۔  
 شرعی حکم: اس کے خبیث نہ ہونے کی وجہ سے اس کو کھانا حلال ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ کوئے اور شقراق سے مل کر پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے اس میں تحریم کی ایک وجہ سامنے آتی ہے لیکن علماء نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

## ابو زیدان

پرندوں کی ایک قسم ہے۔

## ابو زیاد

گدھے کو کہتے ہیں شاعر کہتا ہے۔

زیاد لست ادری من ابوہ ولکن الحمار ابو زیاد  
 ”زیاد کے باپ کو میں نہیں جانتا لیکن گدھے کو زیاد کا باپ کہتے ہیں۔“  
 ابو زیاد ذکر کو بھی کہتے ہیں جیسے ایک شاعر نے کہا۔

تحاول ان تقیم ابازیاد ودون قیامہ شیب الغراب  
 ”تو قصد کرتا ہے کہ ابو زیاد کو کھڑا کر لے۔ حالانکہ اس کے کھڑا ہونے سے پہلے کو ابھی بوڑھا ہو جائے۔“  
 زہد مان کو بھی ابو زیاد کہتے ہیں یہ بات مرصع میں ذکر کی گئی ہے۔



## باب السین

## سابوط

سمندری جانوروں میں سے ایک جانور ہے۔ یہ بات ابن سیدہ وغیرہ نے کہی ہے۔

## ساق حر

سین مہملہ اور قاف کے ساتھ ہے جن کے درمیان میں الف ہے۔ اور ”حر“ حاء اور راء مہملتین کے ساتھ مذکر قمری کو کہتے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔  
کیت کہتے ہیں۔

تغرید ساق علی ساق یجاوبها من الهواتف ذات الطوق والعطل  
”ساق حر درخت کی شاخ پر گاتا ہے اور کنٹھمالہ والے اور بغیر کنٹھ مالہ کے پرندے اس کو جواب دیتے ہیں۔“  
حمید بن ثور ہلالی کہتے ہیں۔

وما ہاج هذا الشوق الاحمامة دعت ساق حرنزہة وترنما  
”یہ شوق صرف کبوتری نے بھڑکایا جس نے ساق حر کو تفریح کے لئے دعوت دی اور وہ گانے لگی۔“  
مطوقہ غراء تسجع کلما دنا الصیف وانحال الربیع فانجما  
”وہ سفید ہے اور کنٹھ مالا والی ہے۔ اور گارہی ہے۔ جب بھی گرمیاں نزدیک آجائیں بہار بدل جائے تو یہ پرندے سامنے آجاتے ہیں۔“

محلاة طوق لم تکن من تمیمة ولا ضرب صواغ بکفیہ درہما  
”وہ ہاروں سے مزین ہے جو اس کا تعویذ نہیں اور نہ سار نے اپنے ہاتھوں سے درہم بنائے ہیں۔“

تغنت علی غصن عشاء فلم تدع لنائحة من نوحها متالما  
”دوپہر کے بعد ٹہنی پر گانے لگی تو اس نے دردناک صورت میں کسی نوحہ کرنے والی کے لئے نوحہ نہیں چھوڑا۔“  
اذا حرکتہ الریح او مال میلة تغنت علیہ مانلا ومقوما  
”جب ہوا ٹہنی کو ہلاتی ہے یا وہ خود جھکتی ہے تو یہ ورشان جھک کر یا سیدھا ہو کر گانے لگتا ہے۔“

عجت لها انی یکون غناوہا فصیحا ولم تغر بمنطقہا فما  
”میں نے اس سے تعجب کیا کہ اس کا فصاحت والا گانا کہاں سے آگیا اور اس نے اپنے اچھے کلام سے اپنے منہ کو باز نہیں رکھا۔“

فلم ار مثلی شاقہ صوت مثلہا ولا عربیا ہاجہ صوت اعجما

”میں نے اپنے جیسے آدمی کو نہیں دیکھا جس کو اس کی آواز گراں گزری ہو۔ اور نہ کسی عربی کو دیکھا ہے کہ جس کو کسی عجمی کی آواز نے ابھارا ہو۔“

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ قمری کو ساق حراس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنی آواز میں ساق حراس حرکتی رہتی ہے۔ اسی لئے یہ مبنی ہوتا ہے اگر معرب ہوتا تو منصرف ہوتا اور ساق حراس کہا جاتا اور تب یہ مضاف ہوتا اور اگر ساق حراس مرکب ہو تو اس کو نکرہ ہونے کی وجہ سے منصرف کہو گے۔

یہ معرب اس لئے نہیں ہے کہ یہ بعینہ آواز کی حکایت ہے یعنی اس کی چیخ ہے۔ کبھی اس کا شروع کا حصہ مضاف ہوتا ہے۔ جیسے خاز باز کیونکہ یہ الفاظ میں باب دار کے مشابہ ہے۔

نزہۃ شوق کو کہتے ہیں اور ترنم گانے کو کہتے ہیں یہ دونوں مصدر ہیں اور دعوت کی ضمیر فاعل سے حال ہیں۔ دعوت ساق حرامہ کی صفت کی جگہ یہ واقع ہے۔

باب القاف میں قمری کے ضمن میں ان شاء اللہ اس کا بیان آئے گا۔

## السالخ

کالے سانپ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الہمزہ میں افعی کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

## سام ابرص

سام ابرص میم کی تشدید سے ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں یہ بڑی چھپکلی کو کہتے ہیں۔ یہ معرف ہے کیونکہ یہ جنس کا معرف ہے۔ دو اسموں کو ایک کر لیا گیا ہے۔ اس میں دونوں وجہیں جائز ہیں چاہے دونوں کو خمسہ عشر کی طرح مبنی برفتحہ پڑھو یا اس کے پہلے لفظ کو دوسرے لفظ کی طرف اضافت کر کے معرب پڑھو اور دوسرے کو مفتوح کیونکہ وہ غیر منصرف ہے اس کو تشنیہ اور جمع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ تشنیہ کی صورت میں ہذان ساما ابرص کہا جائے گا اور جمع میں ہؤلاء سوام ابرص کہا جائے گا۔

اگر چاہو تو ہؤلاء السوام بھی کہہ سکتے ہو۔ اور ابرص کا ذکر نہ کرو۔ اگر چاہو تو ہؤلاء البرصۃ والابارص بھی کہہ سکتے ہو۔ اور سام کا ذکر نہ کرو۔ شاعر کہتا ہے:

والله لو كنت لهذا خالصا ما كنت عبدا اكل الابارصا

”اللہ کی قسم تو اگر اس کے لئے پر خلوص ہوتا تو چھپکلیاں کھانے والا آدمی نہ ہوتا۔“

اور دوسرے لفظ کو اس شاعر کی طرح ابرصان اور ابارص بھی کہہ سکتے ہو۔ اس کو سام ابرص اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ نے زہر رکھی ہے۔ اور اس کو برص والا بنا دیا ہے۔

عنقریب باب الواو وزغ کے ذکر میں آئے گا۔ اس حیوان کی ایک خصوصیت ہے کہ جب اس کو نمک نظر آ جائے تو یہ اس میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ تو وہاں برص کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کے گندہ ہونے اور نبی ﷺ کے اس کو قتل کرنے کا حکم دینے کی وجہ سے یہ حرام ہے۔ نیز اس کو دوسرے ان

جانوروں کی طرح بیچنا جائز نہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

طبی خواص: اس کا خون بال جھڑ پر لپ کیا جائے تو وہاں بال آگ آتے ہیں۔ اس کا جگر داڑھ درد کو سکون دیتا ہے۔ اس کا گوشت بچھو کے ڈنگ پر رکھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ فتق کی بیماری پر اس کی جلد لگانے سے فتق کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ جس گھر میں زعفران کی خوشبو ہو اس میں یہ داخل نہیں ہوتا۔

التعبیر: چھپکلی وغیرہ کو خواب میں دیکھنے سے مراد فاسق اور چغل خور آدمی مراد ہیں۔ ارطامیدرس نے کہا ہے کہ سام ابرص فقیری اور غم پر دلالت کرنا ہے۔

## السانح

ہر اس پرندے اور ہرن وغیرہ کو کہتے ہیں جو اپنی دائیں طرف سے تمہارے قریب آئے تم کہتے ہیں سنع الطبی سنع حا یعنی ہرن تمہاری بائیں جانب سے تمہاری دائیں جانب آیا۔ عرب لوگ سانح کو متبرک اور بارح کو منحوس سمجھتے تھے۔ مثل مشہور ہے من لی بالسانح بعد البارح۔ یعنی منحوس کے بعد برکت کہاں سے آئے گی۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں۔

یونس نے روہ سے سانح اور بارح کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا سانح اس کو کہتے ہیں جو دائیں جانب سے تیرے قریب ہو آئے اور تیری بائیں جانب سے آنے والے کو بارح کہتے ہیں۔ اور یہ تصور ان کو ان کے کاموں سے روک دیتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے بدفالی سے منع فرما دیا۔ اور بتا دیا کہ نفع حاصل کرنے میں اور تکلیف کے روکنے میں اس کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ لبید کہتے ہیں۔

لعمرك ما تدرى الطوارق بالحصا ولا زاجرات الطير ما الله صانع  
”تیری عمر کی قسم رات کو آنے والے کنکریوں کو نہیں جانتے اور نہ ہی چیخنے والے پرندے یہ جانتے ہیں کہ اللہ کیا کرنے والا ہے۔“

طیرہ کا ذکر لفظ طیر میں آئے گا۔ اور اللہ کا ذکر باب الطاء اور لام دونوں میں آئے گا۔

## السبد

سین کے ضمہ اور باء کے فتح سے ہے۔ یہ ایک نرم پروں والا پرندہ ہے۔ جب اس پر پانی کا قطرہ گرے تو وہ قطرہ اس کے پروں سے پھسل جاتا ہے۔ اس کی جمع سبدان ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

اکل یوم عرشہا مقبلی حتی تری المنزر ذا الفضول

مثل جناح السبد السغیل

”کیا روزانہ اس کا عرش میری آرام گاہ ہے یہاں تک کہ تو اس زائد ازار بند کو نہائے ہوئے سبد پرندے کے پر کی

طرح دیکھے گا۔“

عرب گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جب وہ بھیگا ہوا ہو طفیل عامری کہتے ہیں۔  
کہ میرا گھوڑا اس طرح ہے جیسے سبد پانی سے نہایا ہو۔ مجھے اس کے حکم میں اپنے اصحاب کا کوئی کلام نہیں ملا۔

## السبع

باء کے ضمہ اور سکون سے ہے۔ چیرنے پھاڑنے والے جانور کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اسبع اور سباع ہے۔ کہا جاتا ہے ارض مسبعة۔ یعنی بہت درندوں والی زمین۔ قرآن میں حسن اور ابن حیوہ نے وَمَا أَكَلِ السَّبْعُ سِینَ کے سکون سے پڑھا ہے۔ اہل نجد بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

حسان بن ثابت نے عتیبہ بن ابی لہب کے بارے میں فرمایا:

مَنْ يَرْجِعُ الْعَامَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَمَا أَكَلِ السَّبْعَ بِالرَّاجِعِ

”اس سال کون اپنے گھر کو لوٹے گا۔ درندے کا کھایا ہوا کبھی بھی واپس نہیں لوٹ سکتا۔“

ابن مسعود نے اکیلة السبع کہا ہے اور ابن عباس نے اکیل السبع کہا ہے۔

بعض کے نزدیک درندہ کو سبع اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں سات مہینے رہتا ہے اور مونث سات بچوں سے زیادہ نہیں جنتی۔ اس کا زمانہ کو سات سال بعد جفتی کرتا ہے۔

ابو عبد اللہ یا قوت حموی کتاب ”المشترك و ضعاً“ کے باب الغین معجمہ اور بائے موحدہ میں کہتے ہیں کہ غابہ شام کی جانب ایک جگہ ہے۔ جس کے درمیان اور مدینہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے۔ اس کا ذکر غزوات النبی ﷺ میں آتا ہے کہ درندے اس وادی میں وفد لائے تھے اور آپ سے سوال کیا تھا کہ ان کے لئے کوئی چیز کھانے کے لئے مقرر کریں طبقات ابن سعد میں عبد اللہ بن حطب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور چیخنے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ درندوں کا پیغام لایا ہے اگر تم اس کے لئے مقرر کر دو تو یہ اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھائے گا اور اگر تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور تم اپنا بچاؤ خود کرو پھر یہ جو لے جائے گا وہ اس کا رزق ہوگا۔ کہنے لگے اس کے لئے ہمارے دل خوشی سے کچھ بھی نہیں دیں گے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی ان سے جو چیز جھپٹ کر لے جاسکتے ہو لے جاؤ۔ تو وہ پیٹھ دے کر چلا گیا۔

باب الذال المعجمہ میں ذئب کے لفظ سے اس کا کچھ حصہ بیان ہو چکا ہے۔

وادئ السباع رقة کے راستے میں ہے۔ وہاں وائل بن قاسط اس وادی میں اسماء بنت رویم کے پاس سے گزرے تو وائل نے اس کو خیمہ میں اکیلی دیکھ کر اس سے برائی کا ارادہ کیا۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر تو نے میرے ساتھ کچھ برائی کرنا چاہی تو میں اپنے درندوں کو بلاؤں گی۔ اس نے کہا وادی میں تیرے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے اپنے بیٹوں کو آوازیں دیں۔ اے کتے، بھیڑے، ریچھ، شیر، چیتے، گیدڑ، درندے، بجو آ جاؤ۔ تو اس کے بیٹے تلواریں لئے آ گئے۔ تو اس نے کہا یہ وادی تو درندوں کی وادی ہے۔ صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ نے نمازی کو نماز میں اپنی کلائیاں درندے کی طرح بچھانے سے منع کیا ہے۔

ترمذی حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب

تک درندے انسانوں سے کلام نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے کوڑے اور جوتی کے تسمے سے بھی بات کرے گا۔ اور اس کو وہ باتیں بتائیں گے جو اس کے گھر میں باتیں ہوئیں ہوں گی۔ پھر کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم نے اس کو قاسم بن فاضل کے علاوہ کسی اور سے نہیں سنا اور یہ آدمی اہل حدیث کے نزدیک ثقہ ہے۔ اس کو یحییٰ بن سعید قطان اور عبد الرحمن بن مہدی نے ثقہ کہا ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم گدھوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اس پانی سے بھی کر سکتے ہو اور اس پانی سے بھی جس کو درندوں نے چھوڑا ہو۔ سہیلی کہتے ہیں یہاں پر نعم ہاں پوشیدہ ہے۔

اور اسی طرح اللہ کا یہ فرمان ہے۔ ﴿سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾ عرب کہتے ہیں یہ واؤ ثمانیہ کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کی تصدیق ہے جو کہتے ہیں کہ اصحاب کہف سات تھے کیونکہ واو عاطفہ ہے اور اس کا عطف مضمّر پر ہے۔ جو نعم ہے۔ جیسے کوئی کہے زید شاعر اور تم کہو و فقیہ ایضا۔ اس کا مطلب ہے کہ شاعر بھی ہے اور فقیہ بھی۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ہے۔ ﴿وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ﴾ الایۃ بھی اسی طرح ہے۔ زخشری کہتے ہیں۔ اس آیت سے پتہ چلا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ سات ہیں اور ان کے ساتھ ان کا آٹھواں کتابھی ہے۔ انہوں نے مضبوط علم سے اور یقین دل سے یہ بات کہی ہے۔ اور دوسروں کی طرح انکل پچو نہیں لگایا۔

کرامات اولیاء: قشیری ”رسالۃ“ میں بنان الجمال کے متعلق بیان کرتے ہیں جو بڑے عظیم الشان اور صاحب کرامات تھے وہ کہتے ہیں کہ جب ان کو درندے کے سامنے پھینکا گیا تو ان کو درندے نے سونگھا اور تکلیف نہ دی۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو ان سے پوچھا گیا کہ جب درندے نے آپ کو سونگھا تو آپ کے دل میں کیا تھا۔ انہوں نے کہا میں یہ سوچ رہا تھا کہ درندے کے جوٹھے میں علماء کا اختلاف ہے۔

کہا گیا ہے کہ سفیان ثوری نے شبان الراعی کے ساتھ حج کیا تو ان دونوں کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔ سفیان نے شبان سے کہا کیا تم دیکھ نہیں رہے یہ درندہ ہے۔ اس نے کہا ڈریے نہیں۔

پھر شبان نے اس کے کان کو پکڑ کر مروڑا تو وہ دم ہلانے لگا۔ اور ان کو چاٹنے لگا تو سفیان نے کہا یہ کیسی شہرت پسندی ہے۔ شبان نے کہا اگر مجھے شہرت پسندی کا ڈرنہ ہوتا تو میں اپنا زادراہ اس کی پیٹھ پر رکھ کر مکہ چلا جاتا تھا۔ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں کہا ہے۔

کہ شبان الراعی جب جنبی ہوتے اور ان کے پاس پانی نہ ہوتا تو وہ اللہ سے دعا کرتے تو اس کے لئے ایک بدلی آتی جس کے نیچے وہ غسل کر لیتے پھر وہ بدلی چلی جاتی۔

جب جمعہ کے لئے جاتے تو اپنی بکریوں کے گرد ایک خط کھینچ ڈالتے تھے۔ پھر جب واپس آتے تو بکریاں اسی حال میں ہوتیں تھیں اور ادھر ادھر حرکت کر کے نہ جاتیں۔

ابوالفرج ابن الجوزی وغیرہ نے کہا کہ امام احمد اور شافعی ایک دن شبان الراعی کے پاس سے گزرے تو امام احمد نے کہا میں

اس چرواہے سے ایک سوال کروں گا دیکھنا اس کا جواب کیا ہے شافعی نے کہا اس کو نہ چھیڑو تو انہوں نے کہا اسے چھیڑنا ضروری ہے۔ انہوں نے شیبان سے کہا۔ اے شیبان جو آدمی چار رکعات پڑھے اور چاروں سجدوں میں بھول جائے تو اس پر کیا لازم ہے۔ تو اس نے کہا ہمارے مذہب میں یا تمہارے مذہب میں۔ انہوں نے کہا مذہب دو ہوتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! تمہارے نزدیک تو یہ ہے کہ وہ دو رکعات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ اور ہمارے نزدیک اس کا دل تقسیم شدہ ہے۔ واجب ہے کہ وہ اپنے دل کو ایسی سزا دے کہ وہ آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرے۔ پھر امام احمد نے کہا جس کی چالیس بکریاں ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو اس آدمی پر کیا لازم ہے۔ اس نے کہا تمہارے نزدیک ایک بکری لازم ہوگی۔ اور ہمارے نزدیک کوئی غلام اپنے سردار کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔

امام احمد پر غشی طاری ہو گئی جب ہوش میں آئے تو واپس آ گئے۔

میں کہتا ہوں علمائے آخرت میں سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو شخص نماز میں بھول جائے اس کی نماز خراب ہو جاتی ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انسان کو اس کی نماز سے وہی کچھ ملے گا جو اس نے اس سے فعلاً اور لفظاً سمجھا علماء کہتے ہیں کہ کسی واجب کو ترک کئے بغیر نماز ناقص نہیں ہوتی ورنہ رکوع و سجدہ کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا اور ان دونوں کا مقصد بھی تعظیم اور حاضری ہے۔ غفلت اور لاپرواہی نہیں ہے۔ اور یہی بات اچھی ہے۔

علماء نے نماز کے صحیح ہو جانے کے بارے میں اس لئے فتویٰ دیا ہے کیونکہ وہ دلوں کے بھیدوں پر اطلاع پانے سے عاجز ہیں۔ اس لئے انہوں نے اسے مسئلے کو ان کے اپنے سپرد کیا ہے۔ تاکہ وہ اپنے آپ سے فتویٰ طلب کریں۔ تاکہ فقہا شیطان کے مکر کو اس شخص سے دفع کر دیں۔ جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

اور انہوں نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ یہ چیز ان کو آخرت میں نفع مند ہوگی جب تک دل اور زبان اللہ کے لئے اخلاص میں ایک دوسرے کے مطابق نہ ہو جائیں جو تمام اعمال میں ضروری ہے۔

اور اخلاص اس کو کہتے ہیں کہ چیز تمام میل کچیل سے اور ملاوٹ سے پاک صاف ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ لَبْنَا خَالِصًا﴾ تو جیسے گوبر اور خون سے خالص دودھ آتا ہے اسی طرح دل کے دوسوں اور ریاء سے اعمال کو خالص ہونا چاہیے۔

اس بارے میں الجوہر الفرید میں میں نے لمبا کلام کیا ہے اس کے لئے وہاں دیکھیں۔

میں نے بعض مجموعات میں دیکھا ہے کہ امام شافعی شیبان الراعی کے پاس بیٹھ کر اس سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ تو ان سے کہا گیا آپ جیسا آدمی ان جیسے بدوی سے مسئلے پوچھتا ہے تو وہ لوگوں سے کہتے۔ جو چیز ہم سکھائے گئے ہیں یہ بالکل اس کے موافق کہتا ہے۔ شیبان بالکل ان پڑھ تھا۔ جب ان لوگوں میں سے ایک ان پڑھ کا یہ مقام ہے تو ان کے ائمہ کا کیا حال ہوگا۔ اور ائمہ مجتہدین جیسے امام شافعی وغیرہ ایسے لوگوں کے فضل کا بہت اعتراف کرتے تھے۔

دو بزرگ اماموں امام شافعی اور ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ اگر علماء اللہ کے اولیاء نہیں تو پھر اللہ کا ولی کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ بہت سے حفاظ سے یہ منقول ہے کہ ابو العباس بن شریح۔ جب حاضرین کو ان علوم سے خوش کر لیتے جو ان کے پاس ہوتے تو کہتے کہ کما

تم جانتے ہو مجھے یہ چیزیں کہاں سے حاصل ہوں۔ یہ مجھے ابوالقاسم جنید کی ہم نشینی کی برکت سے حاصل ہوئیں۔  
شیبان یہ دعا پڑھا کرتا تھا۔

يَا دَاوُدُ يَا دَاوُدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُبْدِيَّ يَا مُعِيدُ يَا فَعَالًا لِمَا يُرِيدُ أَسْأَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِي لَا يُرَامُ  
وَمُلْكِكَ الَّذِي لَا يَزُولُ. وَبِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِي قَدَّرْتَ بِهَا عَلَى  
جَمِيعِ خَلْقِكَ أَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ الظَّالِمِينَ أَجْمَعِينَ.

بعض لوگوں نے ایک قصیدہ ذکر کیا ہے جس میں اولیاء اللہ کے نام ہیں۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں:

شيبان قد كان راعى وسر سره ما اختفى

”شيبان ایک چرواہا تھا اس کا بھید پوشیدہ ہو گیا جو پہلے ہی پوشیدہ تھا۔“

فاجهد واخل الدعوى ان كان لك شىء بان

”تو بھی محنت کر اور دعوے چھوڑ دے اگر تیرے لئے کوئی چیز ہے تو سامنے آ جائے گی۔“

رسالہ میں باب کرامات الاولیاء میں ہے کہ سہل بن عبداللہ تستری اپنے گھر میں تھے جس کو لوگ بیت السباع کہتے ہیں۔ اس  
گھر میں درندے آتے تو یہ ان کی میزبانی کرتے اور ان کو گوشت کھلا کر چھوڑ دیتے۔

کفایۃ المعتقد میں ہے اس زمین کے ذکر میں جو بغیر حرکت اولیاء اللہ کے لئے سکیڑ دی گئی۔ اور یہ چیز ہوا میں اڑانے سے اور  
پانی پر چلنے سے بھی افضل ہے۔ سہل بن عبداللہ تستری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے جمعہ کے دن وضو کیا اور جامع مسجد کی  
طرف چل پڑا۔ اور یہ ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ میں نے دیکھا کہ مسجد بھر گئی ہے اور خطیب منبر پر چڑھنے والا ہے۔ تو میں بے  
ادبی کرتے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو روندتے ہوئے صف اول میں پہنچ گیا میں وہاں بیٹھ گیا میری دائیں جانب ایک خوبصورت  
نوجوان تھا۔ جس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور اون کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ کہنے لگا۔ آپ کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا ٹھیک  
ہوں۔ پھر میں سوچتا رہا کہ اس نے مجھے کیسے پہچان لیا حالانکہ میں اس کو نہیں جانتا۔ میں اسی حال میں تھا کہ مجھے تیز پیشاب آ گیا۔  
جس نے مجھے بہت تکلیف دی میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے کے ڈر سے بیٹھا رہا۔ پھر میں نے سوچا اگر میں بیٹھا رہا تو میری نماز  
نہیں ہوگی۔ تو اس آدمی نے میری طرف توجہ کی اور کہا کہ آپ کو پیشاب کی حاجت ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنے کندھے  
سے چادر اتاری اور مجھ کو ڈھانپ لیا اور کہا اپنی حاجت پوری کرو۔ اور جلدی کرو تا کہ نماز کو پالو۔ راوی کہتے ہیں میں بے ہوش  
ہو گیا۔ میری آنکھ کھلی تو میں ایک دروازے میں تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا آپ پر اللہ رحم کرے دروازے  
میں داخل ہو جائیں۔ تو میں داخل ہو گیا پھر میں ایک محل میں تھا جو بلند دیواروں والا اور اونچے ستونوں والا تھا۔ وہاں ایک کھجور تھی  
اس کے پہلوؤں میں ایک بھرا ہوا لوثا تھا۔ اس پانی کے ساتھ بھرا تھا جو شہد سے بھی بیٹھا تھا۔

اور استنجے کی جگہ بھی موجود تھی۔ اور ایک تولیہ بھی لٹکا ہوا تھا۔ اور ایک مسواک بھی تھی۔ میں نے اپنا لباس کھولا استنجا کیا پھر غسل  
کیا تولیہ استعمال کیا پھر ایک آواز دینے والے سے سنا اس نے کہا کیا ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ میں نے کہا ہاں! اس نے مجھ سے  
کپڑا اتارا تو میں اسی اپنی جگہ پر موجود تھا اور میرے متعلق کسی کو علم بھی نہیں تھا۔ پھر میں اپنے دل میں سوچنے لگا اور جو چیز میرے

ساتھ پیش آئی تھی اس کو جھٹلا رہا تھا۔ نماز کھڑی ہوئی میں نے نماز پڑھی۔ پھر میرے سامنے اس نوجوان کے علاوہ اور کوئی شغل نہیں تھا کہ میں اس کو پچانوں۔ جب میں فارغ ہوا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اچانک وہ ایک پھانک میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ دروازہ تو وہی ہے میں وہاں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہی محل وہی لوٹا وہی کھجور ہے۔ میں اپنی آنکھیں ملنے لگا شاید خواب ہو۔ پھر میں نے آنکھوں کو کھولا تو نہ وہاں نوجوان تھا نہ محل تھا۔

یہ حکایت میں نے اس لئے لکھی ہے یہ اس جماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے قابل یقین نہیں ہے۔ اور اس کے بہت سے احتمالات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ممکن ہے کہ جب اس پر بے ہوشی ڈالی گئی تو بغیر شعور کے وہاں گیا بھی اور واپس بھی آ گیا۔

ہمارے شیخ یا فنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سہل رحمہ اللہ کی حکایات میں سے یہ بھی ہے کہ خراسان کا امیر یعقوب بن الیث بیمار ہو گیا اور اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے اس سے کہا گیا کہ تیری حکومت میں ایک نیک آدمی ہے جس کا نام سہل بن عبید اللہ اگر تم اس کو بلا کر دعا کرواؤ تو ہمیں امید ہے کہ تم تندرست ہو جاؤ گے۔ یعقوب نے انہیں بلایا اور دعا کی درخواست کی سہل کہنے لگے میری دعا تیرے متعلق کیسے قبول ہو سکتی ہے جبکہ تو ظلم کو برقرار رکھے ہوئے ہو تو یعقوب نے مظالم سے رجوع اور توبہ کی نیت کر لی اور رعایا سے اچھا سلوک کرنے کا ارادہ کر لیا اور جیل کے تمام مظلوم قیدیوں کو رہا کر دیا۔ تو سہل نے کہا اے اللہ جس طرح تو نے اس کو نافرمانی کی ذلت دکھائی ہے اس کو فرمانبرداری کی عزت دکھا اور اس کی مصیبت دور کر دے پھر جب وہ اٹھا تو اس طرح اٹھا گویا کہ اس کی رسیوں کو کھول دیا گیا ہے اور اسی لمحہ تندرست ہو گیا تو اس نے سہل کو بہت سے مال کی پیشکش کی مگر انہوں نے وہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب سہل تستر لوٹے تو راستے میں ان سے کسی نے کہا کہ کاش کہ تم وہ مال قبول کر لیتے جو تم پر پیش کیا گیا تھا اور اس کو غریبوں میں تقسیم کر دیتے تو سہل نے کنکریوں کی طرف نظر کی تو وہ جواہر بن گئیں اور فرمانے لگے تم جو کچھ چاہتے ہو اس سے لے لو پھر فرمایا جس کو ایسی چیز دی گئی ہو اس کو یعقوب بن الیث کے مال کی کیا ضرورت ہے؟

اسی طرح ”قلب الایمان“ کا یہ واقعہ بھی ہے جس کو شیخ عیسیٰ ہنتار سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ وہ ایک زانیہ عورت کے پاس سے گزرے تو اس سے کہنے لگے کہ میں عشاء کے بعد تیرے پاس آؤں گا وہ بڑی خوش ہوئی زیب و زینت کر کے تیار ہو گئی آپ عشاء کے بعد اس کے گھر گئے دو رکعت نماز پڑھ کے باہر نکلنے لگے تو وہ عورت کہنے لگی تم باہر کیوں جا رہے ہو آپ نے فرمایا کہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ تو آپ اس کے پاس گئے اور اس کو اپنے اعمال سے موڑنے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ کے بعد وہ عورت بھی نکل گئی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لی تو آپ نے اس کی کسی فقیر سے شادی کر دی اور فرمایا ملیدے کے ساتھ اس کے ولیمہ کی تیاری کرو اور اس کے لئے سامان نہ خریدو۔ انہوں نے ملیدہ تیار کیا اور آپ کے سامنے پیش کر دیا فقیر اور شیخ ایسے بیٹھے تھے جیسے کسی چیز کی انتظار کر رہے ہوں۔ پھر یہ خبر اس امیر کو پہنچی جو اس عورت کا رفیق رہا تھا۔ تو اس نے دو برتن شراب کے بھر کر شیخ کی طرف بھیجے اصل میں اس کا ارادہ شیخ سے مزاح کا تھا اور اس نے اپنے قاصد سے کہا شیخ سے کہنا کہ جو کچھ میں نے سنا ہے میں اس سے بہت خوش ہوں اور مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے پاس سالن نہیں اس لئے اس کو سالن بنا لو جب قاصد وہاں پہنچا تو شیخ نے اس



سے کہا کہ تو نے دیر کر دی پھر ان میں سے ایک کو پکڑا اور ہلا کر انڈیل دیا تو اس میں سے صاف خالص شہد نکلی۔ پھر دوسرے کو اسی طرح کیا اور اس میں عربی گہی نکالا اور قاصد سے کہا بیٹھ کر کھاؤ۔ اس نے بھی کھایا اور شہد اور گہی کو چکھا تو اس جیسا عمدہ رنگ اور خوشبو والا اس نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا قاصد واپس گیا اور امیر کو جا کر یہ بات بتائی امیر بھی آیا اور اس نے کھایا اور یہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔

اسی طرح کی ایک حکایت بعض صوفیاء سے بیان کی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک ویران جگہ میں سفر کر رہا تھا اچانک کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی کانٹوں والے درخت کے گرد گھوم رہا ہے اور اس سے تازہ کھجوریں کھا رہا ہے میں نے اس کو سلام کہا تو اس نے جواب دیا اور کہا آگے آؤ اور کھاؤ وہ کہتا ہے میں آگے گیا تو میں جب ان میں ایک کھجور لیتا تو وہ میرے ہاتھ میں کانٹا بن جاتی وہ آدمی مسکرایا اور کہنے لگا۔ دوری ہو اگر تو خلوت میں اس کی اطاعت کرتا تو وہ تجھے بیابانوں میں تازہ کھجوریں کھلاتا۔ اس جیسی صوفیاء کی حکایات بہت زیادہ ہیں۔ اور میں نے اس گہرے سمندر میں سے صرف چند قطروں کے متعلق بتایا۔

مختصر یہ ہے کہ دنیا ان کے خیال میں ایک بوڑھی عورت کی صورت میں ہے جو ان کی خدمت کرتی ہے۔

یہ ساری کرامات اللہ کی طرف لوٹتی ہیں ان پر ایمان ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خرق عادت والے واقعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آنا۔ عقل کے نزدیک محال نہیں ہیں۔

شیخ ابو الغیث یعنی سے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک دن وہ لکڑیاں جمع کرنے نکلے جب وہ لکڑیاں جمع کر رہے تھے کہ ایک درندہ آیا اور آپ کے گدھے کو پھاڑ ڈالا تو ابو الغیث نے اس درندے سے کہا اللہ کی قسم میں اپنی لکڑیاں تیری پشت پر ہی لا کر لے جاؤں گا تو درندے نے ان کے لئے اپنی پشت جھکا دی آپ نے لکڑیاں اس کی پشت پر رکھیں اور شہر کی طرف لے کر چل پڑے شہر پہنچ کر اس سے لکڑیاں اتاریں اور واپس کر دیا۔

منقول ہے کہ شعوانہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کی عمدہ تربیت کی جب وہ پروان چڑھا تو کہنے لگا میں آپ سے رب کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے اللہ کے لئے بخش دیں اور وقف کر دیں تو وہ کہنے لگیں بیٹا! بادشاہوں کو صرف اہل ادب اور صاحب تقویٰ لوگ ہی بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں اور اے میرے بیٹے تو نہیں جانتا کہ تیرے متعلق اللہ کا کیا ارادہ ہے اور تجھے وقف کرنے اور اللہ کے لئے تجھے بہہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ تو لڑکا ان کے اس جواب سے خاموش ہو گیا۔

پھر ایک دن وہ پہاڑ پر لکڑیاں جمع کرنے نکلا اس کے ساتھ اس کا جانور بھی تھا وہ جانور سے نیچے اتر اس کو باندھا اور لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لئے چلا گیا جب واپس آیا تو دیکھا کہ درندے نے اس کے چوپائے کو چیر پھاڑ کر کھا لیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ درندے کے گلے میں ڈال دیا اور اس سے کہا اے اللہ کے کتے تو میرے جانور کو کھا جاتا ہے مجھے میرے سردار کے حق کی قسم! میں تیرے اوپر اپنی لکڑیاں لا دوں گا جس طرح تو نے میرے جانور پر زیادتی کی ہے۔ تو انہوں نے اس کی پشت پر لکڑیاں لا دیں اور وہ درندہ ان کے حکم کا فرمانبردار بن گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر اپنے گھر پہنچ گئے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی والدہ نے دروازہ کھولا جب یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگی اب تو بادشاہ کی خدمت کے قابل ہو گیا۔ اب تو اللہ کے لئے چلا جا پھر ان کا لڑکا الوداع کہہ کر چلا گیا۔

صاحب مناقب الابرار نے شاہ کرمانی سے روایت کیا ہے کہ شاہ کرمانی جو کرمان کے بادشاہ تھے ایک دن شکار کے لئے نکلے اور اس کی تلاش میں اتنا آگے چلے گئے یہاں تک کہ کھلے میدانوں میں تنہا رہ گئے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان ایک درندے پر سوار ہے اور اس کے آس پاس اور بھی بہت درندے ہیں جب درندوں نے اسے دیکھا تو اس کی طرف بڑھنے لگے تو اس نوجوان نے ان کو اس سے ہٹایا۔ اسی حال میں تھے کہ ایک بوڑھی عورت آئی جس کے ہاتھ میں کچھ پانی تھا اس نے وہ اس نوجوان سوار کو دے دیا اس نے وہ پانی پی کر باقی شاہ کو دے دیا۔ شاہ نے اسے پیا اور کہا کہ میں نے اس جیسا بیٹھا اور لذیذ پانی آج تک نہیں دیکھا پھر وہ بوڑھی عورت غائب ہو گئی تو اس نوجوان نے کہا کہ یہ بوڑھی دنیاء ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو میری خدمت پر مامور کیا ہے۔ جب بھی مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے یا میرے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے تو یہ اس کو میرے سامنے پیش کر دیتی ہے تو شاہ کو اس بات سے بہت تعجب ہوا تو اس نوجوان نے شاہ کو کہا کیا تجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا پیدا کی تو اس کو کہا اے دنیا جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے تو تو اس سے اپنی خدمت کروا۔ پھر اس نوجوان نے شاہ کو بہت عمدہ نصیحتیں کیں اور یہ واقعہ شاہ کی توبہ کا سبب بن گیا۔

احیاء العلوم کے عجائب القلب میں ابراہیم رقی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں ابو الخیر دیلمی تینانی کی طرف سلام کہتے ہوئے جا پہنچا انہوں نے نماز مغرب ادا کی مگر سورہ فاتحہ صحیح طور پر نہ پڑھی تو میں نے اپنے دل میں کہا میرا سفر ضائع ہو گیا۔ جب صبح ہوئی اور میں طہارت کے لئے نکلا تو ایک درندے نے مجھے تکلیف دینا چاہا میں ابو الخیر کی طرف واپس آیا اور کہا کہ اس درندے مجھے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تو وہ باہر نکلے اور شیر کو چیخ کر کہنے لگے کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی تو شیر پیچھے ہٹ گیا میں نے طہارت کی جب میں واپس آیا تو ابو الخیر نے کہا۔ تم ظاہر کو سیدھا کرنے اور اس کی درستی میں مشغول ہو اس لئے شیر سے ڈرتے ہیں اور ہم باطن کی اصلاح میں مصروف ہیں۔ شیر ہم سے ڈرتا ہے۔

ہمارے شیخ جمال الدین بن عبداللہ بن اسد الیافعی اپنے متعلق ہمیں یہ شعر سناتے ہیں:

ہم الاسد ما الاسد الاسود تھاہم وما النمر ما اظفار فہد و نابہ

”وہ ایسے شیر ہیں کہ حقیقی شیر بھی ان سے ڈرتا ہے اور چیتا بھی ایسا نہیں جس کے ناخن اور کچلیاں چیتے کی طرح ہوں۔“

وما الرمی بالنشاب ما الطعن بالقنا وما الضرب بالماضی الکی ما ذبابہ

”اور نہ کمانوں کے تیر بھی ان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور نہ نیزے اور نہ ہی بہادر نوجوان کی تلوار کی تیز دھار سے حملہ

انہیں کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔“

لہم ہمم للقاطعات قواطع لہم قلب اعیان المراد انقلابہ

”ان کی ہمتیں ایسی ہیں جو قاطع تلواروں کو بھی کاٹ دیتی ہیں ان کا ایسا دل ہے کہ مراد مقاصد میں انقلاب برپا کر

دیتا ہے۔“

لہم کل شیء طائع و مسخر فلاقط یعصہم بل الطوع دابہ

”ہر چیز ان کی فرمانبرداری اور مسخر ہے تو کوئی ان کی نافرمانی نہیں کرتا بلکہ سب کی عادت فرمانبرداری ہے۔“

من اللہ خافوا لاسواہ فخافہم سواہ جمادات السوری ودوابہ  
 ”وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ اس لیے اللہ کے سوا باقی سب بے جان اور جانداران سے ڈرتے  
 ہیں۔“

لقد شمروا فی نیل کل عزیزة ومکرمة مما یطول حسابہ  
 ”وہ ہر بزرگی اور عزیز چیز کو حاصل کرنے میں کوشاں ہیں جن کا شمار بہت زیادہ ہے۔“

الی ان جنوا ثمر الهوی بعد ما جنی علیہم وصار الحب عذابہ  
 ”تکالیف برداشت کرنے کے بعد انہوں نے اپنی مرضی کے پھل حاصل کر لئے اور محبت میں عذاب بھی ان کے لئے  
 بیٹھا ہو گیا۔“

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد مجھ سے ایسے ڈرو جس طرح تم کسی چیرنے  
 پھاڑنے والے درندے سے بھی نہیں ڈرتے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مجھ سے میری عزت میری عظمت کبریائی، جبروت قہر، سخت پکڑ  
 اور حکم کے نافذ کرنے کے اوصاف سے ایسے ڈرو کہ جس طرح تم چیرنے پھاڑنے والے درندے سے ڈرتے ہو اس کے شدت  
 بدن اور اس کے تیوروں سے اس کی کچلیوں کے مضبوط پکڑنے سے اس کے دل کی جرأت سے اس کی سرعت غضب۔ کو دکر حملہ  
 کرنے سے گھبرا دینے والی پکڑ سے اور اس کے اسباب شکار سے جس کے شر سے نہ بچا جاسکتا ہے اور نہ اس کے معاملے کی نافرمانی  
 کی جاسکتی ہے۔

پس اے بھائی اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور باقی سب کو چھوڑ دے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرتا  
 ہے جس طرح ڈرنے کا حق تو ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس طرح کرتا ہے جس طرح اس کا حق ہے تو ہر  
 چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔

شرعی حکم: اس کا حکم باب الہنزہ میں گزر چکا ہے۔ درندوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اسماعیل بن عیاش کے حالات زندگی میں ابن  
 عدی نے عن بقیہ عن یحییٰ عن خالد عن المقدم روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے درندوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔  
 غیر مفید درندوں کی بیع درست نہیں۔ بعض کہتے ہیں ان کے چمڑے حاصل کرنے کے لئے بیع درست ہے۔ اور مفید  
 جانوروں جیسے چیتا، ہاتھی، بندران کی بیع جائز ہے۔

## السبنتی اور السبندی

بہادر چیتے کو کہتے ہیں۔ اس کی مونث سبنداة ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین  
 دن پہلے ہی جن ان پر نوحہ کرنے لگے اور کہنے لگے۔

ابعد قیل بالمدينة اظلمت له الارض تهتز العضاء باسوق  
 ”کیا مدینے کے ایک مقتول کے بعد زمین تاریک ہو گئی اور بڑے بڑے کانٹے دار درخت اپنے تنوں سمیت ہلنے

لگے۔“

جزی اللہ خیرا من امام وبارکت یدا اللہ فی ذاک الادیم الممزق  
”اللہ تعالیٰ اس امام کو خیر کی جزا دے اور اس کے پھٹے ہوئے چمڑے میں برکت ڈالے۔“

فمن یسع او یرکب جناحی نعامة لیدرک ما قدمت بالامس یسبق  
”کل کی گزری ہوئی چیز کو پالینے کے لئے جو شخص دوڑے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو وہ ہمیشہ پیچھے رہ جاتا ہے۔“

قضیت امورا ثم غادرت بعدھا بوائق فی اکمامھا لم تفتبق  
”میں نے کچھ کام تو مکمل کر لئے اور کچھ مصائب میں نے اپنے آستینوں میں چھوڑ دیئے جو ابھی ختم نہیں ہوئے۔“

وما کنت اخشی ان تکون وفاته بکفی سبنتی ازرق العین مطرق  
”مجھے یہ خوف نہیں تھا کہ ان کی وفات ایک سنتی کے ہاتھوں ہوگی جو نیلی آنکھوں والا ہے۔ اور بغض سے آنکھیں  
جھکانے والا ہے۔“

کبھی کبھی سنتی کو مد بھی دی جاتی ہے۔ جوہری نے یہ اشعار شامخ کی طرف منسوب کئے ہیں۔

استیعاب میں ہے کہ جب عمر ثنوت ہوئے تو یہ شعر لوگوں نے شامخ بن ضرار اور اس کے بھائیوں سے منسوب کئے۔ اس کے  
تین بھائی تھے جو تینوں شاعر تھے۔

عنقریب اس کا ذکر باب النون نمر کے ضمن میں آئے گا۔

## السبیطر

سین اور باء کے فتح سے اور طائے مہملہ کے ساتھ ہے جس سے پہلے یائے تحتانی ہے اور آخر میں رائے مہملہ ہے۔ بروزن  
عمیثیل۔ یہ بہت لمبی گردن والا پرندہ ہے جو پانی کی گہرائی میں دیکھتا ہے۔ اس کی کنیت ابو العیذار ہے۔ اسی طرح جوہری اور ابن  
اشیر نے کہا ہے۔ اور ظاہر بات یہ ہے کہ اس سے مراد مالک الحزین پرندہ ہے۔ محکم میں ہے کہ کرکی کی کنیت ابو العیذار ہے۔  
عنقریب عمیثیل کے ذکر میں باب العین میں اس کا ذکر آئے گا۔

## السحلة

ہمزہ کے وزن پر۔ یہ چھوٹے خرگوش کو کہتے ہیں۔ جو خرلق سے کچھ اونچا ہو اور اپنی ماں سے جدا ہو چکا ہو۔

## السحلیة

سین کے ضمہ سے ہے۔ چھپکلی کو کہتے ہیں۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ یہ چھپکلی سے تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے۔ روضہ میں عظامیہ کو بھی  
وزغ کی ایک قسم قرار دیا ہے اور کہا ہے یہ حرام ہے۔ ابن قتیبہ اور صاحب کفایہ کہتے ہیں۔ عظامیہ کو عضر فوط بھی کہتے ہیں۔ جاظ  
کہتے ہیں عضر فوط قیس کی زبان میں چھپکلی کو کہتے ہیں۔ اس کے متعلق عنقریب باب العین مہملہ میں ازہری کا قول آئے گا۔ کہ یہ  
ایک چکنا جانور ہے جو دوڑتا ہے اور تیزی سے آتا جاتا ہے اور چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔ مگر وہ نقصان نہیں پہنچاتا اور سام ابرص

سے اچھا ہوتا ہے۔

## السحا

سین کے فتح اور حاء ہمہلتین کے ساتھ ہے۔ چگاڈ کو کہتے ہیں اس کا واحد سحا ہے۔ یہ دونوں مقصورہ ہیں۔ یہ بات نصر بن شمیل نے کہی ہے۔ اور خفاش کا لفظ باب الخاء معجمہ میں گزر چکا ہے۔

## سحنون

سین کے فتح اور ضمہ سے ہے۔ یہ ایک بہت ذہین پرندہ ہے جو مغرب میں ہوتا ہے۔ اس کو ہوشیاری اور ذہانت کی وجہ سے سحنون کہتے ہیں۔ اور اس کے نام پر سحنون بن سعید تنوخی قیروانی کا لقب رکھا گیا ہے اور یہ منفرد لقب ہے۔ اس کا نام عبدالسلام ہے اور یہ ابن القاسم کا شاگرد ہے۔ اور مدونہ کا مصنف ہے۔

اس سے پہلے اسد بن فرات نے اس کو ابن القاسم سے غیر مرتب طور پر لکھا تھا۔ پھر ابن الفران نے اس کتاب پر سحنون کے ساتھ بخل کیا تو ابن القاسم نے اس کو بدو عادی کہ اللہ اس کو اس کے ساتھ نفع نہ دے پھر اسی طرح ہوا۔ اور یہ متروکہ ہی رہی۔ پھر سحنون نے ہی اس پر کام کر کے مدون کیا۔ اس کی وفات رجب کے مہینے میں ۲۴۰ ہجری کو ہوئی۔ یہ ماہ رمضان میں ۱۶۰ ہجری میں پیدا ہوا۔

## السخلۃ

بھیڑ اور بکری کے بچے کو کہتے ہیں چاہے مذکر ہو یا مونث۔ اس کی جمع سخل سخلۃ اور سخال آتی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

فللموت تغذو الوالدات سخالها      كما لخراب الدور تبنى المساكن  
”بکریاں اپنے بچوں کو غذا دیتی ہیں تاکہ آخر وہ مرجائیں۔ جیسے خراب ہونے کے لئے گھر بنائے جاتے ہیں۔“  
اس لام کو لام عاقبت کہتے ہیں۔  
دوسرا شاعر کہتا ہے۔

اموالنا لذوی المیراث نجمعها      ودورنا لخراب الدهر نبنيها  
”ہمارے مال وارثوں کے لئے ہوتے ہیں جن کو ہم اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور ہمارے گھر زمانے کے خراب کرنے کے لئے ہیں جن کو ہم بناتے رہتے ہیں۔“  
علامہ دمیری کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو خراب ہونے کے لئے بنائے نہیں جاتے مگر ان کا انجام یہی ہے۔  
جیسے کسی دوسرے شاعر نے کہا:

فان یکن الموت افناهم      فللموت ماتلد الوالدہ

”اگر موت نے ان کو فنا کر دیا ہے تو موت کے لئے ہی ہے جو کچھ ماں جنتی ہے۔“

اور اللہ نے فرمایا: ﴿فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا﴾ یعنی آل فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو لے لیا

تاکہ وہ ان کے لئے دشمن اور غم بن جائے۔ نیز اللہ نے فرمایا:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ الایة

فائدہ: ابو زید کہتے ہیں کہ بکریوں کی اولاد کو جب مائیں جنتی ہیں مذکر اور مونث دونوں کو سخلہ کہتے ہیں۔ پھر بچے اس کے بعد

بہمہ بن جاتے ہیں۔ اور اس کی جمع بہم ہے۔ مذکر و مونث دونوں کے لیے ہے۔ جب چار ماہ کے ہو کر اپنی ماں سے الگ ہو جائے

تو بکری کی اولاد کو جفار کہتے ہیں جس کا واحد جفر ہے اور مونث جفرا ہے۔ پھر جب چرنے لگ جائے اور طاقتور ہو جائے تو اس کو

عریض اور عتود کہتے ہیں۔ ان کی جمع عرضان اور عتدان ہے۔ اور یہ اس سارے عرصہ پر دوران جدی کہلاتی ہے جس کی مونث

عناق ہے۔ جب تک اس کی عمر سال نہ ہو۔ اور اس کی جمع عنوق ہوتی ہے۔

جب پورے سال کا ہو جائے تو مذکر کو تمیں اور مونث کو عنز کہیں گے۔ پھر دوسرے سال میں یہ مذکر جزع اور مونث کو جزعہ کہیں

گے۔

مالک نے عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ زکوٰۃ میں سخلہ کو بھی شمار کرو۔ اسی کے ساتھ شافعی وغیرہ نے دلیل لی ہے

کہ جو سال کا ہو جائے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ کیونکہ سال سے نمو کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور سخال بذات خود بڑھتے ہیں۔ یہاں

تک کہ سال سے ایک لمحہ پہلے بھی اگر وہ جنا جائے۔ تو اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اگرچہ مائیں سال پورا ہونے سے پہلے پہلے مر

جائیں۔

کہا جاتا ہے کہ امہات کے نصاب کا باقی رہنا شرط ہے بعض نے کہا ان میں سے کچھ کا باقی رہنا شرط ہے اگرچہ ایک ہی کیوں

نہ ہو۔ امام احمد اور یعلیٰ موصلی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک خارش زدہ بکری کے بچے سے گزرے جس کو اس

کے مالکوں نے باہر نکال رکھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جتنا یہ بچہ

اپنے گھر والوں کی نگاہ میں ہے۔

اور بزار نے اپنی سند میں ابو درداء سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک قوم کے کھنڈرات پر سے گزرے جن میں ایک مراہوا

بکری کا بچہ بھی تھا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے مالکوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے؟ صحابہ نے کہا اگر ضرورت ہوتی تو اس کو

یہاں نہ پھینکتے۔ آپ نے فرمایا دنیا اللہ کے نزدیک اس بچہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جتنا کہ یہ اپنے مالکوں کے نزدیک ذلیل

ہے۔ تو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا تم میں سے کسی کو ہلاک کر دے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام غزوہ بدر کے لئے نکلے تو کسی دیہاتی سے ملے تو اس سے لوگوں کے متعلق

پوچھا تو اس کے پاس انہیں کوئی خبر نہ ملی۔ لوگوں نے اس سے کہا نبی ﷺ کو سلام کہہ۔ اس نے کیا تم میں اللہ کے رسول بھی ہیں۔

لوگوں نے کہا ہاں اللہ کے رسول ہیں تو وہ کہنے لگا اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیں میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ تو سلمہ بن

سلامہ بن وقش نے کہا (جو کہ نوعمر تھے) یہ بات نبی ﷺ سے نہ پوچھ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس کے پیٹ میں تجھ سے بکری کا بچہ

ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو۔ تو میں اس آدمی پر ڈرا پھر اس نے سلمہ سے اعراض کر لیا۔

حاکم نے اس کو ابن لھیعہ عن عروہ مستدرک میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیہاتی ملا جب۔ لوگوں نے اس سے قافلہ کے لوگوں کی بات پوچھی مگر اس کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ صحابہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہہ۔ اس نے کہا کیا تم میں رسول اللہ ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں تو اس نے سلام کہا پھر کہا۔ مجھے میری اونٹنی کے پیٹ کے بارے میں بتاؤ کہ اس میں کیا ہے۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (جو نو عمر بچے تھے) یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مت پوچھ میری طرف آ تو اس پر چڑھا ہے۔ تو اس کے پیٹ میں تیرے نطفے سے ایک سخلہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو تو میں اس شخص پر ڈرا لیکن نبی ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور اس سے کوئی کلام نہ کی یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے اور مسلمان ان صحابہ کو روجاء میں ملے جو ان کو مبارک باد دے رہے تھے۔ تو سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کو کس بات کی مبارک باد دیتے ہیں۔

اللہ کی قسم ہم نے تو دیکھا کہ وہ گنجی بوڑھیاں تھی جو باندھے ہوئے اونٹوں کی طرح تھی اور ہم نے ان کو ذبح کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم کی ایک فراست ہے جس کو شرفاء ہی جانتے ہیں پھر حاکم نے کہا یہ صحیح مرسل ہے۔ جانتے ہیں پھر حاکم نے کہا یہ صحیح مرسل ہے۔

فراست کے ذکر سے وہ حدیث بھی ملتی جلتی ہے۔

جو حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ فراست والے تین آدمی تھے۔ ایک عزیز مصر جس نے یوسف میں فراست دکھائی۔ تو اپنی عورت سے کہا: «اَكْرِمِي مَثْوَاهُ» اور وہ عورت جس نے موسیٰ کو دیکھا تو کہا۔ «يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ» اے ابا جان! اس کو مزدور رکھ لو۔

اور تیسرے فراست دان ابو بکر تھے۔ جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ حاکم نے کہا اللہ ابن مسعود سے راضی ہو انہوں نے ان کے جمع کرنے میں بہت خوبی دکھائی ہے۔ یہ اسناد صحیح ہے۔

فرع: بکری کا وہ بچہ جو کتیا کے دودھ سے پلا ہو اس کا حکم جلالہ کا ہے جسے کھانا علی الاصح مکروہ تنزیہی ہے۔

اسی طرح شرع کبیر اور روضہ اور منہاج میں ہے۔ اور رویانی اور عراقی نے بھی اس کو جزا بیان کیا ہے۔

ابو اسحاق مروزی اور قتال کہتے ہیں کہ یہ کراہت تحریمی ہے اور امام شافعی نے بھی اس کو راجح کہا ہے اور بغوی، غزالی اور رافعی نے محرر میں بھی اس طرح کہا ہے۔

جلالہ اس کو کہتے ہیں جو گندگی اور نجاست کھائے۔ چاہے بکریوں، اونٹوں، گائیوں، مرغیوں، بطخوں اور مچھلیوں وغیرہ میں سے ہو جن کو کھایا جاتا ہے۔ دجاج کے متعلق باب الدال معجمہ میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ جب اس کو کھانا چاہتے تو کئی دن تک اس کو باندھے رکھنے کا حکم دیتے پھر اس کے بعد اس کو کھاتے۔

دارقطنی بیہقی اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے جلالہ کے کھانے سے منع کیا۔ اور ان کے دودھ پینے سے بھی یہاں تک کہ ان کو بند رکھا جائے۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔ بیہقی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

اگر گندگی کھانے سے اس کے گوشت میں کوئی تبدیلی نہ آئی ہو تو تحریم و کراہت نہیں ہے۔ جس چیز پر حرمت کا دار مدار ہے۔

اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ تورافعی نے ”تمتہ التتمہ“ میں کہا اگر اس کے کھانوں میں سے اکثر کھانے پاکیزہ ہوں تو جلالہ نہیں ہوگی۔ لیکن اصح بات یہ ہے کہ کثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ بو کا اعتبار ہے۔ اگر اس کے پسینے میں یا اس کے جسم میں ادنیٰ سی بھی نجاست کی بو ہو چاہے کم ہی کیوں نہ ہو تو یہ نہی کا مقام ہے۔ ورنہ نہیں۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نہی کا مقام تب ہے۔ کہ جب اس کے سارے وجود میں نجاست کی بد بو ہو یا بد بو کے قریب ہو۔ اگر بد بو تھوڑی ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور صحیح بات پہلی ہے۔ جیسے پانی میں تھوڑی نجاست قابل اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ بد بو کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

اگر جلالہ کو کچھ مدت پاک چارہ دیا جائے اور اس کا گوشت صاف ہو جائے اور نجاست ہٹ جائے تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک چارے کی مدت معین نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی بد بو ختم ہو جائے۔ رافعی کہتے ہیں بعض علماء کے نزدیک اونٹوں اور گائیوں میں چارے کا اندازہ چالیس دن ہے۔ اور بکریوں میں سات دن ہے اور مرغیوں میں تین دن ہے انہوں نے کہا ہمارے نزدیک یہ اغلب طور پر ہے۔

اگر اس کو چارہ نہ دیا جائے تو ذبح کے بعد گوشت کے دھونے سے اور پکانے سے اور خشک کرنے سے ممانعت زائل نہیں ہوتی۔ اگر چہ بد بو ختم ہو جائے۔ اسی طرح وقت گزرنے سے جو بد بو ختم ہو جائے اس کا صاحب تہذیب کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بعض نے اس کے خلاف بھی کہا ہے۔

اور جس طرح اس کا گوشت منع ہے اسی طرح اس کا دودھ اور انڈے بھی منع ہیں۔ اور بغیر کسی رکاوٹ کے اس پر سوار ہونا بھی منع ہے۔ اس کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ گوشت کی طرح ہے اور نجاست کے قائلین کے نزدیک وہ ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا۔

سحون سے اس بکری کے بچے کے متعلق پوچھا گیا جس کو مادہ خنزیر نے دودھ پلایا ہو تو انہوں نے کہا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ طبری کہتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر بکری کے بچے کو کتیا یا مادہ خنزیر کے دودھ سے پالا گیا ہو تو وہ حرام نہیں ہوتا۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ خنزیروں کے دودھ دیگر نجاستوں کی طرح پلید ہیں۔ دوسرے علماء نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ مادہ خنزیر کے دودھ کا ذائقہ اور بو ذبح کرنے کے بعد بکری کے بچے میں نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے بونکال دیتا ہے اور پھیر دیتا ہے جس طرح غذا کو نکال دیتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہری نجاستوں کو جو اس کے ذریعے معلوم کی جاسکیں۔ حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابوالحسن علی بن خلف بن بطلال القرطبی نے شرح البخاری میں کہا ہے اس کا سن وفات ۴۴۹ ہجری اور یہ ابو عمرو بن عبدالبر کے اساتذہ میں سے ہے۔

## السر حان

سین کے کسرہ سے ہے۔ بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع سراح اور سراحین آتی ہے اور مونث سرحانہ آتی ہے۔ اس کی جمع بھی مذکر کی جمع کی طرح ہے۔ ہذیل کی لغت میں سرحان شیر کو کہتے ہیں ابوالسلم کسی میت پر مرثیہ کہتے ہوئے کہتا ہے۔



هـ ساط او دية حمـال السوية شهاد انـدية سـرحان فتيان

”وادیوں میں اترنے والا جھنڈوں کو اٹھانے والا مجلسوں میں حاضر ہونے والا اور نوجوان کا شیر ہے۔“

سیبویہ کہتے ہیں کہ سرحان کا نون زائد ہے۔ کیونکہ یہ فعلان کے وزن پر ہے۔ اور اس کی جمع سرحین آتی ہے۔ کسائی کہتے ہیں کہ اس کی مونث سرحانہ ہے۔ قزوینی نے کسی چرواہے سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی بکریاں لے کر ایک وادی میں گیا تو ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا وہ کھڑا ہو کر زور سے پکارنے لگا اے وادی کو آباد کرنے والے تو اس نے ایک آواز سنی اے بھیڑیے اس کی بکری اس کو واپس دے دے تو بھیڑیا آیا اور اس کی بکری کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کا حکم خواص اور تعبیر پہلے گزر چکی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں سقط العشاء به علی سرحان۔ یعنی اس کو رات کے کھانے نے بھیڑیے پر پھینک دیا۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے کہ ایک آدمی رات کے کھانے کی تلاش میں نکلا تو وہ بھیڑیے پر جا گرا تو بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اصمعی کہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے کہ ایک جانور رات کا کھانا تلاش کرنے نکلا تو راستے میں اسے بھیڑیا ملا جو اسے کھا گیا۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں اس کی اصل یوں ہے کہ سرحان نامی ایک آدمی تھا وہ بہت بہادر تھا لوگ اس سے ڈرتے تھے تو ایک دن ایک آدمی کہنے لگا اے اللہ کی قسم میں اپنے اونٹوں کو اس وادی میں ضرور چراؤں گا اور سرحان بن ہزلہ سے نہیں ڈروں گا وہ آدمی سرحان کے پاس آیا تو سرحان نے اس کو قتل کر کے اس کے اونٹ چھین لئے۔ اور یہ شعر پڑھے۔

ابـلغ نصیحة ان راعی ابلها سقط العشاء به علی سرحان

”یہ بات بطور نصیحت آگے پہنچا دو کہ اونٹوں کو چرانے والے کو رات کے کھانے سرحان کے سامنے گرا دیا۔“

سقط العشاء به علی متنمر طلق الیدین معاود لطعان

”کھانے نے اس کو چیتے جیسے کھلے ہاتھوں والے کے سامنے ڈالا ہے جو بار بار نیزے سے حملہ کرنے والا ہے۔“

یہ مثال ایسی ضرورت کے طلب کرنے والے پر بولی جاتی ہے جو اس ضرورت والے کو ہلاک کر دے۔

## السرطان

سین کی فتح اور راء مہملتین اور آخر میں نون کے ساتھ ہے یہ مشہور جانور کیڑا ہے۔ اس کو پانی کا بچھو کہتے ہیں اس کی کنیت ابو بحر ہے۔ یہ پانی کی مخلوق ہے مگر خشکی میں بھی زندہ رہ سکتا ہے اس کی چال میں عمدگی ہوتی ہے اور بہت تیز دوڑتا ہے دو جڑوں والا ہے اس کے پنجے اس کے ناخن اور دانت بہت تیز ہوتے ہیں اور پشت سخت ہوتی ہے۔ جس نے اس کو دیکھا اس نے ایک بغیر سر اور دم کے جانور کو دیکھا جس کی دونوں آنکھیں کندھوں میں ہوتی ہیں۔ اور منہ سینے میں ہوتا ہے اس کے جڑے دونوں طرف پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں اور یہ اپنے ایک پہلو پر چلتا ہے اور پانی اور ہوا کو ناک کے ذریعے سونگتا ہے اور اپنی جلد کو سال میں ایک دفعہ اتارتا ہے۔ اپنے بل کے دوسرا رخ بناتا ہے۔ ایک پانی کی طرف اور ایک خشکی کی طرف جب یہ اپنی جلد اتارتا ہے تو پانی کی جانب والا دروازہ بند کر دیتا ہے کیونکہ اس کو ڈر ہوتا ہے کہ اس کو درندہ مچھلیاں کھانہ جائیں اور خشکی کی

جانب والے سوراخ کو کھلا رکھتا ہے تاکہ اس کو ہوا پہنچتی رہے اور اس کی رطوبتیں خشک ہو جائیں اور جلد مضبوط ہو جائے جب اس کی جلد مضبوط ہو جاتی تو وہ پانی کا دروازہ کھول دیتا ہے اور معاش کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔

ارسطا طالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ عرب یہ گمان کرتے ہیں کہ جب مراہوا کیکڑا کسی بستی یا علاقے میں کسی گڑھے کے اندر اپنی پشت کے بل لیٹے ہوئے کسی کو مل جائے تو وہ علاقہ آسمانی آفات سے محفوظ رہے گا۔

اور اگر کیکڑے کو درختوں پر لٹکا دیا جائے تو ان کا پھل زیادہ ہو جاتا ہے کیکڑے کی صفت بیان کرتے ہوئے شاعر نے کہا ہے۔

فی سرطان البحر اعجوبة      ظاهرة للخلق لا تخفي  
 ”بحری کیکڑے میں بہت سی عجائبات ہیں جو مخلوقات کے سامنے ہیں پوشیدہ نہیں۔“

مستضعف المشية لکنه      ابطش من جاراته کفا  
 ”چلنے میں کمزور ہے لیکن اپنی ہمسایوں سے زیادہ مضبوط پکڑ والا ہے۔“

یسفر لناظر عن جملة      متی مشی قدرها نصفاً  
 ”دیکھنے والے کے لئے وہ سارا کھل کر نظر آتا ہے مگر جب چلتا ہے تو وہ اس کو آدھا سمجھتا ہے۔“

کہا جاتا ہے کہ بحر چین میں ایسے کیکڑے ہیں جو سمندر سے نکلتے ہیں تو خشکی میں آ کر پتھر بن جاتے ہیں۔ اور طبیب اس سے وہ سرمہ بناتے ہیں جو آنکھ کی سفیدی کو دور کرتا ہے۔ سرطان سلسلہ تو والد سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ سپی میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اس سے باہر نکل آتا ہے۔

حلیہ میں ابو الخیر دیلمی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک بہترین کپڑا بننے والے کے پاس بیٹھا تھا تو ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ وہ اس کو ایک رومال بنا دے پھر اس سے اس عورت نے اس کی اجرت پوچھی تو جولاہے نے کہا دو درہم ہے وہ کہنے لگی کہ میرے پاس ابھی کچھ نہیں کل تجھے یہ رقم لا دوں گی جولاہے نے کہا جب تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ان دونوں درہموں کو جلد میں پھینک دینا جب میں واپس آؤں گا تو ان دونوں کو اس سے لے لوں گا۔ اس عورت نے کہا: آپ کی محبت اور عزت افزائی کا شکر یہ۔ ابو الخیر کہتے ہیں دوسرے دن وہ عورت آئی تو وہ جولاہا وہاں موجود نہیں تھا وہ عورت بیٹھ کر تھوڑی دیر انتظار کرتی رہی پھر کھڑی ہو گئی اور ایک کپڑے میں رکھ کر جلد میں پھینک دیئے اچانک ایک کیکڑا آیا اور اس کپڑے کو لے کر پانی میں غوطہ زن ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جولاہا آیا اور دکان کا دروازہ کھول کر کنارہ پر بیٹھ کر وضو کرنے لگا اچانک ایک کیکڑا پانی سے نکل کر دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اس کی پشت پر وہ درہموں والا کپڑا رکھا ہوا تھا جب وہ اس شیخ کے پاس آیا تو اس نے اس پونٹی کو اٹھالیا اور کیکڑا اسی وقت اپنے راستے پر چل دیا۔ تو میں نے شیخ سے کہا کہ میں نے اس اس طرح دیکھا ہے تو وہ کہنے لگے کہ تو میری زندگی میں اس واقعہ کو ظاہر نہ کرنا تو میں نے اس کی یہ بات مان لی۔

شرعی حکم: اس کو کھانا اس کی خباثت کی وجہ سے سپی کی طرح حرام ہے۔ رافعی کہتے ہیں اور اس وجہ سے بھی یہ حرام ہے کہ اس میں ضرر اور نقصان ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا کھانا حلال ہے اور یہ امام مالک کا مذہب ہے۔

طبی خواص: سرطان کے کھانے سے پشت اور کمر کی تکلیف میں فائدہ ہوتا ہے نعوت میں ہے کہ جس پر سرطان کا سر لٹکایا جائے جبکہ چاند جلنے والا ہو تو وہ آدمی نہیں سو سکے گا اور اگر چاند جلنے والا نہ ہو تو وہ سو جائے گا۔

اگر کیڑے کو جلا کر بوا سیر پر لگایا جائے تو ہر قسم کی بوا سیر ختم ہو جائے گی اگر اس کی ٹانگ کسی پھل دار درخت پر لٹکائی جائے تو اس کا پھل بغیر کسی وجہ کے گر پڑے گا اس کا گوشت سل کی بیماری والے کے لئے بہت مفید ہے اگر کیڑا تیر کے زخم لگے ہوئے پر لگایا جائے تو وہ تیر باہر آ جائے گا۔ سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے میں مفید ہے۔

تعبیر الرؤیا: کیڑے کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ جو بہت مکار اور فریبی ہو کیونکہ اس کے ہتھیار زیادہ ہوتے ہیں اور اس کی ہمت بھی بڑی ہوتی ہے اور اس کی صحبت بھی مشکل ہوتی ہے اور اس کے پکڑنے کی جگہیں دور ہوتی ہے۔ جس نے دیکھا کہ اس نے کیڑے کا گوشت کھایا تو اس کو کسی دور کے علاقے کا مال نصیب ہوگا جا ماسپ کہتے ہیں کہ خواب میں کیڑے کا گوشت مال حرام ہے۔ واللہ اعلم

## السرعوب

سین کے ضمہ راء کے سکون اور عین مہملتین کے ساتھ ہے۔ نیولے کو کہتے ہیں اس کو نمس بھی کہتے ہیں۔ یہ بات کفایۃ المختفظ میں ہے۔

## السرفوت

سین کے فتح اور راء مہملتین اور فاء کے ضمہ کے ساتھ ہے ایک چھوٹا سا چوپایہ ہے جو شیشے کی انگیٹھی میں آگ جلاتے وقت گھونسلا بناتا ہے مادہ اس میں انڈے دیتی ہے اور یہ صرف اسی جگہ اپنا گھر بناتی ہے جہاں ہر وقت آگ چلتی رہے۔ اسی طرح ابن خلکان نے یعقوب بن صابر المنجینی کے ذکر میں بیان کیا ہے اور یہ چوپایہ اس صفت میں سمدل پرندے کے ساتھ شریک ہوتا ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر انشاء اللہ آئے گا۔

## السرفة

سین کے ضمہ راء مہملتین کے سکون اور فاء کے ساتھ ہے۔ دیمک کو کہتے ہیں۔ ابن سکیت کہتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کا سر سیاہ اور باقی سارا جسم سرخ ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے جو ایک دوسرے کے ساتھ اپنے لعاب دھن کے ذریعے ناموس کی طرح جوڑ کر اپنے لئے گھر بناتا ہے۔ پھر اس میں داخل ہو کر مر جاتا ہے کہا جاتا ہے سرفت سرفا، و تسرفھا سرفا یعنی اس نے درخت کے پتے کھائے کہا جاتا ہے شجرة مسرفة یعنی گہن لگا درخت حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے کہا کہ جب تو منیٰ جائے اور فلاں فلاں جگہ پر پہنچے تو وہاں ایک درخت ہے جس کے پتے کبھی نہیں گرے اور نہ کبھی اس کو ٹڈی نے کھایا ہے نہ اس کو دیمک لگی ہے اور نہ اس کو کسی جانور نے چرا ہے۔ اور اس کے نیچے ستر (۷۰) نبی اترے ہیں تم بھی وہاں اترنا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اصنع من سرفة یعنی وہ دیمک سے زیادہ کاریگر ہے اس پر کلام باب الہمزہ میں گزر چکا ہے۔

## سرمان

گھوڑی کی طرح ایک جانور ہے اور سرمان سفید اور کالی اور پیلی بھڑوں کی ایک قسم بھی ہے۔

## السروة

پہلے پہل جو ٹڈی ہوتی ہے اس کو سروہ کہتے ہیں اور وہ اس وقت ایک کیڑا ہوتی ہے اصل اس میں ہمزہ ہے سروہ بھی ایک لغت

ہے۔

## السرماہ

ٹڈی کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العدانة

کبوتری کو کہتے ہیں۔

## السعلاة

خبیث جنوں کو کہتے ہیں اور اسی طرح اسعلاء بھی ہے۔ اس کو مد اور قصر دونوں سے پڑھتے ہیں اس کی جمع السعالی آتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے استسعلت المرأة یعنی وہ عورت بھتنی بن گئی یعنی شور کرنے والی اور بد گو ہو گئی۔ شاعر کہتا ہے۔

لقد رايت عجا مذا مسا عجانزا مثل السعالي خمسا

”میں نے کل عجیب منظر دیکھا کہ پانچ بھتنیوں کی طرح بوڑھی عورتیں دیکھیں۔“

ياكلن ما اصنع همسا مسا لا ترك الله لهن ضرسا

”جو کچھ میں تیار کرتا وہ آہستہ آہستہ کھا جاتیں اللہ تعالیٰ نے ان کی داڑھیں ختم کر دی تھیں۔“

شعر میں سین کے بجائے تاء لائی گئی ہے اور یہ بھی بعض عرب کی لغت ہے۔

ياقبح الله بنى السعلاة عمرو بن يربوع شرار النيات

ليسوا عفا ولا اكيات

جا حظ کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ عمرو بن يربوع بھتنی اور انسان کے ملاپ سے پیدا ہوا تھا۔ مزید جا حظ کہتے ہیں کہ عرب بیان کرتے ہیں کہ جرہم آدم کی بیٹیوں اور فرشتوں کے ملاپ سے پیدا ہوا تھا نیز کہتے ہیں کہ فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ آسمان میں جب بھی نافرمانی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کو آدمی کی صورت میں زمین پر اتار دیتا۔ جیسا کہ ہاروت اور ماروت کے ساتھ کیا گیا۔ تو

بعض فرشتوں نے عورتوں کے ساتھ جماع کیا تو اس سے جرہم پیدا ہوا اسی لئے ان کے ایک شاعر نے کہا ہے۔

لاہم ان جرہم اعباد کا الناس طرف وہم تلاد کا

”اے اللہ جرہم تیرے بندے ہیں لوگ عمدہ مخلوق ہیں اور وہ تیری پرانی مخلوق ہے۔“

جاہظ مزید کہتے ہیں۔ ملکہ بلقیس بھی اسی قسم میں سے تھی اور اسی طرح ذوالقرنین بھی تھے۔ ذوالقرنین کی ماں آدمی تھی اور باپ فرشتہ تھا۔ اسی لئے عمر بن خطاب نے جب ایک آدمی کو سنا کہ وہ دوسرے آدمی کو یا ذوالقرنین کہہ کر بلارہا ہے تو آپ نے فرمایا کیا تم انبیاء کے ناموں سے فارغ ہو گئے ہو کہ تم فرشتوں کے ناموں تک پہنچ گئے ہو۔

صحیح بات یہ ہے کہ فرشتے انبیاء کی طرح چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جیسا کہ قاضی عیاض نے کہا ہے۔ اور جہاں تک ان کی اس ذکر کردہ بات کا تعلق ہے کہ جرہم فرشتوں اور آدم کی بیٹیوں کے ملاپ سے پیدا ہوا تھا اور اسی طرح ذوالقرنین اور بلقیس بھی تو یہ بات کسی صورت ممکن نہیں ہو سکتی۔ ہاروت اور ماروت کے قصے سے ان کا استدلال کرنا کچھ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ جس طریقے سے انہوں نے وہ بیان کیا ہے وہ ثابت نہیں بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے یہ وہ دو جادوگر تھے جو بابل شہر میں تھے۔ حسن کہتے ہیں کہ وہ دو کافر تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے اور انہیں جادو سکھاتے اور وہ فرشتوں میں سے نہیں تھے کیونکہ فرشتے جادو نہیں جانتے۔ ابن عباس اور حسن بصری نے (وَمَا أَنْزَلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ) کو لام کے کسرہ کے ساتھ الْمَلَكَيْنِ پڑھا ہے اور ان کا ذکر انشاء اللہ الکلب کے ضمن باب الکاف میں آئے گا۔ ذوالقرنین کے نسب اور نام کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔ صاحب ابتلاء الاخیار کہتے ہیں کہ اس کا نام سکندر تھا اور اس کا باپ تمام زمین والوں میں زیادہ علم نجوم کو جانتا تھا۔ اور آسمان کے بارے میں جتنا وہ جانتا تھا اتنا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی کو لمبی کر دیا تھا۔ ایک رات اس نے اپنی بیوی سے کہا مجھے بیداری نے قتل کر دیا ہے اس لئے مجھے تھوڑی دیر سو لینے دو اور آسمان کی طرف دیکھتی رہو پھر جب تم اس جگہ پر دیکھو کہ وہاں ستارہ طلوع ہوا ہے۔ (پھر اس نے اس جگہ کی طرف اشارہ بھی کیا) تو مجھ کو جگا دینا تا کہ میں تیرے ساتھ ہم بستری کروں پھر تو ایک ایسا بچہ جنے گی جو آخری زمانے تک زندہ رہے گا اس کی بہن بھی اس کی باتیں سن رہی تھی۔ پھر سکندر کا باپ سو گیا اور اس کی بیوی کی بہن ستارے کا دھیان رکھنے لگی جب ستارہ طلوع ہوا تو اس نے اپنے خاوند کو اطلاع دی تو اس نے اس کے ساتھ ہم بستری کی تو اس سے خضر پیدا ہوئے تو خضر اسکندر کی خالہ اور وزیر کے بیٹے تھے جب سکندر کا باپ بیدار ہوا اور دیکھا کہ ستارہ جس برج کا وہ انتظار کئے ہوئے تھا ستارہ اس سے نکل کر دوسرے برج میں اتر چکا ہے۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا تو نے مجھے بیدار کیوں نہیں کیا وہ کہنے لگی اللہ کی قسم میں شرمائی تھی سکندر کے باپ نے اس سے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ چالیس سال سے میں اس ستارہ کی تلاش میں ہوں اور اللہ کی قسم تو نے میری عمر بغیر کسی مقصد کے ضائع کر دی لیکن اسی ستارے کے پیچھے ایک اور ستارہ ابھی طلوع ہوگا۔ پھر میں تمہارے ساتھ ہم بستری کروں گا تو تو ایسے لڑکے کو جنے گی کہ جو سورج کے دونوں سینگوں کا مالک ہوگا تھوڑی دیر بعد وہ ستارہ طلوع ہو گیا سکندر کے باپ نے اپنی بیوی سے ہم بستری کی تو اس سے اسکندر پیدا ہوا۔ اسکندر اور اس کی خالہ کا بیٹا خضر ایک ہی رات میں پیدا ہوئے۔ پھر سکندر کو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا کی تو اس نے ملکوں کو فتح کیا اور اس کا جو معاملہ ہو اسب کو معلوم ہے۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ذوالقرنین ایک آدمی تھا جو روم کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی کا بیٹا تھا اس کے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہیں تھی اس کا نام اسکندر تھا اور وہ نیک بندہ تھا جب وہ جوان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ذوالقرنین میں تجھے زمین کی امتوں کی طرف بھیجنے والا ہوں وہ مختلف امتیں ہیں اور وہ مختلف قسم کے لوگ ہیں ان میں سے دو امتیں ایسی ہیں جن کے درمیان زمین کا طول ہے اور دو امتیں ایسی ہیں کہ جن کے درمیان زمین چوڑائی ہے ان میں سے کئی امتیں زمین کے درمیان میں ہیں تو ذوالقرنین نے کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسا عظیم کام سونپا ہے کہ جس کا اندازہ تو ہی جانتا ہے پس مجھے ان امتوں کے متعلق بتاؤ کہ جن کی طرف تو نے مجھے بھیجا ہے کہ کونسی قوت سے میں ان پر غالب آؤں گا اور کون سی زبان کے ساتھ میں ان سے باتیں کروں گا اور میں ان کی لغت کو کیسے سمجھوں گا۔ اور کون سے کانوں سے ان کی باتوں کو سنوں گا اور کون سے دلائل کے ساتھ ان سے جھگڑوں گا اور کون سے عقل کے ساتھ میں ان کو سمجھوں گا۔ اور کون سے دل اور حکمت کے ساتھ میں ان کے معاملات کی تدبیر کروں گا اور کون سے انصاف کے ساتھ میں ان میں عدل کروں گا اور کون سی معرفت سے ان کے درمیان فیصلے کروں گا۔ اور کون سے ہاتھوں سے ان پر حملہ کروں گا اور کون سی ٹانگوں سے ان کو روندوں گا اور کون سی طاقت سے ان کو شمار کروں گا۔ اور کون سے لشکر کے ساتھ ان سے لڑائی کروں گا اور کون سی نرمی کے ساتھ ان سے الفت کروں گا اور اے اللہ جو کچھ میں نے ذکر کیا میرے پاس ان میں سے کچھ بھی نہیں کہ جس سے ان کا انتظام ہو سکے اور ان پر قوی ہو جاؤں اور ان پر طاقت رکھ سکوں اور تو شفقت کرنے والا رحیم ہے جو کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ لادتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے طاقت دوں گا اور میں تیرا ضامن ہوں گا اور تیرے سینے کو کھول دوں گا پھر تو ہر چیز کو سنے گا اور تیری فہم کو طاقت و ر بنا دوں گا پھر تو ہر چیز سمجھ لے گا اور تیری زبان کو میں کھول دوں گا تو ہر زبان بولے گا اور تیری سماعت کھول دوں گا تو تو سب کچھ سن سکے گا اور میں تیری سمجھ کو قوت عطا کروں گا پھر تو ہر چیز کو یاد رکھے گا اور تیری نظر کو پھیلا دوں گا تو تو ہر چیز کو دیکھ سکے گا اور تیرے سہاروں کو مضبوط کر دوں گا تو کوئی چیز تم پر غالب نہیں آسکے گی۔ اور میں تیرے دل کو مضبوط کر دوں گا تو کوئی چیز تجھے خوف زدہ نہیں کر سکے گی۔ اور تیری عقل کو میں یاد رکھنے والی بنا دوں گا تو کوئی چیز تجھ سے چھپ نہیں سکے گی۔ اور جو کچھ تیرے سامنے ہوگا اس کو تیرے لئے بچھا دوں گا پس تو ہر چیز پر غلبہ پالے گا اور تیرے روندنے کو میں مضبوط کر دوں گا پس تو ہر چیز کو گرا لے گا۔ اور تجھے ہیبت کا لباس پہنا دوں گا تو کوئی چیز تجھے ڈرا نہیں سکے گی۔ اور تیرے لئے روشنی اور اندھیروں کو مسخر کر دوں گا اور اس کو تیرا لشکر بنا دوں گا۔ روشنی تیرے آگے راہنمائی کرے گی اور اندھیرا تیرے پیچھے سے حفاظت کرے گا۔ اور یہی

مطلب ہے اللہ کے اس فرمان کا کہ

﴿وَأَتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾ یعنی ہم نے اس کو ہر چیز کے اسباب مہیا کئے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ذوالقرنین وائل بن حمیر کی اولاد میں سے صعّب بن ذی مرثد حمیری ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس کا نام مرزبان بن مردویہ ہے۔ ابن اسحاق کی سیرۃ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سکندر ہے۔ اور بعض کے بقول یہ یونان بن یافث کی اولاد میں سے ہے جس کا نام ہرمس ہے۔ اور

اس کو ہر دیس بھی کہتے ہیں۔

اور تاریخ اور سیرت کے ظاہری علم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ دو آدمی ہیں۔ ایک ابراہیم کے زمانے میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ آدمی تھا جس نے ابراہیم کے حق میں فیصلہ دیا تھا جب وہ اس کے پاس شام میں برسبوع کا جھگڑالے کر گئے تھے۔ اور دوسرا عیسیٰ کے زمانے کے قریب ہوا ہے۔

بعض نے کہا یہ افریدون ہے۔ جس نے اس سرکش بادشاہ کو مار ڈالا تھا جو ابراہیم کے زمانے میں یا اس سے کچھ پہلے تھا۔ اس کا لقب ذوالقرنین رکھنے کے سبب میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس لئے تھا کہ وہ فارس اور روم کا بادشاہ تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے سر میں دو سینگوں کے مشابہ کوئی چیز تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ سورج کے دو سینگوں کو پکڑے ہوئے ہے۔ اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ وہ مشرق اور مغرب میں گھومے گا۔ بعض نے کہا کہ اس نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو انہوں نے اس کے دائیں سینگ پر مارا اس نے پھر دعوت دی تو انہوں نے اس کے بائیں سینگ پر مارا۔ بعض نے کہا کہ وہ نجیب الطرفین تھا۔ یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے معزز گھرانوں سے تعلق رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہیں اس کے وقت میں لوگوں کے دوزمانے گزرے تھے اور وہ زندہ تھا۔ بعض نے کہا کہ جنگ کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں رکابوں کے ساتھ لڑتا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ روشنی اور تاریکی دونوں میں داخل ہوا تھا۔ بعض کے نزدیک اس کے دو گیسوتھے اور گیسوؤں کو بھی قرن کہتے ہیں۔

راعی نے کہا:

فلثمت فاھا اخذا بقسرونها شرب النزيف لبرد ماء الحشرج

”میں نے اس کی منہ کو اس کے گیسوؤں کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ جیسے پیاسے نے حشرج کے ٹھنڈے پانی کو پیا۔“

اسے ذوالقرنین اس لیے بھی کہتے ہیں کہ یہ ظاہری اور باطنی دونوں علم دیا گیا۔ یہ اسکندر یہ کا ایک آدمی تھا۔ جس کا نام اسکندر بن فیلبش ”رومی تھا۔ اور یہ عیسیٰ کے بعد کے زمانے میں پیدا ہوا۔ مجاہد کہتے ہیں۔ زمین کے چار بادشاہ ہوئے ہیں دو مومن اور دو کافر۔

مومن سلیمان اور ذوالقرنین ہیں۔ اور دو کافر نمرود اور بخت نصر ہیں۔ اور اس امت میں سے ایک پانچواں آدمی بھی ہوگا۔ جس کا نام حمیدی ہوگا۔

ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں نبی تھا کیونکہ اللہ فرماتے ہیں ﴿قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ﴾ ہم نے کہا اے ذوالقرنین! بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک نیک عادل بادشاہ تھا۔ شاید یہی بات صحیح ہو۔ اس کی نبوت کے دعویدار کہتے ہیں کہ جو فرشتہ اس پر نازل ہوتا تھا اس کا نام رقیائیل تھا اور وہ زمین کا فرشتہ ہے۔ جو قیامت والے دن اس کو لپیٹ لے گا اور اس کو سکینٹر دے گا۔ تو تمام مخلوق کے پاؤں کھلے میدان میں آجائیں گے۔ یہ بات ابی خیشمہ نے کہی ہے۔ سہیلی کہتے ہیں اس فرشتہ کا کام ذوالقرنین کے مشابہ ہے جس نے زمین کے مشرق اور مغرب کو طے لیا تھا اور جیسے خالد بن سنان عیسیٰ کا قصہ ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک نبی تھے جو آگ کے مسخر کرنے میں اس فرشتے کے حال کی طرح ہے جس کے سپرد

آگ کا معاملہ ہے۔ اور اس کا نام مالک خازن النار ہے۔

اور خالد اور اس کی نبوت کا واقعہ باب العین عنقاء میں آئے گا۔

جاہظ کہتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ جنوں اور انسانوں میں کبھی کبھی مناکحت اور ملاپ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے۔

﴿وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾ یعنی ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہو جاؤ۔ اور یہی بات ظاہر ہے اور

اس لئے ہے کہ جنیاں انسانوں میں سے مردوں کو گرانے کے لئے عاشق بن کر جفتی کی غرض سے پیش آتی ہیں اور اس طرح جنوں

کے مرد بھی انسانوں کی عورتوں کے لئے سامنے آتے ہیں۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو مرد مردوں کے سامنے آتے اور عورتوں عورتوں کے

سامنے آتیں۔

اللہ فرماتے ہیں ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ﴾ یعنی ان کو ان سے پہلے نہ کسی جن نے چھوا ہوگا اور نہ کسی انسان

نے۔

اگر جن عورتوں کے پاس نہ آتا ہوتا تو اس ترکیب میں اللہ کا یہ فرمان نہ ہوتا۔

اور عرب کہتے ہیں کہ کوالثور بعض حیوانات اور نباتات کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔

سہیل کہتے ہیں۔ جننی وہ ہوتی ہے جو لوگوں کو دن کے وقت دیکھے اور غول وہ ہوتا ہے جو رات کو دیکھے۔

قزوینی کہتے ہیں "سعلاة" شیطانی کی ایک قسم ہے۔ اور یہ غول کے الٹ ہے۔ عبید ابن ایوب کہتے ہیں۔

و ساحة عینی لوان عینها رات ما الا قیہ من الهول جنت

"میری آنکھوں پر جادو کرنے والی کی آنکھ اگر دیکھ لے جس ہولناکی سے میں دو چار ہوں تو وہ دیوانی ہو جائے۔"

ابیت و سعلاة و غول بقفرة اذا الليل واری الجن فیہ ارننت

"میں نے اور ایک جننی نے اور ایک جن نے ایک چٹیل میدان میں رات گزاری جب رات چھا گئی تھی اور جن اس

میں رو کر فریادیں کر رہے تھے۔"

سہیلی کہتے ہیں عام طور پر جنیاں جھاڑیوں میں ہوتی ہیں۔ جب وہ انسان کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کو

نچاتی ہیں اور اس سے کھیلتی ہیں جیسے بلی چوہے سے کھیلتی ہے۔ نیز کہا کہ اس کو بعض دفعہ رات کو بھیڑیا شکار کر لیتا ہے اور کھا جاتا

ہے۔ جب وہ اس کو پھاڑتا ہے تو یہ شور کرتی ہے اور کہتی ہے بھیڑیا مجھے کھا گیا ہے میری مدد کرو تو بعض دفعہ کہتی ہے مجھے کون

چھڑائے گا میرے پاس ہزار دینار ہیں وہ لے لو۔ لوگ جانتے ہیں کہ یہ کلام جننی کا ہے اس لئے اس کو نہیں چھڑاتے اور بھیڑیا

اس کو کھا جاتا ہے۔

## السفنج

سین کے ضمہ فاء کے سکون اور نون کے ضمہ اور آخر میں جیم کے ساتھ ہے۔



ہلکے زشتر مرغ کو کہتے ہیں۔ یہ ملحق بخماسی ہے۔ جن میں سے نون پر تشدید ہوگی۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ اور سفنج ایک پرندہ ہے جو بہت زیادہ پانی پر آتا جاتا ہے۔ یہ بات عباب والے نے کہی ہے۔

## السقب

اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں یا پیدائش کے وقت اس کو سقب کہتے ہیں۔ اس کی جمع اسقب، سقاب، سقوب، سقبان اور مونث سبقتہ ہے۔ اس کی ماں کو مسقب اور مسقاب کہتے ہیں۔

## ضرب الامثال:

اذل من السقبان بین الحلائب. وہ اتنا مطیع ہے جتنا سقبان دودھ دینے والی اونٹنیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

## سقر

قزونی کہتے ہیں۔ یہ شاہین کے حجم کا ہوتا ہے اور شکاری جانور ہے۔ مگر اس کے پاؤں بہت سخت ہوتے ہیں۔ یہ صرف ٹھنڈے علاقوں میں رہتا ہے۔ یہ ترکی میں اکثر پایا جاتا ہے۔ اسے جب پرندے پر چھوڑا جاتا ہے تو اس پر جھانکتا ہے اور ایک دائرے کی شکل میں اس کے گرد گھومتا ہے۔ پھر وہ واپس اپنی جگہ پر لوٹنا شروع ہوتا ہے۔ تو سب پرندے اس دائرے کے اندر ہی رہتے ہیں کوئی بھی اس سے باہر نہیں جاسکتا۔ اگرچہ ہزار کیوں نہ ہوں۔ وہ ان پرنگرانی کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اترتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پرندے بھی زمین پر اتر آتے ہیں۔ پھر ان کو شکاری پکڑ لیتے ہیں۔ تو ان میں سے کوئی بھی بھاگ نہیں پاتا۔

## السقنقور

اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہندی اور ایک مصری ان میں سے کچھ بحر قلزم میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ وہ سمندر ہے جس میں فرعون غرق ہوا تھا۔ اور وہ حاجیوں کی گھاٹی کے پاس ہے۔ یہ حبشہ کے شہروں میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی غذا پانی کی مچھلی ہے۔ اور خشکی میں قطا پرندہ ہے۔ یہ اس کو سانپ کی طرح نگل جاتا ہے۔ اس کی مادہ بیس انڈے دیتی ہے جن کو وہ ریت میں دفن کر دیتی ہے تو انڈے اسی طرح سے سے جاتے ہیں۔

گوہ کی طرح اس کی مونث کے دو فرج ہوتے ہیں اور زر کے دو ذکر ہیں یہ بات تمیمی نے کہی ہے۔

ارسطو نے کہا کہ سقنقور ایک بحری جانور ہے۔ اور سمندر میں جہاں بجلی گرتی ہے وہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی عجیب بات یہ ہے کہ جب کسی انسان کو کاٹتا ہے اور انسان اس سے پہلے پانی میں چلا جائے تو سقنقور مر جاتا ہے اس طرح سقنقور پہلے پانی میں چلا جائے تو انسان مر جائے گا۔

یہ اور سانپ دشمن ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آ جائے اسے مار ڈالتا ہے۔ اس کے درمیان اور ورل (گوہ کی قسم ہے) کے درمیان کئی طرح سے فرق ہے۔

ایک یہ کہ ورل خشکی کا جانور ہے اور صرف خشکی پر ہی رہ سکتا ہے۔ مگر سقنقور پانی کے اندر یا پانی کے قریب ہی رہ سکتا ہے۔

دوسرا یہ کہ سفنقور کا چمڑ اور ل کے چمڑے سے نرم اور ملائم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ ورل کی پیٹھ زرد اور خاکستری ہوتی ہے۔ مگر سفنقور کی پیٹھ زرد سیاہی سے مزین ہے۔ اس جانور میں سے نر کو پسند کیا جاتا ہے کیونکہ وہ قیاساً اور تجربہ قوت باہ کی رو سے افضل اور زیادہ مفید ہے۔ بلکہ یہ قوت باہ کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی پیٹھ میں سے دم کے قریب والے حصے زیادہ مفید ہیں۔ یہ حیوان دو ہاتھ لمبا اور نصف ہاتھ چوڑا ہوتا ہے۔

مفردات میں ہے کہ سفنقور آج کل فیوم کے شہروں کے علاوہ مصر کے علاقے میں نہیں پایا جاتا۔ ان میں سے بعض ضرورت کے تحت قاہرہ بھی لے جائے جاتے ہیں۔

اس کا شکار سردیوں میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سخت سردیوں میں یہ خشکی کی طرف نکل آتے ہیں تو اس وقت اس کا شکار کیا جاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حلال ہے کیونکہ یہ ایک مچھلی ہے ہو سکتا ہے کہ اس میں حرمت کی کوئی وجہ بھی ہو کیونکہ خشکی میں اس کی دو شبہیں موجود ہیں ان میں سے ایک حرام ہے وہ ورل ہے اور دوسری کو کھایا جاتا ہے اور وہ گوہ ہے تو حرمت کے پہلو کو غالب سمجھا جائے گا۔ اور جو پہلے باب الہزہ میں میں گزر چکا ہے وہ حرام ہے۔ کیونکہ وہ تمساح سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اصل کی طرح حرام ہے۔

طبی خواص: سفنقور کا گوشت جب تک وہ تازہ رہے درجہ ثانیہ کا تر اور گرم ہے۔ نمک لگا کر خشک کیا ہو یا زیادہ گرم ہو جاتا ہے اور رطوبت میں کم ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اس کو خشک کرنے کے بعد کافی عرصہ گزر چکا ہو۔

اسی لئے گرم خشک مزاج والوں کو اس کا استعمال موافق نہیں ہے۔ بلکہ ٹھنڈے تر والوں کو یہ موافق ہوتا ہے۔

اس کا گوشت آپس میں عداوت رکھنے والے دو آدمی کھائیں تو ان کی عداوت ختم ہو جاتی ہے اور وہ دوست بن جاتے ہیں اس کی گوشت اور چربی کی خاصیت ہے کہ اس سے شہوت جماع میں اضافہ ہوتا ہے اور آلہ تناسل کی سختی میں قوت آتی ہے اور وہ ٹھنڈی بیماریاں جو عصب سے ہوں ان میں بھی یہ مفید ہے۔

اگر اس کو مفرد استعمال کیا جائے تو یہ دوسری دوائیوں کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ خوراک کی مقدار ایک مثقال سے تین مثقال تک ہے جو استعمال کرنے والے کے مزاج وقت اور عمر اور علاقے کے اعتبار سے متعین کی جائے گی۔

ارسطو کہتا ہے اگر سفنقور کا گوشت سفیدہ قلعی کے ساتھ ملا کر پکایا جائے تو اس سے گوشت پھول جاتا ہے اور موٹا ہو جاتا ہے۔

اس کا گوشت کمر کی درد اور گردوں کے درد کو ختم کرتا ہے اور منی میں اضافہ کرتا ہے۔

اس کی ریڑھ کی ہڈی کا منکا کسی آدمی کی پیٹھ پر لٹکایا جائے تو اس کی شرمگاہ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور مدت جماع میں اضافہ کرتی

ہے۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں اس کو دیکھنا ایک امام عالم پر دلالت کرتا ہے جو روشنی کی طرف راہنمائی کرتا ہو۔ کیونکہ اس کا چمڑہ روشن ہوتا ہے اور اس کا گوشت طاقت کو بڑھاتا ہے اور اس کی گرمی کو ابھارتا ہے۔

## السلحفاة البرية

خشکی کا کچھوا۔ لام کی فتح سے ہے۔ اس کی جمع سلاحف ہے۔ یہ بات ابو عبیدہ نے کہی ہے۔

رواسی نے کہا کہ ”سلحفیه“ بلہنیۃ کی طرح ہے اور وہ سب کے نزدیک ہاء کے ساتھ ہے۔ مگر ابن عبدوس کے نزدیک ہاء کے بغیر السلحفا ہے۔ اس کے مذکر کو غیلیم کہتے ہیں۔ یہ جانور خشکی میں انڈے دیتا ہے تو ان میں سے جو سمندر میں گر جائے۔ تو وہ لجاہ (یعنی خشکی اور تری کا) کچھوا بن جاتا ہے۔

اور جو خشکی پر ہی رہے اس کو سلحفاۃ کہتے ہیں۔ یہ دونوں قسمیں بڑی بڑی ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک اونٹ کے برابر وزن والا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے مذکر جفتی کرنے کا ارادہ کرے اور مونث اس کی طاقت نہ رکھتی ہو تو مذکر گھاس لاکر اپنے منہ میں ڈالتا ہے جس کی یہ خاصیت ہے کہ اس گھاس سے وہ مقبول بن جاتا ہے۔ تو اس کی مادہ اس کی بات مان لیتی ہے اور جفتی ہو جاتی ہے۔ اس گھاس کو چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ جب یہ انڈے دیتی ہے تو اپنی ساری ہمت انڈوں کی نگرانی میں خرچ کر دیتی ہے۔ اور اسی طرح نگرانی کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ ان سے بچہ پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ ان کو سستی نہیں ہے کہ اس کی حرارت سے مکمل ہوں اس لئے کہ اس کے نیچے والا حصہ سخت ہوتا ہے۔ اور اس میں حرارت نہیں ہوتی۔

کبھی کبھی کچھوا سانپ کو دم سے پکڑ لیتا ہے اور اس کا سر کاٹ کر دم چبا جاتا ہے۔ اور سانپ اپنے آپ کو کچھوے کے پیٹ پر اور زمین پر مارتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔

اپنے شکار تک پہنچنے کے لئے یہ بڑا عجیب قسم کا حیلہ اپناتا ہے۔ کہ یہ پانی سے باہر نکل کر مٹی میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ پھر وہ پرندوں کے پانی پینے کی جگہ میں چلا جاتا ہے۔ تو اپنے مٹیالے رنگ کی وجہ سے اس سے پوشیدہ رہتا ہے اور اس کو خوراک بنا لیتا ہے اور اس کو لے کر پانی میں داخل ہو جاتا ہے تاکہ وہ مر جائے پھر اس کو کھا جاتا ہے۔ اس کی مونث کی دو فرج ہیں اور نر کے دو ذکر ہیں۔ اور مذکر لمبی دیر تک جفتی کرتا رہتا ہے۔

کچھوا سانپ کھانے کا شوقین ہوتا ہے۔ یہ سانپ کھانے کے بعد پہاڑی پودے کھاتا ہے۔ اور جو ڈھال اس کی پیٹھ پر ہوتی ہے وہ اس کے لئے بچاؤ کا سامان ہے۔ ایک شاعر نے اس کے بہت عمدہ اوصاف بیان کئے ہیں۔

لحباللہ ذات فم احرس      تطیل من السعی وسواسہا

”اللہ گونگے منہ والے کو تباہ کرے جس کے دوڑنے سے دوسو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔“

تکب علی ظہرہا ترسہا      وتظہر من جلدہا راسہا

”یہ اپنی ڈھال کو اوندھی ڈال لیتا ہے۔ اور اس کے چڑے سے اس کا سر سامنے نظر آتا ہے۔“

اذا الحذر اقلق احشاءہا      وضیق بالخوف انفسہا

”جب ڈراس کی آنتوں کو بے چین کر دے اور ڈر سے اس کے سانس تنگ ہو جائے۔“

تضم البی نحرہا کفہا      وتدخل فی جلدہا راسہا

”تو یہ اپنی ہتھیلی کو اپنے سینے سے ملا لیتا ہے اور اپنے سر کو اپنے چمڑے میں ملا لیتا ہے۔“

شرعی حکم: بغوی نے اس کے حلال ہونے میں دو وجہیں بیان کی ہیں اور رافعی نے اس کے نجس ہونے کی وجہ سے اس کے حرام ہونے کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ یہ اکثر طور پر سانپ کھاتا ہے۔

ابن حزم نے کہا کہ خشکی والا اور سمندری دونوں حلال ہیں اسی طرح ان کے انڈے بھی حلال ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔

﴿كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ ”یعنی جو کچھ میں حلال اور طیب ہے اس سے کھاؤ۔“

اور فرمایا: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ یعنی جو حرام کیا ہے اس کو اللہ نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

حالانکہ اس کی حرمت کو تفصیل سے بیان نہیں کیا۔ تو یہ حلال ہے۔ اسی طرح ربوع بھی، سرطان، جراذین، ام حبین، ورل اور

سارے پرندے حلال ہیں۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ عطا سے مروی ہے کہ کچھوا مباح ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے رخمہ کو مارنے سے محرم کو منع

کیا ہے۔ اور اس میں فدیہ رکھا ہے۔

ہمارے ساتھیوں میں سے ابو زید مروزی کہتے ہیں کہ منی، تھوک اور رینٹھ حرام نہیں ہیں اور اسی طرح ان جیسی اور چیزیں بھی

حلال ہے۔

گویا کہ انہوں نے طبعی نفرت کو کافی سمجھا ہے اور اس سے زجر نہیں کی۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ابلد من السلحفاة۔ یعنی وہ کچھوے سے بھی سے زیادہ کند ذہن ہے۔

خواص: صاحب الفلاحة اور قزوینی نے کہا ہے۔ کہ جب زمین پر سردی زیادہ ہو جائے۔ اور اس جگہ پر تکلیف دہ ہو

جائے۔ تو ایک کچھوالے کو اس جگہ پیٹھ کے بل اس طرح لٹایا جائے کہ اس کی ٹانگیں آسمان کی طرف ہوں تو اس جگہ سردی

تکلیف نہیں دے گی۔

اگر ہاتھوں اور پاؤں کو اس کا خون لپ کیا جائے تو جوڑوں کے درد کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ اگر اس کا خون ہمیشہ ملا جائے تو

کپکپی اور سوکڑے کی بیماری میں فائدہ ہوگا۔ اور گوشت کھانے سے بھی یہی فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے خون کو خشک کر کے پس کر کسی زین پر ملا جائے تو جو اس زین پر بیٹھے تو وہ پاد مارے گا۔ یہ بڑا عجیب اور مجرب نسخہ

ہے۔

انسان کے جس حصے میں درد ہو تو کچھوے کا اسی حصہ کا گوشت کا اس آدمی پر لٹکانے سے اللہ کے حکم سے درد ختم ہو جائے گا۔

اس کے جوش کے وقت اس کی دم کا کنارہ کاٹ کر لٹکایا جائے تو باہ بڑھک اٹھتی ہے۔ اس کی پیٹھ کا اوندھا حصہ ہنڈیا کے اوپر

رکھنے سے اس میں ابالائیں آئے گا۔

تعبیر الروایا: خواب میں کچھوا ایسی عورت ہے جو مزین ہو اور عطر لگا کر اپنے آپ کو مردوں پر پیش کرے۔ بعض نے کہا۔ اس

سے مراد قاضی القضاہ ہے۔ کیونکہ یہ سمندر کی تمام چیزوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ بعض کے بقول کچھوے سے مراد عالم آدمی ہے۔

اگر کسی نے دیکھا کہ کچھوے کی کسی جگہ پر تعظیم کی جا رہی ہے تو اس جگہ علماء کی عزت کی جائے گی۔ جس نے خواب میں کچھوے کا

گوشت کھایا وہ علم حاصل کرے گا۔ نصاریٰ کہتے ہیں وہ مال اور علم حاصل کرے گا۔

## السلحفاة البحرية

خشکی اور بحری کچھوا ہے۔ اس کا ذکر انشاء اللہ باب اللام لفظ اللجأة میں آئے گا۔

جوہرہ کہتے ہیں کہ عربوں کا خیال ہے کہ کسی فوجی کی لڑکی نے اپنا قلابہ کچھوے کی پیٹھ پر رکھا تو وہ اس کو لے کر سمندر میں اتر گیا وہ کہنے لگی۔ یا قوم نراف نراف لم یبق فی البحر غیر غراف بس سمندر میں چند چلوؤں کے سوا کچھ نہیں رہا۔ اے قوم سمندر خشک ہو گیا۔

بحری کچھوے کی پشت کی ہڈی سے کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس کنگھی کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے بالوں کا جھڑنا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی ہڈی کو جلا کر اس کی راکھ انڈے کی سفیدی میں ملا کر ٹخنوں کے شگافوں اور انگلیوں میں لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ذبل ہندی کچھوے کی جلد کو کہتے ہیں۔

فائدہ: نبی ﷺ کے پاس ایک عاج کی کنگھی تھی۔ اور عاج بحری کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی ہے جس سے کنگھیاں اور کنگن بنائے جاتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ثوبان کو حکم دیا کہ فاطمہ کے لئے عاج کے دو کنگن خرید لائیں۔ اور وہ عاج جو ہاتھی کی ہڈی ہوتی ہے۔ وہ امام شافعی کے نزدیک نجس ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور مالک کے نزدیک۔ اس کو رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

پس جس عاج پر اس بات کو محمول کیا جائے گا جو امام نووی نے شرح المہذب میں کہی ہے کہ عاج کے ساتھ کنگھی کرنا جائز ہے۔ تو اس عاج سے مراد کچھوے کی ہڈی ہے نہ کہ ہاتھی کی ہڈی۔

## السلفان

سین کے کسرہ سے ہے چکور کے بچوں کو کہتے ہیں۔ اس کی واحد سلف ہے۔ جیسے سرد اور سردان ہے۔ ابو عمرو کہتے ہیں۔ مونث کے لئے سلفۃ کا لفظ نہیں سنا گیا۔ اگر سلفۃ کہا جائے جیسے سلکان کی واحد مونث سلکتہ ہے تو عمدہ ہوگا۔

## السلق

سین کی کسرہ کے ساتھ بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ مونث سلقۃ ہے۔

بعض دفعہ غالب عورت کے لئے بھے سلقۃ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اسی سے اللہ کا فرمان ہے۔ ﴿فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ سَلَقُوا كُمْ بِالنِّسَاءِ حِدَادٍ﴾۔ یعنی وہ خوف کے وقت تمہارے متعلق زبان درازیاں کرتے ہیں۔ اور مصیبت کے وقت زور سے بولنے والی کو سلقۃ کہتے ہیں۔

## السلك

قطا کے بچوں کو کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ چکور کے بچوں کو کہتے ہیں مونث سلکتہ آتی ہے۔ اور جمع سرد اور سردان کی طرح سلکان آتی ہے۔ اور بعض کے بقول اس کی واحد سلکاتہ آتی ہے۔ اور عرب سلیک بن سلکہ کو دوڑنے میں مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ تمیمی ہے بنو سعد میں سے ہے اس کی ماں کا نام سلکہ تھا۔ وہ کالے رنگ کی تھی۔ اس کو سلیک المقانب بھی کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا:

الى الهول امضى من سليك المقانب

”میں سلیک المقانب سے ہول کی طرف جا رہا ہوں۔“

یہ عرب کی عجیب چیزوں میں سے ہے جن کا ذکر انشاء اللہ باب الغین معجمہ آئے گا۔

## السلکوت

ایک پرندہ ہے یہ بات محکم میں رباعی السین میں ہے۔

## السلوی

ابن سیدہ کہتے ہیں یہ بٹیر کی طرح ایک سفید پرندہ ہے جس کی واحد سلوۃ آتی ہے۔ اور سلوی شہد کو کہتے ہیں۔ خالد بن زہیر ہذلی کہتے ہیں۔

وقاسمها بالله جهدا لانتم الذمن السلوی اذا ما نشورها

”اس نے اللہ کی پکی قسم کھائی کہ تم تیار شہد سے بھی لذیذ ہو۔“

زجاج کہتے ہیں کہ خالد نے یہاں غلطی کی ہے کیونکہ سلوی پرندے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ سلوی گوشت کو کہتے ہیں۔ امام غزالی کہتے ہیں کہ اس کو سلوی کا نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ انسانوں کو باقی تمام سالنوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور لوگ اس کو قاطع الشهوات یعنی تمام خواہشات کو ختم کر دینے والا کہتے ہیں۔

قزوینی اور ابن البیطار کہتے ہیں کہ یہ سمائی پرندہ ہے بعض نے کہا کہ یہ سمائی سے ملتا جلتا ایک پرندہ ہے۔ انفس کہتے ہیں کہ اس کے واحد کا صیغہ نہیں سنا گیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کا واحد بھی سلوی ہی ہو جیسے دفلی واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ پرندہ ہمیشہ سمندر کے درمیان میں رہتا ہے اور جب بیمار ہو جائیں اور ان کو جگر کا درد لاحق ہو تو وہ اس کو تلاش کر کے اس کا جگر کھاتے ہیں تو ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

مشہور قول کے مطابق یہ وہی کھانا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا گیا تھا اور ہذلی نے غلطی سے اس کو شہد سمجھ لیا اور کہنے لگا کہ وہ تیار شہد سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

صحیح بخاری میں کتاب احادیث الانبیاء میں اور مسلم میں کتاب النکاح میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی بھی خراب نہ ہوتا اور اگر حوانہ ہوتی تو کوئی عورت کبھی بھی اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔ اس کا مطلب ہے گوشت بد بودار نہ ہوتا۔ علماء نے کہا ہے کہ جب بنی اسرائیل پر من اور سلوی نازل ہوا تو انہیں اس کو ذخیرہ بنانے سے منع کیا گیا مگر انہوں نے پھر بھی اس کو ذخیرہ بنایا تو وہ خراب ہو گیا اور بد بودار ہو گیا۔ تو اس وقت سے یہ خراب ہوتا چلا آ رہا ہے۔

ابن ماجہ نے ابو برداء سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار گوشت اور انہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب بھی گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو قبول کیا اور جب بھی گوشت کی طرف دعوت دی گئی تو آپ نے اس کو قبول کیا۔ اور نبی ﷺ سے مروی کہ بہترین گوشت پشت کا گوشت ہے اور ہمارے برہان الدین قیراطی نے کیا عمدہ شعر کہے ہیں۔

لما رایت سلوی عز مطلبہ عنکم وعقد اصطباری صار محلولاً  
”جب میں نے دیکھا کہ سلوی کو تلاش کرنا تم پر مشکل ہو گیا اور میرے صبر کی گرہ کھل گئی ہے۔“

دخلت بالسرغم منی تحت طاعتکم ليقضى الله امر اكان مفعولاً  
”تو میں بادل ناخواستہ تمہاری اطاعت میں داخل ہو گیا تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فیصلہ کرنا ہے کر دے۔“

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔

طبی خواص: ابن زہر کہتے ہیں کہ اگر اس کی آنکھ کو آشوب چشم کی بیماری والے آدمی پر لٹکا یا جائے تو وہ شفا یاب ہو جائے گا۔ اور اگر سرمہ بنا کر آنکھ میں لگایا جائے تو جگر کی تکلیف میں مفید ہے۔ اور اس کا پتہ کوٹے ہوئے زعفران میں ملا کر سیاہ برص پر لگایا جائے تو اس کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی بیٹ پیس کر بڑھتے ہوئے زخموں پر باندھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

تعبیر الروایا: سلوی کو خواب میں دیکھنا تنگی کے دور ہونے دشمن سے نجات پانے وعدہ کے پورا ہونے اور بغیر محنت کے عمدہ رزق حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ اور کبھی کبھی سلوی کا دیکھنا عاشق کی تسلی پا جانے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اس کے نام سے ہی ظاہر ہے اور کبھی کبھی اس کو دیکھنا زوال منصب اور کفران نعمت اور زندگی کے تنگ ہونے کی علامت ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: اَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔ کیا تم وہ چیز بدل کر لیتے ہو جو چیز کہ گھٹیا ہے اس چیز کے عوض میں جو کہ بہتر ہے۔

## السمانی

زہری کہتے ہیں کہ سین کے ضمہ نون کے فتح کے ساتھ حُبَارِی کے وزن پر ہے کہ ایک پرندے کا نام ہے جو زمین میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور جب تک اس کو اڑایا نہ جائے یہ اڑ نہیں سکتا۔ سمانی ایک مشہور بیہر کے مشابہ پرندہ ہے۔ سمانی کو تشدید کے ساتھ نہیں پڑھیں گے اس کی جمع سمانیات آتی ہے۔ اس کو قتل الرعد بھی کہتے ہیں کیونکہ جب یہ کڑک کی آواز سنتا ہے تو مرجاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے پرندے جو نبی انڈوں سے نکلتے ہیں اڑنے لگ جاتے ہیں۔ اس کی یہ عجیب بات ہے کہ یہ سردیوں میں خاموش رہتا ہے۔ اور جب موسم بہار آتا ہے تو یہ چیخنے لگتا ہے۔ اور یہ پیش اور بیضاء کو اپنی غذا بناتا ہے جو کہ دونوں زہر قاتل ہیں۔ یہ ان

پزندوں سے ہے جن کے متعلق کوئی علم نہیں کہ کہاں سے آتے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ نمکین سمندروں سے نکلتے ہیں کیونکہ انہیں وہاں اڑتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ایک پر سمندر میں ڈوبا ہوتا ہے اور دوسرا پر بادبان کی طرح کھلا ہوتا ہے۔ اہل مصر اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور اس کی قیمت بہت زیادہ چڑھادیتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بلاجماع حلال ہے۔

طبی خواص: اس کا گوشت گرم خشک ہے۔ اس کے پیچھے کا تازہ گوشت عمدہ ہوتا ہے اور اس کے کھانے سے سردی سے پیدا ہونے والے درد میں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن جگر کی گرمی والوں کو نقصان دیتا ہے اور اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے دھنیا اور سرکہ استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے گرم خون پیدا ہوتا ہے جو کہ ٹھنڈے مزاج والوں کے لئے اور بوڑھوں کے لئے موافق ہے۔ سمائی کو بھوننا ناپسند سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ خشک ہوتا ہے۔

ابن عبدوان وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کا گوشت مرغ اور چکور کے بین بین ہوتا ہے لیکن مرغ کے مزاج کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ اس کا گوشت عمدہ خلط والا ہوتا ہے۔ اس کے کھانے سے پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ اور یہ پیشاب آور ہے۔ اس کا خون کان میں ٹپکانے سے کان درد تھم جاتا ہے۔ اس کو ہمیشہ کھانے سے سخت دل انسان نرم ہو جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے یہ خاصیت صرف اسی کے دل میں ہے۔

تعبیر الرویا: سمائی کو خواب میں دیکھنا بہت سے فوائد پر دلالت کرتا ہے اور کھیتی باڑی سے رزق حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جو خواب میں اس کی آواز سننے کا ارادہ کرے تو یہ مشتبه رزق حاصل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کبھی کبھی یہ لہو و لعب اور فضول خرچی پر دلالت کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی اس کا دیکھنا ایسے جرم پر دلالت کرتا ہے جو قید یا سولی کا موجب ہوتا ہے۔

## السمحج

لمبی پشت والی گدھی کو کہتے ہیں اس کی جمع سماحج آتی ہے اسی طرح گھوڑی کو بھی یہی کہتے ہیں اور یہ لفظ مذکر پر نہیں بولا جاتا۔

## السمع

سین کے کسرہ میم کے سکون اور آخر میں عین مہملہ کے ساتھ ہے۔ بجو سے پیدا ہونے والے بھیڑیے کے بچے کو کہتے ہیں یہ مرکب درندہ ہے۔ اس میں بجو کی سی شدت اور قوت ہوتی ہے اور بھیڑیے جیسی جرأت اور ہمت۔ عرب خیال کرتے ہیں کہ یہ سانپ کی طرح بیمار اور علیل نہیں ہوتا اور طبعی موت بھی نہیں مرتا یہ ہوا سے زیادہ تیز دوڑتا ہے۔

جوہری کہتے ہیں ”السمع الازل“ اس بھیڑیے کو کہتے ہیں جس کے رانوں پر کم گوشت ہو اور ہر بھیڑیے کے رانوں پر کم گوشت ہوتا ہے کیونکہ یہ اسکی لازمی صفت ہے۔ جیسا کہ بجو کو لنگڑا کہتے ہیں۔ بعض دیہاتیوں نے اس کے بارے میں شعر کہا ہے۔

تراہ حدید الطرف ابلج واضحا      اغر طویل الباع اسمع من سمع

”تم اس کو کثیر نظر والا دیکھو گے کھلے کھلے واضح ابروؤں والا۔ روشن پیشانی والا لمبی باع والا اور سمع سے زیادہ سننے والا



ہے۔“

کہا جاتا ہے کہ اس کی چھلانگ بیس سے تیس ذراع لمبی ہوتی ہے۔

ابن ظفر کی کتاب خبر البشر نجیر البشر میں ابو نزار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں نے بتایا کہ جب حنین میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہم پر غالب کر دیا تو ہم مختلف گھاٹیوں بکھر گئے کوئی دوست کسی دوست کو پلٹ کر نہیں دیکھتا تھا انہیں گھائیوں میں سے ایک گھاٹی میں بھی تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک لومڑی کے ارد گرد رقم سانپ لپٹا ہوا ہے اور لومڑی بڑی تیز دوڑ رہی ہے تو میں نے اس کو ایک پتھر سے نشانہ مارا جو اس سے خطانہ ہوا میں اس کے پاس جا پہنچا تو میرے جانے سے پہلے وہ مر چکی تھی۔ لومڑی اور رقم سانپ ٹوٹ چکا تھا اور تڑپ رہا تھا تو میں کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا تو میں نے ایک غیبی آواز سنی جس سے زیادہ خوفناک آواز میں نے کبھی نہیں سنی وہ کہہ رہا تھا تَأْسًا لَّكَ وَبُؤْسًا۔ تیرے لئے ہلاکت اور تکلیف ہو تو نے ایک سردار کو قتل کر دیا۔ اور ایک بہادر کو اکیلا کر دیا پھر کہا اے دائر اے دائر! تو پھر ایک دوڑنے والے نے اس کا جواب دیا میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تو اس نے کہا جلدی جلدی بنی الغد افر کی طرف جاؤ اور اس کو بتاؤ کہ کافر نے کیا کیا ہے تو میں نے پکارا مجھے پتہ نہیں چلا اور میں تمہاری تمہاری پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ دو۔ تو اس نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ امن والے حرم کی قسم! جو مسلمانوں سے لڑائی کرے میں اس کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اور جو رب العالمین کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرے اس کو بھی پناہ نہیں دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے آواز دی کہ میں مسلمان ہوتا ہوں تو ایک غیبی آواز آئی اگر تم اسلام قبول کر لو تو تم سے قصاص ختم ہو جائے گا اور تم خلاصی پا جاؤ گے ورنہ کوئی پناہ گاہ نہیں۔ تو میں نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تُو آواز آئی کہ تو کامیاب ہو گیا اور ہدایت پا گیا۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو تو ہلاک ہو جاتا۔ جہاں سے آیا وہاں پر واپس چلا جا۔ پھر میں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس آنے لگا تو وہ کہہ رہا تھا۔

امتط السمع الازل

فهنك ابوعامر

”سمع الازل پر سوار ہو جاؤ تجھے لے کر نیلے پر چڑھ جائے گا وہاں ابو عامر ہے۔ وہ تم کو مسلمانوں کی جماعت میں

پہنچا دے گا۔“

میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں ایک سمع بڑے شیر کی طرح تھا۔ میں اس پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھ کو لے کر دوڑنے لگا یہاں تک ایک بڑے نیلے میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی چوٹی پر چڑھ گیا تو میں نے مسلمانوں کی جماعت پر جھانکا تو میں اس سے اتر کر گھاٹی سے مسلمانوں کی طرف چلا گیا جب میں ان کے پاس پہنچا تو ایک شہسوار بڑھکے ہوئے اونٹ کی طرح میری طرف لپکا کہنے لگا ہتھیار پھینک دو۔ اس نے کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا مسلم ہوں۔ اس نے کہا تم پر سلام ہو۔ میں نے بھی وعلیکم السلام کہا۔ پھر میں نے کہا کہ ابو عامر کون ہے۔ اس نے کہا میں ہوں میں نے کہا الحمد للہ۔ تو اس نے کہا کوئی ڈرنے والی بات نہیں۔ یہ تیرے مسلمان بھائی ہیں۔ پھر اس نے کہا میں نے تجھے ایک نیلے پر سواری کی حالت میں دیکھا تھا۔ تیرا گھوڑا کہاں ہے۔ میں نے اس کو سارا قصہ بیان کیا تو وہ اس سے بڑا خوش ہوا۔ میں اس مسلمان کے پیچھے پیچھے ہوازن کا پیچھا کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ جہاں جانا چاہتے



الاثیر کہتے ہیں کہ سمامسم سمامسم کی جمع ہے۔ اور اس لکڑیاں اکھیڑی جاتی اور چھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ ان کے سیاہ بیج حاصل کئے جائیں اور وہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے جلے ہوئے ہوں۔ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ بہت دفعہ میں نے یہ لفظ تلاش کیا اور اس کے متعلق پوچھتا بھی رہا مگر اس کے متعلق مجھے شافی جواب نہیں ملا ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ محرف ہو اور کبھی سمامسم کی لکڑیاں آنبوس کی طرح سیاہ ہوتی ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں گر سمامسم کا معنی معروف نہیں ہے۔ شاید افضل لفظ السامسم ہو جو سیاہ لکڑی کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول آنبوس ہے۔ اور بعض کے بقول یہ چھوٹی سی کمزور کسبرہ کی طرح انگوری ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا ہو سکتا ہے یہ لفظ سامسم ہو جو کہ آنبوس کو کہتے ہیں۔ اس کے سیاہ ہونے کی وجہ سے جہنیوں کو اس سے تشبیہ دی گئی۔

## السمک (مچھلی)

مچھلی پانی کی مخلوق ہے۔ اس کا واحد سمکۃ ہے اور جمع اسماک اور سموک ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ ہر قسم کا ایک خاص نام ہے۔ اور جراد کے آخر میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار امتیں بنائیں ہیں جن میں سے چھ سو سمندری ہیں اور چار سو بری۔ مچھلی کی کچھ ایسی اقسام بھی ہیں جن کے بڑا ہونے کی وجہ سے ان کے اول اور آخر کا کنارہ نہیں ملتا۔ اور وہ بھی ہیں جن کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان کے اول اور آخر کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اس کی سب نسلیں پانی میں رہتی ہیں۔ یہ پانی میں اس طرح سانس لیتے ہیں جیسے بنو آدم اور خشکی کے جانور ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ مگر خشکی کے جانور ناک سے ہوا میں سانس لیتے ہیں اور اس کو پھیپھڑے کی نالی میں لے جاتے ہیں۔ اور مچھلی گھبڑوں کے ساتھ سانس لیتی ہے۔ تو جیسے انسانوں کی دل میں حیوانی زندگی کے پیدا ہونے میں ہوا کام دیتی ہے۔ اسی طرح مچھلی کے لیے پانی اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کو قائم رکھنے میں ہوا سے بے نیاز ہے۔ لیکن ہم اور ہمارے جیسے دوسرے حیوان ہوا سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مچھلی پانی کی دنیا میں سے ہے۔ اور زمین ہوا کے جہان کے نیچے ہے اور ہم زمین کے پانی کے اور ہوا کے جہان میں سے ہیں۔

جاہظ کہتے ہیں کہ مچھلی پانی کہ گہرائیوں میں اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اور اوپر والے حصے تسبیح بیان نہیں کرتے۔

خشکی کی ہوا جس پر پرندے زندگی گزارتے ہیں اگر مچھلی کو ایک لمحہ بھی میسر ہو تو وہ اسی وقت مر جائے۔

شاعر کہتا ہے۔

تغمہ النشوة والنسیم ولا یزال مغرقاً یعموم

”اس کو نشہ آور چیز اور نسیم غم ناک کر دیتی ہے اور وہ ہمیشہ ڈوبی رہتی ہے اور سمندر میں تیرتی رہتی ہے۔“

فی البحر والبحر لہ حمیم و امہ الوالدۃ الرؤوم

تلہمہ جہرا و ما یریم

”اور سمندر اس کا دوست ہے۔ اس کی نیک والدہ اس کو کھلم کھلا کھا جاتی ہے اور جس جگہ اس کو کھاتی ہے اس جگہ سے ہٹی

نہیں۔“

اس شعر سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے علاوہ جانوروں کی ماؤں کو بھی والدہ کہا جاتا ہے۔

جا حظ نے جو یہ بات ذکر کی ہے کہ بادنسیم مچھلی کو ضرر دیتی ہے یہ بات علی الاطلاق نہیں ہے۔ کیونکہ غزالی نے نسیم کی ایک قسم مستثنیٰ کی جو نقصان نہیں دیتی۔

مچھلیوں میں ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جو سمندر کے اوپر لمبی مسافت تک اڑتی ہے۔ پھر اتر جاتی ہے۔  
ابن التلمیذ نے مچھلی کی تشبیہ میں یوں کہا۔

لسن الجواشن خوف الردی علیہن من فوقهن الخوذ

”انہوں نے ہلاکت کے ڈر سے لوہے کی درعیں پہن لیں۔ اور ان کے اوپر خود بھی ہیں۔“

فلما اتیح لها اهلكت ببرد النسيم الذی يستلذ

”جب اس پر لذیذ بادنسیم کی سردی پڑتی ہے تو اس کے جسم سے چھوتے ہی ہلاک ہو جاتی ہے۔“

وہ عموماً لالچی ہوتی ہے اور بہت کھانے والی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے معدے کا مزاج ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس کے منہ کے قریب ہوتا ہے۔ اس کی گردن بھی نہیں ہوتی اور آواز بھی نہیں ہوتی۔ اس کے پیٹ میں ہوا بھی بالکل نہیں جاتی۔ اسی لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مچھلی کے پھیپھڑے ہی نہیں ہوتے جیسے گھوڑے کی تلی نہیں ہوتی۔ اونٹ کا پتہ نہیں ہوتا۔ شتر مرغ کا بھیجا نہیں ہوتا۔ چھوٹی مچھلیاں بڑی مچھلیوں سے بچتی ہیں۔ اس لئے وہ کناروں کے پانی کو اور کم پانی تلاش کرتی ہیں جہاں بڑی مچھلی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ اس کے ارادے کو حرکت دینے والی قوت ایک ہی سمت میں چلتی ہے اور کسی خاص عضو میں تقسیم نہیں ہوتی۔ اور یہی چیز سانپوں میں پائی جاتی ہے۔

بعض مچھلیاں جفتی ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور بعض اس کے بغیر ہی پیدا ہوتی ہے۔ بعض مٹی سے اور بعض ریت سے۔ اور یہی اس کی عام اقسام ہے۔ اور اکثر مچھلیاں متعفن چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ مچھلی کے انڈوں میں سفیدی اور زردی نہیں ہوتی اور وہ ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔

جا حظ کہتے ہیں کہ مچھلیوں میں سے کچھ ایک جگہ میں رہنے والی ہوتی ہیں اور کچھ اپنی جگہ چھوڑنے والی ہوتی ہیں جو ایک موسم میں ہوتی ہیں دوسرے موسم میں پرندوں کی طرح وہاں نہیں ہوتیں۔ اس کی جملہ اقسام میں سے یہ بھی ہیں۔ جیسے سقنقور، ذالفن، خرشفلا، تمساح اور ان کا ذکر ان کے ابواب میں گزر چکا ہے۔ ان میں قرش اور عنبر بھی ہیں ان کا ذکر ان کے ابواب میں آئے گا۔ کچھ ایسی ہیں جن کی سانپ وغیرہ کی طرح شکلیں ہوتی ہیں۔ اس کی قسم رعادہ کہلاتی ہے۔ یہ چھوٹی سی مچھلی ہوتی ہے۔ جب جال میں پکڑی جاتی ہے اور صیاد اس کو پکڑنے لگتا ہے تو اس کا ہاتھ کانپ جاتا ہے۔

شکاری لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ جب وہ اس کو محسوس کرتے ہیں تو جال کی راسی کو میخ سے یا درخت سے مضبوط باندھ دیتے ہیں یہاں تک کہ یہ مچھلی مر جاتی ہے۔ جب یہ مر جائے تو اس کی یہ خاصیت ختم ہو جاتی ہے۔

شیخ شرف الدین محمد بن حماد بن عبداللہ بوسیری جن کا قصیدہ بردہ مشہور ہے۔ شیخ زین الدین محمد بن رعادہ کے متعلق فرماتے

ہیں۔

لقد عاب شعری فی البریة شاعر      ومن عاب اشعاری فلا بد ان یهجی  
 ”اللہ کی مخلوق میں سے ایک شاعر نے میرے شعروں کو عیب لگایا ہے۔ جو میرے اشعار کو عیب لگائے تو ضروری ہے کہ  
 اس کی بھی ہجو کی جائے۔“

فشعری بحر لا یری فیہ ضفدع      ولا یقطع الرعاد یومالہ لجا  
 ”میرے شعر تو ایک سمندر ہیں جہاں مینڈک نظر نہیں آتے اور رعاد مچھلی ایک دن بھی وہاں مجبوراً نہیں گزار سکتی۔“  
 ہندوستان کے ڈاکٹر اس کو سخت گرم بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں ہند کے شہروں کے علاوہ اس کو استعمال کرنا ممکن نہیں  
 ہے۔

ابن سیدہ کہتے ہیں کہ زندہ رعادہ مچھلی اگر مرگی والے کے سر کے قریب کی جائے تو اس کو مفید ہوگی۔  
 جب کوئی عورت اس کو اپنے اوپر لٹکالے تو کوئی مرد اس کو اپنے سے جدا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔  
 سمندر میں ایسے عجائبات ہیں جن کو گوشمار کرنا ممکن نہیں۔ اور اس کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ کہ سمندر سے بیان  
 کرو کوئی حرج نہیں۔

اس کی ایک قسم شیخ یہودی بھی ہے۔ اس کا ذکر عنقریب شین معجمہ میں آئے گا۔  
 ایک عجیب واقعہ: قزوینی عجائب المخلوقات میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ہارون مغربی نے کہا ہے کہ میں مغرب  
 کے سمندر میں سفر پر رواں دواں تھا کہ برطون مقام پر پہنچا میرے ساتھ ایک صقلی غلام تھا جس کے پاس مچھلی پکڑنے کا کاشا تھا۔  
 اس نے اس کاٹے کو سمندر میں ڈالا اور ایک بالشت برابر مچھلی شکار کی۔ ہم نے دیکھا کہ اس کے دائیں کان کے پیچھے لا الہ الا  
 اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کی گدی میں محمد لکھا ہوا تھا اور اس کے بائیں کان کے پیچھے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

ابو حامد اندلسی غرناطی کی کتاب ”تحفة الالباب“ میں لکھا ہے کہ بحر روم میں ایک ذراع برابر چھوٹی سی مچھلی ہے۔ جس کا نام  
 تلب ہے۔ جب اس کو تھوڑی دیر پانی سے باہر رکھا جائے تو یہ مرتی نہیں بلکہ تڑپتی رہتی ہے۔  
 اس کا کوئی ٹکڑا آگ پر رکھا جائے تو وہ کود کر باہر آ جاتا ہے اور بعض دفعہ لوگوں کے منہ پر جا پڑتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی  
 مچھلی ہنڈیا میں ڈال کر اس پر پتھر یا لوہے وغیرہ کا ڈھکنا دے دیا جائے تاکہ یہ باہر نہ نکل سکے تو یہ پکنے تک مرتی نہیں۔ اگرچہ اس  
 کے ہزار ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

فوائد: امام احمد نے کتاب الزہد میں نوف بکالی سے بیان کیا ہے۔ کہ ایک مسلمان اور ایک کافر مچھلی شکار کرنے گئے تو کافر  
 اپنے معبود کا نام لے کر جال ڈالتا تو اس کا جال بھرا ہوا نکلتا۔ اور مومن اللہ کا نام لے کر جال ڈالتا تو اس میں کوئی مچھلی نہ آتی سورج  
 غروب ہونے تک اسی طرح سلسلہ چلتا رہا پھر مومن نے ایک مچھلی شکار کر لی اور اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑا تو وہ تڑپ کر پانی میں جا  
 گری تو مومن خالی ہاتھ واپس آیا اور کافر کشتی بھر کر واپس آیا۔

مومن کے فرشتے نے افسوس کیا اے اللہ تیرا مومن بندہ جو تجھے بلاتا تھا وہ خالی واپس آ گیا اور تیرا کافر بندہ اپنی کشتی بھر کر  
 واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مومن کے فرشتے سے کہا آ جا۔ تو اس کو مومن کا ٹھکانہ جنت میں دکھایا۔ تو اللہ نے کہا میرے مومن بندے

کو جب جنت مل جائے تو یہ بات اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ اور کافر کا ٹھکانہ بھی اس کو آگ میں دکھایا اور فرمایا کہ کیا اس کو دنیا کی ہر چیز بھی مل جائے تو اس کو کافی ہوگی؟ فرشتے نے کہا نہیں اے رب تیری قسم۔

ایک واقعہ یہ بھی ہے جو ”صفہ الصفوہ“ میں ابو العباس بن مسروق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں یمن میں تھا۔ جہاں ایک شکاری کو دیکھا۔ جو کسی ساحل پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا اور اس کے پہلو میں اس کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب بھی مچھلی پکڑتا تو اس کو تھیلے میں ڈال دیتا تو لڑکی اس مچھلی کو پانی میں پھینک دیتی۔ تو اس آدمی نے جب دیکھا تو تھیلے میں کوئی مچھلی نہیں تھی۔ اس آدمی نے کہا بیٹی تو نے مچھلیوں کا کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ نبی ﷺ سے ایک حدیث بیان کرتے تھے کہ جب کوئی مچھلی بھی جال میں آجائے تو وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتی ہے۔ تو میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ایسی مچھلی کھاؤں جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو چکی ہو۔ تو وہ آدمی رونے لگا اور کانٹا پھینک دیا۔

ایک واقعہ کتاب الثواب میں ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو ایک تازہ مچھلی کی خواہش کی تو ان کے لئے مدینہ میں مچھلی تلاش کی گئی مگر نہ ملی۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد مل گئی تو میں نے اس کو ڈیڑھ درہم میں خرید لیا اور بھون کر ایک روٹی پر ڈال کر لے گیا۔ تو دروازے پر ایک سائل آ گیا۔ تو انہوں نے غلام سے کہا کہ اس کو روٹی سمیت لپیٹ کر سائل کو دے دو۔ غلام نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے۔ آپ نے کئی دنوں سے اس کی خواہش کا اظہار کیا تھا مگر ہم کو یہ نہ ملی۔ جب یہ ملی تو ہم نے اس کو ڈیڑھ درہم سے خرید تو اب آپ کہتے ہیں کہ یہ اس کو دے دیں۔ ہم اس کو اس مچھلی کی قیمت دے دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ یہ ہی اسے دو۔ خادم نے سائل سے کہا کہ کیا تو اس مچھلی کے بدلے ایک درہم لے گا۔ تو اس نے درہم لے لیا اور مچھلی واپس کر دی۔ غلام اس کو واپس لے آیا اور کہا کہ میں نے ایک درہم میں اس سے مچھلی لے لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لپیٹ کر اس کے حوالے کر آؤ اور اس سے کچھ بھی نہ لو۔ کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی خواہش رکھے پھر اپنی خواہش کو چھوڑ دے اور اپنی جان پر کسی دوسرے کو ترجیح دے دے تو اللہ اس کو معاف کر دے گا۔

ایک واقعہ وہ بھی ہے کہ جس کو طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ نافع سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو ان کا دل انگور کھانے کو چاہا تو ان کے لئے ایک خوشہ ایک درہم میں خرید لیا گیا۔ اچانک ایک مسکین آ گیا تو انہوں نے کہا یہ اسے دے دو۔ تو ایک دوسرے آدمی نے اس کو ایک درہم میں خرید لیا۔ پھر وہ آپ کی طرف لے کر آیا۔ تو یہ کام اس نے تین دفعہ کیا پھر چوتھی دفعہ آپ نے اس کو کھالیا۔ اور اگر آپ کو اس بات کا پتہ ہوتا کہ یہ وہی ہے تو آپ اس کو کبھی نہ چکھتے۔

سرتج بن یونس نے کہا کہ ایک دفعہ میں جمعہ کی نماز کے لئے نکلا تو میں نے دو بھنی ہوئی مچھلیاں دیکھیں تو میں نے دل میں یہ چاہا کہ میں ان کو اپنے بچوں کے لئے لے جاؤں۔ مگر میں بولا نہیں۔ پھر جب واپس آیا تو تھوڑی ہی دیر بعد ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا جس کے سر پر ایک تھال میں دو مچھلیاں تھیں اور کچھ خشک میوہ اور سرکہ اور کچھ تازہ کھجوریں تھیں۔ وہ شخص کہنے لگا۔ اے ابو الحارث یہ سب بچوں کے لئے ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے سرتج بن یونس سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فرمایا کہ اے سرتج اپنی ضرورت کی چیز مانگ تو میں نے کہا سو بسو یہ عجمی لفظ ہے۔ یعنی سر کے بدلے سر۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ یہ سرتج ابو العباس کا دادا ہے۔ اور شافعی فقہاء کا امام ہے۔

شرعی حکم: مچھلی کی تمام اقسام بغیر ذبح کے حلال ہیں چاہے کسی ظاہری اسباب کے ساتھ مرے یا جیسے دبانی سے یا پتھر سے ٹکرا کر یا پانی سے باہر آنے کی وجہ سے یا شکار ہونے کی وجہ سے یا اپنی طبعی موت سے مرے۔ (حلال ہے)

کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان عام ہے۔ کہ دو مردار ہمارے لئے حلال ہیں اور دو خون بھی۔ مچھلی اور ٹڈی اور اسی طرح جگر اور تلی۔ مسلمانوں نے ان دونوں مردوں کے پاک ہونے پر اجماع کیا ہے۔ عنقریب عنبر کی حدیث آئے گی جو ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں کو ملی تھی۔ اس میں سے نبی ﷺ نے بھی کھایا تھا۔

فرع: اگر کوئی مجوسی کسی مچھلی کا شکار کرے تو وہ پاک ہے۔ کیونکہ حسن نے فرمایا کہ میں نے ستر صحابہ کو دیکھا ہے جو مجوسی کی شکار کردہ مچھلی کھایا کرتے تھے۔ اور اس بارے میں ان کے دل میں کوئی کھٹکا نہیں تھا۔

یہ مچھلی کا اجماعی مسئلہ ہے۔ مگر ٹڈی میں امام مالک نے اختلاف کیا ہے۔

فرع: زندہ مچھلی کو کاٹنا درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس طرح اس کو ابلتے ہوئے تیل میں بھوننا (زندہ ہونے کی صورت میں) جائز نہیں ہے۔ ابو حامد نے اسی طرح کہا ہے۔

امام نووی کہتے ہیں۔ یہ اس بات کی فرع ہے کہ ان کا پسندیدہ مسئلہ یہ ہے زندہ مچھلی کا نگلنا حرام ہے۔ حالانکہ وہ مباح ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بات مشکل ہے۔ نکلنے کے جائز ہونے سے اس کے بھوننے کا جواز نکالنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں آگ کا عذاب ہے۔ جو درست نہیں۔

فرع: مچھلی کو ذبح کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ بڑی ہو اور دیر سے زندہ رہ رہی ہو تو صحیح مذہب کے مطابق اس کو آرام دینے کے لئے ذبح کرنا مستحب ہے۔ امام رافعی کہتے ہیں پیٹ چاک کئے بغیر اور گندگی نکالے بغیر بھنی ہوئی چھوٹی مچھلی میں دو دو جہیں ہیں۔

کچھ لوگ جائز ہونے کی طرف گئے ہیں۔ روحانی کہتا ہے کہ میرا فتویٰ بھی یہی ہے۔ کیونکہ اس کی گوبر پاک ہے۔ اور قتال بھی اس بات کو پسند کرتا ہے۔

فرع: علماء نے مچھلی کے علاوہ سمندر کے دوسرے حیوانات کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا مینڈکوں کے علاوہ سمندر کا ہر جانور حلال ہے اگرچہ انسانی شکل والا ہو۔ ہمارے پرانے اصحاب میں سے ابو علی طیبی بھی اسی طرف گئے ہیں۔

شرح قدیہ میں ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر سمندری جانور آدمی کی شکل پر ہو تو اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے تو انہوں نے کہا کہ اگرچہ وہ عربی بولتا ہو اور کہے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو اس کی بات کا یقین نہیں کیا جائے گا۔

مگر یہ مسلک ضعیف اور شاذ ہے۔ کچھ دوسرے علماء نے کہا ہے کہ کتے اور خنزیر اور مینڈک کے علاوہ سب جانور حلال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جو خشکی کے جانور ذبح کر کے کھائے جاتے ہیں۔ ان کے مشابہہ سمندری جانور ذبح اور بغیر ذبح کے بھی صحیح مذہب کے مطابق کھائے جاسکتے ہیں۔

مگر بعض نے ذبح کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ صید لانی کا بھی پسندیدہ مذہب یہی ہے۔

اسی طرح پانی کا کتا، خنزیر، گدھا، حلال نہیں ہوگا۔ اگرچہ خشکی کے حلال جانوروں یعنی جنگلی گدھے کے ساتھ اس کی مشابہت۔

ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس کی مشابہت خشکی کے حرام جانور یعنی گھریلو گدھے کے ساتھ بھی ہے۔ تو تحریم کے پہلو کو غالب کرتے ہوئے اس کو حرام قرار دیا جانا چاہیے۔

اسی طرح روضہ اور شرح مہذب میں بھی ہے۔ میں کہتا ہوں مہذب کا فتویٰ یہ ہے کہ کیڑے، مینڈک اور مگر مچھ کے علاوہ سب حلال ہیں۔ چاہے کتے، خنزیر اور انسان کی شکل پر ہوں یا نہ ہوں۔

فرع: اگر کوئی شخص یہ قسم اٹھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا تو مچھلی کھانے سے حائل نہیں ہوگا کیونکہ عرف عام میں اس پر گوشت کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے لئے لَحْمًا طَرِيًّا کا لفظ بولا ہے۔ جیسے اگر کوئی یہ قسم اٹھائے کہ وہ چراغ کی روشنی میں نہیں بیٹھے گا تو سورج کی روشنی میں بیٹھنے سے حائل نہیں ہوگا اگرچہ اللہ نے اس کو بھی سراج یعنی چراغ کہا ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی یہ قسم اٹھائے کہ وہ چٹائی پر نہیں بیٹھے گا تو زمین پر بیٹھنے سے حائل نہیں ہوگا اگرچہ اللہ نے زمین کو بھی بساط (چٹائی) کہا ہے۔

مچھلی کے علاوہ سمندر کے دوسرے جانوروں کو مچھلی کہنے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی نے ”ام“ میں اور ”مختصر“ میں اس بات کو نصاباً بیان کیا ہے کہ سب جانوروں پر مچھلی کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ اور روضہ میں بھی اس بات کو صحیح کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ﴾ میں عراقیوں کا اختلاف ہے۔ اہل تفسیر کہتے ہیں کہ سمندر کے طعام سے مراد سب سمندری جانور ہیں۔ اور یہ بات اس بات کی طرح ہے جو امام شافعی نے کہی ہے۔ اور اس کی یہ عبارت تمام جانوروں کے حلال ہونے میں یہ صریح ہے۔ اور منہاج میں ہے کہ سمک صرف مچھلی کو ہی کہتے ہیں۔

فرع: نڈی اور مچھلی جب عام ہوں تو زندہ مردہ ہر حالت میں ان کی بیع مسلم درست ہے۔ اور ہر چیز کا ایسا وصف بیان کیا جائے گا۔ جس کے وہ لائق ہوگی۔

مچھلی کو پانی میں بیچنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ امام احمد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مچھلی کو پانی میں مت خریدو یہ دھوکہ ہے۔ یہ روایت اسی طرح موقوف بھی ہے اور اس میں ابن مسعود اور ابن مسیب کے درمیان ارسال بھی ہے۔ صحیح وہ ہے جو ہشیم نے یزید سے موقوفاً بیان کیا ہے کہ عبداللہ نے مچھلی کو پانی میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فرع: جو جانور خشکی اور سمندر دونوں میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ جیسے مینڈک، مگر، مچھ، سانپ، کچھوا، کیڑا، پانی کا سیاہ کیڑے، حلزون، دعامیس، سپی اور نسناس پہلے چھ حرام ہیں، حلزون کا باب الحاء المہملہ میں حکم گزر چکا ہے۔ اور دعامیس قاضی کے قول کے مطابق پانیوں میں رہتا ہے اور یہ پانی کے علاوہ کسی جگہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے اس کا کھانا جائز ہے لیکن جا حظ کے قول کے مطابق حرام ہے کیونکہ چھ حرام ہوتے ہیں۔

ان کا حکم پہلے باب الدال مہملہ میں گزر چکا ہے اور صدف بھی حرام ہے۔ جیسے کیڑے کے ذکر میں گزر چکا ہے۔ اور نسناس

میں اختلاف ہے جو انشاء اللہ باب النون میں آئے گا۔

الخواص: اس کا گوشت ٹھنڈا تر ہوتا ہے۔ ان میں سے عمدہ مچھلی وہ ہوتی ہے جس کی پشت حتی دار ہو اور چھوٹی ہو اور سفنے والی ہو۔ یہ پتلے آدمیوں کے بدنوں کو شاداب کر دیتا ہے۔ لیکن پیاس بڑھاتا ہے اور بلغمی خلط کو پیدا کرتا ہے۔ ٹھنڈے مزاج والے



اور جوانوں کے لئے مفید ہے۔ اور اس کے کھانے کا بہترین موسم گرم ہے۔ اور گرم علاقے ہیں۔

مچھلی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان سب میں سیاہ پیلی آجامی اور کیچڑ کو غذا بنانے والی مکروہ ہیں۔ ان میں ابراہیمس اور بوری معدہ کی مضرت کی وجہ سے مکروہ ہیں۔ اور پیش لگا دیتی ہے۔ اس سے دردوں اور غصہ کو تحریک ملتی ہے۔ اس سے ردی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور نہروں کی مچھلی بہت کانٹے دار ہوتی ہے۔ ان میں سے تلی بہت زیادہ رطوبت والی ہوتی ہے۔ اور سمندری اس کے برعکس ہیں۔

اور سلور جس کو جری کہتے ہیں یہ کثیر الغذا ہے اور پیٹ کو نرم کرتی ہے اور پھیپڑوں کی نالی کو صاف کرتی ہے اور آواز کو بھی صاف کرتی ہے۔

مارماہی مچھلی منی میں اضافہ کرتی ہے اور گردے کے چربی کو زیادہ کرتی ہے بڑے جسم والی مچھلی زیادہ غذا بیت والی ہوتی ہے۔ ابن سینا کہتے ہیں کہ مچھلی کا گوشت آنکھ کے پانی کے لئے مفید ہے اور شہد کے ساتھ کھانے سے نظر تیز ہوتی ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے۔ قزوینی کہتے ہیں کہ ترپیاز کے ساتھ تازہ مچھلی کھانے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جب اس کو گرم گرم کھائے تو بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ اور مچھلی کونٹے والا آدمی سونگھے تو اس کی عقل درست ہو جاتی ہے۔ اور اس کا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ اس کا پتہ سمندری کچھوے کے پتے سے ملا کر ان سے ایک لوہے کے قلم کے ساتھ کاغذ پر لکھا جائے تو اس کو رات کے وقت بھی دیکھا جا سکتا ہے گویا کہ وہ سونا ہے۔

مچھلی کرکی اور چکور کا پتہ آنکھ میں لگانے سے پانی بہنا بند ہو جاتا ہے۔ مچھلی کا پتہ پینے سے خفقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اور چینی کے ساتھ ملا کر حلق میں ڈالنے سے اس طرح فائدہ ہوتا ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں اگر مچھلی چار کے عدد تک دکھائی دے تو اس سے مراد عورتیں ہوں گی۔ اگر چار سے زیادہ ہوں تو اس سے مراد مال اور غنیمت ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَنَا نَكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ اور اس سے مراد مچھلی ہے اور حوت سے مراد بادشاہ کا وزیر بھی ہو سکتا ہے۔ اور مک سے مراد اس کا لشکر ہے۔ تو جس شخص نے مچھلی خریدی وہ بادشاہ کے لشکر سے مال حاصل کرے گا۔ اور جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ کنویں سے مچھلی شکار کر رہا ہے تو وہ لوطی ہوگا۔ یا اپنے خادم کو کسی کے ہاتھ بیچ دے گا۔

نصاری کہتے ہیں کہ گدے پانی میں مچھلی کا شکار کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ صاف پانی میں شکار کر رہا ہے۔ تو وہ خوش کن باتیں سنے گا۔ اور دائمی مریض کا مچھلی دیکھنا رطوبات کی وجہ سے ردی ہے۔ جب اس کو مسافر اپنے بستر پر دیکھے تو اس پر سختی آئے گی۔ اور کبھی کبھی خواب دیکھنے والے کے ڈوب جانے کا خطرہ ہے کیونکہ وہ اس کی جگہ پانی ہے۔ اور جو شخص صاف پانی میں شکار کرے تو اس کو نیک بخت اولاد ملے گی۔ نمکین مچھلی بادشاہ کی طرف سے غم ہے۔ کیونکہ یہ ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نمکین پانی کی مچھلی خیر اور باقی رہنے والے مال پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نمک مچھلی کو تلف ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ غلاموں کی طرف سے غم پہنچنے کی دلیل ہے۔ اور بھنی ہوئی مچھلی طلب علم میں سفر کی دلیل ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ اس کی شرمگاہ سے مچھلی نکل آئی ہے تو اس کی عورت اگر حاملہ ہوگی تو لڑکی کی خوشخبری ملے گی۔ اگر بہت

سی مچھلیاں دیکھے جن میں بڑی مچھلی بھی ہو اور دیکھے کہ بڑی مچھلی کو سولی پر چڑھایا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ظالم اور باغی ہلاک ہوگا۔ اور تلی ہوئی مچھلی دیکھنے والے کی دعا قبول ہوگی۔ کیونکہ عیسیٰ نے اللہ سے دعا کی تھی تو ان کو اللہ کی طرف سے دسترخوان پر بھنی ہوئی مچھلی ملی۔ بڑی بڑی مچھلیاں غنیمت اور مال ہوتے ہیں اور چھوٹی مچھلیاں غم اور فکر ہوتی ہیں۔ کیونکہ چھوٹی مچھلیوں میں گوشت کی بہ نسبت کانٹے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور کھانا دشوار ہوتا ہے۔

## فصل:

مچھلی کا دیکھنا قسم پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے مچھلی کی قسم کھائی ہے۔ اور فرمایا ﴿ن وَالْقَلَمِ﴾ (الایۃ) اور کبھی کبھی اس کا دیکھنا نیک لوگوں کے عبادت خانے اور مسجد پر دلالت کرتا ہے۔

کیونکہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی تسبیحیں بیان کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی اس کا دیکھنا غم، دکھ، منصب کے زوال اور غضب کے نازل ہونے پر دلیل ہے۔ کیونکہ اللہ نے یہودیوں پر ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار حرام کیا تھا۔ انہوں نے اس حکم کی مخالفت کی تو لعنت کے مستحق قرار پائے۔

اور یونسؑ کی مچھلی دیکھنا ڈرنے والے کے لئے امن کی اور فقیر کے لئے غنا کی اور مصیبت زدہ کی مشکل حل ہونے کی دلیل ہے۔

اسی طرح یوسفؑ کا قید خانہ اور اصحاب الکہف کی غار اور قیم اور نوحؑ کا تنوردیکھنے کی بھی یہی تعبیر ہے۔

## فصل:

اور مچھلیوں میں سے تازہ، میٹھی، نمکیں مچھلی کا الگ الگ اعتبار کیا جائے گا اسی طرح جس کا کاٹنا اور اسلمہ نہیں اور جو کاٹی جائے اسی طرح جو میٹھے سمندر میں رہتی یا کھاری سمندر میں رہتی ہو۔ اور جس کی سنی جانے والی آواز اور جو پانی کی سطح پر چھوٹی بڑی مچھلیاں تیرتی ہیں اور جن کی خشکی میں بھی مشابہت موجود ہے اور جو گھروں میں مانوس ہوتی ہیں اور بغیر آلے کے ہاتھ سے پکڑی جاسکتی ہیں اور دیکھنے والے کو اس کے مطابق تعبیر دی جائے گی۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے سمندر میں سے تازہ میٹھی مچھلی کو کسی آنلے کے ساتھ شکار کیا ہے تو یہ کسب حلال اور اس کے بارے میں کوشش کرنے پر دلالت کرتا ہے اور رزق حلال کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے خواب دیکھنے والے کے لئے شکار کرنا اس کے حیلے اور کوشش پر دلالت کرتا ہے۔ اگر دیکھنے والا کنوارا ہو تو شادی کرے گا اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کو اتنی اولاد ملے گی جتنا اس نے شکار کیا۔ اور عورت کا شکار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے خاوند یا اپنے باپ کے مال سے جمع کرتی ہے۔ غلام کا خواب میں شکار کرنا اس مال پر دلالت کرتا ہے جو اس نے اپنے مالک سے لیا ہو۔ چھوٹے بچے کا خواب میں شکار کرنا اس علم یا صنعت پر دلیل ہے جس کو وہ حاصل کرے گا۔ یا اس مال پر دلالت کرے گا جو اس کو اپنے والدین سے ورثے میں ملے گا تو اگر اس کے شکار کا آلہ جال اور کونڈیاں ہوں یا وہ چیز ہو جو دریا کی گہرائی چلی جاتی ہے تو دیکھنے والے کو سختی پہنچے گی اور وہ خطرات میں گھر جائے گا۔ اگر شکار کا آلہ ہلکا ہو اور اس میں وہ چیز ظاہر جو اس کے علاوہ بہاری آلات میں ظاہر ہوتی ہے تو یہ رزق کی کشادگی اور امور زندگی کے آسان ہونے کی علامت ہے۔ اور اگر بھاری

آلات میں وہ چیز ظاہر ہو جو ہلکے آلات میں ہوتی ہے تو یہ بات تھکاوٹ اور رزق کے کم ہونے کی علامت ہے اگر اس کے لئے بہت زیادہ مچھلیاں سامنے آجائیں تو یہ وہ رزق ہے جس پر سمندر اس کی راہنمائی کرے گا۔ اور انشاء اللہ اس چیز کے بارے میں جس پر سمندر راہنمائی کرتا ہے اس کا ذکر عن قریب باب الفاء فرس البحر کے ضمن میں آئے گا اگر سمندر کھارا ہو۔ تو دیکھنے والا فائدہ حاصل کرے گا یہ کسی عجیب یا بدعتی سے علم حاصل کرے گا۔ اور جس مچھلی کا اس نے شکار کیا ہے اگر وہ چھلکوں اور کانٹوں والی ہے تو اس سے مراد جمع شدہ سونا یا چاندی ہے اور اگر ان کا چھلکانہ ہو تو اس سے مراد ایسے باطل اعمال ہیں جو پورے نہیں ہوں گے کیونکہ ایسی مچھلی چکنی ہونے کی وجہ سے ہاتھوں سے بڑی جلدی نکل جاتی ہے۔ اگر مچھلی کا کانٹا ہو۔ جیسے شال اور شلباء تو یہ دیکھنے والے کے لئے اس کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی علامت ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا شخص اہل شرکی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔

اگر کئی ہوئی مچھلی دیکھے تو یہ سامان والوں کا سامان ہے اگر بیٹھے سمندر کی مچھلی کو دیکھا کہ وہ نمکین سمندر کی طرف منتقل ہو رہی ہے یا کھارے سمندر کی مچھلی بیٹھے سمندر کی طرف منتقل ہو رہی ہے تو یہ لشکر میں نفاق کی علامت ہے اور عوام میں اس بات میں اختلاف کی علامت ہے کہ جو حدوٹ مظلمہ کے آنے کے بارے میں ہے یا بدعت کے ظہور کی علامت ہے۔ اگر کسی نے پانی کی سطح پر مچھلی کو تیرتے دیکھا تو یہ امور کے آسان ہونے کی اور بعید کے نزدیک آجانے کی رازوں کے ظاہر ہونے کی اور پوشیدہ چیزوں کے سامنے آجانے کی دلیل ہے یا میراث میں سے اس کے اصل مال کی علامت ہے اگر کسی نے اپنے پاس چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کو دیکھا تو یہ خوشیوں اور غموں پر اہتمام کی علامت ہے۔ یا ایسی چیز مراد ہے جس سے عمدہ اور بیکار کے درمیان اجتماع لازم آتا ہے۔ اور اگر اس نے ایسی مچھلی دیکھی جو آدمی یا پرندے کی شکل و صورت جیسی ہے۔ تو یہ بات ایسے تاجروں کے ساتھ تعارف پر دلیل ہے جو خشکی اور سمندر میں آتے جاتے رہتے ہیں یا ایسے ترجمانوں پر دلالت ہے جو مختلف زبانیں جانتے ہیں یا عمدہ اخلاق والے ہیں اور یہاں مشابہت کا اعتبار کیا جائے گا اگر اس نے اپنے پاس ایسی چیز دیکھی جس سے انسان انت رکھتا ہے یا اس کو گھروں میں پالا جاتا ہے جیسے لجا اور قرموط وغیرہ تو یہ تیسوں اور غرباء پر احسان کی دلیل ہے۔ اگر کسی نے دیکھا کہ اس نے مچھلی گہرے سمندر سے پکڑی ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ کاریگری میں کمال حاصل کرے اور اس کو تادیر رہنے والا رزق حاصل ہوگا یا وہ بادشاہوں کے اموال سے تعرض کرے گا یا چور اور جاسوس بن جائے گا اگر سمندر منکشف ہو گیا اور اس نے مچھلی یا کوئی جوہر حاصل کر لیا تو ایسا آدمی اللہ کے غیبوں میں سے کسی غیب کے علم پر اللہ کی طرف سے مطلع ہوگا اور اس کے لئے دین واضح ہو جائے۔ اور وہ صراط مستقیم کی طرف راہ پا جائے گا اور اس راستے میں اس کا انجام سبھی بہتر ہوگا اگر مچھلی اس کے ہاتھ سے دوبارہ سمندر میں لوٹ گئی تو یہ اولیاء کی مصاحبت اختیار کرے گا اور ان سے ایسی باتوں پر مطلع ہوگا کہ جن پر آج تک کوئی مطلع نہیں ہو سکا۔ اگر وہ سفر کا ارادہ کرے گا تو اس کے ساتھی اس کے ساتھ موافقت اور نرمی کریں گے اور وہ اپنے گھر کی طرف صحیح سالم غنیمت حاصل کر کے لوٹے گا۔ واللہ اعلم

## السمندل

سین اور میم کی فتح سے ہے اور نون ساکن کے بعد دال مہملہ اور آخر میں لام ہے۔

جوہری نے اس کو بغیر میم کے السندل کہا ہے۔ اور ابن خلکان نے بغیر لام کے السمند کہا ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جو بیش کھاتا ہے جو سرزمین چین میں ایک انگوری ہے جس کو کھایا جاتا ہے اور یہ ان علاقوں میں سبز ہوتی ہے جب یہ خشک ہو جاتی ہے تو ان کی خوراک بن جاتی ہے اور ان کو تکلیف نہیں دیتی اور جب وہ چین سے اگر سو ذراع ہی دور لے جا کر کھائی جائے تو اس کو کھانے والا فوراً مر جاتا ہے۔

اس جانور کا عجیب معاملہ ہے کہ یہ آگ میں رہنے اور آگ کے ساتھ لذت حاصل کرنے والا ہے۔ اور جب اس کی جلد گندی ہو جائے تو یہ آگ سے غسل کرتا ہے۔ اور ہند کے اکثر علاقوں میں جو پایا جاتا ہے وہ لومڑی سے چھوٹا جانور ہے جس کا رنگ خلیجی اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں اس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ اس کی اون سے رومال بنائے جاتے ہیں جب وہ گندے ہو جائیں تو ان کو آگ میں ڈال دیا جاتا ہے تو یہ صاف ہو جاتے ہیں اور جلتے نہیں۔ اور دوسرے لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ سمندل بلاد ہند کا ایک پرندہ ہے۔ جو آگ میں ہی انڈے دیتا اور بچے نکالتا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں آگ اثر نہیں کرتی۔ اس کے پروں سے رومال بنائے جاتے ہیں۔ اور شام کو بھیجے جاتے ہیں۔ جب میلے ہو جاتے ہیں تو آگ میں پھینک دیئے جاتے ہیں۔ آگ سے ان کی میل ختم ہو جاتی ہے اور یہ نہیں جلتے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے ان رومالوں میں سے ایک میلا ٹکڑا دیکھا ہے۔ جو کسی جانور کی جھول کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ لمبائی اور چوڑائی میں اسی طرح ہے۔ اس کو آگ میں ڈالتے ہیں تو آگ اس میں اثر نہیں کرتی۔ پھر اس کے ایک کونے میں تیل لگا کر چراغ کی بتی پر رکھا جاتا ہے تو وہ شعلے مارنے لگتا ہے کافی دیر جلتا رہتا ہے پھر وہ اس کو بچھا دیتے ہیں تو وہ ویسا ہی رہتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد علامہ عبداللطیف بن یوسف بغدادی کے خط سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ انہوں نے کہا۔

ملک ظاہر بن ملک ناصر صلاح الدین جو حلب کا والی تھا کے پاس سمندل کا ایک ٹکڑا آیا جس کا طول دو ذراع اور چوڑائی ایک ذراع تھی۔ وہ اس کو تیل میں ڈبو کر جلانے لگے یہاں تک کہ تیل ختم ہو گیا اور وہ بالکل سفید رہا جیسے پہلے تھا۔ اس کو علامہ عبداللطیف نے یعقوب بن جابر منجبتی کے حالات زندگی میں ذکر کیا ہے۔ اس میں کچھ اضافہ جات بھی ہیں۔ اور کچھ شعر بھی ہیں جو ان شاء اللہ باب العین مہملہ عنکبوت کے ضمن میں آئیں گے۔

قزوینی کہتے ہیں کہ سمندل چوہوں کی ایک قسم ہے۔ جو آگ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہی بات ذکر کی جو گزر چکی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ ایک پرندہ ہے جس طرح ”بکری“ نے کتاب المسالک والممالک میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ذکر کیا ہے۔

خواص: اس کا ایک دانق پتہ جوش دیئے ہوئے اور صاف کئے ہوئے چنے کے پانی کے ساتھ اور تازے دودھ کے ساتھ بار بار پینے سے زہر قاتل میں فائدہ ہوتا ہے۔

اس کا دماغ اسد کے ساتھ ملا کر آنکھ میں لگایا جائے تو آنکھ میں اترنے والا پانی درست ہو جاتا ہے۔ یہ آنکھ کے ڈھیلے کو تمام

بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس کا خون برص پر رکھا جائے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ جس نے اس کا دل نکل لیا اس کے بعد وہ آدمی جو کچھ بھی سنے گا یاد کر لے گا۔ اس کا پتہ بال اگاتا ہے یہاں تک کہ ہتھیلی پر بھی۔

## السّمور

سین کے فتح اور میم مشدہ مضمومہ کے ساتھ ہے۔ یہ سفود اور کلبود کے وزن پر ہے۔ یہ بلی کی طرح کا ایک خشکی کا جانور ہے۔ بعض کے بقول یہ نمس ہے۔ جس علاقے میں یہ رہتا ہے اس علاقے کا اثر اس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ یہ بڑا دلیر جانور ہے۔ کوئی جانور بھی اس سے زیادہ انسان پر حملہ کرنے میں دلیر نہیں ہے۔ اس کو حیلوں کے بغیر نہیں پکڑا جاسکتا۔ حیلہ یہ ہے کہ اس کے لئے ایک مردار دفن کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے ذریعے اس کو دھوکے سے پکڑ لیا جاتا ہے۔ اس کا گوشت گرم ہوتا ہے۔ ترکی والے اس کو کھاتے ہیں۔ اس کا چمڑا دیگر چمڑوں کی طرح رنگا نہیں جاتا۔ عجیب غریب بات جو نووی کو تہذیب الاسماء واللغات میں پیش آئی یہ ہے کہ انہوں نے کہا: سمور ایک پرندہ ہے۔ شاید ان کا قلم تیزی سے غلط چل گیا ہو۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات وہ ہے جو ابن ہشام بستی نے شرح الفصحیح میں ذکر کی ہے۔ کہ یہ جنوں کی ایک قسم ہے اس قسم کی یہ خاصیت ہے کہ اس سے کوٹ بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نرم ہلکا گرم اور خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کو بادشاہ اور بڑے لوگ پہنتے ہیں مجاہد کہتے ہیں میں نے شععی کو سمور کا کوٹ پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

شرعی حکم: اس کو لومڑی کے ساتھ ملاتے ہوئے حلال قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ خبائث میں سے کچھ نہیں کھاتا۔  
تعبیر: اس کو خواب میں دیکھنا ظالم اور چور آدمی پر دلالت کرتا ہے جو کسی سے میل ملاپ نہیں رکھتا۔

## السمیطر

عمیش کے وزن پر ایک بہت لمبی گردن والا پرندہ ہے۔ جو ہمیشہ پایاب پانی میں دکھائی دیتا ہے۔ اس کی کنیت ابو العیذار ہے۔

جوہری نے اسی طرح کہا ہے۔ اس کو شبیطر بھی کہتے ہیں ہیں۔ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ مالک الحزین ہے۔ اور یہ بلشون ہے۔ کما تقدم اور عنقریب باب المیم میں آئے گا۔

## السمندر، السمیدر

یہ اہل ہند اور اہل چین کے ہاں مشہور جانور ہے۔

## سناد

قزوینی کہتے ہیں کہ یہ ہاتھی کی طرح کا ایک جانور ہے مگر اس سے تھوڑا چھوٹا ہوتا ہے اور نیل سے بڑا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ

اس کا بچہ اپنی ماں کی شرمگاہ سے سر نکال کر چرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب طاقتور ہو جاتا ہے تو ماں سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔ اس کو یہ ڈر ہوتا کہ اگر وہ اپنی ماں کو مل جائے گا تو وہ اس کو اپنی اس زبان سے چاٹنے لگے گی جو کانٹے کی طرح ہوتی ہے تو اس سے اس کی ہڈیوں سے گوشت الگ ہو جائے گا۔ اور یہ ہندوستان میں اکثر پایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا ہاتھی کی طرح حرام ہے۔

## السنباب

ایک جانور ہے جو جنگلی چوہے جتنا ہوتا ہے اور عام چوہے سے بڑا ہوتا ہے اس کے بال نرم ملائم ہوتے ہیں۔ اس کی جلد سے کوٹ بنائے جاتے ہیں جن کو خوشحال لوگ پہنتے ہیں۔ یہ بڑا حیلے باز ہوتا ہے۔ جب انسانوں کو دیکھتا ہے تو اونچے درخت پر چڑھ جاتا ہے وہیں پناہ لیتا ہے اور اسی میں سے کھاتا ہے۔ یہ جانور بلاد صقالیہ اور ترکی میں اکثر پایا جاتا ہے۔ اس کا مزاج گرم تر ہوتا ہے کیونکہ اس کی حرکت انسان کی حرکت سے تیز ہوتی ہے۔ اس کی عمدہ جلد نیلی اور ملائم ہوتی ہے اور کسی کہنے والے نے کیا عمدہ کہا ہے۔

کَلِمًا اَز رَق لَسُون جَلْدِي مِّن الْبَرِّ دَخِيْلَت اِنَّهٗ سَنَبَاب  
 ”جب کبھی بھی میرے جسم کی جلد نیلی پڑ گئی تو میں نے یہی خیال کیا کہ وہ سنباب بن گئی ہے۔“  
 شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

مگر حنا بلہ میں سے قاضی نے اس کی حرمت بیان کی ہے اور علت یہ بیان کی ہے کہ یہ سانپ کھاتا ہے اس لئے چوہوں کے مشابہ ہے۔

اور جمہور نے یہ لیل لی ہے کہ یہ ربوع کے مشابہ ہے۔

جب اباحت اور حرمت میں شک پڑ جائے تو اباحت غالب ہوگی کیونکہ اصل میں ہر چیز مباح ہوتی ہے۔ جب سنباب کو شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو اس کا کوٹ پہننا جائز ہے۔ اگر گلابا کر مارا گیا پھر اس کی جلد کو رنگا گیا تو صحیح مذہب کے مطابق اس کے بال پاک نہیں ہوں گے۔ جیسے تمام مردار جلدیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ بال رنگنے سے متاثر نہیں ہوتے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کی جلد کے تابع کرتے ہوئے بال بھی پاک ہو جائیں گے۔ یہ بات ربیع جیزی نے امام شافعی سے روایت کی ہے اور ربیع سے مہذب میں اس مسئلے کے علاوہ کوئی مسئلہ منقول نہیں ہے۔ اور اس طریق کو استاذ ابوالسلیح رویانی اور ابن ابی عسرون نے صحیح کہا ہے اور سبکی وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ نے عمر کے زمانے میں گھوڑے کی جلد کے بنے ہوئے کوٹ تقسیم کئے تھے جو غنیمت میں ملے تھے حالانکہ ان کو مجوسیوں نے ذبح کیا تھا۔

صحیح مسلم میں ابوالخیر مرشد کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابن وعلہ سبائی کو ایک کوٹ پہنے دیکھا تو میں نے اس کو چھوا وہ کہنے لگے کیا ہے اس کو کیوں چھور ہے ہو؟ میں نے ابن عباس سے پوچھا تھا کہ ہم مغربی ممالک میں ہوتے ہیں اور ہمارے ساتھ بربر اور مجوسی ہوتے ہیں تو کبھی کوئی مینڈھالا لایا جاتا ہے جس کو انہوں نے ذبح کیا ہوتا ہے تو ہم اس کو نہیں کھاتے اور وہ ہمارے

پاس ایسے مشکیزے لاتے ہیں جن میں وہ چربی ڈالتے ہیں تو ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا اس کو رنگ لینے سے یہ پاک ہو جاتے ہیں۔

خواص: مجنون اس کا گوشت کھائے تو جنون زائل ہو جاتا ہے۔ سوداوی امراض والے اس کو کھائیں تو مفید ہوگا۔ مفردات میں ہے۔ کہ سنجاہ میں گرمی کم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے جانور کے پھل کھانے کی وجہ سے کثرت رطوبت مزاج پر غالب ہوتی ہے اور حرارت کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا چمرا گرم مزاج والوں اور نوجوانوں کیلئے عمدہ ہوتا ہے کیونکہ یہ معتدل حرارت والا ہوتا ہے۔

## السنداوه السنة

دونوں بھیڑیے ہیں۔

## السندل

یہ وہی سمندل ہے جس کا ذکر عنقریب گزرا ہے۔ عمرو بن قیس کا لقب بھی سندل تھا۔ جو متروک الحدیث ہے۔ اس کی ابن ماجہ میں دو ضعیف حدیثیں ہیں۔

## السنور

سین مہملہ کی کسرہ اور نون مفتوحہ کی تشدید سے ہے بلی کو کہتے ہیں اس کی جمع سانیر آتی ہے۔ یہ متواضع اور مألوف ہو جانے والا جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چوہے سے دفاع کے لئے پیدا کیا اس کی کنیت ابو خدش، ابو غزوان، ابو الہیشم، ابو شماخ ہے مونث کو ام شماخ کہتے ہیں اس کے بہت سے نام ہیں کہا جاتا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک بلی شکار کر کے پکڑ لی مگر اس کو اس کی پہچان نہیں تھی۔ راستے میں اس کو ایک آدمی ملا اور کہا یہ سنور کہاں سے لی؟ پھر دوسرا آدمی ملا اس نے کہا یہ ”ہر“ کہاں سے لی؟ پھر ایک اور ملا اور کہا یہ قط کہاں سے لی؟ پھر ایک اور ملا اس نے کہا یہ ضیون کہاں سے لی؟ ایک اور ملا اس نے پوچھا یہ خیدع سے لی ہے؟ ایک اور ملا اور اس نے پوچھا کہ یہ خیطل کہاں سے لی؟ ایک اور ملا اس نے کہا یہ دم کہاں سے لی؟ اعرابی سوچنے لگا میں اس کو لے جا کر فروخت کروں گا شاید اللہ مجھے اس کے بدلے بہت سامال عطا کرے۔ جب اس کو بازار لے کر آیا تو پوچھا گیا کتنے کی ہے؟ دیہاتی کہنے لگا سو درہم کی ہے! آدمی نے اس سے کہا یہ تو آدھے درہم کی ہے دیہاتی نے بلی کو پھینک دیا اور کہنے لگا اللہ کی لعنت ہو اس کے نام کتنے زیادہ ہیں اور قیمت کتنی کم ہے۔

یہ سارے نام مذکور بلے کے ہیں۔ یہ بات کفایہ میں منقول ہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں مونث کو سنورہ کہتے ہیں۔ جیسے مینڈک کی مونث کو ضفدعة کہا جاتا ہے۔ انتہی

میں کہتا ہوں اسی طرح قیاس کر کے خیطلة، ضیونة، قطة اور خیدعة اور ہرۃ بھی کہا جاسکتا ہے۔

امام حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں نبی ﷺ انصاریوں کے کسی گھر میں جاتے تھے اور ان کے ساتھ دوسرے گھر بھی تھے مگر آپ وہاں نہیں جاتے تھے۔ ان کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا

تمہارے گھر میں کتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے گھر میں تو بلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلی تو درندہ ہے۔ پھر کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ نعیم نے کتاب الفتن میں ابو شریحہ الغفاریؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ سب سے آخر میں مزینہ قبیلے کے دو آدمی محشر میں جمع کئے جائیں گے۔ وہ دونوں ایک پہاڑ سے آئیں گے جو چھپ چکا تھا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں انسانی آبادی میں آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین وحشی جانوروں سے بھری ہوگی یہاں تک کہ وہ شہر آئیں گے۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچیں گے تو کہیں گے لوگ کہاں گئے؟ ان کوئی نظر نہیں آئے گا۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا لوگ اپنے گھروں میں ہوں گے۔ پھر وہ گھروں میں داخل ہوں گے۔ تو وہاں بھی کوئی نہیں ہوگا۔ وہ دیکھیں گے کہ بچھونوں پر لومڑیاں اور بلیاں ہوں گی۔ ایک دوسرے سے کہے گا لوگ کہاں گئے۔ دوسرا بولے گا ہم ان کو بازاروں میں دیکھتے ہیں شاید خرید و فروخت میں مشغول ہوں۔ پھر وہ نکل کر بازاروں میں آئیں گے تو وہاں بھی ان کو کوئی نہیں ملے گا۔ پھر وہ چلتے چلتے شہر کے دروازے تک آئیں گے۔ وہاں دو فرشتے ہوں گے جو ان کو ان کی ٹانگوں سے پکڑ کر ان کو میدان محشر کی طرف پھینک دیں گے۔ پس یہ دونوں سب سے آخر میں اکٹھے کئے جائیں گے۔

ایک عجیب واقعہ: رکن الدولہ کی ایک بلی تھی جو اس کی مجلس سے مانوس تھی۔ جب اس کا کوئی ساتھی اس سے ملنا چاہتا اور ملنا مشکل ہوتا تو وہ اپنی ضرورت کا ایک رقعہ میں لکھ کر اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا۔ رکن الدولہ اس کو دیکھتا تو رقعہ لے کر پڑھتا اور اس کا جواب لکھ کر بلی کی گردن میں مضبوطی سے باندھ دیتا اور وہ بلی اسے واپس اس آدمی کے پاس لے کر آ جاتی۔

کہا جاتا ہے کہ نوح کی کشتی والوں کو جب چوہے نے تنگ کیا تو نوح نے شیر کی پیتھانی کو چھوا تو اس سے بلی پیدا ہو گئی اسی لئے یہ شیر کے زیادہ مشابہہ ہوتی ہے۔ کیونکہ جب بھی بلی کا تصور کریں گے۔ شیر کا تصور ضرور آئے گا۔

یہ بہت لطیف اور ظریف جانور ہے اپنے چہرے کو اپنے تھوک سے پونچھتی ہے۔ جب اس کے بدن پر کوئی چیز لگ جاتی ہے تو اس کو صاف کر دیتی ہے۔ سردیوں کے آخر میں نر کی شہوت بڑھک اٹھتی ہے اور اس کو مادہ منویہ کی سوزش تکلیف دینے لگتی ہے تو یہ اس وقت تک چیختا رہتا ہے جب تک اس کو نکال نہ دے۔ جب بلی بھوکی ہوتی ہے تو اپنی اولاد کو کھا جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شدت محبت کی وجہ سے ان کو کھاتی ہے۔

جا حظ نے یہ شعر کہے ہیں۔

جاءت مع الاشفین فی ہودج تزجی الی النصرۃ اجنادھا

”وہ دو چمڑوں میں چھید کرنے والے آئے لے کر ہودج میں بیٹھ کر اپنے لشکر کو نصرت کی طرف لے جا رہی ہے۔“

كانہا فی فعلہا ہرۃ تربدان تا کل اولادھا

”گویا کہ اس کا فعل بلی کی طرح ہے جو اپنے ہی بچوں کو کھانا چاہتی ہے۔“

شعر میں تزجی کا معنی چلاتی ہے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے ﴿الْمُتَرَانَّ اللَّهُ يُزْجِي سَحَابًا﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ

تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے۔

جب بلی پیشاب کرتی ہے تو اپنے پیشاب کو چھپالیتی ہے تاکہ اس کی بو کو چوہا سونگھ کر بھاگ نہ جائے۔ پہلے تو اس کو سونگھتی



ہے۔ جب اس کو بوخت محسوس ہوتی ہے تو اس کی بو اور پاخانہ کو چھپا دیتی ہے۔ ورنہ ہلکا سا ڈھانپنے پر اکتفا کرتی ہے۔ چوہا بلی کے گوبر کو پہچانتا ہے۔

بلی کو اللہ نے اس بات کا الہام کیا ہے تاکہ وہ انسانوں میں قضائے حاجت کرنے والوں کو خبردار کرے تاکہ وہ بھی اپنے پیشاب کو ڈھانکیں۔ جب بلی کسی جگہ مانوس ہو جاتی ہے تو دوسری بلیوں کو وہاں نہیں آنے دیتی اور ان سے سخت لڑائی کرتی ہے۔ حالانکہ وہ اس کی جنس سے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ان کے مالک ان بلیوں کو اچھا سمجھیں گے اور مجھ پر مقدم کریں گے اور وہ بلیاں اس کے کھانے میں بھی شریک ہو جائیں گی۔ جب گھر والوں کی رکھی ہوئی چیز کھالے تو بھاگ جاتی ہے کیونکہ اس کو علم ہے کہ اس طرح اس کو مار پڑے گی۔ جب وہ اس کو بھگاتے ہیں تو چا پلوسی کرتی ہے اور ان کے ساتھ اپنے آپ کو ملتی ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس طرح وہ بچ جائے گی اور اس کو معافی اور احسان دلا دے گی۔

اللہ نے ہاتھی کے دل میں بلی کا ڈر ڈال دیا ہے۔ وہ جب اس کو دیکھتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اہل ہند میں سے کسی نے ان کے ذریعے دشمن کو شکست دے دی۔

بلی کی تین قسمیں ہیں۔ گھریلو وحشی اور خوشبو والی۔ گھریلو اور جنگلی دونوں بڑی غضبناک ہوتی ہیں۔ یہ چیرتی پھاڑتی اور زندہ چیزوں کا گوشت کھاتی ہے۔

یہ کئی چیزوں میں انسان سے مناسبت رکھتی ہے۔ چھینک بھی مارتی ہے، جمائی بھی لیتی ہے۔ انگڑائی لیتی ہے۔ اور چیزوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑتی ہے۔ سال میں دو دفعہ حاملہ ہوتی ہے۔ اس کے حمل کی مدت پچاس دن ہوتی ہے۔

جنگلی بلی گھریلو بلی سے وجود میں بڑی ہوتی ہے۔ جا حظ کہتے ہیں علماء کے بقول بلیاں پکڑ کر ان کو تربیت کرنا مستحب ہے قزوینی نے اشکال میں ابن فقیہ سے بیان کیا ہے کہ۔ بعض بلیوں کے چمکا ڈڑوں کی طرح پر بھی ہوتے ہیں جو کان کی جڑ سے دم تک ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ عمل مشاکلت کی وجہ سے یہ جنگلی بلی کی طرح ہوگی۔

مجاہد کہتے ہیں کہ ایک آدمی قاضی شریح کے پاس بلی کا جھگڑالے کر آیا۔ تو آپ نے کہا تمہاری دلیل کیا ہے۔ اس نے کہا میرے پاس اس بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے سوائے اس کے کہ بلی نے بچے ہمارے گھر میں دیئے ہوں۔ قاضی شریح نے کہا اس کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤں اگر یہ وہاں ٹھہر گئی اور ماں کا دودھ پیا تو یہ تیری بلی ہوگی۔ اگر یہ وہاں نہ ٹھہری تو یہ تیری بلی نہیں ہے۔

شرعی حکم: صحیح بات یہ ہے کہ گھریلو اور وحشی بلی حرام ہے۔ کیونکہ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ یہ درندہ ہے۔

بیہقی نے جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کھانے اور اس کی قیمت لے کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔

صحیح مسلم میں مسند امام احمد اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نے بلی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

کہا گیا ہے کہ یہ حکم اس وحشی بلی کے لئے ہے جس میں نفع نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ یہ نہیں تنزیہی ہے۔ تاکہ لوگ اس کو ہبہ کرنے اور عاریۃ دینے کے عادی ہو جائیں۔ جیسے اکثر ہوتا ہے۔

اگر یہ نفع بخش ہو تو اس کو بیچنا درست ہے اور اس کی قیمت کھانی حلال ہے۔ یہ ہمارا مذہب ہے اور تمام دنیا کے علماء کا یہ مذہب

ہے مگر ابن منذر نے جو ابو ہریرہ طاؤس، مجاہد اور جابر بن زید سے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے اس کی بیع ناجائز ہے۔ تو اس کا جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ نفع مند نہ ہونے پر محمول ہے اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اور جو خطابی اور ابو عمر بن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے جیسے گزر چکا ہے اور ابن عبدالبر کا قول کہ اس کو ابو زبیر سے حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا غلط ہے۔ کیونکہ مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں معقل عن عبید اللہ عن ابی الزبیر نقل کیا ہے اور یہ دونوں ثقہ ہیں۔ جنہوں نے اس کو ابو زبیر سے نقل کیا ہے وہ بھی ثقہ ہے اس کو ابن ماجہ نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے وہ بھی ابو الزبیر سے نقل کرتے ہیں مگر یہ چیز اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے عنقریب باب الہاء میں لفظ ہرہ میں اس بات کی طرف اشارہ آئے گا۔

امام احمد سے جنگلی بلی کے بارے میں مختلف روایت ہیں اکثر لومڑی کی طرح اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کی حلت پر بھی۔

ہمارے اصحاب میں سے حضرمی کہتے ہیں کہ امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے۔ گھریلو بلی ابو حنیفہ مالک احمد تینوں کے نزدیک حرام ہے۔ اور ہمارے اصحاب میں سے بوشنجی نے اس کے حلال ہونے کو اختیار کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حرام ہے جیسا کہ گزر چکا۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اثقف من سنور کہ وہ بلی سے زیادہ اچکنے والی ہے۔ اور ثقف بھی جلدی سے لینے کو کہتے ہیں۔

کہا جاتا رجل ثقف لقف یعنی جلدی اچکنے والا۔ کہا جاتا ہے۔

کانہ سنور عبداللہ۔ گویا کہ وہ عبداللہ کا بلا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ بے وقوف ہوتا جائے۔

اور اسی بارے میں بشار بن برد الاعمیٰ نے کہا

ابا مخلف ما زلت نباح غمرة صغیرا فلما شبت خیمت بالشاطی

”ابو مخلف تو بچپن میں بہت زیادہ آواز کرتا رہتا تھا۔ جب تو جوان ہوا تو کنارے پر خیمہ لگا کر بیٹھ گیا۔“

کسنور عبداللہ بیع بدرہم صغیرا فلما شب بیع بقیراط

”جس طرح عبداللہ کی بلی تھی جو بچپن میں ایک درہم سے بچی اور جوانی میں ایک قیراط میں بچی۔“

لیکن یہ مثال کلام عرب کی پیداوار نہیں ہے۔ ابن خلکان نے کہا کہ میں نے عبداللہ کی بلی کے بارے میں لوگوں کے خیالات کی تحقیق کی اور اس بارے میں اہل معرفت سے پوچھا تو کسی سے اس کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی۔ اور نہ اس پر کوئی علمی نشان ملا۔ پھر میں مرزوق کا قول سن کر کامیاب ہو گیا۔

رایت الناس یزدادون یوما فیوما فی الجمیل وانت تنقص

”میں نے دیکھا کہ لوگ اگلے کاموں میں دن بدن بڑھتے ہیں اور تو گھٹتا ہے۔“

کمثل الھر فی صغر یغالی بہ حتی اذا ماشب یرخص  
 ”جیسے بلی بچپن میں مہنگی ہوتی ہے اور جوان ہو کر سستی ہو جاتی ہے۔“

اسی سے بشار نے اپنا وہ قول اخذ کیا جو پہلے دو شعروں میں مذکور ہے۔ اس سے خاص بلی مراد نہیں ہے بلکہ ہر بلی کی قیمت بچپن میں زیادہ ہوتی ہے اور بڑی ہو کر کم ہو جاتی ہے۔

خواص: گھریلو بلیوں میں سے جس نے کالی بلی کا گوشت کھا لیا اس پر جادو اثر نہیں کرے گا۔ اس کی تلی اگر مستحاضہ عورت پر لٹکائی جائے تو اس کا حیض بند ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں خشک کر کے کسی آدمی کو دھونی دی جائے تو اس کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس کی کچلی جو اپنے پاس رکھے گا وہ رات کو نہیں ڈرے گا۔

جو شخص اس کا دل اس کے چمڑے میں باندھ کر اپنے پاس رکھے اس پر دشمن غالب نہیں ہوگا۔ اس کے پتے کو آنکھوں میں لگانے سے رات کو اس طرح نظر آتا ہے جس طرح دن کو۔ نمک اور کمونی کرمانی ملا کر زخموں اور ردی پھوڑوں پر لگانے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

اس کا خون آلہ تناسل پر جماع کے وقت طلا کیا جائے تو بیوی خاوند سے بہت زیادہ محبت کرنے لگتی ہے۔  
 کوڑھ والے کو اس کا خون پلانے سے فائدہ ہوگا۔ جب کوئی انسان اس کا خون پی لے تو عورتیں اس سے محبت کرنے لگتی ہیں۔

اس کا گوبر بخور کی طرح خوشبودار ہوتا ہے۔  
 قزوینی کہتے ہیں کالی بلی اور کالی مرغی کا پتہ خشک کر کے پیس کر سرمہ سے ملا کر لگایا جائے تو جن اس کے سامنے آ جاتے ہیں اور اس کے خادم بن جاتے ہیں۔ یہ بات تجربہ شدہ ہے۔ کالی بلی کا پتہ نصف درہم کے برابر لے کر چنبیلی کے تیل میں ملا کر لقوے والے آدمی کے ناک میں چڑھایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

جنگلی بلی کا بھجہ درد گردہ اور تنگی ولادت کے لئے ایک عجیب نسخہ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جر جیر بوٹی کے پانی میں اس کو پگھلا کر آگ پر گرم کیا جائے پھر حمام میں اس کو نہا رہنے پئے اس کی دماغ کی دھونی دینے سے رحم میں سے منی باہر نکل آتی ہے۔ یہ بات قزوینی نے کہی ہے۔

اس کی تعبیر باب القاف لفظ القظ میں آئے گی۔

## سنور الزباد

گھریلو بلی کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن دم اور جسم میں اس سے بڑی ہوتی ہے۔ اس کی اون سیاہی مائل ہوتی ہے کبھی کبھی وہ دھاری دار بھی ہوتی ہے۔

ہند اور سندھ کے شہروں سے برآمد کیا جاتا ہے۔

اس کی خوشبو سیاہ میل چپکنے والی سے مشابہہ ہوتی ہے۔

یہ بہت زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کستوری کی سی خوشبو ملی ہوتی ہے۔ یہ اس کی بگلوں دم اور رانوں کے اندرونی حصوں اور دبر کے آس پاس سے لی جاتی ہے۔ ان جگہوں سے اس کو چھوٹی چھج کے ساتھ یا باریک درہم کے ساتھ نکالی جاتی ہے۔ اس پر کلام باب الزاء میں گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: صحیح مذہب کے مطلب کے مطابق زباد بلی کو بھی وحشی اور گھریلو بلی کی طرح کھانا حرام ہے۔ اور زباد پاک ہے۔ لیکن ماوردی اور رویانی نے باب الغرر کے آخر میں کہا کہ زباد سمندری بلی کا دودھ ہے۔ یہ کستوری کی طرح خوشبودار اور دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے۔ اہل بحر اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حلال ہو۔ اگر ہم کہیں کہ غیر ماکول اللحم کا دودھ حرام ہے تو اس میں دو وجہیں ہوں گی۔

امام نووی نے کہا کہ یہ پاک ہے اور اس کی بیج بھی درست ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ بحری جانور پاک ہوتے ہیں اور ان کا گوشت اور دودھ بھی حلال ہوتا ہے۔

یہ فتویٰ بلی کو بحری تسلیم کرنے کے بعد ہوگا۔ درست بات یہ ہے کہ وہ بلی بری ہے۔ اس طرح وہ بلا اختلاف پاک ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ عام طور پر اس کے گرنے والے بال اس کے ساتھ مل جاتے ہیں اس لئے جس میں بال ہوں اس سے احتراز کیا جائے۔ کیونکہ غیر ماکول اللحم کے بال انسانوں کے علاوہ جب کسی سے اس کی زندگی میں الگ ہوں تو نجس ہیں۔

## السنونو

سین کے ضمہ اور دونوں کے ساتھ اس کی واحد سنونو آتی ہے ابابیل کی ایک قسم۔ اسی لئے حجر الیرقان کو حجر السنونو کہتے ہیں۔ لیکن صاحب عجائب المخلوقات نے تصحیف کر کے حجر الصنونو صاد کے ساتھ لکھا ہے حالانکہ درست سین مہملہ کے ساتھ ہے۔ جو ابابیلوں کی ایک قسم کی طرف نسبت ہے۔ جمال الدین بن رواحہ نے سنونو کی تشبیہ میں کیا عمدہ اشعار لکھے ہیں۔

وغریبة حنت الی وکرلھا فانت الیہ فی الزمان المقبل  
”ایک دور کی مسافرہ نے اپنے گھونسلے کی طرف شوق سے آنے کا ارادہ کیا تو وہ کسی آئندہ وقت میں اس کی طرف آئی۔“

فرشت جناح الآبنوس وصفقت بالعاج ثم تفهقت بالصندل  
”اس نے آبنوس کی شاخوں سے فرش بچھایا اور اس کو ہاتھی کے دانت کے ساتھ لیپا پھر صندل کی خوشبودار لکڑی کی طرح ہنسنے لگی۔“

شرعی حکم: باب الخاء المعجمة خطاف کے ضمن میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

طبی خواص: اس کی دونوں آنکھیں ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندھ کر چار پائی پر لٹکادی جائیں تو جو بھی اس چار پائی پر لیٹے گا وہ سونہیں سکے گا۔ اس کی آنکھوں کی دھونی اگر چڑیوں کو دی جائے تو وہ بھاگ جاتی ہیں۔ اگر ان کی دھونی بخار والے کو دی جائے تو وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔

## السودانیہ و السوادیه

ایک پرندہ ہے جو انگور کھاتا ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

ایک عجیب واقعہ: کہتے ہیں کہ روم کے شہر میں ایک تانبے کا درخت تھا جس پر تانبے کا ایک سودانیہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا جس کی چونچ میں زیتون ہوتا تھا۔ جب زیتون کا وقت آتا تو یہ سودانیہ پرندہ سیٹی مارتا تو اس کے ارگہر دھتے بھی سودانیہ پرندے ہوتے وہ تین زیتون لے کر آتے ایک زیتون چونچ میں اور دو پاؤں میں۔ وہ ان کو اس کے سامنے لا کر ڈال دیتے تو اہل روم یہ ان کو اتنا نچور لیتے جتنا ان کو سال بھر کے لئے ضرورت ہوتی۔ امام دمیری کہتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ سودانیہ اصل میں زر زور پرندہ ہے۔ اور یہ حکایت امام شافعی سے پہلے گزر چکی ہے۔ اور وہ پرندہ بہت زیادہ انگور کھاتا ہے۔

طبی خواص: اس کا گوشت ٹھنڈا خشک ہوتا ہے۔ خاص طور جو لاغر ہو اور اس کا عمدہ ترین گوشت وہ ہے کہ جو شکار کیا گیا اور جال سے نہ پکڑا گیا ہو۔ یہ نعوظ اور شہوت بڑھاتا ہے لیکن دماغ کے لئے مضر ہے۔ اور اس کی مضرت کو ترشور بادور کر دیتا ہے اور اس کے مقابل ایسی خلط پیدا کرتا ہے۔ کہ جو سرد مزاج والے اور بوڑھوں کو موافق ہوتا ہے۔ ربیع کے موسم میں اس کا کھانا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ کیڑے مکوڑے اور ٹڈیاں کھاتا ہے اس لئے اس کا گوشت مکروہ ہے اور اسی وجہ سے اس کے گوشت میں حدت آ جاتی اور بد بو آنے لگتی ہے۔ یہ قنبر کے گوشت سے زیادہ ردی ہوتا ہے۔

روفس نے پرندوں کے تین مراتب بنائے ہیں وہ کہتا ہے خشکی کا بہترین پرندہ رخ، شحرور، سمائی، حجل، چکور، دراج، تیر، طیہوج، شغنین، کبوتر کے بچے، فاختہ، سلوی اور قنبریاں ہیں۔ نیز قنبری غذا کے بجائے دواء میں سودانیہ کے زیادہ مشابہ ہے۔

## السوذنیق

یہ شکرے کو کہتے ہیں یہ بات کفایۃ المختفظ میں ہے۔

## السوس

یہ ان کیڑوں کو کہا جاتا ہے جو اون اور کھانوں میں پیدا ہو جاتے ہیں کہا جاتا ہے طعام مسوس و مدود واو کے کسرہ سے ہے۔ ان کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

قد اطعمتنبی دقلا حولیا مسوسا مدودا حجسریسا

”تو نے مجھے سال پرانی گھن لگی ہوئی کیڑوں والی بیکار کھجوریں کھلا دیں۔“

مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کیڑوں کے گھن اور پھلوں کے کیڑے مراد ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ عرش کے دائیں طرف نور کی ایک نہر ہے۔ جو ساتوں زمینوں اور آسمانوں جتنی ہے۔ ہر روز صبح جبریل اس میں ستر مرتبہ داخل ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں تو ان کا نور جمال اور عظمت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پھر وہ پڑ جھاڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے ہر پر سے ستر ہزار قطرے گراتا اور ہر قطرے سے ستر ہزار فرشتے

پیدا کرتا ہے ان میں سے ستر ہزار فرشتے روزانہ بیت المعمور میں اور ستر ہزار خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہیں اور قیامت تک دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آئے گی۔ طبری کہتے ہیں کہ ﴿مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں جنتیوں کے لئے تیار کیا ہے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسانی دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔

حرف بن حکم سے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں یہ نازل کیا ہے اَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَوْلَا أَنِّي قَضَيْتُ بِالنَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ لِحَبْسَةِ أَهْلِهِ فِي الْبُيُوتِ وَأَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا. مُرَخِّصُ الْأَسْعَارِ وَالْبِلَادُ مُجْدِبَةٌ وَأَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مُغْلِي الْأَسْعَارِ وَالْأَهْوَاءِ مَلَأِي وَأَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَوْلَا أَنِّي قَضَيْتُ بِالسُّوسِ عَلَى الطَّعَامِ لَخَزَنَهُ الْمُلُوكُ وَأَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَوْلَا أَنِّي أَسَكَنْتُ الْأَمَلَ فِي الْقُلُوبِ لَأَهْلَكَهَا التَّفَكُّرُ.

یعنی میں اللہ ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں اگر میں میت کو بد بودار نہ کرتا تو اس کو گھر والے اپنے گھر میں روک لیتے میں اللہ ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں میں بہاؤ کو سستا کرنے والا ہوں جبکہ شہر قحط زدہ ہوں۔ اور میں اللہ ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں میں بہاؤ کو بڑھانے والا ہوں جب خزانے بھرے ہوں میں اللہ ہوں میرے بغیر کوئی معبود نہیں اگر میں کھانوں میں کیڑے پیدا نہ کرتا تو بادشاہ اس کو جمع کر لیتے میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر میں دلوں میں امیدوں کو پیدا نہ کرتا تو ان کو فکر ہلاک کر ڈالتا۔ جب عمرو بن ہند نے متمس پر عراق کا غلہ ممنوع کر دیا تھا تو اس نے یہ شعر پڑھے:

آلِيت حَبَّ الْعِرَاقِ الدَّهْرَ اطْعَمَهُ وَالْحَبَّ يَأْكُلُهُ فِي الْقَرْيَةِ السُّوسِ

”بستی میں غلے کو کیڑے کھا رہے ہیں مگر میں نے عراق کا غلہ نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔“

بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ کہ جو شخص اپنے خزانے کو آسمان میں جمع کرنے کی طاقت رکھتا ہے کہ جہاں اس کو نہ چور چوری کرے اور نہ کیڑے کھائیں تو وہ ایسا کر لے۔ کیونکہ ہر آدمی کا دل اس کے خزانے کے ساتھ رہتا ہے۔

شیخ ابوالعباس مرسی کہتے ہیں کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ ہمارے پاس کچھ کیڑوں والی گندم تھی تو ہم نے اس کو پسوایا تو کیڑے بھی پس گئے اور ہمارے پاس کیڑے لگا لوبیا تھا۔ تو ہم نے اس کو دلا تو اس میں سے کیڑے زندہ نکلے تو انہوں نے کہا بڑوں کی صحبت سلامتی عطا کر دیتی ہے۔

میں کہتا ہوں اس جیسا ہی وہ واقعہ ہے جو ابن عطیہ نے سورہ کہف کی اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ اس کے باپ نے اس کو بتایا کہ ابوالفضل جو ہری نے مصر کی ایک مجلس میں کہا۔ جس نے اہل خیر کی مصاحبت کی تو ان کی برکت اس پر بھی آئے گی۔ دیکھو نیک لوگوں کا کتا کہ اس نے نیک لوگوں کا ساتھ اپنایا تو ان کی برکت ایسی پڑی کہ اللہ نے اس کا ذکر قرآن میں کیا اور اس کا تذکرہ ہمیشہ زبانوں پر رہے گا۔

اسی لئے کہا جاتا ہے۔ جو شخص ذکر کرنے والوں کا ہم مجلس رہے تو کبھی نہ کبھی وہ اپنی غفلت سے باز آ جائے گا۔ جو نیک لوگوں کی خدمت کرے وہ ان کی خدمت سے بلند مرتبہ حاصل کر لے گا۔

نوائد مستغریہ: بعض اچھے لوگوں نے مجھے بتایا کہ مدینے کے سات فقہا کے نام ایک رقعے میں لکھ کر گندم میں رکھ دیا جائے

تو کپڑے نہیں پڑیں گے۔ ان کے نام ان شعروں میں ہیں:

الا كل من لا يقتدى بايمة فقسمته ضيزى عن الحق خارجه  
”جو ائمہ کرام کی اقتدانہ کرے تو اس کا نصیب نہایت برا ہے اور وہ حق سے خارج ہونے والا ہے۔“

فخذهم عبید اللہ عروہ قاسم سعید ابو بکر سلیمان خارجه  
”یاد رکھو وہ عبید اللہ عروہ قاسم سعید ابو بکر سلیمان خارجه ہیں۔“

مجھے بعض اہل تحقیق نے یہ بات بتائی ہے کہ ان کے نام ایک کاغذ میں لکھ کر سر پر لٹکایا جائے یا اس کے سامنے یہ نام لئے جائیں تو سردرد دور ہو جائے گی۔

جراد کے ذکر میں باب الجیم میں وہ آیات ذکر ہو چکی ہیں جو سردرد کے لئے مفید ہیں۔

بعض اہل علم سے میں نے یہ استفادہ کیا ہے کہ ان ناموں کو لکھ کر سر پر لٹکایا جائے تو سردرد شقیقہ ختم ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِهْدَا عَلَیْهِ یَا رَاسُ بِحَقِّ مَنْ خَلَقَ فِیْكَ الْاَسْنَانَ وَالْاَضْرَاسَ وَكَتَبَهُ الْكُتْبَةُ  
بِلَا قَلَمٍ وَلَا قِرْطَاسٍ قَرَّبَ بَقَرَارِ اللّٰهِ اسْكُنْ وَاَهْدَا بِهٰذِهِ اللّٰهِ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا. اسْكُنْ  
اَیُّهَا الْوَجَعُ وَالصُّدَاعُ وَالشَّقِیْقَةُ وَالضَّرْبَانُ عَنْ حَامِلِ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ كَمَا سَكَنَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَلَهُ  
مَا سَكَنَ فِی الْبَیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔  
وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ  
صَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

اور اسی طرح کپڑوں اور پتنگوں کو بھگانے کے لئے جو مجرب تعویذ ہمیں بعض شیعہ ائمہ سے ملا ہے کہ یہ ہے کہ غار کی لکڑی میں یہ نام کسی سائے والی جگہ میں بیٹھ کر لکھے جائیں۔

جہاں کبھی سورج نہ پڑتا ہونہ لکھتے وقت اور نہ وہ لے جاتے وقت۔ پھر اس لکڑی کو گندم یا جو میں دبا دیا جائے تو اس کو نہ کپڑے پڑیں گے اور نہ پتنگے۔ وہ تعویذ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اَلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ  
لَهُمْ اللّٰهُ مُوتُوْا فَمَاتُوْا۔ كَذٰلِكَ یَمُوْتُ الْفَرَّاشِ وَالسُّوسُ وَیَرْحَلُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَخْرَجَ اَیُّهَا  
السُّوسُ وَالْفَرَّاشُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَاجِلًا وَاٰخِرَجْتَ مِنْ وَّلَایَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ  
كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَیَشْهَدُ عَلَیْكَ اَنَّكَ سَرَقْتَ لِجَامِ بَغْلَةَ نَبِیِّ اللّٰهِ سَلِیْمَانَ بْنِ دَاوُدَ.  
یہ نسخہ بڑا مجرب ہے۔

شرعی حکم: اس کا تنہا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ کپڑوں کی ایک قسم ہے۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں العیال سوس المال، کنبہ مال کا گھن ہوتا ہے۔ اور عرب کہتے ہیں۔ آكل من سوسة وہ گھن

سے بھی زیادہ کھانے والا ہے۔

خالد بن صفوان بن اہیم سے کہا گیا تیرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کے جوانوں کا ظرف اور ادب کے لحاظ سے سردار ہے۔ اس سے کہا گیا تم اس کو کتنی خوراک دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا ایک درہم۔ اس سے پوچھا گیا۔ کہ وہ تمہیں درہموں میں ہر ماہ کیسے گزارا کرتا ہوگا جبکہ تجھے تیس ہزار درہم کی آمدن ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ تیس درہم سے مال جتنا ہلاک ہوتا ہے۔ اتنا تو موسم گرما میں کیڑے اون کو بھی ہلاک نہیں کرتے۔ یہ بات حسن بصری سے بیان کی گئی تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خالد تمہی ہے۔ حسن نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ بنو تمیم بخیلی اور کنجوسی میں مشہور تھے۔

تعبیر الزویا: اس کو خواب میں دیکھنا کیڑے کی طرح ہے اس لئے کیڑے کے ذکر میں دیکھیں۔

## السید

سین کے کسرہ یا ء کے سکون کے ساتھ ہے۔ بھیڑیے کا ایک نام ہے۔ اور یہی نام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن بطلوسی لغوی نحوی کئی مفید تصانیف کے مصنف اور بہت سی خوبیوں والے کے دادا کا ہے۔ اس کی پیدائش ۴۴۴ ہجری کو بطلیوس شہر میں ہوئی۔ ۵۲۱ رجب میں فوت ہوا۔

## السيدة

سین کے کسرہ سے اور دال مہملہ اور یا ء کے سکون سے ہے اور آخر میں ہاء ہے۔ مونث بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ اور اسی کی طرف امام علامہ حافظ لغوی محقق ابوالحسن علی بن اسماعیل ابن سیدہ مرسی منسوب ہیں۔ یہ لغت اور غریب میں امام تھے یہ لغت کے حافظ تھے۔ انہوں نے اس بارے میں محکم اور تخصص وغیرہ۔ نامی کتاب لکھی ہے۔ یہ نابینا تھے اور اسی طرح ان کے باپ بھی نابینا تھے۔ یہ ۴۵۸ ہجری میں ربیع الاول میں فوت ہوئے ان کی عمر ۶۰ سال تھی۔

## سیفہ

ہیمنہ کی طرح ہے۔ ابن سمعانی انساب میں کہتے ہیں کہ یہ ایک مصری پرندہ ہے۔ درختوں کے پتے اکھیڑ ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس پر ایک پتہ بھی نہیں رہتا۔ ابواسحق ابراہیم بن حسن بن علی ہمدانی کو اس سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ جو کہ اکابر محدثین میں سے تھے کیونکہ جب ان کو کوئی محدث مل جاتا تو یہ اس سے سب کچھ سن لیتے یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی حدیث باقی نہ رہتی۔

## ابو سیراس

قزوینی نے اشکال میں کہا ہے کہ یہ حیوان جھاڑیوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی ناک کے نتھنے میں بارہ سوراخ ہوتے ہیں۔ جب سانس لیتا ہے تو اس کی ناک سے ایسی آواز آتی ہے۔ جیسے بانسریاں ہوں۔ اس کے پاس یہ آواز سننے کے لئے بہت سے جانور جمع ہو جاتے ہیں۔ جب ان میں سے بعض اس وجہ سے مدہوش ہو جاتے ہیں تو یہ ان کو شکار کر کے کھا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی جانور بھی اس کا شکار نہ بن سکے تو یہ ڈراؤنی چیخ مارتا ہے۔ تو سب جانور اس کے ارد گرد سے بھاگ جاتے ہیں۔ واللہ اعلم



## باب الشین معجمہ

### الشادن

دال مہملہ کے کسرہ سے ہے مذکر ہرنی کو کہتے ہیں جس کے سینگ نکل آئے ہوں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النطاء معجمہ میں آئے گا۔

### شاد ہوار

یہ حیوان روم کے آخری شہروں میں پایا جاتا ہے۔ قزوینی نے اشکال میں کہا ہے کہ اس کے ایک سینگ کی بہتر جوف دار شاخیں ہوتی ہیں۔ جب ہوا چلتی ہے تو ان سے خوبصورت آوازیں سنی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مختلف حیوانات اس کے پاس آواز سننے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ قزوینی مزید کہتے ہیں۔ ان سینگوں میں سے ایک سینگ کسی بادشاہ کے پاس بطور تحفہ لایا گیا۔ اس کے سامنے اسے رکھا گیا تو ہوا چلنے پر اس میں عجیب خوش کن آواز نکلی کہ جس سے انسان کے مدہوش ہونے کا ڈر پیدا ہو گیا۔ جب اس کو الٹا رکھا گیا تو اس سے ایک ایسی غمگین آواز نکلی کہ انسان اس سے رونے لگتا تھا۔

### الشارف

یہ دوندی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع شرف ہے جیسے بازل کی جمع بزل ہے۔ اور عائد اور عوذ ہے۔ اسی کے متعلق حضرت علیؑ کی وہ حدیث ہے۔ کہ بدر کی غنیمتوں میں سے میری ایک دودانت والی اونٹنی تھی۔ اور اسی دن نبی ﷺ نے مجھے خمس میں سے ایک دودانت والی اونٹنی دی تھی۔ جب میں نے حضرت فاطمہ کو گھر لانے کا ارادہ کیا تو بنوقینقاع کے ایک سار سے وعدہ کیا کہ وہ میرے ساتھ جائے اور اذخر گھاس لائے۔ میں چاہتا تھا کہ میں اس کو بیچ کر اپنی شادی کے ویسے میں مدد لوں تو میں اپنی اونٹیوں کے لئے پالان بورے اور رسیاں جمع کرنے لگا۔ اور میری اونٹنیاں انصار کے ایک آدمی کے حجرے کے کنارے پر کھڑی تھیں۔ میں جب سامان جمع کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری اونٹیوں کے کوہان کاٹ دے گئے ہیں۔ اور ان کے پہلو ذبح کر کے کے جگر نکال لئے گئے ہیں۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو مجھے اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رہا۔ میں نے کہا یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں کہا یہ کام حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے۔ اور وہ اس مکان کے اس گھر میں انصار کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے ساتھیوں کے درمیان ایک گانے والی گارہی تھی اس نے کہا۔

الایسا حمز ل لشرف النواء      وھن معقلات بالفناء

”اے حمزہ ان دودانتہ موٹی اونٹیوں کو پکڑو جو کہ صحن میں باندھی ہوئی ہیں۔“

ضع السکین فی اللبات منھا      وضر جھن حمزة بالدماء

”ان کے سینے پر چھری رکھو اور ان کو خون میں لت پت کر دو۔“

وعجل من اطايبها لشرب طعاما من قديد او شواء  
 ”اس جماعت کے لئے عمدہ گوشت جلدی لے آؤ۔ جو پکا ہوا یا بھنا ہوا ہو۔“

فانت ابو عمارة المرجى لكشف الضر عنا والبلاء  
 ”تو ابوعمارہ ہے مصائب کے دور کرنے اور تکالیف کے ہٹانے میں جس کی مدد پر امید کی جاتی ہے۔“

باقی حدیث مشہور ہے جس کو ابو داؤد اور بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اس چیز کے کھانے کی اباحت ہے جس کو اصل مالک کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی غصب یا چوری کر کے (بطور زیادتی) ذبح کرے۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے۔ اس میں سخون، داؤد اور عکرمہ نے جمہور کی مخالفت کی ہے اور یہ شاذ قول ہے۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اس کو ذبح زیادتی کرنے والے نے کیا ہے اور اس نے ذبح کی شرطیں پوری کی ہیں۔ اب اس ذبیحے کی قیمت اس کے ذمہ واجب ہوگئی ہے۔ تو اس کھانے کو روکنے کا کوئی سبب باقی نہیں رہا۔

حضرت حمزہ کا یہ فعل شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ حضرت حمزہ احد کے دن شہید ہو گئے تھے اور شراب اس کے بعد حرام ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے قول میں معذور سمجھے جائیں گے۔ اور اس پر ان کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ جس شراب نے ان کو اس بات کی طرف دعوت دی تھی وہ بے ہوشی اور نیند کی طرح تھی جو کہ مباح تھی۔ پھر جب شراب حرام کی گئی تو شرابی کا شراب پینے پر مواخذہ کیا جاتا اور حد لگائی جاتی۔

## الشاة

ایک بکری کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ مذکر مونث بھیڑ بکری سب پر بولا جاتا ہے۔ اس کی اصل شاہتہ ہے اس کی تصغیر شوہتہ ہے اور شیاہ ہاء کے ساتھ ہے کم سے کم تین سے دس تک شیاہ بولا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ پر شاء بولا جاتا ہے شاة۔ جنگلی بیل کو بھی کہتے ہیں۔ جب شاء کو منسوب کیا جائے تو شادی ہو جائے گا جیسے کسی شاعر نے کہا۔

لا ينفع الشاوى فيها شاته ولا حمازاه ولا غلاته  
 ”وہاں بکریوں والے کو اس کی بکریاں بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہیں اور نہ اس کے گدھے اور نہ موٹے گوشت۔“

ابن عدی کی کامل میں خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان کے حالات زندگی میں عبدالرحمن بن عائد سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جس کی ایک بکری ہو۔ اور اس کے ہمسائے یا مسکین کو اس سے دودھ نہ پہنچے تو وہ اس بکری کو ذبح کر ڈالے یا بیچ دے۔ اور اور وہ لقمان جن کی اکثر حکمت باتیں ہم تک پہنچی ہیں۔ یہ لقمان بن عنقاء بن بیرون ہیں۔ یہ نوبی تھے۔ یہ ایلہ بستی والے تھے۔ ان کے مالک نے ان کو ایک بکری دی۔ اور ان کو حکم دیا کہ اس کو ذبح کر ڈالو اور اس کا عمدہ ترین گوشت لا کر دو۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان لا کر پیش کر دیا۔

پھر دوسرے دن ان کو ایک اور بکری دی اور کہا کہ اس کا بدترین گوشت لا کر پیش کرو۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور پھر دل اور زبان لا کر پیش کئے۔ مالک نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا۔ یہ دو چیزیں اس میں اگر اچھی ہوں تو بہترین ہیں۔ اور اگر بری ہوں تو بدترین ہیں۔

اور نبی ﷺ کے اس فرمان کا بھی یہی معنی ہے۔ کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہے گا اگر خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔ سن لو وہ دل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن ان کا مالک بیت الخلاء میں گیا تو دیر تک بیت الخلاء میں بیٹھا رہا۔ انہوں نے اس کو آواز دی کہ یہاں دیر تک نہ بیٹھیں کہ یہ چیز جگر کو نچوڑ لیتی ہے اور بوا سیر پیدا کر دیتی ہے اور دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

ان کی اپنے بیٹے شاران یا کسی اور کو یہ نصیحت ہے۔ کہ بیٹا کینے کی عزت کرنے سے اور شریف آدمی کی بے عزتی کرنے سے بچو۔ عقل مند کی توہین کرنے سے اور بے وقوف کے ساتھ مذاق کرنے سے بچو۔ جاہل کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اور بدکار کے جھگڑنے سے بچو۔ پوری نیکی یہ ہے کہ اسے جلدی کیا جائے۔

بیٹا تین چیزیں انسان کو خوبصورت بنا دیتی ہیں۔

۱۔ اچھی مجلس بھائیوں کا بار اٹھانا، دوستوں سے بہت کم اکتاہٹ۔ غضب کا شروع دیوانگی ہے اور آخر میں پشمانی ہے۔  
 ۲۔ بیٹا تین چیزوں میں ہدایت ہے۔ خیر خواہ کی مشاورت دشمنوں اور حاسدوں کی خاطر مدارات۔ اور ہر ایک سے محبت۔  
 ۳۔ بیٹے مغرور وہ ہے جو تین چیزوں پر اعتماد رکھے۔ (۱) جس چیز کو دیکھتا نہیں اس کو مان لے اور (۲) جس پر اعتماد نہیں ہے اس پر مائل ہو جائے (۳) جس کو حاصل نہیں کر سکتا اس کی امید کرے۔

بیٹا حاسدوں سے بچو۔ کیونکہ وہ دین کو خراب کر دیتے ہیں اور نفس کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اور بعد میں ندامت لاتے ہیں۔ اے بیٹے جب تم کسی حاکم کی خدمت کرو۔ تو تم ان کے پاس کسی کی چغلی نہ کھاؤ۔ کیونکہ اس سے وہ تم سے نفرت ہی کرے گا۔ کیونکہ اگر وہ تم سے کسی دوسرے کے متعلق بات سن سکتا ہے تو پھر دوسروں سے تیرے متعلق بھی باتیں سن سکتا ہے۔ اور اس کا دل ہر وقت ڈرتا رہے گا کہ اسی طرح جس طرح تم نے اس کے سامنے دوسروں کی چغلی کی ہے تم اس کی چغلی نہ کرو۔ اور وہ ہر وقت تم سے محتاط رہے گا۔

بیٹا خوشی کے وقت اس کے نزدیک ترین ہو جا اور غصہ کے وقت اس سے بہت دور ہو جا۔ اگر وہ تجھے امانت دار سمجھے تو تو اس کی خیانت نہ کر اور اگر تجھے تھوڑا سا بھی عطیہ دے تو اس کو لے لو اور قبول کر لو۔ اس طرح تو زیادہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کے خادموں کی بھی عزت کر اور اس کے دوستوں کے ساتھ نرمی سے پیش آ اور اس کی بیویوں سے نظر نیچی رکھ اور اس کو جواب دینے سے گریز کر اور اس کے متعلق باتیں کرنے سے اپنی زبان روک لے۔ اور اس کے بھید کو مجالس میں چھپا کر رکھ۔ اور اس کی خواہش کو نرمی سے مان لے۔ اور اس کی خدمت میں اس کی خیر خواہی کر اور اس سے بات کرتے وقت اپنی عقل کو جمع رکھ۔ اور اس کے غصے سے کبھی بھی بے خوف نہ ہو۔ کیونکہ تیرے اور اس کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور اس کو ہر وقت غصہ آ سکتا ہے۔ اور اس کا حملہ شیر کے حملے کی طرح ہوگا۔

بیٹا بھید کو چھپانا سامان کو بچانا ہے۔ بیٹا اگر تم حکمت پر قوی ہونا چاہتے ہو تو عورتوں کو اپنی جان کا مالک نہ بناؤ۔ کیونکہ عورت ایک ایسی جنگ ہے جس میں کوئی صلح نہیں۔ اگر تجھے دوست رکھے گی تو تجھے کھا جائے گی۔ اگر تجھے برا سمجھے گی تو ہلاک کر ڈالے گی۔

زخشری کی کتاب ربیع الا برار میں اور ابن صلاح کی ”رحلة“ میں (جس کو اس نے اپنے قلم سے لکھا ہے)۔ یہ لکھا ہے۔ کہ حسن بصری نے کہا اگر مجھے حلال کی ایک روٹی مل جائے تو میں اس کو جلا کر باریک کر کے اس کے ساتھ مریضوں کا علاج کروں۔ پھر فرمایا کسی دوسرے گاؤں کی بکریاں کوفہ کی بکریوں سے مل گئیں ہیں۔ تو ابوحنیفہ نے کہا بکریاں کتنے سال زندہ رہتی ہیں انہوں نے کہا سات سال۔ تو انہوں نے سات سال تک گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ مبرد نے شعر پڑھا ہے۔

ما ان دعانی الهوى لفاحشة الا عصاه الحياء والكرم

”مجھے جب بھی کسی خواہش نے بے حیائی کی دعوت دی تو حیا اور کرم نے اس کی نافرمانی کی۔“

فلا الی حرمة مددت یدی ولا مشیت بی لریبة قدم

”نہ کسی حرام چیز کی طرف میرا ہاتھ بڑھ سکا اور نہ کسی مشکوک چیز کی طرف میرا پاؤں چل سکا۔“

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اعمش کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ مجھے حضرت عثمان کے مناقب اور حضرت علیؓ کے عیب لکھ کر بھیجو۔ تو اعمش نے وہ کاغذ لے کر بکری کے منہ میں ڈال دیا تو وہ اس کو کھا گئی۔ تو ایلچی سے کہا اس کا جواب یہی ہے ایلچی اس کے پاس گیا پھر لوٹ کر آیا اور کہنے لگا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ میں اگر اس کے پاس جواب نہ لاسکا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔

اس بات کے متعلق اعمش نے اپنے بھائیوں سے مدد چاہی تو انہوں نے کہا کہ قتل کا فدیہ دے دو۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو اس نے یہ خط لکھ ڈالا۔ کہ

اگر عثمان کے مناقب زمین بھر کر ہوتے تو تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر علیؓ کی زمین بھر برائیاں ہوں تو اس سے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے تو اپنا دھیان کر۔

والسلام: اعمش

اعمش کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے انس بن مالک اور ابو بکرہ ثقفی کو بھی دیکھا ہے ان کی رکاب بھی پکڑی تو انہوں نے کہا اے بیٹے تو نے اپنے رب کی عزت کی ہے۔ وہ لطیف الخلق اور خوش مزاج تھے۔ ان سے ستر سال تک کبھی بھی تکبیر تحریر نہ فوت نہیں ہوئی۔

ان کے نادر واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کی ایک بیوی کوفہ کی تمام عورتوں سے خوبصورت تھی ان دونوں کے درمیان کوئی بات چل نکلی۔ اعمش خوبصورت نہیں تھے۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا جس کو ابو بلاد کہا جاتا تھا وہ ان سے حدیث طلب کرنے کے لئے آیا تو انہوں نے کہا میری بیوی میری مخالفت کر رہی ہے اس کے پاس جا کر اس کو لوگوں میں میرا مرتبہ بتاؤ۔ وہ شخص اس کے پاس گیا اور کہا اللہ نے تیری قسمت بہت اچھی بنائی ہے۔ یہ ہمارے استاد ہیں۔ ہمارے سردار ہیں۔ ہم ان سے

اپنا اصل دین 'حرام' حلال سب مسئلے پوچھتے ہیں۔ اس لئے ان کی آنکھوں کا چندھا ہونا اور اس کی پنڈلیوں کی خراشیں تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں۔ تو اعمش کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تیرے دل کو اندھا کرے تو نے میرے عیب اس کو بتائے ہیں۔ پھر اس کو اپنے گھر سے نکال دیا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ ابراہیم نخعی نے ارادہ کیا کہ وہ اعمش کے ساتھ مل کر چلے تو اعمش نے اسے کہا کہ اگر لوگ ہمیں اکٹھا دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ایک کا نا ہے اور ایک چندھی آنکھوں والا۔ نخعی نے کہا تجھے کیا ہے انہیں گناہ ملے گا اور ہمیں اجر۔ تو اعمش نے کہا کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ گناہ سے محفوظ رہیں اور ہم ان کے عیب نکالنے سے محفوظ رہیں؟

ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دن اعمش ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا جہاں بارش کے پانی کی خلیج تھی اور اس کے جسم پر ایک پرانی پوستین تھی۔ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اٹھیں اور مجھے یہ خلیج پار کرائیں۔ اور ان کے ہاتھ سے پکڑ کر ان کو کھینچا اور کھڑا کر کے ان پر سوار ہو گیا اور یہ دعا پڑھی سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ جب اعمش خلیج کے درمیان میں پہنچے تو کہا یہ آیت رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ۔ پڑھ اور اس کو نیچے پھینک دیا اور اس کو وہاں چھوڑ کر باہر نکل آئے اور وہ پانی میں حیران پریشان کھڑا رہ گیا۔

اور ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک آدمی اعمش کی تلاش میں نکلا تو اس سے کسی نے کہا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ مسجد میں گیا ہے۔ وہ آدمی اس کے پاس آیا تو وہ دونوں اس کو راستے میں ملے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے اعمش کون ہے تو اعمش نے عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ اعمش ہے۔

ایک اور واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے بیماری میں ان کی عبادت کی تو وہ ان کے پاس بہت دیر تک بیٹھے رہے تو اعمش نے اپنا تکیہ پکڑا اور کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اللہ نے تمہارے مریض کو شفا دے دی ہے اب تم چلے جاؤ۔ ایک اور واقعہ یہ ہے کہ اعمش کے پاس ایک دن نبی ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کیا گیا۔ کہ رات کے قیام سے جو شخص سو جائے تو شیطان اس کے کان پیشاب کر دیتا ہے تو اعمش نے کہا میری دونوں آنکھیں شیطان کے میرے کانوں میں پیشاب کرنے سے ہی چندھی ہوئی ہیں اور اس نے اپنے بعض بھائیوں کو یہ شعر بطور تعزیت لکھ کر بھیجے۔

الانعزيزك لا انا على ثقة من البقاء ولكن سنة الدين

”ہم آپ سے تعزیت کرتے ہیں اس لئے نہیں کہ ہم یہاں ہمیشہ باقی رہیں گے بلکہ یہ تعزیت دین کا ایک طریقہ ہے۔“

فلا المعزى بياق بعد ميته ولا المعزى وان عاشا على حين

”نہ تو تعزیت کرنے والا ہی میت کے بعد باقی رہے گا اور نہ ہی وہ جس سے تعزیت کی جا رہی ہے اگر چہ وہ دونوں ایک عرصہ تک زندہ رہیں۔“

اعمش ۱۳۷، ۱۳۸ یا ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

طارخ ابن خلکان میں ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر کے میں خلیفہ بنے تو انہوں نے اپنے بھائی مصعب کو مدینے کا والی بنایا۔

اور وہاں سے مروان بن حکم اور اس کے بیٹے کو نکال باہر کیا تو وہ شام چلا گیا وہاں پر لوگوں کے لئے ۶۴ ہجری سے لے کر ۷۲ ہجری تک حج کا انتظام کرتا رہا۔ پھر جب عبد الملک بن مروان خلیفہ بنا تو اس نے اہل شام کو ابن زبیر کی وجہ سے حج کرنے سے روک دیا کیونکہ لوگ جب حج کے لئے جاتے تو ابن الزبیر ان سے بیعت لے لیتے تھے تو حج سے منع کئے جانے پر لوگوں نے احتجاج کیا۔ تو عبد الملک نے قبۃ صخرہ بنوایا تو لوگ عرفہ کے دن اس کے پاس وقوف کیا کرتے تھے۔ تو یہ بات ہی بیت المقدس اور دیگر مساجد میں عرفہ کے دن ٹھہرنے کا سبب بنی۔ کہا جاتا کہ بصرہ میں سب سے پہلے جس نے عرفہ کے دن ٹھہرنے کی رسم ایجاد کی وہ عبد اللہ بن عباس تھے۔ اور مصر میں عبدالعزیز بن مروان اور بیت المقدس میں عبد الملک بن مروان نے۔ جب عبد الملک نے مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا اور واپس آنے کا ارادہ کیا تو حجاج کھڑا ہو کر ان سے کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر کو پکڑ لیا ہے پھر میں نے اس کا چمڑا اتارا۔ اس لئے مجھے تم اس سے جنگ کرنے کے لئے مامور کرو تو عبد الملک نے اہل شام کا ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا۔ حجاج نے ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور کعبہ پر منجنیق سے پتھر پھینکے۔ جب کعبہ پر پتھر پھینکے گئے تو آسمان کڑکا اور بجلی چمکی تو اہل شام ڈر گئے۔ حجاج چیخا اور کہا یہ تمہارے کی چیخیں ہیں اور میں اہل شام کا بیٹا ہوں پھر خود کھڑا ہو کر پتھر پھینکے تو کڑک اور گرج اور زیادہ ہو گئی تو چیخوں کی آواز لگاتا رہنے لگی حجاج کے ساتھیوں سے بارہ آدمی مارے گئے تو اہل شام کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ پھر جب صبح ہوئی آسمان گرجا اور ابن زبیر کے بھی چند ساتھی بھی مارے گئے تو حجاج اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا ثابت قدم رہو۔ جو مصیبت تم کو پہنچی تھی ان کو بھی پہنچ گئی ہے۔ پھر منجنیق کے لگاتار پتھر پھینکتا رہا یہاں تک کہ کعبہ کو گرا دیا انہوں نے مٹی کے تیل کے کوزے بھی پھینکے جن سے کعبہ کے پردے جل کر رکھ ہو گئے۔ ابن زبیر نے اپنی ماں سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں قتل ہو گیا تو مجھے سولی پر لٹکایا جائے گا یا میرا مثلہ کیا جائے گا تو ان کی ماں نے کہا۔ اے میرے بیٹے جب بکری ذبح ہو جائے تو کھال اتارنے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو اس نے اپنی ماں کو الوداع کہا اور اس کے پاس سے باہر نکل آیا۔ پھر ان پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کو ایڑیوں کے بل واپس کر دیا۔ پھر ایک اینٹ ان کی طرف پھینکی گئی جس نے ان کے چہرے کو خون آلود کر دیا۔ جب انہوں نے خون کے دھبے منہ پر دیکھے تو یہ شعر پڑھا۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا      ولكن علی اقدامنا ناطر الدما

”ہم ایسے نہیں کہ ہمارے ایڑیوں پر ہمارے زخم خون بہائیں بلکہ ہمارا خون ہمارے قدموں پر گرتا ہے۔“

اور آل زبیر کی ایک دیوانی لوٹھی چیخنے لگی۔ اس وقت اس نے ان کو دیکھ لیا تھا اور ان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی: وا امیر

المومنین!

ابن الزبیر ۷۳ ہجری ۱۳ جمادی الاخریٰ کو قتل کر دیئے گئے۔

جب حجاج کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے سجدہ کیا۔ پھر حجاج اور طارق دونوں ابن زبیر کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو طارق کہنے لگا۔ اس سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا آج تک کسی عورت نے نہیں جتا تو حجاج کہنے لگا کیا تو اس شخص کی تعریف کرتا ہے جس نے امیر المومنین کی اطاعت سے روگردانی کی ہے اس نے کہا ہاں وہ ہمارے لئے بہت زیادہ معذور ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تو ہمارے لئے کوئی عذر نہ ہوتا۔ ہم نے اس کا آٹھ ماہ محاصرہ کئے رکھا حالانکہ نہ اس کے پاس کوئی قلعہ تھا اور نہ کوئی تحفظ۔ وہ ہم

سے نصف تعداد والا تھا لیکن جب بھی ہم نے اس کا مقابلہ کیا تو وہ ہم سے برتر رہا۔ جب ان دونوں کی بات عبد الملک تک پہنچی تو اس نے طارق کی رائے کو درست قرار دیا۔ پھر حجاج نے ابن زبیر کے سر کو اور چند افراد کو عبد الملک کی طرف روانہ کر دیا۔ پھر عبد الملک نے ابن زبیر کا سر عبد اللہ بن حازم اسلمی کی طرف بھیجا جو کہ ابن زبیر کی طرف سے خراسان کا والی تھا۔ اور کہا ہم تجھے خراسان کا مالک بطور طعمہ دیتے ہیں اس عوض میں ہماری اطاعت قبول کر لے۔ تو ابن حازم نے قاصد سے کہا۔ اگر قاصدوں کو قتل کرنا منع نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دینے کا حکم دے دیتا لیکن تو اپنے مالک کا خط کھا جا تو قاصد اس کو کھا گیا۔ پھر اس نے ابن زبیر کا سر لے کر اس کو غسل دیا خوشبو لگائی اور کفن پہنا کر دفن کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ ابن زبیر کا سر آل زبیر کی طرف مدینے بھیجا گیا جہاں انہوں نے سر کو مع جسم کے دفن کیا۔ اور ان کی ماں اسماء بنت ابی بکر ان کی موت کے پانچ دن بعد مدینہ میں سو سال کی عمر میں انتقال کر گئی۔

حافظ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے۔ کہ کعبہ کو منجیق کے ذریعے دوسری دفعہ اس وقت پتھر مارے گئے جب مسلم بن ولید نے حرہ کے دن یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں کعبے کا محاصرہ کیا تھا۔ پھر یزید مر گیا اور مسلم شام کی طرف لوٹ گیا۔

ایک عجیب و غریب واقعہ: محمد بن عبد الرحمن ہاشمی کہتے ہیں کہ میں عید الاضحیٰ کے دن اپنی ماں کے پاس گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک میلے کھیلے کپڑوں والی ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے تو میری ماں نے مجھ سے کہا کیا تم اسے جانتے ہو میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا یہ جعفر بن یحییٰ برکی کی والدہ عقابہ ہے میں نے ان کو سلام کیا اور ان سے کہا مجھے کچھ اپنے معاملے کے متعلق بتائیے تو اس نے کہا میں تجھے ایک واقعہ سناتی ہوں جس میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت ہے مجھے اس سے پہلے بھی ایک دفعہ عید کا دن آیا تھا اس وقت میرے سر پر چار سو دوپٹے تھے۔ اب میرا بیٹا جعفر نافرمان ہو گیا ہے۔ اس لئے میں تمہارے پاس آئی ہوں کہ تم مجھے بکری کی دو کھالیں دے دو جن میں ایک کو بیرون لباس کے طور پر اور دوسرے کو اندرونی لباس کے طور پر پہن لوں۔ محمد کہتا ہے کہ میں نے ان کو پانچ سو درم دے دیئے پھر وہ وفات تک ہمارے گھر آتی جاتی رہی۔ اور جعفر کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ تعالیٰ باب العین المہملہ میں لفظ عقاب کے ضمن میں آئے گا۔

سنن ابن ماجہ اور کامل ابن عدی میں ابورز بن عبد اللہ کے حالات زندگی میں ابن عمر کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بکری جنت کے چوپایوں میں سے ہے۔ ابن عبد البر کی الاستیعاب میں ابورجاء عطار دی کے حالات زندگی میں ہے کہ عرب سفید بکری لے کر آتے اور اس کی عبادت کرتے پھر بھیڑیا آتا اور وہ اس کو اٹھا کر لے جاتا تو یہ اس کی جگہ دوسری بکری لے آتے۔

سنن بیہقی وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ بکری کو ذبح ہونے کے بعد سات چیزوں کو ناپسند کرتے تھے۔ (۱) ذکر (۲) خصیتین (۳) خون (۴) پتہ شرم گاہ آنتیں اور مثانہ۔ اور فرمایا نبی ﷺ بکری کے اگلے حصے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس تھے کہ ایک بکری اندر داخل ہوئی اور منکے سے ایک روٹی اٹھالی۔ میں اٹھی اور اس روٹی کو اس کے جڑوں سے نکال لیا تو نبی ﷺ نے فرمایا تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ تو اس کی گردن پکڑ لے اور اس کے منہ سے روٹی نکال لے۔

امام مسلم نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی نماز گاہ اور دیوار کے درمیان بکری گزرنے کی جگہ تھی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث سترے کے قریب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب کوئی تم

میں سے نماز پڑھے تو سترے کو قریب رکھے تاکہ شیطان اس کی نماز کو نہ کاٹ سکے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور بکری کے گزرنے کے برابر جگہ والی حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی تو ان کے اور دیوار کے درمیان تین ذراع کا فاصلہ تھا۔ کیونکہ یہی وہ فاصلہ ہے جس سے نمازی اپنے آگے سے گزرنے والے کو روک سکتا ہے کیونکہ بعض علماء نے بکری کے برابر گزرنے کی جگہ والی حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب وہ کھڑا ہونے کی حالت میں تھے اور تین ہاتھ والی حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب کہ آپ رکوع اور سجدے میں تھے۔ اور امام مالک نے اس بارے میں کوئی حدیث بیان کی۔ اور بعض لوگوں نے بکری کے گزرنے کا اندازہ ایک بالشت لگایا ہے اور بہیمہ اور جدی کے ذکر میں کچھ باتیں گزر چکی ہے۔

فائدہ: سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ کو خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے بھنی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی تو آپ نے اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے اس کو کھایا تو بشر بن براء بن معرور اسی سے شہید ہو گئے۔ تو آپ نے یہودیہ عورت کی طرف پیغام بھیجوایا اور فرمایا کہ تجھے اس کام پر کس چیز نے ابھارا اس عورت نے کہا:

میں نے سوچا تھا کہ اگر یہ نبی ہوئے تو ان کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور اگر نبی نہ ہوئے تو ہماری ان سے جان چھوٹ جائے گی تو نبی ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ابوداؤد نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔

لیکن یہ مرسل ہے کیونکہ زہری نے جابر سے کچھ نہیں سنا۔ اور آپ سے محفوظ بات یہ ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس کو قتل نہیں کر دیتے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں اسی طرح اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ نے پہلے پہل اس کو قتل نہیں کروایا پھر جب بشیر شہید ہو گئے تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ عورت زینب بنت حرث بن سلام تھی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مرحب یہودی کی بہن تھی۔ معمر بن راشد نے زہری سے روایت کیا ہے کہ یہ عورت مسلمان ہو گئی تھی۔

ترمذی نے حکیم بن حزام سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو ایک دینار دے کر بھیجا تاکہ ان کے لئے ایک قربانی خرید لائیں انہوں نے قربانی خریدی پھر اس کو ایک دینار نفع لے کر بیچ دیا اور اس کی جگہ دوسری خرید لی اور قربانی اور ایک دینار لے کر نبی کے پاس آ گئے تو آپ نے بکری کی قربانی کی اور دینار کو صدقہ کر دیا۔

صحیح بخاری ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے عروہ بن جعد کو دینار دیا تھا اور بقول بعض کے ابن ابی الجعد بارتی کو ایک دینار دیا تھا تاکہ وہ اس سے بکری خریدے تو انہوں نے اس سے دو بکریاں خرید لیں پھر ایک بکری ایک دینار کے عوض بیچی دوسری بکری اور دینار لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا اور اپنا سارا واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کی بیع میں برکت ڈالے۔ اس کے بعد وہ صحابی بصرہ کے کناسہ کی طرف نکلتے اور اتنا نفع حاصل کرتے کہ آخر کار اہل کوفہ کے مالدار لوگوں میں شمار ہونے لگے۔

شہیب بن غرقہ کہتے ہیں کہ میں نے عروہ بارتی کے گھر میں جہاد کیلئے باندھے ہوئے ستر گھوڑے دیکھے ہیں۔ عروہ بن ابی الجعد نے نبی ﷺ سے کل تیرہ حدیثیں بیان کی ہیں۔ یہ کوفہ کے پہلے قاضی ہیں جن کو عمر بن خطابؓ نے شریع سے پہلے قاضی بنایا تھا۔



عجیبہ: ابن عدی نے حسن بن واقد قصاب سے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر بصری جو اہل اللہ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ذبح کرنے کے لئے ایک بکری لٹائی تو ایوب سختیانی میرے پاس سے گزرے تو میں چھری ڈال کر ان کے ساتھ کھڑا ہو کر باتیں کرنے لگا۔ بکری اٹھ کھڑی ہوئی اور دیوار کی بنیاد میں گڑھا کھودا اور چھری کو لڑھکا کر اس میں ڈال دیا پھر اس پر مٹی ڈال دی۔ ایوب نے مجھے کہا یہ دیکھو کیا ہے؟ تو میں نے اس کے بعد عہد کر لیا کہ کبھی کوئی جانور ذبح نہیں کروں گا۔

فائدہ آخری: ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن ابوالہیثم المصعفی جو اصحاب شافعی میں سے ہیں اور صالح امام تھے یعنی تھے۔ صاحب البیان کے ہم عصروں میں سے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب ”احترازات المذہب“ ہے اور فقہ میں ”العرف“ ہے۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو تلواروں سے مارا تو ان کی تلواروں نے ان کے جسم کو نہ کاٹا۔ تو ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا میں یہ پڑھ رہا تھا۔

وَلَا يُوَدُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ - وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفِظَةً - إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ -  
 قَالَ اللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ - لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَكَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ - إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - وَحَفِظْنَا هَامِنُ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ - وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا - وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ - وَحِفْظًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ - وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ - اللَّهُ حَفِيفٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ - وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ - إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ - إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ - إِنَّهُ هُوَ يَبْدِي وَيُعِيدُ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ

پھر کہا کہ میں ایک دن ایک جماعت کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ ایک بھیڑیالا غر بکری سے کھیل رہا ہے اور اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔ جب ہم قریب گئے تو وہ ہم سے بھاگ گیا۔ تو ہم بکری کی طرف آگے بڑھے تو اس کی گردن میں یہ آیات لکھی ہوئی بندھی تھیں۔

مصعفی ۵۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ حافظ ابو زرہ رازی کہتے ہیں کہ جرجان میں جب آگ لگی تو اس میں تین ہزار مکانات جل گئے۔ اور اسی طرح انہوں نے دیکھا کہ نو ہزار قرآن مجید جل چکے تھے مگر یہ آیات ہر مصحف سے نہیں جلی تھیں۔ وہ آیات یہ ہیں:

ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ - وَعَلَى اللَّهِ فَلْتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ - وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ - وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا - وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ - تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى - يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ - ائْتِيَاطًا أَوْ كَرَاهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ - وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَمَا

أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ - وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ لَو رَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقُّ مِثْلَ مَا أَنْتُمْ تَنْطِقُونَ.

جاہظ کہتے ہیں کہ یہ آیات جس سامان، گھر، دکان وغیرہ میں رکھی جائیں اس کو ہر آفت سے اللہ محفوظ رکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ نفع مند اور تجربہ شدہ ہے۔

ثعلبی، ابن عطیہ اور قرطبی وغیرہ نے سالم بن ابوالجعد سے روایت کیا ہے کہ ہمارا ایک مصحف جل گیا تھا مگر اس میں صرف یہ آیت باقی بچی تھی۔ اَلَا اِلٰی اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ۔ اسی طرح ہمارا ایک قرآن غرق ہو گیا اور اس سے اس آیت کے سوا باقی تمام آیات مٹ گئیں۔

ہمیں شیخ عارف باللہ عبد اللہ بن اسعد یافعی نے بیان کیا کہ مجھے اپنے عارف باللہ امام ابو عبد اللہ محمد قرشی نے بیان کیا انہوں نے اپنے استاد ابو الریح بالقی سے بیان کیا ہے کہ کیا میں تم کو ایسا خزانہ نہ بتاؤں جس کو تو خرچ کرے مگر وہ ختم نہ ہو میں نے کہا ضرور بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہو۔

يَا اللَّهُ يَا أَحَدُ يَا وَاحِدُ يَا مَوْجُودُ يَا جَوَادُ يَا بَاسِطُ يَا كَرِيمُ يَا وَهَّابُ يَا ذِي الطُّوْلِ يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيُّ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيمُ يَا حَكِيمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا بَدِيْعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ - يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ انْفُحْنِي مِنْكَ بِنَفْحَةٍ خَيْرٍ تُغْنِنِي بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ - اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ - اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا - نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِيُّ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَالًا لِمَا يُرِيْدُ - اَكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ - وَاَحْفَظْنِي بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ - وَاَنْصُرْنِي بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

راوی کہتا ہے کہ۔ جس نے اس کے پڑھنے پر ہر نماز کے بعد مداومت کی خصوصاً جمعہ کی نماز کے بعد تو اللہ اس کو ہر خوفناک چیز سے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے دشمنوں پر اس کی مدد فرماتا ہے۔ اور اس کو غنی کرتا ہے۔ اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اس کو گناہ بھی نہیں ہوتا اور اس پر اس کی معیشت کو آسان بنا دیتا ہے۔ اس کے قرضے چکا دیتا ہے۔ اگر چہ وہ پہاڑوں کے برابر بھی ہوں۔ پھر بھی اللہ اس کو اپنے فضل و کرم سے ادا کر دیتا ہے۔

ابن عدی نے عبد الرحمن قرشی سے روایت کیا ہے کہ انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ سے اسم اعظم کے متعلق پوچھا تو میرے پاس جبرائیل اسکو بند کر کے مہر لگا کر لائے۔ وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْمَكْنُوْنِ الطَّهْرِ، الطَّاهِرِ، الْمَطْهَرِ، الْمُقَدَّسِ، الْمُبَارِكِ، الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ.

عائشہؓ نے کہا میرے باپ آپ پر فدا ہوں مجھے بھی سکھائیں تو انہوں نے کہا کہ ہم کو منع کیا گیا ہے کہ ہم اس کو عورتوں بچوں اور بے وقوفوں کو سکھائیں۔

فائدہ آخری: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا جا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک جنگلی بکری حاملہ دیکھی۔ تو عیسیٰ نے یحییٰ سے کہا کہ تم یہ کلمات کہو۔ حَنَّةٌ وَلَدَتْ يَحْيَىٰ وَ مَرْيَمٌ وَلَدَتْ عِيسَى الْاَرْضُ تَدْعُوكَ يَا وَلَدُ اُخْرُجْ يَا وَلَدُ۔ حماد کہتے ہیں کہ قبیلے میں کوئی حاملہ عورت ہو تو اس کے پاس یہ کلمات کہے جائیں یہاں تک کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے۔ یحییٰ وہ پہلے شخص تھے جو عیسیٰ پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی۔ یہ دونوں خالد زاد بھائی تھے یحییٰ عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ یحییٰ عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے قتل کر دیئے گئے تھے۔

یونس بن عبید کہتے ہیں کہ جو بندہ بھی کسی حاملہ عورت یا حاملہ جانور کے پاس یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عُدْتَنِيْ فِيْ كُرْبَتِيْ وَاَنْتَ صَاحِبِيْ فِيْ غُرْبَتِيْ. وَاَنْتَ حَفِيْظِيْ عِنْدَ شِدْتِيْ وَاَنْتَ وِلِيٌّ نِعْمَتِيْ.

تو اللہ وضع حمل آسان کر دیتا ہے۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ سمندری جھاگ کی یہ خصوصیت ہے کہ جب کسی حاملہ عورت پر لٹکائی جائے تو ولادت آسان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انڈے کے تھلکے باریک پس کر پانی سے پیئے جائیں تو ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے اور صحیح پایا گیا ہے۔

حدیث میں ہے کہ مومن کی مثال اس بکری کی طرح ہے۔ جو اپنے گھاس میں سوئی کھا گئی ہو تو وہ اس کے پیٹ میں گر جائے تو وہ کچھ بھی نہیں کھا سکتی۔ اگر کھائے بھی تو اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ منافق کی مثال دو ریوڑوں کے مابین چلنے والی بکری کی طرح ہے۔ نہ اس طرف ہے نہ اس طرف۔

رابطہ ان فرشتوں کو بھی کہتے ہیں جن کو آدم کے ساتھ زمین پر اتارا گیا جو گمراہوں کو راستہ بتاتے ہیں۔

شاید کے یہ لفظ ٹھہرنے کے معنی میں ہو۔ جوہری کہتے ہیں کہ رابطہ وہ ہیں جو حجت اٹھائے ہوئے ہیں اور ان سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔ اگر کوئی آدمی بکری کی وصیت کر جائے۔ تو یہ وصیت چھوٹی بڑی۔ بے عیب عیب دار بھیڑ اور بکری سب کو شامل ہوگی۔ کیونکہ یہ نام سب پر صادق آتا ہے۔

فرع: اس کی قربانی کے احکام یہ ہیں کہ قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے۔ اور صرف مویشیوں میں سے ہوتی ہے۔ بھیڑ میں صرف جزء ہی کفایت کرتا ہے اور جزء پورے ایک سال والے کو کہتے ہیں جس کا دوسرا سال شروع ہو چکا ہے۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح بات یہی ہے جیسے باب الجیم جزء کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ بکریوں میں سے صرف دو دانت والی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اور دو دانتہ وہ ہوتی ہے جس کا تیسرا سال شروع ہو چکا ہو۔ قربانی میں یہ شرط ہے کہ جانور ہر اس عیب سے پاک ہو جو گوشت کو نقصان دیتے ہوں۔ اور اسی طرح لاغر کانی، بیمار، لنگڑی، خارش زدہ، سینگ ٹوٹی، کان کٹی اور نہ بے کان کی ہو۔

کان پھٹی میں دو ذہبیں ہیں یہ بات عباب میں کہی ہے۔ جب کانی نا کانی ہے تو اندھی تو بطریق اولیٰ تو نا کانی ہوگی۔ اور دونوں آنکھوں میں یا ایک آنکھ میں کم نظری ہو تو یہ کانی ہوگی۔ رویانی کہتے ہیں کہ اگر نظر پر سفیدی آگئی ہو اور کچھ حصہ ختم ہو گیا ہو تو

اگر اکثر حصہ چلا گیا تو کافی نہیں اگر تھوڑی نظر گئی ہے تو کافی ہوگی۔

عشواء میں دو وجہیں ہیں۔ عشواء اس کو کہتے ہیں جو دن کو دیکھ سکے اور رات کو نہ دیکھ سکے اس میں صحیح مسلک یہ ہے کہ کافی ہوگی۔ پاگل بکری کے متعلق بھی منع آیا ہے اور پاگل بکری وہ ہے جو چراگاہ سے بھاگے اور کم کھانا کھائے اس لئے کمزور ہوتی ہے۔ کن کئی کو دیکھا جائے گا اگر اس کا کان جدا نہ ہوا ہو بلکہ اس کے ساتھ لٹک رہا ہو تو صحیح مذہب پر کافی ہوگی اور ممانعت نہیں ہے۔ فقال کہتے ہیں۔ یہ بکری کافی نہیں ہوگی۔

اگر وہ جدا ہو جائے اور کان کی بنسبت وہ کٹا ہوا حصہ زیادہ ہے تو کافی نہیں ہوگا اور اگر تھوڑا ہے تو صحیح مذہب میں پھر بھی کافی نہیں۔ کیونکہ اس کا ایک کھایا جانے والا حصہ کم ہو گیا۔

امام شافعی نے کہا۔ قلیل و کثیر میں بہترین قاعدہ یہ ہے کہ اگر نقص دور سے نظر آئے تو وہ کثیر ہوگا ورنہ قلیل ہوگا۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر کٹا ہوا حصہ ثلث سے کم ہو تو کافی ہوگا۔

اور داغ کوئی نقصان نہیں۔ بعض کے نزدیک اس میں بھی دو وجہیں ہیں۔

چھوٹے کانوں والی کافی ہے اور وہ بکری کافی نہیں ہوگی جس کی ران کا زیادہ حصہ بھیڑ یا کاٹ کر لے جائے۔ اور مختار مذہب پر چکی کٹی بھی کافی نہیں ہوگی۔ جو بکری بغیر ٹھنوں کے پیدا ہوئی ہو۔ یا بغیر چکی کے صحیح مذہب کے مطابق کافی ہے۔ بعض تھن یا بعض چکی کا کٹا ہوا ہونا سارے کے کٹا ہوا ہونے کی طرح ہے۔ اور زبان کٹی بھی کافی نہیں ہوگی۔ خصی اور نھتین کٹا جانور کافی ہے۔

ابن کج نے دو قولوں میں سے شاذ قول اختیار کیا ہے اور جدید مذہب میں نہ کافی ہونا قرار دیا ہے۔ جس کا سینگ نہیں وہ کافی ہوتی ہے۔

اور سینگ ٹوٹی صحیح مذہب کے مطابق کافی ہے چاہے اس کا زخم مندمل ہوا ہو یا نہ۔

محاملی نے ”لباب“ میں نہ کافی ہونے پر جزم کیا ہے کما تقدم۔ فقال کہتے ہیں۔ اگر اس کے ٹوٹنے سے گوشت میں درد کا اثر ہو تو وہ کافی ہوگا اور خارش زدہ کی طرح ہوگا۔ لیکن سینگ والا افضل ہے۔ جس کے بعض دانت گر گئے ہوں وہ کافی ہوتا ہے۔

فائدہ: جوہری کہتے ہیں کہ اضحیہ میں چار لغات ہیں ہمزہ کے ضمہ اور کسرہ سے جمع اضافی ہوگی۔ تیسری ضحیہ ہے۔

جس کی جمع ضحایا ہے اور ایک اضحاة جیسے ارطاق اس کی جمع اضحی ہے۔ جیسے ارطی اسی سے یوم الاضحی ہے۔

فرع: قربانی میں نیت ضروری ہے اور صحیح مذہب پر اس کے ذبح کے وقت بھی نیت کر لینا بھی جائز ہے۔ اگر کہے کہ میں نے یہ

بکری قربانی کر دی ہے تو کیا ذبح کی نیت کے ارادہ اور تعین کے بغیر کافی ہوگا۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ کافی نہیں

ہوگا۔ کیونکہ قربانی کرنا سنت ہے اور یہ فنی نفسہا قربت ہے۔ اس لئے نیت واجب ہے۔ اور امام شافعی اور غزالی نے کافی

ہونے کو پسند کیا ہے۔ جب ہم کافی ہونے کا کہتے ہیں تو نئی نیت مستحب ہے۔

فرع: قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی کرے۔ اگر وہ قربانی کا ذبح کرنا کسی دوسرے کو

سونپ دے تو بھی جائز ہے۔ اور جس شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہو اس کو ذبح کا عمل سونپنا درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ مسلمان

اور فقیہ ہو کیونکہ وہ اس کے وقت اور شرائط کو جانتا ہوگا۔ اور اہل کتاب کو بھی اپنا نائب بنا سکتا ہے۔ امام مالک فرماتے کہ یہ

درست نہیں اہل کتاب کا ذبیحہ قربانی کا گوشت نہیں ہوگا بلکہ صرف بکری کا گوشت ہوگا۔

موفق بن طاہر حنبلی نے بھی امام احمد سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ایک ثلث خود کھائے، ایک ثلث ہدیہ کرے اور ایک ثلث صدقہ دے اور ایک قول کے مطابق آدھا کھائے اور آدھا صدقہ کر دے۔ اگر وہ سارا ہی خود کھا جائے تو ایک مذہب کے مطابق وہ اتنی مقدار کا ضامن ہوگا جو اس میں کم از کم کفایت کر سکے اور بعض نے کہا کہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب مقدار کا ضامن ہوگا جو کہ ثلث یا نصف ہے قربانی کا کوئی حصہ بھی بیچنا جائز نہیں اور نہ ہی قصائی کو اس میں سے اجرت دے۔ بلکہ ذبح کی اجرت قربانی والا اپنی طرف سے دے جس طرح کھیتی کاٹنے والا اجرت اپنی طرف سے دیتا ہے۔

فرع: یاد رکھو کہ علماء نے کہا ہے کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زائد جمع کر کے رکھنا ممنوع ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سارے گوشت کا کھانا درست ہے یا نہیں تو اس میں دونوں وجہیں موجود ہیں ایک یہ کہ ہاں جائز ہے اور یہ بات ابن سرتج، اصطخری اور ابن القاص نے کہی ہے اور ابن الوکیل نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ جب اکثر حصہ کھانا جائز ہے تو تمام کھانا بھی جائز ہوگا اور نیت کر کے خون کے بہانے سے ہی ثواب حاصل ہو جاتا ہے اور ابن القاص نے اس وجہ کو نص کی طرف منسوب کیا ہے اور موفق حنبلی نے اس بات کو ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے۔ ان دونوں وجہوں میں صحیح یہ ہے کہ اتنی مقدار میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔ جس پر صدقے کا نام بولا جاسکے۔

فرع: اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں نے یہ بکری بطور قربانی متعین کر دی ہے۔ یا وہ نذر مانے کہ وہ ایک بکری کی قربانی کرے گا تو اس کی ملکیت اس بکری سے ختم ہو جائے گی۔ اس بکری کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے اور اس کو کسی دوسری سے بدلنے وغیرہ تصرف کرنے کا اختیار اس کو نہیں رہے گا۔ اگرچہ اس کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور شیخ ابوعلی سے ایک اور وجہ بھی مروی ہے کہ اس کی ملکیت ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کو ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کر دے۔ جیسے اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ میں اس غلام کو آزاد کروں تو جب وہ اس کو آزاد نہیں کرے گا اس پر سے اس کی ملکیت ختم نہیں ہوگی اور ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی ملکیت بھی زائل نہیں ہوگی اس کو بیچنا اور تبدیل کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ اور اگر اس نے کسی مخصوص غلام کے آزاد کرنے کی نذر مانی تو اس کو بھی بدلنا اور بیچنا جائز نہیں اگرچہ اس پر سے اس کی ملکیت ختم نہیں ہوئی۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں اس کا بیچنا اور تبدیل کرنا جائز ہے اگر اس کا عین باقی ہو تو وہ رد کی جائے گی۔ اور مشتری نے اس کا عین تلف کر دیا یا وہ اس کے پاس سے تلف ہوگئی۔ تو قبضے کے دن لے کر تلف ہونے کے دن تک کی قیمت اس پر لازم ہوگئی اور اگر دو آدمیوں نے ایک دوسرے کی قربانیاں بغیر اجازت کے ذبح کر دیں تو ان میں ہر ایک قیمتوں کا آپس میں ضامن ہوگا۔ یا قربانی کافی ہو جائے گی۔

فرع: محالی کہتے ہیں اونٹ کو نحر کیا جائے گا اور بکری کو ذبح کیا جائے اگر دونوں کو نحر کیا یا دونوں کو ذبح کیا تو پھر بھی جائز ہے۔ سنت کے مطابق اور پسندیدہ مذہب کے مطابق نحر کا مقام لبہ ہے اور ذبح کرنے کا مقام دونوں جبڑوں کے ملنے کی جگہ کے نیچے ہے۔ اور مکمل ذبح یہ ہے کہ حلقوم نرخرہ اور رگیں کاٹی جائیں اور ذبح میں کم از کم حلقوم اور نرخرے کا کٹنا ہونا ظاہر ہونا ضروری ہے۔

فرع: اگر واجب قربانی نے بچہ جنا تو اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ ذبح کر دیا جائے گا چاہے وہ معین قربانی ہو یا معین کرنے کے بعد اس کے ذمہ میں ہو۔ اور اس کے بچے سے جو دودھ باقی رہ جائے وہ مالک کے لئے پینا درست ہے یہ بات قاضی

ابوسعید ہروی نے کہی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں کل شاة برجلها معلقة. ہر بکری اپنی ٹانگ کے ساتھ معلق ہوتی ہے۔ یہ بات سب سے پہلے وکیع بن سلمہ بن زہیر بن ایاد نے کہی تھی۔ یہ جرہم کے بعد بیت اللہ کے امور کا والی بنا تھا۔ اس نے مکہ کی نخلی طرف ایک محل بنایا اور اس میں ایک لونڈی رکھی جس کو حزورہ کہا جاتا تھا اسی وجہ سے مکہ کے اس حصہ کو حزورہ کہتے ہیں۔ اور اس محل میں ایک سیڑھی بنائی۔ وہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ اس پر چڑھ کر اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ وہ اکثر خیر کی باتیں کیا کرتا تھا۔ عرب کے علماء کہتے ہیں کہ یہ صدیقین میں سے ہے۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اولاد کو جمع کیا اور ان سے کہا میری وصیت سنو جو ہدایت یافتہ ہو اس کی پیروی کرو اور جو گمراہ ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ہر بکری اپنی ٹانگ کے ساتھ معلق ہے تو وہاں سے یہ مثال چل نکلی۔ یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

طبی خواص: بکری کی کھال اتار کر ایسے آدمی کو پہنائی جائے جسے کوڑوں سے مارا گیا ہو تو اس کو بڑا نفع ہوگا۔ اور اس کا درد رک جائے گا۔

## الشامرك

نوجوان مرغی کو انڈے دینے سے کچھ وقت پہلے کو کہا جاتا ہے۔ مرصع میں ہے اس کی کنیت ابو یعلیٰ ہے۔ اس کو معرب کر کے شاہ مرغ کہتے ہیں جس کا معنی ہے پرندوں کا بادشاہ۔

## الشاہین

اس کی جمع شواہین اور شیاہین آتی ہے یہ لفظ عربی نہیں ہے مگر عربی اس کو بولتے ہیں۔ فرزدق نے کہا:

حمى لم يحط عنه سريع ولم يخف  
نويرة يسعى بالشاہین طائرہ  
”وہ ایسی چراگاہ ہے جس کی حفاظت نہیں کی گئی اور نوریہ پوشیدہ نہیں ہے اس کے پرندے شاہینوں کے ساتھ دوڑتے ہیں۔“

بعض لوگوں نے شواہین کا لفظ بولا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے یوں کہا:

قد يفتح المرء حانوت المتجره  
وقد فتحت لك الحانوت بالدين  
”کبھی آدمی اپنی تجارت کے لئے دکان کھولتا ہے اور تو نے اپنے دین کی دکان کھول لی ہے۔“

بين الاساطين حانوت بلا غلق  
تبتاع بالدين اموال المساكين  
”یہ ستونوں کے درمیان ایسی دکان ہے جو بند نہیں ہوتی جس میں دین کے ذریعے تو مسکینوں کے مال خریدتا ہے۔“

صيرت دينك شاہینا تصيد به  
وليس يفلح اصحاب الشواہین  
”تو نے اپنے دین کو شاہین بنا لیا ہے جس سے تو شکار کرتا ہے یا درکھو شاہینوں والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔“

باب الباء موحدہ میں بازی کے ضمن میں اسی جیسے اس کے کچھ شعر گزر چکے ہیں۔ اور اسی کے کلام میں سے یہ کلام ہے۔  
تعلمنا العلم للدنيا فدلنا على ترك الدنيا. ہم نے دنیا کے لئے علم حاصل کیا مگر اس نے ہمیں دنیا کے چھوڑنے کی تلقین کی۔

شاہین کی تین قسمیں ہیں۔ شاہین، قٹای، انتقی دراصل شاہین شکرے کی جنس میں سے ہے مگر اس سے مزاج میں ٹھنڈا اور خشک ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کی حرکت بلندی سے پستی کی طرف سخت ہوتی ہے۔ اسی لئے یہ اپنے مالک پر شکار کو لے آتا ہے اور اس کو حرام نہیں ہونے دیتا۔ یہ تھوڑا بزدل ہوتا ہے اور کمزور بھی ہوتا ہے مگر یہ شکار پر سخت حملہ کرتا ہے۔ اسی لئے یہ کبھی کبھی اپنے آپ کو زمین پر دے مارتا ہے اور مرجاتا ہے۔ اس کی ہڈیاں تمام شکاری جانوروں سے مضبوط ہوتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہین اپنے نام یعنی میزان کی طرح ہے۔ وہ ہلکی سی بھوک بھی برداشت نہیں کرتا۔ اور نہ ہلکی سیری۔

سب سے بہتر شاہین بڑی کھوپڑی والا اور کھلی آنکھوں والا فراخ سینے والا بھرے ہوئے سینے والا چوڑی کمر والا مضبوط رانوں والا چھوٹی پنڈلیوں والا تھوڑے پروں والا باریک دم والا ہوتا ہے۔

جب اس کے پروں کو اس طرح باندھ دیا جائے کہ اس سے باہر کوئی پر کا حصہ نہ ہو تو یہ کرکی وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے اس کے ساتھ شکار کیا وہ قسطنطنین تھا۔ اور اس کے لئے شاہین سدھائے اور سکھائے گئے تھے کہ جب وہ سوار ہو تو اس کے سر پر گھوم کر سایہ کریں۔ وہ کبھی اوپر ہوتے کبھی نیچے ہوتے۔ جب سوار ہونے لگتا تو اس کے آس پاس کھڑے ہو جاتے۔ ایک دن وہ سوار ہوا تو زمین سے پرندہ اڑا تو شاہینوں نے اس پر حملہ کر دیا اور پکڑ لیا یہ بات اس کو اچھی لگی تو اس نے ان کو شکار پر سدھالیا۔

شرعی حکم: اس کا حکم باب الصاد ہملہ میں صقر کے ضمن میں آئے گا۔

میں نے اپنے بھائی فارس الدین شاہین کو پرانے زمانے میں کچھ خطوط لکھے تھے جب میں مدینہ منورہ میں تھا وہ یہ ہیں۔

سلام كما فاحت بروض ازاهر بضیء كما لاحت بافق زواهر

”ان پر ایسا سلام ہو کہ جو روشن پھولوں میں مہک اٹھتا ہے اور روشن کناروں میں چمک اٹھتا ہے۔“

اذا عبقت كتي به قال قائل افي طيهان شر من المسك عاطر

”جب میرے خطوط خوشبو بکھیرتے ہیں تو کوئی کہتا ہے کہ کیا ان کی لپٹ میں خوشبودار کستوری کی چمک ہے۔“

الى فارس الدين الذي قد رحلت لخدمة خدام مصر الاكابر

”یہ خطوط فارس الدین کی طرف ہیں جو بڑے بڑے مصری خدام کی خدمت کے لئے نکلا ہے۔“

اذا عد خدام المملوك جميعهم فينهم ذكر لشاهين طائر

”جب بادشاہ کے تمام خادم شمار کئے جائیں تو ان میں شاہین کا ذکر بلند پرواز میں ہوگا۔“

وعندي اشتياق نحوه وتلفت اليه وقلبي بالموودة عامر

”میرے پاس اس کی طرف شوق ہے اور میں سکتا کر اس کی طرف متوجہ ہوں اور میرا دل اس کی محبت میں آباد ہے۔“

تمنیت جہدی ان اراہ بحضرة معظمة اقطارہا و هو حاضر  
 ”میں پوری کوشش سے یہ تمنا کرتا ہوں کہ اس کو سامنے دیکھوں اس کے بڑے بڑے کناروں میں وہ موجود ہو۔“

و ادعولہ فی کل وقت مشرف و کل زمان فضلہ متواتر  
 ”ہر معزز وقت میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں اور اس کی فضیلت مسلسل ہے۔“

وفی مسجد عال کریم منعظم لہ شرف فی سائر الارض سائر  
 ”ہر اونچی بڑی معزز مسجد میں بلکہ اس کے لئے ساری زمین میں عزت ہے۔“

وہ ایسی زمین کو قبول کرتا ہے جس میں شاہین کے لئے سر بلندی ہے اور شیروں جیسی سخاوت ہے۔ فضا کا عقاب اس کی اڑان سے کوتاہ ہے۔ خوبصورت عنقاء اس کی عمدہ خبروں سے کم تر ہے۔ اس کا مبارک نصیب خاص ہے۔ اس کی خوش نصیبی کا پروانہ اٹھائے ہوئے پرندہ اپنے پر کھولے ہوئے ہے۔ صقرے کا باپ اور باز بھی اس شاہین کے معترف ہیں۔ یہ اگر بادشاہ کے دائیں جانب کچھ عرصہ رہے تو بادشاہ اکثر اس کے احسان سے شکار کرتے ہیں۔ اس نے پر پھیلا یا توافق کی بلند مقامات پر اڑ کر چلا گیا۔ اور پتہ چلا ہے کہ وہ ہمارے آقا کے پاس آنے کا بڑا شوق مند ہے۔ اور ان کو ان معزز مقامات میں دیکھنے کا بھی شوقین ہے۔ ان جگہوں میں اس کے لئے ہر وقت دعائیں جاری رہتی ہیں اور ہر وقت ہمارے آقا کے احسان کا ذکر کیا جاتا ہے اور صفت بیان کی جاتی ہے۔ ان کا ذکر کیا اچھا اور اعلیٰ ہے۔ سبقت کی گیند کا حاصل کرنا اس کے لئے کسی طور بھی مشکل نہیں۔

شاہین کا لفظ فارسی ہے یہ گھومتے ہوئے اڑتا ہے۔ بلند یوں کے افتق پر اس کی فضیلت ہے۔ یہ بڑی اعلیٰ نسل کا شاہین ہے۔ اس کے غلام ہر وقت اس کے صدقات اور احسانات کو یاد کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مخدوم بھی نیکیوں اور خیرات میں آگے بڑھتا ہے۔

وہ مختلف مسرتوں سے ان کے دلوں پر مرہم رکھنے میں جلدی کرتا ہے اور اپنا احسان دور و نزدیک پہنچاتا ہے۔ یہ اپنی سخاوت اس وقت تک جاری رکھتا ہے جب تک پکارنے والے کی پکار اور اس کا جواب آتا رہے۔ اللہ ہمارے آقا پر اپنی کامل نعمتیں اور بڑے بڑے احسانات فرمائے۔

عنقریب ابوالصقر کا ذکر ان شاء اللہ باب الصقر میں آئے گا اور اس کی تعبیر بھی صقر کے ضمن میں ہی آئے گی۔

## الشبب

موٹا نیل۔ اسی طرح شہوب اور مشب بھی موٹے نیل کو ہی کہتے ہیں۔

## الشبت

بالتحریک۔ مکڑی کو کہتے ہیں۔ ”محکم“ میں ہے کہ وہ ایک ایسا جانور ہے جس کے لمبے لمبے چھ پاؤں ہوتے ہیں اس کی پیٹھ اور پاؤں کی پشتیں زرد رنگ کی ہوتی ہیں۔ کالے سر والا ہوتا ہے۔ اور زرد آنکھوں والا ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ایسا جانور ہے جو بہت سی ٹانگوں والا اور بڑے سر والا کھلے منہ والا اونچے دم والا ہوتا ہے۔ زمین کو چیرتا ہے۔ اور اسی کو شمت الارض بھی کہتے ہیں۔



اس کی جمع اشبات اور شبثان ہے۔

جوہری کہتے ہیں۔ شبث بالتحریک ایک چوپایہ ہے جس کی بہت سی ٹانگیں ہوتی ہے۔ باء کے سکون کے ساتھ شبث نہیں پڑھنا چاہے اس کی جمع شبثان ہے جیسے خرب اور خربان۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ حشرات الارض میں سے ہے۔

## الشبثان

شبین کی کسرہ اور باہ موحدہ کے ساتھ ہے پھر ثنائے مثلثہ اور آخر میں نون ہے۔

ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں کہا ہے کہ وہ ایک ایسا جانور ہے جو ریت میں ہوتا ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ چٹ کر چلتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

مدارك شبثان لهن لھيم

”شبثان کا سارا وجود ان کے لئے ایک لقمہ ہے۔“

شرعی حکم: یہ حشرات میں سے ہے اس لیے اس کا کھانا حرام ہے۔

## الشبذع

بچھو کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع شبذع ہے۔ یہ شبین کے کسرہ اور دال مہملہ سے ہے۔ ابو عمرو و صمعی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

جس نے اپنی زبان پر کانا یعنی کنٹرول کیا تو وہ گناہوں سے محفوظ رہا یعنی خاموش رہا اور بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث نہ کی اور اپنی زبان کے ساتھ لوگوں کو نہ ڈسا۔ کیونکہ زبان کو کاٹنے والا شخص بول نہیں سکتا۔ اس لئے زبان کو موذی بچھو کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔

## الشبربص

جیسے سفر جل ہوتا ہے۔ چھوٹے اونٹ کو کہتے ہیں۔

## الشبیل

شیر کا بچہ جب شکار کے قابل ہو تو اس کی جمع اشبال اور شبول ہے۔

## الشبوة

بچھو کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع شبوات آتی ہے۔ شاعر نے کہا:

قد جعلت شبوة تزنر تكسو استهال حما و تقمطر

”بچھو اچھلنے کو دے لگا اس نے اپنے چوڑوں پر گوشت چڑھا رکھا ہے اور سکڑ گیا۔“

## شبوط

بروزن سفوط ہے۔ مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ لیٹ کہتے ہیں اس کی ایک لغت سبوط سین کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی دم پتلی اور درمیان سے چوڑی اور چھونے میں نرم ہوتی ہے۔ سر چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ ایسی قسم ہے جس کی مذکر زیادہ اور مونث کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے انڈے بھی تھوڑے ہوتے ہیں۔ بعض شکاری کہتے ہیں کہ یہ جال میں آ کر نکل نہیں سکتی۔ اس کو پتہ ہے کہ کوڈ کر ہی نجات پاسکتی ہے۔ تو یہ نیزہ بھر پیچھے ہتی ہے اور چھلانگ لگاتی ہے اور کبھی کبھی دس ہاتھ تک فضا میں اڑتی ہے اور پھر اس سے نکل جاتی ہے۔ اس کا گوشت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ دجلہ میں اکثر پائی جاتی ہے۔

## الشجاع

بالضم والکسر اس بڑے سانپ کو کہتے ہیں جو سوار اور پیدل پر کوڈ کر حملہ کرتا ہے اور اپنی دم پر کھڑا ہوتا ہے اور کبھی یہ سوار کے سر تک پہنچ جاتا ہے یہ صحراؤں میں ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مالک بن ادھم شکار کے لئے نکلا جب وہ ایسے علاقے میں پہنچا جہاں گھاس اور پانی نہیں تھا۔ اس کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی انہوں نے پانی بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔ وہ نیچے اتر اور اس کے لئے ایک خیمہ گاڑ دیا گیا اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ شکار اور پانی تلاش کرو تو وہ ان کی تلاش میں نکلے۔ ان کو ایک گوہ ملی جس کو وہ اس کے پاس لے آئے۔ مالک نے ان سے کہا اس کو بھون لو مگر پکانا نہیں۔ پھر اس کو چوسو شاید تمہیں اس سے کوئی فائدہ ہو جائے۔

انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے ایک سانپ تلاش کر لیا اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ مالک کے خیمہ میں داخل ہو گیا تو مالک نے کہا یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اس کو پناہ دے دو تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر مالک اور اس کے ساتھی پانی کی تلاش میں نکلے اچانک ایک غیبی آواز انہیں سنائی دی۔

يا قوم يا قوم لا ماء لكم ابدا حتى تحشوا المطايا يومها التعبا

”اے قوم اے قوم تجھے پانی کبھی نہیں مل سکتا یہاں تک تم اپنی سواریوں کو تھکا دو۔“

وسدوا يمنة فالماء عن كذب ماء غزير وعين تذهب الوصبا

”ٹھیک دائیں طرف جاؤ وہاں ٹیلے کی جانب بہت زیادہ پانی ہے اور تھکاوٹ اور کمزوری کو دور کرنے والا چشمہ ہے۔“

حتى اذا ما اخذتم منه حاجتكم فاسقوا المطايا ومنه فاملوا القربا

”جب تم اپنی حاجت کو پورا کر لو تو سواریوں کو بھی پلاؤں اور اپنے مشکیزے بھر لو۔“

تو مالک اور اس کے ساتھی غیبی آواز والی سمت میں چل پڑے جیسا کہ اس نے ان کو اپنے شعروں میں کہا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک بہت پانی والا چشمہ ہے تو انہوں نے اس سے پانی خود بھی پی لیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلا لیا اور ساتھ بھی لے لیا۔ جب ایسا کر چکے تو دیکھا کہ وہاں چشمے کا نام بھی باقی نہ رہا پھر ایک غیبی آواز ان کو پکارتی ہے۔

يا مال عنى جزاك الله صالحا هذا وداع لكم منى وتسلم

”اے مالک اللہ تجھے میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے یہ میری طرف سے تمہیں سلام اور الوداع ہے۔“

لا تزهدن فی اصطناع العرف من احد ان امرای حرم المعروف محروم

”کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں کبھی بھی بخل نہ کرنا کیونکہ جو شخص نیکی کرنے سے محروم رہ جاتا ہے وہی حقیقی محروم ہے۔“

الخير یبقی وان طالت مغیثه والشر ما عاش منه المرء مذموم

”نیکی اگرچہ بہت دیر تک غائب رہے پھر بھی وہ باقی رہتی ہے اور برا آدمی جب تک زندہ رہے مذموم ہی ہوتا ہے۔“

صحیحین میں حضرت جابر اور ابو ہریرہ اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے لئے قیامت کے دن اس کے مال کو ایک گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی اس کی دو شاخہ زبان ہوگی آدمی اس سے بھاگے گا مگر وہ اس کے پیچھے بھاگے گا یہاں تک کہ وہ اس کی گردن کا طوق بن جائے گا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سانپ اپنا منہ کھولے اس کا پیچھا کرے گا جب سانپ اس آدمی کی طرف آئے گا تو وہ بھاگے گا۔ تو سانپ اس سے کہے گا: لے لے اپنا وہ خزانہ جو تو نے چھپا رکھا تھا جب وہ آدمی دیکھے گا کہ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا تو وہ اس کو اس طرح چبائے گا جس طرح اونٹ چباتا ہے پھر اس کو اپنے جڑوں سے پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِينَ یَبْخُلُونَ بِمَا أَنهَمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرًّا لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ یَوْمَ الْقِیَمَةِ۔

اقرع وہ سانپ ہوتا ہے جس کے سر کے بال جھڑ چکے ہوں اور اس کا زہر سفید ہو۔

زیچتان ان دو پروں کو کہتے ہیں جو کثرت زہر کی وجہ سے منہ کے دونوں جانب ظاہر ہوتے ہیں اور اسی طرح انسان کی دونوں جڑوں میں کثرت کلام کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا اس کی دونوں آنکھوں میں دو نقطے ہوتے ہیں۔ سانپوں میں جو زیادہ اذیت والے ہوتے ہیں ان کی یہ صفت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ دو دانت ہوتے ہیں جو اس کے منہ سے نکلتے ہیں۔ یقضمہا کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کو کھاتا ہے قضم دانتوں کے اطراف سے ہوتا ہے خضم پورے منہ سے ہوتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ قضم خشک چیز کے کھانے کو کہتے ہیں اور خضم تر چیز کے کھانے کو کہتے ہیں۔ عربوں کا خیال ہے جب کوئی آدمی بہت دیر تک بھوکا رہے تو اس کے پیٹ میں سانپ پیدا ہو جاتا ہے جن کا نام شجاع اور صفر رکھا ہے۔

ابو خراش اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

ارد شجاع البطن لو تعلمینہ واوتر غیرى من عیالک بالطعم

”میں پیٹ کے شجاع کو واپس کر دیتا کاش کہ تو اس بات کو جانتی۔ میں اپنے بجائے صرف تیرے اہل و عیال کو کھانا

فراہم کرتا ہوں۔“

واغتبق الماء القراح وانثنی اذا الزاد امسی للمزلج ذا طعم

”اور میں خالص پانی پی کر واپس آ جاتا ہوں جبکہ ایک ناقص الذوق آدمی کو کھانا اچھا لگتا ہے۔“

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

فطرق اطراق الشجاع ولورای مساعا لناباه الشجاع لصمما  
 ”اس نے شجاع سانپ کی طرح اپنا سر جھکا لیا اگر وہ اپنی داڑھوں کے لئے کوئی جگہ دیکھتا تو اس پر شجاع کی طرح حملہ کر دیتا۔“

اس شعر میں ”لنا باہ“ میں تشبیہ کا الف حالت نصب اور خفض (کسر) میں باقی رکھا یہ بنوالمحرث بن کعب کی لغت ہے اور کوفیوں کا بھی یہی مذہب ہے اور ان کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔ اِنْ هَذَا اِنْ لَسَا حِرَانٍ  
 تعبیر الروایا: خواب میں شجاع کو دیکھنا جرات مند لڑکا اور تجربہ کار عورت ہے۔

## الشحرور

یہ سخون کی طرح ہے۔ یہ ایک سیاہ پرندہ ہے جو چڑیا سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔ مختلف آوازیں نکالتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ وغیرہ نے کہی ہے اور شیخ علامہ علاؤ الدین باجی نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں۔ آپ کا سن وفات ۱۲۷ ہجری ہے۔

بالببل والهزار والشحرور  
 ”ببل ہزار اور شحرور وہ غمگین اور فریب زدہ دل کو خوش کرتا ہے۔“

فانهض عجلا وانهب من اللذة ما جادت کرما به يد المقذور  
 ”تو جلدی سے اٹھا اور لذتوں کو لوٹا مقذور کے ہاتھ نے اس پر مہربانی کرتے ہوئے سخاوت کی۔“  
 شحرور کا وصف بیان کرتے ہوئے کسی کہنے والے نے کیا عمدہ کہا ہے۔

وروضة ازهرت اغصانها وشدت اطيارها وتولت سقيها السحب  
 ”اور ایک ایسا باغ ہے جس کی ٹہنیوں پر پھول کھل گئے ہیں اور اس کے پرندے گانے لگے اور بادلوں نے اس کے پلانے کا انتظام کیا۔“

وظل شحرورها الغريد تحسبه  
 ”اس کے شحرور گانے والے ایسے ہو گئے تو ان کو چھوٹے چھوٹے سیاہ گلوکار خیال کرے گا جن کی بانسری سونے کی ہے۔“

اور کسی اور نے کیا عمدہ کہا ہے۔

له في حده الوردی حال يدور به بنفسج عارضيه  
 ”اس کے سرخ رخساروں میں تل ہے جو اس بنفسجی رنگ کے رخساروں میں گھومتا ہے۔“

كشحرور تخفافى سجاج مخافة جارح من مقلتيه  
 ”اس شحرور کی طرح جو شکاری کی آنکھوں سے ڈرتے ہوئے باڑ میں چھپ جاتا ہے۔“

شرعی حکم: اس کا حکم چڑیا کی طرح ہے اور ان شاء اللہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

تعبیر البرویا: اس کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے جو بادشاہ کے کاتبوں میں سے ہے۔ اور کبھی ذکی اور فصیح لڑکے پر یا سکول کے بچے پر دلالت کرتا ہے۔

## شحمة الارض

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جب انسان اس کو چھوتا ہے تو یہ سبز کرنگینہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ قزوینی نے اشکال میں کہا ہے کہ شحمة الارض کو خراطی بھی کہتے ہیں یہ ایک لمبا سا سرخ رنگ کا کیرا ہے جو گیلی جگہوں میں پایا جاتا ہے۔ زختری نے ربیع الا برار میں کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس میں سرخ رنگ کے نقطے ہوتے ہیں گویا کہ یہ سفید مچھلی کی طرح ہے عورت کی ہتھیلی کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ہر مس کہتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا عمدہ خوشبودار جانور ہے۔ اس کو آگ نہیں جلاتی۔ یہ آگ میں ایک جانب سے داخل ہوتا ہے اور دوسری جانب سے نکل جاتا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جس نے اس کی چربی اپنے جسم پر مل لی تو اس کو آگ نہیں نقصان دے سکتی اگرچہ وہ اس میں داخل بھی ہو جائے۔ جس عورت کو ولادت میں تنگی محسوس ہو رہی ہو تو اس کو شحمة الارض خشک کر کے ایک درہم کے برابر پلایا جائے تو اسی وقت بچے کی ولادت ہو جائے گی۔ قزوینی کہتے ہیں اگر اس کو بھون کر روئی کے ساتھ کھایا جائے تو مٹانے کی پتھریوں کو توڑ دیتا ہے۔ اگر اس کو خشک کر کے یرقان والے کو کھلایا جائے تو اس کی گرمی دور ہو جائے گی۔ اس کی راکھ کوتیل کے ساتھ ملا کر گنجه آدمی کے سر میں لگایا جائے تو اس کے بال نکل آتے ہیں اور گنجا پن ختم ہو جاتا ہے۔

شرعی حکم: یہ کیزے کی طرح ہے اور باب الدال المہملہ میں گزر چکا ہے کہ اس کو کھایا نہیں جاتا کیونکہ یہ خبائث میں سے ہے۔

## الشذا

شین کی فتح اور ذال معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ کتے کی مکھی کو کہتے ہیں۔ کبھی کبھی اکیلے اونٹ کو بھی شذا کہتے ہیں۔

## الشران

مچھر کے مشابہ ایک جانور ہے۔ لوگوں کے چہروں کو ڈھانپتا ہے۔

## الشرشق

شراق کو کہتے ہیں۔

## الشرشور

عصفور کی طرح ہے اور چڑیا کی طرح ایک پرندہ ہے۔ سرخی مائل غبار آلود ہوتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی۔ باب الباء میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس کو ابو براقش بھی کہتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کے عموم میں داخل ہے۔

## الشرغ

یہ چھوٹے مینڈک کو کہتے ہیں ان شاء اللہ لفظ مینڈک کے ضمن میں باب الضاد معجمہ میں اس کا ذکر آئے گا۔

## الشرنبی

حنطلی کے وزن پر ہے۔ یہ مشہور پرندہ ہے جس کو دیہاتی لوگ جانتے ہیں۔

## الشصر

تحریک کے ساتھ ہے ہرن کے بچے تو کہتے ہیں اسی طرح شاصر بھی ہوتا ہے یہ بات ابو عبیدہ نے کہی ہے۔

## الشعراء

شین کی فتح اور کسرہ اور عین مہملہ ساکنہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک نیلی سرخ مکھی ہوتی ہے۔ جو اونٹوں، گدھوں اور کتوں پر بیٹھ کر ان کو شدید تکلیف دیتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ کتا مکھی کی طرح ہوتی ہے۔

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ مشرکین بدھ کے دن احد کے مقام پر اترے تو جب نبی ﷺ کو ان کے اترنے کا پتہ چلا تو صحابہ سے مشورہ لیا اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا حالانکہ اس سے پہلے کبھی نہیں بلایا تھا۔ اس سے بھی مشورہ لیا تو عبداللہ بن ابی اور اکثر انصار نے کہا یا رسول اللہ مدینے میں ٹھہریں اور ان کی طرف باہر نہ نکلیں کیونکہ ہم جب کبھی بھی مدینے سے باہر نکلے ہمیں نقصان ہی ہوا ہے۔ اور جب کبھی بھی کوئی دشمن مدینے میں اندر داخل ہوا تو ہم نے اس کو تکلیف پہنچائی۔ اب تو آپ بھی ہم میں موجود ہیں تو انہیں چھوڑ دیجئے۔ اگر یہ وہاں ٹھہرے رہے تو ان کا ٹھہرنا برا ہوگا۔ اگر وہ ہم پر حملہ آور ہو گئے۔ تو ہمارے مردان سے دو بدو لڑائی کریں گے۔ اور ہمارے عورتیں اور بچے اوپر سے پتھر پھینکیں گے۔ اگر وہ واپس گئے تو ناکام ہو کر واپس جائیں گے۔ یہ بات نبی ﷺ کو نہایت پسند آئی مگر بعض صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہم کو ان کتوں کی طرف باہر جانا چاہیے کہیں یہ خیال نہ کریں کہ ہم ان سے ڈر گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔

تو میں نے اس کی تعبیر 'خیر' سے کی اور میں نے اپنی تلوار کی دھار میں کچھ کنارہ ٹوٹا ہوا دیکھا تو اس کی تعبیر شکست سے کی۔ اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط ذرع میں ڈال لیا ہے گو میں نے اس کی تعبیر مدینہ سے کی ہے۔ اگر تم مدینہ میں ٹھہرنا چاہو تو ٹھیک ہے۔ اور نبی ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ یہ لوگ مدینے میں داخل ہوں اور وہ تنگ گلیوں میں لڑائی کریں تو مسلمانوں کے کچھ لوگوں نے کہا جن سے بدر کی لڑائی رہ گئی تھی اور انہوں نے جنگ احد میں شہادت پائی، کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم کو اللہ کے دشمنوں کی طرف باہر نکال کر لے جائیں۔

تو نبی ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ اپنی زرہ پہنی تو جب ان لوگوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے ہتھیار پہن لئے ہیں تو وہ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔ ہم نبی ﷺ کی طرف اشارہ کریں حالانکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے؟ پھر وہ کہنے لگے آپ جیسے چاہیں کریں۔ اور انہوں نے معذرت کی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ جب

جنگ کے لئے زرہ پہن لے تو پھر اس کو جنگ کرنے سے پہلے اتار دے۔ اور مشرکوں نے احد میں بدھ اور جمعرات کو قیام کیا نبی ﷺ ان کی طرف جمعہ کے روز جمعہ کی نماز پڑھا کر نکلے اور آپ ہفتے کے دن ۱۵ شوال ۳ ہجری کو احد کی گھاٹی میں جا پہنچے۔ آپ کے ساتھ سات سو صحابہ تھے۔ عبد اللہ بن جبیر کو جو خوات بن جبیر کا بھائی تھا تیر اندازوں پر کمانڈر بنا دیا اور وہ کل پچاس آدمی تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا تم پہاڑ کے دامن میں ٹھہرے رہو۔ اور تیروں کے ذریعے ان کو ہم سے روکنا کہ وہ پیچھے سے حملہ نہ کریں اور ہمیں فتح ہو یا شکست جب تک میں تم کو پیغام نہ بھیجوں تم اپنی جگہ قائم رہنا کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ قائم رہو گے ہم غالب رہیں گے۔ قریش آئے ان کے مینہ میں خالد بن ولید اور میسرہ میں عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ ان کے ساتھ عورتیں بھی تھیں جو دف بجا کر شعر پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ جنگ بڑھک اٹھی تو نبی ﷺ نے ایک تلوار لی اور کہا کون ہے جو یہ تلوار لے اور اس کا حق ادا کرے اور دشمن کو اس طرح مارے کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ تو وہ تلوار سماک بن خرشہ نے لے لی جب انہوں نے اس کو لیا تو سرخ گپڑی باندھی اور اکڑ کر چلنے لگا تو نبی ﷺ نے فرمایا اس موقع کے علاوہ اللہ ایسی چال کو پسند نہیں کرتا۔ تو اس کے ذریعے انہوں نے مشرکوں کی کھوپڑیاں اڑا دیں۔ اور نبی ﷺ اور صحابہ نے مشرکوں پر حملہ کر کے ان کو شکست دے دی۔ عبد اللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا مال غنیمت لوٹو۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں کے پاس جا کر ضرور غنیمت حاصل کریں گے۔ جب وہاں آئے تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے۔ زبیر بن العوام کہتے ہیں کہ جب تیر اندازوں نے دیکھا کہ کافر لوگ میدان چھوڑ گئے۔ اور ساتھیوں کو دیکھا کہ غنیمت لوٹ رہے ہیں تو وہ بھی غنیمت لوٹنے آ گئے۔ جب خالد بن ولید نے دیکھا کہ تیر انداز تھوڑے ہو گئے ہیں اور صحابہ کو دیکھا کہ وہ لوٹ مار میں مشغول ہیں۔ اور دیکھا کہ ان کی پشت پیچھے سے خالی ہے۔ تو وہ مشرکوں کے لشکر میں چینا اور پھر صحابہ پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو شکست دے دی۔ اور عبد اللہ بن قمرہ نے ایک پتھر مار کر نبی ﷺ کے رباعی دانت توڑ دیئے اور ناک کی ہڈی توڑ دی اور چہرہ مبارک زخمی کر دیا۔ آپ ﷺ خون آلود ہو گئے۔ اور صحابہ کرام ادھر ادھر بھاگ گئے پھر آپ ایک پتھر کی طرف گئے تاکہ اس پر چڑھیں۔ لیکن آپ نے دوزر ہیں اوپر نیچے پہنی ہوئی تھیں اس لئے اٹھ نہ سکے اور آپ کے نیچے طلحہ بیٹھ گئے تو آپ ان پر چڑھ کر پتھر کے برابر ہو گئے۔

ہندہ وہاں کھڑی ہو گئی اور عورتیں مقتولوں کے مثلے بنا کر ان کے ناک کان کاٹ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ہندہ نے کئی ہار بنائے۔ اور وہ ہار اس نے وحشی کو دے دیئے اور حمزہ کے جگر کو نکال کر اس نے چبانا چاہا لیکن چبانہ سکی اور اس کو تھوک دیا۔ اور عبد اللہ بن قمرہ نبی ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آیا تو آپ کا دفاع مصعب بن عمیر نے کیا جو نبی ﷺ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا ان کو عبد اللہ بن قمرہ نے قتل کر دیا۔ اور وہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے نبی ﷺ کو مار ڈالا ہے۔ وہ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے محمد ﷺ کو مار ڈالا ہے پھر چیخنے والا چیخ کر کہنے لگا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ چیخنے والا ابلیس تھا۔ تو لوگ اٹھے پھر گئے۔ اور نبی ﷺ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانے لگے۔ تو آپ ﷺ کے پاس تیس آدمی اکٹھے ہو گئے جنہوں نے آپ کی حفاظت کی پھر کافروں کو آپ سے ہٹا دیا اور طلحہ کا ہاتھ زخمی ہو گیا یہاں تک کہ وہ خشک ہو گیا جس کے ذریعے انہوں نے نبی ﷺ کو بچایا تھا اور قہار کی آنکھ اس دن زخمی ہو کر رخسار پر آ پڑی تو نبی ﷺ نے اس کو واپس اس جگہ رکھ دیا تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئی۔ جب نبی ﷺ لوٹے تو آپ کو ابی بن خلف جچی ملا۔ وہ کہنے لگا اگر محمد ﷺ بچ گئے تو پھر میں مر جاؤں۔ لوگوں نے کہا اللہ کے رسول! کیا ہم اس کا رخ کر

کے مارنے ڈالیں تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ وہ آپ کے قریب آ گیا۔ ابی پہلے بھی نبی ﷺ کو ملا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا میرے پاس ایک گھوڑی ہے جس کو میں ہر روز جوار کا ایک ٹوکرا چارہ دیتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ تو نبی ﷺ اس کو فرماتے بلکہ میں تجھ کو ان شاء اللہ تعالیٰ قتل کروں گا جب وہ احد کے دن آپ کے قریب آیا اور اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ تو نبی ﷺ نے حارث بن صمہ سے ایک چھوٹا نیزہ لیا۔ اور اسکو ایسے جھاڑا کہ ہم آپ سے ادھر ادھر ہو گئے۔

جیسے اونٹ جسم جھاڑے تو شعراء کھیاں اڑ کر بکھر جاتی ہیں۔ اور اس کو گردن میں آپ نے نیزہ مارا کہ اس کو معمولی خراش آئی۔ تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور ایسے آواز کر رہا تھا جیسے نیل آواز کرتا ہے۔ اور کہنے لگا۔ محمد (ﷺ) نے مجھے مار ڈالا۔ اس کے ساتھی اس کو اٹھا کر قریش کے پاس لے گئے۔ خون رک چکا تھا۔ وہ کہنے لگے کوئی بات نہیں اس نے کہا اگر یہ نیزہ ربیعہ اور مضر پر چلتا تو ان کو بھی مار ڈالتا کیا آپ نے مجھے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھے ماروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن بعد ہی سرف مقام پر مر گیا۔

حسان بن ثابت انصاری نے اسی کے بارے میں کہا ہے۔

لقد ورث الضلالة عن ابيه  
ابى حين بارزه الرسول  
”ابى اپنے باپ کی گمراہی کا وارث بنا جب نبی ﷺ نے اس سے مقابلہ کیا۔“

ایت الیہ تحمل رم عظم  
وتوعده وانت به جهول  
”ابى تو نبی کے پاس اپنی موت لے کر آیا ہے اور تو ان کو ڈانٹ رہا ہے۔ حالانکہ تو ان کی حقیقت سے ناواقف ہے۔“  
نبی ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی ﷺ کو قتل کیا یا اس کو نبی ﷺ نے قتل کیا۔  
اور یہ بات معلوم ہے کہ نبی کسی کو قتل نہیں کرتے اور یہ بات بدترین مخلوق میں ہی پیش آ سکتی ہے۔

## الشغواء

شمین کے فتح اور غین کے سکون اور مد کے ساتھ ہے عقاب کو کہتے ہیں اس کو شغواء اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی اوپر والی چونچ نیچے والی سے بڑی ہوتی ہے۔  
شاعر کہتا ہے۔

شغوا بوطن بين الشيق والنيق  
”شيق اور نيق دو پہاڑوں کے درمیان وہ شغواء ٹھہرا ہوا ہے۔“

## الشفدع

چھوٹے مینڈک کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔



## الشفین

بروزنِ شنین۔ شین کے کسرہ سے ہے۔ یہ وہ جانور ہوتے ہیں کہ جو دو ما کول اللحم جنسوں سے پیدا ہو۔ جا حظ نے اس کو کبوتروں کی صنف میں شامل کیا ہے۔ بعض کے بقول شفنین وہ ہے جس کو پیام کہتے ہیں۔ اس کی آواز ترنم میں رباب کی طرح ہوتی ہے جس میں غمگینی ہو۔ اس کی جمع شفا نین ہے۔ جب یہ مل کر گائیں تو ان کی آواز بہت اچھی ہوتی ہے۔ اس کی فطرت ہے کہ جب ان کی مونٹ یا ند کرگم ہو جائے تو اس کا جوڑا مرنے تک مجرد رہتا ہے۔ یہ جب موٹا ہو جائے تو اس کے پر گر جاتے ہیں۔ اور یہ جفتی کرنے سے رک جاتا ہے۔ نیز یہ تنہائی اور علیحدگی پسند ہے۔ یہ اپنے دشمنوں سے بھاگنے والا اور چوکنا ہوتا ہے۔

شرعی حکم: اس کو کھانا بالا جماع جائز ہے۔

خواص: اس کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے۔ اس لئے اس قسم کے صرف چھوٹے پرندے اور بچے کھائے جائیں۔ ان سے پیدا ہونے والا خون گرم خشک ہوتا ہے۔ اور زیادہ تیل اس کو معتدل کر دیتا ہے۔ روغن زیتون کے ساتھ اس کا انڈا کھانے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کا گو بر عرق گلاب میں ملا کر عورت اٹھائے تو رحم کے درد میں مفید ہوگا۔ جو آلہ تناسل میں اس کا خون لگائے۔ پھر اپنی عورت سے جماع کر لے تو کوئی دوسرا آدمی اس کی بیوی پر قادر نہیں ہو سکے گا اگر وہ آدمی مر گیا تو عورت شادی نہیں کرے گی۔ درد اور روم والی آنکھ میں شفنین کے گرم خون کا یا کبوتری کے خون کا ایک قطرہ ڈالنے سے فائدہ ہوگا۔ اور اس آنکھ پر ایسی روئی رکھی جائے جو انڈے کی سفیدی اور عرق گلاب سے تر ہو۔ یہ مفید اور مجرب ہے۔

## الشق

قزونی کہتے ہیں۔ یہ بناوٹی شیطان کو کہتے ہیں۔ ان کی آدھی صورت آدمی کی ہوتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ شق اور آدمی سے مل کر نساں بنتا ہے۔ یہ سفروں میں انسانوں کے سامنے آتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ صفوان بن امیہ ایک رات کو نکلا تو ایک جگہ پہنچا تو ایک شق سامنے آ گیا۔ اس نے کہا شق تیرا میرا کیا مقابلہ ہے۔ اپنے تیر کو غلاف میں ڈال لے۔ کیا تو ایسے آدمی کو مارتا ہے جو تجھے نہیں مارتا۔ شق نے کہا آ جا اور جو تیرے مقدر میں ہے اس پر صبر کر۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو مارا تو صفوان مارا گیا۔

شق اور سطح دو کاہن تھے۔ شق ایک انسان کا حصہ تھا اس کا ایک ہاتھ ایک پاؤں ایک آنکھ تھی۔ اور سطح کی ہڈیاں اور پورے نہیں تھے۔ وہ چٹائی کی طرح لپیٹا جاتا تھا۔ عمرو بن عامر کی بیوی طریفہ کاہنہ جس دن فوت ہوئی اس دن شق اور سطح پیدا ہوئے۔ طریفہ نے اپنی موت کے دن سطح کو مرنے سے پہلے بلایا تھا اس کو اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے منہ میں تھوکا اور کہا کہ یہ اس کے علم و کہانت کا وارث ہوگا۔ اس کا منہ اس کے سینے میں تھا سر اور گردن نہیں تھی۔ پھر شق کو بلایا اس کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔ پھر وہ مر گئی اس کی قبر جحفہ میں ہے۔

حافظ ابو الفرج جوزی نے کہا ہے کہ خالد بن عبد اللہ فہری اس شق کی اولاد میں سے تھا۔

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق سے روایت ہے کہ مالک بن نصر نخی نے ایک خواب دیکھا جس نے اس کو ڈرا دیا تو اس نے

رعایا میں سے تمام کاہن جادوگر اور نجومی بلائے۔ وہ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے ڈر گیا اور گھبرا گیا ہوں۔ انہوں نے کہا بیان کریں ہم اس کی تفسیر کریں گے۔ اس نے ان کو کہا اگر میں تم کو بتا دوں تو تمہاری تعبیر سے میں مطمئن نہیں ہوں گا اور میں کسی کی تعبیر کی تصدیق نہیں کروں گا مگر یہ کہ وہ میری خواب بھی خود ہی بتائے۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ جو بادشاہ چاہتا ہے وہ تو صرف شق اور سطح کے پاس ہی مل سکتا ہے۔ جب لوگوں نے بادشاہ کو بتایا تو اس نے ان کو لانے کے لئے آدمی بھیجا۔ بادشاہ نے سطح سے پوچھا تو اس نے جواب دیا اے بادشاہ آپ نے تاریکی میں ایک کھوپڑی دیکھی جس نے سب کھوپڑی والوں کو کھا دیا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ تم نے بالکل صحیح کہا۔ اب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ سطح نے کہا دو حروں کے مابین جتنے سانپ ہیں مجھے ان کی قسم کہ تمہاری زمین پر حبشی حملہ کریں گے۔ اور امین اور جرش کے درمیان جو کچھ ہے سب کے مالک بن جائیں گے۔ تو بادشاہ نے کہا۔ تیرے باپ کی قسم اے سطح یہ بات تو بڑی دردناک اور غصہ والی ہے پھر کہا یہ واقعہ کب ہوگا میرے دور میں یا میرے بعد؟ سطح نے کہا آپ کے ساٹھ یا ستر سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد۔ پھر وہ قتل کئے جائیں گے اور واپس نکال دیئے جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا ان کو قتل کون کرے گا اور کون نکالے گا۔ سطح نے کہا یہ کام ابن ذی یزن کرے گا وہ ان پر عدن کے مقام پر خروج کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہیں چھوڑے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت باقی رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟ سطح نے کہا ختم ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ کون ختم کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ ایک پاک نبی جس پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہوگی۔ بادشاہ نے کہا یہ نبی کن لوگوں میں سے ہوگا۔ اس نے کہا غالب بن فہر بن مالک بن نصر کی اولاد سے ہوگا۔ اور اس کی امت میں آخر زمانہ تک حکومت رہے گی۔ بادشاہ نے کہا کیا زمانہ کا اختتام بھی ہے اے سطح؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں اس دن پہلے اور پچھلے سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور نیک لوگ کامیاب ہوں گے اور برے کام کرنے والے بد بخت ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا۔ اے سطح جو تو کہہ رہا ہے کیا واقعی حق ہے؟

اس نے کہا ہاں شفق کی غسق کی اور پورے چاند کی قسم کہ میں جو تم کو بتا رہا ہوں وہ سچ ہے۔ پھر بادشاہ نے شق کو بلایا اور اس سے پوچھا جیسا کہ سطح سے پوچھا تھا تو شق نے اس سے کہا آپ نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے کہ جو اندھیرے سے نکلی اور باغ اور ٹیلے کے درمیان آ پڑی اور ہر روح والی چیز کو کھا گئی۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو کہا کہ تو نے کوئی غلطی نہیں کی اب اس کی تعبیر بتا۔ شق نے کہا میں دو حروں کے درمیان ہر انسان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے علاقے میں سوڈانی اتریں گے اور بنان کے بچے بچے پر غلبہ پالیں گے۔ اور امین اور نجران کے مابین علاقے کے مالک بن جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا تیرے باپ کی قسم یہ بات تو بڑی غضبناک اور درد انگیز ہے۔ یہ کب ہوگا کیا میرے دور میں ہوگا یا میرے زمانہ کے بعد؟ اس نے کہا کہ آپ کے کچھ عرصہ بعد ہوگا۔ پھر تم کو ایک بڑی شان والا بچائے گا۔ اور ان کی بہت رسوائی کرے گا۔ بادشاہ نے کہا وہ عظیم الشان کون ہوگا؟ اس نے کہا یمن کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوگا جو ذی یزن کے گھر سے نکلے گا۔ بادشاہ نے کہا کیا اس کی حکومت ختم ہو جائے گی یا باقی رہے گی۔ اس نے کہا ایک رسول اس کی حکومت کو ختم کر دے گا جو آخری رسول ہوگا اہل دین اور فضل والوں کے درمیان حق اور عدل لے کر آئے گا۔ فیصلے کے دن تک بادشاہی اس کی قوم میں رہے گی۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ شق نے کہا اس دن حکمرانوں کو بدلہ دیا جائے گا اور آسمان سے پکار ہوگی جس کو زندہ اور مردہ سب سنیں گے اور لوگ ایک وقت تک کے لئے جمع

کئے جائیں گے۔ تو اس دن نیک لوگ اپنی نیکیوں کی وجہ سے کامیاب ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا۔ اے شق جو تو کہہ رہا ہے کیا سچ ہے؟ اس نے کہا مجھے زمین و آسمان کے رب اور جو کچھ ان کے درمیان اونچا نیچا ہے اس کے رب کی قسم میں جو کہہ رہا ہوں بالکل سچ ہے۔ یہ غلط نہیں ہو سکتا۔ جب بادشاہ نے شق اور سطح کی بات میں مطابقت دیکھی تو ان کی ان باتوں کی وجہ سے اس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا اور وہ حبشہ کے بادشاہ سے خوف کی وجہ سے اپنے گھر والوں کو حیرہ لے گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت ہوئی کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ کسریٰ نوشیرواں اس پر بہت گھبرایا اور اس نے اس سے بدفالی پکڑی اور اس نے یہ خیال کیا کہ اپنی مملکت کے رؤساء سے اس کو نہیں چھپانا چاہیے۔ پھر اس نے موبذ موبذ ان کو بلایا جو تمام حکام کا سردار تھا۔ اس سے وہ اپنی شریعت کے مسئلے پوچھا کرتے تھے۔ وہاں سارے قاضی اور نائبین حاضر ہوئے اور لشکروں کے محافظ اور امیر الامراء اور وزیر اعلیٰ بھی حاضر ہوئے اور سرحدوں کے محافظ بھی آئے اور مملکت کے تمام والی بھی آئے۔ تو ان کو ایوان کے زلزلے کا بتایا اور اس کے جو کنگرے گرے ان کے متعلق بھی بتایا تو قاضی القضاة نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ اونٹ گھوڑوں کو کھینچ رہے ہیں اور درجلہ کاٹ دی گئی اور وہ فارس کے تمام شہروں میں پھیل گئی ہے۔ اس وقت میری قوم نے مجھے آگ لگ جانے کی خبر دی اور پھر اسی رات بجھ جانے کی بھی۔ تو اس چیز نے اس کو ڈرا دیا اور جو لوگ مجلس میں موجود تھے سب کو بھی۔ اور سب نے اس کو بڑی بات سمجھا مگر ان کو اس کی وجہ کا پتا نہ چل سکا تو وہ گھبرا گئے اور بادشاہ کے پاس سے چلے گئے اور اس میں غور و فکر کرنے لگے۔ کسریٰ کے پاس تمام جہات سے یہ خبر آ گئی کہ اس رات آگ بجھ گئی ہے۔

اور یہ خبر بھی آئی کہ بحیرہ ساوہ کا پانی کم ہو گیا ہے تو اس نے اپنے تمام دینی علماء کو بلایا اور حکومت کے رؤساء کو بلایا اور ان کو جو خبر آئی تھی بتائی اور ان سے پوچھا کہ اس بارے میں تم کو کیا علم ہے۔ تو موبذ موبذ ان نے کہا کہ میرا خواب ایک بہت بڑے واقعہ پر دلالت کرتا ہے جو عرب میں واقع ہوگا تو کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا کہ اس کے پاس عرب کا سب سے بڑا جو عالم ہے اس کو بھیج دے تو اس نے اس کی طرف عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیجا۔ اور یہ بڑی عمر کا تھا جب کسریٰ کے پاس آیا تو نعمان کہنے لگا۔ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جس کے متعلق میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بادشاہ ہی بتائے گا جو کچھ وہ مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے۔ اگر میرے پاس علم ہوگا تو میں اسے بتا دوں گا۔ تو نوشیرواں نے کہا میں اس کو چاہتا ہوں کہ جو میری بات کو میرے بتانے سے پہلے ہی جانتا ہو۔ تو عبدالمسیح نے کہا کہ یہ علم صرف میرا ماموں جانتا ہے جو مشرقی شام میں رہتا ہے اور اس کا نام سطح ہے۔ کسریٰ نے کہا اس کی طرف جاؤ۔ عبدالمسیح سطح کے پاس پہنچ گیا اور دیکھا کہ وہ موت کے قریب ہے۔ تو اس نے سلام کہا مگر اس نے جواب تک نہ دیا۔ اس نے بلند آواز سے کہا۔

اصم ام یسمع غطریف الیمن یاصاحب الخطة اعیت من ومن

”کیا یمن کا نجومی بہرا ہے یا سن رہا ہے۔ اے اچھی خصلت والے تو نے کس کس کو تھکا دیا۔“

تو سطح نے آنکھ کھولی اور کہا عبدالمسیح چوکنے اونٹ پر ہے۔ سطح کی طرف آیا ہے جو خبر میں جھانک رہا ہے۔ تجھے بنی ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے ایوان کے زلزلے کی وجہ سے اور آگوں کے بجھنے کی وجہ سے اور موبذ موبذ ان کے خواب کی وجہ سے جسے

کچھ اونٹ دیکھے جو عربی گھوڑوں کی قیادت کر رہے ہیں۔ اور دجلہ کی نہر کاٹ دی گئی ہے اور فارس کے تمام شہروں میں پھیل گئی ہے۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت ظاہر ہو جائے۔ اور چابک والا نبی ﷺ مبعوث ہو جائے۔ اور بحیرہ ساوہ کا پانی کم ہو جائے بابل میں گھوڑوں کا کوئی مقام نہ ہوگا۔ اور سطح کے لئے شام شام نہ رہے گا۔ عنقریب ان میں سے بادشاہ اور ملکانیں ہوں گی جتنے کہ پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں۔ جو آنا ہے وہ آ کر رہے گا پھر اپنی اسی جگہ سطح مر گیا۔ تو عبدالمسیح اپنی سواری پر سوار ہو کر کسریٰ کے پاس آیا اور اس کو سطح کی باتوں کی خبر دی۔ تو کسریٰ نے کہا ہم میں سے چودہ آدمی بادشاہ ہوں گے اور کئی معاملے پیش آئیں گے۔ ابن ہشام کہتے ہیں چار سال میں دس آدمی بادشاہ بن گئے اور باقی حضرت عثمان کی خلافت کے آخر تک ختم ہو گئے۔ بابل سے مراد عراق کا بابل ہے۔ اس کو بابل اس لئے کہتے ہیں کہ نمرود کے محل کے گرنے کے وقت زبانیں مختلف ہو گئیں تھیں اور بابل کا معنی بھی متفرق اور مختلف ہونا ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ بابل کو فنی کی سرزمین ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیاوند پہاڑ ہے۔

کسریٰ پہلا وہ مقتول ہے جس نے اپنے قاتل سے بدلہ لیا۔ جیسا کہ ابن جوزی نے کتاب الاذکیاء میں ذکر کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے۔

اس کو نجومیوں نے کہا کہ تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قاتل کو مار ڈالوں گا۔ پھر اس نے ایک خالص زہر لے کر ڈبیا میں ڈالا اور اس پر یہ لکھ دیا یہ قوت باہ کی دوا ہے۔ اور مجرب اور صحیح ہے۔ جب اس میں سے اتنی مقدار استعمال کی جائے۔ تو وہ اتنی عورتوں (یعنی بہت) سے جماع کر سکے گا۔ پھر جب اس کو اس کے بیٹے نے مار ڈالا تو اس کے خزانے کھولے تو ان میں یہ ڈبیا بھی تھی جس پر اس کی مہر لگی ہوئی تھی۔ تو اس نے اس پر مرقوم عبارت پڑھی تو کہنے لگا۔ اسی وجہ سے کسریٰ بہت عورتوں سے مجامعت کر سکتا تھا۔ اس نے اس ڈبیا کو کھولا اور مذکورہ مقدار استعمال کی تو وہ مر گیا یہ پہلا مقتول ہے جس نے اپنے قاتل سے بدلہ لیا ہے۔

باب الدال لفظ دابہ کے ذکر میں کامل ابن اثیر سے منقول بات نقل کی گئی ہے کہ کسریٰ کی تین ہزار عورتیں تھیں اور پچاس ہزار چار پائے تھے۔

## الشقحطب

بروزن سفر جل ہے۔ یہ وہ مینڈھا ہوتا ہے جس کے چار سینگ ہوتے ہیں۔ اس کی جمع شقحاط اور شقحطب ہے۔

## الشقدان

گرگٹ کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ صب، ورن، طن، سام برص اور دساسہ کو بھی شقدان کہتے ہیں۔ اس کی واحد شقدہ ہے۔

## الشقراق

شین کی کسرہ اور فتح دونوں سے ہے۔ یہ بات محکم میں ہے۔ اور ادب الکاتب ابن قتیبہ نے بھی نقل کی ہے۔ بطلیوسی نے شرح میں کہا ہے کہ شقراق میں کسرہ زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ فعلان زیر کے ساتھ اسماء کے صیغوں میں موجود ہے۔ جیسے طراح، شفقار اور فعلان فاء کی فتح سے نہیں آتا۔ پھر کہا کہ شین کے کسرہ سے ہم نے اس کو الغریب للمصنف میں پڑھا ہے۔ اس طرح اس کو خلیل نے بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں تین لغات ہیں۔ شین کے کسرہ اور قاف کے سکون سے۔ شین کی فتح اور قاف کے سکون سے۔ اور شین کی ضمہ اور قاف کے سکون کے ساتھ۔ بعض دفعہ شقراق بھی کہتے ہیں۔

یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ جسے اخیل کہتے ہیں۔ اور یہ سبز رنگ کا خوبصورت کبوتری کے برابر پرندہ ہے۔ یہ گہرا سبز ہوتا ہے اور پروں میں کچھ سیاہی ہے۔ عرب اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔

سردیوں اور گرمیوں میں اس کی الگ الگ قیام کی جگہیں ہیں یہ روم شام خراسان اور ان کے نواحی علاقوں میں اکثر پایا جاتا ہے۔ یہ سیاہ سبز اور سرخ دھاریوں والا ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں لالچ، سختی اور دوسروں کے بچے چرانے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ ہمیشہ انسانوں سے دور رہتا ہے۔ اور ٹیلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے مالوف ہوتا ہے۔ لیکن اونچی آبادیوں میں جہاں ہاتھ نہ پہنچ سکتا ہو وہاں اپنے انڈے سیتا ہے اس کا گھونسلا نہایت بدبودار ہوتا ہے۔

غنیۃ کے شارح اور جاحظ نے کہا ہے کہ یہ کووں کی ایک قسم ہے۔ اس کی طبیعت میں جفتی سے کراہت ہوتی ہے۔ جب اس سے کوئی پرندہ جھگڑے تو یہ اس کو مارتا بھی ہے۔ اور چیختا چلاتا ہے گویا کہ اسے مار پڑ رہی ہے۔

شرعی حکم: رویانی اور بغوی نے اس کی خباثت کی وجہ سے اس کو جزا حرام کہا ہے۔

رائفی نے صیری سے نقل کیا ہے کہ حرمت نقل کرنے والوں میں عجلی ہے جو غنیہ بن سرتج کا شارح ہے۔ ماوردی نے اس کی تحریم اور عقنق کی تحریم جزا "حاوی" میں بیان کی ہے۔ اور علت یہ بیان کی ہے کہ عربوں کے نزدیک یہ دونوں خبیث ہیں اور یہی اکثر کا قول ہے مگر بعض اصحاب اس کی حلت کے قائل ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اشام من الاخیل وهو شقراق یعنی فلاں آدمی اخیل سے بھی زیادہ منحوس ہے۔  
خواص: جب سونا کسوٹی پر ناقص نکلے تو اس کو پگھلا کر اس کا پتہ اس پر ڈالا جائے تو وہ سرخ ہو جاتا ہے اور کسوٹی میں بڑھ جائے گا جس طرح لومڑ کا پتہ ڈالنے سے معیار کم ہو جاتا ہے۔ جب اس کے پتے کا خضاب بنایا جائے تو بالوں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اس کا گوشت سخت گرم ہوتا ہے۔ اس میں بہت زیادہ سٹرانڈ ہوتی ہے۔ مگر یہ آنتوں کی غلیظ ریح کو تحلیل کر دیتا ہے۔  
تعبیر: اس کا خواب میں دیکھنا خوبصورت عورت ہے۔

## الشمسیة

ابوحیان تو حیدی نے کہا کہ یہ سرخ رنگ کا چمکتی آنکھوں والا سانپ ہے یہ جب بڑا ہو جائے اور اس کو آنکھوں کی بیماری لگ

جائے اور اندھا ہو جائے تو یہ ایک مشرقی دیوار کو ڈھونڈ کر سورج کے طلوع ہونے کے بعد اپنی آنکھیں اس سورج کی طرف لگا دیتا ہے جب ان میں سورج کی شعاعیں داخل ہوتی ہیں تو اس کی تاریکی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ سات دن کرتا ہے تو اس کی نظر بالکل صحیح ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جب بھی کوئی سانپ اندھا ہو جاتا ہے تو وہ ایک پودے جس کو سبز زیاںج کہتے ہیں تلاش کر کے آنکھوں میں سرمہ لگاتا ہے تو اس کی آنکھیں درست ہو جاتی ہیں۔

## الشنقب

بروزن قنفذ یہ پرندوں کی ایک مشہور قسم ہے۔

## شہ

ابن سیدہ نے کہا کہ یہ ایک پرندہ ہے جو شاہین کے مشابہ ہوتا ہے اور کبوتر کی طرح ہوتا ہے لیکن کبوتر نہیں ہوتا۔ یہ لفظ عجمی ہے۔

## الشہام

جننی کو کہتے ہیں یہ بات جو ہری نے کہی ہے۔ سعلاۃ کا ذکر باب السین میں گزر چکا ہے۔

## الشہرمان

یہ پانی کے پرندوں کی ایک قسم ہے۔ جو چھوٹی ٹانگوں والا ڈبے رنگ کا اور لقلق سے چھوٹا ہوتا ہے۔ بعض نادر کتابوں میں ہے کہ یہ ایک پرندوں کی قسم ہے۔

## الشوحة

ابن صلاح نے اپنی کتاب فتاویٰ میں کہا ہے کہ چیل کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الحاء مہملہ میں گزر چکا ہے۔

## الشوف

سہی کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا۔

## الشوشب

چچڑی، پچھو اور چیونٹی کو کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ذکر آگے آئے گا۔

## الشوط

یہ مچھلی کی ایک قسم ہے یہ شبوط نہیں ہے یہ بات جو ہری نے کہی ہے۔

## شوط براح

گیدڑ کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ کہتے ہیں کہ روشندان کی روشنی میں جو ذرات نظر آتے ہیں ان کو شوط باطل کہتے ہیں۔

## الشول

وہ اونٹنی جس کا دودھ خشک ہو چکا ہو اور اس کے تھن اوپر کوسکڑ چکے ہوں۔ اور اس کو بچہ جنے ہوئے سات یا آٹھ مہینے گزر چکے ہوں۔ اس کا واحد شائلہ ہے۔ اور یہ جمع غیر قیاسی ہے۔ جب تم کہو گے تشولت الناقہ تو معنی ہوگا وہ شائلہ ہوگئی۔ اس کی مثال بیان کی جاتی ہے کہ لا یجتمع فحلان فی شول۔ ایک شول میں دو سانڈھا کٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ مثال عبد الملک بن مروان نے اس وقت ذکر کی تھی جب اس نے عمرو بن سعید الاشدق کو قتل کیا تھا۔ یہ معنی اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا. اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو یہ زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔ زخسری نے بھی اس بات کو کشف میں نقل کیا ہے۔ فحل کے ذکر میں ان شاء اللہ شول کا مزید بیان آگے آئے گا۔

## شولة

یہ بچھوں کے ناموں میں سے ہے۔ اس کو شولہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دم کو اٹھاتا ہے جس میں کانٹا ہوتا ہے۔ اس کا لفظ اور اس کے بارے میں بیان انشاء اللہ باب العین المہملہ میں آئے گا۔

## الشیخ الیہودی

ابو حامد اور القزوی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ یہ ایک ایسا جانور ہے جس کا چہرہ انسان کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی داڑھی سفید ہوتی ہے اور اس کا بدن مینڈک کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے بال گائے کی طرح ہوتے ہیں اور حجم بچھڑے جتنا ہوتا ہے۔ یہ ہفتہ کی رات کو سمندر سے نکلتا ہے جو اتوار کے سورج غروب ہونے تک باہر ہی رہتا ہے پھر یہ مینڈک کی طرح کود کر پانی میں چلا جاتا ہے پھر اس کو کشتیاں بھی نہیں پاسکتیں۔

شرعی حکم: یہ بھی مچھلی کے عموم میں داخل ہے۔ کما تقدم

طبی خواص: ماہرین طب نے بیان کیا ہے کہ اس کی جلد جب پیروں کے آس پاس پر رکھی جائے تو اسی وقت اس کے درد کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

## الشیذمان

شین کی فتح ذال کے ضمہ کے ساتھ ہے بھڑیے کو کہتے ہیں ذال معجمہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## الشیصبان

مذکر چیونٹی کو کہتے ہیں۔

## الشیع

بروزن البیع۔ یہ شیر کے بچے کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الہمزہ لفظ اسد میں گزر چکا ہے۔

## الشیم

چھیلوں کی ایک قسم ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

قل لطغام الازد لا تطروا بالشیم والجریث والنکعند  
”ازد کے کینے لوگوں کو کہہ دو کہ تم شیم جریث اور نکعند پر فخر نہ کرو۔“

## الشیہم

ضیغم کی طرح ہے مذکر سیہی کو کہتے ہیں۔ اسی شاعر نے کہا:

لئن جد اسباب العداوة بیننا لئر تحلن منی علی ظہر شیہم  
”اگر دشمنی کے اسباب ہمارے درمیان حقیقت بن جائیں تو میں تجھ کو مذکر سیہی پر سوار کر دوں گا۔“  
اصمعی کہتے ہیں الشہام جنیوں کو کہتے ہیں۔

فائدہ: ابو ذویب ہذلی شاعر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ نبی ﷺ بیمار ہو گئے تو میں بڑا غمگین ہو گیا اور میں نے وہ رات اس طرح گزاری جس کا نہ اندھیرا چھٹتا تھا اور نہ صبح طلوع ہوتی تھی۔ تو میں اس کی سختی برداشت کر رہا تھا۔ یہاں تک سحری کے وقت میں تھوڑا سا اونگھ گیا تو ایک غیبی آواز آئی جو یہ کہہ رہی تھی۔

خطب اجل ناخ بالاسلام بین النخیل ومعقد الاطام  
”بہت بڑی مصیبت ہے۔ اسلام کھجوروں اور ٹیلوں کی منازل میں بیٹھ گیا۔“

قبض النبی محمد فعیوننا تدری الدموع علیہ بالاسجام  
”نبی محمد ﷺ کی روح قبض کر لی گئی اور ہماری آنکھیں ان پر بادل کے پانی کی طرح آنسو بہا رہی ہیں۔“

ابو ذویب کہتے ہیں میں اپنے خواب سے ڈر کر جاگ اٹھا میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میں نے سعد الذانح کے علاوہ کچھ نہ دیکھا تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ عرب میں ذبح کا عمل واقعہ ہوگا اور میں نے یہ جان لیا کہ یا تو نبی ﷺ فوت ہو گئے یا آپ



اسی بیماری سے فوت ہو جائیں گے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑا جب صبح ہوئی تو میں نے کوئی ایسی چیز تلاش کی جس سے میں فال پکڑوں میرا سامنا ایک مذکر سیبی سے ہوا جس نے ایک سانپ کو پکڑ رکھا تھا جو اس پر لپٹا ہوا تھا۔ سیبی اس کو چباتی رہی یہاں تک کہ اس کو کھا گئی تو میں نے اس سے یہ فال پکڑی کہ شہم سے مراد ایک اہم چیز ہے اور سانپ کے لپٹنے سے میں یہ مراد لی کہ لوگ نبی ﷺ کے بعد حق سے پھر جائیں گے اور قائم بالا مر سے ہٹ جائیں گے۔ پھر میں نے شہم کے سانپ کھانے کی یہ تاویل کی کہ نبی ﷺ کے بعد خلیفہ اس معاملہ پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو ہانکا یہاں تک کہ جنگل میں چلا گیا۔ پھر میں نے پرندے کی فال پکڑی تو اس نے مجھے آپ کی وفات کی خبر دی۔ پھر کوئے نے آواز نکالی اور اس نے بھی یہی کہا تو میں نے اپنے راستے میں پیش آنے والے شر سے اللہ کی پناہ چاہی۔ جب میں مدینے پہنچا تو وہاں رونے کا شور تھا جیسے حاجیوں کا شور ہوتا ہے جب وہ احرام کا تلبیہ کہتے ہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو لوگوں نے کہا کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں میں مسجد گیا تو وہ بھی خالی تھی پھر میں نبی ﷺ کے گھر گیا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ اور کہا گیا کہ آپ چادر سے ڈھانپے ہوئے ہیں اور ان کے گھر والے ان کے پاس ہیں میں نے کہا کہ لوگ کہاں ہیں تو بتایا گیا کہ وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کی طرف گئے ہیں۔ میں سقیفہ میں گیا تو وہاں ابو بکر عمر ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت کو پایا۔ میں نے انصار کو دیکھا کہ ان میں سعد بن عبادہ اور ان کے شاعر حسان بن ثابت اور کعب بن مالک تھے پھر میں قریش کی طرف آیا۔ انصار نے خطاب کیا اور انہوں نے لمبی گفتگو کی اور لمبا جواب دیا اور ابو بکر بولے اور ان کی خوبی ہے کہ وہ لمبا کلام نہیں کرتے اور فصل الخطاب کے مواقع جانتے ہیں اور اللہ کی قسم انہوں نے ایسی گفتگو کی کہ ہر سننے والا اس سے متاثر ہوا اور اس کی طرف مائل ہو گیا پھر عمر نے ان کے بعد ان سے کم گفتگو کی اور ابو بکر کو کہا اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ میں آپ کی بیعت کرتا ہوں انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اور باقی تمام لوگوں ان کی بیعت کر لی۔ ابو بکر بھی اور میں آپ کے ساتھ لوٹ آیا۔

ابو ذؤیب کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے جنازے اور دفن کے وقت میں حاضر تھا۔

## ابو شبقونہ

شین کے ضمہ باء کے سکون قاف کے ضمہ اس کے بعد نون کے ساتھ ہے۔ مرصع میں ہے۔ کہ یہ ایک پرندہ ہے جو اونٹوں اور چوپایوں کے ساتھ ہوتا ہے اور رکھیاں کھاتا ہے۔ واللہ اعلم

## باب الصاد المهملة

### الصَّوَابَةُ

ہمزہ کے ساتھ ہے۔ یہ جوں کے انڈے کو کہتے ہیں اس کی جمع صَوَاب اور صَبَاب ہوتی ہے اور عام لوگ اس کو بالتخفیف صِیَاب بھی کہتے ہیں جبکہ صحیح ہمزہ کے ساتھ ہے ابن السکیت کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے سر میں جوئیں ہیں۔ اور اس کی جمع صَبَاب ہمزہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ صِیْب راسہ یعنی اس کے سر میں جوئیں ہو گئیں۔ جاظ نے ایاس بن معاویہ

سے نقل کیا ہے کہ صبا ن مذکر جوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ وہ جانور ہے جس کے مذکر اپنے مونث سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جیسے زراریق اور بزاۃ۔ ان میں زراریق مذکر ہوتے ہیں اور بزاۃ مونث ہوتے ہیں۔ صواب میں مذکر کوئی نہیں ہوتا۔

خیثمہ بن سلیمان نے اپنی مسند کے پندرہویں جزء کے آخر میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تیامت کے دن ترازو لگائے جائیں گے اور نیکیوں اور برائیوں کو تولاد جائے گا تو جس کی نیکیاں صوابہ کے وزن کے برابر زیادہ ہو گئیں تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس کی برائیاں صوابہ کے وزن کے برابر نیکیوں سے زیادہ ہو گئیں وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو گئیں تو اس کا کیا بنے گا تو آپ نے فرمایا یہی لوگ اعراف والے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے مگر داخل ہونا چاہیں گے۔

شرعی حکم: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محرم کے لئے صبیان کا بھی وہی حکم ہے جو جوں کا ہے جب محرم ان میں سے کسی کو مارے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ صدقہ کرے چاہے ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔ ”الروضہ“ میں اس باب کو جزاً بیان کیا گیا ہے کہ یہ جوں کے انڈے ہوتے ہیں جیسا کہ جوہری وغیرہ نے کہا ہے۔ سمندری کچھوے میں گزر چکا ہے کہ گوبر کی کنگھی سر میں کرنے سے صبیان ختم ہو جاتے ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں بعد فی مثل الصواب و فی عینہ مثل الجزۃ۔ یعنی وہ میرے صواب جتنے عیب بھی شمار کرتا ہے حالانکہ اس کی اپنی آنکھوں میں روئی کے گچھے موجود ہیں۔

میدانی کہتے ہیں یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے کہ تمہاری تھوڑی خطا پر تمہیں ملامت کرے جبکہ اس میں یہ عیب تم سے بھی زیادہ موجود ہو۔ اور ریاشی نے یہ شعر کہا ہے۔

الا ایہا ذا اللائمى فى خلیقتى  
هل النفس فیما کان منک تلوم  
”اے میری عادات میں مجھے ملامت کرنے والے کیا وہ عیب جو تجھ میں ہے تیرا نفس تجھے اس پر ملامت کرتا ہے؟“  
فکیف تری فی عین صاحبک القذی  
وتنسی قذی عینک وهو عظیم  
”پس تو اپنے ساتھی کی آنکھ میں ایک تنکا کیسے دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ کا تنکا بھول جاتا ہے حالانکہ وہ بہت بڑا ہے۔“

## الصارخ

مرغ کو کہتے ہیں۔ امام بخاری مسلم ابوداؤد نسائی نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے عمل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ عمل میں ہمیشگی کو پسند کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ نماز کس وقت پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا جب آپ ﷺ صارخ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ امام نووی کہتے ہیں یہاں صارخ سے مراد باتفاق علماء مرغ ہے۔ اور اس کورات کے وقت زیادہ چیخنے کی وجہ سے صارخ کہتے ہیں۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں کہا ہے کہ یہ وقت رات کا چھٹا حصہ یا اس سے تھوڑا کم ہوتا ہے۔

## الصارف

اس کو صفا ریہ بھی کہتے ہیں یہ ایک مشہور پرندہ جو چڑیوں کی قسم میں سے ہے۔ اس کی عادت ہے کہ جب رات ہوتی ہے تو یہ درخت کی ٹہنیوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔ اور اپنی ٹانگوں کو اس سے چمٹا لیتا ہے اور اپنے سر کو جھکا کر صبح کے طلوع ہونے اور روشنی کے ظاہر ہونے تک چمٹا رہتا ہے۔ قزوینی کہتے ہیں یہ اس ڈر سے چمٹتا ہے کہ کہیں آسمان اس پر گرنہ پڑے۔ دوسروں نے کہا کہ صافر تنوط کو کہتے ہیں جس کا ذکر باب التاء میں گزر چکا ہے۔ اور یہ کہ اگر اس کا کوئی گھونسلہ ہو تو یہ اس کو نقشہ کی طرح بناتا ہے۔ اور اگر اس کا کوئی گھونسلہ نہ ہو تو یہ ٹہنیوں کے ساتھ لٹک جاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اجبن و احیر من صافر یعنی فلاں آدمی صافر سے بھی زیادہ بزدل اور حیران ہے اور عربوں کا یہ کہنا کہ مافی الدار صافر تو اصمعی اور ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ یہاں صافر بمعنی مصفور ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے ماء دافق سرکاتم یعنی ماء مدفوق و سر مکتوم یعنی گھر میں کوئی ایسا نہیں جس کو بلایا جائے اور ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے یعنی گھر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو چیخے۔

تعبیر الروایا: اس کو خواب میں دیکھنا حیرت پر دلالت کرتا ہے اور دشمن کے خوف سے صاحب اقتدار کی طرف پناہ لینے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ مثال میں کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی صافر سے بھی زیادہ حیران ہے۔

## الصدف

پسی سمندری جانور ہے۔ ابن عباس کی حدیث ہے کہ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو پسی اپنا منہ کھول لیتی ہے۔ یہ موتی کا غلاف ہوتا ہے۔ اس کی واحد صدفہ ہے۔ آنے والے اونٹوں کو صوادف کہتے ہیں جبکہ حوض پر پہلے سے اونٹ موجود ہوں اور یہ آنے والے ان کے پیچھے کھڑے ہو جائیں اور ان کے پانی پینے کا انتظار کریں تا کہ یہ داخل ہو سکیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

النظرات العقب الصوادف

”انتظار کرنے والے جو پیچھے آنے والے ہوتے ہیں وہ بالمقابل کھڑے ہوتے ہیں۔“

لؤلؤ کے خواص میں یہ بات ہے کہ یہ خفقان کو اور مرة السوداء کی بیماری کو دور کرتا ہے۔ اور دل و جگر کے خون کو صاف کرتا ہے اور آنکھ کو صاف کرتا ہے اسی لئے اس کو سرمہ میں ڈالا جاتا ہے۔

جب اس کو حل کر کے پانی بنا لیا جائے اور جسم کے سفید داغوں پر لگایا جائے تو پہلی دفعہ کے لگانے سے ہی وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

تعبیر الروایا: اس کی کئی وجوہات ہیں۔ یہ بچوں، غلام، لونڈیوں اور مال اور اچھی باتوں پر دلالت کرتا ہے۔ جو خواب میں دیکھے کہ وہ موتی میں سیدھی سوراخ کر رہا ہے تو قرآن کی درست تفسیر کرے گا۔ اور جو شخص دیکھے کہ موتی اس کے ہاتھ میں بکھرے

ہوئے ہیں۔ تو اس کی بیوی اگر حاملہ ہوگی تو اس کے لئے بچے کی خوشخبری ہے۔ اگر بیوی حاملہ نہ ہوئی تو وہ ایک غلام کا مالک ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ﴾

جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ موتی اکھیڑ کر بیچ رہا ہے تو وہ قرآن بھول جائے گا۔ اور اگر اس کو اکھیڑے بغیر بیچ دیا تو وہ لوگوں میں ثابت عمل رہے گا۔

جس نے دیکھا کہ وہ موتی بکھیر رہا ہے اور لوگ اس کو اٹھا رہے ہیں تو وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے گا اور اس کا وعظ لوگوں کو نفع دے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں موتی ہے اس کو مذکر بچے کی خوشخبری ملے گی۔ لیکن اگر اس کی بیوی حاملہ نہ ہوئی تو وہ لونڈی خریدے گا۔ اگر وہ مجرد ہے تو شادی کرے گا۔ جس نے دیکھا کہ وہ سمندر سے بہت سے موتی نکال رہا ہے جن کو ماپا اور باٹوں کے ذریعے تو لا جا رہا ہے۔ اس کو ایسے آدمی سے جو سمندر سے منسوب ہے سے بہت زیادہ مال ملے گا۔ جا ما سب نے کہا ہے کہ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ موتیوں کو گن رہا ہے۔ اس کو مشقت پہنچے گی۔ جس شخص کو موتی دیا گیا وہ رئیس بنے گا۔ جس نے موتی دیکھا وہ خوشی حاصل کرے گا۔ موتیوں کا ہار خوبصورت عورت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہار سے مراد کبھی کبھی نکاح ہوتا ہے۔

طبی خواص: قزوینی کہتے ہیں کہ نقرس کی بیماری کے لئے صدف مفید ہے اور مفاصل پر لپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ جب سر کے ساتھ پس کرناک میں چڑھایا جائے تو نکسیر ختم ہو جاتی ہے۔ پیسی کا گوشت کتے کے کانے پر مفید ہے۔ اور اس کی راکھ دانتوں کو مسواک کرنے سے صاف کرتی ہے۔ اگر اس کی راکھ آنکھوں میں لگائی جائے تو آنکھوں کے زخموں میں مفید ہے۔ پلکوں کے زائد بالوں کو نوچنے کے بعد وہاں پر لگانے سے بال دوبارہ نہیں اگتے۔ جلے ہوئے مقام پر لگانا بھی مفید ہے۔ اس کا صاف ٹکڑا کسی بچے پر باندھا جائے تو اس کے دانت بغیر درد کے نکل آتے ہیں۔ دوسروں نے کہا وہ پیسی جس کے اندر ایک کیڑا موجود ہو اور اس کے سر پر پتھر کی طرح پردہ ہو اس کو پیس کر سونے والے کے منہ پر ڈالا جائے تو زیادہ دیر تک حرکت نہیں کرتا۔ یہ بھنگ سے بھی زیادہ نیند آور ہے۔ ایک پیسی لے کر اس کو گائے کے دودھ کے ساتھ کوٹ کرناک پر لپ کیا جائے تو اس سے نکسیر رک جاتی ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں پیسی ہے تو وہ اپنے عزم کردہ کام پر روکا جائے گا اور اپنے ارادے کو ختم کر دے گا چاہے وہ خیر ہو یا شر۔

## الصدی

یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔ عرب کہتے ہیں کہ یہ مقتول کے سر سے پیدا ہوتا ہے اور جب اس کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی میں چیختا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے اس کا خون پلاؤ۔ یہاں تک کہ اس کا قاتل قتل کر دیا جائے۔ اسی لئے اس کو صاد بھی کہتے ہیں یعنی پیاسا۔

صدی مذکورہ کو کہتے ہیں اس کی جمع اصدا ہے اس کو پہاڑوں یا ٹیلوں کا بیٹا بھی کہتے ہیں۔ اور رضوی کی بیٹیاں بھی کہتے

ہیں۔

عذیس عبدی نے کہا کہ صدی اس کو کہتے ہیں جو رات کو رک جاتا ہے۔ اور چھلانگیں لگاتا ہے۔ لوگ اس کو جندب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ صدی ہوتا ہے اور جندب صدی سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور صدی اس آواز کو بھی کہتے ہیں جو کسی چیز سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہے۔

باب الباء موحدہ میں لیلیٰ اخیلیہ کے دوست کا قول گزر چکا ہے۔

ولو ان لیلی الاخیلیہ سلمت علی ودونی جندل و صفائح  
”اگر لیلیٰ اخیلیہ مجھ کو سلام کہے حالانکہ میرے آگے پہاڑ اور سلیں ہیں۔“

لسلمت تسلیم البشاشة اوزقا الیہا صدی من جانب القبر صائح  
”تو میں بھی اس پر خوشی کا سلام بھیجوں گا یا قبر کی جانب ایک چیخنے والے کی آواز اس تک میرا سلام پہنچا دے گی۔“  
صدی وہ آواز ہے جو پہاڑوں سے مڑ کر آتی ہے۔ اور ابوالمحسن بن شوی کے یہ شعر ایسے شخص کے بارے میں ہیں جو بھید کو چھپاتا نہیں ہے اور بڑی عمدہ بات کہی ہے۔

لی صدیق غدا وان کان لا ینس طق الابغیة او محال  
”میرا ایک دوست ہے جو جب بھی بولتا ہے غیبت کرتا ہے یا محال گفتگو کرتا ہے۔“

اشبه الناس بالصدی ان نحدث به حدیثا اعادہ فی الحال  
”تمام لوگوں سے زیادہ وہ صدی کے مشابہ ہے۔ ہم اس کو کوئی بات بتائیں تو وہ فوراً اس بات کو لوٹاتا ہے۔“  
کہا جاتا ہے صم صداہ یا اصم اللہ صداہ۔ یعنی اللہ اس کو ہلاک کرے۔ کیونکہ جب آدمی مر جاتا ہے تو صدی اس سے کچھ نہیں سنتا کہ وہ اس کو جواب دے۔

اور اسی کے متعلق حجاج کا وہ قول ہے جو اس نے انسؓ سے کہا تھا۔ تو ہی میری مراد ہے۔ اللہ تیرے صدی کو بہرا کر دے۔  
علی بن زید بن جدعان سے روایت ہے کہ انسؓ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئے جو کہ ظالم مہلک تھا۔ تو حجاج نے ان سے کہا اے خبیث بوڑھے فتنوں میں گھوم رہے ہو کبھی ابوتراب کے ساتھ کبھی ابن زبیر کے ساتھ کبھی ابن اشعث کے ساتھ اور کبھی ابن جارود کے ساتھ۔ خدا کی قسم میں تجھے گوہ کی طرح ننگا کر دوں گا اور تجھے اس طرح اکھیڑوں گا جس طرح گوند درخت سے اکھیڑی جاتی ہے اور میں تیری چمڑی اتار دوں گا جیسے سلم درخت کی کھال اتاری جاتی ہے۔ ان شریروں بخیلوں اور منافقوں پر تعجب ہے۔ انسؓ نے کہا امیر کی مراد کون ہے؟ حجاج نے کہا تو ہی میری مراد ہے۔ اللہ تیرے صدی کو بہرا کر دے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ جب انسؓ اس کے پاس سے نکلے تو کہنے لگے۔ اللہ کی قسم اگر میرا بیٹا نہ ہوتا تو میں اس کو ضرور جواب دیتا۔ پھر عبد الملک بن مروان کو اس سارے رویے کے متعلق لکھا جو حجاج نے اس سے کیا تھا۔ تو عبد الملک نے حجاج کو ایک خط لکھا جو اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المہاجر مولیٰ بنی مخزوم کے ہاتھ بھیجا۔ تو وہ حجاج کے پاس آیا مگر پہلے انسؓ کے پاس گیا ان سے کہا کہ امیر المومنین نے اس بات کو بڑا عظیم معاملہ سمجھا جو حجاج نے آپ کے ساتھ کیا ہے اور میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ امیر المومنین کے نزدیک حجاج کے برابر وقعت

والا کوئی نہیں۔ اور اس نے اسے لکھا ہے کہ تیرے پاس آئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تو اس کے پاس جا پھر وہ تجھ سے معذرت کرنے پھر جب تو اس کے پاس سے نکلے گا تو وہ تیری تعظیم کر رہا ہوگا اور تیرا حق پہنچاتا ہوگا۔ پھر وہ حجاج کے پاس آیا اور اس کو عبد الملک کا خط دیا تو اس کا چہرہ بدل گیا اور اپنے چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا اللہ امیر کو معاف فرمائے۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ میری طرف سے اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ اسماعیل نے کہا کہ پھر اس نے خط میری طرف پھینک دیا اس کا خیال تھا کہ میں نے یہ خط پڑھ لیا ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ مجھے انس کے پاس لے جاؤ تو میں نے کہا وہ آپ کے پاس آئے گا۔ تو میں انس کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آؤ حجاج کے پاس جائیں۔ تو وہ اس کے پاس گئے۔ اور آپ کو اس نے خوش آمدید کہا اور کہا کہ اے ابو حمزہ تو نے ملامت کی بات جلدی سے پہنچادی ہے۔ میں نے جو تیرے ساتھ سلوک کیا ہے وہ کسی کینے کی وجہ سے نہیں تھا۔ لیکن عراقی لوگ یہ بات پسند نہیں کرتے کہ ان پر اللہ کا غلبہ ہو جو ان پر اپنی حجت قائم کرے اس کے ساتھ ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ عراقی منافق جان لیں کہ میں جب آپ کے خلاف اقدام کر سکتا ہوں تو وہ میرے نزدیک کم تر ہیں اور میں ان کی طرف تیزی سے اقدام کر سکتا ہوں۔ ہم آپ سے عتاب کا ازالہ کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں۔ انس نے کہا میں نے ملامت میں جلدی نہیں کی یہاں تک کہ تو نے مجھے عوام میں بے عزت کیا ہے۔ اور ہمارا نام تو نے شریر رکھا ہے۔ جبکہ ہمارا نام تو اللہ نے انصار رکھا ہے۔ تو نے کہا کہ ہم اہل بخل ہیں حالانکہ ہم اپنی جانوں پر ایثار کرنے والے ہیں۔ اور تو نے ہم کو اہل نفاق کہا ہے جبکہ ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے اس سے پہلے دار اور ایمان کو جگہ دی۔ اور تو کہتا ہے کہ تو نے مجھے اہل عراق کا ذریعہ بنا لیا ہے اور اپنے لئے تو ایسے کام کو مجھ سے حلال کریں جو اللہ نے تیرے اوپر حرام کیا تھا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی حاکم ہے۔ اور وہ رضا کو بہت پسند کرتا ہے اور غصے کو بہت ناپسند کرتا ہے۔ اور وہ ہی بندوں کو بدلہ دے گا اور ان کے اعمال کا ثواب دے گا۔

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى﴾

اللہ کی قسم نصاریٰ اپنے کفر و شرک کے باوجود اگر ایک آدمی کو دیکھیں کہ اس نے عیسیٰ کی ایک دن بھی خدمت کی ہے تو وہ اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو تو نے کیسے میرا نبی ﷺ کی دس سال تک خدمت کرنا یاد نہ رکھا۔ اگر تمہارا ہم پر کوئی احسان ہوتا تو ہم اس کا شکر ادا کرتے اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہوگی تو ہم صبر کریں گے یہاں تک کہ اللہ کشادگی لے آئے۔

راوی کہتے ہیں۔ کہ عبد الملک نے جو خط حجاج کو لکھا وہ یہ ہے۔

اما بعد! تو ایسا آدمی ہے کہ تمام امور تیرے ساتھ لے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ تو اپنی حالت سے تجاوز کر گیا ہے۔ اللہ کی قسم منقے کی گھٹلیاں بکھیرنے والی ماں کے بیٹے میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تجھے ایسا بھنبھوڑوں جیسے شیر لومڑیوں کو بھنبھوڑتے ہیں اور تجھے ایسا حیران کر دوں کہ تم یہ پسند کرو کہ کاش کہ تو اپنی ماں کے پیٹ سے نہ ہی نکلا ہوتا مجھے پتہ چلا ہے جو تو نے انس سے سلوک کیا ہے۔ میرا خیال ہے تو یہ چاہتا ہے کہ امیر المؤمنین کا امتحان لے پھر اگر اس کے پاس کچھ غیرت ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تو ایک قدم اور آگے بڑھ جائے گا۔ اللہ کی تجھ پر اور تیرے آباء پر لعنت ہو۔ تو چند ہی آنکھوں والا ہے۔ بیٹھے ہوئے ابروؤں والا ہے۔ پتلی پنڈلیوں والا ہے۔ تو طائف میں اپنے آباء کے مرتبے کو بھول گیا ہے اور جس کمینگی اور ملامت کی جگہ پر وہ تھے اس کو بھی بھول گیا ہے جبکہ وہ گھاٹیوں میں اپنے ہاتھوں سے کنویں کھودتے تھے اور پتھروں کو اپنی پیٹھوں پر اٹھا کر ڈھوتے تھے۔ جب تیرے پاس میرا

خط آئے اور تو اس کو پڑھ لے تو انس کو اس کے گھر ملنے سے پہلے اس کو نیچے نہ رکھنا۔ اور اس سے معذرت کرو وگرنہ امیر المومنین تیری طرف اس آدمی کو بھیجیں گے جو تجھے پیٹ اور پیٹھ کے بل گھسیٹے گا یہاں تک کہ تو انس کے پاس پہنچ جائے گا۔ پھر وہ تیرے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ اور امیر المومنین پر تیری کوئی خبر پوشیدہ نہیں رہے گی۔ وَلِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ امیر المومنین کے خط کی مخالفت نہ کرنا اور انس رضی اللہ عنہ کی اور اس کی اولاد کی عزت کرنا اور نہ میں تیرے پاس اس آدمی کو بھیجوں گا جو تیرا پردہ پھاڑ دے گا اور تجھ پر تیرے دشمن کو خوش کر دے گا۔ والسلام

انسؓ ۹۱، ۹۲، ۹۳ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔

## الصراخ

کتان کے وزن پر ہے۔ مور کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر انشاء اللہ باب الطاء مہملہ میں آئے گا۔

## صرار الليل

یہ جدجد کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الجیم میں گزر چکا ہے۔ یہ جناب سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ بعض اہل عرب اس کو صدی کہتے ہیں۔

## الصراح

بروزن رمان۔ عرب کے نزدیک مشہور پرندہ ہے۔ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔

## الصد

رطب کے وزن پر۔ شیخ ابو عمرو بن صلاح نے کہا کہ یہ لفظ بے نقطہ ہے اور جُعَلُ کے وزن پر ہے۔ اس کی کنیت ابو کثیر ہے۔ یہ چڑیا سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی جمع صردان ہے یہ بات نصر بن شمیل نے کہی ہے۔ اس پر سیاہ سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ یہ موٹے سروالا ہوتا ہے۔ درخت کے اندر ہوتا ہے۔ آدھا سفید اور آدھا سیاہ ہوتا ہے۔ موٹی چونچ والا ہوتا ہے۔ اس کی انگلیاں بڑی ہوتی ہیں۔ یہ صرف شگافوں یا درختوں میں رہتا ہے۔ اس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ یہ بدخلق ہے۔ لوگوں سے بہت نفرت کرتا ہے۔ اس کی غذا گوشت سے ہے۔ اس کی آوازیں مختلف ہوتی ہیں۔ جس پرندہ کا شکار کرنا چاہے اس پرندے کی بولی بولتا ہے۔ تو اسے اپنے قریب آنے کے لئے بلاتا ہے۔ جب وہ اس کے قریب چلے جاتے ہیں تو ان پر سخت حملہ کر دیتا ہے۔ اس کی چونچ بڑی سخت ہوتی ہے۔ جب کسی کو چونچ مارتا ہے تو اس کو پھاڑ دیتا ہے اور کھا جاتا ہے۔ یہ حالت اس کی ہمیشہ رہتی ہے۔ اس کا ٹھکانہ درخت اور پہاڑوں کی چوٹیاں اور قلعوں کی بلندیاں ہیں۔

فائدہ: امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے ”المدہش“ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاہُ﴾ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل کا قول نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات ساری یاد کر لی اور جو کچھ اس میں موجود تھا وہ سب جان لیا تو اپنے دل میں یہ کہا: کہ زمین پر مجھ سے زیادہ عالم کوئی بھی نہیں مگر یہ بات انہوں نے کسی اور سے نہیں کی۔ گو انہوں نے

اپنے ایک خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا یہاں تک کہ مشرق اور مغرب کے درمیان سب کچھ غرق ہو گیا تو دیکھا کہ سمندر کے اوپر ایک نیزے کی لکڑی ہے جس میں ایک لٹورا ہے۔ وہ لٹورا اس پانی کو جس نے زمین کو غرق کر دیا۔ چونچ میں بھر کر سمندر میں پھینک رہا ہے جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اس خواب نے ان کو ڈرا دیا۔ تو ان کے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے۔ کیا بات ہے اے موسیٰ کہ میں تم کو پریشان دیکھتا ہوں تو آپ نے جبریل کو اپنا خواب بتایا۔

تو جبریل نے کہا۔ آپ یہ سمجھتے تھے کہ آپ نے سارا علم حاصل کر لیا ہے اور آپ سا زیادہ عالم زمین میں کوئی نہیں رہا۔ بیشک اللہ کا ایک بندہ ہے کہ اس کے علم سے اللہ نے آپ کو اتنا علم دیا ہے۔ جتنا پانی لٹورے نے اپنی چونچ میں لے کر سمندر میں پھینکا تھا آپ نے فرمایا جبریل وہ کون آدمی ہے۔ انہوں نے کہا وہ خضر بن عامیل ہے ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں آپ نے کہا میں اس کو کہاں تلاش کروں انہوں نے کہا سمندر کی دوسری طرف اس کو تلاش کرو آپ نے فرمایا میری راہنمائی کونسی چیز کرے گی تو انہوں نے کہا تمہارا زوراہ تمہاری راہنمائی کرے گا مفسرین کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے ملاقات کا اتنا شوق تھا کہ آپ نے اپنی قوم پر کسی کو ناسب بھی نہ بنایا اور ایسے ہی چل پڑے اور اپنے نوجوان یوشع بن نون سے کہا کہ آپ میرے معاون بن سکتے ہیں تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور میرے لئے زوراہ لے لو وہ گئے اور ایک روٹی اور ایک عمدہ مچھلی نمکیں لے کر آگئے پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ کچھڑ اور مٹی میں داخل ہو گئے اور بہت زیادہ تھک گئے اور ایک چٹان کے پاس جا کر رک گئے۔

جو سمندر میں بحر آرمینیا کی مچھلی جانب ہے اس کو قلعہ المحرس کہتے ہیں وہ دونوں اس کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام وضو کرنے کے لئے گئے تو ایک جگہ داخل ہو گئے۔ تو وہاں سمندر میں جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ دیکھا اور واپس آگئے آپ کی داڑھی سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کی داڑھی بڑی خوبصورت تھی آپ کی داڑھی سے کسی کی داڑھی خوبصورت نہ تھی آپ نے اپنی داڑھی کو جھاڑا تو اس میں سے ایک قطرہ اس نمکیں بھنی مچھلی پر جا پڑا اور جنت کا پانی جس مردہ چیز پر پڑتا ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے وہ مچھلی بھی زندہ ہو گئی اور سمندر میں کود گئی اور سمندر میں اس کے جانے کی جگہ میں ایک خشک راستہ بن گیا اور یوشع علیہ السلام مچھلی کا ذکر کرنا بھول گئے۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ إِنِّي خَشِيتُ أَن يَأْتِيَ بِنَا آلِهَةً خَافِيَةً عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا آلِهَةً أَحَدًا ۗ

جب وہ دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا ہمارا کھانا لاؤ ہمیں اس سفر سے تھکاوٹ پہنچ چکی ہے تو انہوں نے آپ سے مچھلی کا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اسی چیز کا ارادہ لے کر ہم نکلے تھے پھر وہ دونوں اپنے نشانات پر واپس آگئے تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا تو وہ جم گیا اور چلنے کا راستہ بن گیا جس پر موسیٰ اور ان کا نوجوان چل سکیں مچھلی ان دونوں کے آگے آگے چل پڑی یہاں تک کہ وہ خشکی پر نکل گئی وہ دونوں اس کے پیچھے سڑک کے درمیان چلتے رہے تو آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ سڑک کے درمیان والا حصہ چھوڑ دیں کیونکہ یہ ابلیس کے عرش کی طرف جاتا ہے اور تم دونوں دہنی طرف ہو جاؤ وہ دونوں دہنی طرف مڑ گئے یہاں تک کہ ایک بڑے پتھر کے پاس جا پہنچے جس کے پاس نماز کی جگہ بنی ہوئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ جگہ کتنی اچھی ہے۔ اور نیک بندے کے لئے ایسی ہی جگہ ہونی چاہیے پھر وہ دونوں وہاں ٹھہرے رہے



کہ خضر علیہ السلام وہاں آگئے یہاں تک کہ وہ بھی اسی جگہ پہنچ گئے۔ جب اس پر کھڑے ہوئے تو وہاں سبزہ لہلا اٹھا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کو خضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ جس سفید ٹکڑے پر کھڑے ہوتے تو وہ سبز ہو جاتا..... تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا خضر تو انہوں نے کہا اے بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ تجھ پر بھی سلام ہو آپ نے فرمایا کہ تجھے کس نے بتایا کہ میں کون ہوں تو انہوں نے کہا مجھے اس ذات نے بتایا جس نے آپ کو میری جگہ بتائی۔ پھر ان کو وہ واقعہ پیش آیا جو قرآن میں مذکور ہے۔

ان دونوں کا ذکر باب الحاء میں اللحوت کے ضمن پہلے گزر چکا ہے۔ اور ہم نے وہاں خضر علیہ السلام کے نام نسب اور نبوت کے متعلق اختلاف بھی نقل کیا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اسی جانور کو الصرد الصوام بھی کہتے ہیں۔

ہم نے معجم عبدالغنی بن قانع میں ابو غلیظ امیہ بن خلف جمحی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر ایک لٹورا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا جانور ہے جس نے روزہ رکھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشور کا روزہ رکھا۔ حافظ ابو موسیٰ نے بھی اسے روایت کیا ہے یہ روایت راوی کے نام کی طرح ہی غلیظ ہے امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ ان روایات میں سے ہے جن کو قاتلان حسین نے وضع کیا ہے اس روایت کو عبداللہ بن معاویہ بن موسیٰ نے ابو غلیظ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر ایک لٹورا تھا آپ نے فرمایا یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا یہ حدیث باطل ہے اور اس کے راوی مجہول ہیں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ جب ابراہیم شام سے بیت اللہ بنانے کے لئے نکلے تو آپ کے ساتھ سکیئہ اور لٹورہ تھے۔ لٹورہ آپ کی جگہ پر راہنمائی کرتا تھا اور سکیئہ اس کی مقدار کی راہنمائی کرتی تھی۔ جب وہ بیت اللہ کے مقام پر پہنچے۔ سکیئہ بیت اللہ کی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اور آواز دی ابراہیم میرے سائے کی جگہ پر بیت اللہ بناؤ۔ مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اللہ نے زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ کی جگہ پیدا کی تھی تو وہ پانی پر ایک پیر کی شکل میں تھا پھر زمین اس کے نیچے بچھائی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو وہ وحشت اور ڈر محسوس کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اللہ سے اس بات کی شکایت کی تو اللہ نے آپ کے لئے بیت المعمور اتار دیا۔ اور وہ جنت کے موتیوں میں سے ایک موتی تھا۔ اس کے دو دروازے مشرقی اور مغربی سبز زبرجد کے تھے۔ پھر اس کو بیت اللہ کی جگہ پر رکھ دیا۔ اور فرمایا آدم میں نے تیرے لئے ایسا گھرا تا رہا ہے کہ تو اس کا اس طرح طواف کر جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پاس اس طرح نماز پڑھ جس طرح میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور اللہ نے حجر اسود کو بھی اتارا۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ تو جاہلیت میں حیض والی عورتوں کے لمس سے سیاہ ہو گیا۔ تو آدم ہند سے مکہ پیدل روانہ ہو گئے۔ تو اللہ نے ایک فرشتہ ان کے لئے مقرر کر دیا جو ان کو بیت اللہ کی راہنمائی کرتا تھا۔ تو آدم نے بیت اللہ کا حج کیا اور مناسک میں ٹھہرے۔ جب فارغ ہوئے تو فرشتے آپ کو ملے۔ اور کہنے لگے آپ کا حج اللہ نے قبول کر لیا ہے۔ ہم نے اس بیت اللہ کا تم سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

روایت کیا جاتا ہے کہ آدم نے ہندوستان سے پیدل مکہ جا کر چالیس حج کئے۔ بیت اللہ طوفان کے دنوں تک اسی طرح رہا۔ پھر اللہ نے اس کو چوتھے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اور جبرئیل کو بھیجا تو انہوں نے حجر اسود کو جبل ابی قیس میں چھپا دیا تاکہ غرق

ہونے سے بچ جائے۔ پھر ابراہیم کے دور تک بیت اللہ کی جگہ خالی رہی۔ پھر اللہ نے ابراہیم کو اسماعیل کی پیدائش کے بعد بیت اللہ بنانے کا حکم دیا جس میں اس کا ذکر کیا جائے۔ تو انہوں نے اللہ سے سوال کیا کہ میرے لئے وہ جگہ واضح کریں تو اللہ نے سکینہ کو بھیج دیا تاکہ ان کو بیت اللہ کی جگہ بتائے۔ سکینہ ایک چلنے والی ہوا ہے جس کے سانپ کی طرح دوسرے ہیں۔ بعض نے کہا کہ نخوج تیز آندھی کو کہتے ہیں جو اٹھنے والی اور چمکدار ہے جس کا سر اور دم بلی کی طرح ہیں۔ اس کے دو پر ہیں جو موتی اور زبرجد کے ہیں۔ اور اس کی آنکھوں میں شعاعیں ہوتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک ایسی ہوا ہے جو چل رہی ہے اور اس کے دوسرے ہیں اور انسان کی طرح ایک چہرہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم ہوا کہ آپ بیت اللہ وہاں بنائیں جہاں سکینہ ٹھہر جائے۔ ابراہیم اس کے پیچھے آئے یہاں تک کہ وہ مکہ آگئی۔ تو وہاں آ کر بیت اللہ کی جگہ پر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی جیسے سانپ کنڈلی مار کر بیٹھتا ہے۔ یہ قول علی اور حسن کا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ بیت اللہ کے مقدار کی ایک بدلی بھیجی تو وہ چلتی رہی اور ابراہیم اس کے سائے میں چلتے رہے یہاں تک کہ مکہ مشرفہ کے برابر آگئی۔ پھر بیت المعظم کے پاس آ کر رک گئی پھر وہاں سے آواز آئی ابراہیم اس کے سائے میں بیت اللہ بنائیں۔ اور اس سے نہ بڑھائیں اور نہ کم کریں۔ بعض نے کہا کہ اللہ نے جبریل کو بھیجا تو انہوں نے آ کر جگہ بتائی۔ بعض کے بقول لثورا آپ کا راہنما تھا۔ ابراہیم بناتے تھے اور اسماعیل پتھر پکڑتے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کو پانچ پہاڑوں سے بنایا ہے۔ طور سینا، طور زیتا اور لبنان۔ یہ پہاڑ شام کے ہیں۔ اور ایک جو دی پہاڑ ہے جو جزیرہ کا تھا اور دیواریں مکہ کے حراء پہاڑ کی بنائیں۔ جب آپ حجر اسود کی جگہ پر پہنچے تو بیٹے سے کہا کہ بہترین سا پتھر اٹھا کر لاؤ۔ جو لوگوں کے لئے ایک نشان کے طور پر رہے۔ وہ ایک پتھر لائے تو آپ نے کہا کہ اس سے بہتر لاؤ۔ اسماعیل دوبارہ گئے اور پتھر دیکھنے لگے تو ابو قیس پہاڑ چینا اے ابراہیم میرے پاس تیری ایک امانت ہے اس کو لے لو۔ انہوں نے حجر اسود کو لے لیا اور وہاں رکھ دیا۔ کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے جس نے کعبہ بنایا وہ آدم تھے۔ پھر طوفان کے وقت اس کے نشانات مٹ گئے پھر اللہ نے اس کو ابراہیم کے لئے ظاہر کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے بنایا اور اللہ کے اس فرمان ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ﴾ کا مطلب ہے۔

جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی دیواریں بنا رہے تھے۔ قاعدہ کی جمع قواعد ہے۔ کسائی کہتے ہیں۔ قواعد سے مراد دیواریں ہیں۔

شرعی حکم: صحیح بات یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔

کیونکہ امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ نے بیان کیا ہے اور عبدالحق نے اس کو صحیح کہا ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی ہد ہد چیونٹی اور لثورے کے مارنے سے منع کیا ہے۔ اور قتل سے منع کرنا حرمت کی دلیل ہے۔ نیز عرب اس کی آواز اور اس کی شخصیت سے نحوست پکڑتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو کھایا جاتا ہے۔ کیونکہ امام شافعی نے اس کے قتل پر محرم کے اوپر جزا اور کفارہ رکھا ہے۔ اور یہی بات مالک نے کہی ہے۔ امام علامہ قاضی ابوبکر ابن عربی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ عرب اس سے نحوست پکڑتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قتل سے منع کیا تاکہ ان کے دلوں میں جو چیز جم گئی ہے وہ

نکل جائے۔ اس لئے نہیں کہ وہ حرام ہے۔ یہ بات عبادی نے طبقات میں کہی ہے۔

ایک عجیب واقعہ: منصور بن حسین الآبی نے ”نثر الدرر“ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے اپنے بیٹے کو سفر پر بھیجا۔ پھر وہ واپس آیا تو اس سے باپ نے پوچھا تو نے راستے میں کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں ایک پانی کی مشک پر پہنچا اور پانی پینے لگا تو لٹورا چینا اس کو چھوڑ دو ورنہ میں تیرا باپ نہیں بنوں گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر مجھے اور پیاس لگی میں اس کی طرف آیا تو اس نے پھر کہا اس کو چھوڑ دو ورنہ تو میرا بیٹا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ پھر میری پیاس اور بڑھ گئی۔ اور میں اس کے پاس تیسری دفعہ آیا پھر لٹورا چیننے لگا کہ اپنی تلوار کے ساتھ اس جگہ کو کاٹوں نہیں تو تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اسی طرح کیا باپ نے پوچھا کیا تو نے اس کے اندر سانپ دیکھا انہوں نے کہا ہاں۔ تو اس نے کہا اللہ اکبر۔

منصور مزید کہتے ہیں کہ ایک اعرابی کا بیٹا سفر پر نکلا۔ جب وہ واپس آیا تو باپ نے اس سے پوچھا تو نے اپنے راستے میں کیا دیکھا اس نے کہا میں نے ایک ٹیلے پر پرندہ دیکھا۔ تو لٹورے نے مجھے کہا اس کو اڑا ورنہ میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ میں نے اس کو اڑایا۔ باپ نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ میں نے کہا پھر درخت پر جا گرا۔ پھر لٹورے نے کہا اس کو اڑا ورنہ میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں نے اسی طرح کیا۔ اس نے کہا پھر کیا ہوا۔ پھر وہ ایک پتھر پر جا بیٹھا۔ لٹورے نے کہا اس کو الٹا دے ورنہ میں تیرا باپ نہیں ہوں اس نے کہا میں نے اسی طرح کیا۔ تو باپ نے کہا پھر میرا حصہ جو تم کو وہاں سے ملا تھا وہ مجھے دے دو۔ اس کے نیچے ایک خزانہ تھا جس کو اس کے لڑکے نے لے لیا تھا۔ اس نے اس میں سے اپنے باپ کو حصہ دیا۔

تعبیر: خواب میں اس کا دیکھنا یا کار آدمی پر دلالت کرتا ہے جو دن کو عاجز بنتا ہو اور رات کو بدکاری کرتا ہو کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ڈاکو ہیں جو بہت مال جمع کرتے ہیں اور کسی سے میل جول نہیں رکھتے۔

## الصرصر

اس کو صرصر بھی کہتے ہیں۔ یہ ٹڈی کی طرح ایک جانور ہے۔ جو بہت چھلانگیں لگاتا ہے۔ باریک آواز سے چیختا ہے۔ یہ اکثر رات کو چیختا ہے۔ اس لئے اس کو صرار اللیل بھی کہتے ہیں۔ یہ بنات وردان کی ایک قسم ہے۔

جن کے پر بازو بالکل صاف ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ جدجد ہے۔ گزر چکا ہے کہ جوہری نے جدجد کا معنی صرار اللیل کیا ہے۔ اس کی جگہ کا پتہ اس کی آواز سے لگتا ہے۔ یہ زیادہ تر گیلی جگہوں میں رہتا ہے۔ اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ سیاہ کچھ نیلے اور کچھ سرخ ہوتے ہیں۔ یہ ریگستان اور جنگلات اور چٹیل میدانوں کی ٹڈی ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا گندہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

طبی فوائد اور خواص: ابن سینا کہتے ہیں کہ قردمانہ کے ساتھ ملا کر بوا سیر اور جوڑی کے بخار کے لئے اور کیڑے مکوڑوں کی زہر کے لئے مفید ہے۔ اس کو جلا کر پیس کر اشد سرے سے ملا کر آنکھ میں ڈالنے سے نظر تیز ہوتی ہے۔

گائے کے پتے سے ملا کر استعمال کرنے سے آنکھ کے سرخ داغوں میں مفید ہے۔

## الصرصران

یہ ایک صاف مشہور مچھلی ہے۔

## الصعب

یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کی جمع صعاب ہے۔

## الصعوة

ممولو: یہ ایک پرندہ ہے۔ جو چھوٹی چڑیوں کی ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ یہ صاد کے فتح اور عین کے سکون سے ہے۔ اس کی جمع صعو ہے۔ کتاب العین اور المحکم میں ہے کہ یہ چھوٹی چڑیوں کی قسم ہے۔ احمد نے کتاب الزہد میں مالک بن دینار سے بیان کیا ہے کہ۔ لوگ پرندوں کی اجناس کی طرح مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے کبوتر کبوتروں کے ساتھ بطخ بطخوں کے ساتھ مولو مولوں کے ساتھ کواکوں کے ساتھ اور ہر انسان اپنے ہم شکل کے ساتھ ہوتا ہے۔

قاضی احمد بن محمد ارجانی کے اشعار میں سے ہے۔ ارجانی ہمزہ کے فتح اور راء کے کسرہ اور تشدید میں اختلاف ہے۔ اور یہ شیخ عماد الاصبہانی کاتب ہے۔ اس کی وفات ۵۴۴ ہجری میں ہوئی۔

لو كنت اجهل ما علمت لسرنى  
جھلی کما قد ساءنى ما اعلم  
”جو میں جانتا ہوں اگر میں اس سے جاہل ہوتا تو یہ بات مجھے خوش کر دیتی جس طرح مجھے میرے جان لینے نے تکلیف پہنچائی ہے۔“

كالصعويرت في الرياض وانما  
جس الهزار لانه يتكلم  
”جیسے مولو باغوں میں چرتا ہے اور بلبل قید ہے کیونکہ وہ بولتی ہے۔“  
اس کے مزید اشعار ہیں۔

احب المرء ظاهره جميل  
لصاحبه وباطنه سليم  
”میں اس مرد کو پسند کرتا ہوں جس کا ظاہر اپنے ساتھی کے لئے خوبصورت ہو اور باطن بھی صحیح سالم ہو۔“

مودته تدوم لكل هول  
وهل كل مودته تدوم  
”اس کی دوستی ہمیشہ ہر خوف کے وقت باقی رہتی ہے۔ کیا ہر دوستی ہمیشہ رہ سکتی ہے؟“

اس شعر میں آخری شعر الٹا بھی اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ جس طرح سیدھا پڑھا جاسکتا ہے پھر بھی معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

اور ان کے کچھ مزید اشعار یہ ہیں۔

شاور سواك اذا نابتك نائبة  
يوما وان كنت من اهل المشورات

”اگر تم مشورہ دینے والے ہو تو جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو دوسروں سے مشورہ لو۔“

فالعین تلقى كفا حامن دنا وناوى ولا تبرى نفسها الا بمراة  
”کیونکہ آنکھ دور اور نزدیک کی سامنے والی چیزیں دیکھ لیتی ہے مگر اپنے آپ کو آئینے کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔“  
ان کے مزید اشعار ہیں۔

يابى العذار المستدير بخده وكمال بهجة وجهه المنعوت  
”گول رخسارہ اپنے رخسار کی وجہ سے انکار کرتا ہے۔ اور اس کا چہرہ بھی جو کمال رونق سے موصوف ہے۔“  
فكانما هو صولجان زمرد متلقف كرة من الياقوت  
”گویا کہ وہ زمرد کی لاٹھی ہے۔ جس نے یاقوت کا گیندا اپنے اوپر اٹھایا ہوا ہے۔“

اس کے قریب قریب ہی ایک حکایت ابن خلکان نے بیان کی ہے کہ عماد کاتب کے درمیان جو قاضی ارجانی کا شاگرد ہے اور قاضی فاضل کے درمیان گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایک دن اس کو گھوڑے پر سواری کی حالت میں ملا۔ تو عماد نے اس سے کہا۔ سرفلا كبابك الفرس اتر كر چلو گھوڑا تجھے اٹانہ کر دے۔ تو فاضل نے اس سے کہا دام علی العماد اس پر مجھے ہمیشہ سے بھروسہ ہے۔ یہ بھی سیدھا اور الٹا سیدھا پڑھا جاسکتا ہے۔ اور معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔  
بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دونوں ایک دن بادشاہ کی مجلس میں اکٹھے ہوئے اور غبار اڑا جس نے فضا کو بند کر دیا تو عماد کاتب نے یہ شعر پڑھے۔

امال الغبار فانه مما اثارته السنا بك  
”غبار کو گھوڑوں کی سموں نے اڑایا ہے۔“

والجو منه مظلم لکن انار به السنا بك  
”اور فضا اس سے تاریک ہے لیکن گھوڑوں کی سموں کی آگ نے اس کو روشن کر دیا ہے۔“

يادهر لى عبدالرحيم م فلسا اخشى مس ناك  
”اے زمانے میرا کام عبدالرحیم کے پاس جانا ہے میں تیری چھپوں کے دبانی سے نہیں ڈرتا۔“

یہ تجنیس انتہائی خوبصورت ہے۔ عماد ۵۹۷ ہجری رمضان کی یکم کو دمشق میں فوت ہوا اور مقابر الصوفیا میں دفن ہوا۔ اور فاضل ۵۹۷ ہجری ربیع الآخر کی ساتویں کو قاہرہ میں فوت ہوا اور سنہ ۶۰۰ ہجری کی سرزمین میں دفن ہوا۔  
شرعی حکم اور خواص اور تعبیر چڑیوں کی طرح ہے۔

ضرب الامثال: کہا جاتا ہے۔ اضعف میں صعوة وہ مولے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ جیسے کہتے ہیں اضعف میں وصعة اور مولے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔

## الصفارية

صاد کے ضمہ اور خاء کی تشدید سے ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جس کو تبشیر کہتے ہیں اس کا ذکر باب التاء مثناة میں گزرا ہے۔

## الصفير

صاد اور فاء کی فتح سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ پیٹ کی پسلیوں کے کناروں میں ایک سانپ ہے جو پیٹ پر جھانکتا ہے اس کو صفر کہتے ہیں۔ جب حرکت کرتا ہے تو انسان بھوکا ہوتا ہے۔ اور جب بھوکا ہوتا ہے تو اس کو تکلیف دیتا ہے اور زیادتی کرتا ہے۔ لیکن اسلام نے اس بات کو باطل قرار دیا ہے۔

مسلم نے جابر ابو ہریرہؓ وغیرہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لا عدوی ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ولا غول.

یعنی عدوی طیرہ اور ہامہ صفر اور غول کچھ نہیں ہیں۔

عدوی خارش وغیرہ کی متعدی بیماری کو کہتے ہیں جس کے ایک شخص سے دوسرے کو میل ملاپ کی وجہ سے لگ جانے کا وہم کیا

جاتا ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی بیماری متعدی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صحیح سلامت اونٹوں میں ایک خارش اونٹ داخل ہوتا ہے تو وہ سارے بھی خارش والے ہو جاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس سے پہلے اونٹ کو کس نے خارش کیا تو آپ نے اس کے اس وہم کو رد کیا کہ بیماری بذات خود متعدی ہونے میں موثر نہیں ہوتی اور اس کو بتایا کہ حقیقی موثر اللہ کی ذات ہے۔

اور باب الہمزہ لفظ اسد میں مجزوم کے اوپر اسی قسم کا کلام گزر چکا ہے۔

اور طیرہ کا معنی انشاء اللہ باب الطاء مہملہ میں آئے گا۔

صفر کی دو تفسیریں ہیں ایک یہ ہے کہ مراد محرم کو صفر تک موخر کر دینا ہے اور یہی وہ نسئی ہے جو قرآن میں ہے۔ جس کو وہ لوگ

کرتے تھے۔ یہ بات امام مالک اور ابو حنیفہ نے کہی ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ وہ ایک سانپ ہے جس کے متعلق عرب وہ اعتقاد رکھتے تھے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ امام نووی نے کہا کہ یہی تفسیر صحیح ہے جس پر عام علماء ہیں۔ اور مسلم نے اس کو جابر سے بیان کیا ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں اس پر اعتماد متعین ہو گیا

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں ہی مراد ہوں اور دو صفر اکٹھے باطل ہیں ان کا کوئی اصل نہیں ہے۔

## الصفرد

صاد کے کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ عربی کی طرح۔

میدانی نے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ یہ خسیس پرندوں میں سے ہے اور یہ ضرب المثل ہے کہ اجبن من صفرد یعنی صفرد سے

زیادہ بزدل ہے۔

تراہ كالليث لى امنه وفى الوغى اجبن من صفر  
 ”امن کی حالت میں تم اس کو شیر کی طرح دیکھو گے اور جنگ میں وہ صفر سے بھی زیادہ بزدل ہے۔“  
 جوہری کہتے ہیں کہ صفر کو عام لوگ ابوالمخ کتے ہیں۔ مرصع میں ہے کہ عندلیب اور قبیح کی کنیت ابوالمخ ہے جو ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کو صفر کہتے ہیں۔ یہ چڑیا کی طرح ہوتا ہے اور عموماً چڑیوں میں شامل ہے۔

## الصقر

وہ پرندہ جس کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ بازوں اور شاہینوں میں جو بھی شکار کرتا ہے اس کو صقر کہتے ہیں اس کی جمع اصقر، صقور، صقورة، صقار اور صقارة آتی ہے۔ سیبویہ کہتے ہیں کہ ان جیسی جمعوں میں ہابعلولہ کی طرح تاکید کے لئے آتی ہے۔ اور اس کی مونث صقرة آتی ہے۔ اور صقر شکرے کو کہتے ہیں اور اس کو قظامی بھی کہتے ہیں اس کی کنیت ابوشجاع ابوالاصح ابوالحمراء ابوعمرو ابوعمران ابوعمان ہے۔  
 نووی نے شرح مہذب میں کہا کہ ابوزید انصاری مروزی کہتے ہیں کہ بازوں اور شاہینوں وغیرہ میں سے جو شکار کرتے ہیں ان کو صقور کہتے ہیں اس کی واحد صقر آتی ہے اور اس کی مونث صقرة آتی ہے۔ صاد کی جگہ زاء لگا کر زقر بھی کہتے ہیں اور صاد کسی جگہ سین لگا کر سقر بھی کہتے ہیں۔ صیدلانی نے شرح المختصر میں کہا ہے کہ ہر وہ کلمہ جس میں صاد اور قاف آتے ہیں ان میں تین لغات ہوتی ہے جیسے بصاق بذاق بساق۔

ابن السکیت نے بسق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا معنی لمبا ہوتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾ یعنی لمبی کھجوریں۔

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت زیادہ غیرت مند تھے۔ جب باہر نکلتے تو دروازوں کو بند کر دیتے تو جب تک آپ گھر واپس نہ آتے آپ کے گھر والوں کے پاس کوئی نہ آ سکتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک دن وہ گھر سے نکلے اور دروازہ بند کر دیا تو ان کی بیوی نے گھر کی طرف جھانکا تو دیکھا کہ ایک آدمی گھر کے درمیان میں کھڑا ہے تو وہ کہنے لگی یہ کیوں آیا اور یہ گھر میں کہاں سے داخل ہو گیا ہے جبکہ گھر بند تھا اللہ کی قسم ہم ضرور رسوا ہوں گی۔ تو داؤد علیہ السلام جب گھر میں آئے تو دیکھا کہ ایک آدمی گھر کے درمیان میں کھڑا ہے تو داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی پردے مجھے روک سکتے ہیں تو داؤد علیہ السلام نے کہا۔ اللہ کی قسم تو تو پھر ملک الموت ہی ہے۔ اللہ کے حکم کو خوش آمدید۔ پھر وہ اپنے جگہ ٹھہرے رہے یہاں تک ان کی روح قبض کر لی گئی۔ پھر جب ان کو غسل دیا گیا اور ان سب باتوں سے فارغ ہو گئے تو سورج ان پر طلوع ہوا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے کہا کہ داؤد علیہ السلام پر سایہ کرو تو پرندوں نے ان پر سایہ کیا یہاں تک کہ زمین پر اندھیرا چھا گیا تو سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ اپنا ایک ایک پر بند کر لیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں دکھانے لگے کہ پرندوں نے کیسے کیا تو نبی ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو بند کر لیا اور اس دن داؤد علیہ السلام پر شکرے سایہ کرنے میں زیادہ غالب تھے۔ امام احمد اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ اس کی سند جید ہے اور راوی ثقہ ہیں۔ جوہری کہتے ہیں کہ وہ شکرے لمبے پروں والے تھے اور یہ حدیث اس معنی کو واضح کرتی ہے۔

اور جو وہب بن منبہ سے مروی ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگ داؤد علیہ السلام کے جنازے میں حاضر ہوئے اور گرمیوں کے دن ہی دھوپ میں بیٹھے اور ان کے جنازے کو اس دن چالیس ہزار راہبوں نے الوداع کیا انہوں نے ٹوپیاں پہن رکھی تھیں ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ تھے تو گرمی نے ان کو تکلیف دی تو انہوں نے سلیمان علیہ السلام کو پکارا کہ ان کے بچاؤ کا کوئی انتظام کرو تو سلیمان علیہ السلام نکلے اور پرندوں کو آواز دی تو پرندے حاضر ہو گئے تو ان کو حکم دیا کہ لوگوں پر سایہ کریں تو وہ ہر طرف سے ایک دوسرے میں گھس گئے یہاں تک کہ انہوں نے ہوا کو بھی روک دیا قریب تھا کہ گھٹن سے لوگ مر جاتے تو انہوں نے چیخ کر سلیمان علیہ السلام سے گھٹن کی شکایت کی تو آپ نکلے اور پرندوں کو آواز دی کہ وہ لوگوں پر سورج کی جانب سے سایہ کریں اور ہوا کی جانب سے ہٹ جائیں پرندوں نے ایسا ہی کیا تو لوگ سائے میں ہو گئے اور ان پر ہوائیں بھی چلنے لگیں۔ یہ پہلا معاملہ تھا جو لوگوں نے سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت میں دیکھا تھا۔

فائدہ: ضحاک اور کلبی کہتے ہیں کہ جالوت کے ستر سال بعد داؤد علیہ السلام بادشاہ بنے۔ بنی اسرائیل کسی بادشاہ پر داؤد علیہ السلام کے علاوہ مجتمع نہیں ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بادشاہت اور نبوت دونوں عطا کی تھیں۔ یہ دونوں ان سے پہلے کسی کو اکٹھی نہیں دی گئی تھیں۔

بلکہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی اور دوسرے میں بادشاہت ہوتی۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَاتَّهَ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ﴾ کا یہی مطلب ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ حکمت، علم مع العمل کو کہتے ہیں۔ اور جس نے بھی علم سیکھا اور اس پر عمل کیا تو اس کو حکمت مل گئی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام زمین کے بادشاہوں میں حکومت کے لحاظ سے بڑے سخت تھے رات کو چھتیس ہزار آدمی ان کے محراب کی حفاظت کرتے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ﴾ یعنی ہم نے اس کا ملک مضبوط بنایا۔ کا مطلب یہی ہے۔ مقاتل کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام سے بڑے بادشاہ تھے اور ان سے بڑے قاضی تھے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اور داؤد علیہ السلام عبادت میں ان سے زیادہ تھے۔ داؤد علیہ السلام سو سال کی عمر میں فوت ہوئے اور سلیمان علیہ السلام جب بادشاہ بنے تو ان کی عمر تیرہ سال تھی اور ۵۳ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

شکاری چار قسم کے جانوروں میں سے ایک شکرہ ہے۔ یہ چار شکرہ باز، شاہین، عقاب ہیں۔ ان کو درندے بھی کہتے ہیں اور ضواری اور کوا سب بھی کہتے ہیں۔

صقر کی تین قسمیں ہیں۔ صقر، کونج، یویو۔ نسر اور عقاب کے علاوہ جو جانور بھی شکار کرے عرب اس کو صقر کہتے ہیں۔ اس کا نام اکدزاجدل، اخیل بھی ہے۔ یہ شکاری جانوروں میں ایسے ہے جیسے چار پاؤں میں خچر ہے۔ کیونکہ یہ سختی پر بہت صابر ہے۔ اور سخت غذا اور تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔ یہ الفت کے لحاظ سے اچھا اور اقدام کے لحاظ سے کرکی وغیرہ تمام پرندوں پر سخت ہے۔



اس کا مزاج تمام ان شکاری جانوروں سے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ ٹھنڈا اور تر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ ہرنی اور خرگوش کو شکار کرتا ہے اور پرندوں کو شکار نہیں کرتا کیونکہ وہ اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ ذات کے لحاظ سے یہ باز سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور لوگوں سے بڑی جلدی مانوس ہوتا ہے۔ بہت قناعت کرنے والا ہے۔ چار ٹانگوں والے جانوروں کو شکار کرتا ہے۔ ٹھنڈا مزاج ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ تک پانی نہیں پیتا۔ اسی وجہ سے اس کو بھاپ اور منہ کی بدبو والا کہا جاتا ہے۔ یہ درختوں اور پہاڑ کی چوٹیوں میں گھر نہیں بناتا بلکہ غاروں اور پہاڑ کے شگافوں میں گھر بناتا ہے۔

صقر کے پنچوں میں دو ہتھیلیاں ہوتی ہیں۔ اور ہر درندے کی دو ہتھیلیاں ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو چیز وہ پکڑتا ہے اس کو ہتھیلیوں میں روکتا ہے۔

جس شخص نے سب سے پہلے اس کے ساتھ شکار کیا اس کا نام حرث بن معاویہ بن ثور ہے۔ اور واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ وہ ایک شکاری کے پاس کھڑا ہوا جس نے چڑیوں کے شکار کے لئے ایک جال نصب کیا ہوا تھا۔ ایک چڑیا پر شکرہ ٹوٹ پڑا اور اس کو کھانے لگا۔ اذرحرث اس سے تعجب کرنے لگا۔ تو اس نے اس شکرے کو ایک گھر میں رکھنے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو اس کی خوراک اور ادب اور تعلیم پر مامور کر دیا۔

ایک دفعہ ایک خرگوش اس کے سامنے آ گیا۔ تو شکرہ اڑا اور اس کو پکڑ لیا۔ تو حارث اور زیادہ تعجب کرنے لگا اور اس کے بعد عربوں نے اس کو شکار کے لئے اختیار کر لیا۔

شکروں میں سے دوسری قسم کونج ہے۔ اس کی صقور کی طرف نسبت ایسے جیسے زرق کی نسبت باز کی طرف ہے۔ اور اس سے زیادہ قناعت پسند ہوتا ہے۔ اس لئے پروں کے لحاظ سے ہلکا ہوتا ہے۔ اور بخارات کے لحاظ سے کم ہوتا ہے۔ پانی کے جانوروں میں سے کچھ کو شکار کرتا ہے اور چھوٹی ہرنی سے عاجز آ جاتا ہے۔

تیسری قسم کا نام یویو ہے۔ اس کو اہل مصر اور اہل شام اس کے پروں کے ہلکا ہونے اور سرعت کی وجہ سے جلم کہتے ہیں۔ جلم قینچی کو کہتے ہیں۔ یہ چھوٹا پرندہ ہوتا ہے جس کی دم بھی ٹھنڈی ہوتی ہے اور اس کا مزاج باشے سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے زیادہ صابر النفس ہے اور سریع الحریکت ہوتا ہے۔ اور باشے کی طرح ضرورت کے مطابق ہی پانی پیتا ہے مگر اس سے زیادہ بخارات والا ہوتا ہے۔ اس کا مزاج باشے کی نسبت خشک گرم ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اس سے بہادر ہے۔ کہتے ہیں جس نے سب سے پہلے اس سے اور اس کو شکار کیا وہ بہرام گور تھا۔ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے ایک یویو دیکھا جو قنبرہ کو اڑا رہا اور ڈر رہا تھا اور اوپر نیچے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ اس کا شکار کر لیا۔ یہ چیز اس کو اچھی لگی۔ تو اس نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو ادب سکھایا جائے پھر اس کے ساتھ شکار کرنے لگا۔ اس کا وصف ناشی نے یوں بیان کیا:

ويويو مہذب رشيق كان عينيه لذي التحقيق

فصان مخروطان من عقيق

”یویو مہذب اور خوبصورت ہے۔ گویا اس کی آنکھیں محققین کے نزدیک عقیق سے پروئے ہوئے دو گینے ہیں۔“

ابو نواس نے اس کے وصف میں کہا ہے۔

قد اغتدی والصبح فی دجاہ کطرة البدر لدى مثناه  
 ”وہ صبح کے وقت آیا اور صبح اپنے اندھیرے میں چاند کی پیشانی کی طرح ہے۔ جو اپنی لپیٹ کے پاس ہوتا ہے۔“  
 بیویو بعجب من راہ مافی الیاء یویو سواہ  
 ”وہ یویو کے ساتھ آیا جو اس کو دیکھتا ہے وہ اس کو اچھا لگتا ہے۔ اس کے سوا کوئی یویو نہیں تھا۔“  
 ازرق لا تکذبہ عینہا فلویری القانص ما یراہ  
 ”نیلی آنکھوں والا ہے۔ اس کی آنکھیں اس کو جھٹلاتی نہیں۔ کاش کہ شکاری وہ سب کچھ دیکھ لے جو کچھ وہ دیکھتا ہے۔“  
 فداہ بالام وقد فداہ هو الذی خلوناہ اللہ  
 تبارک اللہ الذی ہداہ

”ماں اس پر قربان ہو۔ بلکہ قربان ہو چکی ہے۔ یہ اللہ نے ہم کو نعمت دی ہے۔ تو اللہ برکت والا ہے جس نے راہنمائی کی۔“

فائدہ ادبیۃ: علامہ طرطوشی ”سراج الملوک“ میں فضل بن مروان سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ میں نے روم کے بادشاہ کے ایلچی سے پوچھا کہ تمہارے بادشاہ کی سیرت کیا ہے۔ تو اس نے کہا اس کی خوشبو بہت مہنگے والی ہے اور اس کی تلوار ننگی ہے اور دل اس کے لئے شوق اور خوف سے اکٹھے ہو گئے۔ وہ نرم عطیے والا ہے۔ اور سخت سزا دینے والا ہے۔ امید اور خوف اس کے ہاتھ میں باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اس کا آڈر کیا ہے۔ اس نے کہا ظلم کو روکتا ہے اور ظالم کو بھی۔ اور حق والے کو اس کا حق دیتا ہے۔ اس کی رعیت میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک رشک کرنے والے اور ایک اس کے حکم پر خوش۔ میں نے کہا اس کی ہیبت کیسی ہے۔ اس نے کہا۔ ان کے دلوں میں اس کی ہیبت نقش ہو چکی ہے تو آنکھیں اس کے لئے نیچی ہو گئیں۔

تو حبشہ کے بادشاہ کے ایلچی نے دیکھا کہ میں اس پر کان لگائے متوجہ ہوں (اور ایلچی میرے پاس آتے رہتے تھے) تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا۔ کہ یہ رومی کیا کہہ رہا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ یہ اپنے بادشاہ کی سیرت اور وصف بیان کر رہا ہے۔ تو اس نے ترجمان سے بات شروع کی اور مجھے وہ کہنے لگا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ کہ ان کا بادشاہ قدرت کے باوجود نرمی والا ہے۔ اور غضب کے باوجود حوصلے والا ہے۔ اور مقابلہ میں بہت زبردست حملے والا ہے اور زیادتیوں کے وقت سزا والا ہے۔ اپنی رعیت کو اپنے احسان پہنایا ہے۔ اور اپنے غضب سے ان کو ڈرا دیا۔ وہ اس کو دور سے ایسے دیکھتے ہیں جیسے چاند کو خیالوں میں دیکھا جاتا ہے اور وہ اس کی سزا سے موت کی طرح خوف کھاتے ہیں اس کے انصاف نے ان کو گھیر رکھا ہے اور اس کے غصے نے ان کو ڈرا رکھا ہے۔ مزاج سے ذلیل نہیں ہوتا اور غفلت اس کو بے خبر نہیں کرتی۔ جب دیتا ہے تو بہت دیتا ہے۔ اور جب سزا دیتا ہے تو دردناک سزا دیتا ہے۔ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ امیدوار اور کچھ خائف امیدوار کبھی مایوس نہیں ہوتا اور ڈرنے والا لمبی عمر نہیں پاسکتا۔

میں نے کہا اس کی ہیبت ان کے لئے کیسی ہے؟ اس نے کہا ان کی آنکھیں اس کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ وہ اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالتے ہیں۔ گویا اس کی رعیت پرندے ہیں۔ کہ ان پر شکاری صقرے پھڑ پھڑا رہے ہوں۔  
 فضل کہتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں حدیثیں مامون کو بیان کیں تو اس نے کہا فضل تیرے نزدیک ان کی کیا قیمت ہے۔ اس

نے کہا ان کی قیمت دو ہزار درہم ہے۔ اس نے کہا میرے نزدیک تو ان کی قیمت میری خلافت سے بھی زیادہ ہے کیا تو نے علیؑ کی حدیث سنی ہے۔ آدمی کی قیمت اس کے اچھے کارنامے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیا تو نے تمام خطباء اور بلغاء میں سے کسی کو دیکھا ہے کہ جس نے اس جیسی اچھی تعریف خلفاء راشدین کی کی ہو؟

میں نے کہا نہیں! اس نے کہا میں ان دونوں کے متعلق بیس ہزار دینار کا حکم دیتا ہوں جو خود ادا کئے جائیں اور دوبارہ آنے پر مزید دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر اسلام اور اہل اسلام کے حقوق نہ ہوتے تو تمہیں تمام بیت المال کا مال عطیہ دیا جاتا اور وہ بھی اس سے کم ہوتا جس کا یہ مستحق ہے۔

فضل بن مروان نے بغداد میں معتصم کی بیعت لی جبکہ وہ مامون کے ساتھ روم میں تھا۔ تو معتصم نے اس کا وہ احسان اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس لئے اس نے اس کو مضبوط کیا اور وہ اس پر غالب آ گیا اور تمام معاملات میں خود مختار ہو گیا۔ تو معتصم کی خلافت برائے نام رہ گئی مگر درحقیقت خلافت ابوالفضل کی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن لوگوں کے معاملات کے لئے فضل بیٹھا تو عام لوگوں کے مقدمے اس کے سامنے پیش ہوئے۔ اس نے ایک رقعہ دیکھا جس میں یہ شعر لکھے ہوئے تھے۔

تفرعت يا فضل بن مروان فاعبر  
فقبلك كان الفضل والفضل والفضل  
”فضل بن مروان تو فرعون بن گیا ہے۔ اس لئے نصیحت پکڑ تجھ سے پہلے تین فضل گزرے ہیں۔“

ثلاثة املاك مضوا لسبيلهم  
ابادتهم الاقياد والحبس والقتل  
”تین بادشاہ اپنے راستے پر چلے گئے ان کو جیلوں اور قیدوں اور قتل نے تباہ کر دیا۔“

وانك قد اصبحت في الناس ظالما  
ستوذى كما او ذى الثلاثة من قبل  
”تو لوگوں میں ظلم کرتا ہے تو جس طرح پہلے تینوں کو تکلیف دی گئی۔ تجھے بھی ایذا دی جائے گی۔“

شعر میں تین فضلوں سے مراد۔ فضل بن یحییٰ برکی، فضل بن ربیع اور فضل بن سہل ہیں۔  
معتصم گویوں اور مجلسیوں کو دینے کا حکم کرتا تھا۔ مگر نافذ فضل ہی کرتا تھا۔ اس لئے معتصم کے دل میں اس کے لئے کینہ بیٹھ گیا۔ اس کے گھروالوں نے اس کو تکلیفیں پہنچائیں۔ تو اس نے اس کی جگہ محمد بن عبد الملک زیات کو مقرر کر دیا۔  
فضل نہایت بد اخلاق تھا۔ جب اس کو سزا ملی تو لوگ بڑے خوش ہوئے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا:

لتبك على الفضل بن مروان نفسه  
فليس له باك من الناس يعرف  
”فضل بن مروان پر صرف اس کی جان کو رونا چاہیے۔ کیونکہ لوگوں میں اس پر رونے والا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔“

لقد صعب الدنيا منوعا لخيرها  
وفارقها وهو الظلوم المعنف  
”وہ دنیا کا اس طرح مالک بنا رہا کہ اس نے سارا مال اپنے پاس روک رکھا تھا۔ جب اس سے جدا ہوا تو بڑا ظالم اور سخت تھا۔“

الى النار فليذهب ومن كان مثله  
على اى شىء فاتنا منه ناسف  
”وہ اور اس جیسے لوگ جہنم جانے چاہئیں۔ ہم کس چیز پر افسوس کریں جس سے ہم محروم ہوئے۔“

جب معصم نے فضل بن مروان کو سزا دی تو اس نے کہا۔ اس نے میری اطاعت کے معاملے میں اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ نے اس پر مجھ کو مسلط کر دیا تو معصم نے اس کا سارا مال لے لیا مگر اس کی جان سے کچھ تعرض نہ کیا کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کے گھر سے دس لاکھ دینار لئے تھے اور سامان بھی اور دس لاکھ دینار کے برتن بھی۔ اور پندرہ ماہ قید بھی کیا۔ پھر اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد وہ خلفاء کی ایک جماعت کا خادم رہا۔ پھر ۲۵۰ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کا کچھ کلام یہ ہے۔ لا تتعرض لعدوك وهو مقبل فان اقباله يعينه عليك ولا تتعرض له وهو مدبر فان ادباره يكفيك امره۔ یعنی جب تیرا دشمن تیری طرف متوجہ ہو تو پھر بھی اس سے تعرض نہ کرو کیونکہ اس کا تیری طرف متوجہ ہونا تیرے خلاف معاون ہوگا۔ اور جب وہ منہ پھیر لے تو اس سے تعرض نہ کرو کیونکہ اس کا پیٹھ پھیرنا اس کے معاملے میں تیرے لئے کافی ہے۔

دوسرا ادبی فائدہ: اس کی طرف اس رسالہ میں ایک اشارہ گزر چکا ہے۔ جو میں نے شاہین کے بارے میں ابوالحسن بن علی بن رومی کے قصیدے سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

هذا ابو الصقر فردا في محاسنه  
من نسل شيان بين الضال والسلم  
”یہ ابوالصقر ہے اپنے محاسن میں یکتا ہے۔ ضال اور سلم کے درمیان شیبان کی نسل سے ہے۔“

كانه الشمس في البرج المنيف به  
على البرية لانار على علم  
”گویا کہ وہ ایک اونچے برج میں سورج ہے جو تمام مخلوق پر پڑ رہا ہے۔ ایک نشان پر آگ نہیں ہے۔“  
برج سے مراد اونچا محل ہے۔ جب اس نے صقر کو شمس سے تشبیہ دی تو اس کے محل کو برج قرار دیا اور اسی نے خنساء پر تلمیح میں کہا ہے جو اس نے اپنے بھائی صخر کے بارے میں کہا تھا۔

وان صخر التاتم الهداة به  
كانه علم في راسه نار  
”صخر ایسا ہے کہ بڑے بڑے راہنما اس کی پیروی کرتے ہیں گویا وہ ایک نشان ہے جس کے اوپر آگ ہے۔“  
ہمارے شیخ شمس الدین محمد بن عماد کہتے ہیں۔ کہ ابوصقر کے ترجمہ اور وفات کی خبر مجھے نہیں ہو سکی۔ اور اس کا باپ معن بن زائد شیبانی کے چچا کا بیٹا تھا۔ اور امیر المومنین ابو جعفر منصور کے قواد میں سے تھا اس نے بہت سے جلیل اعمال سرانجام دیئے اور روشن حکمرانی کی۔ یہ ۱۸۰ھ سے پہلے فوت ہوا ابوصقر اور اس کا باپ دیہات میں رہتے تھے۔ ابن رومی کے شعر میں بین الضال والسلم میں اسی طرف اشارہ ہے جو کہ دیہات کے درخت ہیں ابوصقر واثق ہارون بن معصم کے دور میں بعض علاقوں کا گورنر بنا اور اس کے بعد اس کے بیٹے منتصر نے بھی اس کو بعض علاقوں کا حاکم بنایا یہ معتضد اور اس کے بیٹے معتد کی خلافت تک زندہ رہا۔ اور دیہات کے رہنے والے لوگوں سے ہے جن کی عرب مدح کرتے ہیں اور اسی کے بارے میں اس کا یہ قول ہے۔

الموقدين بنجد نار بادية  
لا يحضرون وفقد العزفي الحضر  
”نجد کے علاقے میں دیہات کی آگ جلانے والے ہیں وہ شہری نہیں کیونکہ شہر میں رہنے سے عزت کم ہو جاتی ہے۔“

شمس الدین کہتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ شعر اس کے نہیں دیکھے ابوالحسن بن رومی بغداد میں جمادی الاولیٰ ۲۸۳ ہجری میں فوت ہوا بعض لوگوں کو اس میں اختلاف ہے۔ ابن خلکان وغیرہ کے بیان کے مطابق اس کی موت کا سبب یہ بنا کہ قاسم بن

عبید اللہ جو معتضد کا وزیر تھا تو وہ اس کی ہجو کرنے سے ڈر گیا تو اس نے اس کے پیچھے ابو فراس کو پوشیدہ طور پر لگا دیا تو اس نے اس کو زہر آلود خشک روٹی کھلا دی جب اس نے زہر محسوس کیا تو کھڑا ہو گیا وزیر نے اس کو کہا تو کہاں جا رہا ہے اس نے کہا اس جگہ جا رہا ہوں جس طرف تو مجھے بھیجنا چاہتا ہے۔ وزیر نے کہا میرے والد کو سلام کہنا اس نے جواب دیا میرا راستہ جہنم کی طرف نہیں جاتا۔ پھر تھوڑے دن ٹھہر کر مر گیا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اس عمومی نہی کی وجہ سے حرام ہے کہ جس میں نبی ﷺ نے درندوں میں ہر کچلی والے اور پرندوں میں سے ہر پنچے والے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

صيدلانی کہتے ہیں کہ شکاری پرندوں کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ کون سے ہیں تو بعض نے کہا کہ جو شکار کو اپنی کچلی سے پنچے سے یا ناخن سے زخمی کر دے۔ بعض نے کہا کہ جو ارح شکار کرنے والے پرندوں کو کہتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جو ارح شکار کرنے والوں کو کہتے ہیں اور یہی معنی کسب کا بھی ہے۔ تمام شکاری ہمارے نزدیک نہی کے عموم کی وجہ سے حرام ہیں جس کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔ امام مالک ان کی حلت کی طرف گئے ہیں اور کہا ہے کہ جس چیز کے متعلق نص نہ ہو وہ حلال ہے اور ان کے بعض اصحاب نے یہاں تک کہہ دیا کہ کتا، شیر چیتا، ریچھ اور بندر وغیرہ بھی حلال ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ گھریلو گدھا مکروہ ہے اور گھوڑے اور خچر کے بارے میں کہا کہ وہ حرام ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے ﴿قُلْ لَا آجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾ کہہ دیجئے کہ جو کچھ میرے طرف وحی کیا گیا ہے میں اس میں کسی چیز کو کسی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا۔ امام شافعی نے ان کی اس بات کا جواب اس طرح دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں سے جنہیں کھاتے ہو۔ کیونکہ جس چیز کو وہ نہیں کھاتے اور نہ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اس کی اباحت کا تو کوئی مطلب ہی نہیں جیسا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ کو ان چیزوں پر محمول کرنا جو پہلے سے حرام ہیں صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن کا شکار کیا جاتا ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اخلف من صقر یعنی وہ صقر سے زیادہ گندہ ذہن ہے۔ اور اسی سے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بوالہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ طیب ہے۔ شیخ عمر بن الصلاح اور شیخ عزالدین بن عبد السلام کے درمیان اس بات میں اختلاف ہو گیا کہ یہ طیب ہونا کیا دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے یا صرف آخرت کے لئے ہے تو شیخ عزالدین نے کہا کہ یہ آخرت کے لئے خاص ہے کیونکہ مسلم میں نبی ﷺ کی حدیث ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بوقیامت گمے دن اللہ کے ہاں کستوری سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگی اور شیخ ابو عمرو بن صلاح نے کہا کہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور انہوں نے بہت سی چیزوں سے استدلال کیا ان میں سے ایک یہ ہے جو مسند ابن حبان نے ذکر کی ہے۔

یہ ابن حبان ہمارے فقہاء محدثین سے ہیں۔ انہوں نے یہ باب باندھا ہے باب فی کون ذالک یوم القیامة و باب فی کونہ فی الدنیا۔ اور اس باب میں انہوں نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بوجب اس کے منہ سے بدبو آنے لگتی ہو تو وہ اللہ کے نزدیک کستوری کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام ابو الحسن بن سفیان سے اپنی سند کے ساتھ جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف میں پانچ چیزیں عنایت کی گئیں راوی کہتا ہے کہ ان میں سے دوسری چیز یہ ہے کہ شام کے وقت ان کے منہ کی بواللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔ حافظ ابو بکر سمعانی نے امالیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور محدثین میں ہر ایک نے یہ تصریح کی ہے کہ بو کے وجود کا وقت دنیا میں آتا ہے کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک کستوری کی بو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور علماء شرق غرب نے اس معنی کو ذکر کیا ہے جس کو میں نے اس کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

”خطابی“ کہتے ہیں اللہ کے ہاں اس کی پسندیدگی یہ ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو۔ ”ابن عبد البر“ نے کہا کہ اللہ کے نزدیک وہ بہت صاف ستھری ہے۔ اور اس کے نزدیک کرنے والی ہے اور اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ بغوی نے شرح السنہ میں کہا ہے کہ اس کا مطلب روزہ دار کی تعریف اور اس کے فعل پر راضی ہونا مراد ہے۔ اس طرح امام قدوری نے جو حنفیوں کا امام ہے اپنی کتاب ”فی الخلاف“ میں کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھی خوشبو سے بھی افضل ہے۔

علامہ بونی نے ”اللمعة“ وغیرہ میں کہا ہے جو قدیم مالکی ہیں۔ اور اسی طرح امام ابو عثمان صابونی، ابو بکر سمعانی، ابو حفص بن صفار شافعی نے اپنی ”امالی“ میں اور ابو بکر ابن عربی مالکی وغیرہ نے جو شرقاً وغرباً مسلمانوں کے امام ہیں سب نے وہی ذکر کیا ہے جو میں نے ذکر کیا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے بھی ایسی وجہ بیان نہیں کی جس سے مراد آخرت کی تخصیص ہو۔ حالانکہ ان کی کتابیں تمام وجوہ مشہورہ اور غریبہ کو جامع ہیں اور اس کے باوجود وہ مشہور روایت جس میں یوم القیمہ کا ذکر ہے۔ جو صحیح مسلم میں ہے بلکہ انہوں نے پختگی سے کہا ہے کہ اس سے مراد اللہ کی رضا مندی اور قبولیت ہے۔ جو دنیا اور آخرت دونوں میں ثابت ہے۔ اور جو اس روایت میں یوم القیمہ کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ اس لئے ہے کہ وہ یوم الجزاء ہے اور اس دن میں منہ کی بو کا بھی کستوری پر راجح ہونا ظاہر ہوگا۔ جو بد بو کے روکنے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس نے حکم دیا ہے کہ اس بد بو سے بچا جائے اور اچھی خوشبو کو حاصل کیا جائے جیسے مساجد اور نمازوں وغیرہ عبادات میں حکم ہے۔ تو اللہ نے اسی مقصد کے لئے قیامت کے دن کا اس روایت میں خصوصی ذکر کیا۔ جیسے اس آیت میں ذکر کیا گیا کہ ﴿إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾ اور باقی روایات میں مطلق طور پر یہ ثابت ہے کہ وہ فی الدارين ہے۔ شیخ ابو عمرو کا کلام ختم ہوا۔

جان لو کہ جو بھی ان دونوں کے درمیان اختلاف واقع ہوئے ہیں۔ اس میں حق پر عزالدین عبدالسلام ہیں مگر اس مسئلہ میں ابو عمرو بن صلاح کی بات صحیح ہے۔

عرب مثال کے طور پر یوں بھی کہتے ہیں ابن خرو من صقر صقر سے بھی زیادہ بو والا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

ولله لحيه تيسس ولله منقار نسر

”اس کی داڑھی بکرے کی ہے اور چونچ گدھ کی ہے۔“

ولله نكهة لبث خالطت نكهة صقر

”شیر کی بو ہے اور جس کے ساتھ صقر کی بو بھی ملی ہوئی ہے۔“

خواص: ابن زہر نے کہا صقر کا پتہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی آدمی اس کو پکڑ کر بند کر لے تو وہ ڈر سے مر جاتا ہے۔ اس کا دماغ اگر آلہ

تتاسل پر ملا جائے تو قوت باہ بھڑک اٹھتی ہے۔ ابوساری دیلمی عین الخواص میں کہتا ہے کہ صقر کا دماغ اگر کالے داغوں پر ملا جائے تو ان کو صاف کر دیتا ہے اور جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ اگر داد چنبل وغیرہ پر ملا جائے تو ان کو ختم کر دیتا ہے۔

تعبیر: صقر کو خواب میں دیکھنا غلبہ عزت اور دشمن پر مدد کی علامت ہے۔ اسی طرح امیدوں کے حصول اور مرتبے اور اولاد بیویاں، غلام، لونڈیاں، عمدہ مال، صحت، بے فکری، غم کے ختم ہونے، آنکھوں کی صحت، کثرت اسفار اور بہت سے فائدے کے ساتھ لوٹنا مراد ہے۔

بہت دفعہ موت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ارواح کا بھی شکار کرتا ہے۔ بعض دفعہ جیل اور کبھی نقشے اور کھانے پینے میں اندازے پر دلالت کرتا ہے۔ اور بہ نسبت گم نام کے نشان زدہ چیز پر دلالت کرتا ہے۔ اور فصیح شخص پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح تمام پرندوں میں درندوں کی تعبیر ہے۔

کیونکہ جب وہ کسی حیوان پر گزرتے ہیں تو ان کی ہڈیاں توڑ دیتے ہیں اور گوشت نوج لیتے ہیں۔ تو جو شخص ان شکاری جانوروں میں سے کسی کو بغیر منازعت کے دیکھے تو وہ غنیمت حاصل کرے گا۔ اور ہر وہ جانور جس سے شکار کیا جاتا ہے جیسے کتا، چیتا، شکرہ، ان کو بہادر بچوں کے ساتھ تعبیر کیا جائے گا۔ جس شخص کے پیچھے صقر لگ جائے تو بہادر آدمی اس پر نرم ہوگا۔ اگر اس نے صقرے کو اٹھایا تو اس کے ہاں بہادر بچہ پیدا ہوگا۔

تمام شکاری جانور جو سدھائے گئے ہوں وہ مذکور اولاد پر دلالت کرتے ہیں۔ تعبیر دی ہوئی خوابوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا کہ میں نے ایک کبوتری دیکھی ہے جو دیواروں کی چوٹیوں سے اتری ہے۔ تو ایک صقرہ آکر اس کو نگل گیا۔ ابن سیرین نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو حجاج طیار کی بیٹی سے تو شادی کرے گا۔ تو پھر اسی طرح ہوا۔

## الصل

صاد کے کسرہ سے ہے۔ اس سانپ کو کہتے ہیں۔ جس کے کانٹے میں دم فائدہ نہیں دیتا۔ کہا جاتا ہے۔ فلاں صل مطرق، فلاں سر نیچا کئے ہوئے سانپ ہے۔ اور یہی وصف امام الحرمین نے اپنے شاگرد ابوالمظفر احمد بن محمد خوانی کا بیان کیا ہے۔ اور یہ اہل طوس کا غزالی کے مرتبہ کا علامہ ہے۔ یہ مناظرے میں بڑا عجیب تھا اور عمدہ عبارات والا تھا۔ ۵۰۰ ہجری میں فوت ہوا۔ یہ اور کیا ہر اسی اور غزالی امام الحرمین کے بڑے تلامذہ میں سے تھے۔

## الصلب

بروزن صُرد۔ یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔ اس کو عباب میں ذکر کیا گیا ہے۔

## الصلباج

بروزن سقطار۔ یہ ایک لمبی اور باریک مچھلی ہے۔ یہ بات عباب میں مذکور ہے۔

## الصلصل

فاختہ کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری وغیرہ نے کہی ہے۔ فاختہ کا بیان باب الفاء میں آئے گا۔

## الصناجة

قزوینی نے اشکال میں کہا ہے کہ اس حیوان سے بری چیز کوئی بھی نہیں ہے یہ تبت کی سرزمین میں ہوتا ہے۔ اور یہ اپنے لئے ایک فرسخ کے برابر زمین میں مکان بناتا ہے۔ جس حیوان کی نظر اس پر پڑتی ہے وہ فوراً مر جاتا ہے اور اگر یہ ان کو دیکھ لے تو خود بھی مر جاتی ہے۔ تمام حیوانات اس کو جانتے ہیں۔ اس لئے اس کے سامنے نظریں نیچے کر کے آتے ہیں۔ تاکہ اس کی نظر ان پر پڑے تو وہ مر جائے۔ جب مر جائے تو لمبا عرصہ ان کی خوراک بن جاتی ہے۔ یہ عجائب الوجود میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں حریری نے صناجة کا ذکر ۴۶ ویں مقامے میں کیا ہے۔ جہاں کہا کہ اے نغیش تو نے اچھا کام کیا ہے۔ اے لشکر کے صناجة۔

شارحین نے اس کلام کے متعلق کہا ہے کہ نغیش سے مراد چھوٹا ہونا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نغاشی کو دیکھا یعنی چھوٹے آدمی کو تو سجدے میں گر پڑے۔ شارحین نے صناجة لکبش کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ مشہور طبلہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مشابہت کی وجہ یہ ہے۔ وہ سینگی کے ساتھ بجایا جاتا ہے جیسے حاضرین کی ایک جماعت بجاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو صناجة کہتے ہیں۔ اس میں ہاء مبالغہ کے لئے ہے اور صناجة ذات الصبح کو بھی کہتے ہیں اور وہ ایک آلہ لھو ہے جو پیتل سے بنایا جاتا ہے اور ایک کو دوسرے پر مارا جاتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا ہے کہ اسلام میں پہلا موروث عدی بن نھلہ تھا۔ اور پہلا وارث نعمان بن عدی ہے۔ عدی نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہیں مر گیا۔ تو اس کا وارث وہاں اس کا بیٹا نعمان بن گیا اور اس کو حضرت عمر نے اپنا عامل ميسان کے علاقے پر بنایا تھا۔ اس کی قوم میں سے کسی اور کو انہوں نے حاکم مقرر نہیں کیا۔ اس نے عورت سے اپنے ساتھ جانے کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا تو اس نے اس کی طرف یہ لکھا۔

من مبلغ الحسناء ان حليلها بميسان يسقى في زجاج وحنتم

”حسنا کو کون یہ پیغام پہنچائے گا کہ اس کا خاوند ميسان میں زجاج اور حنتم کے جاموں میں شراب پی رہا ہے۔“

اذا شئت غنتني دهاقين قرية وصناجة تحدو علي كل منسم

”جب میں چاہوں تو مجھے گاؤں کی وہ جوانی سے لبریز عورتیں گانا سنا سکتی ہیں اور ایک صناجة بھی جو ہر راستہ سے گارہی

ہو۔“

اذا كنت ندماني فبالا كبر اسقني ولا تسقني بالاصفر المتسلم

”جب تو میری ہم مجلس بنے تو مجھے بڑا پیالہ پلانا اور چھوٹا ٹوٹا ہوا پیالہ نہ پلانا۔“

لعل امير المؤمنين يسوءه تنادنا بالجوسق المتهدم



”کہیں امیر المؤمنین کو ہمارا ایک دوسرے کو جو سق شراب پلانا اچھانہ لگے جو گرا دینے والی ہے۔“

جب یہ بات عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوئی تو انہوں نے لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ  
الْعِقَابِ لِذِی الطَّوْلِ. الایة (المؤمن: ۲-۳)

اما بعد: مجھے تیری بات معلوم ہوئی ہے کہ

لعل امیر المؤمنین یسوءہ تنادنا بالجوسق المتهدم

”شاید امیر المؤمنین کو ہمارا ایک دوسرے کو جو سق شراب پلانا جو گرا دینے والی ہے اچھانہ لگے۔“

اور اللہ کی قسم یہ واقعی مجھے اچھانہ نہیں لگا۔ پھر اس کو اپنے عہدے سے معزول کر دیا پھر جب وہ آپ کے پاس وہاں سے واپس آیا تو آپ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا۔ ان میں سے کوئی کام بھی نہیں ہوا۔ مگر یہ صرف شعر ہی تھے جن کا آپ کو پتہ چلا ہے۔ اور میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال بھی یہی ہے۔ مگر تو ہمارا عامل نہیں بن سکتا۔ وہ بصرہ میں آ گیا اور ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

اس کے شعر بڑے فصیح ہیں اہل لغت ان سے استشہاد لیتے ہیں کہ ندمان بمعنی ندیم کے آتا ہے۔

## الصوار

صوار گائیوں کے ریوڑ کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع صیران ہے۔ صوار کستوری کے برتن کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس شعر میں دونوں معنی جمع ہو گئے ہیں۔

اذا لاح الصوار ذکرت لیلی واذا کرہا اذا نفع الصوار

”جب صوار سامنے آیا تو مجھے لیلی یاد آگئی اور میں اس کو یاد کروں گا جب صوار میں پھونکا جائے گا۔“

## الصومعة

عقاب کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اتنی بلندی پر ہوتا ہے۔ جتنی طاقت رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح کراع نے ”مجرد“ میں کہا ہے۔

## الصیبان

باب کے شروع میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

## الصيد

یہ مصدر ہے۔ مگر اس کے ساتھ اسم جیسا معاملہ کیا گیا۔ پھر ہر شکار کی گئی چیز پر بولا جانے لگا۔ اللہ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾ یہاں صید سے مراد وہ جانور ہے جس کا شکار کیا جاتا ہے۔ ابو طلحہ انصاری کہتے ہیں:

انا ابو طلحة واسمى زيد وكل يوم فى سلاحى صيد

”میں ابو طلحہ ہوں۔ میرا نام زید ہے۔ اور ہر روز میرے ہتھیار میں شکار ہے۔“

امام بخاری نے اپنی کتاب کے چوتھے پارے کے شروع ربع میں یہ باب باندھا باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر کے صید سے مراد وہ جانور ہے جس کا شکار کیا جائے اور طعام سے مراد وہ جانور ہے جس کو سمندر مار کر باہر پھینک دے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا جو سمندر کے اوپر آ جائے وہ حلال ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ طعامہ سے مراد اس کا مردار ہے۔

مگر وہ مردار حلال نہیں جس کو تم زندہ پکڑ سکو۔ اور جری مچھلی کو یہود نہیں کھاتے اور ہم اس کو کھاتے ہیں۔ ابو شریح جو صحابی ہے کہتے ہیں کہ سمندر میں جو چیز ہوتی ہے وہ مذبوح ہوتی ہے۔ عطا کہتے ہیں کہ پرندے ذبح کئے جائیں گے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا کہ نہروں کا شکار اور سیلاب کا مراہو اسامان کیا یہ سمندری شکار ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں پھر یہ آیت پڑھی: ﴿هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٍ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ یہ بہت میٹھا ہے خوش گوار ہے اور یہ نمکین کڑوا ہے۔ ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو حسنؓ سمندری کتوں کے چمڑوں کی کاٹھی پر سوار ہوئے۔

شععی کہتے ہیں۔ اگر میرے گھروالے مینڈک کھائیں تو میں ان کو ضرور کھلاؤں۔ حسن کچھوا کھانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ نصرانی مجوسی اور یہود کے شکار سے کھاؤ۔

ابو درداء نے مری کے بارے میں کہا کہ یہ شراب ذبح کیا ہوا ہے اور مچھلیاں اور سورج ہے۔

مری سے آگے مری کی صفات بیان کی گئیں ہیں یہ مری شام میں بنائی جاتی ہے شراب میں نمک اور مچھلی ڈال کر اسے سورج میں رکھا جاتا ہے۔ تو وہ شراب بدل کر کڑوی ہو جاتی ہے۔ تو اس کی شکل میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جیسے اس کی شکل سرکہ بناتے ہوئے تبدیل ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مردار حرام ہے۔

اور مذبوحہ چیز حلال ہے۔ اسی طرح ان چیزوں نے شراب کو ذبح کر کے حلال کر دیا ہے۔ گویا کہ یہاں ذبح کا لفظ حلال کرنے کے لئے عاریتہ لیا گیا ہے اور ذبح اصل میں پھاڑنے کو کہتے ہیں۔

ابو شریح کا نام ہانی ہے۔ اصیلی کے نزدیک ابن شریح ہے۔ مگر یہ وہم ہے۔ ابن عبدالبر کی استیعاب میں ہے کہ شریح جمالی جو حجاز میں رہتا تھا۔ اس سے ابوزبیر اور عمرو بن دینار نے سنا ہے اور روایت کیا ہے۔ وہ ابو بکر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہر چیز جو سمندر میں موجود ہے وہ ذبح شدہ ہے اللہ نے اس کو تمہارے لئے ذبح کر دیا ہے۔ ہر وہ جانور جس کو اللہ نے سمندر میں پیدا کیا ہے اس کو ذبح کر دیا۔

ابوزبیر اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ شریح نے کہا تھا کہ اس نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ اس کی آپ سے صحبت ثابت ہے۔

پہلی آیت میں صید کا لفظ عام ہے۔ اور معنی خصوصی یہ ہے کہ اس میں صرف وہ جانور شامل ہیں جن کو حرم میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ پانچ فاسق ہیں جن کو حل و حرم میں قتل کیا جاتا ہے۔ کوا، چیل، چوہا، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ اس حدیث کے ظاہر پر سفیان ثوری، شافعی اور ابن حنبل اور ابن راہویہ نے فتویٰ دیا ہے۔ اور انہوں نے محرم کے لئے۔ ان چیزوں کے علاوہ کسی کو مارنا مباح نہیں کہا۔

لیکن مالک نے کاٹنے والے کتے پر شیر، بھیریا، چیتا اور سارے درندے قیاس کئے ہیں بلی، لومڑی، بچو کو محرم قتل نہ کرے۔ اگر قتل کرے گا تو فد یہ دے گا۔

اصحاب الرائے کہتے ہیں کہ اگر درندہ محرم کے سامنے آجائے تو وہ اس کو قتل کر سکتا ہے۔ اگر محرم نے ابتداء کی تو اس کے ذمہ اس کی قیمت ہوگی۔

مجاہد اور نخعی نے کہا۔ صرف اس کو قتل کر سکتا ہے جو اس پر حملہ کرے۔ ابن عمرؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے محرمین کو سانپوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اور تمام لوگوں نے ان کے قتل پر اجماع کیا ہے۔

ابن عمر سے ہی بھڑوں کو قتل کرنا بھی مروی ہے کیونکہ وہ بھی بچھو کے حکم میں ہیں۔ مالک نے کہا اس کا قاتل کسی کو کھانا کھلائے اسی طرح مالک نے اس شخص کے بارے میں کہا جو چھرمکھی، چیونٹی وغیرہ کو مارے۔ اصحاب الرائے نے کہا ہے کہ ان چیزوں کے قاتل پر کوئی حرج نہیں پرندوں میں سے جو درندے ہیں ان کے بارے میں امام مالک نے کہا کہ ان کو محرم قتل نہ کرے اگر کرے گا تو فد یہ دے۔

ابن عطیہ نے کہا ہر بلی چیزیں سب سانپ کے حکم میں ہیں جیسے افعی اور ریتلا سانپ وغیرہ۔

تذنیب: ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خشکی اور سمندر کے جو شکار اصلاً مباح ہیں ان کو چوری کرنے والے کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور اسی طرح ہر قسم کے پرندوں کو بھی چوری کرنے پر بھی ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔ شافعی مالک اور احمد نے کہا ہے کہ اگر وہ جانور محفوظ جگہ میں ہوں تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور عمومی دلائل کی رو سے جبکہ اس چیز کی قیمت چوتھائی دینا رہو۔ اور اگر محرم ایسا جانور شکار کرے تو وہ باتفاق علماء اس پر حرام ہے۔

محرم کے علاوہ باقی لوگ اس شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں اس میں دو قول ہیں جدید اور صحیح قول کے مطابق وہ مجوسی کے ذبیحہ کی طرح حرام ہے کیونکہ اس صورت میں وہ مردار ہوگا اور قدیم قول یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔ اگر محرم نے ابلا ہوا انڈا توڑا یا اس کو بھونا تو یہ اس پر حرام ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے لئے اس کے حرام ہونے میں دو طریق ہیں ان میں مشہور ترین حرمت والا قول ہے۔ اگر مجوسی نے انڈے کو توڑا یا بھونا تو وہ حلال ہوگا۔ اگر محرم نے شکار کے جانور کا دودھ دھوا تو وہ انڈا توڑنے کی طرح ہے۔

ایک مسئلہ: اگر محرم کسی شکار پر چینا اور شکار اس کے چیننے کی وجہ سے مر گیا یا شکار پر حلال ہونے کی حالت حد و حرم میں چینا اور وہ مر گیا تو اس میں دو وجہیں ہیں ایک یہ ہے کہ اس پر اس کی ضمان ہوگی کیونکہ یہ اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہے جیسے اگر وہ کسی بچے پر

چینتا تو وہ بچہ مر جاتا تو اس کی ضمانت بھرنی پڑتی۔ امام نووی کہتے ہیں کہ یہی بات ظاہر ہے دوسری وجہ ہے کہ اس کو ضمان نہیں بھرنا پڑے گا جیسے کسی بالغ پر چیننے سے ضمان نہیں بھرنا پڑتا۔ اگر محرم نے کوئی شکار کیا تو یہ شکار کسی دوسرے شکاری جانور کے اوپر گر پڑا یا اس کے بچوں یا انڈوں پر گر پڑا پھر وہ سارے ہلاک ہو گئے تو ان سب کا ضمان اس کے ذمہ ہوگا۔

ایک مسئلہ: اگر محرم کا کوئی قریبی فوت ہو گیا اور اس کی ملکیت میں کوئی شکار تھا تو صحیح مذہب کے مطابق محرم اس کا مالک ہو جائے گا پھر وہ قتل اور تلف کے علاوہ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے۔

ایک مسئلہ: رویانی کہتے ہیں وہ عمرہ جس میں شکار کو قتل نہ کیا جائے وہ اس حج سے افضل ہے جس میں شکار کو قتل کیا جائے اور صحیح بات یہ کہ حج افضل ہے۔

ایک مسئلہ: حرم مدینہ کا شکار بھی حرام ہے جیسے مسلم نے جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرم قرار دیا ہے اور میں مدینے کو اس کی دو پہاڑیوں کے درمیان تمام علاقہ حرم قرار دیتا ہوں نہ اس کا کانا کاٹا جائے اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا مدینہ کے شکار کا بھی مکہ کے شکار کی طرح ضمان دیا جائے گا یا نہیں۔ امام شافعی نے جدید قول کے مطابق یہ فرمایا اس کا ضمان نہیں بھرے گا کیونکہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں احرام کے بغیر داخلہ درست ہے۔ لہذا اس کا ضمان نہیں بھرا جائے گا جیسے طائف کے وح کا شکار کرنے سے ضمان نہیں بھرنا پڑتا۔

سنن بیہقی میں ضعیف سند کے ساتھ روایت آتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک طائف کے مروج کا شکار اور وہاں کے کانٹے توڑنا حرام ہے اور حرام کیا گیا ہے۔ اور قدیم قول یہ ہے کہ قاتل سے اس کو چھین لیا جائے گا۔ کیونکہ یہ مدینے کے حرم کا شکار ہے۔ اور اس کے درختوں کو کاٹنے والے سے بھی وہ چھین لئے جائیں گے۔ نووی نے اس کو دلیل کی رو سے اختیار کیا ہے۔ اس بنیاد پر ائمہ کے مطلق چھوڑنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مال کا لینا شکار کے تلف کرنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ صرف شکار کرنے پر ہی اس کا مال چھین لیا جائے گا اور اس سے چھیننا ہو مال اکثر علماء کے نزدیک کفار کے مقتولوں سے چھینے ہوئے مال کی طرح ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صرف اس کے کپڑے چھوڑے جائیں گے بعض نے کہا کہ صرف اس کے ستر ڈھانپنے والے کپڑے چھوڑے جائیں گے اور روضہ اور شرح المہذب میں اسی بات کو صحیح قرار دیا گیا ہے پھر وہ چھیننا ہو مال بقول بعض کے فقراء مدینہ کو دیا جائے گا جیسے شکار کا فد یہ ان میں تقسیم کیا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ بیت المال میں جمع کرایا جائے گا اور اس شکار کے ضمان کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے گا کہ جس نے اس پر حملہ کیا تو محرم نے اس کو اپنے دفاع میں مار ڈالا۔

فرع: اور جب ٹڈی راستے میں عام ہو جائے اور اس کو روندے بغیر کوئی چارہ نہ ہو ظاہر مذہب میں اس پر ضمان نہیں ہوگی اگر کوئی کافر حرم میں داخل ہو اور کسی جانور کو شکار کر لیا تو اس کو ضمان دینا پڑے گا۔

شیخ ابوالخق نے مہذب میں کہا ہے کہ میرے نزدیک اس میں احتمال یہ ہے کہ ضمان نہیں ہوگی۔ نووی نے شرح المہذب میں کہا ہے کہ شیخ نے اس احتمال میں اپنے اصحاب سے انفرادیت اختیار کی ہے اور اس نے اس کو "بیان" میں ایک مذہب بنا لیا۔

دمیری کہتے ہیں کہ اس مذہب میں شیخ منفرد نہیں بلکہ اس کو ابن کج نے بھی اپنے اصحاب کا ایک مذہب نقل کیا ہے اور وہ صاحب مہذب سے کئی سال پہلے ہوئے ہیں اور وہ ۴۰۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

تنبیہات: یہ بات یاد رکھو کہ جب جانور دوسبوں کی وجہ سے مر جائے۔ ایک سبب اس کو حلال کرنے والا ہو اور دوسرا حرام تو وہ تحریم کی غلبہ کی وجہ سے حرام قرار دیا جائے گا۔ مثلاً وہ جانور تیر اور پتھر سے مر جائے یا شکار کو تیر کا ایک کنارہ جس سے وہ جانور زخمی ہو جائے اور تیر کا چوڑائی والا حصہ گزرتے ہوئے اس پر اثر انداز ہو پھر وہ جانور ان دونوں وجہوں سے مر جائے تو وہ حرام ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے کسی شکار کو تیر مارا تو وہ جانور زخمی ہو گیا اور وہ جانور چھت یا پہاڑ سے یا کنویں میں یا پانی میں گر پڑا۔ اسی طرح اگر وہ کسی درخت پر تھا تو اس کی ٹہنیوں سے ٹکرا کر مر گیا۔ تو وہ حرام ہوگا کیونکہ یہ علم نہیں کہ وہ ان میں سے کس وجہ سے مرا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شکار کسی تیز چھری پر گر پڑا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر کسی نے ایک تیر چھوڑا اور وہ ہوا میں شکار کو لگ گیا تو وہ مرکز زمین پر گر گیا تو وہ حلال ہے چاہے زمین پر پہنچنے سے پہلے مر جائے یا بعد یا اس بات کا کوئی علم نہ ہو کہ زمین پر پہنچنے کے بعد مرا ہے یا پہلے کیونکہ زمین پر گرے بغیر کوئی چارہ کار نہیں جس طرح مشکل ہونے کی صورت میں جس جانور کو ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس سے اس کو معاف سمجھا جائے گا اور جس طرح کہ شکار اگر کھڑا ہو تو جب اس کو تیر لگے تو وہ اپنے پہلو کے بل گر پڑے تو وہ حلال ہوگا۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر وہ شکار زمین پر گرنے کے بعد مرا تو حلال نہ ہوگا۔ تیر لگنے کے بعد اس کا تھوڑا پھڑکنا اس کے حلال ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ زمین پر گرے ہوئے کی طرح ہوتا ہے۔ اگر وہ جانور کسی پہاڑ سے پہلو بہ پہلو گرتا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح کا گرنا ہلاکت میں مؤثر نہیں ہوتا۔

اگر کوئی آدمی ہوا میں کسی شکار پر تیر چھوڑے تو اس کا بازو توڑ دے مگر زخم نہ لگائے تو وہ گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا کیونکہ اس کو کوئی زخم نہیں پہنچا جس سے اس کی موت واقع ہوئی ہوتی۔ پھر اگر زخم ایسا ہلکا ہو جو موت کے لیے مؤثر نہ ہو لیکن اس کے بازو بیکار ہو جانے کی وجہ سے وہ گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا یہ بات امام صاحب نے فرمائی ہے۔

اگر شکار تیر سے زخمی ہونے کے بعد ہوا سے گر کر کسی کنوئیں میں جا گرا ہو تو تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کنوئیں میں پانی ہو تو وہ حرام ہوگا۔ اگر پانی نہ ہو تو شکار حلال ہوگا۔ کیونکہ کنوئیں کی گہرائی بھی زمین کی طرح ہی ہوتی ہے لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ کنوئیں کی دیواروں سے نہ ٹکرائے۔

بعض شکار ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ کسی درخت پر کھڑا ہو تو اس کو تیر جا لگا جس نے اس کو زخمی کر دیا تو وہ زمین پر جا گرا تو وہ حلال ہوگا ہاں اگر وہ کسی ایک ٹہنی یا زیادہ ٹہنیوں پر گر کر پھر نیچے گرا تو حلال نہ ہوگا۔

ٹہنیوں سے گرنا یا پہاڑ کی چوٹی سے یا کناروں سے گرنا زمین پر گرنے کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ کنوئیں یا ٹہنیوں سے ٹکراؤ کوئی ضروری نہیں اور اکثر بھی نہیں ہوتا مگر زمین سے ٹکراؤ ضروری ہے۔ اور امام صاحب کی نظر میں دونوں صورتوں میں دونوں احتمالات موجود ہیں کیونکہ پرندے عموماً درختوں پر ہی ہوتے ہیں اسی طرح جب شکار پہاڑ پر ہو تو پہاڑ سے ٹکرانے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

یہ صورت بھی ہے کہ اگر کسی نے پانی کے پرندے پر تیر چلایا تو دیکھا جائے گا کہ اگر چہ جب وہ پانی کے اوپر تھا تو اس وقت اس کو تیر لگا جس نے اسے زخمی کر دیا اور وہ اگر مر گیا تو وہ حلال ہوگا اور پانی اس کے لیے زمین کی طرح ہے۔ اور اگر وہ پانی سے باہر

ہوا تو تیر لگنے کے بعد وہ پانی میں گر گیا تو اس صورت میں دوو جہیں ہیں جو حاوی میں مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ وہ حرام ہے کیونکہ زخم اس کے تلف ہونے میں معاون ہوتا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ پانی اس کو اپنے اندر غرق نہیں کرتا کیونکہ وہ اکثر پانی سے جدا نہیں رہتا۔

اس کا پانی پر گرنا ایسے ہی ہے جیسے دوسرے جانوروں کا زمین پر گرنا۔ دمیری کہتے ہیں کہ یہی بات راجح ہے۔

تہذیب میں مذکور ہے کہ اگر شکار سمندر کی فضا میں ہو تو اس کے بارے دیکھا جائے گا اگر تیر پھینکنے والا خشکی میں ہے تو وہ حرام ہوگا اور اگر سمندر میں ہے تو حلال ہے۔ اور اگر پرندہ پانی کے اوپر نہ ہو اور تیر لگنے کے بعد پانی میں گر پڑے تو اس کے حلال ہونے کی دوو جہیں ہیں بغوی نے تہذیب میں اور ابو محمد نے المختصر میں اس کے حلال ہونے کو قطعی قرار دیا ہے۔

اور تمام جو ہم نے ذکر کیا یہ اس صورت میں ہے جب شکار زخم لگنے کے بعد ذبح ہونے کی حرکت تک نہ پہنچا ہو۔ اگر شکار کا حلقوم یا زخراکت گیا تو اس کی ذکاۃ مکمل ہوگئی جو کچھ اس کے بعد پیش آئے اس جانور کے حلال ہونے میں اثر نہیں کرے گا۔

ایک مسئلہ یہ ہے۔ کہ اگر شکار زخمی ہو گیا اور قتل نہ ہوا پھر غائب ہو گیا پھر شکاری کو اس کے بعد اور مرا ہوا شکار ملا بعض کے نزدیک حلال ہے اور بعض کے نزدیک حرام ہے مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ شکار اس زخم کے ساتھ ذبح کی حرکت تک پہنچا ہو تو اس صورت میں غائب ہونے کا اس میں اثر نہ ہوگا۔ اگر حرکت مذبح تک نہیں پہنچا تو اگر وہ جانور غائب ہونے کے بعد پانی میں ملایا اس میں کسی ٹکراؤ کا اثر یا کوئی دوسرا زخم محسوس ہو تو وہ حلال نہیں ہے۔

ہمارے اصحاب کے تین مذہب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حلال ہونے میں دو قول ہیں۔ زیادہ مشہور صاحب تہذیب کے نزدیک

حلت ہے۔

عراقی وغیرہ تحریم کے راجح کہنے کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ قطعاً حلال ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ

قطعاً حرام ہے۔

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر تیر لگنے کے بعد اس نے اس جانور کو تھکا دیا جس سے وہ مر گیا تو حلال ہے۔ اور اگر اس کے پیچھا کرنے میں تھوڑی تاخیر کی تو حلال نہیں ہوگا۔

مالک سے روایت ہے۔ کہ اگر اس کو خشکی میں پائے تو حلال ہے ورنہ حرام نووی اور غزالی نے احادیث کی بناء پر حلت کو صحیح کہا

ہے۔

ایک مسئلہ یہ ہے۔ اگر اس نے تیر پھینکا اور شکار کی کوئی امید نہیں تھی اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی ارادہ یا قصد تھا کہ وہ فضا میں یا کسی نشانے پر تیر پھینکے گا۔ مگر پھر بھی ایک شکار سامنے آ گیا اور مر گیا۔ تو اس کی حلت میں دوو جہیں ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ

حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے شکار کی نیت نہیں کی۔ نہ معین کے طور پر نہ مبہم اس کی مثال یہ ہے کہ جب جال میں کوئی شکار پڑ

جائے پھر وہ اس لوہے سے زخمی ہو گیا جو جال میں تھا تو اس میں اور اس بات میں فرق کیا جائے گا کہ وہ اس شکار کو کپڑا سمجھ لے

کیونکہ اس صورت میں اس نے معین چیز کا قصد کیا ہے۔ اگر اس نے کسی ایسی چیز کو تیر مارا جس کو وہ پتھر سمجھتا تھا لیکن وہ شکار نکلا پھر

وہ مر گیا تو وہ حلال ہے۔ اسی طرح اگر اس نے ایسے جانور کو شکار کیا کہ جس کو وہ حلال شکار نہیں سمجھتا تھا مگر وہ حلال شکار نکلا تو وہ بھی

حلال ہوگا۔ یہاں بھی اس نے معین چیز کا ارادہ کیا ہے اس لئے حلال ہے۔

اور اس بات کو اس بات پر قیاس کیا جائے گا کہ جب کسی کی دو بکریاں ہوں تو ایک کو اس نیت سے ذبح کر دیا کہ یہ دوسری ہے تو اس نے اس صورت میں معین چیز کو ذبح کیا ہے۔ تہذیب وغیرہ میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حلال نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے شکار کا قصد نہیں کیا۔ امام مالک نے بھی یہی کہا ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کسی نے ایک چھری یا لوہا گاڑ دیا کسی کے ہاتھ میں ایک لوہا تھا تو وہ ہاتھ بکری کے گلے پر جا پڑا پھر وہ ذبح ہوگی تو وہ حرام ہے۔ کیونکہ اس نے ذبح کا ارادہ نہیں کیا۔ اور جو کچھ بھی ہوا محض بکری کا عمل تھا۔ یا پھر کسی ایسے فعل سے ہوا کہ جو اس کے اختیار میں نہیں تھا تہذیب وغیرہ میں ہے کہ چھری واقع ہونے کی صورت میں بکری حلال ہوگی۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ شکار بھی اس معنی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے ہاتھ میں کوئی تیز چیز ہے جس کو وہ ہلا رہا ہے اور بکری بھی اپنے گلے کو اس کے ساتھ رگڑ رہی ہے اس طرح اس کا زخروہ کٹ گیا تو وہ حرام ہوگی۔ کیونکہ موت ذبح کرنے والے آدمی اور چوپائے کی شرکت سے واقع ہوئی ہے۔

قاضی ابوسعید ہروی "اللباب" میں کہتے ہیں کہ اگر کسی اندھے نے اپنی بصیرت کی راہنمائی سے کسی شکار کو مارا تو صحیح مذہب کے مطابق وہ حرام ہے۔

ایک مسئلہ: بھیڑ اور اشتراک میں۔

اس کی چند صورتیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ دو آدمی پے در پے زخم لگائیں ان میں سے پہلا زخم یا تو جلدی ہلاک کرنے والا ہوگا یا دیر سے یا نہ جلدی کرنے والا ہوگا نہ دیر سے۔ اور اگر نہ جلدی کرنے والا ہو نہ دیر والا ہو تو اس صورت میں حلال نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس طرح جانور مرتا نہیں۔ اگر زخم جلدی مارنے والا یا دیر سے مارنے والا ہو تو شکار دوسرے کا ہوگا۔

اور پہلے کے لئے اس کے زخم کی وجہ سے کوئی جرمانہ نہیں ہوگا۔ اور پہلے کا زخم تیز ہلاک کرنے والا ہو تو شکار پہلے کا ہوگا۔ اور دوسرے پر اس کے گوشت اور کھال کی کمی کی وجہ سے جرمانہ ہوگا۔ اور پہلے کا زخم دیر سے ہلاک کرنے والا ہو تو شکار اس کا ہوگا۔ اور دوسرے شخص کے بارے میں غور کیا جائے گا اگر اس کا زخم حلقوم یا زخروہ کاٹ کر جلد مارنے والا ہو تو وہ جانور حلال ہے اور دوسرے پر مذبوح اور مذمن کی قیمت کے مابین جرمانہ ہوگا۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ یہ فرق تب سامنے آتا ہے جب اس میں کوئی رکی ہوئی زندگی ہو۔ اگر وہ صحیح سالم ہو یا اس طرح ہو کہ اسے اگر ذبح نہ کیا جاتا تو وہ ہلاک ہو جاتا تو میرے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ ذبح کے ساتھ اس جرمانہ میں کوئی چیز کم کی جائے۔ اگر دوسرے نے جلدی سے اس طرح مار دیا کہ اس کا گلا یا زخروہ نہیں کٹا یا اس نے جلدی نہ کی مگر ایسے ہی دونوں زخموں سے مر گیا تو وہ مردار ہوگا اور دوسرے پر شکار مذبوح کی قیمت واجب ہوگی۔

کتاب التہذیب میں ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ اس طرح ہے کہ اگر کوئی اپنے غلام کو زخمی کر دے اور کوئی دوسرا بھی زخمی کر دے اور وہ ان دونوں زخموں سے مر جائے تو اس بات پر اس کی بنیاد رکھی جائے گی کہ جب کوئی اجنبی آدمی کسی غلام کو زخمی کر دے جس کی قیمت دس درہم ہو اور اس کو کسی دوسرے آدمی نے بھی زخمی کیا تو اس میں کئی وجہیں ہیں۔

مزنی کے نزدیک ہر ایک پر اس کے زخموں کا تاوان ہوگا اور باقی قیمت ان کے درمیان نصف نصف ہوگی۔ بعض نے کہا ہر ایک پر اس کے زخم والے دن اس کی قیمت نصف نصف لگائی جائے گی۔

ابن خیران نے کہا کہ ہم اس کی قیمت کو اس دن پر تقسیم کریں گے جس دن اس کو پہلا زخم آیا۔ اور وہ دس درہم ہے۔ اور دوسرا زخم جس قیمت پر آیا وہ نو درہم ہے۔ تو اس طرح ۱۹ حصے ہو گئے تو دس حصے پہلے پر اور نو حصے دوسرے پر۔

قتال نے کہا کہ نہیں بلکہ ہر ایک پر نصف تاوان ہوگا۔ اور باقی قیمت کو دو زخموں میں تقسیم کیا جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر پہلا اس کو زندہ نہ پائے تو دوسرے پر قیمت لازم ہوگی جو مزمن ہے۔ اور اگر اس نے اس کو پالیا اور ذبح نہ کیا تو ایک وجہ پر دوسرے پر اس کی قیمت ہوگی۔ اور مزمن ہونے کی صورت میں ایک وجہ کے لحاظ سے اس کی قیمت واجب ہوگی۔ اگر اس کو دو آدمیوں نے مارا اور دونوں کا تیر ایک ساتھ اس کو لگا جس سے جانور مر گیا تو وہ ان دونوں کا ہوگا اگر ان میں سے ایک نے تاخیر کی اور دوسرا ذبح کے وقت پہنچ گیا اور پہلے کو پتہ نہ چلا پھر ایک نے ان میں سے پہلے مزمن ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ دونوں قسمیں کھائیں گے اور وہ ان دونوں کے درمیان برابر ہوگا۔ مزمن کے سبقت لے جانے کے احتمال کی وجہ سے۔ ان میں سے اگر ایک تیار کرنے والا ہو۔ مگر ذبح کے وقت نہیں پہنچا تو شکار حرام ہو جائے گا۔

فرع: جان لو کہ کسی نے شکار کیا جس پر کسی کی ملکیت کا کوئی نشان ہے یا تو اس پر کسی کا نام لکھا ہوگا۔ یا کان میں بالی ڈالی ہوگی یا رنگ لگا ہوگا یا پر کٹا ہوگا۔ تو شکاری اس کا مالک نہیں ہوگا کیونکہ یہ تمام آثار اس بات پر دلیل ہیں کہ یہ جانور مملوک ہے۔ کئی دفعہ وہ چھپ جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ شکار شائد کسی محرم نے کیا ہو اور پھر اس نے ایسی حرکت کر کے چھوڑ دیا ہو۔ کیونکہ یہ احتمال بعید ہے۔

فرع: اگر شکار کے دو حصے کر دیئے گئے۔ تو وہ دونوں حصے حلال ہوں گے۔ اگر اس کا کوئی جوڑا لگ ہو اور وہ فوراً اس کے ذبح کرنے سے پہلے پہلے مر جائے تو جدا ہونے والا جوڑا بھی حلال ہوگا۔ یہ ایک وجہ ہے۔ جیسے اگر اگر وہ اس سے فوراً مر جائے۔ ورنہ اگر اس کو زندہ پالیا اور ذبح کر لیا تو اصل حلال ہوگا اور جدا ہونے والا حلال نہیں ہوگا۔ اگر شکار شکاری کے بوجھ سے مر گیا تو دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق حلال ہوگا۔ بخلاف تیر کے بوجھ کے۔

فرع: شکار کا مالک انسان کئی طریقوں سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہاتھ سے پکڑ لیا ہو ایک یہ ہے کہ اس کو مار ڈالے ایک یہ کہ اس کا اڑنا یا دوڑنا ختم کر دے۔ ایک یہ ہے کہ وہ خود لگائے ہوئے جال میں اٹک جائے۔

اگر جال خود گر پڑا اور اس میں شکار پھنس گیا تو اس میں دو وجہیں ہیں۔ اسی طرح جال اور رسی اور کنڈی وغیرہ کا مسئلہ ہے۔ فرع: اگر کسی نے مچھلی کا شکار کیا اور اس کے پیٹ میں اس کو سوراخ والے موتی ملا تو اس کا حکم گری پڑی چیز کا سا ہے۔ اور اگر وہ سوراخ والا نہیں ہے۔ تو وہ مچھلی کے ساتھ اسی کا ہوگا اور اگر اس نے ایک مچھلی خریدی اس کے پیٹ میں بے سوراخ کے موتی پایا تو وہ اس کا ہوگا۔ اگر سوراخ والا ہے تو بیچنے والے کا ہے۔ جبکہ وہ اس کا دعویٰ کرے۔ اسی طرح تہذیب والے نے اس کو مطلق کہا ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ موتی شکار کرنے والے کا ہو۔

جس طرح اگر کسی کو زمین کا خزانہ ملا تو وہ اسی کا ہوگا۔ جو اس میں ہل چلانے والا ہے۔



خاتمہ: اگر کسی نے شکار کو اپنے سے جدا کر کے چھوڑ دیا تو کیا اس طرح اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی یا نہیں۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ زیادہ ظاہر یہی ہے کہ وہ زائل نہیں ہوگی۔ لیکن اس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ جاہلیت کے لوگوں کا کام ہے۔ اور یہ جانوروں کو آزاد چھوڑنے کے قبیل سے ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس سے پرہیز کرے۔ اور اس کا ذکر ان شاء اللہ سائبہ کے کلام میں باب نون میں آئے گا۔ اور کتے کے شکار اور جارحہ میں بھی باب الکاف میں کلام آئے گا اگر شکار اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس کی ملکیت سے زائل نہیں ہوگا۔ اگر اس کو کسی اور نے پکڑ لیا تو اس کو واپس کرنا ہوگا۔

شہر میں گھومنے یا آس پاس گھومنے یا عمارتوں سے دور چلے جانے یا جا کر وحشیوں سے مل جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا جب تک شہر میں یا آس پاس رہے گا تو اس کی ملکیت زائل نہیں ہوگی۔ اگر دور چلا جائے اور جنگلی جانوروں سے مل جائے تو اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی اور جس نے اس کو لے لیا وہ اس کا مالک ہوگا۔ انہی سے مروی ہے کہ لمبا عرصہ گزرنے پر اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی اور کم عرصہ گزرنے پر ملکیت زائل نہیں ہوگی۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ہاتھ سے نکلنے پر بھی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ ہمارے نزدیک اس کو غلام اور چوپائے کے بھاگنے پر قیاس کیا جائے گا۔

تتمہ: اگر کوئی شکار کسی کے کھیت میں داخل ہو اور وہ آدمی اس پر قادر ہو گیا تو اس میں دو وجہیں ہیں۔ زیادہ صحیح عدم ملکیت ہے کیونکہ اس نے زمین کو پانی لگا کر شکار کا ارادہ نہیں کیا اور ملکیت میں مقصد کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ اور اگر کسی دوسرے آدمی کے باغ میں داخل ہو کر کسی پرندے کو شکار کر لیا تو وہ اس کا قطعی مالک ہوگا۔ اور باغ والے کے لئے بندش کا حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ باغ پرندوں کے حکم کا ضامن نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں نے کیا عمدہ کہا ہے۔

یشقی رجال ویشقی اخرون بہم ویسعد اللہ اقواما باقوام  
”کچھ لوگ بد بخت ہوتے ہیں اور کچھ دوسرے ان کے سبب سے بد بخت ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں کے ساتھ نیک بخت کرتا ہے۔“

ولیس رزق الفتی من فضل حیلته لکن حدود بازارزاق واقسام  
”نوجوان کا رزق اچھے حیلے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ رزق مقرر ہیں اور تقسیم شدہ ہیں۔“

کالصید بحرہ الرامی المجید وقد یرمی فیحرزہ من لیس بالرامی  
”جیسے شکار سے کبھی کبھی بزرگ تیر انداز محروم ہو جاتا ہے اور اس کو وہ آدمی حاصل کر لیتا ہے جو اس کا تیر انداز نہیں ہوتا۔“

فائدہ: تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ جب رشید نے فضل بن یحییٰ کو خراسان کا گورنر بنایا تو وہ وہاں کچھ عرصہ ٹھہرا رہا پھر اس کو ڈاکے نے خبر پہنچائی کہ فضل شکار میں مشغول ہو گیا ہے اور ہمیشہ عیش و عشرت میں لگا رہتا ہے اور رعیت کے امور سے ہٹ گیا ہے تو اس نے یحییٰ سے کہا۔ اے میرے ابا جان یہ خط پڑھو اور اس کی طرف وہ بات لکھو کہ جس سے وہ برے کاموں سے باز آ جائے۔ تو اس نے اس کے جواب میں خط لکھا۔ تو اس کے نیچے یہ شعر لکھے۔

انصب نہارا فی طلاب العلا واصبر علی فقد لقاء الحیب  
 ”دن کو بلندیوں کے طلب کرنے میں صرف کرے اور دوست کی ملاقات نہ ہونے پر صبر کر۔“

حتی اذا اتی اللیل مقبلا واکتحلت بالغمض عین الرقیب  
 ”جب رات آجائے رقیب کی آنکھ بند ہونے کا سرمہ پہن لے۔“

فبادر اللیل بما تشتهي فانما اللیل نہار الاریب  
 ”تورات کو جو چاہتا ہے کر کیونکہ رات ضرورت مند کا دن ہے۔“

کم من فتی تحسبه ناسکا یتقبل اللیل بامر عجیب  
 ”کتنے ہی نوجوان ہیں جن کو تو عبادت گزار سمجھتا ہے وہ رات کا استقبال عجیب طریقے سے کرتے ہیں۔“

عطی علیہ اللیل استارہ فبات فی لہو وعیش خصیب  
 ”رات اس پر اپنے پردے ڈالتی ہے تو وہ کھیل کود اور عیش و عشرت میں رات گزار دیتا ہے۔“

ولذہ الاحمق مکشوفہ یسعی بہا کل عدو مریب  
 ”بے وقوف آدمی کی لذت کھلی ہوتی ہے۔ جس کو ہر شک کرنے والا دشمن آگے پہنچا دیتا ہے۔“

جب خط فضل بن یحییٰ کے پاس گیا تو وہ مسجد سے کبھی باہر نہ نکلتا۔

فضل بن یحییٰ کے حالات: کہا جاتا ہے کہ فضل اپنے باپ یحییٰ کے پاس گیا اور اپنی چال میں اکثر ہاتھ تو یحییٰ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور کہا۔ حکیم لوگ کہتے ہیں کہ بخل اور جہالت تواضع کے ساتھ زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں بمقابلہ اس حلم اور سخاوت کے کہ جس کے ساتھ تکبر ہو۔ تو وہ نیکی کتنی اچھی ہے جو دو بڑی بڑی برائیوں کو ڈھانپ لے۔ اور وہ برائی کتنی بری ہے۔ جو دو بڑی بڑی نیکیوں کو ڈھانپ لے۔

جب فضل اور یحییٰ قید میں تھے تو موکل نے ایک دن ان کو بہت زیادہ ہنستے دیکھا تو یہ بات اس نے رشید کو بتادی۔ تو اس نے مسرور کو بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ہنسنے کا سبب معلوم کرے۔ وہ ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ امیر المؤمنین کہہ رہے ہیں کہ میرے غصے کو تم ہلکا کیوں سمجھ رہے ہو؟ تو وہ اور ہنسنے لگے اور کہنے لگے ہم نے سباج (سالن) کھانا چاہا تو ہم نے گوشت سرکہ اور ہنڈیا خریدنے کا طریقہ نکالا جب اس کے پکانے سے فارغ ہوئے تو فضل اس کو اتارنے گیا تو ہنڈیا کا پینڈا نیچے گر گیا تو ہم ہنس پڑے اور متعجب ہوئے۔ کہ ہم کیا چاہتے تھے اور یہ کیا ہو گیا۔ جب رشید کو مسرور نے یہ بات بتائی تو وہ رونے لگا اور حکم دیا کہ ان کو روزانہ کھانے کا دسترخوان مہیا کیا جائے۔ اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ روزانہ ان کے پاس جائے اور ان کے ساتھ کھانا کھائے اور ان سے بات چیت کیا کرے اور پھر واپس آجائے تاکہ وہ اس سے مانوس ہو جائیں۔

باپ سے نیکی: بیان کیا جاتا ہے فضل اپنے باپ سے بہت نیکی کرتا تھا۔ موسم سرما میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے اس کے باپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ تو جیل میں ان کو گرم کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اس لئے فضل تانبے کے لوٹے میں پانی ڈال کر کچھ دیر

اپنے پیٹ پر رکھ لیتا تا کہ پیٹ کی حرارت سے اس کی ٹھنڈک ختم ہو جائے اور اس کا باپ اس پانی کو استعمال کر سکے۔  
 یحییٰ جیل میں ۱۹۳ ہجری کو فوت ہوا۔ جب رشید کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا۔ میرا معاملہ بھی اس کے قریب ہی ہے۔ پھر ۱۵  
 مہینے بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔

## الصیدح

وہ گھوڑا جو سخت آواز والا ہو۔ جو ہری نے کہا الصیدح مذکر الکو کہتے ہیں۔ اس کو صیدح اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی آواز سے  
 اس کا نام مشتق کیا گیا ہے اور صیدح چیخنے کو کہتے ہیں۔ جیسے شاعر نے کہا۔

وقد هاج شوقی ان تغنت حمامة مطوقة ورقاء تصدح بالفجر  
 ”میرا شوق اس وقت بڑھک اٹھا کہ جب ایک کبوتری گارہی تھی جو طوق والی ہے اور نیا لے رنگ کی ہے اور صبح کو چیخ  
 رہی ہے۔“

جا حظ نے کہا کہ الو اور رات کے باقی تمام پرندے بھی سحری کے وقت ہمیشہ چیختے ہیں۔

صیدح ذوالرمد کی اونٹنی کا نام بھی ہے۔ نیز انہوں نے بلال بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر  
 کہے ہیں۔

رایت الناس ينتجعون غشا فقلت لصيدح اتجعی بلالا  
 ”میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ بارش مانگ رہے ہیں۔ تو میں نے صیدح سے کہا کہ تو بلال کے لئے بارش کا پانی تلاش  
 کر۔“

یہ شعر باب الہمزہ ابل کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

## الصیدن

لومڑ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الثاء المثلثہ میں گزر چکا ہے۔ صیدن بادشاہ کو بھی کہتے ہیں۔

## الصیدنانی

یہ ایک چھوٹا سا چوپایہ ہے جو زمین کے اندر اپنے لئے گھر بناتا ہے اور لوگوں سے اس کو مخفی رکھتا ہے۔

## الصیر

چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو کہتے ہیں۔ جسے نمک وغیرہ لگا کر کھایا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی صیر کو صحناۃ بھی کہہ دیتے ہیں۔

بیہقی میں باب ماجاء فی اکل الجراد میں ہے کہ وہب بن عبد اللہ مغافری اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زینب بنت رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو گھی میں تلی ہوئی ٹڈی پیش کی اور کہا اے مصری! اس کو کھا شاید صیر مچھلی تجھے اس سے زیادہ  
 پسند ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم صیر مچھلی کو پسند کرتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ سالم بن عبداللہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو اس کے پاس صیر مچھلی تھی تو انہوں نے اس سے چکھا۔ پھر اس سے پوچھا کیسے بیچتے ہو؟

حدیث میں صیر سے مراد صحناء ہے۔

جریر ایک قوم کی جو کرتے ہوئے کہتا ہے۔

كانوا اذا جعلوا في صيرهم بصلا توئم اشترى واكنعدا من مالح جدفوا

”وہ جب اپنی صیر مچھلی میں پیاز ڈالتے ہیں پھر اس کو نمک لگا کر بھون کر کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔“

جوہری نے کہا کہ حدیث میں لفظ صیر کا معنی صحناء ہے جو مد اور قصر سے ہے۔

بیان کیا جاتا ہے حسن سے ایک آدمی نے صحناء کے بارے میں پوچھا کہ تو انہوں نے کہا کیا مسلمان صحناء بھی کھاتے ہیں؟ (یعنی نہیں) یہ وہی ہے جس کو صیر بھی کہتے ہیں۔

یہ دونوں لفظ غیر عربی ہیں۔

الخواص: جبرئیل بن بختیشوع نے کہا کہ جو صحناء مسالوں کے ساتھ بنائی ہو وہ معدے سے رطوبتوں کو خشک کر دیتی ہے اور بد بو روک دیتی ہے اور منہ کی خوشبو بڑھا دیتی ہے۔ کوہے کے درد میں مفید ہے۔ اور طلاء کرنے سے بچھو کے ڈنگ میں مفید ہے۔

## باب الضاد معجمہ

### الضأن

اون والی بکری کو کہتے ہیں۔ یہ ضائن کی جمع ہے اور اس کا مونث ضائنتہ ہے اور جمع ضوائن ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ایسی جمع ہے جس کا واحد کوئی نہیں۔ بعض نے کہا کہ ضاین ہے جیسے عبد کی جمع عبید ہے۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ لِيَنَّا أَرْوَاحَ مِنَ الضَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ط قُلْ ءَا الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ امِ الْاُنثَيْنِ اَمَّا اَشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنثَيْنِ﴾

آٹھ جوڑے ہیں دو بھیڑ میں سے دو بکری میں سے کہہ دیں کیا دو مذکر اللہ نے حرام کئے ہیں یا دو مونث یا دو مونثوں کے رحموں میں جو کچھ ہے۔

واقعہ یوں تھا کہ۔ کہ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے کہ یہ چوپائے اور کھیتی بند ہے (یعنی ان کو کوئی کھا نہیں سکتا) اور جو کچھ ان چوپایوں کے پیٹ میں ہے وہ ہمارے مذکروں کے لئے ہے اور مونثوں پر حرام ہے۔ اسی طرح انہوں نے بحیرہ سائبہ اور وصیلہ اور حام کو حرام کیا تھا۔

وہ ان جانوروں میں سے بعض کو عورتوں پر حرام کرتے تھے۔ جب اسلام آ گیا اور اس کے احکام ثابت ہو گئے تو انہوں نے

نبی ﷺ سے جھگڑا کیا۔ اور جس نے ان میں جھگڑا کیا وہ ان کا خطیب مالک بن عوف احوں جشمی تھا۔ تو اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ ان بعض چیزوں کو حرام کہتے ہیں جن کو ہمارے آباء کھاتے رہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کئی ایسی چیزیں حرام کر لی ہیں جن کی حرمت کی کوئی اصل نہیں۔ اللہ نے یہ پانچ چیزیں کھانے اور فائدہ اٹھانے کے لئے رکھی ہیں۔ پھر یہ حرمت آپ لوگوں نے کہاں سے نکال لی ہے۔ کیا یہ حرمت مذکر کی طرف سے آئی ہے یا مونث کی طرف سے۔ تو مالک چپ ہو گیا اور حیران رہ گیا اور بول نہ سکا تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے بولتا کیوں نہیں؟ اس نے کہا آپ بولیں میں سن رہا ہوں۔

د میری کہتا ہے۔ کہ اگر وہ شخص کہتا کہ یہ تحریم ذکر کی طرف سے ہے تو پھر سارے مذکر حرام ہونے چاہئیں۔ اگر کہے کہ مونث کی طرف سے آئی ہے۔ تو پھر سارے مونث حرام ہونے چاہئیں۔ اگر وہ کہے کہ جو مونث کے پیٹ میں ہے اس سے حرمت آئی ہے۔ تو چاہیے تھا کہ جو چیز بھی رحموں میں ہو وہ حرام ہوگی جس میں مذکر بھی ہیں اور مونث بھی۔

تو پانچویں یا ساتویں یا بعض دوسرے بچوں کے ساتھ حرمت کی تخصیص کہاں سے آگئی۔ ثمانیہ ازواج پر نصب حمولة و فرشاة سے بدل ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی سب قسموں کو پیدا کیا ہے من الضان اثنین کا مطلب مذکر اور مونث دونوں ہیں۔ پس مذکر بھی زوج ہے اور مونث بھی زوج ہے۔ عرب لوگ ایک کو بھی زوج کہتے ہیں جب وہ دوسرے سے جدا نہ ہو سکتا ہو۔

بحیرہ صائبہ و صیلہ اور حام پر گفتگو باب النون النعم پر آئے گی۔ اللہ نے بکری کی نوع میں برکت پیدا کی ہے۔ یہ سال میں دو دفعہ جنتی ہے۔ اس سے زمین کا چہرہ بھی بھر جاتا ہے۔ بخلاف درندوں کے۔ کیونکہ وہ سردیوں گرمیوں میں بچے جنتے ہیں مگر ان میں کوئی زمین کے اطراف میں خال خال ہی نظر آتا ہے۔ اس کے چمڑے کی نرمی سے مثال بیان کی جاتی ہے۔

بیہتی اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آخر الزمان میں کچھ لوگ دین کے بدلے میں دھوکے سے دنیا لے لیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔ وہ لوگوں کے لئے بھیڑ کے نرم چمڑے پہنیں گے اور دین کے بدلے دھوکے سے دنیا خریدیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا یہ میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں اور میرے سامنے جرأت دکھاتے ہیں۔ میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان پر ایسا فتنہ ڈال دوں گا جو ان میں سے حوصلے والوں کو بھی حیران کر دے گا۔

معز اور ضآن میں تضاد ہے۔ ان کے درمیان نسل کشی کرنا ممنوع ہے۔ یہ بات ان کی فطرت میں ہے کہ یہ ہاتھی اور بھینس سے نہیں ڈرتیں حالانکہ ان کا وزن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن بھیڑیے کو دیکھ کر ان کے دل پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ جو اللہ نے ان کی طبیعتوں میں پیدا کر دیا ہے اور ان کی عجیب بات یہ ہے کہ کئی بکریاں ایک ہی رات میں کئی بچے جنتی ہیں۔ پھر چرواہا ان بچوں کی ماؤں کو چرانے لے جاتا ہے اور شام کو لے آتا ہے۔ پھر ان کے بچوں اور ماؤں کو چھوڑتا ہے۔ تو ہر ایک اپنی اپنی ماں کی طرف ہی جاتا ہے۔

ہندوستان سے ایک بھیڑ درآمد کی جاتی ہے جس کے سینے میں بھی ایک چکتی دونوں کندھوں میں دو چکتیاں اور دونوں رانوں

پر بھی دو چکتیاں اور دم پر ایک چکتی ہوتی ہے۔

بعض دفعہ بھیڑ کی چکتی اتنی بڑی ہوتی ہے کہ اس کو چلنا دشوار ہوتا ہے۔ اگر بارش کے وقت بکری جفتی ہو تو وہ حاملہ نہیں ہوتی۔ اگر شمالی ہوائیں اٹھتے وقت جفتی ہو تو بچے مذکر ہوتے ہیں۔ اگر جنوبی ہواؤں کے اٹھتے وقت جفتی ہو تو بچے مونث ہوں گے۔ اگر کوئی بھیڑ کھیتی چرے تو وہ کھیتی دوبارہ نکل آتی ہے۔ اگر بکری چرے تو نہیں نکلتی۔ عرب کہتے ہیں۔ بھیڑ کی طرح کاٹو اور بکری کی طرح مونڈھو۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ہو اجہل من راعی ضان۔ و احمق من راعی ضان ثمانین۔ و احمق من طالب ضان ثمانین۔ وہ بھیڑوں کے چرواہے سے زیادہ جاہل اور اسی بھیڑوں کے چرواہے سے زیادہ احمق ہے اور اسی بکریوں کے طالب سے زیادہ احمق ہے۔

کیونکہ بھیڑ ہر چیز سے بھاگتی ہے تو اس کا چرواہا ہر وقت ان کو جمع کرنے میں ہی لگا رہتا ہے۔

صحاح میں احمق من ضان ثمانین کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے کسریٰ کو کوئی خوشخبری سنائی تو اس نے اس بات سے خوش ہو کر کہا مجھ سے جو چاہو مانگو تو اس نے کہا میں آپ سے اسی بھیڑیں مانگتا ہوں۔

ایک عورت کی عقلمندی: ابن خالویہ نے کہا کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی کوئی ضرورت پوری کی تو آپ نے فرمایا تم میرے پاس مدینے آنا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا تجھے یہ پسند ہے کہ میں تجھے اسی بھیڑیں دوں یا تو جنت میں میرا ساتھ چاہتا ہے۔ کہ میں تیرے لئے اس کی دعا کروں۔ تو وہ کہنے لگ میں تو اسی بھیڑیں لوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دے دو۔ پھر فرمایا کہ بے شک موسیٰ کے دور کی عورت تجھ سے زیادہ عقل مند ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے موسیٰ کو یوسف کی ہڈیاں دکھائیں تو موسیٰ نے اس سے کہا۔ کہ تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے کیا تو میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہے یا سو بکریاں چاہتی ہے۔ تو اس عورت نے کہا ”جنت میں آپ کا ساتھ“ اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے اس میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ابو موسیٰ اشعریٰ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حنین کے موقع پر ہوازن کے غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے تو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پس جو چاہتا ہے تو کہہ اس نے کہا میں اسی بکریاں اور ایک چرواہا چاہتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تجھے مل جائے گا۔ تو نے تو تھوڑا آڈر دیا ہے اور جس عورت نے موسیٰ کو یوسف کی ہڈیاں دکھائیں تھیں وہ تجھ سے زیادہ ہوشیار تھی۔ جب اس کو موسیٰ نے پوچھا تھا۔ تو اس نے کہا تھا میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ مجھے میری جوانی لوٹا دیں اور مجھے جو ان کر کے اپنے ساتھ جنت میں رکھیں۔

احیاء العلوم میں زبان کی تیرہ آفتوں کے باب کے آخر میں ہے کہ اس آدمی کے فیصلے کو ناقص اور کمزور سمجھتے ہوئے لوگوں نے مثال بنالی اور کہنے لگے کہ فلاں آدمی اسی بکریوں اور چرواہے پر قانع ہونے والے سے بھی زیادہ قانع ہے۔

**الخواص:** بھیڑ کا گوشت سودائی مزاج کو روکتا ہے۔ اور منی بڑھاتا ہے اور زہروں کے لئے بھی مفید ہے۔ بکری کی بہ نسبت یہ زیادہ تر گرم ہے۔ اور اس کا عمدہ گوشت ایک سال والے کا ہوتا ہے۔ معتدل معدے کے لئے مفید ہے۔ جو شام کی خوراک میں اس کو عادت بنا لے تو اس کو نقصان دہ ہوگا۔ اس کا نقصان قابض شوریوں سے ختم ہو جاتا ہے۔ دنبہ کا گوشت اچھا نہیں ہوتا کیونکہ یہ ردی خون پیدا کرتا ہے۔ بھیڑ کے بچوں کا گوشت اچھا گرم تر غذائیت والا ہوتا ہے۔ مگر بلغم پیدا کرتا ہے۔ ایک سال والا بھیڑ کا بچہ چھوٹے بچے سے زیادہ غذائیت والا ہوتا ہے۔ باقی موسموں کے بجائے ربیع کا موسم بھیڑ کا گوشت کھانے کے لئے زیادہ عمدہ ہے۔ خصی بھیڑ قوت باہ میں زیادہ اضافہ کرتی ہے۔ ذبح کے وقت اس کا گرم گرم خون لے کر برص پر طلاء کیا جائے تو اس کا رنگ بھی تبدیل ہو جائے گا اور وہ بیماری بھی ختم ہو جائے گی۔

بکرے کا تازہ جگر جلا کر اس کو دانٹوں پر ملا جائے تو ان کو سفید کر دیتا ہے۔

مینڈھے کا سینگ کسی درخت کے نیچے دفن کیا جائے تو اس کا پھل زیادہ ہو جائے گا۔ طرفاء کی لکڑیوں سے اس کی ہڈی کو جلا کر اس کی راکھ گلاب کے تیل سے بنائی جانے والی شمع کے تیل سے ملا کر جسم کے کمزور حصے پر لگائی جائے تو اس کی اصلاح کر دے گا۔

بھیڑ کی اون اگر کوئی حاملہ عورت اپنے پاس اٹھائے رکھے تو اس کا حمل کٹ جائے گا۔ جب کوئی برتن سفید بھیڑ کی اون سے ڈھانپا جائے اور اس میں شہد ہو تو اس کے قریب چوٹیاں نہیں جائیں گی۔

## الضوضو

اخیل پرندے کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ اور ابن درید نے اس میں توقف کیا ہے۔

## الضب

ضاد کی فتح سے ہے۔ خشکی کا ایک جانور ہے۔ جو گوہ کی طرح ہے۔ اہل لغت نے کہا کہ یہ نام مشترک ہے۔ اونٹ کے کھر کے درم پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور دروازے کے لوہے کے ڈنڈے کو بھی کہتے ہیں۔ اور ضب ایک پہاڑ کا نام بھی ہے جو مسجد خیف کے دامن میں ہے۔ اور ضبہ الکوفہ اور ضبہ البصرہ عرب کے دو قبیلے ہیں۔ جب دودھ دوھنے والا سختی سے دودھ کو نچوڑے تو اسی طرح کہتے ہیں۔ ابن درید نے کہا ہے۔

جمعت له كفى بالرمح طاعنا كما جمع الخلفين في الضب حالب

”میں نے اس کو بڑے عمدہ طریقے سے نیزہ مارا جیسے دودھ دوھنے والا دونوں تھنوں کا دودھ نکالتا ہے۔“

اس کی کنیت ابو حسل ہے۔ اس کی جمع ضباب اور اضب ہے۔ جیسے کف اور اکف۔ اس کی مونث ضبہ ہے۔ عرب کہتے ہیں میں یہ کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ گوہ پانی پر آئے۔ کیونکہ گوہ پانی پر نہیں آتی۔

ابن خالویہ نے ”لیس“ کتاب کے شروع میں کہا کہ ضب پانی نہیں پیتی اور سات سو سال تک یا اس سے زیادہ زندہ رہتی

ہے۔

کہا جاتا ہے کہ چالیس دن بعد ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے۔ اس کے دانت نہیں گرتے۔ کیونکہ اس کے دانت ایک ساتھ ملے ہوتے ہیں جدا جدا نہیں ہوتے۔

عربوں کی کلام جو انہوں نے جانوروں کی زبانوں پر وضع کی ہے یہ ہے کہ صب پانی پر آیا تو مچھلی نے کہا تو لوٹ جا تو گوہ نے کہا:

اصبح قلبی صسردا لایشتہ سی ان یسردا

الاعراد اعراد اعرادا

”میرا دل اس سے ہٹ گیا ہے۔ وہ پانی پر نہیں آنا چاہتا۔ مگر دور دور سے۔“

وصلی انابردا وعنکشا ملتیدا

”میں ٹھنڈے گھاس پر اور اکٹھی ریت پر ہی جاتا ہوں۔“

مچھلی اور گوہ میں اتنا بڑا تضاد ہے تو حاتم اصم نے اس کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ

وکیف اخاف الفقر واللہ رازقی ورازق هذا الخلق فی العسر والیسر

”میں فقیری سے کیوں ڈروں جبکہ اللہ مجھے رزق دینے والا ہے اور اس مخلوق کو تنگی اور آسانی میں رزق پہنچاتا ہے۔“

تکفل بالارزاق للخلق کلہم وللضب فی البیدا وللحوت فی البحر

”وہ ساری مخلوق کے رزق کا ضامن ہے ریگستان میں گوہ کا اور سمندر میں مچھلی کا۔“

کہا جاتا ہے۔ ضب البلد واضب یعنی شہر میں بہت گوہ ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ ارض ضببہ یعنی بہت گوہ والی جگہ۔

عبداللطیف بغدادی نے کہا ورل ضب حرباء شحمة الارض اور وزغ یہ پیدائش میں قریب قریب ہیں۔ ضب کے دو ذکر ہوتے

ہیں۔ اور مونث کی دو فرج ہوتی ہیں جیسے ورل اور حلزون کی ہوتی ہیں۔

عبدالقاہر نے کہا کہ ضب مگر مچھ کے بچے کے برابر ایک چو پاپیہ ہوتا ہے۔ یہ سورج کی گرمی کے ساتھ ساتھ گرگٹ کی طرح

رنگ بدلتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں انس سے ذکر کیا ہے کہ ضب اپنی سوراخ میں بنی آدم کے ظلم سے کمزور ہو کر مر جاتی

ہے۔

ابوحنیفہ سے ضب کے ذکر کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سانپ کی زبان کی طرح شروع میں ایک ہوتا ہے مگر

آگے اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ جب گوہ انڈہ دینے کا ارادہ کرتی ہے تو زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس میں انڈا پھینک کر اوپر

سے مٹی ڈال دیتی ہے۔ اور ہر روز اس کا خیال رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ بچہ نکل آتا ہے۔ یہ چالیس دن میں نکل آتے ہیں۔ گوہ ستر

انڈے دیتی ہے۔ اس کے انڈے کبوتری کے انڈوں کے برابر ہوتے ہیں۔

ضب اپنی بل سے بہت کم نظر ہو کر نکلتی ہے پھر سورج کی گرمی سے اس کی نظر تیز ہوتی ہے۔ تازہ ہو اس کی خوراک ہے۔ اور

ٹھنڈی ہوا کھا کر گزارہ کرتی ہے۔ یہ کیفیت بڑھاپے اور رطوبات کے فنا ہونے کے وقت اور حرارت کے کم ہونے کے وقت ہوتی



ہے۔ اس کے اور پچھوں کے درمیان دوستی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ انہیں اپنے سوراخ میں جگہ دیتا ہے۔ تاکہ شکاری جب سوراخ میں اپنے ہاتھ داخل کرے تو اس کو پچھو ڈس لے۔

اور گوہ اپنی بل کھودنے والوں اور سیلاب کے ڈر سے سخت پتھر کی آڑ میں بناتی ہے۔ اس لئے اس کی انگلیاں ناقص ہوتی ہیں۔ اور سخت جگہوں کو کھودنے کی وجہ سے اس کے ناخن کند ہو جاتے ہیں۔ یہ طبعاً بھلکڑ ہے۔ اس میں ہدایت نہیں ہوتی۔ حیرانگی میں اس کی مثال دی جاتی ہے۔ اسی لئے یہ اپنی بل کسی نیلے یا پتھر کے پاس ہی کھودتی ہے تاکہ جب یہ کھانا کھانے کے لئے جائے تو واپسی پر بھول نہ جائے۔ اس کو عقوق کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے بچوں کو کھا جاتی ہے۔ اور صرف وہی بچتے ہیں جو بھاگ جاتے ہیں اسی طرف شاعر نے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

اکلت بنیک اکل الضب حتی ترکت بنیک لیس لهم عدید

”تو نے اپنے بیٹوں کو گوہ کی طرح کھا لیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی نہ چھوڑا۔“

یہ جانور لمبی عمر والا ہوتا ہے۔ ان جہات سے سانپوں اور افاعی سانپوں سے مناسبت رکھتا ہے۔

اس کی فطرت میں یہ بات ہے کہ یہ اپنی قے کو دوبارہ کھا جاتا ہے۔ جیسے کتا کھاتا ہے اور اپنے گوبر کو کھا جاتا ہے۔ اس کو ذبح کرنے اور سر توڑنے کے بعد کافی دیر تک اس کا خون بہتا رہتا ہے۔

بعض کے بقول پوری رات ذبح کرنے کے بعد زندہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے تو پھر بھی متحرک رہتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں نکلتا۔ اسی بات کی طرف امیہ بن صلت نے اشارہ کیا ہے جب وہ عبداللہ بن جدعان کے پاس کچھ عطیہ مانگنے کے لئے آیا تھا۔

أذکر حاجتی ام قد کفانی حیواک ان شیمتک الوفاء

”تیری خصلت چونکہ وفا ہے اس لئے تجھ سے حیا کرنا ہی کافی ہوگا یا مجھے اپنی حاجت ضرور بیان کرنا پڑے گی۔“

إذا اثنی علیک المرء یوما کفاه من تعرضه الثناء

”جب کوئی آدمی تیری تعریف کرے تو اس کو سوال کرنے کے بجائے صرف تعریف کرنا ہی کافی ہے۔“

کریم لا یسفیہ صباح عن الخلق الجمیل ولا مساء

”وہ ایسا نخی ہے کہ اس کو اچھے اخلاق سے نہ صبح روک سکتی ہے نہ شام۔“

یاری السریح تکرمة ومجدا اذا ما الضب اجحره الشتاء

”بزرگی اور عزت کے لحاظ سے وہ ہوا کا مقابلہ کرتا ہے جبکہ گوہ کو موسم سرما باہر نکلنے سے روک دے۔“

فارصنک کل مکرمة بناھا بنوتیم وانت لها سماء

”پس تیری زمین ساری عزت کی جگہ ہے جس کو بنوتیم نے بنایا ہے کیونکہ تو اس کی چھت ہے۔“

فائدہ: دارقطنی اور بیہقی نے اوران کے استاد حاکم نے اوران کے استاد ابن عدی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کی ایک مجلس میں تھے کہ اچانک بنو سلیم کا ایک آدمی آیا جس نے گوہ کا شکار کیا تھا اور گھر لے جانے کے لئے اس کو اپنی

آستین میں ڈال لیا۔ تو اس نے ایک جماعت کو دیکھ لیا جو نبی ﷺ کو گھیرے ہوئے تھی۔ تو انہوں نے کہا یہ جماعت کس آدمی کے ساتھ ہے۔ انہوں نے کہا اس شخص پر جو کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، تو وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ! عورتیں تجھ سے زیادہ جھوٹے لہجے والی نہیں ہیں۔ اگر عرب کے لوگ مجھ جلد باز نہ کہتے تو میں تجھ کو مار ڈالتا اور لوگوں کو تجھے قتل کر کے خوش کر دیتا۔ عمرؓ نے فرمایا اللہ کے رسول مجھے اجازت دیں میں اس کو قتل کر دوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ حوصلے والا ہی نبی بن سکتا ہے۔ پھر وہ اعرابی نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا مجھے لات وعزلیٰ کی قسم میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے۔ پھر اس نے اپنی آستین سے گوہ نکال کر نبی ﷺ کے سامنے پھینک دی۔ اور کہنے لگا اگر یہ آپ پر ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے گوہ تو گوہ نے آپ ﷺ سے فصیح اور واضح عربی میں گفتگو کی جس کو سب لوگ سمجھتے تھے۔ تو وہ کہنے لگی لبیک وسعدیک یا رسول رب العالمین ﷺ! اے رب العالمین کے رسول میں حاضر ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تو کس کی بندگی کرتی ہے۔ تو اس نے کہا اس ذات کی کہ جس کا عرش آسمان میں ہے اور زمین میں اس کا غلبہ ہے اور سمندر میں اس کا راستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت ہے۔ اور آگ میں اس کا عذاب ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا اے گوہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ رب العالمین کے رسول ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔ بے شک جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے تکذیب کی وہ ناکام ہو گیا۔ اعرابی کہنے لگا۔ اشہد ان لا اله الا الله وانك رسول الله ﷺ۔ اور کہا میں جب آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو زمین پر میرے نزدیک آپ سے زیادہ برا آدمی کوئی نہ تھا۔ اور اب آپ سے پیارا آدمی کوئی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اولاد سے بھی آپ پیارے ہیں۔ میرے بال اور میرا چہرہ اور میرا ظاہر میرا باطن آپ پر ایمان لے آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں دین کی طرف ہدایت دے دی وہ دین جو بلند ہونے والا ہے اور اس سے کوئی چیز بلند نہیں ہو سکتی۔

اس کو اللہ بغیر نماز کے قبول نہیں فرماتا اور نماز کو قرآن کے بغیر قبول نہیں کرتا اس نے کہا پھر مجھے کچھ سکھائیں۔ تو آپ نے اس کو سورہ فاتحہ اور اخلاص سکھائی۔ تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے لہجے اور مختصر کلاموں میں سے اس سے بہتر کلام نہیں دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رب العالمین کا کلام ہے۔ شعر نہیں ہیں۔ جب تو ایک دفعہ (قل هو اللہ الخ) پڑھ لے تو تو نے گویا ثلث قرآن پڑھ لیا۔ جب تو نے اس کو دو دفعہ پڑھا تو گویا تو نے اس کو دو تہائی پڑھ لیا اور جب تین دفعہ پڑھا تو گویا تو نے مکمل قرآن پڑھ لیا ہے۔

اعرابی کہنے لگا بے شک ہمارا معبود تھوڑا قبول کرتا ہے اور زیادہ عطا کرتا ہے۔ پھر اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے۔ وہ کہنے لگے بنی سلیم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ فقیر نہیں ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کو دو۔ تو صحابہ نے اس کو دیا یہاں تک کہ بہت زیادہ دیا تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا اے اللہ کے رسول میں اس کو گا بھن اونٹنی دیتا ہوں جس کو کوئی اونٹنی نہیں پاسکتی اور وہ سب سے آگے نکل جاتی ہے جو آپ نے مجھے یوم تبوک کو دی تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا وصف بیان کیا جو تو نے دیا ہے اور میں تجھے وہ بتاتا ہوں جو اللہ نے تجھے جزا دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اللہ کے رسول بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے سفید موتی کی اونٹنی ہے جو اندر سے خالی ہے اور اس کے پاؤں سبز زبرجد کے ہیں اور اس کی آنکھیں سرخ یا قوت کی

ہے۔ اس پر ایک ہودج ہے اور ہودج پر سندس اور استرق ریشم ہے۔ وہ تجھے پل صراط سے اس طرح گزار لے جائے گی جیسے اچکنے والی بجلی ہوتی ہے۔ تو اعرابی نبی ﷺ کے پاس سے نکلا تو اس کو ایک ہزار اعرابی ملے جو ایک ہزار چوپاؤں پر سوار ہزار تلواروں سے لیس تھے تو اس نے ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ وہ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اس شخص کے پاس جائیں جو جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں تو اس اعرابی نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ تو انہوں نے کہا تو بھی بے دین ہو گیا؟ تو اس نے اپنا سارا واقعہ ان کو سنایا تو سب نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں اپنے دین کا حکم دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا تم سب خالد بن ولید کے جھنڈے کے نیچے ہو جاؤ۔ نبی ﷺ کی ساری زندگی میں عربوں اور غیر عربوں میں کبھی بھی ایک ہزار آدمی اکٹھے ایمان نہیں لائے۔

شرعی حکم: گوہ بالا جماع حلال ہے۔ وسیط میں ہے کہ حشرات میں سے صرف ضب ہی کھائی جاتی ہے۔ ابن صلاح نے اپنی کتاب ”المشکل“ میں کہا ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہیں کیونکہ ربوع اور قنفذ بھی حشرات میں سے ہیں ان کو ازہری وغیرہ نے بیان کیا ہے شیخین نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کیا گوہ حرام ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن یہ ہماری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی تو میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے دو بھونی ہوئی گوہیں زق کے مقام پر دیکھیں تو خالد نے کہا اے اللہ کے رسول! میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو گندی سمجھتے ہیں پھر تمام حدیث ذکر کی۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کو کھاؤ کیونکہ یہ حلال ہے لیکن یہ میرے طعام میں سے نہیں ہے۔ یہ تمام روایات اس کی اباحت میں واضح ہیں اور اس لئے بھی کہ عرب اس کو عمدہ سمجھتے ہیں اور اس پر شاعر کا یہ قول دلیل ہے۔

اکلت الضباب فما عفتها وانی اشتہیت قدید الغنم

”میں نے گوہیں کھائیں اور ان کو مکروہ نہیں سمجھتا۔ اور میں نے بکری کا خشک کیا ہوا گوشت چاہا۔“

ولحم الخروف حنیذا وقد اتیت به فاترا فی الشبم

”اور بکری کے بچے کا بھنا ہوا گوشت بھی کھایا تو ماء الانسان کی بیماری سے میں کمزور ہو گیا۔“

واما البهض وحتیانکم فاصبحت منها کثیر السقم

”دودھ ملے چاول اور تمہاری مچھلیاں کھانے سے میں اور زیادہ بیمار ہو گیا ہوں۔“

ورکبت زبدا علی تمرة فنعم الطعام ونعم الادم

”کھجور پر میں نے مکھن ڈالا تو کتنا اچھا کھانا اور کتنا اچھا سالن ہے۔“

وقد نلت منها کما نلتموا فلم ارفیها کضب هرم

”میں نے اس میں سے وہی کچھ کھایا جو تم نے کھایا لیکن میں نے اس میں بوڑھی ضب کا سا مزہ نہیں پایا۔“

وما فی التیوس کبعض الدجاج و بیض الدجاج شفاء القرم  
 ”بکرے کے گوشت میں مرغی کے انڈے کی سی طاقت نہیں اور مرغیوں کے انڈے میں گوشت کی بہت زیادہ چاہت  
 رکھنے والے کے لئے شفا ہے۔“

ومکن الضباب طعام العرب و کاشیہ منها روس العجم  
 ”گوہوں کے انڈے عربوں کا کھانا ہے اور اس کو دانتوں سے چبانے والے عجمیوں کے سردار ہیں۔“  
 دیمیری کہتے ہیں کہ اس کا کھانا ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہے بخلاف بعض اصحاب ابی حنیفہ کے۔

قاضی عیاض نے ایک قوم سے اس کی تحریم ذکر کی ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ مذہب کسی سے بھی صحیح  
 ثابت نہیں ہے۔

عبدالرحمن بن حسنہ سے جو روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسی زمین پر اترے جہاں بہت زیادہ گوہیں تھیں ہمیں  
 بھوک محسوس ہوئی تو ہم نے کچھ گوہیں پکائیں ہانڈیاں اس سے ابل رہی تھیں کہ نبی ﷺ تشریف لائے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے  
 ہم نے عرض کیا یہ گوہیں جو ہم نے شکار کی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا نبی اسرائیل کی ایک قوم زمین کے چوپایوں کی شکل میں مسخ ہو گئی  
 تھی اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ گوہیں وہی امت نہ ہوں اس لئے نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

امام دیمیری فرماتے ہیں احتمال ہے کہ یہ واقعہ آپ کو یہ بات معلوم ہونے سے پہلے کا ہو کہ مسخ شدہ قومیں باقی نہیں رہتیں۔  
 صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ حنین کی طرف گئے تو مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے  
 گزرے جس کو ذات انواط کہتے تھے مشرکین اس پر اپنی تلوار لٹکایا کرتے تھے تو صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جس طرح  
 ان کے لئے انواط ہے اسی ایک ہمارے لئے بھی آپ ذات انواط بنا دیں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو اسی طرح سے جس  
 طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ جس طرح ان کے لئے الہ ہے ہمارے لیے بھی الہ بنا دیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ  
 میں میری جان ہے کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی قدم بقدیم پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل میں داخل  
 ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس سے مراد آپ کی یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے  
 فرمایا تو پھر اور کون ہو سکتے ہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں فما اشبه اللیلة بالبارحة تو دیکھئے آج رات کل کی رات سے کتنی زیادہ مشابہ ہے: یہ دیکھو نبی  
 اسرائیل ہیں۔

ابن عربی عارضۃ الاحوذی میں کہتے ہیں کہ میں نے گوہ کی ضرب المثل کی وجہ میں غور کیا تو میرے دل میں کئی معانی آئے  
 جس میں سے سب سے بہتر یہ ہے کہ ضرب عرب کے نزدیک لوگوں کے حاکم کے طور پر بطور مثال بولی جاتی ہے اور مخلوق کو جتنے کام  
 پیش آتے ہیں ان کے لئے وہ حاکم کے پاس آتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی حاکم سے پیچھے نہیں رہتا۔ تو معنی یہ ہوا کہ وہ  
 سارے اسی ڈگر پر جائیں گے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اضل من ضرب یعنی فلاں آدمی گوہ سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ گمراہی ہدایت کی ضد ہے اور

یہی مثال ورل کے متعلق بھی وہ بولتے ہیں۔ جس طرح ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ اور عرب کہتے ہیں اعق من صب یعنی فلاں صب سے بھی زیادہ ظالم ہے ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اس سے مراد مونث گوہ ہے اور اس کا ظلم یہ ہے کہ وہ اپنے بچے کھا جاتی ہے۔ اور عرب کہتے ہیں۔ احیا من صب۔ یعنی وہ گوہ سے بھی زیادہ لمبی عمر والا ہے۔ نیز کہتے ہیں اجبن من صب وابلہ من صب و اخدع من صب۔ یعنی فلاں آدمی گوہ سے زیادہ بزدل بے وقوف اور دھوکے باز ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

واخذع من صب اذا جاء حارس  
اعدلہ عند الذبابة عقربا  
”وہ صب سے بھی زیادہ دھوکے باز ہے جب اس کے پاس شکاری آتا تو وہ اپنی بل میں بچھو کو اس کے سامنے کر دیتی ہے۔“

اور عرب کہتے ہیں اعقد من ذنب صنب۔ یعنی فلاں آدمی صب کے دم بھی زیادہ گرہوں والا ہے کیونکہ اس کی دم میں بہت زیادہ گرہیں ہوتی ہیں۔

عرب کا خیال ہے کہ کسی شہری نے ایک دیہاتی کو کپڑے پہنائے تو اس نے اسے کہا کہ میں تیری اس نیکی کا تجھے پورا پورا بدلہ اس چیز کے ساتھ دوں گا کہ جو تجھے سکھاؤں گا بتا گوہ کی دم میں کتنی گرہیں ہوتی ہیں؟ تو شہری نے کہا مجھے معلوم نہیں تو دیہاتی نے اس کو جواب دیا کہ اس میں اکیس گرہیں ہوتی ہیں۔

الخواص: جب گوہ کسی انسان کی ٹانگوں کے نیچے سے نکل جائے تو وہ آدمی کبھی بھی عورتوں سے مباشرت نہیں کر سکتا۔ گوہ کا دل کھانے سے غم و خفقان دور ہو جاتا ہے اس کی چربی پگھلا کر آلہ تناسل پر طلا کیا جائے تو قوت جماع بھڑک اٹھتی ہے اور جو اس کا گوشت کھالے اس کو لمبا عرصہ پیاس نہیں لگتی۔ جو شخص اس کے دو خصیوں کو اپنے پاس رکھے گا تو اس کے خادم اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگیں گے۔ مقابلے کے وقت اگر گھوڑے کی پیشانی پر اس کے منحنے کو باندھ دیا جائے تو کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہیں لے جاسکے گا۔ اس کی جلد سے اگر تلوار کا غلاف بنایا جائے تو اس تلوار والا بہادر ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے چمڑے سے برتن بنا کر اس میں شہد ڈال دیا جائے تو جو بھی شخص اس کو چاٹے گا تو اس سے شہوت جماع بھڑک اٹھے گی اور اس سے سخت تناؤ پیدا ہوگا۔ برص اور پھلہبری وغیرہ میں اس کی مینگنی کو طلا کیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔ اور اسی طرح آنکھوں سے پانی آنے کی بیماری اور آنکھوں کی سفیدی کی بیماری میں اس کی مینگنی کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں لگائے تو بہت فائدہ ہوگا۔

تعبیر الروایا: خواب میں صب کو دیکھنا عربی آدمی ہے جو لوگوں کے مال میں اور اپنے ساتھی کے مال میں دھوکہ کرنے والا ہو۔ بعض نے کہا مجہول النسب ہے۔ بعض نے کہا ملعون آدمی ہے کیونکہ صب مسموم جانوروں میں سے ہے۔ بعض نے کہا وہ کسب میں شبہ پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ جس نے خواب میں گوہ کو دیکھا وہ بیمار ہو جائے گا۔

## الصبغ

مشہور جانور بچو ہے۔ صبغة کا لفظ نہیں بولتے کیونکہ مذکر صبعان اور جمع صبا عین ہے جیسے سرخان کی سرا حین ہے۔ اس کی مونث صبغانة ہے۔ اور جمع صبغانات اور صبا ع ہے۔ اور یہ جمع مذکر مونث دونوں کے لئے ہے۔ جیسے سبع سباع۔ جوہری نے اسی

طرح کہا ہے۔ ابن بری نے کہا ضبعانہ کے صیغہ سے مونث معروف نہیں ہے۔ بجو کے مسائل میں ایک بڑا لطیف سا مسئلہ ہے کہ عربی کے اصولوں میں سے ہے جس کا حکم قیاسی ہے اس کا نظم نہیں بگڑتا کہ جب مذکر اور مونث جمع ہو جائیں تو مذکر کا حکم مونث پر غالب آئے گا کیونکہ وہی اصل ہے۔ اور مونث فرع ہے سوائے دو مقامات کے ایک یہ کہ جب تو ضباع کا تشبیہ مذکر اور مونث بولو گے تو ضبعان کہو گے اور اس صورت میں تشبیہ مونث ضبع کے صیغہ پر جاری کیا کیونکہ ضبعان واحد مذکر ہے۔ اور یہ اس لئے کہا کہ تاکہ بہت سے زائد حروف سے بچا جاسکے۔

اور دوسرا مقام یہ ہے کہ علمائے تاریخ کو راتوں سے شروع کیا ہے۔ اور وہ مونث ہوتی ہے۔ جبکہ ایام مذکر ہوتے ہیں اور یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ رات پہلے آتی ہے۔ یہ کلام مکمل ہوا۔

حریری نے ”الدرہ“ میں کہا ہے کہ جب جمع مذکر مونث اکٹھا آجائے۔ تو مذکر کو غلبہ دیا جائے گا مگر تاریخ میں مذکر کے بجائے مونث کو غلبہ ہوگا۔

نیز ضبع اور ضبعان کے تشبیہ میں ضبعان کہا جائے گا۔ اور ابن انباری سے روایت ہے کہ ضبع مذکر مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

اسی طرح ابن ہشام خضرا دی نے اپنی کتاب ”الافصاح فی فوائد الايضاح“ جو فارسی میں ہے میں ابو العباس وغیرہ سے نقل کیا ہے اور محکم وغیرہ میں مشہور وہ ہے جو پہلے گزر چکا اور ضبع کی تصغیر اضبیع ہے۔ اس لئے کہ باب الہمزہ میں مسلم کی روایت گزر چکی ہے جس میں قاتل کو مقتول کی سلب دینے کا حکم ہے۔ جو ابھی قتادہ کے طریق سے لیث کی حدیث گزری ہے کہ ابو بکر نے کہا تھا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ قریش کے ایک چھوٹے سے بجو کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ دیں خطابی نے شذوذ اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اضبیع پرندوں کی ایک قسم ہے۔ بجو کے یہ نام ہیں۔ جیل، جعار، حفصہ اور اس کی کنیتیں ام خنوزام طریق، ام عامر، ام قبوزام نوفل اور مذکر کی یہ کنیتیں ہیں۔ ابو عامر، ابو کلدة، ابو ہنبر، باب الہمزہ میں یہ گزر چکا ہے کہ بجو کو بھی خرگوش کی طرح حیض آتا ہے۔

تم کہو گے ضحکت الارنب ضحکا۔ یعنی اس کو حیض آیا۔

شاعر کہتا ہے:

وضحك الارانب فوق الصفا      كمثل دم الحرب يوما للقا

”صفا پہاڑی پر خرگوش کو حیض آیا جس طرح لڑائی کے وقت خون بہتا ہے۔“

بعض کے خیال کے مطابق یہاں ضحک سے مراد حیض ہے۔

ابن اعرابی نے تابطشر کے بھانجے کے قول کے بارے میں کہا۔

تضحك الضبع لقتلى هذيل      وتري الذئب لها يستهل

”میں نے جب ہذیل کو مار ڈالا تو بجو کو حیض آ گیا اور تو دیکھے گا کہ بھیریا اس کے لئے چیخ رہا ہے۔“

یعنی جب بجو نے لوگوں کا گوشت کھایا یا خون پیا تو اس کو حیض آ گیا۔ یعنی خون نے اس کو حیض والا کر دیا ہے۔ ایک شاعر کہتا

ہے:

واضحكت الضباع سيف سعد لقتلى ما دفن ولا ودينا

”سعد کی تلواروں کی وجہ سے بجو کو حیض آ گیا کیونکہ ان مقتولوں کو نہ دفن کیا گیا اور نہ ہی ہم نے ان کی دیت بھری۔“

ابن ورید اس کا رد کرتا تھا اور کہتا تھا۔ کون ضباع کے حیض کے وقت موجود تھا کہ اس کو پتہ چل گیا کہ بجو کو حیض آتا ہے۔

شاعر کا مقصد یہ ہے کہ وہ گوشت کھانے کے لئے ہنتا ہے لیکن یہ بات بھول ہے اور اس کے دانت نکالنے کو خشک قرار دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ مقتولوں کو کھا کر خوش ہوتا ہے۔ اور اس کی آواز کرنے کو خشک کہہ دیا۔ بعض نے کہا کہ بجو اس کے ساتھ خوش ہوتا ہے تو لوگوں نے خوشی کو خشک قرار دے دیا کیونکہ سرور کو خشک کہا ایسے ہی ہے جیسے انگور کو خمر کہا۔

اور اس کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ یہ خرگوش کی طرح ایک سال مذکر ہوتا ہے اور ایک سال مونث ہوتا ہے۔ اور مذکر ہونے کی حالت میں یہ جفتی کرتا ہے اور جب مونث ہو تو بچے جنتا ہے۔ یہ بات جاہظ اور زختری نے ربیع الا برار میں کہی ہے۔ اور قزوینی نے عجائب المخلوقات میں۔ اور اپنی کتاب مفید العلوم اور مفید الہوم میں اور ابن صلاح نے اپنے رحلہ میں ارسطاطالیس وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ قزوینی نے کہا کہ عرب میں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو ضبعی کہا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک کسی قافلے میں ہو جس میں ہزار آدمی ہوں تو اگر بجو آ یا تو اس قبیلے کے آدمی کی طرف جائے گا۔ بجو کو لنگڑا کہا جاتا ہے لیکن لنگڑا نہیں ہوتا۔ صرف دیکھنے والے کو لنگڑا دکھائی دیتا ہے کیونکہ اس کے جوڑوں میں نرمی ہوتی ہے اور دائیں جانب بائیں کے مقابلے میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ قبریں اکھیڑنے کا شوقین ہے۔ کیونکہ یہ بنی آدم کے گوشت کو بہت پسند کرتا ہے۔

جب کسی انسان کو سویا ہوا دیکھتا ہے تو اس کے سر کے نیچے گڑھا کھودتا ہے پھر اس کے حلق کو پکڑ لیتا ہے اور مار دیتا ہے اور اس کا خون پی جاتا ہے۔

یہ جانور فاسق ہے جو جانور بھی اس کے پاس سے گزرے تو یہ اس پر زیادتی کرتا ہے۔ فساد میں عرب اس کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ جب بکریوں میں داخل ہوتا ہے تو وہاں خون خرابہ کرتا ہے۔ جس طرح بھیڑ یا تھوڑے پر کفایت کرتا ہے یہ ایک پر کفایت نہیں کرتا۔ جب بھیڑ یا اور بجو بکریوں کے ریوڑ میں اکٹھے ہو جائیں تو بکریاں بچ جاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے کو روکتا ہے۔ عرب اس کے متعلق اپنی دعاؤں میں کہتے ہیں۔ اے اللہ بجو اور بھیڑیے کو ہماری بکریوں میں اکٹھا کرتا کہ وہ محفوظ رہیں۔ اسی کے متعلق شاعر کا قول ہے۔

تفرقت غنمی یوما فقلت لها یارب سلط علیها الذئب والضبع

”میری بکریاں ایک دن الگ الگ ہوئیں تو میں نے کہا اے اللہ! ان پر بجو اور بھیڑیادونوں مسلط کر دے۔“

اصمعی سے کہا گیا کہ یہ بکریوں کے خلاف دعا ہے یا حق میں تو اس نے کہا حق میں ہے۔ اور پھر وہی مذکورہ بات بیان کی۔ جب بجو کسی کتے کا سایہ چاندنی رات میں روندے جبکہ وہ چھت پر ہو تو وہ اس پر گر پڑتا ہے اور وہ اس کو کھا جاتا ہے۔ اس کو حماقت سے بھی موصوف کیا جاتا ہے کیونکہ شکاری اس کے بل پر آ کر شکار والے وہ کلمات کہتے ہیں جیسے کہ زخ میں پہلے گزر چکا ہے۔

جا حظ ان باتوں کو عربوں کی خرافات میں شمار کرتا ہے۔

بھیڑے کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے جس کو عسبار کہتے ہیں۔ شاعر نے کہا۔

يا ليت لي نعلين من جلد الضبع وشركا من ثمرها لا تنقطع

كل الحذاء يحتذى الحافى الوقع

”کاش میرے لئے بچو کے چمڑے کے جوتے ہوتے اور اس کی زین کا تسمہ ہوتا جو کبھی نہ ٹوٹتا۔

مکمل جوتانگے پاؤں کو پہنایا جاتا ہے جو گرنے والا ہو۔ درندوں اور بچے والے پرندوں کے لئے ٹفر ایسے ہوتا ہے جیسے

اونٹنیوں میں سے حیاء ہوتی ہے۔“

شرعی حکم: اس کو کھانا حلال ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع کیا اور اس کے کھانے سے بھی جس کی کچلیاں مضبوط ہوں اور وہ ان کے ذریعے کسی جانور پر حملہ کر دے مگر شکار کرنے والا ہو شکار ہونے والا نہ ہو۔ اس کا کچلیوں کے ساتھ حملہ کرنا ہی اس کے کھانے کی حرمت کی علت ہوگی۔ بچو حملہ کر کے اپنی غذا حاصل نہیں کرتا اور بغیر کچلیوں کے ہی زندگی گزارتا ہے۔ اور یہ بات باب الہنزہ لفظ اسد میں گزر چکی ہے۔

امام احمد اسحاق ابو ثور اور اصحاب الحدیث اس کی حلت کے قائل ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں اس کا کھانا مکروہ ہے اور ان کے نزدیک مکروہ وہ ہوتا ہے جس کا کھانے والا گنہگار نہیں ہوتا اور اس کی حرمت قطعی نہیں ہوتی۔ امام شافعی نے اس روایت سے دلیل لی ہے جو سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ بچو کھایا کرتے تھے۔ یہی بات ابن عباس اور عطاء نے کہی ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ بچو حرام ہے اور یہی قول سعید بن المسیب اور ثوری کا ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ بچو کچلیوں والا ہوتا ہے اور نبی ﷺ نے ہر کچلیوں والے جانور کے کھانے سے روکا ہے اور ہماری دلیل وہ روایت ہے جو عبد الرحمن بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے بچو کے متعلق پوچھا ہے کہ کیا بچو شکار ہے تو انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا اس کو کھایا جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا جی ہاں میں نے کہا کیا یہ بات نبی ﷺ نے فرمائی انہوں نے فرمایا جی ہاں اس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گوہ شکار ہے اس کو کھایا جاتا ہے اس کا فد یہ ایک مسنہ مینڈھا ہے اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔ اسے ابن السکن نے بھی اپنی صحاح میں روایت کیا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں امام بخاری سے پوچھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

بیہقی میں عبد اللہ بن مغفل سلمی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بچو کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا جس چیز کو آپ نے منع نہیں فرمایا میں اس کو کھاؤں گا اس کی سند ضعیف ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ بچو کا گوشت صفا مروہ میں ہمیشہ بچا جاتا رہا ہے اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور ہمارے مخالفین جو منع کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ ہر کچلیوں والا جانور کھانا منع ہے تو اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ جب وہ اپنی کچلیوں کو خوراک کا ذریعہ بناتا ہو۔ کیونکہ ارنب حلال ہے حالانکہ اس کی بھی



کچلیاں ہوتی ہیں لیکن وہ کمزور ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے کس پر حملہ نہیں کرتا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں احمق من ضبع. یعنی وہ بچو سے زیادہ بیوقوف ہے۔ اس کی مشہور مثالوں میں سے ایک مثال وہ بھی ہے کہ جس کو امام بیہقی نے شعب الایمان کے آخر میں ابو عبید بن معمر بن ثنی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یونس بن حبیب سے مشہور مثال کمجیر ام عامر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واقعہ یوں ہے کہ کچھ لوگ ایک گرم دن میں شکار کے لئے نکلے تو اس کے دوران ان کے سامنے ایک بجو آ گیا انہوں نے اس کو بھگایا اور اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اس بجو نے ایک عربی کے خیمے میں پناہ لے لی تو وہ اس میں داخل ہو گیا تو اعرابی ان کی طرف نکلا اور کہا تمہارا کیا مسئلہ ہے تو انہوں نے کہا ہمارا بھاگا ہوا شکار یہاں آیا ہے اعرابی کہنے لگا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک میری تلوار میرے ہاتھ میں قائم ہے تو وہ لوگ واپس چلے گئے اور اسے چھوڑ دیا تو وہ آدمی اپنی اونٹنی کی طرف گیا اور اس کا دودھ نکال کر بجو کے قریب گیا اور پانی بھی اس کے قریب کر دیا تو وہ کبھی دودھ میں منہ ڈالتا کبھی پانی میں یہاں تک کہ وہ بچ گیا اور پر سکون ہو گیا۔ تو اعرابی اپنے گھر کے اندر سو رہا تھا کہ بجو اس کے اوپر کودا اور اس کے پیٹ کو چاق کر دیا اس کا خون پیا اور آہ تناسل کھا گیا اور اس کو وہاں مرا ہوا چھوڑ گیا۔ اس کے چچا کا بیٹا اس کے پاس آیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا پھر بجو کی جگہ کی طرف دیکھا تو وہ اسے وہاں نظر نہ آیا تو وہ کہنے لگا ”میرے ساتھی اللہ کی قسم“ پھر اس نے تلوار اور ترکش دان لیا اور اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اس کو پکڑ کر مار ڈالا پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

ومن يصنع المعروف من غير اهله

یلاقی الذی لاقی مجیر ام عامر

”جو نا اہل کے ساتھ نیکی کرے گا تو اس کے ساتھ وہی معاملہ پیش آئے گا جو بجو کو پناہ دینے والے کے ساتھ پیش آیا۔“

ادام لها حين استجارت بقربه

قراها من البان اللقاح الغزائر

”جب بجو نے اس کے قرب کی پناہ حاصل کی یہ گاڑھے دودھ والی اونٹنیوں کے دودھ سے اس کی مہمان نوازی کرتا رہا۔“

واشبعها حتى اذا ماتمات

فرت به بانياب لها واطافر

”اس کو سیر کر دیا یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے اس کو اپنی کچلیوں اور ناخنوں سے پھاڑ ڈالا۔“

فقل لذوی المعروف هذا جزاء من

غدا يصنع المعروف مع غير شاكر

”نیکی والوں سے کہہ دو کہ اس شخص کا یہی بدلہ ہے جو ناقدروں سے نیکی کرتا ہے۔“

اس کی مثال بیان کرتے ہوئے میدانی کہتا ہے کہ عرب کہتے ہیں ما یخفی هذا علی الضبع۔ کہ یہ بات تو بجو سے بھی

پوشیدہ نہیں ہے یہ مثال اس چیز کے لئے بیان کی جاتی ہے کہ جس کو سارے لوگ جانتے ہوں اور بجو احمق ترین چوپایہ ہے۔

طبی فوائد اور خواص: صاحب عین النواص کہتے ہیں کہ بجو کتوں کو ایسے کھینچ لیتا جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ ہوتا

یوں ہے کہ جب کتا کسی روشن چاند والی رات میں چھت پر ہو اور بجو اس کے سائے کو زمین پر روندے تو کتا چھت سے گر پڑتا ہے

پھر اس کو بجو کھا جاتا ہے۔ بجو کی چربی جسم پر لگائی جائے تو کتے کے کانٹے کے ضرر سے محفوظ رہے گا اس کا پتہ خشک کر کے نصف دانق

کے برابر کسی عورت کو پلایا دیا جائے تو وہ جماع سے نفرت کرنے لگی اور اس کی شہوت ختم ہو جائے گی۔ بجو کے جلد کی چھلنی بنا کر بیجوں کو اس میں چھان کر کاشت کیا جائے تو ٹڈی اس فصل کو نقصان نہیں دیتی یہ سب باتیں محمد بن زکریا رازی نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

عطار دین محمد کہتے ہیں کہ بجو عنب الثعلب سے بھاگتا ہے۔ جب اس کا رس نکال کر جسم پر مل لیا جائے تو بجو کے مضر اثرات سے محفوظ رہے گا۔ جو شخص اپنے پاس بجو کی کھال رکھے گا تو اس کو کتے نہیں بھونکیں گے۔ اس کا پتہ آنکھوں میں لگایا جائے تو اندھراتے میں اور آنکھوں سے پانی بہنے کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے اور اسی طرح نظر کو تیز کرتا ہے اور اس کو تقویت پہنچاتا ہے۔ اس کی دہنی آنکھ نکال کر سات دن تک سر کے میں بھگوئی جائے پھر اس کو نکال کر انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھ لیا جائے تو جو آدمی اس کو پہن لے گا تو اس کو جادو اور بد نظری کا خوف نہیں رہے گا۔ اور جس آدمی کو جادو ہو گیا تو اس انگوٹھی کو پانی سے دھو کر اس کو پلایا جائے تو اس سے جادو ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ ربط وغیرہ میں بھی مفید ہے یعنی کسی چیز کو اس کے عمل سے بذریعہ جادو روک دیا جائے۔ اور بجو کا سر جب کبوتروں کے برج میں رکھا جائے تو اس میں کبوتر زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی زبان داہنے ہاتھ میں پکڑنے سے آدمی کونہ کتے بھونکتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف دیتے ہیں۔ عیار قسم کے لوگ ایسے کام کرتے ہیں جس کو بجوؤں کا خوف ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ جنگلی پیاز کی جڑ اپنے ہاتھ میں لے لے تو بجو اس سے بھاگ جائیں۔ ساتویں دن کے بخار والے بچے کو اس کی پشت کے بالوں کو دھونی دی جائے تو وہ تندرست ہو جاتا ہے اگر عورت کو بجو کی شرم گاہ پس کر پلا دی جائے اور عورت کو علم بھی نہ ہو تو اس عورت کی شہوت جماع ختم ہو جائے گی جس آدمی نے بجو کی شرم گاہ کا کوئی ٹکڑا اپنے اوپر لٹکا لیا تو وہ لوگوں کا محبوب بن جائے گا۔ بجو کے دانت اگر بازو پر باندھے جائیں تو نسیان اور دانت کے درد میں مفید ہوگا۔ اگر اس کی جلد کو ماہی کے آلہ پر لپیٹ کر اس تر ازو سے بیجوں کو مایا جائے تو یہ بیج ہر قسم کی آفات سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اس کے عجیب و غریب فوائد میں سے یہ ہے۔ کہ جو آدمی اس کا خون پیئے گا اس کے دوسو اس ختم ہو جائیں گے اور جس آدمی نے اپنے ہاتھ میں اندرائن پکڑ کر رکھی تو بجو اس سے بھاگ جائیں گے۔ بجو کی چربی جسم پر ملنے سے آدمی کتوں کے کاٹنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حنین بن اسحاق نے کہا پلکوں کے بال اکھڑ جائیں تو آنکھ میں بجو کے پتے یا طوطے کے پتے یا کسی درندے کے پتے یا بکری کے پتے کا سرمہ بنا کر لگایا جائے تو یہ بیماری اللہ کے حکم سے ختم ہو جائے گی۔ اس کے آلہ تناسل کو خشک کر کے اور پس کر اگر کوئی آدمی دودانق کے برابر سفوف بنا کر لے لے تو اس سے قوت جماع بھڑک اٹھتی ہے اور آدمی عورتوں سے کبھی نہیں تھکتا۔

بعض دوسرے حکماء نے کہا ہے کہ بجو کے پتے کو نصف درہم کے برابر شہد میں ملا کر استعمال کیا جائے تو یہ ان تمام تکالیف میں مفید ہوگا جو سر اور آنکھوں میں ہوتی ہیں یہ آنکھوں سے اترنے والے پانی کو روکتی ہے اور انتشار کو بڑھنے سے روکتی ہے۔ اگر اس کا پتہ شہد میں ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور اس کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔ جب یہ خلط پرانی ہو جائے تو زیادہ عمدہ اور زیادہ مفید ہوتی ہے۔

ماسر حویہ کہتے ہیں بجو کے پتے کا سرمہ بنا کر لگانا ضعیف العقلی اور آنسوؤں کے نکلنے میں مفید ہے اس کے عجیب و غریب خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جس کو اطباء نے آزما یا بھی ہے اگر مذکر بجو کی بائیں ران کے بال اکھیر کر جلا لئے جائیں اور ان میں

زیتون کو پیس کر ڈالا جائے اور زخم پر لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے اور جب یہ بال مونٹ بجو کے ہوں تو صحیح آدمی کو بھی یہ ہی بیماری لگ جاتی ہے۔ یہ عجیب مجرب ہے کئی دفعہ اس کا تجربہ کیا گیا۔

تعبیر الروایا: بجو کو خواب میں دیکھنا رازوں کے ظاہر ہونے اور بے مقصد کاموں میں داخل ہونے کی دلیل ہے۔ مذکر بجو کو دیکھنا بجزوے پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی ظالم دشمن کی مخالف چالوں پر دلالت کرتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بجو بد صورت عورت ہے جو بد اصل اور بوڑھی جادو گرئی ہو۔

ارطامیدورس نے کہا کہ یہ دھوکے باز پر دلالت کرتا ہے اور جو آدمی خواب میں بجو پر سوار ہو تو اس کو سلطنت ملے گی۔ واللہ اعلم

## ابوضبہ

تیز کو کہتے ہیں یہ بات ”مرصع“ والے نے کہی ہے۔ اور لفظ دراج باب الدال میں گزر چکا ہے۔

## ضرغام، ضرغامہ

شیر کو کہتے ہیں وہ بات کتنی عمدہ ہے جس کو ابو مظفر سمعانی نے اپنی والدہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سعد بن نصر الواعظ الحیان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں حوادث کے نزول کی وجہ سے خلیفہ سے خائف تھا اس نے مجھے بہت تلاش کیا تو میں چھپ گیا ایک رات میں نے خواب میں نے دیکھا کہ میں ایک کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور کچھ لکھ رہا ہوں ایک آدمی آیا اور میری ایک جانب کھڑا ہو گیا اور کہا کہ جو میں تجھے املا کرتا ہوں وہ لکھ پھر اس نے یہ شعر مجھے سنائے۔

ادفع بصبرك حادث الايام  
وتسرح لطف الواحد البعالم  
”زمانے کی تکالیف کو صبر کے ساتھ دور کر اور اللہ تعالیٰ واحد کے لطف پر امید رکھ۔“

لا تياسن وان تضايق كربها  
ورماك ريب صروفها بسهام  
”تو ہرگز مایوس نہ ہو اگر تکلیفیں تجھ پر تنگی کر دیں اور گردش زمانہ تجھے تیر مارے۔“

فله تعالى بين ذلك فرجة  
تخفي على الابصار والاهام  
”اللہ تعالیٰ ایسی کشادگی عنایت فرمائے گا جو آنکھوں اور خیالات سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔“

كم من نجي بين اطراف القنا  
وفرسة سلمت من الضرغام  
”کتنے لوگ ہیں جو نیزوں کی اینوں کے آگے سے بھی محفوظ رہ گئے اور کتنے ہی شکار ہیں جو شیر سے بھی بچ گئے۔“

سعد بن نصر کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو کشادگی آگئی اور خوف و حرج ختم ہو گیا۔

علامہ طرطوشی کی سراج الملک میں ہے کہ عبداللہ بن حمدوں نے کہا کہ جب متوکل دمشق کی طرف نکلا تو میں اس کے ساتھ تھا۔ تو ایک دن وہ ہشام بن عبدالملک بن مروان کے رصافہ کی طرف گیا تو اس کے محلات دیکھے پھر وہ باہر نکلا تو ایک پرانا گر جاد دیکھا کہ جو کھیتوں، لہروں اور درختوں کے درمیان بہت خوبصورت طریقے سے بنا تھا۔ ابھی وہ گھوم ہی رہا تھا۔ تو اس نے ایک رقعہ دیکھا جو اس کے صدر دروازے کے اوپر چپکا ہوا تھا متوکل نے اس کے اکھیڑنے کا حکم دیا تو دیکھا کہ اس پر یہ شعر لکھے ہوئے تھے۔

ایا منزلا بالدير اصبح خاليا      تلاعب فيه شمال ودبور  
 ”اے اس گرجے میں اترنے والے جو بالکل خالی ہو گیا ہے۔ جس میں شمالی اور غربی ہوائیں ایک دوسرے سے کھیلتی  
 ہیں۔“

كانك لم يسكنك بيض او انس      ولم تبختر في فنائك حور  
 ”اے گرجے گویا کہ تیرے اندر مانوس ہونے والے سفید چہرے نہیں بسے اور تیرے صحن میں کوئی حورا کڑکڑ نہیں چلی۔“  
 و ابناء املاك غواشم سادة      صغیرهم عند الانام کبیر  
 ”اور ظالم سردار بادشاہوں کے بیٹے کہ جو چھوٹے ہیں مگر مخلوق میں بڑے ہیں۔“

اذا لبسوا ادراعهم فعوا بس      وان لبسوا تيجانهم فبدور  
 ”جب اپنی درعیں پہنتے ہیں تو انتہائی تیوری چڑھائے ہوئے ہوتے ہیں جب تاج پہنتے ہیں تو چاند بن جاتے ہیں۔“  
 علی انهم يوم اللقاء ضراغم      و ایدیهم يوم العطاء بحور  
 ”دشمن سے ملاقات کے دن شیر بن جاتے ہیں اور بخشش کے دن ان کے ہاتھ سمندر بن جاتے ہیں۔“

لیالی هشام بالرصافة قاطن      وفي ابنه يادير وهو امير  
 ”ہشام کی راتیں رصافہ میں گزرتی ہیں اور اے گرجے اس کا لڑکا جو امیر ہے وہ تیرے اندر رہائش پذیر ہے۔“  
 اذا الدهر غص والخلافة لدنة      وعیش بنی مروان فیک نضیر  
 ”جب زمانہ نیانیا ہو اور خلافت نرم ہو اور بنو مروان کی زندگی تیرے اندر تروتازہ ہو۔“  
 یہ شعریوں بھی نقل کیا جاتا ہے۔

وروضك مرتاض ونروك مزهر      وعیش بنی مروان فیک نضیر  
 ”تیرا باغ عمدہ ہے اور پھولوں والا ہے اور بنو مروان کی زندگی تیرے اندر بڑی تروتازہ ہے۔“  
 بلی فسقاک اللہ صوب غمامة      علیک بہا بعد الروح بکور  
 ”کیوں نہیں اللہ تعالیٰ تجھے بادلی کی بارش پلائے اور تجھ پر یہاں شام کے بعد صبح آئے۔“  
 تذکرت قومی خالیاً فکیتهم      بشجو ومثلی بالکاء جدیر  
 ”میں نے اپنی گزر جانے والی قوم کو یاد کیا تو غم کی وجہ سے رو پڑا اور میرے جیسارونے کا حق دار ہے۔“

فعزیت نفسی وہی نفس اذا جرى      لہا ذکر قومی انة وزفیر  
 ”میں نے اپنے نفس کو تسلی دی اور یہ ایسا نفس ہے کہ جب میری قوم کا ذکر چل نکلے تو یہ روتا اور چیختا ہے۔“  
 لعل زمانا جار یوما علیهم      لہم بالذی تھوی النفوس بدور  
 ”شائد کہ زمانے نے ان پر کسی دن ظلم کیا ہوگا۔ ان کے لئے ایسے دور بھی آئیں گے جنہیں دل چاہتے ہیں۔“  
 فیفرح محزون وینعم بئس      ویطلق من ضیق الوثائق اسیر

”تو غمگین آدمی خوش ہوگا اور تکلیف زدہ آدمی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگا۔“

رویدک ان الیوم یتبعہ غد وان صروف السدائر تـدور  
”اور قیدی بیڑی کی تنگی سے آزاد ہو جائے گا۔ ٹھہرو آج کے دن کے بعد کل ضرور آئے گا اور زمانے کی گردشیں گھومتیں  
ہیں۔“

جب متوکل نے اس کو پڑھا تو ڈرا اور بدفالی پکڑنے لگا اور کہنے لگا میں اللہ کی بری تقدیروں سے پناہ چاہتا ہوں۔ پھر گرجے  
والے کو بلایا اور اس سے اس رقعے کے بارے میں سوال کیا کہ اس کو کس نے لکھا ہے۔ اس نے کہا مجھے علم نہیں ہے۔  
دوسرے مورخین نے کہا کہ متوکل بغداد واپس گیا تو صرف چند روز ہی زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اس کو اس کے بیٹے منتصر نے  
مار ڈالا اس کے قتل کا ذکر اور کیفیت باب ہمزہ لفظ اوز کے ذکر میں خلفاء کے ضمن میں گزر چکا ہے۔  
ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں علی بن محمد بن ابوالحسن شائبستی کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ رشید کو پیش آیا۔  
اس نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ شائبستی کی نسبت کسی چیز کی طرف ہے۔

## الضریس

چکور کے مشابہہ ایک پرندہ ہے۔ جس کا ذکر باب الطاء المہملہ میں آئے گا۔ عام جاری مثالوں میں سے یہ بھی ہے کہ  
اکسل من الضریس کہ فلاں ضریس سے بھی زیادہ ست ہے۔ کیونکہ یہ اپنا گو برا اپنی اولاد پر ہی پھینک دیتا ہے۔

## الضخبوس

لومڑی کے مادہ بچے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الثاء مہملہ میں گزر چکا ہے۔

## الضفدع

ضاد کے کسرہ اور فاء کے سکون سے ہے۔ اور عین مہملہ کے ساتھ ہے۔ ان کے درمیان میں دال مہملہ ہے۔ یہ بروزن خنصر  
ہے۔ اس کی جمع ضفادع اور مونث ضفدعة ہے۔ لوگ دال کی فتح کے ساتھ ضفدع کہتے ہیں۔  
خلیل نے کہا ہے کہ عربی زبان میں چار حرفوں کے علاوہ فعلل کے وزن پر کوئی لفظ نہیں ہے۔ ایک درہم ایک ہجرع (یعنی  
لبا) اور ایک ہبلع (بہت کھانے والا) اور ایک بلعم (یہ نام ہے) ہے۔  
ابن صلاح نے کہا لغت کے لحاظ سے مشہور دال کا کسرہ ہے لیکن عوام میں مشہور فتح ہے۔ اور عوام میں کسی بات کا مشہور ہونا ہی  
خاص ہے۔ لیکن بعض لغت کے اماموں نے اس کا انکار کیا ہے۔  
بطلیوسی نے ”شرح ادب الکاتب“ میں کہا ہے ضاد کے ضمہ اور دال کے فتح کے ساتھ ضفدع بھی نقل کیا گیا ہے مگر یہ بہت کم  
ہے۔ مطرزی نے بھی یہ بات نقل کی ہے۔

کفایہ میں ہے کہ مینڈکوں کے مذکر کو علجوم کہتے ہیں۔

مینڈک کو ابواضح، ابوہبیرہ، ابو معبد، ام ہبیرہ بھی کہتے ہیں۔ مینڈکوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کچھ جفتی سے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ بغیر جفتی کے اور یہ کھڑے پانی میں پیدا ہوتے وہ آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے نیز بد بودار جگہوں میں اور گھنی بارشوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کا خیال ہے یہ بادلوں سے گرتے ہیں کیونکہ عام بارشوں اور ہواؤں کے بعد چھتوں پر نظر آتے ہیں۔ یہ مذکر مونث سے پیدا نہیں ہوتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کو اس گھڑی مٹی کی خلط سے پیدا کرتا ہے۔ یہ ان حیوانات میں سے ہے جن میں ہڈی نہیں ہوتی۔ ان میں سے بعض ٹراتے ہیں اور بعض نہیں ٹراتے۔ جو ٹراتے ہیں ان کی آواز ان کے کان کے نزدیک سے نکلتی ہے۔ جب کہ ٹرانا چھوڑ دے تو اس کو تیز سماعت والا کہا جاتا ہے اور یہ آواز نکالنا اس وقت بند کرتا ہے جب پانی سے باہر ہوتا ہے۔ اور جب ٹرانا چاہے تو نچلا جبر پانی میں ڈال لیتا ہے۔ جب اس میں پانی داخل ہو جاتا ہے تو یہ ٹرانا بند کر دیتا ہے۔ بعض شعرا نے کیا عمدہ بات کہی ہے۔ جبکہ اس کو قلت کلام پر عتاب کیا گیا۔

قالت الضفدع قولاً فسرته الحكماء في فمي ماء وهل ين

طق من في فيه ماء

”مینڈک نے ایک بات کہی تو حکماء نے اس کی تفسیر کی کہ میرے منہ میں بھی پانی ہے تو کیا جس کے منہ پانی ہو وہ بول

سکتا ہے؟“

عبدالقاہر کہتے ہیں کہ سانپ مینڈک کی آواز سے اس کا وہاں ہونا معلوم کر لیتا ہے پھر اس آواز تک پہنچ کر اس کو کھا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

يجعل في الاشداق ماء ينصفه حتى ينق والنقيق يتلفه

”وہ اپنے جبروں کے نصف حصے میں پانی بھر لیتا یہاں تک کہ وہ آواز نکالتا ہے اور یہ آواز نکالنا ہے اس کو تلف کر دیتا

ہے۔“

مطلب اس کا یہ ہے کہ مینڈک جب چیختا ہے تو اڑدھا اس کو آ کر کھا جاتا ہے۔ اسی بارے میں شاعر کہتا ہے۔

ضفادع في ظلماء ليل تجاوبت فدل عليها صوتها حية البحر

”رات کے اندھیرے میں مینڈکوں نے آپس میں بات چیت کی تو ان کی اس آواز نے سمندر کے سانپ کو ان کی جگہ کا

پتہ بتا دیا۔“

سمندر کے سانپ کو افعی کہتے ہیں جو خشکی میں ہوتا ہے یہ خشکی اور سمندر دونوں میں رہتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

بعض مینڈکوں کو بھی آگ دیکھنے سے ایسے ہی حیرت ہوتی ہے جس طرح بعض وحشی جانوروں کو ہوتی ہے اور وہ اس سے

تعجب کرتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ جب یہ آگ کو دیکھتا ہے تو آواز نکالنا بند کر دیتا ہے اور یہ اس کی طرف لگا تار دیکھتا رہتا ہے۔

مینڈک کی ابتدائی پیدائش پانی میں ہوتی ہے یہیں تک کہ یہ دخن اسود کے بیج کی طرح ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے

اعضاء نکلنے شروع ہوتے ہیں۔

پس پاک ہے وہ جو چاہتا اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس پر قادر ہے وہ پاک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

کامل ابن عدی میں عبدالرحمن بن سعد بن عثمان بن سعد القرظ نبی ﷺ کے مؤذن کے حالات زندگی میں جابر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مینڈک کو قتل کیا چاہے محرم ہو یا نہ ہو اس کے ذمہ ایک بکری جرمانہ ہوگا۔ سفیان کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ مینڈک سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ کامل میں ہی حماد بن عبید کے حالات زندگی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مینڈک نے اپنے آپ کو اللہ کے خوف سے آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پانی کی ٹھنڈک کے ساتھ ثواب عطا کیا اور ان کے ٹرانے کو تسبیح قرار دے دیا۔ نیز فرمایا کہ نبی ﷺ نے مینڈک لٹورے اور شہد کی مکھی کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ حماد بن عبید کی اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث میرے علم میں نہیں۔ بخاری کہتے ہیں کہ اس کی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صحیح الحدیث نہیں ہے۔

مینڈک بھی تسبیح کرتے ہیں: ابو عبد اللہ قرطبی کی کتاب الزاہر میں ہے۔ داؤد علیہ السلام نے کہا آج رات میں اللہ کی اتنی تسبیح کروں گا کہ اس کی مخلوق میں سے اس کی تسبیح اتنی اور کسی نے نہ کی ہوگی۔ تو ان کے گھر کے حوض سے ایک مینڈک بولا اے داؤد اپنی تسبیح کے ساتھ اللہ کے سامنے فخر نہ کیجئے بے شک مجھے ستر سال ہو گئے ہیں کہ میری زبان اللہ کے ذکر سے خشک نہیں ہوئی اور دس راتیں ایسی ہیں کہ نہ میں نے سبزہ چکھا اور نہ پانی پیا کیونکہ میں ان دو کلموں میں مشغول تھا۔ داؤد علیہ السلام نے پوچھا وہ کون سے کلمے ہیں مینڈک نے کہا یا مسبحا بکل لسان و مذکوراً بکل مکان۔ تو داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس سے بلیغ الفاظ اور تسبیح بیان کروں۔

بیہتی نے شعب میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے داؤد نبی علیہ السلام نے اپنے دل میں یہ گمان کیا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اپنے خالق کے لئے ان سے زیادہ افضل تعریف کرنے والا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک فرشتے کو نازل کیا جبکہ وہ محراب میں بیٹھے ہوئے تھے اور حوض ان کی ایک جانب تھا فرشتے نے کہا کہ اے داؤد! اس مینڈک کے آواز کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ انہوں نے اس بات کو غور سے سنا تو پتہ چلا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ سبحانک و بحمدک منتھی علمک۔ تو فرشتے نے ان سے کہا آپ کا کیا خیال ہے تو داؤد علیہ السلام نے کہا اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ میں نے اس جیسی مدح کبھی نہیں کی۔

جعفر بن محمد بن حسن کتاب فضل الذکر میں عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مینڈک کی آواز تسبیح ہوتی ہے اور اسی میں عن الاعمش عن ابی صالح روایت ہے کہ انہوں نے دروازے کے چرچرانے کی آواز سنی تو فرمایا یہ اس کی تسبیح ہے۔

فائدہ: رئیس ابن سینا کہتے ہیں کہ مینڈک کثرت سے ہو جائیں تو ان کے پیچھے وبا آ جاتی ہے۔

شیطان بھاگ گیا: قزوینی کہتے ہیں کہ مینڈک کچھوے کی طرح ریت میں انڈے دیتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں کچھ پہاڑی ہیں اور کچھ پانی کے۔ زحشری نے فائق میں عمر بن عبدالعزیز سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو آدمی کے دل میں شیطان کی جگہ دکھائے تو اس نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جو شیشے کے گلوب کی طرح تھا اس کے باہر سے اندر تک دیکھا جاسکتا تھا اور اس نے شیطان کو مینڈک کی صورت میں دیکھا جس کی مکھی کی

طرح ایک سوئڈتھی اور اس نے اس سوئڈ کو اس کے بائیں کاندھے میں دل تک داخل کر دیا اور اس میں وسوسہ ڈالا جب اس نے اللہ کا ذکر کیا تو وہ نکل کر بھاگ گیا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر کر کے لفظ میں سہلی کے کلام میں آئے گا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کا قتل کرنا حرام ہے۔

بیہتی نے اپنی سنن میں سہل بن سعد الساعدی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے پانچ چیزوں کے قتل سے منع کیا (۱) چیونٹی (۲) شہد کی مکھی (۳) مینڈک (۴) لٹورا (۵) ہدہد۔

مسند ابوداؤد طیالسی، سنن ابوداؤد سنن نسائی اور حاکم نے عبد اللہ بن عثمان تمیمی سے روایت کیا ہے کہ ایک ڈاکٹر نے نبی ﷺ سے مینڈک کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کو دوئی میں ڈال سکتا ہے؟ تو آپ نے اس کے قتل کرنے سے منع فرمادیا۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مینڈک کا کھانا حرام ہے اور یہ پانی کے ان حیوانات میں داخل نہیں کہ جو مباح ہیں۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مینڈک کو اس لئے حرام کیا ہے۔ کیونکہ پانی میں وہ اللہ کا ہمسایہ تھا کہ جس پر زمین و آسمان سے قبل اللہ کا عرش تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾

ابن عدی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم مینڈکوں کو قتل مت کرو کیونکہ ان کا ٹرانا تسبیح ہے۔ سلمی کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے بارے میں دارقطنی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ضعیف ہے میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ یہ عبد اللہ بن عمر پر موقوف ہے۔ یہ بات بیہتی نے کہی ہے۔ یہ بات خطاف کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

زختری کہتے ہیں کہ مینڈک اپنے ٹرانے میں سبحان الملك القدوس کہتا ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ تم مینڈکوں کو مت قتل کرو۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے پاس سے یہ گزرا تو اپنے منہ میں پانی اٹھا کر آگ پر ڈالتا تھا۔

ابن سبع کی شفاء الصدور میں عبد اللہ عمرو بن العاص کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مینڈکوں کو مت قتل کرو کیونکہ ان کا ٹرانا تسبیح ہے۔

اس کے کچھ مزید احکام: مینڈک مرنے سے نجس ہو جاتا ہے جس طرح دوسرے حیوانات جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتے ہیں۔

کفایہ میں ماوردی سے حکایہ منقول ہے کہ یہ مرنے سے نجس نہیں ہوتا۔ ہمارے شیخ نے اس منقول بات کو غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اس وجہ کو نہ تو حاوی میں ذکر کیا اور نہ ہی اپنی دوسری کتابوں میں۔

جب یہ تھوڑے پانی میں مر جائے تو نووی کہتے ہیں کہ اگر اس کو ہم غیر ماکول تصور کریں گے تو یہ اس پانی کو بلا خلاف نجس کر دے گا۔

ماوردی نے اس کی نجاست میں دو قول نقل کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ باقی نجاستوں کی طرح یہ بھی اس کو نجس کر دے گا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ معاف ہے۔ جیسے چھروں کا خون معاف ہے۔ مگر درست قول پہلا ہے۔ جب وفد یمامہ مسیلمہ کے قتل کے بعد ابو بکر کے پاس آیا تو آپ نے اس سے کہا تمہارا ساتھی کیا کہتا تھا تو انہوں نے اس بات سے گریز کیا تو آپ نے



فرمایا تمہیں بتانا پڑے گا تو انہوں نے کہا: وہ کہا کرتا تھا اے مینڈک اے مینڈک کی بیٹی تو کب تک پانی میں ٹراتی رہے گی تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نیچے والا حصہ مٹی میں۔ نہ تو تو پینے والے کو منع کر سکتی ہے اور نہ ہی تو پانی گندہ کر سکتی ہے۔  
ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں انق من ضفدع۔ وہ مینڈک سے زیادہ ٹرانے والا ہے۔ اخیل شاعر کہتا ہے۔

ضفادع فی ظلماء لیل تجاوبت فدل علیہا صوتہا حیاة البحر

”اندھیری رات مینڈکوں نے ایک دوسرے کو جواب سوال کئے تو ان کی آواز نے سمندری سانپ کو ان کو موجودگی کا پتہ بتا دیا۔“

اس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے اور یہ ان کے اس قول کی طرح ہے کہ یہاں کے رہنے والوں پر براقش نے اطلاع دی۔ یہ ایک کتیا تھی کہ جس نے جانوروں کے سموں کے نیچے لگنے کی آواز سنی تو بھونکنے لگی تو اس بھونکنے سے ان کو یہاں کے قبیلے کا پتہ چل گیا تو انہوں نے ان کو لوٹ لیا۔ حمزہ بن بیض نے کہا ہے:

لم یکن عن جناية لحقتنی لا یساری ولا یمینی جنتنی

”میری زیادتی کی وجہ سے مجھے تکلیف نہیں پہنچی نہ میری دہنی جانب نے اور نہ میری بائیں جانب نے مجھ سے زیادتی کی۔“

بل جناھا اخ علی کریم وعلی اھلھا براقش تجنی

”بلکہ مجھ پر رحم کرنے والے ایک بھائی نے زیادتی کی اور اپنے گھر کے اہل پر بھی براقش نے زیادتی کی۔“

طبی فوائد اور خواص: ابن جمیع اپنی کتاب ارشاد میں کہتا ہے کہ مینڈکوں کا گوشت سانس کو گھونٹ دیتا ہے اور خونی پچس لگا دیتا ہے اس سے بدن کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس میں ورم ہو جاتے ہیں۔ اور عقل خراب ہو جاتی ہے۔

صاحب عین الخواص نے کہا کہ جنگلی مینڈکوں کی چربی دانتوں کے اوپر رکھی جائے تو ان کو بغیر درد کے اکھیڑ دیتی ہے۔ خشکی کے مینڈک کی ہڈی ہنڈیا کے سر پر رکھی جائے تو اس کو ابال نہیں آتا۔ اگر کسی مینڈک کو مار کر سائے میں خشک کر دیا جائے اس کے بعد کوٹ کر خطمی بوٹی میں پکا لیا جائے اس کے بعد چونہ اور ہڑتال لگائے جائیں اور ان کے بعد اس کو طلا کیا جائے تو اس جگہ پھر بال نہیں آگیں گے۔ اگر مینڈک کو خالص شراب میں ڈالا جائے تو یہ اسی وقت مر جائے گا اور جب اس کو نکال کر دوبارہ پانی ڈالا جائے تو دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

محمد بن زکریا رازی سے نقل کیا گیا ہے کہ مینڈک کی ٹانگ نقرس کی بیماری والے پر لٹکائی جائے تو اس کا درد اسی وقت رک جائے گا اگر کوئی عورت پانی کے مینڈک لے کر اس کا منہ کھول کر تین دفعہ اس میں تھو کے پھر اس کو دوبارہ پانی میں ڈال دے تو یہ حاملہ نہیں ہوگی ہنڈیا کی باہروالی جانب اس کی چربی لگائی جائے اور اس کے نیچے اتنی آگ جلائی جائے جتنی جلائی جاسکتی ہے تو اس ہنڈیا کو پھر بھی ابال نہیں آئے گا اور اگر تھوڑا مینڈک لے کر اس کو کیڑے مکوڑوں کے ڈسنے کی جگہ پر لگایا جائے تو اسی وقت ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے عجیب خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جب اس کو سر سے لے کر نیچے تک دو حصوں میں پھاڑ دیا جائے اور عورت اس کو دیکھ رہی ہو تو اس کی شہوت غالب ہو جائے گی اور مردوں کی طرف اس کا میلان زیادہ ہو جائے گا اس کی زبان اگر کسی سوئی

ہوئی عورت پر لڑکا دی جائے تو جو کچھ اس نے بیداری میں کیا ہوگا وہ سب کچھ بتا دے گی۔ اس کی زبان کو اگر روٹی میں ڈال دیا جائے اور وہ روٹی اس شخص کو کھلا دی جائے جس پر چوری کا الزام ہے تو وہ اس کا اقرار کر لے گا۔ اگر اس کا خون اس جگہ طلا کیا جائے جہاں سے بال اکھیڑے گئے ہوں تو وہاں بال کبھی نہیں اگیں گے۔ جس آدمی نے اس کا خون اپنے چہرے پر لگا لیا تو لوگ اس کے محبت کرنے لگیں گے اور جب اس کو داڑھوں پر رکھا جائے تو دانت بغیر کسی درد کے گر جائیں گے۔

قزوینی کہتے ہیں میں موصل میں تھا اور ہمارے ساتھی نے ایک باغ میں ایک حوض بنا رکھا تھا اس میں مینڈک پیدا ہو گئے اور وہاں کے رہنے والوں کو اپنی ٹرٹراہٹ سے تکلیف دینے لگے لوگ ان کو چپ کرانے سے عاجز آ گئے یہاں تک کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا پانی کے اوپر الٹا کر کے ایک تھال رکھ دو لوگوں نے ایسے ہی کیا تو اس کے بعد مینڈکوں کے ٹرانے کی آواز نہیں آئی۔ محمد بن زکریا رازی کہتے ہیں اگر کسی پیالے یا قتاہ میں چراغ روشن کیا جائے اور اس کو پانی پر رکھ دیا جائے تو وہاں سے مینڈکوں کی آوازیں بند ہو جاتی ہیں۔

تعبیر الروایا: خواب میں مینڈک کو دیکھنا اللہ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے عابد آدمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس نے نمرود کی آگ پر پانی پھینکا تھا۔ بہت زیادہ مینڈک عذاب ہیں۔ کیونکہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی نشانیوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ الْآيَةَ. نصاریٰ نے کہا جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ مینڈک کے ساتھ ہے تو اس کی زندگی اپنے قریبیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھی ہوگی۔ جس نے مینڈک کا گوشت خواب میں کھایا تو اس کو مشقت پہنچے گی۔

ارطامیدورس نے کہا خواب میں مینڈک دیکھنا دھوکے بازوں اور جادوگروں پر دلالت کرتا ہے۔ جاما سب نے کہا کہ جس نے خواب میں کسی مینڈک سے کلام کیا اس کو بادشاہی ملے گی۔ جس نے مینڈکوں کو شہر سے نکلتے دیکھا تو وہاں سے عذاب نکلے گا۔

## الضوع

ضاد معجمہ کے ضمہ اور واو مخففہ کے فتح سے اور عین مہملہ سے۔

نووی نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ یہ کیڑے مکوڑوں کی جنس سے ہے۔ جوہری نے کہا کہ یہ رات کے پرندوں میں سے ایک پرندہ ہے جوہام کی جنس میں سے ہے۔ منفضل نے کہا کہ نرالو کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اضواع اور ضیعان ہے۔ دو قولوں میں سے صحیح قول یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔ جس طرح شرح مہذب میں تصریح کی گئی ہے۔

رافعی نے کہا ہے کہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ مذکر الو ہو۔ پھر مذکورہ کلام اس نے بیان کیا۔ پھر اس نے کہا اگر ضوع میں کوئی قول ہو تو اس کو بوم میں بھی جاری کیا جائے گا۔ کیونکہ مذکر اور مونث اصل میں ایک ہی جنس ہوتے ہیں۔ نووی نے کہا میں کہتا ہوں کہ مشہور بات یہ ہے کہ ضوع کیڑے مکوڑوں کی جنس ہے۔ اس لئے حکم میں ان دونوں کا اشتراک لازم نہیں۔ اور صحیح مذہب میں اس کا کھانا حرام ہے۔ جس طرح شرح مہذب میں وضاحت سے ہے۔

## الضیب

سمندری چوپاؤں میں سے ایک چیز ہے جو کتے کی شکل اور اس کی خلقت کی طرح ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الضئيلة

باریک سانپ کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ جائے مہملہ میں حیة کے لفظ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## الضیون

ضاد اور واؤ مفتوحہ سے ہے۔ اور یاء ساکن ہے اور آخر میں نون ہے۔ مذکر بلی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع ضیاون ہے۔  
حسان بن ثابتؓ نے فرمایا:

بريد كان الشمس في حجراته نجوم الثريا او عيون الضياون

”وہ ایک ڈاکیہ ہے گویا کہ سورج اسکے حجروں میں اس طرح ہے جیسے ثریا ستارے ہیں یا بلوں کی آنکھیں ہوتی ہیں۔“  
عرب کہتے ہیں ادب من الضیون یعنی وہ بلی سے بھی زیادہ آہستہ چلنے والا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

يدب بالليل لجاراته كضیون دب الی قرناب

”اپنی ہمسایوں کے لئے وہ رات کو آہستہ چلتا ہے جیسے بلا چوہے کی طرف آہستہ جاتا ہے۔“

محاورہ ہے۔ عرب کہتے ہیں اصید من ضیون۔ وہ بلی سے زیادہ شکاری ہے۔ واللہ اعلم

عرب یوں بھی کہتے ہیں ازنی وانزای من ضیون۔ یعنی بلی سے زیادہ زانی اور جفتی کرنے والا ہے۔

خاتمہ: صقلی نے کہا کہ اسماء میں کوئی ایسا اسم نہیں ہے جس میں یاء ساکنہ کے بعد واؤ مفتوحہ ہے۔ سوائے تین اسموں کے حیوة، ضیون اور کیوان (زحل)

اہل ہیئت نے کہا زحل کی گردش مغرب سے مشرق کی طرف ہوتی ہے اور یہ گردش ۲۹ سال آٹھ مہینے چھ دن میں پوری ہوتی ہے۔ اس کا نام نجومیوں نے نحس اکبر رکھا ہے۔ کیونکہ یہ مرتخ سے زیادہ منحوس ہوتا ہے۔ اس کی طرف ہلاکت بربادی غم و فکر منسوب کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جس نے اس کی طرف دیکھا اس کو غم و دکھ لاحق ہوگا۔ جیسے زہرہ کی طرف دیکھنے سے سرور ملتا ہے۔ واللہ اعلم

## باب الطاء المهملة

### طامر بن طامر

پسو اور لوگوں میں خسیس اور گم نام آدمی کو کہتے ہیں۔

### الطاؤس

یہ مشہور پرندہ مور ہے۔ اس کی تصغیر طویس زوائد کو حذف کرنے کے بعد ہے۔

اس کی کنیت ابوالحسن اور ابوالوشی ہے۔ یہ پرندوں میں ایسا خوبصورت اور معزز ہوتا ہے جیسے گھوڑا تمام جانوروں میں معزز اور خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں کراہت اور خود پسندی اور تکبر اور اپنے پروں پر خوش ہونا اور اپنی دم کو طاق کی طرح باندھ دینا ہوتا ہے۔ خاص طور پر جبکہ اس کی طرف مادہ دیکھ رہی ہو۔ مادہ تین سال گزرنے کے بعد انڈے دیتی ہے۔ اور اسی وقت نر کے پر بھی پورے ہوتے ہیں اور اس کا رنگ بھی مکمل ہوتا ہے۔ مادہ سال میں ایک دفعہ تقریباً بارہ انڈے دیتی ہے۔ اور مسلسل انڈے نہیں دیتی۔

نرموسم بہار میں مادہ سے جفتی کرتا ہے اور موسم خریف میں درخت کی طرح اپنے پر جھاڑ دیتا ہے۔ پھر جس وقت درختوں کے پتے نکلتے ہیں اس کے پر بھی نکل آتے ہیں۔ جب مادہ انڈے سی رہی ہو اس سے بہت کھیلتا ہے بعض دفعہ یہ انڈوں کو توڑ بھی دیتا ہے۔ اسی لئے اس کے انڈے مرغیوں کے نیچے رکھ کر سینے جاتے ہیں لیکن مرغی اس کے دو انڈوں سے زیادہ انڈے سی نہیں سکتی۔ اس دوران مرغی کے کھانے پینے کا لازماً خیال رکھنا چاہیے کیونکہ وہ جب اٹھ کر چلی جائے گی تو ہوا انڈوں کو خراب کر دے گی اور وہ بچے جو مرغی نکالتی ہے وہ خوبصورتی میں بھی پیدائش میں بھی اور جسم کے لحاظ سے بھی کم ہوتے ہیں۔ اس کے انڈے سینے کی مدت تیس دن ہے۔ اس کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو مرغی کے چوزوں کی طرح ننگے منگے ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے اس کے وصف میں کیا عمدہ اشعار کہے ہیں۔

سبحان من من خلقه الطاوس  
طیر علی اشکالہ رئیس  
”پاک ہے وہ ذات جس نے مور کو پیدا کیا۔ یہ ایسا پرندہ ہے جو اپنے جیسوں کا رئیس ہے۔“

کانہ فی نقشہ عروس  
فی الریش منہ رکت فلوس  
”گویا وہ اپنے نقوش میں دلہن کی طرح ہے۔ جس کے پروں پر پیسے جوڑے گئے ہیں۔“

تشرق فی داراتہ شموس  
فی الراس منہ شجر مفروس  
”جو اپنے دائرے میں سورج کی طرح چمک رہے ہیں اور اس کے سر پر ایک گاڑا ہوا درخت ہے۔“

کانہ بنفسج یمیس  
اوہو زہر حرم یمیس  
”گویا کہ وہ بنفسجی رنگ ہے۔ جو ناز و انداز سے چل رہا ہے یا وہ حرم کا پھول ہے جو بو سے لیتا ہے۔“

عجیب بات یہ ہے کہ وہ حسن کے باوجود منحوس سمجھا جاتا ہے۔ شاید کہ یہ (واللہ اعلم) اس لئے ہے یہ ابلیس کے لئے جنت میں داخل ہونے اور آدم کے نکلنے کا سبب بنا ہے۔ چونکہ یہ جنت کا آدم سے قیامت تک خالی ہونے کا سبب بنا ہے۔ اس لئے گھروں میں اس کا ٹھہرنا پسند نہیں کیا جاتا۔

حکایت ہے کہ آدم نے جب انگور کا درخت بویا تھا تو ابلیس آیا تو اس نے ایک مور وہاں ذبح کیا تو وہ انگور اس کا خون پی گیا۔ جب اس کے پتے نکل آئے تو شیطان نے ایک بندر کو وہاں ذبح کیا جس کا خون بھی وہ درخت پی گیا پھر جب اس کا پھل لگ گیا تو شیطان نے شیر ذبح کیا جس کا خون بھی درخت پی گیا۔ جب اس کا پھل ختم ہو گیا تو اس نے وہاں خنزیر ذبح کیا تو درخت وہ خون بھی پی گیا۔ اسی لئے شراب پینے والا آدمی انہیں تین اوصاف کا مالک ہوتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے جب پیتا ہے اور

شراب اس کے اعضا میں چلتی ہے تو آدمی کارنگ مور کی طرح خوبصورت ہو جاتا ہے۔ جب سکر کی ابتدائی حالت آتی ہے تو بندر کی طرح تالیاں بجانے لگتا ہے اور کھیلنے ناچنے لگتا ہے۔ پھر جب اچھی طرح نشہ چھا جاتا ہے تو اس میں شیر کی صفت آ جاتی ہے تو وہ اٹھ کر جھگڑتا ہے اور چیرتا پھاڑتا ہے اور ایسی بکواس کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں اور خنزیر کی طرح مار ڈالتا ہے پھر اس کو نیند آ جاتی ہے۔ اور اس کے اعضا ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: طاؤس بن کیسان یمن کے ایک مفتی تھے جن کا نام ذکوان تھا۔

ان کو طاؤس کا لقب دیا گیا کیونکہ وہ تمام قاریوں اور علماء کا مور تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام طاؤس تھا اور کنیت ابو عبد الرحمن تھی یہ علم و عمل کے سردار تھے اور بڑے تابعی تھے۔ انہوں نے پچاس صحابیوں کو دیکھا انہوں نے ابن عباس ابو ہریرہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن زبیر سے سنا بھی ہے۔ ان سے مجاہد عمرو بن دینار عمرو بن شعیب محمد بن شہاب زہری وغیرہ نے سنا ہے۔

ابن صلاح نے اپنے رحلہ میں کہا ہے کہ ہم نے زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا اس نے کہا زہری کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا مکہ سے۔ پوچھا پیچھے کس کو چھوڑا ہے جو مکہ والوں کی قیادت کرے۔ انہوں نے کہا عطاء بن ابی رباح کو۔ انہوں نے کہا عربی ہے یا موالی سے ہے۔ میں نے کہا موالی سے ہے۔ انہوں نے کہا کس بنیاد پر ان کی قیادت کرے گا؟ میں نے کہا دیانت اور روایت سے۔ اس نے کہا ہاں دیانت اور روایت والے ہی لوگوں کے سردار ہونے چاہئیں۔ اس نے کہا اہل یمن کا کون سردار ہے تو میں نے کہا طاؤس بن کیسان ہے۔ اس نے کہا عربی ہے یا موالی؟ میں نے کہا موالی میں سے ہے۔ اس نے کہا وہ کس بنیاد پر ان کی سیادت کرے گا؟ میں نے کہا کہ اسی چیز کے ساتھ کہ جس کے ساتھ عطا سیادت کرتا ہے۔ اس نے کہا واقعی جو آدمی ایسا ہو اس کو سیادت کرنی چاہیے۔ پھر اس نے کہا اہل مصر کا سردار کون ہے؟ میں نے کہا یزید بن ابی حبیب اس نے کہا عرب ہے یا موالی؟ میں نے کہا موالی تو اس نے اسی طرح کہا جیسے پہلے کہا تھا۔ پھر اس نے پوچھا شام والوں کا کون سردار ہے؟ میں نے کہا مکحول دمشقی۔ اس نے کہا عربی ہے یا موالی؟ میں نے کہا موالی ہے۔ وہ ایک نوبی غلام ہے۔ جس کو ہذیل کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ تو اس نے اسی طرح کہا۔ پھر اس نے پوچھا جزیرہ کا والی کون ہے۔ میں نے کہا میمون بن مہران پھر اس نے وہی بات پوچھی تو میں نے کہا موالی ہے۔ اس نے پہلے کی طرح کہا۔ پھر پوچھا خراسان کا کون والی ہے؟ میں نے کہا ضحاک بن مزاحم۔ اس نے کہا عربی ہے یا موالی پھر وہی پہلی بات ہوئی۔ پھر اس نے پوچھا بصرہ کا حاکم کون ہے میں نے کہا حسن بن ابوالحسن۔ اس نے پہلے کی طرح سوال کیا میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو۔ کوفہ والوں کا حاکم کون ہے۔ میں نے ابراہیم نخعی..... اس نے کہا عربی ہے یا موالی؟ میں نے کہا عربی ہے۔ اس نے کہا اے زہری تو ہلاک ہو۔ تو نے میری آنکھیں کھول دیں اللہ کی قسم عرب پر غلام سیادت کریں گے یہاں تک کہ منبروں پر ان کا خطبہ ہوگا اور عرب ان کے نیچے ہوں گے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین یہ اللہ کا حکم ہے اور دین ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے سردار بن جاتا ہے اور جو اسے ضائع کر دیتا ہے وہ گر جاتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ بنے تو ان کو طاؤس نے یہ لکھ کر بھیجا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا سارا کام بہترین ہو تو اچھے لوگوں کو حاکم بنانا۔ عمر نے کہا کہ یہ اس کی ایک ایسی نصیحت تھی جو میرے لئے کافی تھی۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ طاؤس سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ میں تھا تو حجاج نے مجھے بلایا میں آیا تو اس نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھالیا اور ایک تکتے پر میری ٹیک لگا دی۔

ہم باتیں کر رہے تھے کہ اس نے بلند آواز سے تلبیہ سنا۔ تو کہنے لگا اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا مسلمان۔ اس نے کہا میں تیرا شہر اور قوم پوچھ رہا ہوں۔ اس نے کہا میں یمنی ہوں۔ حجاج نے کہا محمد بن یوسف کا کیا حال ہے (یہ محمد اس کا بھائی تھا اور یمن کا والی تھا) اس نے کہا میں اس کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ بڑا جسیم و سیم ہے اور ریشم پہنتا ہے گھوڑوں پر سوار ہو کر آتا جاتا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس کی سیرت کے متعلق پوچھا ہے۔ اس نے کہا وہ بڑا دھوکے باز ظالم مخلوق کا فرمانبردار ہے اور اللہ کا نافرمان ہے۔ اس نے کہا تو اس کے بارے میں ایسی باتیں کر رہا ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ میرا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اس نے کہا تیرا اس کے ساتھ تعلق اتنا نہیں جتنا میرا اللہ سے تعلق ہے۔ میں اس کے نبی کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس کے گھر کی طرف مہمان بن کر جا کر رہا ہوں تو حجاج خاموش ہو گیا پھر آدمی بغیر اجازت کے باہر نکل گیا۔

طاؤس کہتے ہیں میں اس کے پیچھے گیا اور کہا الصحبۃ یعنی مجھے بھی ساتھ لے لو۔ اس نے کہا نہ محبت سے نہ عزت سے۔ کیا تو تکیے والا نہیں ہے۔ تجھ سے لوگ دین کے فتوے پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا وہ امیر ہے اور ہم پر مسلط ہے۔ اس نے مجھے بلایا ہے تب میں اس کے پاس آیا ہوں جیسے تو آیا تھا۔ اس نے کہا تکتے پر ٹیک لگانے کا کیا مطلب؟ تو نے اس کو وعظ و نصیحت کر کے رعیت کا حق ادا کیوں نہیں کیا۔ اللہ کی ہلاکتوں سے اس کو کیوں نہیں ڈرایا۔ تو اس سے مانوس کیوں ہوتا کہ تیرا سکون ختم ہو جائے۔ میں نے کہا میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بھی ساتھ لے لو اس نے کہا میرے ساتھ ایک ساتھی ہے جو مجھ پر غیرت کرنے والا ہے۔ اگر میں اس کے علاوہ کسی سے مانوس ہو جاؤں تو وہ مجھے چھوڑ دے پھر مجھے چھوڑ دیا اور وہ آدمی چلا گیا۔

تاریخ ابن خلکان میں عبداللہ بن شامی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں طاؤس کے پاس آیا تو باہر ایک بوڑھا نکلا تو میں نے اس سے پوچھا کیا تم طاؤس ہو تو وہ کہنے لگا میں ان کا بیٹا ہوں۔ میں نے کہا اگر تم اس کے بیٹے تو ان کا ذہن بالکل ہی خراب ہو گیا ہوگا تو وہ کہنے لگے کہ علم والوں کا ذہن دماغ خراب نہیں ہوتا۔ تو میں اندر طاؤس کے پاس چلا گیا۔ تو وہ کہنے لگا کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لئے اپنی اسی مجلس میں تورات انجیل زبور قرآن کو اکٹھا کر دوں میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے کہا اللہ سے اس طرح ڈرو کہ اس سے زیادہ تیرے نزدیک خوفزدہ کرنے والی چیز کوئی نہ ہو۔ اور اس سے اتنی زیادہ امید رکھ کہ جتنا تو اس سے ڈرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کر۔

ایک عورت نے کہا کہ میں نے طاؤس کے علاوہ سب لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ میں ان کے درپے ہو گئی تو انہوں نے مجھ سے کہا فلاں وقت تم آجانا میں اس کے پاس اس وقت گئی تو وہ مجھے لے کر مسجد حرام چلا گیا اور کہنے لگا یہاں لیٹ جا میں نے کہا یہاں پر؟ تو وہ کہنے لگا جو ہمیں یہاں دیکھتا ہے وہ ہمیں دوسری جگہوں میں دیکھ سکتا ہے۔ تو اس عورت نے توبہ کر لی۔

طاؤس کہتے ہیں شادی کئے بغیر جوانی کی عبادت مکمل نہیں ہوتی طاؤس یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ابن آدم جو کچھ بھی بولتا ہے اس کو شمار کیا جاتا ہے یہاں تک اس کی بیماری میں اس کے کراہنے کو بھی۔ طاؤس کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کو ابلیس ملا تو کہا کیا تم

نہیں جانتے کہ تمہیں وہی کچھ تکلیف پہنچ سکتی ہے جو جو تیرے لئے مقدر کر دی گئی ہو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں تو ابلیس کہنے لگا تم میرے ساتھ اس پہاڑ کی چوٹی پر چلو اور وہاں سے اپنے آپ کو نیچے گرا دو اور دیکھو کہ تم زندہ بچتے ہو یا نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ میرا امتحان نہیں لیتا میں بیشک جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور یقیناً بندہ اپنے رب کو آزماتا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو آزماتا ہے۔ طاؤس کہتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام دلیل میں غالب آگئے۔

طاؤس کہا کرتے تھے عقل مندوں کی مصاحبت اختیار کر اگرچہ تو ان میں سے نہ بھی ہو تب بھی ان کی طرف تجھے منسوب کیا جائے گا۔

ابوداؤد طیالسی نے طاؤس سے روایت کیا ہے کہ جو شخص وصیت میں داخل نہ ہو تو اس کو آزمائش نہیں پہنچتی اور جو لوگوں کا قاضی نہ بنا اس کو سخت مصیبت نہیں پہنچتی۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں طاؤس سے نقل کیا ہے کہ مردوں کو قبروں میں صرف سات دن آزمایا جاتا ہے اس لئے وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے ان دنوں میں کھانا کھلایا جائے۔

امام احمد کہتے ہیں کہ طاؤس کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي الْإِيمَانَ وَالْعَمَلَ وَمَتَّعْنِي بِالْمَالِ وَالْوَالِدِ۔ اے اللہ مجھے ایمان و عمل کا رزق دے اور مجھے مال اور اولاد کے ساتھ فائدہ پہنچا۔

حافظ ابو نعیم وغیرہ نے کہا کہ ایک آدمی کے چار بیٹے تھے تو جب وہ بیمار ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا تم اس کی بیماری میں خدمت کرو تو تم اس کی وراثت سے محروم رہو۔ یا پھر میں خدمت کرتا ہوں اور وراثت نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا تو ہی اس کی خدمت کر اور وراثت نہ لے۔ اس نے خدمت کی یہاں تک کہ وہ آدمی فوت ہو گیا اور لڑکے نے وراثت سے کچھ نہ لیا۔ تو خواب میں باپ اس کو ملا اور کہا فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو۔ اس نے پوچھا ان میں برکت ہوگی۔ اس نے کہا نہیں۔ تو صبح کے وقت اس نے بیوی سے پوچھا تو اس نے کہا لے لو۔ شاید کہ اس میں سے کچھ کمائے اور زندہ رہے۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ جب شام ہوئی تو دوبارہ خواب میں باپ آیا اور کہنے لگا فلاں جگہ جا کر دس دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کیا ان میں برکت ہے باپ نے کہا نہیں۔ صبح ہوئی تو بیوی سے ذکر کیا اس نے پہلی دفعہ کی طرح جواب دیا۔ لیکن اس لڑکے نے لینے سے انکار کر دیا۔ جب تیسری رات ہوئی تو باپ پھر اس کے پاس آیا اور کہا فلاں جگہ جا کر ایک دینار لے لو۔ لڑکے نے پوچھا کیا اس میں برکت ہے۔ باپ نے کہا ہاں ہے۔ وہ گیا اور دینار لے لیا پھر بازار چلا گیا تو ایک آدمی اس کو ملا جو مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے پوچھا یہ کتنے کی ہیں؟ اس نے جواب دیا ایک دینار کی۔ لڑکے نے ایک دینار کے بدلے وہ مچھلیاں لے لیں اور گھر چلا گیا ان کا پیٹ چیرا تو ان میں سے دو موتی نکلے جیسے کسی انسان نہیں دیکھے۔ بادشاہ نے موتی تلاش کرنے کے لئے کسی کو بھیجا تو وہ موتی صرف اس لڑکے کے پاس پایا گیا۔ تو انہوں نے اس موتی کو اس لڑکے سے تیس نچر سونے کے وزن کے برابر خرید لیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا یہ اپنے جوڑے بغیر اچھا نہیں لگتا تو کہنے لگا جاؤ اس کا جوڑا لے کر آؤ۔ اگرچہ گنی قیمت دینی پڑے۔ وہ لوگ لڑکے کے پاس آئے اور کہنے لگے اس موتی کا جوڑا تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم پہلے موتی سے دگنا دیں گے۔ اس نے کہا سچ مچ

دو گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تو اس لڑکے نے دو گنی قیمت پر بیچ ڈالا۔

طاؤس ستر برس سے زائد عمر کے ہو کر حج کرتے ہوئے مکہ میں یوم التردیہ سے ایک دن پہلے فوت ہوئے۔ ہشام بن عبد الملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

یہ ۱۰۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ انہوں نے چالیس حج کئے۔ اور مستجاب الدعوات تھے۔

شرعی حکم: طاؤس کھانا حرام ہے کیونکہ اس کا گوشت گندا ہے۔ بعض کہتے ہیں حلال ہے کیونکہ یہ گندی چیزیں نہیں کھاتا۔ اور گوشت نہیں کھاتا۔ دونوں صورتوں میں اس کو بیچنا درست ہے۔ یا تو حلال ہونے کی وجہ سے یا اس کے خوش رنگ ہونے کی وجہ سے۔ لفظ الصید میں گزر چکا ہے کہ ابو حنیفہ پرندوں کے چور کا ہاتھ نہیں کاٹتے کیونکہ ان کی اصل اباحت ہے۔ لیکن امام مالک شافعی احمد وغیرہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ازہی من طاوس و احسن من طاوس۔ یعنی وہ مور سے زیادہ خوبصورت ہے۔ جوہری کہتے ہیں لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ اشام من طویس یعنی وہ طویس سے بھی زیادہ منحوس ہے۔ طویس مدینے میں ایک ہجرت تھا۔ اس نے کہا اے مدینہ والو جب تک میں زندہ ہوں تم دجال کے نکلنے کی امید رکھو جب میں مرجاؤں تو تم بے خوف ہو جانا کیونکہ میں اس رات پیدا ہوا جس رات نبی ﷺ فوت ہوئے میں نے اس دن دودھ چھوڑا جس دن ابو بکر فوت ہوئے میں عمر کے قتل کے دن بالغ ہوا۔ میں نے عثمان کے قتل کے دن شادی کی۔ میرے ہاں علی کے قتل والے دن بچہ پیدا ہوا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک نے اپنے مدینے کے گورنر کو لکھا اھس المخنشین قبلک یعنی ہجرتوں کو اپنے سامنے شمار کر۔ اھس کی حاء پر نقطہ پڑ گیا اسلئے اس نے تمام ہجرتوں کو خسی کر دیا جن میں سے ایک طویس بھی تھا۔ جب انہیں خسی کیا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے یہ ہتھیار کسی کام کے نہیں تھے کہ ہم ان سے جنگ لڑتے۔ ان میں سے طویس نے کہا تم نے مجھ سے میرے پیشاب کا پرنا لہ چھین لیا۔

طویس کا نام طاؤس تھا جب وہ منخث ہوا تو لوگوں نے اس کو طویس بنا دیا۔

اس کا نام عبد النعیم تھا وہ اپنے بارے میں کہتا ہے۔

اننا طاوس الجحیم

اننی عبد النعیم

شی علی ظہر الحطیم

واننا اشام من یم

”میں عبد النعیم ہوں اور جہنم کا مور ہوں زمین پر چلنے والے تمام لوگوں سے میں زیادہ منحوس ہوں۔“

ثم قف حشومیم

اننا حشاء ثم لام

”میں حلقی یعنی مصیبت میں ڈالنے والا ہوں۔“

طویس ۹۲ ہجری میں فوت ہوا۔

خواص: طاؤس کا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے اور گھٹیا ہوتا ہے۔ عمدہ گوشت نو عمر مور کا ہوتا ہے۔ گرم معدے کو مفید ہے۔ پکانے سے پہلے اس کو سر کے میں بھگونا اس کے ضرر کو دور کر دیتا ہے۔ یہ غلیظ قسم کی خلط پیدا کرتا ہے۔ گرم مزاج والوں کو یہ مفید ہے۔ حکماء نے



موروں کے گوشت کو مکروہ کہا ہے۔ اور کہا ہے کہ تمام پرندوں میں سے غلیظ ترین اور سخت اور ہضم نہ ہونے والا گوشت ہے۔ ضروری ہے اس کو ذبح کر کے کسی بوجھ کے نیچے رکھ دیا جائے پھر بھون کر پکایا جائے۔ خوشحال اور آرام پسند لوگ یہ مت کھائیں کیونکہ یہ ورزش کرنے والے لوگوں کی غذا ہے۔ ابن زہر کہتے ہیں کہ طاؤس جب زہریلی خوراک دیکھتا ہے یا اس کی خوشبو سونگھ لیتا ہے تو خوش ہو کر اپنے پر پھیلا کر ناپنے لگتا ہے۔ اس کے پتے کو سکنجین اور گرم پانی ملا کر پیٹ کی بیماری والے کو پلایا جائے تو فائدہ ہوگا۔ ہر مس نے کہا اس کا پتہ سر کے میں ملا کر کیڑے مکوڑوں کے ڈسے ہوئے آدمی کو پلایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

”عین الخواص“ والے نے کہا کہ حکماء اور اطہورس کہتا ہے۔ کہ جو مور کا پتہ پی لے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ ہر مس کہتا ہے کہ طاؤس کے خون کو انزروت اور نمک سے ملا کر خراب اور تازہ زخموں پر لگایا جائے جن کے بڑھنے کا خطرہ ہو تو وہ زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس کا گو بر زخموں پر لگانے سے زخم ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی ہڈیاں جلا کر پیس کر داغوں اور چھائیوں پر لگائی جائیں تو وہ دور ہو جائیں گی۔

تعبیر: طاؤس کو خواب میں دیکھنا حیرانگی اور صاحب جمال و حسن کی خود پسندی کی علامت ہے۔ بہت دفعہ اس کا دیکھنا چغلی غرور تکبر دشمنوں کے لئے مطیع ہو جانے، نعمتوں کے زائل ہونے اور بد بختیوں کی طرف جانے اور آسانی سے تنگی ہونے کی علامت ہے۔ بہت دفعہ اس کا دیکھنا زیور حلوں، تاج، اچھی بیویوں، خوبصورت بچوں پر دلالت کرتا ہے۔

مقدسی نے کہا کہ طاؤس خواب اس ایک عجمی عورت ہے جو مال و جمال والی ہو لیکن منحوس پیشانی والی ہو۔ موروں میں سے مذکور کو دیکھنا عجمی بادشاہ ہے۔ جو شخص یہ دیکھے کہ وہ موروں کو بھائی بنا رہا ہے۔ تو وہ عجمی بادشاہوں کو بھائی بنائے گا اور ان سے ایک نبطی لونڈی لے گا۔

ارطامیدورس نے کہا کہ خواب میں موروں کا دیکھنا خوبصورت قوموں اور خوش مزاج لوگوں پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے کہا طاؤس ایک عجمی عورت ہے جو غیر مسلم ہو۔

## الطائر

طائر واحد ہے اس کی جمع الطيور ہے اور مونث طائرة بہت کم آتی ہے۔ طیر کی جمع اطيوار اور طیور ہے۔ طیران ہوا میں پروں والوں کی حرکت کو کہتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں۔ ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ یعنی زمین میں کوئی جانور نہیں اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہو مگر وہ سب تمہاری طرح امتیں ہیں۔ یعنی پیدائش، رزق، حیات، موت، حشر، محاسبہ اور قصاص میں برابر ہیں۔

جب یہ بات چوپاؤں میں ہوگی تو ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ہم عقل کے لحاظ سے مکلف ہیں۔ بعض نے کہا کہ ﴿أُمَّمٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ کا مطلب توحید و معرفت ہے۔ یہ قول عطا کا ہے۔

بِجَنَاحَيْهِ تَاكِيدٌ آرہا ہے اس لفظ کو استعارے میں استعمال کرنے سے ازالہ مراد ہے۔ جیسے طائر خوش بختی اور خوشحالی کے لئے ہوتا ہے۔ تو اس کا ازالہ مقصود ہے۔

زخشری نے کہا یہ بات ذکر کرنے کا مطلب اللہ کی اپنی قدرت کی عظمت اپنے علم کی باریکی اور بادشاہی کی وسعت اور اتنی مختلف مخلوقات کی تدبیر اور بہت ساری اصناف و اجناس کی حفاظت اور دیکھ بھال ہے۔ اس کو کوئی حالت دوسری حالت سے نہیں روک سکتی۔

احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جنت کے پرندے بختی اونٹوں کی طرح ہوں گے۔ تو ابو بکر نے کہا یہ پرندے تو بڑے عمدہ ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانے والے ان سے بھی اچھے ہوں گے۔ یہ بات تین دفعہ فرمائی۔ پھر کہا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہو گے۔ اس کو ترمذی نے انہی لفظوں سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حسن ہے۔

بزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تو جنت میں پرندوں کو دیکھ کر ان کو چاہے گا تو وہ بھونا ہوا تیرے سامنے گر پڑے گا۔

مسلم کی افرادی حدیث ہے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جنت میں وہ لوگ جائیں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے امام نووی فرماتے ہیں کہ مراد ان جیسے رقیق ہونا اور کمزوری ہے۔ جیسے دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ہمینی لوگ نرم اور کمزور دل والے ہیں۔ بعض نے کہا خوف اور ہیبت کے لحاظ سے۔ کیونکہ پرندے بہت ڈر پوک ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ نے فرمایا۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ مراد ایسی قوم ہے جن پر خوف غالب آ گیا ہو۔ جیسا کہ سلف کی بہت سی جماعتوں سے ان کی شدت خوف کے بہت سے واقعات آئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے مراد ہیں بعض نے کہا پرندے سے مراد وہ ہے جس سے برکت اور نحوست لی جائے۔ اور اس کی اصل پروں والے پرندے ہیں۔

اور عرب اس میں طائر اللہ کہتے ہیں طائر کہ نہیں کہتے اور اس پر رفع پڑھتے ہیں کیونکہ اس سے وہ مراد لیتے ہیں کہ ہذا طائر اللہ۔ یعنی یہ اللہ کا پرندہ ہے اور اس میں دعا کا معنی بھی ہے اور طائر الانسان سے مراد اس کا وہ عمل ہے جو اس کے گلے کا قلاوہ ہوگا۔ بعض نے کہا اس سے مراد رزق ہے۔ اور طائر خیر و شر کے نصیب کو بھی کہتے ہیں۔

اور اللہ کے فرمان ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ یعنی ہر انسان کا پرندہ ہم نے اس کے گلے میں لٹکا دیا۔ اس کا مطلب اس کا نصیب ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ اس کے اچھے برے عمل ہیں تو ہر آدمی کے اچھے برے اعمال جو اللہ نے اس کے مقدر میں کئے ہیں وہ اس کے گلے میں لٹک رہے ہیں۔ اور اچھے برے نصیب کو طائر اس لئے کہتے ہیں کہ عرب کا یہ قول بطور فال ہے۔ جری له الطائر بكذا من الشر۔ یعنی اس کے لئے پرندہ یہ شر لایا۔

سنن ابی داؤد وغیرہ میں ابی رزین سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ خواب پرندے کے پر کے اوپر ہوتی ہے جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے۔ پھر جب اس کی تعبیر کر دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے راوی کہتا ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا اور اس کو صرف دوست اور عقلمند کے سامنے بیان کرے۔

ابن خلکان کہتے ہیں۔ موسیٰ بن نصیر جو بلاد مغرب کا امیر تھا۔ ولید بن عبد الملک کے پاس وفد لایا اس نے مغرب کو بحر محیط سے

طلیطلہ تک جو کہ بنات العنش کے نیچے ہے فتح کر لیا تھا۔ تو اس کو فتح کی خبر دی۔ اور اس کے پاس سلیمان علیہ السلام کا ایک دسترخوان لایا جو اس کو طلیطلہ میں ملا تھا۔ وہ سونے اور چاندی سے جڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اس پر ایک موتیوں کا ہار اور ایک یاقوت کا ایک زمرہ کا موتی تھا۔ جس کو اس نے ایک طاقتور نچر پر لاد اٹھا۔ نچر تھوڑی دیر ہی چلی کہ دسترخوان کے بھاری ہونے کی وجہ سے اس کے پاؤں تھک گئے۔ اور اس کے ساتھ یونان کے بادشاہوں کے تاج بھی لایا۔ جن میں موتی جڑے ہوئے تھے۔ تیس ہزار غلام بھی لایا۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ اہل یونان اس وقت حکیم تھے اور اسکندر یہ بننے سے پہلے وہ مشرق میں رہتے تھے۔ جب فارس والے غالب آگئے اور اہل یونان کو ان کے رہنے والے علاقوں سے نکال دیا تو وہ جزیرہ اندلس کی طرف منتقل ہو گئے کیونکہ وہ آبادی کے آخر میں تھا۔ اس کا کسی کو پتہ بھی نہیں تھا۔ اور معتبر بادشاہوں میں سے کسی نے وہاں بادشاہی نہیں کی۔ بلکہ وہ آبادی نہیں تھا۔ سب سے پہلے جس نے اسے آباد کیا اور اس کا نقشہ بنایا وہ اندلس بن یافت بن نوح تھا تو اس کے نام سے اس کا نام رکھا گیا جب یہ زمین طوفان نوح کے بعد آباد ہوئی۔ اس آبادی کا نقشہ پرندے کی شکل پر تھا جس کا سر مشرق میں اور دم مغرب میں اور دو پر شمال اور جنوب میں تھے اور ان کے درمیان میں ان کا پیٹ تھا۔

مغرب کو وہ حقیر سمجھتے تھے کیونکہ پرندے کے خسیس ترین حصہ کی طرف وہ جزء منسوب ہے۔ اور یونانی جنگوں کے ذریعے امتوں کے فنا ہونے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس میں ضرر بھی ہے اور علوم سے ہٹ کر مشغولیت بھی ہے۔ حالانکہ اہم امور ان کے نزدیک یہ تھے کہ ان علوم کے ساتھ مشغول ہو جائے۔ اسی لئے وہ فارسیوں سے نکل کر اندلس چلے گئے۔

وہاں اس کو آباد کیا۔ نہریں کھدوائیں۔ باڑے بنوائے۔ باغ اور انگور لگائے اور کھیتی اور نسل سے اس جگہ کو بھر دیا۔ وہ جگہ بڑی عظیم اور عمدہ بن گئی۔ یہاں تک کہ جب اس کی رونق دیکھی تو کہنے والے نے یوں کہا۔ کہ وہ پرندہ جس پر اس آبادی کی شکل ہے کہ مغرب میں اس کا دم ہے۔ وہ جانور مور ہے۔ کیونکہ مور کی سب سے زیادہ خوبصورتی اس کی دم میں ہوتی ہے۔ جب یونانیوں نے اندلس کی تعمیر کو مکمل کر لیا تو اپنی سلطنت کا دار الحکومت طلیطلہ کے شہر کو مقرر کیا۔ کیونکہ وہ تمام شہروں کے وسط میں تھا۔ کہتے ہیں آسمان سے تین اعضاء میں حکمت اتری ہے۔ (۱) یونان کے دماغوں پر (۲) چینوں کے ہاتھوں پر (۳) اور عربوں کی زبانوں پر۔

جمال الدین یافعی کفایت المعتقد میں لکھا ہے کہ عمر بن فارض اپنے ابتدائی ایام میں دیار مصر کے مدرسہ میں گیا تو وہاں اس نے ایک بوڑھا سبزی فروش دیکھا جو ایک کنوئیں سے بلا ترتیب وضو کر رہا تھا۔ تو اس سے کہا اے بوڑھے تو اتنا بوڑھا ہو گیا ہے پھر بھی اچھی طرح وضو نہیں کرنا آتا۔ اس نے کہا اے عمر تم سے مصر فتح نہیں ہوگا۔ تو وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگے اے سید کون سے مقامات ہم سے فتح ہوں گے۔ تو اس نے کہا مکہ کی طرف۔ عمر نے کہا مکہ کس طرف ہے۔ بوڑھے نے مکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس طرف۔ پھر اس بوڑھے نے اسی وقت اس کو وہاں جانے کا حکم دے دیا۔ تو وہ وہاں بارہ سال رہا یہاں تک کہ علاقہ فتح ہو گیا۔ اپنا مشہور دیوان بھی وہیں ترتیب دیا۔ کچھ عرصے بعد مذکورہ شیخ سے عمر نے یہ بات سنی۔ میری موت کے وقت ضرور آنا وہ اس کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ یہ دینار لو اور میری تجہیز و تکفین کرنا۔ پھر مجھے اٹھا کر اس مقام پر رکھ دینا پھر اس نے قرافہ کی ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ (یہ وہی جگہ ہے جہاں ابن الفارض دفن ہوئے تھے۔) پھر انتظار کرنا کیا معاملہ ہوتا ہے۔

میں اس کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ میں تجہیز و تکفین سے فارغ ہوا اور اس کو اٹھا کر وہاں رکھ دیا اور میں وہاں ٹھہرا رہا۔ اچانک ہوا سے ایک آدمی اترتا تو ہم دونوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر ہم ٹھہرے اور اس کے معاملے کا انتظار کرنے لگے۔ تو اچانک فضا سبز پرندوں سے بھر گئی۔ اور ایک بڑا پرندہ آیا جو اس کو نگل کر اڑ گیا۔ تو میں نے اس سے تعجب کیا۔ تو مجھے اس شخص نے کہا اس بات سے تعجب نہ کر کیونکہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ جو جنت میں کھاتی پیتی ہیں پھر عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں۔

ہمارے شیخ نے کہا کہ یہ لوگ تلوار کے شہداء ہوتے ہیں اور تصوف کے شہداء کے جسم میں بھی روحیں ہوتی ہیں۔

محبت کے مقام پر میں نے اپنی کتاب جو ہر الفرید کی آٹھویں جلد کے آخر میں پانچ کاپیوں میں کلام کیا ہے۔ وہاں دیکھ لو۔  
فروعاً منشورات: ایک فرع یہ ہے کہ اگر کوئی انسان کسی پرندے یا شکار کا مالک ہو جائے۔ پھر اپنے ہاتھ سے آزاد کر دینا چاہے تو اس میں دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس کا ملک اس چیز سے ختم ہو جائے گا تو یہ جائز ہے۔ جیسے کوئی آدمی غلام آزاد کرتا ہے۔ اسی بات کو ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اس کو شیخ ابواسحاق اور قتال قاضی ابوطیب نے پسند کیا ہے۔ اور یہی بات روضہ اور شرح میں زیادہ صحیح کہی گئی ہے۔

اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی نافرمانی کی جائے گی اور یہ چیز اس کی ملکیت سے نہیں نکلے گی اور یہ چیز جاہلیت کے سوائے کی طرح ہے۔ جیسا کہ باب الصاد مہملہ میں گزر چکا ہے۔ اگر وہ دابہ کو چھوڑے تو جائز نہیں اور اس پر قیاس کرتے ہوئے یہ بھی ناجائز ہے۔

قتال نے کہا عوام اس کو آزادی کہتے ہیں اور اس کو ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے۔ اور اس سے احتراز ضروری ہے۔ کیونکہ جس پرندے کو چھوڑ دیا جائے وہ شکار کے لئے مباح پرندوں کے ساتھ مل جاتا ہے۔ پھر پکڑنے والا اس کو اس گمان سے پکڑ لیتا ہے کہ وہ اس کا مالک بن گیا ہے حالانکہ وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ تو یہ اپنے مسلمان بھائی کو حرام اور ممنوعات میں ڈالنے کا ایک سبب بن جائے گا۔

صاحب الايضاح نے ایک تیسری وجہ بھی نکالی ہے کہ اگر اس نے اس آزادی سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا تو ملکیت زائل ہو جائے گی وگرنہ نہیں۔ اور اگر ہم پہلی وجہ کو اپنائیں تو چھوڑ دینے سے یہ چیز مباح ہو جائے گی۔ اگر دوسری وجہ کے قائل بن جائیں جو کہ صحیح ہے تو اس شخص کے لئے شکار کرنا جائز نہیں ہے جو یہ جانتا ہو اس کا کوئی مالک بھی ہے اور ملکیت کا پتہ اس طرح چلے گا کہ اس کے ناک میں نتھ ہو۔ یا اس کے پر کاٹے ہوئے ہوں یا کوئی بالی کان میں ہو۔ یا جانچھر ہو۔ یا نام لکھا گیا ہو یا خضاب وغیرہ لگایا گیا ہے اگر مملوک ہونے میں شک ہو تو اصل چیز حلت ہی ہے۔

اگر آزاد کرنے والا یہ الفاظ بولے کہ میں اس کو ہر اس شخص کے لئے مباح کرتا ہوں جو اس کو شکار کرنا چاہے اور پکڑے۔ تو اس کا شکار جائز ہوگا۔ اگر تیسری وجہ کے قائل ہو جائیں۔ تو اس کے شکار کے حلال ہونے میں دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ یہ اباحت کے حکم کی طرف لوٹ کر آ گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا شکار اس لئے منع کیا گیا تھا کہ یہ جاہلیت کے سوائے سے مشابہ تھا۔ اور یہی بات روضہ میں صحیح کہی گئی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حلال نہیں ہوگا۔ جیسے غلام کو آزاد کیا جائے تو

اس کو دوبارہ غلام نہیں بنایا جاسکتا اور چاہیے کہ یہ وجہ اس صورت میں خاص ہو جائے جبکہ مسلمان اس کو آزاد کرے کیونکہ اگر کافر نے آزاد کیا تو اس کو قطعی طور پر شکار کرنا درست ہے۔ کیونکہ کافر کا عتق درست نہیں ہوتا اور اس کے آزاد کردہ کو غلام بنایا جاسکتا ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ امام رافعیؒ نے آزاد کرنے سے روکنے کا مطلق قول ذکر کیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس سے چند صورتوں کو مستثنیٰ کیا جائے۔ ایک یہ کہ پرندہ دوڑنے کا عادی ہو تو اس کو مسابقت میں چھوڑنا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ پرندے کے بچے ہوں اور اس کو قید کرنے سے ان کا مرنے کا خوف ہو۔ تو وہاں قطعی طور پر آزاد کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بچے بھی محترم حیوان ہیں۔ ان کی روح کو بچانا بھی ضروری ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ وہ حاملہ عورت جس پر قصاص ضروری ہو چکا ہے اس کو موخر کرنا اور بچے کو دودھ پلانے کے لئے ڈھیل دینا ضروری ہے۔

ابو محمد جوینی نے جزا کہا ہے کہ ماکول اللحم جانور کو جو کہ غیر ماکول کے ساتھ حاملہ ہو ذبح کرنا درست نہیں۔ اس کی علت یہ بیان کی ہے کیونکہ اس کے ذبح کرنے سے اس چیز کا قتل لازم آتا ہے جس کا ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور وہ حمل ہے۔

اور نبی ﷺ نے ایک ہرنی کو آزاد کر دیا کہ جس نے شکایت کی تھی کہ جنگل میں اس کے دو بچے ہیں تو نبی ﷺ کے آزاد کرنے میں وجوب کی دلیل ہے۔ کیونکہ جو چیز ممنوع ہو اور منسوخ بھی نہ ہو پھر اس میں سے بعض اقوال میں جائز ہو جانا یہ جواز اس کے وجوب کی دلیل ہے۔ جیسے ختنہ کرتے وقت ستر کی طرف دیکھنا فرض ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آزاد کرنا ممنوع اس لئے تھا کہ وہ سائبہ سے مشابہ تھا۔ پھر بعض احوال نے اسے جائز کر دیا تو یہ واجب ہو گیا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جب شکاری کے پاس کوئی حیوان یا پرندہ ہو لیکن ذبح کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی ایسی جو وہ اس کو کھلا سکے تو اس کو اس حالت میں چھوڑنا واجب ہے تاکہ وہ اپنے رزق کو تلاش کر سکے چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب وہ احرام کا ارادہ کرے تو اس کو اس صورت میں چھوڑنا جائز ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں پرندہ عمل کی علامت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ اور ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کی گردن میں لٹکا دیئے۔ اور کبھی کبھی پرندہ مجہول ڈرانے اور وعظ و نصیحت پر دلالت کرتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ ءَإِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ﴾ یعنی انہوں نے کہا تمہارا نصیب تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اگر تمہیں نصیحت کی گئی ہے بلکہ تم زیادتی والے لوگ ہو۔ جس نے خواب میں اپنے پرندے کو خوبصورت کیا تو اس کے عمل اچھے ہوں گے اور اس کے پاس قاصد حریت کا پیغام لے کر آئے گا اور جس نے اپنے ساتھ وحشت زدہ اور بد صورت پرندے کو دیکھا تو اس کے عمل برے ہوں گے یا اس کے پاس قاصد شر کا پیغام لے آئے گا۔ پرندے کا گھونسلہ بیوی پر دلالت کرتا ہے۔ یا اس حد کی دلالت کرتا ہے جس کے پاس عارف کھڑا ہو۔ حاملہ عورت اگر پرندے کا گھونسلہ دیکھے تو یہ اس کی ولادت کی علامت ہے وہ گھونسلہ جو درخت میں ہونا چاہیے جب وہ کسی دیوار غار یا پہاڑ کے اوپر ہو تو اس کو وکر کہتے ہیں اور عیش نہیں کہتے۔ اور وکر زانیوں کے گھروں پر دلیل ہے۔ یا تکلف سے عابد بننے والے لوگوں کی مسجدوں پر اور ڈاکوؤں پر دلالت کرتا ہے۔ پرندوں کے انڈے بیویوں اور لونڈیوں کی اولاد پر دلالت کرتے ہیں اور کبھی کبھی قبروں پر دلالت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی انڈا

نیزوں کی سفیدی یا خود پردلالت کرتا ہے۔ اور اہل و عیال رشتہ دار اور احباب کے اجتماع پردلالت کرتے ہیں۔ پروں کی تعبیر مال سے دی جاتی ہے اور کبھی کبھی سامان خریدنے پردلالت کرتے ہیں کبھی کبھی جاہ پردلالت کرتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے فلاں طائر بجناح غیرہ۔ ”یعنی فلاں آدمی دوسروں کے پروں سے اڑ رہا ہے“۔ کبھی کبھی کھیتی سے پودے اگنے پردلالت کرتے ہیں۔ پرندوں کا پنچہ لڑنے والوں کے لئے نصرت ہے جیسا کہ وہ پرندوں کے لئے ڈھال ہوتا ہے۔ جو شخص خواب میں چونچ کا مالک بنے تو اس کو لمبی چوڑی وجاہت ملے گی۔ ان پرندوں کی بیٹ جو کھائے جاتے ہیں مال حلال اور جو نہیں کھائے جاتے وہ مال حرام ہے۔ اور زرق (پنچہ سے کچھ اوپر کی سفیدی) لباس ہے کیونکہ یہ کپڑے کے مشابہ ہے کبھی کبھی حملہ کرنے والے پرندے جیسا کہ عقاب ہے۔ بادشاہوں اور سرداروں سے علیحدگی پردلالت کرتے ہیں۔ یہ اقوال جو ہم نے پرندوں کے متعلق ذکر کئے ہیں بہت واضح ہیں اور کچھ آئندہ بھی ذکر ہوں گے انہیں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ اپنی فہم و بصیرت سے قیاس کریں ان شاء اللہ تعالیٰ تعبیر کو پہنچ جائیں گے۔

فائدہ: ابن بشکوال نے اپنی سند کے ساتھ محمد عطار سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک ہمسایہ تھا جس کو جیل کی سزا ہو گئی وہ جیل میں بیس سال تک قید رہا اور وہ اپنے گھر والوں کو دیکھنے سے مایوس ہو گیا وہ ہمسایہ کہتا ہے کہ ایک رات میں اپنے بچوں کے بارے میں سوچنے لگا جن کو میں پیچھے چھوڑ آیا اور رونے لگا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پرندہ جیل کی دیوار پر آ بیٹھا اور یہ دعا کرنے لگا وہ کہتا ہے کہ میں نے اس پرندے سے وہ دعا سیکھ لی پھر میں نے اس دعا کے ذریعے مسلسل تین راتوں تک اللہ سے دعا کی۔ پھر میں سو گیا پھر جب میں جاگا تو اپنے شہر میں اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ پھر میں چھت سے نیچے اپنے گھر والوں کے پاس اترا تو وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے مگر جب پہلے پہل انہوں نے مجھ کو دیکھا تو ڈر گئے کیونکہ میری شکل و صورت بدل چکی تھی پھر میں نے اسی سال حج کیا تو جب میں طواف کر رہا تھا اور اس دعا کو پڑھ رہا تھا تو اچانک ایک بوڑھے نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور مجھ سے کہا تو نے یہ دعا کہاں سے سیکھی ہے کیونکہ یہ دعا تو صرف روم کا ایک پرندہ ہی مانگتا ہے جو ہوا میں معلق ہوتا ہے پھر میں نے اس کو اپنا قصہ اور سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں ملک روم میں قید تھا اور میں نے یہ دعا اس پرندے سے سیکھی تو وہ بزرگ کہنے لگے تو نے سچ کہا۔ میں نے اس بزرگ سے نام پوچھا تو وہ کہنے لگے میرا نام خضر ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُونُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُونُ وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلَا الدُّهُورُ يَعْلَمُ مَشَاقِبَ الْجِبَالِ وَمَكَايِلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا يَظْلِمُ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَيَشْرِقُ عَلَيْهِ النَّهَارُ وَلَا تُوَارِي مِنْهُ سَمَاءُ سَمَاءٍ وَلَا أَرْضُ أَرْضًا وَلَا جَبَلٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي وَغْرِهِ وَسَهْلِهِ وَلَا بَحْرٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي قَعْرِهِ وَسَاحِلِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ خَيْرَ عَمَلِي آخِرَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ الْقَاكَ فِيهِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ مَنْ عَادَانِي فَعَادِهِ وَمَنْ كَادَانِي فِكَادُهُ وَمَنْ بَغَى عَلَيَّ بِهَلَاكَةٍ فَأَهْلِكَهُ وَمَنْ أَرَادَنِي بِسُوءٍ فَخُذْهُ وَأَطْفِئْ عَنِّي نَارَ مَنْ أَشَبَّ لِي نَارَهُ وَاكْفِنِي هَمَّ مَنْ أَدْخَلَ عَلَيَّ هَمَّهُ وَأَدْخِلْنِي فِي دُرْعِكَ الْحَصِينَةِ وَاسْتُرْنِي بِسُتْرِكَ الْوَاقِي يَا مَنْ كَفَانِي كُلَّ شَيْءٍ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَصَدِّقْ قَوْلِي وَ

فِعْلِي بِالتَّحْقِيقِ يَا شَفِيقُ يَا رَفِيقُ فَرِّجْ عَنِّي كُلَّ ضَيْقٍ وَلَا تَحْمِلْنِي مَا لَا أُطِيقُ أَنْتَ إِلَهِي الْحَقُّ  
الْحَقِيقُ. يَا مُشْرِقَ الْبُرْهَانِ يَا قَوِيَّ الْأَرْكَانِ يَا مَنْ رَحْمَتُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَفِي هَذَا الْمَكَانِ يَا مَنْ لَا  
يَخْلُو مِنْهُ مَكَانٌ أَحْرَسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَاكْتَفِنِي فِي كَنْفِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ إِنَّهُ قَدْ تَيَقَّنَ قَلْبِي  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَإِنِّي لَا أَهْلِكُ وَأَنْتَ مَعِيَ يَا رَجَائِي فَارْحَمْنِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ يَا عَظِيمًا يُرْجَى لِكُلِّ  
عَظِيمٍ يَا عَلِيمُ يَا حَلِيمُ أَنْتَ بِحَاجَتِي عَلِيمٌ وَعَلَى خَلَاصِي قَدِيرٌ وَهُوَ عَلَيْكَ يَسِيرٌ فَاْمُنْ عَلَيَّ  
بِقَضَائِهَا يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ وَيَا أَجْوَدَ الْأَجْوَدِينَ وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ارْحَمْنِي  
وَارْحَمْ جَمِيعَ الْمُذْنِبِينَ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا كَمَا  
اسْتَجَبْتَ لَهُمْ بِرَحْمَتِكَ عَجَّلْ عَلَيْنَا بِفَرْجٍ مِّنْ عِنْدِكَ بِجُودِكَ وَكَرَمِكَ وَارْتِفَاعِكَ فِي عُلوِّ  
سَمَائِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ إِنَّكَ عَلَى مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ  
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

اس دعا کے ایک ٹکڑے کو طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ اس سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے  
جو اپنی نماز میں یہ دعا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: يَا مَنْ لَا تَرَاهُ الْعُيُونُ وَلَا تُخَالِطُهُ الظُّنُونُ وَلَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ وَلَا تُغَيِّرُهُ  
الْحَوَادِثُ وَلَا يَخْشَى الدَّوَائِرَ يَعْلَمُ مَثَاقِيلَ الْجِبَالِ وَمَكَايِيلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الْأَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ  
الْأَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ وَلَا تُورِي مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلَا أَرْضٌ أَرْضًا وَلَا  
بَحْرٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي قَعْرِهِ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي وَغْرِهِ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِيمَهُ وَ  
خَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ الْقَاكَ فِيهِ. تو نبی ﷺ نے اس دیہاتی کی طرف ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ جب وہ نماز سے فارغ ہو جائے تو  
اس کو میرے پاس لے کر آنا۔ جب دیہاتی نماز پڑھ چکا تو وہ آدمی اس کو آپ کے پاس لے آیا اس وقت نبی ﷺ کو کسی کان کا  
سونا ہڈیہ پیش کیا گیا تھا۔ جب دیہاتی آیا تو آپ نے اس کو سونا عطا فرمایا اور کہا اے دیہاتی تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے  
کہا میں بنی عامر بن صعصعہ میں سے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سونا تجھے کیوں دیا ہے؟ وہ کہنے لگا اے  
اللہ کے رسول اس رحم (رشتہ) کی وجہ سے جو آپ ﷺ کے اور ہمارے درمیان ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا رشتہ کا بھی ایک حق  
ہوتا ہے لیکن یہ سونا میں نے تجھے اللہ کی بہترین اور عمدہ ثنا خوانی کی وجہ سے دیا ہے۔

## الطبطاب

ایک پرندہ ہے جس کے دو بڑے بڑے کان ہوتے ہیں۔

## الطبوع

چیچڑی کو کہتے ہیں ان شاء اللہ اس کا ذکر باب القاف میں آئے گا۔

## الطرح

چیونٹی کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب النون میں آئے گا۔ بعض دوسرے علماء نے کہا ہے کہ چھوٹی چیونٹیوں کو طرح کہتے ہیں۔

## الطحن

جوہری وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ زختری نے ”ربیع الابرار“ میں کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو گرگٹ کے مشابہ ہوتا ہے۔ بچے اس کو کہتے ہیں ہمارے لئے آٹا پیس تو وہ اپنے آپ کو زمین پر رگڑتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے۔

## الطرسوح

یہ ایک سمندری مچھلی ہے اگر اس کو ہمیشہ کھایا جائے تو آنکھ کے آگے جالا آ جاتا ہے۔

## طرغلودس

اس کو اہل اندلس جانتے ہیں اور اس کو زریس زاء معجمہ مضمومہ۔ راء مہملہ مفتوحہ اور یاء ساکنہ منقوطہ۔ کہتے ہیں رازی ”کتاب الکافی“ میں کہتے ہیں۔ یہ تمام چڑیوں سے چھوٹی چڑیا ہے۔ جس کا رنگ خاکستری سرخ اور پیلا ہوتا ہے۔ اس کے دونوں بازوؤں میں ایک سنہری پر ہوتا ہے۔ اس کی چونچ باریک سی ہوتی ہے۔ اس کی دم میں مسلسل سفید نقطے ہوتے ہیں۔ یہ ہمیشہ سیٹی بجاتی رہتی ہے۔ ان میں سے عمدہ چڑیا موٹی ہوتی ہے۔

یہ حلال ہے۔ اس کی ایک عجیب خاصیت ہے کہ مٹانے کی پتھری کو توڑ دیتی ہے اور آئندہ بننے سے روکتی ہے۔

## الطرف

عمدہ گھوڑا ہے۔ ابوزاہد کہتے ہیں یہ صفت نر کی ہے۔

## الطغام و الطغامہ

یہ گھٹیا پرندوں اور درندوں کو کہتے ہیں۔ نیز لوگوں میں سے بھی گھٹیا لوگوں کو طغام کہتے ہیں۔ اس میں واحد جمع برابر ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الطفل

ہر وحشی کے بچے کو طفل کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر انسانی بچے کو بھی طفل کہتے ہیں اس کی جمع اطفال ہے۔ کبھی کبھی طفل کا لفظ واحد جمع دونوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسے جب۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿أَوِ الْطِفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾



م طفل اس ہرنی کو کہتے ہیں کہ جس کا نیا بچہ پیدا ہوا ہو اور اس کے ساتھ ہو۔ اس طرح اونٹنی بھی ہے۔ اس کی جمع مطافیل آتی ہے۔

ابو ذویب کہتے ہیں:

وان حدیثاً منك لو تبذلينه  
مطافیل ابكار حدیث نتاجها  
حنى النحل فى البان عوذ مطافل  
تشاب بماء مثل ماء المفاصل  
فيا عجباً لمن ربيت طفلاً  
القمة باطراف البنان  
”اس شخص کے لئے تعجب ہے جس کو میں نے بچپن میں پالا۔ اور اپنی انگلیوں کے کناروں سے اس کے منہ میں لقمے ڈالتا رہا۔“

اعلمه الرمایة كل يوم  
فلما اشتد ساعده رمانى  
”میں اس کو روزانہ تیر اندازی سکھاتا رہا جب اس کے بازو مضبوط ہو گئے تو اس نے مجھے ہی تیر مارا۔“  
اعلمه الفتوة كل وقت  
فلما طر شاربه جفانى  
”میں اس کو ہر وقت بہادری کے گر سکھاتا رہا جب اس کی مونچھیں تر ہوئیں تو اس نے مجھ پر ہی زیادتی کی۔“  
وكم علمته نظم القوافى  
فلما قال قافية هجانى  
”میں نے اس کو کتنے ہی قافیے جوڑنے سکھائے۔ جب اس کو قافیہ کہنا آ گیا تو میری ہی ہجو کی۔“

## ذو الطفیتین

یہ ایک خبیث قسم کا سانپ ہے۔ اور طفیہ اصل میں دھنسی ہوئی آنکھ والے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع طفاء ہے۔ اس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی ہیں۔ انہیں دھنسی ہوئی آنکھ سے تشبیہ دی ہے۔ زختری نے کہا کہ طفیہ ایک نرم سا خبیث سانپ ہے پھر یہ شعر کہا۔

وهم يذلونها من بعد عزتها  
كما تذل الطفى من رقية الراقى  
”وہ اس کو عزت کے بعد ذلیل کرتے ہیں۔ جیسے دم کے ذریعے طفی سانپوں کو ذلیل کیا جاتا ہے۔“  
ابن سیدہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے۔

صحیحین وغیرہ میں ابن عمر اور عائشہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمام سانپوں کو مارو خصوصاً ذوالطفیتین اور دم کٹے سانپ کو کیونکہ یہ حاملہ عورتوں کے حملوں کو گرا دیتے ہیں اور نظر کو مٹا دیتے ہیں۔  
شیخ الاسلام نووی نے کہا۔ کہ علماء کہتے ہیں سانپ کی پیٹھ پر جو سفید لکیریں ہوتی ہیں انہیں طفیتین کہتے ہیں اور ابتر چھوٹے دم والے سانپ کو کہتے ہیں۔

نضر بن شمیل کہتے ہیں۔ یہ ان سانپوں کی ایک قسم ہے جو نیلے رنگ کے دم کٹے ہوتے ہیں۔ جب حاملہ عورت ان کو دیکھتی

ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

مسلم نے زہری سے روایت کیا ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ یہ اس کی زہر کا اثر ہے۔ اور نبی ﷺ کے اس فرمان ”یلتمسان البصر“ کی دو تفسیریں ہیں ایک تو یہ ہے کہ دیکھ کر ہی مٹا دیتے ہیں اور اچک لیتے ہیں۔ یہ ایک خاصیت ہے جو اللہ نے ان کی آنکھ میں پیدا کی جبکہ وہ انسان کی نظر میں نظر ڈالے۔ اس کی تاثیر صحیح مسلم کی وہ روایت ہے۔ جس میں یخطفان البصر الفاظ ہیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ دونوں سانپ آنکھ کو ڈستے اور نوچ لیتے ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ سانپوں کی ایک قسم ناظر ہے جب اس کی نگاہ کسی انسان کی آنکھ پر پڑ جائے تو اسی وقت مر جاتا ہے۔

ابوالعباس قرطبی کہتے ہیں کہ ان دو قسموں کے سانپوں کی یہ خاصیت ہونا بعید نہیں ہے۔ ابوالفرج ابن الجوزی نے کشف المشکل لمافی الصحیین میں کہا ہے کہ عراق عجم میں سانپوں کی ایسی قسمیں ہیں جن کو دیکھنے سے ہی آدمی مر جاتا ہے۔ کچھ ایسے ہیں جن کے راستے پر سے گزرنے سے بھی آدمی مر جاتا ہے۔

## الطلح

طاء کے کسرہ سے ہے چیچڑ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر عنقریب لفظ قراد میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

کعب بن زہیر کہتے ہیں۔

وجلدھامن اطوم لا یوسہ  
طلح بضاحیة المتین مہزول

”اس کا چڑا اتنی موٹی کھال کا ہے کہ ان کے لاغر پیٹھوں کے اوپر چیچڑ اثر نہیں کر سکتا۔“

یہ بات نہایت الغریب میں ہے۔

## الطلاء

کھروں والے جانوروں کے بچے کو طلاء کہتے ہیں اس کی جمع اطلاق ہے۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں کیف الطلاء و امہ یہ مثال اس کے لئے بولی جاتی ہے جس کا غم چلا گیا ہو اور زبان میٹھی ہو۔

## الطلی

فتح کے ساتھ ہے چھوٹی بکری کو کہتے ہیں۔ اس کو طلی اس لئے کہتے ہیں جس کی ٹانگیں ڈوری کے ساتھ کیل سے باندھی جاتی ہیں۔ اس کی جمع طلیان ہے۔ جیسے رغیف کی جمع رغفان ہے۔

## الطمروق

طاء کے فتح سے چگاڈروں کو کہتے ہیں۔ یہ ابن سیدہ نے کہا ہے۔ اس کا ذکر خاء معجم میں خفاش کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

## الطمل والظملال اور الاطلس

بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ذب میں گزر چکا ہے۔

### الطنبور

بھڑوں کی قسم ہے جو ڈنگ والی ہوتی ہے۔ یہ لکڑیاں کھا جاتی ہے اس کا ذکر زنبور میں گزر چکا ہے۔ امام نووی شرح المہذب میں کہتے ہیں کہ سوئی والے جانوروں میں ٹڈی شامل نہیں کیونکہ وہ قطعاً حلال ہے۔ اسی طرح قنفذ بھی صحیح مذہب میں حلال ہے۔

### الطورانی

جا حظ نے کہا کہ یہ کبوتریوں کی ایک قسم ہے۔ کبوتر کا ذکر باب الحاء میں گزر چکا ہے۔

### الطوبالة

بھیڑ کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون میں آئے گا۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

### الطول

طاء کے ضمہ اور واؤ کی تشدید سے ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے۔ ابن سیدہ نے یہ بات کہی ہے۔

### الطوطی

امام غزالی نے حکم الکلب کے باب ثانی کے شروع میں کہا ہے کہ طوطے کو کہتے ہیں اس کا ذکر لفظ بغاء باب الباء میں گزر چکا ہے۔

### الطیر

یہ طائر کی جمع ہے جیسے صاحب کی جمع صحب ہوتی ہے۔ طیر کی جمع طیور اور اطیار بھی آتی ہے۔ جیسے فرخ کی جمع فروخ اور افراخ ہے۔

قطرب کہتے ہیں کہ طیر کا لفظ واحد پر بھی بولا جاتا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو فرمایا ﴿فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ﴾ ابن عباس فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک موز ایک گدھ ایک کوا اور ایک مرغ لیا بعض نے کہا انہوں نے کبوتر، کوا، مرغ اور بطخ لی تھی مجاہد عطا اور ابن جریج نے کہا ہے کہ انہوں نے موز مرغ، کبوتر اور کوا لیا تھا۔ بعض نے کہا کہ بطخ سبز تھی اور کوا سیاہ تھا۔ کبوتری سفید تھی اور مرغ سرخ تھا۔ بعض نے کہا کہ چار میں حصر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ طبعیتیں چار قسم کی ہوتی ہیں ان میں سے ہر پرندے میں ایک طبع غالب ہے۔ تو اللہ نے ان سب کے قتل کر دینے اور گوشت ایک دوسرے کے ساتھ ملادینے اور پر اور خون بھی ملادینے کا حکم دیا۔ پھر ان کے اجزاء پہاڑیوں

کی چوٹیوں پر الگ الگ رکھنے کے بعد ان کو بلایا بعض نے کہا کہ ان کے سروں کو اپنے پاس محفوظ رکھا تو ان کے اجزاء اپنے سروں کی طرف دوڑتے ہوئے آگئے۔ پھر اللہ نے جس طرح چاہا اپنی طاقت سے ان کو زندہ کیا۔ اس میں ابدی حیات نفس کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ شہوات اور مزین چیزوں کے مارنے سے ملتی ہے جو کہ طاؤس کی صفات ہیں اسی طرح مرغ کی صفت حملہ کرنے کو بھی چھوڑنا ہوگا۔ اسی طرح آرزوں کے بعد خاست نفس کو بھی مارنا ہوگا جو کہ کوئے کی صفت ہے۔ اسی طرح خواہشات کی طرف دوڑنا بھی چھوڑنا ہوگا جو کہ کبوتر کی صفت ہے۔

پرندوں کو اس لئے مخصوص کیا کہ وہ انسان کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اور ان میں تمام حیوانی صفات موجود ہوتی ہیں۔ ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانور اکٹھے کئے اسی طرح دونوں پسند سمجھے جانے والے مور اور کوئے کو اور دو پسند کئے جانے والے مرغ اور کبوتر کو اکٹھا کیا۔ نیز حمام اور غراب اور آہستہ چلنے والے مرغ اور طاؤس کو اکٹھے کیا۔ اسی طرح جن کا مذکر مونث تمیز کیا جاسکے جیسے مور اور مرغ کو اور جس کا مذکر اور مونث تمیز نہ کیا جاسکے جیسے کبوتر اور کو اور ابن الساعاتی نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں۔

والطل في سلك الغصون كلولو رطب يصفحه النسيم فيسقط

”ٹہنیوں کی لڑیوں میں شبنم موتیوں کی طرح ہے کہ جن سے صبح کی ہوا مصافحہ کرتی ہے تو وہ گر پڑتے ہیں۔“

والطير يقرأ والغدير صحيفة والريح يكتب والغمام ينقط

”پرندے پڑھتے ہیں اور حوض ایک صحیفہ ہے اور ہوا لکھتی ہے اور بادل نقطے برساتے ہیں۔“

یہ تقسیم بڑی عمدہ ہے۔ جو پرندے ہر سال مصر کی سرزمین کے پہاڑوں کی طرف آتے ہیں ان کو بوقیر کہتے ہیں۔ اس کا ذکر

باب الباء میں پہلے گزر چکا ہے۔

فائدہ اولیٰ: شافعی نے ام کرز سے بیان کیا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ فرما رہے تھے۔ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو۔ ایک روایت میں وکنا تھا اور دوسری میں مکنا تھا کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث کے بعض الفاظ ہیں جس کو حاکم اصحاب سنن ابن حبان اور احمد نے روایت کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ سفیان نے شافعی کی طرف دیکھا اور کہا اے ابو عبد اللہ اس کا کیا معنی ہے تو امام شافعی نے کہا عربوں کا علم پرندوں کے ڈانٹنے کا تھا۔ یعنی جب آدمی سفر پر جانے کے لئے گھر سے نکلتا اور اس کا گزر ان پرندوں کے پاس سے ہوتا جو گھونسلوں میں ہوتے تو وہ ان کو اڑاتا اور ڈانٹتا۔ جب وہ دائیں طرف نکلتے تو وہ اپنی ضرورت کو چلا جاتا اور اگر بائیں جانب نکلتے تو واپس آ جاتا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دو۔

ابن عیینہ سے جب اس کی تفسیر پوچھی جاتی تو وہ وہی تفسیر بتاتے جو امام شافعی نے بتائی ہے۔

احمد بن مہاجر کہتے ہیں میں نے اصمعی سے اس کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے بھی وہی تفسیر بتائی جو امام شافعی نے بیان فرمائی تھی۔ اس نے کہا میں نے وکیع سے پوچھا تو اس نے کہا ہمارے نزدیک رات کا شکار ہے تو میں نے اس کے سامنے شافعی کا قول ذکر کیا تو اس نے اس کو اچھا سمجھا اور کہنے لگا میں نے تو اس کو رات کا شکار ہی خیال کیا تھا۔

بیہقی نے اپنی سنن میں کہا ہے کہ ایک آدمی نے یونس بن عبد الاعلیٰ سے اس حدیث کا معنی پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ حق

کو دوست رکھتا ہے۔ شافعی نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے پھر گزشتہ تفسیر ذکر کی۔ شافعی وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے یہ معانی نوح کے ہیں۔ یعنی کپڑے کی طرح بنے ہیں ابن قتیبہ نے کہا رقیق اور نفیس کپڑے کے طریقے پر دوسرا کپڑا نہیں بنا جاتا اگر نفیس نہ ہو تو اس طریقے سے بہت سے کپڑے بنے جاتے ہیں۔ اس لئے ہر اچھے آدمی کے لئے نوح وحدہ کا لفظ عاریۃ لئے گئے۔

صیدلانی نے شرح المختصر میں کہا ہے کہ امکانہ رہنے اور سکون کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اس حدیث کے معنی میں بہت سے اقوال ہیں ایک یہ کہ رات کو شکار نہ کیا جائے۔ دوسری امام شافعی والی تفسیر ہے۔ تیسری تفسیر ابوالقاسم بن سلام نے کی ہے کہ ان کو اپنے انڈوں پر بیٹھا رہنے دو جن کو وہ سی رہی ہے۔ مکن اصل میں گوہ کے انڈے کو کہتے ہیں صیدلانی نے کہا کہ لازم ہے کہ اس کا مفرد ممکنہ ہو جیسے تمرۃ اور تمرات۔

الفائدہ الاخری: الطیرۃ طاء کے کسرہ اور یاء کے فتح کے ساتھ ہے۔ یہ نحوست کے تحت ہوتا ہے یعنی بدشگونی لینا۔ جیسے اللہ نے قرآن میں فرمایا: ﴿وَأَنْ تُصْبَهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ إِلَّا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ﴾ یعنی ان کی نحوست اللہ کی طرف سے ہے اور اسی نے اس بارے میں فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کو ان کے مقدر میں کر دیا ہے۔

کہا جاتا ہے تطیر طیرۃ تخیر خیرۃ ان کے علاوہ اس وزن پر کوئی مصدر نہیں آتا۔ یہ چیز ان کو ان کے مقاصد سے روکتی تھی اس لئے شریعت نے اس کی نفی کر دی اور اس کو باطل قرار دے دیا اور نبی ﷺ نے فرمایا۔

ولا طیرۃ و خیرھا الفأل۔ یعنی طیرہ کچھ شے نہیں اور بہتر چیز نیک فال ہے۔ صحابہ نے کہا فال کیا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نیک کلمہ جو تم میں سے کوئی سنے۔ ایک روایت میں ہے مجھے فال اچھی لگتی ہے اور محبوب وہ فال ہے جو اچھا ہو۔ وہ دائیں اور بائیں طرف جانے والے پرندوں سے بدشگونی پکڑتے تھے۔ اور وہ ہر نیوں اور پرندوں کو بھگاتے تھے اگر دائیں جانب وہ بھاگ جاتے تو اس کو بابرکت سمجھتے اور اپنے سفروں اور ضرورتوں کے لئے نکل جاتے۔ اگر وہ بائیں طرف بھاگ جاتے تو یہ واپس آ جاتے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ بدشگونی شرک ہے۔ یعنی اس چیز کے نفع اور نقصان کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ انہوں نے طیرہ کو طیر سے اس لئے مشتق کیا کہ اس طرح ان کے اعتقاد کے مطابق بلا جلدی پہنچتی ہے۔ جیسے پرندہ اڑنے میں جلدی کرتا ہے۔

فأل مہوز ہے اس میں ہمزہ کو ترک کرنا بھی جائز ہے۔ نبی ﷺ نے نیک کلمے کے ساتھ اس کی تفسیر کی ہے۔ اور عام طور پر یہ ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اچھی لگیں۔ اور کبھی کبھی ان میں بھی ہوتا ہے۔ جو بری لگیں لیکن وہ کم ہوتا ہے۔ مگر طیرہ صرف ان چیزوں میں ہوتا ہے جو بری لگیں۔

علماء نے کہا کہ آپ نے فال کو اس لئے پسند کیا کہ جب آدمی اللہ کے فضل کی امید رکھتا ہے تو وہ خیر پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر اللہ سے ناامید ہو جائے تو برائی پر ہو جاتا ہے۔ اور طیرہ میں بدگمانی ہے اور آزمائش کی توقع ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی بدفالی حسد اور بدگمانی سے نہیں بچ سکتا۔ ہم کیا کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

جب کہ بدفالی پکڑے تو پھر بھی تو اس کام کو جاری رکھ اور جب تو حسد کرے تو اس میں بغاوت نہ کر۔ اور جب بدگمانی کرے

تو اس میں حقیقت تلاش نہ کر اس کو طبرانی نے اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔ اور عنقریب طیرہ پر کلام باب اللام اللقم پر آئے گا۔

مفتاح دار السعادة میں ہے کہ بدشگونی صرف اس کو نقصان دیتی ہے جو اس سے ڈرے اور جو اس کی پرواہ نہ کرتا ہو اس کو کوئی نقصان نہیں۔ خاص طور پر بدفالی والی چیز کو دیکھ کر یوں کہہ دے اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلَهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ لَا يَاتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ اور جو شخص اس کی پرواہ کرے تو وہ اس کی طرف اتنی تیزی سے آتی ہے جیسے سیلاب نخلی جگہ کی طرف آتا ہے۔ اور جس چیز کو بھی وہ دیکھتا یا سنتا ہے اس میں اس کے لئے دوسو سے ہی دوسو ہوتے ہیں۔ اور شیطان اس کے لئے دو روز دیک کے مواقع کھول دیتا ہے کہ جن سے اس کا دین خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی معشیت تباہ ہو جاتا ہے۔

ابن عبدالحکم نے کہا کہ جب عمر بن عبدالعزیز مدینے سے نکلے تو نخم کے ایک آدمی نے کہا میں نے دیکھا کہ چاند برج ثور میں ہے تو میں نے ناپسند کیا کہ میں اس کو یہ بات بتاؤں تو میں نے یوں کہا دیکھتے نہیں کہ چاند آج کتنا برابر ہے۔ تو عمر نے دیکھا تو وہ چاند برج ثور میں تھا۔ تو کہا کہ تم مجھے یہ بتانا چاہتے ہو کہ چاند برج ثور میں ہے اور یہ کہ ہم چاند اور سورج میں نہ نکلیں لیکن ہم اللہ واحد قہار کی مدد سے نکلتے ہیں۔ ابن خلکان نے کہا کہ قبیح ترین واقعہ جو ابو نواس کو پیش آیا۔ وہ یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ برکی نے ایک مکان بنایا جس میں اپنی ساری کوشش صرف کر دی جب وہ مکمل ہو گیا تو وہ اس میں منتقل ہو گیا۔ تو اس میں ابو نواس نے اس بارے میں ایک قصیدہ بنایا کہ جس کے شروع میں اس کی مدح کی۔

عليك وانسى لم اخنك ودادي

اربع البلى ان الخشود لبادي

”تم پر بوسیدگی آنے والی ہے اور تم پر زوال آنے والا ہے اور میں تم سے دوستی میں خیانت نہیں کرتا۔“

بنی برمک من رائجین وغادی

سلام علی الدنيا اذا ما فقدتم

”جب تم بنی برمک کو شام یا صبح کے وقت گم پاؤ تو ساری دنیا پر سلام ہو۔“

اس سے بنو برمک نے فال بد پکڑی اور کہا کہ اے ابو نواس تو نے تو ہماری موت کی خبر دی ہے۔ تو تھوڑے ہی عرصے بعد رشید نے انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیا اور وہ بدفالی صحیح ثابت ہو گئی۔

طبری، خطیب بغدادی اور ابن خلکان وغیرہ نے کہا کہ جعفر بن یحییٰ برکی نے جب اپنا محل بنایا اور اس کی بنیاد مکمل ہو گئی اور اس کی خوبصورتی پوری ہو گئی تو اس نے اس میں منتقل ہونے کا عزم کیا تو انتقال کا وقت پسند کرنے کے لئے اس نے نجومیوں کو جمع کیا تو انہوں نے اس کے لئے رات کا وقت پسند کیا تو وہ اس وقت میں نکلا جب کہ راستے بالکل خالی تھے۔ اور لوگ سارے پرسکون تھے تو اس نے ایک آدمی کو کھڑا دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا:

ورب النجم يعمل ما يشاء

تدبر بالنجوم ولست تدري

”ستاروں پر غور فکر کر اور تو نہیں جانتا کہ ستاروں کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

تو اس نے اس کے ساتھ بری فال پکڑی اور وہاں کھڑا ہو گیا اور اس آدمی سے کہا کہ جو تو نے کہا ہے اسے دوبارہ کہہ اس نے

اس شعر کو دہرایا۔ تو اس نے کہا تیرا مقصد کیا تھا۔ اس نے کہا میرا کوئی مقصد نہیں تھا بلکہ میرے دل میں یہ بات آئی تو میں نے ویسے ہی کہہ دی تو اس کو ایک دینار دینے کا حکم دیا اور آگے چل نکلا۔ لیکن اس کی خوشی گھٹ کر رہ گئی اور اس کی عیش گدلی ہو گئی تو تھوڑے ہی عرصے بعد رشید نے ان کو مصیبت میں ڈال دیا اور اس کے قتل کا ذکر باب العین لفظ عقاب میں آئے گا۔

ابن عبدالبر کی تمہید میں ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کو بدفالی اپنی ضرورت سے ہٹا دے تو وہ مشرک ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا کفارہ کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کفارہ یہ ہے کہ وہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرًا اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرًا اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلَهَ غَيْرُكَ۔ اور اپنے کام کو جاری رکھے۔

اہم تنبیہ: قرآن سے فال پکڑنے کی حرمت کو جزما بیان کیا ہے اور قرآنی نے علامہ امام ابو الولید طرطوشی سے اس کو نقل کیا اور اس کو برقرار رکھا ہے اور حنبلیوں سے ابن بطہ نے اس کو مباح کہا ہے اور ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ یہ مکروہ ہو۔

ماوردی نے اپنی کتاب ادب الدین والدنیا میں حکایت بیان کی ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے ایک قرآن مجید سے فال نکالی تو اللہ تعالیٰ کی یہ آیت اس کے سامنے آئی ﴿وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾ تو اس نے قرآن مجید پھاڑ ڈالا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

اَتُوْعَدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ      فَاِنَّا اِذَاكَ جَبَّارٍ عَنِيدٍ

”کیا تم ہر جابر اور سرکش کو ڈراتے ہو تو میں ہی وہ جابر و سرکش ہوں۔“

اِذَا مَا جِئْتَ رَبِّكَ يَوْمَ حَشْرٍ      فَقُلْ يَا رَبِّ مَزْقَنِي الْوَلِيدِ

”جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس آئے تو کہہ دینا اے رب مجھے ولید نے پھاڑ ڈالا ہے۔“

اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد ہی وہ بری طرح قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو محل کے اوپر لٹکا دیا گیا پھر وہاں سے اتار کر شہر کی دیوار کے اوپر لٹکا دیا گیا جیسا باب الہمزہ لفظ اوز میں ذکر ہو چکا ہے۔

فائدہ آخری: ترمذی ابن ماجہ اور حاکم نے عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جس طرح وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں اس حدیث میں بیکار بیٹھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں یہ دلیل ہے کہ رزق تلاش کرنا چاہیے اور اس کا مقصد یہی ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ اگر تم اللہ پر اپنے جانے واپس آنے اور پھرنے میں توکل کرو اور یہ ذہن میں رکھو کہ بھلائی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جو اس پر توکل کرتے ہیں تو وہ صبح سالم اور غنیمتیں لے کر لوٹتے ہیں جیسے پرندے صبح کو خالی پیٹ نکلتے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ لیکن جو اپنی قوت اور کسب پر اعتماد کرتے ہیں تو وہ توکل کے خلاف کرتے ہیں۔

احیاء العلوم کتاب احکام الکسب کے اوائل لکھا ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو اپنے گھریا مسجد میں بیٹھا رہے اور یہ کہے کہ میں کوئی کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آجائے تو امام احمد نے فرمایا یہ آدمی علم سے کورا ہے کیا اس نے نبی ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا رزق نیزے

کے سائے تلے رکھا ہے اور آپ ﷺ کی وہ بات نہیں سنی جس میں آپ نے پرندوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ وہ صبح کو خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں اور نبی ﷺ کے صحابہ خشکی اور سمندر میں تجارت کرتے تھے اور اپنے نخلستانوں میں کام کرتے تھے اور پیروی انہیں کی کرنا چاہیے۔

مسئلہ: کسی نے اگر متوکلمین کے لیے وصیت کی تو ابن عباس کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ وصیت کاشتکاروں کی طرف پھیری جائے گی کیونکہ وہ زمین میں بیج ڈالتے ہیں اور اہل چلاتے ہیں۔ اس لئے وہ ہی اللہ پر توکل کرنے والے ہیں اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس کو بیہقی نے شعب میں اور عسکری نے امثال میں ذکر کیا کہ عمر بن خطاب اہل یمن کے کچھ لوگوں سے ملے تو ان سے پوچھا تم کون ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم متوکلمون ہیں آپ نے فرمایا تم جھوٹے ہو متوکلم تو وہ آدمی ہوتا ہے جو بیج کو زمین میں ڈالتا ہے اور رب الارباب پر توکل کرتا ہے۔

بیت المقدس کے بعض فقہاء کا قدیم فتویٰ یہی ہے۔ امام رافعی اور نووی نے بعض پیشہ ور لوگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کو بیان کیا ہے اور زراعت کی فضیلت سے انہوں نے یہ دلیل لی کہ یہ توکل کے زیادہ قریب ہے۔

شعب میں عمرو بن بن امیہ الضمری سے بھی روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں اپنی اونٹنی کو چھوڑ کر اللہ پر توکل کروں تو آپ نے فرمایا تو اس کو باندھ پھر توکل کر۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون کے شروع میں آئے گا۔

حلیسی کہتے ہیں کہ جو شخص زمین میں بیج ڈالے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اعوذ باللہ کے بعد یہ آیت پڑھے: اَقْرَأْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ؕ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ اِنَّا لَمُغْرَمُونَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ۔ پھر یہ کہے بَلِ اللّٰهُ الزَّارِعُ وَالْمُنْبِتُ وَالْمُبْلِغُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْزُقْنَا ثَمْرَةً وَجَنِّبْنَا ضَرَرَةً وَاجْعَلْنَا لَا نُعِمَكَ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ۔

ابو ثور کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو پاک قرار دے کر اور ان کی قدر و منزلت کو بلند کر کے فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ اور اس زندہ ذات پر توکل کریں جو کبھی بھی مرے گی نہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ لوگ توکل کرنے میں مختلف درجات میں ہیں کچھ اپنے آپ پر یا اپنے مال پر یا اپنی وجاہت یا اپنی حکومت پر یا اپنے پیشے پر یا غلے پر یا لوگوں پر توکل کرتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب یا تو اس زندہ کی طرف سہارے لئے ہوئے ہیں جو مرنے والا ہے یا جو چلا جانے والا ہے اور عن قریب ختم ہونے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان سب باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا اور آپ کو یہ حکم دیا کہ وہ اسی ذات پر بھروسہ کریں جو زندہ ہے اور اس کو موت کبھی بھی نہیں آئے گی۔

شیخ الشریعہ والحقیقہ ابوطالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں لکھا ہے۔ کہ عارف باللہ اللہ پر اس لئے توکل نہیں کرتے کہ وہ ان کی دنیا کی حفاظت کرے اور نہ اس لئے کہ وہ ان مرادوں اور خواہشات کو پورا کرے اور نہ ہی وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ جس چیز کو وہ پسند کرتے اس کا اچھا فیصلہ ہو۔ اور نہ ہی اس لئے کہ اللہ ان کے ناپسندیدہ احکام کو ان کے لئے بدل ڈالے اور نہ ہی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے سابقہ مشیت کو اس چیز کی طرف بدل ڈالے جس کو وہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی اس سنت کو پھیر ڈالے جو امتحان اور آزمائش کی صورت میں اللہ کے بندوں میں پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ بلکہ اللہ



تعالیٰ ان کے دلوں میں اس بات سے بلند و برتر ہے اور وہ اس بات کو زیادہ سمجھنے والا اور ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اگر کوئی عارف ان معانی میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اس توکل میں اس پر کبیرہ گناہ ہے اور اس پر توبہ واجب ہے اور اس کا توکل گناہ ہوگا۔ بے شک انہوں نے اپنے نفسوں کو اللہ کے احکام پر صابر بنایا ہے۔ چاہے جیسے بھی وہ احکام جاری ہوں۔ ان کے دل اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں۔ چاہے جیسی بھی وہ تقدیر جاری کرے۔

فائدہ: کعب احبار کہتے ہیں کہ پرندہ بارہ میل تک اونچا اڑ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اڑ سکتا۔ فضا جو آسمان اور زمین کے درمیان ہوتی ہے اور اس سے اوپر خلا ہوتی ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں پرندے کو گھیرنا گھیرنے والے کے لئے رزق ہے۔

وما الرزق الا طائر اعجب الوری فمدت له من کل فن حائل

”رزق ایک پرندہ ہے جس نے مخلوق کو خوش کر دیا تو مخلوق نے اس کے لئے ہر فن کے جال لگا دیئے۔“

اسی طرح خواب میں پرندے سے سعادت اور ریاست بھی مراد ہے۔ بعض کے بقول سیاہ پرندے برائیوں پر اور سفید پرندے نیکیوں پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جس نے دیکھا کہ پرندے ایک جگہ پر اتر رہے ہیں اور اڑ بھی رہے ہیں۔ اور جو پرندے انسان سے مانوس ہوں وہ بیویوں اور اولاد کی دلیل ہیں اور غیر مانوس پرندے گونگوں اور متضاد لوگوں کی معاشرت پر دلیل ہیں۔ شکاری پرندے کو خواب میں دیکھنا برائی خسارہ اور نقصان ہے۔ اور سکھائے ہوئے شکاری پرندوں کا دیکھنا عزت غلبہ فائدے اور رزق ہے۔ ما کول اللحم پرندوں کو دیکھنا اچھا فائدہ ہے اور آوازوں والوں کو دیکھنا نیک لوگوں کی علامت ہے۔ اور مذکر پرندے مرد ہوتے ہیں اور مادہ پرندے عورتیں ہوتی ہیں۔ مجہول پرندے مسافر ہوتے ہیں۔ پرندے میں خیر و شر دیکھنا یہ شدت کے بعد کشادگی اور تنگی کے بعد آسانی ہے۔ رات والے پرندے دیکھنا جرات اور سخت مطالبہ اور پوشیدگی پر دلالت کرتا ہے۔ جس چیز کی قیمت نہیں اس کی قیمت خواب میں بن جائے۔ تو یہ سود پر اور ناجائز مال کھانے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے الٹ دیکھنے پر الٹ ہوتا ہے۔ جو پرندہ کسی وقت ظاہر ہو اور کسی وقت ظاہر نہ ہو تو اگر ایسے پرندے کو دیکھے جو بے وقت ظاہر ہو گیا ہے تو ایسی چیز غیر محل میں رکھنے اور غریب خبروں اور لایعنی باتوں پر غور و خوض کرنے پر دلالت ہے۔ یہ پرندوں کی اقسام میں جامع بات ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی آئے گا اس پر قیاس کریں اور خود غور فکر کریں۔

تتمہ: تعبیر بتانے والے کہتے ہیں کہ پرندے کا ہر قسم کا کلام عمدہ اور اچھا ہوتا ہے۔ جس نے پرندے کو کلام کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی شان بلند ہوگی اللہ نے سلیمان علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ﴾۔ لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھادی گئی اور ہم کو ہر کچھ دے دیا گیا یہ اللہ کا ظاہر فضل ہے۔ پانی کے پرندوں، مور و مرغ وغیرہ کی آواز کو معبروں نے اچھا نہیں سمجھا اور کہا ہے کہ یہ غم ہے، موت کی خبر ہے، جس نے مذکر شتر مرغ دیکھا جس کو زمار الظلمین کہتے ہیں تو یہ اپنے بہادر خادم سے قتل ہوگا۔

اگر پرندے کی آواز کو پسند نہ کیا تو یہ خادم کی طرف سے غلبہ ہوگا کبوتر کی آواز سے مراد اللہ کی کتاب پڑھنے والی عورت ہے۔ خطاف (ابابیل کی مانند ایک پرندہ) کی آواز سے مراد واعظ مرد کی نصیحت ہے۔

خاتمہ: انس الفرید و بغیة المرید۔ میں ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن میں دس پرندوں کا ذکر ہے جن کا اللہ نے نام لیا ہے۔ بقرہ میں مچھر کا، مائدہ میں غراب کا، اعراف میں جراد کا، نحل میں نحلہ کا، بقرہ اور طہ میں سلویٰ کا اور نمل میں نملہ اور ہد ہد کا حج میں ذباب کا اور قارۃ میں فراش کا اور فیل میں ابابیل کا ذکر ہے۔ یہ کل دس ہیں۔

## طیر العراقیب

عربوں کے نزدیک یہ ایک منحوس پرندہ ہے۔ بلکہ وہ جس سے بھی نحوست پکڑیں اس کو طیر العراقیب ہی کہتے ہیں۔ پرندوں کے احکام میں سے یہ ہے کہ جس کسی نے پرندے کا پنجرہ کھولا اس کو بڑھکایا اور وہ اڑ گیا تو وہ آدمی اس کا ضامن ہوگا۔ ماوردی نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کیونکہ اس نے اس کو اڑنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر اس نے صرف پنجرے کا منہ کھولا تو اس میں تین اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ ضامن ہوگا ایک یہ کہ مطلقاً ضامن نہیں ہوگا تیسرا یہ ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ اگر فوراً اڑ گیا تو ضامن ہوگا اگر تھوڑی دیر ٹھہرا پھر اڑا تو وہ ضامن نہیں ہوگا کیونکہ اس کا فوری طور پر اڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے اڑانے سے اڑا ہے اور کچھ دیر بعد اڑنا اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اڑا کیونکہ پرندہ بھی خود مختار ہوتا ہے۔ اگر پرندے نے اڑتے ہوئے شیشہ توڑ دیا یا پنجرہ توڑ دیا یا کوئی چیز خراب کر دی یا پنجرہ کھولتے وقت بلی وہاں موجود تھی جس نے کود کر پرندہ کھالیا تو اس کو ضمانت لازم ہوگی۔ واللہ اعلم

## طیر الماء

اس کی کنیت ابو سحل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو ابن الماء اور بنات الماء بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب المسمیٰ کے آخر میں آئے گا۔

شرعی حکم: رافعی کہتے ہیں کہ لقلق کے علاوہ اس کی تمام اقسام حلال ہیں اور لقلق کا صحیح مذہب کے مطابق کھانا حرام ہے۔ رویانی نے سمیری سے طیر الماء کے بارے میں دو وجہیں ذکر کی ہیں اور ان میں سے اصح وہ ہے جو رافعی نے کہی ہے۔ اس میں بطخ، اوز اور مالک الحزین بھی شامل ہیں۔

ابو عاصم عبادی نے کہا اس کی اقسام سو سے زیادہ ہیں۔ اور عربوں کو ان کے اکثر نام معلوم نہیں کیونکہ یہ ان کے شہروں میں نہیں ہوتے۔ مالک الحزین کے متعلق کلام ان شاء اللہ باب المسمیٰ میں آئے گی۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں گَنَّ عَلٰی رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں یہاں طیْر پر نصب ہوگا کیونکہ وہ گَنَّ کا اسم ہے یعنی ہر ایک کے سر پر پرندہ ہے۔ جس کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے اس لئے کوئی حرکت نہیں کرتا۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائے اور یہی صفت نبی ﷺ کے مجلس کی ہوتی تھی کہ وہ جب کلام کرتے تو ان کے جلساء سر نیچے کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انتہائی پر سکون طور پر بیٹھتے اور کلام نہ کرتے۔ پرندہ صرف اس شخص پر ہی بیٹھتا ہے جو خاموش اور ہمہ تن متوجہ ہو۔

جوہری کہتے ہیں سروں پر پرندے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب ہیبت سے خاموش ہوں۔ اس مثال کی اصل یہ ہے کہ کوا

جب اونٹ کے سر پر چیچڑ نکالنے کے لئے بیٹھتا ہے تو اونٹ اپنے سر کو نہیں ہلاتا کہ کو اس سے بھاگ نہ جائے۔

## الطیوی

ارسطا طالیس نے کتاب النعوت میں کہا ہے کہ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جو جھاڑیوں اور زیادہ پانیوں میں رہتا ہے۔ کیونکہ یہ گوشت اور انگوری نہیں کھاتا۔ یہ جھاڑیوں وغیرہ کے پاس پیدا ہونے والے بدبودار کیڑوں کو کھاتا ہے۔ باز جب بیمار ہوتے ہیں تو اس کو تلاش کرتے ہیں کیونکہ عام طور پر باز جگر کی حرارت سے بیماری ہوتا ہے۔ جب اس کو یہ عارضہ لاحق ہو جائے تو وہ طیوی کو ڈھونڈ کر اس کا جگر نکال کر کھاتا ہے۔ تو اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

کبھی کبھی طیوی مطمئن ہوتا ہے اور چیخنے لگتا ہے اور اپنی جگہ سے بھاگتا نہیں ہے مگر جب باز اس کی تلاش میں نکلے تو یہ بھاگ جاتا ہے اور اپنی اصلی جگہوں کو بدل دیتا ہے۔ پھر رات کے وقت یہ بھاگتا اور چیختا ہے۔ لیکن دن کو بھاگتے ہوئے چیختا نہیں ہے بلکہ گھاس میں چھپ جاتا ہے۔

ثعلبی اور بغوی وغیرہما نے تفسیر سورہ نمل میں اس آیت کی **يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ** کی تفسیر میں کہا ہے کہ پرندے کی آواز کو منطق اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے اس طرح سمجھ آتی ہے جیسے انسانوں کے کلام کی سمجھ آتی ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ کعب احبار اور فرقد سخی نے کہا ایک دفعہ سلیمان ایک بلبل کے پاس سے گزرے جو درخت پر اپنا دم اور سر ہلا رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ بلبل کیا کہہ رہی ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی علم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہہ رہی ہے اكلت نصف تمره فعلى الدنيا العفاء۔ میں نے آدھی کھجور کھالی ہے۔ پس دنیا پر ہلاکت ہے۔ ہد ہد کے پاس سے گزرے تو بتایا یہ کہہ رہی ہے۔ اذا نزل القضاء عمى البصر جب تقدیر آ جائے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ کعب کی ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتی **مَنْ لَا يُرْحَمُ لَا يُرْحَمُ** کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا ہے۔ فاخترتہ کہتی ہے یا لیت هذا الخلق ما خلقوا وليتهم اذا خلقوا علما لاماذا خلقوا وليتهم اذا علموا لاماذا خلقوا عملوا بما علموا کاش یہ مخلوق پیدا نہ کی جاتی اور جب یہ پیدا ہو ہی گئی ہے تو کاش کہ یہ جان لیتی کہ کیوں پیدا ہوئی اور جان لینے کے بعد اس کے مطابق عمل بھی کرتی۔

لثورا کہتا ہے سبحان ربی الا علی ملا سمانه وارضه میرا رب پاک ہے اونچا ہے آسمان اور زمین بھر کر۔ کیڑیوں کہتا ہے۔ استغفروا اللہ یا مذنبین اے گنہگارو! اللہ سے معافی مانگو۔ طیوی آپ ﷺ کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا کل حی میت وکل جدید بال ہرزندہ مرنے والا ہے اور نئی چیز بوسیدہ ہو کر رہے گی۔ اور خطاف کہتا ہے **قَدِّمُوا خَيْرًا تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ** اللہ کے ہاں نیکی بھیجو تم اس کو اللہ کے ہاں پالو گے۔

ورشان کہتا ہے **لِدُو لِمَوْتِ وَاِبْنُو لَلْخِرَابِ** بچے جنومرنے کے لئے اور عمارتیں خراب ہونے کے لئے بناؤ۔ طاؤس کہتا ہے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ حمامہ کہتی ہے سبحان ربی المذکور بكل لسان۔ پاک ہے میرا رب جس کا ذکر ہر زبان سے کیا جاتا ہے۔

تیترا کہتا ہے الرحمن علی العرش استوی۔ رحمن عرش پر برابر ہوا عقاب کہتا ہے البعد عن الناس راحة لوگوں سے دوری راحت ہے۔

ایک روایت کے مطابق تیتریوں کہتی ہے۔ البعد من الناس انس لوگوں سے دوری محبت بڑھاتی ہے۔ خطاف۔ سورہ فاتحہ پڑھتی ہے اور آواز لمبی کر کے وَلَا الضَّالِّينَ کہتا ہے۔ جیسے قاری آواز کولمبا کرتا ہے۔ باز کہتا ہے سبحان ربی وبحمدہ اور قمری کہتی ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔ بعض کے بقول یہ کہتی ہے۔ یا کریم۔ کوا عشار پر لعنت کرتا ہے اور اس کو بددعا دیتا ہے۔ چیل کہتی کل شی ہالک الا اللہ۔ اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ قطا کہتا ہے۔ من سکت سلم۔ جو خاموش رہا سلامت رہا۔ طوطا کہتا ہے ویل لمن کانت الدنیا اکبر ہمہ۔ اس کے لئے تباہی ہو اس کا بڑا فکر دنیا بن جائے۔

زر زور چڑیا کہتی ہے۔ اللهم انی اسئلك رزق یوم بیوم یا رزاق۔ اے اللہ رزق دینے والے میں تجھ سے روز کارزق کا روز مانگتی ہوں۔

قنبرہ کہتی ہے اللهم العن مبغضی محمد و آل محمد۔ اے اللہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ سے بغض رکھنے والوں پر لعنت کر۔ مرغ کہتا ہے اذکر اللہ یا غافلین۔ اے غافلوا اللہ کا ذکر کرو۔ گدھ کہتی ہے یا ابن آدم عس ما شنت فانک میت۔ اے ابن آدم جتنا چاہو جی لو آخر مرنا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو جماعتیں آپس میں ملتی ہیں تو گھوڑا کہتا ہے۔ سبح قدوس رب المملکة والروح۔ فرشتوں اور جبریل کا رب بہت پاک اور پاکیزگی والا ہے۔ گدھا چونگی لینے والے کو اور اس کی کمائی کو لعنت کرتا ہے مینڈک کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔

تعبیر: طیطوے کو خواب میں دیکھنا عورت ہے۔ یہ بات ابن سیرین نے کہی ہے۔

خواص: اس کا یہ خاصہ ہے کہ اس کا گوشت پیٹ پر گرہ لگا دیتا ہے۔ اور یہ قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔

## الطیهوج

طاء کے فتح سے ہے یہ ایک پرندہ ہے جو چھوٹی چکور سے مشابہ ہے۔ مگر اس کی گردن اور چونچ اور دونوں پاؤں سرخ ہوتے ہیں اور پیروں کے نیچے والی جگہ سیاہ و سفید ہوتی ہے اور یہ تیر کی طرح ہلکا ہوتا ہے۔ یہ حلال ہے۔ خواص: اس کا گوشت گرم تر ہوتا ہے یہ بات یوحنا نے کہی ہے۔ بعض کے بقول معتدل ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہی صحیح ہے۔ بعض کے بقول یہ ہضم ہونے میں درجہ ثالثہ پر ہے۔ اس میں سے جو موٹا اور تازہ ہو اور خزاں والا ہو وہ نفع بخش ہوتا ہے اور قوت باہ کو بڑھاتا ہے۔ اور پیٹ میں گرہ لگا دیتا ہے۔ جو شخص بوجھ اٹھانے کا کام کرتا ہے یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے حریرہ میں اس کو پکانے سے اس کا ضرر دور ہو جاتا ہے۔ یہ معتدل خون پیدا کرتا ہے اور بچوں کے معتدل مزاجوں سے موافق ہوتا ہے۔ اس میں سے عمدہ وہ ہے جو موسم بہار میں کھایا جائے۔ خاص طور پر مشرقی علاقوں میں۔ طیهوج 'دراج اور تیترا' چکور غذاؤں کے اعتدال اور لطافت میں قریب قریب ہیں۔ پہلے نمبر پر طیهوج ہے پھر دراج ہے پھر حجل ہے اور ضاد میں گزر چکا ہے کہ اس کو

دریس بھی کہتے ہیں۔

## بنت طبق، ام طبق

کچھوا ہے۔ اس کا ذکر باب السین میں گزر چکا ہے۔ بعض کے بقول بڑے سانپ کو کہتے ہیں جو چھ دن تک سویا رہتا ہے ساتویں دن جاگتا ہے جس چیز کو بھی پھونک مارتا ہے مرجاتی ہے۔ ان کا ذکر ان کے ابواب میں پہلے گزر چکا ہے۔ اسی لئے داہمیہ کو ایک بنت طبق یا ام طبق بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے قد طرقت بنکدھا ام طبق۔ ام طبق رات کو اپنی مصیبت لے آئی۔ ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں جاء فلان باهدی بنات الطبق یعنی فلاں آدمی بنات الطبق میں سے کسی کو لے آیا۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو بڑی مصیبت لایا ہو۔

## باب الظاء المعجمہ

### الظبی

ہرن کو کہتے ہیں اس کی جمع اظب ظباء اور ظبی آتی ہے اور مونث ظبیۃ ہے جس کی جمع ظبیات بالتحریک اور ظباء ہے۔ کہتے ہیں ارض مظباۃ یعنی بہت زیادہ ہرنوں والی جگہ۔ اور ظبیۃ ایک عورت کا نام ہے کہ جو دجال سے قبل نکلے گی مسلمانوں کو اس کے ذریعے ڈرایا جائے گا۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

کرخی کہتے ہیں ہرنوں میں سے مذکر کو الظباء کہتے ہیں اور مونث کو الغزال.....

امام صاحب فرماتے ہیں یہ وہم ہے کیونکہ غزال ہرنی کے بچے کو کہتے ہیں جب تک وہ مضبوط نہ ہو جائے اور اس کے سینگ نہ نکل آئیں۔ نووی کہتے ہیں کہ جو بات امام صاحب نے کی ہے اس پر اعتماد کیا جائے گا اور صاحب تنبیہ کا یہ کہنا فان اتلف ظبیا ما خضا صحیح نہیں ہے صحیح ظبیۃ ما خضا کیونکہ ما خضا حاملہ کو کہتے ہیں۔ مونث کو صرف ظبیۃ اور مذکر کو ظبی کہا جاتا ہے۔

ظبیۃ کی جمع ظباء کے وزن پر بنائی جاتی جیسے رکوة کی جمع رکاء ہے اس لئے کہ جس لفظ کے فعل کے اول میں فتح ہو اور وہ فعل معتل ہو تو اس کی جمع الف ممدودہ والی ہوگی اس کے خلاف کوئی لفظ نہیں سوائے قریۃ کے کہ اس کی جمع خلاف قیاس قری بنائی جاتی ہے۔ پس یہ خلاف باب بنائی گئی ہے پس اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ ہرنی کی کنیت ام الخشف، ام شادن، ام طلا ہے۔

ہرنیں مختلف رنگوں کی ہوتی ہیں ان کی تین اصناف ہیں۔ ایک قسم کو آرام کہا جاتا ہے یہ خالص سفید رنگ کی ہرنی ہوتی ہے اس کی واحد ریم آتی ہے۔ اور اس کا مسکن ریت والے علاقے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہرنی بھیڑ ہے کیونکہ اس کا گوشت اور چربی زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کو عفر کہتے ہیں ان کے رنگ سرخ ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی ہوتی ہے لمبی گردن والی ہوتی ہیں یہ ہرنوں میں سے دوڑنے میں سب سے کمزور ہوتی ہیں۔ یہ بلند زمین والی جگہوں کو پسند کرتی ہیں۔

کیست کہتا ہے۔

و کنا اذا جبار قوم ارادنا بکيد حملناہ علی قرن اعفرا  
 ”جب کوئی جابر قوم ہم سے برائی کا ارادہ کرے گی تو ہم اس کو عفر کے سینگوں پر اٹھادیں گے۔“  
 یعنی ہم اس کو قتل کر کے نیزوں کے سروں پر اٹھائیں گے اور وہ نیزے بھی ایسے ہوں گے جن پر کئی قرن گزر چکے ہوں گے۔  
 اور ایک قسم کو آدم کہتے ہیں یہ لمبی گردن اور پاؤں والی ہوتی ہے۔ ان کے پیٹ سفید ہوتے ہیں۔  
 ہرن کو تیز نظر شمار کیا جاتا ہے اور یہ جانور تمام جانوروں میں سے زیادہ بھاگنے والا ہے۔ ہرن کی ذہانت کی مثل یہ ہے کہ یہ  
 جب اپنی آرام کی جگہ میں داخل ہوتا ہے تو گھوم کر الٹا ہوتا ہے اور جن چیزوں کا اسے ڈر ہوتا ہے کہ وہ اسے اور اس کے بچوں کو  
 ماریں گی ان کو دیکھتا رہتا ہے۔ اگر وہ دیکھ لے کہ کسی نے اس کو دیکھ لیا ہے تو داخل نہیں ہوتا وگرنہ داخل ہو جائے گا۔ یہ حنظل کو  
 بڑے مزے لے کر کھاتا ہے اور سمندر پر جا کر اس کے کھاری پانی کو پیتا ہے۔

ابن قتیہ کہتے ہیں ہرنی کے پہلے سال کے بچے کو طلا اور خشف کہتے ہیں دوسرے سال کے بچے کو جذع اور تیسرے سال کے  
 بچے کو شتی کہتے ہیں پھر مرنے تک وہ شتی ہی رہتا ہے۔

ابن خلکان نے جعفر صادق کے حالات زندگی میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ آپ اس محرم کے بارے  
 میں کیا کہتے ہیں جو ہرنی کے رباعی دانت توڑ ڈالے۔ تو انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے نواسے! مجھے اس بارے میں کچھ علم  
 نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہرن کے رباعی دانت ہوتے ہی نہیں وہ ہمیشہ شتی یعنی (دو دانت والا) ہی رہتا ہے۔ اس بات کو  
 کشاجم نے اپنی کتاب ”المصاید والمطارذ“ میں بیان کیا ہے اور جوہری نے سن ن ن کے معنی میں اونٹوں کے وصف میں شاعر کا قول  
 نقل کیا ہے۔

فجاءت کسن الظبی لم ار مثلها شفاء علیل او حلوبة جائع  
 ”وہ ہرن کے دانتوں کی طرح ہے (یعنی ہمیشہ جوان) میں نے اس جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی وہ بیمار کے لئے شفا ہے اور  
 بھوکے کے لئے دودھ دینے والی ہے۔“

پھر جوہری نے کہا یعنی وہ ثنیہ ہے کیونکہ ثنیہ وہ ہوتی ہے جو ثنیہ دانتوں کو گرا دے لیکن ہرن ہمیشہ ثنیہ ہی رہتی ہے اس کے ثنیہ  
 دانت نہیں گرتے۔

ابن شبرمہ کہتے ہیں میں اور ابو حنیفہ جعفر بن محمد صادق کے پاس گئے۔ میں نے کہا یہ عراق والوں میں سے فقیہ ہے۔ تو جعفر  
 صادق فرمانے لگے شاید یہ وہی ہے جو دین کو اپنی رائے پر قیاس کرتا ہے کیا یہ نعمان بن ثابت ہے۔ ابن شبرمہ کہتے ہیں مجھے اسی  
 دن ہی آپ کا اصلی نام پتہ چلا۔ تو ان سے ابو حنیفہ نے کہا ہاں میں وہی ہوں ”اللہ آپ کی اصلاح کرے۔“ تو جعفر بن محمد صادق  
 نے کہا اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس مت کرو کیونکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا تھا وہ ابلیس تھا۔ جب اس  
 نے کہا تھا کہ انا خیر منہ کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو اس نے قیاس میں خطا کی اور گمراہ ہو گیا۔ پھر ان سے کہا گیا تجھے اچھا لگتا  
 ہے کہ تو اپنے سر کو جسم پر قیاس کرے تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو جعفر نے کہا تو مجھے بتا کہ اللہ نے آنکھوں میں خوبصورتی کیوں رکھی  
 اور کانوں میں کڑواہٹ اور ناک کے سوراخوں میں پانی اور ہونٹوں پہ مٹھاس کیوں رکھی۔ انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

جعفر نے کہا اللہ نے دو آنکھوں کو چربیاں بنایا اور ان میں احسان کرتے ہوئے ان میں خوبصورتی بھر دی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو دونوں ختم ہو جاتیں۔ اور کانوں میں کڑواہٹ اس پر احسان کرتے ہوئے رکھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو جانور حملہ کر کے اس کا دماغ کھا جاتے۔ اور ناک میں پانی اس لئے رکھتا کہ سانس اوپر آسکے اور نیچے جاسکے۔ اور ردی اور اچھی بو کا احساس ہو سکے۔ اور ہونٹوں میں مٹھاس اس لئے رکھی کہ وہ کھانے پینے کا مزہ چکھ سکے۔ پھر انہوں نے ابوحنیفہ سے کہا۔ مجھے ایسا کلمہ بتاؤ جس کے اول میں شرک ہو اور آخر میں ایمان ہو۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔ اگر کوئی لا الہ کہہ کر خاموش ہو جائے تو یہ شرک ہوگا پھر کہا تیرے لئے ہلاکت ہو۔ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔ کسی کو ناحق قتل کرنا یا زنا کرنا۔ تو انہوں نے کہا قتل کرنا۔ جعفر نے کہا کہ اللہ نے قتل نفس میں دو گواہوں کی گواہی مقرر کی ہے۔ لیکن زنا میں چار آدمیوں کی گواہی ہوتی ہے۔ اب آپ کا قیاس کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ پھر جعفر نے کہا اللہ کے نزدیک روزہ بڑا ہے یا نماز تو انہوں نے کہا نماز جعفر صادق نے کہا کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی۔

اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر جا اور دین کو اپنی رائے پر قیاس نہ کر ہم اور ہمارا مخالف بھی کل اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو ہم کہیں گے قال اللہ و قال الرسول. اور تو تیرے ساتھی کہیں گے سمعنا و رأینا. تو پھر اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان وہ سلوک کرے گا جو وہ چاہے گا..... زنا میں چار گواہ ہونے کا جواب یہ ہے اللہ چاہتا ہے کہ یہ کام پوشیدہ رہ سکے اور اس پر پردہ پڑا رہے اور حائضہ روزے کی قضا دیتی ہے اور نماز کی قضا نہیں دیتی۔ یہ مشقت کی وجہ سے ہے کیونکہ نماز دن رات میں پانچ دفعہ آتی ہے اور روزہ سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔

جعفر صادق کا پورا نام جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن طالب ہے۔ اور جعفر صادق امامیہ کے مذہب کے مطابق اہل بیت کے سادات میں سے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ ان کا لقب صادق اس لئے ہے کہ یہ ہمیشہ سچ بات بولتے تھے۔

کیمیاز جرو فال وغیرہ میں ان کی ایک کتاب بھی ہے۔ باب الجیم میں جعفرہ کے ذکر میں ابن قتیبہ سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب ادب الکاتب میں کہا ہے کتاب الجفر بکری کے بچے کے چمڑے پر لکھی تھی اس میں امام جعفر نے اہل بیت کے لئے وہ تمام باتیں لکھی تھیں جن کو جاننے کی انہیں ضرورت تھی اور قیامت تک کے حالات اس میں لکھے تھے۔ اسی طرح ابن خلکان نے بھی بیان کیا ہے۔ بہت سے لوگ کتاب الجفر کو علی بن ابی طالب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ وہم ہے صحیح بات یہ ہے کہ یہ جعفر صادق نے وضع کی تھی۔

جعفر صادق نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کو یہ وصیت کی کہ اے بیٹا میری وصیت کو یاد رکھنا تم نیک بخت زندگی گزارو گے۔ اور شہید ہو کر مرو گے۔ بیٹا جو اللہ کی تقسیم پر قانع رہے وہ غنی ہو جاتا ہے اور جو آدمی اپنی آنکھیں دوسروں کے ہاتھوں کی طرف پھیلائے تو وہ شخص فقیر ہو کر مرتا ہے۔ اور جو شخص اس چیز پر راضی نہیں ہوتا جو اللہ نے اس کی قسمت میں کی ہے تو وہ شخص اللہ کی تقدیر میں اللہ کو تہمت لگاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی ذاتی لغزش کو حقیر سمجھے وہ لوگوں کی لغزشوں کو عظیم سمجھتا ہے اور جو اپنی لغزش کو عظیم سمجھتا ہے وہ دوسروں کی لغزش کو چھوٹا سمجھتا ہے۔

بیٹا جو کسی دوسرے کے پردے کھولتا ہے۔ اللہ اس کے گھر کے پردے کھول دیتا ہے۔ اور جو شخص بغاوت کی تلوار سوننتا ہے وہ اس کے ساتھ مارا جاتا ہے۔ جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اسی میں گر پڑتا ہے۔ جو بے وقوفوں کے معاملے میں دخل اندازی کرتا ہے وہ حقیر ہو جاتا ہے اور جو علماء سے میل جول رکھتا ہے وہ باوقار ہو جاتا ہے۔ جو برائی کے مقامات میں جاتا ہے اس پر تہمت لگائی جاتی ہے۔ بیٹا اپنے لئے بھی اور اپنے خلاف بھی ہمیشہ سچ بولو۔ چغلی سے بچو کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں میں بغض بودتی ہے۔ بیٹا جب تو سخاوت مانگے تو اس کو اصل مرکز سے مانگ روایت کیا گیا ہے کہ جعفر صادق سے پوچھا گیا۔ کیا وجہ ہے کہ مہنگائی میں لوگوں کی بھوک بڑھ جاتی ہے اور ستائی میں کم ہو جاتی ہے۔ تو انہوں نے کہا لوگ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے وہ زمین کے بیٹے ہیں جو زمین قحط زدہ ہو جاتی ہے تو وہ بھی قحط زدہ ہو جاتے ہیں۔ جب وہ سرسبز ہو جاتی ہے تو وہ بھی شاداب ہو جاتے ہیں۔ جعفر ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ۸۳ ہجری میں پیدا ہوئے ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام احرام کی حالت میں ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو ایک درخت کے سائے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فلان یہاں ٹھہرو یہاں تک لوگ گزر جائیں۔ اور اس سے کوئی چھیڑ خانی نہ کرے۔

مستدرک میں قبصہ بن جابر اسدی سے روایت ہے کہ میں محرم تھا۔ میں نے ایک ہرنی دیکھی میں نے اس کو تیر پھینکا اس کو لگا تو وہ مر گئی۔ جس سے میرے دل میں کوئی شک آ گیا۔ میں عمر کے پاس آیا اور ان سے پوچھنے لگا۔ تو میں نے ان کے پہلو میں ایک آدمی دیکھا جو سفید رنگ کا باریک چہرے والا تھا۔ غور کیا تو دیکھا کہ یہ عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ میں نے عمر سے سوال کیا تو عمر نے عبدالرحمن کی طرف توجہ کی اور کہا۔ تمہارا کیا خیال ہے اس کو ایک بکری کافی ہوگی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے مجھے بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب ہم ان کے پاس سے اٹھے تو میرے ایک دوست نے کہا امیر المؤمنین تجھے اچھی طرح فتویٰ نہ دے سکے یہاں تک انہوں نے ایک آدمی سے پوچھا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی بات معلوم ہوئی تو ایک درہ لے کر اس کو مارنے کے لئے دوڑے اور پھر میری طرف بھی آئے تو میں نے کہا میں نے تو کچھ نہیں کہا اس نے کہا ہے۔ پھر آپ نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا تو احرام میں زیادتی کرتا ہے تو کیا ہم بھی فتویٰ میں زیادتی کریں۔

پھر کہا انسان میں دس اخلاق ہیں۔ ان میں سے نواچھے ہیں اور ایک برا ہے۔ لیکن یہ ایک برا ان سب کو برا بنا دیتا ہے۔ اپنے آپ کو زبانون کی لغزشوں سے بچاؤ۔

مہر دے اصرعی سے نقل کیا ہے کہ مجھے ایک حدیث بیان کی گئی کہ ایک آدمی نے ایک ہرنی کو دیکھا جو پانی پر آئی ہوئی تھی تو اعرابی نے اس سے کہا تو چاہتا ہے کہ یہ تیری ہو جائے انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے چار درہم دے دیں تاکہ میں یہ ہرنی آپ کو دے دوں۔ تو انہوں نے اس آدمی کو چار درہم دے دیئے۔ تو وہ اس کی تلاش میں نکل گیا پھر اس دیہاتی نے پکڑنے کی کوشش کی اور ہرنی نے بھاگنے کی کوشش کی یہاں تک کہ اس نے ہرنی کو پکڑ لیا اور اس آدمی کو دے دی اور یہ شعر بھی پڑھا تھا۔

وہی علی البعد تلوی خدھا تزیغ شدی وازیغ شدھا

”یہ دوری کی وجہ سے اپنے رخساروں کو موڑ رہی تھی۔ یہ میرے حملے کو ٹیڑھا کر رہی تھی اور میں اس کے حملے کو۔“



کیف تری عدوی غلام ردها و کلمما جدت ترانی عندها  
 ”تم نے میرے دوڑنے کو کیسا پایا اور کس طرح دوڑ میں اس کو موڑ لایا اور جب بھی اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو اس نے مجھے اپنے پاس دیکھا۔“

ابن خلکان نے بیان کیا کہ کثیر عزمہ ایک دفعہ عبدالملک کے پاس گئے۔ تو اس کو عبدالملک نے کہا کیا تو نے اپنے آپ سے زیادہ کسی کو عاشق دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں جنگل میں جا رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو جال لگائے ہوئے دیکھا اور وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ اس نے کہا میری قوم نے مجھے ہلاک کر ڈالا ہے۔ تو میں نے یہ جال لگا رکھا ہے تاکہ اپنے لئے اور ان کے لئے کچھ حاصل کر سکوں۔ میں نے کہا اگر میں تمہارے پاس ٹھہر جاؤں تو مجھے بھی اپنے شکار کا حصہ دو گے اس نے کہا ہاں۔ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ ایک ہرنی جال میں آگئی۔ تو اس نے مجھ سے پہلے جا کر اس کو کھول کر آزاد کر دیا۔ اس نے کہا میرا دل اس کے لئے نرم ہو گیا کیونکہ وہ لیلیٰ کے مشابہ تھی۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

ایا شبہ لیلی لا تراعی فانسی لک الیوم من وحشیة لصدیق  
 ”اے میری لیلیٰ کی شبیہ تو مت ڈر میں آج وحشت سے تیرے لئے دوست ہوں۔“

اقول وقد اطلقتها من وثاقها فاننت لیلی ما حیت طلیق  
 ”میں نے جب اس کو بیڑیوں سے آزاد کر دیا تو کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں تو لیلیٰ کے لئے آزاد ہے۔“

ثعالبی کی شمار القلوب میں تیر ہویں باب میں ہے کہ بہرام گور سے عجم میں کوئی بڑا تیر انداز نہیں تھا۔ ایک عجب واقعہ جو اس کے ساتھ پیش آیا یہ ہے کہ ایک دفعہ وہ شکار کے لئے نکلا تو ایک لونڈی کو پیچھے بٹھا رکھا تھا جس سے وہ عشق کرتا تھا۔ تو کچھ ہرنیاں سامنے آئیں تو اس نے لونڈی سے کہا۔ تو کس جگہ چاہتی ہے کہ میں ان کو تیر ماروں۔ اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو ان کے مذکروں کو مونٹ کے مشابہ کر دے اور مونٹ کو مذکر کے مشابہ کر دے۔ اس نے ایک ہرن کو تیرا مارا جس کی دو شاخیں تھیں۔ تو اس کے دونوں سینگ اکھڑ گئے اور ہرنی کو دو تیر مارے جو اس کے سینگوں کی جگہ گڑ گئے۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ ہرنی کے کھروں اور کانوں کو ایک تیر سے مار کر جوڑ دے تو اس نے ہرنی کے کان کی جڑ میں تیر پھینکا تو جب اپنے کان کو اگلی ٹانگوں کی طرف جھکایا تاکہ اس کو گڑے تو اس نے ایک اور تیرا مارا اور اس کے کان کو اس کے کھر سے جوڑ دیا۔ پھر لونڈی کی طرف جھکا اور اس کو باوجود عشق کے زمین پر پھینک کر اونٹ سے روند دیا کیونکہ اس لونڈی نے اس پر زیادتی کی تھی۔ اور کہا یہ چاہتی تھی کہ میری عاجزی ظاہر ہو۔ تو تھوڑی دیر میں ہی مر گئی۔

فصل:

اس نوع کے ساتھ کستوری والی ہرن بھی ملتی جلتی ہے۔ لیکن اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ اور پہلے گزرا ہے کہ قد اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح پاؤں کی باریکی اور کھروں کے الگ الگ ہونے میں بھی عام ہرن کی طرح ہوتا ہے مگر ان میں سے ہر ایک کی دو سفید ہلکی ہلکی منہ سے باہر نکلی ہوئی نچلے جڑے میں کچلیاں ہوتی ہے۔ جو اس کے منہ میں قائم ہوتی ہیں جیسے خنزیر کی کچلیاں ہوتی

ہے۔ ان میں سے ہر ایک فتر سے چھوٹی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تبت سے ہند کی طرف سفر کرتی ہے اور وہاں جا کر اپنی کستوری پھینکتی ہے۔ پھر یہ ردی ہو جاتی ہے۔ تو وہ بیکار ہو جاتی ہے۔ اس کستوری کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک خون ہوتا ہے جو اس کی ناف میں سال کے معین اوقات میں مواد کی طرح اکھٹا ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ ناف اللہ نے کستوری کی کان بنا دی ہے۔ تو یہ ہر سال درخت کی طرح پھل دیتی ہے۔ جیسے درخت اللہ کے حکم سے پھل دیتا ہے۔ جب ورم ہو جاتا ہے تو ہرنی بیمار ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ ورم صحیح ہو جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اہل تبت ان کے لئے جنگل میں میخیں ٹھونک دیتے ہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنے آپ کو گڑتی ہے تو کستوری گر جاتی ہے۔

قزوینی نے اشکال میں ذکر کیا ہے کہ کستوری کا جانور ہرنی کی طرح کا ہوتا جو پانی سے نکلتا ہے۔ وہ ایک خاص وقت میں نکلتا ہے۔ لوگ اس سے بہت شکار کرتے ہیں۔ پھر اس کو ذبح کرتے ہیں اس کی ناف میں خون پایا جاتا ہے جس کو کستوری کہتے ہیں۔ اس کی وہاں کوئی بو نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس جگہ سے اس کو دوسرے شہروں میں لے جاتے ہیں۔ یہ بات بڑی غریب ہے۔ معروف بات وہی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

ابن صلاح کی مشکل الوسیط میں ابن عقیل سے مروی ہے۔ ہرنی کے پیٹ میں ایک خوشبو ہوتی ہے۔ جیسے بکری کے بچے کے پیٹ میں مہک ہوتی ہے۔ اس نے بلاد مشرق کی طرف سفر کیا یہاں تک کہ وہ اس جانور کو مغرب کے شہروں میں لے گیا۔ اس اختلاف کی وجہ سے جو اس جانور کے بارے میں پیش آیا تھا۔

کتاب العطر میں علی بن مہدی طبری سے مروی ہے جو ہمارے ائمہ میں سے ایک ہیں کہ۔ وہ اس کو اپنے پیٹ سے ایسے پھینکتی ہے جیسے مرغی اپنے پیٹ سے انڈا پھینکتی ہے۔

مشہور بات یہ ہے کہ وہ ہرنی کے اندر نہیں ہوتی بلکہ باہر ہوتی ہے اور ناف کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم صحیح مسلم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک چھوٹے قد کی عورت۔ دو بیٹی عورتوں کے درمیان چل رہی تھی۔ تو اس نے لکڑی کے دو پاؤں بنا لئے اور ایک سونے کی انگلی بنائی جس میں اس نے کستوری بھر رکھی تھی اور کستوری تمام خوشبوؤں سے اچھی ہوتی ہے۔ وہ دو عورتوں کے درمیان سے گزری تو لوگ اس کو نہ پہچان سکے تو اس نے اپنے ہاتھ کو یوں جھاڑا پھر شعبہ نے اپنا ہاتھ جھاڑا۔ نووی کہتے ہیں کہ اس بات سے پتہ چلا کہ کستوری اچھی خوشبو ہے اور پاک ہے۔ اس کو کپڑے میں لگانا اور بدن پر لگانا اور بیچنا جائز ہے۔

ہمارے اصحاب نے شیعوں سے ایک باطل مذہب نقل کیا ہے۔ اور اجماع المسلمین کے ساتھ اور ان صحیح احادیث کی بنا پر وہ مغلوب ہیں۔ جن میں نبی ﷺ اور صحابہ کے استعمال کا ذکر ہے۔

ہمارے اصحاب وغیرہ نے کہا کہ یہ مشہور قاعدہ معروفہ سے مستثنیٰ ہوگی۔ کہ جو چیز زندہ سے الگ ہو کر مر جائے وہ مردار ہے امام نووی کہتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ کوئی چھوٹی عورت لکڑی کے پاؤں بنا کر دو لمبی عورتوں میں اس طرح چلے کہ پہچانی نہ جاسکے تو ہماری شرع میں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مقصد شرعی صحیح یہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے چھپائے تاکہ وہ اس کو نہ پہچانیں

اور اذیت نہ دیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس نے بڑی بننے کا ارادہ کیا اور لمبی عورتوں کے ساتھ کا برابر ہونے کا اور مردوں کو جھوٹ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا تو حرام ہے۔

فائدہ: دارقطنی، طبرانی نے اپنی معجم اوسط میں انس سے بیہتی نے اپنی شعب میں ابو سعید خدری سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ جنہوں نے ایک ہرنی شکار کی ہوئی تھی۔ اور اس کو خیمے کے ایک ستون سے باندھ رکھا تھا۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے دو بچے دیے مجھے اجازت دیں کہ میں ان کو دودھ پلاؤں پھر میں واپس آ جاؤں گی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑو یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کا ضامن کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ضامن ہوں۔ وہ دودھ پلا کر واپس آ گئی تو انہوں نے اس کو باندھ دیا۔ تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کیا اس کو بیچتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ آپ کی ہے تو انہوں نے اس کو آزاد کر دیا اور چھوڑ دیا۔ زید بن ارقم کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو آزاد کر دیا تو وہ جنگل میں تسبیح کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ طبرانی نے ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ صحرا میں تھے کہ ایک پکارنے والے نے پکارا یا رسول اللہ تو آپ نے اس کی طرف دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا تو اچانک دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میرے قریب ہوں۔ آپ قریب ہوئے اور کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اس لئے مجھے کھول دیں تاکہ میں ان کو دودھ پلاؤں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا ایسے ہی کرے گی؟ اس نے کہا جی ہاں اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے چنگی والے کا سزا عذاب کرے۔ تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی آپ نے اس کو باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی جاگ گیا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول آپ کو اس کی ضرورت ہے تو اس کو آزاد کر دیں تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا وہ دوڑنے لگی اور کلمہ شہادت پڑھتی جا رہی تھی۔

دلائل النبوة بیہتی میں ابو سعید سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک خیمے کے پاس سے گزرے جس کے باہر ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں جا کر دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی تو مجھے باندھ دینا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تو ایک قوم کا شکار ہے اور ان کی بندھی ہوئی ہے تو اس سے پکا وعدہ لیا تو اس نے آپ کے لئے حلف اٹھایا تو آپ نے اس کو کھول دیا تو وہ تھوڑی دیر بعد آ گئی اور اس کے تھنوں میں دودھ نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو باندھ دیا پھر اس خیمے والوں کے پاس آئے اور ان سے ہرنی مانگی تو انہوں نے آپ کو دے دی۔ آپ نے اس ہرنی کو کھول دیا۔ پھر فرمایا اگر چوپائے بھی تمہاری طرح موت کو جان لیں تو تم کو کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملے۔ اسی بارے میں صالح شافعی اپنے قصیدے میں کہتے ہیں۔

وجاء امر وقد صاد يوماً غزالة لها ولد خشف تخلف بالكدا

”ایک آدمی آیا جس نے ہرنی شکار کی ہوئی تھی اس کا ایک بچہ تھا جس کو وہ کدی میں پیچھے چھوڑ گئی تھی۔“

فنادت رسول الله والقوم حضر فاطلقها والقوم قد سمعوا النداء

”اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو آواز دی جبکہ سب لوگ موجود تھے تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا اور لوگ اس کی آواز

سن رہے تھے۔“

عنقریب عشراء میں دو شعر اور آئیں گے۔

شرعی حکم: اس کی تمام اقسام کو کھانا حلال ہے۔ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت کو یہ واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے کہا کہ ہرنی کے قتل کرنے سے بکری محرم پر لازم آتی ہے۔ یہ بات امام شافعی نے کہی رافعی نے پسند کی اور نووی نے اس کو درست کہا حالانکہ یہ وہم ہے کیوں ہرن مذکر ہوتا ہے اور بکری مونث ہوتی ہے۔ درست بات یہ ہے کہ دو ندا بکرادینا پڑے گا۔

کستوری پاک ہوتی ہے۔ اسی طرح کستوری کا چوہا پاک ہے لیکن اس کے پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ ہرنی کے جیتے جی اس سے جدا ہو۔ محالی نے کتاب اللباب میں کستوری کو ہرن سے مقید کیا ہے اور کہا کہ ہرن کی کستوری پاک ہوتی ہے لیکن تبتی کستوری جو چوہے سے لی جاتی ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ وہ نجس ہے۔

اور اس کو کھانے کے منع ہونے پر اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ اگر وہ ماکولہ ہوتی تو اس کی کستوری ہرن کی کستوری کے ساتھ ملی ہوتی۔

طیب تبتی کستوری کو ترکی کستوری کہتے ہیں اور وہ ان کے نزدیک عمدہ اور قیمتی ترین کستوری ہے۔ اور قیمت میں بھی بڑی مہنگی ہے۔ لیکن اس کے استعمال نجاست کی وجہ سے احتراز کرنا چاہیے۔ عنقریب اس کا ذکر باب الفاء میں آئے گا جو اس کے بارے میں جاہظ نے کہا ہے۔

ابن صلاح نے فقال شاشی سے بیان کیا ہے کہ فارة المسك. کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتی ہے جیسے رنگے ہوئے چمڑے پاک ہو جاتے ہیں۔

غنیۃ ابن سرج کے بعض شارحین سے منقول ہے کہ فارة المسك. کے بال پلید ہوتے ہیں اس میں اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جو چمڑا کستوری کے ساتھ ملا ہوتا ہے اس کو رنگا جاتا ہے۔ تو وہ پاک ہو جاتا ہے جو اس نانجہ کے کناروں سے ملا نہیں ہوتا وہ نجس ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے لیکن اس کے بالوں کو بلا خلاف نجس کہنا صحیح نہیں کیونکہ بالوں کی طہارت مدبوغ چمڑے کی طہارت کے تابع ہے بخلاف ہمارے۔ یہی بات ربیع الجیزی نے شافعی سے نقل کی ہے اور سبکی نے اس کو اختیار کیا ہے اور ہمارے استاد ابوالسحق اور رویانی نے ابن ابی عسرون سے اس کو صحیح کہا ہے۔ جیسا کہ باب السین سنجاہ کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

ازرقی نے صید الحرم کی تعظیم میں عبدالعزیز بن ابی رواد سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ ذی طوی پہنچے اور وہاں اترے تو حرم کی ہرنیوں میں سے ایک ہرن ان کے قریب آگئی تو ایک آدمی نے اس کا ایک پاؤں پکڑ لیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو اسے چھوڑ دے۔ وہ ہنسنے لگا اور چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تو اس ہرن نے مینگنیاں بھی کیں اور پیشاب بھی کیا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ دو پہر کو سوئے جب جاگے تو ایک سانپ اس ہرنی کو پکڑنے والے آدمی کے پیٹ سے لپٹا ہوا تھا۔ اس آدمی کے ساتھیوں نے کہا کہ حرکت نہ کرنا۔ تو سانپ اس وقت تک اس کے اوپر سے نہ اترایا تک کہ اس آدمی کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس ہرنی کی ہوئی تھی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ جاہلیت میں شام کے کچھ تاجر قصی بن کلاب کے بعد مکہ میں داخل ہوئے تو وادی ذی طوی میں کیکروں کے درخت کے نیچے سایہ لے رہے تھے بھوبھل پر روٹی پکائی ان کے پاس کوئی سالن نہیں تھا تو ان میں سے ایک آدمی نے اپنی

کمان پکڑی اس میں تیرڈالا اور حرم کی ہر نیوں میں سے ایک ہرنی ماری جوان کے پاس ہی چر رہی تھی وہ اٹھے اس کا چمڑا اتار کر اس کو پکایا تا کہ سالن بنائیں۔ ان کی ہنڈیاں ابھی آگ پر ہی تھیں کہ اچانک آگ کے نیچے سے ایک آگ کی بڑی گردن نکلی اور ان سب لوگوں کو جلا دیا لیکن ان کا سامان اور کپڑے نہ جلے اور نہ وہ کیکر جلے جن کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں امن من ظباء الحرم یعنی وہ حرم کی ہرنوں سے زیادہ امن والا ہے۔ نیز کہتے ہیں ترك الطبی ظلہ یعنی ہرن نے اپنا سایہ چھوڑ دیا۔ اور یہ اسی طرح مثال ہے جیسے کہا جاتا ہے اترکہ ترك الغزال ظلہ یہ اس شخص کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے جو نفرت کرنے والا ہو اور اس کے سائے سے گرمی میں سایہ لیا جاتا ہو لیکن جب وہ ان سے بھاگ جائے تو ان کی طرف دوبارہ نہیں آتا۔ عنقریب اس کا ذکرباب الغین میں آئے گا۔

خواص: ابن وحشیہ نے کہا ہے کہ اس کا سینگ رگڑ کر دھونی دیا جائے تو کپڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی زبان سائے میں خشک کر کے زبان دراز عورت کو کھلائی جائے تو اس کی زبان درازی ختم ہو جاتی ہے۔

اس کا پتہ کان درد میں ٹپکانے سے وہ دور ہو جاتی ہے اسکی میٹنگنی اور چمڑا جلا پیس کر کھانے میں ڈال کر بچے کو دیا جائے تو وہ ہوشیار، فصیح، حافظ زبان دراز ہو جاتا ہے۔ اس کی کستوری نظر کو تیز کرتی ہے اور رطوبتیں خشک کرتی ہے اور دل کو مضبوط کرتی ہے۔ دماغ کو بھی۔ آنکھ کی سفیدی میں مفید ہے اور خفقاں میں بھی مفید ہے زہروں کے لئے تریاق ہے۔ مگر اس سے چہرے کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔ کستوری کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے کھانے سے منہ میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔

## فصل:

کستوری گرم خشک ہوتی ہے ان میں سے عمدہ وہ ہوتی ہے جو تبت سے لا کر قید رکھی گئی ہو مگر یہ گرم دماغوں کو نقصان پہنچتی ہے۔ اور اس کے ضرر کو روکنے کا طریقہ کا فور ہے۔

ٹھنڈے مزاج والوں اور بوڑھوں کے لئے مفید ہے۔ امام رازی کہتے ہیں ہرن کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے یہ شکار کے گوشتوں میں سے عمدہ ترین ہے۔ ان میں سے عمدہ گوشت بچے کا ہوتا ہے وہ قونج اور فالج کے لئے مفید ہے اور زیادہ بڑھے ہوئے جسموں والوں کے لئے بھی مفید ہے لیکن یہ اعضاء کو خشک کر دیتا ہے اور اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے تیل اور کڑوی چیزوں کا استعمال کرنا چاہیے اس سے گرم خون پیدا ہوتا ہے۔ سردیوں میں کھایا جانے والا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے۔

فائدہ: تبتی نامی مشک ایک آسودہ نوع ہے اور جرجاری خوشبو میں لطافت میں اس کے الٹ ہوتی ہے۔ قینوی ان دونوں کے درمیان متوسط ہوتی ہے۔ صنوبر اس سے کچھ کم ہوتی ہے۔ اس کی کستوری کو مختلف شیشوں کے برتنوں میں نکال کر رکھا جاتا ہے۔ یہ حیوان جتنا سمندر سے دور ہوتا ہے۔ اتنی ہی اس کی کستوری عمدہ اور اچھی ہو جاتی ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں ہرن کو دیکھنا خوبصورت عورت ہے جس نے دیکھا کہ وہ کسی ہرنی کو شکار کر کے اس کا مالک بن گیا ہے۔ تو وہ کسی لونڈی کا دھوکے اور چکر سے مالک بنے گا یا کسی عورت سے شادی کرے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے ہرنی کو ذبح کیا ہے تو وہ لڑکی کی دوشیزگی توڑے گا اور جس نے کسی ہرنی کو بغیر شکار کی غرض کے تیر مارا تو وہ کسی عورت کو تہمت لگائے گا۔ اور

جس نے کسی ہرنی کو تیر مارا اور اس کا ارادہ شکار کا ہو تو اس کو کسی عورت سے مال ملے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے ہرن کا شکار کیا ہے تو اس کو دنیا میں لذت حاصل ہوگی۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے ہرن کو پکڑ لیا ہے تو وہ میراث اور بہت سا مال پائے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے ہرنی کی کھال اتاری ہے تو وہ کسی عورت سے زیادتی کرے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ ہرن اس پر کود گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بیوی تمام امور میں اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

جاما پ نے کہا کہ جس نے دیکھا کہ ہرن کے نشانات پر چل رہا ہے تو اس کی قوت زیادہ ہوگی۔ اور جب کبھی انسان خواب میں ہرن کے سینگوں، بالوں اور کھالوں کا مالک بنے تو یہ عورتوں کی طرف سے مال ملنے کی علامت ہے۔ خاتمہ: خواب میں کستوری دیکھنا دوست اور لونڈی کی علامت ہے۔

جس نے کسی چور سے کستوری کو اٹھایا تو وہ اپنے کام سے رک جائے گا۔ کیونکہ مہکنے والی خوشبو اپنے مالک اور حامل کی چغلی کرتی ہے اور اس کے راز کو فاش کر دیتی ہے۔ اسی طرح یہ مال پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ سونے وغیرہ سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ اسی طرح اچھی زندگی پر دلالت کرتی ہے اور بہترین خوشبو اپنے سونگھنے والے یا مالک پر لوٹ آتی ہے۔ اسی طرح تہمت زدہ لوگوں کی براءت پر دلالت کرتی ہے بعض نے کہا وہ لڑکا ہوتی ہے اور بقول بعض کے وہ عورت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: میں نے شرف الدین بن یونس جو کہ ”التنبیہ“ کے شارح ہیں کی کتاب ”مختصر الاحیاء“ کے باب الاخلاص میں دیکھا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے عمل کو خالص کیا اور کسی کو اللہ کے مقابلے میں اس کا قائم مقام نہ سمجھا تو اس کی برکت کے آثار اس پر ظاہر ہوں گے اور اس کے بعد قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت آدم کو زمین کی طرف اتارا گیا تو جنگل کے وحشی ان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا اور ان کی زیارت کی تو آدم ہر جنس کے لئے وہی دعا کرتے جس کی وہ لائق ہوتی۔ ان کے پاس ہرنوں کا ایک ٹولہ آیا تو آپ نے ان کے لئے دعا کی اور ان کی پشتوں پر ہاتھ پھیرا تو ان میں نافہ مشک ظاہر ہو گئے۔ پھر جب باقی ہرنوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے کہا یہ نافرمانی کہاں سے آئیں انہوں نے کہا کہ ہم صنفی اللہ آدم کے پاس زیارت کے لئے گئیں تھیں تو انہوں نے ہمارے لئے دعا کی اور ہماری پشتوں پر ہاتھ پھیرا پھر باقی ہرنیں ان کی طرف گئیں تو انہوں نے ان کے لئے بھی دعا کی اور ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا لیکن ان کے لئے کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہوئی تو وہ کہنے لگیں ہم نے بھی وہی کچھ کیا جو تم نے کیا لیکن جو تمہیں حاصل ہوا ہے اس میں سے ہم نے کچھ نہیں دیکھا تو ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ عمل اس لئے کیا تھا تا کہ تمہیں وہ چیز حاصل ہو جائے جو تمہارے بھائیوں کو حاصل ہوئی اور پہلی ہرنیوں کا عمل صرف اور صرف اللہ کے لئے تھا تو یہ نافہ ان کی نسل میں اور ان کے بعد قیامت تک ظاہر ہوتا رہے گا یہ بات احیاء العلوم کی زیادات میں سے ہے۔ ہم نے اخلاص اور ریاء پر اپنی کتاب الجوہر الفرید کے چوتھے جزء میں کلام کیا ہے۔ جو دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے۔

## الظربان

ظاکی فتح سے بروزن قطران ہے۔ یہ کتے کے بچے سے تھوڑا سا بڑا جانور ہے۔ بہت زیادہ بدبودار ہوتا ہے اور بہت زیادہ پاد مارنے والا جانور ہے۔ ظربان اپنی اس عادت کو جانتا ہے اس لئے اس نے اس کو اپنا اسلحہ بنا لیا ہے جس طرح جباری اپنے

ہتھیار کو پہچانتا ہے تو جب شکرہ اس کے قریب آتا ہے تو وہ اپنا ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح ظربان گوہ کے سوراخ کی طرف جاتا ہے جس میں اس کے بچے اور انڈے ہوتے ہیں پھر وہ اس کی بل میں تنگ جگہ میں بیٹھ کر اپنے دم سے اس کو بند کر دیتا ہے اور اپنی دبر کو گوہ کی طرف موڑ کر تین دفعہ پاد مارتا ہے یہاں تک کہ گوہ بے ہوش ہو جاتی ہے پھر یہ اس کو کھا جاتا ہے پھر یہ اس بل میں اتنی دیر تک بیٹھا رہتا ہے یہاں تک گوہ کے آخری بچے تک پہنچ کر اس کو کھالے۔ عربوں کا خیال ہے کہ جب اس کو کوئی شکار کرے اور یہ اس کے کپڑے میں پاد ماردے تو اس کی بدبو ختم نہیں ہوتی مگر کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

فائدہ: ابوعلی فارسی طبیب نے احمد بن الحسین الممتسی شاعر سے پوچھا جو کہ لغت کو بہت زیادہ نقل کرنے والا تھا کہ کیا ہمارے لئے فعلی کے وزن پر کوئی جمع ہے تو اس نے فوراً کہا جلی و ضربی ہے۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ میں نے تین رات تک لغت کی کتابوں کا مطالعہ کیا لیکن مجھے کوئی لفظ تیسرا نہیں ملا اور یہ بات باب الحاء میں گزر چکی ہے۔

ظربان بلی اور قلطی کتے جتنا ہوتا ہے۔ یہ ظاہری اور باطنی طور پر بدبودار ہوتا ہے۔ کانوں کی جگہ اس کے صرف دو سوراخ ہوتے ہیں یہ چھوٹے ہاتھوں والا ہوتا ہے اس کی تیز انگلیاں ہوتی ہیں۔ دم لمبا ہوتا ہے اس کی پیٹھ کی ہڈی اور اس میں جوڑ نہیں ہوتے بلکہ ایک ہڈی ہوتی ہے جو سر کے جوڑ سے لے کر دم کے جوڑ تک ہوتی ہے۔ بسا اوقات لوگ اس پر کامیاب ہو کر اس کو تلوار مارتے ہیں لیکن تلوار جب تک اس کی ناک کے کنارے پر نہ لگے کوئی اثر نہیں کرتی کیونکہ اس کا چمڑا نہایت مضبوط ہوتا ہے اس کی عادت ہے کہ جب سانپ کو دیکھتا ہے تو اس کے قریب جا کر اس پر کود جاتا ہے۔ جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو وہ لمبا ہو کر پتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رسی کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس پر لپٹ جاتا ہے تو پھر ظربان پھونکتا ہے پھر سانس لیتا ہے جس سے سانپ ٹوٹے ٹوٹے ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ پرندوں کی تلاش میں وہ دیواریں بھی پھلانگ سکتا ہے جب گر جاتا ہے تو اس کا پیٹ سانس سے پھول جاتا ہے اس لئے گرنا اس کو نقصان نہیں دیتا جب سواونٹوں میں جا کر یہ ہوا چھوڑتا ہے تو اونٹ منتشر ہو جاتے ہیں جس طرح چیچریوں والی بیٹھنے کی جگہ سے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ پھر بمشکل چرواہا ان کو ہانک کر واپس لاتا ہے۔ اسی لئے اس کو عرب مفرق النعم یعنی چوپایوں کو الگ الگ کر دینے والا کہتے ہیں یہ عرب میں بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

شرعی حکم: اس کے خبیث ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی بات کو ابن قتیبہ کا یہ قول روک نہیں سکتا کہ عرب ظربان کو شکار کرتے ہیں پھر وہ ان کی آستینوں میں ہوا نکالتا ہے کیونکہ عرب شکار صرف اس کو کہتے ہیں جو ماکول ہو۔ ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فسا بینہم الظربان۔ جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ شاعر نے کہا۔

الا ابلغا قيساً وجندب اننى ضربت كثيراً مضرب الظربان

”قیس اور جندب کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو مجھے ظربان کی طرح بہت مار پڑی ہے۔“

## الظلم

مذکر شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب النون میں آئے گا۔ اس کی کنیت ابوالبیض اور ابوثلثین اور ابوالصحاری ہے۔ اس کی جمع ظلمان بروزن ولید اور ولدان ہے۔

زہیر نے کہا۔

من الظلم ان جو جوہ ہوا

”ظلم ان کا سینہ ہوا ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ﴾ اور ان کے اوپر ہمیشہ رہنے والے بچے گھومیں گے۔ اس کی نظیر قضیب اور قضبان اور عریض اور عرضان ہے۔ فیصل اور فصلان ہے۔

سیبویہ نے ولدان کے علاوہ سارے الفاظ بیان کئے ہیں اور کہا کہ یہ قلیل ہے۔ دوسروں نے بیان کیا کہ قرئی کی جمع قریان ہے (یعنی پانی چلنے کی جگہ) اور سری (مالدار آدمی) کی جمع سریان ہے۔ صبی کی جمع صبیان ہے۔ خصی کی خصیان ہے۔ خاتمہ: کہا جاتا ہے عار الظلم عاراً یعار عراراً۔ اور یہ ظلم کی آواز کو کہتے ہیں۔

ابن خلدان وغیرہ نے کہا ہے کہ اسی لفظ سے عرار کا نام لیا گیا ہے جو کہ عرار بن عمرو بن شاص اسدی ہے جس کے باپ نے اس کے بارے میں کہا۔

ارادت اعرار بالہوان ومن یرد عرار العمری بالہوان فقد ظلم

”اس عورت نے عرار کو ذلیل کرنا چاہا میری عمر کی قسم جو عرار کو ذلیل کرنا چاہے اس نے ظلم کیا۔“

فان عرار ان یکن غیر واضح فانی احب الجون ذا المنكب العمم

”کیونکہ عرار اگر چہ واضح نہیں ہے پس میں جون کو پسند کرتا ہوں جو بڑے کندھے والا ہے۔“

اس کے باپ کی بیوی اس کی قوم میں سے تھی اور اس کا بیٹا عرار تھا یہ ایک لونڈی سے تھا عرار اور اس کے باپ کی بیوی کے درمیان کوئی دشمنی ہو گئی۔ تو اس کے باپ عمرو نے کوشش کی کہ ان کے درمیان صلح ہو جائے لیکن یہ نہ ہو سکا تو اس نے اس عورت کو طلاق دے دی پھر شرمندہ ہوا عرار بڑا فصیح عقلمند تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ کی جانب سے حجاج بن یوسف کی طرف بعض مہمات میں اپیلچی کے طور پر گیا۔ تو جب اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو اس نے اس کو نہ پہچانا۔

اور اس کو حقیر سمجھا۔ جب ابان نے اس سے فضل کے متعلق بات پوچھی تو اس نے بڑی فصاحت سے جواب دیا یہاں تک کہ بہت انتہا کو پہنچ گیا تو حجاج نے بطور مثال یہ شعر پڑا۔

ارادت عرار بالہوان ومن یرد عرار العمری بالہوان فقد ظلم

”اس نے عرار کو ذلیل کرنا چاہا اور جو عرار کو ذلیل کرنا چاہے میری عمر کی قسم اس نے ظلم کیا۔“

پھر دوسرا شعر پڑھا تو عرار نے کہا اللہ آپ کی مدد کرے میں ہی عرار ہوں تو اس کو یہ بات اچھی لگی اور وہ بڑا خوش ہوا۔

اور یہ حکایت اس کی نظیر ہے جو دینوری نے مجالہ میں نقل کی ہے اور حریری نے درہ میں نقل کی ہے۔ کہ عبید بن شریہ البحر ہی تین سو سال زندہ رہا اسلام کا زمانہ بھی پایا اور مسلمان ہو گیا وہ معاویہ بن ابی سفیان کے پاس شام میں گیا جبکہ وہ خلیفہ تھے تو اس نے کہا مجھے مزے دار بات سنائیں جو آپ نے دیکھی ہو۔

تو اس نے کہا میں ایک دفعہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو اپنی میت کو دفن کر رہے تھے تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو



میں نے شاعر کے اس قول کے ساتھ مثال بیان کی۔

يا قلب انك من اسماء مغرور فاذا كر وهل ينفعك اليوم تذكير  
 ”اے دل تو اسماء سے دھوکے میں پڑ گیا ہے اس لئے کچھ نصیحت حاصل کر اور کیا تجھ کو آج کے دن نصیحت نفع دے سکتی ہے؟“

قد بحت بالحب ما تخفيه من احد حتى جرت لك اطلاقا محاضر  
 ”تو نے خالص دوستی لگائی ہے جس کو تو کسی سے بھی چھپا نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ تیرے لئے کھلے لیکچر جاری ہو گئے۔“  
 فلست تدري وما تدري اعاجلها ادنى لرشدك ام ما فيه تاخير  
 ”تو نہیں جانتا کہ ان میں سے جلدی والے تیری ہدایت کے زیادہ قریب ہیں یا تاخیر والے۔“

فاستقدر الله خيرا وراضين به فينما العسر اذ دارت مياسير  
 ”پس اللہ سے خیر مانگ اور اس پر راضی ہو جا کیونکہ تنگی کے گھومنے کے بعد آسانی آ جاتی ہے۔“  
 وبينما المرء في الاحياء مغتبط اذ هو الرمس تعفوہ الاعاصير  
 ”آدمی جب زندوں پر رشک کر رہا ہو جبکہ قبر کو زمانے مٹا دیتے ہیں۔“

يكي الغريب عليه ليس يعرفه وذو قرابته في الحى مسرور  
 ”مسافر اس پر روتا ہے اور اسکو جانتا نہیں لیکن اس کی قرابت والا قبیلے میں خوش ہوتا ہے۔“

وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ شعر کس نے کہے ہیں۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں مگر میں کافی زمانے سے ان کو بیان کر رہا ہوں۔ تو اس نے کہا اللہ کی قسم ان اشعار کا کہنے والا یہی ہمارا ساتھی ہے۔ جس کو ہم دفنار ہے ہیں اور وہ غریب رونے والے تم ہو جو اس کو پہچانتے بھی نہیں۔ اور یہ جو قبر میں سے نکلا ہے یہ اس کا سب سے زیادہ قریبی ہے۔ اور وہی اس کی موت پر سب سے زیادہ خوش ہونے والا ہے۔ جیسا کہ اس مرنے والے نے شعر کہے تھے۔ تو میں نے اس بات سے بڑا تعجب کیا جو اس نے مجھے اس کے شعروں اور انجام کے متعلق بتایا۔ گویا کہ وہ اپنی جگہ سے اپنے جنازے کو دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا ان البلاء موکل بالمنطق آزمائش اور بلاء بولنے پر موقوف ہے۔ تو یہ بات مثال بن گئی۔ تو اس کو معاویہ نے کہا تو نے تو عجیب بات دیکھی ہے لیکن میت ہے کون۔ تو اس نے کہا یہ عثیر بن لبید عذری ہے۔

## باب العين المهملة

### العائق

جوہری کہتے ہیں یہ پرندے کے بچے کو جو ناہض سے بڑا ہوتا ہے کہا جاتا ہے اخذت فرخ قطة عاتقا۔ یعنی میں نے قطا کے بچے عاتق کو پکڑا۔ بچہ عاتق اس وقت ہوتا ہے جب اڑنے لگے اور مستقل ہو جائے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ سبق سے ہے یعنی یعتق بمعنی سبق ہوگا۔ ابن سیدہ کہتے ہیں قطا کے بچوں میں سے ناہض کو عاتق کہتے ہیں اور ناہض وہ ہوتا جو اپنے پہلے پر جھاڑ

دے اور اس کے نئے پر نکل آئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ عاتق کبوتروں میں وہ ہوتا ہے جو پختہ عمر والا اور مستحکم نہ ہو اس کی جمع عواتق آتی ہے۔ الفرس العتیق کا معنی عمدہ گھوڑا ہے اور امرأة عتیقہ کا مطلب خوبصورت شریف عورت ہے۔

صحیح بخاری میں ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کہ سورہ بنی اسرائیل کہف مریم طہ اور انبیاء یہ عتاق الاول میں سے ہیں اور یہ میرے پرانے مال میں سے ہیں۔ عتاق عتیق کی جمع ہے ہر وہ چیز جو عمدگی میں انتہا کو پہنچ جائے۔ عرب اس کو عتیق کہتے ہیں۔ ابن مسعود نے ان سورتوں کی جو فضیلت بیان کی ہے وہ اس لئے ہے کیونکہ ان میں انبیاء کے قصے اور ان کی خبریں اور پہلی امتوں کی خبریں ہیں۔ پرانے مال کو تلامد کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ سورتیں شروع اسلام میں نازل ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ نکی ہیں اور انہیں کو پہلے پڑھا گیا اور قرآن سے سب سے پہلے حفظ کیا گیا۔

## العاتق

گھوڑے کو کہتے ہیں اس کی جمع عواتق ہے۔ شاعر کہتا ہے:-

نبتعہم خیلا لنا عواتقا  
فی الحرب جردا نرکب المہالکا

”ہم ننگی پیٹھ والے عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ میں ان کا پیچھا کرتے ہیں اور ہم ہلاکت والی جگہوں میں سوار ہو کر داخل ہو جاتے ہیں۔“

عبدالباقی بن قانع نے اپنی معجم میں اور حافظ ابوطاہر سلفی نے سیانہ بن عاصم کی حدیث میں ذکر کیا ہے جو کہ صحابی ہیں (سین مہملہ بعد میں یاء مثناة پھر الف اس کے بعد نون اور ہاء) کہ نبی ﷺ نے حنین کے دن فرمایا میں بنی سلیم کی عواتق عورتوں کا بیٹا ہوں۔ یہ عواتق بنو سلیم کی تین عورتیں ہیں جو نبی ﷺ کی مائیں تھیں۔ ان میں سے ایک عاتقہ بنت ہلال بن فالح بن ذکوان السلمیہ ہے اور یہ عبدمناف بن قصی کی ماں ہے دوسری عاتقہ بنت مرہ بن ہلال بن فالح السلمیہ ہے اور یہ ہاشم بن عبدمناف کی ماں ہے تیسری عاتقہ بنت الاوقص بن مرہ بن ہلال السلمیہ ہے اور یہ وہب کی ماں ہے جو آمنہ کا باپ ہے اور یہ آمنہ نبی ﷺ کی والدہ ہے۔ پہلی عاتقہ دوسری کی پھوپھی ہے اور دوسری عاتقہ تیسری کی پھوپھی ہے بنو سلیم اس کی ولادت پر فخر کرتے تھے بنو سلیم کے لئے اس کے علاوہ اور بھی کئی فخر کی باتیں ہی ان میں ایک یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے ساتھ ان کے ایک ہزار آدمی حاضر ہوئے۔ اور ان کا جھنڈا نبی ﷺ نے تمام جھنڈوں سے آگے رکھا اور وہ سرخ رنگ کا تھا۔

دوسری فخر کی بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوفہ بصرہ مصر شام والوں کی طرف پیغام لکھ کر بھیجا کہ اپنے اپنے شہروں سے سب سے افضل آدمی کو میری طرف بھیجو تو اہل کوفہ نے عتبہ بن فرقد السلمی کو بھیجا اہل شام نے ابوالاعور سلمی کو بھیجا اہل بصرہ نے مجاشع بن مسعود السلمی کو بھیجا اور اہل مصر نے معن بن یزید السلمی کو بھیجا اس بات کو ایک جماعت نے اس طرح بیان کیا ہے حالانکہ صحیح بات یہ ہے فتح مکہ کے دن بنو سلیم حاضر تھے۔ تو نبی ﷺ نے ان سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو ایک سو کے برابر ہو اور انہیں ایک ہزار پورا کر دے انہوں نے کہا جی ہاں تو ضحاک بن سفیان نے ان کو پورا کر دیا یہ ان کا سردار تھا۔ اس کو ان پر اس لئے سردار بنایا گیا کیونکہ وہ سب کے سب قبیلہ قیس غیلان سے تھے۔

## عتاق الطیر

جوہری کے بقول یہ شکاری پرندوں پر بولا جاتا ہے۔

## العتلة

یہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو کبھی حاملہ نہیں ہوتی اور ہمیشہ طاقت ور رہتی ہے یہ بات ابونصر نے کہی اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر باب النون لفظ ناقہ میں آئے گا۔

## العاضة و العاضه

یہ وہ سانپ ہے جو آدمی کو ڈسنے کے ساتھ ہی مار دیتا ہے اس کا ذکر باب الحاء لفظ الحیہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

## العاسل

بھیڑیے کو کہتے ہیں اس کی جمع عسل اور عواسل آتی ہے اور مؤنث عسلی ہے اس کا ذکر بھڑیے کے باب الذال معجمہ میں گزر چکا ہے۔

## العاطوس

ایک چوپایہ ہے جس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الفاء الفاعوس میں آئے گا۔

## العافیہ

انسانوں جانوروں اور پرندوں میں جو بھی رزق طلب کرے اس کو العافیہ کہتے ہیں یہ عفو تہ یعنی میں نے اس سے نیکی مانگی۔ حدیث میں ہے جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا تو وہ اس کی ہے اور اس سے اگر کوئی عافیہ (رزق طلب کرنے والا چرند پرند وغیرہ) کھا گیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ایک روایت میں العوانی کا لفظ ہے جو العافیہ کی جمع ہے اس کو نسائی بیہقی نے روایت کیا ہے ابن حبان نے جابر بن عبد اللہ کی روایت سے صحیح کہا ہے۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم مدینے کو اس کی بہترین حالت میں چھوڑ جاؤ گے کہ وہاں عوانی کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا (عوانی سے مراد درندے اور پرندے ہیں) پھر مزینہ قبیلہ کے دو چرواہے مدینہ کی طرف جائیں گے وہ اپنی بکریوں کو ہانک رہے ہوں گے تو مدینے میں ان کو صرف وحشی ملیں گے یہاں تک کہ وہ چلتے چلتے ثنیۃ الوداع پہنچ کر منہ کے بل گر پڑیں گے امام نووی فرماتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ مدینے کا چھوڑنا آ خر زمانے میں قیامت کے قریب وقوع پذیر ہوگا اور مزینہ کے دونوں چرواہوں کا قصہ اسی بات کی وضاحت کرتا ہے۔ کیونکہ جب قیامت ان کو آ جائے گی تو وہ منہ کے بل گر جائیں گے اور یہی وہ دو آخری شخص ہوں گے جن کو اکٹھا کیا جائے گا جیسا صحیح بخاری شریف میں ثابت ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ پہلے زمانے میں گزر کر پورا ہو چکا ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہے نبی ﷺ نے

مدینے کو بہترین حالت میں چھوڑا تھا پھر وہاں سے خلافت شام اور عراق منتقل ہو گئی۔ اور یہ وقت دین دنیا کے لئے بہترین وقت تھا۔ دین کا اس لئے کہ علماء وہاں بہت تھے اور دنیا کا اس لئے کہ یہ آباد ہو گیا تھا اور قسم قسم کے پودے لگ گئے اور اس کے رہنے والوں کا حال کشادہ ہو گیا تھا۔

اخباریوں نے مدینے میں وقوع پذیر ہونے والے فتنوں کے بارے میں لکھا ہے کہ جو مدینے میں آئے تو وہاں کے رہنے والے وہاں سے نکل گئے اور ان کے پھل وغیرہ رہ گئے اور وہ اکثر پھل پرندوں کے ہو کر رہ گئے۔ مدینہ کچھ عرصہ خالی رہا پھر لوگ وہاں واپس آ گئے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ آج بھی اس کا حال اس کے قریب قریب ہے کیونکہ مدینے کے اطراف خالی ہو چکے ہیں۔

## العائد

ذال معجمہ کے ساتھ ہے۔ وہ اونٹنی جس کے ساتھ اس کا بچہ ہو۔ بعض نے کہا کہ اونٹنی کے جننے کے کچھ دنوں بعد جب وہ بچہ طاقتور ہو جائے تو اس اونٹنی کو عائد کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ قریش نبی ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تو ان کے ساتھ بچوں والی عائد اونٹنیاں تھیں۔ عوذ عائد کی جمع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دودھ والی اونٹنیوں کے ساتھ نکلے تاکہ ان کے دودھ کو زاد راہ استعمال کریں۔ اور اس وقت تک واپس نہ آئیں یہاں تک کہ نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کو اپنے گمان کے مطابق مٹانہ دیں۔

نہایت الغریب میں لکھا ہے کہ العوذ المطافیل سے مراد بچے اور عورتیں ہیں۔ ”اگر چہ پناہ پکڑنے والا بچہ ہوتا ہے“ پھر بھی ناقہ کو عائد کہتے ہیں کیونکہ وہ اس پر زمی کرنے والی ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں تجارة رابحة حالانکہ اس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے یہاں رابحة کا معنی نامیہ اور ذاکیہ یعنی بڑھنے والی ہے۔ اسی طرح عیشۃ راضیہ کا مطلب ہے عیشۃ صالحہ: اچھی زندگی ہے۔

## العقبص او العبقوص

ایک چھوٹا سا جو پایہ ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العبور

یہ بکری کے جذعہ یا اس سے چھوٹے کو کہتے ہیں۔ اور اللحمیانی نے اس کو چھوٹے کے لئے معین کیا ہے۔ تو اس نے کہا یہ دودھ چھوڑنے والے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عبارہ ہے۔ یہ بات بھی ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العترفان

عین کے ضمہ سے ہے مرغ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الدال میں گزر چکا ہے۔ عدی بن زید نے کہا۔

ثلاثة احوال وشهرا محرما  
اقضى كعين العترفان المحارب  
”تین سال اور ایک حرمت والا مہینہ میں اس طرح پورا کرتا ہوں جیسے لڑاکا مرغ کی آنکھ ہوتی ہے۔“

## العتود

عین کی فتح کے ساتھ۔ بکری کے اس چھوٹے بچے کو کہتے ہیں۔ جب وہ سال گزرنے کے بعد طاقتور ہو جائے اور چرنے لگے۔ اس کی جمع اعتدہ اور عدان ہے۔ کیونکہ اصل میں عدان تھا تا کہ عدال میں ادغام کر دیا۔

مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو بکریاں دیں کہ وہ صحابہ کرام میں تقسیم کر دیں تو ایک عتود باقی بچ گئی تو آپ نے فرمایا اس کو تم ذبح کر لو۔

بیہقی نے اور ہمارے تمام اصحاب نے کہا کہ یہ رخصت عقبہ بن عامر کو خاص تھی۔ جیسے ابو بردہ ہانی بن نیار البلوئی کو تھی۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عقبہ بن عامر سے کہا تھا کہ تم اس کی قربانی کر لو اور یہ رخصت تیرے بعد کسی کو نہیں ہے۔

سنن ابوداؤد میں نبی ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس طرح کے واقعہ میں زید بن خالد کو بھی اجازت دی تھی۔ تو جن لوگوں کو اس میں خاص کیا گیا ہے وہ تین ہیں ابو بردہ عقبہ اور زید بن خالد۔

## العثة

عین کے ضمہ اور ثاء کی شد سے ہے۔ یہ ایک ایسا جانور ہے جو کپڑوں اور اون کو چاٹ جاتا ہے۔ اس کی جمع عث اور عثث ہے۔ یہ عام طور پر اون میں ہوتا ہے۔ محکم میں ہے کہ یہ ایک چوپایہ ہے جو چمڑے سے متعلق ہوتا ہے اور اس کو کھاتا ہے۔ یہ بات ابن اعرابی نے کہی ہے۔

ابن درید نے کہا کہ عث ”بغیر ہاء کے“ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو اون میں ہوتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ جمع عث ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو چمڑا کھاتا ہے اس کے اور دیمک کے درمیان مغایرت ہے۔ جوہری نے کہا العثة ایک کیڑا ہے جو اون کھاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں عثیة تقرم جلد املس عیثیہ نرم چمڑے کو کھاتا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو کسی چیز میں اثر انداز ہونے کی کوشش کرے مگر ہونہ سکے۔ یہ بات احنف بن قیس نے حارثہ بن زید کو کہی۔ جب اس نے علیؑ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اس کو بھی حکومت میں لے لیں۔

فائق میں ہے کہ احنف نے ایک آدمی کی ہجو کرتے ہوئے کہا تھا۔ شعر یہ ہے۔

فان تشتمونا علی لومکم فقد تقرم العث ملس الادم

”اگر تم ہم کو گالیاں دو کیونکہ ہم تم کو ملامت کرتے ہیں تو بے شک عث نرم چمڑے کو کاٹتا رہتا ہے۔“

## عثمہ

سخت اونٹنی کو کہتے ہیں۔ مذکر عشم ہے۔ اور عشم شیر کو بھی کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ اور کہا کہ یہ لفظ اس کے لئے

کہا جاتا ہے کہ جس کا روندنا بڑا بھاری ہو۔ شاعر نے کہا کہ

خبعثن مشیتہ عثم

”خبعثن کی چال عثم کی طرح ہے۔“

## العثمان

حجرات کے بچے کو کہتے ہیں اور سانپ کے بچے کو بھی کہتے ہیں۔ اور سانپ کو بھی کہتے ہیں۔

## العثوج

موٹے اونٹ کو کہتے ہیں۔

## العجروف

عین کی ضمہ سے ہے یہ ایک لمبے پاؤں والا چھوٹا سا جانور ہے بعض کے بقول لمبے پاؤں والی چیونٹی کو کہتے ہیں۔

## العجل

گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عجائل اور مونث عجلۃ ہے۔ اور کہا جاتا ہے بقرة معجل یعنی پھڑے والی گائے۔  
فائدہ: کہا جاتا ہے کہ اس کو عجل اس لئے کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے اس کی عبادت میں جلدی کی تھی۔ انہوں نے چالیس دن اس کی بندگی کی تو وہ چالیس سال تک وادی تہ میں عذاب میں مبتلا رہے۔ تو اللہ نے ایک دن کے مقابلے میں ایک سال عذاب دیا۔  
ابو منصور دہلی نے مسند فردوس میں حدیفہ بن یمان سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر امت کا ایک پھڑا ہوتا ہے اس امت کا پھڑا درہم اور دینار ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے پھڑے کی اصلیت سونے چاندی کا زیور تھا۔ بعض نے کہا عجلاً جسدا سونے کا تھا۔ بنی اسرائیل کا پھڑے کی عبادت کرنے کا سبب یہ تھا کہ موسیٰ کے لئے اللہ نے تیس راتیں وقت مقرر کیں اور پھر اس کو دس سے مکمل کیا تو جب ان کو لے کر سمندر کو عاشورہ کے دن عبور کیا جبکہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوئی تھی۔ تو وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کر رہے تھے وہ بت گائیوں کی طرح تھے۔

(ابن جریج نے کہا کہ یہ پھڑے کی پہلی شان تھی)

تو بنی اسرائیل نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایسے معبود (یعنی گائیوں کی طرح) بنا دو جن کی ہم بندگی کریں جیسے ان کے معبود ہیں۔ بنی اسرائیل کے دل میں اللہ کی وحدانیت کا شک نہیں تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ایک ایسی چیز بنا دو جس کی ہم تعظیم کریں اور اللہ کے قریب ہو جائیں۔ انہوں نے سمجھا کہ اس سے ان کی دیانت کو کوئی نقصان نہیں ہوگا اور یہ گمان شدید جہالت کی وجہ سے تھا۔ جیسے کہ اللہ نے فرمایا ﴿انکم قوم تجهلون﴾ اور موسیٰ نے بنی اسرائیل سے مصر میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو وہ ان کو ایسی کتاب دے گا جس میں ان کے اوامروں ہی

کا بیان ہوگا۔ جب اللہ نے ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا تو موسیٰ نے اپنے رب سے کتاب مانگی تو اللہ نے ان کو تیس دن روزے رکھنے کا حکم دے دیا۔ جب تیس دن پورے ہوئے تو انہوں نے اپنے منہ کی بو کو اچھا نہ سمجھا تو خروب کی لکڑی سے مسواک کر لی۔ بعض نے کہا آپ نے کسی درخت کی چھال کھائی تھی۔ تو فرشتوں نے کہا ہم آپ کے منہ سے کستوری کی بو محسوس کرتے تھے جس کو اس مسواک نے ختم کر دیا تھا۔ تو انہوں نے دس دن اور پورے کئے جب پہلے تیس دن پورے ہوئے تو بنی اسرائیل کا فتنہ اگلے دس دنوں میں شروع ہوا۔ سامری ان لوگوں میں سے تھا جو گائے کی پوجا کرتے تھے۔ اس نے اسلام ظاہر کیا ہوا تھا مگر گائے کی عبادت کی محبت اس کے دل میں موجود تھی تو اللہ نے اس کے ذریعے بنی اسرائیل کو آزمایا۔ تو سامری نے ان سے کہا (سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا) اسرائیل کے زیور لادو۔ انہوں نے وہ جمع کر دیے تو اس نے ان کو ایک بچھڑا بنا دیا جس میں سے آواز آتی تھی اور اس کے منہ میں جبریل کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی ڈال دی تو وہ گوشت اور خون والا جسم دار بچھڑا بن گیا جس سے گائے کی آواز آتی تھی۔ اسی طرح ابن عباس، حسن، قتادہ اور اکثر اہل تفسیر نے کہا اور یہی بات زیادہ صحیح ہے جیسے بغوی وغیرہ نے کہی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ جسم سونے کا تھا اس میں روح نہیں تھی اور اس میں سے آواز آتی تھی۔ بعض نے کہا کہ اس نے صرف ایک دفعہ ہی آواز کی تھی تو وہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت پر ٹھہر گئے۔ اس کے گرد رقص کرنے لگے اور دھالیں ڈالنے لگے۔ بعض نے کہا کہ وہ بہت آواز کرتا تھا۔ اور وہ جب بھی آواز کرتا وہ سب اس کے سامنے سجدے میں گر جاتے۔ جب وہ خاموش ہو جاتا تو اپنے سروں کو اٹھا لیتے۔

وہب نے کہا کہ اس سے بچھڑے کی آواز آتی تھی لیکن حرکت نہیں کرتا تھا۔

سدی نے کہا کہ وہ آواز بھی کرتا تھا۔ اور چلتا بھی تھا۔ جس انسان کے بدن کو کہتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی بھی غذا کھانے والے کے جسم کو جسد نہیں کہتے۔ کبھی کبھی جنوں کے لئے بھی اجساد کہہ دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا جو بچھڑا تھا وہ ایک جسم تھا جو چنٹا تھا اور نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اللہ نے فرمایا ﴿وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ﴾ یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈالی گئی۔ اللہ نے ابراہیم کے بارے میں فرمایا: فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ۔ وہ ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ قتادہ نے کہا کہ ابراہیم کے پاس اکثر مال گائیں تھیں اور ان کی مہمانی میں اضافہ کے لئے موٹا بچھڑا پسند کیا۔

قرطبی نے کہا بعض لغات میں عجل بکری کو بھی کہتے ہیں یہ بات قشیری نے ذکر کی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام بہت زیادہ مہمان نواز تھے اور یہی بات آپ کے لئے کافی ہے کہ آپ نے صرف مہمانی کے لئے کئی اوقاف مقرر کئے تھے۔ امتیں دین کے اختلاف کے باوجود ان پر چلتی تھیں۔ عون بن شداد نے کہا جبریل نے اپنے پر کے ساتھ بچھڑے کو چھوا تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور اپنی ماں سے جا ملا۔

قاضی محمد بن عبدالرحمن المعروف ابن قریبہ کے محاسن میں یہ حکایت بیان کی جاتی ہے (ان کی وفات ۳۴۰ میں ہوئی) کہ عباس بن معلیٰ کاتب نے ان کی طرف یہ لکھا (قاضی) اس یہودی شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے ایک نصرانی عورت سے زنا کیا ہوا اور اس کا ایک بچہ پیدا ہو جس کا جسم انسانوں کا سا ہو اور چہرہ گائے جیسا ہو۔ اور ان دو کو پکڑ لیا گیا ہے۔ تو قاضی کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے فوری طور پر یہ جواب لکھا۔ یہ یہودیوں کے لعنتی ہونے پر سب سے زیادہ عادل گواہ

ہے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں پچھڑے کی محبت ڈال دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ان چولہے سے بھی یہ چیز نکل آئی میری رائے میں یہودی کے سر کے ساتھ پچھڑے کا سر لٹکا کر نصرانیہ عورت کی گردن پر اس طرح صلیب دی جائے کہ سر مرد کے ساتھ ہو پھر ان کو زمین پر گھسیٹا جائے اور یہ پکارا جائے ﴿ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ والسلام

فائدہ آخری: قرطبی نے طروش سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایسی قوم کے بارے میں سوال کیا گیا جو ایک جگہ قرآن کا کچھ حصہ اکٹھے ہو کر پڑھیں پھر کوئی گانے والا ان کے لئے شعر گائے تو وہ رقص کریں اور وجد میں آجائیں اور دف اور شباہہ بجائیں تو کیا ایسے لوگوں کے ساتھ حاضر ہونا جائز ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ سردار صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ باطل، جہالت اور گمراہی ہے الی آخرہ..... میں کہتا ہوں انہوں نے کہا کہ صوفیہ کا مذہب باطل ہے جہالت ہے اور گمراہی ہے۔ اور اسلام کتاب و سنت کے سوا کچھ نہیں۔ رقص اور وجد کو سب سے پہلے سامری کے ساتھیوں نے ایجاد کیا۔ جب ان کے لئے پچھڑا بنایا گیا تو وہ اس کے آس پاس رقص کرنے لگے اور وجد میں آگئے۔ تو یہ دین کافروں اور پچھڑے کے پجاریوں کا ہے۔ نبی ﷺ کی مجلس آپ کے صحابہ کے ساتھ ایسی تھی کہ وقار کی وجہ سے ان کے سر ہلتے نہیں تھے۔ جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ تو بادشاہ اور اس کے نائبین کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو مسجدوں وغیرہ میں ایسی مجالس سے روکے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ ایسی مجالس میں حاضر ہو اور ان کے باطل پران کی مدد کرے۔ یہی مذہب مالک شافعی ابوحنیفہ اور احمد رحمہم اللہ وغیرہ کا ہے۔

فائدہ آخری: روایت کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار آدمی تھا اور اس کا ایک چچا کا بیٹا فقیر تھا اور اس مالدار آدمی کا اس کے بغیر کوئی وارث نہ تھا۔ جب اس کی عمر لمبی ہوئی تو اس نے اس کو مار ڈالا تا کہ اس کا وارث بن جائے۔ اور اس کو کسی دوسری بستی کے صحن میں جا ڈالا پھر اس کا قصاص لینے نکل کھڑا ہوا اور کچھ لوگوں کو موسیٰ کے پاس لے کر آیا اور اس بستی والوں پر قتل کا الزام لگایا۔ موسیٰ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ تو موسیٰ پر مقتول کا معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ کلبی کہتے ہیں۔ یہ واقعہ قسامت کے نزول سے پہلے کا ہے۔

تو لوگوں نے موسیٰ سے سوال کیا کہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اس معاملہ کو ان کے لئے واضح کر دے تو آپ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی طرف یہ وحی کی آپ ان کو یہ سکھائیں کہ اللہ ان کو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جس کا ایک بچہ تھا جس کا ایک پچھڑا تھا۔ تو وہ اس کو ایک جنگل لے گیا اور دعا کی ”اے اللہ یہ پچھڑا میں اپنے بیٹے کے لئے بڑا ہونے تک تیرے حوالے کرتا ہوں۔“ یہاں تک کہ جنگل میں جوان ہو گیا اور جسکو بھی دیکھتا اس سے بھاگتا۔ پھر جب یہ لڑکا جوان ہوا اور اپنی ماں کے ساتھ بہت نیک تھا۔ اپنی رات کے تین حصے کرتا تھا۔ ایک حصے میں نماز پڑھتا ایک حصے میں سوتا اور ایک حصے میں اپنی ماں کے سر کے پاس بیٹھتا تھا۔ جب صبح ہوتی تو جنگل میں جاتا اور وہاں سے ایندھن لاد کر بازار لاتا پھر اس کو وہاں بیچ دیتا۔ پھر تین حصے کرتا ایک حصہ صدقہ کرتا ایک حصہ خود کھاتا اور ایک حصہ ماں کو دے دیتا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا تیرے باپ نے تجھے وراثت میں ایک پچھڑا دیا ہے جسے اس نے ایک جنگل میں اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ تو تو جابر ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب علیہم السلام کے معبود سے یہ دعا کر کہ وہ تجھے واپس کرے اور اس



کی علامت یہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے گا کہ تو تیرے خیال میں آئے گا کہ اس کے چمڑے سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اس کے حسن اور زرردی کی وجہ سے اس کو مذہبہ (سنہری) کہا جاتا ہے وہ لڑکا جنگل میں آیا اور دیکھا کہ وہ چل رہا ہے اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں تجھے ابراہیم اسماعیل اسحق اور یعقوب کے معبود کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو آ جا تو وہ دوڑتا ہوا آ گیا اور اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو یہ اس کو گردن سے پکڑ کر گھرا رہا تھا تو پچھڑا بولا ایک ماں کے فرمانبردار نو جوان تو مجھ پر سوار ہو جا تیرے لئے آسانی ہوگی تو نو جوان نے کہا کہ میری ماں نے مجھے یہ حکم نہیں دیا بلکہ اس نے کہا ہے کہ اس کو گردن سے پکڑ کر لانا تو پچھڑے نے کہا بنی اسرائیل کے الہ کی قسم اگر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو مجھ پر کبھی بھی قادر نہ ہوتا۔ اب چل اگر تو پہاڑ کو بھی اب حکم دے کہ وہ تیرے ساتھ چل نکلے تو وہ بھی یہ کام کر لے گا کیونکہ تو اپنی ماں کا فرمانبردار ہے۔ وہ لڑکا اس کو لے کر اپنی ماں کے پاس آ گیا۔ تو اس کی ماں نے کہا تو فقیر ہے تیرے پاس مال نہیں۔

اور تجھے دن کو ایندھن اکٹھا کرنا اور رات کو قیام کرنا مشکل ہے اس لئے جا اس گائے کو بیچ آ اس نے پوچھا کتنے کا بیچوں؟ اس نے کہا تین دینار کا مگر میرے مشورے کے بغیر نہ بیچنا۔ ”اس وقت گائے کی قیمت تین دینار تھی“ وہ اس کو لے کر بازار گیا۔ اللہ نے فرشتہ بھیجا تا کہ اپنی مخلوق کو اپنی قدرت دکھائے اور تا کہ اس نو جوان کا ماں کی فرمانبرداری میں امتحان لے۔ اور اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔ فرشتے نے اس سے کہا تو یہ گائے کتنے کی بیچتا ہے؟ اس نے کہا تین دینار کی لیکن شرط یہ ہے ماں راضی ہو۔ تو فرشتے نے کہا میں تجھے چھ دینار دیتا ہوں مگر ماں سے مشورہ نہ کر۔ اس لڑکے نے کہا اگر تو مجھے اس پچھڑے کے برابر سونا بھی تول کر دے تو بھی میں ماں کے مشورے کے بغیر میں تم کو نہیں دوں گا۔ پھر وہ لڑکا رات کو ماں کے پاس آیا اور اس کو قیمت بتائی تو اس نے کہا اس کو چھ دینار میں بیچ دو مگر میری رضا مندی شرط ہے تو فرشتہ اس کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کیا تو نے اپنی ماں سے مشورہ لیا ہے؟ تو اس نے کہا چھ دینار میں بیچوں اور اس سے مشورہ ضرور کروں تو فرشتے نے کہا کہ میں تم کو بارہ دینار دیتا ہوں مگر اپنی ماں سے مشورہ نہ کر۔ لڑکا ماں کے پاس آیا اور اس سے یہ ساری بات بتادی۔ تو اس نے کہا یہ شخص جو تیرے پاس آدمی کی صورت میں آتا ہے یہ فرشتہ ہے جو تیرا امتحان لینا چاہتا ہے اب جب تیرے پاس آئے تو اس سے پوچھنا کہ کیا ہم یہ گائے بیچیں یا نہ بیچیں۔ تو لڑکے نے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ کہ اپنی ماں سے کہنا کہ اس کو مت بیچو کیونکہ موسیٰ اس کو بنی اسرائیل کے ایک مقتول کے لئے خریدیں گے۔ تو تم اس کو اس قیمت پر بیچنا کہ تم کو اس کا چمڑہ سونے سے بھر کر دیں۔ تو انہوں نے اس کو روک لیا۔ اور اللہ نے بنی اسرائیل پر اس طرح کی گائے ذبح کرنا مقدر کر دی اور یہ سب اس کا اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے اور اللہ کے فضل و رحمت سے تھا۔ تو یہ مسلسل موسیٰ سے گائے کے اوصاف پوچھتے رہے یہاں تک کہ ایسی ہی گائے سامنے آ گئی۔

علماء نے اس کے رنگ میں اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس کا رنگ سخت زرد تھا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس رنگ صاف تھا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اس کا رنگ پیلا سیاہ تھا۔ اور پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اسود فاقع نہیں کہا جاتا بلکہ اصفر فاقع“ کہا جاتا ہے اور اسود حالک کہتے ہیں اور احمر قان بولا جاتا ہے اور خضر ناصر کہا جاتا ہے اور ابیض یقق بولا جاتا ہے۔ جب انہوں نے اس کو ذبح کر دیا تو اللہ نے ان کو حکم دیا کہ اس کا کچھ حصہ مقتول پر ماریں۔ اس حصے میں اختلاف ہے۔ ابن عباس اور جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ ہڈی ماری جو غزروف سے ملی ہوتی ہے اور اگلی طرف ہوتی ہے۔

مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ دم کی ہڈی سے عجب الذنب کو مارا۔ کیونکہ ہڈی سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور سب سے آخر میں ختم ہوتی ہے۔ ساری پیدائش اسی سے ترکیب ہوتی ہے۔

ضحاک نے کہا کہ گائے کی زبان ماری کیونکہ وہ کلام کرنے کا آلہ ہے۔ عکرمہ اور کلبی نے کہا کہ ”دایاں ران مارا۔“ بعض نے کہا کوئی جوڑا مارا تھا معین نہیں ہے۔ جب یہ کام ہوا تو مقتول اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور اس کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا اور بتایا کہ مجھے فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ پھر گر کر وہیں فوت ہو گیا۔ تو موسیٰ نے اس کے قاتل کو وراثت سے محروم کر دیا۔

حدیث میں ہے کہ گائے والے کے بعد سے لے کر اب تک کوئی قاتل مقتول کا وارث نہیں بنا۔ قاتل کا نام عامیل تھا۔ یہ بات بغوی نے کہی ہے۔ زمخشری وغیرہ نے کہا ہے کہ روایت کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک بوڑھا آدمی تھا جس کا ایک بچہ تھا۔ جس کو اس نے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ میں اس کو بڑا ہونے تک اپنے بیٹے کے لئے تیرے حوالے کرتا ہے۔

وہ لڑکا بڑا ہوا اور ماں کا فرمانبردار تھا۔ یہ گائے بھی جوان ہو گئی جو موٹی تازہ اور خوبصورت تھی۔ انہوں نے یتیم اور اس کی ماں سے اس کا بھاد کیا یہاں تک کہ اس کا چمڑا بھر کر سونا دیا اور اس کو لے لیا۔ گائے اس وقت تین دینار کی تھی۔

زمخشری وغیرہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے ایسی گائے کو چالیس سال تک تلاش کیا۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر وہ کوئی سی گائے بھی ذبح کر دیتے تو ان کو کافی ہوتی مگر انہوں نے اپنی جان پر سختی کی تو اللہ نے ان پر سختی کی۔

کسی چیز کا انتہا کو پہنچنا نحوست ہے۔

بعض خلفاء سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گورنر کو لکھا کہ وہ کسی قوم کے پاس جائے تو ان کے درخت کاٹ دے اور مکانات گرا دے۔ تو اس نے جواب لکھا کہ کون سا کام پہلے کروں۔ تو خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر میں تجھے درخت پہلے کاٹنے کا کہوں تو تو کہے گا کہ کونسی قسم پہلے شروع کروں۔

عمر بن عبدالعزیز سے روایت کہ انہوں نے اپنے عامل کو لکھا کہ جب میں تجھے کو حکم دوں تو فلاں آدمی کو شاة دے دو۔ تو تو پوچھے گا کہ کیا بھیڑ دوں یا بکری دوں۔ پھر اگر میں تجھے بتا دوں تو تو پوچھے گا کہ کیا مذکر دوں یا مونث دوں اگر یہ بھی بتا دوں تو تو پوچھے گا کہ سیاہ دوں یا سفید دوں۔ اس لئے جو میں تجھے حکم دوں اس پر تکرار مت کرنا۔

نتیجہ: اس میں وہ احکام بیان ہوں گے جو اس فائدے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب کوئی مقتول کسی جگہ ملے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو تو اگر وہاں کسی انسان کے ملوث ہونے کا پتہ چل جائے لوٹ یہ ہے کہ دل میں مدعی کی سچائی غالب آ جائے اس طرح کہ اگر ایک جماعت کسی گھر یا صحرا میں اکٹھی ہو پھر جب وہ متفرق ہوں اور وہاں مقتول ملے یا پھر محلہ یا بستی میں مقتول ملے اور وہاں سارے مقتول کے دشمن ہوں اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو تو دل میں یہ بات غالب ہوگی کہ انہوں نے ہی اس کو مارا ہے۔

اور ولی نے دعویٰ بھی کیا ہو تو مدعی پچاس قسمیں اس شخص کے خلاف کھائے گا جس کے خلاف وہ دعویٰ کر رہا ہے۔

اگر ولی ایک نہ ہو بلکہ جماعت ہو تو قسمیں ان پر تقسیم کی جائیں گی۔ پھر قسموں کے بعد مدعی علیہ کے عاقلہ سے دیت لی جائے گی۔ جبکہ دعویٰ قتل خطا کا ہے۔ اگر دعویٰ قتل عمد کا ہے تو اس کے مال سے دیت ہوگی اور اکثر کے قول میں قصاص نہیں ہوگا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا قصاص ضروری ہے اور یہی قول امام مالک اور امام احمد کا ہے۔

اگر وہاں کوئی لوٹ نہ ہو تو مدعی علیہ کی بات قسم کے ساتھ مان لی جائے گی۔ پھر کیا مدعی علیہ ایک قسم کھائے گا یا کہ پچاس قسمیں کھائے گا اس میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ تمام دعاوی کی طرح ایک قسم کھائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ پچاس کھائے گا کیونکہ خون کا معاملہ سخت ہوتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک لوٹ کا کوئی حکم نہیں۔ اسی طرح مدعی کی قسم کی ابتداء کا بھی کوئی حکم نہیں۔ بلکہ جب مقتول کی محلے یا بستی میں ملے تو امام اس کے رہنے والوں میں سے پچاس نیک صلحاء سے یہ قسم لے گا کہ ان کو نہ تو قاتل کا پتہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی قاتل ہے۔ پھر وہاں کے رہنے والوں سے دیت لی جائے گی۔ لوٹ کی موجودگی میں مدعی کی قسم کے ساتھ ابتدا کی جائے گی۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے کہ جس کو امام شافعی نے سہل بن ابی خیشمہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سہل و محیصہ بن مسعود دونوں خیبر کی طرف نکلے پھر اپنی اپنی ضرورتوں کی وجہ سے الگ الگ ہو گئے۔ ان میں سے عبداللہ بن سہل قتل کر دیئے گئے تو محیصہ بن مسعود اور مقتول کا بھائی عبدالرحمن اور حویصہ بن مسعود تینوں نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ سے عبداللہ بن سہل کے قتل کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے ساتھی کے خون بہا کے مستحق بن سکتے ہو تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کیسے گواہی دیں جبکہ ہم موجود ہی نہیں تھے۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم ایسی قوم کی قسمیں کیسے قبول کر لیں جو کافر ہیں۔ راوی کا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو دیت اپنی طرف سے دے دی۔

بغوی نے معالم التنزیل میں حدیث سے دلیل کی وجہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نبی ﷺ نے مدعیان کی جانب لوٹ کے ساتھ مضبوط ہونے کی وجہ سے قسم کی ابتداء مدعیان کی طرف سے کی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ عبداللہ بن سہل خیبر میں قتل کئے گئے۔ اور انصار اور اہل خیبر میں عداوت بالکل ظاہر ہے اس لئے غالب گمان ہے کہ ان کو انہوں نے ہی قتل کیا ہے اور قسم ہمیشہ اسی کے لئے حجت ہوتی ہے کہ جس کی جانب قوی ہو۔ اور اگر لوٹ نہ ہو تو مدعی علیہ کی جانب مضبوط ہوگی کیونکہ اصل میں وہ بری الذمہ ہیں اس لئے اس کی بات قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

طبی فوائد اور خواص: قزوینی کہتے ہیں۔ پچھڑے کے خصیتین خشک کر کے جلا کر پیئے جائیں تو قوت باہ کو بھڑکاتے ہیں اور کثرت جماع پر معاون ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ انتہائی تعجب انگیز حد تک پہنچ جائے گا پچھڑے کا آلہ تناسل خشک کر کے اچھی طرح پیس کر ایک درہم کے برابر کوئی آدمی سفوف کھالے تو بوڑھا عاجز کنواری کے ساتھ جماع پر قادر ہو جائے گا۔ اگر اس کو پیسا جائے اور نیم برشت انڈے پر ڈال کر تھوڑا تھوڑا پیا جائے تو یہ قوت باہ کو اتنا زیادہ کر دے گا جتنی قوت کبھی نہیں دیکھی گئی دوسرے اطباء نے کہا کہ پچھڑے کے خصیتین خشک پیس کر پیئے جائیں تو یہ قوت باہ بڑھاتے ہیں اور تناؤ پیدا کرتے ہیں اور کثرت جماع میں معاون ہوتے ہیں اس کا آلہ تناسل جلا کر پیس کر پیا جائے تو یہ دانٹوں کے درد میں مفید ہے اگر اس کو سکنجین کے ساتھ پیا جائے تو

پتے کی تکلیف دور کرتا ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں پچھڑے کو دیکھنا مذکر لڑکے کی علامت ہے اور اگر پچھڑا بھنا ہوا ہو تو یہ خوف سے امن کی علامت ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ﴾ الی قولہ ﴿لَا تَخَفْ﴾ بنو عجل عرب کا ایک مشہور اور بڑا قبیلہ ہے یہ عجل بن لجم کی طرف منسوب ہے۔ یہ عجل بہت احمق شمار کیا جاتا تھا کیونکہ اس کا ایک بہت عمدہ گھوڑا تھا اس سے کہا گیا کہ ہر عمدہ گھوڑے کا ایک نام ہوتا ہے اور تیرے گھوڑے کا کیا نام ہے تو اس نے کہا میں نے اس کا ابھی تک نام نہیں رکھا تو اس سے کہا گیا۔ پھر اس کا نام رکھ دے تو اس نے اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور کہنے لگا میں نے اس کا نام اعور رکھ دیا اور اس بارے میں بعض شعراء نے کہا ہے۔

رمتنی بنو عجل بداء ابیہم وہل احد فی الناس احمق من عجل

”بنو عجل نے مجھے اپنے باپ کی بیماری کی تہمت لگائی ہے اور لوگوں میں سے عجل سے بڑا احمق کوئی نہیں ہے۔“

الیس ابوہم عار عین جوادہ فسارت بہ الامثال فی الناس بالجهل

”کیا ان کے باپ نے اپنے عمدہ گھوڑے کی آنکھ نہیں پھوڑ ڈالی تھی۔ تو لوگوں میں جاہل آدمی کے لئے اس کے ساتھ

مثال دی جانے لگی۔“

## العجمجة

اونٹنیوں میں سے شدید اونٹنی کو کہتے ہیں۔ جوہری کہتے کہ یہ لفظ عجمثمہ کے وزن پر ہے۔ اور انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

بات یباری ورشات كالقطا عجمجات خشفاتحت السری

”ورشات قطا کی طرح مضبوط اونٹنیوں کے نوزائیدہ بچوں سے سری کے نیچے مقابلہ کر رہی ہیں۔“

## ام عجلان

جوہری کے نزدیک یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔

## العجوز

شیز گائے، بیل، خرگوش، بھیڑیا، رخم، رخمہ، بچو کو اور وحشی جانوروں پچھوؤں اور کتوں کے ریوڑ کو بھی عجوز کہتے ہیں۔

## عدس

خچر کو جب ڈانٹا جائے تو اس کو عدس کہتے ہیں شاعر کہتا ہے۔

اذا حملت بزتی علی عدس علی الذی بین الحمار والفرس

فما ابالی من عدا ومن جلس

”جب میں اپنا سامان اس عدس پر لادلوں جو گھوڑے اور گدھے کے بین بین ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کون دوڑتا ہے

اور کون بیٹھا رہتا ہے۔“

نجر کے ڈانٹنے کو عدس کہتے ہیں۔ یزید بن مفرع نے کہا:

عدس مالعباد عليك امارة نجات وهذا تحمليين طليق

”اے عدس تجھ پر بندوں کی کوئی حکومت نہیں تو نجات پاگئی اور یہ بوجھ اٹھانے میں آزاد ہے۔“

## العزفوط

یہ چھوٹا سا سفید عمدہ جانور ہے جو لڑکیوں کی انگلیوں کے مشابہ ہوتا ہے۔

## العربج

شکاری کتے کو کہتے ہیں اسی طرح مدخل میں ہے۔

## عرار

بروزن قظام گانے کا نام ہے۔ مثل مشہور ہے۔ بسات عرار بکحل یہ دو گائیں تھیں جو آپس میں سینگ جوڑ کر لڑیں تو دونوں مر گئیں۔

## العريض

بکری کے بچے کو کہتے ہیں مدخل میں اسی طرح ہے۔ باب الجیم لفظ جدی میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## العسجدية

بادشاہوں کی سواریوں کو کہتے ہیں یہ بات جو ہری نے کہی ہے یہ وہ اونٹ ہوتے تھے جو امیر لوگوں کے لئے سجائے جاتے تھے۔

## العربد

سلفد کے وزن پر ہے۔ جردل کے ساتھ ملحق ہے یہ ایک سانپ ہے جو پھنکارتا ہے مگر تکلیف نہیں دیتا۔ اس کا ذکر سانپوں میں پہلے گزر چکا ہے۔ عربدہ بدخلق کو کہتے ہیں اور عرب کہتے ہیں رجل معربد اسی لفظ سے ماخوذ ہے۔ یہ بات ابن قتیبہ وغیرہ نے کہی ہے۔

## العربض - العرباض

مضبوط گائے کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العرس

مادہ شیرنی کو کہتے ہیں اس کی جمع عراس آتی ہے۔ مالک بن خویلد خناعی نے کہا:

لیٹ ہزبر مدل عند خیستہ بالرقمتین لہ اجر و اعراس  
 ”طاقت و شیر اپنے جنگل میں دودھاریوں پر فخر کر رہا ہے جس کے بچے اور بیویاں ہیں۔“

## العریقصة

گبریے کی طرح چوڑا سا جانور ہوتا ہے۔

## العریقطة و العریقطان

طاء مہملہ کے ساتھ چھوٹا سا چوڑا جانور ہے۔

## العزة

ہرن کی بچی کو کہتے ہیں اور اسی سے عورت کو بھی عزت کہتے ہیں یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

## العسا

عین مہملہ کے فتح کے ساتھ ہے مونث ٹڈی کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الجیم الجراد میں گزر چکا ہے۔

## العساعس

عین کے فتح سے بڑی سیہوں کو کہتے ہیں یہ رات کو زیادہ آتی جاتی ہے اس لئے اس کو عساعس کہتے ہیں۔

## العساس

بھیڑیے کو کہتے ہیں اس کا ذکر ذال معجمہ لفظ ذب میں گزر چکا ہے۔

## العساہیل

کنز و راونٹوں کو کہتے ہیں اس کی واحد عسہول ہے۔

## العسبار

عین کے کسرہ اور سین کے سکون سے ہے اس کی مونث عسبارة آتی ہے بجو کے اس بچے کو کہتے ہیں جو مادہ بھیڑیے سے پیدا ہوتا ہو اس کی جمع عسابر آتی ہے اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ماکول اور غیر ماکول کے بین بین پیدا ہوتا ہے۔

## العسبور

کتے کے اس بچے کو کہتے ہیں جو مادہ بھیڑیے سے پیدا ہو۔ اور عسبار بھیڑیے کے بچے کو کہتے ہیں یا بجو کے اس بچے کو کہتے ہیں جو مادہ بھیڑیے سے پیدا ہوتا ہے جیسے گزر گیا۔ جوہری نے لفظ ”عول“ میں لکھا ہے کہ کیت شاعر نے کہا ہے۔

كما خمرت في حضنها ام عامر لذی الجبل حتى عال اوس عبالها

”جیسے مادہ بھیڑیا بچو کو اپنی گود میں بچو کے باپ کے لئے پالتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ بھیڑیا اس کے بچے کو جوان کر دیتا ہے۔“

اس شعر میں شاعر نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب کوئی مادہ بچو شکار ہو جائے اور بھیڑیے سے اس کا کوئی بچہ ہو تو بھیڑیا اس بچے کو کھلاتا پلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا ہے اور اس کا ذکر لفظ اوس میں اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

## العسلق

ہر طاقت ور دلیر درندے کو کہتے ہیں۔ اور عسلق شتر مرغ کو بھی کہتے ہیں اور بقول بعض کے لومڑی کو کہتے ہیں اس کو ابن سیدہ نے کہا ہے۔

## العنسیج

عملس کے وزن پر ہے۔ ز شتر مرغ کو کہتے ہیں اس کا ذکر لفظ ظلم باب الظاء میں گزر چکا ہے۔

## العشراء

جس کو جفتی ہوئے دس مہینے گزر چکے ہوں۔ اور مخاض کا نام ختم ہو چکا ہو۔ پھر وضع حمل تک اس کو عشراء ہی کہیں گے۔ اور وضع حمل کے بعد بھی اس کو عشراء ہی کہیں گے۔ کہا جاتا ہے ناقسان عشراوان ونوق عشرا۔ عربی زبان میں فعلاء کے وزن پر عشراء کے علاوہ کوئی ایسا لفظ نہیں جس کی جمع فعال کے وزن پر ہو کہ جس کی جمع عشرا آتی ہے اسی طرح نساء ہے جس کی جمع نفاس آتی ہے۔

شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان نے اپنی کتاب المستغیثین بخیر الانام میں کہا کہ جس کو کھجور کے تنے سے نبی ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے گا بھن اونٹنی کی طرح اس کے رونے والی حدیث متواتر ہے۔

اس حدیث کو صحابہ کی ایک کثیر جماعت نے اور بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے جن میں جابر بن عبد اللہ ابن عمر بھی شامل ہیں۔ ان دونوں کے طریق سے بخاری نے اس کو روایت کیا ہے نیز انس بن مالک عبد اللہ بن عباس سہل بن سعد الساعدی ابو سعید خدری بریدہ ام سلمہ اور مطلب بن ابی وداع ہے۔ جابر نے اپنی حدیث میں یوں کہا کہ بچے کے چیخنے کی طرح وہ لکڑی چیخنے لگی تو نبی ﷺ نے اس کو اپنے ساتھ چٹا لیا۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہم نے اس تنے کی آواز اس طرح سنی جیسے گا بھن اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منبر بنوایا تو اس کی طرف چلے گئے۔ تو وہ کھجور کا تنہا رونے لگا تو نبی ﷺ نے اس کو ہاتھ سے چھوا بعض روایات میں ہے کہ اللہ کی قسم اگر میں اس کو اپنے ساتھ نہ چٹاتا تو یہ قیامت تک رسول اللہ ﷺ پر غم کھاتے ہوئے روتا رہتا۔

اور حسن جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے اے اللہ کے بندو ایک لکڑی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شوق سے

روتی ہے کیونکہ نبی ﷺ اس کے ساتھ رہے تو تم زیادہ حق دار ہو کر ان کی ملاقات کے شوق میں روؤ۔ صالح شافعی نے اس بارے میں یہ نظم کہی ہے۔

وحن الیہ الجذع شوقاً ورقہ ورجع صوتاً كالعشار مرددا

”اور کھجور کا تنا آپ کے شوق اور رقت قلبی میں رونے لگا اور گا بھن اونٹنی کی طرح بار بار آواز کو نکال رہا تھا۔“

فادره ضمما ففر لوقته لكل امرئ من دهره ماتعودا

”نبی ﷺ نے اس کو جلدی سے اپنے ساتھ چمٹا لیا تو وہ فوراً تھم گیا ہر آدمی اپنے زمانے میں وہ چیز پالیتا ہے جس کا وہ

عادی ہے۔“

دمیری کہتے ہیں۔ تنے کی خشک لکڑی کا شوق سے رونا اور پتھر کا سلام کہنا نبی ﷺ کے علاوہ اور کسی کے لئے بھی ثابت نہیں۔

## العصاری

عین کے ضمہ صاد کے فتح اور راء کے ساتھ ہے۔ یہ سیاہ ٹڈی کی قسم ہے جو گبریلے کے مشابہ ہے۔

حکم: اس کو کھانا جائز ہے۔ ابو عاصم عبادی نے ابو طاہر زیادی سے نقل کیا ہے کہ ہم اس کو حرام سمجھتے تھے اور اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے یہاں تک کہ ہمارے پاس استاد ابو الحسن ماسر جسی آئے اور کہنے لگے یہ حلال ہے۔ تو ہم نے اس میں سے ایک تھیلا بھر کر دیہات میں بھیجا اور اس کے بارے میں عربوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ بابرکت ٹڈی ہے۔ تو سب علماء نے عربوں کے اس قول کے مطابق رجوع کر لیا۔

## العصفور

چڑیا۔ عین کے ضمہ سے ہے۔ ابن رشیق نے کتاب الغرائب والشذوذ میں بیان کیا ہے کہ عصفور عین کی فتح سے ہے اور اس کی مونث عصفورة ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

كعصفورة في كف طفل يسومها حياض الردى والطفل يلهو ويلعب

”وہ ایک چڑیا کی طرح ہے جو ایک بچے کی ہتھیلی میں ہو اور وہ اس کو ہلاکت کے حوضوں میں تکلیف دے رہا ہو اور بچے

تو کھیلتے اور کودتے ہیں۔“

اس کی کنیت ابو الصعو ہے۔ ابو محرز ابو مزاحم ابو یعقوب ہے۔ حمزہ کہتے ہیں کہ اس کو عصفور اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نافرمانی کر

کے بھاگ گئی تھی۔

اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جس کو اپنی آواز اچھی لگتی ہے اور اپنے حسن پر خوش ہوتی ہے۔ اس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

العصفور صرار کو کہتے ہیں اور صرار اس کو کہتے ہیں کہ جس کو بلایا جائے تو وہ قبول کر لے۔ یہ لفظ صیرورت سے نکلا ہے اور جنت کی

عصفور خطاف ہے اس کا ذکر ان کے ابواب میں ہو چکا ہے۔

گھروں کی چڑیا کی طبیعت میں بہت اختلاف ہے۔ کیونکہ اس میں درندوں کی سی طبیعتیں ہوتی ہیں۔ یعنی گوشت کھانا یہ اپنے



بچوں کو چوگا نہیں دیتیں۔ اور جانوروں والی صفات یہ ہیں کہ یہ بچوں والی اور ٹیڑھی چونچ والی نہیں ہوتیں۔ یہ جب کسی لکڑی پر گرتی ہے تو اپنی تین انگلیاں آگے کر دیتی ہے۔ اور پھلی انگلی کو پیچھے کر دیتی ہے۔ اور باقی سب پرند آگے دو اور پیچھے بھی دو کرتے ہیں۔ یہ دانے اور سبزیاں کھاتی ہے۔ ان میں سے زریاہ داڑھی کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ جیسے مرد بکریا مرغ ہوتے ہیں۔ زمین میں چڑیا سے زیادہ اپنی اولاد سے محبت رکھنے والا اور عاشق درندہ یا پرندہ کوئی نہیں ہے۔

یہ بات اس وقت دیکھی جاسکتی ہے جب یہ اپنے بچوں کو پکڑتا ہے اور چھتوں کے نیچے آبادیوں میں ان کو گھونسلے بنا کر دیتا ہے تاکہ شکار ہی پرندے کوئی ان کو نقصان نہ دیں۔

جب کوئی شہر اجڑ جائے تو وہاں سے چڑیاں چلی جاتی ہیں جب وہ واپس آئیں تو یہی چڑیاں واپس آ جاتی ہیں اور چڑیا چلنا نہیں جانتی بلکہ کودتی ہے۔ یہ بہت جفتی کرنے والے ہوتے ہیں بعض دفعہ ایک وقت میں سو دفعہ جفتی کرتا ہے۔ اس لئے اس کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اکثر سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔ اس کے بچوں کو اڑنے کا تجربہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ چڑیا بچوں کو بلاتا ہے تو یہ اس کی طرف آ جاتے ہیں۔

جاظ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ ایک فرخ سفر کرنے کے بعد لوٹ آتے ہیں۔

اس کی قسموں میں سے ایک عصفور الشوک بھی ہے۔

اور اس کا اکثر ٹھکانا دیواریں ہوتا ہے۔ ارسطو کا خیال ہے کہ اس کے اور گدھے کے درمیان عداوت ہوتی ہے کیونکہ گدھے کی پیٹھ زخمی ہو جاتی ہے تو اپنی پیٹھ کو ان کانٹوں سے رگڑتا ہے جس میں یہ چڑیا پناہ لئے ہوتی ہے تو وہ اس چڑیا کو مار ڈالتا ہے اور کبھی کبھی گدھا آواز کرتا ہے تو چڑیا کے بچے یا انڈے گھونسلے میں سے نیچے گر جاتے ہیں اسی لئے یہ چڑیا جب گدھے کو دیکھتی ہے تو اس کے سر پر اور آنکھوں پر پھڑ پھڑاتی اور اپنے اڑنے اور اپنی آواز کے ساتھ اس کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس کی قسموں میں سے ایک قبرہ ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا اور ایک حسون ہے جس کا ذکر باب الحاء میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بلبل صعوا الحمرۃ عند لیب مکا کی صافر تنوط و صبح بر اقص قبعہ ہے ان میں ہر ایک کا ذکر اپنی اپنی جگہوں میں مذکور ہے۔

آپ نے اچھا کیا: ابن الجوزی کی کتاب الاذکیاء میں ہے کہ ایک آدمی نے چڑیا کو پتھر مارا تو وہ خطا ہو گیا تو کسی آدمی نے اس سے کہا تو نے بہت اچھا کیا تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا کیا تو میرا مذاق اڑاتا ہے تو اس آدمی نے جواب دیا مذاق نہیں اڑا رہا لیکن میرا مطلب یہ ہے کہ تو نے چڑیا کو نشانہ نہ بنا کر چڑیا کے ساتھ اچھا کیا ہے۔ امام دمیری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب کی تعلق میں یہ بات دیکھی ہے کہ متوکل نے ایک چڑیا کو تیر مارا لیکن اس کو وہ نہ لگا اور وہ اڑ گئی تو ابن حنبلان نے اس سے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا تو متوکل نے کہا کہ میں نے کیسے اچھا کیا تو اس نے کہا کہ آپ نے چڑیا کے ساتھ بہت اچھا کیا ہے۔

جنید سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں محمد بن وہب نے اپنے کسی ساتھی سے بیان کیا ہے کہ وہ ایوب الجمال کے ساتھ حج کرنے گیا وہ کہتا ہے کہ جب میں دیہات میں داخل ہوا اور کچھ منزلیں طے کر لیں تو دیکھا کہ ایک چڑیا ہمارے ارد گرد گھوم رہی ہے۔ ایوب نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ تو یہاں بھی آگئی پھر روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھا کر ہتھیلی میں مل دیا تو چڑیا آ کر ان کی ہتھیلی پر بیٹھ گئی اور اس میں کچھ کھا لیا پھر آپ نے اس کے سامنے پانی رکھا تو اس نے پی لیا پھر اس سے کہا کہ اب تو چلی جا تو وہ اڑ گئی دوسرے دن وہ پھر

آگئی تو ایوب نے پہلے دن کی طرح کیا سفر کے اختتام تک روزانہ اس طرح سلسلہ چلتا رہا پھر ایوب نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اس چڑیا کا قصہ کیا ہے تو اس آدمی نے کہا نہیں۔ تو ایوب نے کہا کہ یہ میرے مکان پر روزانہ اسی طرح آتی تھی تو میں اس کے ساتھ اسی طرح پیش آتا جس طرح تم نے دیکھا پھر جب ہم حج کے لئے نکلے تو یہ بھی ہمارے پیچھے آگئی اور ہم سے وہی مطالبہ کرنے لگی جو میں نے اس کے ساتھ اپنے مکان میں کرتا تھا۔

عاشقوں کے دعوے: بیہتی اور ابن عسا کر اپنی سندوں کے ساتھ ابو مالک سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام ایک دفعہ ایک چڑے کے پاس سے گزرے جو ایک چڑیا کے گرد گھوم رہا تھا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ اس کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام دے رہا ہے اور اس سے کہہ رہا ہے کہ تو مجھ سے شادی کر لے تو تو جس دمشق کے مکان میں رہنا چاہے گی میں تجھے وہیں رکھوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ جانتا ہے کہ دمشق کے مکانات صاف پتھروں کے بنے ہوئے ہیں یہ اسے وہاں ٹھہرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن ہر نکاح کا پیغام دینے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ ہم عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ باب الفاء فاخترہ کے ضمن میں ایسی ہی بات بیان کریں گے۔ سلیمان علیہ السلام ان تمام لغات کو پہچانتے تھے جس کے ذریعے پرندے ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے تھے اور آپ لوگوں کو ان کے مقاصد اور ارادوں کے متعلق بتاتے تھے جس طرح باب الطاء الہملہ میں طیطوی کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات حکایتاً بیان کرتے ہوئے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ﴾ لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور اسی طرح آپ ان کے علاوہ باقی حیوانات اور تمام مخلوقات کی لغات کو بھی سمجھتے تھے۔

فائدہ: امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب انصار کا ایک بچہ جس کے ماں باپ مسلمان تھے فوت ہوا تو آپ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہو یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی تجھے کچھ معلوم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے جنت والے پیدا کئے اور ان کو اس کے لئے اس وقت پیدا کیا جب وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ اسی طرح جہنم کے لئے جہنمیوں کو اس وقت پیدا کیا جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث پر کچھ جرح کی ہے۔ کیونکہ یہ روایت طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے جو متکلم فیہ ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ یہ روایت درست ہے کیونکہ یہ صحیح مسلم میں ہے۔ لیکن نبی ﷺ نے ہمیں کوئی قطعی بات جلدی کرنے سے منع کیا ہے۔ یا یہ بات ہے کہ آپ کو ابھی یہ علم نہیں تھا کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے اسی طرح بعض لوگوں نے اس حدیث کی تطبیق دی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سورہ طور کی ہے اور وہ بچوں کے اپنے ماں باپ کے ساتھ جنت میں جانے پر دلالت کرتی ہے۔ یا حضرت عائشہ نے اس بچے کے ماں باپ کے ایمان کے یقینی ہونے کی وجہ سے اس بات کو یقینی طور پر بیان کر دیا حالانکہ احتمال یہ بھی ہے کہ وہ دونوں منافق ہوں اور وہ بچہ کافروں کا ہو۔ ابن قانع نے شریہ بن سوید کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کسی چڑیا کو بلا فائدہ مار ڈالا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے فریاد کرے گی کہ اے رب اس بندے نے مجھے مار ڈالا حالانکہ میرے قتل کرنے میں اس کو کوئی فائدہ نہیں تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک آدمی شہید ہو گیا تو اس کی ماں نے اس سے کہا تیرے لئے مبارک ہو تو

جنت کی چڑیوں میں ایک چڑیا ہے تو نے اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں قتل ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا تجھے کیا معلوم شاید یہ اس چیز کے متعلق کلام کرتا ہو جو اس کے لئے فائدہ مند نہیں اور اس چیز سے رکتا ہو جو اس کے لئے نقصان دہ نہیں۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں مالک بن دینار سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس زمانے کے قراء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے ایک جال نصب کیا تو ایک چڑیا اس میں پھنس گئی تو اس نے اسے کہا کیا بات ہے کہ تو مٹی میں لت پت ہے تو اس نے کہا تو اضع کی وجہ سے تو اس نے کہا کہ تو کیوں جھک گیا ہے تو اس نے کہا کہ لمبی عبادت کی وجہ سے۔ اس نے کہا تیرے جال میں یہ داننا کیسا ہے تو اس نے کہا کہ روزہ داروں کے لئے جب شام ہوئی تو وہ دانہ اس نے نکل لیا تو اس کا گلہ گھونٹ گیا تو چڑیا کہنے لگی اگر عبادت کرنے والے اسی طرح گلہ گھونٹتے ہیں تو آج کے دن سے عبادت کرنے والوں کے لئے کوئی خیر نہیں ہے۔

لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں: اور اسی کتاب میں حسن سے مروی ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے میں نے چٹان لوہے اور ہر بھاری چیز کو اٹھایا ہے لیکن برے ہمسائے سے زیادہ بھاری چیز میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ میں نے سب کڑویں چیزیں چکھی ہیں لیکن فقیری سے زیادہ کڑوی چیز میں نے کوئی نہیں چکھی۔ اے بیٹے کسی جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیجنا اگر تجھے کوئی سمجھدار نہ ملے تو اپنا قاصد خود بن جا۔ اے میرے بیٹے جھوٹ سے اجتناب کر کیونکہ یہ چڑیا کے گوشت کی طرح مرغوب ہوتا ہے۔ اور یہ تھوڑا سا بھی اپنے مالک کو جلا دیتا ہے۔ اے بیٹے جنازوں میں حاضر رہا کرو اور شادیوں میں نہ جایا کرو کیونکہ جنازے آخرت یاد دلاتے ہیں اور شادیاں دنیا کی رغبت دلاتی ہیں۔ اے بیٹے جب پیٹ بھرا ہو تو مت کھاؤ تو اگر تم اس کو کتے کے آگے ڈال دو تو یہ اس کے کھانے سے بہتر ہے۔ اے میرے بیٹے اتنا میٹھا نہ بنو کہ لوگ تجھے نکل جائیں اور اتنا کڑوا بھی نہ بنو کہ لوگ تجھے پھینک دیں۔

میں نے بعض مجموعوں میں حسن بصری سے یہ مروی دیکھا ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا اے بیٹا یاد رکھ کہ تیرے دسترخوان پر وہی آئے گا جو تجھ میں رغبت کرنے والا ہے یا ڈرنے والا ہے۔ جو تجھ سے ڈرنے والا ہے اس کو اپنی مجلس کے قریب کر اور اس کو خوش رکھ اور اس کے پیچھے سے اشارے کرنے سے بچو اور جو تجھ میں رغبت رکھتا ہے تو اس کے لئے اپنے چہرے کو کھلا رکھو اور اپنے باطن کو اس کے لئے صاف رکھ اور سوال سے پہلے اس پر نوازش کر۔ اگر تو اس کو مانگنے پر مجبور کر دے گا تو تو اس کے چہرے کی رونق کو اس مال سے جو تم نے دیا ہے دو گنی کم کر دے گا اور یہ شعر پڑھا۔

اذا عطيتني بسؤال وجهي فقد اعطيتني واخذت مني

”جب تم میرے مانگتے پر مجھ کو دو گے تو تم نے مجھ کو دیا ہے مگر مجھ سے لیا بھی ہے۔“

اے بیٹے اپنے حلم کو نزدیک والوں کے لئے اور دور والوں کے لئے پھیلا دے اور کریم اور لیم دونوں سے سوال کرنے سے بچ اپنے قریبوں سے صلہ رحمی کر اور چاہیے کہ تیرے دوست جب تجھ سے الگ ہوں تو نہ تو ان کو کوئی عیب لگائے اور نہ وہ تجھے کوئی عیب لگائیں۔

اس بات نے مجھے وہ حکایت یاد کرادی ہے کہ جو میرے بعض اساتذہ نے بیان کی ہے کہ سکندر نے اپنا ایلچی کسی مشرقی ملک کی طرف بھیجا تو وہ ایلچی خط لے کر واپس آیا تو سکندر کو اس کے ایک حرف کے متعلق شک گزرا تو سکندر نے اس کو کہا تو ہلاک ہو جائے۔ کہ بادشاہوں کی جان کا اس وقت خوف و خطرہ ہوتا ہے جب اس کے رازدار لوگ کسی طرف مائل ہو جائیں۔ تو میرے پاس ایک ایسا خط لے کر آیا جس کے الفاظ صحیح ہیں عبارت واضح ہے مگر اس میں ایک حرف زیادہ ہے۔ کیا تجھے اس کے بارے میں یقین ہے یا شک ہے۔ تو ایلچی نے کہا کہ مجھے یقین ہے تو سکندر نے حکم دیا کہ خط کے الفاظ کو حرفاً حرفاً لکھا جائے اور کسی دوسرے ایلچی کو دے کر بادشاہ کے پاس بھیجا جائے پھر وہ خط اس پر پڑھا جائے اور اس کا ترجمہ کیا جائے۔ جب اس خط کو بادشاہ کے سامنے پڑھا گیا اور یہ حرف سامنے آیا تو اس نے اس سے انکار کیا اور مترجم سے کہا کہ اس حرف پر اپنا ہاتھ رکھو تو خط سے وہ لفظ کاٹ دیا گیا تو اس بادشاہ نے اسکندر کی طرف لکھا کہ بادشاہ کی درست فطانت و ذہانت ملک کا سر ہوتا ہے اور بادشاہ کا سر اس کے ایلچی کا سچا لہجہ ہوتا ہے جبکہ وہ اس کی زبان سے بولتا ہے اور اس کے کان تک پہنچاتا ہے اور میں نے وہ بات کاٹ دی ہے جو میرا کلام نہیں تھا۔ جبکہ آپ کے قاصد کی زبان کاٹنے کا میرے پاس کوئی اختیار نہیں۔ جب قاصد اسکندر کے پاس واپس آیا تو سکندر نے پہلے قاصد کو بلا کر کہا کہ تجھے کس بات نے آمادہ کیا کہ تو اس کلمے کے ذریعے دو بادشاہوں کے درمیان فساد ڈالنے کا ارادہ کرے تو قاصد نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ اس غلطی کی وجہ سے ہے جو اس بادشاہ کی طرف سے میں نے دیکھی تھی تو سکندر نے کہا کہ تو نے یہ کوشش اپنے لئے کی ہے۔ ہمارے لئے نہیں کی جب تیری امید پوری نہ ہوئی تو تو نے دو عظیم ہستیوں کے درمیان بدلہ لینے کے لئے لڑائی ڈالنے کی کوشش کی پھر سکندر نے حکم دیا تو اس کی زبان گدی سے کھینچ لی گئی۔

یحییٰ بن خالد بن برمک کہتے ہیں کہ تین چیزیں آدمیوں کے عقلمند ہونے پر دلالت کرتی ہیں تحفہ قاصد اور خط۔ ابوالاسود دہلی نے ایک آدمی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

اذا كنت في حاجة مرسلا فارسل حكما ولا توصه

”جب تو کسی ضرورت میں کسی کو بھیجنا چاہے تو کسی حکیم اور سمجھدار کو بھیج اور اس کو کوئی وصیت نہ کر۔“

تو ابوالاسود دہلی نے کہا کہ اس کہنے والے نے غلط کہا ہے کیا وہ غیب جانتا ہے اس کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں وہ قاصد اس کے دل کی بات کیسے جان سکتا ہے پھر یہ شعر کہے۔

اذا ارسلت في امر رسولا فافهمه وارسله اديبا

”جب تو کسی معاملے میں قاصد کو بھیجے تو اس کو سمجھا دے اور اس کو ادب سکھا کر بھیج۔“

ولا تترك وصيته بشيء وان هو كان ذا عقل اريبا

”اور اس کو وصیت کرنا ترک نہ کر اگرچہ وہ عقل مند اور دانا ہے۔“

فان صيغت ذاك فلا تلمه على ان لم يكن علم الغيوب

”اگر تو نے اس کو وصیت نہ کی تو پھر اس کو کسی بات میں ملامت نہ کرنا کیونکہ وہ غیب نہیں جانتا۔“

والدہ کی بددعا: تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ زرخش کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو

وہ کہنے لگا یہ میری والدہ کی دعا کا اثر ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اس کی ٹانگ کو دھاگہ سے باندھا تو وہ میرے ہاتھ سے نکل کر دیوار کے ایک سوراخ میں گھس گئی میں نے اس کو کھینچا تو اس کی ٹانگ دھاگے سے کٹ گئی تو میری والدہ نے اس سے بڑا دکھ محسوس کیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری ٹانگ کو اسی طرح کاٹے جس طرح تو نے اس کی ٹانگ کو کاٹا ہے جب میں طالب علمی کی عمر کو پہنچا تو میں نے علم کی تلاش میں بخارا کا سفر کیا۔ راستے میں چوپائے سے گر پڑا اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی پھر میں نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے اس کا کاٹنا ضروری ہو گیا۔

ابونعیم کی حلیہ میں زین العابدین کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ابو حمزہ میمانی کہتے ہیں کہ میں علی بن حسین کے پاس تھا کہ اچانک کچھ چڑیاں ان کے ارد گرد اڑنے لگیں اور آوازیں نکالنے لگیں تو علی نے کہا اے ابو حمزہ تو جانتا ہے یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں میں نے کہا نہیں تو وہ کہنے لگے یہ اپنے رب کی تقدیس بیان کر رہی ہیں اور اس سے دن کی خوراک طلب کر رہی ہیں۔

موسیٰ اور خضر: صحیحین سنن نسائی اور جامع ترمذی میں ابن عباس عن ابی بن کعب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے تو انہوں نے کہا میں ہوں تو اللہ کو ان پر غصہ آیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہیں منسوب کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجمع البحرین میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ تجھ سے بھی زیادہ علم والا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا آپ اپنے سے زیادہ کسی علم والے کو جانتے ہیں تو انہوں نے کہا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ ہمارے نزدیک خضر تم سے زیادہ عالم ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں اس تک کیسے پہنچوں تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تو اپنے تھیلے میں ایک مچھلی لے لے تو جہاں وہ مچھلی گم ہوگئی وہ وہیں پر ہوں گے پھر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ ان کے نوجوان یوشع بن نون چل پڑے اور انہوں نے اپنے ساتھ تھیلے میں مچھلی اٹھالی یہاں تک کہ وہ جب پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں اپنے سر کو رکھ کر سو گئے مچھلی تھیلے سے کھسک گئی اور سمندر میں سرنگ بناتی ہوئی چلی گئی۔ یہ بات موسیٰ اور ان کے نوجوان کے لئے بڑی عجیب تھی پھر وہ دونوں بقیہ دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ ہم اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے آگے نہیں بڑھے جس کا اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔ ان کو کسی قسم کی تھکاوٹ نہ ہوئی۔ ان کے نوجوان نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس پہنچے تو میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا کہ وہ نکل گئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم اسی جگہ کی تلاش میں تھے۔ پھر وہ دونوں اپنے نشانات کی پیروی میں پیچھے واپس گئے۔ جب وہ پتھر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی اپنے آپ کو کپڑے میں ڈھانپے ہوئے ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ مچھلی کے نشانات کی پیروی کرتے ہوئے سمندر میں گئے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں سے آ گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں تو انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ تو آپ نے کہا ہی ہاں پھر کہا کہ میں آپ کی اس بات پر اتباع کر سکتا ہوں کہ آپ مجھے وہ ہدایت سکھائیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہے؟ خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تم میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھتے میں اللہ کی طرف سے ایسے علم پر ہوں جو اس نے مجھے سکھایا ہے اور تم اسے نہیں جانتے اور آپ کے پاس وہ علم ہے جو اس

نے آپ کو سکھایا ہے اور مجھے وہ معلوم نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اور میں کسی معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر وہ دونوں ساحل سمندر پر چلنے لگے۔

نبی ﷺ نے فرمایا پھر ان دونوں نے ایک کشتی دیکھی تو انہوں نے کشتی والوں سے سوار ہونے کے متعلق بات چیت کی تو انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور ان دونوں کو بغیر کرائے کے سوار کر لیا۔ تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے تختے پر بیٹھ گئی پھر سمندر میں ایک دو چوہیں ماریں تو خضر نے کہا اے موسیٰ تیرے اور میرے علم نے اللہ کے علم سے صرف اتنا کم کیا جتنا کہ اس چڑیا کی چونچ نے سمندر سے کم کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختے کو اکھیڑ دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی توڑ دی تاکہ یہ کشتی والے غرق ہو جائیں؟ تو خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا جو بات میں نے بھول کر کہی ہے اس پر میرا مواخذہ نہ کرو اور میرے معاملے میں مجھ پر تنگی نہ کرو۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی پہلی بھول تھی پھر دونوں چل پڑے تو دیکھا کہ ایک لڑکا کچھ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے تو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر جسم سے اکھیڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے ایک بے گناہ جان کو قتل کر ڈالا بے شک تم نے ایک بہت برا کام کیا خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ بات انہوں نے زیادہ تاکید سے کہی ہے پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار گرنے والی ہے تو خضر نے اس کو اپنے ہاتھ سے درست کر دیا موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ تمہارے اور میرے درمیان جدائی کا وقت ہے اب میں تمہیں ان باتوں حقیقت بتاؤں گا جس پر تم صبر نہیں کر سکتے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے کاش وہ صبر کرتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی کچھ مزید باتیں بتا دیتا۔ دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے اگر وہ صبر کرتے تو ہم پر ان دونوں کے معاملے کو مزید بیان کیا جاتا۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ موسیٰ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں تھے۔ بلکہ یہ کوئی اور موسیٰ تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے حدیث بیان کی پھر انہوں نے وہ حدیث ذکر کی اور موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے لمبے واقعہ کو ذکر کیا اور کہا کہ چڑیا آئی اور کشتی کے تختے پر بیٹھ گئی پھر سمندر میں چونچ ماری تو خضر علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم سے صرف اتنا کم کیا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر سے۔

علماء کہتے ہیں کہ یہاں پر لفظ نقص اپنے ظاہری معنی پر نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہے میرا اور تیرا علم اللہ کے علم کی نسبت اتنا ہی ہے جتنا سمندر سے اس چڑیا نے پانی کم کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سمجھانے کے زیادہ قریب ہے وگرنہ ان دونوں کے علم کی نسبت اس سے بھی کم اور حقیر ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی جانور کو بغیر کسی حق کے مار دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق سوال کرے گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اس کا حق کیا ہے تو آپ

نے فرمایا کہ اس کو ذبح کرے اور اس کو کھائے اور یہ کہ اس کا سر کاٹ کر نہ پھینکے اس کو نسائی نے روایت کیا۔  
امام حاکم نے عبیدہ بن الجراح سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کا دل چڑیا کی طرح ہے دن میں سات مرتبہ یہ بدلتا ہے۔

چڑیوں کے احکام یہ ہیں کہ اجناس کے مختلف ہونے کے باوجود سود کے مسئلہ سب برابر ہیں تمام بطنیں ایک جنس ہیں کر کی سب ایک جنس ہیں۔ جبارائیں سب ایک قسم ہیں اوز سب ایک جنس ہیں مرغ سب ایک قسم ہیں اور کبوتر سب ایک جنس ہیں ان کا ذکر ان کے ابواب میں گزر چکا ہے۔ صحیح مذہب کے مطابق ان کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے بعض نے کہا کہ جائز ہے کیونکہ حافظ ابو نعیم نے ابو الدرداء سے روایت کیا ہے کہ وہ بچوں سے چڑیاں خرید کر آزاد کر دیتے تھے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ اختلاف ان کے بارے میں ہے جو شکار کے ذریعے ملک میں آئیں گھریلو جانوروں کا آزاد کرنا جاہلیت کے سوائے کے قبیل میں سے ہے اور یہ قطعاً جائز ہے۔

شیخ ابوالفتح شیرازی نے اپنی کتاب عیون المسائل میں لکھا ہے کہ چڑیوں کی بیٹ کو نظر انداز نہیں جائے گا بلکہ دھویا جائے گا اور مشہور یہ ہے۔ کہ اختلاف اس پیشاب میں ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اخف حلما من عصفور کہ وہ چڑیا سے بھی زیادہ کم حلم والا ہے۔ حسان بن علیؓ کہتے ہیں۔  
لا باس بالقوم من طول ومن عظم جسم البغال واحلام العصافیر  
”ایسی قوم کی لمبائی اور بڑائی کی کوئی حیثیت نہیں جن کے جسم خچروں کی طرح ہوں اور ان کا حلم چڑیوں کی طرح ہو۔“  
قنبر کہتے ہیں۔

ان یسمعون اریبۃ طاروا بہا فرحاً منی وما سمعوا من صالح دفنوا  
”جب میری کوئی بری بات دیکھتے ہیں تو خوشی سے اس کو لے اڑتے ہیں اور جب کوئی میری اچھی بات سنتے ہیں تو اس کو چھپا دیتے ہیں۔“

مثل العصافیر احلاماً و مقدرۃ لوی و نون برق الریش ما وزنوا  
”چڑیوں جیسی عقل اور طاقت والے ہیں اگر ان کو کسی پر کے ساتھ تولا جائے تو بھی ان کا وزن کم ہوگا۔“  
عرب کہتے ہیں۔ صالح عصفیر بطنہ یعنی اس کے پیٹ کی چڑیاں چیخنے لگیں جب وہ بھوکا ہو جائے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ چڑیوں سے مراد یہاں آنتیں ہیں۔ جوہری کہتے ہیں ”المصیر“ ”المعی“ کی طرح فعیل کے وزن پر ہے اس کی جمع مصران آتی ہے جیسے رغیف کی رغفان آتی ہے اور اس کی جمع المصیرین آتی ہے۔ اس کو محکم میں سیبویہ سے نقل کیا گیا ہے ان کو مصارین اس لئے کہتے ہیں کہ کھانا ان میں چلا جاتا ہے۔

عرب کہتے ہیں اسفد من عصفور۔ یعنی وہ چڑے سے زیادہ جفتی کرنے والا ہے۔

طبی خواص: چڑیوں کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے اور یہ مرغ کے گوشت سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ان میں عمدہ ترین گوشت سردیوں کو موٹی چڑیوں کا ہوتا ہے اس کے کھانے سے منی اور باہ میں اضافہ ہوتا ہے لیکن یہ رطوبات اصلیہ والوں کے لئے نقصان

دہ ہے اور اس کے ضرر کو بادام کا تیل دور کر دیتا ہے۔ یہ صفر اوی خلط پیدا کرتا ہے۔ یہ بوڑھوں اور ٹھنڈے مزاج والوں کو موافق ہوتا ہے۔ اور سردیوں میں بھی موافق ہوتا ہے۔ مختار بن عبدون کہتے ہیں چڑیوں کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس کی ہڈیوں کا تھوڑا سا حصہ بھی جب کھانے کے ساتھ اندر چلا جائے تو یہ آنتوں اور معدے میں چربی پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے چوزوں کو ابدے اور پیاز کے ساتھ ملا کر پکایا جائے تو قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے اس کا شور بہ طبیعت کو کھول دیتا ہے اور اس کا گوشت طبیعت میں گھٹن پیدا کر دیتا ہے۔ خاص طور پر جب یہ کمزور ہو تو بہت زیادہ کمزوری پیدا کر دیتا ہے اور سب سے زیادہ مضر چڑیاں وہ ہوتی ہیں جو گھروں میں موٹی کی جاتی ہیں دوسرے اطباء نے کہا ہے کہ چڑیا کا دماغ لے کر اس کو ماء سذاب کے ساتھ شہد میں ملا کر پیا جائے تو یہ بواسیر کی تکلیفوں میں مفید ہے۔ جب چڑیوں کی بیٹ کو انسان کے تھوک میں ملا کر پھلپھری وغیرہ پر طلا کیا جائے تو یہ ان کو جڑ سے اکھیر دیتا ہے۔ چڑیا کے دماغ کو شیرے سے ملایا جائے اور اس شخص کو پلایا جائے جو نبیذ کو پسند کرتا ہے تو وہ نبیذ سے نفرت کرنے لگے گا یہ نسخہ بہت عجیب اور مجرب ہے۔ جب جھاڑیوں کی چڑیا کو بھون کر نمک لگا کر کھایا جائے تو یہ مٹانے اور گردے کی پتھری کو توڑ دیتا ہے۔

مہر ایش کہتے ہیں کہ چڑیا کو ذبح کر کے اس کا خون باریک مسور پر ڈالا جائے اور اس کی گولیاں بنائی جائیں تو یہ گولیاں قوت باہ کو بھڑکا دیتی ہیں۔ ان گولیوں کو اگر تیل میں ملا کر شرم گاہ پر مل لیا جائے اور ہمبستری زمین پر نہ کی جائے تو وہ جتنی دیر چاہے گا وہی کر سکے گا۔

فائدہ: امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں قوت جماع میں اضافہ کرتی ہیں (۱) چڑیاں (۲) اطریفل اکبر (۳) پستہ (۴) اخروٹ۔

اور چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں۔ (۱) فضول کلام کا ترک کرنا (۲) مسواک کا استعمال کرنا (۳) نیک لوگوں سے مجالست کرنا (۴) اور علم پر عمل کرنا۔

اور چار چیزیں بدن کو طاقت دیتی ہیں (۱) گوشت کھانا (۲) خوشبو سونگھنا (۳) بغیر جماع کے کثرت سے غسل کرنا (۴) اور سوتی کپڑا پہننا۔

چار چیزیں بدن کو کمزور اور بیمار کرتی ہیں۔ (۱) کثرت جماع (۲) کثرت غم (۳) کثرت سے نہار منہ پانی پینا اور (۴) بکثرت کھٹی اشیاء کھانا۔

فائدہ آخری: جماع کی کثرت اور اس کو عادت بنا لینے سے جسم میں خارش ہو جاتی ہے۔ قوت اور نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ جماع کی لذت اور جوانی بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔ جس نے پیشاب اور پاخانہ کو روک رکھا اور ان کی حاجت کے وقت ان سے فارغ نہ ہوا تو اس کا مٹانہ کمزور ہو جائے گا۔ جلد سخت ہو جائے گی۔ پیشاب جل کر آئے گا۔ مٹانے میں پتھری اور کنکری پیدا ہو جائے گی اور نظر کمزور ہو جائے گی۔ جس نے اپنی ٹانگوں پر چھان بورے اور نمک کو اکثر ملا تو اس کی نظر تیز ہو جائے گی اور کمزوری ختم ہو جائے گی۔ جو اپنے پیشاب میں ہمیشہ تھوکتا رہے تو کمر کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ قزوینی وغیرہ نے بقراط وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس بات کا تجربہ کیا ہے۔



تعبیر الروایا: چڑیا کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی کی علامت ہے جو قصے بیان کرنے والا ہو اور لوگوں کو قصے اور حکایات سنا کر ہنساتا ہو بعض نے کہا ہے کہ اس سے بیٹا مراد ہے جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے چڑے کو ذبح کیا ہے اور اس کا کوئی بیٹا بیمار بھی ہو تو اس کے مرنے کا ڈر ہے اور کبھی کبھی ایسے بزرگ موٹے اور کثیر المال آدمی پر دلالت کرتا ہے جو امور کو اچھے طریقے سے سرانجام دیتا ہو اور اپنی ریاست میں اعلیٰ مدبر ہو۔ کبھی کبھی خوبصورت اور شفیق عورت پر دلالت کرتی ہے۔ چڑیوں کی آوازیں اچھا کلام یا علم کے اسباق ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ چڑیاں اس شخص کے لئے مال ہیں کہ جو ان کا خواب میں مالک ہو۔

چڑیوں کی تعبیر اولاد اور بچوں سے دی جاتی ہے جن خوابوں کی تعبیر بیان کی گئی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چڑیوں پکڑ رہا ہوں اور ان کے پروں کو کاٹ کر اپنی گود میں ڈال رہا ہوں ابن سیرین نے کہا کیا تو اللہ کی کتاب کو جانتا ہے اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تو مسلمانوں کی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈرا کرو۔

ایک اور آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چڑیاں ہیں جب میں نے ان کو ذبح کرنا چاہا تو انہوں نے کہا تیرے لئے کھانا حلال نہیں ہے۔ تو ابن سیرین نے اس سے کہا کہ تو ایسا آدمی ہے جو صدقہ لیتا ہے حالانکہ تو اس کا مستحق نہیں ہے۔ تو آدمی ان سے کہنے لگا آپ میرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا جی ہاں اور اگر تو چاہے تو میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ کتنے درہم ہیں اس نے کہا بتائیے تو ابن سیرین نے کہا کہ وہ چھ درہم ہیں وہ آدمی کہنے لگا جی ہاں واقعی وہ چھ درہم یہ میری ہتھیلی میں ہیں۔ میں تو بہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی صدقہ نہیں لوں گا۔ ابن سیرین سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ چڑیا خواب میں حق کے ساتھ بولتی ہے اور اس کے چھ اعضاء ہوتے ہیں اور چڑیا کی اس بات سے کہ تیرے لئے مجھے کھانا حلال نہیں ہے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص ایسی چیز لیتا ہے۔ جس کا یہ حقدار نہیں ہے۔

اور ایک تعبیر وہ ہے جو جعفر صادق نے خواب کی بیان کی تھی۔ کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنے ہاتھ میں چڑیا دیکھی ہے تو جعفر نے کہا کہ تجھے دس دینار ملیں گے تو وہ آدمی چلا گیا اور اس کو نو دینار ملے پھر وہ جعفر صادق کے پاس آیا اور ان کو یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا کہ اپنا خواب دوبارہ بیان کرو تو وہ کہنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں چڑیا ہے اور میں اس کو الٹ پلٹ کر رہا ہوں لیکن مجھے اس کی دم نظر نہیں آئی تو جعفر نے کہا کہ اگر اس کی دم ہوتی تو دینار بھی دس ہو جاتے۔  
واللہ اعلم

## العصل

عین کے ضمہ اور ضاد کے فتح کے ساتھ ہے جنگلی چوہے کو کہتے اس کی جمع عضلان ہے اس کا ذکر باب الجیم جرز میں گزر چکا ہے۔

## العرفوط

عین کے کسرہ کے ساتھ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ یہ جب بھی پیشاب کرتا ہے تو

قبلہ کی جانب ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتا ہے۔ سانپ اس کو کھا جاتے ہیں۔

## العریقطة

جوہری کہتے ہیں یہ ایک چوڑا سا جانور ہے۔ جس کو عریقطان بھی کہتے ہیں۔

## العضمجة

لومڑی کو کہتے ہیں اس کے مذکر کا ذکر کتاب کے شروع میں باب الثاء میں گزر چکا ہے۔

## العصر فوط

یہ مذکر چھپکلی کو کہتے ہیں اس کی تصغیر عصفیر ف اور عصفیر ف آتی ہے یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

فائدہ: ابن عطیہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مروی ہے کہ کو ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے لئے لکڑیاں لے کر آتا تھا اور چھپکلی آگ میں پھونکیں مارتی تھی تاکہ وہ بھڑکے اسی طرح خچر بھی لکڑیاں لے کر آتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابابیل مینڈک اور العصر فوط آگ بجھانے کے لئے پانی لے کر آتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پانی لانے والوں کو باقی رکھ لیا اور بچا لیا اور دوسروں پر اللہ تعالیٰ نے مصائب اور تکالیف مسلط کر دیں۔

میں نے بعض اساتذہ سے سنا کہ ہر قسم کے بخار کے لئے یہ آیت لکھی جائے۔ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا ان کو تین کاغذوں پر لکھا جائے اور بخار والے کو خالی پیٹ روزانہ پلایا جائے یا جس وقت اس کو بخار آئے اس وقت پلایا جائے۔ تو اللہ کے حکم سے بخار دور ہو جائے گا۔ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر آئے گا کہ عظامتہ مبارک سلحیہ کو کہتے ہیں۔

## عطار

قرونی نے اشکال میں کہا ہے کہ یہ پیپی کے جانوروں کی ایک قسم ہے۔ بلاد ہند میں یہ کھڑے پانیوں میں پایا جاتا ہے اور بابل کی زمین میں پایا جاتا ہے یہ عجیب جانوروں میں سے ہے اس کا پیپی نما گھر ہوتا ہے جس میں سے یہ نکلتا ہے اس کا ایک سردو آنکھیں دوکان اور ایک منہ ہوتا ہے جب یہ اپنے گھر داخل ہوتا ہے تو انسان اس کو پیپی سمجھتا ہے اور جب یہ اس سے نکلتا ہے تو زمین پر ریٹکتا ہے اور اپنے گھر کو بھی ساتھ گھیٹتا ہے گرمیوں میں جب زمین خشک ہو جاتی ہے تو یہ اکٹھے ہوتے ہیں ان کی خوشبو عطر کی طرح ہوتی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اس کے دھونی دینے سے مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کو جلا کر اس کی راکھ دانتوں پر لگانے سے دانت روشن ہو جاتے ہیں جب اس کو آگ کی راکھ پر ڈال کر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ یہ خشک ہو جائے تو اس کا فائدہ مزید بڑھ جاتا ہے۔

## العطاط

فتح کے ساتھ شیر کو کہتے ہیں۔ کامل والے نے حجاج کے اہل کوفہ کے سامنے پڑھے گئے خطبے کی تفسیر میں کہا ہے کہ عطاط عین کے ضمہ سے ہے اور بعض نے کہا فتح کے ساتھ ہے یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔

## العطرف

کسرہ کے ساتھ بڑے انعی سانپ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر لفظ انعی باب الہزہ میں گزر چکا ہے۔

## العطاءة

طاء معجمہ مفتوحہ کے ساتھ ہے۔ یہ چھپکلی سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے اس کا واحد عطاءیہ ہے اس کی جمع عطاء اور عطاءیا آتی ہے۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں۔

### کمثل الہری لتمس العظایا

یعنی وہ بلی کی طرح ہے جو چھپکلیوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ ازہری کہتے ہیں یہ ایک چکنا سا جانور ہوتا ہے جو دوڑتا ہے اور بہت زیادہ آتا جاتا ہے۔ سام ابرص کی طرح ہوتا ہے مگر اس سے خوبصورت ہوتا ہے۔ اور تکلیف نہیں دیتا اس کو شحمة الارض اور شحمة الرمل بھی کہتے ہیں۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ سفید، سرخ، پیلی، سبز مگر ان سب پر سیاہ نقطے ہوتے ہیں۔ ان کے یہ رنگ ان کی رہائش گاہوں کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ ان میں بعض ریت میں رہتی ہیں اور کچھ پانی اور گھاس کے قریب رہتے ہیں اور کچھ انسانوں سے مالوف ہوتی ہیں یہ اپنے سوراخ میں چار مہینے تک گھسی رہتی ہیں اور کوئی چیز نہیں کھاتیں یہ طبعی طور پر سورج سے پیار کرتی ہیں کیونکہ ان کا جسم مضبوط ہوتا ہے۔

عرب کی خرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب حیوانات پر زہر بانٹا گیا تو چھپکلی تقسیم کے وقت رکی رہی یہاں تک کہ زہر ختم ہو گیا اور ہر جانور کو اتنا حصہ مل گیا جتنی تیزی سے وہ اس کی طرف دوڑ کر گیا۔ تو چھپکلی کے لئے کچھ نہ رہا اس کی طبیعت سے ہے کہ یہ تیز چلتی ہے پھر رک جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ اس لئے اس طرح کرتی ہے کہ اس کو اپنے زہر کا فوت ہو جانا یاد آتا ہے تو یہ اس پر افسوس کرتی ہے ارض مصر میں اس جانور کو سحلیہ کہتے ہیں۔

اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا ذکر باب السین میں پہلے گزر چکا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: جس نے چھپکلی کے دائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ کو کپڑے میں باندھ کر اپنے اوپر لٹکا لیا تو جتنی دیر چاہے جماع کر سکتا ہے اگر اس کو کالے کپڑے میں رکھ کر اس شخص پر لٹکا یا جائے جس کو میعاد بخار ہو تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اس کا دل اگر کسی عورت پر لٹکا یا جائے تو جب تک اس عورت پر رہے گا اس کی ولادت نہیں ہوگی۔ اگر اس کو گائے کے گھی میں پکایا جائے یہاں تک کہ اچھی طرح پک جائے پھر اس کو ڈسی ہوئی جگہ پر طلا کیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔ اگر اس کو کسی شیشے کے برتن میں رکھ کر تیل سے بھر دیا جائے اور دھوپ میں رکھ دیا جائے یہاں تک کہ وہ اچھی طرح پک جائے تو یہ تیل زہر قاتل بن جائے گا۔

خواب میں اس کو دیکھنا تلخ اور مختلف امیدوں پر دلالت کرتا ہے۔

## العفر

جنگلی بکری کے بچے کو کہتے ہیں۔

مثال بیان کی جاتی ہے کہ او قل من عفر۔ وہ عفر سے زیادہ پہاڑ پر چڑھنے والا۔ عفر مذکر خنزیر کو کہتے ہیں۔ اور عفرست خبیث آدمی کو بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے المرأة عفرة اور کہا جاتا عفریة نفریة جیسے کہا جاتا ہے عفریت نفریت۔

## عفریت

طاقتور سرکش شیطان کو کہتے ہیں تاہم اس میں زائدہ ہے۔ قرآن میں ہے ﴿قَالَ عَفْرِيْتُ مِنَ الْجِنَّ أَنَا اَتِيكَ بِهِ﴾ اور جاعطار دی اور عیسیٰ ثقفی نے عفریہ پڑھا ہے۔ ابو بکر سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

ایک فرقے نے عفر پڑھا ہے اور یہ سب لغات ہیں۔ وہب کہتے ہیں کہ اس عفریت کا نام کوذا تھا۔ بعض کے بقول ذکوان تھا۔ ابن عباس نے کہا یہ صحیح جنی تھا۔

بلیقیس کا عرش منگوانے کی غرض میں علماء کا اختلاف ہے قتادہ وغیرہ نے کہا کہ جب ہد ہد نے اس کی بڑائی کا وصف بیان کیا تھا تو وہ آپ کو اچھا لگا۔ تو اس لئے منگوا یا۔ اور آپ نے ارادہ کیا کہ اس کے اور اس کی قوم کے اسلام لانے سے پہلے پہلے اس عرش کو منگوائیں۔

اکثر کہتے ہیں کہ سلیمان کو معلوم تھا کہ جب وہ مسلمان ہو جائے گی تو اس کا مال آپ پر ہو حرام جائے گا اس لئے انہوں نے اس کے اسلام لانے سے پہلے عرش کے چھین لینے کا ارادہ کیا۔

ابن زید کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو اس لئے منگوا یا کہ ملکہ کو اللہ کی عظیم بادشاہی اور اس کی عظیم قدرت کا نمونہ دکھائیں اور وہ معجزہ دکھائیں جو اس کے عرش کو لے کر آئے۔

روایت کیا گیا ہے کہ اس کا عرش سونے اور چاندی کا تھا۔ جو یاقوت اور جواہر سے جڑاؤ کیا ہوا تھا۔

اس کے اندرون کے سات مکان تھے جن کے سات ہی دروازے تھے۔ ثعلبی کی الکشف اور البیان میں ہے کہ اس کا تخت بہت بڑا اور خوبصورت تھا اس کا اگلا حصہ سونے کا تھا۔ جس پر سبز مرد اور سرخ یاقوت ترتیب سے لگے ہوئے تھے۔ اور اس کا پچھلا حصہ چاندی کا تھا جس پر مختلف قسم کے جواہر جڑے ہوئے تھے۔ اس کے چار پاؤں تھے ایک پاؤں سرخ یاقوت کا تھا اور دوسرا زرد یاقوت کا اور ایک پایا سبز بربد کا تھا۔ اور دوسرا سفید موتی کا۔ اس کے تخت کی ساری تختیاں سونے کی تھیں۔ اس نے اس کے متعلق حکم دیا تھا۔ کہ اس کے آخری محل کے ساتھ دروازوں میں سے آخری دروازے کے اندر رکھا جائے اور ان کے دروازے بند رکھے جائیں۔

بلیقیس کا تخت لبائی چوڑائی میں تیس ہاتھ تھا۔ اس کی بلندی بھی تیس ہاتھ تھی۔ مقاتل کہتے ہیں کہ وہ لبائی چوڑائی میں اسی ذراع تھا۔ بعض کے بقول اس کی لبائی اسی اور چوڑائی چالیس اور اونچائی تیس ذراع تھی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ سلیمان بہت

رعب دار آدمی تھے۔ ان سے کوئی پہلے سوال نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ وہ خود ہی پہلے سوال کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے قریب ایک چمک دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ بلقیس کا تخت ہے۔ تو انہوں نے کہا اے سردار و میرے پاس ان کے مسلمان ہونے سے پہلے ان کا عرش کون لائے گا تو جنوں کے ایک دیونے کہا میں آپ کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے پہلے اس کو لاسکتا ہوں۔

سلیمان صبح سے ظہر تک مجلس حکم میں بیٹھے رہتے تھے اس دیونے نے کہا میں اس کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوں اور اس پر امانت دار بھی ہوں۔ میں اس سے کوئی چیز بھی نہیں لوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ﴾ یعنی اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ بغوی وغیرہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد آصف بن برخیا تھے۔ یہ صدیق تھے۔ اور اللہ کے اس اسمِ اعظم کو جانتے تھے جس سے اگر اس کو پکارا جائے تو وہ قبول کرتا ہے اور مانگا جائے تو دے دیتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس وہ تخت آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے پہلے لاسکتا ہوں۔

سعید بن جبیر فرماتے ہیں۔ پلک جھپکنے کا مطلب یہ ہے کہ دور والی جگہ سے کسی چیز کو دیکھ کر جب تیری نظر واپس آ جائے اور یہ بھی معنی ہے کہ تیری نگاہ بھر دور جگہ سے نگاہ کے واپس آنے تک کا وقت۔

قائد کہتے ہیں کہ جہاں تیری نگاہ پہنچ سکتی ہے۔ وہاں سے تیری نگاہ واپس آ جائے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اتنی دیر تک دیکھنا کہ نظر تھک کر واپس آ جائے۔

وہب کہتے ہیں کہ تو اپنی نظر کو بڑھا یہاں تک کہ وہ اس کی مسافت سے تیرے پاس واپس آ جائے۔ تو تیری نظر کے واپس آنے سے پہلے پہلے تو اس عرش کو اپنے سامنے پالے گا۔

بعض نے کہا جس کے پاس علم الکتاب تھا اس کا نام اسطوم تھا۔ بعض نے کہا جبرئیل تھا۔ بعض نے کہا وہ خود سلیمان ہی تھے۔

ان سے بنی اسرائیل کے ایک عالم نے کہ جس کا نام اسطوم تھا کہا تھا اس کو اللہ نے معرفت اور فہم دے رکھا تھا۔ کہ میں تیری نظر واپس آنے سے پہلے پہلے اس عرش کو لے آؤں گا۔ سلیمان نے کہا لے آ۔ تو اس نے کہا تم اللہ کے نبی ہو نبی کے بیٹے ہو اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ وجیہہ کوئی نہیں ہو سکتا اگر آپ اللہ سے دعا کریں اور اس سے مانگیں تو یہ آپ کے پاس آ جائے گا۔

سلیمان نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

جو علم اس شخص کو دیا گیا تھا اس سے مراد اسمِ اعظم ہے۔ یہاں کچھ کلام محذوف ہے۔ اصل میں یوں ہے کہ اس نے اللہ کے اسمِ

اعظم سے پکارا جو یہ ہے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا إِلَهَنَا وَاللَّهُ كُلِّ شَيْءٍ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

بعض نے کہا اسمِ اعظم یہ ہے۔

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. بعض نے کہا زمین عرش کے نیچے سے اللہ کے نام سے پھٹ گئی تو وہ زمین میں گہرا چلا گیا پھر زمین

کے نیچے سے چلتا ہوا آپ کے سامنے آ نکلا یہ بات کلبی نے کہی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے فرشتے بھیجے تو انہوں نے زمین کے نیچے سے کھائی کھود کر زمین کو پھاڑ کر تخت لا کر سلیمان کے سامنے آنکے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کو ہوا میں اڑا کر لایا گیا۔

سلیمان کے درمیان اور تخت کے درمیان تیز دوڑنے والے گھوڑے کے مطابق دو ماہ کی مسافت تھی۔ جب اپنے سامنے دیکھا تو اللہ کی نعمت کا شکر یہ ادا کرنے لگے۔ ایسے الفاظ میں شکر یہ ادا کیا کہ جس میں لوگوں کے لئے تعلیم تھی اور اللہ کے نور کا اقتباس تھا۔

پھر فرمایا اس کا عرش تبدیل کر دو۔ تبدیلی کا مقصد یہ تھا کہ اس کی تمیز کا تجربہ کر سکیں اور تاکہ اس کا تعجب زیادہ ہو۔ کچھ لوگوں نے یوں روایت کیا ہے کہ جنوں نے جب یہ محسوس کیا اگر سلیمان علیہ السلام بلیقیس سے شادی کر لیں گے تو وہ جنوں کی آپ تک خفیہ راز پہنچا دے گی کیونکہ اس کی ماں جننی تھی نیز اگر آپ کی اس سے اولاد ہوگئی تو یہ جن سلیمان علیہ السلام کے بعد بھی ان کی اولاد کی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکیں گے اس لیے انہوں نے آپ کے سامنے بلیقیس کی برائیاں کرنا شروع کر دیں تاکہ آپ اس میں رغبت نہ رکھیں تو کہنے لگے وہ بے عقل اور بے تمیز ہے اور اس کی ٹانگیں گھوڑے کے کھر کی طرح ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں تو آپ نے اس کے تخت میں تبدیلی کر کے اس کے عقل کا امتحان لیا اور پنڈلیوں کے بال دیکھنے کے لیے شیشے کے محل میں داخل ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے۔ تخت کو اجنبی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کچھ بڑھا گھٹا دیا جائے اس بارے قصہ بڑا مشہور ہے اور تفسیر کی کتب میں مذکور ہے۔ جب وہ مسلمان ہوگئی اور اپنے ظالم ہونے کا اعتراف کر لیا تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اس سے شادی کر لی اور اس کو اس کے اپنے ملک یمن پر برقرار رکھا اور وہاں واپس کر دیا پھر مہینے میں ایک دفعہ بذریعہ ہوا اس کے ہاں جایا کرتے تھے آپ کا اس سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا جس کا نام آپ نے داؤد رکھا تو وہ آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ انہ جمل کا مطلب یہ کہ جب انہوں نے کچھ بڑھا دیا اور سبز جوہر کو کم کر کے اس کی جگہ سرخ موتی رکھ دیا۔ اور سرخ کی جگہ سبز رکھ دیا۔ جب وہ آئی تو کہا گیا کیا تیرا عرش اسی جیسا ہے تو اس نے کہا گویا کہ یہ وہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کو پہچان لیا تھا لیکن ان کو شبہ میں ڈالا جیسے انہوں نے اس کو شبہ میں ڈالا یہ بات مقاتل نے کہی ہے۔

عکرمہ نے کہا بلیقیس بڑی سمجھدار تھی اس نے جھوٹ کے ڈر سے ہاں نہیں کہی اور اس نے لا کا لفظ اس لئے نہیں بولا کہ کہیں اس کو جھوٹا نہ کہا جائے بلکہ اس نے کہا کہانہ ہو تو سلیمان نے اس کی عقل کامل ہونے کو پہچان لیا کیونکہ اس نے انکار کیا نہ اقرار کیا۔

کہا گیا ہے کہ اس پر عرش کا معاملہ واقعی مشتبہ ہو چکا تھا کیونکہ جب اس نے سلیمان کی طرف رجوع کا ارادہ کیا تو اپنی قوم کو دعوت دی اور ان کو کہا کہ خدا کی قسم یہ بادشاہ نہیں نہ ہم اس سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پھر اس نے سلیمان کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں اپنی قوم کے سردار آپ کے پاس لے کر آ رہی ہوں کہ جس سے تمہارا معاملہ دیکھ سکوں اور دیکھوں کہ تم کس دین کی طرف دعوت دے رہے ہو۔

پھر اس نے اپنے عرش کو جو سونے چاندی اور جواہر سے مرصع تھا کے متعلق حکم دیا کہ اس کو سات گھروں کے اندران کے دروازوں کو بند کر کے رکھ دیا جائے۔ جیسا پہلے گزر چکا ہے۔

اور اس پر چونکہ مقرر کر دیئے جو اس کی حفاظت کریں پھر اپنے نائب کو حکم دیا کہ جو کوئی تیرے سامنے ہے اس کی حفاظت اور دھیان رکھنا کہ کوئی آدمی کسی چیز کی طرف نہ جاسکے اور کوئی چیز کسی کو مت دکھانا یہاں تک کہ میں آ جاؤں پھر وہ سلیمان کی طرف یمن کے بارہ ہزار سردار لے کر نکلی ہر سردار کے ماتحت ہزاروں آدمی تھے۔

جب وہ آ گئی تو کہا گیا کیا تیرا عرش اسی طرح ہے تو عرش کا معاملہ اس پر مشتبہ ہو گیا۔ تو کہنے لگی۔ لگتا تو وہی ہے۔ پھر اس سے کہا گیا شیشے کے محل میں داخل ہو جا۔

کہا جاتا ہے کہ وہ محل شیشوں کا تھا اور پانی کی طرح سفید تھا۔ بعض نے کہا صرح سے مراد گھر کا صحن ہے جس کے نیچے پانی چلا دیا گیا تھا۔ اور اس میں بہت سے سمندری جانور جیسے مچھلیاں مینڈک وغیرہ ڈال دیئے گئے۔

پھر سلیمان کا تخت اس کے آگے رکھ دیا گیا محل ایسے لگتا تھا جیسے وہ گہرا پانی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے یہ محل اسی لئے بنایا تھا کہ وہ بن کہے پنڈلیوں اور پاؤں سے کپڑا اٹھائے تاکہ وہ انہیں دیکھ سکیں۔

کہا گیا ہے کہ آپ کا مقصد اس کی سمجھ کا امتحان لینا تھا۔ جس طرح اس نے غلاموں اور لونڈیوں سے آپ کا امتحان لیا تھا۔ اور یہ چیز دال مہملہ دود کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

سلیمان تخت پر بیٹھے اور بلقیس کو بلایا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جائیں جب اس نے محل کو دیکھا تو سمجھتی کہ یہ گہرا پانی ہے۔ اور اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا تاکہ اس میں داخل ہو کر سلیمان کے پاس جائے۔ تو سلیمان نے اس کو دیکھ لیا کہ تمام انسانوں سے اس کی پنڈلیاں اور قدم خوبصورت تھے۔ مگر پنڈلیوں پر بال موجود تھے۔ جب سلیمان نے یہ چیز دیکھی تو اپنی نظر کو ہٹا لیا اور کہا یہ شیشے کا صحن ہے پانی نہیں ہے۔

پھر اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے تخت کا حال بھی دیکھ لیا تھا اور محل کو بھی دیکھ لیا اس لئے اس نے آپ کی دعوت قبول کر لی۔

کہا جاتا ہے کہ وہ جب صرح میں پہنچی تو اس کو پانی سمجھ کر دل میں کہنے لگی کہ سلیمان مجھ کو غرق کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ بہتر تو یہ تھا کہ مجھے قتل کر دیتے۔ تو اس کا یہ کہنا کہ ظَلَمْتُ نَفْسِي سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بارے میں بدگمانی تھی۔ بعض نے کہا کہ جب آپ نے اس سے شادی کرنا چاہی تو اس کی پنڈلیوں پر بالوں کی کثرت آپ کو پسند نہ آئی اس لئے انہوں نے انسانوں سے پوچھا کہ یہ بال کیسے ختم ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا اترے سے۔ اس عورت نے کہا لو ہا آج تک میرے ساتھ مس نہیں ہوا۔ اور سلیمان نے بھی اترے کو برا سمجھا۔ اور کہنے لگے کہ یہ تو اس کی پنڈلیاں کاٹ دے گا۔ پھر انہوں نے جنوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے کوئی ایسا حیلہ کریں گے جس سے یہ سفید چاندی کی طرح ہو جائیں گے اور انہوں نے حمام اور چونا تجویز کیا تو اس دن سے حمام اور چونا ظاہر ہوا۔ اس سے پہلے نہیں تھے۔ سلیمان نے اس سے شادی کر لی۔ تو اس سے بہت محبت ہو گئی۔ اور اس کو اس کی بادشاہی پر برقرار رکھا آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے بلقیس کو تین قلعے بنا کر دیئے جیسے قلعے کبھی کسی نے نہیں

دیکھے۔ وہ قلعے یہ ہیں۔ سلجین، بینون، غمدان۔

سلیمان ہرمینے میں ایک دفعہ اس کی ملاقات کے لئے جایا کرتے وہاں تین دن ٹھہرتے تھے۔ صبح سویرے ملک شام سے یمن تک جاتے اور یمن سے ملک شام تک ہوا پر جاتے۔

آپ کا اس سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا جس کا نام داؤد تھا یہ آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔

بلقیس یعر ب بن قحطان کی نسل سے شراحیل کی بیٹی ہے۔ اس کا باپ بڑا عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اس کے آباء و اجداد میں چالیس بادشاہ گزرے ہیں اور یہ آخری بادشاہ تھا اور پورے یمن کی سرزمین کا یہ بادشاہ تھا۔ باقی تمام اطراف کے بادشاہوں سے کہتا تھا کہ تم میں سے میری برابری کا کوئی نہیں۔ اور ان میں شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے ایک جھنی سے شادی کی جس کا نام ریحانہ بنت سکن تھا اس کے ہاں ایک بیٹی ہوئی جس کا نام بلقیس تھا۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس کی تائید میں ایک حدیث بھی آتی ہے کہ بلقیس کے دونوں والدین میں سے ایک جن تھا۔ جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو اس کی بادشاہی میں اس نے لالچ کی۔ اور انکی قوم سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور کچھ لوگوں نے نہ مانی اور مقابلہ میں دوسرا آدمی کھڑا کر دیا۔ اور ان کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ یمن کے ایک کنارے پر دوسرا دوسرے پر۔ پھر اس آدمی نے جس کو لوگوں نے بادشاہ بنایا تھا اپنی مملکت والوں پر برا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ وہ عورتوں سے بھی فجور کرتا تھا تو اس کی قوم نے اس کو اتارنا چاہا مگر وہ یہ نہ کر سکا جب بلقیس نے یہ بات دیکھی تو اس کو غیرت آگئی تو اس نے اس کو شادی کا پیغام بھیجا۔ اس بادشاہ نے وہ پیغام قبول کر لیا اور کہنے لگا۔ منگنی کی ابتدا میں نے اس لئے نہیں کی کہ مجھے ڈرتا تھا کہ تم انکار نہ کر دو۔ بلقیس نے کہا تو شریف آدمی ہے میری برابری کا ہے۔ اس لئے میری قوم کے کچھ آدمیوں کو اکٹھا کر کے ان کو میری منگنی کا پیغام بھیج اس نے ان کو جمع کیا اور ان کو منگنی کا پیغام دیا۔ ان لوگوں نے بلقیس کے پاس اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ تو انہوں نے اس کی اس سے شادی کر دی۔ جب بلقیس اس کو ملی اور اس سے علیحدگی اختیار کی تو اس نے اس کو شراب پلائی یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گیا پھر بلقیس نے اس کا سر کاٹ لیا۔ وہ رات کو ہی اپنے گھر واپس چلی گئی۔ اور حکم دیا کہ اس کا سر اس کے گھر کے دروازے پر نصب کر دیا جائے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو ان کو پتہ چل گیا کہ یہ نکاح محض دھوکہ تھا۔ تو سب نے اس کو اکٹھے ہو کر بادشاہ مان لیا۔ حدیث میں ابو بکرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب یہ پتہ چلا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملہ کو عورت کے ذمہ کر دیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک متعلقہ بات: جان لو کہ حکماء یہ کہتے ہیں کہ حمام اور چونے کے بڑے فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی۔ اس کے فائدے یہ ہیں کہ یہ مسام کھول دیتا ہے اور فاضل مادے خارج کرتا ہے اور ریح کو تحلیل کرتا ہے۔ پیٹھے اور رطوبت سے طبیعت کو روک دیتا ہے اور بدن کو میل کچیل اور پسینے سے صاف رکھتا ہے۔

کھجلی اور خارش اور تھکان کو ختم کر دیتا ہے۔ جسم کو نرم کر دیتا ہے۔ قوت حافظہ کو عمدہ بنا دیتا ہے۔ بدن میں غذا کی استعداد پیدا کرتا ہے۔ بے طاقت اعضا کو تازہ دم کر دیتا ہے۔ نزلے کو خشک کر دیتا ہے۔ دن کے بخار و دق چوتھے کے بخار کے لئے نفع مند ہے۔ اور بلغم کو خشک کر دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ فائدے تب ہوں گے جب کوئی حاذق طبیب اس کو تجویز کرے۔



اس کا نقصان یہ ہے کہ یہ فاضل مادے کو اعضائے رئیسہ کی طرف ڈال دیتا ہے۔ بدن کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ اور گاڑھی حرارت کو کمزور کر دیتا ہے۔ مضبوط اعضاء کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ قوت باہ کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ اس کا وقت ورزش سے بعد اور غذا سے پہلے ہے سوائے نازک بدن اور نازک اندام لوگوں کے۔

حمام میں داخل ہونے کے بعد گرم گرم باہر نہیں نکلنا چاہیے بلکہ جب باہر نکلنا چاہو تو کپڑے اتارنے کی جگہ میں چڑھتے ہوئے جاؤ اور اپنے اوپر صاف ستھرا بخارات والا کپڑا پہن لو اور عورتوں سے رات دن دور رہو۔ حمام کے اندر عورتوں سے مجامعت مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے استنقاء کی بیماری اور دیگر ردی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ انسان کو گرم اور میٹھا کھانے کے بعد اور تھکاوٹ کے اور جماع کے اور حمام سے نکلنے کے بعد ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہیے کیونکہ یہ چیز بہت نقصان دہ ہے اور سب سے عمدہ حمام وہ ہیں جو پرانے ہوں اور بلند ہوں اور میٹھے پانی والے ہوں۔

نورہ طبعاً گرم خشک ہے۔ غزالی نے احیاء العلوم میں کہا کہ حمام کے بعد چوننا لگانے سے کوڑھ نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ٹھنڈے پانی سے پاؤں دھونے سے نقرس نہیں ہوتی۔

حمام میں سردیوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دوا پینے سے زیادہ مفید ہے۔ مزید کہا ہے کہ حمام کی دیوار سے پیٹھ لگانا مکروہ ہے معنی یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے جسم پر چونا طلاء کر لے پھر اپنے جسم پر پانی ڈال کر غسل کر لے۔ چونے سے پہلے حطمی بوٹی استعمال کرنی چاہیے تاکہ چونے کی جلن سے بچا جاسکے۔

پھر ٹھنڈے پانی سے غسل کرے اور بدن سے اس کو صاف کر دے۔

اگر اس نے چونے کو پہلے استعمال کیا تاکہ جذام سے محفوظ رہے تو اپنی انگلی پر تھوڑا سا چونا لے پھر اس کو سونگھے اور کہے صلی اللہ علی سلیمان بن داؤد پھر یہ بات اپنی دائیں ران پر لکھے تو وہ چوننا لگانے سے پہلے ہی پسینے میں شرابور ہو جائے گا۔ اس کو پسینہ پونچھنا چاہیے پھر طلاء کرنا چاہیے اور یہ گرم جگہ میں ہونا چاہیے تاکہ جلد پسینہ آجائے۔ اس کے بعد عصفر اور تربوز کے بیج اور چاولوں کا آنا آس کے پانی اور عرق گلاب میں گوندھ کر ایک برتن میں گرم کیا جائے پھر اس کو جسم پر شہد کے ساتھ ملا کر طلاء کرے۔ اس طرح بدن صاف ہوگا۔ اور اس سے بیماریاں دور ہوں گی۔ جیسے برص، جذام، بھق، بشر، نفاطات وغیرہ۔

قزوینی کہتے ہیں کہ جب نورہ میں ہڑتال اور انگوروں کی راکھ ڈال دی جائے پھر اس کو طلاء کیا جائے پھر اس کے بعد جو کے آٹے، باقلہ، بطیخ کے بیج سے بار بار دھوئے تو اس سے بال کمزور ہوں جائیں گے اور دوبارہ کبھی نہیں آئیں گے۔

علامہ فخر الدین رازی نے کہا ہڑتال سے پہلے نورہ استعمال کرنا کلف پیدا کرتا ہے۔ اس کا ضرر چاول اور عصفر کے طلاء سے دور ہوتا ہے۔

گرم مزاج والوں کے لئے جو چاول، تربوز اور انڈے میں ملایا جائے اور ٹھنڈی طبیعتوں والوں کے لئے۔ مرزنجوش اور نم نام کے پانی سے ملانا چاہیے۔ اور چاہیے کہ چونے کے ساتھ تھوڑا سا ایلوا اور تمبا ایک درہم ملا لیا جائے۔ اس سے خارش اور پھوڑے نہیں ہوں گے۔

خاتمہ: امام مالک نے موطا میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے اسراء کی رات جنوں کا ایک عفریت

دیکھا جو آگ کا شعلہ لئے مجھے تلاش کر رہا تھا۔

جب بھی وہ متوجہ ہوتا تو میں اس کو دیکھ لیتا۔ جبرائیل نے کہا اگر آپ ﷺ کہیں تو میں آپ ﷺ کو چند کلمات سکھاؤں جن کے پڑھنے سے شعلہ بجھ جائے گا۔ اور یہ شیطان اپنے منہ کے بل گر پڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بتاؤ۔ تو انہوں نے کہا آپ کہیں۔ اَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ الْأَطَارِقِ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ. باب الجیم الجن میں اس عفریت کی حدیث گزر چکی ہے جو نبی ﷺ کی نماز کو کاٹنے کے لئے سامنے ہو کر آ گیا تھا تو آپ ﷺ نے اس کی گردن گھونٹی اور اس کو مسجد کے ستون سے باندھنا چاہا۔

## العفر

کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے۔ ابن اثیر نے نہایہ میں کہا کہ یہ گدھے کا بچہ ہے اس کی مؤنث عفرۃ ہے۔

## العقاب

مشہور پرندہ ہے اس کی جمع اعقاب ہے۔ کیونکہ یہ مؤنث ہے اور افعال کے صیغہ پر حروف جمع مؤنث ہی بنتی ہے جیسے عناق سے اعناق، ذراع سے اذرع اور اکثر لوگ جمع الجمع عقبان اور عقابین بتاتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

عقابین یوم الجمع تعلقو وتسفل

”لڑائی کے دن عقاب اوپر نیچے جاتے ہیں۔“

اس کی کنیت ابوالاشیم ابوالحجاج ابوحسان ابودھر ابوالہشیم اور اس کی مؤنث ام الحوار ام الشعواء ام طلبہ ام لوح اور ام یشیم ہے۔ عرب لوگ عقاب کو کاسر کہتے ہیں۔ اور اس کے رنگ کی بنا پر خدار یہ بھی کہتے ہیں۔ یہ لفظ مؤنث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقاب کا لفظ مذکر مؤنث دونوں کے لئے۔ اور ان میں تمیز صرف اسم اشارہ سے ہو سکتی ہے۔ کامل میں ہے۔ عقاب پرندوں کا سردار اور گدھان کا نقیب ہے۔ ابن ظفر کہتے ہیں کہ عقاب تیز نظر ہوتا ہے۔ اسی لئے عرب کہتے ہیں ابصر من عقاب یعنی عقاب سے بھی زیادہ نظر والا ہے۔ مؤنث کو لقوقہ کہتے ہیں۔

بطلیوسی نے شرح میں کہا کہ خلیل نے کہا ہے کہ لقوقہ کسرہ اور فتح سے ہے اور عقاب تیز اڑنے والے کو کہتے ہیں۔ اور عقاب کو عنقاء مغرب بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ دور کے علاقے سے آتا ہے۔ یہ وہ عنقاء نہیں ہے جس کا آگے ذکر آئے گا۔ اور یہی تفسیر ابوالعلاء معری نے کی ہے۔

فَعَانِدُ مِنْ تَطْيِيقِ لِهْ عِنَادَا

اِرَى الْعِنَقَاءَ تَكْبُرَانِ تَصَادَا

”میں دیکھتا ہوں کہ عنقاء کا شکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے جو اس سے دشمنی کی طاقت رکھتا ہے وہ رکھتا رہے۔“

وظن بسائر الاخوان شرا ولا تاملن علی سرفو ادا  
”وہ سارے بھائیوں سے برائی کا گمان کرتا ہے اور اپنے دل کے بھید پر کسی سے بھی مامون نہیں ہوتا۔“

فلو خبرتہم الجوزاء خبری لما طلعت مخافة ان تصادا  
”اگر میں یہ بات جوزاء کو بتا دوں تو وہ بھی شکار کے ڈر سے طلوع نہ ہو۔“

و کم عین تؤمل ان ترانی وتفقد عند روتسی السوادا  
”کتنی ہی آنکھیں مجھے دیکھنے کی امید میں ہیں لیکن میرے دیکھنے کے وقت سیاہی ان کو نظر نہیں آتی۔“  
اس کا ایک اور قصیدہ ہے۔ جس میں اس نے بڑی عجیب باتیں کی ہیں۔

فان كنت تهوى العيش فابغ توسطاً فعند التناهی يقصر المتطاول  
”اگر تو زندگی گزارنا چاہتا ہے تو درمیانی راہ اختیار کر کیونکہ آگے بڑھنے والا آدمی آخر کار کوتاہ رہ جاتا ہے۔“

توافی البدور النقص وهی اهله ویدر کھا النقصان وهی کوامل  
”چاند جب باریک اور ناقص ہوتا ہے تو بدر کے لئے بڑھتا رہتا ہے۔ جب وہ کامل ہوتا ہے تو کم ہونے لگتا۔“  
اور اسی معنی میں ابن عسیر تلمسان نے کہا ہے۔

ایسعدنی یا طلعة البدر طالع ومن شقوتی خط بخدیك نازل  
”اے چاند کے طلوع ہونے، کیا چاند کا طلوع ہونا میری مدد کر سکتا ہے حالانکہ میری بدبختی کے نقوش اس کے چہرے پر  
نقش ہیں۔“

نعم قد تناهی فی الجفاء تطاولاً وعند التناهی يقصر المتطاول  
”ہاں جب ظلم انتہا کو پہنچ جائے تو ختم ہو جاتا ہے اور جو بہت آگے بڑھے وہ کوتاہ رہ جاتا ہے۔  
گزر چکا ہے کہ جب عقاب چنچتا ہے تو یوں کہتا ہے۔“

فی البعد عن الناس راحة. لوگوں سے دوری میں راحت ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ عقاب اور زنج۔

کچھ عقاب سیاہ، کچھ خاکستری رنگ کے اور کچھ سیاہی مائل اور کچھ سفید اور چتکبرے ہوتے ہیں۔

ان میں سے کچھ پہاڑوں میں رہتے ہیں کچھ جنگلوں میں، کچھ جھاڑیوں میں اور کچھ شہروں کے آس پاس رہتے ہیں۔

ان کے مذکر بہت باریک جسم والے ہوتے ہیں ان کے برابر میں کوئی نہیں ہوتا۔

ابن خلکان نے عماد اکاتب کے حالات زندگی کے آخر میں کہا ہے کہ عقاب سارے مونٹ ہوتے ہیں۔ اور جو ان سے جفتی

کرتا ہے وہ دوسری نسل کا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا لومزا اس سے جفتی کرتا ہے۔ ابن خلکان نے کہا یہ بھی عجیب بات ہے۔

ابن عسیر نے کسی شخص کی ہجو میں شعر کہے ہیں۔

ما انت الا كالعقاب فامه معروفه ولله اب مسجھول  
 ”تو عقاب کی طرح ہے جس کی ماں کا تو پتہ ہے لیکن باپ کا پتہ نہیں۔“  
 عقاب عام طور پر تین انڈے دیتا ہے اور تیس دن ان کو سیتا ہے باقی سارے شکاری جانور دو انڈے دیتے ہیں۔ اور تیس دن سیتے ہیں۔

جب عقاب کے بچے نکل آتے ہیں تو ان میں سے ایک پھینک دیتا ہے کیونکہ تینوں کو کھانا دینا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے اور یہ چیز اس کی کم صبری کی وجہ سے پیش آتی ہے۔  
 جس بچے کو یہ پھینکتا ہے اس پر ایک اور پرندہ شفقت کرتا ہے جس کا نام کاسر العظام ہے اور اس کو مکلفہ بھی کہتے ہیں۔ وہ اس کی پرورش کرتا ہے۔

اس کی عادت ہے کہ ہر گم شدہ بچے کو چوگا دیتا ہے۔ عقاب جب کسی چیز کا شکار کرتا ہے تو فوراً گھراٹھا کر نہیں لے جاتا بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا ہے۔ اور اونچی جگہوں پر ہی بیٹھتا ہے۔  
 جب یہ خرگوش کا شکار کر لے تو پہلے چھوٹوں کا شکار کرتا ہے پھر بڑوں کا۔  
 تمام شکاری پرندوں سے یہ حرارت میں تیز اور حرکت میں بڑا طاقتور ہے اور مزاج میں بڑا خشک ہے۔ اس کے پر ہلکے ہیں تیز اڑتا ہے۔ صبح عراق میں ہوتا ہے اور شام کو یمن میں پہنچ جاتا ہے۔

اس کے جسم کے پر ہی اس کے لئے سردیوں کی پوستین اور گرمیوں کے زیور کا کام دیتے ہیں۔  
 جب اٹھنے سے بھاری ہو جاتا ہے۔ اور اندھا ہو جاتا ہے تو اس کو اس کے بچے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اس وقت وہ بچے اس کے لئے ارض ہند میں پہاڑ کی چوٹی پر صاف چشمہ تلاش کرتے ہیں تو اس میں اس کو ڈبو تے ہیں۔ پھر سورج کی شعاعوں میں رکھتے ہیں تو اس کے پرانے پر گر جاتے ہیں۔ اور نئے نکل آتے ہیں۔ اور اس کی نظر کی تاریکی بھی چلی جاتی ہے۔ پھر اس کو دوبارہ غوطہ دیتے ہیں تو وہ پہلے سے زیادہ جوان ہو جاتا ہے۔ فسبحان القادر علی کل شیء الملہم کل نفس ہداھا۔

توحیدی نے کہا اس کا الہام کتنا عجیب ہے کہ جب اس کو جگر کی شکایت ہوتی ہے تو خرگوشوں اور لومڑیوں کا جگر کھاتا ہے تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ سانپ کو بغیر سر کے کھاتا ہے۔ اور پرندوں کو دلوں کے بغیر کھاتا ہے اسی لئے امراء القیس کہتا ہے۔

كان قلوب الطير رطبا ويا بسا لدی و کرھا العناب والحشف البالی  
 ”گویا کہ پرندوں کے دل تر اور خشک اس کے گھونسلے کے پاس ایسے ہیں جیسے ردی کھجوریں اور عناب ہوں۔“  
 اور اسی کے متعلق طرفہ بن عبد کا قول ہے کہ

كان قلوب الطير في قعر عشا نو القسب ملقى عند بعض المادب  
 ”پرندوں کے دل ان کے گھونسلے کی سطح میں ایسے ہیں جیسے سخت کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں جو بعض دسترخوان کے پاس پڑی ہوئی ہوں۔“

بشار بن برداعی شاعر سے کسی نے کہا کہ اگر اللہ تجھے اختیار دے کہ تو کوئی جانور بن جائے تو تو کون سا جانور بننا پسند کرے گا۔ اس نے کہا عقاب۔ کیونکہ وہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں نہ کوئی درندہ اور نہ کوئی چوپایہ جاسکتا۔ اور پرندوں میں سے درندے بھی اس سے دور رہتے ہیں۔ اور شکار کے لئے بھی اسے کم مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بلکہ وہ ہر شکار والے سے شکار چھین کر گزارہ کرتا ہے۔ اس کی خصوصیت ہے کہ اس کا ایک پر ہمیشہ جھکا رہتا ہے۔ عمرو بن حزام شاعر کہتا ہے۔

لقد تركت عفراء قلبی كانه جناح عقاب دائم الخفقان

”میں نے اپنے دل کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ عقاب کے پر کی طرح ہمیشہ جھکا رہتا ہے۔“

عجائب المخلوقات میں پتھروں کے ذکر میں ہے کہ عقاب کا پتھر ہندی ہوتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی کے مشابہ ہے۔ جب اس کو حریت دی جائے تو اس سے آواز آتی ہے جب توڑا جائے تو اس میں کچھ نہیں ہوتا۔ اور عقاب کے گھونسلے میں وہ پایا جاتا ہے۔ عقاب اس کو ہند کی سرزمین سے اٹھا کر لاتا ہے۔

جب کوئی آدمی اس کے گھونسلے میں جانا چاہے تو وہ پتھر اس کی طرف پھینک دیتا ہے تاکہ وہ اس کو لے کر واپس چلا جائے۔ کیونکہ اس کو علم ہے اس پتھر کی خاصیت کی وجہ سے یہ پتھر ہی لینا چاہتے ہیں۔

اس پتھر کی خاصیت ہے کہ جس عورت کو ولادت کی تنگی ہو تو اس پر لٹکانے سے بچہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اس کو اپنی زبان کے نیچے رکھ لے وہ دشمن پر بات چیت میں غالب آ جاتا ہے۔ اور اس کی تمام حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح کی بات لفظ نسر باب النون میں ان شاء اللہ آئے گی۔

سب سے پہلے اہل مغرب نے عقاب کے ساتھ شکار کیا اور اس کو تعلیم سکھائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر روم نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کو ایک عقاب تحفے میں دیا اور لکھا کہ اس کو تعلیم دو تو یہ ایسا کام کرے گا جیسے شکرے بھی نہیں کر سکتے۔ تو اس نے اس کی تعلیم کا حکم دیا پھر اس کے ساتھ شکار کیا تو اس نے اس کو بہت پسند کیا۔ پھر اس کو بھوکا چھوڑا تا کہ اس کے ساتھ شکار کر لے تو وہ عقاب ارد گرد کے کسی بچے پر کود پڑا اور اس کو مار ڈالا کسریٰ نے کہا کہ قیصر نے ہمارے ساتھ بغیر لشکر کے جنگ کر دی ہے۔ پھر کسریٰ نے قیصر کو ایک چیتا یا شیر بطور تحفہ دیا اور اس کو لکھا کہ میں نے تجھے ایسا جانور دیا ہے کہ جس سے تو ہر نیوں اور وحشی جانوروں کا شکار کر سکتا ہے اور جو کچھ عقاب نے کیا تھا وہ بات قیصر کو نہ بتلائی۔ تو قیصر بڑا خوش ہوا۔ کہ شیر کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے صحیح ہے۔ ایک دن وہ چیتے یا شیر سے غافل ہوا تو شیر نے اس کے کسی جوان کو پھاڑ ڈالا۔ قیصر نے کہا کسریٰ نے ہم کو شکار کیا ہے اور ہم نے بھی تو اس کو شکار کیا تھا اس لئے کوئی بات نہیں۔

جب کسریٰ کو پتہ چلا تو اس نے کہا میں ابو ساسان ہوں۔

ابن خلکان نے جعفر بن یحییٰ برمکی وغیرہ کے حالات زندگی میں اصمعی سے نقل کیا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو مار ڈالا تو رات کو مجھے بلایا۔ میں اس کے پاس آیا لیکن میں ڈرا ہوا تھا تو اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ چند اشعار آپ کو سنانا چاہتا ہوں میں نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو سنائیے تو انہوں نے مجھے یہ شعر سنائے۔

لوان جعفر خاف اسباب الردی لنجابه منها طمر ملجم

”اگر جعفر موت کے اسباب سے ڈرتا تو ملجم کے کودنے کی طرح اس سے نجات پاسکتا تھا۔“

ولکان من حذر المنية حيث لا يرجو اللحاق به العقاب القشعم

”جعفر موت کے ڈر سے اس جگہ پہنچ جاتا جہاں سے موت اس تک کبھی نہ پہنچ سکتی جیسے طاقتور باز ہوتا ہے۔“

لكنه لما اتاه يومه لم يدفع الحدثان عنه منجم

”لیکن جب اسے موت اپنے مقررہ دن میں آئی تو مصیبت کو کوئی نجومی اس سے نہ روک سکا۔“

اصمعی کہتے ہیں کہ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ شعر اسی کے ہیں تو میں نے کہا یہ شعر بہت اچھے ہیں۔ تب اس نے کہا اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ۔ پھر میں نے سوچا کہ اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ تو میرے ذہن میں اس کا صرف ایک ہی مقصد آیا کہ وہ مجھے شعر سنائے اور میں ان کو آگے بیان کروں۔

اہل تاریخ نے جعفر کے قتل کے اسباب میں بہت سے واقعات لکھے ہیں۔ ان میں ایک وہ ہے جو ابو محمد یزیدی سے مروی ہے کہ جو یہ کہے کہ رشید نے جعفر کو یحییٰ بن عبد اللہ کے سبب کے علاوہ کسی اور وجہ سے مارا ہے تو اس کی بات نہ مانو۔

واقعہ یوں ہے کہ رشید نے یحییٰ کو جعفر کے حوالے کیا تو اس نے اس کو قید کر دیا پھر جعفر بن حسن نے ایک رات اس کو بلایا اور اس سے اس کا معاملہ پوچھا۔ تو اس نے اس کو جواب دیا پھر اس کو کہا اے جعفر! میرے متعلق اللہ سے ڈر جا اور میرے خون کے در پے نہ ہو ورنہ نبی ﷺ قیامت کے دن تیرے ساتھ جھگڑا کریں گے۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے اور نہ کسی بدعتی کو جگہ دی ہے۔ تو جعفر اس کے لئے نرم ہو گیا اور اس کو چھوڑ دیا لیکن اس سے حلف لیا کہ وہ کوئی نئی بات نہ نکالے گا اور اس کے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجا جو اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچا دے جب یہ بات رشید کو معلوم ہوئی تو اس نے جعفر کو بلایا اور یحییٰ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ جیل میں سخت زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ تو رشید نے کہا میری زندگی کی قسم؟ تو جعفر اس کے معاملے میں ڈر گیا اور یہ تمام لوگوں سے اچھی سوچ رکھتا تھا۔ تو اس کے دل میں یہ بات آئی کہ اس کو یحییٰ کے بارے میں کچھ پتہ چل گیا۔ تو کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین آپ کی زندگی کی قسم۔ قید نہیں ہے بلکہ میں نے آزاد کر دیا ہے کیونکہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں تو رشید نے اس بات کو اچھا ظاہر کیا اور یہ بات دل میں پوشیدہ رکھی۔ اور کہا کہ میرے دل میں جو کچھ تھا تو نے بھی ویسا ہی کیا ہے۔ پھر جب باہر نکلنے لگا تو رشید نے اس کے متعلق سوچا اور کہا کہ اللہ مجھے گمراہی پر دشمنوں کی تلواروں سے مار ڈالے اگر میں تم کو نہ ماروں۔

تاریخ حماہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ رشید جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت مہدی سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ تو اس نے کہا میں چاہتا ہوں تیرے ساتھ عباسہ کی شادی کروں تاکہ تو اس کو شرعی طور پر دیکھ سکے مگر تو نے اس کو چھونا نہیں۔ تو یہ دونوں اس کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے پھر رشید مجلس سے اٹھتا تو یہ دونوں شراب سے بھر جاتے اور یہ دونوں جوان تھے۔ پھر جعفر اس کی طرف جا کر اس سے جماع کرتا وہ حاملہ ہو گئی اور اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو وہ عورت رشید سے ڈر گئی تو اس نے بچہ اپنی چند خاص لونڈیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا معاملہ چھپا ہی رہا۔

یہاں تک کہ عباسہ اور اس کی لونڈی میں کچھ ناچاکی ہو گئی تو بچے کا معاملہ اس نے بتا دیا اور جگہ بھی بتا دی اور بچے کے ساتھ

والی لونڈیوں اور زیور کے بارے میں بتا دیا جب رشید نے حج کیا تو کسی کو بھیج کر اس بچے کو اور اس کے خواص کو منگوا لیا تو وہ بالکل درست تھا۔ اس طرح وہ برا مکوں پر ناراض ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ رشید نے جعفر کو اس اس لئے مارا کہ اس نے ساری جاگیریں اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔ اور رشید جب بھی سفر کرتا کسی جاگیر یا باغ سے گزر رہتا تو اس سے کہا جاتا کہ یہ سب جعفر کا ہے۔ معاملہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ جعفر نے اپنی ذات پر زیادتی کی کیونکہ وہ معزز بنایا گیا تو اس نے بادشاہ کے حکم کے بغیر بعض طالبین کا سر کاٹ دیا اس طرح رشید نے اس کے خون کو حلال سمجھ لیا۔ بعض نے کہا کہ اس کے قتل کا سبب یہ ہے کہ رشید کے سامنے ایک قصہ پیش کیا گیا اور اس پیش کرنے والے کا پتہ کوئی نہ تھا اس میں یہ اشعار تھے۔

قل لا مین اللہ فی ارضہ ومن الیہ الحول والعقد

”اللہ کی زمین میں جو اس کا امین ہے اور جس کے ہاتھ میں اختیارات ہیں اس سے یہ کہہ دو۔“

هذا ابن یحیی قد غدا مالکاً مثلك ما بینکما حد

”یہ بچی کا بیٹا ہے اور تیری طرح مالک بن گیا ہے۔ اور تمہارے درمیان کوئی حد نہیں ہے۔“

امرک مردود الی امرہ وامرہ لیس لہ رد

”تیرا حکم اس کے حکم کی طرف موڑا جاتا ہے اور اس کے حکم کو کوئی موڑ نہیں سکتا۔“

وقد بنی الدار الی ما بنی ال فرس لہا مثلاً ولا الہند

”اس نے ایسا گھر بنایا جیسا گھر نہ فارسیوں نے اپنے لئے بنایا نہ ہندیوں نے۔“

والدر والیا قوت حسباً وھا وتربھا العنبر والنند

”موتی اور یاقوت اس کی کنکریاں ہیں اور عنبر اور نند اس کی مٹی ہیں۔“

ونحن نخشی انہ وارث ملکک ان غیبک اللحد

”ہمیں یہ خوف ہے کہ اگر تجھے قبر میں غیب کر دیا جائے تو یہ تیری بادشاہی کا وارث بن جائے گا۔“

ولن یساھی العبد اربابہ الا اذا بطر العبد

”اور غلام اپنے مالکوں پر اس وقت ہی فخر کرتا ہے جب اس پر بے حد انعام ہو جائے۔“

جب رشید کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دل میں شر چھپا لیا اور دل میں بغض رکھ لیا۔

بعض نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ برا مکہ نے زندیقوں کو غالب کرنا اور بادشاہی کو خراب کرنا شروع کر دیا تھا پھر رشید نے ان کے خلاف دل میں بغض رکھ لیا پھر ان کو مروا ڈالا۔ میں کہتا ہوں یہ قول قیاس کے خلاف ہے میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

بعض نے کہا کہ سرور کہتے ہیں کہ میں نے رشید سے حج کے دوران سنا۔ اور یہ ۱۸۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ وہ طواف میں کہہ رہا تھا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ جعفر پر قتل واجب ہو چکا ہے میں تجھ سے اس کے قتل کے بارے میں استغفار کرتا ہوں تو مجھے اچھی بات پر لگا۔ جب رشید انبار کی طرف لوٹا تو سرور اور حماد دونوں کو جعفر کی طرف اسے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ وہاں اس کے پاس

پہنچے تو گلوکار اس کو یہ گانا سنا رہا تھا۔

فلا تبعد فكل فتى سياتى عليه الموت بطرق او يغادى

”تو اس بات کو بعید نہ سمجھ کیونکہ ہر نوجوان کے پاس موت صبح یا شام کو ضرور آئے گی۔“

تو مسرور نے اس کو کہا ہم اسی لئے آئے ہیں کیونکہ آپ کے پاس یہ معاملہ رات کو آچکا ہے آپ امیر المومنین کے پاس جائیں۔ تو اس نے سارے غلام آزاد کر دیئے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اور تمام لوگوں کے حقوق سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا پھر وہ رشید کے گھر آیا تو مسرور نے اس کو وہاں قید کر دیا اور گدھے کی رسی سے باندھ دیا اور رشید کو اس بات کی اطلاع دی کہ میں نے اس کو باندھ دیا ہے۔ تو اس نے مسرور سے کہا اس کا سر میرے پاس لاؤ۔ اس نے دو بار اس سے بات دوہرائی۔ تو رشید نے اس کو گالی دی اور چیخا تب مسرور گیا اور اس کا سر کاٹ کر لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۸ ہجری صفر کے ابتدا میں پیش آیا۔ جبکہ وہ سینتیس برس کا تھا۔ پھر اس کو سولی دی گئی اور اس کے جسم کے ہر ٹکڑے کو پل پر لٹکا دیا گیا۔ پھر وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ رشید خراساں جاتے ہوئے وہاں سے گزرا تو اس نے کہا اس کو جلا دینا چاہیے تو اس کو جلا دیا گیا۔ جب اس نے جعفر کو مار دیا تو تمام براء مکہ کو اور ان کے پیروکاروں کو کنٹرول کر لیا اور اعلان کر دیا کہ ان کے لئے کوئی پناہ نہیں سوائے محمد بن خالد بن برمکہ اور اس کی اولاد اور جماعت کے۔ کیونکہ وہ ان سے بالکل الگ تھلگ تھے۔

کہا جاتا ہے کہ علیہ بنت مہدی نے رشید سے کہا کہ تو نے جعفر کو کیوں مار ڈالا اس نے کہا کہ اگر میری قیص کو بھی یہ معلوم ہو کہ میں نے اس کو کیوں مارا ہے تو میں اس کو بھی جلا دوں۔ جب جعفر سولی دیا گیا تو یزید رقاش نے اس کے جسم پر کھڑا ہو کر یہ شعر کہے۔

اما واللہ لولا خوف واش وعین للخلیفة لاتنام

”اللہ کی قسم اگر چغل خور کا اور اس جا سوس کا۔ جو خلیفہ کے لئے سوتا نہیں۔ خوف نہ ہوتا۔“

لطفنا حول جذعك واستلمنا کمال للناس بالحجر استلام

”تو ہم تیرے تن کے گرد طواف کرتے اور اس کو چومتے جس طرح لوگ حجر اسود کو چومتے ہیں۔“

فما ابصرت قبلك يا ابن يحيى حسام فله السيف الحسام

”اے ابن یحییٰ میں تم سے پہلے ایسی کوئی تلوار نہیں دیکھی جس کو کسی دوسری تلوار نے کند کر دیا ہو۔“

على اللذات و الدنيا جميعا لادولة آل برمك السلام

”لذتوں اور تمام دنیا پر اہل برمک کی حکومت کو سلام ہو۔“

جب رشید کو پتہ چلا تو اس نے کہا تو نے ایسا کیوں کہا تجھے پتہ ہے کہ میں نے اس شخص کو ڈانٹا ہے جو یہاں کھڑا ہو یا اس کا مرثیہ کہے۔ تو اس نے کہا یہ ہر سال مجھے ایک ہزار دینار دیتا تھا۔ تو رشید نے کہا جب تک ہم زندہ رہے تجھ کو دو ہزار دینار سالانہ ملتا رہے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت جعفر کی میت پر کھڑی ہوئی اور اس کے سر کو لٹکا ہوا دیکھ کر کہنے لگی خدا کی قسم آج تو ایک نشانی بن گیا ہے اور تو اعلیٰ اخلاق کی انتہا تھی۔ پھر یہ شعر پڑھے:



ولما رايت السيف خالط جعفرا ونادى مناد للخليفة فى يحيى  
”میں نے جب تلوار کو دیکھا کہ جعفر کی ہم نشین بن گئی ہے اور ایک خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کو بھی بلایا۔“

بکیت على الدنيا وايقنت انما قصارى الفتى يوما مفارقة الدنيا  
”تو میں دنیا پر روئی اور یقین کر لیا کہ چھوٹی عمر کے نوجوان بھی ایک دن دنیا سے جدا ہونے والے ہیں۔“

وما هسى الا دولة بعد دولة تخول ذانعمى وتعقب ذابلوى  
”اور یہ بھی ایک حکومت ہے جو پہلی حکومت کے بعد آئی اور یہ کسی کو نعمت دے رہی ہے اور کسی کو مصیبت میں مبتلا کر رہی ہے۔“

اذا انزلت هذا منازل رفعة من الملك حطت ذالى الغاية السفلى  
”جب اس کو بادشاہی کے بلند مراتب پر فائز کرتی ہے تو دوسرا انتہائی نچلی سطح پر چلا جاتا ہے۔“

پھر وہ ہوا کی تیزی سے وہاں سے نکل گئی اور وہاں نہ ٹھہری جب سفیان بن عیینہ کو جعفر کے قتل اور براء مکہ کی مصیبت کی اطلاع ملی تو اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کر کے کہنے لگے۔ اے اللہ جعفر مجھے دنیا کی مشقت سے بچانے کے لئے کافی ہوتا تھا اس لئے تو اس کی آخرت کی مشقت سے اس کے لئے کافی ہو جا۔

جعفر کرم و عطا کے عظیم مرتبے پر فائز تھا اور عطیات کے بارے میں اس کے قصے بہت مشہور ہیں اور بہت بڑے بڑے رجسٹروں میں لکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ وزراء میں سے آج تک کوئی اس کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکا جیسا مرتبہ جعفر کا رشید کے نزدیک تھا۔ رشید اس کو بھائی کہتا تھا اور اس کو اپنے کپڑے کے اندر بٹھا لیتا تھا۔ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو اس کے باپ کو عمر قید کر دی۔ براء مکہ جو دو کرم کے عظیم مرتبے پر فائز تھے۔ وہ رشید کے بعد سترہ سال تک وزیر رہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ زبیر بن عبدالمطلب نے یہ شعر اس سانپ کے بارے میں کہے ہیں جو کعبے کی دیواریں بناتے ہوئے کہیں سے نکل آیا تھا قریش اس سے ڈرے یہاں تک کہ ایک عقاب اس کو اٹھا کر لے گیا۔

عجت لما تصوبت العقاب الى الشعبان وهى لها اضطراب  
”جب عقاب سانپ کی طرف متوجہ ہوا تو میں بڑا متعجب ہوا کیونکہ وہ اس کے لئے بڑا بے قرار تھا۔“

وقد كانت يكون لها كشيح  
”سانپ کبھی کبھی پھنکارتا تھا اور کبھی کبھی اچھلتا تھا۔“

اذا قمنا الى التاسيس شدت  
”جب ہم بنیاد کی طرف کھڑے ہوتے تو وہ حملہ کرتا اس لئے ہم بنیاد سے ڈرتے اور سانپوں سے ڈرا ہی جاتا ہے۔“

فلما ان خشينا الزجر جاءت  
”جب ہم اس کی ڈانٹ سے ڈر گئے تو ایک عقاب آ گیا تو اس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔“

فَضَّمْتَهَا إِلَيْهَا ثُمَّ خَلَّتْ لَنَا الْبَنِيَانُ لَيْسَ لَيْسَ لَهُ حِجَابٌ  
 ”اس نے اس کو پکڑ لیا تو کعبہ کی عمارت ہمارے لئے خالی ہو گئی اور ہمارے اور اس عمارت کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ  
 رہی۔“

فَقَمْنَا حَاشِدِينَ إِلَى بِنَاءِ لَنَا مِنْهُ الْقَوَاعِدُ وَالتَّرَابُ  
 ”تو ہم اکٹھے ہو کر کعبہ بنانے لگے ہم نے اس کی دیواریں بنانی تھیں اور لپ بھی کرنا تھا۔“

غَدَاةَ تَرْفَعُ التَّاسِيسَ مِنْهُ وَلَيْسَ عَلَيَّ مَسَاوِينَا ثِيَابٌ  
 ”جس صبح اس کی بنیاد بلند کی جا رہی تھی ہماری برائیوں پر کوئی پردہ نہیں تھا۔“

اعزبته المليك بنى لوى فليس لاصله منه ذهاب  
 ”بنی لوی کو اللہ نے اس کے ذریعے معزز کر دیا لیکن اس سے ان کی اصلیت بدل نہیں سکتی۔“

وقد حشدت هناك بنى عدى ومرة قد تعهدا كلاب  
 ”بنی عدی کو وہاں میں نے جمع کیا اور کبھی کبھی بنو کلاب کعبہ کا خیال رکھتے تھے۔“

فوانا المليك بذاك عزا وعند الله يلتمس الثواب  
 ”اللہ نے اس کے ذریعے ہمیں عزت کی جگہ دی اور ثواب اللہ کے پاس سے ہی مانگا جاتا ہے۔“

ابن عبدالبر نے تمہید میں عمرو بن دینار سے ذکر کیا ہے کہ جب کفار نے کعبہ بنانا چاہا تو ایک سانپ نکل آیا ان کے درمیان  
 حائل ہو گیا تو ایک سفید عقاب آیا جو اس کو لے کر اجیاد میں پھینک آیا۔ تمہید کے بعض نسخوں میں اسی طرح ہے اور بعض میں ہے کہ  
 سفید پرندہ آیا۔

ہد ہد اور عقاب: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے جب ہد ہد کو گم پایا تو عقاب کو بلایا جو  
 پرندوں کا سردار ہے اور انتہائی سمجھدار پرندہ اور جنگجو ہے۔ تو اس سے کہا ابھی فوراً ہد ہد کو لے کر آؤ۔ تو عقاب آسمان میں بلند ہوا اور  
 فضا میں پہنچ گیا پھر وہاں سے دنیا کو ایسے دیکھنے لگا جیسے آدمی اپنے سامنے کے پیالے کو دیکھتا ہے۔ پھر دائیں بائیں دیکھا تو ہد ہد  
 یمن کی طرف سے آرہی تھی۔ وہ اس پر ٹوٹ پڑا۔ ہد ہد نے کہا میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں جس نے تجھے مجھ  
 پر طاقت دی ہے۔ کہ تو مجھ پر رحم کر۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو اللہ کے نبی نے قسم کھائی ہے کہ یا تجھے عذاب دیں گے یا ذبح کر دیں  
 گے پھر وہ اس کو لے کر آ گیا راستے میں اسے گدھیں ملیں اور پرندوں کے لشکر ملے انہوں نے ہد ہد کو ڈرایا اور سلیمان کی وعید  
 سنائی۔

ہد ہد نے کہا میرا کیا مقام ہے اور میں کیا ہوں۔ کیا اللہ کے نبی نے استثناء نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے کہا تھا کہ  
 یا وہ میرے پاس ظاہر دلیل لائے تو ہد ہد نے کہا تب مجھے نجات مل جائے گی۔ جب سلیمان کے پاس گئی سر اٹھایا اور دم کو اور بازوؤں  
 کو تواضع سے ڈھیلا کر دیا۔

سلیمان نے پوچھا تو اپنی خدمت اور جگہ سے کیوں غیر حاضر رہی میں تجھے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر دوں گا۔

اس نے کہا اللہ کے نبی آپ اللہ کے سامنے اپنے کھڑا ہونے کو یاد کریں جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو سلیمان کانپ گئے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور اسے معاف کر دیا اسی جیسی بات باب الہاء ہد ہد میں آئے گی۔

شرعی حکم: عقاب کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ بچوں والا ہے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کو قتل کرنا مستحب ہے یا نہیں رافعی نے اور نووی نے حج میں اس کے قتل کو جزا بیان کیا ہے۔

شرح المہذب میں قطعی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس کو قتل کرنا نہ تو مستحب ہے نہ مکروہ ہے۔ اس جانور میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی۔ میں کہتا ہوں کہ اسی بات کو قاضی ابو طیب طبری نے جزا بیان کیا ہے۔ اور یہی بات معتبر ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اصنع من عقاب الجو وہ فضا کے عقاب سے بھی زیادہ محفوظ ہے۔ یہ بات عمرو بن عدی نے قصیر بن سعد کو زباء کے مشہور قصے میں کہی ہے اور اسی بارے میں ابو درید اپنے مقصورے میں کہتا ہے۔

واخترم الوضاح من دون التی . املها سيف الحمام المنتضى  
”خوبصورت چہرے والا اس سے سوا ہی مر گیا جس کی امید چمکتی تلوار سے ہوتی ہے۔“

وقد سمع عمرو الی اوتساره فاحتط منها كل عالی المنتهى  
”عمرو اپنے کمان کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے ذریعے بلند یوں کی انتہا کو پہنچنے والے کو نیچے گرا دیا۔“

فاستنزل الزباء قسرا وھی من عقاب لوح الجوا اعلى منتهى  
”تو اس نے زباء کو جبراً نیچے اتارا جو کہ لوح فضا کے عقاب سے بھی زیادہ بلند یوں پر تھی۔“

چونکہ وہ انتہائی محفوظ تھی اس لئے شعر میں لوح الجوا کا لفظ آیا ہے۔ لوح اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہوا ہوتی ہے۔ اس کا قصہ جو ابن ہشام اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔ ان کا بیان کردہ قصہ ایک دوسرے میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جذیمۃ الابرش حیرہ اور اردگرد کا بادشاہ تھا۔ یہ ساٹھ سال تک بادشاہ رہا یہ بڑا جابر بادشاہ تھا۔ اس سے اپنے اور بیگانے بھی خوف زدہ تھے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے سامنے شمعیں جلائیں۔ اور منجلیقیں نصب کیں اور سارے عراق کا مالک ہوا۔ اس نے ملیح بن براء سے جنگ کی۔ جو حضرت کا بادشاہ تھا اور حضر روم اور فارس کا درمیانی علاقہ ہے۔ عدی بن زید نے اسی کا اپنے قول میں ذکر کیا ہے۔

واخو الخضر اذا بناه واذ دج لة تجبی الیہ والخابور  
حضروالے نے جب حضر کو بنایا تو دجلہ اور خابور اس کی طرف چن کر لائے گئے۔“

شاده مرمر او جلیلیۃ کل اس نے مرمر سے اس کو مضبوط کیا اور چونے سے لپ کیا اس کی چوٹی میں پرندوں کے گھونسلے ہیں۔“

لم یہبہ ریب المنون وباد الم لک عنہ فبابہ مہجور  
”یہ زمانے کے حوادث سے خوف زدہ نہیں ہوتا اور اس کا بادشاہ فوت ہو گیا اس کے دروازہ پر کوئی نہیں آتا۔“

ملیح کو جذیمہ نے مار ڈالا اور اس کی بیٹی زباء کو اس نے بھگا دیا تو وہ روم جا پہنچی۔

زباں بڑی عقل مند ادیب، عربی اللسان اور اچھے بیان والی اور زبردست بادشاہی والی اور بلند ہمت عورت تھی۔  
ابن کلبی کہتے ہیں کہ اس کے دور کی عورتوں میں سے کوئی اس سے زیادہ خوبصورت نہیں تھی۔ اس کا نام فارعہ تھا۔ اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ جب وہ چلتی تو اس کو پیچھے سے ڈھانپ لیتے جب ان کو پھیلا لیتی تو وہ اس پر چھا جاتے۔ اسی لئے اس کا نام زباں رکھا گیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت اس کا باپ مارا گیا تھا۔ یہ اتنی بلند ہمت تھی کہ اس نے آدمیوں کو اکٹھا کیا اور مال جمع کر کے اپنے باپ کی بادشاہی پر لوٹ آئی اور جذبیمہ کو وہاں سے ہٹا دیا اور فرات کے دونوں عراقوں پر دو آمنے سامنے شہر بنا دیئے ایک فرات کی شرقی جانب اور ایک غربی جانب۔

ان کے درمیان اس نے فرات کے نیچے ایک سرنگ بنالی تو جب اس پر دشمن چڑھ آتے تو وہاں چلی جاتی اور اس کو قلعہ بنا لیتی۔ یہ تمام مردوں سے الگ تھلگ رہتی تھی۔ یہ بالکل پاک دامن اور پاک صاف تھی۔ اس کی جذبیمہ سے جنگ کے بعد صلح ہو گئی۔ تو جذبیمہ کے دل میں اس سے منگنی کرنے کا خیال آیا تو اپنے خاص لوگوں کو اکٹھا کر کے ان سے مشورہ لیا۔ سب خاموش رہے صرف قصیر بولا جو اس کے چچا کا بیٹا تھا اور نہایت عقل مند اور سمجھدار تھا۔ وہ اس کا خازن بھی تھا اور اس کا شریک حکومت بھی اور حکومت کا پایہ تھا۔ اس نے کہا اللہ آپ کو بچائے اے بادشاہ زباں ایک عورت ہے جس نے اپنے اوپر مردوں کو حرام کر لیا ہے۔ وہ پاک دامن اور صاف ستھری ہے۔ نہ کسی کے مال میں رغبت رکھتی ہے۔ نہ جمال میں اور آپ تو اس کے باپ کا قاتل بھی ہیں اور خون کبھی سوتا نہیں۔ اور وہ آپ کو ڈر اور خوف سے چھوڑے ہوئے ہے۔ کینہ اس کے دل کی گہرائی میں دفن ہے۔ اور اس میں آگ کی سی چنگاری ہے جیسے پتھر میں ہوتی ہے جو رگڑنے سے سامنے آتی ہے اور بغیر رگڑنے کے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور بادشاہ کے لئے بادشاہوں کی بیٹیوں میں کئی اور برابری کی لڑکیاں موجود ہیں۔ اور ان سے شادی کرنے سے بادشاہ کو کئی فائدے ہوں گے۔ اللہ نے آپ کی قدر و منزلت کو بلند کیا اس لئے آپ اپنے سے کم میں کوئی دلچسپی نہ لیں۔ آپ کی شان کو اللہ نے اونچا کیا اور کوئی بھی آپ سے اونچا نہیں۔ یہ حکایت ابن جوزی نے بیان کی ہے۔ مگر ابن ہشام شارح الدریدہ نے یوں ذکر کیا ہے کہ۔ زباں نے ہی اصل میں نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ اور خود اپنے آپ کو اس پر پیش کیا تا کہ اس کے ملک کو اپنے ملک میں شامل کر لے۔ تو بادشاہ کے دل نے بھی اس کو اس بات کی طرف راغب کیا تو اس نے اپنے وزراء سے مشورہ لیا تو ہر ایک نے اس میں مصلحت سمجھی مگر قصیر نے یوں کہا اے بادشاہ یہ دھوکہ اور مکر ہے تو بادشاہ نے اس کی بات نہ سنی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ قصیر چھوٹے قد کا نہیں تھا بلکہ اس کا نام ہی قصیر تھا۔

ابن جوزی نے کہا کہ جذبیمہ نے جواب دیا کہ اے قصیر! درست رائے وہی ہے جو تیری رائے ہے لیکن دل بڑا شوقین ہے اور جس سے اس کو محبت ہوتی ہے اس کا شوق بند رہتا ہے۔ اور ہر آدمی کی ایک تقدیر ہوتی ہے جس سے وہ نہ بھاگ سکتا ہے اور نہ وہ بوجھ ہوتی ہے۔ پھر اس کی طرف نکاح کا قاصد بھیجا اور اس سے کہا کہ تو اس سے وہ بات بیان کرنا جس میں وہ رغبت رکھتی ہو اور جس کی شوق مند ہو جب نکاح کا قاصد عورت پاس آیا اس کی بات سنی اور اس کا مقصد سمجھ کر کہنے لگی۔ تیری آنکھ ٹھنڈی ہو اور اس کو خوش آمدید کہا اس کی عزت افزائی کی۔ اور کہنے لگی کہ میں اس بات سے ڈرتی تھی کہ میں اپنے آپ کو اس کے برابر نہیں سمجھوں۔

کیونکہ بادشاہ مجھ سے اونچا ہے اور میری قدر و منزلت اس سے کم ہے۔ تو جو اس نے سوال کیا میں اس کو قبول کرتی ہوں اور جو اس نے بات کہی میں اس میں رغبت رکھتی ہوں۔ اگر ان جیسے معاملوں میں عورتوں کا مردوں کے پاس چل کر جانا بہتر ہوتا تو میں اس کے پاس چل کر جاتی اور اس کی مہمان بنتی۔

پھر اس نے بادشاہ کی طرف عمدہ تحفہ بھیجا اور غلام لونڈیاں مال ہتھیار اونٹ بکریاں وغیرہ کپڑے سامان جواہرات بہت سی چیزیں بھیجیں۔ جب نکاح کا قاصد واپس آیا تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس کی مہربانی دیکھ کر بہت پھول گیا جس مہربانی سے عقل مند بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ اور اس نے یقین کر لیا کہ یہ اس کی رغبت کی نشانی ہے۔ تو وہ بڑا خوش ہوا اور چند خواص لوگوں اور وزراء کو لے کر چل پڑا جن میں قصیر خازن بھی تھا۔

جدیمہ اپنے ملک میں عمرو بن عدی نخعی کو نائب بنا گیا یہ پہلا شخص ہے جو بنو نخم میں سے حیرہ کا بادشاہ تھا۔ اس کی بادشاہی کی مدت ۱۲۰ سال ہے۔ وہ شخص ہے جس کو بچپن میں جن اٹھا کر لے گئے تھے پھر واپس کر گئے۔ تو یہ جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہو چکا تھا تو اس کی ماں نے اس کو سونے کا ہار پہنایا تو اپنے ماموں جدیمہ کی ملاقات کا حکم دیا۔ جب جدیمہ نے اس کی داڑھی اور گلے کے ہار کو دیکھا تو کہا شب عمرو بن الطوق۔ عمرو طوق سے جوان ہو گیا ہے۔ تو یہ قول مثال بن گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں وہ ۱۱۸ سال بادشاہ رہا۔ ابن جوزی کے بقول بادشاہ نے زباء کی طرف جاتے وقت اس کو خلیفہ بنا دیا تو جب فرات کی ایک بستی نیفہ میں پہنچا تو وہاں اتر اشرکار کیا کھایا اور پانی پیا پھر دوبارہ مشورہ لیا تو سب خاموش رہے مگر قصیر نے پھر وہی بات کی۔ اے بادشاہ ہر عزم کی عقل مندی سے تائید نہیں کی جاسکتی۔ تو وہ عزم جس طرف بھی ہو محصول لہ کی خوبصورت بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور خواہش کے مقابلے میں رائے کو پھینک نہ دیا جائے۔ عقلمندی آرزوں سے نہیں ہوتی بلکہ اس طرح آرزوئیں بڑھ کر دور چلی جاتی ہیں اور بادشاہ کو میری رائے یہ ہے کہ وہ اپنے انجام کو پختگی سے سوچے اور اپنی احتیاط کو جاگ کر ہوشیاری سے اخذ کرے۔ اگر معاملات تقدیر پر چلتے ہوتے تو میں بادشاہ پر یہ پختہ عزم کر لیتا کہ وہ یہ کام نہ کرے پھر جدیمہ باقی لوگوں پر متوجہ ہوا کہ تمہارا اس معاملے میں کیا خیال ہے۔ تو سب نے اس کی رغبت کے مطابق بات کی اور انہوں نے بادشاہ کی رائے کو صحیح کہا اور اس کے عزم کو مضبوط کیا۔ تو جدیمہ نے کہا میری رائے بھی جماعت کے ساتھ ہے اور درست وہی ہے جو تم سب نے کہا ہے۔ قصیر نے کہا اری القدر يسابق الحذر فلا يطاع لقصير امر تقدیر ہماری پرہیز سے آگے ہے۔ اس لئے اس معاملے میں قصیر کی اطاعت نہیں کی جا رہی تو وہاں سے یہ مثال چل نکلی۔

پھر جدیمہ چل نکلا جب زباء کے گھروں کے قریب پہنچا تو اس کی طرف اپنے آنے کا پیغام پہنچایا تو اس نے خوشی اور رغبت کا اظہار کیا۔ اور ان کے لئے خوراک لے جانے کا حکم دیا اور اپنے خاص و عام لوگوں اور رعایا کو حکم دیا کہ اپنے سردار اور بادشاہ ملک کو آگے جا کر ملو تو اپنی اس کا جواب لے کر آیا اور جو کچھ سنا دیکھا تھا بادشاہ کو بتلایا پھر جب جدیمہ نے وہاں جانے کا ارادہ کیا تو قصیر کو بلا کر کہا کیا تیری وہی رائے ہے اس نے کہا ہاں میری وہی رائے ہے بلکہ میری بصیرت اب زیادہ ہو چکی ہے۔ کیا آپ اپنے عزم پر قائم ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہاں بلکہ میری رغبت مزید بڑھ گئی ہے تو قصیر نے کہا لیس الدهر بصاحب لمن لم ينظر فى العواقب زمانه اس کا ساتھ نہیں دیتا جو انجام پر نظر نہیں رکھتا۔ یہ بات مثال بن گئی۔ پھر کہا معاملے کو فوت ہونے سے

پہلے پایا جاسکتا ہے۔ اور بادشاہ کے پاس بقیہ امید موجود ہے جس سے درستی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر آپ کو اس بات پر اعتماد ہے کہ آپ ملک بادشاہی اور خاندان اور معاونین والے ہیں تو بے شک آپ نے اپنے ہاتھ کو بادشاہی سے کھینچ لیا اور اپنے خاندان اور معاونین سے خود کو جدا کر لیا ہے اور اپنے آپ کو اس شخص کے ہاتھ میں ڈال لیا ہے جس کے مکر و فریب سے میں تم کو مامون نہیں سمجھتا۔ اگر آپ ضرور یہ کام کر رہے ہیں اور اپنی خواہش کے تابع ہیں تو جب کل لوگ آپ کو صفوں میں ملیں گے اور آپ کے لئے دو صفیں بن کر آپ کو درمیان میں لے لیں گے تو وہ ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں گے اور آپ پر نظریں گاڑ لیں گے پھر وہ آپ کے مالک بن جائیں گے اور آپ ان کے قبضے میں چلے جائیں گے اور عصا کے غبار کو بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ کہتے ہیں جذبیمہ کا گھوڑا ایسا تھا کہ جو پرندوں سے آگے نکل جاتا تھا اور ہوا کا مقابلہ کرتا تھا۔ جس کا نام عصا تھا۔

جب آپ اس طرح کا معاملہ دیکھیں تو آپ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ جائیں۔ تو یہ آپ کو بچالے گا۔ تو جذبیمہ نے اس کی بات سنی مگر جواب نہ دیا اور چل پڑا اور زبائے کی طرف سے جذبیمہ کا ایلچی واپس آیا تو اس نے اپنے لشکر سے کہا کہ جب جذبیمہ کل آئے تو سب تم اس کو ملنا اور اس کے لئے دو صفیں بائیں اور دائیں بنا لینا جب وہ درمیان میں آجائے تو ہر طرف سے اس پر ٹوٹ پڑنا یہاں تک کہ تم اس پر غالب آ جاؤ۔ دیکھنا کہ تم سے کوئی بھی نہ بچ سکے۔

جذبیمہ چل پڑا اور قصر اس کے دائیں جانب تھا۔ جب لوگ اس کو ایک صف بنا کر ملے اور دو صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ جب ان کے درمیان میں آ گیا تو وہ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ قصر اس کو چلا رہا تھا تو جذبیمہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے قصر تو نے سچ کہا۔ تو قصر نے کہا یہ گھوڑا لے کر بھاگوشاؤ کہ آپ بچ جائیں تو جذبیمہ نے اس بات سے انکار کر دیا تو لشکر اس کو لے کر چل پڑا جب قصر نے دیکھا جذبیمہ معاملہ کے تابع ہو گیا ہے اور اس کے قتل کا اسے یقین ہو گیا تو اس نے اپنی طاقت جمع کی اور عصا کی پیٹھ پر کود پڑا۔ ابن ہشام نے کہا کہ قصر نے عصا کو جذبیمہ کے آگے کیا لیکن جذبیمہ اس پر سوار نہ ہوا تو قصر اس پر سوار ہو گیا اور اس کو لگام لگا کر ہانکا تو وہ اس کو ہوا کی طرح اڑا کر لے چلا جذبیمہ نے اس کو دیکھا جبکہ وہ اس کو اڑا کر لے جا رہا تھا اور زبائے نے بھی اس کو اپنے محل سے جھانکا تو کہا کتنا اچھا دولہا ہے جو مجھ پر جلوہ انداز ہوا اور میری طرف دولہا بن کر آ گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ زبائے کے پاس گئے اور اس کے ساتھ محل میں صرف کنواری لونڈیاں ہی تھیں اور وہ اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے آس پاس ایک ہزار لونڈیاں تھیں جو ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ وہ نہ شکل میں اور نہ لباس میں کسی دوسرے کے مشابہ تھیں اور وہ ان کے درمیان ایسے تھی جیسے چاند کو ستاروں نے گھیر رکھا ہو۔

ابن ہشام کہتے ہیں زبائے نے اپنے زیناف کے بال ایک سال سے بڑھائے ہوئے تھے جب جذبیمہ اس کے پاس گیا تو اس کے سامنے تنگی ہو گئی اور کہا کیا تو اپنی دلہن کا سامان دیکھنا چاہتا ہے۔ اس نے جواب دیا بلکہ یوں کہو کہ ایک غیر مختوں لونڈی کا سامان۔ زبائے نے جذبیمہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو چٹائی پر بٹھایا جائے تو اس کو چٹائی پر بٹھایا گیا کہا جاتا ہے کہ جب جذبیمہ اس کے پاس گیا تو اس نے چٹائیوں کے بچھانے کا حکم دیا تو وہ بچھادی گئیں اور اپنی لونڈیوں سے کہا کہ اپنے سردار اور مالک کے خاوند کا ہاتھ پکڑو تو انہوں نے اس کو پکڑ کر چٹائیوں پر بٹھا دیا جہاں سے وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور وہ اس کا کلام سن سکتی تھی اور وہ اس کا کلام سن سکتا تھا۔ پھر اس نے لونڈیوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کی ہتھیلیوں کی ظاہری رگیں کاٹ دیں اور اس کے سامنے ایک

تھال رکھ دیا تو اس کا خون اس تھال میں نچڑھاتا تھا اور اس چٹائی پر ایک ایک قطرہ گر رہا تھا۔ اس نے لونڈیوں سے کہا بادشاہ کا خون ضائع نہ ہونے دینا تو جذبیمہ نے کہا۔ تجھے وہ خون غم گین نہ کرے جس کو اس کے اہل نے گرایا ہو۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم تیرا خون بدلہ نہیں ہے اور تیرے قتل سے میرا دل ٹھنڈا نہیں ہوگا لکنہ غیض من فیض۔ لیکن یہ تیز پانی میں سے کچھ گھونٹ ہیں۔ تو یہ بات مثال بن گئی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس نے اس کے دفن کا حکم دے دیا۔ ادھر عمرو ہر روز حیرہ سے باہر اپنے ماموں کی خبر لینے اور اس کا نشان دیکھنے کے لئے جاتا تو ایک دن گیا تو ایک سوار آیا جس کو گھوڑا ہوا کی طرح اڑا کر لارہا تھا۔ اس نے کہا یہ گھوڑا تو جذبیمہ کا ہے۔ اور سوار تو کوئی جانور نما آدمی ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بن گئی جو عصا کی طرح کا معاملہ لے کر آئے۔ قصیر سامنے آیا تو عمرو نے کہا تیرے پیچھے کیا ہے۔ اس نے کہا تقدیر بادشاہ کو آگے موت تک لے گئی حالانکہ نہ میں پسند کرتا تھا اور نہ وہ۔ پھر اس نے کہا زباء سے اس کا قصاص لو۔ تو اس نے کہا وانی یطلب من الزباء وہی امنع من عقاب الجوزباء سے کیسے انتقام لیا جاسکتا ہے وہ تو عقاب الجوز سے بھی زیادہ محفوظ ہے۔ تو یہ بھی مثال بن گئی۔ تو قصیر نے کہا میں تیرے ماموں کا خیر خواہ ہوں بے شک اجل اس کے پیچھے ہے اور میں اس کے خون کا قصاص لئے بغیر نہیں سوؤں گا جب تک دنیا قائم ہے یا پھر میں مر جاؤں گا اور کوئی عذر نہ رہے گا۔ پھر اس نے اپنی ناک کاٹ ڈالی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ قصیر نے عمرو سے کہا میرے کان اور میری ناک کاٹ دے اور میری پیٹھ پر مارتا کہ کچھ نشان پڑ جائیں۔ پھر میں جانوں اور وہ عورت۔ عمرو نے اسی طرح کیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ عمرو نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو قصیر نے خود اپنے ساتھ یہ معاملہ کر لیا۔ تو کسی نے کہا کہ کس مقصد کے لیے قصیر نے اپنی ناک کاٹ ڈالی ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں پھر قصیر عمرو بن عدی سے بھاگ کر زباء سے جا ملا تو زباء کو کہا گیا کہ یہ جذبیمہ کا چچا زاد بھائی آ گیا ہے اور یہ اس کا خازن تھا اور اس کا سیکرٹری تھا۔ اور تو نے اس کو اجازت دے دی اس نے کہا قصیر تو ہمارے پاس کس وجہ سے آیا ہے۔ حالانکہ تمہارے اور ہمارے درمیان عظیم خطرے والا خون ہے۔ اس نے کہا بڑے بادشاہ کی بیٹی میں تیرے پاس اسی وجہ سے آیا ہوں جس وجہ سے میرے جیسے لوگ تیرے جیسے لوگوں کے پاس آیا کرتے ہیں۔ تیرے باپ کا خون جذبیمہ کو طلب کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کو پالیا۔ اور میں تیرے پاس عمرو بن عدی سے پناہ مانگنے آیا ہوں کیونکہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی ہے کہ اس کے ماموں کو میں نے یہاں آنے کا مشورہ دے کر مروایا ہے اس نے میری ناک کاٹ ڈالی میرا مال بھی لے لیا اور مجھے درے مارے میرے کان بھی کاٹ دیے میرے اور میرے گھر والوں کے درمیان خائل ہو گیا اور مجھے قتل کی دھمکیاں دینے لگا ہے۔ میں اپنی جان جانے کے خوف سے ڈر کر تیرے پاس آ گیا ہوں اور تم سے پناہ مانگ رہا ہوں اور تیری عزت کی دامن پر بھروسہ رکھا ہے۔ اس نے کہا خوش آمدید میں پڑوسی کا حق ادا کروں گی اور پناہ لینے والے کا ذمہ مجھ پر ہوگا۔ پھر اس نے حکم دیا تو اس کو مہمان رکھا گیا۔ اور اس کے خرچے جاری کر دیئے۔ اور اس کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ اس کو کپڑے بھی دیئے اور خادم بھی اور اس کی عزت میں اضافہ کیا۔ کچھ عرصہ وہ یہاں رہا۔ مگر وہ ایک دوسرے سے کلام نہیں کرتے تھے۔ وہ اس کے خلاف کوئی حیلہ اور موقعہ تلاش کر رہا تھا۔ لیکن وہ چوننا گچ محل میں محفوظ تھی جو کہ سرنگ کے دروازے پر تھا جس میں وہ پناہ لیتی تھی۔ تو اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا۔ ایک دن قصیر نے اس سے کہا میرا عراق میں بہت سامال اور عمدہ ذخیرے موجود ہیں جو بادشاہوں کے لئے بہترین

چیزیں ہیں اگر مجھے آپ جانے دیں اور کچھ سامان بھی دیں تاکہ میں تجارت کا بہانہ بنا سکوں اور اس طریقے سے اپنے مال تک پہنچ جاؤں وہاں سے میں جتنا مال لاسکا لے کر آؤں گا۔ اس لڑکی زبائن نے اس کو اجازت دے دی اور مال بھی دے دیا جس کو وہ عراق لے کر آیا اور بہت سا مال لے کر زبائن کی طرف آیا۔ اور عراق سے بہت خوش کن اشیاء اور عمدہ اشیاء اور بہت سا مال بھی اپنے سامان کے ساتھ ملا کر زبائن کے پاس لے گیا۔ جب وہاں پہنچا اور اس کو وہ مال پیش کیا تو اس کو یہ بات اچھی لگی اور وہ اس سے بہت خوش ہوئی اور اس کا مقام اونچا کر دیا۔ پھر دوسری دفعہ بھی وہ عراق آیا اور پہلی سے زیادہ مال لے کر گیا۔ اور بہت زیادہ جواہر کئی قسم کا ریشم زبائن کو پیش کیا۔ تو اس نے اس کا مرتبہ اور بڑھا دیا اور اس کا مقام اس کے نزدیک اونچا ہو گیا اور وہ قصیر میں دلچسپی لینے لگی۔ قصیر نہایت راز دارانہ طور پر حیلہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو اس سرنگ کا علم ہو گیا جو فرات کے نیچے سے تھی اور اس سرنگ کے راستے کا بھی علم حاصل کر لیا۔ پھر تیسری دفعہ بھی گیا تو پہلی دفعہ سے زیادہ عمدہ اور اچھی چیزیں لے کر آیا۔ تو اس کا مرتبہ اس نے ہاں اور اونچا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اہم امور میں اس سے مدد لیتی تھی اور اس کی طرف کھل کر آگئی اور اپنے معاملات میں اس پر اعتماد کرنے لگی۔ قصیر عقل مند اور خوبصورت اور ادیب آدمی تھا۔ اس عورت نے ایک دن اس سے کہا میں چاہتی ہوں کہ میں شام کی فلاں سرزمین میں جنگ کروں اس لئے تم عراق جاؤ اور میرے لئے اتنی ذریعیں اور غلام اور اسلحہ اور کپڑے وغیرہ لے کر آؤ۔ اس نے کہا عمرو بن عدی کے شہروں میں میرے ایک ہزار اونٹ ہیں اور مال و ہتھیار کا ایک خزانہ ہے۔ جس کا عمرو کو کوئی علم نہیں اگر اس کو علم ہو جائے تو وہ اس کو لے لے اور اس کے ذریعے ملکہ سے جنگ کر سکتا ہے۔

اور اس پر حوادث زمانہ آنے کی انتظار کر رہا ہوں اب میں اجنبی بن کر وہاں ایسے طریقے سے جاؤں گا جس کو وہ نہیں جانتا ہوگا میں ملکہ کے پاس وہ چیزیں بھی اور جو ملکہ نے مانگی ہیں یہ سب لے کر آؤں گا۔ ملکہ نے اس کو بے بہا مال دیا اور کہنے لگی قصیر ملک کی اصلاح تیرے جیسے آدمی کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے اور تیرے جیسے آدمی کی وجہ سے اس کا معاملہ اچھا ہو جائے گا۔

مجھے پتہ چلا ہے کہ جذبہ کی تمام برآمدات و درآمدات تیرے سپرد تھیں۔ اور جہاں تک میرا بس چلا تیرے معاملے میں کوئی کمی نہ کروں گی۔ جو چیز مجھے اٹھاتی ہے وہ تجھے نہیں بٹھائے گی۔ اس کی قوم کے کسی خاص آدمی نے اس عورت کا کلام سنا تو کہنے لگا یہ دھوکہ دینے والا اور قصاص لینے والا شیر ہے۔ اور یہ حملہ کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ جب قصیر نے اس کے نزدیک اپنے مرتبے کو پہچان لیا اور اس کے دل میں اپنی جگہ کو بنا لیا تو کہنے لگا۔ اب دھوکہ اچھا رہے گا۔ پھر وہاں سے نکلا اور عمرو بن عدی کے پاس آیا کہنے لگے میں نے زبائن پر موقع حاصل کر لیا ہے۔ تو عمرو نے کہا کہو۔ میں سنوں گا۔ مجھے حکم دو۔ میں متوجہ ہوں۔ تو اس زخم کا ڈاکٹر ہے۔ تو اس نے کہا مرد اور مال دو۔ عمرو نے کہا جیسے آپ کا حکم۔ تو اپنی مملکت کے سرداروں میں اور جنگجوؤں میں سے دو ہزار آدمی اس کے حوالے کر دیئے جن کو اس نے ان کو اسلحہ کے سیاہ بوروں میں ایک ہزار اونٹوں پر لاد دیا اور بوروں کے اندر کی طرف سے اس کو باندھ دیا۔ عمرو بھی ان میں تھا۔ پھر وہ گھوڑے سامان اسلحہ اور لدے ہوئے اونٹ لے کر چلا گیا۔ ابن ہشام نے کہارات کو چلتا تھا اور دن کو چھپ جاتا تھا۔ زبائن کے سامنے عمرو کی تصویر ہر وقت رہتی تھی لیکن قصیر کا معاملہ اس سے پوشیدہ رہا تو اس نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس سے کہا گیا وہ چھوٹی غار میں چلا گیا ہے۔ اس نے جواب دیا عسی الغویر ابو سا کہ کہیں چھوٹی غار ہمارے پاس تکلیف نہ لائے تو یہ مثال بن گئی جب قصیر زبائن کے پاس آیا تو قافلے سے آگے آیا اور زبائن سے کہا



آپ یہاں پر کھڑی ہو کر قافلے کو دیکھیں تو وہ محل کی چھت پر چڑھ گئی اور قافلے کو دیکھنے لگی جو آدمیوں کے بوجھ سے بھاری تھا۔ پھر اس نے کہا

مال الجمال مشیہا وئیدا اجندلا یحملن ام حدیدا  
 ”اے قصیر اونٹ آہستہ کیوں چل رہے ہیں کیا یہ پتھر اٹھائے ہوئے ہیں یا لوہا۔“

ام صرفانا باردا شدیداً ام الرجال جثما قعودا  
 ”یا سخت ٹھنڈا پتیل ہے یا بیٹھے ہوئے مردوں کے جسم ہیں۔“

قصیر نے عمرو کو زبائے کا حال اور سرنگ کا راستہ بھی بیان کیا تھا۔ جب قافلہ شہر میں داخل ہوا تو زبائے کے دروازے پر حبشی دربان تھے ایک آدمی نے چھڑی سے تھیلے کو ٹھونکا تو ان میں سے ایک آدمی کو لگی تو اس کی ہوا نکل گئی۔ تو دربان نے نہطی بولی میں کہا کچھ خیر نہیں۔ تو قصیر نے اپنی تلوار سونت کر دربان کو ماری اور اس کو مار دیا۔ عمرو اپنے گھوڑے پر تھا تو وہ قلع میں اونٹوں کے پیچھے داخل ہوا اور تمام مردوں کو کھول دیا۔ تو انہوں نے شہر پر غلبہ پالیا اور عمر سرنگ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا جب زبائے نے عمرو کو دیکھا تو اس کو پہچان لیا تو اس نے اپنی زہر آلود انگوٹھی جو اس کے ہاتھ میں تھی چوس لی اور کہا میں اپنے ہاتھ سے مردوں کی عمرو کے ہاتھ سے نہیں مرنے والی۔ تو پھر وہ مر گئی بعض نے کہا کہ عمرو نے اس کو تلوار سے مارا۔

ابن جوزی نے کہا کہ جب زبائے نے اونٹ دیکھے جو بوجھ اٹھائے آ رہے تھے تو اس کو شک پڑ گیا تھا کیونکہ قصیر کے بارے میں کسی نے اس کو چغلی کی تھی تو بڑے بوجھوں والے زیادہ اونٹ اس نے دیکھے تو چغل خور کی بات سے اسکے دل میں کھٹکا ہوا تو کہنے لگی۔

اری الجمال مشیہا وئیدا ”میں دیکھ رہی ہوں کہ اونٹ بڑے سکون سے چل رہے ہیں۔“

مگر ابن جوزی ام الرجال جثما قعودا کی جگہ ام الرجال فی الغرار السوداء کہا ہے۔ جس کا معنی ہے سیاہ بوروں میں مرد ہیں۔ پھر اس نے اپنی لونڈیوں سے کہا تھا کہ میں سیاہ بوروں میں سرخ موت دیکھ رہی ہوں پھر یہ بات مثال بن گئی۔ پھر ابن جوزی نے مکمل قصہ بیان کیا کہ عمرو بن عدی نے اس کے شہر بھی حاصل کر لئے۔

زبائے کا نام نائلہ تھا یہ بات محمد بن جریر طبری اور یعقوب بن سکیت نے کہی ہے ابن جریر طبری نے تو شاعر کی اس بات سے بھی دلیل لی ہے۔

اعرف منزلاً بین النقاء و بین ممر نائلة القديم

”نقاء اور نائلہ کے پرانی گزرنے کی جگہ کے درمیان تمہیں کوئی منزل معلوم ہے۔“

ابن درید کہتا ہے کہ اس کا نام میسون تھا اور ابن ہشام اور ابن جوزی نے کہا کہ اس کا نام فارعہ تھا۔

میں کہتا ہوں کہ ابن اشیر نے نہایہ میں لکھا ہے کہ جنوں کے کچھ لوگوں نے بنی اسد کی کہانت کا ذکر کیا اور ان کو کاہن کہا تو وہ ان کے پاس آئے کہنے لگے ہماری ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے اس لئے ہمارے ساتھ ایک کاہن بھیجو جو کہانت کرے۔ تو انہوں نے اپنے غلام کو کہا کہ تو ان کے ساتھ چل اور ان کے پیچھے بیٹھ جا۔ انہوں نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ پھر وہ چل پڑے تو ان کو ایک عقاب ملا

جس کے دونوں پروں میں سے ایک پر ٹوٹا ہوا تھا۔ تو غلام کانپ گیا اور رونے لگا۔ لوگوں نے کہا اے لڑکے کیا بات ہے اس نے کہا تو نے اس کا پر توڑ دیا ہے اور ایک باز کو تو نے چھوڑ دیا ہے۔ اور اللہ سے چیخ کر قسم کھاتا ہوں کہ تو انسان نہیں ہے۔ اور نہ تو اونٹنی تلاش میں ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو فضا کے عقاب سے زیادہ اونچا اڑنے والا اور بصیرت والا ہے۔ اور ہوشیار ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کی عقل مندی کیا ہے؟ تو کہا جائے گا کہ وہ اپنے انڈے سے پہاڑ کی چوٹی پر نکلتا ہے۔ پھر پروں کے مکمل ہونے تک وہ حرکت نہیں کرتا اگر حرکت کرے تو نیچے گر جائے۔ اور کہا جاتا ہے اسمع من فرخ عقاب فلاں آدمی عقاب کے بچے سے بھی زیادہ سننے والا ہے۔ اور یوں بھی کہتے ہیں وہ فضا کے عقاب سے زیادہ معزز ہے۔

عجیبہ: ابن زہر نے ارسطو طالیس سے بیان کیا ہے کہ عقاب چیل میں بدل جاتا ہے اسی طرح چیل بھی عقاب بن جاتی ہے یہ تبادلہ ہر سال ہوتا ہے۔

خواص: عین الخواص والے نے کہا کہ عطار دین محمد کہتا ہے کہ عقاب کو جب ایلوے کی خوشبو آتی ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ اس سے بھاگتا ہے۔ عقاب کے پر کی دھونی گھر میں دی جائے تو اس کے سانپ مر جاتے ہیں۔ اس کا پتہ آنکھ میں لگانے سے آنکھ کی تاریکی اور آنکھوں میں سے پانی بہنا ختم ہو جاتا ہے۔ یہ بات قزوینی نے کہی۔

تعبیر: جو شخص اس کو خواب میں دیکھے تو اگر وہ جنگ میں ہے تو دشمن پر کامیاب ہوگا۔ کیونکہ یہ نبی ﷺ کا جھنڈا تھا۔ جس کے پاس خواب میں عقاب آئے اس پر عذاب آنے کا خطرہ ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ عقاب یا گدھ کا بادشاہ بن گیا ہے تو اس کو غلبہ اور عزت حاصل ہوگی۔ اور وہ لمبی عمر پائے گا۔ اگر کوئی مختی آدمی اس کو دیکھے تو وہ لوگوں سے جدا ہو کر اکیلے زندگی بسر کرے گا کیونکہ اس کے پر تیر ہوتے ہیں اور لوگوں کے مال بھی ہوتے ہیں۔

چھوٹے عقاب خواب میں دیکھنے سے مراد ولد الزنا ہیں۔ یہ بات ابن مقری نے کہی ہے۔ مقدسی نے کہا جس نے عقاب کو دیکھا کہ وہ اس کو پنچے مار رہا ہے تو اس کو مالی پریشانی لاحق ہوگی۔ عقاب کا گوشت کھانے کا مطلب حریص ہونا ہے۔ اور بعض دفعہ عقاب کا دیکھنا جنگجو آدمی کا دیکھنا ہوتا ہے جس سے اپنا اور بیگانہ کوئی محفوظ نہ ہو۔ جب عقاب کسی کی چھت یا گھریا مکان پر نظر آئے تو موت ہوتا ہے۔

فقیر آدمی عقاب کو خواب میں دیکھے تو مال حاصل ہوگا۔ اگر امیر ہو تو مر جائے گا۔ کیونکہ گزشتہ زمانے میں مالداروں اور امیروں کے مرنے کے بعد جو تصاویر بنائی جاتی تھیں وہ عقاب کی طرح ہوتی تھیں اگر کسی عورت نے دیکھا کہ اس نے عقاب جنا ہے تو اس کا بیٹا بادشاہ سے ملے گا اس کی خدمت کرے گا یا مقابلہ کرے گا۔

## العقد

چھوٹی ٹانگوں والے اور لمبے کوہانوں والے اونٹ کو کہتے ہیں یہ جب اونٹوں کے ساتھ چلتا ہے تو ان کے بڑے ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے اور جب بیٹھتا ہے تو اپنے کوہانوں کی وجہ سے دوسروں سے لمبا ہوتا ہے۔ ثعلبہ کہتا ہے۔

ارسلت فیہا جمال لکالکا یقصر مشیا و یطول بارکا

”میں نے اس کی طرف پر گوشت اونٹ بھیجا جو چلنے میں کوتاہ ہے اور بیٹھنے کے وقت لمبا ہوتا ہے۔“

## العقال (جوان اونٹنیاں)

جوان اونٹنیوں کو کہتے ہیں اور عقال اونٹوں اور بکریوں کی سالانہ زکوٰۃ کو بھی کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

سعی عقالا فلم یترو لنا سبدا      فكيف لو قد سعی عمرو عقالین  
”اس نے ایک سال کی زکوٰۃ وصول کی تو ہمارے لئے کوئی مصیبت نہیں چھوڑی اگر عمر دو سال کی زکوٰۃ اکٹھی کرتا تو  
پھر ہماری حالت کیا ہو جاتی۔“

## العقرب (بچھو)

کیڑے مکوڑوں میں سے چھوٹا سا جانور ہے مذکر و مونث کے لئے ایک ہی لفظ ہے۔ اس کی جمع عقارب آتی ہے کبھی کبھی مونث عقربہ اور عقرباء الف ممدودہ کے ساتھ غیر منصرف بھی پڑھا جاتا ہے اس کی تصغیر عقیرب ہے جیسے زینب زینب ہوتی ہے۔ مذکر کو عقربان عین اور راء کی ضمہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ یہ ایک جانور ہے جس کی لمبی لمبی ٹانگیں ہوتی ہے اور اس کی دم بچھو کی طرح نہیں ہوتی۔ شاعر کہتا ہے۔

كان مرعى امكم اذا غدت      عقربة يكومها عقربان  
”گویا کہ صبح کے وقت تمہاری ماں کی چراگاہ بچھوؤں کی قیام گاہ ہوتی ہے جہاں بچھو اس کو جفتی کرتے ہیں۔“  
اور مکان معقرب راء کے کسرہ کے ساتھ بچھوؤں والی جگہ کو کہتے ہیں۔  
اور کہا جاتا ہے صدغ معقرب راء کے فتح سے یعنی کنپٹی مڑی ہوئی۔

اس کی کنیت ام عریط اور ام ساہرہ ہے فارسی میں اس کو رشک کہتے ہیں۔ یہ کالے سبز اور پیلے ہوتے ہیں اور ان میں سے زیادہ قاتل اور سخت تکلیف دینے والے سبز بچھو ہوتے ہیں۔ یہ طبعاً مائی (پانی والے) ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ بچے دیتے ہیں۔ مچھلی اور گوہ سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس قسم کی اکثر مادہ بچھو جب حاملہ ہوتی ہیں تو بچوں کی پیدائش کے بعد وہ مرجاتی ہیں۔ کیونکہ جب ان کی اولاد ان کے پیٹ میں مکمل ہو جاتی ہے تو یہ اس کے پیٹ کو کھا کر باہر آتے ہیں تو ان کی ماں مرجاتی ہے اور شاعر کا یہ شعر ہے۔

وحاملة لا يحمل الدهر حملها      تموت وینمی حملها حين تعطب

”حاملہ ہمیشہ حاملہ نہیں رہتی جب وہ تھک جاتی ہے تو مرجاتی ہے اور اس کا حمل پرورش پاتا ہے۔“

جا حظ کو یہ شعر اچھا نہیں لگا وہ کہتا ہے کہ مجھے ایک با اعتماد بندے نے بتایا ہے کہ مادہ بچھو اپنے بچے کو جنتی ہے اور اس کو اپنی پشت پر سوار کرتی ہے اس وقت چیخڑیوں جتنے ہوتے ہیں اور بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرف جا حظ گیا ہے وہی صحیح ہے۔

مادہ بچھو جب حاملہ ہوتی ہے تو وہ اس سے زیادہ شدید زہروالی ہو جاتی ہے۔ اس کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں اور دو آنکھیں اس کی پشت میں ہوتی ہیں۔ اس کی یہ عجیب بات ہے کہ یہ سونے والے اور مردے کو ڈنگ نہیں مارتا یہاں تک کہ اس کے جسم کا کوئی

حصہ حرکت کرے جب کوئی حصہ حرکت کرتا ہے تو تب یہ اس کو ڈنگ مارتا ہے۔

یہ گبریوں کے پاس رہتا ہے لیکن ان سے صلح صفائی رکھتا ہے کبھی یہ افعی سانپ کو ڈس لیتا ہے تو وہ مرجاتا ہے۔ یہ آپس میں بھی ایک دوسرے کو ڈس لیتے ہیں اور مرجاتے ہیں یہ بات جاہظ نے کہی ہے۔

قزوینی کی کتاب میں ہے کہ بچھو جب سانپ کو ڈس لے تو اگر سانپ اس کو پالے اور اس کو کھالے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے ورنہ وہ مرجاتا ہے اسی بات کی طرف فقیہ عمارہ یمنی نے اپنے شعروں میں اشارہ کیا ہے۔

اذا لم يسالمك الزمان فحارب

و باعد اذا لم تنتفع بالاقارب

”جب تجھے زمانہ سلامت نہ رکھے اور رشتہ دار فائدہ نہ دیں تو ان سے بھاگ اور دور ہو جا۔“

ولا تحقر كيد الضعيف فر بما

تموت الافاعي من سموم العقارب

”کمزور کی چال کو حقیر نہ سمجھ کبھی کبھی افاعی سانپ بھی بچھوؤں کی زہر سے مرجاتے ہیں۔“

فقد هد قدما عرش بلقيس هدهد

و خرب فارقبل ذاسد مارب

”بلقیس کے پایہ تخت کو ہد ہد نے گرا دیا۔ اور سد مآرب کو چوہوں نے ڈھا دیا۔“

اذا كان راس المال عمرك فاحترز

عليه من الانفاق في غير واجب

”جب تمہاری عمر تمہارا راس المال ہو تو اس کو غیر واجب مقامات پر خرچ کرنے سے پرہیز کرو۔“

فبين اختلاف الليل والصبح معرك

يكر علينا جيشه بالعجائب

”رات دن کے اختلاف میں جنگ جاری ہے ان کے لشکر ہم پر صبح کے وقت عجیب چیزوں کو لاتے ہیں۔“

ابن خلکان نے فقیہ عمارہ یمنی بن علی بن زید ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ قاسم بن ہاشم جو مکہ کا گورنر تھا اس نے اپنے قاصد کو مصر کے علاقے میں بھیجا وہ وہاں ربیع الاول ۵۵۰ ہجری میں پہنچا ان دنوں وہاں کا گورنر الفائز تھا اور وزیر صالح بن رزیک تھا اس نے اس دنوں کو اپنا قصیدہ میمہ سنایا جس کا پہلا شعر یہ ہے:

الحمد للعيس بعد العزم والهمم

اور اس کے آخری شعر یہ ہیں:

ليت الكواكب تدنولى فانظمها

عقود مدح فما ارضى لكم كلمى

”کاش کہ یہ ستارے قریب ہوتے تو میں ان کو تعریف کے ہار میں پرو دیتا تو میرے کلمات سے تم کتنے زیادہ خوش

ہوتے۔“

خليفة ووزير مد عدلهمما

ظلا على مفرق الاسلام والامم

”خليفة اور وزیر کا عدل بہت زیادہ ہو گیا۔ تو اسلام اور دوسری قوموں میں فرق کرنے والے بن گئے ہیں۔“

زيادة النيل نقص عند فيضهما

فما عسى يتعاطى منة الديم

”ان کا فیض دیکھ کر نیل کا بہاؤ کم ہو گیا۔ اب ایسے ہو گیا کہ بارشیں انہیں سے فیض حاصل کریں گی۔“

انہوں نے اس کے قصیدے کو بہت سراہا اور اس کو بہت زیادہ صلہ دے دیا پھر یہ مکہ واپس آ گیا اور زبیدہ کے پاس چلا گیا۔ پھر مکہ کے گورنر نے اس کو مصر کی طرف دوبارہ قاصد بنا کر بھیج دیا۔ اس نے وہاں رہائش اختیار کر لی تو صالح اور اس کے بیٹوں نے اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا۔ جب سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب بادشاہ بن گیا تو اس نے اس کی اور اس کے گھر والوں سے ایک جماعت کی مدح کی۔ پھر اس نے مصری حکومت کی واپسی کے لئے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر لوگوں کو متفق کرنا شروع کیا۔ ملک ناصر کے امراء میں سے ایک گروہ نے ان کی موافقت کی وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ فرنگیوں کو صقلیہ اور شام کے ساحلوں سے دیار مصر کی طرف اس بات پر دعوت دیں کہ ان کو مال اور شہروں میں سے کچھ حصہ دیں گے۔ صلاح الدین کو اس بات کا پتہ چل گیا اس نے ان کو پکڑ لیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے اقرار کر لیا تو بادشاہ نے انہیں رمضان ۵۲۹ ہجری میں سولی پر لٹکا دیا اور یہ تاریخ اس بات کے منافی ہے جو پہلے گزرا ہے کہ مکے کے گورنر کا قاصد ۵۵۰ ہجری میں گیا تھا۔

میں کہتا ہوں صحیح بات یہ ہے کہ ان کو دو روز رمضان ہفتہ کے دن ۵۹۹ ہجری میں سولی دی گئی اور ان کو ۲۶ شعبان اتوار کے دن پکڑا گیا۔

عمارہ شافعی المسلمک تھا اس کی طرف یہ شعر منسوب کیا جاتا ہے جو اس نے خود کہا ہے یا کسی نے اس کے خلاف گھڑا ہے۔

قد کان اول هذا الدين من رجل سعى الى ان دعوه سيد الامم

”بے شک وہ اس دین کا سب سے پہلا آدمی جس نے یہاں تک کوشش کی کہ لوگ اس کو سید الامم پکارنے لگے۔“

مصر کے فقہا نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ عمارہ کے گروہ میں سے جس نے بھی صلاح الدین ایوبی سے منافقت کی تو اس نے ان کو نہ چھیڑا اور ان سے یہ ظاہر نہ کیا کہ وہ ان کے معاملے کو کچھ جانتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے فقیہ عمارہ نے سولی دیئے جانے سے کچھ دن پہلے سولی کی جگہ میں یہ شعر پڑھے۔

وراء يدها عظيم ما جنتا ففرن ذى شرقا و ذى غربا

”اس کے ہاتھوں نے جو کمایا اس کی بہت بڑی سزا پائی ایک مشرق کو بھاگ گیا اور ایک مغرب کو۔“

وامال نحو الصدر منه فما ليلوم فى افعاله القلبا

”اس نے اپنے سینے کی طرف اس کو مائل کیا لیکن اس کے افعال میں دل کو ملامت کرنے والی کوئی چیز نہ تھی۔“

اس کی عادت میں سے ہے کہ جب انسان کو ڈس لیتا ہے تو سزا سے بچنے کے لئے جلدی بھاگ جاتا ہے۔

جاہظ کہتے ہیں کہ اس کی عجیب بات یہ بھی ہے کہ اگر اس کو پانی میں پھینکا جائے تو نہ یہ تیرتا ہے اور نہ حرکت کرتا ہے چاہے پانی رکا ہوا ہو یا چل رہا ہو۔ پھر کہا کہ بچھو اپنے گھروں سے ٹڈی کے لئے نکلتے ہیں کیونکہ یہ اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ٹڈی کو کسی لکڑی میں باندھ کر اس کے بل میں داخل کر دیا جائے تو جب بچھو اسے دیکھے گا تو اس میں لٹک جائے گا۔ اس کے بل میں پیاز کو داخل کر کے نکال لیا جائے تو بچھو بھی اس کے پیچھے باہر نکل آتا ہے۔ کبھی کبھی بچھو پتھر اور اینٹوں کو بھی ڈستا ہے اس بارے میں کسی نے کیا ہی اچھے شعر کہے ہیں۔

رایت علی صخرة عقربا وقد جعلت ضربها دینا  
”میں نے پتھر پر بچھو کو دیکھا جو اس کو بطور عادت و فطرت ڈنگ مار رہا تھا۔“

فقلت لها انها صخرة وطبعك من طبعها الینا  
”تو میں نے اسے کہا یہ تو پتھر ہے اور تیری طبیعت اس کی طبیعت سے نرم ہے۔“

فقالت صدقت ولكنی اریدا عرفها من اننا  
”تو اس نے مجھ سے کہا تو نے ٹھیک کہا لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کو یہ بتاؤں کہ میں کون ہوں۔“

قاتل بچھو دو جگہوں میں بہت زیادہ ہوتے ہیں شہر زور اور عسکر مکرم میں۔ یہ ڈس کر انسان کو مار دیتا ہے کبھی کبھی اس کے ڈسنے سے گوشت بکھر جاتا ہے اور گوشت بدبودار ہو جاتا ہے۔ اور لٹک جاتا ہے وہ اپنی ناک پکڑ لیتا ہے کیونکہ اسے ڈر ہوتا ہے کہ یہ بیماری اس کو نہ لگ جائے۔ اور اس کے باریک امور سے یہ ہے کہ یہ باوجود چھوٹا ہونے کے ہاتھی اور اونٹ کو بھی ڈس کر مار دیتا ہے۔

بچھو کی ایک قسم طیارہ ہے۔ قزوینی اور جاحظ نے کہا کہ یہ قسم اکثر مار ڈالتی ہے رافعی نے کہا ہے اور عبادی نے ایک وجہ بیان کی کہ نصیبین میں چیونٹیوں کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ اڑنے والے بچھو کے کاٹنے کا ان کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے۔ یہ بات ان شاء اللہ باب النون النمل کے بیان میں بھی آئے گی۔ مقصد یہ ہے کہ چیونٹیوں کو ان ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ذریعے بچھو کے ڈسنے کا علاج کیا جاتا ہے۔

نصیبین کے بچھو قاتل بچھو ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی اصل نسل شہر زور میں تھی جب بعض بادشاہوں نے نصیبین کا محاصرہ کیا تو وہاں سے کچھ بچھو تھیلوں میں اٹھا کر لے آئے اور منجنيقوں کے ذریعے شہر والوں پر پھینکے۔ جاحظ نے کہا کہ نصر بن حجاج سلمی کے گھر بچھو تھے کہ جب وہ ڈس لیتے تو آدمی کو مار دیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ہاں ایک مہمان آیا تو بچھو نے اس کے خصیتین میں ڈس لیا تو نصر نے اس کے لئے یہ شعر پڑھے۔

وداری اذا ناس سکانها  
”میرے گھر کے رہنے والے جب سو جاتے ہیں تو بچھو وہاں اپنی اپنی حدیں قائم کرتے ہیں۔“

اذا غفل الناس عن دینهم فان عقاربها تضرب  
”جب لوگ اپنے دین سے غافل ہو جاتے ہیں تو بچھو اس کو ڈنگ مارتے ہیں۔“

فلا تمانن سری عقرب بلیل اذا اذنب المذنب  
”رات کے وقت جب گناہ کرنے والے گناہ کرتے ہیں تو بچھو کے اس وقت آنے سے تو بے خوف نہ ہو۔“

پھر وہ گھر کے آس پاس گیا اور کہنے لگا کہ یہ بچھو کا لے سانپ سے زہر پیتے ہیں۔ پھر گھر میں ایک جگہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہاں سے کھو دو جب لوگوں نے وہاں پر کھو دو تو وہاں دو کا لے ناگ مذکر اور مونث پائے۔

طبرانی اور ابو یعلیٰ موصلی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ علی بن ابی طالب نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے وہ آگے ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں ایک بچھو آیا اور نبی ﷺ کے پاس پہنچا پھر آپ کو چھوڑ کر

حضرت علی کی طرف بڑھا تو انہوں نے اس کو اپنے جوتے سے مار دیا۔ تو نبی ﷺ نے اس کے قتل میں کوئی حرج نہ سمجھی۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن صالح کاتب الیث ہے۔ جو ضعیف ہے۔

ابن ماجہ نے ابورافع سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں ایک بچھو کو مارا۔ ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو نماز میں ایک بچھو نے ڈس لیا تو آپ نے فرمایا اللہ بچھو پر لعنت کرے۔ یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو اس کو حل و حرم میں قتل کر دو۔

حافظ ابو نعیم نے تاریخ اصہبان اور مستغفری نے دعوات میں بیہتی نے شعب میں حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کو نماز میں ایک بچھو نے ڈس لیا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ بچھو پر لعنت کرے نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو اور نہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نبی کو پھر آپ نے اپنا جوتالے کر اسے مار ڈالا پھر آپ نے پانی اور نمک منگوا یا اور ڈنگ والی جگہ پر پانی ملتے جاتے اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے جاتے۔

تاریخ نیشاپور میں ضحاک بن قیس فہدی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک بچھو نے آپ کی انگلی میں ڈس لیا تو آپ نے فرمایا اللہ بچھو کو لعنت کرے یہ تو کسی کو بھی نہیں چھوڑتا پھر ایک پیالے میں پانی منگوا یا اور اس پر تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھی پھر اس کو انگلی پر ڈالا پھر اس کے بعد نبی ﷺ کو منبر پر اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی انگلی پر بچھو کے ڈنگ کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔

عوارف المعارف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں ایک بچھو نے ڈس لیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس وہ سفید چیز لاؤ جو آٹے میں ہوتی ہے تو ہم آپ کے پاس نمک لائے پھر آپ نے اس کو ہتھیلی پر رکھا اور اس کو تین دفعہ چاٹا اور باقی نمک کو ڈسنے کی جگہ پر رکھا تو آپ کا درد رک گیا۔

ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو خطاب کیا اور آپ کی انگلی پر بچھو کے ڈسنے کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ بلکہ تم ہمیشہ دشمن سے لڑتے رہو گے یہاں تک کہ تم یا جوج ماجوج سے لڑو گے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ اور سرخ بال ہوں گے۔ ہر ٹیلے سے اترتے ہوئے آئیں گے ان کے چہرے ٹوٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔

ایک عجیب واقعہ: ہمارے شیخ یافعی رحمہ اللہ کی تاریخ میں ۵۰۹ ہجری کے حوادث میں لکھا ہے کہ کسی بادشاہ کو اس کے نجومیوں نے کہاں کہ فلاں دن فلاں گھڑی اور فلاں سال کے فلاں مہینے میں وہ بچھو کے ڈسنے سے مر جائے گا۔ جب مذکورہ وقت آیا تو اس نے ستر ڈھانپنے کے علاوہ تمام کپڑے اتار دیئے اور ایک گھوڑے کو نہلایا صاف ستھرا کیا اس کے بالوں میں کنگھی کی اور جس چیز کا ذکر نجومیوں نے کیا تھا اس سے بچنے کے لئے سمندر میں داخل ہو گیا اسی دوران اس کے گھوڑے نے چھینک ماری اور اس کی ناک سے بچھو نکلا جس نے اس کو ڈس لیا اور وہ مر گیا اور تقدیر سے بھاگنا اس کو کسی کام نہ آیا۔

معروف کرنی سے روایت ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ ایک دفعہ ذوالنون مصری اپنے کپڑے دھونے لگے تو ایک بہت بڑا بچھو ان کی طرف بڑھا۔ کرنی کہتے ہیں کہ وہ اس سے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور اللہ کی پناہ اس سے مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں

اس کی شر سے بچا لیا پھر وہ وہاں سے مڑا اور دریائے نیل کا رخ کیا تو وہاں پانی سے ایک مینڈک نکلا جو اس کو اپنی نشست پر سوار کر کے دریا کی دوسری جانب لے گیا۔ ذوالنون مصری کہتے ہیں میں نے اپنا ازار مضبوط کیا اور پانی میں اتر گیا اور اس کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں دوسری جانب پہنچا تو بچھو مینڈک سے اتر اور چل پڑا میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ درختوں والی جگہ میں پہنچ گیا وہاں پر ایک بے ریش سفید رنگ کا لڑکا سویا ہوا تھا جو شراب کے نشے میں دھت تھا تو میں نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ بچھو یہاں اس لئے آیا ہے تاکہ اس لڑکے کو ڈسے پھر میں نے ایک سانپ دیکھا جو لڑکے کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا اور بچھو اس سانپ کے دماغ سے لپٹ گیا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا پھر پانی کی طرف چلا گیا اور مینڈک کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر کے دوسری جانب چلا گیا تو ذوالنون مصری نے شعر پڑھے۔

یا راقدا والجلیل یحفظہ من کل سوء یکون فی الظلم

”اے سونے والے اللہ تیری حفاظت کر رہا ہے ہر اس برائی سے جو اندھیرے میں ہوتی ہے۔“

کیف تنام العیون عن ملک تاتیک منہ فوائد النعم

”آنکھیں اس بادشاہ سے کیسے غافل رہ سکتی ہیں کہ جس کی طرف سے تیری طرف نعمتوں کے فوائد آتے ہیں۔“

کرنی کہتے ہیں نو جوان نے ذوالنون مصری کا کلام سنا تو ذوالنون نے اس کو سارا قصہ بتایا تو اس لڑکے نے توبہ کر لی بیہودہ لباس اتار دیا اور سیاحت کے کپڑے پہن لئے اور سیر و سیاحت پر نکل گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

ذی النون کا اصل نام ثوبان بن ابراہیم ہے اور بقول بعض کے فیض بن ابراہیم ہے آپ کے کلام میں سے یہ چند باتیں ہیں: ”محبت کی حقیقت یہ ہے کہ تم اس چیز کو پسند کرو جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور جس کو اللہ ناپسند کرتا ہے تم اس کو ناپسند کرو اور تم اس کی رضا کو طلب کرو اور ہر اس چیز سے ہٹ جاؤ جو تمہیں اس سے مشغول کر دے اور تم اس کے متعلق کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو اور اپنے نفس کو اپنے آپ کو دیکھنے اور اس کی تدبیر کرنے سے ہٹا لو کیونکہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑا حجاب نفس کو دیکھنا اور اس کی تدبیریں کرنا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ عارف باللہ دنیا میں ہمیشہ فخر اور فقر کے درمیان رہتا ہے جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو فخر محسوس کرتا اور جب اپنے آپ کو یاد کرتا ہے تو اپنے آپ کو فقیر سمجھتا ہے اور فرمایا وہ سمجھدار نہیں جو دنیا کے معاملات میں کوشش کرے اور آخرت کے معاملے کو حقیر سمجھے اور نہ ہی وہ شخص سمجھدار ہے۔ کہ جس نے صلح کے موقع پر بے وقوفی سے کام لیا۔ اور تواضع کی جگہوں پر تکبر کیا۔ اور طمع کی جگہوں پر جس کا تقویٰ ختم ہو گیا۔ اور جو حق بات سے غصے میں آ گیا۔ اور جس چیز میں عقل مند رغبت رکھتے ہیں اس سے وہ بے پرواہ ہو گیا اور جس سے عقلا بے رغبت ہوتے ہیں اس میں وہ رغبت رکھے۔ اور جس نے اپنے غیر سے اپنے لئے انصاف طلب کیا۔ اور اللہ کی اطاعت کی جگہوں میں اللہ کو بھول گیا اور ضرورت کے وقت اللہ کو یاد کیا اور جس نے علم کو اس لئے جمع کیا تاکہ اس کے ذریعے وہ پہچانا جائے پھر علم سیکھنے کے بعد اس کی خواہشیں اثر انداز ہوئیں۔ اور جس کی حیا اللہ سے کم ہو گئی حالانکہ اس کا پردہ بڑا خوبصورت ہے اور وہ بھی جو اللہ کی نعمتوں کے اظہار کے وقت شکر سے غافل رہا اور وہ جو اپنے دشمن کے مجاہدہ سے عاجز ہو گیا۔ اور وہ جس نے نخوت اور تکبر کو اپنا لباس بنایا اور ادب کو اپنی قمیص نہ بنایا اور اپنے تقویٰ کو اپنا لباس نہ بنایا اور وہ بھی کہ جس نے اپنے علم اور اپنی معرفت کو خوش طبعی اور مجلس کی زینت بنایا پھر فرمایا اتقوا اللہ



العظیم ان کی باتیں بہت زیادہ ہیں اگر ان کو ختم نہ کیا جائے تو ختم نہیں ہوں گی۔“

دمیری کہتے ہیں مجھے میرے بعض اساتذہ نے ذوالنون مصری سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کسی راہب سے کہا کہ محبت کا کیا معنی ہے تو اس نے کہا کہ بندہ دو محبتوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیر سے محبت نہیں رکھتا اور جو غیر سے محبت کرے وہ اللہ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے تو اپنے حال کے متعلق سوچ کہ تو کون سی قبیل سے ہے۔ ذی النون نے کہا کہ مجھے محبت کا وصف بیان کرتو۔ اس نے کہا محبت وہ ہوتی ہے جس سے عقل چلی جائے۔ آنسو بہہ پڑیں۔ نیند اڑ جائے۔ شوق زیادہ ہو جائے اور دوست جو چاہے کرے۔

ذی النون نے کہا تو اس کلام نے میرے دل پر اثر کیا تو میں نے معلوم کر لیا کہ یہ کلام خالص دھات سے نکلی ہے اور راہب مسلمان ہے۔ پھر میں اس سے جدا ہو گیا۔ میں ایک دفعہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو وہی راہب مجھے طواف کرتا ہوا ملا وہ بہت کمزور ہو چکا تھا۔ اس نے مجھے کہا ابو الفیض نیکی پوری ہوگی اور محبت کا دروازہ کھل گیا اور اللہ نے مجھ پر اسلام کا احسان کر دیا اور مجھے اس چیز کے اٹھانے کی طاقت دیدی جس کے اٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز ہیں۔ ذی النون نے کہا اس نے اللہ کی محبت اٹھایا تھا جس کو اٹھانے سے آسمان زمین اور سخت پہاڑ عاجز ہیں۔ نیز اس کو چٹانوں جیسے لوگوں نے اپنے عمدہ احوال کے ساتھ اٹھایا پھر یہ شعر کہے:

حبك يا سؤلى ويا منيتى قد انحل الجسم وقد كده

”اے میرے مقصود و مدعا اللہ تعالیٰ تیری محبت نے میرے جسم کو لاغر کر دیا اور تکلیف میں مبتلا کر دیا۔“

لو ان مافی القلب من حکم بالجندل الصلد لقد هدہ

”میرے دل میں جو تمہاری محبت ہے وہ محبت اگر مضبوط چٹانوں میں ہو تو وہ پھٹ جائیں۔“

پھر ذی النون نے کہا اللہ سے محبت کرنے والے لوگ نہ زندہ ہوتے ہیں نہ مردہ نابا ہوش نہ بے ہوش نہ مقیم نہ مسافر نہ ہوشیار نہ بے وقوف نہ صحت مند نہ بیمار نہ بیدار نہ سوئے ہوئے پس وہ اصحاب کہف کی طرح ہوتے ہیں جو نہیں جانتے کہ غار کے کونے میں ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو دائیں بائیں کر رہا ہے۔

ابوالفرج ابن جوزی کہتے ہیں کہ ذی النون اصل نوبہ مقام کا رہنے والا تھا۔ یہ آل انیمیم میں سے ہے۔ مصر اور اس کے باشندوں کے پاس بطور مہمان آیا اس کا اصل نام فیض ہے ذی النون اہل فقر میں سے فوقیت لے گیا تھا اور یہ اپنے وقت کا یکتا عالم پرہیزگار ادیب اور صاحب حال تھا۔ اس کی وفات ۲ ذی القعدہ ۲۳۶ ہجری میں حیزہ میں ہوئی۔

ابن خلکان کہتے ہیں یہ قرافہ صغریٰ میں دفن ہوئے۔

معروف کا نام ابن قیس کرنی ہے یہ مستجاب الدعوات مشہور تھا اور اہل بغداد اس کی قبر کے ذریعے اللہ سے پانی مانگتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ معروف کی قبر تریاق مجرب ہے۔

سری سقطی اس کا شاگرد تھا۔ معروف سے اس کے مرض الموت میں کہا گیا وصیت کریں۔ تو انہوں نے کہا میں جب مر جاؤں

تو میری قمیص صدقہ کر دینا میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جب جاؤں تو ننگا ہو کر جاؤں کیونکہ میں دنیا میں ننگا ہی آیا تھا۔  
معروف ایک دن ایک ماشکی کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا اللہ اس پر رحم کرے جو پانی پی لے تو انہوں نے روزہ دار ہونے کے باوجود آ کر پانی پی لیا۔ کسی نے پوچھا کیا آپ روزہ دار نہیں تھے تو انہوں نے کہا ہاں میں روزہ دار تو تھا مگر میں نے اس کی دعا کی امید پر پانی پی لیا۔

معروف ۳۰۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

زختری نے ربیع الا برار میں کہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حمس کی زمین میں بچھو زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہاں کے رہنے والے کہتے ہیں کہ وہاں پر کوئی طلسم ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں پر باہر سے بچھولا کر پھینکا جائے تو اسی وقت مرجاتا ہے۔ حمس شام کے مشارق میں مشہور شہر ہے یہ عجم، علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اور یہ بہت عمدہ شہر ہے۔  
ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ یہ جنت کے شہروں میں سے ہے۔ شروع شروع میں یہ دمشق سے بھی زیادہ افضل مشہور تھا۔  
ثعلبی کہتے ہیں کہ اس میں سات سو قلعے ہیں۔

### بچھو کا دم:

بچھو کا دم کرنا جائز ہے کیونکہ مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا جبکہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو دم کروں؟ تو آپ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو ضرور پہنچائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آل عمرو بن حزم نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے پاس بچھو کا ایک دم ہے اور آپ دم سے روکتے ہیں آپ نے فرمایا وہ دم مجھے بتاؤ انہوں نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جو کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کو نفع دینا چاہے تو دے دے۔

ایک روایت میں ہے کہ مجھ پر دم پیش کرو کیونکہ دم میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس میں کوئی شرک وغیرہ نہ ہو۔

پس اللہ کی کتاب اور اس کے ذکر کے ساتھ دم جائز ہے۔

جب اس میں کوئی فارسی یا عجمی لفظ ہو یا ایسی غیر معلوم چیز ہو تو پھر وہ ممنوع ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی کفریہ الفاظ ہوں۔ اہل کتاب کے دم میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابو حنیفہ نے جائز کہا ہے اور مالک نے ان کے بدل دینے کے ڈر سے ممنوع کہا ہے۔

نفع اور مجرب دموں میں سے ایک یہ ہے کہ دم کرنے والا ڈسے ہوئے سے یہ پوچھے کہ درد جوڑ سے کہاں تک پہنچا ہے پھر اس کے اوپر والے حصے میں ایک لوہا رکھے اور دم پڑھے اور اس کو دھرائے اور لوہے کے ساتھ اس درد والی جگہ کو ننگا رکھے یہاں تک کہ زہر کو نیچے درد والی جگہ پر لے جائے جب زہر نیچے جمع ہو جائے تو اس جگہ کو چو سے یہاں تک کہ سارا درد چلا جائے۔ اور اس کے بعد جوڑ کے ڈھیلا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ دم یہ ہے:

سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ وَعَلَىٰ مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِينَ مِنْ حَامِلَاتِ السَّمِّ أَجْمَعِينَ لَا ذَابَّةَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا رَبِّي أَخَذَ بِنَاصِيَتِهَا أَجْمَعِينَ كَذَلِكَ يَجْزِي عِبَادَهُ الْمُحْسِنِينَ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. نُوحٍ نُوْحٍ قَالَ لَكُمْ نُوحٌ مَنْ ذَكَرْنِي لَا تَأْكُلُوهُ. إِنَّ رَبِّي بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

میں نے ابن صلاح کے خط سے اس کے سفر نامے میں ایک بچھو کا دم دیکھا ہے اس نے کہا انسان اس کے ساتھ دم کرے تو اس کو کوئی بچھو نہیں ڈسے گا۔ اگر چہ وہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اگر وہ اس کو ڈس لے تو اس کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔ دم یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَبِسْمِ جِبْرَائِيْلَ وَمِيكَائِيْلَ كَاذِمٌ كَاذِمٌ وَيَزَارِمٌ فَتِيْرَ الِى مَرْنِ يَشْتَاْمَرِ اِيَشْتَاْمَرِ  
اھو ذا ھو ذا ھى عطا انار اقى واللہ شافى.

انگوٹھی کا کرشمہ:

بچھو کے ڈسنے پر یہ دم بہت مفید ہے اور مجنون اور نکسیر کے لئے اور آنکھ کے درد کے لئے مفید ہے۔ جبکہ وہ ٹھنڈی۔ وکی وجہ سے ہو۔ ایک سرخ شیشے کی انگوٹھی پر یہ اسماء نقش کرے۔

خط سلسلہ، کطودہ، دل صحوہ، اوسططا، ابی ممہ، بیدھی، سفاہہ:

انگوٹھی کو صاف پانی میں غوطہ دے اور اس کو بچھو کے ڈسنے والی جگہ پر لگائے۔ پاگل کے لئے یہ طریقہ ہے کہ وہ انگوٹھی کو دیر تک دیکھتا رہے تو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ نکسیر کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو پیشانی پہ لکھا جائے اور بخار کے لئے زیتون کے پتوں پر اس دم کو لکھے اور لٹکائے۔ اور ریح کے کے لئے انگوٹھی کو ہوا کی جگہ پر مسح کرے اور بخار کے لئے تین ورقوں پر لکھنا چاہیے اور محموم کو دھونی دے۔ ورقے پر یہ لکھے۔

پہلے پر	دوسرے پر	تیسرے پر
ط لا	ط ط	الح لوم
کو	کو	کو

بخار کے لئے تین ورقوں پر لکھے اور ہر روز ایک ورق کھالے۔

پہلے یہ لکھے۔ بسم اللہ نارت و استنارت۔ دوسرے پر۔ بسم اللہ فی علم الغیب غارت۔

تیسرے پر۔ بسم اللہ حول العرش وارت۔

نکسیر اور خون نکلنے کی کمزوری میں تین سطروں میں یہ لکھے لوطا، لوطا، لوطا۔

عین الخواص والے نے لکھا ہے یہ اسماء ایک کاغذ پر لکھے یا ایک اسبادری پلیٹ پر جو صحیح ہو اور سوراخ والی نہ ہو یا لکڑی کا پیالہ

جس میں سوراخ نہ ہو اسی میں اس کے باپ اور ماں دونوں کا نام لکھا جائے اور بخار والے کو پلا دیا جائے اگر ڈسے ہوئے کو پلایا

جائے تو فوراً ہوش میں آجائے گا۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

سارا سارا الی سارا مالی یرن یرن الی بامال واصل، باطوطو کالعو مار اساب یا فارس اردد باب

ہا کانا ما ابین لها ناراً انارا کاس متمرنا کاطن صلوا بیرص صاروب انا وین ودی۔  
یہ دم سانپ کے ڈسے ہوئے کے لئے ہے۔ یہ بہت مجرب اور مفید ہے۔ باب الحاء لفظ حیۃ کے لفظ میں اس کے قریب گزر چکا ہے۔ بعض علمائے متقدمین نے کہا ہے کہ جس نے رات اور دن کی ابتدا میں یوں کہا عقدت زبان العقرب ولسان الحیہ وید السارق بقول اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔ تو وہ سانپ بچھو اور چور سے محفوظ رہے گا۔

بخاری کے علاوہ مالک اور ایک جماعت نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں آج رات بچھو کے ڈسنے سے بہت تکلیف میں رہا ہوں جتنا کبھی نہیں ہوا۔  
تو آپ نے فرمایا اگر تو شام کو یوں کہتا۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو تجھے کوئی چیز نقصان دیتی۔ ان شاء اللہ

کامل ابن عدی میں وہب بن راشد کے حالات زندگی میں ہے کہ یہ آدمی بلال تھا۔  
ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے شام کو تین دفعہ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ پڑھا تو اس کو اس رات کوئی زہریلی چیز نہیں ڈسے گی۔

سہل کہتے ہیں ہمارے گھر والے اس کو ہر روز پڑھتے تھے۔ ایک رات ایک لڑکی کو کسی کیڑے نے ڈس لیا تو اس کو اس سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ انہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

اللہ کے قرآن کے کلمات اور ان کے معانی ان میں کوئی عیب یا نقص لوگوں کے کلام کی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ نفع دینے والے ہیں اور کافی ہیں۔ بیہتی نے کہا کہ تامات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے کلام میں کوئی عیب اور نقص نہیں ہو سکتا جس طرح آدمیوں کے کلام میں ہوتا ہے۔

مزید کہا کہ امام احمد بن حنبل کی بات پہنچی ہے کہ وہ اسی سے یہ دلیل پکڑتے تھے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ جیسے ان شاء اللہ باب الہامۃ کے ذکر میں آئے گا۔

ابو عمرو بن عبدالبر نے تمہید میں سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جس نے شام کو سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ۔ کہا اس کو کوئی بچھو نہیں ڈس سکتا۔

عمرو بن دینار نے کہا کہ بچھو سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ اس کو تکلیف نہیں دے گا جس نے رات یا دن کو یہ کہا کہ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ۔

ابن عبدالبر کی تمہید میں یحییٰ بن سعید انصاری کے حالات زندگی میں اس کے بلاغات کے بارہویں جزء میں ہے کہ ابن وہب نے کہا مجھے ابن سمعان نے بتایا کہ میں نے اہل علم سے یہ بات سنی کہ جب انسان کو سانپ یا بچھو ڈس لے تو کہے۔

نودی ان بورك من فی النار ومن حولها وسبحان الله رب العالمین۔

شیخ ابوالقاسم قشیری اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ سانپ اور بچھو نوح کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں بھی کشتی میں سوار کر

لو تو نوح نے کہا میں تم کو سوار نہیں کروں گا۔ کیونکہ تم تکلیف اور ضرر کا سبب ہو تو انہوں نے کہا ہمیں سوار کر لو ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں کہ جس نے آپ کا نام لیا ہم اس کو تکلیف نہیں دیں گے۔ تو انہوں نے ان سے وعدہ لیا اور ساتھ سوار کر لیا تو جو شخص ان کی تکلیف سے ڈرے وہ صبح شام یوں کہے:

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ اِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ.

تو وہ اس کو نقصان نہیں دیں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نوح نے دو سال میں ایک کشتی بنائی جس کی لمبائی تین سو ہاتھ تھی اور چوڑائی پچاس ذراع تھی اور بلندی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کو ساکھو کی لکڑی سے بنایا گیا۔ اور اس کی تین منزلیں بنائیں نخلی میں وحشی جانور اور درندے اور کیڑے مکوڑے تھے۔ اور درمیانی منزل میں چوپائے اور مویشی تھے۔ اوپر والی منزل میں آپ اور آپ کے ساتھی تھے اور سفر خرچہ بھی اسی منزل میں تھا۔

شیخ امام حافظ فخر الدین توریزی جو نزیل مکہ ہیں ان سے ہم نے روایت کیا کہ انہوں نے کہا میں مکہ میں شیخ تقی الدین حرانی سے علم وراثت پڑھ رہا تھا۔ ایک دفعہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ بچھو آ گیا تو شیخ نے اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس کو الٹ پلٹ کرنے لگے۔ تو میں نے کتاب اپنے ہاتھ سے نیچے رکھ دی۔ انہوں نے کہا پڑھو۔ میں نے کہا میں یہ فائدہ سیکھ کر پھر پڑھوں گا۔ اس نے کہا یہ فائدہ تیرے پاس ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح شام یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں دے گی۔ اور میں نے یہ دن کے شروع میں پڑھ لیا تھا۔

سانپ اور بچھو کے شر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سونے سے پہلے تین دفعہ یہ پڑھے:

اَعُوذُ بِرَبِّ اَوْصَافِهِ سَمِيَّةٍ مِّنْ كُلِّ عَقْرَبٍ وَحَيَّةٍ سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ اِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

مومن محتاط ہوتا ہے:

کہا جاتا ہے لدغته العقرب تلدغه لدغا تلداغا و ملدوغ و لدیغ۔ ابوداؤد طیالس نبی ﷺ کے اس فرمان لآ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاَحَدٍ مَّرَّتَيْنِ۔ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ مومن اپنے گناہ پر دنیا میں بھی اور پھر آخرت میں سزا نہیں دیا جائے گا۔

اور جس کے بارے میں نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا وہ ابو عزرہ نجی شاعر ہے۔

اور اس کا نام عمر تھا۔ یہ بدر کے دن قید کیا گیا اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں فقیر آدمی ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اس کی پانچ بیٹیوں کی وجہ سے اس شرط پر چھوڑا کہ وہ دوبارہ جنگ کے لئے نہیں لوٹے گا۔ وہ مکہ واپس گیا اور کہنے لگا میں نے محمد ﷺ کو دو دفعہ دھوکا دیا ہے۔ پھر وہ مشرکوں کے ساتھ احد کے دن بھی آ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ اب یہ جانے نہ پائے۔

تو صرف یہ ہی قید ہو کر آیا تو کہنے لگا اے محمد ﷺ! میں عیال والا ہوں مجھے چھوڑ دو تو نبی ﷺ نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ پھر اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ مذکورہ حدیث امام شافعی امام مسلم اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔ لا یلذغ میں غین پر ضمہ ہے کیونکہ یہ جملہ خبریہ ہے۔ یعنی مومن ہوشیار ہوتا ہے ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ دھوکا نہیں کھاتا۔ اور اس بات کو وہ سمجھتا ہے کہا گیا ہے کہ آخرت کے معاملے میں دھوکہ مراد ہے دینا کا دھوکہ مراد نہیں ہے۔

بعض نے کہا یہ غین کی کسرہ کے ساتھ ہے مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی غفلت میں اس کو دھوکہ نہ دے اس طرح دنیا اور آخرت دونوں کا دھوکہ مراد ہو سکتا ہے۔ اس کی تائید وہ بات کرتی ہے جس کو ابوداؤد طیالسی نے کہا ہے اور نسائی نے مسند علی میں ابی خلیلہ سے روایت کی ہے کہ اس نے علیؑ سے سنا کہ انہوں نے کہا میں تم کو اللہ کی کتاب کی سب سے بہتر آیت نہ بتاؤں انہوں نے کہا ہاں ضرور۔ آپ نے فرمایا وہ یہ آیت ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ (الشوریٰ: ۳۰)

مجھے نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو تجھے بیماری سزا یا مصیبت پہنچے تو اللہ تعالیٰ زیادہ حوصلے والا اور عزت والا ہے کہ اپنے معاف کرنے کے بعد وہ سزا دے۔

اسی لئے واحدی کہتے ہیں یہ آیت قرآن میں سب سے زیادہ امید افزاء ہے کیونکہ اس نے مومنوں کے گناہوں کی دو قسمیں کر دی ہیں ایک قسم کا کفارہ مصائب بنا دیا اور ایک کو معاف کر دیا اور اللہ جل و علا بڑا بخشنے والا ہے وہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ سزا نہیں دیتا۔

فائدہ آخری: کہا جاتا ہے لسعته العقرب والحية تلسعه لسعا فهو ملسوع. اور اول نے کیا خوب کہا ہے۔

قالوا حبيك ملسوع فقلت لهم من عقرب الصدغ ام من حية الشعر

”وہ کہتے ہیں تیرا دوست ڈسا ہوا ہے۔ میں نے ان سے کہا کنپٹی کے بچھو سے یا بالوں کے سانپ سے؟“

قالوا بلى من افاعى الارض قلت لهم وكيف تسعى افاعى الارض للقمر

”انہوں نے کہا زمین کے افاعی سانپوں سے۔۔ میں نے کہا کیا زمین کے سانپ چاند کو ڈس سکتے ہیں؟“

سانپ کے ڈسنے کے بارے میں یہ لفظ بولے جاتے ہیں۔ عضت، تعض، نهشت، تنهش، نشطت، تنشط، نکذت، بانفھا تنکز۔ ہمارے شیخ جمال الدین عبدالرحیم اسنوی نے یہ شعر سنائے۔ پھر سند کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ محمد بن فراء ضریر خطیب نے قصبہ مرہ میں کوا اپنے یہ شعر سنائے:

يا احسنا مالك لم تحسن الى نفوس فى الهوى متعبه

”اے حسناء تو ان کے ساتھ نیکی کیوں نہیں کرتی جو تیری محبت میں تھک چکے ہیں۔“

رقت بالورد وبالسوسن صفحة خد بالسنا مذهبہ

”تو نے گلاب اور سوسن کے ساتھ رخسار کے کنارے کو چمکدار اور سنہری کیا ہے۔“

وقد ابى صدغك ان اجتنى منه وقد الدغنى عقربہ

”اور تیری کپٹی نے مجھے پھل چننے سے منع کر دیا ہے اور اس کے پچھونے مجھے ڈس لیا۔“

يا حسنہ اذ قال ما احسنی ويا لذاک اللفظ ما اعذبہ

”جب اس نے کہا اے حسناء! تو کتنی حسین ہے اور یہ کلام کتنا اچھا اور میٹھا ہے۔“

قلت له کلک عندی سنا وکل الفاظک مستعذبہ

”میں نے اس کو کہا تیری ہر چیز میرے نزدیک خوبصورت ہے اور تیرے سارے الفاظ میٹھے ہیں۔“

ف فوق السہم ولم یخطنی و منذ رانی فیتا اعجبہ

”اس نے تیرا کمان میں ڈالا اور مجھ سے خطانہ کیا جب مجھے مراہوادیکھا تو اس کو بڑا اچھا لگا۔“

وقال کم عاش و کم جنی وحبہ ایای قد اتعبہ

”اور کہنے لگی یہ کتنا عرصہ زندہ رہا اور مجھ سے کتنی ہی محبت کی اور مجھ سے محبت کر کے یہ تھک گیا۔“

یرحمہ اللہ علی انسی قلی لہ لم ادر ما اوجبہ

”اللہ اس پر رحم کرے اس کے باوجود میں نہیں جانتا کہ میرا اس کو قتل کرنا کس چیز نے واجب کیا۔“

حریری نے درۃ الغواص میں کہا ہے کہ سوسن سین کے فتح سے ہے اور مجھے لفظ سوسن نے کچھ مزید اشعار یاد دلوائے ہیں جو علی بن عبدالعزیز ادیب مغربی نے مجھے سنائے تھے۔ اور ابوبکر بن قوطیہ اندلسی کے ہیں جن میں وہ گلاب اور سوسن کا وصف بیان کرتا ہے۔ اس نے اس کے بارے بڑی عمدہ اور عجیب بات کی ہے اس فصل میں اس نے تسدید کا انداز اختیار کیا ہے۔ اور اہل مرثیہ کی اقتداء میں یہ بات کہی۔

قم فاسقنیہا علی الورد الذی نعما و باکر السوسن الغض الذی نجما

”کھڑے ہو کر مجھے شراب پلاؤ عمدہ گلاب پر اور تازہ اگنے والی سوسن کے ساتھ صبح والی شراب پلا۔“

کانما ارتضعا خلفی سمائہما فارضعت لنا هذا و ذاک دما

”گویا ان دونوں نے میرے پیچھے اپنے آسمان سے دودھ پیا تو اس نے ایک کو دودھ پلایا اور دوسرے کو سرخ خون

پلایا۔“

جسمان قد کفر الکافور ذاک وقد عقیق احمر ارا اذا و ما ظلما

”یہ دو جسم ہیں کہ ایک کو کافور نے چھپا لیا اور دوسرے کو عقیق نے سرخ کر لیا اور انہوں نے ظلم نہیں کیا۔“

کان ذا طلیة نصت لمعرض و ذاک خد غداة البین قد لطما

”یہ لمبی گردن والا تھا جس کو اس نے سامنے آنے والے کے لئے ظاہر کیا اور یہ رخسار تھا کہ جدائی کی صبح کو اس نے اس

کو تھپڑ مارا۔“

اولا فذاک انا بسب اللجین وذا جمر الغضی حرکتہ الریح فاضطرما

”پہلے پہل یہ چاندی کی نالیاں تھیں اور وہ جھاڑی کی چنگاری ہے جس کو ہوانے حرکت دی تو وہ بھڑک اٹھی۔“

عرب کہتے ہیں قد كنت اظن ان العقرب اشد لسعامن الزنبور فاذا هو هي.

نیز عرب کہتے ہیں فاذا هو اياها. یعنی عرب یہاں پر ضمیر مرفوع اور منصوب دونوں کو جائز سمجھتے ہیں۔

لیکن اس دوسرے مسلک کا سیبویہ نے انکار کیا ہے یعنی ضمیر منصوب لانے سے انکار کیا۔ جب کسائی نے یحییٰ بن خالد برکی کی موجودگی میں اس سے کہا تو کسائی نے کہا عرب ان کو رفع بھی دیتے ہیں اور نصب بھی۔ تو یحییٰ نے کہا تم نے اختلاف کیا ہے حالانکہ تم اپنے شہر کے رئیس ہو۔ تو کسائی نے کہا یہ عرب آپ کے دروازے پر ہیں جن سے دونوں شہروں والوں نے سنا ہے۔ وہ حاضر کئے جائیں اور ان سے پوچھا جائے۔ تو ان کو حاضر کیا گیا اور پوچھا گیا تو انہوں نے کسائی کی موافقت کی تو یحییٰ نے سیبویہ کو دس ہزار درہم دیئے اور سیبویہ کو فوراً فارس کے ملکوں میں بھیج دیا تو وہ مرنے تک وہیں رہا۔ یہاں تک کہ ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوا جبکہ اس کی عمر ۳۲ یا ۳۳ سال تھی۔ کہتے ہیں کہ عرب کو کسائی کا مقام مرتبہ معلوم ہو گیا تھا۔ اسی لئے انہوں نے کسائی کی موافقت کی۔ اور نصب کا لفظ نہیں بولا۔ اور سیبویہ نے یحییٰ سے کہا کہ ان کو کہو کہ وہ اس کو زبان پر لائیں کیونکہ ان کی زبانیں اس بات کو بولنے میں موافقت نہیں کریں گی اور حازم نے اپنی اس نظم میں اشارہ کیا ہے۔

والعرب قد تحذف الاخبار بعد اذا اذا عنت فجاء الامر الذي دهما

”عرب کبھی کبھی اذا کے بعد خبر کو حذف کر دیتے ہیں جب کہ پوشیدہ معاملہ اچانک سامنے آجائے۔“

وربما نصبوا بالحوال بعد اذا وربما رفعوا من بعدها ربما

”کبھی کبھی وہ اذا کے بعد حال کو نصب دیتے ہیں اور اکثر رفع جب اس کے بعد ربما ہو تو رفع دیتے ہیں۔“

فان توالى ضمير ان اكتسى بهما وجه الحقيقة من اشكاله عمما

”اور اگر دو ضمیریں پے در پے آجائیں تو ان کو عمومی اشکال سے حقیقی لباس پہنا دیتے ہیں۔“

لذاك اعيت على الافهام مسئلة اهدت الى سيويه الحنف والغمما

”اس لئے یہ مسئلہ فہموں پر مشکل ہو گیا جس نے موت اور غم کو سیبویہ کی طرف پہنچا دیا۔“

قد كانت العقرب العرجاء احسبها قدما اشد من الزنبور وقع حما

”میں پہلے خیال کرتا تھا کہ لنگڑا بچھو زنبور سے زیادہ سخت زہریلا نہیں ہے۔“

وفي الجواب عليها هل اذا هو هي او هل اذا هو اياها قد اختصما

”تو اس کے جواب میں ”فاذا هو هي“ اور ”فاذا هو اياها“ میں جھگڑا ہو گیا۔“

فخطا ابن زياد و ابن حمزة في ما قال فيها ابا بشر وقد ظلما

”تو اپنی بات میں ابن زیاد اور ابن حمزہ نے ابو بشر کو غلطی کی طرف منسوب کیا اور انہوں نے ظلم کیا۔“

وغاظ عمروا على في حكومته ياليت له لم يكن في امره حكما

”تو علی نے اپنی حکومت میں عمرو کو غصہ دلایا کاش کہ وہ اس کے معاملے میں حکم نہ ہوتا۔“

كغبط عمروا على في حكومته ياليت له لم يكن في امره حكما



”جس طرح عمرو نے علی کو اپنی حکومت میں غصہ دلایا کاش کہ وہ اس کے معاملے میں حکم نہ ہوتا۔“

وفجع ابن زياد كل منتخب من اهل اذ غدا منه فيض دما  
”اور ابن زیاد نے ہر گھر کے چنے ہوئے آدمی کو گھبراہٹ میں ڈال دیا جب وہ اس کے پاس سے جاتا ہے تو وہ خون بہاتا ہے۔“

واصحت بعد الانفاس باكية في كل طرس كدمع سح وانسجما  
”اور اس کے بعد بہت سے لوگ رو رہے ہیں جیسے بہت برسنے والے آنسو مٹے ہوئے صحیفے پر بہہ پڑیں۔“

وليس يخلو امرؤ من حاسد اضم لولا التنافس في الدنيا لما اضمما  
”اور زمانے میں کوئی آدمی حسد اور بغض سے خالی نہیں۔ اگر دنیا میں رغبت نہ ہوتی تو یہ بغض نہ ہوتا۔“

والغبين في العلم اشجى محنة علمت واترح الناس شجوا عالم هضما  
”علم کا خسارہ بہت غمناک محنت ہے جو معلوم ہو سکی جو عالم ضائع ہو گیا اس نے لوگوں کو بہت زیادہ غم میں ڈال دیا۔“

بچھو کو کھانا حرام ہے اور اس کی بیع بھی حرام ہے اس کو صل و حرم میں قتل کرنا ضروری ہے۔ جب کسی مالع چیز میں گر کر مر جائے تو وہ مشہور مذہب میں خراب ہو جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ خراب نہیں ہوتی۔ خطابی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا کہ جب بچھو پانی میں مر جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے پھر انہوں نے کہا کہ عام علماء اس طرف ہیں کہ نجس نہیں ہوتا۔

ضرب الامثال: ایک شاعر نے کہا:

ومن لم يكن عقربا يتقى مشيت بين اثوابه العقرب  
”جو شخص ایسا بچھو نہ ہو جس سے بچا جائے تو اس کے کپڑوں میں بچھو چلنے لگتے ہیں۔“

نیز لوگ کہتے ہیں فی النصح لسع العقارب۔ یعنی خیر خواہی سانپوں کے ڈنگوں کی طرح ہوتی ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں۔ اعدى من العقرب۔ یعنی وہ شخص بچھو سے بھی زیادہ دشمن ہے۔

نیز کہتے العقرب تلذغ و تصبی۔ یعنی بچھی ڈستا ہے اور مظلوم بھی بنتا ہے یہ اس ظالم کی بیان کی جاتی جو مظلوم بنتا ہو۔ نیز کہتے ہیں تحکكت العقرب بالافعى۔ یہ مثال اس شخص کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے جو اپنے سے زیادہ شریر سے جھگڑا کرے۔ کہا جاتا ہے تحکک بہ۔ جب وہ اس شر کے لئے سامنے آئے۔

نیز کہتے ہیں اتجر من عقرب و امطل من عقرب۔ یعنی فلاں آدمی عقرب سے زیادہ تاجر اور رقم دینے میں ڈھیل والا ہے۔ عقرب ایک تاجر کا نام ہے جو مدینے میں تھا یہ سب لوگوں سے بڑا تاجر اور سب سے ڈھیل کرنے والا تھا۔ یہاں اس کی ڈھیل کی مثال بیان کی جانے لگے۔ اتفاق سے فضل بن عباس بن عتبہ بن ابی لہب اس سے تجارت کر بیٹھا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ اپنے عامل سے مال کا تقاضا کرنے والا تھا تو لوگوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ اب یہ دونوں کیا کرتے ہیں جب مال آیا تو فضل نے عقرب کے دروازے کو لازم پکڑ لیا اور اپنا گدھا اس کے دروازے پر باندھ لیا اور بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔ تو عقرب اس کی پرواہ کئے بغیر اپنی ڈھیل پر قائم رہا۔ تو فضل اس کے دروازے کو چھوڑ کر اس کی بے عزتی اور جھو کرنے لگا اس بارے میں اس

کے یہ شعر ہیں۔

کل عدو کیدہ فی استہ فغیرہ لیس الاذی ضائرہ

”ہر دشمن کی چال اس کے چوڑ میں ہوتی ہے۔ پس اس کا غیر اس کو تکلیف نہیں دینے والا ہے۔“

قد تجرت فی سوقنا عقرب لا مرحبا بالعقرب التاجر

”میں نے اپنے بازار میں عقرب سے تجارت کی۔ پس عقرب تاجر کے لئے خوشی نہ ہو۔“

کل عدو یتقی مقبلا وعقرب یخشی من الدابرہ

”ہر دشمن سے آگے کی طرف سے بچا جاتا ہے اور بچھو کے پیچھے سے ڈرا جاتا ہے۔“

ان عادات العقرب عدنا لها وکانت النعل لها حاضرہ

”اگر عقرب دوبارہ ایسا کرے گا تو ہم بھی ایسا کریں گے اور ہمارا جوتا اس کے لئے حاضر ہے۔“

اس آخری شعر نے مجھے ایک اور شعر یاد کرادیا۔ جو شیخ کمال الدین ادنوی نے اپنی کتاب الطالع السعید میں بیان کیا ہے کہ شیخ تقی الدین بن دقیق اپنے بچوں میں شطرنج کھیل رہا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بہنوئی شیخ تقی الدین بن شیخ ضیاء الدین بھی تھا۔ عشاء کی اذان ہوگئی تو دونوں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز پڑھنے کے بعد شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہا کیا تم دوبارہ نہیں کھیلو گے تو اس کے بہنوئی نے کہا۔

ان عادات العقرب عدنا لها وکانت النعل لها حاضرہ

”اگر بچھو دوبارہ ایسا کرے گا تو ہم بھی ایسا کریں گے اور ہمارا جوتا اس کے لئے حاضر ہے۔“

تو شیخ تقی الدین اس سے بہت شرمندہ ہوئے اور مرنے تک کبھی پھر شطرنج نہیں کھیلی۔

شطرنج اور چوسر کی تاریخ اور حکم: ابن خلکان نے ابو بکر الصولی الکاتب المشہور کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں شطرنج کھیلنے میں سب سے زیادہ ماہر تھا اور لوگ اب تک اس بارے میں اس کی مثال بیان کرتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ اسی نے سب سے پہلے شطرنج کو وضع کیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ اس کو صصہ نامی آدمی نے ہند کے بادشاہ شہرام کے لئے وضع کیا تھا اور اردشیر بن بابک جو فارسیوں کا سب سے پہلا بادشاہ ہے اس نے چوسر وضع کی۔ اسی لئے اس کو اسی کی طرف منسوب کر کے اردشیر کہا گیا۔ اس نے چوسر کو دنیا والوں کے لئے مثال بنا دیا۔

اس نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر مہینوں کی تعداد کے مطابق بارہ خانے بنائے۔

اور ایک ٹکڑا میں خانوں والا بنایا جتنے مہینے کے دن ہوتے ہیں اس نے نگیں کو قضا و قدر اور دنیا میں اور اس کے الٹ پلٹ ہونے میں مثل بنا دیا۔ فارسی چوسر کی ایجاد پر فخر کرنے لگے تو صصہ حکیم ہند نے بادشاہ کے لئے شطرنج ایجاد کی اس وقت کے حکماء نے چوسر پر شطرنج کو ترجیح دی۔ اردشیر وہ بادشاہ ہے جس نے طوائف المسلمو کی کو ختم کیا اور اپنے لئے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ ان فارسی بادشاہوں کا دادا ہے جن کو یزدجرد نے نکال دیا تھا اور ان کا ملک ان سے خلافت عثمان ۳۲ھ میں چھن گیا۔

دمیری کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ جس بادشاہ کے لئے شطرنج ایجاد کی گئی وہ بلہیت تھا جیسا کہ ہمارے شیخ یافعی وغیرہ نے کہا

ہے۔ جب اس نے شطرنج بادشاہ کے سامنے پیش کی اور اس کو کھیلنے کا طریقہ سمجھایا تو بادشاہ نے اس کو بہت زیادہ پسند کیا اور اس سے کہا مجھ سے کچھ مانگو تو اس نے کہا اے بادشاہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کاغذ کے پہلے خانے میں ایک درہم رکھا جائے اور دوسرے کو اس سے دو گنا کیا جائے اسی طرح آخری خانے تک کیا جائے اس طرح جتنی رقم بنے مجھے دے دو تو بادشاہ نے اس سے کہا یہ کیا مقدار ہوئی تو نے جو کچھ کیا ہے اس کو ضائع کر دیا تو وزیر نے کہا اے بادشاہ ٹھہریے بے شک آپ کا اور ساری زمین کے بادشاہوں کے خزانے اس شطرنج کو پورا کرنے سے پہلے ختم ہو جائیں گے۔

چوسر کی بعض چیزیں بیان کرنے میں ابن خلکان سے غلطی ہوئی ہے۔ ایک یہ کہ بارہ خانے چار حصوں میں سال کے موسموں کے مطابق تقسیم ہوتے ہیں اور یہ کہ تیس خانے سفید اور سیاہ ہیں جیسے رات اور دن ہوتے ہیں۔

اور ایک یہ کہ دانے فصوص مسدس بنانے میں یہ اشارہ ہے کہ جہات چھ ہیں ساتویں کوئی نہیں ہے۔ اور ایک یہ کہ دانے کے اوپر نیچے سات نقطے بنائے گئے ہیں جتنی افلاک کی زمینوں کی اور سموات کی اور ستاروں کی تعداد ہے۔

اور ایک یہ کہ اس نے کھیلنے والوں کے لئے اس تعداد میں ان کے اختیار اور حسن تدبیر کے لئے قابل تصرف بنایا ہے۔ جیسا کہ عقل مند آدمی کو تھوڑا رزق دیا جاتا ہے تو وہ اس میں حسن تدبیر کرتا ہے اور کسی کو بہت زیادہ دیا جاتا ہے لیکن وہ اس میں صحیح تصرف نہیں کر سکتا۔ پس چوسر قضا و قدر کے حکم اور کھیلنے والے کے اختیار کے حسن تصرف کو جمع کرنے والا ہے اور شطرنج کھیلنے والے کو اختیار اور اس کی عمدہ عقل اور ردی عقل کا تصرف سونپ دیتی ہے۔

چوسر پر شطرنج کی فضیلت میں نظر ہے۔ شطرنج سین کے ساتھ جو جردل کے وزن پر ہے مولے اونٹوں کو کہتے ہیں۔ شطرنج کو شین معجمہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ اس کا اشتقاق مشاطرہ سے بھی ہو سکتا ہے اور سین مہملہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ اس کا اشتقاق بقول تعبیرہ تسطیر سے ہو اس بات کو درۃ الغواص میں بیان کیا گیا ہے۔ شطرنج کے بارے میں جو شعر کہے گئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں۔

وخیل قدر ایست ازاء خیل یساق بہا کاس الریاح

”میں نے گھوڑوں کو گھوڑوں کے سامنے دیکھا۔ ان کو ہانکا جاتا ہے جیسے ہوا کے پیالے ہوں۔“

بمیمنة و میسرة و قلب کتعبیة الکتائب للبطاح

”میمنہ میسرہ اور قلب کے ساتھ ان کو ایسا ترتیب دیا گیا ہے جیسے ریگستانی وادی میں لشکروں کو ترتیب دیا جاتا ہے۔“

اذا ما قتلوا نشروا و عادوا صحاحالم یصابوا بالجراح

”جب کبھی وہ قتل ہو جاتے ہیں تو دوبارہ زندہ ہو کر صحیح ہو کر دوبارہ لوٹ آتے ہیں۔ اور ان کو کوئی زخم نہیں لگا ہوتا۔“

بغیر عداوة کانت قدیما و لکن لتلذذ و الممزاح

”یہ سب کچھ کسی پرانی عداوت کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ لذت اور مزاح کے لئے ہوتا ہے۔“

اشارہ: شطرنج کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے بعض نے کہا حرام ہے بعض نے کہا جائز ہے پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ مالک ابو حنیفہ اور احمد

نے کہا کہ حرام ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے حلیمی اور رویانی نے ان کی موافقت کی ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سیرین، ہشام بن عروہ بن زبیر اور بہز بن حکیم، شعبہ سعید بن جبیر شطرنج کھیلا کرتے تھے۔

شافعی کہتے ہیں۔ سعید بن جبیر شطرنج کی طرف پشت کر کے شطرنج کھیلا کرتے تھے۔ صلحو کی نے بیان کیا ہے کہ عمر بن خطاب ابو الیسر ابو ہریرہ حسن بصری قاسم بن محمد ابو قلابہ ابو جملز عطاء زہری ربیعہ بن عبدالرحمن اور ابوزناد اس کو جائز سمجھتے تھے۔ شطرنج کھیلنا ابو ہریرہ سے کتب فقہ میں بھی مشہور طور پر ثابت ہے۔

صولی نے ایک کتابچے میں جس کو اس نے شطرنج کے بارے میں جمع کیا ہے بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ۔ علی بن حسین۔ زین العابدین، سعید بن المسیب، محمد بن المنکدر، اعمش، ناجیہ، عکرمہ، ابواسحاق السبعی، ابراہیم بن سعد، ابراہیم بن طلحہ بن عبداللہ بن معمر شطرنج کھیلا کرتے تھے۔ میں نے اس سب کی سندیں بیان کی ہیں اور مخالفین کے دلائل پر کلام کیا ہے۔ اور شطرنج اور چوسر کے بارے میں۔ نے الگ ایک رسالہ عمدہ لکھا ہے جو بیس کا پیوں پر مشتمل ہے جس سے ساری تلخیص دور ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ہمارے اصحاب نے کہا کہ شطرنج میں جنگی تدابیر ہوتی ہیں اور یہ کھیل جنگ سے مشابہ ہے اور نبی ﷺ سے صحیح طور پر اس سے منع ہونا بھی ثابت نہیں۔ اور سب سے قوی دلیل جو قائلین حرمت پیش کرتے ہیں ابن عمر کی وہ روایت ہے کہ جس میں ابن عمر سے شطرنج کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ چوسر سے زیادہ بری ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ چوسر حرام ہے اس لئے شطرنج بھی حرام ہے۔ امام تاج الدین سبکی نے اس اثر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ ابن عمر کا چوسر کے بارے میں کیا مذہب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو حلال سمجھتے ہوں اور ہمارے اصحاب کے لئے یہی بات وجہ دلیل ہے۔ اور شطرنج کے حلال چیزوں میں سے بدتر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حرام ہو۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور شاید ابن عمر اس کی حرمت کی طرف گئے ہیں۔ اور امام شافعی کی رائے مشہور ہے۔ اور جس نے کہا کہ صحابی کا قول حجت ہے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کا قول کسی دوسرے قول سے معارض نہ ہو اور یہاں تو انہوں نے صحابہ کی ایک جماعت کے اقوال کی مخالفت کی ہے جو جواز کے قائل ہیں۔ یہ بات بھی ہے کہ علماء میں سے کوئی اس کے ظاہر کا قائل نہیں کیونکہ اس کا ظاہری حکم یہ ہے کہ شطرنج چوسر سے زیادہ بدتر ہے۔ چاہے یہ عوض پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ شطرنج چوسر سے زیادہ بری ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ عوض پر مشتمل ہو۔ اگر یہ عوض پر مشتمل نہ ہو تو ہم علماء میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ اس نے اس صورت میں اس کو چوسر سے برا کہا ہو۔ اور جب یہ اثر ظاہری طور پر بالا جماع مردود ہے تو اس سے احتجاج بھی ساقط ہو جائے گا۔ آجری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کے پاس سے گزرو کہ جو پانے کے تیر یعنی شطرنج اور چوسر کھیل رہے ہوں۔ تو ان کو سلام نہ کہو۔ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں سلیمان یمانی ہے۔ ابن معین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ بخاری کہتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے سنا کہ یہ منکر الحدیث ہے میں اس کی کوئی بھی صحیح حدیث نہیں جانتا۔

جب یہ نماز وغیرہ سے مشغول کر دے تو حرام ہوگی مگر فی نفسہ شطرنج حرام نہیں ہوگی۔

جب اس پر پیشگی نہ کی جائے تو یہ مکروہ ہوگی اور اگر پیشگی کی جائے تو یہ صغیرہ گناہ بن جائے گی جیسا کہ غزالی نے احیاء العلوم

میں کتاب التوبہ میں ذکر کیا ہے لیکن ابن صباغ نے اپنی ”شامل“ میں اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ چوسر صحیح مذہب کے مطابق حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے چوسر کھیلی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے چوسر کھیلی پھر نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی قے اور خنزیر کے خون کے ساتھ وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ امام غزالی کے تشبیہ کے بارے عمدہ اشعار میں سے کچھ یہ ہیں۔

حلت عقارب صدغه من خده      قمر ایجل به عن التشبيه  
”اس کی کنپٹی کے بچھو اس کے رخسار کے سے چاند پر جا پڑے کہ جو تشبیہ سے بالاتر ہے۔“

ولقد عهدناہ یحل بجر جہا      ومن العجائب کیف حلت فیہ  
”ہم نے اس چاند سے یہ وعدہ لیا ہے کہ وہ اپنے برج میں اترے عجیب بات یہ ہے کہ وہ اس میں کیسے اترے۔“  
ان کی وفات اور کچھ باتیں باب الحاء مہملہ حمام میں گزر چکی ہیں۔ ابوالمحسن یوسف بن شواء نے ایک غلام کے وصف میں بہت عمدہ اشعار کہے کہ جس نے ایک طرف کے بال چھوڑ رکھے تھے اور دوسری طرف کے باندھ رکھے تھے۔

ارسل صدغاً ولو قاتلی      صدغاً فاعیا بہ ما و اصفہ  
”ایک کنپٹی کے بال میرے قاتل نے لپیٹ لئے اور ایک کے چھوڑ دیئے تو اس نے اپنے وصف بیان کرنے والے کو عاجز کر دیا۔“

فخلت ذافی خده حية      تسعى وهذا عقربا واقفه  
”ایک رخسار میں سانپ دوڑ رہا ہے اور ایک میں بچھو کھڑا ہے۔“

ذا الف ليست لوصول وذا      واو ولكن ليست العاطفة  
یہ الف ہے لیکن وصل کے لئے نہیں وہ واؤ ہے لیکن عاطفہ نہیں ہے۔“  
ان کے عمدہ اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

قالوا حبيك قد تضيع نشره      حتى غدا منه الفضاء معطرا  
”وہ کہتے ہیں تیرے دوست کی خوشبو مہک اٹھی یہاں تک کہ فضا اس سے معطر ہوگئی۔“

فاجبتهم والخال يعلو خده      او ماترى النيران تحرق عنبرا  
”تو میں نے ان کی بات مان لی اور اس کے رخسار پر تل بلند ہو رہا تھا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ آگ عنبر کو جلا دیتی ہے۔“

خواص: عین الخواص والے نے کہا کہ بچھو جب چھپکلی کو دیکھتا ہے تو سکڑ جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ بچھو کو جلا کر گھر میں دھونی دی جائے تو بچھو اس گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کو تیل میں پکا کر بچھو کے ڈسنے والی جگہ پر رکھا جائے تو درد میں آرام آ جاتا ہے۔ بچھو کی راکھ کھانے سے پتھری ٹوٹ جاتی ہے۔ جب مہینہ میں تین دن رہ گئے ہوں تو بچھو کو لے کر کسی برتن میں ڈال دیا جائے پھر اس پر ایک رطل تیل ڈال کر برتن کا منہ بند کر دیا جائے یہاں تک کہ اس تیل میں اس کا اثر نکل آئے پھر اس کو رانوں اور کمر کے درد پر لگایا جائے تو مفید ہوگا اور اس کو تقویت دے گا۔ اگر کوئی جنگلی گھاس کا بیج پانی میں ملا کر پیئے تو بچھو کے ڈسنے سے محفوظ رہے گا۔

مولیٰ کانکڑا ہنڈی میں ڈال دیا جائے تو اس پر جو بچھو بھی آئے گا اسی وقت مر جائے گا۔ جب جنگلی گھاس کے پتے تیل میں ملا کر بچھو کی ڈسی ہوئی جگہ پر طلاء کئے جائیں تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ گائے کے گھی سے بچھو کے ڈسنے کی جگہ پر طلاء کیا جائے تو آرام آ جائے گا۔

ابن السویدی نے کہا کہ جب کوئی بچھو کچی مٹی کے برتن میں رکھا جائے پھر اس کے منہ کو بند کر کے تنور میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ راکھ بن جائے پھر پتھری والا آدمی اس میں سے کچھ پی لے تو اس کو فائدہ ہوگا اور اس کی پتھری ٹوٹ جائے گی۔ جب بچھو کی گھر میں دھونی دی جائے تو بچھو اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ارسطو نے اسی طرح کہا ہے لیکن دوسروں نے کہا کہ اس طرح بچھو بھاگ جائیں گے۔ جب بچھو کا کاٹنا کسی انسان کے کپڑے میں گاڑ دیا جائے تو وہ ہمیشہ بیمار رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہٹا لیا جائے۔

جب بچھو کو کوٹ کر اس کو بچھو کے ڈنگ پر رکھا جائے تو ڈنگ کا زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ اگر کسی پانی میں گر پڑے اور اس پانی کو کوئی انسان لاعلمی میں پی لے تو اس کے جسم پر زخم ہو جائیں گے۔ اگر برزخ احمر اور گائے کی چربی کی دھونی دی جائے تو اس سے بچھو بھاگ جاتے ہیں۔ قزوینی اور رافعی کہتے ہیں کہ جو شخص دو مشقال اترج کے دانے کوٹنے کے بعد کھائے تو وہ بچھو اور سانپ وغیرہ کے زہر سے محفوظ رہے گا۔ یہ نسخہ بڑا مجرب ہے۔

عجائب المخلوقات میں ہے کہ جب شجرہ زیتون کی جڑوں کے ریشے کوئی آدمی اپنے اوپر لٹکائے تو وہ بچھو کے ڈسنے سے فوراً درست ہو جائے گا۔

جب انار کے درخت کے ایندھن کی دھونی دی جائے تو اس سے بچھو بھاگ جائیں گے۔ بکری کی چربی اور گائے کا گھی اور زرد ہڑتال اور گدھے کا کھر اور گندھک اور ہڑتال ملے پانی کا چھڑکاؤ اور گھر میں مولیٰ کے چھلکے بچھوؤں کو بھگا دیتے ہیں۔ یہ بہت مجرب اور عجیب نسخہ ہے۔ اس کو منتخب میں بیان کیا گیا ہے۔ کئی ہوئی مولیٰ اور اس کا نچوڑ اور باذروح بچھوؤں کو بھگا دیتے ہیں۔ جب کئی ہوئی مولیٰ بچھو کے سوراخ پر رکھی جائے تو وہ بل سے باہر نہیں نکلتے۔ منتخب میں ہے کہ اگر روزہ دار آدمی سانپ اور بچھو پر تھوک دے تو وہ مر جاتے ہیں۔ اگر گرم مزاج والا آدمی بھی تھوک دے تو بھی وہ مر جائیں گے۔ بنات نعش ستارے کو دیکھنے سے انسان بچھو اور چوروں سے محفوظ رہتا ہے۔

یہ بات ابوالریمس ابن سینا نے اپنے ار جوزتہ میں کہی ہے۔ بعض نے کہا یہ اشعار ابن شیخ حطین کے ہیں۔ یہ مجرب اسرار اور خواص پر مشتمل ہیں۔ اور علم کے اسرار پر مشتمل ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ یہ اشعار استفادہ کے لئے پیش کریں۔

بدا ت بسم اللہ فی نظم حسن اذکر ما جربت فی طول الزمن

”میں اچھی نظم کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور جو میں نے لمبے زمانے میں تجربے کئے ان کا ذکر کروں گا۔“

ماہو بالطبع وبالخواص لکل عام ولکل خاص

”جو کہ ہر عام کے لئے اور خاص کے لئے ہیں اور طبیعت اور خواص کے متعلق ہیں۔“

فی شوكة العقرب نجم توام      تراه عین من یراه یعلم  
 ”شوکہ العقرب میں جڑواں ستارے کی خاصیت ہے۔ جس کو وہی دیکھتا ہے جو اس کو جانتا ہو۔“  
 اذا تراہ امرآن اصسطحبا      واتفقا وذا وذا تحاببا  
 ”جب اس کو دو آدمی دیکھتے ہیں تو ساتھی بن جاتے ہیں اور متفق ہو جاتے ہیں اور یہ ایک دوسرے سے دوستی لگا لیتے ہیں۔“

لاسیمان قیل ذامحبب      بعض لبعض کوکبان کوکب  
 ”خصوصاً اگر کہا جائے کہ یہ پیارا ہے بعض کے لئے دو ستارے ایک بن جاتے ہیں۔“  
 وتوام نجمان فی سعد بلع      رویتہ لکل ودقد جمع  
 ”تو ام سعد بلع میں دو ستارے ہیں اور اس کا دیکھنا ہر دوستی کرنے والے کے لیے لازم ہے۔“  
 ومثلہ ایضاً لسعد الذابح      رویتہ لکل ود صالح  
 ”اسی طرح سعد الذابح ستارہ بھی ہے اس کا دیکھنا بھی دوستی کے لئے عمدہ ہے۔“

تخبر من شنت بہ فیعجب      ثم یقول کوکبان کوکب  
 ”تو جس کو چاہو یہ بات بتاؤ وہ اس کو اچھا لگے گا اور یہ کہنے لگے گا دو ستارے واقعی ایک ہو گئے۔“  
 فینشأ الود باذن اللہ      بینہما فلا تکن باللاہی  
 ”تو اللہ کے حکم سے ان میں دوستی ہو جائے گی اور تو اس کو مذاق نہ سمجھ۔“

کف الخضیب فرقة الی الابد      لکائن من کان من کل احد  
 ”رنگی ہوئی ہتھیلی ہمیشہ کے لئے جدائی ہے چاہے وہ کسی کی بھی ہو۔“  
 ینظرہ الانسان او جماعہ      یفترقوا الی قیام الساعہ  
 ”ایک انسان دیکھے یا پوری جماعت دیکھے وہ قیامت کے دن تک ایک دوسرے سے جدا ہوں جائیں گے۔“

نجم السہا مامنة من سارق      ومن سموم عقرب وطارق  
 ”نجم السہاء کو دیکھنے سے چوروں، بچھوں، کوزہروں اور رات کو ہر آنے والی مصیبت سے حفاظت ہوتی ہے۔“  
 ومن رای عشیة نجم السہا      لم تدن منه عقرب یمسہا  
 ”جو شام کو نجم السہاء دیکھے تو اس شام بچھو اس کے قریب نہیں آئے گا۔“

وقیل لا یدنو الیہ سارق      فی سفر ولا بسوء طارق  
 ”بعض نے کہا چور بھی اس کے سفر میں اس کے پاس نہیں آئے گا اور نہ رات کو آنے والی مصیبت آئے گی۔“  
 الطخ علی الحزاز دهن القمح      مع وسخ الاسنان بعد المسح  
 ”دانت کے درد پر گندم کا تیل اور دانتوں کی میل پونچھنے کے بعد ان سب کو مل دو۔“

فانه يذهب منها سعيها      كالنار فيهما ثم يوري نقيها  
 ”تو اس سے درد ختم ہو جائے گی جیسے اس میں آگ ہے اور اس کے خالص حصے باہر نکال دیتی ہے۔“

اکوروس کل ثولول یوری      بعودتین قد حرقت اخضرا  
 ”جو مسے بھی نظر آتے ہیں ان کے سروں کو سبز جلائی ہوئی دو لکڑیوں سے ڈنگ دیں۔“

ومثلہ رووس قش الحلبہ      تذهب بالثولول منه الرعبہ  
 ”اسی طرح پیٹھی کی شاخوں کے سران مسوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے۔“

تخطیطک الاظفار بعد الصبح      بکذلک عرضا مزیل القلح  
 ”صبح کے بعد اپنے ناخنوں سے چوڑائی کی سمت دانتوں پر لیکریں لگانے سے ان کی زردی دور ہو جاتی ہے۔“

وطبقک الاضراس فی الثابوب      یمنع من هذا الذی التجارب  
 ”جمائی میں داڑھوں کو جوڑ کر رکھنے سے دانتوں کی زردی ختم ہو جاتی ہے یہ بات میرے تجربہ میں رہی ہے۔“

اعنی عروض القلح ان تقرحت      کذاک ان تحفرت واصطلمت  
 ”اگر دانت زخمی ہو جائیں یا ان میں گھڑے پڑھ جائیں یا ان کی جڑیں کمزور ہو جائیں۔“

یفرغر العلیل ذوالخناق      بمرق الضبار کالتریاق  
 ”خناق کی بیماری والا بلوط کے شوربے سے غرارہ کر لے تو یہ اس کے لئے تریاق ہوگی۔“

لا سیمان شابہ کشوث      لذی الخلاط نفعه موروث  
 ”خاص کر جب اس کے ساتھ پیلی گھاس جو درختوں پر لپٹی ہوتی ہے ملا لی جائے تو یہ وراثتی بلغمی بیماری دل کے لئے مفید ہے۔“

ابلع من الصابون وزن درهم      تنج من القولنج غیر المحکم  
 ”ایک درہم کے وزن کے برابر صابن نگل جانے سے ناکھم قولنج سے نجات مل جاتی ہے۔“

وامسح علی الاضراس والاسنان      لو کالہا بطرف اللسان  
 ”اور زبان کے کنارے کے ساتھ اس کو دانتوں اور جڑوں پر ملے۔“

وقد حرمت الاکل من لحم الفرس      شہرا ولا من ہند با تبغی الحرس  
 ”ایک مہینے تک گوشت کھانا جائز نہیں اور کاسنی کھائے اس سے پرہیز نہ کرے۔“

وذاک عن رویة الهلال      فاما من الاضراس من اعلال  
 ”یہ کام چاند کے دیکھنے کے وقت کریں تب تمہاری داڑھیں ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہیں گی۔“

کذاک فی کل ہلال یجتلی      فانہا مامنة من البلا  
 ”اسی طرح چاند کی ابتداء میں کوئی چیز بوسیدہ نہیں ہوتی۔“



لا تغسلن ثيابك الكتانا ولا تصد فيها كذا حيتانا  
 ”اسی طرح اپنے سوتی کپڑے دھوؤ اور نہ اس وقت شکار کرو۔“

عند اجتماع النيرين تبلى وفي السرار فاتخذه اصلا  
 ”جب دو چاند جمع ہوں کیونکہ کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چاند کے آخری دنوں میں اس بات کو اصل بنا لو۔“

اتخذ البرمة من زجاج من غير تلويين ولا علاج  
 ”شیشے کی ہنڈیا جو رنگین اور موٹی نہ ہو لے لو۔“

والنار جزل ان تشا او فحم اور آگ موٹی لکڑیوں کی یا کونکوں کی ہو جس پر گوشت اور چربی بھونی جائے۔“

وكرر الطبخ بها اياما واشهرا ان شئت او اعواما  
 ”کئی دنوں تک اس کو پکاتے رہو اگر چاہو تو کئی مہینوں تک یا سالوں تک پکاتے رہو۔“

وذاك سهل ليس بالعسير من غير تقشير ولا تكثير  
 ”یہ چیز آسان ہے مشکل نہیں اس میں نہ کمی کرے نہ زیادتی۔“

وتخذ كحلا جديدا محرقا منعما مصولا مروقا  
 ”اور جلا ہوا نیا سرمہ اچھا صاف اور باریک کیا ہوا لے کر استعمال کرو۔“

ومثله من حجر الهند ذى الخصاصه الجاذبة الحديد  
 ”اسی طرح حجر ہنود سے جو خاصیت والا ہے اور لوہے کو جذب کرنے والا ہے۔“

مطيبا بالمسك طيب الاثمد واكحل به من شئت فرد مرود  
 ”جو کہ کستوری کے ساتھ ملا ہوا ہو اور ایشد کی خوشبو والا ہو تو اس کو اس شخص پر لگا دو جس کو تم عاشق بنانا چاہو۔“

ثم اکتحل منه على مر المدي لانه لم يتخذ كحلا سدي  
 ”پھر کافی عرصہ اس کو سرمہ لگاؤ یہ سرمہ بیکار نہیں ہے۔“

واكحل المحبوب بالحديد يهواك في الوقت بلا مزيد  
 ”یہ سرمہ محبوب کو لوہے کے ساتھ لگا دو تو وہ تم سے بغیر کسی دیر کے محبت کرنے لگا۔“

فيسحر العينين منه فيرى وجهك شمساً باهياً او قمراً  
 ”اس سے اس کی آنکھ پر جادو چل جائے گا اور تیرا چہرہ اس کو چمکتا ہو اسورج یا چاند دکھائی دے گا۔“

ولا يكاد يستطيع صبوا عنك ولو حرققت منه الصدرا  
 ”اور وہ تجھ سے اپنے آپ کو روک نہیں سکے گا اگرچہ اس کا سینہ جلا یا جائے۔“

نشادر الدخان بالحمام ينضح الفخار من مسام  
 ”حمام میں نشادر پھینک کر دھوا پیدا کیا جائے تو۔“

فريحه يقتل الافاعي من الهوام والديب الساعى  
 ”اس کی بو سے سانپ کیڑے مکوڑے اور زہریلے کیڑے مر جائیں گے۔“

ووزن مثقال اذا ما شربا مع وزنه من الرجيع انتخابا  
 ”اس کو جب ایک مثقال کے ساتھ اتنی ہی منتخب لید کو ملا کر پیا جائے۔“

يخلص المسموم من ماته من بعد ياس الامر من حياته  
 ”تو زہر زدہ آدمی موت سے بچ جائے گا جبکہ اس کی زندگی سے مایوسی ہو چکی ہو۔“

هذا اذا دب بالاتقان بالسحق والترويق فى الاوانى  
 ”یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب علاج اچھی طرح صاف کوٹ کر استعمال کیا جائے۔“

وكل ما جاد بسحق فاعتبر وفيه يا هذا تفهم واختبر  
 ”جب یہ اچھی طرح کوٹا جائے تو اس کو استعمال کرے آدمی اس کو سمجھ اور تجربہ کر۔“

مرارة الحية سم قاتل وهى لملدوغ بهاتقابل  
 ”سانپ کا پتہ ایک زہر قاتل ہے یہ ڈسے ہوئے آدمی کا علاج ہے۔“

اذا سقى المسموم منها حبه نجما من السم بتلك الشربة  
 ”جب زہر زدہ آدمی اس سے ایک دانے بھر پی لے تو وہ اس کو پینے سے زہر سے بچ جائے گا۔“

وان سقى منها صحيح ماتا من يومه وفارق الحياتا  
 ”اگر اچھا بھلا آدمی اس کو پیئے تو زندگی ختم ہو جائے گی اور اسی دن مر جائے گا۔“

تعبير الرويا: خواب میں بچھو کو دیکھنا چغل خور آدمی کو دیکھنا ہے۔ خواب میں جس سے بچھو جھگڑے وہ کسی چغل خور سے جھگڑے گا۔ جس نے بچھو پکڑ کر اپنی بیوی پر ڈال دیا تو وہ اس کی دبر میں جماع کرے گا۔ اگر کسی نے بچھوؤں کو لوگوں پر چھوڑ دیا تو یہ آدمی لواطت کرنے والا ہے۔ جس نے بچھو کو مار ڈالا اس سے مال نکلے گا پھر واپس آ جائے گا۔

بچھو کے شلوار میں گھسنے کا مطلب یہ کہ وہ آدمی کسی عورت کی شلوار میں اس کے پیچھے سے داخل ہوگا۔

جس نے بچھو کا گوشت پکا ہوا کھایا وہ مال کا وارث بنے گا۔ اور اگر کچا ہے تو وہ فاسق آدمی کی غیبت کرے گا۔ اس طرح ہر غیر ماکول حیوان کا گوشت خواب میں کھانے کی بھی تعبیر ہوگی۔

بچھو ایک آدمی ہے جو اپنے راز اپنی زبان سے باہر نکالتا ہے۔

پیٹ میں بچھو سے مراد دشمنوں کی اولاد ہے۔ اور دبر سے بچھوؤں کا اترنا نافرمان اولاد ہے۔ بعض دفعہ بچھو کو دیکھنا بچھو کے

مشابہ آدمی سے فتنے میں پڑنے کی دلیل ہے جبکہ اس کی کنپٹی سے بال ظاہر ہو جائیں۔

## العقربان

یہ ایک چھوٹا سا کیڑہ ہے جو کان میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ بہت سی ٹانگوں والا لمبا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العقف

لومڑی کو کہتے ہیں۔ حمید بن ثور حلالی نے کہا کہ

كَانَهُ عَقْفٌ تَوَلَّى يَهْرَبُ      مِنْ أَكْلِبٍ تَعْقِفُهُنْ أَكْلِبُ

”یہ لومڑی کی طرح ہے جو کتوں سے بھاگ گئی ہے۔ جن کو دوسرے کتے موڑ رہے۔“

کہا جاتا ہے عقفت الشی فانعقف. یعنی میں نے اس کو موڑا تو وہ مڑ گیا۔

## العقق

بروزن ثعلب اس کو کندش (یعنی کوئے کی طرح ایک پرندہ) بھی کہتے ہیں اس کی آواز عقق ہوتی ہے۔ یہ کبوتری کے برابر ایک پرندہ ہے یہ کوئے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس کے دونوں پر کبوتری کے پروں سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس کے دورنگ سیاہ اور سفید ہوتے ہیں۔ دم لمبی ہوتی ہے۔ اس کو قعق بھی کہتے ہیں۔ یہ کسی سا بان کے نیچے نہیں رہتا اور نہ وہاں بیٹھتا ہے بلکہ بلند مقامات پر گھونسلے بناتا ہے۔ اس کی طبیعت میں زنا اور خیانت ہے۔ اور چوری اور خباثت اس کی صفات ہیں۔ عرب ان سب چیزوں میں اس کے ساتھ مثال دیتے ہیں۔ جب اس کی مونٹ انڈے دیتی ہے تو یہ چمگادڑ کے ڈر سے انہیں دلہ کے پتوں سے چھپا دیتی ہے۔ کیونکہ چمگادڑ جب اس کے انڈوں کے قریب چلی جائے تو وہ خراب ہو جاتے ہیں۔ اور متغیر ہو جاتے ہیں۔

زمخشری نے اپنی تفسیر میں وَ كَمَا يَنْ مِّنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا. کی تفسیر میں سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ حیوانات میں کوئی بھی اپنی خوراک کو ذخیرہ نہیں کرتا سوائے انسان چیونٹی، چوہا اور عقق کے۔

بعض کہتے ہیں کہ بلبل بھی ذخیرہ کرتی ہے۔ بعض نے کہا کہ عقق چھپاتا ہے مگر بھول جاتا ہے۔ اور اس کی طبیعت میں ہے کہ وہ جو چیز بھی زیورات میں سے دیکھ لے اس کو سختی سے اچک لیتا ہے۔ کتنے قیمتی ہار اپنے دائیں بائیں اٹھا کر لے جاتا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اِذَا بَارَكَ اللَّهُ فِي طَائِرٍ      فَلَا بَارَكَ اللَّهُ فِي الْعَقِيقِ

”جب اللہ کسی پرندے میں کوئی برکت کرے تو عقق میں برکت نہ کرے۔“

قَصِيرُ الذَّنَابِ طَوِيلُ الْجَنَاحِ      مَتَى مَا يَجِدُ غَفْلَةً يَسْرِقُ

”وہ چھوٹے دم والا ہے لمبے پروں والا ہے جب لوگوں کو غافل پاتا ہے تو چوری کرتا ہے۔“

يَقْلِبُ عَيْنِيهِ فِي رَأْسِهِ      كَانَهُمَا قَطْرَتَا زَيْبِقِ

”اپنی آنکھوں کو اپنے سر میں گھماتا ہے گویا کہ وہ دونوں پارے کے دو قطرے ہیں۔“

فائدہ: لوگوں نے اس کے عقق نام رکھنے میں اختلاف کیا ہے۔ جاہظ نے کہا کہ اس کو عقق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ان کو کھانا نہیں دیتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کووں کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ نام اس کی آواز سے مشتق ہے۔

شرعی حکم: اس کے حلال ہونے میں دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ کھایا جاسکتا ہے جیسے کھیتی کا کوا ہے اور ایک یہ کہ حرام ہے اور روضہ میں بغوی اور بونجی کے تابع ہو کر یہی بات صحیح کہی گئی ہے امام احمد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اگر یہ مردے نہ کھائے تو کوئی حرج نہیں۔ ان کے بعض اصحاب نے کہا ہے یہ مردے کھاتا ہے اس لئے ان کے مذہب کے مطابق حرام ہوگا۔ فائدہ: جوہری نے کہا ہے کہ عرب اس کو اور اس کے چیخنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جو وہ دیکھتے اور سنتے ہیں اس سے نحوست پکڑتے ہیں۔ اس لئے جب عقق کی آواز سنتے ہیں تو اس سے عقوق کو مشتق کرتے ہیں۔ جس وقت اختلاف کا درخت صفا صفا دیکھتے ہیں۔ تو اس سے اختلاف نکالتے ہیں۔

رافعی نے کہا ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جو شخص سفر پر نکلے اور عقق کی آواز سنے اور واپس آجائے تو یہ کافر ہوگا یا نہیں تو کہا گیا کہ وہ کافر ہوگا۔

فتویٰ قاضی خان میں میں نے اس طرح دیکھا ہے۔ نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ وہ صرف اس بات سے کافر نہیں ہوگا۔ ضرب الامثال: کہتے ہیں الص من عقق و احمق من عقق یعنی وہ عقق سے زیادہ چور اور بے وقوف ہے۔ کیونکہ وہ شتر مرغ کی طرح اپنے انڈے اور بچے ضائع کر کے دوسروں کے انڈوں اور بچوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ہدیہ نے اپنے اس قول میں اسی کو مراد لیا ہے۔

کتاركة بيضها بالعراء وملبسة بيض اخرى جناحا

”جیسے کوئی جانور اپنے انڈے کو کنارے پر چھوڑ دیتا ہے اور دوسروں کے انڈوں پر اپنا بازو پھیلا دیتا ہے۔“

طبی فوائد اور خواص: اس کا دماغ روئی میں لپیٹ کر کانٹے کی جگہ یا نیزے کی انی کی جگہ جہاں وہ بدن میں گھسے ہوں رکھنے سے وہ آسانی سے باہر آجاتے ہیں۔ اس کا گوشت گرم اور معدے کی غذا کے لئے مفید نہیں ہے۔

تعبیر الرویا: خواب میں عقق کو دیکھنا ایک ایسا آدمی ہے جس کے لئے نہ امان ہے نہ وفا ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس سے عقق نے باتیں کیں ہیں۔ تو اس کے پاس غائب سے کوئی خبر آئے گی۔ عقق ایک ذخیرہ اندوز آدمی ہے جو مہنگائی کی تلاش میں رہتا ہے۔

## عقیب

یہ ایک پرندہ ہے جو صرف مصغر ہی استعمال ہوتا ہے۔

## عکاش

بروزن کرمان ہے۔ مذکر مکزی کو کہتے ہیں۔

## العكرشة

عین اور راء کے کسرہ سے ہے اور شین معجمہ کے ساتھ ہے۔ مونث خرگوش کو کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ میرے سامنے عکرشہ آ گیا حالانکہ میں محرم تھا۔ اور میں نے اس کو مار ڈالا تو آپ نے فرمایا اس میں بکری کا بچہ جرمنا ہے۔

## العكرمة

راء اور عین کی کسرہ سے ہے مونث کبوتری کو کہتے ہیں۔ انسان کا بھی یہی نام رکھا جاتا ہے۔ جیسے عکرمہ مولیٰ ابن عباس تھے جو علم کے برتنوں میں سے ایک تھے۔ جب عبد اللہ بن عباس فوت ہوئے تو عکرمہ غلام تھے اور ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے۔ تو ان کو ان کے بیٹے علی بن عبد اللہ نے خالد بن یزید بن معاویہ کو چار ہزار دینار میں بیچ دیا۔ تو عکرمہ نے کہا تو نے اپنے باپ کا علم چار ہزار دینار میں بیچ دیا تو خالد نے اس کو واپس طلب کیا تو اس نے واپس کر دیا۔ پھر اس کو آزاد کر دیا۔ عکرمہ اور کثیر عذہ شاعر اتوار کو ۱۰۵ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

ان پر ایک ہی جگہ میں نماز پڑھی گئی۔ تو لوگوں نے کہا۔

آج ایک بہت بڑے عالم اور بہت بڑے شاعر فوت ہوئے ہیں۔ رحمہما اللہ

ابن خلکان وغیرہ نے کہا ہے کہ کثیر عذہ عرب کے شعراء میں سے ایک ہے۔ اور ان کو گرویدہ بنانے والا تھا۔ اور یہ کیسانی تھا۔ کیسانیہ رافضیوں کا ایک فرقہ ہے۔ وہ محمد بن علی بن طالب کی امامت کے معتقد ہیں جو کہ محمد بن حنیفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ رضوی پہاڑ میں مقیم میں اور ان کے ساتھ مزید چالیس ساتھی بھی موجود ہیں۔ ان کی کوئی خبر معلوم نہیں۔ وہ کہتے ہیں وہ زندہ ہیں۔ اور اللہ کے پاس سے رزق دیے جاتے ہیں۔ اور عنقریب لوٹ کر واپس آئیں گے اور اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اور اسی بارے میں کثیر عذہ کہتا ہے:

وسبط لا يذوق الموت حتى تعود الخيل يقدمها اللواء

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اس وقت تک موت نہیں چکھ سکتا جب تک وہ لشکر واپس نہ آ جائے جس کے آگے آگے جھنڈا ہو۔“

يغيب فلا يرى فيهم زمانا برضوى عنده غسل ومائل

”وہ رضوی پہاڑ میں کافی عرصے تک غائب رہے گا اور وہاں انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا وہاں شہد اور پانی بھی موجود

ہے۔“

میں کہتا ہوں کہ یہ شعر حمیری کے ہیں اور محمد بن حنیفہ کی وفات ۷۲، ۷۳ ہجری میں ہوئی۔

## العلاج

عین کی کسرہ اور لام کے سکون سے ہے۔ موٹے تازے جنگلی گدھے کو کہتے ہیں اور عجمیوں میں سے کافر کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع علوج، اعلاج، معلو جاء اور علجہ ہے۔

## العل

فتح کے ساتھ۔ لاغر چیچر کو کہتے ہیں۔

## العُجوم

عین کے ضمہ لام کے سکون اور جیم کے ضمہ سے ہے۔ مذکر مینڈک کو کہتے ہیں بعض کے بقول مذکر بطنخ کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## العُلام

عین کے ضمہ اور لام کی تشدید اور آخر میں میم ہے۔ باشے کو کہتے ہیں۔

## العُلّوش

عین کے کسرہ لام مشدودہ کے فتح سے سنور کے وزن پر ہے۔ گیدڑ اور بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ اور چھوٹے سے چوپائے کو کہتے ہیں۔ اور درندوں کی ایک قسم ہے۔ ابن رشیق نے کتاب الغرائب والشذوذ میں کہا ہے کہ خلیل نے کہا کہ عرب کی زبان میں کوئی ایسا کلام نہیں جس میں شین اور لام اکٹھے ہوں مگر شین لام سے پہلے آتا ہے سوائے علوش کے کیونکہ یہاں شین بعد میں ہے لام پہلے ہے۔ اور عربی کلام میں ایک یہی لفظ ہے۔

## العلہان

کروان کے وزن پر ہے۔ زشتر مرغ کو کہتے ہیں جیسے گزر چکا ہے۔

## العلس

حکمت کے ساتھ ہے یہ موٹے چیچر کو کہتے ہیں کیونکہ پہلے پہل چیچر کو مقامہ کہتے ہیں۔ پھر حمانہ کہتے ہیں پھر حلمہ پھر علساء کہتے ہیں۔

پرانی عمدہ باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ کیا موٹے چیچر میں بھی زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو جائے۔ تو کہا نہیں کہ جب ساعی کو یہ پتہ چل جائے تو اس سے اعراض کرے۔

## العلامات

ابن عطیہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ اس نے بعض اہل علم سے مشرق میں سنا کہ وہ کہتا تھا کہ بحر ہند میں لمبی لمبی باریک سانپوں کی طرح مچھلیاں ہے جن کے رنگ بھی ان جیسے اور حرکتیں بھی ایسی ہی ہیں۔

ان کا نام علامات ہے۔ کیونکہ وہ ہند پہنچنے کی علامتیں ہیں اور ہلاکت کی جگہوں سے نجات پانے کی علامتیں ہیں۔ کیونکہ یہ سمندر بڑا لمبا اور مشکل ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے یہی مراد ہے۔ وعلامات بالنجم ہم یہتدون۔ ابن عطیہ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ علامات سمندر میں دیکھی ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے مجھے اس کے متعلق بتایا ہے ابن عباس نے کہا علامات سے مراد دن میں راستوں کے نشانات ہیں اور رات میں راستے مراد ہیں۔

کلبی نے کہا پہاڑ مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا ستارے مراد ہیں کچھ علامات ہیں اور کچھ راہنمائی والے ہیں۔

## الْعَلْهَزُ

عین کے کسرے سے لام کے سکون سے اور ہاء کے کسرہ سے ہے جس کے بعد زاء ہے موٹے چیچر کو کہتے ہیں حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے قریش کے خلاف بددعا کی تو یوں کہا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سَيْنًا كَسِينًا يُّوسُفَ اَكَلُوا لِعَلْهَزٍ۔ اے اللہ یوسف کے دور کی طرح قحط بھیج کر کہ انہوں نے چیچر کھائے۔ بعض نے کہا یہاں پر اس سے مراد خون آلوداؤن ہے۔

## الْعُلُّ

ہدہ کی طرح ہے۔ مذکر قنبری کو کہتے ہیں۔

## العلق (جوک)

سیاہ اور سرخ رنگ کا کیڑا ہے جو پانی میں ہوتا ہے۔ یہ بدن کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور خون چوستا رہتا ہے۔ اور حلق اور اورام دموی کی دوائیوں میں سے ایک دوا ہے۔ کیونکہ یہ اکثر طور پر انسان کا خون چوس لیتا ہے۔ اس کا واحد علقۃ ہے۔

عامر کی حدیث میں ہے کہ بہترین دوا جوک لگانا اور سینگ لگانا ہے بعض نے کہا یہ عوج تھا۔ جب عوج بڑا ہو جائے تو اس کو غرقہ کہتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ یہود کا درخت ہے۔ یہ نہیں بولے گا۔ یعنی جب عیسیٰ آسمان سے اتر کر یہودیوں کو ماریں گے۔ تو کوئی بھی کسی درخت کے پیچھے نہ چھپ سکے گا۔ کیونکہ وہ درخت بول پڑے گا کہ اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے ہے اس کو مار ڈالو مگر غرقہ درخت نہیں بولے گا۔

فائدہ: ثعلبی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”اَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَا مُوسَى اِنَّهُ اَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ابن عباس، سعید بن جبیر اور حسن بصری کہتے ہیں کہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آگ میں ہے وہ مقدس ہے اور وہ اللہ ہے اور اس سے مراد اللہ کی ذات ہے۔  
 ثعلبی کہتے ہیں کہ یہ قول کہ اللہ اس میں ہے یہ اس طرح نہیں کہ جس طرح اجسام کسی جگہ پر متمکن ہوتے ہیں بلکہ اللہ کی ذات  
 اس سے بلند و بالا ہے۔ اللہ نے موسیٰ کو آواز دی اور اس جہت سے کلام سنایا اور ان کے لئے اس جانب سے اپنی ربوبیت کا  
 اظہار کیا۔ پس درخت اللہ کے کلام کا مظہر ہے۔

اور یہ اسی طرح ہے جس طرح یہ بیان کیا گیا ہے کہ تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ طور سینا سے آیا اور ساعیر  
 سے چکا اور جبال فاران سے اس نے اعلان کیا۔ تو سینا سے آنا موسیٰ علیہ السلام کو بھیجنا ہے اور ساعیر سے چمکنے کا معنی عیسیٰ کو اللہ کا مبعوث  
 کرنا ہے اور جبال فاران سے اس کا اعلان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ اور فاران مکے کے بلندی کو کہتے ہیں۔  
 کہا گیا ہے کہ یہ آگ اللہ کا نور تھا۔ اور یہاں نار کا لفظ اس لئے بولا کہ موسیٰ نے اس کو آگ سمجھا تھا۔ اور عرب لوگ نار اور  
 نور کو ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ وہ بعینہ ایک آگ تھی اور یہ بھی اللہ کے پردوں میں  
 ایک پردہ تھا۔ کہا گیا ہے کہ بورک من فی النار کا مطلب اللہ کا غلبہ اور اسکی طاقت ہے۔ اور ومن حولها سے مراد موسیٰ اور  
 فرشتے ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو آگ کی تلاش میں ہے وہ بھی بابرکت اس کا ارادہ اور قرب بھی بابرکت ہے۔ معنی یہ ہوا  
 کہ اے موسیٰ تم میں اور ان فرشتوں میں برکت ہے جو آگ کے پاس ہیں۔ اور یہ موسیٰ کو اللہ کی طرف سے تحفہ اور اعزاز ہے  
 جس طرح اللہ نے ابراہیم کو فرشتوں کی زبان سے تحفہ دیا۔ جب وہ آپ کے پاس گئے اور کہا کہ رحمة اللہ وبرکاتہ  
 علیکم اهل البيت انه حميد مجيد۔

تو اللہ نے اپنے فعل کے ذریعے اپنی ذات کی تعریف کی۔ میں کہتا ہوں کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ حمد کر رہا ہوتا ہے۔  
 کیونکہ اللہ اپنی ذات کی تعریف اور ذکر اپنے فعل کے واسطے سے کرتا ہے۔ کیونکہ بندہ ایک آلہ ہے۔ اس کے پاس کوئی اختیار  
 نہیں۔ اللہ کہتے ہیں لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ یعنی آپ کو کوئی اختیار نہیں۔ نیز فرمایا وَالْيَهُ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلَّهُ۔ یعنی اسی کی  
 طرف تمام امر لوٹتے ہیں۔ پس بندے کا فعل اللہ کی طرف اس طرح منسوب کیا جاتا ہے۔ مخلوق اور ایجاد کی نسبت سے۔ اور اللہ  
 نے فرمایا وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔ اور بندے کی طرف نسبت بطور کمائی اور اسناد بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ اس کو ثواب  
 اور عقاب دیا جائے۔

بعض نے کہا یہ برکت نار کی طرف جارہی ہے۔ اور بورک فی النار کی وجہ یہ ہے کیونکہ عرب کہتے ہیں بارک اللہ و بارک  
 فیک و بارک علیک و بارکک۔ چار لغات ہیں۔ شاعر نے کہا:

فورکت مولودا و بورکت ناشنا  
 و بورکت عند الشیب اذ انت اشیب

”تو پیدائش کے وقت بھی بابرکت تھا اور نشوونما کے وقت بھی اور بڑھاپے کے وقت بھی۔“

درخت سے جو کلام سنا گیا تو اس بارے میں اہل حق کا یہ مذہب ہے کہ اللہ حد و کلام و مکان و جہت زمان سے مستغنی ہے۔  
 کیونکہ یہ سب چیزیں حدوث کی نشانیاں ہیں اور یہ چیزیں اس کی مخلوق اور ملکیت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے بزرگ برتر ہے  
 کہ اس کو جہات کے ساتھ موصوف کیا جائے یا صفات کے ساتھ اس کو محدود کیا جائے۔ یا یہ کہ اوقات اس کو شمار میں لاسکیں۔ یا



مکانات اور علاقے گھیر سکیں۔

جب اللہ کی یہ صفات ہیں تو اس کو اس بات سے موصوف کرنا کہ وہ کسی جہت کے ساتھ مخصوص ہے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتا ہے یہ محال ہے۔

موسیٰ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے وہ کلام تمام جہات سے سنا نہ کہ ایک جہت سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کلام اللہ کا تھا۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جائز نہیں ہے کہ اللہ کا یہ وصف بیان کیا جائے کہ وہ کسی جگہ میں حلول کرتا یا کسی مکان میں اترتا ہے۔ اور نہ ہی اس کو جوہر یا عرض کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے کلام کو حروف اور صوت کے ساتھ موصوف کیا جاسکتا ہے بخلاف حیوانی حنا بلہ کے۔ بلکہ اللہ قائم بالذات ہے۔ اس کا وصف بیان کیا جائے گا تو اس سے تمام گھٹیا آفات کی نفی کی جائے گی مثلاً گونگا ہونا۔ وہ چیز جو اس کے جمال و کمال کے لائق نہیں ہے اور انفصال و فراق قبول نہیں کرتیں۔ جبکہ ان کو دلوں اور کاغذوں کی طرف منتقل کیا جائے۔

افہام اور کان کے متعلق ممکن ہے کہ ایک جگہ ہوں اور دوسری جگہ نہ ہوں ایک مکان میں ہوں اور ایک میں نہ ہوں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ کی ذات کی گہرائی کو اس سے واقف ہو کر احاطہ اور ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ فرماتے ہیں لیس کمثلہ شیء وهو السميع البصیر۔ اللہ کے فرمان یا موسیٰ انہ میں ہاء اصلی ہے کنا یہ نہیں ہے۔

فائدہ آخری: اس بات میں اختلاف کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے معراج کی رات اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا یا نہیں؟ ابن عباس، ابن مسعود، جعفر صادق، ابوالحسن اشعری اور متکلمین کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آپ نے بلا واسطہ اللہ سے کلام کیا ہے اور ایک جماعت نے اس کی نفی کی ہے۔ اور اللہ کی رویت کے جواز کے متعلق بھی اختلاف ہے۔

اکثر بدعتی تو دنیا اور آخرت میں اس کے جواز کے منکر ہیں اور اکثر اہل سنت اور سلف کا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں دنیا اور آخرت میں ہو سکتی ہیں لیکن ان کا وقوع آخرت میں ہی ہوگا۔ علمائے سلف و خلف نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے یا نہیں تو عائشہ ابو ہریرہ ابن مسعود اور سلف کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور یہی بات متکلمین اور محدثین کی ایک جماعت نے کہی ہے۔ اور سلف کی ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اس بات کو بھی جائز کہا ہے کہ انہوں نے اپنے رب کو معراج کی رات اپنے اسی سر کی آنکھ سے دیکھا ہے اور یہ قول ابن عباس، ابو ذر، کعب احبار اور حسن بصری، شافعی، احمد بن حنبل کا ہے۔

ابن مسعود اور ابو ہریرہ سے یہی حکایت بیان کی گئی ہے اور ان کا مشہور پہلا قول ہے۔ اور یہی بات ابوالحسن اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت نے کہی ہے اور یہی مذہب زیادہ صحیح ہے اور یہی مذہب محققین صوفی سیدوں کا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ موسیٰ کلام کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور ابراہیم خلت کے ساتھ اور محمد ﷺ رویت سے مخصوص ہوئے۔

اور علماء کی ایک جماعت نے اس بارے میں خاموشی اختیار کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس چیز پر نفی اور اثبات میں کوئی قطعی دلیل نہیں مگر عقلاً یہ درست ہے اس کو قرطبی وغیرہ نے صحیح کہا ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا اور آخرت دونوں میں دیکھنا

دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ درست ہے۔

عقلیہ دلائل تو علم کلام میں مشہور ہے اور نقلیہ دلائل میں سے ایک دلیل موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی رویت کا سوال کرنا ہے اس دلیل کو پکڑنے کی وجہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ کو دیکھا جاسکتا ہے اور اگر اس بات کو محال سمجھتے تو اللہ تعالیٰ سے کبھی سوال نہ کرتے اور یہ بھی محال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس کے جواز کا علم ہی نہ ہو کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ نے اپنی نبوت کے علو منصب کے باوجود اور اس کے باوجود کہ اللہ نے آپ کو لوگوں پر چن لیا اور بلا واسطہ آپ سے کلام کیا وہ اس بات سے جاہل ہوں کہ اللہ کے لئے کیا جائز اور کیا محال ہے اور اس بات کو اختیار کرنے والا کافر ہے ہم اللہ تعالیٰ کی اس اعتقاد سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے بندوں کو اپنا چہرہ دکھانے کا احسان کریں گے۔ جیسے اس نے فرمایا **يَوْمَ نَأْظُرُ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ**۔

تو جب اس کو دیکھنا آخرت میں جائز ہے تو دنیا میں جائز ہونا چاہیے احکام کے لحاظ سے انسان کی نظر دنیا اور آخرت میں ایک جیسی ہے اور ان دلائل میں ایک یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ سے آخرت میں اللہ کو دیکھنے کے متعلق متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس کا وقوع مومن کے لئے کرامت ہے۔ یہ دلائل دنیا و آخرت میں اللہ کی رویت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی عدم رویت پر اللہ تعالیٰ کے فرمان لا تدرکہ الابصار و هو يدرك الابصار سے استدلال ہے تو اس میں بہت بعد ہے۔

کیونکہ ادراک اور رویت بہت بڑا فرق ہے۔ لا تدرکہ الابصار کا معنی یہ ہے کہ آنکھیں دیکھنے کے باوجود اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ یہ ابن مسیب وغیرہ نے کہی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں **فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعِينَ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرِكُونَ قَالَ كَلَّا**۔ رویت ہونے کے باوجود ادراک کی نفی کی ہے یعنی وہ تمہارا ادراک نہیں کر سکتے۔ اور اس وجہ سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدلال درست نہیں ہے کہ تدرکہ الابصار میں ”الابصار“ بطور عموم استعمال ہوا ہے جس کی تخصیص کی جاسکتی ہے تو یہاں کافروں کو خاص کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾**۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے جس پر چاہے گا اپنے دیدار کا کرم کرے گا۔ جیسے فرمایا **﴿وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾**۔ بالجملہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ آیت نہ نص ہے اور نہ عدم جواز رویت پر ظاہری دلیل ہے۔ اس لئے اس میں کوئی حجت نہیں۔ واللہ اعلم

اس مسئلہ میں بہت سے اسرار اور گہرائیاں ہیں ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں اس کتاب کے مقاصد میں نہیں ہیں جو شخص ان مسائل اور دوسرے اہم مسائل کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو ہماری کتاب الجوہر الفرید کا مطالعہ کرنا چاہیے ہم نے اس میں فرقوں کا اختلاف اور علماء ظاہر و باطن کے اقوال ذکر کئے ہیں اور جس کو ہم نے اختیار کیا اور اس کی تائید کی ہے وہ بیان کیا۔ یہ کتاب بہت اہم اور اس بارے میں بہت عمدہ ہے۔ طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ آٹھ موٹی موٹی جلدوں میں ہے۔

فائدہ آخری: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ قرآن میں سے یہ سورت سب سے پہلے اتری جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ علق سے تخلیق اور**

قلم سے تعلیم کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ انسان کا سب سے ادنیٰ مرتبہ علق ہے اور سب سے اعلیٰ عالم ہونا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے نچلے درجے یعنی علقہ سے منتقل کر کے سب سے اعلیٰ درجے علم کی طرف بھیجا۔  
زنجیری کہتے ہیں اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے من علق کیوں کہا بے شک اس نے ایک علق سے انسان کو پیدا کیا جیسے فرمایا من نطفة ثم من علقہ۔

میں کہتا ہوں کہ یہاں انسان جمع کے معنی میں ہے۔

جیسے اللہ نے فرمایا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اس لئے علق کا لفظ جمع لایا ہے۔ اکرم اس کو کہتے ہیں جس کی تکریم ہر کریم سے زیادہ اور مکمل ہو۔ اور اس کی اپنے بندوں پر کی گئی نعمتیں شمار نہ کی جاسکتی ہوں وہ ان پر بردباری سے کام لے اور ان کے کفر، نعمتوں کے انکار، منع کے گئے کاموں کے وقوع، حکموں کو چھوڑنے کے باوجود ان کو سزا نہ دے۔ ان کی توبہ قبول کرے بڑے بڑے گناہ کرنے کے باوجود انہیں معاف کر دے تو اس کرم کی کوئی انتہا اور مسافت نہیں گویا کہ فوائد عظیمہ کی عنایت سے بڑھ کر کوئی تکریم نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الْاَكْرَمَ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ. یہ آیت اس کے کمال کرم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کو وہ چیز سکھائی جس کا وہ علم رکھتے تھے اور جہالت کی تاریکی سے علم کے نور کی طرف منتقل کیا اور ان کو لکھنے کی فضیلت پر متنبہ کیا کیونکہ اس کے عظیم منافع ہیں کہ جن کو اللہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ پہلے سارے علوم مدون ہوئے ہیں اور احکام اور پہلے لوگوں کی خبریں ان کی باتیں ضبط تحریر میں لائی گئیں ہیں اور تمام منزل من اللہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دین و دنیا کے امور قائم نہ رہتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دقیق حکمت اور اس کی تدبیر کی طاقت کی طرف ہماری راہنمائی صرف قلم اور خط کے ذریعے کرتا تو یہ کافی ہوتا۔

فائدہ آخری: شیخ تقی الدین سبکی سے اس سیاہ علقہ کے بارے میں پوچھا گیا جو بچپن میں نبی ﷺ کے سینے کو چیر کر دل میں سے نکالا گیا اور فرشتے نے کہا تھا کہ یہ آپ میں سے شیطان کا حصہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ علقہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اس کے ذریعے ہی شیطان انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ تو نبی ﷺ کے دل سے اس کو ختم کر دیا۔ تو آپ کے دل میں کوئی ایسی چیز نہ رہی کہ جس میں شیطان کسی وسوسے کا القاء کرے۔ حدیث کے یہی معنی ہیں۔

اور شیطان کے لئے نبی ﷺ کی ذات میں کوئی حصہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ اور جو چیز فرشتے نے نکالی تھی وہ جہلات شر میں سے تھی تو اس شر قبول کرنے والی چیز کو ہٹا دیا گیا کہ جس کے ہونے سے یہ لازم آتا کہ نبی ﷺ کے دل میں شیطان کوئی چیز ڈال سکے۔ بعض لوگوں نے امام سبکی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی شرف والی ذاتوں میں شر کو قبول کرنے والی اس چیز کو پیدا کیا حالانکہ اللہ کے لئے ممکن تھا کہ اس کو پیدا نہ کرتا تو انہوں نے کہا کہ یہ من جملہ انسانی اجزاء میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانی تخلیق کی تکمیل کے لئے پیدا کیا جو لازمی تھی پھر اس کے بعد ان پر کرم نوازی کرتے ہوئے اس کو ان میں سے نکال دیا۔

شرعی حکم: علق کا کھانا حرام ہے اور اس کو بیچنا جائز ہے کیونکہ اس میں منفعت ہے۔ حشرات کی بیج کے عدم جواز میں سے قرمز کی بیج کو مستثنیٰ کیا جائے گا جیسا کہ گزر چکا۔

فرع: علقہ میں دو وجہیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ یہ نجس ہے۔ کیونکہ یہ حیض کی طرح رحم سے نکلنے والا خون ہوتا ہے دوسری

وجہ میں پاک ہے کیونکہ یہ نہ بہنے والا خون ہے جیسے جگر اور تلی ہوتے ہیں۔ اس بات کو ابو حامد نے صیرفی سے نقل کیا ہے اور ابو حامد محاطی اور رافعی نے محرر میں اس تصحیح کی تائید کی ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے جیسا منہاج میں صراحت کی گئی ہے۔

علقہ اس منی کو کہتے ہیں جو رحم میں جانے کے بعد گاڑھا خون بن جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ گوشت کا لوٹھڑا بن جائے تو اس کو مضغہ کہتے ہیں۔ نووی نے شرح المہذب میں کہا ہے کہ مضغہ کی طہارت قطعی طور پر ثابت ہے۔ بعض نے کہا کہ اس میں وجہیں ہیں۔ صحیح بات وہی ہے جو شرح المہذب کے خلاف ہے کیونکہ یا تو آدمی کی میت کی طرح ہوگا۔ جدید مذہب میں اس بارے دو قول ہیں یا وہ مضغہ انسان سے جدا ہونے والا جزء ہوگا اور اس میں دو طریقے ہیں جو شرح المہذب کی بیان کردہ بات کے خلاف ہیں۔ اور طہارت کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ رافعی نے کہا کہ اس میں دو وجہیں ہیں زیادہ طہارۃ والی ہے۔ رافعی کے قاعدہ کے مطابق مضغہ اور علقہ میں یہ شرط لگائی جائے گی کہ وہ دونوں آدمی میں سے ہوں کیونکہ آدمی کے علاوہ تمام چیزوں کی منی نجس ہے تو علقہ اور مضغہ منی سے زیادہ نجاست کے حقدار ہے۔ اور ان دونوں کی نجاست کے باب میں ”منہاج“ میں ان کا تردد بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے حالانکہ اس میں انہوں نے منی کے پاک ہونے کو جزا بیان کیا ہے اور ہمارے شیخ نے کہا کہ تم ان دونوں کو منی سے زیادہ نجاست کے قریب نہ سمجھو کیونکہ یہ دونوں منی سے زیادہ حیوانیت کے قریب ہوتے ہیں اور منی ان دونوں سے زیادہ خون کے قریب ہوتی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اعلق من العلق وہ جو تک سے زیادہ چمٹنے والا ہے۔

الخواص: علق کو کمزور اعضاء والے آدمی پر لٹکانے سے فائدہ ہوتا ہے جیسے آنکھوں کے گوشے اور رخسارے اسی طرح تکلیف والی جگہوں پر لٹکانے سے بھی نفع ہوتا ہے۔ کیونکہ بچھنے والی جگہوں پر اس کو لگوا کر گند خون چوسوایا جاتا ہے خاص طور پر عورتوں اور بچوں اور مرفہ الحال لوگوں کو لگائی جاتی ہے۔ یہ فاسد خون کو پلکوں وغیرہ سے چوستی ہے۔ کبھی کبھی جو تک پانی میں ہوتی ہے اور انسان اسے پی جاتا ہے۔ تو یہ اس کے حلق میں پھنس جاتی ہے۔ اس کو حلق سے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو لومڑی کے گوبر سے دھونی دی جائے جب جو تک کو اس کا دھواں پہنچتا ہے تو یہ فوراً باہر گر پڑتی ہے۔ اسی طرح اونٹ کے کھر کی دھونی دینے سے یہ مر جاتی ہے۔ اس بات کو منتخب میں ذکر کیا گیا ہے قزوینی اور صاحب الذخیرۃ الحمیدہ والے نے کہا ہے کہ جب حلق میں جو تک پھنس جائے تو شراب کے سر کے میں ایک درہم کے برابر سبزی کی کھیاں ڈال کر غرارے کرائے جائیں تو جو تک گر پڑتی ہے۔ طبیب جب مخصوص جگہ سے خون نکالنا چاہتے ہیں تو اس کیڑے کو مٹی کے کسی ٹکڑے سے پکڑتے ہیں اور اس عضو کے قریب کرتے ہیں تو یہ اس سے چمٹ جاتی ہے اور اس کا خون چوسنے لگتی ہے پھر جب اس کو اتارنا چاہتے ہیں تو اس پر نمک کا پانی ڈال دیتے ہیں تو یہ اسی وقت گر پڑتی ہے۔

صاحب عین الخواص نے کہا کہ جب جو تک کو سائے میں خشک کیا جائے اور نوشادر کے ساتھ پیاجائے پھر بال جھڑکی جگہ اس کو طلا کیا جائے تو بال اگ آتے ہیں۔

اور دوسرے علماء نے کہا کہ جب گھر میں جو تک کی دھونی دی جائے تو پسو چھرا اور دیگر کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ جو تک کو جب کسی شخصے کے برتن میں ڈالا جائے یہاں تک کہ مر جائے تو پھر بال اکھیڑ کر اس کو پیس کر وہاں مل دیا جائے تو کبھی

بھی بال نہیں آگتے اس کے مجرب اور نفع مند خواص میں سے یہ بھی ہے کہ بڑی جونکوں کو لیا جائے جو نہروں اور تر مقامات میں ہوتی ہیں پھر عمدہ تیل اور سرکہ لے کر ان کو اتنا پیا پیا جائے کہ مرہم بن جائے پھر اس کو روئی میں رکھ کر بوا سیر والی جگہ پر باندھ لیا جائے تو بوا سیر بند ہو جائے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ مرہم سرینوں کی بیماری والے کے لئے نفع مند ہے۔ اس کے عجیب خواص میں سے یہ ہے کہ جب اس کی دھونی شیشے کی دکان میں دی جائے تو اس میں جو کچھ ہے ٹوٹ جاتا ہے۔ خشک جونک کو لے کر شرم گاہ پر ملا جائے تو اس سے وہ بغیر کسی تکلیف کے بڑا ہو جائے گا۔

تعبیر الروایا: خواب میں جونک کو دیکھنا کیڑوں کی طرح ہے۔ اور کیڑے اولاد ہوتے جیسا کہ اللہ نے فرمایا خلق الانسان من علق۔ اور جس نے خواب میں دیکھا کہ علقہ اس کی ناک، دبر، زکریٹ یا منہ سے نکل رہا ہے تو اس کی بیوی بچے کے مکمل ہونے سے پہلے پہلے اس کو گرا دے گی بعض لوگوں نے کہا کہ جونک، چچر، چیونٹی اور اس جیسے دیگر جانور دشمنوں حاسدوں اور کمینے لوگوں پر دلالت کرتے ہیں۔ تعبیر دیئے گئے خوابوں میں سے ایک یہ خواب ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول کے خلیفہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک تھیلا ہے اور میں اس کو خالی کر رہا ہوں یہاں تک کہ اس میں کچھ بھی باقی نہ رہا پھر اس میں سے خون کا لٹھڑا نکلا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے آگے سے جلد جا تو وہ وہاں سے نکلا اور چند قدم ہی چلا تھا کہ اس کے جانور نے اس کو ٹانگ مار کر مار دیا اس بات کی خبر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے اس کو نکل جانے کا اس لئے کہا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے مرے۔ وہ تھیلا بمنزلہ آدمی تھا اور وہ درم بمنزلہ عمر تھے اور علقہ بمنزلہ روح تھا جیسے اللہ نے فرمایا: خلق الانسان من علق۔

## العلب

پھاڑی بکرا۔ اسی طرح المدخل فی اللغہ والے احمد بن یحییٰ نے کہا ہے۔

## العمر وس

عین کی ضمہ کے ساتھ ہے بکری کے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عماریس ہے۔ شاعر نے کہا:

وكان كذئب السوء اذ قال مرة لعمر وسة والذئب غرثان مرمل

”وہ برے بھینڈے کی طرح تھا جب اس نے بھوک اور فقیری میں ایک بکری کے بچے کو کہا۔“

أنت التي من غير ذئب شتمني فقالت متي ذا قال ذا عام اول

”کیا وہ تو ہے جس نے مجھے بغیر وجہ کے پچھلے سال گالی دی تھی۔“

فقالت ولدت الآن بل رمت غدرة فدونك كلني لاهناك لك ماكل

”اس نے کہا میں تو پیدا ہی اسی سال ہوا ہوں بلکہ تیرا ارادہ دھوکے کا ہے یہاں تیرے لئے کوئی کھانا نہیں ہے تو چاہتا

ہے تو مجھے کھالے۔“

## العملس

میم عین کی فتح کے ساتھ اور لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ پلید بھڑیے اور خبیث کتے کو کہتے ہیں۔ ان کا یہ قول کہ ابر من املس یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا اور اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاتا تھا اور ہر سال اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر حج کراتا تھا تو اس کے ساتھ مثال بیان کی جانے لگی۔ تاکہ بیٹے اپنی ماؤں سے نیکی کرنے میں اس کی اقتدا کریں۔ میں نے ایک اپنی نظم میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وضربوا الامثال بالعملس فی البر کی بہ البنون تاتسی  
”لوگ املس سے ماں سے نیکی میں مثال بیان کرتے ہیں تاکہ دوسرے بیٹے اپنی ماں کی فرمانبرداری میں اس کی اقتداء کر سکیں۔“

## العمیثل

شیر کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابو زید نے کتاب الابل میں کہی ہے۔ اور عبداللہ بن خلیفہ بلخ شاعر کی بھی یہی کنیت ہے۔ اور وہ موٹا کلام بیان کر کے اس کو واضح کرتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر کا کاتب اور شاعر تھا۔ لغت کو بہت جانتا تھا۔ عبداللہ کے بارے میں اس کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں۔

یامن یحاول ان تکون صفاته کصفات عبداللہ انصت واسمع  
”اے وہ شخص جس کی صفات عبداللہ جیسی ہیں تم خاموش رہ کر سنو۔“

فلا نصحنک فی المشورۃ والذی حج الحجیج الیہ فاسمع او دع  
”میں تجھے خیر خواہ مشورہ دیتا ہوں جو اس کے راستے پر جانا چاہتا ہے تو پھر اسے سن یا چھوڑ دے۔“

اصدق وعف وبر واصبر واحتمل واصفح وکاف ودار واحلم واشجع  
”سچ کہہ پاک دامن رہ، نیکی کر، صبر کر، برداشت کر، درگزر کر، نیکی کا بدلہ دے، مدارات کر، حوصلہ کر، بہادری دکھا۔“

والطف ولن وتان وارفق واتند وازم وجد وحام واحمل وادفع  
”نرمی کر، عمدہ کام کر، اور آہستگی دکھا، اچھا سلوک کر اور جلدی نہ دکھا، اور ہوشیار رہ، محنت کر، مدافعت کر، لوگوں کے بوجھ اٹھا اور دفاع کر۔“

فلقد نصحتک ان قبلت نصیحتی وهدیت للنہج الاسد المہیع  
”میں نے تجھے نصیحت کر دی ہے اگر تو میری نصیحت قبول کر لے تو تجھے شیر کے کشادہ راستہ کی طرف راہنمائی کر دی گئی۔“

ایک دن شاعر عبداللہ نے عبداللہ بن طاہر کی ہتھیلی کو چوم لیا تو اس نے اس کی مونچھوں کی سختی محسوس کی۔ تو اس نے فوراً کہا سہہ کا کاٹنا شیر کی ہتھیلی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ تو اس کو اس کا کلام بڑا اچھا لگا اور انعام و کرام سے نوازا۔

ابو العمیث نے کئی مفید کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک کتاب ”ما اتفق لفظہ و اختلف معناه۔“ اس کی وفات ۲۴۰ ہجری میں ہوئی۔ اصمعی کہتے ہیں کہ جس کے پیچھے دم لگی ہو اس کو عمیثیل کہتے ہیں۔ خلیل کہتے ہیں کہ ست رو کو عمیثیل کہتے ہیں جو اپنے کپڑوں کو لمبا کرے اس رخصت کرنے والے کی طرح جو کام سے دوسروں کو مستغنی کر دے۔

## العناق

مونث بکری کو کہتے ہیں اصمعی نے کہا ہے کہ ایک دفعہ ہم یمن کے راستے پر چل رہے تھے۔ راستے میں ہم نے ایک لڑکا کھڑا دیکھا۔ جس کے کانوں میں دو بالیاں تھیں۔ ہر بالی میں ایک موتی تھا کہ اس کا چہرہ اس موتی سے روشن تھا۔ وہ اپنے رب کی بزرگی ان شعروں میں بیان کر رہا تھا۔

يا فاطر الخلق البديع وكافلا رزق الـجـمـيـع  
”اے عجیب و غریب مخلوق پیدا کرنے والے اور سب کے رزق کے ذمہ دار ہے تیری سخاوت کا بادل بہت برسنے والا ہے۔“

يا مسبغ البر الجزيل ومسبل ال ستر الجميل عميم طولك طائل  
”بہت زیادہ کامل نیکی کرنے والے اور بہت عمدہ پردہ ڈالنے والے تیری عام سخاوت بہت فائدہ مند ہے۔“

يا عالم السر الخفي ومنجز ال وعد الوفي قضاء حكمك عادل  
”اے پوشیدہ بھید کے جاننے والے اور وعدے کے پورا کرنے والے۔ تیرے حکم کا فیصلہ انصاف والا ہے۔“

عظمت صفاتك يا عظيم فجل ان يحصى الثناء عليك فيها قائل  
”اے عظیم تیری صفات بہت بڑی ہیں۔ تو اس سے بہت بالاتر ہے کہ کوئی کہنے والا اپنی بات میں تیری تعریف کو شمار کر سکے۔“

الذنب انت له بمنك غافر ولتوبة العاصي بحلمك قابل  
”تو گناہ کو اپنے احسان سے بخشنے والا ہے۔ اور نافرمان کی توبہ کو اپنے حوصلے سے قبول کرنے والا ہے۔“

رب يربي العالمين ببره ونواله ابدا اليهم واصل  
”وہ ایسا رب ہے جو جہانوں کو اپنے احسان سے پالتا ہے۔ اور اس کے عطیات ان لوگوں کی طرف ہمیشہ پہنچتے رہتے ہیں۔“

تعصيه وهو يسوق نحوك دائما مالا تكون لبعضه تستاهل  
”تو اس کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ وہ تیری طرف ہمیشہ ایسے احسانات بھیجتا ہے۔ جن میں سے بعض کا تو اہل نہیں ہے۔“

متفضل ابدا وانت لجوده بقبائح العصيان منك تقابل

”وہ تجھ پر ہمیشہ اپنا فضل کرنے والا ہے اور تو اپنی بری نافرمانیوں سے اس کی سخاوت کا مقابلہ کر رہا ہے۔“

وإذا دجاليل الخطوب واطلمت سبل الخلاص وخاب فيها الأمل

”جب مصائب کی رات چھا جائے اور خلاصی کے راستے تاریک ہو جائیں اور امیدواران میں ناکام ہو جائے۔“

وایست من وجه النجاة فما لها سبب ولا يدنو لها متناول

”اور جب نجات کے راستے سے ناامید ہو جائے۔ اور اس کے لئے کوئی سبب باقی نہ رہے اور کوئی اس کے قریب

پکڑنے والا بھی نہ ہو۔“

ياتيك من الطافه الفرج الذی لم تحتسبه وانت عنه غافل

”اس وقت تیرے پاس اس کی مہربانیوں سے وہ کشادگی آ جاتی ہے۔ جس کا تجھے خیال بھی نہیں ہوتا۔“

یا موجود الاشياء من القی الی ابواب غیرك فهو غر جاہل

”اے اشیاء کو پیدا کرنے والے جو شخص اپنے آپ کو غیروں کے دروازے پر ڈال دے وہ دھوکہ کھانے والا اور جاہل

ہے۔“

ومن استراح بغير ذكرك اور جا احدا سواك فذاك ظل زائل

”جو شخص تیری یاد کے علاوہ کسی اور سے راحت محسوس کرے اور تیرے علاوہ کسی اور پر امید رکھے تو یہ سایہ ڈھلنے والا

ہے۔“

رای یلم اذا عرتہ ملمة بسوی جنابك فهو رای مائل

”جس شخص کو کوئی مصیبت آ جائے تو تیری جناب کے علاوہ کسی اور طرف اپنی رائے لگائے تو ایسی رائے حق نہیں

ہوگی۔“

عمل اريد به سواك فانه عمل وان زعم المرانی باطل

”ایسا عمل جس میں تیرے سوا کسی اور کا ارادہ کیا گیا ہو اور اگرچہ اس کو دکھانے والا اچھا خیال کرے وہ پھر بھی باطل

ہے۔“

واذ رضيت فكل شيء هين واذا حصلت فكل شيء حاصل

”جب تو راضی ہو جائے تو سب چیزیں آسان ہو جائیں گی اور جب تو مل گیا تو سب چیزیں مل جائیں گی۔“

اناعبد سوء آبق كل علی مولاه او زار الكبائر حامل

”میں تیرا بھاگا ہوا برا غلام ہوں جو اپنے مالک پر بوجھ ہوتا ہے اور کبیرہ گناہوں کے بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے

ہوئے ہوں۔“

قد اقلت ظهري الذنوب وسودت صحفى العيوب وستر عفوك شامل

”گناہوں نے میری پیٹھ کو بوجھل کر دیا اور عیوب نے میرے اعمال نامے کو سیاہ کر دیا لیکن تیری معافی کا ستر شامل



حال ہے۔“

ها قد اتيت وحسن ظتى شافعى      ووسائلى ندم ودمع سائل  
”میں آچکا ہوں میرا حسن ظن میرا سفارشی ہے اور میرے وسائل ندامت ہیں اور میرے آنسو بہ رہے ہیں۔“

فاغفر لعدك ماضى و ارزقه تو      فيقالما ترى فضلك كامل  
”اے اللہ جو کچھ گزر چکا وہ اپنے بندے کو بخش دے اور جو چیز تو پسند کرتا ہے اس کو اس کی توفیق عطا فرما تیرا فضل کامل ہے۔“

وافعل به ما انت اهل جميله      والظن كل الظن انك فاعل  
”جس کا تو اہل ہے مجھ پر وہ احسانات کر۔ اور میرے دل میں غالب گمان ہے کہ تو ہی سب کچھ کرے گا۔“

اصمعی کہتے ہیں میں اس کے قریب ہوا اور اس کو سلام کہا تو اس نے کہا میں اس وقت تک تجھے جواب نہیں دوں گا۔ جب تک میرا واجبی حق ادا نہیں کرو گے میں نے کہا کون سا حق؟ اس نے کہا میں ابراہیم کے مذہب پر غلام ہوں اس لئے صبح شام جب تک میل دو میل تک مہمان کو تلاش نہ کر لوں میں کھانا نہیں کھاتا تو میں نے اس کی بات مان لی۔ اس نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے لے کر چل دیا یہاں تک کہ ہم اس کے خیمے کے قریب گئے تو اس نے کہا اے میری بہن تو ایک لڑکی نے اس کو رونے کی آواز میں جواب دیا۔ تو اس نے کہا ہمارے مہمان کی مہمان نوازی کر تو لڑکی نے کہا ٹھہرو میں اللہ کا شکر یہ ادا کر لوں جس نے ہماری طرف مہمان بھیجا پھر اٹھ کر شکرانے کی دو رکعات پڑھیں۔ اصمعی کہتے ہیں کہ نوجوان نے مجھے خیمے میں بٹھا دیا اور خود چھری لے کر ایک بکری کے بچے کو جا کر ذبح کر دیا۔ میں خیمے میں بیٹھ کر لڑکی کو دیکھنے لگا جو بہت خوبصورت چہرے والی تھی۔ تو میں اس کو نظریں چراچرا کر دیکھتا تھا وہ میرے ارادے کو سمجھ گئی۔ تو اس نے مجھے کہا ٹھہرو! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ نبی ﷺ سے یہ منقول ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ میں آپ کو ڈانٹنا نہیں چاہتی لیکن ادب سکھانا چاہتی ہوں تاکہ آپ آئندہ ایسا کام نہ کریں۔ پھر میں اور لڑکا خیمے کے باہر ہوئے اور لڑکی نے خیمے کے اندر رات گزار لی۔ میں سحری تک اچھی اور نرم آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت ساری رات سنتا رہا۔ پھر میں نے یہ شعر بھی سنے بڑے بیٹھے لفظوں میں اور غم ناک نغمے میں۔ جو یہ ہیں۔

ابى الحب ان يخفى وكم قد كتمته      فاصبح عندى قد اناخ و طنبا  
”میں نے اس کو کتنا ہی چھپایا مگر محبت نے چھپنے سے انکار کر دیا اس نے میرے پاس صبح کو اپنی سواری بٹھا دی تھی اور یہیں قیام کر لیا۔“

اذا اشتد شوقى هام قلبى بذكره      وان رمت قربا من حبيب تقربا  
”جب میرا شوق زیادہ ہوا اور میرا دل اس کی یاد میں دیوانہ ہو گیا جب میں اپنے حبيب سے نزدیک ہونا چاہتی ہوں تو وہ قریب آ جاتا ہے۔“

ويدوا فافنى ثم احيا بذكره      ويسعدنى حتى الذوا طربا  
”وہ سامنے آتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں پھر میں اس کی یاد میں زندہ ہو جاتی ہوں وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ

میں لذت محسوس کرتی ہوں اور خوش ہو جاتی ہوں۔“

اصمعی کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے لڑکے سے کہا۔ یہ رات کو کس کو آواز تھی تو اس نے کہا میری بہن کی اور اس کی یہ حالت ہر رات کو ہوتی ہے۔ میں نے کہا اے لڑکے تو اس کام کا اپنی بہن سے زیادہ حقدار ہے۔ تو مرد ہے وہ عورت۔ وہ مسکرایا اور کہا کی آپ کو معلوم نہیں بعض کو اللہ توفیق دیتے ہیں بعض توفیق سے محروم ہوتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اور کچھ دور ہوتے ہیں۔ اصمعی کہتے ہیں میں نے ان کو الوداع کہا اور واپس آ گیا۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حلال ہے۔ جب اس کو محرم مار ڈالے تو اس کے ذمہ ایک خرگوش بطور فدیہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے ایسا ہی فیصلہ کیا ہے۔ لیکن قربانی میں یہ کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخاری مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اضحیٰ کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا تو فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہماری طرح قربانی کرے تو اس نے صحیح طریقہ ایجاد کیا۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی اس کی قربانی نہیں ہوتی۔

ابو بردہ بن نیار نے کہا جو براء بن عازب کے ماموں تھے۔ یا رسول اللہ میں نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ کیونکہ میں یہ سمجھا تھا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے پسند کیا کہ میری بکری سب سے پہلے ذبح ہو۔ تو میں نے اس کو صبح ذبح کر کے نماز جانے سے پہلے کھا لیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تیری بکری کا گوشت عام گوشت کی طرح ہے اس نے کہا اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک عناق ہے اور وہ مجھے میری بکری سے زیادہ محبوب ہے کیا وہ مجھے کافی ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔

الروضہ کے اصل میں یوں ہے کہ عناق اس مادہ بھیڑ کو کہتے جو پیدا ہونے سے لے کر چرنے تک کی عمر تک ہوتی ہے۔ اور بھیڑ دودھ چھوڑ دے اور ماں سے الگ ہو کر چرنے لگے تو اس کو جفرا کہتے ہیں اور یہ چار مہینے بعد ہوتا ہے۔ مذکر کو جفر کہتے ہیں۔ لغات التنبیہ اور دقائق المنہاج میں ہے کہ عناق مادہ بکری کے بچے کو کہتے ہیں جب تک اس پر سال پورا نہ ہو۔ اور اسی طرح ازہری سے تہذیب اسماء واللغات میں مروی ہے۔ اور ازہری کی بات اسکی موافقت نہیں کرتی۔

ابن عبدالبر نے استیعاب اور حاکم نے صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ قیس بن نعمان سے روایت ہے کہ جب ابو بکر اور نبی ﷺ ہجرت کے سفر میں چھپ کر جا رہے تھے تو ایک غلام کے پاس سے گزرے جو بکریاں چرا رہا تھا تو اس سے کچھ دودھ مانگا تو اس نے کہا کہ میرے پاس تو دودھ دینے والی کوئی بکری نہیں مگر ایک عناق ہے۔ جو کہ سردیوں کے شروع میں حاملہ ہوئی ہے پھر آپ نے اس کے تھنوں کو چھوا۔ یہاں تک کہ اس نے دودھ اتار دیا اور ابو بکر ایک ڈھال لائے اور اس میں نبی ﷺ نے دودھ نکالا اور ابو بکر کو بھی بلایا چروا ہے کو بھی بلایا۔

پھر نبی ﷺ نے اور دودھ نکالا اور خود پیا تو چروا ہے نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں۔ کیونکہ میں نے آپ جیسا آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا تم ہماری بات کو چھپا سکو گے اگر ہم تم کو کچھ بتائیں۔ تو اس نے کہا جی ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا محمد رسول اللہ ہوں۔ اس نے کہا آپ وہی ہیں جن کو قریش صابی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ یہی کہتے ہیں۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ﷺ ہیں اور آپ جو لائے ہیں وہ سچ ہے

اور میں آپ کی اتباع کرنے والا ہوں نبی ﷺ نے فرمایا ابھی تجھے یہ طاقت نہیں جب تم کو یہ بات پتہ چل جائے کہ میں غالب آ گیا ہوں تو چلے آنا۔

خاتمہ: ابوداؤد ترمذی نسائی اور حاکم نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک آدمی کو مرشد بن ابی مرشد کہا جاتا تھا۔ وہ قیدیوں کو مکہ سے مدینے لے کر آتا تھا۔ اس نے کہا کہ مدینہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ وہ ابو مرشد کی دور جاہلیت کی یار تھی۔ اس نے مکے کے قیدیوں میں سے ایک قیدی سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ میں تیرے پاس آؤں گا اور تجھے اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں آیا اور مکے کی دیواروں میں سے کسی دیوار کے سائے میں چاندنی رات میں پہنچا تو وہاں عناق آئی اور میرا سایہ دیوار کے کنارے پر دیکھا جب میرے پاس پہنچی تو کہنے لگی مرحبا اہلا سہلاً ہلم آؤ ہمارے پاس رات گزارو میں نے کہا عناق اللہ نے زنا کو حرام کر دیا ہے۔ تو عناق نے کہا اے خیموں والو یہ آدمی تمہارے قیدی اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ اس نے کہا میرے پیچھے آٹھ آدمی لگے تو میں خندمہ پہاڑ کے راستے پر چل پڑا یہاں تک کہ ایک غار میں جا چھپا وہ میرے سر پر آ کر کھڑے ہو گئے اور پیشاب کرنے لگے۔ ان کا پیشاب میرے سر پر گرنے لگا۔ لیکن اللہ نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔ وہ واپس چلے گئے اور میں بھی اپنے ساتھی کی طرف لوٹ آیا۔ پھر اس کو اٹھا لیا۔ وہ بڑا بھاری تھا یہاں تک کہ میں نے اذخر گھاس میں آ کر اس کی بیڑیاں کھولیں۔ میں اس کو اٹھا لیتا تھا اور وہ میری مدد کرتا تھا یہاں تک کہ ہم مدینے آ گئے۔ پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا میں عناق سے شادی کر سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیت اتری:

﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ (النور: ۳) تو آپ نے یہ آیت سنائی اور فرمایا اے مرشد! اس سے نکاح نہ کر۔ یہ اس عورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ وہ کافر ہو مسلمان زانیہ کا یہ حکم نہیں ہے اس کا نکاح منسوخ نہیں ہوگا۔ صحیح ہوگا۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ زانی صرف زانیہ سے ہی نکاح کرنا چاہتا ہے صحیح بات وہ ہے جو ابن مسیب نے کہی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ اور یہ مسلمانوں کی بیوہ عورتیں ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں لا تنفط فی هذا الامر عناق۔ اس معاملے میں عناق چھینک نہیں مارتی۔ انسان کی چھینک کے لئے عطا اس کا لفظ ہے اور بکری کی چھینک کے لئے نفیط کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور یہ ایسے ہے جیسے کہتے ہیں کہ اس معاملے میں دو بکریاں سینگ نہیں مارتیں۔ ان شاء اللہ اس کا بیان اپنی جگہ میں آئے گا۔

## عناق الارض

یہ ایک چھوٹا سا چوپایہ ہے جو چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی پشت لمبی ہوتی ہے۔ ہر چیز کا شکار کرتا ہے یہاں تک کہ پرندوں کا بھی۔ یہ وہی تھ ہے جس کا ذکر باب التاء میں گزرا ہے۔ ”نہایة الغریب“ والے نے کہا ہے کہ قتادہ نے کہا ہے کہ عناق الارض ان شکاری جانوروں میں سے ہے جو بلی سے کچھ بڑا اور کتے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی جمع عنوق ہے۔ مثال میں کہا جاتا ہے

لقى عناق الارض وادنى عناق. یعنی وہ مکار ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ وہ جانور ہے کہ جس کو سدھار کر شکار کیلئے رکھا جاتا ہے۔

### عنبس

شیر کو کہتے ہیں اور اسی سے ایک آدمی کا نام بھی عنبس رکھا گیا ہے اور یہ فنعل کے وزن پر ہے اور اس کا مادہ عبوس ہے۔ قریش میں سے امیہ بن عبدالمطلب اکبر کی اولاد میں عنابس ہیں۔ یہ چھ ہیں۔ حرب ابو حرب سفیان اور ابو سفیان عمرو اور ابو عمرو ان سب کو اسد کہتے ہیں۔ اور باقی کو اعیاض کہتے ہیں۔

### العنس

مضبوط اور طاقتور اونٹنی کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ وہ اونٹنی ہے جس کا دم لمبا ہوتا ہے۔ یہ بات جو ہری نے کہی ہے اور عنسہ شیر کو بھی کہتے ہیں اور علم ہے جو عنوس سے مشتق ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

### العبر

یہ سمندر کی بڑی مچھلی ہے۔ جس کے چمڑے سے ڈھالیں بنائی جاتی ہیں اور اس ڈھال کو بھی عنبر کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الباء موحدہ میں گزر چکا ہے۔

بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو نبی ﷺ نے بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ کو بنایا تاکہ ہم قریش کے ایک قافلے پر حملہ کریں ہم کو اس نے ایک توشہ دان دیا جس میں چند کھجوریں تھیں۔

اور ہمارے پاس ان کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ ابو عبیدہ ان میں سے ایک کھجور ہم کو روزانہ دیتے تھے۔ راوی کہتا ہے پھر تم کیا کرتے تھے انہوں نے کہا ہم ان کو بچوں کی طرح چوستے تھے اور اوپر سے پانی پی لیتے تھے تو وہ سارا دن اور رات تک کافی ہوتی تھیں ہم اپنی لائھیوں سے پتے جھاڑ کر ان کو پانی میں بھگو کر کھا لیتے ہم چلتے چلتے ساحل سمندر پر پہنچے تو ہمارے سامنے ایک بہت بڑے ٹیلے کی طرح ایک چیز ڈالی گئی۔ ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک بہت بڑا جانور تھا جس کو عنبر کہتے ہیں۔ جابر نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا یہ میتہ ہے ہم اللہ کے رسول کی اپچی ہیں اور فی سبیل اللہ اور اس کی طرف مجبور ہیں وہ سب کھانے لگے۔

کہتے ہیں ہم وہاں ایک مہینہ ٹھہرے ہم تین سو تھے یہاں تک کہ ہم موٹے ہو گئے اور طاقتور ہو گئے اور کمزوری جاتی رہی۔ وگرنہ اتنے موٹے ہم پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ ہم اس کی آنکھوں کے گڑھوں سے چربی کے مٹکے بھر کر نکالتے اور بڑی ہنڈیا جیسے ٹکڑے اس سے کاٹ کر نکالتے۔ ابو عبیدہ نے ہمارے تیرہ آدمیوں کو اس کی آنکھ میں بٹھایا اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لے کر کھڑی کی تو ایک بہت بڑا اونٹ اس کے نیچے سے گزارا تو وہ گزر گیا اور اس کے گوشت سے ہم نے اپنے پاس ذخیرہ بھی کر لیا تو جب ہم نے مدینے میں نبی ﷺ کے سامنے آ کر یہ بات بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا رزق ہے جو اس نے تمہارے لئے نکالا ہے۔ کیا اس کا کوئی گوشت ہے تاکہ میں بھی کھاؤں۔ وہ کہتے ہیں ہم نے نبی ﷺ کو گوشت بھیجا تو آپ نے اس میں سے کھایا۔

ابو عبیدہ کا یہ سر یا سریۃ الخبط کہلاتا ہے یہ ہجرت کے آٹھویں سال رجب میں بھیجا تھا۔ ان میں عمر بن الخطاب قیس بن سعد ابو

عبیدہ کے ساتھ تھے۔ ہم نے اس کی حدیث کو ”غیلا نیات“ میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ نبی ﷺ نے ابو عبیدہ کو ایک سریہ میں بھیجا جس میں مہاجرین اور انصار بھی تھے۔ جو تین سو آدمی تھے اور ساحل سمندر کی طرف جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف گئے۔ وہ سخت بھوکے ہوئے تو قیس بن سعد نے کہا کون ہے جو مجھ سے اونٹ کے بدلے میں کھجوریں خریدے۔ وہ مجھے اونٹ دے دے میں اس کو مدینے جا کر کھجوریں دے دوں گا۔ تو عمرؓ نے کہا یہ لڑکا بھی بڑا عجیب ہے۔ اس کا مال ہے ہی نہیں اور دوسروں کے مال میں یہ ادھار کا کار بار کرتا ہے۔ تو اس کو جہینہ کا ایک آدمی ملا۔ تو اس نے کہا اونٹ دے میں مدینے کی کھجوروں میں سے تجھے ایک وسق دوں گا۔ تو جھیننی نے کہا میں تجھے نہیں جانتا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں سعد بن عبادہ بن دلیم کا بیٹا ہوں۔ جھیننی نے کہا میں تیرا نسب اچھی طرح جانتا ہوں اور کچھ باتیں کہیں۔ آخر اس نے اس جھیننی سے پانچ اونٹ پانچ وسق کھجور کے بدلے لیے۔ اس بدو نے شرط یہ لگائی کہ کھجوریں عمدہ اور آل دلیم کی ہوں۔ تو اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا گواہ بھی دو۔ تو اس نے انصار کی ایک جماعت کی گواہی دے دی اور مہاجرین کے بھی کچھ آدمی ان کے ساتھ گواہ بنے۔ قیس نے کہا جس کو چاہو گواہ بنا لو۔ اس کے گواہوں میں عمرؓ بھی تھے تو عمرؓ نے کہا میں اس قرضے اور مال پر گواہی نہیں دیتا جو اس کا نہیں۔ مال تو اس کے باپ کا ہے۔ جھیننی نے کہا اللہ کی قسم سعد کھجوروں کے وسق میں کمی نہیں کرے گا میں اس کو اچھے چہرے والا اور شریف کردار والا سمجھتا ہوں۔ تو عمر اور قیس میں کچھ باتیں ہوئیں یہاں تک کہ عمرؓ نے قیسؓ پر کچھ سختی کی پھر قیس نے اونٹ لے لیے۔ اور ان اونٹوں کو تین مقامات پر ذبح کیا۔ دن میں ایک اونٹ ذبح کرتے جب چوتھا دن ہوا تو امیر نے ان کو منع کر دیا۔ تو امیر نے کہا کیا تو اپنا وعدہ وفا نہیں کرنا چاہتا جب کہ تیرا مال ہی نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ واپس آئے اور ان کے ساتھ عمرؓ بھی تھے انہوں نے کہا میں تجھے یہ بات عزم سے کہتا ہوں کہ تو ذبح نہ کرنا۔

قیس نے کہا کیا آپ نے ابو ثابت کو دیکھا ہے کہ وہ لوگوں کے قرضے چکاتا ہے اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتا اور بھوک میں کھانا کھلاتا ہے۔ کیا مجھ سے میری کھجوروں کے وسق ادا نہ کرے گا ان اور میں لوگوں کے لئے ذبح کر رہا ہوں جو اللہ کے راستے میں ہیں۔ تو قریب تھا کہ ابو عبیدہ اس سے نرم ہو جاتا لیکن عمرؓ نے کہا نہیں ان پر سختی کرو تو ابو عبیدہ نے ان پر سختی کر دی۔ یہ بات جب سعد کو معلوم ہوئی کہ یہ بھوکے تھے تو اس نے کہا میری معلومات کے مطابق قیس قوم کے لئے اونٹ ذبح کر کے کھلائے گا۔ جب قیس آیا اور سعد سے ملا تو انہوں نے اسے کہا تو نے لوگوں کی بھوک میں کیا کیا اس نے کہا میں نے اونٹ ذبح کیا اس نے کہا پھر کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ تین اونٹ ذبح کیے کہا تو نے ٹھیک کیا اس نے کہا پھر مجھے روک دیا گیا اس نے کہا کس نے روکا قیس نے کہا اور امیر ابو عبیدہ نے روکا اس نے پوچھا اس نے کیوں روکا۔ اس نے کہا کہ یہ مال تیرا بلکہ تیرے باپ کا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ میرا باپ دور کے لوگوں سے بھی قرض اتارتا اور بوجھ اتارتا ہے اور بھوک میں کھانا کھلاتا ہے تو کیا میرا باپ میرے ساتھ ایسا نہیں کرے گا۔ سعد نے کہا یہ چار باغ ہیں ان میں سے سب سے کم باغ وہ ہے جس سے ہم پچاس وسق کھجوریں اتارتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بدوی قیس کے پاس آیا تو اس نے اسے پورے وسق دیے اور پانی بھی پلایا اور اس کو گھوڑے پر سوار کرایا اور لباس دیے۔ یہ بات جب نبی ﷺ کو قیس کی پہنچی تو فرمایا یہ سخی دل والا ہے۔

اور عنبر ایک مشوم (خوشبودار) چیز ہے بعض نے کہا یہ سمندر کی گہرائی سے نکلتی ہے بعض جانور اس کو اس کی چکناہٹ کی وجہ سے

کھاتے ہیں پھر اس کو واپس پھینک دیتے ہیں تو یہ بڑے پتھروں کی طرح ہو کر پانی کے اور تیرتی رہتی ہے پھر ہوائیں اس کو ساحل کی طرف پھینک دیتی ہیں یہ دل و دماغ کو تقویت بخشتا ہے۔ فالج، لقوہ اور گاڑھے بلغم میں مفید ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ جو عنبر سمندر میں سے نکلتا ہے اس میں سب سے عمدہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ پھر نیلا پھر پیلا پھر کالا عمدہ ہوتا ہے۔ نیز کہا یہ اکثر ان مچھلیوں کے پیٹوں سے نکلتا ہے جو اس کو کھا کر مر جاتی ہیں بعض تاجروں کا خیال ہے کہ بحر افریقہ عنبر کو انسان کی کھوپڑی کی شکل میں باہر پھینکتا ہے اور سب سے بڑے عنبر کا وزن ایک ہزار مثقال ہوتا ہے۔ اور اکثر مچھلیاں اس کو کھا کر مر جاتی ہیں اور جو چوپایہ بھی اس کو کھاتا ہے اس کو بھی عنبر کہتے ہیں۔

شرعی حکم: ماوردی اور رویانی نے اپنی کتاب الزکوٰۃ میں کہا ہے کہ عنبر اور کستوری میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ ابو یوسف نے کہا ہے کہ اس میں خمس ہے۔ حسن، عمر بن عبدالعزیز، عبداللہ عنبری اور اسحاق نے کہا ہے کہ عنبر میں خمس ہے۔ اور امام شافعی نے ان کے خلاف عنبر کے بارے میں ابن عباس کا یہ قول پیش کیا ہے کہ عنبر ایک ایسی چیز ہے جس کو سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ اور یہ معدن نہیں جس میں خمس واقع ہو اور آپ سے واضح طور پر بھی مروی ہے کہ عنبر میں کوئی زکوٰۃ نہیں اور جابر نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنبر غنیمت نہیں ہے اور یہ حدیث زکوٰۃ کے واجب ہونے کی نفی کرتی ہے۔

ماوردی اور رویانی نے کہا کہ اکثر فقہاء کا مسلک ہے کہ عنبر پاک ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے سنا کہ جس نے کہا ہے کہ میں نے عنبر کو سمندر میں اگا ہوا دیکھا وہ بکری کی گردن کی طرح ہوتی ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اصل میں سمندری نباتات ہے اور اس کی بو بڑی عمدہ ہوتی ہے۔ اور سمندر میں ایک چھوٹا سا جانور ہے جو اس کی عمدہ بو کی وجہ سے اس کی طرف جاتا ہے اور اس کو کھاتا ہے اور یہ چونکہ اس کے لئے زہر ہوتا ہے اس لئے وہ مر جاتا ہے پھر سمندر اس جانور کو باہر پھینک دیتا ہے اور عنبر اس جانور کے پیٹ سے نکلتا ہے۔

اور انہی دونوں نے اپنی کتاب المسلم میں کہا ہے کہ عنبر میں بیع سلم جائز ہے اس لئے ان کی قسمیں اور وزن بیان کرنے ضروری ہیں۔ عنبر سیاہ سفید سفید سبز اور کالے رنگ کی ہوتی ہے۔ اور اس کی بیع سلم اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کا نام نہ لیا جائے۔ شافعی نے کہا کہ عنبر کی بیع جائز ہے اور اہل علم نے بھی یہ بات کی ہے کہ یہ نباتات میں سے ہے اور نباتات میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی امام شافعی نے کہا کہ مجھے کسی شخص نے بیان کیا کہ وہ سمندر کے سفر پر روانہ ہوا تو ایک جزیرے پر پہنچا تو وہاں بکری کی گردن کی طرح ایک درخت دیکھا جس کا پھل عنبر تھا وہ کہتا ہے کہ ہم نے اس کو بڑا ہونے تک چھوڑ دیا تا کہ ہم اس کو لے لیں تو ہوائیں چلیں اور انہوں نے اس کو سمندر میں ڈال دیا۔

امام شافعی کہتے ہیں مچھلی اور سمندری جانور پہلے پہلے اس کو نگل لیتے ہیں کیونکہ یہ نرم ہوتا ہے پھر جو اس کو نگل لیتے ہیں وہ کم ہی سلامت رہتے ہیں بلکہ اس میں بہت زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ جب شکاری اس مچھلی کو پکڑتے ہیں اور اسکے پیٹ میں سے ان کو عنبر ملتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عنبر اسی میں سے نکلتا ہے حالانکہ وہ کسی پودے کا پھل ہوتا ہے۔

خواص: مختار بن عبدون نے کہا کہ عنبر گرم خشک ہوتی ہے یہ کستوری سے گھٹیا ہوتی ہے۔ سیاہ سفید ہلکی چکناہٹ والی ہوتی ہے یہ دل و دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ اور سانس بڑھاتی ہے فالج، لقوہ اور بلغم غلیظ میں مفید ہے۔ اس سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن

جو اس کو عادت بنا لے اسکو بوا سیر ہو جاتی ہے۔ اس کی تکلیف کا فور اور ککڑی کے سونگھنے سے ہٹ جاتی ہے۔ سرد تر مزاج والوں اور بوڑھوں کو مفید ہوتی ہے۔ اس میں عمدہ وہ ہے جو سردیوں میں استعمال کریں۔ کہتے ہیں کہ عنبر کھوپڑیاں ہوتی ہیں ان میں سے سب سے بڑی ہزار مثقال کی ہوتی ہے۔ یہ دریائی چشموں سے ظاہر ہوتی ہے اور پانی پر تیرتی ہے تو جانور اس پر آ کر اس کو کھا جاتے ہیں۔ بعض نے کہا وہ ایک جانور کا گوبر ہوتا ہے بعض نے کہا وہ سمندر کا کوڑا کرکٹ ہے۔ ان میں سے عمدہ سیاہ سفید ہوتا ہے۔ اس کے الٹ خمری ہوتا ہے مچھلی کی وجہ سے اس میں بو ہوتی ہے۔ اس کو ریت میں خشک کر کے صاف کر لیا جاتا ہے۔

## العنتر

نیلی مکھی کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول ہر مکھی کو کہتے ہیں۔

صحیحین میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ وہ اپنی حدیث میں ”جو کہ ابو بکرؓ کی ظاہری کرامات پر مشتمل ہے“ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر نے کچھ لوگوں کی مہمان نوازی کی اور ان کو اپنے گھر میں بٹھایا اور خود نبی ﷺ کے پاس چلے گئے پھر واپسی پر دیر ہو گئی۔ جب واپس آئے تو پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا پانی دیا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو اپنے بیٹے عبدالرحمن کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے یا عنتر پھر اس کو برا بھلا کہا یعنی ان کو کہا تیرانا ک وغیرہ کئے۔ بعض روایات میں عنتر کا لفظ بھی آتا ہے یہ لفظ حقارت کے لئے بولا تھا۔

بعض نے کہا کہ اس کو نیلی مکھی سے اس لئے تشبیہ دی کیونکہ وہ سخت موذی ہوتی ہے۔ یہ لفظ غین کے ساتھ عنتر بھی مروی ہے اور اس کا معنی کمینہ ہے۔ اور عنترۃ ایک آدمی کا نام بھی ہے۔ اور وہ عنترۃ بن شداد بن معاویہ عیسیٰ ہے جو عرب کے شاہسواروں شاعروں اور کمال والے لوگوں میں سے تھا اور یہ جاہلیت کے جوانوں میں سے تھا اس کی بہادری کی مثال بیان کی جاتی تھی۔ سیبویہ نے کہا کہ عنترہ میں نون زائدہ نہیں ہے۔

## العندلیب

بلبل کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عنادل ہے کیونکہ جمع بناتے وقت پہلے لفظ کو رباعی بتاتے ہیں۔ پھر اس کی جمع اور تصغیر بنائی جاتی ہے۔ اور بلبل آواز نکالتی ہے۔

سعید بن موید بن محمد اندلسی شاعر مجید نے طنز کے وصف میں کیا عمدہ اشعار کہے ہیں:

وطنبور ملیح الشكل یحکی بنغمته الفصیحة عندلیبا

(۱) ستار بہت خوبصورت شکل کی ہے یہ اپنی سروں میں عندلیب کی نقل کرتی ہے۔

روی لما ذوی نغما فصاحا حواہافی قلبہ قضیبا

(۲) جب یہ کمزور ہو جاتی ہے تو فصیح نغمے گاتی ہے۔ جو اس نے ٹہنیوں میں ادھر ادھر جاتے اکٹھے کئے ہیں۔

حواہافی قلبہ قضیبا کذا من عاشر العلماء طفلا

یکون اذا نشاء شیخا ادیبا

(۳) اس طرح جو علما کے ساتھ بچپن میں زندگی گزارے تو جب وہ بڑا ہوتا ہے تو شیخ ادیب بن جاتا ہے۔  
اس کے عمدہ شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

احب العذول لتكراره  
حديث الحبيب علي مسمعي

(۴) میں ملامت گروں کو بہت پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے کانوں میں میرے دوست کی بات بار بار دہراتے ہیں۔

واهوى الرقيب لان الرقيب  
يكون اذا كان حبي مسمعي

(۵) اور میں رقیب کو بھی پسند کرتا ہوں کہ رقیب اس وقت ہوتا ہے جب میرا دوست میرے ساتھ ہوتا ہے۔

اس کی عمدہ شعروں میں سے یہ بھی ہیں۔

احذر صديقا ما ذقا  
مزج المرارة بالحلاوة يحصى الذنوب عليك

(۶) ملاوٹی دوستی سے دور رہو جو کڑواہٹ کو مٹھاس سے ملا دیتی ہے۔

ايام الصداقة للعداوة

(۷) دوستی کے دنوں میں دشمنی کے لئے وہ تیری غلطیوں کو شمار کرتا رہتا ہے۔

اور یہ دو شعر کیا عمدہ ہیں۔

ونهاية الدنيا وغاية اهله  
ملك يزول وستر قوم يهتك

(۸) دنیا اور اس کے رہنے والوں کی انتہا ایسا ملک ہے جو زائل ہونے والا ہے اور قوم کا ایسا پردہ ہے جو پھاڑ دیا جائے گا۔

تحلو فتعقب غصة ومرارة  
وتحب وهي بنا تصول وتفتك

(۹) دنیا بڑی میٹھی ہے لیکن اس کے بعد کڑواہٹ اور گلا گھونٹ جاتا ہے یہ دوست رکھتی ہے اور یہی حملہ کر کے چیر

پھاڑتی بھی دیتی ہے۔

اس کی وفات ۵۵۷ھ میں ہوئی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔ اس کو خواب میں دیکھنا ہوشیار لڑکا ہے۔

## العندل

موٹے سروالے اونٹ کو کہتے ہیں اس میں مذکر مونٹ برابر ہیں۔

## العنز

مادہ بکری کو کہتے ہیں۔ اس کے جمع اعنز اور عنوز ہے۔

بخاری ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”چالیس خصائل ہیں جن میں سے سب سے بڑی خصلت بکری کا بخشنا ہے۔ جو آدمی بھی ان میں سے کسی ایک خصلت

یر اللہ کے ثواب اور وعدے کی تصدیق کی امید میں عمل کرے گا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔“



حسان بن عطیہ راوی نے ابو کبشہ سے کہا کہ میں نے وہ چیزیں جو بکری بخشنے سے کم ہیں کو شمار کیا مثلاً سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا وغیرہ تو ہم پندرہ خصلتوں سے زیادہ تک نہ پہنچ سکے۔

ابن بطلال نے کہا کہ نبی ﷺ نے ان خصال کی تفصیل بیان نہیں کی اور معلوم رہے کہ نبی ﷺ کو ان باتوں کا علم تھا۔ لیکن یہ کام آپ نے کسی خاص مقصد سے کیا اور ان کا ذکر نہ کرنا ذکر کرنے سے زیادہ مفید ہوگا۔ اور یہ چیز اس ڈر سے ہے کہ ان چیزوں کو متعین کر دینے سے ان کی علاوہ دوسری چیزوں سے اور خیر کے راستوں میں بے رغبتی ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم اور نبی ﷺ سے ابواب الخیر اور ابواب البر پر رغبت دلانے میں بے شمار حدیثیں مروی ہیں۔

مجھے اپنے زمانے کے بعض لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ اس نے یہ خصلتیں تلاش کیں تو اس کو چالیس خصلتوں سے زیادہ خصائل مل گئے پھر انہوں نے وہ سارے بیان بھی کئے۔ میں کہتا ہوں کہ تیشمت العاطس کا لفظ شین معجمہ اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔ شین کے ساتھ منتشر چیزوں کو جمع کرنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عرب کہتے ہیں۔ اشمت الابل یعنی اونٹ چراگاہ میں جمع ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی چھینک مارنے والے کے لئے دعا دینا ہے۔ اور یہ اطراف کا اسم ہے۔ اور دوسرے لفظ میں اشارہ یہ ہے کہ اللہ اس کو اچھی خصلت نصیب کرے۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب ترغیب و ترہیب نے مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے کے باب میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر تمیں حق ہیں۔ جن سے بغیر ادائیگی اور معافی کے جان نہیں چھوٹ سکتی۔ (۱) اس کی لغزش کو معاف کرے۔ (۲) اس پر رحم کرے۔ (۳) اس کا پردہ چھپائے۔ (۴) اس کی کوتاہی کو معاف کرے۔ (۵) اس کی معذرت قبول کرے۔ (۶) اس کی غیبت کو رد کرے۔ (۷) ہمیشہ اس کو نصیحت کرے۔ (۸) اس کی دوستی کا تحفظ کرے۔ (۹) اس کے ذمے کا خیال کرے۔ (۱۰) اس کی بیماری میں عیادت کرے۔ (۱۱) اس کی موت پر حاضری دے۔ (۱۲) اس کی دعوت قبول کرے۔ (۱۳) اس کا ہدیہ قبول کرے۔ (۱۴) اس کا صلہ پورا پورا دے۔ (۱۵) اس کی نعمت کا شکر یہ ادا کرے۔ (۱۶) اس کی اچھی مدد کرے۔ (۱۷) اس کی بیوی کی حفاظت کرے۔ (۱۸) اس کی حاجات پورے کرے۔ (۱۹) اس کے سوال کی سفارش کرے۔ (۲۰) اس کی سفارش قبول کرے۔ (۲۱) اس کو مقصد میں ناکام نہ کرے۔ (۲۲) چھینک کا جواب دے۔ (۲۳) گم شدہ چیز تلاش کروائے۔ (۲۴) سلام کا جواب دے۔ (۲۵) اس کے ساتھ اچھا کلام کرے۔ (۲۶) اس کو بہت زیادہ انعام دے۔ (۲۷) اس کی قسموں کو سچا کرے۔ (۲۸) اس کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکے اور مظلوم کی مدد ہے یہ کہ اس کو اس کا حق لینے میں معاونت کرے۔ (۲۹) اس کا والی بنے عداوت نہ کرے کہ اس کو ڈس لے اور نہ اس کو رسوا کرے۔ (۳۰) اور اس کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اس کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے بے شک تم میں سے ایک اپنے بھائی کے حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس سے اس کا قیامت کے دن مطالبہ کرے گا۔ پھر علیؑ نے فرمایا۔ بیشک تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی چھینک کا جواب نہیں دیتا تو وہ قیامت کے دن اس کا اس سے مطالبہ کرے گا۔ ان خصائل جو خصائل احسان بن عطیہ نے شمار کئے ہیں سے چالیس سے زیادہ

خصائل جمع ہو سکتی ہیں۔

فائدہ: ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبری نے کتاب الدعوات میں اپنی سند سے سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے کہ علیؑ کو ایک دن بھوک لگی تو انہوں نے فاطمہؑ سے کہا آپ نبی ﷺ کے پاس جائیں اور کچھ لائیں آپ ﷺ ام ایمن کے پاس تھے تو انہوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا یہ کھٹکھٹانا فاطمہ کا ہے اور ایسے وقت میں وہ پہلے کبھی نہیں آئی۔ اس لئے اٹھ کر دروازہ کھولو۔ وہ انھیں دروازہ کھولا فاطمہ داخل ہوئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا فاطمہ پہلے تو آپ کبھی اس وقت نہیں آئیں انہوں نے کہا فرشتوں کا کھانا، تسبیح، تحمید میں ہے ہمارا کھانا کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم آل محمد کے گھر میں تیس دن سے آگ نہیں جلی اب میرے پاس کچھ بکریاں آئیں ہیں اگر تو چاہے تو پانچ بکریاں دے دوں اور اگر تو چاہے تو میں تجھے پانچ کلمے سکھا دیتا ہوں جو ابھی مجھے جبرائیل نے سکھائے ہیں۔ اس نے کہا جبرائیل نے جو پانچ کلمے سکھائے وہ سکھلا دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو۔

یا اول الاولین یا آخر الآخریں یا ذا القوة المتین یا راحم المساکین یا راحم الراحمین  
پھر جب وہ علیؑ کے پاس گئیں تو کہنے لگیں میں تیرے لئے دنیا لینے گئی تھی اور تیرے پاس آخرت لے کر آئی ہوں۔ اور یہ الفاظ بیان کئے۔ تو حضرت علیؑ نے کہا۔ یہ تیرے تمام دنوں سے بہتر ہے۔

حافظ مقدسی نے کتاب صفوة التصوف میں کہا کہ جابر بن عبد اللہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے جابر گیارہ بکریاں ہیں۔ کیا تجھے کو یہ پیاری ہیں یا جو کلمات مجھے ابھی جبرائیل نے بتائے ہیں اور وہ دنیا آخرت کی خیر کو جمع کرنے والے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں محتاج آدمی ہوں یہ کلمات مجھے بہت پیارے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ کہو۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ الْبَرُّ خَلَقَ عَلِيمٌ اللَّهُمَّ إِنَّكَ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ۔ اللَّهُمَّ إِنَّكَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اللَّهُمَّ إِنَّكَ الْجَوَّادُ الْكَرِيمُ۔ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَوَقِّفْنِي وَارْزُقْنِي وَاهْدِنِي وَنَجِّنِي وَعَافِنِي وَاسْتُرْنِي وَلَا تُضِلَّنِي وَأَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

آپ نے کلمات کو کئی مرتبہ دہرایا یہاں تک کہ انہوں نے اس کو یاد کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا تو خود بھی ان کو سیکھ لے اور اپنے پچھلوں کو بھی سکھا دے۔ پھر فرمایا ان کو ساتھ لے جاؤ کہتے ہیں میں ان کو اپنے ساتھ لے گیا۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل اور ماں ہاجرہ کیساتھ مل کر مکہ کی طرف ہجرت کی تو ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو عمالیت کہلاتے ہیں تو انہوں نے اسماعیل کو دس بکریاں بخشیں اب مکے کی ساری بکریاں اسی نسل سے ہیں۔ اور اس کی ہم مثل وہ بات ہے جو حرم کے کبوتروں کے متعلق گزر چکی ہے کہ وہ ان دو کبوتروں کی نسل سے ہیں جنہوں نے غار پر اپنا گھونسلہ بنایا تھا۔

فائدہ: نبیؐ نے فرمایا لا ینتطح فیہا عنزان یعنی اس میں دو بکریاں سینگ نہیں مارتیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خطمہ قبیلے کی ایک عورت جس کو عصماء بنت مروان کہتے ہیں وہ بنو امیہ میں سے تھی وہ مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بڑھکاتی اور ان کو تکلیف دیتی اور ان کے خلاف شعر کہتی۔ تو عمیر بن عدی نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بدر سے صحیح سالم واپس لوٹایا تو میں اس عورت کو مار ڈالوں گا۔ جب نبی ﷺ کو بدر سے واپس آئے تو اس نے حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔ پھر نبی ﷺ سے جا ملا اور ان

کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ جب نبی ﷺ اپنی مجلس کی طرف جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمیر بن عدی سے کہا کیا تو نے عصماء کو مار ڈالا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں جی۔ اور میرے اوپر اس کے قتل کا کوئی تاوان ہے۔ تو آپ نے فرمایا لا ینتطح فیہا عنران اس میں دو بکریاں نہیں سینگ ماریں گی۔ تو یہ پہلا کلمہ ہے جو نبی کے عمدہ اور مختصر کلام سے میں نے سنا۔ یہ کلمہ آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہا۔

اسی طرح آپ کا فرمان ہے۔ حمی الوطیس یعنی تندور بھڑک اٹھا۔ یعنی جنگ بھڑک اٹھی اور فرمایا مات حتف انفہ یعنی وہ اپنی طبعی موت مرا۔ مزید فرمایا لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔ یا خیل اللہ ارکبہ، الولد للفراش و للعاہر الحجر۔ کل الصيد فی جوف الفراء۔ الحرب خدعة، ایا کم و خضراء الدمن، ان مما ینبت الربیع ما یقتل حبطا او یلم۔ والا نصار کرشی و عبتی۔ ولا یجنی علی المرء الا یدہ۔

الشدید من غلب علی نفسه عند الغضب۔ لیس الخبر کالمعاینة المجالس بالامانة۔ الید العلیا خیر من الید السفلی البلاء موکل بالمنطق۔ الناس کاسنان المشط۔ ترک الشر صدقة۔ ای داء ادواء من البخل۔ الاعمال بالنیات۔ الحیاء خیر کلہ۔ الیمین الفاجرة تدع الدیار بلاقع۔ سید القوم خادمہم۔ فضل العلم خیر من فضل العبادۃ۔ الخیل معقود فی نواصیہ الخیر۔ اعجل الاشیاء عقوبة البغی۔ ان من الشعر لحکمة۔ الصحة و الفراغ نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس۔ نية المؤمن خیر من عملہ۔ و نية المنافق شر من عملہ۔ الولد للوطی۔ استعینو علی قضاء الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمة محسود۔ المکرو الخدیعة فی النار۔ من غشنا فلیس منا۔ المستشار مؤتمن۔ الندم توبة۔ الدال علی الخیر کفاعلہ۔ حبک الشیء یعمی و یصم۔ و العاریة مؤداة۔ الایمان قید الفتک۔

یہ اور اس جیسا آپ کا کلام اور بھی ہے۔ یہاں صرف عنز کا نام لیا کیونکہ یہ بکریوں کو سونگھ کر علیحدہ ہو جاتی ہیں اور مینڈھوں کی طرح سینگ نہیں لڑاتیں۔

ابن درید کہتے ہیں کہ جب عثمان قتل ہوئے تو عدی بن حاتم نے کہا کہ اس میں دو بکریاں سینگ نہیں لڑائیں گی۔ جب جنگ جمل میں اس کی آنکھ پھوڑ دی گئی تو اس کو کہا گیا لا ینتطح العنزان فی قتل عثمان تو اس نے کہا کیوں نہیں بہت سی آنکھیں پھوڑی جائیں گی۔ یہ بات اس طرح ابن اسحق اور دمیاطی وغیرہ نے بھی بیان کی ہے۔

ابو ہریرہ سے بیان ہے کہ مجھے صادق المصدق ﷺ نے بتایا کہ سب سے پہلے جس جھگڑے کا فیصلہ کیا جائے گا وہ دو بکریاں ہوں گی ایک سینگ والی ہوگی اور ایک بغیر سینگ کے اسکو طبرانی نے معجم الاوسط میں ذکر کیا ہے۔ اس میں جابر جعفی ہے جو ضعیف ہے۔ شرعی حکم: یہ حلال ہے محرم ہرنی کو مار ڈالے تو اس کی جگہ اس کو بطور فدیہ ادا کرے۔ اس کی تحقیق باب الغین معجمہ میں آئے گی۔ ضرب الامثال: حدیث میں گزر چکا ہے کہ لا ینتطح فیہا عنزان یعنی دو کمزور چیزیں بھی وہاں آپس میں لڑائی نہیں کریں گی کیونکہ سینگ لڑانا پہاڑی بکروں اور مینڈھوں کی خصوصیت ہے اور بکریوں کی نہیں ہے۔

اور یہ مثال ایک مخصوص واقع کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے پیچھے نہ کوئی جزا اور نہ جھگڑا ہے۔ کہتے ہیں فلان اضطرط من عنز فلاں آدمی بکری سے بھی زیادہ ہوا خارج کرنے والا ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں عنز بھا کل داء یہ مثال جانوروں میں سے سب سے زیادہ عیب والے کے لئے بولی جاتی ہے فزاری نے کہا بکری کی ننانوے بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور عنز مادہ عقاب کو بھی کہتے ہیں جیسا کہ شعر میں ہے۔

اذا ما العنز من ملق تدلت ضحيا وهي طاوية تحوم

(۱) جب مادہ عقاب بھوکی ہوتی ہے تو وہ تیزی سے گھومتی ہوئی روشنی والی جگہ میں اترتی ہے۔

خواص: بکری کا دماغ نوشادر سے ملا کر بال اکھیڑ کر اس جگہ لگا دیا جائے تو وہاں کبھی بال پیدا نہیں ہوتی۔ ارسطو کہتا ہے کہ بکری کا دماغ پیاز یا تھوم سے ملا کر نوچے ہوئے بالوں کی جگہ لگایا جائے تو وہاں بال نہیں آگتے اس کی پنڈلی کو دھو کر سلسل البول والے آدمی کو پلایا جائے تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اس کے دودھ سے کاغذ پر لکھا جائے گا تو وہ لکھا ہوا واضح نہیں ہوگا پھر اگر اس پر راکھ پھینکی جائے تو کتابت سامنے آ جائے گی۔

ہر مس نے کہا جس وقت بکری کے دماغ اور بچو کا خون ایک دائق بھر لیا جائے اور دودانوں کے برابر کافور بھی لے کر کسی آدمی کے نام کے ساتھ اس کو گونداھا جائے تو جب وہ آدمی اس کو کھائے گا تو اس میں روحانی محبت پیدا ہو جائے گی۔ اس کا پتہ اور خون دائق بھر لے کر سیاہ بلی کا نصف دائق دماغ ملا کر کسی آدمی کو کھلا دیا جائے تو اس کی شہوت جماع ختم ہو جائے گی۔ اور عورت کے پاس نہیں جاسکے گا یہاں تک اس عمل کو تحلیل کر دیا جائے اور عمل تحلیل یہ ہے کہ اس کو ہرنی کا انقمہ (دودھ ہی پینے والے بچے کے پیٹے سے نکالا جانے والا مادہ جس کو کسی اونی کپڑے میں رکھ لیتے ہیں تاکہ خشک ہو جائے پھر اس میں پنیر ملا کر اس کو مچھنہ کہتے ہیں) بکری کے دودھ میں ملا کر گاڑھا کر کے پلا دیا جائے تو یہ عمل تحلیل ہو جائے گا۔

## العنظب

نرڈی کو کہتے ہیں۔ ایک لغت میں نطاء کی فتح ہے۔ کسائی نے کہا عنظب عنظاب اور عنظوب بھی کہتے ہیں۔ اس کی مؤنث

عنظوبہ ہے اور جمع مذکر عناظب ہے شاعر کہتا ہے:

روؤس العناظب کا العنجد نڈیوں کے سر عنجد کی طرح ہیں

جمع مؤنث عنظوبات ہے سیبویہ کی کتاب میں العنظباء مد اور ضمہ کے ساتھ ہے۔

## العنظوانة

مؤنث نڈی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع عنظوانات ہے۔ نڈیوں کا ذکر پہلے باب الجیم میں گزر چکا ہے۔

## عنقاء مغرب و مغربة

یہ ان الفاظ میں سے ہے جو اصلی معنی پر دلالت نہیں کرتے۔ بعض نے کہا یہ ایک مسافر پرندہ ہے۔ جو پہاڑ جتنے بڑے انڈے

دیتا ہے اور دور تک اڑتا ہے اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی گردن میں طوق کی سی سفیدی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک پرندہ ہے جو سورج کے مغرب میں ہوتا ہے۔ قزوینی کہتے ہیں کہ یہ جسم اور تخلیق کے لحاظ سے تمام پرندوں سے بڑا ہے۔ جس طرح گدھ چوہے کو اٹھالیتی ہے اس طرح یہ ہاتھی کو اٹھالیتا ہے۔ پہلے لوگوں کے مابین یہ ہوتا تھا تو انہوں نے اس سے بڑی تکلیف محسوس کی حتیٰ کہ ایک دن زیور سمیت ان کی دلہن چھین کر لے گیا تو حنظلہ نبی نے اس کے خلاف یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو خط استواء سے پرے بحر محیط کے کسی جزیرے میں پھینک دیا۔ اور یہ ایسا جزیرہ ہے جہاں لوگ نہیں جا سکتے۔ اس میں بہت حیوان ہیں جیسے ہاتھی، گینڈا، بھینس، گائے اور درندوں کی تمام اقسام اور شکاری پرندے ہوتے ہیں۔ عنقاء مغرب جب اڑتا ہے تو اس کے پروں سے بجلی کے کڑکنے اور سیلاب کی طرح آواز آتی ہے۔ یہ دو ہزار سال تک زندہ رہتا ہے۔ جب یہ پانچ سو سال کا ہوتا ہے تو اپنے جوڑے سے ملاپ کرتا ہے۔ جب اس کے انڈوں کا وقت آتا ہے تو اس کو بہت درد ہوتا ہے۔ پھر قزوینی نے اس کے وصف کو کافی لمبا چوڑا بیان کیا ہے۔

ارسطو طالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ عنقاء مغرب کو کبھی کبھی شکار بھی کر لیا جاتا ہے تو اسکے پنجوں سے پینے کے بڑے بڑے پیالے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ دو بیل کھڑے کرتے ہیں اور ان کے درمیان ایک رہٹ لگایا جاتا ہے۔ اور اس کو بڑے بڑے پتھروں سے بھاری کر دیتے ہیں۔ اور رہٹ کے درمیان ایک گھر بنا دیتے ہیں۔ جس میں آدمی چھپا ہوتا ہے اس کے پاس آگ ہوتی ہے۔ عنقاء بیلوں پر حملہ کر کے ان کو لے جانا چاہتا ہے جب وہ ان بیلوں میں یا ایک بیل میں اپنے ناخن گاڑتا ہے تو وہ ان کو زمین سے اٹھانے پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ اس پر بڑے بڑے پتھر ہوتے ہیں۔ اوہ خود بھی اس سے الگ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے پنجے اس میں گڑے ہوتے ہیں۔ تو شکاری آدمی آگ لے کے نکلتا ہے تو اس کے پروں کو جلا دیتا ہے۔ عنقاء کا پیٹ بیل کے پیٹ کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کی ہڈیاں درندوں کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ شکاری پرندوں میں سب سے بڑا ہوتا ہے۔

علامہ ابوالبقاء عکبری شرح مقامات میں کہتے ہیں کہ اہل الرس کی سرزمین میں ایک پہاڑ تھا جس کو مخ کہتے ہیں جو آسمان میں ایک میل تک اونچا تھا۔ اس میں بڑے بڑے پرندے ہیں عنقاء بھی ان میں ہوتا تھا۔ جس کا منہ انسان کے منہ کی طرح ہوتا تھا۔ اور اس میں تمام حیوانات کی مشابہت پائی جاتی تھی۔ یہ بڑا خوبصورت پرندہ تھا اس پہاڑ میں سال میں ایک دفعہ آتا تھا تو اس کے پرندوں کو اٹھالیتا تھا ایک سال یہ بھوکا تھا تو پرندے اس کو نہ ملے تو ایک بچے پر ٹوٹ پڑا اور اس کو اٹھا کر لے گیا پھر ایک لڑکی اٹھا لے گیا۔ لوگوں نے اس کی شکایت اپنے نبی حنظلہ بن صفوان سے کی تو انہوں نے اس کی خلاف بردعا کی تو اس کو ایک زوردار چیخ پہنچی جس سے وہ جل گیا۔

حنظلہ بن صفوان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان والے زمانے میں تھے دوسرے علماء نے کہا ہے کہ اس پہاڑ کو فتح کہتے ہیں۔ عنقاء کو عنقاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔ پھر اس قوم نے اپنے نبی کو مار ڈالا تو اللہ نے ان سب کو بھی ہلاک کر دیا۔

سہیلی نے تاریخ والا اعلام میں اللہ کے اس فرمان **وَبَشِّرِ مُعْطَلَةَ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ** کی تشریح میں کہا ہے کہ بئر سے مراد رس

ہے اور یہ رس عدن میں شمودیوں کی ایک بقایا امت کا تھا ان کا ایک بادشاہ بڑا خوش اخلاق عادل تھا اس کو علس کہا جاتا تھا۔ اور کنویں سے پورے شہرے والے اور دیہات والے اور تمام ان کی گائیں بکریاں اور چوپائے پانی پیتے تھے اور ان کے لئے اس پر بہت سے حوض تھے۔ اور سب لوگ ان کے حوالے کئے گئے تھے۔ ان کی برتن رخام کے تھے۔ اور وہ حوضوں کی طرح تھے لوگ ان سے پانی بھرتے تھے اور کچھ جانوروں کے لئے تھے۔ لوگ اس سے رات دن باری باری پانی لیتے۔ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کچھ پانی نہ تھا۔ بادشاہ کی عمر زیادہ ہو گئی۔ جب اس کی موت آئی تو انہوں نے اس کو تیل لگا دیا تاکہ اس کی خوبصورتی باقی رہے اور اس میں تبدیلی نہ آئے۔ اسی طرح وہ اپنے مردوں سے کیا کرتے تھے۔ جبکہ وہ آدمی ان میں معزز ہوتا۔ جب وہ بادشاہ فوت ہو گیا تو یہ بات ان پر مشکل ہو گئی اور انہوں نے دیکھا کہ ان مسئلہ خراب ہو گیا ہے تو چیخنے لگے۔ تو شیطان نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور مرنے کے کافی دنوں بعد بادشاہ کے جسم میں داخل ہو گیا۔ اور ان کو بتایا کہ وہ نہ مرا ہے نہ کبھی مرے گا۔ پھر کہا میں تم سے غائب ہوا ہوں تاکہ تمہارا رویہ دیکھ سکوں۔ تو لوگ بڑے خوش ہوئے اور بادشاہ کے خاص آدمیوں کو کہا کہ اس کے لئے ایک پردہ لگا دیں تاکہ وہ اس پردے کے پیچھے سے ان کے ساتھ کلام کر سکے تاکہ اس کی شکل میں ان کو موت معلوم نہ ہو۔ تو انہوں نے پردے کے پیچھے اسے بت بنا کر کھڑا کر لیا اور اس نے ان کو بتایا کہ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے مگر وہ مرے گا نہیں اور وہ ان کا الہ ہے اور یہ سب باتیں شیطان اپنی زبان میں ان سے کر رہا تھا۔ اور بہت سے لوگوں نے اس کی تصدیق کی لیکن بعض نے ان میں سے شک کیا۔ لیکن اس کی تصدیق کرنے والوں سے مومن لوگ کم تھے۔ جب بھی کوئی خیر خواہ اس سے کلام کرتا تو وہ اس کو جھڑک دیتا اور ڈانٹ دیتا۔ تو کفران میں پھیلتا چلا گیا اور وہ لوگ اس کی عبادت پر متوجہ ہو گئے۔ تو اللہ نے ان کی طرف ایک نبی بھیجا جس پر نیند میں وحی آتی تھی۔ جاگتے ہوئے نہیں آتی تھی۔ اس کا نام حنظلہ بن صفوان تھا۔ تو اس نے ان کو بتایا کہ یہ تصویر محض بت ہے جس میں کوئی روح نہیں ہے۔ اور شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا تھا۔ اور اللہ مخلوق سے مشابہ نہیں ہوتا۔ اور بادشاہ اللہ کا شریک بھی نہیں بن سکتا۔ اس نبی نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور اللہ کے عذاب اور غلبے سے ڈرایا تو انہوں نے اس کو تکلیف دینا شروع کر دی اور اس سے دشمنی نکالی۔ لیکن وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے مار ڈالا اور کنویں میں پھینک دیا۔ اس وقت ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ رات کو انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا پیا جب صبح ہوئی تو ان کا پانی زمین کی گہرائی میں چلا گیا اور ان کی رسی کام نہ دیتی تھی۔ تو سارے بچے مرد عورتیں چیخ پڑے اور پیاس نے ان کو اور ان کے چوپایوں کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ وہ مرنے لگے اور ہلاک ہونے لگے۔ اور ان کے پیچھے درندے آئے اور ان کے گھروں میں بجوا اور لومڑا آئے۔ ان کے باغوں میں بیریاں اور کانٹے پیدا ہو گئے۔ تو وہاں صرف جنوں کی آواز اور شیر کی گرج سنی جاتی تھی۔

ہم اللہ کے عذاب اور اس کے غصے کو واجب کرنے والے عمل سے بھی پناہ چاہتے ہیں۔

قصر مشید وہ محل ہے جس کو شداد بن عاد بن ارم نے بنایا تھا۔ اور زمین میں اس جیسا کوئی محل بھی قابل ذکر نہیں بنایا گیا انسانوں کے بعد اس عمارت کا حال بھی وحشت ناک میں اس کنویں کی طرح کا ہو گیا۔

اور آبادی کے بعد اجڑ گیا تو اس کے قریب میلوں تک کوئی نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ یہاں سے جنوں کی کرخت آوازیں اور دیگر بری آوازیں آتی تھیں۔ حالانکہ اس سے پہلے وہاں نعمتیں تھیں عیش اور منظم زندگی تھی اور وہ جب ہلاک ہو گئے تو دوبارہ کبھی نہ

آسکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کا ذکر بطور نصیحت اور نافرمانی اور مخالفت کے انجام سے ڈراتے ہوئے کیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

محمد بن اسحاق نے محمد بن کعب قرظی سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے ایک حبشی غلام جنت میں داخل ہوگا۔ واقع یوں ہے کہ اللہ نے ایک نبی ایک بستی کی طرف بھیجا تو بستی والے اس پر ایمان نہ لائے مگر ایک سیاہ رنگ کا غلام ایمان لایا۔ پھر اس بستی والوں نے اس نبی کے ساتھ زیادتی کی اور اس کے لئے کنواں کھود کر اس کو اس میں ڈال دیا اور اوپر ایک بہت بڑا پتھر رکھ دیا تو یہ سیاہ غلام جاتا اور اپنی پیٹھ پر ایندھن لاد کر بازار میں بیچ کر کھانا پانی لے کر اس کنویں کے پاس آتا تو اللہ اس کی امداد کرتے تو اس پتھر کو ہٹا کر کھانا پینا نیچے لٹکا دیتا۔ کچھ عرصہ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ ایک دن وہ معمول کے مطابق ایندھن لینے گیا۔ جب گٹھابنا کر فارغ ہوا اور اسے اٹھانے لگا تو اس پر نیند غالب آگئی اور سو گیا تو سات سال تک وہ یونہی سویا رہا۔ پھر دوسرے پہلو کے بل لیٹ گیا تو پھر سات سال تک اس کو اللہ نے سلائے رکھا۔ پھر اٹھا اور اپنا گٹھا اٹھایا اور وہ سمجھا کہ وہ دن کی ایک گھڑی سویا ہے۔ بستی میں آ کر اس نے ایندھن بیچا اور کھانا پینا معمول کے مطابق خریدا اور کنویں کی طرف چل دیا وہاں نبی کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ کیونکہ اس نبی کی قوم نے اس کی صداقت پہچان لی تو اس کو نکال کر اس پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر دی۔ تو نبی اس سیاہ غلام کے متعلق پوچھا کرتا کہ وہ کدھر گیا ہے تو لوگ کہتے ہم کو علم نہیں یہاں تک کہ اللہ نے اس نبی کی روح قبض کر لی اور اس سیاہ غلام کو نیند سے اٹھایا تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ سیاہ غلام سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نبی کو گڑھے سے نکال کر اس پر ایمان لائے تو اللہ کے اس قول کے دو متضاد معنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ اس نے اصحاب الرس کو ہلاک کر دیا ہاں یہ بات ہو سکتی ہے کہ اس نبی کے بعد کسی نئی بدعت کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ہوں جو انہوں نے اپنے اس نبی کے بعد ایجاد کی ہو جس کو وہ کنوئیں سے نکال کر اور اس پر ایمان لائے تھے تو شاید بات بن جائے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے تاریخ احمد بن عبد اللہ بن احمد فرغانی جو کہ نزیل مصر تھا میں دیکھا ہے کہ عزیز بن نزار بن معز جو مصر کا والی تھا اس کے پاس ایسے عجیب و غریب جانور جمع تھے کہ جو کسی اور کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ ان میں ایک عنقاء پرندہ بھی تھا۔ جو مصر کی سرزمین سے آیا تھا۔ جو لمبائی میں بلشون کی طرح ہوتا ہے لیکن یہ اس سے بڑے جسم والا تھا۔ اس کی داڑھی بھی تھی اور اس کے سر پر ایک بچاؤ کی چیز تھی۔ اس میں چند رنگ تھے اور بہت سے پرندوں کی مشابہت تھی۔ اس سے پہلے زخشری کے بیان سے یہ بات گزر چکی ہے کہ عنقاء کی نسل ختم ہو چکی ہے اور یہ اب دنیا میں موجود نہیں۔

ربیع الا برار کے آخر میں باب الطیر میں ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے زمانے میں ایک پرندہ پیدا کیا جس کا نام عنقاء تھا۔ جس کے ہر جانب چار پر تھے۔ اور انسان کے چہرے کی طرح ایک چہرہ تھا۔ اللہ نے اس کو ہر چیز کا حصہ دیا تھا اور اس کا زبھی اللہ نے اسی جیسا پیدا کیا۔ پھر اللہ نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میں نے دو عجیب جانور پیدا کئے ہیں اور ان کا رزق ان وحشیوں کو بنایا ہے جو بیت المقدس کے آس پاس ہیں۔ اور جو کچھ بنی اسرائیل کو دیا ہے یہ اس میں ایک زیادتی ہے تو انہوں نے نسل کشی کی تو ان کی نسل بڑھ گئی۔ جب موسیٰ فوت ہوئے تو یہ وہاں سے منتقل ہو کر نجد و حجاز میں چلے گئے۔

وہاں وحشی جانوروں اور بچوں کو اٹھا کر لے جانے لگے یہاں تک کہ نبی ﷺ سے پہلے خالد بن سنان عبسی کو جو کہ عبسی قبیلہ کا تھا خبر دی گئی تو اس نے اللہ سے دعا کی تو ان کی نسل کٹ گئی اور وہ ختم ہو گئے اور آج ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

ابن ابی خیشمہ کی کتاب البدء میں خالد بن سنان عبسی اور اس کی نبوت کا ذکر ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ آگ کا فرشتہ اس کے حوالے کر دیا گیا اور یہ بھی ہے کہ اس کے حوالے جہنم کا داروغہ مالک بھی کر دیا گیا اور ان کی نبوت کی نشانیوں میں سے یہ بات تھی کہ ایک آگ تھی جس کو نار الحدیثان کہتے ہیں۔ وہ ایک جنگل سے نکل کر لوگوں کے پاس آتی اور لوگوں اور جانوروں کو کھا جاتی اور وہ لوگ اس کو موڑ نہیں سکتے تھے۔ تو خالد بن سنان نے اس آگ کو واپس کر دیا۔ تو پھر وہ واپس نہیں آئی۔

ابن عربی کی فصوص کے شارحین نے ایک عجیب و غریب قصہ ذکر کیا ہے۔ اور عنقریب اس کے بارے میں کچھ اشارہ لفظ غیر وری دارقطنی میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک نبی تھا جس کو ان کی امت نے ضائع کر دیا یعنی وہ خالد بن سنان تھا۔ اس کے علاوہ دیگر علماء نے بیان کیا ہے کہ اس کی بیٹی نبی ﷺ کے پاس آئی۔ تو نبی ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور فرمایا بہترین نبی کی بیٹی کو خوش آمدید۔ یا اس کے علاوہ کچھ اور کہا۔

کواشی اور زختری وغیرہما نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ اور نبی ﷺ کے درمیان چار نبی ہوئے ہیں۔ جن میں تین نبی بنی اسرائیل میں سے تھے اور ایک نبی عرب میں تھا جس کا نام خالد بن سنان عبسی تھا۔ بغوی نے ذکر کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

قاضی فاضل اکثر یہ شعر پڑھتا تھا۔

و اذا السعادة لاحظتك عيونها  
نم فالمخاوف كلهن امان

”جب تجھے نیک بختی کی آنکھیں دیکھ رہی ہوں تو تو سو جا کیوں کہ تمام خوفناک مقامات پر امن ہو جائیں گے۔“

واصطد بها العنقاء فهى حباله  
واقصد بها الجوزاء فهى عنان

”وہاں تو عنقاء کا بھی شکار کر سکتا ہے کیونکہ یہی اس کا جال ہے اسی نیک بختی کے ساتھ تو جوزاء کے پیچھے بھی چل کیونکہ

یہی اس کی بھی باگ دوڑ ہے۔“

عقاب میں یہ مذکور ہے کہ ابوالعلاء المعری کے شعر میں یہی مراد ہے:

هى العنقاء تكبران تصادا  
فعاندا من تطيق له عنادا

”یہ عنقاء ہے یہ اس بات سے بلند ہے کہ اس کا شکار کیا جائے۔ اس لئے تو دشمنی اس شخص سے کر جس سے دشمنی کی تجھے

طاقت ہو۔“

ضرب الامثال: کہا جاتا ہے حلقہ بہ عنقاء مغرب یعنی میں نے اس کے ذریعے مغرب کے عنقاء کو موٹھ ڈالا۔ یہ

مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جس سے مایوسی ہو جائے۔

شاعر کہتا ہے۔

الجود والغول والعنقاء ثالثة  
اسماء اشياء فلم توجد ولم تكن



”سخت جن اور عنقاء یہ تینوں چیزوں کے نام ہیں جو نہ موجود ہیں اور نہ کبھی تھیں۔“

اس شعر کا ذکر عنقریب غول میں بھی آئے گا۔

التعبیر : خواب میں عنقاء کو دیکھنا ایک بلند مرتبہ بدعتی آدمی کو دیکھنا ہے۔ جو کسی کو ساتھی نہ بناتا ہو۔ جس نے عنقاء کو دیکھا کہ وہ اس سے کلام کر رہا ہے تو اسے خلیفہ کی طرف سے رزق حاصل ہوگا۔

اور کبھی کبھی وزیر بنے گا جو عنقاء پر سوار ہو وہ کسی ایسے شخص پر غالب آئے گا جس کی کوئی مثال نہ ہو اور جس نے عنقاء کو شکار کیا وہ خوبصورت عورت سے شادی کرے گا۔ کبھی کبھی عنقاء کے ساتھ بہادر زلزلے کے تعبیر دی جاتی ہے۔ جبکہ اس کی عورت حاملہ ہو۔

## العنكبوت

ایک چھوٹا سا جانور جو فضا میں جالا بنتا ہے اس کی جمع عنکب ہے۔ مذکر کو عنکب کہتے ہیں اس کی کنیت ابوخیثمہ اور ابو قشعم ہے۔ مونث کو ام قشعم کہتے ہیں۔ عنکبوت بروزن فعللوت ہے۔ یہ چھوٹی ٹانگوں والی اور بڑی آنکھوں والی مکڑی ہوتی ہے۔ ایک مکڑی کی آٹھ ٹانگیں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں۔ جب یہ مکھی کا شکار کرنا چاہتی ہے زمین سے چمٹ جاتی ہے اپنے پہلوؤں کو پرسکون کر لیتی ہے اور اپنے سانسوں کو سمیٹ کر مکھی پر کود پڑتی ہے اور اس کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔

افلاطون نے کہا تمام چیزوں میں سب سے زیادہ حریص مکھی ہوتی ہے۔ اور سب سے زیادہ قناعت والی مکڑی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ قناعت کرنے والی مکڑی کا رزق سب سے زیادہ حریص چیز میں رکھ دیا تو پاک ہے اللہ تعالیٰ باریک بین اور خیر دار اور اس کی اس مذکورہ قسم کو ذباب بھی کہتے ہیں۔

اس کی ایک قسم وہ ہے جو سرخی مائل ہوتی ہے اور اس کے جسم پر روئیں ہوتی ہیں اور اس کے سر میں چار ڈنگ ہوتے ہیں جن کے ذریعے وہ ڈستی ہے وہ جالا نہیں بنتی بلکہ زمین کھود کر اپنا گھر بناتی ہے اور وہ باقی کیڑوں مکوڑوں کی طرح رات کو نکلتی ہے۔

اس کی ایک قسم رتلاء ہے اس پر باب الرءاء المہملہ میں کلام گزر چکا ہے۔ جا حظ کہتے ہیں کہ عنکبوت کے بچے ان تمام بچوں سے زیادہ عجیب ہوتے ہیں کہ جو دنیا میں آتے وقت لباس پہنے ہوئے اور کماتے ہوئے ہوتے ہیں کیونکہ مکڑی کے بچے پیدا ہوتے ہی جالا بننے کی بغیر تلقین اور تعلیم کے طاقت رکھتے ہیں۔ وہ انڈے دینے لگتے ہیں اور انہیں سینے لگتے ہیں۔ پہلے پہل یہ ایک کیڑے کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں پھر مکڑی بن جاتے ہیں۔ اس کی صورت تین دنوں میں مکمل ہوتی ہے۔ یہ دیر تک جفتی کرتے رہتے ہیں۔ جب مذکر مونث کا ارادہ کرتا ہے تو جالے کے دھاگوں کو مضبوطی کے ساتھ درمیان سے پکڑ لیتا ہے۔ پھر مونث بھی اسی طرح کرتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں تو مذکر کا پیٹ مونث کے پیٹ کے سامنے آ جاتا ہے۔ مکڑیوں کی یہ قسم نہایت سمجھدار ہے۔ اس کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے جال کا تانا لبا تانتا ہے پھر بانا بنتا ہے پھر درمیان سے ابتدا کرتا ہے اور اپنے مکان کے آخر میں شکار کے لئے الماری کی طرح ایک جگہ تیار کرتا ہے جب کوئی چیز ان کے بنے ہوئے جالے میں گر پڑتی ہے تو یہ اس کی طرف جا کر اس پر نیچے مارتا ہے یہاں تک کہ اس کو کمزور کر دیتا ہے جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یہ کمزور ہو گیا ہے تو اس کو اٹھا کر الماری کی طرف لے جاتا ہے۔ اور

جب شکار جالے میں سے کسی چیز کو پھاڑ دے تو یہ اس کو دوبارہ درست کر دیتا ہے۔ جس چیز کے ساتھ وہ جالا بنتا ہے وہ چیز اس کے پیٹ سے نہیں نکلتی بلکہ اس کی جلد کے باہر کی طرف سے نکلتی ہے اس کا منہ لمبائی میں پھٹا ہوا ہوتا ہے اور یہ قسم اپنے گھر کو ہمیشہ اپنی شکل کے مطابق بنتی ہے اور اس کے گھر کے وسعت اتنی ہوتی ہے کہ جس میں اس کی اپنی شخصیت چھپ سکے۔

فائدہ: ثعلبی اور ابن عطیہ وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مکڑی کے جالے سے اپنے گھروں کو پاک کرو کیونکہ اس کو اپنے گھر میں چھوڑنے سے فقیری جنم لیتی ہے۔

مراہیل ابی داؤد میں یزید بن مزید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مکڑی شیطان ہے اس کو قتل کرو کامل ابن عدی میں مسلمہ بن علی الخنسی کے حالات زندگی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مکڑی شیطان ہے اللہ نے اس کو مسخ کر دیا تم اس کو قتل کرو یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور یزید بن مزید ہمدانی صنعانی دمشقی عبادہ ابن صامت اور شداد بن اوس کو ملا ہے اور یہ بات اس نے کہی ہے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ مجھے ڈرائے کہ اگر میں نافرمانی کروں گا تو وہ مجھے حمام میں قید کر دے گا تو میرے لئے یہ چیز زیادہ بہتر ہے کہ میری آنکھیں کبھی خشک نہ ہوں۔ حکمرانوں نے اس کو قضا کے عہدے کے لئے طلب کیا تو یہ بازار بیٹھ کر کھانے لگا تو اس طریقے وہ ان سے بچ گیا۔

ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ﴾ (النساء: ۷۷) کی تفسیر میں کہا ہے کہ پہلے زمانے ایک عورت تھی جس کا ایک نوکر تھا۔ اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے اپنے اس نوکر سے کہا کہ ہمارے لئے آگ کی کوئی چنگاری لے کر آؤ وہ نکلا تو اس کو دروازے پر ایک آدمی ملا اس نے اس کو کہا اس عورت نے کیا جنا ہے نوکر نے کہا۔ لڑکی۔ اس شخص نے کہا۔ بے شک یہ لڑکی اس وقت تک نہیں مرے گی جب تک اس نے سو آدمیوں کے ساتھ زنا نہ کر لیا ہوگا۔ اور اس عورت کا نوکر اس سے شادی کرے گا اور اس عورت کی موت مکڑی کے ذریعے ہوگی اس نوکر نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم سو بار زنا کرنے کے بعد میں اس عورت سے شادی نہیں کروں گا میں اس کو ضرور قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے چھری لی اور اندر جا کر اس لڑکی کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور جدھر سے آیا ادھر ہی واپس کشتی پر سوار ہو کر چلا گیا۔ اس بچی کے پیٹ کو سیا گیا اور اس کا علاج کیا گیا تو وہ ٹھیک ہو گئی وہ جوان ہوئی تو اپنے دور کی خوبصورت ترین عورتوں میں اس کا شمار ہونے لگا وہ زنا کرواتی تھی پھر سواحل سمندر میں سے کسی ساحل پر آ گئی اور وہاں قیام کر کے بدکاری کرواتی رہی۔ جتنا عرصہ اللہ نے چاہا وہ آدمی کہیں سفر میں قیام پزیر رہا پھر وہ اس ساحل پر آیا اور اس کے پاس بہت زیادہ مال تھا۔ ساحل سمندر پر رہنے والوں میں سے ایک عورت سے کہا میرے لئے بستی کی سب سے زیادہ خوبصورت عورت تلاش کرو میں اس سے شادی کروں گا۔ اس نے کہا یہاں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت موجود ہے مگر وہ زانیہ ہے اس نے کہا اسے میرے پاس لے کر آؤ وہ عورت اس لڑکی کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ ایک آدمی آیا ہے جس کے پاس بہت زیادہ مال ہے اس نے مجھے اس طرح کہا ہے۔ تو وہ کہنے لگی میں نے زنا کرنا چھوڑ دیا ہے لیکن اگر وہ چاہتا ہے تو میں اس سے شادی کر لیتی ہوں مجاہد کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اس عورت سے شادی کر لی تو عورت نے اس مرد کے دل میں بہت اعلیٰ مقام حاصل کر لیا اور وہ مرد اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا۔ اسی دوران ایک دفعہ وہ آدمی اس عورت کے پاس تھا تو اس نے اس کو اپنا سارا واقعہ بیان کیا تو اس

عورت نے کہا میں ہی وہ لڑکی ہوں اور اس نے اپنے پیٹ کا پھٹا ہوا حصہ بھی اس کو دکھایا پھر کہنے لگی میں نے زنا کئے ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ سو سے کم ہیں یا زیادہ اس آدمی نے کہا کہ مجھے یہ پتہ چلا تھا کہ تمہاری موت مکڑی کے ذریعے ہوگی پھر اس آدمی نے اس لڑکی کے لئے صحراء میں ایک محل بنا دیا اور اس کو مضبوط کیا ایک دفعہ وہ دونوں اس محل میں تھے کہ اچانک ایک مکڑی چھت میں دکھائی دی آدمی نے کہا یہ مکڑی ہے عورت کہنے لگی یہ مجھے مار ڈالے گی۔ میرے علاوہ اس کو کوئی قتل نہیں کرے گا۔ پھر اس عورت نے اس کو ہلایا تو گر پڑی یہ عورت اس کے پاس گئی اور اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس پر رکھ کر اسے روند دیا تو اس مکڑی کا زہر اس کے ناخنوں اور گوشت میں پھیل گیا اس کی ٹانگ سیاہ ہو گئی اور یہ مر گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ﴾ (النساء: ۷۷)

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیات ان منافقین کے متعلق اتری ہیں کہ جنہوں نے احد کے شہداء کے متعلق کہا تھا ﴿لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا تَوَأَوْا مَا قُتِلُوا﴾ یعنی یہ اگر ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ان کا رد فرمایا ﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ﴾ (النساء: ۷۷) ”بروج“ قلعوں کو کہتے ہیں المشیدۃ یعنی بلند اور لمبے۔ قتادہ نے کہا اس کا معنی ہے ”قلعہ نما محل“ عکرمہ نے کہا ”محصصہ“ اور ”مشیدہ“ چونکہ گچ کو کہتے ہیں۔

عنکبوت کے لئے یہی شرف کافی ہے کہ اس نے نبی ﷺ کی غار پر جالا بنا تھا۔ اور یہ قصہ کتب تفسیر اور سیرت وغیرہا میں موجود ہے مکڑی نے اس غار پر بھی جالاتا تھا کہ جس میں عبداللہ بن انیس داخل ہوئے تھے۔ جب ان کو نبی ﷺ نے خالد بن نیج الہزلی کے قتل کے لئے عمر نہ روانہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے قتل کیا اور اس کا سراٹھا کر وہ غار میں چلے گئے تو مکڑی نے غار پر جالاتن لیا۔ تلاش کرنے والے آئے تو ان کو کچھ نہ ملا تو وہ واپس چلے گئے پھر یہ نکل کر سر سمیت نبی ﷺ کے پاس چلے گئے۔ جب نبی ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا بے شک چہرہ کامیاب ہو تو اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ کامیاب ہوا۔ اور خالد بن نیج کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی وہ آپ نے عبداللہ کو دے دی اور فرمایا اس کے ذریعے تو جنت میں چلے گا تو یہ لاٹھی ان کے پاس تا وفات رہی انہوں نے گھر والوں کو نصیحت کی کہ اس لاٹھی کو ان کے ساتھ کفن میں دفن دینا تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ اٹھارہ راتیں غائب رہے۔

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں عطا بن میسرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مکڑی نے دو نبیوں پر جالاتا (۱) جب جالوت داؤد علیہ السلام کو تلاش کر رہا تھا اس وقت اس نے داؤد علیہ السلام پر (۲) اور پھر نبی ﷺ پر اپنی غار ثور میں جالاتا۔

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ مکڑی نے زید بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ستر پر بھی جالاتا تھا جبکہ ان کو ۱۲۱ ہجری میں تنگی حالت سولی دی گئی وہ چار سال تک ننگے سولی پر رہے۔ انہوں نے ان کا چہرہ قبلہ کی علاوہ جانب موڑا تھا مگر مکڑی گھوم کر پھر قبلہ کی طرف ہو گئی تو انہوں نے اس لکڑی اور جسم دونوں کو جلا دیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کی بیعت کی اور انہوں نے عراق کے گورنر یوسف بن عمران کے ساتھ لڑائی کی تھی جو حجاج بن یوسف کا چچا تھا۔ یوسف ان کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا پھر ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

آپ کا ظہور ہشام بن عبد الملک کے دور حکومت میں ہوا جب آپ نے خروج کیا تو کوفہ والوں کا ایک بہت بڑا گروہ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا تو ابو بکرؓ اور عمرؓ سے براءت کا اظہار کرتا کہ ہم تیری بیعت کریں تو انہوں نے انکار کر دیا وہ کہنے لگے نہ رفضک یعنی ہم تجھے چھوڑتے ہیں اسی وجہ سے ان کا نام رافضہ پڑ گیا۔ زید یہ آئے اور کہنے لگے کہ ہم ان دونوں کو والی نہیں بناتے۔ اور ہم اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو ان دونوں سے براءت کا اظہار کرے وہ لوگ زید کے ساتھ نکلے اور زید یہ کہلائے زید نے اپنے باپ زین العابدین اور ایک جماعت سے روایت کیا ہے اور ان کی روایت کو ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔

تمہ: ابن خلکان نے یعقوب بن جابر منجبتی کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ وہ قاہرہ اس کے شعروں کی کاپیوں پر واقف ہوا اور اس میں دو مشہور شعر دیکھے جو شعراء کی ایک جماعت کی طرف منسوب ہیں اور درحقیقت ان کے کہنے والے کا کوئی پتہ نہیں اور وہ یہ ہیں۔

القنى فى لظى فان احرقتنى فتيقن ان لست بالياقوت  
مجھے آگ میں ڈال دو اگر انہوں نے مجھے جلا دیا تو یقین کر لو کہ میں یاقوت نہیں ہوں۔“

جمع النسخ كل من حاك لكن ليس داود فيه كالعنكبوت  
”ہر بننے والے نے تانا مکڑی کی طرح جمع کیا لیکن اس میں داؤد علیہ السلام نہیں ہوتے۔“  
ابن خلکان کہتے ہیں کہ یعقوب بن ضام نے ان دو شعروں کے جواب میں یہ شعر کہے۔

ايها المدعى الفخار دع الفخ ر لذي الكبرياء والجبروت  
”اے فخر کا دعویٰ کرنے والے فخر کو کبریائی اور جبر والے کے لئے چھوڑ دے۔“

نسخ داود لم يفلد ليلة الغا رو كان الفخار للعنكبوت  
”داؤد علیہ السلام کا جالا غار کی رات کا فدیہ نہیں بنا اور یہ فخر مکڑی کے لئے تھا۔“

وبقاء السمند فى لهب النار مزيل فضيلة الياقوت  
”سمندر کا آگ کے شعلوں میں باقی رہنا یاقوت کی فضیلت کو ختم کر دیتا ہے۔“

وكذاك النعام يلتقم الجمـ روما الجمر للنعام بقوت  
”اسی طرح شتر مرغ چنگاری کو لقمہ بنا لیتا ہے حالانکہ انگارہ اس کی خوراک نہیں ہے۔“

سمندل کے ذکر میں ان اشعار کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اس کی گندگی کی وجہ سے حرام ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اغزل من عنكبوت وہ مکڑی سے بھی زیادہ کاٹنے والا ہے۔ اور عرب کہتے ہیں۔  
او هن من بيت العنكبوت یعنی وہ مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا  
مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعُنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعُنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ. ﴿٤٠﴾

تو اللہ تعالیٰ نے مکڑی کے گھر کو اس شخص کے لئے بطور مثال بیان کیا جس نے اللہ کے علاوہ معبود بنا لئے جو نہ اس کو نقصان دے سکتے ہیں اور نہ نفع اور جیسے مکڑی کا گھر نہ اس کو گرمی سے بچا سکتا ہے نہ سردی سے۔ نہ ہی اس کے گھر کا کوئی ارادہ کرتا ہے اسی طرح جنہوں نے کفر کیا اور بتوں کو معبود بنا لیا وہ کل کو ان کے کسی کام نہیں آسکتے ”العالمون“ کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اور اس کی اطاعت میں عمل کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے تو وہی ان مثالوں کی صحت اور اچھائیوں اور فائدوں کو سمجھ سکتا ہے اور قریش کی یہ جہالت تھی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ مکڑیوں اور مکھیوں کی مثالیں بیان کرتا ہے اور اس سے مذاق اڑاتے تھے حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ امثال صورت واضح میں پوشیدہ معانی ظاہر کرتی ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: مکڑی کا جالا جسم کے ظاہری تازہ زخموں پر رکھا جائے تو یہ ورم آئے بغیر اس کی حفاظت کرتا ہے اور خون کے بھاؤ کو روکتا ہے۔ مکڑی کے جالے کے ساتھ اس چاندی کو گرٹا جائے جس کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے تو وہ چاندی چمک اٹھتی ہے جو مکڑی پاخانے پر جالانتی ہے اس کو بخارے والے پر لٹکایا جائے تو وہ اللہ کے حکم تندرست ہو جائے گا اگر مکڑی کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر چوتھے کے بخار والے پر لٹکایا جائے تو اس کو فائدہ دے گا اور بخار دور ہو جائے گا۔ اسی طرح جب مکڑی کو زندہ حالت میں پیس لیا جائے اور بخار والے آدمی پر ملا جائے تو اس کا بخار دور ہو جاتا ہے۔ جب آس کے تازہ پتوں کے ساتھ گھر میں دھونی دی جائے تو مکڑیاں بھاگ جاتی ہیں۔ یہ بات صاحب عین الخواص نے کہی ہے۔

تعبیر الروایا: مکڑی کو خواب میں دیکھنا زہد کے قریب العہد آدمی پر دلالت کرتا ہے بعض نے کہا کہ مکڑی ملعون عورت ہے جو اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ دیتی ہے مکڑی کا گھر اور اس کا جالہ دین میں کمزوری ہے جیسا کہ مثال میں آیت کریمہ گزر چکی ہے۔ بعض نے کہا کہ مکڑی خواب میں جو لہا ہے جو مکڑی سے جھگڑا وہ کسی جو لہا ہے مرد یا عورت سے جھگڑے گا۔ واللہ اعلم

## العود

اونٹوں میں سے دو دانت والے کو کہتے ہیں یہ وہ اونٹ ہے جو باذل اور خلف سے عمر میں زیادہ ہوتا ہے اس کی جمع عودۃ آتی ہے۔ اور اونٹنی کو بھی عودۃ کہتے ہیں مثال میں کہا جاتا ہے زاحم بعود اودع یعنی اپنے معاملے میں عمر رسیدہ لوگوں اور اہل معرفت سے مدد لے کیونکہ عمر رسیدہ بزرگ کی رائے بچے کی معرفت اور رائے سے بہتر ہوتی ہے۔ العود المطافیل کا ذکر باب کے شروع لفظ عائد میں گزر چکا ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ اونٹ کو عود اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کی عمر دس پندرہ دن ہو اس کے بعد اس کو مطفل کہتے ہیں اس کی جمع مطافیل اور مطافل آتی ہے۔

## العواساء

عین کے فتح اور مد سے ہے۔ گبریوں میں سے حاملہ کو کہتے ہیں۔  
یہ بات ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

## العوس

عین کے ضمہ سے ہے بکریوں کی ایک قسم ہے اس کو کبش عوسی بھی کہتے ہیں۔

## العوامہ

ضمہ کے ساتھ ہے۔ چھوٹا سا جانور ہے جو پانی میں تیرتا ہے گویا کہ وہ سیاہ چکنا گینہ ہے اس کی جمع عموم ہے یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

## العوهق

پھاڑی ابا بیل کو کہتے ہیں۔ کالے کوئے کو بھی کہتے ہیں کالے موٹے اونٹ کو بھی العوهق الطویل کہتے ہیں یہ لفظ مذکر اور مونث میں برابر ہے۔

## العلاء

قطاء پرندے کو کہتے ہیں اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا۔

## العلام

شکرے کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الباء میں گزر چکا ہے۔

## العيقوم

بجو کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری نے ابو عبیدہ سے حکایت کی ہے دوسروں نے کہا کہ عيقوم مونث اونٹ کو کہتے ہیں۔

## العیر

وحشی اور گھریلو گدھے کو کہتے ہیں اس کی جمع اعیار معیوراء اور عیور آتی ہے۔ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبد اللہ السلمی کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ پردہ کرے اور گدھوں کی طرح وہ دونوں ننگے نہ ہوں۔ اس کو بزار نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے۔ طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے بیان کیا ہے۔ نسائی نے باب عشرة النساء میں عبد اللہ بن سر جس سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی بیوی کے پاس آئے تو وہ اپنے اوپر کوئی کپڑا ڈال لے اور وہ دونوں گدھوں کی طرح ننگے نہ ہوں۔ ابو منصور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے اس طرح جماع نہ کرے جس طرح گدھا کرتا ہے بلکہ ان کے درمیان ایک قاصد ہونا چاہیے صحابہ نے پوچھا قاصد کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا بوسہ اور نرم کلام۔

حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کو روک لیتا ہے تاکہ قیامت

کے دن ان کی سزا اس کو دے گویا کہ نبی ﷺ نے اس کے گناہوں کے عظیم ہونے کی وجہ سے جنگلی گدھے کے ساتھ اس کو تشبیہ دی ہے بعض نے کہا اس حدیث میں لفظ ”عیس“ سے مراد مدینے کا ایک پہاڑ ہے۔ نبی ﷺ اس کو ناپسند کرتے تھے اور زیادہ تر ناپسندیدہ چیزوں کی مثال اس سے دیتے تھے اور عیر العین یعنی آنکھ کا عیر اس کے پلک کو کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

زعموا ان کل من ضرب العیر موال لنا وانی الولاء

”لوگوں کا خیال ہے کہ ہر جو شخص گدھے کو مارتا ہے وہ ہمارا غلام ہے۔ اور دوستی کہاں کی ہے۔“

ابو عمرو بن العلاء کہتے ہیں کہ جو شخص اس شعر کو پہچانتا تھا وہ چلا گیا ہے۔

فائدہ: بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن سنان عیسیٰ کی وفات کا جب وقت آیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ جب میں دفن ہو جاؤں گا تو عنقریب حمیر کی طرف سے ایک ریوڑ آئے گا جس کے آگے ایک جنگلی گدھا ہو گا وہ میری قبر کو کھر مارے گا۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو میری قبر کو کھول دینا میں باہر آؤں گا۔ تو تم کو پہلوں اور پچھلوں کا علم بتا دوں گا جب فوت ہو گئے تو وہی واقعہ پیش آیا جو اس نے اپنی قوم سے کہا تھا تو انہوں نے اس کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ان کے بعض لڑکوں نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کی جائے گی کہ ہم نے اپنے باپ کی قبر کھودی تھی۔ اگر وہ ایسا کر دیتے تو خالد بن سنان باہر نکل کر ان کو سب باتیں بتا دیتے لیکن اللہ کا ارادہ ایسے نہیں تھا اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ان کی بیٹی نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور اس سے کہا بہترین نبی ﷺ کی بیٹی کو خوش آمدید یا اس جیسی کوئی بات فرمائی اور بیان کیا گیا ہے کہ ان کی بیٹی نے نبی ﷺ کو سورہ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا تو کہا گویا کہ میرے والد اس کو پڑھتے ہیں اور بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا وہ ایک نبی تھے جن کو ان کی قوم نے ضائع کر دیا اور ایک شاعر کسی کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لو كنت سيفاً كنت غير عذب او كنت ماءً كنت غير عذب

”اگر تم تلوار ہو تو تیز نہیں ہو۔ اگر تم پانی ہو تو میٹھے نہیں ہو۔“

او كنت لحماً كنت لحم كلب او كنت عيراً كنت غير ندب

”اگر تم گوشت ہو تو کتے کا گوشت ہو۔ اگر تم گدھے ہو تو کسی ضرورت اور کام کے نہیں ہو۔“

ضرب الامثال: معیوراء تکادم الاعیار گدھے گدھوں سے تعارض کرتے ہیں۔ یہ مثال ان بے وقوفوں کے لئے بولی جاتی ہے جو آپس میں جھگڑتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں نجی عیرا سمنہ۔ گدھے کو اس کو موٹا پابچا گیا۔

ابوزید کہتے ہیں کہ عربوں کا خیال ہے کہ کچھ گدھے کمزور تھے وہ قحط سالی میں ہلاک ہو گئے ایک ان میں سے موٹا تھا وہ بچ گیا تو اس کی مثال ہوشیاری میں بیان کرنے لگے۔ یعنی تو نجات پر قادر نہ ہونے سے پہلے پہلے اس کی نجات کا انتظام کر۔ یہ مثال اس کے لئے بھی بیان کی جاتی ہے جس کو اس کا مال تکلیف سے بچائے۔ عرب کہتے ہیں قد حیل بین العیر والنزوان۔ گدھے اور اس کی عمل جھتی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو گئی۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جس سے کوئی مایوس ہو جائے۔ شاعر کہتا ہے۔

اهم بامر الحزم لو استطيعه وقد حیل بين العیر والنزوان

”اگر میں طاقت رکھوں تو ہوشیاری کے معاملے کا ارادہ کروں کبھی کبھی گدھے اور اس کی جفتی کے عمل کے درمیان بھی رکاوٹ آ جاتی ہے۔“

ابن خلکان ابو احمد الحسن بن عبداللہ بن سعید العسکری کے حالات زندگی میں اس بارے میں کچھ بیان کیا ہے جس کا علم ہونا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ صاحب بن عباد ابو احمد عسکری کے ساتھ جمع ہونا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ تو اس نے اپنے مخدوم مؤید الدولہ بن بویہ سے کہا کہ عسکر مکرم اور اس کے رہنے والوں کے حالات دگرگوں ہیں۔ اور مجھے ضرورت ہے کہ میں خود اس کو کھولوں جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے توقع کی کہ ابو احمد مذکور اس سے ملاقات کرے گا۔ مگر اس نے اس سے ملاقات نہ کی تو صاحب بن عباد نے اس کی طرف لکھا۔

ولما ایتتم ان تزوروا وقلتم  
ضعفنا فلم نقدر علی الوحدان  
”جب تم نے ملاقات سے انکار کر دیا اور تم نے کہا ہم کمزور ہیں اور ہم میں تیز چلنے کی طاقت نہیں۔“

اتینا کم من بعض ارض نزور کم  
و کم منزل بکر لنا وعوان  
”تو ہم کسی زمین میں آئے تاکہ آپ سے ملاقات کریں کتنے ہی ہمارے مہمان نواز ہیں جو بچے بھی ہیں جو ان بھی۔“

نسائلکم هل من قری لنزیلکم  
بملاء جفون لا بملاء جفان  
”ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی بستیاں ہمارے اترنے کے لئے ہیں جو پلکوں میں آ سکتی ہیں اور پیالوں میں نہ آ سکتی ہوں۔“

اور ان شعروں کے کچھ نثر میں جملے لکھے۔ تو ابو احمد نے نثر کا نثر سے جواب لکھا اور مذکورہ شعروں کا اس میں جواب دیا۔  
اہم بامر الحزم لو استطیعہ  
وقد حیل بین العیر والنزوان  
”اگر میں طاقت رکھوں تو ہوشیاری کا کام کروں اور گدھے اور اس کی جفتی ہونے کے درمیان حائل ہوا گیا ہے۔“

جب صاحب بن عباد کو یہ پتہ چلا تو اس نے اس شعر کا اپنے متعلق عجیب اتفاق دیکھا اور کہا کہ اگر مجھے علم ہوتا ہے کہ اس کے سامنے یہ شعر آئے گا تو میں اس کو اس طرح کا خط نہ لکھتا۔ یہ شعر خساء کے بھائی صخر کا ہے یہ اس کے مشہور شعروں میں سے ہے۔ یہ بنو اسد کی جنگ میں گیا تھا تو ربیعہ بن ثور اسدی نے اس کو نیزہ مارا تو اس کے ذرہ کے بعض کونڈوں میں سے اس کے پہلو میں پھنس گیا۔ تو یہ ایک سال تک بیمار رہا تو اس کی ماں اور بیوی سلیمہ نے اس کی خدمت کی اس کی بیوی اس سے تنگ آ گئی تو ایک عورت وہاں سے گزری اور اس کے متعلق بیمار پرسی کی تو اس کی بیوی نے کہا نہ تو وہ زندہ ہے جس کی امید ہو اور نہ مردہ ہے کہ جس کو بھگایا جائے۔ تو یہ بات صخر نے سن لی اور یہ شعر پڑھے:

اری ام صخر لا تمل عیادتی  
وملت سلیمی مضجعی ومکانی  
”میں صخر کی ماں کو دیکھتا ہوں کہ وہ میری بیمار پرسی سے نہیں اکتائی اور سلیمی جو میرا بستر ہے اور جگہ ہے مجھ سے اکتائی ہے۔“

وما کنت اخیسی ان اکون جنازة  
علیک ومن یفتر بالحدثان



”اور میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ میں جنازہ بن جاؤں گا اور مصیبتوں سے کون دھوکہ کھاتا ہے۔“

لعمری لقد نبهت من كان نائما      واسمعت من كان له اذنان  
”مجھے میری عمر کی قسم میں سوئے ہوئے کو متنبہ کرتا ہوں اور کانوں والوں کو سنا تا ہوں۔“

وای امریء ساوی بام حلیلة      فلا عاش الا فی شقا وھوان  
”کون مرد ہے جو ام حلیلہ کی برابری کرے گا وہ تو بد بختی اور ذلت میں ہی زندہ رہے گا۔“

اھم بامر الحزم لو استطیعہ      وقد حیل بین العیر والنزوان  
”اگر میں طاقت رکھوں تو ہوشیاری کے معاملے کا ارادہ کروں گا کیونکہ گدھے اور اس کے جفتی ہونے کے درمیان رکاوٹ آگئی ہے۔“

فللموت خیر من حياة كانھا      معرس یعسوب براس سنان  
”موت اس زندگی سے بہتر ہے جو یعسوب کی زندگی کی طرح ہو جو نیزے کے سرے پر رہتی ہے۔“

اور عرب کہتے ہیں کل شواء العیر جو فان۔ کہا جاتا ہے کہ فزاری، ثعلبی اور کلبی ایک سفر میں اکٹھے ہو گئے انہوں نے جنگلی گدھا بھونا تو فزاری کسی کام سے چلا گیا اس کے دونوں ساتھیوں نے گدھا کھا لیا۔ اور اس کے لئے آلہ تناسل چھپا کر رکھ لیا۔ جب وہ آیا تو اس کے سامنے انہوں نے اس کو پیش کیا اور کہا یہ ہم نے تیرے لئے چھپا کر رکھا ہے وہ اس کو کھانے لگا تو وہ اس کو نگل نہ سکا تو وہ اس سے ہنسنے لگے۔ تو اس نے ان پر تلوار سونت لی اور کہا اگر تم نے اس کو نہ کھایا تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ تو ان میں سے ایک نے کھانے سے انکار کیا تو اس کو اس نے تلوار سے مار ڈالا اور اس کا سر جسم سے جدا کر ڈالا اس کا نام مرقمہ تھا تو اس کے ساتھی نے کہا مرقمہ ہلاک ہو گیا تو فزاری نے کہا تو بھی مارا جائے گا اگر تو نے اس کو نہ نگلا تو فزاریوں کو اس قصے سے عار دلانی گئی حتیٰ کہ ساعر بن دارہ نے اس بارے میں کہا۔

لا تمانن فزاریا خلوت بہ      علی قلو صک واکتھا باسیار  
”تم تنہائی میں کسی فزاری سے اپنی اونٹنیوں پر بے خوف نہ ہو اور ان کی رسیاں بھی گن کر رکھو۔“

لا تماننہ ولا تمان بوائقہ      بعد الذی امتل ایر العیر بالنار  
”نہ اس سے اور نہ اس کی مصیبتوں سے بے خوف ہونا جبکہ گدھے کے چوہے کی آگ کو درست کر دیا جائے۔“

اطعمتم الضیف جوفانا مخاتلة      فلا سقاکم الھی الخالق الباری  
”کیا تم نے خالی پیٹ مہمانوں کو دھوکے کا کھانا کھلایا پس تم کو میرا معبود خالق اور مالک کبھی پانی نہ پلائے۔“

عرب کہتے ہیں اذل من عیر یعنی وہ گدھے سے زیادہ ذلیل ہے۔ بعض نے کہا عیر سے مراد یہاں کیل ہے جس کا سر ہمیشہ کوٹا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد گدھا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

ولا یقیم علی خسف یراد بہ      الا الاذلان عیر الحی والوتند  
”کوئی آدمی اپنی ذلت پر قائم نہیں رہتا جس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ مگر ذلیل چیزیں ایک قبیلے کا گدھا اور

ایک کیل۔“

هذا على الخفسف مربوط منه وذا يشج فلا يرثى له احد  
 ”اس کے ساتھ ذلت باندھ دی گئی ہے اور یہ زخمی ہوتا رہتا ہے مگر اس پر کوئی رحم نہیں کھاتا۔“  
 خالد بن ولید نے اپنی موت کے وقت یوں کہا کہ میں فلاں اور فلاں جنگ میں دشمن کے مقابل گیا ہوں اور میرے جسم پر  
 ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں ہے جہاں تلوار نیزے یا تیر کا زخم نہ ہو۔ اور دیکھو آج میں اپنی طبعی موت گدھے کی طرح مر رہا ہوں۔  
 بزدلوں کی آنکھیں کبھی نہ سوئیں۔

## العير

کسرے کے ساتھ ہے اونٹ کو کہتے ہیں جو بوجھ اٹھاتا ہو اس کی جمع جائز ہے کہ عیرات ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ لوگ  
 قریش کے اونٹوں کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔  
 فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا. وَالْعَيْرَ الَّتِي اَقْبَلْنَا فِيهَا.﴾ یعنی جس بستی میں ہم تھے یا  
 جس قافلے میں ہم آتے ہیں اس سے پوچھ لو۔

ابن عطیہ کہتے ہیں بستی سے مراد مصر ہے۔ یہ بات ابن عباس وغیرہ نے کہی ہے اور یہ مجاز ہے۔ اور مراد بستی کے رہنے والے  
 ہیں۔ اسی طرح عیر کا لفظ بھی ہے۔ یہ جمہور کا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔  
 ابوالمعالی نے تلخیص میں بعض متکلمین سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ حذف کی قسم میں سے ہے نہ کہ مجاز کی قسم میں  
 سے۔ مجاز تو وہ ہوتا ہے جو غیر ماہی لہ کے لئے عاریتاً لیا جائے اور مضاف کا حذف کرنا مجاز میں سے نہیں ہے۔ اور اہل نظر میں  
 سے سیبویہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ اور ہر حذف کو مجاز نہیں کہتے۔

ابوالمعالی نے اس آیت میں یہ راجح طور پر کہا ہے کہ یہ مجاز ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ قول اور اس جیسے اقوال جمہور کے  
 ہیں۔ ایک جماعت نے کہا کہ انہوں نے اس بات میں حقیقتاً جانوروں اور جمادات سے سوال کرنے کا ہی اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ  
 نبی تھے اور یہ بات بعید نہیں کہ وہ چیزیں ان کو حقیقتاً بتا دیں۔ ابوالمعالی نے کہا کہ یہ ہو سکتا ہے لیکن یہ تاویل بعید ہے۔

فائدہ: سب سے پہلے جس نے لا فی العیر ولا فی النفر کا جملہ کہا وہ ابوسفیان تھا۔ یعنی نہ قافلے والوں میں اور نہ کوچ  
 کرنے والوں اور واقعہ یوں ہے کہ وہ جب قریش کے قافلے کے ساتھ آئے اور نبی ﷺ نے اس کی شام سے واپسی کا وقت معلوم  
 کیا تھا تو مومنوں کو اپنے ساتھ نکلنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان مدینے کے قریب آیا تو اس کے دل میں بہت خوف تھا اس نے مجد بن عمرو  
 سے کہا کیا تم نے محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی کو دیکھا ہے۔ تو اس نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا میں نے دو سوار دیکھے جو  
 اس جگہ آئے تھے پھر اس نے عدی اور بسیس کی جگہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ نبی ﷺ کے جاسوس تھے تو ابوسفیان نے ان دونوں  
 کے اونٹوں کی بینگنیاں لیں اور پھر ان کو توڑا تو ان میں کھجوروں کی گھولیاں نکلیں تو کہنے لگا یہ میثرب کے چارے کی بینگنیاں تھیں اور  
 یہ لوگ محمد ﷺ کے جاسوس تھے تو اس نے اپنے قافلے کا رخ بدر سے بائیں جانب پھیر لیا۔ اور قریش کو بھی ایک آدمی بھیج دیا جو ان

کو وہ چیز بتائے جس کا ان کو نبی ﷺ سے خوف تھا۔

قریش مکہ سے چل پڑے تو ابوسفیان نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں قافلے کو بچالایا ہوں لہذا تم واپس چلے جاؤ۔ تو قریش نے واپسی سے انکار کر دیا اور بدر کی طرف آئے اور بنوزہرہ مکہ کی طرف واپس چلے گئے ان کو ابوسفیان ملا اور کہنے لگا۔ نہ قافلے والوں میں نہ کوچ کرنے والوں میں۔ تو وہ کہنے لگے تم نے ہی قریش کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ واپس چلے جاؤ۔ قریش بدر چلے گئے تو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ان پر غالب کر دیا اور بنوزہرہ میں سے بدر میں کوئی نہیں آیا تھا۔ اصمعی کہتے ہیں یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جس کا معاملہ گر جائے اور قدر ختم ہو جائے۔ واللہ اعلم

## عیر السراة

یہ کبوتری کی طرح ایک پرندہ ہوتا ہے۔

## العیس

سفید اونٹوں کو کہتے ہیں جن کی سفیدی میں کچھ سیاہی ملی ہو۔ اس کا واحد عیس ہے اور اس کی مونث عیساء ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ یہ عمدہ اونٹ ہوتے ہیں۔ اور اول کا قول کیا عمدہ ہے۔

ومن العجائب والعجائب جمۃ  
قرب الحیب وما الیہ وصول  
”عجیب باتیں بہت ہیں ایک یہ بھی عجیب بات ہے کہ دوست کے قریب ہونے کے باوجود اس سے ملنا ممکن نہ ہو۔“

کالعیس فی البیداء یقتلہا الظما  
والسماء فوق ظہورہا محمول  
”جیسے جنگل میں اونٹ ہوں اور ان کو پیاس مار ڈالے حالانکہ پانی ان کی پیٹھ پر لادا ہوا ہو۔“

سواد بن قارب کی حدیث میں ہے کہ اونٹوں پر ان کے کجاوے کسے گئے۔

## العیساء

عین کی فتح سے ہے۔ مادہ ٹڈی کو کہتے ہیں باب الجیم الجراد میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## العیلام

اس کو عیلان بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں میں عین مفتوح ہے۔ مذکر بچو کو کہتے ہیں حدیث میں ہے کہ ابراہیم چاہیں گے کہ اپنے باپ کو اٹھا کر پل صراط سے پار لگادیں تو اس کو دیکھیں گے تو وہ مٹی میں لت پت ہوا بچو بنا ہوگا اور عیلام مذکر بچو کو کہتے ہیں اس میں یاء اور الف زائد ہیں یہ بات نہایۃ الغریب میں لکھی ہے۔

## العیشوم

بچو کو کہتے ہیں یہ بات ابو عبیدہ سے مروی ہے اس کا ذکر ایک ورق قبل گزر چکا ہے۔ غنوی کہتے ہیں کہ عیشوم مادہ ہتھنی ہوتی ہے

انہوں نے شعر پڑھا۔

ترکوا اسامة في اللقاء كانما  
وطنت عليه بخفها العيتم  
”انہوں نے اسامہ کو جنگ میں ایسے کر دیا گویا کہ اسے ہتھنی نے اپنے پاؤں سے روند دیا ہے۔“

## العین

یہ مشترک الفاظ میں سے ہے۔ مشترک الفاظ پر کلام کرنے والے بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ ایک پہلی پیٹھ اور پیٹ والا پرندہ ہے جو قمری جتنا ہوتا ہے۔

## العیہل

تیز اونٹنی کو کہتے ہیں ابو حاتم نے کہا اونٹ کو عیہل نہیں کہتے۔

## عیجلوف

حیزبون کے وزن پر ہے اس چیونٹی کا نام ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اس کے نام کے بارے میں علماء کا اختلاف باب النون لفظ نمل میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

## ابن عرس

نیولہ۔ اس کی کنیت ابو الحکم اور ابو الوثاب ہے اس جانور کو فارسی میں راسو کہتے ہیں اس کا تلفظ عین کے کسرہ اور راء مہملتین کے ساتھ ہے اس کی جمع بنات عرس اور بنی عرس ہے۔ یہ بات انخفش نے بیان کی۔  
قزوینی کہتے ہیں کہ یہ ایک دقیق سا جانور ہے جو چوہے کا دشمن ہے یہ اس کی بل میں گھس جاتا اور اس کو باہر نکال لاتا ہے۔ یہ مگر مچھ کا بھی دشمن ہے کیونکہ مگر مچھ ہمیشہ اپنا منہ کھلا رکھتا ہے۔ ابن عرس اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اور اس کی آنتوں کو کھا جاتا ہے اور پیٹ پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ یہ سانپ کا بھی دشمن ہے اس کو قتل کر دیتا ہے۔ جب یہ بیمار ہوتا ہے تو مرغ کے انڈے کھاتا ہے تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔

حکایت ہے کہ ایک نیولا چوہے کے پیچھے لگا تو وہ چوہا درخت پر چڑھ گیا یہ اس کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ وہ چوہا ٹہنی کے آخری سرے تک پہنچ گیا اور بھاگنے کا راستہ نہ رہا تو وہ چوہے نے درخت کے پتے پر جا کر اس کے ایک کنارے کو منہ میں چبایا اور اس کے ساتھ لٹک گیا نیولا چلایا تو اس کی مادہ آگئی جب وہ درخت کے نیچے پہنچ گئی تو نیولے نے اس پتے کو کاٹ دیا جس کو چوہے نے چبا رکھا تو چوہا نیچے گر پڑا تو جو مادہ نیولہ نیچے تھی اس نے اس کو شکار کر لیا۔

عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ وہ جانور ہے جس کو دلق کہتے ہیں۔ علاقوں کے لحاظ سے اس کا رنگ اور بال مختلف ہوتے ہیں۔ اس کی طبیعت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ چوہے کی طرح جو کچھ بھی اسے سونا چاندی ملتا ہے چوری کر لیتا ہے۔ کبھی کبھی یہ چوہے پر حملہ کر کے اس کو مار ڈالتا ہے لیکن چوہا اس سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا بلی سے ڈرتا ہے۔ مزید انہوں نے کہا

کہ یہ اکثر طور پر اہل مصر کے گھروں میں پایا جاتا ہے۔ نیز کہا کہ اس کی سمجھداری کی حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے اس کے بچوں میں سے ایک بچہ پکڑ کر پنجرے میں قید کر دیا جبکہ اس کی ماں بھی اس کو دیکھ رہی تھی جب مادہ نیولہ نے اپنے بچے کو قید میں دیکھا تو وہ چلی گئی پھر واپس آئی تو اس کے منہ میں دینار تھا جس کو اس نے اس آدمی کے سامنے پھینک دیا گویا کہ وہ اپنے بچے کا فد یہ دے رہی ہو اس آدمی نے اس کے بچے کو نہ چھوڑا یہ دوبارہ گئی تو ایک اور دینار لے کر آگئی یہاں تک کہ پانچ دینار مکمل کر دیئے جب اس نے دیکھا کہ یہ شخص اسے نہیں چھوڑ رہا تو وہ چلی گئی تو ایک کپڑے کا ٹکڑا لے کر آئی گویا کہ وہ اشارہ کرتی ہے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن اس شخص نے اس بچے کو نہ چھوڑا۔ جب مادہ نیولہ نے یہ بات دیکھی تو دیناروں کی طرف گئی تاکہ انہیں واپس لے لے تو وہ اس سے ڈر گیا اور اس نے اس کے بچے کو چھوڑ دیا۔ باب الجیم لفظ جرز میں ضباعہ بنت زبیر کی حدیث میں یہ گزر چکا ہے کہ مقداد بن اسود کسی ضرورت کے لئے باہر گئے تو ایک چوہا اپنے بل سے دینار نکال رہا تھا وہ ایک ایک کر کے نکالتا رہا یہاں تک کہ سترہ دینار ہو گئے پھر اس نے ایک سرخ رنگ کا کپڑے کا ٹکڑا نکالا جس میں ایک دینار تھا۔ اس طرح کل اٹھارہ دینار ہو گئے تو وہ ان کو لے کر نبی ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ کو یہ واقعہ سنایا اور کہا کہ اس کو بطور صدقہ آپ ﷺ لے لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اپنے ہاتھ کو بل کی طرف جھکایا تھا تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا لے لو اللہ اس میں تیرے لئے برکت کرے۔

جا حظ نے کہا کہ نیولہ بھی چوہوں کی ایک قسم ہے۔ اور شتمق کا یہ شعر پڑھا۔

نزل الفارات بیٹی رفقة من بعد رفقه  
 ”چوہے میرے گھر میں جماعت در جماعت داخل ہوئے۔“  
 پھر کہا۔

وابن عرس راس بیتی صاعدا فی راس طبقه  
 ”ابن عرس میرے گھر کا سردار ہے جو اپنے طبقے کی سرداری پر فائز ہونے والا ہے۔“  
 پھر اس کے مزے دار وصف بیان کئے اور کہا:

صبغة ابصرت منها مثل هذا فی ابن عرس  
 فسی سواد العین زرقه اغبش تعلوه بلقه  
 ”وہ ایسا رنگین ہے کہ میں نے اس کی آنکھوں کی سیاہی میں نیلا پن دیکھا ہے اسی طرح ابن عرس پر اغبش رنگ پر ابلق چڑھا ہوا ہے۔“

اس شعر میں اس نے ابن عرس کا اغبش اور ابلق ہونا بیان کیا ہے اور یہ کہ وہ چوہوں میں سے ہے۔

اس کی تیرہ قسمیں ہیں جو آئندہ اپنے اپنے مقام پر ان شاء اللہ آئیں گی۔

ارسطا طالیس نے ”نعوت الحيوان“ اور توحیدی نے الامتاع والموانسہ میں کہا ہے کہ مادہ نیولہ اپنے منہ کی طرف سے گھابن ہوتی ہے اور دم کی طرف سے جنتی ہے۔

اور کفایۃ المحتفظ میں کہا کہ ابن عرس کو سرعوب اور نمس بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ اور جو بات اس سے پہلے تھی وہ اس کے قریب ہے۔ اس کے کلام اور جاہظ کے کلام میں تطبیق دینا مشکل ہے۔ کیونکہ نمس چوہوں کی جنس سے نہیں ہے۔ درست بات وہی ہے کہ جو جاہظ نے کہی ہے کہ یہ چوہوں کی ایک قسم ہے۔ شیخ قطب الدین سباطی نے کہا کہ نیولے وہی ہوتے ہیں جو مصری گھروں میں ہوتے ہیں۔ لیکن اس بات میں بھی کچھ کمی ہے کیونکہ نیولوں کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسا کہ عنقریب رافعی سے اس بارے میں وضاحت آئے گی۔

شرعی حکم: بعض نے کہا اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ چوہے کی طرح ہے اور مشہور بات یہی ہے کہ یہ حلال ہے۔ شرح مہذب والے نے کہا کہ یہ بلا خلاف حلال ہے اس میں ایک اور مذہب بھی ہے جو ماوردی نے نقل کیا ہے کہ وہ حرام ہے۔ شرح الصغیر میں دو وجہیں بیان کی گئی ہیں اور کہا ہے کہ اظہر بات یہ ہے کہ یہ حلال ہے۔ اور یہ مسئلہ شرح کبیر اور روضہ میں سے ساقط ہو گیا ہے صحیح بات یہ ہے کہ یہ ناخین کی غلطی ہے۔ ورنہ شرح کی بات تب ہی درست ہو سکتی ہے جبکہ اس کا ذکر ہو اسی لئے اس کو اس کتاب کے حاشیے میں شیخ عزالدین نشائی نے لکھ دیا ہے جیسا کہ شرح الصغیر میں ہے۔

رافعی نے کتاب الحج میں کہا ہے کہ بنات عرس کی کئی قسمیں ہیں۔ غزالی نے کہا کہ زیادہ صحیح بات یہی بات ہے کہ وہ لومڑی کے زیادہ مشابہ ہے۔ غزالی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عرس نمس ہی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دانتوں اور دم کی لمبائی میں لومڑی کے مشابہ ہے۔ اگرچہ جسمانی لحاظ سے کچھ کم ہے۔

قاضی ابوالطیب نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں میں ابن عرس کی حلت میں کوئی اختلاف نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ اپنی کچلیوں سے خوراک نہیں بناتا اسی طرح بحر میں مذکور ہے۔ اور مشہور اس کی حلت ہے جیسا کہ شرح الصغیر میں ہے اور مختصر مشہور کتابوں میں جیسے تنبیہ وجیز اور حاوی الصغیر میں ہے۔

خواص: اس کے دماغ کو آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کی تاریکی میں مفید ہوگا۔ اگر اس کو خشک کر کے سر کے میں ملا کر پیا جائے تو مرگی میں مفید ہے۔ اس کا گوشت جوڑ کے درد کے لئے بطور لیپ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا پتہ گرم گرم پیا جائے تو بندہ فوراً مر جاتا ہے۔ اس کا خون چنبل وغیرہ پر طلاء کیا جائے تو اس کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کا خون چوہے کے خون کے ساتھ پانی میں ملا کر گھر میں چھڑکا جائے تو گھر والے آپس میں لڑنے لگیں گے۔ اور اگر ابن عرس اور چوہے کو کسی گھر میں دفن کر دیا جائے تو اس سے بھی لڑائی پڑ جائے گی۔ زخموں پر اس کا گوبر لگانے سے خون رک جاتا ہے۔ اس کی دونوں ہتھیلیاں لے کر کسی عورت پر لٹکا دی جائیں۔ تو جب تک وہ لٹکی رہیں گی وہ عورت حاملہ نہیں ہوگی۔

تعبیر الروایا: خواب میں اس کو دیکھنا مجرد آدمی کی چھوٹی عمر کی لڑکی سے شادی کی دلیل ہے۔

## ام عجلان

یہ ایک پرندہ ہے یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ ابن اثیر نے کہا یہ ایک سیاہ پرندہ ہے جس کو قویع کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سیاہ رنگ کا سفید دم والا پرندہ ہے جو اکثر دم ہلاتا رہتا ہے۔ اس کو فتاح کہتے ہیں۔

## ام عزه

ہرنی ہے۔ اور عزه اس کی بیٹی کو کہتے ہیں۔

## ام عویف

یہ بھی ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کا سر موٹا ہوتا ہے اور سبز ہوتا ہے۔ اس کی دم لمبی ہوتی ہے پر چار ہوتے ہیں۔ جب انسان کو دیکھتا ہے تو دم پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پروں کو پھیلا دیتا ہے یہ اڑتا نہیں ہے۔ اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ اپنی چادریں پھیلانے والا ہے۔ بچے اس کے ساتھ کھیلتے ہیں اور یوں کہتے ہیں:

ام عویف انشوری بر دیک      ثمت طیری بین صحر اویک  
 ”اے ام عویف اپنی دونوں چادریں پھیلا دے پھر اپنے دونوں جنگلوں کے درمیان اڑ۔“

ان الامیر خا طب بنتیک      بجیشہ و ناظر الیک  
 ”امیر نے تیری بیٹیوں کی اپنے لشکر کے ساتھ منگنی کر دی ہے اور تیری طرف دیکھ رہا ہے۔“  
 اسی طرح مرصع میں کہا گیا ہے۔ اور یہ ام جبین کے زیادہ مشابہ ہے۔ جس کا ذکر حاء المہملہ میں گزر چکا ہے۔

## ام العیدار

سبیطر کو کہتے ہیں۔ مہذب میں باب الہدنه میں ہے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ذبح کرنے والا عزیز ابن سالف تھا۔ لیکن یہ بلا اختلاف غلط ہے کیونکہ اس کا نام قدار تھا۔ اس طرح اس کو تمام اہل تاریخ و قصص والاسماء اور لغت نے بیان کیا ہے جیسے جوہری وغیرہ۔ اور نووی نے اس پر تنبیہ بھی کی ہے۔

الحمد لله على ذلك

## باب الغین

### الغاق

یہ پانی کے پرندوں میں ایک مشہور پرندہ ہے۔

### الغداف

یہ گرمیوں کا کوا ہے۔ اس کی جمع غدافان ہے۔ بہت پروں والی گدھ کو بھی بعض دفعہ غداف ہی کہا جاتا ہے اسی طرح سیاہ لمبے پروں والے گدھ کو بھی غداف کہتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ غداف بہت بڑے کوءے کو کہتے ہیں۔ ہمارے اصحاب کے اماموں میں سے عبدری نے کہا ہے کہ یہ ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا کوا ہے۔ جیسے راکھ کا رنگ ہوتا ہے۔  
 الحکم: شمسی کہتے ہیں۔ سیاہ رنگ کے بڑے کوءے کا کھانا درست ہے۔ جو دانے اور کھیتی کھاتا ہے اور چکور کے مشابہہ ہے۔

بقول امام ابوحنیفہ تمام قسم کے کوئے حلال ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں کو ا کھانے والے پر تعجب کرتی ہوں حالانکہ نبی ﷺ نے محرم کو اس کے قتل کرنے کی بھی اجازت دی ہے اور اس کا نام فاسق رکھا ہے۔ اور واللہ یہ طیبات میں سے بھی نہیں ہے۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جو ”الروضہ“ میں منقول ہے۔ کہ غداف کا کھانا حرام ہے اور رافعی میں ہے کہ وہ حلال ہے اور اسی پر فتویٰ میں اعتماد کیا گیا ہے۔ جس پر ہمارے شیخ نے ”المہمات“ میں بتایا ہے۔

الخواص: قزوینی کہتے ہیں کہ توجب غداف کی چمڑی عرق گلاب میں ملا کر چہرے پر لگائے اور پھر بادشاہ کے پاس جائے۔ تو تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔

## الغذی

بکری کے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع فصال کے وزن پر غداء ہے۔ اور اس سے متعلق صدقہ جمع کرنے والے کو حضرت عمرؓ کا یہ حکم ہے کہ تو بکری کے بچے کو شمار کر لیکن ان سے زکوٰۃ میں بکری کا بچہ نہ لے۔ اور اصمعی نے یہ شعر کہے ہیں۔

لو اننی کنت من عاد ومن ارم غذی بہم ولقمانا وذا جدن  
 ”کاش کہ میں عاد اور ارم کے غذی، بہم، لقمان اور ذاجدن میں سے ہوتا۔“  
 خلف احمر نے اس کو غذی تصغیر کے ساتھ پڑھا اور اسی طرح جوہری نے بھی۔

## الغراب

یہ مشہور پرندہ ہے۔ اس کا یہ نام اس کے سیاہ ہونے کی وجہ سے غراب رکھا گیا قرآن مجید میں بھی ہے۔ غَوَابِبُ سُودٌ۔ اور ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ان اللہ یبغض الشیخ الغریب۔ بے شک اللہ تعالیٰ بوڑھے سیاہ چہرے والے سے نفرت کرتا ہے۔ راشد بن سعد نے کہا کہ غریب اس سفید بالوں والے بوڑھے کو کہتے ہیں جس نے سیاہ رنگ کا خضاب لگا رکھا ہو۔ اور اس کی جمع غربان، اغربة، اغرب، غرابین اور غرب ہے۔ اور ان سب جمعوں کو ابن مالک نے ایک شعر میں جمع کیا ہے۔

بالغرب اجمع غرابا ثم اغربة وأغرب وغرابین وغربان  
 ”غراب کی جمع غرب اغربة، اغرب، غرابین اور غربان کے اوزان پر بناؤ۔“

اس کی کنیت ابو حاتم، ابو حادف، ابو الجراح، ابو الحذر، ابو یزدان، ابو اجر، ابو الشؤم، ابو غیاث، ابو القعقاع، ابو المرقال ہے۔  
 بقول شاعر

ان الغراب وکان یمشی مشیة فیما مضی من سالف الاجیال  
 ”کو اسی چال کو چلتا تھا جیسے گزشتہ پشتوں سے چل رہا تھا۔“

حسد القطاة ورام یمشی مشیہا فاصابه ضرب من العقال  
 ”اس نے ہنس سے حسد کرتے ہوئے اس کی چال چلنے کی کوشش کی تو اس کو اس میں مشکل پیش آئی۔“



فاضل مشیتہ و اخطا مشیہا فلذلك سموه ابو المرقال

”تو وہ اس کی چال تو نہ چل سکا مگر اپنی چال بھی بھول گیا۔ اسی لئے اس کا نام ابو المرقال پڑ گیا۔“

اور اس کو ابن الا برص، ابن برص، اور ابن دایہ بھی کہتے ہیں۔ اور یہی قسمیں غداف، زاغ، اکحل اور غراب الزرع اور اوردق کی بھی ہیں۔ اور یہ قسم جو کچھ سنتی ہے بیان کر دیتی ہے اور غراب الاعصم کو انادر الوجود ہے۔ عرب کہتے ہیں اعزمن الغراب الاعصم۔ یعنی فلاں چیز غراب سے بھی زیادہ نادر الوجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مثل المرأة الصالحة في النساء كمثل الغراب الاعصم في مائة غراب۔ (طبرانی) عام عورتوں میں نیک عورت ایسے ہے جیسے سو کوؤں میں ایک غراب اعصم ہوتا ہے اس روایت کو طبرانی نے ابو امامہ کی حدیث سے بیان کیا ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ الغراب الاعصم بھی کیا ہوتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس کا ایک پاؤں سفید ہو۔ امام احمد بن حنبل نے اور امام حاکم نے مستدرک میں عمرو بن العاص سے بیان کیا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مر الظهران میں تھے کہ اچانک ہم کو بہت سے کوئے نظر آئے۔ جن میں ایک غراب اعصم تھا جس کی چونچ اور پاؤں سرخ تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا لا يدخل الجنة من النساء الا مثل هذا الغراب في هذه الغرابان۔ کہ عورتیں جنت میں اسی قدر جائیں گی جس طرح ان سارے کوؤں میں یہ ایک کوہے۔ اس کی سند صحیح ہے اور یہ سنن الکبریٰ للنسائی میں بھی ہے۔ ”الاحیاء“ میں ہے کہ الاعصم سفید پیٹ والا ہوتا ہے۔ اور دوسروں نے کہا کہ اعصم سفید پروں والے کو کہتے ہیں۔ بعض کے بقول سفید ٹانگوں والے کو کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ نے گزشتہ فرمان کا یہ مطلب ہے کہ نیک عورت عام عورتوں بہت کم ہوتی ہے اور ان میں سے جنت میں بھی بہت کم داخل ہوں گی۔ اسی طرح یہ وصف کوؤں میں بھی نادر اور نایاب ہے۔ اور لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرمائی کہ بیٹا بری عورت سے بچو کیونکہ وہ تجھے بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا کر دے گی۔ اور عورتوں کی شر سے بچو کیونکہ وہ خیر کی دعوت کبھی نہیں دیتیں۔ اور نیک عورتوں سے بھی بچ کر رہنا۔ اور امام حسن بصری کہتے ہیں۔ کہ جو شخص بھی اپنی عورت کی خواہش کی پیروی کرے گا۔ اللہ اس کو جہنم میں اوندھا کر کے ڈالے گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کیونکہ ان کے خلاف چلنے میں برکت ہے۔ اور بعض نے کہا ان سے مشورہ لے کر ان کی مخالفت کرو۔ ”السیرة“ میں زمزم کے کھودے جانے والے قصہ میں ہے کہ جس وقت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ اس سے کسی نے کہا کہ طیبہ کو کھودو اس نے کہا طیبہ کیا ہے؟

اس آدمی نے کہا کہ زمزم ہے۔ عبدالمطلب نے پوچھا اس کی نشانی کیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ گو براور خون کے درمیان غراب اعصم کے ٹھونگیں لگانے کی جگہ پر ”سہیلی“ نے کہا۔ اس بات میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص کعبہ کو گرائے گا۔ کہ اس کی صفات کوئے جیسی ہوں گی اور وہ دو چھوٹی پنڈلیوں والا ہوگا۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یخرب الكعبة ذوالسویقتین رجل من حبشة۔ کعبہ کو ایک دو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کرے گا۔ بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کانی به اسود افحج یقلعها حجرا حجرا۔ گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہ رنگ کا کھلی ٹانگوں والا ہے کہ اس کو ایک ایک پتھر کر کے اکھیڑ رہا ہے۔ حذیفة الطویل کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ ایک حبشی ہے کھلی کھلی پنڈلیوں والا نیلی آنکھوں والا چپٹی ناک والا بڑے

پیٹ والا وہ اور اس کے ساتھی بیت اللہ کو ایک ایک پتھر کر کے توڑ رہے ہیں اور وہ اسے ایک دوسرے کو پکڑا کر سمندر میں پھینک رہے ہیں۔ اس کو ابو الفرج ابن الجوزی نے بیان کیا ہے۔ اکلیمی بیان کرتے ہیں کہ یہ واقع عیسیٰ کے زمانے میں ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ بیت اللہ کا طواف اس کے اٹھانے سے پہلے زیادہ سے زیادہ کر لو۔ اس کو دو دفعہ گرایا گیا اور تیسری دفعہ اٹھا لیا جائے گا۔ جاہظ نے کہا کہ غراب اللیل وہ ہوتا ہے جو عام کوؤں کی عادات چھوڑ کر الو کی عادتیں اپنالے۔ اور یہ رات کے پرندوں میں سے ہے۔ بعض ثقہ لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ یہ کو اعمو مارات کو دیکھا جاتا ہے۔

ارسطا طالیس نے ”النوعت“ میں کہا ہے کہ کوے چار قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) سیاہ کالا (۲) ایک سیاہ سفید ملا جلا اور دوسرا نقش و نگار والا اور باریک وجود والا جو دانے کھاتے ہیں۔

تیسرا سیاہ مور کے رنگ والا چمکیلے پروں والا اور مرجان کی سی ٹانگوں والا جس کو زاغ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جفتی کے وقت تمام کوؤں کی عادت پردہ کرنا ہے اور یہ آمنے سامنے سے جفتی کرتے ہیں۔ قلت وفا کی وجہ سے مذکر جفتی کے بعد اپنی مادہ کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔ مادہ عموماً چار یا پانچ انڈے دیتی ہے۔ اور جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ تو یہ ان کو پھینک دیتی ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت بہت بد صورت لگتے ہیں اس وقت ان کے وجود چھوٹے ہوتے ہیں اور سر بڑے بڑے ہوتے ہیں اور چونچیں صاف رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور اعضا بے جوڑ قسم کے ہوتے ہیں۔ دونوں والدین بچے کو اس حالت چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے طاقتور ہونے اور پراگنے تک ان کی خوراک اپنے گھونسلے میں چھرا اور مکھیوں کو بنا دیا۔ پھر ماں باپ بھی اس کی طرف لوٹ کر آجاتے ہیں۔ پھر ان کی ماں ان کی پرورش کرتی ہے اور ان کا باپ کھانا لاتا ہے اور اس کی فطرت میں ہے کہ وہ شکار نہیں کرتا بلکہ اگر اسے کوئی مردار مل جائے تو اسے کھا لیتا ہے ورنہ بھوک سے مر جاتا ہے۔ وہ ایسے گرتا پڑتا ہے جیسے کمزور پرندے ہوتے ہیں۔

اور سخت ڈر پوک اور نفرت بھرا پرندہ ہے۔

غدا ف الو کو مار ڈالتا ہے اور اس کے انڈے اٹھا کر کھا لیتا ہے اور اس کی عجیب بات یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے بچوں کو پکڑنا چاہے تو دونوں نر اور مادہ اپنی ٹانگوں میں سگر یزے لے کر فضا میں حلقہ بنا کر اس آدمی پر پتھر پھینکتے رہتے ہیں وہ اس طرح اپنے بچے کو واپس کرنے کا تقاضا کرتے ہیں اور ”منطق الطیر“ میں لکھا ہے کہ کو ا کمینے پرندوں میں سے ہے۔ یہ شریف اور آزاد پرندوں میں سے نہیں ہے اور اس کی عادت مردار کھانا اور گندگی کھانا ہے۔ یہ نہایت جلے ہوئے سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی عادات کی طرح کی عادات لوگوں میں سے (حبشیوں) زنگیوں کے اندر ہوتی ہیں۔ اور وہ بھی ہیئت ترکیبی اور مزاج کے لحاظ سے شریر ترین مخلوق ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی ٹھنڈے علاقے میں رہنے والا فطری طور ٹھنڈا ہوتا ہے اور گرم ملکوں میں رہنے والا فطری طور پر گرم مزاج ہوتا ہے۔ اور موسمی اعتدال کی وجہ سے اہل بابل کے عقول تمام عقول سے برتر اور ان کے کمالات تمام کمالات سے بالاتر ہیں۔

پس شدید سیاہ کوے میں کوئی کمال اور سمجھداری نہیں ہوتی اور سیاہ سفید رنگ کا کو بہت سمجھدار ہوتا ہے اور یہ سیاہ کوے سے

زیادہ موافق الطبع ہے۔ انتہی

اور عرب کوے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے اس کے نام سے غربت، اغتراب اور غریب جیسے الفاظ مشتق کئے۔  
 فائدہ اجنبیہ: غربت کا لفظ چند اسماء کے پہلے حروف کا مجموعہ ہے جن کا مفہوم بھی غربت پر دلالت کرتا ہے۔ پس غین سے  
 غدر، غرور، غیبت، غم، غلہ (غم کی گرمی) غرہ (دھوکہ) غول (ہر ہلاک کرنے والی چیز) جیسے الفاظ بنتے ہیں۔ اور الرءاء سے  
 رزء (مصیبت) ردع (رکاوٹ) ردی (ہلاکت) جیسے الفاظ بنتے ہیں۔ اور باء سے بلوا (مصیبت) بنوس (تنگی) برح  
 (مصیبت) اور بوار ہلاکت جیسے الفاظ بنتے ہیں۔ اور ہاء سے ہوان (ذلت) ہول (ڈر) ہم (فکر) هلك (ہلاکت)  
 جیسے الفاظ بنتے ہیں۔ یہ بات محمد بن ظفر نے ”السلوان“ میں کہی ہے۔ اور غراب البین جو ابقع ہے۔ اس کے متعلق  
 جوہری بیان کرتے ہیں کہ وہ سیاہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ اور صاحب ”المجالسہ“ نے کہا ہے۔ غراب البین کا نام یہ اس  
 لئے رکھا گیا کہ جب نوح نے اس کو پانی دیکھنے کے لئے بھیجا تو یہ جدا ہونے کے بعد واپس نہ آیا۔ اسی لئے وہ اس کو منحوس سمجھتے  
 ہیں۔ اور ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ اس کو فاسق اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے نوح کا حکم پیچھے چھوڑ دیا۔ جب انہوں نے اس کو  
 زمین کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ تو وہ ان کا حکم چھوڑ کر مردار کھانے لگا۔  
 عنترہ شاعر کہتا ہے۔

ظعن الذین فراقہم اتوقع وجرى بينهم الغراب الابقع

”جن لوگوں کی جدائی کی مجھے امید تھی وہ کوچ کر گئے اور ان کے درمیان غراب ابقع حائل ہو گیا۔“

منطق الطیر والے نے کہا ہے کہ غراب ان اجناس میں سے ہے جنہیں حل و حرم میں قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ فواسق میں  
 سے ہے یہ نام ابلیس کے نام سے مشتق کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایسی خرابیاں کرتا ہے جو ابلیس کی خصوصیت ہیں۔ نیز یہ نام اس شخص  
 کے لئے بھی مشتق کیا گیا ہے جس کا آزار سخت ہو۔ فسق اصل میں کسی چیز کے نکل جانے کو کہتے ہیں اور شریعت میں اطاعت سے  
 نکل جانے کو فسق کہتے ہیں۔ انتہی

جا حظ نے کہا کہ غراب البین کی دو اقسام ہیں ایک ان میں سے چھوٹا سا ہوتا ہے جو کمینگی اور کمزوری میں بڑا مشہور ہے۔ اور  
 دوسرا وہ ہے جو لوگوں کے آباد گھروں میں آتا جاتا ہے اور جبکہ وہ اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اس وقت بھی۔ نیز کہتے  
 ہیں ہر کو غراب البین کہلاتا ہے جبکہ اس سے نحوست لی جائے۔ وہ ذاتی طور پر ہر چھوٹے اور دور نکلے کوے کو غراب البین نہیں  
 کہتے۔ اس کو غراب البین اس لئے کہتے ہیں کہ جب لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ جاتے ہیں تو یہ وہاں جا کر رہ پڑتا ہے۔ چونکہ یہ کوا  
 اس وقت آتا ہے جب لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ دیں اس لئے انہوں نے اس کا نام بینونت سے مشتق کیا ہے۔ اور غراب البین کہا  
 ہے۔

مقدسی ”کشف الاسرار فی حکم الطیور والازہار“ میں غراب البین کے وصف میں کہتے ہیں کہ یہ سیاہ کوا ہوتا ہے  
 جو اس طرح نوحہ کرتا ہے جس طرح مصیبت زدہ غم گین آدمی نوحہ کرتا ہے اور دوستوں اور ساتھیوں کی جدائی کی آوازیں نکالتا  
 ہے۔

جب کبھی اکٹھی جماعت کو دیکھتا ہے تو ان کو ان کی جدائی سے ڈراتا ہے۔ اور جب بھی کسی آباد منزل کو دیکھتا ہے تو اس کی غیر

آبادی اور صحن مٹ جانے کی ان کو خبر دیتا ہے۔ یہ آنے والے کو بھی اور رہنے والوں کو بھی گھروں اور اقامت گاہوں کے اجڑنے کے متعلق اطلاع دیتا ہے اور کھانے والے کو گلا گھونٹ جانے سے ڈراتا ہے۔ اور سفر کرنے والے کو منازل کے قرب کی بشارت دیتا ہے۔ ایسی آواز نکالتا ہے جس میں غم ہو جیسے موزن نماز کا اعلان کرتا ہے۔ مقدسی نے اس کی زبان حال پر یہ شعر کہے ہیں:

انوح علی ذهاب العمر منی وحق ان انوح وان انادی  
”میں اپنی عمر کے چلے جانے پر نوحہ کر رہا ہوں اور میرا حق ہے کہ میں نوحہ بھی کروں اور آواز بھی نکالوں۔“

واندب کلما عایننت رکبا حدا بہم ولو شک البین حادی  
”اور میں جب بھی کوئی ایسا قافلہ دیکھوں جن کو حدی کرنے والے نے جدائی کے قریب ہونے کی حدی دی تو اس کو بلاؤں۔“

یعنفنی الجھول اذا رانی وقد البست اثواب الحداد  
”ناواقف آدمی جب مجھے دیکھتا ہے تو ڈانٹتا ہے حالانکہ میں نے سوگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔“

فقلت له تعظ بلسان حالی فانی قد نصحتک باجتھاد  
”میں نے اس سے اپنی زبان حال سے کہا تو نصیحت حاصل کر تجھے بڑی محنت سے نصیحت کر رہا ہوں۔“

وہا انا کالخطیب ولیس بدعا اور خبردار میں خطیب کی طرح ہوں اور سیاہ کپڑے پہننا خطیبوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں۔“

الم ترنی اذا عایننت رکبا انادی بالنوی فی کل ناد  
”کیا تو مجھ کو نہیں دیکھتا؟ کہ میں جب بھی کسی قافلے کو دیکھتا ہوں تو ہر مجلس میں ان کی جدائی کا اعلان کرتا ہوں۔“

انوح علی الطلول فلم یجنی بساحتھا سوی خرس الجماد  
”میں کھنڈرات کے صحنوں میں پر نوحہ کرتا ہوں تو وہ مجھے جواب نہیں دیتے بلکہ چپ رہتے ہیں۔“

فاکثر فی نواحیہا نواحی من البین المفتت للفراد  
”دل کو پھاڑ دینے والی جدائی کی بنا پر میں ان کے کناروں میں بہت نوحہ کرتا ہوں۔“

تیقظ یا ثقیل السمع وافہم اشارة من تسیر بہ العوادی  
”اے بوجھل کانوں والے بیدار ہو جا اور گردش زمانہ جن کو لے گیا ہے اس کے اشارے کو سمجھ۔“

فما من شاہد فی الکون الا علیہ من شہود الغیب بادی  
”دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو جاننے والے اور غیب کے دیکھنے والے نہ دیکھ رہے۔“

وکم من رانح فیہا وغاد ینادی من دنو او بعداد  
”اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو شام کو جانے والے ہیں اور صبح کو جانے والے ہیں جن کو دور اور نزدیک سے بلایا جا رہا

ہے۔“

لقد اسمعت لونا ديت حيا      ولكن لا حياة لمن تنادي  
 ”اگر تو زندہ کو آواز دیتا تو اس کو سنا سکتا تھا۔ لیکن جس کو تو آواز دے رہا ہے اس میں کوئی زندگی نہیں۔“  
 وقد البست اثواب الحداد کا مطلب یہ ہے میرا رنگ کالا ہے۔

اور اس شعر فلم یجبنی..... کا مطلب یہ ہے کہ میں وہاں ہوتا ہوں جہاں گھروالے گھر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ ینفق جمہور  
 اہل لغت کے نزدیک عین معجمہ کے ساتھ ہے ابن قتیبہ نے یہ بات کہی ہے لیکن دوسروں نے کہا یہ غلط ہے۔  
 بطلیوس نے صاحب المنطق سے نقل کیا ہے کہ نعت اور نعت دونوں درست ہیں لیکن عین معجمہ کے ساتھ زیادہ بہتر ہے۔ ابن جنی  
 سے بھی یہی بات منقول ہے۔ صاحب بھاؤ الدین زہیر جو الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل محمد کے وزیر تھے نے  
 جدائی کے بارے میں یہ چند عمدہ اشعار کہتے ہیں۔

لقد ظلمتني واستطالت يد النوى      وقد طمعت في جانبي كل مطمع  
 ”جدائی کے ہاتھ نے مجھ پر بہت ظلم کیا اور مجھ پر پوری طرح لالچ رکھی۔“  
 الی کم اقاسی فرقة بعد فرقة      وحتى متی یا بین انت معی معی  
 ”ایک جدائی کے بعد دوسری جدائی کے مصائب میں کب تک برداشت کروں اور اے جدائی تو کب تک میرے ساتھ  
 رہے گی۔“

وقالت علمنا ما جرى منك بعدنا      فلا تظلميني ما جرى غير اد معی  
 ”اس نے کہا ہم جانتے ہیں جو ہمارے بعد تجھ پر گزری۔ اس لئے مجھ پر ظلم نہ کر۔ آنسوؤں کے بغیر کچھ بھی جاری نہیں  
 ہوا۔“

اور اس نے تالے کے متعلق بڑے عمدہ شعر کہے ہیں۔  
 واسود عار انحل البرد جسمه      وما زال من اوصافه الحرص والمنع  
 ”اور سیاہ رنگ کانگا جس کے بدن کو سردی نے لاغر کر دیا ہے اور اس کے اوصاف میں ہمیشہ لالچ اور بخل ہے۔“  
 واعجب شيء كونه الدهر حارسا      وليس له عين وليس له سمع  
 ”عجیب بات یہ ہے وہ ہمیشہ چوکیداری کرتا رہا ہے حالانکہ نہ اس کی آنکھ ہے نہ اس کا کان ہے۔“  
 اس کے بڑے عمدہ شعر ہیں۔ ضعت شعری میں اس کو السہل الممتنع کہتے ہیں۔ یعنی اتنا زیادہ آسان کہ جس کا کوئی مقابلہ نہ کر  
 سکے۔

یہ ملک صالح کا نہایت قریبی تھا یہ صرف خیر کا ہی وسیلہ بنتا تھا۔ اس کی وفات ۶۵۶ ہجری میں ہوئی۔  
 جب کوادو دفعہ چیخے تو اس سے مراد شر ہے اور جب تین دفعہ چیخے تو کہتے ہیں یہ اچھا ہے اور یہ عدد حروف کی بنیاد پر کہتے ہیں۔  
 ( کیونکہ شریں دو حرف اور خیر میں تین ہوتے ہیں ) کیونکہ یہ صاف آنکھ اور تیز نظر والا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو کانا کہتے ہیں۔  
 جاہظ نے کہا کہ اس سے بدفالی کی وجہ سے اس کو اءور کہتے ہیں حالانکہ یہ کانا نہیں ہوتا۔

بعض کہتے ہیں اس سے سلامتی کی فال کے طور پر اعور کہتے ہیں۔ جیسے صحرا کو مفازہ ”کامیابی“ کہتے ہیں اور بائیں کو یسار ”آسانی“ کہتے ہیں۔

تظیر اصل میں طیر سے نکلا ہے جبکہ وہ بارح، سانح اور قعید ناٹح کی سمت سے آئے۔ بارح دائیں جانب سے آنے والے کو کہتے ہیں اور سانح بائیں جانب سے آنے والے کو اور ناٹح سامنے سے آنے والے کو اور قعید پیچھے سے آنے والے کو کہتے ہیں۔ وہ کو اہی ہے جو ان پر نحوست لاتا ہے کیونکہ وہ سیاہ ہوتا ہے۔ اگر ابقع ہو تو رنگ مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ عربوں کے اونٹوں پر جتنا کو اسخت ہوتا ہے اتنی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ کو اتیز نظر والا ہے اس لئے اس کی آنکھوں سے اس طرح ڈرا جاتا ہے۔ جیسے نظر لگانے والے کی نظر سے ڈرا جاتا ہے۔ نحوست کے باب میں انہوں نے کوئے کو سب سے آگے رکھا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کو اعور اس لئے کہتے ہیں کہ یہ نظر کی قوت کی وجہ سے اپنی دونوں آنکھ کو ہمیشہ بند رکھتا ہے۔ یہ بات ابن اعرابی نے کہی ہے۔ اس میں کچھ باب الامثال میں بیان کیا جائے گا۔

فائدہ: صاحب العشرات نے کہا کہ غراب ان اسماء میں سے ہے جو معنی کے لحاظ سے مشترک ہیں۔ (۱) یہ برف پر بھی بولا جاتا ہے۔ بالوں کی مینڈھی کو یہی کہتے ہیں اور پھاؤڑے اور کو لہے کے سرے کو بھی غراب کہتے ہیں اور کوئے کو بھی غراب کہتے ہیں۔ ابو عبد اللہ مہلمی نے جس کی کنیت نفظویہ ہے اور یہ اس کے زمانے میں تھا۔ یہ ثعلب سے اور وہ ابن اعرابی سے یہ شعر بیان کرتا ہے کہ

يا عجا للعب العجاب خمسة غربان على غراب

”یہ بات کتنی عجیب ہے کہ پانچ غربان ایک غراب پہ ہیں۔“

ارسطا طالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ غراب البین کا جسم سیاہ ہوتا ہے اور اس کی چونچ اور دونوں پاؤں پیلے ہوتے ہیں۔ یہ ہر قسم کی انگوریاں اور گوشت کھاتا ہے۔ نبی ﷺ نے نماز میں کوئے کے ٹھونگوں سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد سجدے کو ہلکا کرنا ہے۔ اور یہ کہ اس میں اتنا ٹھہرے جتنی دیر کو ادا نے اٹھانے کے لئے زمین پر چونچ رکھتا ہے۔

بخاری نے ادب المفرد میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن عبد البر وغیرہ نے عبد اللہ بن حارث اموی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی ماں ریطہ بنت مسلم سے اس نے باپ سے بیان کیا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ نے ایک رونے والے کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میرا نام غراب ہے تو آپ نے فرمایا بلکہ تو مسلم ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کا نام اس لئے بدلا کہ کو ایک گندے فعل والا اور گند کھانے والا جانور ہے۔ اور اسی لئے نبی ﷺ نے اس کو حل و حرم میں قتل کرنے کا حکم دیا۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا اصرم۔ تو آپ نے فرمایا تیرا نام زرعه ہے اس کا نام اس لئے بدلا کہ صرم کا معنی کاٹنا ہوتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا نبی ﷺ نے عاص کا نام اور عزیز عقلہ، شیطان، حکم، حباب، شہاب، وغیرہ نام بدل ڈالے۔ اور عفرہ (خشک) نالی زمین کو خضرہ (سبز) کا نام دیا۔ (عاص کو اس لئے مکروہ سمجھا کہ اس میں نافرمانی کا معنی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ مومن کی صفت اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ عزیز کو اس لئے بدلا کہ عزت اللہ

کے لئے ہے اور مومن کی علامت عاجزی اور تواضع ہے۔ اور اللہ نے اپنے دشمنوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا ذق انک انت العزيز الکریم۔ اور عقلمند اس لئے بدلا کہ اس میں سختی اور شدت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ مومن کی صفت نرمی اور سہولت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن نرم اور آسان ہوتے ہیں۔ اور شیطان اس لئے بدلا کہ وہ خیر سے دور ہوتا ہے۔ اور حکم اس لئے بدلا کہ حاکم وہ ہوتا ہے۔ جس کا حکم رد نہ کیا جائے۔ اور شہاب شعلے کو کہتے ہیں۔ اور حباب شیطان کا نام ہے۔ اور آگ اللہ کی سزا ہے اور جلانے والی اور ہلاک کرنے والی ہے۔ اور عفرہ اس زمین کو کہتے ہیں۔ جس میں کچھ نہ اگتا ہو تو اس کا نام بطور قال کے خضرہ رکھاتا کہ وہاں کھیتی باڑی ہو اور وہ سرسبز ہو جائے۔

اور سنن ابوداؤد نسائی ابن ماجہ میں عبدالرحمن بن شبل سے روایت ہے کہ (ان کی کتب ستہ میں اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں ہے)

نبی ﷺ نے نماز کو کوئے کے ٹھونگے لگانے سے منع کیا۔ اس کو حاکم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کوئے کے ٹھونگوں اور درندے کی بیٹھک سے منع کیا اور یہ کہ کوئی آدمی اپنی جگہ کو اونٹ کی طرح پکا کرے۔

نقرة الغراب سے مراد سجدہ ہلکا کرنا ہے یہ کہ اس میں صرف اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر میں چونچ سے دانا اٹھایا جاتا ہے۔ ابو یعلیٰ موصلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں سلمی بن قیسر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ایک دن بھی اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھا اللہ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا کوئے کا بچہ اڑے اور

بوڑھا ہونے تک اڑتا رہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس میں کلام ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح مروی ہے۔ اور اس کو امام احمد نے ”زہد“ میں اور بزار نے روایت کیا ہے اس میں

ایک مجہول راوی ہے۔

اور باب الحاء المہملہ لفظ جیہ کے ضمن میں دارقطنی کی وہ روایت گزر چکی ہے جو انہوں نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ

نبی ﷺ نے اپنے موزے منگوائے تاکہ ان کو پہنیں تو آپ نے ایک موزہ پہنا تھا کہ دوسرے موزے کو ایک کوئے نے اٹھا کر نیچے

پھینک دیا تو اس میں سے ایک سانپ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو موزوں کو جھاڑے

بغیر مت پہنے۔ اس کی اسناد میں ہشام بن عمرو ہے جس کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ حدیث ان شاء اللہ صحیح ہے۔

الاسود السائح میں اس جیسی ایک حدیث گزر چکی ہے۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوآواز نکالتا تو آپؐ کہتے ہیں اللهم لا

طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک۔ یعنی اے اللہ شگون صرف تیری طرف سے اور خیر بھی صرف تیری طرف

سے ہے اور تیرے بغیر کوئی بھی معبود نہیں۔

ہم نے ابن طبرزد سے باسناد روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کو ان کے پاس لایا گیا

جب انہوں نے اس کے دونوں پروں کو دیکھا تو اللہ کی حمد بیان کی اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جانور اس وقت

تک شکار نہیں ہوتا جب تک اس کی تسبیح میں کمی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کوئی انگوری نہیں اگاتا مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو

اس کی تسبیح کو شمار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ اس کو لے کر آئے گا اور جو درخت بھی اکھیڑا یا کاٹا جاتا ہے وہ اللہ کی تسبیح کے کم ہونے کی وجہ سے کاٹا جاتا ہے۔ اور کسی آدمی کو بھی جو چیز ناپسند پیش آتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہی آتی ہے اور اکثر گناہوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں پھر فرمایا اے کوئے اللہ کی عبادت کر پھر اس کا راستہ چھوڑ دیا اور عنقریب لفظ قسورہ کے ضمن میں اس سے ملتا جلتا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے آئے گا۔

فائدہ آخری: ابو الہیثم کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ کو اپنی چونچ کی مقدار تک زمین میں دیکھ سکتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے پرندے اور جانور کو نہیں بھیجا کیونکہ قتل بہت ہی نایاب تھا اور اس سے پہلے یہ فعل معلوم و معروف نہیں تھا تو اللہ نے کوئے کو بھیجنا مناسب سمجھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔  
وَ اتلُّ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِي آدَمَ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا. الایۃ مفسرین کہتے ہیں کہ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا۔ تو اس نے سب سے کم تر اور تھوڑی چیز قربانی کے لئے پیش کی اور ہابیل بکریوں والا تھا تو اس نے بہتر مینڈھے کی قربانی پیش کی قربانی کے قبول ہونے کی دلیل یہ ہوتی تھی کہ آسمان سے آگ آتی اور قربانی کو کھا جاتی تھی جب آگ آئی تو اس نے اس مینڈھے کو پکڑ لیا جو ہابیل نے پیش کیا تھا یہ مینڈھا جنت میں چرتا رہا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کے فدیے میں اتارا گیا۔ قابیل آدم علیہ السلام کا بڑا بیٹا تھا اور بیان کیا جاتا کہ آدم علیہ السلام حج کرنے مکہ گئے تو قابیل کو اپنے بیٹوں پر نگران بنا گئے تو قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا جب آدم علیہ السلام واپس لوٹے تو انہوں نے پوچھا ہابیل کہاں ہے تو اس نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں تو آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ زمین پر لعنت کر جس نے اس کا خون پیا ہے تو اس وقت کے بعد زمین نے کبھی بھی خون نہیں پیا پھر آدم علیہ السلام اس کے بعد سو سال تک نہیں بنے یہاں کہ ان کے پاس ملک الموت آیا اور کہنے لگا ”حياك الله يا ادم و بياك.“ انہوں نے کہا یہ ”بياك“ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ آپ کو ہنسائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قابیل اپنے بھائی ہابیل کو اٹھائے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ شام ہو گئی اور اسے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرے تو اللہ تعالیٰ نے دو کوؤں کو بھیجا ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر اپنی چونچ سے زمین کھودی اور اس کو دفن کر دیا پھر قابیل نے بھی اس کی اقتداء کرتے ہوئے اپنے بھائی کو دفن دیا۔ کو بھیجنے میں ایک حکمت کبریٰ تھی تاکہ وہ ابن آدم کو لاش چھپانے کا طریقہ سکھائے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ.“ کے بھی یہی معنی ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر روح نکل جانے کے بعد بدبو کے ذریعے احسان کیا ہے اگر ایسے نہ ہوتا تو کوئی دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے سب سے پہلے قابیل کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ أَضَلْنَا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ الْآیۃ. میں قابیل اور ابلیس مراد ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے منگل کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ خون والا دن ہے۔ حوا کو اسی دن حیض آیا اور اسی دن ابن آدم نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔  
مقاتل کہتے ہیں اس سے پہلے درندے پرندے آدم کے ساتھ مانوس تھے جب ہابیل نے قابیل کو قتل کر دیا تو پرندے اور



وحشی اس سے بھاگ گئے اور درختوں پر کانٹے لگ گئے اور پھل کھٹے ہو گئے پانی کھارے ہو گئے اور زمین غبار آلود ہو گئی۔  
ابوداؤد نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر فتنوں کے دور میں کوئی آدمی میرے پاس آ کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے تو میں کیا کروں آپ نے فرمایا تو آدم کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح ہو جانا پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

عجیبہ: قزوینی نے ابو حامد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ بحیرہ اسود پر اندلس کی ایک جانب میں پہاڑ کو کھود کر ایک چٹان میں ایک گرجا بنایا گیا۔ اس پر ایک بہت بڑا قبہ تھا۔ اس قبہ پر ہمیشہ ایک کوا بیٹھا رہتا تھا قبہ کے بالمقابل ایک مسجد تھی جس کے لئے لوگ آیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ ان راہبوں پر یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ جو مسلمان بھی اس کی زیارت کو آئے تو وہ اس کی مہمان نوازی کریں گے۔ جب کوئی اس کی زیارت کرنے والا آتا تو وہ کوا اپنے سر کو اس قبہ کے روشن دان میں داخل کر کے ایک مرتبہ چیختا اگر دو زائر آتے تو وہ دو دفعہ چیختا۔ اسی طرح جب کبھی زائرین آتے تو وہ ان کی تعداد کے مطابق چیخیں مارتا تو راہب اتنا کھانا لے کر باہر آتے جتنا زائرین کو کافی ہوتا۔ یہ گرجا کوا گرجا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ راہبوں کا یہ خیال تھا کہ یہ کوا ہمیشہ اس قبہ پر ہی نظر آتا ہے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ کہاں سے کھاتا پیتا ہے۔

عجیبہ آخری: ابو الفرج معانی بن زکریا نے اپنی کتاب الجلیس والانیس میں کہا ہے کہ ہم قاضی ابوالحسن کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے۔ تو ہم معمول کے مطابق آ کر اس کے دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی دوران ایک اعرابی جو کسی کام آیا تھا وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک گھر کی کھجور پر ایک کوا آ کر بیٹھا اور آواز کر کے اڑ گیا۔ اعرابی نے کہا یہ کوا کہہ رہا ہے کہ اس گھر کا مالک سات دن بعد فوت ہو جائے گا۔ ہم نے اس کو جھڑکا وہ اٹھا اور چل دیا پھر ہمیں قاضی کی طرف سے اجازت مل گئی ہم اندر گئے اس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور وہ غمگین تھا۔ ہم نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں نے گزشتہ رات خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یوں کہہ رہا تھا۔

منازل آل عباد بن زید علی اہلیک والنعیم السلام

”اے عباد بن زید کی آل کے مکانو! تم پر اور تم میں رہنے والوں اور چار پایوں پر سلام ہو۔“

تو اس وقت سے میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے۔ تو ہم نے اس کے لئے دعا کی اور واپس آ گئے۔ جب سات دن گزر گئے تو وہ دفن ہو چکا تھا۔ قاضی ابوالطیب طبری نے کہا ہے کہ میں نے یہ حکایت اپنے شیخ ابو الفرج مذکور کے الفاظ سے سنی ہے۔  
عجیبہ آخری: یعقوب بن سلیمان کہتے ہیں کہ امیہ بن ابی الصلت بعض دنوں میں شراب پیتا تھا۔ تو ایک دن کوا آیا اور آواز نکالی۔ تو امیہ نے کہا تیرے منہ میں مٹی پڑے تو اس نے دوبارہ آواز نکالی تو امیہ نے پھر اس کو کہا تیرے منہ میں مٹی پڑے۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تم کو معلوم ہے یہ کہا کہہ رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ میں یہ پیالہ پیوں گا تو مرجاؤں گا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ اس ڈھیر کی طرف جائے گا اور وہاں سے ایک ہڈی کھا کر مر جائے گا۔ راوی کہتے ہیں وہ کوا اس ڈھیر کی طرف گیا اور ایک ہڈی نکل کر مر گیا۔ پھر امیہ نے شراب کا پیالہ پیا تو وہ بھی اسی وقت مر گیا۔

میں کہتا ہوں امیہ بن صلت جو کافر تھا اس کا ذکر مختصر المزنی اور مہذب وغیرہما میں کتاب الشہادات میں موجود ہے۔

نبی ﷺ نے اس کے وہ شعر سنے جن میں حکمت اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور قیامت کا ذکر تھا۔

ابو الصلت کا نام عبد اللہ بن ربیعہ بن عوف تھا۔ امیہ جاہلیت کے دور میں اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اور قیامت پر یقین رکھتا تھا اور اس بارے میں بڑے اچھے شعر کہتا تھا۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہو سکا۔

ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم کو امیہ بن صلت کے اشعار میں سے کوئی شعر یاد ہے تو میں نے عرض کی جی ہاں تو فرمایا کچھ سناؤ۔ میں نے آپ کو شعر سنایا تو آپ نے فرمایا کچھ اور۔ میں نے ایک اور سنایا، فرمایا ایک اور یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنائے تو آپ نے فرمایا قریب تھا کہ وہ اپنے شعروں کی وجہ سے مسلمان ہو جاتا۔

نبی ﷺ نے یہ بات اس وقت کہی جب اس کا یہ شعر سنا۔

لك الحمد والنعماء والفضل ربنا فلا شيء اعلى منك حمدا وامجد

”اے ہمارے رب تمام تعریفیں اور نعمتیں اور فضل تیرے لئے ہیں کوئی ذات بلحاظ تعریف میں تجھ سے اونچی اور بزرگ

نہیں ہو سکتی۔“

مسند دارمی میں عکرمہ عن ابن عباس مروی ہے نبی ﷺ نے امیہ بن ابی الصلت کے شعروں میں سے اس شعر کی تصدیق کی۔

زحل وثور تحت رجل يمينه والنسر للاحرى وليث مرصد

”زحل اور ثور اس کے دائیں پاؤں کے نیچے ہیں اور گداور گھات کا شیر دوسرے پاؤں کے نیچے ہے۔“

تو آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

والشمس تطلع كل آخر ليلة حمراء يصبغ لونها يتورد

”پھر کہا سورج ہر رات کے آخری حصے میں طلوع ہوتا ہے تو سرخ ہوتا ہے اور صبح کے وقت گلابی ہو جاتا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

نیز کہا:

تابى فما تطلع لنا فى رسلها الامم مذبة والات جلد

”وہ انکار کر دے گا اور اپنی نرم چال سے طلوع نہیں ہوگا مگر جبکہ اس کو عذاب دیا جائے یا اس کوڑے لگائیں جائیں۔“

نبی ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

سہیلی نے التعریف والا اعلام میں کہا ہے کہ اللہ کے اس فرمان وَاَتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا. کی تفسیر میں ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بلعم بن باعوراء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ یہ امیہ بن ابی الصلت ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس نے جاہلیت میں توراہ انجیل پڑھی تھی۔

اس کا خیال تھا کہ وہ عنقریب نبی بن جائے گا اس نے نبی بننے کی خواہش بھی کی۔ جب نبی ﷺ نبی بن گئے اور امیہ کے ہاتھ

سے نبوت نکل گئی تو آپ سے حسد کرنے لگا اور کافر ہو گیا۔

یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ لکھا۔ اور اسی سے قریش نے یہ کلمہ سیکھا تھا۔ جاہلیت میں یہ لکھا کرتا تھا۔

امیہ کے یہ کلمہ سیکھنے کی بھی عجیب کہانی ہے۔ جس کو مسعودی نے ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ۔

امیہ مصحوب تھا جن اس کے سامنے آتے تھے۔ تو وہ قریش کے قافلے میں سفر میں نکلا تو ان کے پاس سے ایک سانپ گزرا انہوں نے اس کو مار ڈالا تو ان کے سامنے ایک اور سانپ آ گیا جو اس کا قصاص مانگ رہا تھا اور کہنے لگا تم نے فلاں سانپ کو مارا ہے پھر اس نے شاخ سے زمین پر مارا تو اونٹ بھاگنے لگے تو وہ لوگ بڑی مشقت کے بعد ان پر کنٹرول کر سکے۔ جب انہوں نے اونٹوں کو جمع کر لیا تو وہ سانپ آیا اور دوبارہ شاخ ماری تو سارے اونٹ پھر بھاگ گئے۔ تو وہ آدھی رات کے بعد ان کو اکٹھا کر سکے۔ سانپ پھر آ گیا اور تیسری دفعہ ماری۔ تو وہ پھر بھاگ گئے۔ اور یہ ان پر کنٹرول نہ کر سکے۔ یہاں تک اس حالت کو پہنچ گئے کہ وہ پیاس اور تکلیف سے بے آب و گیاہ وادی میں مر جاتے۔ تو سب نے امیہ سے کہا کیا تیرے پاس کوئی حیلہ ہے تو اس نے کہا شائد ہو۔ پھر وہ گیا اور ایک ٹیلے سے گزرا اور دور سے آگ کی روشنی دیکھی تو اس کے پیچھے چل دیا۔

یہاں تک کہ ایک بوڑھے کے پاس پہنچ گیا جو خیمے میں تھا۔ تو اس کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی مصیبت کا شکوہ کیا۔ وہ شیخ جن تھا۔ اس نے کہا جب وہ آئے تو سات دفعہ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ کہو۔

وہ واپس آیا اور وہ ہلاک ہونے والے تھے۔ تو اس نے ان کو یہ بات بتلائی۔ جب سانپ آیا تو انہوں نے یہ بات کہی تو اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کو یہ بات کس نے بتائی پھر وہ واپس چلا گیا اور انہوں نے اپنے اونٹ لے لئے۔ ان میں حرب بن امیہ بن عبد الشمس بھی تھا جو معاویہ بن ابی سفیان کا دادا تھا۔ تو اس کے بعد جنوں نے اس کو اس سانپ کے قصاص میں مار ڈالا تھا۔ اور اس بارے میں انہوں نے یہ شعر کہا:

وقبر حرب بمكان قفر ولس قرب قبر حرب قبر

”خالی جگہ میں حرب کی قبر ہے اور حرب کی قبر کے پاس کوئی قبر نہیں۔“

امیہ بن ابی الصلت کی بہن عاتکہ مسلمان ہو گئی تھی۔ اور آپ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہے۔ اور عنقریب باب النون میں نسر پر کلام کرتے ہوئے وہ بات بھی ان شاء اللہ بیان ہوگی جو اس کے موافق ہے۔

شرعی حکم: دورنگا کو اکھانا حرام ہے جو کہ فاسق ہے۔ اور سیاہ پہاڑی بڑا کو بھی صحیح مذہب کے مطابق حرام ہے۔ اس کو ایک جماعت نے قطعی حرام قرار دیا ہے کھیتی کا کو صحیح مذہب پر حلال ہے۔ عقیق اور غداف کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا سارے کوے حلال ہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ پانچ جانور ایسے ہیں جن کے قتل کرنے پر کوئی گناہ نہیں کو، گدھ، چوہا، سانپ، کاٹنے والا کتا۔

سنن ابن ماجہ اور بیہقی میں عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سانپ فاسق ہے چوہا بھی اور کو بھی فاسق ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ابن عمر سے پوچھا گیا کیا کو اکھایا جائے؟ تو انہوں نے کہا جب نبی ﷺ نے اس کو فاسق کہہ دیا ہے تو

اب اسے کون کھائے گا؟

اور یہ پانچ فاسق چیزیں ایسی ہیں جن کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہ کسی کے ساتھ مخصوص بھی نہیں ہو سکتیں۔ رافعی نے اسی طرح اپنی کتاب ضمان البھائم میں امام شافعی سے نقل کیا ہے۔ اس طرح غاصب پر ان کو واپس کرنا واجب نہیں۔  
ضرب الامثال: شاعر کہتا ہے:

ومن یکن الغراب لہ دلیلاً      یمربہ علی جیف الکلاب  
”جس کا راہنما کو ابن جائے تو وہ اس کو مرے ہوئے کتوں پر لے جائے گا۔“

عرب کہتے ہیں۔ لا افعل هذا حتی یشیب الغراب۔ میں یہ کام نہیں کروں گا حتیٰ کہ گوا بوڑھا ہو جائے۔ یعنی میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔ کیونکہ گوا کبھی بھی بوڑھا نہیں ہوتا۔

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں سفیان بن عیینہ کے حالات زندگی میں مسعر بن کدام سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص سمندری سفر پر نکلا تو کشتی ٹوٹ گئی وہ کسی جزیرے پر جا پہنچا وہاں وہ تین دن تک ٹھہرا اس کو کوئی آدمی نظر نہ آیا اور نہ ہی اس نے کھایا پیا تو اس وقت اس نے شاعر کے اس کلام سے مثال لی۔

اذا شاب الغراب اتیت اہلی      وصار القار کالبن الحلیب  
”میں اس وقت اپنے گھر جاؤں گا جب گوا بوڑھا ہو جائے گا اور تار کول تازے دودھ کی طرح ہو جائے۔“  
تو کسی آواز دینے والے نے اس کو ایسی جگہ سے آواز دی۔ جہاں سے وہ اس کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

عسی الکرب الذی امسیت فیہ      یکون وراءہ فرج قریب  
”قریب ہے کہ تمہاری مصیبت کے بعد تم کو اس سے کشادگی مل جائے۔“  
تو اس نے دیکھا کہ ایک کشتی آ رہی ہے۔ اس نے ان کو اشارہ کیا تو وہ اس کی قریب آئے اور اٹھا کر لے گئے۔ اس کو اپنے سفر میں بڑا فائدہ پہنچا۔

عرب لوگ یوں بھی کہتے ہیں۔ ابصر من غراب۔ یعنی وہ کوئے سے زیادہ تیز نظر ہے۔  
ابن اعرابی کا خیال ہے کہ عرب کوئے کو اور اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی ایک آنکھ بند رکھتا ہے اور قوت بصارت کی وجہ سے ایک آنکھ پر ہی کفایت کرتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کو نظر کی تیزی کی وجہ سے بطور فال اعراب کہتے ہیں۔  
بشار بن برد اعمیٰ نے کہا۔

وقد ظلموہ حین سموہ سیدا      کما ظلم الناس الغراب باعورا  
”لوگوں نے اس کو سید کہا کہ اس پر ظلم کیا جس طرح لوگ کوئے کو اعراب کہہ کر ظلم کرتے ہیں۔“  
ابو البشیم سے اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ گوا اپنی چونچ کے برابر زمین کے نیچے دیکھ سکتا ہے۔  
عرب یوں بھی کہتے ہیں۔

اخیل من غراب وازہی واکبر من غراب۔ یعنی فلاں کوئے سے بھی زیادہ متکبر شوخ اور صبح اٹھنے والا ہے کیونکہ یہ

تمام پرندوں سے پہلے اٹھتا ہے۔

عرب کہتے ہیں ابطامن غراب نوح یعنی وہ نوح کے کوئے سے بھی زیادہ دیر لگانے والا ہے۔ بات یہ ہے کہ نوح نے اس کو اس لئے بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ شہر غرق ہوئے ہیں یا نہیں اور ان کے پاس تازہ خبر لائے تو اس نے پانی کے اوپر تیرتے ہوئے مردے دیکھے تو ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا۔ تو کوئی خبر نہ لایا۔ تو نوح نے اس کے خلاف بددعا کی تو اس کی ٹانگیں باندھی گئی اور لوگوں سے خوف زدہ ہو گیا۔

عرب یوں کہتے ہیں کانہم کانوا غرابا واقعا۔ یہ مثال اس چیز کے لئے بیان کی جاتی ہے جو جلدی ختم ہو جائے۔ کیونکہ کو ابھی جہاں اترتا ہے وہاں ٹھہرتا نہیں بلکہ اڑ جاتا ہے۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں۔ کالغراب والذنب۔ یہ مثال ان کے لئے ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے موافق ہوں اور کبھی اختلاف نہ کریں۔ کیونکہ یہ بھی دونوں ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ جب بھی بھیڑ یا بکری کو مارتا ہے تو کو ابھی وہاں پہنچ جاتا ہے تاکہ بچا کھچا کھا سکے۔

عربی یوں بھی کہتے ہیں الغراب اعرف بالتمر۔ کیونکہ کو ہمیشہ عمدہ کھجوریں لیتا ہے۔ اس لئے یہ مثال بھی بیان کرتے ہیں وجد تمر الغراب۔ یعنی اس نے کوئے کی کھجوریں پالیں۔ یعنی عمدہ چیز حاصل کر لی۔ عرب کہتے ہیں۔ اشام من غراب البین۔ وہ غراب البین سے بھی زیادہ منحوس ہے۔ اس کو غراب البین اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اس جگہ کو تلاش کر کے وہاں آوازیں نکالتا ہے۔ اس لئے لوگ اس کو منحوس سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لئے اس کو غراب البین بھی کہتے ہیں۔ کسی شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے۔

وصاح غراب فوق اعداد بانه  
”میرے دوستوں کی خبریں لے کر بانا کی لکڑیوں پر کو اچھنے لگا تو میں فکر مند ہوا اور سوچنے لگا۔“

فقلت غراب باغتراب وبانه  
”میں نے کہا غراب سے تو غربت (سفر) مراد ہے اور بان سے مراد جدائی ہے اور یہ کہانت ہے۔“

وهبت جنوب باجتنا بى منهم  
”میرے ان سے بچنے کی وجہ سے جنوبی ہوا چل پڑی اور صبح کی ہوا بھی تیز چل اٹھی میں نے کہا یہ عشق ہے اور جدائی ہے۔“

لوگ کہتے ہیں۔ احذر من غراب۔ وہ کوئے سے بھی زیادہ ڈر پوک ہے مسعودی نے فارس کے حکماء میں سے کسی سے یہ نقل کیا ہے کہ میں نے ہر چیز سے اس کی خوبی کو حاصل کیا یہاں تک کہ کتے، بلی، خنزیر اور کوئے سے بھی میں نے خوبیاں لی ہیں۔ کسی نے پوچھا کتے سے کیا لیا ہے؟ اس نے کہا اپنے اہل کے لئے الفت اور مالک کا دفاع پوچھا گیا بلی سے کیا لیا ہے۔ اس نے کہا حسن طلب اور چا پلوسی۔ پوچھا گیا خنزیر سے کیا لیا اس نے کہا اپنی ضرورتوں کے لئے سویرے سویرے جانا۔ کسی نے کہا کوئے سے کیا لیا۔ اس نے کہا اس کی سخت احتیاطی ہے۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں۔ اغرب من غراب یعنی یہ کوئے سے بھی زیادہ کو ا ہے اور کو بے سے بھی زیادہ کوے کے مشابہہ ہے۔

بیٹا اللہ کے حوالہ کرنے کا عجیب واقعہ: میں نے ابو القاسم طبرانی کی کتاب الدعوات میں اور تاریخ ابن النجار میں ابی یعقوب بن یوسف بن فضل سیدلانی کے حالات زندگی میں اور احوال العلماء اور کتاب آداب السفر میں زید بن اسلم عن ابیہ روایت دیکھی ہے کہ ایک دن عمر لوگوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ آیا تو انہوں نے کہا: و یحک ما رايت غرابا اشبه بغراب من هذا بك قط۔ جتنا یہ تجھ سے مشابہہ ہے اتنے تو کو ابھی کوئے کے مشابہہ نہیں ہوتا۔ اس شخص نے کہا اس کی ماں نے اس کو جب جنا تو اس کی ماں مر چکی تھی تو عمرؓ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا مجھے اس کا واقعہ سناؤ۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین اس کی ماں حاملہ تھی اور میں سفر میں نکل گیا۔ وہ کہنے لگی تو جا رہا ہے اور میں حاملہ ہوں۔ تو میں نے کہا جو تیرے پیٹ میں ہے میں اس کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ پھر میں نکل گیا اور کئی سال غائب رہا۔ پھر جب میں آیا تو میرا دروازہ بند تھا میں نے کہا فلاں عورت کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وہ مر گئی۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پھر میں اس کی قبر پر جا کر روتا رہا پھر میں واپس آ کر اپنے چچا زادوں کے پاس بیٹھا۔ ایک دن میں اسی طرح بیٹھا ہوا تھا کہ قبروں کے درمیان سے ایک آگ نظر آئی۔ میں نے اپنے چچا زادوں سے کہا یہ آگ کیسی ہے۔

انہوں نے کہا ہم اس کو ہرات فلاں عورت کی قبر پر دیکھتے ہیں۔ تو میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ سنو وہ عورت تو بڑی روزہ دار تہجد گزار اور پاک دامن مسلمان تھی۔ مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ ہم چل پڑے میں نے لوگوں کو ہٹا دیا اور خود آگے گیا تو قبر کھلی اور وہ بیٹھی ہوئی تھی اور یہ بچہ اس کے ارد گرد گھوم رہا تھا اور ایک پکارنے والا پکار رہا تھا۔ یہ اللہ کے حوالے امانت کرنے والے اپنی امانت کو لے لے تو نے اس کی ماں کو اللہ کے حوالے نہیں کیا ورنہ یہ بھی تمہیں مل جاتی تو میں نے اس بچے کو لے لیا اور قبر پہلے کی طرح ہو گئی۔ خدا کی قسم اے امیر المؤمنین۔

ابو یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ کوفہ میں بیان کیا تو وہ کہنے لگے یہ آدمی بہت اچھا ہے لوگ اس کو خزین القبور کہتے ہیں۔

اس سے ملتی جلتی وہ خبر بھی ہے جو بڑی عجیب ہے اور سیاق کے لحاظ سے عمدہ ہے جس کو حافظ مزنی نے اپنی تہذیب میں عبید بن واقد لیشی بصری کے ترجمہ میں بیان کیا ہے اس نے کہا میں حج کے ارادے سے نکلا تو ایک آدمی کے پاس گیا جس کے سامنے ایک نہایت خوبصورت بچہ تھا۔ جو بہت حرکت کرتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے اس نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اور میں تم کو اس کا واقعہ سناتا ہوں میں ایک دفعہ حج کے لئے نکلا میرے ساتھ اس کی ماں بھی تھی وہ حاملہ تھی جب ہم راستے میں ہی تھے کہ اسے درد زہ ہوا اور اس نے یہ بچہ جنا اور خود مر گئی۔ اور کوچ کا وقت ہو گیا۔ میں نے بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ لیا اور اس کو غار میں بند کر دیا اور اس پر کچھ پتھر لگا دیئے اور خود سفر پر نکل گیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ مر جائے گا۔ میں حج کر کے واپس آیا اور اس جگہ پہنچا تو میرا کوئی ساتھی اس کی طرف گیا۔ اس نے وہاں پتھر توڑے تو ہم نے دیکھا وہ بچہ انگوٹھے منہ میں لے کر چوس رہا ہے اور ان سے دودھ نکل رہا ہے۔ تو میں نے اس بچے کو ساتھ اٹھا لیا بس یہ وہی بچہ ہے۔

الخواص: جب غراب کی چونچ کسی انسان پر لٹکائی جائے تو وہ بد نظر سے محفوظ رہے گا۔ اس کے جگر کا سرمہ لگانے سے آنکھ سے پردہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی تلی آدمی پر لٹکانے سے قوت باہ بڑھک اٹھتی ہے۔ اس کا خون نبیذ کے ساتھ جس آدمی کو پلا دیا جائے تو وہ آدمی نبیذ کو ناپسند کرنے لگے گا یہاں تک کہ اس کو کبھی بھی نہیں پیئے گا۔ اس کا انڈا چونے میں ڈال کر استعمال کیا جائے تو بڑا فائدہ ہوگا۔ اس کا خون خشک کر کے بوا سیر کی جگہ لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔

اس کا دل اور سر نبیذ میں ڈال کر کوئی آدمی اس کو پلا دے جس سے وہ محبت کرنا چاہتا ہے۔ تو پینے والا پلانے والے سے محبت کرنے لگے گا۔ کنٹھے دار کوے کا گوشت بھون کر کھانے سے قونج میں مفید ہوتا ہے۔ کوے کا پتہ جب کوئی جادو زدہ آدمی پر لگایا جائے تو جادو ختم ہو جائے گا۔ جب کالا کوا۔ پروں سمیت سر کے میں ڈبو کر اس سر کے سے بالوں کو طلا کیا جائے تو بال کالے ہو جائیں گے۔

دور ننگے کوے (جس کو یہودی کہتے ہیں) کا گوبر خنازیر اور خناق میں مفید ہے۔ اگر کسی کپڑے میں باندھ کر نابالغ بچے پر لٹکایا جائے تو پرانی کھانسی سے نجات ہو جائے گی۔

کوا کھجوروں کا گچھا کھا جائے تو گر پڑتا ہے اور اڑ نہیں سکتا خاص طور پر گرمیوں میں۔

تعبیر الرؤیا: کوا خواب میں چھپانے والا غدار اور خود غرض آدمی ہے۔ اور اکثر معاش میں حریص ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور بہت دفعہ گڑھا کھودنے والا مراد ہوتا ہے۔ جو کہ کسی کے نفس کو قتل کرنے کو حلال سمجھتا ہو۔ اور کبھی لوگوں کو دفنانے اور گڑھا کھودنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ. الآية اور کوا کبھی غربت اور اس بد فالی پر دلالت کرتا ہے جو کہ خبروں، غموں اور کینوں اور لمبے سفر اہل و عیال اور اقارب پر بدعا اور بادشاہ کی بری تدبیر کی وجہ سے ہو۔

کھیتی باڑی کا کوا ولد الزنا پر دلالت کرتا ہے اور اس آدمی پر بھی جس میں خیر شرعی ہو۔

اور دورنگا کوا اس آدمی پر دلالت کرتا ہے جو خود پسند ہو اور بہت اختلاف کرنے والا ہو اور یہ ان کووں میں سے ہے جو مسموخ ہیں۔ خواب میں کوا شکار کرنا انتہائی تنگی اور محنت سے مال حرام کو حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

ہر پرندے کا گوشت پر اور ہڈیاں خواب میں حاصل کرنا مال ہے۔ جب کسی کھیتی یا درخت پر کوا دیکھے تو یہ بد شگون ہے۔ اگر کوے کو گھر میں دیکھے تو کوئی فاسق آدمی اس کی عورت کے ساتھ خیانت کرے گا۔ اور جس نے کوے کو اپنے ساتھ باتیں کرتے دیکھا اس کو خبیث بچہ ملے گا۔ ابن سیرین نے کہا وہ شدید غم میں مبتلا ہوگا پھر اس سے وہ غم ہٹ جائے گا۔ جس نے کوے کا گوشت کھایا وہ چوروں سے مال حاصل کرے گا۔ اور جس نے کوے کو بادشاہ کے دروازے پر دیکھا وہ ایسا قصور کرے گا جس پر نادم ہوگا یا اپنے بھائی کو مار ڈالے گا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے فَاصْبَحْ مِنَ النَّادِمِينَ. اور کوے کو زمین کھودتے ہوئے دیکھے تو یہ بھائی کو قتل کرے گا اور جس نے کوا دیکھا جو اس کو چھیل رہا ہے تو وہ جنگل میں یا بیابان میں ہلاک ہوگا یا اس کو کوئی تکلیف یا درد ہوگا۔ اور جو کوے کو کوئی چیز دے گا۔ تو اسے خوشی حاصل ہوگی۔ اور ارطامیدورس نے کہا کہ دورنگا کوا لمبی زندگی اور ساز و سامان کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور بہت دفعہ بوڑھیوں پر دلالت کرتا ہے کیونکہ کوے کی عمر لمبی ہوتی ہے اور یہ عورتوں کا پیغام رساں ہوتا ہے۔

تعبیر شدہ خوابوں میں ایک یہ ہے کہ کسی نے ایک کوادیکھا جو کعبے پر گرا ہے تو یہ خواب اس نے ابن سیرین سے بیان کیا تو انہوں نے کہا ایک فاسق آدمی شریف عورت سے شادی کرے گا۔ تو حجاج نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے شادی کی۔

## الغر

غین کے ضمہ سے ہے۔ پانی کے سیاہ پرندوں کی ایک قسم ہے۔ اس کی واحد غرہ ہے۔ اس میں مذکر مونث برابر ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الغرنيق

غین کے ضمہ اور نون کے فتح سے ہے۔ جوہری نے اور زخشری نے کہا کہ یہ ایک لمبی گردن والا سفید پرندہ ہوتا ہے۔ جو پانی کے پرندوں میں سے ہے نہایت الغریب میں ہے کہ پانی کے مذکر پرندوں میں سے ایک ہے۔ اور اس کو غرنیق اور غرنوق بھی کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ کرکی ہے۔

ابوصبرہ اعرابی نے کہا اس کا یہ نام اس کے سفید ہونے کی وجہ سے ہے۔ ہذلی ایک غوطہ لگانے والے کا وصف بیان کرتا ہے۔

اجاز اليه الوجة بعد لجة ازل كغرنيق الضحول عموج

”وہ اس کی طرف بار بار ڈوبنے کے بعد پہنچا اور وہ پایا پانی میں تیرنے والے غرنیق کی طرح پھسلا جاتا ہے۔“

آدمی کو اس صفت سے بلایا جائے تو اس کا واحد غرنیق اور غرنوق ہوگا۔ اور غرنوق بھی ہو سکتا ہے۔ بعض نے کہا کہ غرنیق اور غرانقہ سیاہ رنگ کے پرندے ہیں جو بطن جتنے ہوتے ہیں۔

طبرانی نے صحیح سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابن عباسؓ طائف میں فوت ہوئے تو ہم ان کے جنازے پر گئے۔ تو ایک ایسا پرندہ آیا جس کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا جو غرنیق کی شکل کا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی نعش میں داخل ہو گیا اور پھر اس کو نکلتے نہیں دیکھا گیا۔

جب ان کو دفن کیا کو قبر کے کنارے پر یہ آیت تلاوت کی گئی مگر پڑھنے والے کا پتہ نہیں چلا۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ ۙ

(الفجر: ۲۷-۳۰)

پھر مسلم نے عبداللہ بن یاسین سے اس طرح روایت کیا کہ انہوں نے کہا ایک سفید رنگ کا پرندہ آیا جس کو غرنوق کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ قبط کی طرح تھا اور قبطی سفید سوتی کپڑے ہوتے ہیں جو مصر میں بنے جاتے ہیں اور قبطیوں کی طرف منسوب ہیں۔ قبط ضمہ کے ساتھ ہے تاکہ دونوں اور کپڑوں میں فرق ہو سکے۔ قبط کی جمع قباطی ہے۔

قزوینی نے کہا کہ غرنوق ان پرندوں میں سے ہے جو توڑنے پھاڑنے والے ہوں۔ جس وقت وہ زمانے کے بدلنے کو محسوس کرتا ہے تو اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کا عزم کر لیتا ہے۔ تو اس وقت قائد اور حارس لے کر آتا ہے۔ وہ اکٹھے اڑتے ہیں جب وہ بلند ہوتے ہیں تو ہوا میں چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ درندوں میں سے کوئی چیز ان کے سامنے نہیں آ سکتی۔ جب بادل



دیکھتا ہے یا رات ہو جاتی ہے یا کھانا کے لئے اترتا ہے تو آواز بند کر دیتا ہے تاکہ کوئی شخص اس کو محسوس نہ کر سکے۔ اور جب سونے کا ارادہ کرتا ہے تو ہر چیز کو بازوؤں کے نیچے دے لیتا ہے کیونکہ سر کی نسبت بازو زیادہ تکلیف برداشت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں آنکھ بھی ہوتی ہے جو اعضا میں نہایت اچھی چیز اشرف ہے اور دماغ بھی ہے جس پر تمام جسم کا دار و مدار ہے۔ اور ایک پیر پر کھڑے ہو کر سوتا ہے تاکہ اس کی نیند بوجھل نہ ہو جائے اور اس کا قائد اور چوکیدار بالکل نہیں سوتا اور نہ ہی اپنا سر بازو کے نیچے داخل کرتا ہے وہ ہر وقت ہر طرف دیکھتا رہتا ہے۔ جب کسی کو محسوس کرتا ہے تو بلند آواز سے چیخنے لگتا ہے۔

عجیب واقعہ: پھر اس نے یعقوب بن اسحاق سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اہل روم کا ایک آدمی دیکھا کہ اس نے کہا میں بحر زنج میں سوار ہوا تو مجھے ہوا کے تھپڑوں نے کسی جزیرے میں پھینک دیا تو میں وہاں سے ایک ایسے شہر میں جا پہنچا جس کے رہنے والے انسان تھے لیکن ان کے قد ایک ذراع کے برابر تھے اور ان میں سے اکثر کانے تھے ان میں سے ایک جماعت میرے پاس آئی اور مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئی اس نے مجھے قید کرنے کا حکم دے دیا تو مجھے پنجرے کی طرح کی کسی چیز میں بند کر دیا گیا تو میں نے ایک دن دیکھا کہ وہ جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا تو کہنے لگے ہمارا ایک دشمن ہے جو انہیں دنوں میں ہمارے پاس آتا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد ان پر غرائیق کی ایک جماعت آگئی۔ ان کا کانا ہونا اس وجہ سے تھا کہ وہ غرائیق ان کی آنکھوں میں ٹھونگے مارتی تھی۔ میں نے ایک ڈنڈا لیا اور ان پر حملہ کر دیا وہ سارے اڑ کر بھاگ گئے۔ پھر انہوں نے میری عزت شروع کر دی۔

فائدہ: قاضی عیاض کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب سورہ نجم پڑھی اور یہ آیت پڑھی: ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّتَّ وَالْعُزَّىٰ وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةَ الْآخِرَىٰ﴾ یعنی لات عزی اور منات تیسرا تو یوں کہا تِلْكَ الْغُرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَا عَتَهْنَ لَتُرْتَجَىٰ۔ جب سورہ ختم کی اور سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ موجود سب کفار اور مسلمانوں نے سجدہ کیا۔ کیونکہ ان کافروں نے آپ ﷺ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾ الآیة یعنی ہم کوئی بھی رسول یا نبی بھیجتے ہیں تو جب وہ آرزو کرتا ہے تو شیطان اس کی آرزو میں کچھ ڈال دیتا ہے۔ بعض علما نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث کمزور ہے۔ اور اہل صحیح میں سے کسی نے بھی اس کو بیان نہیں کیا اور نہ ہی کسی ثقہ راوی نے صحیح سالم متصل سند سے بیان کیا ہے۔

اور مفسرین اور مورخین غریب اور عجیب اور بناوٹی اور صحیح سقیم حدیثیں بیان کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اور جو حدیث صحیح میں ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ نجم کی مکہ میں تلاوت کی تو آپ کے ساتھ سب مسلمانوں مشرکوں جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا اور اس حدیث سے پہلی حدیث کے نقل کے لحاظ سے صحیح ہونے کا گمان ہوتا ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس بات پر اجماع ہو گیا ہے اور حجت قائم ہو گئی ہے کہ ایسے کام سے نبی ﷺ معصوم اور پاک ہیں۔ اور آپ پر بلکہ کسی بھی نبی ﷺ پر شیطان کا روائی نہیں کر سکتا۔

اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے (اللہ ہم کو اس کے صحیح ہونے سے بچائے) تو محققین کے نزدیک اس حدیث کی تاویل میں راجح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنی قراءت میں ترتیل سے پڑھیں اور آیتوں کو کھول

کھول کر پڑھیں۔ تو یہ بات شیطان نے دیکھ لی۔ تو وہ ان سکتوں میں گھات میں رہا پھر اس نے ان کلمات کو پوشیدہ طور پر نبی ﷺ کی اتنی آواز میں بیان کیا کہ کافر اس کو سن سکیں تو انہوں نے اس کو نبی ﷺ کا قول سمجھا اور مسلمانوں کے نزدیک یہ بات کوئی قابل جرح نہ تھی۔ بلکہ محمد بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے اس آیت کو سنا ہی نہیں تھا۔

بلکہ یہ بات شیطان نے صرف کافروں کے کانوں اور عقلوں میں ڈالی تھی۔ نیز مجاہد اور کلبی نے غرائق العلیٰ کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ کافر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ جیسے اللہ نے ان سے اس سورت میں نقل بھی کیا ہے اور ان کی تردید بھی کی ہے۔ تو فرمایا اَلْكُمْ الذَّكْرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی۔ جب مشرکوں نے اس کی یہ تاویل کہ اس سے مراد ہمارے معبودوں کا ذکر ہے اور شیطان نے بھی ان پر یہ بات خلط ملط کر دی اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال کر اس کو مزین کر دکھایا تو اللہ نے شیطان کی اس ڈالی ہوئی بات کو منسوخ کر دیا۔ اور اپنی آیات کو محکم بنا دیا۔ اور جو شیطان نے بیان کیا تھا اس کو بھلا دیا۔ اور اس کی تلاوت اٹھالی۔ اور اس بات کے نازل ہونے میں بھی حکمت ہے۔

﴿لِيُضِلَّ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾ ﴿لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقٰسِيَةَ قُلُوْبُهُمْ﴾ ﴿وَاِنَّ الظَّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ﴾ ﴿وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْعِلْمَ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهِ﴾ ﴿فَتُخْبِتْ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ﴾ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَهٰدِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

فائدہ آخری: امام محمد بن ربیع جیزی نے ان صحابہ کی مسند میں جو مصر میں داخل ہوئے تھے۔ عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آپ کی خدمت کرتا تھا۔ تو اچانک اہل کتاب کے کچھ آدمی آگئے ان کے پاس کچھ صحائف اور کتابیں تھیں کہنے لگے۔ ہمیں نبی ﷺ سے اجازت لے دیں۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور ان کے آنے کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا میرا ان سے کیا تعلق ہے۔ وہ مجھ سے وہ سوال کرتے ہیں جو مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ مجھے تو صرف وہ بات معلوم ہوتی ہے جو مجھے میرا رب بتائے۔ پھر فرمایا میرے لئے وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو کیا اور گھر میں نماز کی جگہ پر جا کر دو رکعت نماز پڑھی تو آپ جو نبی نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ کے چہرے پر خوشی اور بشارت محسوس ہوتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا جاؤ ان کو لے آؤ اور صحابہ میں سے جو بھی دروازے میں پر ہے ان کو لے آؤ۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس اپنی بات لے کر سامنے آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے ارادے کے متعلق تم کو بتا دوں۔ جو تم مجھ سے سوال کرنا چاہتے ہو۔

اس سے پہلے کہ تم بولو۔ اور اگر تم چاہتے ہو تو بولو تو میں تم کو اس کا جواب دوں گا۔ وہ کہنے لگے آپ ﷺ ہی ہمارے بتانے سے پہلے بتادیں۔ تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ اور میں تم کو وہ چیز بتاؤں گا جو تمہارے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔ کہ وہ سب سے پہلے ایک رومی غلام تھا۔

اللہ نے اس کو بادشاہت دے دی تو وہ چل نکلا یہاں تک کہ مصر کے ساحل تک جا پہنچا وہاں ایک شہر بنایا جس کا نام اسکندریہ تھا۔ جب اس کو بنا کر فارغ ہوا تو ایک فرشتہ آیا۔ وہ اس کو بلندی پر اٹھا کر لے گیا تو اس سے کہا کہ نیچے دیکھو اس نے کہا میں اپنا شہر دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ دوسرے شہر بھی موجود ہیں۔ پھر اس کو دور بلندی کی طرف اٹھایا گیا اور کہا نیچے دیکھو اس نے کہا

میرا شہر دیگر شہروں سے مل جل گیا ہے اب میں اس کو نہیں پہچان سکتا۔

پھر اور اونچا کیا تو کہنے لگا اب میں صرف اپنے شہر کو دیکھ رہا ہوں اور اس کے سوا مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تو فرشتے نے کہا یہ ساری زمین ہے۔ اور جو اس کو گھیرے ہوئے ہے وہ سمندر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تجھے ساری زمین دکھائے اور اللہ نے تجھے غلبہ دیا ہے۔ اور عنقریب جاہل جاہل کو معلوم کرے گا اور عالم کو ثابت قدم رکھے گا۔ پھر وہ چلا یہاں تک کہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ جا پہنچا پھر چلا یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ جا پہنچا پھر دور کاوٹوں کے پاس آیا جو نرم قسم کے پہاڑ تھے۔ ان سے ہر چیز پھسل جاتی تھی۔ اس نے وہاں ایک دیوار بنا دی۔ پھر یا جوج ماجوج آگئے تو اس نے ان کو روک دیا۔ پھر اس نے ایک قوم دیکھی جن کے منہ کتوں جیسے تھے۔ تو وہ یا جوج ماجوج سے جنگ کر رہے تھے۔ اس نے ان کو بھی کاٹ دیا۔ پھر اس نے چھوٹے قد کے کچھ لوگ دیکھے وہ ان لوگوں سے جھگڑ رہے تھے جن کے منہ کتوں کی طرح تھے۔ پھر وہ چلا تو اس نے غرائیق کی ایک جماعت دیکھی جو ان چھوٹے قد کے لوگوں سے جھگڑ رہے تھے۔ تو وہ ان سے بھی آگے نکل گیا تو ایک سانپوں کی جماعت دیکھی کہ ان میں سے ہر ایک سانپ بڑے بڑے پتھروں کو لقمہ بنا سکتا تھا۔ پھر وہ بحر محیط کی طرف پہنچ گیا۔ تو وہ لوگ کہنے لگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ذوالقرنین کا واقعہ واقعی اس طرح تھا۔ جس طرح آپ نے بتایا ہے اور ہمارے پاس بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ انتہی

بیان کیا جاتا ہے کہ ذوالقرنین نے جب دیوار بنائی اور اس کو مضبوط کیا تو آگے چل نکلا یہاں تک کہ ایک نیک امت کے پاس جا پہنچا جو حق کی ہدایت کرتے اور حق کے ساتھ انصاف کرتے تھے۔ وہ انصاف سے تقسیم کرتے اور عدل سے فیصلہ کرتے ایک دوسرے پر رحم کرتے ان کی حالت ایک اور ان کا کلمہ ایک تھا ان کے اخلاق درست تھے۔ ان کا راستہ سیدھا تھا۔ ان کی قبریں ان کے گھروں کے دروازوں کے پاس تھیں۔ ان کے گھروں کے لئے کوئی دروازہ نہیں تھا۔ ان کے حاکم نہیں تھے۔ اور نہ ان کے قاضی تھے نہ امیر تھا نہ غریب تھا نہ کوئی شرف والا نہ بادشاہ تھا۔ نہ اختلاف کرتے نہ ایک دوسرے پر برتری جتاتے اور نہ آپس میں جھگڑا کرتے اور نہ گالیاں دیتے نہ لڑائی کرتے نہ ہنستے تھے نہ روتے تھے اور نہ ان کو مصیبت آتی تھی جو دوسروں کو آتی تھیں۔ یہ لمبی عمروں والے تھے۔ ان میں کوئی مسکین، فقیر، ترش رو، سخت دل نہیں تھا۔

جب ذوالقرنین نے یہ بات دیکھی تو اس سے بڑا متعجب ہوا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے متعلق بتاؤ، میں نے تمام زمین کو چھان مارا خشکی، سمندر، مشرق، مغرب ہر طرف گیا مگر تم جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا جو چاہو پوچھو۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہاری قبریں تمہارے گھروں کے دروازوں کے پاس کیوں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ کام جان بوجھ کر کیا ہے تاکہ ہم کو موت نہ بھولے اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نکل نہ جائے۔ اس نے کہا تمہارے گھروں کے دروازے کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ ہم سب امانت دار ہیں ہم میں کوئی بھی تہمت زدہ نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا تمہارے امراء کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں اس نے پوچھا۔ تمہارے قاضی کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگے ہم جھگڑا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا بادشاہ کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا ہم دنیا کی بادشاہی میں رغبت نہیں رکھتے۔ انہوں نے پوچھا تمہارے اشراف کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا ہم فخر نہیں کرتے؟ انہوں نے پوچھا تم جھگڑے اور اختلاف کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کیونکہ ہمارے آپس کے معاملات درست ہیں۔ انہوں نے کہا تم قتال کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کیونکہ ہم اپنے نفسوں کی سیاست حوصلے سے

کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا تمہاری بات ایک اور راستہ درست کیوں ہے؟ کہنے لگے کیونکہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اور دھوکہ نہیں دیتے اور نہ غیبت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ بتاؤ کہ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کیوں گئے اور تم سب کے بھید برابر کیسے ہو گئے؟ انہوں نے کہا ہمارے ارادے درست ہیں اور کینہ حسد بغض ہمارے سینوں سے نکل گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تم میں نہ مسکین ہے نہ فقیر ہے۔ انہوں نے کہا ہم برابر تقسیم کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا تمہارے اندر ترش رو اور سخت دل نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہم اپنے رب کے سامنے تواضع اور عاجزی کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تمہاری عمریں زیادہ کیوں ہیں؟ انہوں نے کہا کیونکہ ہم حق اختیار کرتے ہیں اور انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا تم ہنستے کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا تاکہ ہم استغفار سے غافل نہ ہو جائیں۔ انہوں نے پوچھا تم غم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا کیونکہ ہم بچپن سے اپنے نفسوں کو مصائب کے عادی کرتے رہے ہیں۔

اس لئے اب ہم مصیبت کو چاہتے ہیں اور اس کا شوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا تم پر لوگوں کی طرح مصیبتیں کیوں نہیں آتیں۔ انہوں نے کہا ہم اللہ کے سوا کسی پر توکل نہیں کرتے۔ اور ستاروں اور ان کی منازل پر ایمان نہیں رکھتے۔ انہوں نے پوچھا مجھے بتاؤ کیا تمہارے باپ دادا بھی اسی طرح کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا کہ وہ مسکینوں پر رحم کرتے تھے اور فقیروں کی غم گساری کرتے تھے اور ان کی زیادتی کو معاف کرتے تھے اور جوان کے ساتھ برائی کرے وہ اس کے ساتھ نیکی کرتے تھے۔ جوان پر جہالت کرے وہ حوصلے سے کام لیتے تھے۔ اور رشتے داروں کو ملاتے تھے اور اپنی امانتیں ادا کرتے تھے اور نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرتے تھے وعدے پورے کرتے تھے اور سچے وعدے کرتے تھے۔ تو اللہ نے ان کے معاملات کو درست کر دیا اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی حفاظت کی اور یہ اللہ پر حق ہے کہ ان کے بعد والے لوگوں کو ان کا جانشین بنائے۔

ذوالقرنین نے کہا اگر میں نے ٹھہرنا ہوتا تو میں تم لوگوں کے پاس ٹھہرتا لیکن ہم کو ٹھہرنے کا حکم نہیں ہے۔  
سعلاۃ کے ذکر میں باب السین مہملہ میں ہم نے ذوالقرنین کے نسب نام اور نبوت کے بارے میں علماء کا اختلاف نقل کیا

ہے۔  
شرعی حکم: غرائق کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔  
خواص: غریق کا گوبر پانی میں باریک کر کے اور اس میں بیٹی ہوئی بتی تر کر کے ناک میں رکھی جائے تو ناک کے تمام زخموں میں مفید ہوگا۔

## غر غر

جنگلی مرغ کو کہتے ہیں اس کا واحد غرغرة ہیں اور ابو عمرو نے ابن احمر کا یہ شعر پڑھا۔

الفہم بالسيف من كل جانب      كمالفت العقبان حجلي و غرغرا

”میں ہر طرف سے ان کو تلوار کے ساتھ لپیٹ رہا ہوں جس طرح عقاب مرغیوں اور چکوروں کو لپیٹتا ہے۔“

کتاب الغریب میں ہے کہ ازہری نے کہا ہے کہ بنو اسرائیل اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے لیکن انہوں نے ایک ایسی بات کہی جو کسی نے بھی نہیں کہی تھی۔ تو اللہ نے ان کو وہ سزا دی جو آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ ان کے مردوں کو بندر بنا دیا اور ان کی گندم کو مکئی بنا لیا۔ ان کے کتوں کو شیر بنا دیا اور ان کے اناروں کو تنبہ بنا دیا انگوروں کو کیکر بنا دیا خروٹوں کو سرو بنا دیا۔ مرغیوں کو غر بنا دیا جو کہ حبشی ہوتی ہے۔ جس کی بدبو کی وجہ سے اس سے نفع نہیں اٹھایا جاسکتا۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے کیونکہ عرب اس کو خبیث نہیں سمجھتے۔ واللہ اعلم

## غرناق

یہ ایک پرندہ ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## غزال

ہرنی کے بچے کو غزال کہتے ہیں جبکہ اس کے سینگ نہ نکلے ہوں اور طاقتور نہ ہوا ہو۔ اس کی جمع غزلہ اور غزلان آتی ہے جیسے غلما و غلمان۔ اس کی مونث غزالہ ہے۔ ابن سیدہ وغیرہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

ابن سیدہ وغیرہ نے بھی اس طرح کہا ہے۔ حریری نے اپنے پانچویں مقالے کے آخر میں اس کو استعمال کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ فلما ذر قرن الغزاة طمر طمور الغزاة۔ جب سورج کا سینگ اگا تو وہ ہرنی کے بچے کے کودنے کی طرح کودا۔ پہلے غزالہ سے مراد سورج ہے اور دوسرے غزالہ سے مراد ہرنی کا مادہ بچہ ہے۔ بعض لوگوں نے اسے غلط کہا ہے۔ لیکن اس کو غلط قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ نظم اور نثر میں یہ لفظ عموماً ہرنی کے لئے استعمال ہوتا سنا گیا ہے۔

شرح لامیۃ العجم میں صلاح صفدی نے کہا کہ کہنے والے نے کیا خوب کہا۔

میں نے آسمان کے افق میں سوچتے ہوئے صبح کی۔ جبکہ علم کی ابتداء جہالت ہوتی ہے۔

غدوت مفکرافی سرفاق اذا ما العلم مبدوہ الجہالہ

فما طویت لہ سبل الدراری الی ان اظفرتہ بالغزالہ

”تو گننام ستاروں کے راستوں نے بھی افق کو نہ لپیٹا۔ یہاں تک کہ میں اس میں سورج سے کامیاب ہوا۔“

مجھے علامہ ابوالثنا محمود نے عقاب کی صفت میں یہ شعر سنائے۔

تیری الطیر والوحش فی کفہا ومنقارہا اذا عظام مزالہ

”تو پرندوں اور وحشی جانوروں کو اس کی ہتھیلی میں دیکھے گا اور اس کی چونچ بڑی اور پھسلن والی ہے۔“

فلو امکن الشمس من خوفہا اذا طلعت ما تسمت غزالہ

”اگر سورج کے لئے ممکن ہو کہ وہ طلوع ہونے کے بعد اپنا نام غزالہ نہ رکھے تو وہ عقاب کے خوف سے ایسا ضرور کرتا۔“

ابوالثنا نے کہا لوگوں نے حریری کو اس کی گزشتہ مذکوریات میں غلط کہا ہے۔ اور کہا ہے کہ عرب غزالہ صرف سورج کے لئے

بولتے ہیں اور جب غزال کی مونث بنائیں تو الظبیۃ کہتے ہیں۔ اور مذکر ظبی ہوتا ہے۔ یہ بات ”تحریر“ میں ہے۔ اور کہا کہ میں بھی

اس بات پر اعتماد کرتا ہوں کیونکہ فقہاء کی کتب میں یہ بات خلط ملط ہو گئی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ بات احرام کے محرمات کے باب میں ذکر ہو چکی ہے۔ اور رافعی کو بھی اس میں اختلاف لگا ہے اس پر کچھ تنبیہ ظنی کے کے شرعی حکم ضمن میں گزر چکا ہے۔

جمال الدین یحییٰ بن مطروح اور ابو الفضل جعفر بن شمس الخلفہ نے ایک شعر میں جھگڑا کیا ہے کہ یہ شعر اس کا ہے شعر یہ ہے۔

واقول یا اخت الغزال ملاحہ فقول لا عاش الغزال ولا بقی

”میں کہتا ہوں اے بہن ہرنی خوبصورت ہے۔ تو وہ کہتی کہ ہرنی نہ زندہ رہے نہ باقی رہے۔“

اسی نام کی مناسبت سے ایک عورت کا نام غزالہ تھا۔ جو شبیب بن یزید شیبانی خارجی کی بیوی تھی۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اس نے خروج کیا۔ حجاج اس وقت عراق کا گورنر تھا۔ یہ موصل سے نکلا اور حجاج کے لشکروں کو شکست دے دی اور اس کو کوفے کے محل میں قید کر دیا۔ اور محل کا دروازہ ستونوں کے ساتھ بند کر دیا۔ وہ نقب لگا کر باہر نکلا اور یہ محل اجڑنے تک بند رہا۔ اس کی بیوی کا نام غزالہ تھا۔ اس نے نذر مانی تھی کہ کوفے کی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے گی۔ جس میں ایک رکعت کے اندر سورہ بقرہ اور ایک آل عمران پڑھے گی۔ تو اس نے یہ نذر پوری کی۔ یہ بڑی بہادر تھی۔ اسی کے بارے میں یہ شعر کہا گیا۔

وفت غزالۃ نذرہا یارب لا تغفر لہا

”غزالہ نے اپنی نذر پوری کی اللہ اسے معاف نہ کر۔“

حجاج شبیب کے ساتھ بعض جنگوں میں غزالہ سے بھاگا تو عمران بن قحطان سدوسی نے اس کو عار دلانی اور کہا:

اسد علی وفی الحروب نعامة فتخاء تنفر من صفر الصافر

”مجھ پر تو تو شیر ہے اور جنگوں میں تو شتر مرغ ہے جو ڈھیلے ڈھالے جسم والا ہے اور سیٹی مارنے والے کی سیٹی سے

بھاگ جاتا ہے۔“

هلا کورت الی غزالۃ فی الوغی بل کان قلبک فی جناحی طائر

”تم نے جنگ میں دوبارہ غزالہ پر حملہ کیوں نہیں کیا بلکہ تیرا دل پرندے کی طرح ہے۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کسی جنگ میں شبیب حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے اپنے غلام کو اس کے سامنے اپنا لباس پہنا کر اپنے گھوڑے پر سوار کر کے پیش کیا جب شبیب نے اس کو دیکھا تو جنگ میں گھس کر اس کی طرف چلا اور اس کو لوہے کے ڈنڈے سے مارا۔ اور وہ اس کو حجاج سمجھ رہا تھا۔ جب لڑکے کو ڈنڈا لگا تو اس نے کہا خ تو اس لفظ سے شبیب کو پتہ چل گیا کہ یہ اس کا غلام ہے تو وہ اس سے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔ حجاج کی ماں کے بیٹے کا برا ہو کیا وہ غلاموں کے ساتھ موت سے بچتا ہے۔

جوہری نے کہا عرب یہ لفظ حاء مہملہ کے ساتھ اح بولتے ہیں۔ جب حجاج شبیب سے عاجز آ گیا تو اس نے عبدالملک کی طرف پیغام بھیجا تو عبدالملک نے اس کی طرف شام سے بہت سے لشکر بھیجے۔ وہ شبیب پر غالب آ گئے۔ تو شبیب بھاگ گیا۔ جب اہواز میں دجلہ کے پل پر پہنچا تو اس کا گھوڑا بدک گیا اور اس پر بہت بھاری لوہے کی قیص تھیں۔ تو گھوڑے نے اس کو پانی میں پھینک دیا۔ تو کسی ساتھی نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ بھی غرق ہو رہے ہیں۔ تو وہ کہنے لگا۔ ذالک تقدیر العزیز

العلیم۔ جب یہ غرق ہو گیا تو دجلہ نے اس کو ساحل پر پھینک دیا تو لوگ اسے اٹھا کر حجاج کے پاس لے گئے۔ اس نے اس کا پیٹ چیرا اور اس کا دل نکالا تو وہ پتھر کی طرح تھا۔ جب اس کو زمین پر مارا جائے تو وہ اچھلتا۔ اس کو چیرا گیا تو اس کا اندر والا حصہ چھوٹے سے گیند کی طرح تھا۔ جب اس کو پھر چیرا گیا تو اس میں سے گوشت کا ایک ٹوٹھا نکلا۔

شیب جب لشکر پر چیخ لگاتا تو کوئی آدمی کسی دوسرے کی طرف نہ مڑتا تھا۔ جب وہ غرق ہو گیا تو عبد الملک کے پاس عتبان حروری کو لایا گیا۔ وہ بھی خارجیوں کی رائے رکھتا تھا۔ عبد الملک نے اس سے کہا کیا تو نے یہ شعر کہے ہیں۔

فان يك منكم كابن مروان وابنه وعمر و منكم هاشم و حبيب

”اگر تم میں سے کوئی ابن مروان اور اس کے بیٹے کی طرح اور عمرو کی طرح ہے اور تم میں ہاشم اور حبيب ہے۔“

فمنا حصين و البطين و قعنب و منا امير المؤمنين شبيب

”تو ہم میں بھی حصین ہے۔ بطین ہے قعنب ہے اور امیر المؤمنین شیب ہے۔“

تو اس نے کہا میں نے نہیں کہے بلکہ میں نے تو یہ کہا تھا:

منا امير المؤمنين شبيب تو بادشاہ نے اس کا جواب قبول کر لیا اور اس کو معاف کر دیا کیونکہ اگر شیب مرفوع ہو تو یہ مبتدا بنے گا۔ تو معنی یوں ہوگا شیب امیر المؤمنین ہیں۔ اور اگر امیر کو نصب دیا جائے تو معنی یہ ہوگا۔ اے امیر المؤمنین شیب ہم میں سے تھا۔

اور ان پر شیب کی طرح کبھی کسی نے خروج نہیں کیا۔ اس کا دور لمبا تھا اور اس نے بہت سے لشکروں کو شکست دی اور خراج بھی لیا۔

ابو یوسف جو ہری کہتے ہیں۔

واذا الغزاة في السماء ترفعت

”جب آسمان میں سورج اونچا ہو اور دن چڑھ آئے۔“

ابدت لقرن الشمس وجهاً مثله

”میری محبوبہ نے سورج کے کنارے کی طرح کا چہرہ سورج کے سامنے کیا۔ اور آسمان کے لئے بھی وہ چیز پیش کی جس

سے اس نے اس کا استقبال کیا تھا۔“

سورج کے بلند ہونے کے وقت اس کو غزالہ کہتے ہیں۔ غروب ہوتے وقت غزالہ نہیں کہتے۔ اور صفی حلی نے ایک لڑکے کے بارے میں جس کی داڑھیں اکھیڑ دی گئیں کہا تھا۔

لحي الله الطيب لقد تعدى

اللہ ڈاکٹر کو ہلاک کرے جب اس نے زیادتی کی اور دانت اکھیڑنے کے لئے ٹیڑھا آلہ لایا۔“

اعاق الطيب في كلبا يديه

”اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے ہرنی کو روک دیا اور اپنے دونوں کتوں کو غزال پر مسلط کر دیا۔“

سنن ابی داؤد میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں آئے تو مشرکوں نے کہا کل تمہارے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جس کو بخار نے کمزور کر دیا ہے۔

جب دوسرا دن ہوا تو وہ سارے حجر کے قریب بیٹھ گئے تو نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تین چکروں میں رمل کریں دو رکنوں کے درمیان چلیں تاکہ مشرک تمہاری مضبوطی اور طاقت کو دیکھ سکیں تو مشرکوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم کہتے تھے کہ ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے یہ تو ایسے ہیں جیسے ہرنیاں ہوں۔

اگر کہا جائے کہ اس کے مخالف ایک صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ ابن عمرؓ اور جابرؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تین چکروں میں رمل کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث عمرۃ القضاء کے بارے میں ہے۔ جو بھجری میں فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا۔ اس وقت مکہ کے رہنے والے مشرک تھے اور ابن عمرؓ اور جابرؓ کی حدیث حجۃ الوداع کے بارے میں ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے متاخر ہے اس لئے اس کو لینا ہی صحیح مذہب ہے۔

شرعی حکم: اس کا حکم یہ ہے یہ حلال ہے جیسے باب النطاء ظبی میں گزر چکا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ محرم اس کو قتل کرے یا حرم میں اس کو قتل کیا جائے تو ایک بکری فدیہ دینی پڑے گی۔ جیسے محرر، منہاج تنبیہ اور مناسک وغیرہ میں ہے۔ اور اس میں انہوں نے صحابہ کے فیصلہ سے دلیل پکڑی ہے۔ اور جوزوائد الروضہ میں ہے جس کو شرح المہذب میں امام کی متابعت میں صحیح بھی کہا ہے کہ غزال ہرنی کے مذکر یا مونث چھوٹے بچے کو کہتے ہیں۔ جب تک اس کے سینگ نہ نکلے ہوں۔ اس کے بعد مذکر کو ظبی اور مونث کو ظبیہ کہتے ہیں۔

یہ سب غزال کے بارے میں ہے۔ جو چھوٹے ہوں اگر مذکر ہو تو اس کو جدی کہیں گے اور مونث ہو تو اس کو عناق کہیں گے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں انوم من غزال۔ یعنی وہ ہرنی سے زیادہ سونے والا ہے۔ کیونکہ یہ جب ماں کا دودھ پی لیتا ہے اور سیر ہو جاتا ہے تو نیند سے بھر جاتا ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں۔ ترک الشی ترک الغزال لظللہ۔ یعنی میں نے اس کو اس طرح چھوڑ دیا جیسے ہرنی اپنے سائے کو چھوڑ دیتی ہے۔ سائے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ گرمی سے بچنے کے لئے آتی ہے۔ جب وہ اس سے بھاگ جاتی ہے تو پھر کبھی وہاں نہیں جاتی۔ لوگ کہتے ہیں۔ اغزل من غزال۔ وہ ہرنی کے بچے سے بھی زیادہ آوازیں کرنے والا ہے۔ اور عورتوں کا مغالہ بات چیت ہے اور ہرنیوں کے علاوہ دوسرے جانوروں کو بھی غزال کہہ سکتے ہیں۔

قد البستنی فی الهوی ملابس الصب الفزل

”اس نے مجھے عشق میں عاشقوں کا لباس پہنا دیا۔“

انسانة فتانة بدر الدجی منها خجل

”وہ دیوانہ کر دینے والی عورت ہے کہ جس سے چودھویں کا چاند بھی شرماتا ہے۔“

اذا زنت عیننی بہا فبالدموع تفتسل

”جب میری آنکھیں اسے دیکھتی ہیں تو آنسوؤں سے غسل کرتی ہیں۔“



ظبی کے ذکر میں عربوں کا یہ قول ترك الغزال لظله پہلے گزر چکا ہے۔  
متنبی کے عمدہ شعروں میں سے یہ شعر ہے۔

بدت قمر او مالت خوط بان      وفاحت عنبر اورنت غزالا  
”وہ چاند کی طرح ظاہر ہوئی اور بان کے درخت کی ٹہنی کی طرح جھکی وہ عنبر کی طرح مہکی اور ہرنی کی طرح آواز نکالی۔“  
ثعالبی نے اپنے بعض ہم عصر شعراء کے لئے یہ شعر کہا۔

رنا ظیا وغنی عندلیبا      ولاح شقائقا ومشی قضا  
”وہ ہرنی کی طرح آواز نکالتا ہے اور عندلیب کی طرح کنگناتا ہے گل لالہ کی طرح چمکتا ہے اور ٹہنی کی طرح لہکتا ہے۔“  
ظبی فواکد اور خواص: غزال کے دماغ کو غار کے تیل میں ملا کر جوش دیا جائے پھر اس میں سے کچھ لے کر کمون کے پانی کے ساتھ ملایا جائے اور کھانسی والے کو ایک گھونٹ پلایا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے پتہ کو تار کول اور نمک کے ساتھ ملا کر گرم پانی کے ساتھ پیاجائے اور اس کھانسی والے کو پلایا جائے جس کو خون کی الٹیاں آتی ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کی چربی کو کوئی آدمی اپنی شرمگاہ پر مل کر اپنی عورت سے جماع کرے تو وہ اس کے سوا کس کو پسند نہیں کرے گی۔  
ظبی کے خواص میں پہلے گزر چکا ہے کہ ہرن کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے۔ اور یہ قونج اور فالج میں مفید ہے۔ اور شکار کئے جانے والے گوشتوں میں سب سے زیادہ عمدہ ہے۔ واللہ اعلم

## الغضارة

قطاة کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی اس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا۔

## الغضب

شیر اور بیل کو کہتے ہیں ان دونوں کا ذکر باب الھمزہ اور باب الٹاء المثلثہ میں گزر چکا ہے۔

## الغضف

قطا الجونی کو کہتے ہیں اس کی شکل عربوں کے نزدیک معروف ہے۔

## الغضوف

شیر اور خبیث سانپ کو کہتے ہیں ان کا ذکر باب الھمزہ اور حاء مہملہ میں گزر چکا ہے۔

## الغضیض

وحشی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الباء الموحده بقرو وحشی کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

## الغطرب

افعی سانپ کو کہتے ہیں بعض نے کہا کہ یہ لکھائی کی غلطی ہے اصل میں یہ لفظ العطرب ہے۔

## الغطریف

باز اور مکھی کے بچے کو کہتے ہیں۔ اور شریف اور سخی سردار کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع غطارفتہ ہے۔

## الغطلس

املس کی طرح ہے۔ بھیڑیے کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الذال المعجمہ میں گزر چکا ہے۔

## الغطاطا

یہ قطا پرندے کی ایک قسم ہے اس کی پشت۔ پیٹ اور بدن خاکی ہوتا ہے اور بازوں کے اندرونی اطراف سیاہ ہوتے ہیں اس کی ٹانگیں لمبی ہیں اور گردن نرم ہوتی ہے اور اکٹھی قطار بنا کر نہیں اڑتے ہیں اکثر طور پر دو تین تین ہو کر اڑتے ہیں اس کی واحد غطاطہ آتی ہے۔ جوہری نے اسی طرح کہا ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ غطاط قطا کو بھی کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ قطا کی دو قسمیں ہیں۔ چھوٹی ٹانگوں والی پیلی گردن والی۔ سیاہ قدموں والی۔ سرخ سفید چمڑے والی قسم کو کدریہ اور جونیہ کہتے ہیں۔ اور لمبی ٹانگوں والی۔ سفید پیٹ والی خاکی پشتوں والی کھلی آنکھوں والی قسم کو غطاط کہتے ہیں۔ بعض نے کہا غطاط کو قطا نہیں کہتے بلکہ یہ پرندوں کی کوئی اور قسم ہے۔

## الغفر

پھاڑی بکرے کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع اغفار ہے۔ غفر بکسر الغین جنگلی گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

## الغماسة

ایک پرندہ جو اکثر پانی میں ڈبکیاں لیتا رہتا ہے اسی لئے عرب اس کو پانی کا پرندہ کہتے ہیں اس کی جمع غماس ہے۔

## الغنافر

بضم الغین ہے۔ بہت بالوں والے بچے کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الضاد المعجمہ لفظ ضج میں گزر چکا ہے۔

## الغنم

بکری کو کہتے ہیں۔ اس کے لفظ سے اس کی کوئی واحد نہیں ہے اور جمع اغنام اور غنوم آتی ہے۔ اغنام اور غنم مغنمہ کا مطلب بہت زیادہ بکریاں ہے یہ عبارت ”محکم“ کی ہے۔ جوہری نے کہا کہ غنم اسم مونث ہے جو جنس کے لئے بنایا گیا ہے مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اور ان دونوں پر اکٹھا بھی بولا جاتا ہے۔ اس کی تصغیر بناتے وقت آخر میں ہاء لگانی پڑتی ہے اور

غنیمہ پڑھا جاتا ہے جن اسماء کی من لفظہ واحد نہیں جب وہ آدمیوں کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو تو تانیث اس کے لئے لازم ہے۔ اور بکریوں میں مذکر پانچ کے لئے عدد خمسة مونث لایا جائے گا۔ اور اگر چہ مینڈھے مراد ہوں جب اس کے ساتھ مذکر بکریاں ملی ہوئی ہوں کیونکہ گنتی میں تذکیر و تانیث لفظ پر جاری ہوتی ہے۔ معنی میں نہیں ہوتی۔ لفظ اہل کا استعمال بھی غنم کی طرح ہی ہوتا ہے جس طرح بیان کیا گیا۔

اور امام شافعی نے کیا عمدہ شعر کہے ہیں۔

ساکتہ علمی عن ذوی الجہل طاقتی ولا انثر الدر النفیس علی الغنم

”میں اپنے علم کو اپنی طاقت کے مطابق جاہلوں سے چھپاؤں گا اور نفیس موتیوں کو بکریوں پر نہیں بکھیروں گا۔“

فان یتسر اللہ الکریم بفضله وصادفت اہلال للعلوم وللحکم

”اگر اللہ نے اپنے فضل سے میسر کیا اور علوم حکم کے اہل سے مراد سامنا ہوا۔“

بثبت مفیدا واستفدت و دادہم والا فمخزون لیدی ومکتہم

”تو مفید باتیں ان پر بکھیروں گا اور ان کی دوستی سے فائدہ اٹھاؤں۔ وگرنہ وہ میرے پاس جمع اور چھپی ہوئی رہیں گی۔“

گی۔“

فمن منح الجہال علما اضاعہ ومن منع المستوجین فقد ظلم

”جس نے علم جاہلوں کو دیا اس نے اس علم کو ضائع کر دیا۔ اور جس نے حقدار سے روکا اس نے بھی ظلم کیا۔“

عبدالحمید نے ابوسعید خدری سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اونٹوں اور بکریوں والوں نے نبی ﷺ کے پاس فخر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ سکنت اور وقار بکریوں والوں میں ہے اور فخر و تکبر اونٹوں والوں میں ہے یہ روایت صحیحین میں مختلف الفاظ سے موجود ہے۔ ان میں سے یہ الفاظ ہیں کہ سکنت اور وقار بکریوں والوں میں ہے اور فخر و ریاء اونٹوں اور گھوڑوں اور بھیڑوں والوں میں ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ لفظ ہے کہ فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہے اور سکنت اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔ ان حدیثوں میں سکنت سکون اور وقار سے مراد تواضع ہے۔ اور فخر سے مراد کثرت مال اور جاہ اور اس کے علاوہ دنیا کے مراتب پر فخر کرنا ہے۔ خیلاء سے مراد تکبر اور بڑائی کا اظہار کرنا ہے۔ اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ اہل و بر سے مراد اونٹوں والے ہیں کیونکہ ان کی بھی بھیڑ کی طرح اون ہوتی ہے اور بکریوں کی اون کے لئے شعر کا لفظ ہے دبر نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمِنْ اَصْوَابِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا اَثَانًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ۔ جانوروں کی اون جات اور بالوں میں تمہارے لئے سامان اور ایک وقت تک فائدہ ہے۔

اس میں نبی ﷺ کی طرف سے بکریوں والوں اور اونٹوں والوں کا اکثر اور اغلب حال بیان کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ نبی ﷺ نے اہل غنم سے اہل یمن مراد لئے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بکریوں والے ہیں جبکہ ربیعہ اور مضر اونٹوں والے ہیں۔ امام مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں دے دیں تو وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد ﷺ اس بندے کی طرح عطا

کرتے ہیں کہ جو فقر سے نہیں ڈرتا۔

باب الدال الہملمہ میں دجاج کے کلام میں وہ حدیث گزر چکی ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے امیروں کو بکریاں خریدنے کا حکم دیا اور غریبوں کو مرغیاں رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا امیر لوگ مرغیاں رکھنا شروع کر دیں تو اللہ بستیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔ ہم نے اس کا معنی شرح سنن ابن ماجہ میں بیان کر دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس کی سند میں علی بن عروہ دمشقی ہے۔ اور ابن حبان نے کہا کہ وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

بکریوں کی دو قسمیں۔ ضائہ اور ماعزہ ہیں۔ جاہظ کہتے ہیں کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ضان معز سے افضل ہے۔ میں کہتا ہوں ہمارے ساتھیوں نے قربانی وغیرہ میں اس بات کی وضاحت کی ہے اور کئی وجہوں سے اس کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نے ضان کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ چنانچہ اس نے یوں فرمایا ثَمِينَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّانِّ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ط اور ایک دلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دو جھگڑے والوں سے حکایت بیان کی ہے کہ اِنَّ هَذَا اَخِي لَهٗ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعَجَةً وَّلِي نَعَجَةٌ وَّاحِدَةٌ يٰهَاں پر انہوں نے ”تسعة و تسعون عنزاً ولى عنز و احدة“ نہیں کہا۔ اور ان دلائل میں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے و فديناه بذبح عظيم. علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ وہ مینڈھا تھا جیسا کہ جاہظ نے کہا۔ اور عن قریب اس پر کلام ان شاء اللہ باب الکاف میں آئے گا۔ اور ایک دلیل یہ ہے کہ ضان سال میں ایک مرتبہ بچہ دیتی ہے۔ اور ایک دفعہ اکیلی رہتی ہے اس کے برعکس معز سال میں دو دفعہ بچہ دیتی ہے اور دو دو اور تین تین بھی دیتی ہے۔ اور ضان میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

اور ایک دلیل یہ ہے کہ ضان جب گھاس وغیرہ چرتی ہے تو وہاں اور گھاس اگ آتا ہے اور جب معز چرے لے تو وہاں کوئی چیز نہیں اگتی۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ معز گھاس کو جڑوں سے اکھیڑ دیتی ہے کہ ضان کی اون معز کے بالوں سے افضل ہوتی ہے۔ اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اون صرف ضان کی ہی ہوتی ہے۔

اور ایک دلیل یہ ہے کہ عرب جب کسی شخص کی مدح کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں۔ کہ مینڈھے کی طرح ہے اور جب کسی کی مذمت کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ ”یہ تیس“ کی طرح ہے۔ اور جب مذمت میں مبالغہ کرنا چاہتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ یہ کشتی میں تیس ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی تیس کو اس طرح ذلیل کیا ہے کہ اس کا پردہ توڑ دیا اور اس کی قبل و دبر کو ننگا رکھا ہے جبکہ مینڈھے میں ایسا نہیں ہوتا اسی لئے نبی ﷺ نے حلالہ کرنے والے کو مستعار بکرے سے تشبیہ دی ہے۔

ضان کے سر بکریوں کے سروں سے افضل اور عمدہ ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کے گوشت بھی ہیں۔ معز کا گوشت کھانے سے سوادوی مادے میں تحریک پیدا ہوتی ہے بلغم پیدا ہوتا ہے۔ نسیان کا مرض لاحق ہوتا ہے اور خون گندا ہو جاتا ہے۔ صنان کا گوشت کھانے میں اس کے برعکس اثر ظاہر ہوتا ہے۔

فائدہ: ابوزید کہتے ہیں جب ضان اور معز بچہ دیتی ہیں تو اس وقت چاہے وہ مذکر ہوں یا مونث اس بچے کو سخلہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع سخل اور سخال آتی ہے۔ جب تک یہ دودھ پیتا ہے اس کا یہی نام رہتا ہے۔ اس کے بعد مذکر اور مونث دونوں کو بھمہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع بھم بالضم ہوتی ہے۔ معز کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو سلیل اور سلیط کہتے ہیں جب چار ماہ کا ہو کر ماں سے

الگ ہو جاتا ہے اور سبزہ کھانے لگتا ہے تو اگر یہ معز کی اولاد سے ہو تو مذکر کو جفر اور مونث کو جفرة کہتے ہیں اس کی جمع جفرا آتی ہے۔ کفایۃ المتحفظ میں مذکور ہے کہ جفر اور جفرہ انسانوں میں سے چھوٹے بچے اور بچی پر بولا جاتا ہے جب کہ وہ کھانا کھانے لگیں۔

انتہی

جب معز کا بچہ مضبوط ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس کو عریض کہتے ہیں اس کی جمع عرضان آتی ہے۔ عتود بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ اس کی جمع اعتدة اور عتدان آتی ہے یونس کہتے ہیں کہ اس کی جمع اعتدہ اور عتدة آتی ہے اس سارے دوران میں مضر کی اولاد میں سے مذکر کو ”جدی“ اور مونث کو ”عناق“ کہتے ہیں۔ جب یہ اپنی ماں کے پیچھے چلنا شروع کر دے تو اس کو ”تلو“ کہتے ہیں۔ جدی کو امر بھی کہتے ہیں اور اس کو هلع اور هلعة بھی کہتے ہیں۔ یہ ہاء کے ضمہ اور لام کی تشدید سے ہے۔ اور البكرة العناق اور العطعط الجدی بھی کہتے ہیں۔ جب اس پر سال پورا ہو جائے تو مذکر کو تیس اور مونث کو عنز کہتے ہیں۔ دوسرے سال میں مذکر کو جذع اور مونث کو جذعة کہتے ہیں تیسرے سال میں مذکر کو ثنی اور مونث کو ثنیہ کہتے ہیں چوتھے سال میں مذکر کو رباعی اور مونث کو رباعیہ کہتے ہیں۔ پھر پانچویں سال میں مذکر کو خماسی اور مونث کو خماسیہ کہتے ہیں پھر چھٹے سال میں مذکر کو سداسی اور مونث کو سداسیہ کہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مذکر کو موث ضالع کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ ضلع یضلع ضلوعا۔ اس کی جمع الضلع بتشدید الضاد واللام ہے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ حلام اور حلان صرف معز کی اولاد میں ہوتے ہیں اور حدیث میں ہے۔ کہ محرم جب خرگوش کو مارے تو وہ حلان کا فد یہ دے۔ جا حظ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ضان کی اولاد میں بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے عرب اس کو چند مقامات کے علاوہ معز کی اولاد پر بولتے ہیں۔

کسانی کہتے ہیں بکری کے بچوں میں خروف مذکر ہوتا ہے اور مونث خروفتہ ہوتی ہے اور اس کو حمل بھی کہتے ہیں اور مونث کو دخیل بھی کہتے ہیں اور اس کی جمع رخال بضم الراء المہملہ ہے اور یہ جمع غیر قیاسی ہے جیسے دودھ پلانے والی کو ظنر اور ظوار کہتے ہیں۔ وحشی گائے کے بچے کو فریر اور فرار کہتے ہیں اور نئی جننے والی بکری کو ربی اور رباب کہتے ہیں۔ اس ہڈی کو جس پر کچھ گوشت باقی ہو عرق اور عراق کہتے ہیں۔ اور جڑواں بچے کو توام اور توام کہتے ہیں اور بھیڑ بکری کی اولاد میں سے مذکر اور مونث دونوں کو بہمة کہتے ہیں اور یہ کھانے اور جگالی کرنے تک بھمہ ہی کہلاتا ہے پھر یہ قرقر ہو جاتا ہے اس کی جمع قرقار اور قرقر ہے۔ اور یہ اس وقت کہتے ہیں جب یہ کھانے اور جگالی کرنے لگے ”جلام“ جدی کو بھی کہتے ہیں اور ”بذج“ صرف بھیڑ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع بذجان ہے۔

ابن ماجہ اور اس کے استاد ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو فرمایا کہ ایک بکری لے لو اس میں برکت ہوگی۔

ایک عورت نے آپ کو شکایت کی کہ اس کی بکری بڑھتی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا اس کا رنگ کیا ہے اس نے کہا سیاہ رنگ کی ہے۔ فرمایا اس کو بدل کر سفید لے لو کیونکہ ان میں برکت ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لو اور ان اور اس کی ناک کی رال کو پونچھ لو۔

اور بہیمۃ کے متعلق پہلے وہ حدیث گزر چکی ہے جو ابوداؤد نے ابواب الطہارۃ میں لقیط بن صبرہ سے بیان کی ہے کہ نبی ﷺ

کی سو بکریاں تھیں آپ ان کو بڑھانا نہیں چاہتے تھے۔ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر دیتے۔ بخاری مالک، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں کہ جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی اور بارش کی جگہوں پر چلا جائے گا اور اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بچ جائے گا۔ ابن بطال نے کہا کہ ابوالزناد نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے تمام چیزوں میں سے بکریوں کو خصوصی طور پر اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ تواضع پر رغبت دلائیں اور گنہگار کو توجیح دینے پر آگاہ کریں اور بلندی اور شہرت کو چھوڑنے کی رغبت دلائیں۔ اور تمام انبیاء اور نیک لوگوں نے بکریاں چرائی ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو نبی بھی بھیجا ہے اسے بکریاں چرائی ہیں اور آپ نے بتایا ہے کہ سکینت بکری والوں میں ہے۔ تقویٰ کی انتہاء: اور طبرانی، بیہقی نے شعب میں نافع عن ابن عمر ذکر کیا ہے کہ وہ مدینے کے کسی راستے میں نکلے اور ان کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے ان کے لئے ایک دسترخوان بچھایا تو قریب سے ایک بکریوں کا چرواہا گزرا تو اس نے سلام کہا۔ ابن عمر نے اس سے کہا آؤ ہمارے ساتھ کھاؤ۔ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ ابن عمر نے فرمایا اتنی گرمی میں تو بکریوں کو چرانے کے باوجود روزہ دار ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں تو ان خالی دنوں کی طرف جلدی کرتا ہوں تو ابن عمر نے اس کی پرہیزگاری کا امتحان لیتے ہوئے کہا کیا تو اپنی بکریوں میں کوئی بکری بیچے گا۔ ہم تجھے اس کی قیمت دیں گے اور اس کا گوشت بھی کھلائیں گے۔ تاکہ تو اس سے روزہ افطار کرے۔ اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ یہ میرے مالک کی ہیں۔ تو ابن عمر نے کہا تیرا مالک تجھے کیا کہے گا جب وہ بکری نہ پائے تو تو اس سے کہہ دینا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے؟ وہ چرواہا چلا گیا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ کہ ”تو اللہ کہاں ہے۔“

تو ابن عمر اس چرواہے کی بات کو بار بار دہراتے رہے اور جب مدینے پہنچے تو اس غلام چرواہے اور بکریوں کو خرید لیا اور غلام آزاد کر کے ساری بکریاں اسے دے دیں۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ ابوالیسر عمرو بن کعب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نبی ﷺ کے ساتھ خیبر اس شام کو موجود تھا جب ایک یہودی کی بکریاں آئیں وہ قلعہ میں جانا چاہتی تھی اور ہم قلعے کو محاصرے میں لئے ہوئے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا ان بکریوں سے ہمیں کون کھلائے گا۔ میں نے کہا ”میں“ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

میں تیزی سے زشر مرغ کی طرح بکریوں کی طرف گیا۔ نبی ﷺ نے جب مجھے مڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! ہمیں اس کے ذریعے فائدہ پہنچا۔ جب میں بکریوں تک پہنچا تو ان میں سے پہلی بکریاں قلعے تک پہنچ چکی تھیں اور آخر کی دو بکریاں میں نے پکڑ لیں اور ان کو بازوؤں میں چھپا کر تیزی سے نکل آیا گویا کہ میں خالی ہوں وہ میں نے لا کر نبی ﷺ کو دے دیں۔ صحابہ نے ان کو ذبح کیا اور کھالیا۔

ابوالیسر نبی ﷺ کے صحابیوں میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے اور کہتے انہوں نے مجھے میری زندگی کا فائدہ پہنچایا اور میں سب سے آخری فوت ہونے والا ہوں۔

ابوالیسر بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ ”الاستیعاب“ میں اسود حبشی کے اسلام کا واقعہ بیان ہوا ہے جو

عامر یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ خیبر کے کسی قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس کے پاس کچھ بکریاں تھیں۔

اس نے نبی ﷺ سے کہا یا رسول اللہ مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ نے اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں ان بکریوں کے مالک کا نوکر تھا۔ یہ اب میرے پاس امانت ہیں اب میں کیا کروں؟  
 آپ نے فرمایا ان کو چلا دو یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر ان کے منہ پر ماری اور کہنے لگا اپنے مالک کے پاس چلی جاؤ۔ اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں رہوں گا۔ تو بکریاں اکٹھی ہو کر ایسے چلی گئیں کہ جیسے کوئی ان کو ہانک رہا ہے یہاں تک کہ قلعے میں داخل ہو گئیں پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے لگا۔ اس کو ایک پتھر لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔ اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ اس کو اسی کی ایک چادر میں لپیٹ کر نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو نبی ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور اس سے اعراض کیا۔ لوگوں نے کہا آپ نے اس سے منہ کیوں موڑا۔ آپ نے کہا میں نے اس سے اس لئے منہ موڑا ہے کہ اس کے ساتھ حوروں میں سے دو بیویاں ہے جو اس کے منہ سے مٹی جھاڑ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں۔ اللہ اس آدمی کا چہرہ خاک آلود کرے جس نے تیرے منہ پر مٹی لگائی۔ اور اللہ اس کو مار ڈالے جس نے تجھے قتل کیا۔ ابو عمرو کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے قلعے کی طرف بکریاں اس لئے بھیج دیں تھیں۔ کیونکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ مصالحت کرنے والے تھے یا یہ واقعہ غنیمتوں کی حلت سے پہلے کا ہے۔

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے بھی؟ تو فرمایا ہاں میں نے بھی صحیح بخاری میں اور ابن ماجہ میں روایت ہے اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ نے جس نبی کو بھیجا وہ بکریوں کو چراتا تھا۔ صحابہ نے پوچھا آپ ﷺ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراطوں پر چرایا کرتا تھا۔ سوید نے کہا یعنی ہر بکری ایک قیراط میں۔

قعنبی کی غریب الحدیث میں ہے۔ کہ موسیٰ جب مبعوث ہوئے تو بکریوں کے چرواہے تھے اور داؤد علیہ السلام بھی چرواہے تھے اور میں بھی جب مبعوث ہوا تو اجیاد میں اپنے خاندان کی بکریاں چراتا تھا۔

حدیث میں ہے کہ موسیٰ نے اپنی شرمگاہ کی عفت کے لئے اور پیٹ بھرنے کے لئے اپنے آپ کو مزدور رکھا۔ اور ان کے سر نے کہا میری بکریوں میں سے جو غیر رنگ کی ہوں گی وہ تیری ہوں گی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ نے انبیاء کو بکریوں کا چرواہا اس لئے بنایا کہ یہ ان کی ابتدائی تربیت ہوتا کہ وہ مخلوق کے نگہبان بنیں اور اپنی رعایا کے امام بنیں۔

حاکم نے مستدرک میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے سیاہ بکریاں دیکھیں جن میں بہت سی سفید بکریاں داخل ہوں گئیں۔ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے۔ آپ نے فرمایا عجم تمہارے ساتھ تمہارے نسب اور دین میں شریک ہوں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا عجیب؟ آپ نے فرمایا دین اگر ثریا میں لٹکا ہو تو وہاں سے بھی عجیبی لوگ اس کو حاصل کریں گے۔

خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم: ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں کالی بکریاں دیکھیں ان

کے پیچھے سفید بکریاں لگی ہوئی تھیں۔ ابو بکر! تم اس کی تعبیر بتاؤ ابو بکر نے کہا سیاہ بکریوں سے عرب مراد ہیں جو آپ کی پیروی کریں پھر اس کے بعد جو اہل عجم آپ کی اتباع کریں تو آپ نے فرمایا۔ اسی طرح اس کی تعبیر فرشتے نے سحری کے وقت بیان کی تھی۔ اور نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ وہ ایک کنوئیں سے ڈول کھینچ رہے ہیں اور آپ کے ارد گرد کالی اور سفید بکریاں ہیں پھر ابو بکر آئے تو انہوں نے کمزور طریقے سے ڈول کھینچا اللہ انہیں معاف کرے پھر عمر آئے تو وہ بہت بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ پھر میں نے ان جیسا کوئی جوان نہیں دیکھا جو بہت بڑے ڈول کو کھینچتا ہو۔ تو لوگوں نے اس کی تعبیر خلافت ابو بکر و عمر سے کی اگر کالی اور سفید بکریوں کا ذکر نہ ہوتا تو خواب میں خلافت مراد لینا بعید ہوتا اس خواب میں سیاہ اور سفید بکریوں سے مراد عرب اور عجم ہیں اکثر مورخین نے اس حدیث میں غنم کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کو امام احمد اور بزار نے اپنی مسندوں میں ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ معنی صحیح ہوتا ہے۔

حاکم مزدور ہوتا ہے: ابو مسلم خولانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو کہا السلام علیک ایہا الاجیر لوگوں نے کہا یہ کہو اسلام علیک ایہا الامیر اس نے پھر کہا۔ السلام علیک ایہا الاجیر تو لوگوں نے کہا السلام علیک ایہا الامیر کہو اس نے پھر کہا السلام علیک ایہا الاجیر تو معاویہ نے لوگوں سے کہا ابو مسلم کو چھوڑو کیونکہ یہ جو کہہ رہا ہے اس کو زیادہ جانتا ہے۔ پھر ابو مسلم نے کہا بے شک تو مزدور ہے تجھے اللہ تعالیٰ نے ان بکریوں کے چرانے پر مزدور رکھا ہے اگر تو نے ان کے خارش زدوں کا علاج کیا۔ اور ان کے مریضوں کا علاج کیا اور ان کے پہلوں کو دوسروں پر رو کے رکھا تو ان کا مالک تمہیں بچالے گا۔ اور اگر تو نے ان کے خارش زدوں پر دوائی نہ لگائی اور نہ ہی ان کے بیماروں کا علاج کیا اور نہ ان کے پہلوں کو دوسروں پر رو کا تو ان کا مالک تجھے سزا دے گا۔ دعا کیوں قبول نہیں ہوتی: رسالہ قشیریہ کے باب الدعاء میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی سے گزرے جو انتہا کی گریہ زاری سے دعا کر رہا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ اس کی حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس کی حاجت ضرور پوری کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے موسیٰ میں اس پر تجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ لیکن یہ دعا تو مجھ سے کر رہا ہے اور اس کا دل بکریوں میں لگا ہوا ہے میں ایسے آدمی کی دعا قبول نہیں کرتا جو دعا تو مجھ سے کر رہا ہو مگر اس کا دل کہیں اور ہو تو موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو یہ بات بتائی تو اس نے اپنے دل کو سب چیزوں سے کاٹ کر صرف اللہ کے ساتھ لگا دیا تو اس کی ضرورت پوری ہو گئی۔

دینوری نے المجالسۃ میں حماد بن زید عن موسیٰ بن اعمین الراعی کی روایت میں کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں بکریاں شیر اور وحشی جانور ایک ہی جگہ کھاتے پیتے تھے۔ ایک دن ایک بکری کو ایک بھیڑیے نے مارا تو میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میرے خیال میں وہ نیک بندہ فوت ہو گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اس دن کا اندازہ یاد رکھا تو ہمیں معلوم ہوا کہ اسی وقت ہی ان کی وفات ہوئی تھی۔

ایک ولی خاتون: عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے تین راتیں یہ سوال کرتا رہا کہ وہ مجھے جنت میں بننے والا رفیق دکھادے تو مجھ سے کہا گیا۔ اے عبدالواحد! جنت میں تیری رفیق میمونۃ السوداء ہے تو میں نے کہا وہ کہاں ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلے میں ہے میں کوفہ گیا اور اس کے متعلق پوچھا تو اچانک دیکھا کہ وہ بکریاں چرا رہی تھی میں اس



کے پاس آیا تو دیکھا کہ بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ کھا رہی ہیں اور وہ کھڑی نماز پڑھ رہی ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو کہنے لگی ابن زید! یہ وعدہ کی جگہ نہیں ہے وعدے کی جگہ جنت ہے۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں تو اس نے کہا کیا تجھے نہیں معلوم کہ ارواح اکٹھے کئے ہوئے لشکر ہیں جو ان میں عالم ارواح میں متعارف ہوا وہ یہاں بھی مالوف ہوتا ہے اور جو وہاں پر ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوں وہ یہاں بھی علیحدہ ہی رہتے ہیں۔ میں نے اس کو کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو کہہنے لگی کتنے تعجب کی بات ہے۔ کبھی واعظ کو بھی کسی نے نصیحت کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تیری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ کھاپی رہی ہیں۔ اس نے کہا میرے اور اللہ کے درمیان جو معاہدہ ہے میں نے اس کو درست کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میرے اور میری بکریوں اور بھیڑیوں کے درمیان صلح کر دی ہے۔

فائدہ: موطا میں ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس جھگڑالے کر آئے ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ کریں دوسرے نے کہا جو پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ہاں کتاب اللہ کے ساتھ ہمارے درمیان فیصلہ کریں اور مجھے بولنے کی اجازت دیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے بات کر اس نے کہا میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا تو اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کو بطور فدیہ سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو درے لگیں گے اور ایک سال جلا وطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر آپ نے دوسرے آدمی سے کہا تمہاری بکریاں اور لونڈی واپس مل جائیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال ملک بدر ہوگا۔

پھر آپ نے انیس اسلمی کو حکم دیا کہ وہ اس عورت کے پاس جائے اور وہ اگر اعتراف کرے تو اس کو رجم کر دے۔ تو پھر اس عورت نے اعتراف کر لیا اس لئے اس کو رجم کر دیا گیا۔ یہ حدیث صحیحین میں بھی مذکور ہے۔

اور بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل کی۔ اور اس نازل کردہ وحی میں آیت رجم موجود تھی۔ ہم نے اس کو پڑھا سمجھا اور یاد کیا اور نبی ﷺ نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی ان کے بعد رجم کیا اور میں ڈرتا ہوں کہ نبوت کا زمانہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں پاتے۔ تو پھر وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کو چھوڑ دیں گے اور گمراہ ہو جائیں گے۔

مردوں عورتوں میں سے جو شادی شدہ زنا کرے اور دلیل قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کر لے۔ تو اس پر اللہ کی کتاب کے مطابق رجم ہے۔ اور آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اس کا حکم باقی ہے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ بکر کے حق میں جلا وطنی منسوخ ہو گئی ہے۔ لیکن عام اہل علم اس کو ثابت سمجھتے ہیں کیونکہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے درے بھی مارے اور جلا وطن بھی کیا اور ابو بکر نے بھی درے لگائے اور جلا وطن کیا۔ اور عمرؓ نے بھی درے لگائے اور جلا وطن کیا اور محسن اس کو کہتے ہیں جس میں چار وصف پائے جائیں۔ عقل بلوغ، آزادی، درستی پھر اگر وہ زنا کرے تو اس کی حد رجم ہے۔ چاہے مسلمان ہو یا ذمی ہو۔

ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا خیال ہے کہ احسان کی شرائط میں اسلام بھی ہے۔ اسی لئے ان کے نزدیک ذمی پر کوئی حد نہیں ہے۔

ہماری دلیل نبی ﷺ کی وہ صحیح حدیث ہے کہ دو یہودیوں نے بدکاری کی جو کہ شادی شدہ تھے تو نبی ﷺ نے ان کو رجم کیا اگر زانی غیر محسن ہو تو دیکھا جائے گا اگر وہ بالغ نہیں ہے یا دیوانہ ہے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ اور اگر آزاد بالغ عاقل ہے مگر اس نے کسی عورت سے نکاح صحیح نہ کیا ہو تو اس پر سو درے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔

اگر غلام ہو تو اس پر پچاس درے ہوں گے اور اس کو جلا وطن کرنے میں دو قول ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اس کو جلا وطن کرنا ہے تو پھر بھی دو قول ہیں صحیح بات یہ ہے کہ نصف سال جلا وطن ہوگا۔ جس طرح درے پچاس تھے۔ اس مسئلے کے بارے میں کتب فقہ میں اور بھی مسائل مذکور ہیں۔

مفسرین نے اللہ کے اس فرمان ”وَدَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْبِ إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ“ کی تفسیر میں ابن عباسؓ قتادہ اور زہری سے یہ روایت کیا ہے کہ دو آدمی داؤد کے پاس گئے ایک کھیتی والا تھا اور ایک بکریوں والا۔ تو کھیتی والے نے کہا اس شخص کی بکریوں نے میرے کھیت میں جا کر ان کو تباہ کر دیا ہے اس میں کچھ باقی نہیں رہا۔ تو داؤد نے اس کی بکریاں لے کر کھیت والے کو دے دیں۔ وہ جب وہاں سے نکلے تو سلیمان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارے درمیان انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ تو سلیمان نے کہا اگر مجھے اس فیصلے کا ذمہ دار بنایا جائے تو میں اس کے علاوہ ایک اور فیصلہ کروں گا۔ تو داؤد نے ان کو بلایا اور فرمایا نبوۃ اور باپ ہونے کے حق سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ مجھے وہ چیز بتا دو جو ان کے بارے میں اچھی ہو۔ تو سلیمان نے کہا کہ آپ کھیتی والوں کو بکریاں دے دیں کہ وہ ان کے دودھ اور نسل اور اون اور دیگر منافع سے مستفید ہو۔ اور بکریوں والا کھیت والے کے کھیت میں زراعت کرے جب کھیت اس طرح ہو جائے جس طرح کھانے کے دن تھا تو اس کے مالک کو واپس کر دے اور بکریوں والا اپنی بکریاں واپس لے لے۔ تو داؤد نے فرمایا ہاں واقعی صحیح فیصلہ یہی ہے جو تو نے کیا ہے۔ اس فیصلے کے وقت سلیمان کی عمر گیارہ سال تھا۔ نفس کا معنی رات کو چرنا ہے اور ہمل دن کے وقت چرنے کو کہتے ہیں اور یہ دونوں چرنے بغیر چرواہے کے ہوتے ہیں۔ ہم بکریوں کے متعلق گفتگو کو اس بات پر ختم کرنے ہیں جو عجائب المخلوقات میں موسیٰ بن عمرانؓ سے مروی ہے۔

اللہ کا انصاف: کہ وہ ایک پانی کے چشمے پر پہاڑ کے دامن میں سے گزرے تو وہاں وضو کیا پھر پہاڑ پر چڑھے تاکہ نماز پڑھیں۔ اچانک ایک سوار آیا۔ اور اس نے پانی پیا اور اس کی ایک تھیلی وہاں رہ گئی جس میں کچھ درہم تھے۔ اور وہ چلا گیا۔

اس کے بعد بکریوں کا ایک چرواہا آیا اس نے وہ تھیلی دیکھی اور لے کر چلا گیا پھر اس کے بعد ایک بوڑھا آیا جس پر پریشانی کے آثار تھے اور اس کے سر پر ایندھن کا ایک گٹھا تھا۔ اس نے اس کو وہاں رکھا اور آرام کے لئے چت لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر گزری کہ وہی سوار واپس آیا اور تھیلی تلاش کرنے لگا مگر اس کو نہ ملی وہ اس بوڑھے کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے مانگنے لگا۔ اس نے انکار کیا۔ پھر وہ اس طرح تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس سوار نے بوڑھے کو خوب مارا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا تو موسیٰ نے کہا اے اللہ ان معاملات میں انصاف کیسے ہوگا تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ اس بوڑھے نے اس سوار کے باپ کو مارا تھا۔ اور

اس فارس کے ذمہ اس چرواہے کے باپ کا اتنا قرض تھا جتنا اس تھیلی میں تھا۔ تو ان دونوں کے درمیان قصاص جاری ہو گیا اور میں انصاف کرنے والا اور عادل ہوں۔

کتاب الحکم اور غایات میں لکھا ہے کہ تجربہ کار لوگوں نے کہا ہے کہ بکریوں کے درمیان چلنا اور بیٹھ کر عمامہ پہننا اور شلووار کھڑے ہو کر پہننا اور دانتوں سے داڑھی کا ثنا اور دروازے کی دہلیز پر بیٹھنا اور بائیں ہاتھ سے کھانا اور چہرے کو دامن سے پونچھنا اور انڈے کے چھلکوں پر چلنا دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا اور قبروں میں ہنسنا غم لاحق کرتے ہیں۔

شرعی حکم: بکریوں کو کھانا اور بیچنا حلال ہے اور یہ بات نص اور اجماع سے ثابت ہے۔ ان میں چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ واجب ہے ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ جوضان میں جزء ہو اور معزز میں ثنیہ ہو۔ ایک سو اکیس ۱۲۱ میں ۲ بکریاں ہیں اور دو سو ایک میں تین بکریاں ہیں۔ اور چار سو میں چار بکریاں ہیں۔ پھر ہر سو میں ایک بکری ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ جب بیت اللہ کو کوئی بکری بطور ہدی بھیجی جائے تو اس کو قلاہہ پہنایا جائے۔

بخاری شریف میں ہے کہ عائشہ نے فرمایا میں نبی ﷺ کی قربانی کے ہار بنا کرتی تھی۔ تو آپ بکریوں کو وہ قلاہہ پہناتے تھے۔

یہ امام شافعی، احمد، اسحق ابو ثور کی اس کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ مالک ابو حنیفہ نے کہا کہ بکریوں کو ہار نہ پہنایا جائے ظاہر بات یہ ہے کہ یہ حدیث ان دونوں کو نہیں پہنچی۔

فرع: ایک آدمی نے بکریوں کا باڑہ کھول دیا تو وہاں سے رات کو بکریاں نکلیں اور کسی کا کھیت چر گئیں۔ اگر یہ باڑہ کھولنے والا خود مالک ہے تو وہ کھیتی کا ضامن ہوگا۔ اگر وہ خود نہیں ہے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور فرق اس میں یہ ہے کہ مالک کو یہ لازم ہے کہ وہ رات کو ان کی حفاظت کرے اگر اس نے باڑے کو کھول دیا تو ضامن ہوگا اور غیر مالک پر ان کی حفاظت لازم نہیں ہے۔ اس لئے اگر اس نے انکو کھولا تو وہ ضامن نہیں ہوگا یہ بات بحر میں لکھی ہے۔

باب المسم میں ماشیہ کے ہلاک کرنے کی طرف اشارہ آئے گا۔

ضرب الامثال: باب الجیم میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور کچھ باب الشین میں گزر چکا ہے اس طرح خواص بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ اور کچھ بیان ان شاء اللہ باب المسم معزز کے ذکر میں آئے گا۔

تعبیر الروایا: خواب میں بکریوں کو دیکھنا اچھی اور فرمانبردار عورت کو دیکھنا ہے اور یہ غنیمت، بیویوں، املاک، کھیتی اور پھل دار درختوں پر دلالت کرتی ہیں۔ اون والی بکریاں معزز مالدار صاحب جائیداد اور خوبصورت عورتوں پر دلالت کرتی ہیں اور بال والی بکریاں نیک صالح، فقیر، خرچ شدہ جائیداد والی اور ان عورتوں پر دلالت کرتی ہیں جن کی پوشیدہ باتیں ظاہر ہو چکی ہوں۔ بخلاف اون والی بکریوں کے کہ ان کی پوشیدہ باتیں چھپی ہوتی ہیں۔ یہ بات ابن مقرئ نے کہی ہے مقدسی نے کہا ہے کہ جس نے دیکھا کہ وہ ضامن اور معزز کو ہانک رہا ہے تو وہ عرب اور عجم کا بادشاہ بنے گا۔ اگر اس نے ان کے دودھ یا اون میں سے کچھ لیا تو یہ ان سے مال حاصل کرے گا۔ اور جس نے بکریوں کو ایک جگہ میں کھڑے دیکھا تو یہ آدمی ہیں جو اس جگہ کسی کام سے اکٹھے ہوں گے۔ اور جس نے بکریوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس سے مراد دشمن ہیں جن پر وہ کامیابی حاصل کرے گا۔ اور جس نے بکری کو چلتے

ہوئے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے چل رہا ہے مگر اس کو پکڑ نہیں پارہا تو اس کی گزران معطل ہو جائے گی۔ اور کبھی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ عورت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا مگر وہ حاصل نہ ہوگی اور بکری کے چوڑے خواب میں عورت کا مال ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بکری کے بال کاٹ رہا ہے تو اس کو تین دن گھر سے نکلنے سے بچنا چاہیے۔

جاما سب نے کہا جس نے بکریوں کا ریوڑ دیکھا وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔ جس نے ایک بکری دیکھی وہ ایک سال خوش رہے گا۔ نعبۃ سے مراد عورت ہے۔ جس نے نعبۃ کو ذبح کیا وہ مبارک عورت سے مباشرت کرے گا۔ جیسے اللہ نے فرمایا یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے بکریاں ہیں اور میری ایک بکری ہے۔ اور جس نے اپنی شکل کو بکری کی شکل میں بدلتے ہوئے دیکھا تو یہ شخص غنیمت حاصل کرے گا۔

## الغواص

ایک پرندہ ہے جس کو اہل مصر الغطاس کہتے ہیں۔ یہ اصل میں قرلی ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ باب القاف میں آئے گا۔ قزوینی نے اشکال میں کہا ہے کہ یہ پرندہ نہروں کے اطراف میں پایا جاتا ہے۔ پانی میں غوطہ لگا کر مچھلی کو شکار کر کے اپنی خوراک بناتا ہے۔ اور اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ یہ پانی میں بڑے زور سے الٹا غوطہ لگاتا ہے اور پانی میں ہی رہتا ہے حتیٰ کہ مچھلی کو دیکھ کر شکار کر لیتا ہے اور پکڑ کر اوپر آ جاتا ہے۔

اس کا پانی کے نیچے رہنا بڑا عجیب ہے۔ یہ اکثر بصرہ کی زمین میں پایا جاتا ہے۔ انتہی

بعض لوگوں نے کہا میں نے ایک غواص کو دیکھا اس نے پانی میں ڈبکی لگائی اور مچھلی لے کر باہر آیا تو ایک کوئے نے اس سے وہ مچھلی چھین لی۔ اس نے دوبارہ ڈبکی لگائی اور ایک اور مچھلی لے کر باہر آیا۔ کوئے نے پھر اس سے مچھلی چھین لی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی کیا جب کوئے نے مچھلی کو مشغلہ ہی بنا لیا تو غواص نے کوئے کی ٹانگ کو پکڑا اور اسے لے کر پانی میں ڈبکی لگا دی یہاں تک کہ کوئے مر گیا پھر وہ پانی سے باہر نکلا۔

شرعی حکم: قزوینی نے کہا ہے کہ اس کا کھانا حلال ہے اور رافعی وغیرہ کے کلام کا بھی یہی مفہوم ہے۔ طبی فوائد اور خواص: اس کے خون کو انسانی بالوں کے ساتھ خشک کر کے پس کر استعمال کیا جائے تو یہ تلی کے لئے مفید ہے۔ اسی طرح اس کی ہڈیوں کو یہی عمل کیا جائے تو یہی فائدہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

## الغوغا

نڈی جب سرخ ہو جائے اور اس کے پر نکل آئیں تو اسے غوغا کہتے ہیں یہ لفظ مذکر اور مونث دونوں استعمال ہوتا ہے اور یہ منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کی واحد غوغاۃ اور غوغاۃ ہے۔ اور ان کینے لوگوں کو جو شرکی طرف منسوب ہونے والے اور اس کی طرف تیزی کرنے والے ہوں کو بھی غوغا کہا جاتا ہے۔

ابوالعباس رویانی نے کہا کہ غوغی اس کو کہتے ہیں جو فساد یوں اور مجرموں سے میل جول رکھے اور بلا ضرورت لوگوں سے جھگڑتا پھرے اسی لئے عرب کہتے ہیں وہ غوغا سے بھی زیادہ جھگڑالو ہے۔

تاریخ ابن نجار میں ابن مبارک سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں مکہ میں سفیان ثوری کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ بیمار ہیں اور ایک دوا پی رہے ہیں۔ میں نے کہا میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا پوچھو۔ میں نے کہا لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا فقہاء۔ میں نے کہا بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا زاہد لوگ۔ میں نے کہا شریف کون ہیں؟ انہوں نے کہا پرہیز گار۔ میں نے کہا غوغا کون ہیں؟ انہوں نے کہا جو حدیث کو لکھتے ہیں۔ لیکن اس کے ذریعے لوگوں کا مال کھانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کمینے کون ہیں۔ انہوں نے کہا ظالم۔ انتہی غوغا ایک ایسے جانور کو بھی کہتے ہیں جو چھھر کے برابر ہے مگر نہ کاٹتا ہے نہ تکلیف دیتا ہے۔

## الغول

ضمہ کے ساتھ ہے غیلان کا واحد ہے۔ یہ جنوں اور شیطان کی جنس سے ہوتا ہے اور یہ جنوں میں سے جادوگر ہوتے ہیں۔ جو ہری نے کہا یہ جنیوں میں سے ہے۔ اس کی جمع اغوال اور غیلان ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان پر اچانک حملہ کر کے ہلاک کر دے اسے غول کہتے ہیں۔ تغول اصل میں رنگ بدلنے کو کہتے ہیں۔ کعب بن زہیر بن ابی سلمہ نے یوں کہا ہے۔

فما تدم علی حال تکون بہا کما تلون فی اثوابہا الغول

”تو ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ غول کی طرح اپنے کپڑوں میں رنگ بدلتا رہتا ہے۔“

کہا جاتا ہے کہ تغولت المرأة یعنی عورت نے رنگ بدلا۔ اور کہا جاتا ہے۔ غالتہ غول۔ یعنی اس پر ہلاکت آگئی۔ نیز کہتے ہیں۔ الغضب غول الحلم غضب حوصلے کا جن ہے۔

فائدہ: ایک آدمی نے ابو عبیدہ سے اللہ کے اس فرمان *طَلْعُهَا كَأَنَّه رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ* کے بارے کہا ہے کہ وعدہ اور ڈانٹ اس چیز سے ہوتی ہے جس کی مثل مشہور ہو۔ اور شیطانوں کے سروں کو تو کوئی نہیں جانتا تو انہوں نے جواب دیا کہ عرب اپنے کلام کی قدر پر ہی کلام کرتے ہیں۔ کیا تو نے امراء القیس کا یہ شعر نہیں سنا کہ اس نے کہا:

اتقتلنی والمشر فی مضاجعی ومسنونة زرق کانیاب اغوال

”تو مجھے قتل کرتا ہے حالانکہ تیز تلوار میرے پاس بستر پر ہوتی ہے۔ اس کے دانت ایسے نیلے ہیں جیسے غولوں کی کچلیاں

ہوتی ہیں۔“

حالانکہ عربوں نے کبھی غول نہیں دیکھا لیکن جب غول ان کو ڈراتے تھے تو انہوں نے اس کو بطور ڈرانے والی شے کے استعمال کر لیا۔

ابو عبیدہ نے کہا اسی دن سے ہی میں نے ایک کتاب ”المجاز“ لکھی اور ابو عبیدہ کنیت ہے اصل نام معمر بن ثنی بصری نحوی ہے۔ یہ علم کی کئی قسمیں جانتا تھا۔ عربیت اور اخبار العرب اور ایام العرب اس کے غالباً علوم تھے۔ یہ شعروں کو جاننے کے باوجود شعروں کو بولتے ہوئے وزن توڑ دیتا اسی طرح قرآن کو پڑھتے ہوئے بھی غلطی کرتا تھا۔

یہ خارجیوں کی رائے رکھتا تھا۔ حکام میں سے کوئی بھی اس کی شہادت قبول نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ یہ لڑکوں کی طرف مائل ہونے

سے متہم تھا۔ اصمعی نے کہا کہ ایک دن میں اور ابو عبیدہ مسجد میں گئے تو جہاں ابو عبیدہ بیٹھا کرتا تھا وہاں ایک ستون پر یہ لکھا ہوا تھا۔  
 صلی اللہ علی لوط وشیعته ابا عبیدہ قل باللہ امینا  
 ”اللہ لوط اور ان کی جماعت پر رحمت کرے اے ابو عبیدہ تو آمین کہو۔“

اصمعی کہتے ہیں کہ مجھے ابو عبیدہ نے کہا یہ شعر مٹا دو تو میں اصمعی کی پیٹھ پر سوار ہوا اور اسے مٹا دیا پھر میں نے کہا کہ لوط کا طاء باقی رہ گیا ہے۔ اس کے کہانیہ ”طا“ تو بڑی مصیبت ہے اسے مٹا دو۔  
 کہا جاتا ہے کہ ایک کاغذ کسی مجلس میں پڑا ہوا ملا۔ جس میں ابو عبیدہ بھی تھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

فانت عندی بلا شک بقیتهم منذ احتلمت وقد جاوزت تسعینا

”ابو عبیدہ بلا شک میرے نزدیک تو ان کے بقیہ لوگوں میں سے ہے۔ تو نو جوان ہو اور اب نوے سال کا ہو گیا ہے۔“  
 کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ بلاد فارس کی طرف موسیٰ بن عبدالرحمن ہلالی کو ملنے نکلا۔ جب وہاں آیا تو موسیٰ نے اپنے غلاموں سے کہہ دیا ابو عبیدہ سے بچنا کہ اس کا ہر کلام دقیق ہوتا ہے۔ پھر کھانا آ گیا۔ تو بعض لوٹوں نے اس کے دامن پر کھانے کا شور بہ ڈال دیا۔ تو موسیٰ نے اس سے کہا آپ کے کپڑوں کو شور بہ لگ گیا میں اس کے بدلے آپ کو دس کپڑے دوں گا۔ ابو عبیدہ نے کہا کوئی بات نہیں۔ تمہارے شور بہ کی کوئی تکلیف نہیں کیونکہ اس میں چکناہٹ نہیں ہے۔ موسیٰ اس کے اشارے کو سمجھ گیا مگر چپ رہا۔ ابو عبیدہ ۲۰۹ ہجری میں فوت ہوا۔ یہ ابو عبیدہ آخر میں ہ کے ساتھ ہے۔ اور قاسم بن سلام ابو عبیدہ بغیر ہا کے ہے۔ اور دونوں اہل لغت میں سے تھے اور معمر کا لفظ دونوں میموں کی زبر سے ہے۔ اور درمیان میں عین اور آخر میں راء ہے۔

ابو عبیدہ کا باپ رقبہ کے مضافات کی ایک بستی میں رہتا تھا جس کو باجر وان کہا جاتا تھا۔ اور یہ وہ بستی ہے جس کے رہنے والوں سے موسیٰ اور حضرت نے کھانا مانگا تھا تو انہوں نے کھانا نہیں دیا تھا۔ ابن خلکان وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے۔  
 باب الحاء مہملہ میں حوت کے ذکر میں سہیلی سے یہ بات گزر چکی ہے کہ جس بستی کا ذکر قرآن میں ہے وہ رقبہ میں تھی۔ واللہ اعلم  
 طبرانی نے دعوات میں اور بزار نے ثقہ راویوں کے ذریعے سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابو ہریرہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے سامنے غول آ جائیں تو اذان کہا کرو کیونکہ شیطان اذان سن کر اس طرح بھاگتا ہے کہ وہ پادکی آوازیں نکالتا جاتا ہے۔ نووی نے اذکار میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور نبی ﷺ نے اس کے ذریعے شیطان کا ضرر روکنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اس کو نسائی نے سنن کبریٰ کے آخر میں حسن کی روایت سے جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

رات کی تاریکی میں سفر کرو کیونکہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے اور جب تمہارے سامنے غول آئیں تو جلدی سے اذان کہو۔ نووی نے کہا اس لئے جب شیطان کا اندیشہ ہو تو چاہیے کہ نماز کی اذان کہی جائے کیونکہ صحیح مسلم میں سہیل بن ابی صالح سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی طرف بھیجا۔ میرے ساتھ ہمارا ایک غلام یا ساتھی تھا۔ تو اس کو کسی نے دیوار میں سے اس کا نام لے کر آواز دی۔ تو میرے ساتھی نے دیوار کو دیکھا مگر اس کو کچھ دکھائی نہ دیا میں نے یہ بات اپنے باپ سے کہی تو اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو ایسا واقعہ دیکھے گا تو میں تجھے کبھی نہ بھیجتا لیکن آئندہ جب کبھی اس طرح کی آواز سنو تو نماز کی

اذان کہو کیونکہ میں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اذان کہی جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:  
نہ کوئی متعدی بیماری ہے نہ کوئی بدفالی ہے اور نہ کوئی غول ہے۔

جمہور علماء نے کہا ہے کہ عربوں کا خیال تھا کہ جنگلات میں غول ہوتے ہیں اور وہ شیطانی نسل ہیں اور وہ لوگوں کو نظر آتے ہیں اور کئی رنگ بدل کر ان کو راستے سے گمراہ کرتے ہیں اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں تو نبی ﷺ نے اس بات کو باطل قرار دیا ہے۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں جو غول کی نفی کی گئی ہے اس میں غول کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ گمان ہے جو عربوں کا تھا۔ کہ غول رنگ بدلتا ہے مختلف شکلیں بناتا ہے اور ان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ ”لا غول“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کو گمراہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور ایک حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔ کہ لا غول ولكن السعال۔ غول نہیں بلکہ سعال ہے۔ اور سعال جادو گر جن کو کہتے ہیں۔ کما تقدم

چوروں سے بچنے کا نسخہ: اور اسی کے متعلق وہ روایت ہے جو ترمذی اور حاکم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ ان کا ایک طاقتور تھا جس میں کھجوریں ہوا کرتیں تھی تو بلی کی شکل کا ایک غول آتا اور اس میں کچھ کھجوریں لے جاتا تو انہوں نے اس بات کی شکایت نبی ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو تو یوں کہو بسم اللہ اجیبی رسول اللہ۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے قسم اٹھائی کہ دوبارہ نہیں آئے گا تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے اس سے پوچھا تیری قیدی کا کیا بنا انہوں نے کہا اس نے قسم اٹھائی ہے کہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

پھر اس کو دوسری دفعہ پکڑ لیا اس نے پھر قسم اٹھائی انہوں نے پھر چھوڑ دیا۔ پھر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا قیدی کا کیا ہوا تو انہوں نے وہی جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔ کہتے ہیں اس صحابی نے پھر اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ نبی ﷺ کے پاس لے جاؤں۔ تو اس نے کہا میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں کہ تو آیۃ الکرسی اپنے گھر میں پڑھ تو تیرے نزدیک کوئی شیطان وغیرہ نہیں آئے گا۔ وہ صحابی نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کو پوچھا تو اس نے ساری خبر بتادی تو آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے لیکن اس نے سچ کہا ہے۔ ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اسی طرح بخاری میں بھی مروی ہے۔

ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کی حفاظت پر مامور کیا سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے کہا ہے کہ وہ مجھے کلمات سکھائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے ذریعے فائدہ پہنچائے گا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو آپ نے پوچھا وہ کلمات کون سے ہیں میں نے کہا کہ اس نے کہا تھا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو ساری آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو اللہ کی طرف سے تم پر ایک حفاظت کرنے والا مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہ آسکے گا اور صحابہ خیر پر سب سے زیادہ حریص ہوا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا مگر اس نے تجھے یہ بات سچ بتائی ہے۔ اے ابو ہریرہ! تجھے معلوم ہے کہ مسلسل تین راتیں تو کس کے ساتھ ہم کلام ہوتا رہا ابو ہریرہ نے کہا نہیں تو

آپ نے فرمایا یہ شیطان تھا۔ نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث متصل ہے کیونکہ عثمان بن یثیم امام بخاری کے ان شیوخ میں سے ہیں کہ جن سے انہوں نے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔

ابو عبد اللہ مخلصی نے جمع بین الصحیحین میں جو یہ کہا ہے کہ بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے تو یہ بات غیر مقبول ہے کیونکہ علماء کے نزدیک اور محققین کے نزدیک صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ امام بخاری کا قال فلان کہنا ان کے سماع پر محمول ہوتا ہے اور وہ حدیث متصل ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مدلس راوی نہ ہو لیکن ملاقات ثابت ہونا ضروری ہے۔ اور یہ حدیث بھی انہی میں سے ہے۔ اور معلق روایات وہ ہیں کہ جن میں امام بخاری نے اپنے شیوخ یا اکثر کا ذکر نہ کیا ہو اور اس طرح بیان کیا ہو۔ عون نے کہا۔ محمد بن سیرن نے کہا یا ابو ہریرہ نے فرمایا۔ امام حاکم نے مستدرک میں اور ابن حبان نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ ان کا کھجوروں کا ایک کھلیان تھا جس سے کھجوریں کم ہوتی رہتی تھیں ایک رات انہوں نے اس کی چوکیداری کی تو ایک نوجوان لڑکا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کہا اس نے جواب دیا میں نے کہا تو کون ہے مجھے اپنا ہاتھ دو اس نے مجھے اپنا ہاتھ دیا تو ہاتھ کتے کی طرح تھا اور اس پر کتے کی طرح بال تھے میں نے کہا کیا تو جن ہے یا انسان ہے؟ اس نے کہا میں جن ہوں۔ میں نے کہا تو تو نہایت کمزور پیدائش والا دکھائی دیتا ہے کیا جن اسی طرح کے ہوتے ہیں اس نے کہا کہ میں جن جنوں کو جانتا ہوں مجھ سے زیادہ طاقت ور ان میں کوئی نہیں۔ میں نے اس نے کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم صدقے کو بہت پسند کرتے ہو تو میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے کھانے سے کچھ حاصل کر لوں میں نے کہا ہمیں تم سے کون سے چیز بچا سکتی ہے اس نے کہا کہ تم آیہ الکرسی پڑھا کرو اگر تو اس کو صبح پڑھ لے گا تو شام تک ہم سے محفوظ رہے گا اگر شام کو پڑھ لے گا تو صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا۔ ابی کہتے ہیں میں صبح آپ کے پاس گیا اور آپ کو سارا واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس خبیث نے تجھے سچ کہا۔ امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

امام حاکم نے ابو الاسود دؤلی سے بھی روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ معاذ بن جبل سے میں نے کہا کہ مجھے شیطان کا قصہ سناؤ کہ جب انہوں نے اس کو پکڑا تھا وہ کہنے لگے کہ نبی ﷺ نے مجھے مسلمانوں کے صدقے پر نگران مقرر کیا تو میں نے کھجوریں ایک کمرے میں رکھ دیں۔ میں نے ان میں کمی محسوس کی تو نبی ﷺ کو بتایا آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے جو اس سے کچھ نکال کر لے جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پھر میں اس کمرے میں گیا اور دروازہ بالکل بند کر دیا خود نہایت تاریکی میں آ گیا تو اس نے دروازے کو ڈھانپا پھر دوسری شکل بنا کر دروازے کی شکاف سے وہ داخل ہو گیا۔ تو میں نے تہ بند مضبوط باندھ لی وہ کھجوریں کھانے لگا تو میں اس پر کود پڑا اور دونوں ہاتھوں سے اس کو لپیٹ لیا۔ میں نے کہا اللہ کے دشمن تو یہاں کیوں آیا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بوڑھا آدمی ہوں بال بچے دار ہوں فقیر ہوں اور میں نصیبین کے جنوں میں سے ہوں تمہارے ساتھی کے نبی ﷺ بننے سے پہلے ہم اس بستی میں رہتے تھے اور یہ بستی ہماری تھی۔ جب آپ ﷺ بھیجے گئے تو ہمیں اس بستی سے نکال دیا گیا اس لئے مجھے چھوڑ دو میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ ادھر جبریل نے یہ بات آپ ﷺ کو بتادی۔ راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ نے جب صبح کی نماز ادا فرمائی تو ان کے منادی نے آواز دی معاذ کہاں ہے۔ میں اٹھ کر آپ کی طرف گیا۔ آپ نے فرمایا تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے وہ واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا وہ پھر آئے گا۔



معاذ کہتے ہیں کہ میں دوبارہ کمرے میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ تو شیطان دروازہ کے شکاف سے اندر داخل ہوا اور کچھو ریں کھانے لگا تو میں نے اس کے ساتھ پہلی دفعہ جیسا سلوک کیا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں پھر کبھی نہیں آؤں گا۔ میں نے اس سے کہا تو نے کل بھی یہی کہا تھا اور آج پھر آ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں پھر کبھی نہیں آؤں گا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سورہ بقرہ کا آخرہ حصہ پڑھ لے تو ہم اس کے پاس نہیں جاتے۔

جن کی انسان سے لڑائی: مسند داری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک آدمی انسانوں میں سے سفر پر نکلا۔ تو اس کو جنوں کا ایک مرد ملا۔

اس نے کہا کیا تو مجھ سے کشتی کرے گا اگر تو نے مجھے گرا دیا تو میں تجھے ایک ایسی آیت بتاؤں گا کہ اگر تو اس کو گھر میں داخل ہو کر پڑھ لے تو وہاں کوئی شیطان نہیں آئے گا۔ تو آدمی نے اس سے کشتی کی اور جن کو گرا دیا۔ اور کہا کہ تم بڑے کمزور دکھائی دیتے ہو اور تمہاری کلائیاں کتے کی طرح ہیں؟ کیا تم سارے جن ایسے ہی ہوتے ہو یا تم ہی ایسے ہو۔ اس نے کہا میں ان میں سے سب سے زورور ہوں لیکن ذرا دوبارہ کوشش کر۔ اگر تو نے مجھے گرا دیا تو میں تجھے ایک آیت سکھاؤں گا۔ اس انسان نے اس کو دوبارہ گرا دیا۔ اس جن نے اس آدمی کو آیۃ الکرسی سکھائی اور کہا تم جس گھر میں بھی اس کو پڑھو گے تو وہاں سے شیطان گدھے کی سی آواز نکال کر نکل جائے گا اور صبح تک واپس نہیں آئے گا عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ تھے؟ اس نے کہا یہ عمر ہی ہو سکتے ہیں۔ ضعیل کمزور اور باریک پہلوؤں والوں کو کہتے ہیں اور ضلیع اس کو کہتے ہیں جس کے اعضاء بڑے بڑے ہوں اور حجاج پاد کو کہتے ہیں۔ اور الا عمر رفع کے ساتھ ہے۔ اور یہ من کے محل سے بدل ہے اور من کا محل رفع ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے۔ اور لفظ جن پر کچھ کلام پہلے گزر چکا ہے کہ مسند داری کی ایک حدیث بھی اسی معنی میں ہے۔ محققین لوگ اس طرف گئے ہیں کہ غول ایک ایسی چیز ہے جس سے ڈرا جاتا ہے لیکن اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جیسے شاعر نے کہا۔

الغول والنخل والعنقاء الثالثة اسماء اشياء لم توجد ولم تكن

”غول، پچی دوستی اور عنقاء یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو نہ موجود ہیں نہ موجود تھیں۔“

اسی لئے غول کو خیتور کہتے ہیں۔ اور خیتور اس چیز کو کہتے ہیں جو ہمیشہ ایک حال پر نہ رہے۔ اور سراب کی طرح مٹ جائے یا آنکھیں سے سخت حرارت کی وجہ سے جو چنگاڑی اٹھتی ہیں۔ یا عنکبوت کے جالے کی طرح ہو۔ شاعر کہتا ہے۔

كل انشى وان بدالك منها اية الحجب جها خیتور

”ہر مونٹ سے اگر چہ تیرے لئے محبت کا اظہار ہو لیکن اس کی محبت خیتور کی طرح ہے۔“

ایک قول ہے کہ غول جادوگر جنوں کو کہتے ہیں اور وہ کئی شکلیں اختیار کرتے ہیں اور یہ بات کعب بن ظہیر بن ابی سلمہ کے قول سے لی گئی ہے۔

فما تكون على حال تدوم بها كما تلون في اثوابها الغول

”تو ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا جس طرح غول اپنے لباس میں رنگ بدلتا ہے۔“

یہ شعر قریب ہی گزرا ہے۔

بیہقی کی دلائل النبوة میں عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تمہارے سامنے غول نکلیں تو اذان کہو اس کی وجہ سے تم

کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

عرب کہتے ہیں کہ صحرا میں جب کوئی آدمی اکیلا چلا جائے تو انسانی شکل و صورت میں کوئی چیزیں اس کے سامنے آتی ہیں اور

اس کا پیچھا کر کے اس کو راستے سے بھٹکا دیتیں ہیں۔ اور وہ اس کے قریب ہوتی ہیں اور مختلف صورتیں اختیار کر کے اس کے سامنے

آتی ہیں۔ اور خوف سے اس کو مار دیتیں ہیں۔

اور عرب کہتے ہیں کہ جب وہ کسی انسان کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے آگ جلاتے ہیں پھر وہ آگ کی طرف

جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔

عربوں کا کہنا ہے کہ ان کی شکل انسانوں کی سی ہوتی ہے اور پاؤں گدھے کی طرح ہوتے ہیں۔

قزوینی نے کہا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے غول کو دیکھا تھا۔ تو ان صحابہ میں سے ایک عمر بھی ہیں۔ جو شام کی طرف

اسلام سے پہلے سفر کر کے گئے۔ تو اس کو تلوار سے مار ڈالا۔ اور ثابت جابر فہری سے مروی ہے کہ وہ ایک غول سے ملا۔ اور اس

بارے میں اس نے نونیا اشعار لکھے ہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فلان اقبح من الغول. یعنی فلاں زوال نعمت اور منافقت کے لحاظ سے غول سے بھی

زیادہ برا ہے۔

## غیذاق

غین کی فتح سے ہے۔ یہ گوہ کے بچے کو کہتے ہیں۔ یہ حسل سے بڑا ہوتا ہے خلف احمر نے کہا کہ غیذاق سانپوں کو کہتے

ہیں۔

## الغیطلہ

جنگلی گائے کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگلی گائیوں کی جماعت کو ربرب کہتے ہیں۔ اس طرح

اجد (ہمزہ اور جیم کے کسرہ سے) بھی کہتے ہیں کفایہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

## الغیلم

دیلم کے وزن پر ہے۔ مذکر کچھوؤں کو کہتے ہیں۔ کچھوؤں کا ذکر باب السین میں گزر چکا ہے۔

## الغیہب

مذکر شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ غیب اس کو کہتے ہیں جس میں عقل نہ ہو۔ سہیلی نے مکرز بن حفص کے شعر کی تفسیر میں اور غزوة بدر

کے شروع میں یہ بات کہی ہے۔

## باب الفاء

## الفاختہ

یہ فواخت کی واحد ہے۔ گلے کے طاقوں والے پرندوں کو کہتے ہیں۔ یہ فا کے فتحہ خاء کے کسرہ اور آخر میں تاملثا کے ساتھ ہے۔ یہ بات کفایہ میں ہے۔ فاختہ کو صلصل بھی کہتے ہیں۔ انتہی

کہتے ہیں کہ سانپ اس کی آواز سے بھاگ جاتا ہے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک سرزمین میں سانپوں کی کثرت ہو گئی تو لوگوں نے کسی سردار سے شکایت کی۔ تو اس نے اس علاقے میں فاختائیں بھیجنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسی طرح کیا تو واقعی وہاں سے سانپ ختم ہو گئے۔ یہ عراقی ہوتی ہے۔ حجازی نہیں یہ بڑی فصیح اور خوبصورت آواز والی ہوتی ہیں۔ ان کی آواز مثلث یعنی تانت کی طرح ہوتی ہے لوگوں سے مانوس ہونا اس کی طبیعت میں شامل ہے۔ یہ گھروں میں زندگی گزارتی ہے۔ عرب اس کو جھوٹ سے منسوب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ تر کھجوروں کے وقت آواز کرتی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں ابھی کھجور کے ساتھ پھل نہیں آیا۔ شاعر کہتا ہے۔

اَكْذِيبُ مَنْ فَاخْتَهُ      تَقْبُولُ وَسَطَ الْكُتْرِبِ

وَالطَّلَعُ لَمْ يَبْدَلْهَا      هَذَا اَوْ اِنْ السَّرَطِبِ

”وہ فاختہ سے زیادہ جھوٹا ہے۔ مصیبت میں جبکہ ابھی تک خوشے سامنے نہیں آئے ہوتے وہ کہتا ہے یہ تر کھجوروں کا وقت ہے۔“

میں کہتا ہوں کہ اس کو جھوٹ کے ساتھ اس لئے موصوف کیا جاتا ہے کہ امام غزالی نے احواء کی صبر و شکر کی کتابوں کے آخر میں کہا ہے کہ ان عاشقوں کا کلام جن کی محبت بہت زیادہ ہو چکی ہو۔ وہ اس کے سماع سے لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

عاشقوں کے جھوٹ: جیسے حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک فاختہ سے اس کا خاوند جفتی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن اس نے اس کو ایسا نہ کرنے دیا تو خاوند نے کہا تو ایسا کیوں نہیں کرتی۔ اگر تو چاہے کہ میں تیرے لئے سلیمان کی بادشاہی الٹ دوں تو میں ایسا بھی کر سکتا ہوں۔ یہ بات سلیمان نے سنی تو پوچھا کہ تو نے ایسی بات کیوں کی ہے اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں عاشق ہوں اور عاشق کو ملامت نہیں کیا جاتا اور عاشقوں کا کلام لپیٹ لیا جاتا ہے اور اس کو آگے حکایت نہیں کیا جاتا جیسے ایک شاعر نے کہا:

اَرِيْدُ وَصَالَهُ وَيَرِيْدُ هَجْرِي      فَاتْرِكْ مَا اَرِيْدُ لِمَا يَرِيْدُ

”میں اس کے وصال کا ارادہ کرتا ہوں اور وہ فراق کا ارادہ کرتی ہے تو اس کے ارادے کے لئے میں اپنا ارادہ بدل دیتا

ہوں۔“

اس کے ہم مثل عصفور میں واقع گزر چکا ہے۔

عشق و محبت کیا ہے؟ جان لو کہ لوگوں کا محبت کے وصف میں اور عشق کے بیان میں بہت زیادہ کلام ہوا ہے۔ اور ہر

آدمی اس میں اپنے اس راستے پر چلا جو راستہ اس کی نظر اور اجتہاد نے دکھایا ہے۔ میں ان کے کلام میں سے تھوڑا مگر کافی مختصراً بیان کرتا ہوں۔

عبدالرحمن بن نصر نے کہا ہے کہ اہل طب کہتے ہیں کہ عشق کی بیماری دیکھنے اور سننے سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس کا علاج بھی دیگر بدنی امراض کی طرح کرتے ہیں۔ اس کے کئی مراتب اور درجات ہیں اور ہر درجہ ایک سے بڑھ کر ہے۔ پہلے مرتبے کو استحسان کہتے ہیں اور یہ بھی نظر یا سماع سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر لمبی یاد اور محبوب کی خوبیوں کو اس کی اچھی صفات کو دیر تک یاد کرنے سے یہ مرتبہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ پھر یہ مودت اور دوستی بن جاتا ہے۔ اور یہ اس شخص سے مالوف اور مائل ہوتا ہے۔ اس کے بعد مودت محبت میں بدل جاتی ہے اور محبت روحانی الفت کو کہتے ہیں۔ جب یہ مرتبہ قوی ہو جائے تو خلعت بن جاتا ہے اور خلعت آدمیوں سے محبت کے مضبوط ہونے کا نام ہے۔ یعنی ایک کی محبت دوسرے کے دل میں گھر کر لے یہاں تک کہ ان کے درمیان آپس میں بھید کرنے لگیں۔ جب یہ مرتبہ طاقتور ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہوی ہوتا ہے۔ اور ہوی وہ مقام ہے کہ محبوب کی محبت میں کوئی تبدیلی واقعہ نہ ہو سکے اور نہ ہی اس میں کوئی رنگارنگی آ سکتی ہے۔ اس کے بعد عشق ہو جاتا ہے۔ اور عشق محبت کی زیادتی کو کہتے ہیں یہاں تک کہ معشوق عاشق کے خیال سے کبھی بھی خالی نہیں ہوتا اور اس کے دل اور ذہن سے اس کا ذکر و فکر غائب نہیں ہوتا۔ اس وقت نفس قوائے نفسانیہ کی تنبیہ سے مشغول ہو جاتا ہے اور کھانے پینے سے رک جاتا ہے کیونکہ نفس قوائے شہوانیہ کی تنبیہ سے مشغول ہو کر اور ذکر و فکر اور تخیل اور نیند سے اس کے دماغ کو نقصان پہنچانے لگتا ہے۔ یہ عشق مضبوط ہو جائے تو وہ تیم بن جاتا ہے۔ اور اس حالت میں اس کے دل میں معشوق کے علاوہ کسی دوسرے کی صورت موجود نہیں رہتی اور اپنے دل میں اس کے سوا کسی دوسرے کو پسند نہیں کرتا۔ جب یہ درجہ بھی طاقتور ہو جائے تو ولہہ بن جاتا ہے اور ولہہ حدود اور ترتیب سے نکل جانے کو کہتے ہیں۔ تو صفات بھی متغیر ہو جاتی ہیں اور حالات بھی ضبط سے باہر ہو جاتے ہیں اور آدمی دوسووں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا اور کہاں جا رہا ہے۔ اس وقت طبیب اس کے علاج سے عاجز آ جاتے ہیں۔ اور اس کے علاج سے ان کی آراء قاصر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے عمدہ کہا ہے۔

يقول اناس لو نعت لنا الهوى      ووالله ما ادرى لهم كيف انعت

”لوگ کہتے ہیں کہ کاش تو ہمیں ہوی کی تعریف بیان کرے تو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اس کی تعریف کیسے کروں۔“

فليس لشيء منه حد احده      وليس لشيء منه وقت موقت

”اس کی کوئی حد نہیں جس کی میں حد بیان کر سکوں اور نہ ہی اس کا کوئی وقت ہے جو مقرر ہو۔“

اذا اشتد ما بى كان آخر حيلتى      له وضع كفى فوق خدى واصمت

”میری حالت جب شدید صورت اختیار کر لے تو عشق کے بارے میں میرا آخری حیلہ یہ ہوتا ہے کہ میں ہتھیلی کو اپنے

رخسار پر رکھ کر خاموش ہو جاتا ہوں۔“

وانضح وجه الارض طوراً بعبرتى      واقرعها طوراً بظفري وانكت

”بار بار میں آنکھوں سے آنسو زمین پر بہاتا ہوں اور بار بار اپنے ناخنوں سے زمین کو کریدتا ہوں اور کھرچتا ہوں۔“

وقد زعم الواشون انى سلوتها فمالى اراها من بعيد فابتهت  
 ”چغل خوروں کا خیال ہے کہ میں نے عاشق سے دل کو تسلی دے لی ہے۔ حالانکہ جب میں اس کو دور سے ہی دیکھتا  
 ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں۔“

جالینوس کہتا ہے کہ عشق نفس کا عمل ہے اور یہ دماغ، دل اور جگر میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دماغ کے تین خانے ہوتے ہیں۔ آگے  
 تخیل ہوتا ہے، درمیان میں فکر اور آخر میں یادداشت ہوتی ہے۔ آدمی عاشق اس وقت بنتا ہے جب وہ اپنے معشوق سے دور ہو تو  
 اس کے تخیل فکر اور ذکر میں اس کے علاوہ کوئی چیز نہ ہو۔ تو وہ اپنے کھانے پینے سے باز رہے گا کیونکہ اس کا دل اور جگر کھانے سے  
 مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ سو بھی نہیں سکے گا کیونکہ اس کا دماغ معشوق کے تخیل اور فکر میں مشغول رہے گا۔ اس طرح نفس کے  
 سارے خانے اپنے معشوق کے خیالوں میں کھوئے ہوں گے جب اس طرح نہ ہو۔ تو وہ عاشق نہیں ہوگا۔ اور جب عاشق کسی  
 دوسری چیز میں مشغول ہو جائے تو یہ مساکن خالی ہو جائیں گے اور وہ حال اعتدال کی طرف آ جائے گا۔

ابوعلی دقاق کہتے ہیں محبت میں حد سے تجاوز کرنے کو عشق کہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ کو محبت کرنے میں یہ وصف نہیں دیا جاتا۔  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کی محبت میں حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ اللہ کے لئے صرف محبت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا یٰحَبِّہُم  
 ویحِبونہ۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ تو اللہ کا بندے سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے  
 مخصوص انعام اس پر وارد کرتا ہے جس طرح اس کی رحمت کا مطلب بھی انعام کا ارادہ کرنا ہے۔ اللہ کی جو محبت بندے کے ساتھ  
 ہے اس کا مطلب مدح اور ثناء ہے۔ بعض نے کہا اللہ کا بندے سے محبت کرنا یہ اس کی فعلی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ یعنی  
 بندے سے وہ خاص احسان کرنا جس کے وہ لائق ہو۔ اور اللہ کے ساتھ بندے کی محبت ایک ایسی حالت ہے جس کو وہ اپنے دل  
 میں محسوس کرتا ہے تو اس کے دل میں اس کے لئے تعظیم، ایثار، رضا مندی، قلت صبر اور احتیاج اور اس کے ذکر سے مانوس ہونا پیدا  
 ہوتا ہے۔

محبت کے اشتقاق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حب دوستی کے خالص ہونے کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ عرب خالص  
 صاف چمکیلے دانتوں کو جب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ جناب الماء سے مشتق ہے جس کا معنی پانی کا بڑا حصہ ہے۔ اور محبت بھی ایک  
 بڑی اور اہم چیز ہوتی ہے جو دل میں ہوتی ہے۔ بعض نے کہا اس کا اشتقاق لزوم والثبات سے ہے۔ جب اونٹ بیٹھ جائے اور نہ  
 اٹھے تو کہتے ہیں۔ احب البعیر۔ گویا کہ محبت محبوب کے ذکر سے الگ نہیں رہتا۔ اور عشق کا اشتقاق عشقت سے ہے۔ اور یہ  
 ایک روئی ہے جو درخت کی جڑوں سے لپٹی ہوتی ہے۔ جو اس کے قریب آگتی ہے۔ تو مدت کے بعد بھی اس سے خلاصی نہیں ہو  
 سکتی۔ بعض نے کہا عشقت ایک پیلی انگوری ہوتی ہے۔ جس کے پتے بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ عاشق کو اس کے زرد رنگ اور  
 حالت کی تبدیلی کی وجہ سے عاشق کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ محبت کے عمومی اور مشہور اور ظاہری تین صفات ہیں۔ جو ایسی چٹ جاتی  
 ہیں جن کو ہٹانا محال ہوتا ہے۔ ایک لاغری، دوسری بیماری تیسری مرجھانا۔ واللہ اعلم

فاختہ کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اس کی جس زندگی کا پتہ چلا ہے وہ پچیس سال ہے اور کبھی یہ چالیس سال بھی زندہ رہتی ہے جیسے ابو  
 حیان توحیدی اور ارسطو سے اس سے قبل بیان کیا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا اور بیچنا بالاتفاق حلال ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اکذب من فاختہ وہ فاختہ سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں ”فلان الفاختة عنده ابو ذر“ فلاں آدمی کے نزدیک فاختہ ابو ذر ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا خون اور سیاہ کبوتر کا خون جب برص کی بیماری پر ملا جائے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے اس کا گوبر میرگی والے بچے پر ملا جائے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کا خون آنکھ میں ڈالنے سے پرانا آنکھ کا زخم کا نشان ٹھیک ہو جائے گا۔

تعبیر الروایا: ابن مقری نے کہا کہ فاختائیں، قمریاں، بسیاں اور اس جیسے پرندوں کا خواب میں مالک بننا عزت اور جاہ اور نعمتوں کے ظاہر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عام طور پر خوشحال لوگوں میں ہی ہوتی ہیں اور کبھی کبھی اہل عبادت اور زاہد اور قرأت اور تسبیح، تہلیل پر دلالت کرتی ہیں، اللہ نے فرمایا وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ بہت دفعہ یہ گانے والوں، کھیلنے والوں اور رقاص لوگوں پر دلالت کرتی ہے۔ بعض نے کہا بیویوں اور لونڈیوں پر دلالت کرتی ہے۔

مقدسی نے کہا کہ خواب میں فاختہ دیکھنا جھوٹا بچہ ہے۔

بعض نے فاختہ سے مراد جھوٹی اور محبت نہ کرنے والی عورت لی ہے جس کے دین میں کمی ہو۔

ارطامیدورس نے کہا کہ فاختہ ایک ایسی عورت ہے جو مردت اور شکل والی ہے۔ واللہ اعلم

## الفار

یہ لفظ ہمزہ کے ساتھ فارة کی جمع ہے۔ مکان فتر یعنی زیادہ چوہیوں والی جگہ اور ارض فتر یعنی بہت چوہیوں والی زمین۔ چوہے کی کنیت ام خراب، اور ام راشد۔ ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جرذ اور فار مشہور ہے اور یہ دونوں بھینسوں، گائیوں اور بختی اونٹوں اور عربی اونٹوں کی طرح ہیں۔ ان میں یوابع، زباب، خلد بھی ہوتے ہیں۔

زباب بہرا ہوتا ہے خلد اندھا ہوتا ہے اور فارة البیش ہے ایک فارة الابل ہے ایک فارة المسك ہے۔ ایک ذات النطق ہے۔ ایک فارة البیت ہے اور یہ وہ فاسق ہے جس کے مارنے کا نبی ﷺ نے حل و حرم میں حکم دیا ہے۔ اور فسق کا اصلی معنی استقامت سے خروج اور ظلم ہے۔ اور اس لئے نافرمان کو فاسق کہتے ہیں۔ ان حیوانات کو ان کی خباثت کی وجہ سے استعارے کے طور پر فاسق کہا جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ ان کے حل و حرم میں حرمت سے نکلنے کی وجہ سے ان کو فاسق کہتے ہیں یعنی ان کی کسی حال میں بھی حرمت نہیں ہے۔ بعض نے کہا ان کو فاسق اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے نوح کی کشتی کی رسیوں کو کاٹ دیا تھا۔

طحاوی نے احکام القرآن میں یزید بن نعیم سے باسناد روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوسعید خدری سے پوچھا کہ فارة کو فاسق کیوں کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ایک رات جاگے اور دیکھا کہ چوہیا نے چراغ کی بتی لے لی ہے تاکہ گھر کو جلادے تو آپ نے اٹھ کر اس کو مار ڈالا اور پھر اس کے قتل کو محرم اور حلال دونوں کے لئے جائز قرار دیا۔

سنن ابوداؤد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک چوہیا آئی اور بتی کو کھینچ کر لے جا رہی تھی۔ اور اس کو لا کر نبی ﷺ کے

پاس مصلیٰ پر پھینک دیا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے تو وہ ایک درہم کے برابر جل گیا۔ خمرۃ مصلیٰ اس کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرتا ہے کیونکہ یہ چہرے کو ڈھانپتا ہے۔ اس کو حاکم نے عکرمہ ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایک چوہا آیا اور بتی کو کھینچ کر لے جا رہا تھا کہ ایک بچے نے اس کو ڈانٹا تو آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو وہ اس کو لے کر نبی ﷺ کے مصلے کے پاس آ گیا اور اس پر پھینک دیا۔ اس سے ایک درہم کے برابر مصلیٰ جل گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان ایسے ایسے کام کرتا ہے تو وہ تم کو جلا دے گا۔ پھر حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم دیا اور وجہ یہ بتائی کہ چوہے گھر والوں کا گھر نہ جلا دیں۔

اور صحیح میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گھروں میں سوتے وقت آگ نہ باقی رکھو اس کو بجھا دو۔ نو ووی نے کہا یہ حکم عام ہے۔ اس میں چراغ وغیرہ سب شامل ہیں اور مسجدوں وغیرہ میں لٹکی ہوئی قندیلوں سے اگر آگ کا ڈر ہو تو وہ بھی بجھانے کے حکم میں شامل ہیں۔ اگر اس کا خطرہ نہ ہو جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو اس کے چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جو علت نبی ﷺ نے بیان کی ہے وہ یہاں مفقود ہے۔ جب علت رفع ہو جائے تو ممانعت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

باب الصاد لفظ صید میں پانچ فواسق پر کلام گزر چکا ہے۔ اسی طرح ان کا بھی جن کو محرم کے لئے حل اور حرم میں قتل کرنا مباح ہے۔

چوہے کی دو قسمیں ہیں۔ جرذان اور فئران اور یہ دونوں نہایت تیز سماعت اور بصارت والے ہوتے ہیں۔ حیوانات میں کوئی بھی چوہے سے زیادہ فسادی اور موذی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب یہ کسی بھی چھوٹی چیز پر حملہ کرتا ہے تو اس کو ہلاک اور تلف کر دیتا ہے اور اس میں وہ قصہ کافی ہے۔ جو سد ما رب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس کا ذکر باب الخاء لفظ خلد میں گزر چکا ہے۔ اور اس کی خاصیت ہے کہ وہ تنگ منہ والی شیشی کے پاس آتا ہے۔ اور اس میں اپنی دم داخل کرتا ہے۔ جب اس کی دم تیل سے تر ہو جائے تو اس کو نکال کر چوستا ہے یہاں تک کہ بوتل کو خالی کر دیتا ہے۔

چوہے اور بلی کی عداوت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا سبب زید بن اسلم کی حدیث سے اسد کے خواص میں گزر چکا ہے کہ نوح نے جب ہر چیز کے دو جوڑے کشتی میں سوار کئے تو کشتی والوں نے چوہے کے متعلق شکایت کی کہ یہ ہمارا کھانا اور سامان خراب کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے شیر کی طرف وحی کی تو اس نے چھینک ماری اور وہاں سے بلی نکل آئی تو چوہا اس سے چھپ گیا۔

نوح علیہ السلام کی کشتی کا بیان: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نوح نے دو سال میں کشتی بنائی۔ اس کی لمبائی تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ اور اونچائی تیس ہاتھ تھی اور یہ ساگوں کی لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ اس کی تین منزلیں تھیں۔ سب سے نچلی منزل میں وحشی درندے اور کیڑے مکوڑے تھے۔ درمیانی میں چوہے اور دیگر جانور تھے اور خود اور دیگر انسان اور پر والی منزل میں تھے۔ اور دیگر خرچہ اور ضرورت کی چیزیں بھی اسی میں تھیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نیچے والا حصہ جانوروں اور وحشیوں کے لئے تھا اور درمیانہ حصہ انسانوں کے لئے اور اوپر والا حصہ پرندوں کے لئے تھا۔ جب چوہا پانیوں کا گوبر زیادہ ہو گیا تو اللہ نے نوح کو وحی کی کہ ہاتھی کی دم کو دبائیں انہوں نے اس طرح کیا تو

وہاں سے ایک مادہ اور زرخیز نکل آئے۔ اور آ کر گوبر ختم کر دیا۔

جب چوہا کشتی کو اور اس کی رسیوں کو کاٹنے لگا تو اللہ نے وحی کی کہ شیر کی آنکھوں کے درمیان مارو۔ انہوں نے مارا تو وہاں سے ایک بلی اور بلا نکل آئے اور چوہے کی طرف آ گئے۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ کشتی کی لمبائی ایک ہزار دو سو ہاتھ تھی اور چوڑائی چھ سو ہاتھ تھی۔ لیکن مشہور وہی ہے جو ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ لمبائی تین سو ہاتھ تھی۔

قنادہ کہتے ہیں کہ اس کا دروازہ چوڑائی کی جانب تھا۔ زید بن اسلم نے کہا کہ نوٹھ سو سال تک درخت لگاتے رہے اور اس کو کاٹتے رہے۔ اور سو سال کشتی بناتے رہے۔ کعب احبار نے کہا کہ نوٹھ۔ کشتی بنانے میں تیس سال لگے رہے۔ بعض نے کہا کہ چالیس سال درخت لگائے اور چالیس سال خشک کیا۔

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ساگوان کی لکڑی کی کشتی بنائیں اور اس کو ٹیڑھا کر کے رکھیں اور اس کے اندر باہر تار کول لگا دیں۔ اس کی لمبائی ۸۰ ذراع رکھیں اور چوڑائی ۵۰ ذراع رکھیں اور اونچائی تیس ذراع رکھیں۔ (ذراع ہاتھ سے لے کر کندھے تک ہوتی ہے۔) اللہ نے ان کو حکم دیا کہ اس کے اوپر تلے تین منزلیں بنائیں۔ اور اس میں روشندان رکھیں۔ تو نوٹھ نے اس کو اس طرح بنایا جس طرح اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

ذباب اور خلد پہلے گزر چکے ہیں اور یربوع کا ذکر اس کے باب میں آئے گا۔ اور باب عین مہملہ میں عققن کا لفظ گزر چکا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ کوئی بھی حیوان ایسا نہیں ہے جو اپنی خوراک کو جمع کر کے رکھتا ہو سوائے انسان، چیونٹی، چوہے اور عققن کے۔

احیاء العلوم میں باب التوکل میں اسی بات کو جزا کہا گیا ہے۔ بعض ماہرین نے کہا ہے کہ میں نے بلبل کو دیکھا ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی کرتی ہے کہا جاتا ہے کہ عققن کے گودام ہیں مگر وہ ان کو بھول جاتا ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک امت گم ہو گئی تھی اور پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں ہے میرے خیال میں وہ چوہے ہی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتے اور بکری کا دودھ پی جاتے ہیں۔

نووی وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اونٹوں کے گوشت اور دودھ بنی اسرائیل پر حرام تھے اور بکریوں کے حرام نہیں تھے۔ تو چوہیوں کا اونٹوں کے دودھ سے پرہیز کرنا اور بکریوں کے دودھ سے پرہیز نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے مسخ شدہ لوگ ہیں۔

## فأرة البیشن

یہ لفظ باء کی کسرہ کے ساتھ زہر کو کہتے ہیں۔ تو فأرة البیشن ایک جانور ہے جو چوہے کے مشابہ ہے مگر چوہا نہیں ہے۔ لیکن اس



کو کہتے یہی ہیں۔ یہ جھاڑیوں اور باغوں میں رہتا ہے اور وہاں زہریلی نباتات کو تلاش کر کے کھا جاتا ہے لیکن وہ اس کو نقصان نہیں دیتیں۔ اور یہ زیادہ تر بیش کو تلاش کرتا ہے جو کہ قاتل زہر ہے۔ کما تقدم اور باب السین میں سمندلی کے لفظ میں بھی یہ بات گزر چکی ہے۔ یہ بات قزوینی نے ”اشکال“ میں کہی ہے۔

## ذات النطاق

یہ ایک چوہا ہے جو سفیدی مائل ہے۔ اس کی پشت سیاہ ہوتی ہے لوگوں نے اس کو ذات النطاق عورت سے تشبیہ دی ہے۔ اور ذات النطاق وہ عورت ہوتی ہے جو دور نگین قمیصیں پہنے ہوئے ہو۔ اور وسط میں سے اس کو باندھ رکھا ہو اور اوپر والی قمیص کو نیچے والی پر چھوڑ دیتی ہو۔ یہ بات قزوینی نے کہی ہے۔

## فأرة المسك

غیر مہوز ہے۔ کیونکہ یہ فارلیفور سے مشتق ہے اور یہ خوشبو ہے۔ جیسا کہ جوہری نے کہا ہے اور ”تحریر“ میں ہے کہ فأرة المسك مہوز ہے جیسے کہ فأرة الحيوان مہوز ہے۔ لیکن اس کے ہمزہ کو ترک کرنا بھی جائز ہے جیسے کہ اس جیسے دوسرے الفاظ میں ہوتا ہے۔

جوہری اور ابن کلی نے کہا کہ یہ مہوز نہیں ہے دمیری کہتے ہیں یہ ان دونوں کی طرف سے شذوذ ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

كان بين فكها والفك فأرة مسك ذبحت في سك

”گویا کہ اس کے جڑے کے درمیان اور دوسرے جڑے کے درمیان فأرة المسك ہے جس کو خوشبو میں پھاڑا

گیا ہے۔“

اس شعر میں ذبح سے مراد پھاڑنا ہے کیونکہ ذبح اصل میں پھاڑنے اور کاٹنے کو کہتے ہیں مسک سے مراد وہ خوشبو ہے جو کستوری وغیرہ سے مکر کر بنی ہو۔ جا حظ کہتے ہیں فأرة المسك کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تبت کے علاقے میں رہتی ہے جس کو اس کی خوشبو اور نافوں کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہے۔ جب یہ شکار کر لی جاتی ہے۔ تو اس کو کسی مضبوط چیز سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اور اس کو لٹکا ہوا چھوڑ دیتے ہیں پھر اس کا خون وہاں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ جب اس طرح ہو جاتا ہے تو اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے جب وہ مر جاتا ہے تو اس کی باندھی ہوئی ناف کو پھاڑ کر کچھ دیر کے لئے جو میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا جمع شدہ خون اس کے مرنے کے بعد صاف کستوری بن جاتا ہے حالانکہ پہلے اس کی بدبو کی وجہ سے کوئی اس کے پاس نہیں جاتا تھا۔ پھر بہت سے لوگ ہمارے ہاں اس کو کھاتے بھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جا حظ کا اس بات پر تعجب کرنا کہ اکثر لوگ اس کو کھاتے ہیں اس کے طیب ہونے پر دال ہے۔ اور فقہاء نے اس جنس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ پھر جا حظ نے کہا کہ دوسری قسم سیاہ چوہوں کی ہے جو گھروں میں ہوتے ہیں ان کی یہی لازمی بو ہوتی ہے اور اس نوع کی بو کستوری کی طرح ہوتی ہے مگر اس سے کستوری حاصل کی نہیں جاتی۔

باب النظار میں لفظ ظمی میں مسک کا ذکر اور حکم گزر چکا ہے اور مشہور یہ ہے کہ فأرة المسك ہر نیوں کی نافوں کو کہتے ہیں۔

## فأرة الابل

صحاح میں یہ لکھا ہے کہ اس سے بہت عمدہ خوشبو مہکتی ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ گھاس اور سبزہ چریں اور پانی پییں جب پانی پی کر آتے ہیں تو ان کے چمڑے گیلے ہو جاتے ہیں اور ان سے عمدہ خوشبو مہکتی ہے۔ اس خوشبو کو فأرة الابل کہتے ہیں۔

یعقوب سے مروی ہے کہ راعی شاعر نے اونٹوں کے وصف میں یہ شعر کہے۔

لها فأرة زفراء كل عشية كما فتق الكافور بالمسك فاتقه

”ہر شام اس کی ایک خوشبودار فأرة ہے جس طرح کافور کو کستوری کے ساتھ پھاڑنے والا پھاڑے۔“

وہ چوہا جس نے سدما رب کو خراب کیا تھا وہ خلد ہے اس کا ذکر پہلے باب الحاء میں گزر چکا ہے۔

حاکم اور بیہقی نے مجاہد سے حتی تضع الحرب اوزارها کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ اتریں گے تو یہودی اور عیسائی اور ہر مذہب والے مسلمان ہو جائیں گے اور چوہا بلی سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور بکری بھڑیے سے محفوظ ہو جائے گی اور کوئی چوہا کسی تھیلے کو نہیں کاٹے گا۔ چیزوں کے درمیان عداوت ختم ہو جائے گی اور اس وقت اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا۔

الحکم: ربوع کے علاوہ چوہے کی تمام قسمیں حرام ہیں۔ جیسا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے باب میں آئے گا۔ چوہے کا بچا ہوا کھانا مکروہ ہے ابن وہب لیث سے بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب زہری کھٹا سب اور چوہے کا جو ٹھانا پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے نسیان کی بیماری ہو جاتی ہے وہ شہد پیتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے ذکاوت پیدا ہوتی ہے۔ اور شیخ علم الدین سخاوی نے ان چیزوں کو ان اشعار میں جمع کر دیا ہے جو نسیان پیدا کرتی ہیں۔

توق خصالا خوف نسیان ماضی قراءۃ الواح القبور تدیمها

”اگر تجھے گزری ہوئی چیزوں کے بھول جانے کا ڈر ہے تو ان خصلتوں سے پرہیز کر (۱) قبروں کی تختیوں کو ہمیشہ

پڑھنا۔“

واکلك لتفاح ما كان حامضا و كزبرة خضراء فيها سموها

” (۲) کھٹا سب (۳) اور سبز دھنیا کھانا کیونکہ اس میں یادداشت کی زہر ہے۔“

كذا المشى ما بين القطار وحجمك ال قفاء ومنها الهم وهو عظیمها

” (۴) اسی طرح قطار کے درمیان چلنا (۵) اور گدی پر چھپنے لگوانا اور (۶) ان میں ایک خصلت غم بھی ہے اور یہ

یادداشت کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔“

ومن ذاك بول المرء في الماء راكدا كذلك نبذ القمل لست تقيمها

” (۷) اور ان میں ایک مرد کا کھڑے پانی میں پیشاب کرنا ہے (۸) اسی طرح جوں کو پکڑ کر چھوڑ دینا ہے۔“

ولا تنظر المصلوب في حال صلبه واکلك سور الفار وهو تمیمها

”جس کو سولی دی گئی ہو اس کو اسی حالت میں مت دیکھو (۱۰) اور آخری یہ ہے کہ چوہے کا بچا ہوا مت کھاؤ۔“  
 تترمہ: امام بخاری نے میمونہ بنت حارث ”نبی ﷺ کی بیوی“ سے روایت کیا ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا تو نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے آس پاس کو پھینک دو اور اس کو کھاؤ اس کو ابوداؤد نسائی نے بھی اسی معنی میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی ان سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غیر محفوظ ہے۔ میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابو ہریرہ کا ذکر کرنا خطا ہے میں کہتا ہوں کہ درست یہ ہے کہ یہ صحیح ہے اور طحاوی نے بیان المشکل میں ان سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ اگر وہ جما ہو تو اس کے آس پاس کو پھینک دو باقی لے لو۔ اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس سے چراغ جلا کر روشنی حاصل کرو امام بخاری نے ان الفاظ کو ”کہ اگر وہ مائع ہو تو پھینک دو۔“ کو حدیث میں شامل نہیں کیا کیونکہ یہ معمر بن الزہری کی روایت میں نہیں اس لئے یہ شک معمر کے مفرد ہونے کی وجہ محسوس ہوا۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جمے ہوئے گھی کا حکم جبکہ اس میں کوئی مردہ چیز گر پڑے یہ ہے کہ اس جگہ کو اور اس کے ارد گرد کو پھینک دیا جائے اور باقی کھالیا جائے اور اگر وہ سرکہ تیل مائع گھی دودھ شیرہ مائع شہد کی طرح بننے والی چیز ہو تو اس کو بلا خلاف نہیں کھایا جائے گا۔ اور مشہور یہ ہے کہ اس سے چراغ جلا سکتے ہیں مگر یہ بھی مکروہ ہے اور بعض نے کہا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا والرجز فاجور۔ ابو العالیہ اور ربیع نے کہا کہ رجز بالضمہ والکسرہ نجاست اور معصیت کو کہتے ہیں اور یہ مسئلہ مساجد کے علاوہ کا ہے اور مسجدوں میں اس سے چراغ جلانا بالکل حرام ہے۔ کشتیوں کو اس کے ساتھ تیل لگانا درست ہے اور اگر اس سے صابون بنایا جائے تو اس سے غسل بھی درست ہے مگر بیچنا جائز نہیں۔ ابو حنیفہ اور لیث نے کہا کہ نجس تیل کا بیچنا درست ہے جب اسکی نجاست بتا کر بیچے ابن طاہر کہتے ہیں کہ جب گھی میں چوہا گر جائے تو اس کو بیچنا اور کوئی نفع اٹھانا درست نہیں۔ تیل سرکہ شہد اور تمام مائعات میں چوہا گر جائے تو ان کا بیچنا درست ہے۔ انہوں نے کہا کہ منع صرف گھی کے بارے میں ہے باقی چیزوں کی ممانعت نہیں۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں الص من فارة واكسب من فارة واسرق من زبابة. یعنی وہ چوہے یا چوہیا سے زیادہ چور محنتی ہے۔ زبابة چوہا خشکی کا ہوتا ہے ہر چیز کی چوری کرتا ہے چاہے اس کو ضرورت ہو یا نہ ہو۔

طبعی فوائد اور خواص: عین الخواص میں مرقوم ہے کہ چوہے کا سرکاشن کے کپڑے میں باندھ کر شدید سردی سردی والے پر لٹکایا جائے تو وہ ختم ہو جائے گا۔ اس طرح یہ مرگی میں بھی مفید ہوتا ہے۔ چوہے کی آنکھ کسی آدمی کی ٹوپی میں باندھ دی جائے تو اس کے لئے چلنا آسان ہو جاتا ہے اگر گھر کو بھینٹے یا کتے کے گوبر سے دھونی دی جائے تو اس سے چوہے بھاگ جائیں گے۔ اگر آٹے میں کبوتری کی بیٹ ملا دی جائے تو اس کو چوہا یا کوئی جانور بھی کھائے تو وہ مر جائے گا۔ اگر جنگلی پیاز کوٹ کر چوہوں کی بلوں کے منہ پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کی بوسونگھ کر مر جائیں گے اگر دفلی کے پتوں کو گلقد کے ساتھ ملا کر چوہوں کی بلوں کے منہ پر رکھا جائے تو وہاں کوئی چوہا باقی نہ رہے گا اگر اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی کو اچھی طرح کوٹ پیس کر پانی میں ملا کر چوہوں کی بلوں میں انڈیل دیا جائے تو وہ مر جائیں گے۔ اگر کسی چوہیا کو پکڑ کر اس کی دم کاٹ لی جائے اور اس کو گھر کے وسط میں دفن کر دیا جائے تو جب تک یہ دم وہاں رہے گی چوہے وہاں نہیں آئیں گے۔ کمون اور بادام اور ارمنی بورہ کو ان کے بلوں کے پاس دھونی دی جائے

تو یہ اسی وقت مرجائیں گے۔ گھر میں سیاہ خچر کے کھر کی دھونی دی جائے تو وہاں سے چوہے بھاگ جائیں گے۔ چوہیا کی آنکھ چوتھے کے بخار والے پر لٹکانے سے وہ تندرست ہو جائے گا۔ چوہے کی دم گدھے کی کھال میں رکھ کر ان دونوں کو ایک ریشمی کپڑے میں رکھ لو تو جس شخص کو بادشاہ وغیرہ کے پاس کوئی کام ہو تو اس پر اسے لٹکا دینے سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ چوہے کا پیشاب کاغذ سے لکھائی کو اکھیر دیتا ہے اس کا پیشاب حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی لوہے کے پنجرے میں اس کو شکار کیا جائے اور برتن کو لوہے کی جانب سے پنجرے کے منہ پر رکھ دیا جائے اور چوہے کو بلی دکھائی جائے تو یہ شدت خوف کی وجہ سے فوراً پیشاب کر دے گا۔

چوہے کے لئے قصدیر کی چار تختیوں پر یا ربیق یا سلویر الکھ کر چوہوں کے بل میں رکھ دیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اس چیز نے مجھے ایک بات یاد دلا دی ہے کہ جس کے ذریعے کاغذ چمڑے اور پروں وغیرہ سے تیل اور چکنائی کو دور کیا جاسکتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اس مٹی کو لیا جائے جس کو عورتیں حمام سے اپنے سروں پر لگاتی ہیں جس کا رنگ نیلا جلا ہوا ہوتا ہے اس کو کوٹ کر سرے کی طرح باریک کر لیا جائے اور اس کاغذ پر رکھا جائے جس پر تیل لگا ہو اور مٹی کو اس پر اچھی طرح لپ کر کے پھر ہٹا لیا جائے تو وہ کاغذ بالکل صاف ہو جائے گا اور اس پر کوئی چکنائٹ کا اثر باقی نہ رہے اور یہ نسخہ بڑا عجیب اور مجرب ہے۔

چوہے کا زہر وہ ہلاک کرنے والی مٹی ہے جو اہل عراق کے ہاں پائی جاتی ہے اس کو سک کہتے ہیں۔ یہ خراسان کی چاندی کی کانوں میں سے لائی جاتی ہے اس کی دو قسمیں سفید اور زرد ہیں۔ ان کو اگر آٹے میں رکھ کر گھر میں پھینک دیا جائے اور چوہے اس کو کھالیں تو مرجائیں گے۔ اسی طرح جو چوہا اس کی بوسو نگھے گا وہ بھی مرجائے گا۔

تعبیر الروایا: اہل تعبیر نے کہا ہے کہ خواب میں چوہیا فاسقہ عورت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ان کو قتل کر دو کیونکہ یہ فاسق ہے۔ بعض نے کہا کہ خواب میں چوہا دیکھنا یہودی نوحہ کرنے والی لعنتی عورت ہے یا فاسق یہودی ہے یا نقب لگانے والا چور ہے۔ کبھی کبھی رزق پر بھی دلالت کرتا ہے۔ جس نے اپنے گھر میں بہت سے چوہے دیکھے اس کا رزق بہت زیادہ ہو جائے گا کیونکہ یہ اس گھر میں ہوتے ہیں جہاں رزق ہوتا ہے۔ جس کے گھر سے چوہا نکل گیا میں کہتا ہوں وہاں سے نعمت اور برکت نکل جائے گی۔ جو چوہے کا مالک بنا اس کو خادم ملے گا۔ کیونکہ چوہا بھی وہ کچھ کھاتا ہے جو انسان کھاتا ہے اور اس طرح خادم بھی وہی کچھ کھاتا ہے جو اس کا مالک کھاتا ہے۔ جس نے دیکھا کہ چوہے اس کے گھر میں کھیل رہے ہیں۔ اس کو ایک سال تک خوشحالی آئے گی۔ کیونکہ کھیل اسی وقت ہوتا ہے جب پیٹ بھرا ہو۔ سفید اور کالے چوہے دن اور رات کی علامت ہیں۔ جس نے ان کو صبح اور شام کو دیکھا تو یہ اس کی لمبی زندگی کی علامت ہے۔ جس نے چوہوں کو دیکھا کہ وہ اس کے کپڑے کاٹ رہے ہیں تو وہ اس چیز کا اعلان کرے گا جو اس کے ساتھ موت کے حالات گزریں گے اور جس نے چوہوں کو نقب لگاتے دیکھا تو اس کے گھر چور آئیں گے۔ اس کو احتیاط کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

## الفادر

بوڑھے پہاڑی بکرے کو کہتے ہیں۔

## الفازر

سیاہ چیونٹی ہے اس میں کچھ سرخی ہوتی ہے۔

## الفاشية

مویشی اس کی جمع فواش آتی ہے۔ یہ وہ مویشی ہیں جو زمین میں پھیل جاتے ہیں جیسے اونٹ گائے اور چرنے والی بکری۔ اور عرب کہتے ہیں امشی الرجل، یعنی اس کے مویشی زیادہ ہو گئے۔ امام مسلم نے کتاب الاثریۃ میں اور ابوداؤد نے ”جہاد“ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب سورج غروب ہو تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو کھلانا چھوڑا کرو یہاں تک کہ عشاء کا اندھیرا زیادہ ہو جائے۔

ابوداؤد نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ شیاطین اس وقت کھیلتے ہیں۔ فحمة العشاء کا مطلب اس کا اندھیرا اور تاریکی ہے اور اس کی سیاہی فحم کے مشابہہ ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رات کے اندھیرے کے شروع ہونے کے وقت کو فحم العشاء کہتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب رات آجائے تو مویشیوں کو باندھ لو۔ اس پر ان شاء اللہ باب الحمیم میں کلام آئے گا۔

## الفاعوس

بروزن جاموس۔ سانپ، جنگلی بکرے اور افامی سانپ کو کہتے ہیں یہ ابن اعرابی نے کہا ہے اور یہ شعر پڑھا ہے۔

قد يهلك الارقم والفاعوس والاسد الممدوع الهوس

”ارقم، فاعوس اور شیر کو کبھی کبھی ہوس ہلاک کر دیتی ہے۔“

نیز کہا کہ کلام عرب میں فاعول کے وزن پر کہ جن کلام کلمہ سین ہو صرف یہ الفاظ ہیں۔ الفاعوس، سانپ، جنگلی بکرا۔ البابوس، دودھ پینے والا چھوٹا بچہ۔ الراموس، قبر القاموس، سمندر کا وسط۔ القابوس، خوبصورت چہرہ۔ العاطوس، جس سے بدشگونی لی جائے۔ الفانوس، چغل خور۔ جاموس، گائے کی قسم بھینس۔ جاروس، بہت زیادہ کھانے والا۔ ابن درید نے کہا کہ بوس اس حالت کو کہتے ہیں جو نیند میں انسان پر واقع ہوتی ہے۔ ناموس، خیر کے راز کو جاننے والا۔ الجاسوس، شرکار از دان۔

صحیحین میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا یہ وہ ناموس ہے۔ جو موسیٰ بن عمرانؑ پر اتر تھا۔ نووی وغیرہ نے کہا ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ اس ناموس سے مراد جبرائیل ہیں۔ اور اس کو ناموس اس لئے کہا کہ اللہ نے اس کو وحی اور غیب کی خبریں دینے کے لئے خاص کر رکھا ہے۔ اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ باب النون لفظ ناموس میں آئے گا۔

## الفاطوس

ایک بڑی مچھلی ہے جو کشتیوں کو توڑ دیتی ہے۔ ملاح اس کو پہچان لیتے ہیں اور وہ حیض کے کپڑے لے کر کشتیوں پر لٹکا لیتے ہیں کیونکہ یہ ان کپڑوں سے بھاگتی ہے۔

قزوینی نے کہا شائد یہ جوت الحیض ہو۔ جس کا ذکر باب الحاء مہملہ میں گزر چکا ہے۔

## الفالج

آخر میں جیم ہے۔ موٹے دو کوہانوں والے اونٹ کو کہتے ہیں۔ یہ ہندوستان سے لایا جاتا ہے۔ اس کو دہانج بھی کہتے ہیں جیسے کہ باب الدال میں پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک اونٹ کنویں میں گر پڑا۔

## فالية الافاعى

گبریله کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ باب الواو میں آئے گا۔ بعض نے کہا یہ گبریله کی ایک قسم ہے جس پر سیاہ سفید نقطے ہوتے ہیں گوہ کے بل میں میں بچھو کو اکٹھا کرتا ہے۔  
ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں تمہارے پاس فالية الافاعى آئے ہیں ”اس کی جمع فوالی آتی ہے۔“ کیونکہ جب یہ نکلتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ گوہ بھی لامحالہ نکلے گی۔ جب یہ بل میں نظر آئے تو سمجھ لو کہ اس کے پیچھے بچھو اور سانپ اور افاعی ہیں۔ یہ مثال اس پہلی شکر کے لئے بولی جاتی ہے جس کے بعد اس سے زیادہ شکر کا اندیشہ ہو۔

## فتاح

صیاح کے وزن پر ہے۔ ایک پرندہ ہے۔ جس کو عجلان کہتے ہیں۔ عین مہملہ کے آخر میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## الفتح

سرخ رنگ کا کیڑا ہے جو لکڑیاں کھاتا ہے۔ شاعر نے کہا

غداة غادر تهم قتلى كانهم  
خشب تقصف فى اجوافها الفتح

”میں نے ان کو اس مار مار کر گرایا جس طرح لکڑی کے اندر سے فتح کیڑے تیزی سے گرتے ہیں۔“

اس کی واحد فتحہ آتی ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الفحل

کھروالے جانوروں میں سے مذکر جانوروں کو کہتے ہیں اور اس کے علاوہ ذی روح حیوانات کو بھی فحل کہتے ہیں۔ اس کی جمع الفحل، فحول، فحولہ، فحال و فحالة آتی ہے۔

بخاری نے کتاب الجہاد میں راشد بن سعد سے کہا کہ سلف صالحین گھوڑوں میں فحل کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ زیادہ جری

جسارت والا اور تیز ہوتا ہے۔

اونٹوں نے سجدہ کیا: حافظ ابو نعیم نے غیلان بن سلمہ ثقفی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلے۔ تو ہم نے آپ کی ایک عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے رسول اللہ میرا ایک باغ ہے جس پر میری

اور میرے اہل و عیال کی گزران ہے۔ اس میں میرے دو پانی کھینچنے والے نخل ہیں۔ اب دونوں اپنے پاس آنے اور باغ میں آنے سے روکتے ہیں۔ اور کوئی ان کے قریب نہیں جاسکتا۔ تو نبی ﷺ اٹھ کر باغ کی طرف آئے اور مالک سے کہا دروازہ کھولو۔ وہ کہنے لگا ان کا معاملہ بڑا خطرناک ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کھولو جب دروازے نے حرکت کی تو وہ دروازے کی طرف آئے وہ دونوں آواز نکال رہے تھے اور چیخ رہے تھے۔ جب دروازہ کھلا اور دونوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو فوراً بیٹھ گئے پھر آپ کو سجدہ کیا۔ تو نبی ﷺ نے ان کے سروں سے پکڑا اور ان کو ان کے مالک کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا اس کو استعمال کرو اور ان کو چارہ عمدہ دو۔ تو لوگوں نے کہا آپ ﷺ کو چوپائے سجدہ کرتے ہیں تو آپ ہم کو اجازت دیں کہ ہم بھی آپ کو سجدہ کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ صرف اللہ الحی القيوم کے لئے جائز ہے کہ جس کو موت نہیں آئے گی اور اگر میں نے کسی آدمی کو کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس کو طبرانی نے ابن عباس سے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حافظ دمیاطی نے کتاب ”النخیل“ میں عروہ بارتی سے روایت کیا ہے کہ میرے کچھ گھوڑے تھے اور ان میں ایک نخل تھا اس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ اس کی آنکھ ایک دہقان نے پھوڑ دی۔ میں عمر کے پاس آیا اور آپ کو بتایا۔ تو انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ دہقان سے کہو یا تو اس کو بیس ہزار درہم دے دو اور نخل لے لو یا اس کی قیمت کا چوتھا حصہ (یعنی ۵ ہزار درہم) اس کو دے دے۔ تو دہقان کہنے لگا میں نخل لے کر کیا کروں گا پھر اس نے قیمت کا چوتھا حصہ (۵ ہزار درہم) جرمانہ ادا کیا۔ اور صحیحین وغیرہ میں ہے کہ تم میں کوئی اپنے بھائی کے ہاتھ کو اس طرح چباتا ہے جس طرح نخل چباتا ہے۔ اور سنن میں ہے کہ تم میں کوئی اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح نخل کو مارا جاتا ہے۔

اور امام شافعی نے مسند میں مسلم کی شرط پر اپنی سند سے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نخل کا دودھ حرام نہیں کرتا۔ مطلب یہ ہے کہ رضاعت کی حرمت دودھ پینے والے اور دودھ پلانے والی کے خاوند کے درمیان نہیں ہوتی ”جس طرف سے دودھ ہے۔“ بلکہ رضاعت کی حرمت صرف دودھ پلانے والی کے اقارب میں رہتی ہے نہ کہ خاوند کی طرف چلی جاتی ہے۔ اور یہی ابن عمر اور عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے۔

یہی بات داؤد الاصبم نے کہی ہے اور عبد الرحمن بن بنت شافعی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ دودھ پلانے والی تو اس بچے یا بچی کی رضاعی ماں ہوگی لیکن عورت کا خاوند ان کا باپ نہ ہوگا۔) جبکہ فقہائے سب سے اور آئمہ اربعہ وغیرہ علماء امت اس طرف گئے ہیں کہ رضاعت کی حرمت دودھ پینے والے یا والی پلانے والی اور جس کی طرف سے دودھ ہوتا ہے یعنی خاوند سب پر ثابت ہوتی ہے۔

دودھ پلانے والی اس کی ماں ہوتی ہے اور دودھ پلانے والی کا خاوند اس کا باپ بن جاتا ہے۔ گویا کہ وہ اسی کے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ دونوں اس کے حقیقی ماں باپ کی طرح ہو جاتے ہیں کیونکہ حدیث میں ہے جو کہ متفق علیہ صحیح ہے وہ حدیث فلح بن ابی القعیس کے قصے میں آئی ہے اور حضرت عائشہ کی وہ حدیث بھی متفق علیہ ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ وہی رشتے رضاعت کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں۔

حرمت رضاعت دو شرطوں سے ثابت ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ بچے کے دو سال پورے ہونے سے پہلے ہو۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک آنتیں بھر کر نہ پیا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے ”رضاعت ثابت نہیں ہوتی جب تک اس سے ہڈیاں نہ مضبوط ہوں اور گوشت پیدا نہ ہو۔“ اور یہ بات صرف بچپن میں ہوتی ہے۔

ابوحنیفہ کے نزدیک رضاعت کی مدت تیس مہینے ہے۔ اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔

دوسری شرط یہ ہے پانچ مختلف اوقات میں پیٹ بھر کر دودھ پیئے۔ یہ بات عائشہؓ عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے اور مالکؒ شافعیؒ نے بھی یہی کہا ہے اور اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ تھوڑا دودھ پیو یا زیادہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اور یہ قول ابن عباسؓ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور سعید بن مسیب سے بھی یہی مروی ہے۔ ثوری اور ایک روایت کے مطابق مالک بھی اور عبد اللہ بن مبارک اور ابوحنیفہ نے اسی بات کو اختیار کیا ہے۔

کسی آدمی کی پانچ بیٹیاں ہوں یا بیویاں ہوں یا اولاد کی مائیں ہوں تو کسی بچے کو ان سب نے ایک ایک مرتبہ دودھ پلایا ہو تو اس میں تین وجہیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حرمت واقع نہیں ہوگی۔ دوسری یہ ہے کہ وہ عورتیں تو اس کی مائیں نہیں بنیں گی مگر وہ مرد اسی بچے کا باپ بن جائے گا۔ اور تیسری یہ ہے کہ وہ اس آدمی اور دودھ پلانے والیوں سب کا بیٹا بن جائے گا۔

اور اگر دودھ بچے کے پیٹ میں نیچے سے دبر کے ذریعے اوپر چڑھایا جائے تو اس میں دو قول ہیں۔ اگر دودھ کسی مائع کے ساتھ مل گیا اور پیٹ کے اندر پہنچ گیا تو حرمت ثابت ہو جائے گی اگرچہ دودھ کی خاصیت غالب نہ رہے صحیح قول یہی ہے۔ اس مسئلہ کے فروع کتب فقہ میں بڑے بسط کے ساتھ بیان ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے ”دودھ“ نے وہ حدیث یاد دلادی ہے جس کو امام احمد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت پر صرف دودھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ شیطان دودھ کی جھاگ اور تھن کے درمیان ہے اور عقبہ بن عامرؓ کی حدیث بھی بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت سے دودھ والے ہلاک ہو جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو دودھ کو پسند کرتے ہیں جماعت سے نکل جاتے ہیں اور جمعے چھوڑ دیتے ہیں۔

حربی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو شہروں سے اور نماز باجماعت سے دور چلے جاتے ہیں اور صحراؤں اور بیابانوں اور چراگاہوں میں دودھ کی جگہیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔

دوسروں علماء نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور شہوات کے پیچھے پڑ گئے۔

اور صحیح بخاری میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عسب الفحل سے منع کیا ہے۔ اور صحیح معنی یہ ہے یہ ضراب الفحل ہے یعنی اونٹ نسل کشی کے لئے دینا اور کرایہ لینا۔

جیسا کہ شاعر نے کہا کہ

وَلَوْلَا عَسْبُهُ لَرَدَدْتُمُوهُ  
وَشَرَّ مَنِحَةِ فَحْلٍ بِعَمَارِ



”اگر سائڈ کی منی نہ ہوتی تو تم اس کو واپس کر دیتے اور سب سے بری کمائی وہ ہے جو سائڈھے کو عاریتہ دے کر حاصل کی جائے۔“

بعض نے کہا اس سے مراد اس کے پانی کی قیمت ہے۔ شافعی، احمد اور ابو داؤد کے بعض نسخوں میں ہے کہ نبی ﷺ نے سائڈ کی منی کی قیمت سے منع فرمایا۔

بعض نے کہا غسل اس کے جفتی ہونے کی اجرت کو کہتے ہیں۔ اس لئے اس کے پانی کی قیمت اور مزدوری بھی حرام ہے۔ ضرب الامثال: عسکری نے کہا کہ عمدہ مثالوں میں ایک یہ ہے کہ ذالک الفحل لا یقدع انفہ۔ یہ ایسا نخل ہے کہ اس کے ناک کو باز نہیں رکھا جاسکتا۔ ورقہ بن نوفل نے بھی نبی ﷺ کے متعلق یہ مثال اس وقت بیان کی تھی جس وقت آپ نے خدیجہ بنت خویلد کو مانگا۔ بعض نے کہا کہ یہ مثال ابوسفیان نے اس وقت بیان کی تھی جب نبی ﷺ نے ام حبیبہ کا رشتہ ان سے مانگا تھا۔ اور اہل حدیث اس کو الفحل لا یقرع انفہ سمجھتے ہیں۔ انتہی۔ شاخ نے کہا۔

اذا ما استافهن ضربن منه مکان الرمح من انف القدوع

”جب وہ گدھا ان گدھیوں کو پیچھے سے سونگھتا ہے تو وہ لات مارنے کی جگہ یعنی ٹیڑھے ناک پر مارتی ہیں۔“

قدوع کا لفظ مقدوع کے معنی میں ہے اور لفظ اضداد میں سے ہے۔ کہا جاتا ہے طریق رکوب ایسا راستہ جس پر سوار ہوا جائے۔ اور رجل رکوب للدواب یعنی مرد جانوروں پر سوار ہونے والا۔ اسی طرح کہتے ہیں ناقة رغوث یعنی دودھ دینے والی اور حوار رغوث دودھ پینے والا بچہ کہا جاتا ہے۔ شاة حلوب یعنی دودھ دینے والی بکری اور رجل حلوب دودھ دوہنے والا آدمی۔ اور قدوح سے مراد یہاں اونٹ ہے جس کا ناک موڑا گیا ہو وہ اچھی اونٹنی سے جفتی کرنا چاہتا ہو لیکن خود اچھا نہ ہو تو اس کے ناک پر لات ماری جائے یہاں تک کہ اس سے ہٹ جائے۔ تو کہا جاتا ہے۔ قدع انفہ یعنی اس کو اس کام سے ہٹا دیا گیا۔

شرف الدین دمیاطی نے عباسؓ کی بیوی ام الفضل کے متعلق عبداللہ بن یزید ہلالی کے شعر کہے ہیں۔

ما انجبت نسجیة من فحل بجبل نعلمہ او سهل

”کسی نخل سے پہاڑی یا میدانی علاقے میں کوئی شریف النسل بچہ ایسا پیدا نہیں ہوا جس کو ہم جانتے ہوں۔“

کستہ من بطن ام الفضل زوجة عم المصطفیٰ ذی الفضل

”جس طرح کا صاحب الفضل مصطفیٰ ﷺ کی چچا کی بیوی ام الفضل کے پیٹ سے بنا ہے۔“

خاتم الانبیاء وخیر الرسل اکرم بہا من کھلة و کھل

”وہ خاتم الانبیاء اور خیر الرسل وہ بوڑھا اور بوڑھی کتنے ہی اچھے ہیں۔“

عرب کہتے ہیں الفحل یحمی شولہ معقولا کہ نخل اپنی مادہ کی حفاظت کرتا ہے چاہے بندھا ہوا ہو۔

باب الثمین معجمہ میں اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ

شول ان اونٹنیوں کو کہتے ہیں جن کا دودھ خشک ہو چکا ہو اور تھن سکڑ گئے ہوں اور بچہ چنے ہوئے سات آٹھ ماہ ہو چکے ہوں

اس کی واحد شاکہ ہے اور شمول جمع غیر قیاسی ہے اور معقولا حال کی وجہ سے منصوب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ آزاد آدمی اپنے حریم اور اہل کے لئے بڑے بڑے معاملات کو نبٹا لیتا ہے۔ اگرچہ اس میں علت کیوں نہ ہو۔ اور یہ مثال ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے کے لئے اس وقت بیان کی گئی (جب ان کی آنکھ پھوڑی گئی تھی) اور یہی ہیں جنہوں نے فارس کے شہروں میں سے جلولا فتح کیا تھا۔

اور اس کو شکست دے دی تھی۔ جلولا کو فتح الفتوح کہتے ہیں اس کی غنیمتیں ایک کروڑ اسی لاکھ تھیں۔ یہ صفین میں بھی علیؑ کے ساتھ شامل تھے۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور یہ پیدل فوج کے کمانڈر تھے۔ یہ اسی دن قتل ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے۔

اعور یبغی اہلہ محلا

لا بد ان یفل او یفلا

”کانا اپنے لئے جگہ تلاش کر رہا ہے اور وہ زندگی سے تنگ آ گیا ہے اب ضروری ہے کہ یا مر جائے یا مار دے۔“

ان کی ٹانگ کٹ گئی تو مد مقابل سے بیٹھ کر جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ الفحل یحمی شولہ معقولا۔ اور اس کے بارے میں ابو طفیل عامر بن وائلہ کہتے ہیں۔

یا ہاشم الخیر جزیت الجنہ

قاتلت فی اللہ عدو السنہ

”اے ہاشم الخیر تجھے جنت کا بدلہ ملے تو نے اللہ کی راہ میں اس کی سنت کے دشمنوں سے جنگ کی۔“

فحل کے احکام یہ ہیں کہ اگر کوئی فحل چھین کر اپنی بکری کو جفتی کرائے تو بچہ غاصب کا ہوگا اور اس پر جفتی کرانے کا جرمانہ ہوگا مگر اس طرح فحل میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تو اس نقص کی دیت دے گا۔ اگر کسی نے بکری چھین لی اور فحل چڑھا دیا تو بچہ بکری والے کا ہوگا۔

دودھ کی خاصیتیں: یونس کہتے ہیں کہ تمام دودھ معتدل ہوتے ہیں۔ امام رازی نے کہا بیٹھا دودھ گرم ہوتا ہے۔ اور عمدہ

دودھ نوجوان بھیڑ کا ہوتا ہے اور یہ سینے اور پھیپھڑوں میں مفید ہے۔ بخار والوں کو دودھ مضر ہے۔ یہ عمدہ غذائیت پیدا کرتا ہے۔

معتدل مزاج والوں اور بچوں کے موافق ہے عمدہ ترین دودھ وہ ہے جو موسم بہار میں پیا جائے۔ کھٹا دودھ ٹھنڈا تر ہوتا ہے۔ زیادہ

بالائی والا عمدہ ہوتا ہے پیاس بجھانے کے لئے مفید ہے۔

دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مضر ہے۔ اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے شہد کے پانی کے ساتھ کلی کرنی چاہیے۔ وہی اچھی

خلط پیدا کرتا ہے۔ اس کا استعمال گرمیوں میں مفید ہے۔ یہ معتدل مزاج والوں اور بچوں کے لئے طبعاً اچھا ہے۔ پیدائش کے چالیس

دن بعد دودھ پینا شروع کیا جائے۔ یہ اپنی صفت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اگر اس کو چاول اور گندم کے ساتھ پکایا جائے تو یہ گرم

مزاج والوں کے موافق ہوگا۔ اور وہ دودھ جس سے مکھن اور پانی نکال لیا گیا ہے اس کو دودھ کہتے ہیں یہ گرم مزاج والوں کے لئے

مفید ہے۔ اگر دودھ میں گرم گرم کنکریاں ڈالی جائیں یہاں تک کہ اس کا پانی خشک ہو جائے تو یہ جگر کی بیماری میں مفید ہے اور وہ

دودھ جب کے گاڑھا بنا کر بھاپ کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہو اگر اس کو میٹھی سنگین کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے تو خارش میں

مفید ہے۔ گدھی کا دودھ سل اور دق میں مفید ہے اونٹنیوں کا دودھ ان کے پیشاب میں ملا کر استعمال کیا جائے تو استقاء میں مفید

ہوتا ہے۔ جو دودھ جم جائے وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ طبیعت میں اساک پیدا کرتا ہے اور غلیظ خلطین سدے پیدا کرتا ہے۔ اور گردے میں پتھری پیدا کرتا ہے۔

تعبیر الرویا: دودھ کو خواب میں دیکھنا فطرت اسلام ہے اور ایسا حلال مال ہے۔ جو بغیر تھکاوٹ کے حاصل ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ کھٹا دودھ خواب میں مال حرام ہے کیونکہ اس میں چکناہٹ نہیں ہوتی۔ بکریوں کا دودھ شریف مال ہے اور گائے کا دودھ غنا ہے اور گھوڑی کا دودھ اچھی ثنا ہے، لومڑی کا دودھ بیماری سے شفا ہے۔ نچر کا دودھ تنگی اور ہول ہے مادہ چیتے کا دودھ ظاہر ہونے والا دشمن شیرنی کا دودھ بادشاہ کا مال ہے وحشی گدھی کا دودھ دین میں شک ہے جو خنزیر کا دودھ پیئے اس کی عقل اور مال میں مصیبت آئے گی بعض نے کہا کہ اس کو بہت مال ملے گا لیکن اس کی خرابی کا ڈر ہے۔ ابن آدم کا دودھ جبکہ وہ پستانوں میں زیادہ ہو مال میں زیادتی ہے۔ دودھ پلانا ٹھیک نہیں ہوتا کیونکہ یہ مکروہ بیماری پر دلالت کرتا ہے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں دودھ پینے اور پلانے والے دونوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگر مریض دودھ پے تو وہ بیماری سے شفا یاب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سے اس کی نشوونما ہوتی تھی اور قوت بنتی تھی۔ جس نے دودھ کو انڈیل کر بکھیر دیا تو اس کا دین ضائع ہو جائے گا جس نے زمین سے دودھ کو نکلتے دیکھا تو اس سے مراد فتنہ ہے کہ جس میں اس دودھ کی مقدار بھر خون بہایا جائے گا۔ کتوں بھڑیوں بلیوں کا دودھ خوف اور بیماری ہے۔ بعض لوگوں نے کہا بھڑیے کا دودھ بادشاہ کا مال ہے اور قوم پر رسالت حاصل کرنے کی دلیل ہے۔ کیرے مکوڑوں کا دودھ پینے کا مطلب دشمن سے مصالحت ہے۔

## القدس

مکڑی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع فدوۃ کے وزن پر قدسۃ آتی ہے۔

## الفرء

جنگلی گدھے کو کہتے ہیں اس کی جمع فرء ہے جیسے جبل سے جبال ہے ضرب المثل ہے کہ کل الصيد فی جوف الفرء یعنی تمام شکار جنگلی گدھے کے پیٹ میں ہے۔ یہ مثال نبی ﷺ نے ابوسفیان بن حارث کے لئے بولی بھی اور بعض نے کہا کہ یہ مثال آپ نے ابوسفیان بن حرب کے لئے بولی تھی۔ ابو عمرو بن عبدالبر نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ سہلی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ آپ نے یہ مثال ابن ابی حرب کی تالیف قلب کے لئے بولی تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو اس کو تھوڑی دیر روکا گیا پھر اجازت دی گئی جب اندر داخل ہوا تو کہنے لگا کہ آپ جاہل متین کے پتھروں کو اجازت نہیں دیتے۔ یہ واوی کے دو جانب ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا ابوسفیان تو ایسے ہے کہ جیسے کسی نے کہا ہو کل الصيد فی جوف الفرء۔ یہ بات نبی ﷺ نے اس کو اسلام سے مالوف کرنے کے لئے فرمائی۔ اگر میں تجھ کو روک دوں تو سب لوگ روک دیئے جائیں گے۔ یہ بات آپ نے فتح مکہ کے دن اپنی گفتگو میں فرمائی تھی۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ مثال آپ نے ابوسفیان بن حارث کے لئے بولی تھی وہ نبی ﷺ کا رضاعی بھائی تھا آپ دونوں کو حلیمہ نے دودھ پلایا تھا۔ نبوت سے قبل وہ سب لوگوں سے زیادہ آپ کے ساتھ الفت رکھتا تھا اور آپ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔

جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو وہ سب سے زیادہ دور ہو گیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کی ہجو کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا پھر وہ سب سے زیادہ صحیح ایمان والا بن گیا اس مثال کی اصل یہ ہے کہ ایک جماعت شکار کے لئے نکلی۔ ان میں ایک نے ہرنی کا شکار کیا دوسرے نے خرگوش اور تیسرے نے وحشی گدھا شکار کیا تو خرگوش اور ہرنی والا اپنے شکار پر خوش ہوئے اور تیسرے آدمی پر طعنہ زنی دراز زبانی کی تو اس نے کہا کل الصيد فی جوف الفراء یعنی جو مجھے رزق دیا گیا اور حاصل ہوا ہے وہ اصل چیز پر مشتمل ہے جو تم دونوں کے پاس ہے کیونکہ جن جانوروں کا لوگ شکار کرتے ہیں ان میں سے کوئی بھی وحشی گدھے سے بڑا نہیں ہوتا پھر یہ مثال مشہور ہو گئی اور ہر اس چیز کے بارے استعمال ہونے لگی جو دوسرے کے لئے مشکل ہو مگر اپنے لئے جامع ہو۔

يقولون كافات الشتاء كثيرة وما هي الا واحد غير ممتري

”لوگ کہتے ہیں سردیوں کو روکنے والی چیزیں بہت سی ہیں لیکن بلا شک صحیح ایک ہی چیز ہے۔“

اذا صح كفاف الكيس فالكل حاصل لديدك وكل الصيد في جوف الفراء

”جب تھیلی کے کنارے درست سلے ہوں تو سب کچھ تم کو حاصل ہوگا۔ اور تمام شکار جنگلی گدھے کے پیٹ میں ہے۔“

## فراش

کیڑے مکوڑے۔ یہ مچھر کی طرح حیوان ہیں۔ جن کا واحد فراشہ ہے۔ یہ اڑ کر چراغ پر جا گرتے ہیں کیونکہ ان کی نظر کمزور ہوتی ہے اس لئے یہ دن کی سی روشنی تلاش کرتے ہیں۔ جب چراغ کی بتی ان کو نظر آتی ہے تو یہ سمجھتے ہیں یہ اندھیرے گھر میں روشن دان ہے۔ تو یہ اس روشنی کی تلاش میں اس روشن جگہ کی طرف جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو آگ میں پھینک دیتے ہیں۔ جب وہ اس سے گزر جاتے ہیں تو آگے بھی اندھیرا دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک روشن دان تک صحیح طریقے سے نہیں پہنچ سکے وہ بار بار اس کی طرف لوٹتے ہیں یہاں تک کہ جل جاتے ہیں۔ امام غزالی ”نے فرمایا شاید آپ کا خیال ہو کہ یہ ان کی سمجھ اور عقل کی کمزوری ہے لیکن یاد رکھو انسان کی جہالت ان کی جہالت سے بڑی ہے۔ بلکہ انسان شہوات میں اوندھا گرنے میں ان سے زیادہ جاہل ہے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ اپنے نفس کو ایسی جگہ ڈبو دیتا ہے جس میں اس کی دائمی ہلاکت ہے۔ کاش کہ آدمی کی جہالت پتنگوں کی سی جہالت ہوتی کو وہ ظاہری روشنی سے دھوکہ کھا کر جل جاتے ہیں۔ لیکن ان کو فوراً چھٹکارا مل جاتا ہے۔ لیکن آدمی آگ میں ہمیشہ یا بہت دیر تک رہے گا اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم آگ میں گر رہے ہو جس طرح پتنگے گر رہے ہوں اور میں تم کو پیچھے سے پکڑتا ہوں۔“

مصلح بن یسوت نے اپنے اشعار میں کیا عمدہ کہا ہے:

وجل عن واصف في الحسن يحكيه

جلت محاسنه عن كل تشبيه

”اس کے محاسن ہر تشبیہ سے بلند ہیں اور حسن کی حکایت بیان کرنے سے بھی وہ بڑا ہے۔“

سبحان خالقه سبحان باريه

انظر الى حسنه واستغن عن صفتي

”اس کے حسن کو دیکھو اور میرے بیان کرنے سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ سبحان اللہ اس کا رب کتنا پاک ہے۔“

النجس الغض والورد الجنی له والاقحوان النضیر الغض فیہ  
”گھنی زگس اور عمدہ گلاب اور تروتازہ اقحوان اس کے منہ میں ہیں۔“

دعا بالحاظہ قلبی الی عطی فجاءہ مسرعاً طوعاً یلبیہ  
”اس نے اپنی نگاہ سے میرے دل کو میری ہلاکت کی طرف بلایا۔ تو وہ اس کی طرف خوشی سے لپیک کہتا ہوا چلا گیا۔“

مثل الفراشة تاتی اذ تری لہبا الی السراج فتلقى نفسہا فیہ  
”جیسے کہ پتنگا شعلے کو دیکھ کر چراغ کی طرف آ کر اس میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔“

عون الدین عجمی کہتے ہیں۔

لہیب الخد حین بدالطرفی ہوی قلبی علیہ کالفراش  
”رخسار کے شعلے جب مجھے دکھائی دیئے تو میرا دل ان پر پتنگے کی طرح گر پڑا۔“

فاحرقہ فصار علیہ خالاً وہا اثر الفراش علی الحواشی  
”اس نے میرے دل کو جلا دیا تو وہ اس کے رخسار پر تل بن گیا۔ اور یہ کناروں پر پتنگوں کے نشانات ہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَيَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝﴾ یعنی لوگوں کو اس دن کثرت انتشار، ضعف و ذلت میں دھوئیں سے تشبیہ دی اور داعی کی طرف ہر طرف سے اڑ کر جانا اس طرح ہوگا جس طرح پتنگے ہوتے ہیں۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک آگ جلائی تو پتنگے اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنا شروع ہو گئے اور وہ ان کو اس سے دور کرتا ہے۔ اس طرح میں بھی تم کو پیچھے سے پکڑ کر آگ سے بچا رہا ہوں اور تم اس میں پھسل کر گر رہے ہو۔ اور مسلم میں ایک روایت ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ چھٹے آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے وہاں ہر چیز رک جاتی ہے جو زمین سے اوپر جائے۔ پس وہاں اس کو روک لیا جاتا ہے۔ اور جو اوپر سے آئے اسے بھی یہاں روک لیا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۝ راوی کہتا ہے اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں نو اس بن سمعان سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم جھوٹ میں اس طرح پڑتے ہیں جیسے پتنگے آگ میں گرتے ہیں۔ یاد رکھو ہر جھوٹ لکھ لیا جاتا ہے۔ مگر وہ جھوٹ جو جنگ میں ہو یا آپس میں اصلاح کے لئے ہو یا کسی آدمی کا اپنی عورت کو خوش کرنے کے لئے ہو۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اطیش من فراشة و واضعف و اذل و اجہل و اخف و اخطأ من فراشة. یعنی وہ پتنگے سے زیادہ طیش والا، کمزور، ذلیل، جاہل، ہلکا اور خطا کرنے والا ہے۔

کیونکہ وہ اپنے آپ کو آگ میں پھینک دیتا ہے۔ جس طرح عرب کہتے ہیں اخطأ و اجہل من ذباب یعنی وہ مکھی سے

بھی زیادہ خطا کار اور جاہل ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو گرم کھانے اور ہلاک کرنے والی چیز میں پھینک دیتی ہے۔  
شاعر کہتا ہے۔

سفاهة سنور وحلم فراشة وانك من كلب المهارش اجهل

”بلی کی بیوقوفی اور پتنگے کا حوصلہ مشہور ہے اور تو بھڑکے ہوئے کتے سے زیادہ جاہل ہے۔“

تعبیر الروایا: خواب میں پتنگوں کو دیکھنا کمزور ذلیل اور بہت کلام والے شخص کو دیکھنا ہے۔

ارطامیدورس نے کہا ہے کہ کسانوں کا خواب میں پتنگوں کو دیکھنا بیکاری پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

## الفرافصة

ضمہ کے ساتھ۔ شیر کا نام ہے۔ اور فتح کے ساتھ ایک آدمی کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے عرب کے سارے فرافصہ ضمہ کے ساتھ ہیں سوائے حضرت عثمان کے سر ابونا کلمہ کے فرافصہ کے وہ فتح کے ساتھ ہے۔ اور یہی بات امام مالک نے موطا میں ابواب الصلوٰۃ میں یحییٰ بن سعید عن سعید عن القاسم بیان کیا ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے کہا کہ میں نے سورۃ یوسف حضرت عثمان کی زبان سے سیکھی۔ وہ اس کو صبح کی نماز میں بار بار پڑھا کرتے تھے۔

## الفرخ

پندے کے بچے کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ ہر چھوٹے حیوان یا انگوری پر بولا جاتا ہے۔ اس کی مونث فرختہ ہے۔ اس کی جمع قلت افرخ اور افرانخ ہے۔ اور جمع کثرت فراخ ہے۔  
ابوداؤد نے صحیح سند سے شیخین کی شرط پر عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے آل جعفر کو تین دن تک مہلت دی پھر تین دن بعد آئے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد تم نے رونا نہیں ہے۔  
میرے بھائی کے بیٹوں کو بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا تو وہ ایسے تھے جیسے چڑیا کے بچے ہوں۔ پھر فرمایا نائی کو بلاؤ پھر حکم دیا کہ اس کے سر موٹھ دو تو آپ نے ہمارے سر منڈھا دیئے۔

بزار نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کسی جنگ میں تھے تو اس دوران جب وہ چل رہے تھے کہ لوگوں نے چڑیا کا ایک بچہ پکڑ لیا تو اس کے ماں باپ میں کوئی آیا اور ان لوگوں کے ہاتھوں پر گرنے لگا جنہوں نے اس کا بچہ پکڑا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پرندے سے تعجب نہیں کرتے کہ تمہارے ہاتھوں پر آگرا ہے۔ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ اس پرندے سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

اللہ کی محبت: اور سنن ابوداؤد میں کتاب الجنائز کے شروع میں عام الرام جو خضر کا بھائی ہے۔ سے روایت ہے یہ نام مفرد ہے اور خضر میں خاء پر پیش اور ضاء ساکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی آیا اس پر کبیل تھا اس نے ہاتھ میں کوئی چیز لپیٹی ہوئی تھی۔ اس نے کہا اے رسول اللہ میں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو میں ایک جھاؤں کے اوپر سے گزرا تو میں نے وہاں پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنیں تو ان کو پکڑ کر اپنے کبیل میں رکھ لیا تو ان کی ماں میرے سر پر آ کر

گھومنے لگی۔ میں نے ان پر سے کپڑا اٹھایا تو وہ ان پر گر پڑی میں نے ان سب کو لپیٹ لیا یہ سب میرے پاس ہیں آپ نے فرمایا ان کو نیچے رکھو میں نے ان کو نیچے رکھا لیکن ان کی ماں پھر بھی ان سے الگ نہ ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم بچوں کی ماں کی اپنے بچوں سے رحمت پر تعجب نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم دل ہے جتنا یہ ماں اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے۔ جاؤ ان کو لے جا کرو ہیں رکھ دو جہاں سے اٹھایا تھا۔ تو وہ ان کو اور ان کی ماں کو وہاں لے گیا۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سورتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے مرد اپنی اولاد پر رحم کرتا ہے اور پرندہ بھی اپنے بچوں پر اسی سے رحم کرتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اس دن اللہ تعالیٰ یہ سواں حصہ بھی واپس لے کر اپنے پاس رکھ لے گا اور مخلوق پر ان سے رحم کرے گا۔

ابو ایوب بختانی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر رحم تقسیم کیا اور اس میں سے میرے حصے میں جو آئی اس سے مجھے اسلام نصیب فرمایا اور میرے خیال میں جو بقایا نانوے ہیں وہ میرے حصے کی رحمت سے زیادہ ہیں۔

نیز مسلم نے اور نسائی اور ترمذی نے ثابت عن انس روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی جو بالکل ہلکا ہو چکا تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے وہ اتنی تکلیف میں مبتلا ہوا کہ چڑیا کے بچے کی طرح ہو گیا تو اس کو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا یا سوال کرتا ہے اس نے کہا جی ہاں میں کہتا ہوں کہ یا اللہ جو تو نے مجھے قیامت کو آخرت میں سزا دینی ہے وہ ابھی ہی دنیا میں دے دو تو نبی ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکتا تو نے اس طرح دعا کیوں نہیں کی اَللّٰهُمَّ اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ . یعنی اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ تو اس شخص نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔ اس حدیث میں جو یہ ہے کہ وہ بچے کی طرح ہو گیا اس کا مطلب ہے کہ وہ کمزور ہو گیا اور اس کا جسم لاغر ہو گیا اور اس کا کلام نرم اور آہستہ ہو گیا اور بچے سے تشبیہ دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے بال جھڑ گئے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کمزوری میں اس سے تشبیہ ہو۔

لیکن پہلی بات تشبیہ میں زیادہ موقع محل کے مطابق ہے ظاہر ہے کہ اس بیماری کے ساتھ بال بھی جھڑ جاتے ہیں اور طاقت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں سزا کے جلدی مانگنے سے منع کیا گیا ہے اور اس سے دعا اِنَّا اِلْحٰی کی بھی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے سبحان اللہ کو بطور تعجب کہنا درست ہے۔ آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ تو اس اللہ کے عذاب کی طاقت نہیں رکھتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی دنیا میں آخرت کے عذاب کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ دنیا کی نشوونما کمزور ہے سخت اور دردناک عذاب نہیں برداشت کر سکتا۔ بلکہ جب وہ شدید اور سخت ہو تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے اور آخرت کی نشوونما بقاء کے لئے ہے چاہے نعمتوں میں ہو یا عذاب میں کیونکہ وہاں موت بالکل نہیں ہوگی۔ جس طرح کفار کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: كَلَّمَا نَصَبَتْ جُلُودَهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ یعنی جب ان کے چمڑے جل جائیں گے تو ہم ان کے بجائے انہیں اور چمڑے بدل کر دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں اس کے عذاب سے عافیت مانگتے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے اس کو دعاؤں میں سے بہترین دعا کی طرف راہنمائی فرمائی جو دنیا و آخرت کی

تمام بھلائیوں اور خوبیوں کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ کیونکہ نکرہ سیاق طلب میں عمومیت کا تقاضا کرتا ہے گویا کہ اس کا یہ معنی ہوگا کہ اے اللہ مجھے ہر حال میں دنیا و آخرت میں نیکی عنایت فرما۔

اس آیت میں علماء کے اقوال بہت مختلف ہیں جو کلمات کی بناوٹ میں قلت نقل اور تطبیق کے نہ دینے کی وجہ سے ہیں۔ مگر دراصل سب کا مرجع ایک ہے۔

تو بعض کہتے ہیں دنیا میں حسنہ کا مطلب علم اور عبادت ہے اور آخرت میں جنت و مغفرت ہے۔ بعض نے کہا عافیت مراد ہے بعض نے اچھا مال اور اچھا انجام مراد لیا ہے۔ بعض نے نیک عورت اور حور عین کہا ہے۔ اور درست بات یہ کہ اس سے مراد عموم ہے اور اس کو تمام بھلائیوں پر محمول کیا جائے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک دنیا میں نیکی کی تفسیر عبادت اور عافیت ہے اور آخرت میں جنت اور مغفرت ہے۔ بعض نے کہا کہ ”حسنہ“ سے مراد دنیا اور آخرت کی نعمتیں ہیں۔

صدقہ کی فضیلت: تاریخ ابن نجار اور عوالی ابن عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ثنی بن انس بن مالک انصاری نے جو قاضی بصری اور عالم معتمد ہیں اور کبار شیوخ البخاری میں سے ہیں حسن بن ابی الحسن عن ابی ہریرہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک آدمی پرندوں کے گھونسلے کے پاس آتا تو جب ان کے بچے ہوتے وہ نکال کر لے جاتا تو اس پرندے نے اللہ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ الہام کیا کہ اگر اس نے آئندہ ایسا کام کیا تو اس کو میں ہلاک کر دوں گا۔ پھر جب اس پرندے نے بچے نکالے تو یہ آدمی حسب معمول پہلے کی طرح نکلا راستے میں اس آدمی سے سائل نے سوال کیا تو اس نے اس کو ایک روٹی دے دی جو اس نے خود اپنے لئے رکھی تھی پھر وہ گیا اور اس گھونسلے کے پاس پہنچا۔ سیڑھی کو نیچے رکھا اور گھونسلے کی طرف اوپر چڑھا اور دونوں بچوں کو پکڑ لیا اور ان کے ماں باپ دیکھ رہے تھے اور کہنے لگے اے اللہ تو وعدہ سے خلاف نہیں کرتا اور تو نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ دوبارہ آیا تو میں اسے ہلاک کروں گا اور اب یہ دوبارہ آ گیا اور ہمارے بچے اٹھائے اور تو نے اسے ہلاک نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو شخص جس دن صدقہ کرے اس دن میں اسے ہلاک نہیں کرتا اور اس نے آج صدقہ کیا ہے۔

عمران کی بیوی کا قصہ: پرندے کے بچے کو دیکھنا عمران کی بیوی حنہ کے لئے اولاد کی آرزو کرنے کا سبب بنا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ وہ بانجھ تھیں ان کی اولاد نہیں ہوتی تھی حتیٰ کہ وہ بوڑھی ہو گئیں ایک دفعہ وہ ایک درخت کے سائے میں تھیں کہ ایک پرندے کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو کھانا کھلا رہا ہے تو ان کے دل میں اولاد کی تمنا پیدا ہوئی تو یہ دعا کی رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَا فِی بَطْنِی مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط یعنی اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اسے میں تیرے راستے میں بیت المقدس کے خادموں اور دربانوں کے لئے وقف کرنے اور صدقہ کرنے کی نذر مانتی ہوں اس لئے اس کو قبول فرما کہ تو میری دعا کو سننے والا اور پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اس طرح کی نذر اور وقف و صدقہ ان کے مذہب میں درست تھا۔ تو وہ حضرت مریم کے ساتھ حاملہ ہو گئیں اور ان کا والد عمران دوران حمل فوت ہو گیا تو انہوں نے دعا کی۔ رَبِّ اِنِّی وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَاِنِّی سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّی اُعِیْذُهَا بِكَ وَذَرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا. رب میرے میں نے اس کو مونث جنا ہے اور اللہ تعالیٰ اچھا جانتا



تھا کہ اس نے کیا جتنا اور اے اللہ مذکر، مونث کی طرح نہیں ہو سکتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں تو اس کو اس کے رب نے اچھی طرح قبول کر لیا اور اس کو اچھا بڑھایا اور پروان چڑھایا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ وصف بیان کیا کہ انہوں نے اپنی شرمگاہ پاک رکھی۔ زمخشری اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ یہ احسان اور پاک کی کلی تھی یعنی حلال و حرام سے اس کو پاک رکھا۔ جس طرح اللہ نے فرمایا لَمْ يَمَسِّنِي بَشَرًا وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ (مریم: ۲۰) ”یعنی نہ مجھے کسی انسان نے چھوا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔“ سہیلی نے کہا اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ سے مراد قمیص کے سوراخ ہیں یعنی اس کے کپڑے پر کوئی داغ دھبہ نہیں تھا وہ بالکل پاک صاف تھا۔ قمیص کے سوراخ چار ہوتے ہیں (۱) (۲) دو آستین (۳) ایک اوپر اور ایک نیچے۔ تو آپ کی سوچ ان کے علاوہ اور کہیں بھی نہیں جاسکتی۔ یہ نہایت باریک اشارہ ہے کیونکہ قرآن کریم نہایت پاک و صاف معنی والا ہے اور لفظوں میں نہایت مختصر اور اشارے میں نہایت باریک اور تعبیر و ادائیگی میں بہترین اور اس سے احسن ہے کہ وہ معنی مراد ہو جہاں کسی جاہل کا وہم و خیال جاسکتا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے جبرئیل کا جو نفع اور پھونکنا تھا اس کو بھی اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا اور اس پاک دامن کو ہر قسم کے جھوٹے گمان اور خیال سے منزہ قرار دیا۔

فرع: چڑیا کے بچوں کے احکام میں سے ایک یہ بھی ہے اگر کوئی آدمی کسی پرندے کے انڈے غصب کر کے لائے اور مرغی سے ان کو سینے تو وہ بچہ اس انڈے کے مالک کا ہوگا۔ کیونکہ یہ بچہ بعینہ وہی مغصوب ہے۔ ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ وہ انڈے کا ضامن ہوگا اور بچہ واپس نہ کرے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ مخلوق انڈے کے علاوہ ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا: ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ۔

رحم اور بے رحمی کا انجام؟ قاضی نصر عمادی کی کتاب تحفہ مکیہ میں مروی ہے کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس نے ایک بچہ اس کی ماں کے سامنے ذبح کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ شل کر دیا یہاں تک وہ سوکھ گیا پھر ایک دفعہ وہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کسی پرندے کا بچہ گھونسلے سے نیچے جاگرا اور اپنے ماں باپ کی طرف دیکھنے لگا اور اس کے ماں باپ بھی اس کی طرف دیکھنے لگے تو اس آدمی نے اس بچے کو رحم دلی سے اپنے گھونسلے میں رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرمایا اور اس کو اس کا ہاتھ موڑ دیا اس عوض میں کہ جو اس نے یہ رحم دلی کا کام کیا۔

تعبیر الروایا: خواب میں بھونا ہوا چڑیا کا بچہ مال ہے اور ایسا رزق ہے جو آگ کے لمس کی تکلیف سے حاصل ہو۔ جس نے چڑیا کے بچے کا کچا گوشت کھایا تو وہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور شریف لوگوں کی غیبت کرے گا۔ جس نے درندہ پرندوں کے بچوں کا گوشت کھایا مثلاً شاہین شکر ایا عقاب کا تو وہ بادشاہوں کی اولاد کی غیبت کرے گا یا ان سے نکاح کرے گا۔ جس نے بھنا ہوا بچہ خریدا تو وہ ایک اجیر مزدوری پر لے گا۔ واللہ اعلم

## الفرس

یہ خیل کا واحد اور اس کی جمع افراس ہے۔ مذکر مونث اس میں برابر ہے اور اصل میں یہ مونث ہے۔ ابن جنی اور فراء نے

مونث فرستہ بیان کیا ہے۔ فرس کی تصغیر فریس ہے اگر مونث کی تصغیر خاص طور پر بناؤ تو فریسة کہیں گے۔ یہ لفظ افتراس سے مشتق ہے کیونکہ تیز چل کر زمین کو پھاڑتا یعنی طے کرتا ہے۔ گھوڑے کے سوار کو فارس کہتے ہیں اور یہ لابن اور تاسر کی طرح ہے جس کا معنی دودھ والا اور کھجوروں والا ہے۔ اسی طرح فارس کا معنی گھوڑے والا ہے۔ اس کی جمع فوارس ہے اور یہ شاذ اور غیر قیاسی ہے۔ ابوداؤد اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ گھوڑوں میں سے مونث کو فرس کہتے تھے۔ ابن السکیت نے کہا کھروں والے یعنی خچر گھوڑے اور گدھے پر سوار ہونے والے کو فارس کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا۔

وانی امر و للخیل عندی مزیة علی فارس البرذون او فارس البغل

”میں ایسا مرد ہوں کہ میرے نزدیک برذون اور گدھے کے سوار پر گھوڑے کو فضیلت ہے۔“

عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر نے کہا میں خچر والے کو فارس نہیں کہتا بلکہ میں اس کو بغال کہتا ہوں اسی طرح گدھے والے کو بھی فارس نہیں کہتا بلکہ میں حمار کہتا ہوں۔ الفرس کی کنیت ابو شجاع، ابو طالب، ابو مدرک، ابو مصنی، ابو المضممار اور ابو المنجی ہے۔ گھوڑا تمام حیوانات کی بہ نسبت انسان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے کیونکہ کرم اور شرافت نفس اور اور عالی ہمتی اس میں موجود ہوتی ہے عرب کہتے ہیں کہ یہ پہلے وحشی جانور تھا تو سب سے پہلے جس نے اس کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور اس پر سوار ہوئے وہ اسماعیل علیہ السلام تھے۔ بعض گھوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر سوار موجود ہے وہ پیشاب یا لید نہیں کرتے۔ بعض ایسے گھوڑے ہوتے ہیں جو اپنے مالک کو پہچانتے ہیں اور کسی دوسرے کو اپنے اوپر سوار نہیں ہونے دیتے۔ سلیمان علیہ السلام کا ایک گھوڑا تھا جس کے پر تھے۔ گھوڑوں کی دو قسمیں بھیجن اور عتیق ہیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ برذون کی ہڈی فرس سے بڑی ہوتی ہے لیکن فرس کی ہڈی اس سے زیادہ مضبوط اور بہت بھاری ہوتی ہے۔ اور برذون فرس سے زیادہ وزن اٹھاتا ہے مگر فرس اس کی بہ نسبت بہت زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔ عتیق ہرنی کے مرتبہ پر ہے اور برذون بکری کے مرتبہ کا ہے۔ عتیق گھوڑوں میں سے وہ ہے جس کے ماں باپ دونوں عربی ہوں۔ ہر عیب سے سالم اور ہر طعن سے پاک ہونے کی وجہ سے اس کو عتیق کہتے ہیں۔ عتیق ہر چیز سے اچھی عمدہ اور پسندیدہ ہوتی ہے۔ جیسے کھجوریں پانی باز چربی۔

کعبہ کو بیت العتیق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غلامی سے محفوظ رہا ہے اور کوئی سرکش اور جابر بادشاہ اس پر کنٹرول نہیں پاسکا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خوبصورتی کی وجہ سے عتیق کہا جاتا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے نبی ﷺ نے انہیں فرمایا تھا انت عتیق الرحمن من النار۔ یعنی تو جہنم سے اللہ کی طرف سے آزاد کر دیا گیا۔ اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر فائز رہے۔ کہتے ہیں کہ ان کی ماں کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا۔ جب یہ زندہ بچ گئے تو ان کا نام انہوں نے عتیق رکھ دیا۔ کیونکہ وہ موت سے آزاد کئے ہوئے تھے۔

فائدہ: زخشری نے سورہ انفال کی تفسیر میں کہا ہے کہ حدیث میں ہے کہ شیطان عتیق گھوڑے کے مالک کے پاس نہیں جاتا اور نہ ہی اس گھر میں جاتا ہے جہاں فرس عتیق ہو۔ حافظ شرف الدین دمیاطی نے کتاب الخیل میں ایک حدیث روایت کی ہے جس کو اس نے ابن مندہ کی کتاب الصحابہ کی طرف اور ابن سعد کی طبقات کی طرف اور ابن قانع کی معجم الصحابہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو کہ عبد اللہ بن عربیہ عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس گھر میں بگاڑ نہیں ڈال سکتا جس میں عتیق گھوڑا ہو۔ اسی طرح اس روایت کو حارث بن ابی اسامہ عن اسمعیل بن ابیہ عن جدہ روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس

آدمی کے گھر میں عتیق گھوڑا ہو اس کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ اس کو حرث بن ابی اسامہ عن ملیکی عن ابیہ عن جدہ نے روایت کیا ہے اور اس کو طبرانی نے اپنی معجم اور ابن عدی نے اپنی کامل میں سعید بن سنان کے ترجمہ میں روایت کیا اور پھر اس کو ضعیف قرار دیا اور قاضی ابوالقاسم علی بن محمد نخعی نے کتاب الخلیل میں روایت کیا ہے اور یہ کتاب بڑی عمدہ ہے اس کا ایک نسخہ فاضلیہ میں وقف ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت ﴿وَالْآخِرِينَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں سے جن مراد ہیں کہ وہ کسی ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں عتیق گھوڑا موجود ہو۔ مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ یہاں سے بنو قریظہ مراد ہیں۔ سدی نے کہا یہاں سے اہل فارس مراد ہیں۔ حسن نے کہا یہاں منافقین مراد ہیں۔ بعض نے کہا یہاں کافر جن مراد ہیں۔ کما تقدم

ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ ہمارے نزدیک فرس عتیق ماہر ماذق ہلکا پھلکا عمدہ چالاک ہوشیار ہوتا ہے۔ صاحب العین نے کہا فرس عتیق سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں۔

مستدرک میں معاویہ بن حدیج (بالجاء المہملہ المضمومہ والبدال المہملہ المفتوحہ و فی الآخر جیم) سے روایت ہے اور یہی وہ شخص تھا جس نے محمد بن ابی بکر کو مصر میں جلایا تھا یہ ابی ذر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ہر عربی گھوڑے کو روزانہ دو دعاؤں کا اذن دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اس آدمی کو بخشا ہے اسی طرح اس کی نگاہ میں مجھے اس کے تمام مال میں سے محبوب ترین مال بنا دے۔ پھر انہوں نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

گھوڑا بھی دعا کرتا ہے: اس حدیث کا ایک قصہ ہے جس کو امام نسائی نے کتاب الخلیل میں درج کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ معاویہ بن حدیج نے کہا جب مصر فتح ہوا تو ہر قوم کے لئے جانور دوڑانے یا لیٹے وغیرہ کی جگہ تھی جہاں وہ اپنے چوپایوں کو کھلا چھوڑتے تھے تو حضرت معاویہ ابوذر کے پاس سے گزرے وہ اپنے گھوڑے کو مٹی میں لت پت کر رہے تھے تو انہوں نے ابوذر کو سلام کہا پھر پوچھا ابوذر یہ کونسا گھوڑا ہے تو انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ گھوڑا مستجاب الدعاء ہے تو انہوں نے پوچھا کیا گھوڑے بھی دعائیں کرتے ہیں؟ اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں کوئی رات بھی ایسی نہیں گزرتی جس میں گھوڑا یہ دعا نہ کرتا ہوا میرے رب تو نے مجھے ابن آدم کے لئے مسخر کر دیا ہے اور میرا رزق تو نے اس کے ہاتھ ڈال دیا ہے اس لئے اے اللہ مجھے اس کی طرف اپنے اہل اور تمام مال سے زیادہ محبوب بنا دے تو کچھ کی دعا قبول ہوتی ہے اور کچھ کی قبول نہیں ہوتی۔ اور میں اپنے اس گھوڑے کو مستجاب الدعاء سمجھتا ہوں۔

حاکم نے عقبہ بن عامر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب تم جنگ کرنا چاہو تو ایک گھوڑا سیاہ پانچ کلیاں اور کھلے ہاتھ والا خرید لو تو تجھے غنیمت بھی حاصل ہوگی۔ اور صحیح سالم محفوظ بھی رہو گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح علی شرط مسلم ہے۔ صحیحین اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا باپ عربی ہو لیکن ماں گجی ہو۔

اور مقرف (بضم المیم واسکان القاف وبالراء المہملہ آخر میں فاء ہے) اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو صحیحین کے برعکس ہو۔ اور اسی طرح بنی آدم کے لئے ایسے کہا جاتا ہے۔ ابوالقاسم بن سلام نے ہند بنت النعمان بن بشیر کے لئے یہ شعر کہے۔

وهل هند الا مهرة عربية سلیلة افراس تحللها بغل

”ہند ایک گھوڑی ہے جو عربی نسل کی ہے جو گھوڑوں کی نسل سے ہے جس کو خچر نے اتارا ہے۔“

فان نتجت مہرا کریمما فبالحرى وان يك اقراف فمن قبل الفحل  
”تو اگر اس نے عمدہ گھوڑی کو جنم دیا تو یونہی چاہیے اور اگر اقراف ہو تو بچہ نخل کی طرف سے ہوگا۔“

بطلیوسی نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ ہم نے اس کو اسی طرح من قبل النخل روایت کیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے و ان يك اقراف فما انجب الفحل۔ یعنی اگر اقراف ہوئے تو نخل نے عمدہ گھوڑا نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شعر حمیدہ بنت النعمان بن بشیر کا ہے اور اس کو اس نے فیض بن عقیل ثقفی کے متعلق کہا ہے تو جس نے اس کو حمیدہ کا کہا اس نے یوں روایت کیا ہے وما انا الامهرة عربية۔ یعنی میں ایک عربی گھوڑی ہوں۔ حمیدہ ابتدائی طور پر حرت بن خالد الخزومی کی زوجیت میں تھی پھر اس نے اپنا خاوند چھوڑ دیا اور اس کے متعلق یوں شعر کہے:

فقدت الشيوخ واشياعهم وذلك من بعض اقواليه  
”میں نے بعض باتوں کی بنا پر بوڑھوں کو اور ان کے ہم مثلوں کو چھوڑ دیا ہے۔“

تسرى زوجة الشيخ مغمومة وتمسى لصحبه قاليه  
”بوڑھے کی بیوی ہمیشہ مغموم رہتی ہے اور اس کی صحبت کو ناپسند کرتے ہوئے وہ شام کرتی ہے۔“  
تو حارث نے اس کو طلاق دے دی اور روح بن زبناع نے اس سے شادی کر لی لیکن اس نے روح کو بھی چھوڑ دیا اور اس سے ناراض ہو گئی اور اس کی ہجو کی اور اس میں یہ شعر کہے۔

بكى الخبز من روح وانكر جلده  
”ریشم کا لباس روح کی وجہ سے رونے لگا اور اس کی جلد اور چڑے سے انکار کیا یعنی ریشم کو وہ کھر در اور سخت محسوس ہونے لگا اور وہ سخت چلانے لگی۔“

وقال العباء نحن كنا ثيابهم واكسية مطروحة وقطائف  
”کمبل کہنے لگا ہم ان کے کپڑے ہیں اور پھینکی ہوئی اور چھوڑ دار چادریں ان کا لباس ہے۔“

تو روح نے بھی اس کو طلاق دے دی اس کے لئے یوں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایسا نوجوان دے جو نشہ کرے اور تیری گود میں آ کر لٹی کرے تو اس سے فیض بن عقیل ثقفی نے شادی کر لی تو وہ شراب پی کر نشہ میں ڈوبا رہتا اور اس گود میں الٹی کرتا تھا۔ تو وہ کہتی کہ میرے بارے میں روح کی دعا قبول ہو گئی ہے یہ اس کی بھی ہجو کرتی تھی اور یوں کہتی۔

سميت فيضا وما شىء تفيض به الا بسلكك بين الباب والدار  
”تیرا نام تو فیض رکھا گیا ہے مگر تیرا بہنے والا فیض اور تو کوئی نہیں مگر گھر اور دروازے کے درمیان تیرا بہنے والا پاخانہ ہے۔“

فتلك دعوة روح الخير اعرفها سقى الاله ثراه الا وطف السارى  
”تو جو میں جانتی ہوں یہ روح الخیر کی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو عمدہ بہنے والے بادل کا پانی پلائے۔“

بطلیوس نے کہا بہت لوگوں نے پہلے شعر میں بغل بالباء کی روایت سے انکار کیا ہے کیونکہ نخر کی اولاد نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں نغل بالنون درست روایت ہے اور نغل خیس چوپائے کو کہتے ہیں۔

عظمت مصطفیٰ: سنن بیہقی کتاب البیوع میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفان سے چالیس ہزار کا ایک گھوڑا خریدا۔

جو گھوڑا نبی ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا اور خزیمہ نے آپ کے حق میں شہادت دی تھی اس گھوڑے کا نام مرتجز تھا اور اس اعرابی کا نام سواد بن الحارث الحارثی تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے گھوڑا خریدا تھا تو وہ آپ کے پیچھے ہولیا تا کہ قیمت آپ سے وصول کر لے تو نبی ﷺ تیز چلنے لگے اور وہ اعرابی پیچھے رہ گیا۔ تو کچھ لوگوں نے اس سے نبی ﷺ کے بھاؤ سے زیادہ رقم کا بھاؤ مقرر کیا کیونکہ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ نبی ﷺ نے یہ گھوڑا اس سے خریدا ہے۔ پھر اس اعرابی نے آواز دی اگر گھوڑا خریدا ہے تو خرید لو ورنہ میں یہ بیچ رہا ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو نے یہ گھوڑا بیچ نہیں دیا اس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے نہیں بیچا۔

پھر وہ کہنے لگا کوئی گواہ لاؤ تو خزیمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ گھوڑا نبی ﷺ نے خریدا ہے آپ نے خزیمہ سے پوچھا خزیمہ! تم کس طرح گواہی دے رہے ہو انہوں نے کہا آپ کی تصدیق پر میں گواہی دے رہا ہوں تو آپ نے خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا اس روایت کو ابوداؤد نسائی حاکم نے روایت کیا ایک روایت میں آپ نے پوچھا اے خزیمہ کیا تو ہماری بیع کے وقت موجود تھا انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! تو آپ نے پوچھا پھر تم کس طرح گواہی دے رہے ہو انہوں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ میں آسمان کی خبروں کے متعلق آپ کی تصدیق کرتا ہوں اسی طرح جو باتیں کل ہوں گی ان میں بھی میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں تو یہ گھوڑا خریدنے میں آپ کی تصدیق کیوں نہ کروں تو آپ نے فرمایا خزیمہ تیری شہادت دو شہادتوں کے برابر ہے۔

طبرانی میں صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا خزیمہ جس کے حق میں یا خلاف شہادت دی اس کی شہادت میں کسی دوسری شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ سہیلی نے کہا مسند حارث میں ایک زیادتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس اعرابی کو گھوڑا واپس فرمادیا اور فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے برکت نہ کرے تو آئندہ کل کو اس کے دونوں ہاتھ شل ہو کر رہ گئے۔ خزیمہ کے اس واقعہ سے بھی زیادہ عجیب و غریب وہ واقعہ ہے جو خزیمہ کو پیش آیا جو امام احمد نے متعدد سندوں سے ثقہ راویوں کے توسط سے بیان کیا کہ خزیمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنا خواب بیان کیا تو آپ لیٹ گئے اور خزیمہ نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

اور مسند امام احمد میں رفع بن زباع سے روایت ہے کہ انہوں نے تمیم داری سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کیے پھر وہ انہیں اس کے پاس چارہ ڈالنے کے لئے لایا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر جو کے بدلے نیکی لکھے گا اس کو ابن ماجہ نے بالمعنی روایت کیا ہے۔

اور کتب الغریب میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ طاقت ور مومن کو پسند کرتا ہے جو گھوڑے پر ابتدا کرنے والا ہے اور دوہرانے والا ہے یہاں پر المبدی المعید کے یہ معنی ہیں وہ میدان جنگ میں شروع میں بھی آیا پھر آ یا بار بار جنگ میں شامل ہو کر

تجربہ کار ہو گیا۔ اور گھوڑا المبدی المعید وہ ہوتا ہے جس پر اس کا مالک بار بار جنگ کرے۔ بعض نے کہا وہ ہوتا ہے جو بار بار مشق و ورزش کرے اور ادب سکھایا جائے یہاں تک کہ اپنے راكب کا بالکل فرمانبردار بن جائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ ابو طلحہ کے ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرمایا میں نے اس کو سمندر

پایا۔

فائق میں ہے ایک دفعہ اہل مدینہ دشمن کے حملے کے خطرے سے گھبرا گئے تو نبی ﷺ ایک مقرف گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کو اڑھسی لگائی جب واپس آئے تو فرمانے لگے کہ ہم نے تو اس کو سمندر پایا۔

حماد بن سلمہ نے کہا کہ یہ گھوڑا بہت ڈھیلا اور دیر اور تاخیر والا تھا جب نبی ﷺ نے یہ بات فرمائی تو ایسا تیز چلا کہ اس کو پہنچنا مشکل ہو گیا۔

نسائی اور طبرانی نے عبد اللہ بن الجعد انخی سالم بن ابی الجعد عن جعیل اشجعی سے روایت کیا ہے کہ میں بعض غزوات میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلا اور میں ایک کمزور سے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں لوگوں کے آخر میں تھا تو آپ مجھے جا ملے اور فرمانے لگے گھوڑے والے سب کے ساتھ چل میں نے کہا یا رسول اللہ یہ کمزور گھوڑا ہے تو نبی ﷺ نے کوڑا اٹھا کر اس کو مارا اور فرمایا اللہم بارک لہ فیہا پھر میں نے دیکھا کہ میں اس پر کنٹرول نہ رکھ سکتا تھا یہاں تک کہ میں تمام لوگوں سے آگے نکل گیا۔ پھر میں نے اس کو بارہ ہزار کا بیچا۔

خالد بن ولید سے مروی ہے کہ وہ جنگ میں صرف مادہ گھوڑی پر سوار ہوتے تھے کیونکہ وہ آواز کم کرتی ہے۔ ابن محیریز کہتے ہیں کہ صحابہ دشمن کے بالمقابل صف آرا ہوتے ہوئے مذکر گھوڑوں کو پسند کرتے تھے۔ مگر رات کے وقت اور لوٹ اور غارت میں مونث کو پسند کرتے۔

بخاری نے سعید المقبری سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے فی سبیل اللہ گھوڑا باندھ رکھا محض ایمان کے طور پر اور ثواب کی غرض سے اور اللہ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے۔ تو اس گھوڑے کو کھلانا پلانا گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے ترازو میں بطور نیکیاں درج ہوگا۔

مالک نے زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا گھوڑے کسی کے لئے اجر ہیں۔ کسی کے لئے پردہ ہیں اور کسی پر بوجھ ہیں۔ اجر اس شخص کے لئے ہے جو اس کو فی سبیل باندھ رکھے پھر اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی رکھے تو جو کچھ وہ وہاں سے حاصل کرے گا۔ یعنی کھائے گا پیئے گا وہ اس کے مالک لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر ان کی رسی کاٹی جائے پھر وہ ایک دو چوٹیاں چڑھے تو اس کے گوبر پیشاب اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی نہر پر سے گزرے گا اور وہاں سے اس نے پانی پیا حالانکہ اس کا ارادہ پانی دینے کا نہیں تھا۔ پھر بھی وہ نیکیاں ہوں گی اور یہ اس کے لئے اجر ہے۔ اور جس نے غنی اور تعفف کے لئے ان چوپایوں کو باندھا اور اللہ کا حق بھی اس کی گردنوں اور پیٹھوں میں نہ بھلایا تو یہ گھوڑے اپنے مالک کا ستر اور پردہ ہیں۔ اور جس شخص نے انہیں فخر و ریا اور اہل اسلام پر بڑائی و تکبر کرتے ہوئے باندھا تو یہ اس آدمی پر بوجھ ہیں اور نبی ﷺ گدھوں کے متعلق پوچھے گئے تو فرمایا ان کے متعلق کچھ نازل نہیں ہوا مگر ایک آیت جامع اور منفرد فمن یعمل مثقال

ذرة خيرا يره من يعمل. مثقال ذرة شر ايره. یعنی جس نے ذرہ بھرنیکی کی اسے بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی برائی کی اس کو بھی وہ دیکھ لے گا۔ قریب ہی یہ بات گزر چکی ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عامر ہوزنی عن ابن کبشہ انماری روایت کی اور اس کا نام عمرو بن سعد تھا کہ وہ اس کے پاس رات کو آیا اور کہا مجھے اپنا گھوڑا عاریہ فعل کے طور دو تو اگر اس کی نسل بڑھ گئی تو تم کو ستر گھوڑوں کے برابر اجر ہوگا جو فی سبیل اللہ سوار کرائے گئے ہوں اور اگر نسل نہ لگی تو فی سبیل اللہ ایک گھوڑے پر سوار کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

فخر، خود پسندی، تکبر اور اپنے مالک سے محبت گھوڑے کی فطرت اور طبیعت میں رکھ دیا گیا ہے۔ اس کی شرافت نفس اور خوبی اور عمدگی پر یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ وہ کسی کا بچا ہوا چارہ ہرگز نہیں کھاتا اور اس کی بلندی ہمتی اتنی ہوتی ہے کہ مروان کا سرخ زرد گھوڑا تھا اس کے پاس اس کا سانس بھی بلا اس کی اجازت کے نہیں جاتا تھا وہ اس کے لیے تو براہلتا اور گھوڑا ہنہناتا تو یہ اس کے پاس چلا جاتا اگر بغیر آواز کے وہ اس کے پاس چلا جاتا تو وہ اس پر حملہ کر دیتا۔

مونث گھوڑی بہت زیادہ شہوت والی ہوتی ہے اسی لئے تو اپنی جنس اور نوع کے علاوہ نخل سے بھی جفتی ہو جاتی ہے۔ جا حظ کہتے ہیں کہ مونث گھوڑیوں کو حیض بھی آتا ہے مگر قلیل۔ نر گھوڑا چالیس سال پورے ہونے تک مادہ سے جفتی کرتا رہتا ہے۔ اس کی عمر بعض دفعہ نوے سال تک ہوتی ہے۔

گھوڑے بنی آدم کی طرح خواب دیکھتے ہیں۔ نیز اس کی طبیعت میں ہے کہ یہ میلا پانی ہی پیتا ہے۔ جب وہ صاف کو دیکھتا تو اس کو گدلا بنا دیتا ہے اس کی نظر کی تیزی کا وصف بیان کیا جاتا ہے۔ جب یہ بھیڑیے کے بعد اس کے نشانات اقدام پر چلے تو اس کے اقدام بندھ جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ بالکل حرکت نہیں کر سکتا اور اس کے جلد سے دھواں نکلتا ہے۔

جوہری کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ گھوڑے کی تلی نہیں ہوتی اور یہ مثال اس کی سرعت اور تیزی کی وجہ سے بطور مثال بیان کی جاتی ہے۔ جس طرح کہتے ہیں البعیر لا مرارة له یعنی اونٹ کا پتہ نہیں ہوتا۔ یعنی اونٹ میں جسارت اور دلیری نہیں ہوتی۔

امام ابوالفرج ابن الجوزی نے یہ مفید بات فرمائی ہے کہ جو شخص ہمیشہ یہ کام کرے (۱) دائیں پاؤں میں ہمیشہ پہلے جوتا پہننا (۲) بائیں پاؤں سے ہمیشہ پہلے اتارنا تو وہ تلی (طحال) کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

دیگر علماء نے یہ فائدہ کی بات بتائی ہے کہ سورہ ممتحنہ لکھ کر دھو کر اس کا پانی تلی کی بیماری والے کو پلایا جائے تو وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

تلی کے لیے تعویذ: یہ بات تجربہ سے درست پائی گئی کہ یہ حروف کسی پوسٹین پر لکھ کر بائیں جانب لٹکا دے اور ایک جمعہ تک اسی کے پاس رکھے جائیں۔ اس طرح لکھے۔

ا د ا ح ح هم مامل ملما۔ محمد الی رای۔ ۱۸۹۷۳

صالح صح و صح م له صالح دون مانع من الی ان تنصره و مره.

تلی کے لئے یہ بھی مجرب ہے کہ لکھ کر بائیں بازو سے لٹکالے۔ صورت یہ ہے

۲۵۹۴۸۱۹۲۳ ح ح د د صوع

نیز تلی کے لئے یہ مجرب عمل ہے کہ ایک کاغذ میں لکھ کر اسے کسی چمچہ میں تلی پر جلایا جائے۔ الفاظ یہ ہیں۔

علم بضمیر ہم

نیز تجربہ کیا گیا ہے کہ ہفتہ کے دن طلوع سورج سے پہلے پہلے یہ الفاظ لکھ کر اونی دھاگے سے باندھ جائیں اور ان کو اس طرح لٹکایا جائے جس طرح تلوار لٹکائی جاتی ہے تو فائدہ ہوتا ہے وہ یہ ہے:

ح ح ہ دم ص ہا اص

اح ا ماتت الی الابد

ہم نے دینوری مالکی کی کتاب المجالسۃ کی الجزء العاشر کے آخر میں اسماعیل بن یونس سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے ریاشی سے سنا وہ کہتا ہے کہ ابو عبیدہ اور ابو زید نے کہا کہ گھوڑے کی تلی نہیں ہوتی اور اونٹ کا پتہ نہیں ہوتا اور شتر مرغ کا بھیچہ نہیں ہوتا۔ ابو زید نے کہا اسی طرح پانی کے پرندوں اور سمندر کی مچھلیوں کی زبانیں اور دماغ نہیں ہوتے۔ اور مچھلی کے پھیپھڑے نہیں ہوتے اسی لئے وہ سانس نہیں لیتی۔ جس چیز کے پھیپھڑے ہوں وہ سانس لیتی ہے۔

ایک جماعت نے عبداللہ بن عمر بن ابیہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر خیر نہیں تو تین چیزوں میں نہیں (۱) عورت (۲) گھر (۳) اور گھوڑا۔ ایک روایت میں ہے کہ نحوست چار چیزوں میں ہے (۱) عورت (۲) گھر (۳) گھوڑا (۴) اور خادم۔ میں کہتا ہوں کہ علماء نے اس حدیث کے معنی میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس میں لوگوں کے اعتقاد کی خبر دی گئی ہے یہ مطلب نہیں کہ نبی ﷺ نے ان چیزوں میں نحوست ہونے کی خبر دی ہے اور یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

چنانچہ مسند ابی داؤد طیالسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے لئے کہا گیا کہ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا شوم اور نحوست تین چیزوں میں ہے عورت گھر اور گھوڑے میں تو انہوں نے فرمایا کہ ابو ہریرہ کو یاد نہیں رہا۔ واقعہ یوں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ داخل ہوئے کہ نبی ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے قاتل اللہ الیہود یقولون الشوم فی ثلاث المرأة والدار والفرس۔ یعنی ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک کرے وہ کہتے ہیں کہ نحوست تین چیزوں میں عورت گھر اور گھوڑے ہیں۔“ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا آخری حصہ سن لیا تو وہی بیان کرنے لگے اور شروع والا حصہ انہوں نے نہیں سنا۔

بطلیوس نے کہا کہ یہ بات کوئی عجیب و منکر نہیں ہے کہ اس کو پیش کیا جائے کیونکہ نبی ﷺ اچھے لوگوں کی مجالس میں حکایت بیان کرتے اور جس چیز کے امر یا نہی کا ارادہ نہ ہوتا اس کو بھی بیان کرتے حالانکہ وہ کوئی دین کی جز نہیں ہوتی اور یہ بات آپ کے قول و فعل سے مشہور اور عام ہے اسی طرح آپ کے یہ فرمانے کا اتفاق ہوا ان المیت لیعذب بکاء اہلہ علیہ۔ یعنی میت کو اپنے اہل کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ روایت صحیحین میں ہے کہ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ عورت کے جنازے سے گزرے وہ لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اس کو رو رہے ہیں اور آدمی کو اپنے گھر والوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

امام مالک اور ایک جماعت کا قول ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ نحوست عورت گھر اور گھوڑے میں ہے۔ اس کو اپنے ظاہر پر چھوڑا جائے۔ کیونکہ کبھی اللہ اس میں رہائش کو باعث ضرر اور ہلاکت بنا دیتا ہے اسی طرح گھوڑا عورت اور خادم ہیں ان کو اللہ تعالیٰ



اپنے قضا و قدر کے موجب ضرر و ہلاکت بنا دیتا ہے۔

ابن القاسم کہتے ہیں کہ امام سے اس بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کتنے گھر ایسے ہوئے کہ کچھ لوگ ان میں آ کر بسنے لگے تو وہ ہلاک ہو گئے پھر اس گھر میں اور لوگ بسے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ یعنی یہ حدیث عام اور اپنے ظاہر پر ہے۔

خطابی اور دیگر بہت سے علماء نے کہا کہ یہ بدفالی سے مستثنیٰ ہونے کے معنی میں ہے۔ یعنی بدفالی منع ہے ہاں اگر کسی آدمی کا کوئی گھر ہو جس میں رہنا وہ پسند نہ کرتا ہو یا کسی عورت سے صحبت پسند نہ کرتا ہو یا کسی گھوڑے یا خادم کو نہ رکھنا چاہتا ہو تو ان سب چیزوں کو بیچ کر جدا کر دے اور عورت کو طلاق دے کر فارغ کر دے۔

کچھ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست اس کی تنگی اور ہمسائیوں کی برائی اور آزار ہے اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ ہونا، زبان درازی، شکوک کے لئے تعرض کرنا ہے۔ اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جنگ نہ کرے۔ بعض نے کہا اس کا مہنگا ہونا اور اڑ جانا ہے۔ اور خادم کی نحوست بد خلقی اور ذمہ داری سے بے پروائی ہے۔ بعض نے کہا شوم سے اس جگہ ناموافقی مراد ہے۔

بعض ملحدوں اس حدیث پر اس حدیث سے اعتراض کیا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا لا طيرة الخ ابن قتيبة وغيره نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ شوم والی لا طيرة والی حدیث سے مخصوص ہے یعنی اور کہیں بدفالی نہیں صرف ان تین میں ہے۔

حافظ دمیاطی نے کہا جو میرے دل میں غریب ترین تاویل اس حدیث کی واقع ہوئی وہ یہ ہے کہ ہم کو صحیح سند سے یوسف بن مصری القطان نے عن سفیان بن عیینہ عن الزہری عن سالم عن ربيعة یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا البركة في ثلاث الفرس والمرأة والدار. یعنی برکت تین چیزوں میں ہے گھوڑے عورت اور گھر میں۔ یوسف نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں پوچھا تو سفیان نے کہا میں نے زہری سے پوچھا تو انہوں نے بالاسناد حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب گھوڑا مارنے والا ہو تو وہ منحوس ہوتا ہے اور جب عورت نے اپنے خاوند کے علاوہ کوئی اور خاوند پہچان رکھا ہو تو وہ اس کی طرف مائل ہو جائے اور اپنے خاوند سے توجہ ہٹا لے تو وہ منحوس ہوتی ہے اور جب گھر مسجد سے دور ہو جس میں اذان و اقامت کی آواز نہ سن سکتا ہو وہ بھی منحوس ہے۔ اور جب یہ چیز ان صفات کے علاوہ دیگر صفات سے موصوف ہوں تو وہ مبارک ہیں۔

موطائیں ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو بتایا کہ ہم ایک گھر میں رہنے لگے تو پہلے ہماری تعداد زیادہ اور مال وافر تھا مگر جب اس گھر میں رہنے لگے تو ہماری تعداد بھی کم ہو گئی اور مال بھی ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا ”اس گھر کو چھوڑ دو یہ مذموم اور برا ہے۔“ اور آپ نے وہ گھر چھوڑ دینے کا حکم دے دیا کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ تعداد میں کمی اور مال کا ختم ہو جانا یہاں پر سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے واقع ہوا حالانکہ حقیقت بات اس طرح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قضا و قدر کے ظہور کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اس وقت وہ ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ مگر مخلوق کو اس کا علم نہیں ہوتا تو اس کو جمادات اور بے جان اشیاء کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جن میں نفع و نقصان پہنچانے کی صلاحیت بالکل نہیں ہوتی۔ یہ حدیث بھی اسی حدیث کی طرح ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ولا طيرة الخ. یعنی کوئی متعدی بیماری نہیں اور نہ ہی کوئی بدفالی ہے اور بیمار کو تندرست کے قریب نہ لایا جائے۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ صحیح اور تندرست میں خارش کی بیماری از خود پیدا کرتا ہے مگر وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ بیماری مجھے بیماری والے سے لگی ہے اس طرح اس کا دل اور ایمان متاثر ہوتا ہے۔ اس بارے میں پہلے اشارہ گزر چکا ہے۔ اور یہ گھر اسود بن عوف کا تھا جو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ اور انہوں نے ہی یہ سوال بھی کیا تھا۔

سنن ابوداؤد میں فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ ہماری ایک زمین ہے اس کا نام ارض ابین ہے یہ ہماری سرسبز آبی غلے اور خوراک والی زمین ہے۔ اور وہ وبا والی ہے۔ یا اس نے کہا۔ کہ اس کی وباء بہت ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو بیماری کی چھوت مہلک ہے۔ ابن اشیر نے کہا القرف۔ بیماری کا میل جول اور قرب ہے اور اس کا عدوی اور متعدی بیماری سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق علم طب سے ہے۔ کیونکہ آب و ہوا کی درستی بدن کی صحت میں سب سے زیادہ معاون چیز ہے اور آب و ہوا کی خرابی بیماری کی طرف بہت تیزی سے لے جاتی ہے۔

فائدہ: سہیلی نے غزوہ ذی قرد پر کلام میں یوں کہا ہے کہ: گھوڑے کے بیس جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ کا نام پرندے کے نام پر ہے۔ نر (گدھ) نعامہ (شتر مرغ) ہامہ (الو) باز (شکاری باز) سامہ (ابابیل کی طرح ایک پرندہ) سعدانہ (کبوتر) قطاہ (کبوتر کے برابر ایک پرند) ذباب (مکھی) عصفور (چڑیا) غراب (کوا) صرد (لٹورا) خرب (مذکر حباری) ناہف (عقاب کا بچہ) خطاف (ابابیل کی طرح پرندہ) اصمعی نے باقی کا نام بھی بتایا ہے اور اس بارے میں جریر کا ایک شعر بھی بیان کیا ہے۔

نبوت کی نشانیاں: امام احمد نے ابوالطفیل سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کا بچہ نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوا تو وہ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے اس کی پیشانی کا چمڑا پکڑ کر اس کے لئے برکت کی دعا کی تو گھوڑے کی سفیدی کی طرح اس کی پیشانی پر بال اگے۔

وہ لڑکا جوان ہوا تو جب خارجی نکلے تو وہ ان کو زیادہ چاہنے لگا۔ تو اس کی پیشانی کے بال گر گئے اس کے باپ نے اس کو پکڑ کر قید کر لیا اور جکڑ دیا کہ یہ کہیں خارجیوں سے نہ جا ملے۔ تو ہم اس کے پاس گئے اسے وعظ نصیحت کی اور کہا دیکھو تیرے لئے نبی ﷺ نے برکت کی دعا کی جس سے تیری پیشانی پر بال پیدا ہوئے جو گر گئے تو ہم اس کو مسلسل سمجھاتے رہے آخر وہ اپنی رائے سے ہٹ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بال دوبارہ اسے موڑ دیئے اس نے توبہ کر لی پھر وہ اسی حال میں فوت ہوا۔

طبرانی نے عائد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ خیبر کے دن میں آپ ﷺ کے ساتھ ہو کر جنگ کر رہا تھا کہ مجھے منہ پر ایک تیر لگا جس سے خون میرے منہ داڑھی اور سینے پر گرنے لگا۔ تو نبی ﷺ نے میرے منہ سے خون پونچھا اور میرے لئے دعا فرمائی۔ یہ جگہ جہاں نبی ﷺ کا ہاتھ لگا تھا وہ میرا سینہ تھا تو وہ جگہ گھوڑے کی سفیدی کی طرح سفید ہو گئی۔

ابن ظفر نے اعلام نبوہ میں ذکر کیا ہے کہ ایک یہودی عالم مکہ رہتا تھا تو ایک دن صبح کے وقت ایک مجلس میں آیا جہاں نبی عبد مناف اور بنی مخزوم کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ تو اس نے کہا آج کی رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے تو انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ وہ کہنے لگا خبردار اگر وہ آپ کے علم سے نکل بھی جائے تو جو میں کہہ رہا ہوں اس کو یاد رکھنا۔ آج رات اس آخری امت سے ایک نبی پیدا ہوا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک زرد تل ہوگا۔ جس کے آس پاس مسلسل بال ہوں گے گویا کہ وہ گھوڑے کی گردن کے بڑے بڑے بال ہیں دورات دودھ نہیں پیئے گا۔ تو اس یہودی کی بات سے

تعب کرتے ہوئے وہ لوگ مجلس سے اٹھے جب وہ اپنے گھروں کو گئے تو انہیں ان کی عورتوں نے بتایا کہ عبد اللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی مجلسوں میں گئے تو آپس میں یہ باتیں کرنے لگے۔ اور وہ یہودی آیا تو اس کو انہوں نے یہ بات بتائی تو اس نے کہا مجھے اس کے پاس لے جاؤ کہ میں اس کو دیکھ سکوں تو لوگ اس کو آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے گئے۔ تو کہنے لگے کہ اپنا بیٹا باہر لاؤ ہم اسے دیکھنا چاہتے تو وہ انہیں باہر لائی تو انہوں نے پشت سے کپڑا ہٹایا تو وہ واقعی وہاں مہربوت موجود تھی۔ تو وہ یہودی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ نبوت بنی اسرائیل سے نکل گئی پھر وہ کہنے لگا تم خوش نہ ہو خدا کی قسم تم پر وہ ایسا حملہ کرے گا جس کی اطلاع مشرق و مغرب تک جائے گی۔

کلبی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد اسی سال دین۔ اسلام پر پابند رہے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ رمضان کے روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ ان کے اور یہود کے مابین جنگ شروع ہو گئی۔ یہود میں ایک آدمی بڑا بہادر تھا جس کو بولس کہتے تھے۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے تھے اس نے ایک دن یہود سے کہا اگر حق عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو اور ہم نے ان کے ساتھ کفر کیا تو ہمارا ٹھکانا جہنم ہوگا پھر تو ہم بہت بڑے خسارے میں ہوں گے کیونکہ ان کا ٹھکانا جنت ہوگا اور ہمارا جہنم۔ اس لئے میں ایک حیلہ کرتا ہوں تاکہ انہیں بھی گمراہ کر دوں اور وہ بھی جہنم میں جائیں۔ اس کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام عقاب تھا جس پر سوار ہو کر وہ جنگ کرتا تھا۔ تو اس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور ندامت کا اظہار کیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ نصاریٰ نے کہا تو کون ہے تو وہ کہنے لگا میں تو بولس تمہارا دشمن ہوں اور مجھے آسمان سے ندا آئی ہے کہ اب تیرے لئے کوئی توبہ نہیں مگر یہ کہ عیسائی ہو جائے اس لئے میں اب توبہ کرتا ہوں تو وہ اس کو کنیسہ میں لے گئے وہ ایک کمرے میں گیا۔ تو اس نے پورا ایک سال وہاں گزارا دن کو باہر نکلتا اور نہ رات کو رات دن انجیل پڑھتا اور سیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے انجیل پڑھ لی پھر وہ باہر آیا اور کہنے لگا مجھے ندا آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول کر لی ہے۔ اس لئے تم اس کی بات مانو اور اس سے محبت رکھو۔

پھر وہ بیت المقدس گیا اور وہاں پر نسطور کو خلیفہ کر دیا اور اس کو یہ بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مریم اور اللہ یہ تینوں ہیں۔ پھر وہ روم گیا۔ تو ان کو لاہوت اور ناسوت کا علم سکھایا۔ اور انہیں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ انسان تھے اور نہ جن بلکہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ بات ایک آدمی کو لکھائی جس کا نام یعقوب تھا۔ پھر ایک آدمی کو بلایا جس کا نام یحییٰ تھا۔ پھر ایک آدمی کو بلایا جس کا نام یونس تھا۔ اور ان تینوں پر مضبوط قادر ہو گیا۔ اور ان کو اپنے عقیدے میں مضبوط اور راسخ کر دیا تو ان تینوں کو ایک ایک کر کے بلایا اور ہر ایک سے کہا کہ تو میرا خاص الخاص آدمی ہے۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ مجھ پر راضی تھے۔ اور ہر ایک کو کہا کہ میں کل اپنے آپ کو ذبح کر دوں گا تو لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دینا۔ پھر وہ مذبح میں داخل ہو گیا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور کہنے لگا میں یہ کام عیسیٰ کو خوش کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ جب تیسرا دن ہوا تو ان میں سے ہر ایک نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی تو ہر ایک کے پیچھے کچھ لوگ ہو گئے تو ان کے تین گروہ ہو گئے۔ نسطور یہ یعقوب یہ اور ملکیہ۔ تو وہ اختلاف کرنے لگے اور آپس میں لڑائی جھگڑا

کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ. یعنی نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے یہ ان کی مونہوں کی بات ہے اہل معانی کہتے ہیں کہ اللہ نے جو بات بھی زبانوں و مونہوں کے ساتھ ملی ہوئی قرار دی وہ جھوٹ ہی ہوتی ہے۔

سفیان ثوری کی حق گوئی اور رشید: امام ابن بلیان اور غزالی وغیرہا نے ذکر کیا ہے کہ جب رشید خلافت پر متمکن ہوا تو تمام علماء اس کی ملاقات کو گئے مگر سفیان ثوری نہ گئے حالانکہ ان کی آپس میں دوستی بھی تھی تو یہ بات اس پر گراں گزری تو اس نے سفیان کو خط لکھا جس میں یہ لکھا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم من عبدالله هارون امير المؤمنين الى اخيه في الله سفيان بن سعيد الثوري اما بعد يا اخي فقد علمت ان الله اخي بين المؤمنين وقد اخيتك في الله مواخاة لم اصرم فيها حبلك ولم اقطع منها ودك واني منطو لك على افضل المحبة واتم الارادة ولولا هذه القلادة التي قلدنيها الله تعالى لا تيتك ولو حبا لما اجد لك في قلبي من المحبة وانه لم يبق احد من اخواني واخوانك الا زارني وهنأني بما صرت اليه وقد فتحت بيوت الاموال واعطيتهم المواهب السنية ما فرحت به نفسي وقرت به عيني وقد استبطأتك وقد كتبت كتابا مني اليك اعلمك بالشوق الشديد اليك وقد علمت يا ابا عبدالله ما جاء في فضل زيارة المومن و مواصلته فاذا ورد عليك كتابي فالعجل العجل

یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ ہارون امیر المؤمنین کی طرف سے اپنے اس بھائی کی طرف جو اللہ کی رضا کے لئے میرا بھائی ہے یعنی سفیان بن سعید ثوری۔ اما بعد۔ بھائی آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مابین بھائی چارہ قائم کیا ہے اور تیری میری اخوت بھی جو محض اللہ کے لیے قائم ہوئی تھی اس کو میں نے نہیں توڑا اور عہد و پیمانہ محبت میں نے نہیں کاٹے میرا دل تو اب آپ کی بہترین محبت کی ارادت اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اگر میرے گلے میں یہ خلافت کا قلاب نہ ڈالا گیا ہوتا تو میں خود آپ کے پاس حاضر ہوتا چاہے مجھے اپنے جسم کو گھسیٹ کر ہی آنا پڑتا کیونکہ میرے دل میں آپ کی بہت ہی زیادہ محبت ہے۔ اور میرے اور آپ کے بھائیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے آ کر میری ملاقات نہ کی ہو اور مجھے میری ذمہ داری یا مقام کی مبارک باد نہ دی ہو۔ اور میں نے بیت المال کے خزانے کھول دیے اور بڑے عمدہ عطیات سے ان پر بارش کر دی جس سے میرا دل خوش ہو گیا اور آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہو گئی۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ نے یہاں تشریف لانے میں بہت تاخیر کی ہے۔ اب میں آپ کی طرف اپنی شدید شوق ملاقات کا اظہار کرتے ہوئے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ اے ابو عبد اللہ! مومن کی ملاقات اور اس سے میل جول کی فضیلت جو ترغیب و ثواب حدیث میں وارد ہوا وہ بھی آپ کو معلوم ہے اس لئے جب آپ کو میرا یہ خط موصول ہو تو جلد از جلد تشریف لائیے۔

ہارون الرشید نے یہ خط عباد طالقانی کے حوالے کر کے آپ تک پہنچانے کی ہدایت کی اور یہ بھی تاکید کی کہ ہر چھوٹی بڑی بات

جو بھی کانوں سے سن سکو یا دل سے سمجھ سکو اس کو اچھی طرح یاد رکھنا اور مجھے آ کر بتانا۔

عباد کہتے ہیں میں کوفہ کو چل پڑا تو سفیان کو ان کی مسجد میں پایا جب انہوں نے مجھے دور سے ہی دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِنْ طَارِقٍ يَطْرُقُ الْأَبْحِيرَ. میں اللہ سمیع و علیم کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں اور اے اللہ میں آنے والے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں مگر جو خیر لے کر آئے۔

عباد کہتے ہیں پھر میں گھوڑے سے مسجد کے دروازے پر اترتا وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ حالانکہ وہ کسی نماز کا وقت نہیں تھا تو میں اندر گیا سلام کہا۔ آپ کے ہم نشینان مجلس میں کسی نے میری طرف اپنا سر نہیں اٹھایا۔ میں وہاں کھڑا رہا مگر مجھے بیٹھنے کی پیش کش کسی نے نہیں کی۔ تو ان کے ہیبت و رعب سے مجھ پر کچپی طاری ہو گئی۔

تو میں نے ان کی طرف خط پھینک دیا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کانپ گئے اور اس سے دور ہٹ گئے گویا کہ ان کے عبادت گاہ میں سانپ آ گیا ہو۔ پھر رکوع کیا سجدہ کیا اور سلام پھیرا اور اپنا ہاتھ اپنی آستین میں ڈال کر اس خط کو پکرا ہاتھ سے الٹ پلٹ کیا پھر پیچھے کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگے تم میں سے کوئی اس کو پڑھ لے۔ جس کو کسی ظالم نے ہاتھ بھی لگایا ہو میں ایسی چیز کو چھونے سے اللہ تعالیٰ کی معافی چاہتا ہوں۔

عباد کہتے ہیں پھر ان میں سے ایک نے کانپتے ہوئے اپنا ہاتھ اس طرح بڑھایا جیسے کہ وہ کوئی ڈسنے والا سانپ ہو پھر اس کو پڑھا تو تعجب کرنے والے کی طرح سفیان مسکرانے لگے۔ جب پڑھنے سے وہ فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا اس کو الٹا کر کے دوسری جانب اس کی پشت پر ظالم کو جواب لکھ دو۔ کسی نے کہا اے ابو عبد اللہ! وہ امیر المؤمنین اور خلیفہ ہیں۔ تو اگر سفید اور صاف کاغذ انہیں لکھ بھیجو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا اس کی پشت پر لکھو کیونکہ اگر اس نے یہ کاغذ حلال کی کمائی سے حاصل کیا ہوگا تو اس کی اس کو جزائے خیر ملے گی اگر حرام طریقے سے کمایا تو اس کے ساتھ اس کو جلایا جائے گا۔ جس چیز کو کسی ظالم کا ہاتھ لگا ہو وہ چیز ہمارے پاس نہیں رہنی چاہیے ورنہ وہ ہمارے دین کو خراب کر کے رکھ دے گی۔ پوچھا گیا کہ ہم اسے کیا لکھیں تو آپ نے فرمایا اس کو یہ لکھو۔

”اللہ رحمن ورحیم کے نام سے۔ مرے ہوئے اللہ کے بندے سفیان کی طرف سے۔ آمال و اغراض کے ساتھ مغرور بندے ہارون کی طرف جس سے ایمان کی حلاوت اور قراءت قرآن کی لذت سلب ہو چکی ہے۔ اما بعد! میں آپ کی طرف لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو بتا دوں کہ میں نے آپ سے عہد و پیمان محبت توڑ دیئے اور آپ نے اپنے خط میں اپنی ذات پر اعتراف کرتے ہوئے یہ گواہی دے دی ہے کہ آپ مسلمانوں کے بیت المال پر ٹوٹ پڑے ہیں اور اس کو بیجا اور بے مصرف بے سمجھی سے خرچ کر کے ختم کر دیا ہے۔ اور آپ خود بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

آپ مجھ سے بہت دور ہیں اس لئے مجھے خط لکھ کر اپنے آپ پر گواہ بنا لیا اب میں اور تمام حاضرین جن کی موجودگی میں آپ کا خط پڑھا گیا ہم آپ کی گواہی دیں گے اور انشاء اللہ یہ گواہی ہم اللہ تعالیٰ حاکم و عادل کے پاس کل حاضر ہو کر پیش کریں گے۔

اے ہارون آپ مسلمانوں کے بیت المال پر ان کی رضامندی کے بغیر ٹوٹ پڑے کیا آپ کے اس فعل کو مولفۃ القلوب (نومسلم) ملک میں بیت المال جمع کرنے والوں، فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں، مسافروں نے پسند کیا؟ نیز کیا اس فعل کو قرآن کی حاملین یا باعمل نیک علماء پسند کرتے ہیں؟ یا آپ کے اس فعل پر یتیم اور بیوائیں خوش ہیں یا رعیت کا کوئی آدمی بھی اس پر راضی ہے؟ تو اے ہارون آپ اپنا تہہ بند اچھی طرح مضبوط باندھ کر اللہ کی طرف سے سوال کا جواب دینے کے لئے تیاری کریں اور آزمائش سے بچنے کے لئے ایک چادر مضبوط اوڑھ لو اور جان لو کہ تم کو کل اللہ حاکم و عادل کے سامنے پیش ہونا ہے۔

اپنی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف کرو کیونکہ علم و زہد کی حلاوت اور قرآن و قرآن اور نیک لوگوں کی ہم نشینی کی لذت تم سے سلب کر لی گئی ہے۔ اور تم نے اپنے لئے ظالم اور ظالموں کا پیشوا ہونا پسند کر لیا۔

اے ہارون! تو تخت پر بیٹھ گیا ریشم پہن لیا اپنے دروازے کے سامنے پردے لٹکائے۔ دربان مقرر کر کے رب العالمین سے مشابہت اختیار کر لی۔ اپنے پردے اور دروازے کے سامنے ظالموں کے لشکر بٹھائے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور انصاف بالکل نہیں کرتے۔ شرابیوں کو حد لگاتے ہیں لیکن خود شراب پیتے ہیں۔ زانی کو زنا کی سزا دیتے ہیں لیکن اس برے عمل کا ارتکاب خود کرتے ہیں۔ چور کا ہاتھ کاٹتے ہیں مگر خود چور ہیں۔ قاتل سے قصاص لیتے ہیں مگر خود قتل کرتے ہیں۔ کیا یہ احکام آپ کے لئے اور ان کے لئے دیگر مجرموں پر نافذ کرنے سے پہلے فرض نہیں ہیں؟

اے ہارون! کل تیرا کیا حال ہوگا جب ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ظالموں اور ان کے معاونین کو اکٹھے کر کے پیش کرو تو تم اللہ کے سامنے پیش ہو گے اور تمہارے دونوں ہاتھ گردن کی طرف جکڑے ہوئے ہوں گے جن کو تمہارا عدل و انصاف ہی کھول سکے گا۔ اور ظالم تمہارے ارد گرد ہوں گے اور تم ان کے امام و پیشوا اور جہنم کی طرف ہانکنے والے ہو گے۔

اے ہارون گویا کہ میں آپ کو اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ گلہ گھننے کی تنگی میں آپ مبتلا ہیں اور اللہ کے طرف جانے اور موت کے گھاٹ اترنے کا وقت آچکا ہے۔ اور آپ نے اپنی نیکیاں دوسروں کے میزان میں رکھی ہوئی دیکھ رہے ہیں اور دوسروں کی برائیاں تمہارے ترازو میں ڈال دی گئی ہیں جہاں آپ کی برائیاں پہلے سے موجود ہیں۔ بلاء اور تاریکی پر تاریکی ہے۔

تو اے ہارون اپنی رعیت کے متعلق اللہ سے ڈرو اور محمد ﷺ کی امت کی حفاظت کرو۔ اور جان لے کہ یہ خلافت جب تیرے پاس آئی ہے تو دوسروں کے پاس بھی ضرور جائے گی۔ دنیا اپنے باشندوں سے ہمیشہ یہی رویہ اختیار کرتی ہے۔ اور ہر ایک سے ایسا ہی کرتی ہے تو کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو یہاں کا ایسا زور راہ لے آئے جس سے انہیں فائدہ حاصل ہوا اور کچھ ایسے ہیں جنہیں دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھانا پڑا۔ پھر آئندہ مجھے کبھی بھی خط نہ لکھنا کیونکہ میں تجھے جواب نہیں دوں گا۔ والسلام

اور خط مہر لگائے، طے کئے، لپیٹے بغیر کھلا ہی اس کی طرف پھینک دیا۔ عباد کہتے ہیں وہ خط میں نے لے لیا اور کوفہ کے بازار

چلا آیا۔ نصیحت نے میرے دل میں گھر بنا لیا تھا تو میں نے یہ آواز دی یا اهل الكوفہ من يشتري رجلا هرب الى الله۔ یعنی ایسے آدمی کو کون خریدے گا جو اللہ کی طرف بھاگنا چاہتا ہے تو لوگ میری طرف دراہم و دنانیر لے کر آگئے تو میں نے کہا مجھے مال کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے اون کا کوٹ اور ایک روئی کا کبل چاہیے تو یہ چیزیں لے کر میں بازار سے لوٹا تو اپنے جسم سے لباس جو پہن کر میں امر کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اسے اتار دیا اور یہ لباس پہن لیا اور گھوڑے کو کھینچ کر ننگے پاؤں پیدل رشید کے دروازے پر آ گیا دربان مجھ سے ٹھٹھا اور استہزاء کرنے لگے پھر مجھے اندر جانے کی اجازت مل گئی تو جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو فوراً کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا اور اپنے سر اور منہ پر طمانچے مارنے لگا اور حسرت و افسوس کے کلمات کہنے لگا پھر کہنے لگا کہ پیغام پہنچانے والا ناکام ہو گیا اور اپیلچی کامیاب ہو گیا۔ دنیا اور بادشاہی تو جلد ہی ختم ہو کر رہ جائے گی۔

میں نے خط رشید کی طرف اس طرح پھینکا جس طرح سفیان نے میری طرف پھینکا تھا۔ تو رشید اسے پڑھنے لگا اور آنسو اس کے چہرے پر گر رہے اور سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا کسی ہم مجلس نے کہا امیر المومنین سفیان نے آپ پر بڑی جرات اور بے باکی سے کام لیا ہے اس لئے کسی کو اس کی طرف بھیج کر لوہے کی بیڑیاں پہنا دیجئے اور اس پر جیل کو تنگ کر کے دو روں کے لئے عبرت بنا دیجئے۔ ہارون نے کہا اے دنیا کے بندو اور غلامو! تم سفیان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ مغرور تو وہ ہے جس کو تم نے دھوکے میں ڈال دیا ہے اور حقیقی بد بخت وہ ہے جو تمہارا ہم نشین ہے اور سفیان تو اکیلا ایک جماعت ہے۔

پھر یہ خط ہمیشہ تازیت رشید کے پاس رہا جسے وہ ہر نماز کے بعد پڑھ کر روتا تھا۔ رحمہ اللہ۔

ابن السمعی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ منصور کو جب یہ بات پہنچی کہ اس کے سچ اور حق قائم نہ کرنے پر سفیان اس کے طریقے پر سخت انکار کرتا ہے۔ تو منصور نے اسے طلب کیا مگر وہ مکہ بھاگ گیا۔ جب منصور نے حج کا ارادہ کیا تو لکڑی والوں کو آگے بھیج دیا کہ جہاں بھی سفیان ملے اس کو پھانسی دے دو۔ خشاب (پھانسی کی لکڑیوں) والے مکہ پہلے پہنچ گئے اور پھانسی ک لکڑیاں نصب کر دیں۔ جب خبر مکہ آئی تو سفیان ثوری کا سر فضل بن عیاض کی گود میں تھا اور پاؤں سفیان بن عیینہ کی گود میں۔ تو انہوں نے ان کی زندگی پر خوف کھاتے ہوئے کہا کہ آپ ہم پر دشمنوں کو خوش نہ کریں۔ تو وہ فوراً اٹھے اور کعبہ کی طرف چل دیئے تو ملتزم کے پاس کعبے کے پردوں سے چمٹ کر یہ بات کہی و رب هذه البنية لا يدخلها۔ یعنی اس عمارت کے رب کی قسم وہ (منصور) اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ تو تھون کے مقام پر اس کی سواری پھسل گئی اور جو کچھ اس پر تھانیچے گر گیا تو وہ (منصور) فوراً مر گیا۔ پھر سفیان نے جا کر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ سفیان ثوری کے کچھ مناقب اور ان کی وفات کا ذکر باب الحاء لفظ حمار میں گزر چکا۔

شرعی حکم: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عربی گھوڑوں یا مقاریف و براذین جن پر گھوڑوں کا لفظ بولا جاتا ہے ان کا کھانا حلال ہے۔ قاضی شریح، حسن، ابن زبیر، عطاء، یا سعید بن جبیر، حماد بن زید، لیث بن سعد، ابن سیرین، اسود بن یزید، سفیان ثوری، ابی یوسف، محمد بن الحسن، ابن المبارک، احمد، اسحاق، ابو ثور رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ سعید بن جبیر لکھتے ہیں کہ برذون کے شوربے سے اچھی اور طیب میں نے اور کوئی چیز نہیں کھائی۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی رخصت عنایت فرمائی۔

ابو حنیفہ مالک اوزاعی رحمہم اللہ اس طرف گئے ہیں گھوڑوں کا گوشت مکروہ ہے مگر امام مالک کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے۔ کراہت تحریمی نہیں۔ اور ان کی دلیل وہ روایت جو سنن ابی داؤد نسائی اور ابن ماجہ میں کہ نبی ﷺ گھوڑوں نچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ یعنی اللہ نے گھوڑوں نچروں اور گدھوں کو سواری کے لئے اور زینت کے طور پر بنایا ہے۔ حنیفہ میں سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے اگر تم یہ کہو کہ یہ آیت احسان کے ذکر کے طور پر بیان کی گئی اور اعلیٰ منافع میں سے کھانا ہے اور حکیم اعلیٰ نعمتوں کے احسان کو چھوڑ کر ادنیٰ کا احسان ذکر نہیں فرماتا تو میں کہوں گا کہ اس آیت میں غالب و اکثریت کے طور پر بیان کی گئی ہے تو گھوڑوں میں غالب مفاد زینت اور سواری ہے۔ کھانا نہیں جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا ہے ویستنج بثلاثة احجار۔ یہاں غالب کے اعتبار سے پتھر کہا ہے کیونکہ عموماً استنجاء پتھروں سے ہی ہوتا ہے۔ اتنی

امام شافعی نے اور جو آپ کے موافق ہے اس نے کہا کہ آیت سے مراد تحلیل و تحریم کا ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے انعامات کی شناخت کروا رہا ہے۔ اور اپنی کمال قدرت و حکمت پر خبردار فرما رہا ہے۔

وہ حدیث جس سے امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ، امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ نے دلیل لی ہے۔ وہ مسند احمد امام احمد کی حدیث ہے جس کی سند اچھی نہیں اس میں دو مجہول راوی ہیں۔ اور اس ضعیف حدیث کے لئے صحیح حدیثوں کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ بخاری مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دے دی۔ ایک لفظ میں ہے ہمیں نبی ﷺ نے گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کیا۔ اس کو ترمذی نے ذکر کیا اور صحیح کہا ایک لفظ اس طرح بھی ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو ہم گھوڑوں کا گوشت کھاتے اور ان کا دودھ پیتے۔

صحیحین میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کے وقت میں ایک گھوڑا ذبح کیا تو ہم نے بھی کھایا اور آپ کے گھروالوں نے بھی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب دو جماعتیں آپس میں لڑائی کریں تو گھوڑا اس وقت یوں کہتا ہے سبح قدوس رب المائکة والروح۔ یعنی اللہ تعالیٰ پاک صاف ہے فرشتوں اور جبریل کا رب ہے۔ اسی لئے گھوڑے کے لئے غنیمت کے دو حصے ہیں۔ اسی طرح اس کو عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک گھوڑے کے لئے غنیمت ہوگی چاہے عربی گھوڑا ہو یا کوئی اور ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاعْتَدُوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾ یعنی ہر قسم کی قوت اللہ کے دشمنوں کے لئے تیار رکھو اور گھوڑوں کو بھی اللہ کی راہ میں باندھ رکھو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے عربی اور غیر عربی میں کوئی فرق نہیں کیا اسی طرح حدیث میں بھی کوئی ان میں فرق نہیں کیا بلکہ عام فرمایا چنانچہ ایک حدیث میں والخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامة الاجر والغنیمۃ۔ یعنی گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک خیر ہی باندھ دی گئی یعنی اجر بھی اور غنیمت بھی ملے گی۔

امام احمد نے فرمایا کہ عربی گھوڑے کے لئے دو حصے ہیں اور غیر عربی کے لئے ایک حصہ ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے ایک اثر



وارد ہوا ہے لیکن وہ صحیح نہیں۔ اور لاغر گھوڑے کو کچھ نہ دیا جائے۔ اسی طرح جو کسی کام کا نہ ہو اس کو بھی غنیمت سے کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ یہ سب کے سب اپنے مالک پر بوجھ ہی ہیں۔

امام جب دارالحرب میں داخل ہو تو گھوڑوں کا خیال رکھے اور وہاں صرف اچھا اور مضبوط گھوڑا ہی اندر جانے دے۔ اور مستعار اور اجرت والے گھوڑے کو بھی حصہ دیا جائے اور یہ حصہ مستعیر مستاجر کو دیا جائے اور صحیح بات یہ ہے کہ منسوب گھوڑے کا حصہ بھی لگایا جائے کیونکہ اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ حصہ سوار کا ہوگا بعض نے کہا کہ وہ مالک کا ہوگا۔ جب جنگ پانی یا قلعہ میں ہو اور وہاں ایک گھوڑا حاضر ہو تو اس کا بھی حصہ لگایا جائے۔ اور اگر دو آدمی ایک مشترک گھوڑا جنگ میں لائیں تو بعض نے کہا انہیں گھوڑے کا حصہ نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی پورا گھوڑا نہیں لایا۔ بعض نے کہا ان میں سے ہر ایک کو گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا۔ کیونکہ ایک گھوڑا ان دونوں کے ساتھ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کو گھوڑے کا حصہ آدھا آدھا دیا جائے۔ یہ آخری بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

اور اگر دو آدمی ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور وہ دونوں جنگ میں حاضر ہوں تو بعض نے کہا یہ دو سوار شمار ہوں گے اور ان کے لئے چھ حصے ہوں گے۔ بعض نے کہا یہ دونوں پیدل شمار ہوں گے کیونکہ کروفران دونوں کے لئے مشکل ہے۔ بعض نے کہا ان کے لئے چار حصے لینے جائیں گے۔ دو ان کے لئے اور دو گھوڑے کے لئے۔ اور ابن کج نے ایک عمدہ چوتھی وجہ اختیار کی ہے کہ اگر دونوں کو سوار کر کے کروفر کی طاقت ہے۔ تو اس کو چار حصے ملیں گے ورنہ دو۔

فوجیوں کی خصوصیات: شرعۃ الاسلام والے نے کہا کہ لشکر کے اگلے حصے کے لئے چند مختلف اخلاق سے موصوف ہونا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ ان کا دل شیر جیسا ہونہ بزدل ہونہ بھاگے۔ چیتے جیسا تکبر ہو کہ دشمن کے لئے تواضع اختیار نہ کرے۔ ریچھ کی سی بہادری ہو کہ تمام اعضاء کے ساتھ مل کر جنگ کرے اور حملہ کرنے میں خنزیر کی طرح ہو کہ جب وہ حملہ کرے تو پیٹھ نہ دے اور لوٹ میں بھیڑیے کی طرح ہو کہ ایک طرف سے مایوس ہو تو دوسرے طرف لوٹ ڈال دے اور بھاری ہتھیار اٹھانے میں چیونٹی کی طرح ہو کہ جو اپنے وزن سے کئی گنا زیادہ لٹھالیتی ہے اور ثابت قدمی میں پتھر کی طرح ہو کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور صبر میں گدھے کی طرح ہو کہ کتلو اوروں کی ضربیں اور نیزوں کے زخم اور تیروں کے پھل بھی برداشت کر سکے۔ وفا میں کتے کی طرح ہو کہ جب اس کا مالک آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو یہ بھی اس کے پیچھے داخل ہو جاتا ہے۔ اور فرصت میں مرغ کی طرح ہو اور چوکیداری میں کرکی کی طرح ہو اور تھک جانے میں یعر کی طرح ہو اور یہ ایک جانور ہے جو تکلیف سختی تھکاوٹ برداشت کر کے موٹا ہوتا ہے جیسا کہ اس کا ذکر عنقریب باب البیاء میں آئے گا۔

فقہی مسئلہ: ایک گدھا گھوڑی پر سوار ہوا تو گھوڑی حاملہ ہوگئی۔ اب اس گھوڑی کا دودھ پاک ہے اور دودھ میں نخل کا حکم اس مقام پر کچھ نہ ہوگا۔ بخلاف انسانوں کے کیونکہ گھوڑی کا دودھ چارے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ اس کے گوشت کے تابع ہوگا۔ اور اس لبن تک نخل کی وطی سرایت نہیں کرے گی۔ کیونکہ ایسی کوئی حرمت نہیں جو نخل کی وجہ سے پھیل سکے مگر صرف حرمت بچے کی طرف جائے گی کیونکہ وہ اس نر اور مادہ سے ہوتا ہے۔ تو اس پر تحریم غالب آئے گی۔ اور دودھ چونکہ وطی سے نہیں بنا بلکہ چارے سے بنا ہے اس لئے یہ حرام نہیں ہوگا۔

نبی ﷺ کے گھوڑے: نبی ﷺ کے کئی گھوڑے تھے۔ ایک السکب تھا۔ جو آپ نے بنو فزارہ کے اعرابی سے اسی اوقیہ میں مدینہ میں خریدا تھا۔ اور یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ اس اعرابی کے پاس اس کا نام ضرس تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس کا نام سکب رکھا۔ اور یہ لفظ سکب ماء سے مشتق ہے گویا کہ وہ ایک سیلاب تھا۔ اور شقائق النعمان کو بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ پہلا گھوڑا ہے جس پر نبی ﷺ نے جنگ کی۔ دوسرا گھوڑا سبحة ہے۔ یہ وہ گھوڑا ہے جس پر آپ ﷺ نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کیا تو آپ ﷺ جیت گئے تو بڑے خوش ہوئے۔ اور تیسرا المر تجز ہے جس کا ذکر تھوڑا پہلے گزرا ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا کہ اس کی آواز خوبصورت تھی۔ چوتھا لزاز ہے۔ سہیلی کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ یہ جس سے بھی مقابلہ کرے اس سے جیت جائے۔ پانچواں ظرب اور چھٹا لحفیف تھا۔ سہیلی کہتے ہیں کہ لحفیف اس کو کہتے ہیں کہ جو چال کے ساتھ زمین کو لپیٹ رہا ہو بعض نے کہا کہ اس کا نام خ کے ساتھ لحفیف تھا۔ اور اس کو بخاری نے اپنی جامع میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ ساتواں الورد ہے۔ یہ آپ کو تمیم داری نے تحفتاً دیا تھا۔ جو آپ نے عمر بن الخطاب کو دے دیا تو انہوں نے اس پر فی سبیل کسی کو سوار کر دیا۔ یہ وہی گھوڑا ہے جو بازار میں سستا بک رہا تھا۔ مگر انہوں نے نہ خریدا۔ یہ سات گھوڑے متفق طور پر آپ کے تھے۔ لیکن بعض نے کہا ان کے علاوہ اور گھوڑے بھی آپ کے تھے۔ ایک ابلق ہے دوسرا ذوالعقال ہے۔ ایک مرتجل ہے۔ ایک ذواللمہ ہے۔ ایک السرحان ہے ایک الیعوب ہے۔ ایک البحر ہے۔ یہ کیت اور ادہم تھا۔ ایک ملاوح تھا اور ایک الطرف تھا۔ ایک السحاء تھا۔ ایک مراوح ایک مقدم ایک مندوب ایک ضریر تھا۔ اس کو سہیلی نے آپ کے گھوڑوں میں ذکر کیا ہے۔ یہ پندرہ گھوڑے مختلف فیہ ہیں۔

حافظ دمیاطی نے ان کے بارے میں کلام کافی بسط سے بیان کیا ہے۔

ضرب الامثال: نبی ﷺ نے فرمایا بعثت انا والساعة کفر سی رھان کادت تسبق احداھما الاخری باذنھا۔ مجھے اور قیامت کو دو مقابلے کے گھوڑوں کی طرح بھیجا گیا ہے کہ ایک ان میں ایک دوسرے کے کان سے آگے بڑھ جائے۔ عرب یوں بھی کہتے ہیں ہما کفر سی رھان۔ یعنی وہ دونوں گھڑ دوڑ کے گھوڑے ہیں۔ یہ ان دو آدمیوں کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے جو دونوں برابر ہوں اور یہ تشبیہ ابتدا کی ہے انتہا کی نہیں ہے کیونکہ انتہا میں لامحالہ ان میں سے ایک کی سبقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں ابصر من فرس واطوغ واشد۔ یعنی گھوڑے سے زیادہ سمجھدار فرمانبردار اور سخت ہے۔ عرب کہتے ہیں فلان کالاشقر ان تقدم نحر وان تاخر عقر۔ وہ آدمی اشقر گھوڑے کی طرح ہے اگر آگے بڑھے تو ناک میں نتھ ڈال دی جاتی ہے اور اگر پیچھے رہ جائے تو کوئی نچیں کاٹ ڈالی جاتی ہیں۔ کیونکہ عرب اشقر گھوڑے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ مجاہد اور ایمان داری: احیاء العلوم میں کتاب الکسب کے تیسرے باب کے آخر میں کہ کسی ایک سبیل اللہ غازی سے روایت ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تاکہ میں ایک کافر کو قتل کروں تو میرا گھوڑا مجھ کو آگے نہ پہنچا سکا تو میں واپس لوٹ آیا وہ کافر میرے قریب ہوا میں نے دوبارہ حملہ کیا تو میرا گھوڑا پھر پیچھے رہ گیا میں نے تیسری دفعہ حملہ کیا تو وہ مجھے آگے نہ لے جاسکا۔ اور یہ کام اس نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا تو میں غم زدہ ہو کر واپس لوٹا اور اپنے سر کو جھکا کر دل شکستہ ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ وہ کافر مجھ سے بچ گیا اور اس گھوڑے کی اس حرکت کی وجہ سے مجھے غم لاحق ہو گیا میں نے اپنے سر کو خیمہ کے ستون پر رکھ دیا اور میرا گھوڑا کھڑا تھا تو میں

نے خواب میں دیکھا کہ میرا گھوڑا مجھ سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ کا یہ تجھ پر ذمہ ہے تو نے مجھ پر سوار ہو کر تین دفعہ کافر کو پکڑنے کا ارادہ کیا مگر کل تو نے میرے لئے چار خرید اتھا اور تو نے اس کی قیمت ایک درہم کھوٹی ادا کی تھی اور اس طرح کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ڈر کر بیدار ہوا اور اس چارے والے کے پاس گیا اور درہم اس کو بدل کر دیا۔

تمہ اخریٰ: ابن بشکوال نے اپنی کتاب المستغیثین باللہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک جن کے دین و رع علم پر سب کا اتفاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں جہاد پر نکلا اور میرے پاس ایک گھوڑا تھا ابھی میں راستے میں تھا کہ اس دوران گھوڑا گر گیا تو میرے پاس سے ایک خوبصورت اور اچھی خوشبو والا آدمی گزر اس نے کہا کیا تم گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے ہو میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے اپنا ہاتھ گھوڑے کی پیشانی پر رکھا اور اس کی پشت تک لے گیا اور یہ دعا پڑھی اقسمت علیک ایہا العلة بعزة عزة الله و بعظمة عظمة الله و بجلال جلال الله و بقدره قدرة الله و بسطان سلطان الله و بلا اله الا الله و بما جرى به القلم من عند الله و بلا حول و لا قوة الا بالله الا انصرفت. عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر گھوڑا مٹی جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس آدمی نے گھوڑے کی رکاب پکڑی اور مجھے کہا کہ سوار ہو جا میں سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی اور ہم نے دشمن پر چڑھائی کر دی اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ہمارے درمیان موجود ہے میں نے اس سے کہا کیا تو مجھے کل نہیں ملا تھا اس نے کہا جی ہاں تو میں نے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو کون ہے تو وہ اچھل کر کھڑا ہوا تو زمین اس کے نیچے سے سبز ہو کر لہلہانے لگی تو معلوم ہو گیا وہ خضر ہیں۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات جس بیمار پر بھی پڑھے وہ ٹھیک ہو گیا۔

طبی فوائد اور خواص: عربی گھوڑے کے دانت اگر کسی بچے پر لٹکا دیئے جائیں تو اس کے دانت بغیر کسی تکلیف کے آسانی سے نکل آئیں گے اگر اس کا دانت سونے والے کے سر کے نیچے رکھ دیا جائے تو جو شخص نیند میں خراٹے لیتا ہے اس کے خراٹوں کی آواز ختم ہو جائے گی۔ اس کا گوشت ریح کو ختم کرتا ہے۔ اس کا پسینہ بچے کے زیر ناف اور بغلوں میں لگایا جائے تو وہاں بال نہیں آگتے اور یہ درندوں اور سانپوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ گھوڑے کی دم سے بال لے کر کسی گھر کے دروازے پر لہبائی کی سمت میں لٹکایا جائے تو اس گھر میں اس وقت تک چھہر نہیں داخل ہوں گے جب تک یہ وہاں موجود رہے گا۔ اگر کوئی عورت ترکی گھوڑے کا خون پی لے تو وہ کبھی بھی حاملہ نہیں ہوگی۔ گھوڑے کے سم کی راکھ تیل میں ملا کر خنازیر کی بیماری پر لگائی جائے تو وہ بیماری دور ہو جائے گی۔ اگر کسی عورت کو گھوڑی کا لالعی میں دودھ پلا دیا جائے اس کے بعد اس کا خاوند اس سے جماع کرے تو اللہ کے حکم سے وہ حاملہ ہو جائے گی اگر گھوڑی کا دودھ وہ شہد سے ملا کر پیئے تو اس سے جماع کرنے میں بڑا مزہ محسوس ہوگا۔

اگر جنگلی پیاز کوٹ کر اڑیل گھوڑے کے دانتوں پر ملا جائے تو اس کا اڑیل پن ختم ہو جائے گا اور وہ نرم ہو جائے گا۔ گھوڑے کی لید خشک کر کے پیس کر زخموں پر لگانے سے خون رک جاتا ہے۔ آنکھوں کی سفیدی میں اسے لگانے سے یہ بیماری دور ہو جاتی ہے اگر اس کی دھونی دی جائے تو بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

برازین کورنگنے کا طریقہ: صاحب عین الخواص نے لکھا ہے کہ پانی کو اتنا زیادہ گرم کیا جائے کہ وہ بالوں کو ختم کر دینے والا ہو پھر یہ پانی ترکی گھوڑے پر ڈالا جائے تو یہ اس کے ان بالوں کو ختم کر دے گا اور اس رنگ کے برعکس بال آگ آئیں گے۔ نیز کہا

کہ سیاہ سفید رنگ کے گھوڑے کو سیاہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مردار سنج، عفص، زنجار، چونہ، زاج، الاساکفہ اور طین خوری۔ سب کو برابر لے کر کوٹ لیا جائے۔ اور گرم پانی میں گوندھ لیا جائے اور تر کی گھوڑا اس کے ساتھ رنگ کر ایک رات دن چھوڑ دیا جائے اس کے بعد اس کو دھو دیا جائے تو وہ ادھم (سیاہ) ہو جائے گا۔ اگر گھوڑے کے بعض حصے کو یہ دوائی لگائی جائے اور بعض کو نہ لگائی جائے تو وہ ابلق (ڈبے رنگ والا) ہوگا۔ اور اگر سیاہ رنگ کا سفید داغوں والا بنا نا ہو تو قطران (تارکول) کے ساتھ ابرش حرض کو دفلی کے پتوں سمیت پکایا جائے پھر اس کے پانی کو صاف کر کے کھار کے ساتھ اور اخروٹ کے تیل کے ساتھ پکایا جائے پھر گھوڑے کو اس سے غسل دیا جائے تو وہ شہباء (سیاہ سفید) بن جائے گا۔ اشہب کو ادھم بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تراخروٹوں کے چھلکے لے کر آس کو بوٹی اور لوہے کی میل سے پکائے پھر تر کی گھوڑے کو اس سے غسل دیا جائے اور اس کے جسم پر ملا جائے تو وہ ادھم بن جائے گا اور اس کا یہ کالا رنگ چھ ماہ تک سیاہ رہے گا۔ واللہ اعلم

تعبیر: اگر حاملہ عورت خواب میں گھوڑے کو دیکھے تو وہ شہسوار بچے کو جنے گی۔ گھوڑے کی تعبیر آدمی، تجارت، شراکت دار اور عورت سے دی جاتی ہے۔ جس نے دیکھا کہ گھوڑا اس کے ہاتھوں میں مر گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گھوڑا جس کی طرف منسوب ہے وہ مر جائے گا چاہے وہ اس کا لڑکا ہو بیوی یا شراکت دار ہو۔ ابلق گھوڑا خواب میں مشہور امیر مراد ہوتا ہے اس کا ذکر باب الخاء المعجمہ لفظ خیل میں گزر گیا ہے۔ کالا گھوڑا مال پر دلالت کرتا ہے اور پیلا گھوڑا اور بیمار گھوڑا اس آدمی کے بیمار ہونے پر دلالت کرتے ہیں جو اس پر سوار ہو اشقر گھوڑا قرض اور غم پر دلالت کرتا ہے اور بعض نے کہا فتنے پر دلالت کرتا ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ میں اشقر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ خون کے مشابہ ہوتا ہے۔ اشہب کی تعبیر صاحب قلم کے ساتھ دی جاتی ہے۔ ابن سیرین نے اسی طرح کہا ہے اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں اس کے سفید رنگ میں سیاہی ہوتی ہے۔ کیت گھوڑا قوت اور کھیل کو پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی جنگ اور لڑائی پر دلالت کرتا ہے۔ جو آدمی گھوڑے پر سوار ہو اور اس کو اتا دوڑا یا کہ اس کو پسینہ آ گیا تو وہ خواہش نفس میں مبتلا ہو جائے گا اور اپنا مال ضائع کرے گا۔ اور پسینہ تھکاوٹ کی دلیل ہے اور گھوڑے کو ایڑی مارنا خواہش کا ارتکاب کرنا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا لا تر کضوا وارجعوا الی ما اترفتہم فیہ۔ جو آدمی گھوڑے سے اتر پڑا اور اس پر واپسی کا کوئی ارادہ نہیں۔ تو یہ اگر حاکم ہو تو اس سے معزول ہو جائے گا۔

اور سرکش گھوڑے سے مراد دیوانہ آدمی ہے اور اڑیل گھوڑا استرو اور اکر والا آدمی ہے۔ جس نے اپنے گھوڑے کی دم کے بہت زیادہ بال دیکھے تو اس کی اولاد اور مال زیادہ ہوگا اگر بادشاہ ہے تو لشکر زیادہ ہوگا جس نے اپنے گھوڑے کا دم کاٹ لیا وہ اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑے گا۔ اس کی ساری اولاد مر جائے گی۔ اگر بادشاہ ہو تو اس کا لشکر ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر گھوڑے کے بال اکھڑ گئے تو اس کا وہ لشکر بکھر جائے گا جو گھوڑے والے کے پیچھے چلتا ہے۔ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سواری کرے اور وہ شاہسوار بھی ہو تو وہ عزت و مال و جاہت حاصل کرے گا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی کی پیشانی میں خیر باندھی گئی ہے۔ اور کبھی وہ سخی آدمی کو ملے گا۔ اور سفر بھی تعبیر ہوتی ہے کیونکہ سفر بھی گھوڑے سے مشتق ہے۔ اور اگر وہ حصان پر سوار ہو تو دشمن سے محفوظ رہے گا۔ اگر گھوڑی کی بچی پر سوار ہو تو عمدہ بچہ پیدا ہوگا۔ اگر وہ بوڑھے گھوڑے پر سوار ہو تو اس کی عمر لمبی ہوگی۔ اور وہ ٹٹو پر سوار ہو تو درمیانی حالت ہوگی۔ اور اس طرح زندگی گزارے گا کہ نہ امیر ہوگا

نہ غریب۔

اگر وہ گھوڑی دیکھے اگر مجرد ہے تو ایسی عورت سے شادی کرے گا جو مال جمال اور نسب والی ہے۔ اور غیر اصیل کی نسبت اصیل زیادہ شریف ہوتا ہے۔ بعض دفعہ گھوڑا اچھی عمارت والے گھر پر دلالت کرتا ہے۔ ابن مقری نے کہا کہ جو سیاہ سفید گھوڑے پر سوار ہے۔ تو وہ دشمن کے خلاف مدد حاصل کرے گا کیونکہ یہ فرشتوں کا گھوڑا ہے۔ اور سیاہ گھوڑا غم ہے اور سفید پنچ کلیان علم پرہیزگاری اور دین ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن وضو کی وجہ سے میرے سامنے پنچ کلیان گھوڑوں کی طرح پیش ہو گے۔ اور جو سیاہ سرخ پر سوار ہو تو وہ شراب پیئے گا کیونکہ یہ بھی شراب کا نام ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کے گھوڑے پر سوار ہو تو وہ اس کا مرتبہ حاصل کرے گا اور اس کے طریقے پر چلے گا۔ جبکہ وہ سواری مشہور ہو اور اس کے لائق ہو۔ جس نے دیکھا کہ وہ کسی گھوڑے کو کھینچ کر لے جا رہا ہے۔ وہ آدمی کسی شریف آدمی کی خدمت حاصل کرے گا۔ اور سواری کی جگہ کے علاوہ گھوڑے پر سوار ہونے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ جیسے چھت پڑ دیوار پڑ یا قید میں۔

خصی گھوڑا خادم پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہر سوار ہوئی چیز کو اس کے مطابق اعتبار کیا جائے گا۔ زین گھوڑ سوار کے لئے ہوگی۔ اور کجاوہ اور ہودج اونٹ کے لئے ہے۔ اور پالکی خچر کے لئے ہے۔ پالان کے نیچے کبل گدھوں کے ہوتے ہیں۔ جو کسی ایسے حیوان پر سوار ہوا جس کے ساز و سامان کے وہ لائق نہیں۔ تو اس کو ایسی تکلیف دی جائے گی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ اور بغیر لگام کے جانور سے مراد زانیہ عورت ہے۔ کیونکہ وہ جدھر چاہتی ہے چل پڑتی ہے۔ بے مہار گھوڑا بھی اس طرح ہوگا۔ جس نے دیکھا کہ گھوڑے کا گوشت کھا رہا ہے اسے اچھی تعریف اور نام حاصل ہوگا۔ بعض نے کہا اس کے پیلا رنگ ہونے کی وجہ سے یہ بیماری ہے اور جس سے اس کا گھوڑا جھگڑ پڑا تو اس کا غلام اس کے خلاف بغاوت کرے گا۔ اگر تاجر ہو تو اس کا شراکت دار بغاوت کرے گا اور تعبیر دی گئی خوابوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا ہے کہ میں ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہوا جس کے پاؤں لوہے کے ہیں۔ تو انہوں نے کہا تم مر جاؤ گے۔ واللہ اعلم

## فرس البحر

یہ ایسا حیوان ہے جو دریائے نیل میں پایا جاتا ہے۔ اس کی پیشانی گھوڑے کی طرح ہوتی ہے۔ اس کے پاؤں گائے کی طرح پھٹے ہوتے ہیں۔ اس کا منہ چپٹا ہوتا ہے۔ اس کی دم خنزیر کی دم کی طرح چھوٹی ہے۔ اس کی شکل گھوڑے کی سی ہے۔ مگر اس کا چہرہ قدرے بڑا ہوتا ہے اور چمڑا بڑا سخت ہے۔ یہ خشکی کی طرف آ کر لوگوں کی کھیتیاں چرتا ہے اور کبھی انسان وغیرہ کو بھی مار دیتا ہے۔ شرعی حکم: یہ وحشی گھوڑوں کی طرح اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ کیونکہ یہ غالب اوقات میں صبح سویرے باہر نکلتا ہے۔

طبی فوائد خواص: اس کی جلد جلا کر سنبھ کے آٹے میں ملا کر سرطان پر طلاء کیا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کا پتہ پانی میں تیس دن تک چھوڑ دیا جائے پھر اس کو کوٹ کر چودہ یا چوبیس دن تک بغیر گرم ہوئے شہد میں ملا کر سرمہ لگایا جائے تو آنکھ کا سیاہ پانی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا دانت اگر قریب المرگ مریض پر لٹکا یا جائے جس کو پیٹ کی ایسی بیماری ہے جس سے پیٹ میں درد ہو پیٹ پھول گیا ہو تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کا چمڑا کسی بستی کے درمیان دفن کر دیا جائے تو وہاں کوئی آفت نہیں آئے گی۔ اس کو جلا

کرورم زدہ جگہ پر لگایا جائے تو درم ٹھیک ہو جائے گا در درک جائے گا۔  
تعبیر: خواب میں سمندری گھوڑا دیکھنا جھوٹ پر اور ناقص امر پر دلالت کرتا ہے۔  
فصل:

خواب میں سمندر کو دیکھنا غلام اور قیدی بننا ہے اس لیے کہ جو سمندر میں گر جائے تو اس کے لیے وہاں سے نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔  
شریف اور اہل علم آدمی پر بھی سمندر اور دریائے علم کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور سمندر کی تعبیر دنیا سے بھی دی جاتی ہے۔  
جس نے دیکھا کہ وہ سمندر کی پشت پر لیٹا ہے یا بیٹھا ہے تو وہ بادشاہ کے معاملے میں دخل اندازی کرے گا اور اس سے خطرہ  
میں ہوگا۔ کیونکہ پانی میں غرق ہونے سے محفوظ نہیں۔ جس نے سمندر کا پانی پیا تو وہ بادشاہ سے بہت سے مال حاصل کرے گا۔ اگر  
اس نے سارا پانی پی لیا تو وہ بادشاہ کا سارا مال حاصل کرے گا۔ اگر سمندر کو دور سے دیکھا مگر وہاں نہیں گیا تو اس کا کام نہیں بن  
سکے گا۔

جس نے دیکھا کہ وہ سمندر کا پانی پی رہا ہے تو اگر اس کے ساتھ کوئی شریک ہے تو وہ اس سے جدا نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا:  
واذ فرقنا بکم البحر۔

جس نے دیکھا کہ وہ دریا پر خشکی کی طرح چل رہا ہے تو وہ خوف سے محفوظ ہوگا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا۔

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى. یعنی سمندر میں خشک راستہ اختیار کرو اور پکڑے  
جانے کا نہ خوف ہو گا نہ ڈر۔

جس نے سمندر میں سے موتی نکالنے کے لئے غوطہ لگایا تو وہ شخص علم کی گہرائیوں میں جائے گا۔

جس نے سمندر کو ایک جانب تیر کر دوسری جانب طے کر لیا وہ ہر غم اور فکر سے نجات پالے گا۔

جو موسم سرما میں سمندر میں تیرا اس کو بادشاہ کی طرف سے غم ملے گا یا قید ہوگا یا ریاح کی بیماری لگ جائے گی۔ اور جس نے  
دیکھا کہ سمندر لوگوں کی آبادی میں آ گیا ہے اور سارا سامان گیلا کر دیا ہے یا اس کے جانوروں نے لوگوں کی خوراک کو کھا لیا ہے تو  
اس علاقے کا بادشاہ عوام پر ظلم کرے گا۔ اور اس سال لمبی بد بختی آئے گی۔ خاص طور پر جبکہ وہ جوش میں ہو اور موجیں مار رہا ہو  
کیونکہ اس طرح تیز رفتاری پر دلالت کرتا ہے۔ اور خواب میں چھوٹا سمندر دیکھنا قاضیوں، والیوں اور غلاموں پر دلالت کرتا ہے۔  
جو تمام امور حکم سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور چھوٹا سمندر غنی عورت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور پرسکون سمندر بہادری پر دلالت کرتا  
ہے۔ اور مسافر کے لئے سمندر دیکھنا سفر کی مشکل پر دلالت کرتا ہے۔

تتمہ: خواب میں نہر دیکھنا برے آدمی پر دلالت کرتی ہے۔ جو کسی نہر میں داخل ہو اوہ بڑے لوگوں میں سے کسی سے ملاقات  
کرے گا۔ نہر سے پانی پینے کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ جو نہر میں داخل ہو وہ سفر پر نہیں جائے گا۔ کیونکہ اس کا پانی منتقل ہونے والا  
اور مسافر ہے جو نہر کی ایک جانب سے دوسری جانب کو دکر چلا گیا ہے تو وہ غم سے نجات پائے گا۔ اور دشمن کے خلاف مدد حاصل  
کرے گا۔

جونہر میں داخل ہوا وہ بادشاہ کے کام میں داخل ہوگا۔ بازاروں میں پانی چل رہا ہو اور لوگ اس سے وضو کر رہے ہوں اور فائدہ اٹھا رہے ہوں تو بادشاہ منصف ہوگا۔ اور پانی چھتوں پر چڑھ گیا اور ان کا سامان گیلا ہو گیا تو بادشاہ ظالم ہے اور لوگوں پر سختی کرتا ہے۔ جس کے گھر سے نہر نکلی اور اس نے کسی کو نقصان نہیں دیا تو اس کی نیکی لوگوں تک پہنچے گی۔ جو خود نہر بن گیا تو خون نکل جانے سے وہ مر جائے گا۔

فصل:

پانی کا چشمہ دیکھنا کراہت نعمت اور آرزوں کا پالینا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ دیکھنے والا مستور الحال ہو۔ جس نے چشمے کو گھر سے نکلتے دیکھا تو وہ لونڈی کو خریدے گا۔ اگر چشمہ اس کے گھر سے نکل کر باہر چلا گیا تو اس کے پاس سے مال نکل کر چلا جائے گا۔ اور پانی گھر میں ٹھہر گیا تو اس سے مراد غم ہے اگر پانی صاف ہو تو صحیح جسم کو غم لاحق ہوگا۔ چشموں میں سے وہ مکروہ ہے جس کا پانی ٹھہرا ہوا ہو اور چل نہ رہا ہو۔ جس نے چشمے کا پانی پی اس کو غم ملے گا اگر ٹھنڈا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

## الفرش

چھوٹے اونٹوں کو کہتے ہیں۔ بعض کے کہا اونٹوں گائیوں بکریوں میں سے اس کو کہتے ہیں جو ذبح کے کام آسکے۔ اسی سے اللہ کا فرمان ہے حمولة و فرشا۔ یعنی سواری والے اور فرش والے۔ یہاں فرش پر حملہ کو مقدم کیا کیونکہ اس کا فائدہ زیادہ ہے اس لئے کہ اس سے کھانے اور اٹھانے میں کام لیا جاتا ہے۔ فراء نے کہا فرش کی جمع کا مجھے علم نہیں ہے۔ نیز کہا کہ ممکن ہے یہ مصدر ہو اور اس کا نام رکھ دیا گیا ہو یہ ان کے اس قول سے نکلا ہے۔ فرشها اللہ فرشا۔ یعنی اللہ نے ان کو بکھیر دیا۔

## فرانق

فاء کے ضمہ سے ہے شیر ببر برید کو کہتے ہیں۔ یہ شیر سے چونکار ہتا ہے۔ باب الباء موحده میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## الفرفر

بروزن ہد پانی کے پرندوں میں ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جو کبوتر جتنا ہوتا ہے۔

## الفرفور

یہ عصفور کے وزن پر ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے شاید کہ یہ وہی پرندہ ہو جس کا ابھی پہلے ذکر ہوا ہے۔

## الفرع

فاء کے فتح اور راء مہملہ اور آخر میں عین مہملہ سے ہے۔ جانور کا بچہ ہے صحیحین میں حدیث ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی ﷺ نے فرمایا لا فرع و عتیرہ۔ نہ فرع ہے اور نہ عتیرہ کیونکہ عرب ان کو ذبح کرتے تھے اور کھاتے نہیں تھے۔ اس لئے کہ وہ خیال کرتے تھے کہ اس سے مال میں برکت پڑتی ہے اور اس کی نسل زیادہ ہو جاتی ہے۔  
عتیرہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جس کو عرب ماہ رجب کے پہلے دن ذبح کرتے ہیں اور اسے رجبیہ کہتے تھے۔

شرعی حکم: فرع اور عتیرہ کی کراہت میں دو وجہیں ہیں صحیح وجہ وہ ہے کہ جس پر شافعی نے نص بیان کی ہے اور احادیث بھی اسی کا تقاضا کرتی ہیں کہ یہ دونوں مکروہ نہیں بلکہ ان کا کھانا مستحب ہے۔ ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے دیہاتیوں کو فخر سے ایک دوسرے پر جانور ذبح کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ عرب لوگ جانور ذبح کرنے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے تو جوان میں سے زیادہ ذبح کرتا وہ غالب ہو جاتا تو نبی ﷺ نے ان کے گوشت کو ناپسند کیا کہ کہیں مَا أَهْلًا بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ میں داخل نہ ہو۔ اور ابو داؤد نے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دو مقابلہ میں ذبح کرنے والوں کے کھانے سے منع کیا۔

فائدہ: علامہ ابوالفرج اصفہانی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ مشہور فرزدق شاعر جس کا نام ہمام بن غالب ہے اس کا باپ اپنی قوم کا سردار تھا جب اہل کوفہ پر بھوک آ پڑی تو فرزدق کے باپ غالب نے اپنے گھر والوں کے لئے ایک اونٹنی ذبح کی اور اس میں سے کھانا تیار کیا اور بنو تمیم کے کچھ لوگوں کو پیالوں میں شرید بنا کر پیش کیا اور ایک پیالہ تحیم بن وکیل ریاحی کے سامنے پیش کیا جو اس قوم کا سردار تھا۔ اس شعر کا قائل وہی ہے۔

انا ابن جلا و طلاع الشنايا  
متى اضاع العمامة تعرفونى

”میں صبح کا بیٹا ہوں اور گھاٹیوں میں چڑھنے والا ہوں۔ جب میں عمامہ اتاروں گا تو تم مجھے پہچان لو گے۔“

(حجاج جب کوفہ آیا تو اس نے اپنے خطبے میں اسی شعر کو پڑھا) تو تحیم نے اس کی برابری کی اور جو شخص پیالہ لایا تھا اس کو مارا اور کہا۔ میں غالب کے کھانے کا محتاج ہوں؟ اگر وہ ایک اونٹنی ذبح کرے گا تو میں دوسری کروں گا تو ان کے درمیان ذبح کا مقابلہ چل پڑا پھر تحیم نے اپنے گھر والوں کے لئے ایک اونٹنی ذبح کی دوسرے دن غالب نے اپنے گھر والوں کے لئے تین اونٹنیاں ذبح کیں جب چوتھا دن ہوا تو غالب نے سوا اونٹنیاں ذبح کر دیں تحیم کے پاس اتنی اونٹنیاں نہیں تھیں اس لئے اس نے کچھ بھی ذبح نہ کیا اور اس بات کو اپنے دل میں چھپا لیا جب بھوک کا زمانہ ختم ہو گیا اور لوگ کوفہ میں آ گئے تو بنو ریاح نے تحیم سے کہا تو نے ہم پر ساری زندگی کی عار بنا دی تو نے اتنے اونٹ کیوں نہیں ذبح کئے جتنے غالب نے کئے تھے ہم تجھے ایک کے بجائے دو اونٹنیاں دے دیتے۔ تو اس نے یہ عذر کیا کہ اس کے اونٹ اس وقت موجود نہیں تھے پھر اس نے تین سوا اونٹنیاں ذبح کیں اور لوگوں سے کہا اب جتنا چاہو کھاؤ اور یہ حضرت علیؓ کا دور خلافت تھا آپ سے اس کے کھانے کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا تو آپ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا کہ اونٹنیاں کھانے کے لئے ذبح نہیں کی گئیں بلکہ ان کا مقصد صرف فخر و مباہات ہے پھر ان کا گوشت گندگی کے ڈھیروں میں پھینک دیا گیا تو اس کو کتوں گدوں وغیرہ نے کھایا۔



## الفرعل

قنقد کے وزن پر ہے بجو کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع فراعل آتی ہے۔ بیہتی نے عبداللہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بچے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ بجو کے بچے کے جرم میں مارنے میں بکری کا ایک بچہ ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ عربوں کے نزدیک فرعل بجو کے بچے کو کہتے ہیں اور اس حدیث میں نعتہ من الغنم سے مراد یہ ہے کہ وہ بکری کی طرح حلال ہے۔ کیت شاعر کہتا ہے۔

وتسمع اصوات الفراعل حوله يعاوين اولاد الذئاب الهقالس

”تم بجو کے بچوں کی آوازیں پانی کے ارد گرد سنو گے کہ وہ بھیڑیے کے بچے کی طرح آوازیں نکالتے ہیں۔“

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اغزل من فرعل یعنی وہ فرعل سے زیادہ پھاڑنے والا ہے۔ یہ لفظ غزل اور مرادوت سے نکلا ہے۔ میدانی کہتے ہیں کہ غزل کا معنی پھاڑنا ہے غزل الکلب اس وقت کہا جاتا ہے جب کتا کسی ہرن کے پیچھے لگے اور اس کو پا لے تو وہ ہرن اس کے سامنے آواز کرنے لگے تو وہ ٹھنڈا پڑ جائے اور حیران ہو جائے۔ اور شاید کہ فرعل بھی اسی طرح کرتا ہو جب وہ شکار کے پیچھے لگے تو عربوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اغزل من فرعل اتئی ابن ہشام نے کہا کہ عکرمہ بن ابی جہل نے خندق کے دن اپنے نیزے کو پھینک دیا اور شکست خوردہ ہو گیا تو حسان بن ثابت نے اس بارے میں یہ شعر کہے۔

وفر والقی لنا رمحه لعلك عكرم لم تفعل

”وہ بھاگا اور ہمارے لئے اپنا نیزا پھینک دیا۔ کاش کہ عکرمہ تم نے ایسا نہ کیا ہوتا۔“

وولیت تعدو كعدو الظلی م مان یجوز عن المعدل

”تم نے پیٹھ پھیر دی اور شتر مرغ کی طرح دوڑ گئے جیسے کوئی گزرنے والا گزر جائے۔“

ولم تبق ظهرك مستانساً كان قفاك قفا فرعل

”تو نے اپنی پشت کو غیر مانوس کر دیا گویا کہ تیری پشت فرعل کی طرح ہے۔“

## الفرقد

بکری کے بچے کو کہتے ہیں اور ابو فرقد جنگلی بیل کی کنیت ہے۔

## الفرناب

فاء کے کسرہ کے ساتھ ہے ابن سیدہ نے کہا یہ چوہے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ بوع میں سے چوہے کے بچے کو کہتے ہیں۔

## الفرهود

جلمود کے وزن پر ہے درندے کے بچے کو کہتے ہیں بعض نے کہا کہ پہاڑی بکرے کے بچے کو کہتے ہیں اور گندے لڑکے کو بھی

کہتے ہیں۔ عرب اس کو منصرف پڑھتے ہیں اور کہتے تفرہد۔ یعنی وہ موٹا ہو گیا۔

## الفروج

جوان مرغ کو کہتے ہیں اس کی ایک لغت میں ضمہ ہے جس کو لہجائی نے بیان کیا ہے اس کی جمع فرارتج ہے۔ جو ہری نے اصمعی کا یہ شعر پڑھا ہے۔

اقبلن من بئر ومن سواج والقوم قد ملوا من الادلاج  
”وہ کنوئیں سے آہستہ آہستہ آئیں اور لوگ اندھیرے سے تھک چکے تھے۔“

يمشون افواج على افواج مشى الفراريج مع الجدجاج  
”وہ فوج در فوج چلے آ رہے ہیں جس طرح فرارتج مرغوں کے ساتھ چلتے ہیں۔“

حکم و خواص: اس کا حکم اور خواص مرغ کی طرح ہیں۔

تعبیر الرویا: خواب میں فرارتج کو دیکھنا قیدیوں کے بچے ہیں۔ کیونکہ مرغ پناہ میں ہوتا ہے۔ جس نے فرارتج کی آواز سنی تو وہ فاسق قوم کا کلام سنے گا۔ جس نے فرارتج کا گوشت کھایا وہ کسی معزز آدمی کا مال کھائے گا۔ خواب میں فرارتج ایسے عمل پر دلالت کرتے ہیں جو جلدی سے اور بغیر تھکاوٹ کے حل ہو جائے کیونکہ فرارتج کی تربیت میں کوئی کلفت نہیں اٹھانی پڑتی۔

## الفریر والفرار

نجم ماعزۃ اور گائے کے بچے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ معز کی وہ اولاد ہے جس کا جسم چھوٹا ہو بعض نے کہا فریر واحد ہے اور فرار جمع ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی۔

## الفسافس

خنفس کے وزن پر ہے ایک ایسا جانور ہے جو چیچڑوں کی طرح بہت زیادہ بدبودار ہوتا ہے یہ بات ابن سینا نے کہی ہے۔ قزوینی نے کہا کہ مچھر کو کوٹ کر شرم گاہ کی سوارخ میں رکھ دیا جائے تو پیشاب کی تنگی میں فائدہ ہوگا باب الباء میں اس طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

## الفصیل

اونٹنی کے بچے کو کہتے ہیں جبکہ وہ اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دے اور یہ فعلیل بمعنی مفعول جیسے جرتج اور قتیل بمعنی مجروح اور مقتول ہوتے ہیں۔ اس کی جمع فعلان اور فعال فاء کے کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

امام احمد اور مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ اہل قباء کی طرف گئے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا صلاۃ الاوابین۔ کا وقت وہ ہے کہ جب اونٹنی کے بچوں کے پاؤں جھلنے لگیں مطلب یہ ہے کہ ریت گرم ہو جائے اور اونٹنی کے بچے اس کی گرمی کی وجہ سے اور اپنے پاؤں جلنے کی وجہ سے بیٹھ جائیں۔

امام احمد اور ابو داؤد نے دیکھ کر بن سعید اشعری کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ہم چار سو چالیس سواری تھے ہم نے آپ سے کھانے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔ عمر اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے وہ ہمیں لے کر ایک کمرے کی طرف چڑھ گئے چابی نکالی اور دروازہ کھولا تو کمرے میں کھجوریں تھی گویا کہ ایک اونٹنی کے بیٹھے ہوئے بچے کی طرح تھیں تو انہوں نے کہا جتنی چاہو لے لو۔ ہم میں سے ہر ایک نے جتنی چاہیں اس سے کھجوریں لے لیں میں نے مڑ کر دیکھا میں ان میں آخری آدمی تھا تو ایسے لگا کہ جیسے ہم نے ان میں کچھ کم نہ کیں بلکہ وہ جتنی تھیں اتنی ہی باقی رہ گئیں۔

ابن عطیہ نے سورہ فلق کی تفسیر میں کہا ہے کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے بتایا ہے کہ اس نے بعض لوگوں کے پاس سرخ رنگ کا دھاگہ دیکھا ہے کہ اس میں اونٹ کے بچے کے نام پر گرہ دی جاتی تو یہ اپنی ماں کا دودھ پینے سے رک جاتا اور جب یہ گرہ کھول دی جاتی تو یہ بچہ فوراً اپنی ماں کے پاس دودھ پینے چلا جاتا ہے۔

فرع: کسی کے گھر میں اونٹنی کا بچہ داخل ہو جائے اور عمارت توڑے بغیر اس کو نکالنا ناممکن ہو تو اگر اس میں مکان والے کی کوتاہی ہے مثلاً وہ اس کو ہانک کر کے لایا ہو یا اس کو دیوار توڑ کر داخل کیا ہو تو اونٹنی کے بچے کا مالک تاوان نہیں بھرے گا۔ اور اگر بچے کے مالک کی کوتاہی ہے تو عمارت کو توڑا جائے گا اور توڑنے کا تاوان اس پر لازم ہوگا۔

اگر وہ خود بخود داخل ہو تو پھر بھی بچے کے مالک پر دیت لازم آئے گی اور عراقیوں نے اس بات کو قطعی بیان کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس میں دودھ نہیں ہیں اور دوسری یہ ہے کہ اس پر کوئی دیت نہیں ہوگی۔

ضرب الامثال: اتخم من فصیل۔ یعنی وہ اونٹنی کے بچے سے زیادہ پیٹھ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ دودھ پی لیتا ہے۔ پھر اسے بدبھمی ہو جاتی ہے۔

عرب کہتے ہیں کفضل ابن المخاض علی الفصیل۔ جیسے ابن مخاض کی فصیل پر فضیلت ہے۔ یعنی ان دونوں کے درمیان فضیلت کم ہے اور یہ مثال ان دو شخصوں کے بارے میں بولی جاتی ہے جو مردانگی میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہوں۔ عرب کہتے ہیں۔ استنت الفصال حتی القرعی۔ یعنی اونٹنی کے بچے بھی بڑے بن گئے یہاں تک پھوڑے والے بھی۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اس شخص سے کلام کرے جس سے اس کی جلالت قدر کی وجہ سے کلام نہیں کرنی چاہیے۔ قرعی قریع کی جمع ہے جیسے مریض مرضی اور قرعی اس کو کہتے ہیں جس کے جسم میں قرعی ہو اور قرعی اس سفید پھوڑے کو کہتے ہیں جو اونٹنیوں کے بچوں میں نکل آتا ہے اس کا علاج نمک ہے اور اونٹنیوں کے دودھ کی جھاگ ہے۔ واللہ اعلم

تعبیر: خواب میں اونٹنی کے بچے کا دیکھنا شریف بچہ کی علامت ہے اور ہر چھوٹے جانور کو خواب میں چھوٹا غم کی علامت ہے۔

## الفلاحس

یہ بروزن جعفر ہے۔ ریچھ اور عمر رسیدے کو کہتے ہیں۔

فلاحس بنو شیبان کے سرداروں میں سے ایک آدمی بھی تھا۔ جب اسے حصہ دیا جاتا تو اپنی بیوی اور اونٹنی کا حصہ بھی مانگتا تھا۔

اس لئے کہتے ہیں اسئل من فلاحس۔ یعنی وہ فلاحس سے بھی زیادہ مانگنے والا ہے۔

## الفلو

الفلو کسرہ ضمہ اور فتحہ کے ساتھ ہے۔ چھوٹی گھوڑی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع افلاء ہے۔ سیدو یہ کہتے ہیں کہ اس کو کسرہ نہیں دیتے کیونکہ اس سے کراہتہ قراءۃ الاخلال واقع ہوتی ہے اور فلوان بروزن فعلان کو کسرہ اس لئے نہیں دیتے کہ واؤ سے پہلے کسرہ آجاتا ہے جو مکروہ ہے اگرچہ درمیان میں حجاز موجود ہے مگر ساکن حجاز کی کوئی وقعت نہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

جوہری نے کہا الفلو بتشدید الواؤ ہے کیونکہ وہ اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دیتی ہے۔ بعض نے کہا کہ مونث کو فلوۃ کہتے ہیں جیسے عدو عدوۃ اور جمع افلاء ہے جیسے عدو سے اعداء اور فلیۃ بروزن خطایا بھی آتی ہے۔ اور فعائل اس کی اصل ہے۔

ابوزید کہتے ہیں کہ فاء کی فتح کے بعد واؤ پر شد پڑھنی پڑے گی اور اگر فاء کو کسرہ دیں تو واؤ مخفف پڑھو گے۔ تو کہو گے فُلُو فُلُو جیسے جرؤ اور کہتے ہیں فلوتہ عن امہ وافتلیتہ یعنی میں نے اس کی ماں کا دودھ چھڑا دیا اور کہا جاتا ہے فرس مفل و مفلیۃ یعنی بچے والی گھوڑی۔

صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی آدمی پاک کمائی سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دائیں ہاتھ سے لیتا ہے اگر وہ ایک کھجور ہے تو اس کو بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اونٹنی کے بچے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح یا اس سے بھی بڑا ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ رحمان کی ہتھیلی میں بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے بڑا ہو جاتا ہے۔ ماوردی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس جیسی حدیثوں کو نبی ﷺ نے اس طریقے سے تعبیر کیا ہے جس طرح لوگوں کی عادت ہے۔ پس نبی ﷺ نے صدقے کے قبول کرنے کو ہتھیلی میں لینے سے کنایہ کیا اور اس کے اجر بڑھانے کو تربیت سے کنایہ کیا۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ جب کوئی چیز پسندیدگی اور عزت سے لی جاتی ہے تو اس کو دائیں ہاتھ سے لینے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح کے کاموں میں اس کو استعمال کیا گیا اور قبول و رضا کے لئے دائیں ہاتھ کو بطور استعارہ کے استعمال کیا کیونکہ بائیں ہاتھ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ بعض نے کہا یہاں کف الرحمان سے اور دائیں ہاتھ سے مراد وہ ہتھیلی اور دائیں ہاتھ ہے جس میں صدقہ لوٹایا جاتا ہے۔

اس کی اضافت اللہ کی طرف کرنا ملکیت اور اختصاص کے لئے ہے تاکہ یہ صدقہ اللہ کے لئے ہو۔ اور اس کی تربیت میں کہا گیا ہے کہ یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا مقصد اس کی ذات کی عظمت اور برکت ہے اور اپنے فضل سے اس میں اضافہ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ میزان میں بھاری ہو جائے۔ اور یہ حدیث اللہ کے اس فرمان کی طرح ہے۔ يَمْحَقُ اللَّهُ

الرِّبْوَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ. (البقرة: ۲۷۶)

سنن ابی داؤد میں زبیر بن عوام کی حدیث ہے کہ انہوں نے کسی کو کسی گھوڑے پر سوار کیا جس کا نام غمر یا غمرہ تھا۔ تو انہوں نے اس گھوڑی کا بچہ یا بچی بازار میں بکتا دیکھا تو انہوں نے اس کے خریدنے سے منع فرما دیا اور صدقہ دینے کے بعد اپنی ملکیت میں لانے سے روک دیا۔

## الفنایۃ

گائے کو کہتے ہیں جمع فنوات ہے۔

## الفنک

بروزن عسل یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس سے پوستین بنائی جاتی ہے۔

ابن بیطار نے کہا کہ یہ تمام پوستینوں سے اچھی پوستین ہوتی ہے اور یہ صقلی کے شہروں سے درآمد کی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے گوشت میں بھی حلاوت ہو۔ یہ سمور کے گوشت سے ٹھنڈا اور معتدل اور سنجاب سے گرم ہوتا ہے۔ معتدل مزاج والوں کے موافق ہے۔

حکم: یہ حلال ہے کیونکہ پاکیزہ چیزوں میں سے ہے۔ تمہید میں ابن عبدالبر نے ابن یوسف سے بیان کیا ہے کہ فنک سنجاب اور سمور سب لومڑی اور نیولے کی طرح درندے ہیں۔

## الفنیق

اونٹوں میں سے اچھے سانڈ کو کہتے ہیں۔ جس پر اس کی کرامت کی وجہ سے نہ سوار ہوا جائے اور نہ اس کو ذلیل کیا جائے۔ اس کی جمع فنق اور افناق ہے۔ اسی سے حجاج کا وہ قول ہے جس سے اس نے ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کیا اور مکہ پر منجیق نصب کر دیں اور کہا ابن زبیر کی خطا فنیق اونٹ کی طرح ہے۔

## الفهد (شیر)

اس کی جمع فہود ہے۔ فہد الرجل یعنی فلاں آدمی اپنی نیند اور سرکشی میں چیتے کے مشابہ ہو گیا اور ام ذرع کی حدیث میں ہے کہ جب داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے۔ ارسطو نے کہا کہ فہد شیر اور چیتے سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مزاج چیتے کی طرح ہے اور اس کی طبیعت میں کتے کی طبیعت سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے مادہ چیتا کو حمل ہو جائے تو ہرنز چیتا اس سے شفقت اور اس کی غمخواری اپنے شکار سے کرتا ہے۔

جب بچہ جننے کا وقت قریب آ جاتا ہے تو یہ اس جگہ چلی جاتی ہے جس کو اس نے اس کام کے لئے تیار کر رکھا ہوتا ہے۔ فہد کے ساتھ زیادہ سونے میں مثال بیان کی جاتی ہے اور یہ بڑے بوجھل جسم والا ہوتا ہے۔ جس جانور کی پیٹھ پر سوار ہو اس کو توڑ دیتا ہے۔ اس کی طبیعت میں غضبناکی ہے۔ یعنی جب کسی شکار پر کودتا ہے تو جب تک اس کو حاصل نہ کر لے سانس نہیں لیتا۔ اسی لئے وہ گرم ہو جاتا ہے اور اس کے پھیپھڑے ہوا سے بھر جاتے ہیں۔ جب شکار ہاتھ سے نکل جائے تو بڑے غصے میں واپس

آتا ہے اور بہت دفعہ اپنے سانس کو بھی مار ڈالتا ہے۔

ابن جوزی نے کہا کہ چیتے کو خوبصورت آواز کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے۔ نیز کہا جب یہ شکار پر تین مرتبہ کودتا ہے اور اس کو حاصل نہیں کر سکتا تو بڑا غصے ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے محسن کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے۔ اور بڑے فہم چھوٹے فہموں کی نسبت جلد سیکھ لیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس کو کلیب بن وائل نے شکار کیا۔ اور سب سے پہلے اس کو گھوڑے پر سوار کرنے والا یزید بن معاویہ ہے۔ اور جو اس کے ساتھ کھینے میں مشہور ہوا وہ ابو مسلم خراسانی ہے۔

یزید کے بارے میں فتویٰ!! کیا الہر اسی جو کہ شافعی فقیہ ہے سے یہ پوچھا گیا کہ یزید بن معاویہ صحابی ہے یا نہیں اور کیا اس کو لعن طعن کرنا درست ہے یا نہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ صحابی نہیں ہے کیونکہ وہ دور عثمانؓ میں پیدا ہوا اور سلف میں سے ابو حنیفہ احمد اور مالک کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں تصریح ہے اور ایک میں تلویح ہے اور ہمارے لئے تو تصریح کا ہی ایک قول ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ شیر کا شکار کرنے والا نہ دیکھنے والا اور دائمی شرابی تھا۔ شراب کے متعلق اس کے یہ شعر ہیں۔

اقول لصحب ضمت الكاس شملهم وداعی صابات الهوی یترنم  
”میں کہتا ہوں جو ان دوستوں سے جن کی جماعت نے شراب کا پیالہ تحویل میں لے لیا ہے جب محبت کا بلانے والا ترنم سے گارہا ہے۔“

خذوا بنصيب من نعيم ولذة فكل وان طال المدى يتصرم  
”کہ نعمتوں اور لذتوں میں سے اپنا حصہ لے لو تو ہر چیز ختم ہو جائے گی اگرچہ اس کی عمر لمبی ہو جائے۔“

اس نے اس بارے میں ایک لمبی فصل لکھی ہے ہم نے اس سے اعراض کیا پھر اس نے کاغذ الٹا کر کے یہ لکھا کہ اگر میں ایک پوری بیاض بڑھا دوں تو قلم کی بھاگ ڈھیلی چھوڑ دوں گا اور اس شخص کی رسوائیوں کو شرح و بسط سے بیان کروں گا۔ غزالی نے اس مسئلے میں اس کے برعکس فتویٰ دیا ہے۔ اس سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یزید کو واضح لعنت کرتا ہے تو کیا وہ شخص فاسق ہو گا یا اس کو اس کی اجازت ہے۔ نیز کہا یزید نے حسین کو قتل کیا ہے یا صرف اس کا ارادہ دفاع کا تھا نیز کیا اس کے متعلق رحم کی دعا کرنے کی گنجائش ہے یا خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ تو اس نے جواب دیا کہ کسی مسلمان کو بالکل لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ جس نے کسی مسلمان کو لعنت کی تو وہ خود ملعون ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا مسلم لعان نہیں ہوتا۔ مسلمان کو لعنت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس کی نہی وارد ہوئی ہے اور مسلمان کی عزت کعبہ کی عزت سے بھی زیادہ ہے جیسے نبی ﷺ سے یہ بات ثابت ہے۔ اور یزید کا اسلام لانا بالکل صحیح ہے اور حضرت حسین کو قتل کرنا صحیح طور سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی اس کو پسند کیا۔ جب اس سے یہ بات صحیح طور پر ثابت نہیں تو اس پر کسی طرح یہ گمان کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ اِنَّ اَكْبَرَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ اِنَّ اَكْبَرَ الظَّنِّ اِثْمٌ اور نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا خون مال اور عزت حرام کی ہے اور بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔

جو یہ حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان کو کس نے قتل کرنے کا حکم دیا تو یہ بات نہیں جان سکے گا۔ اور جب اس کا پتہ ہی نہیں تو ہر مسلمان پر حسب امکان حسن ظن رکھنا لازم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ثابت بھی ہو جائے کہ کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو

قتل کر دیا ہے تو اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا اور قتل کفر نہیں معصیت ہے۔ بسا اوقات قاتل توبہ کے بعد مرتا ہے اور کافر بھی اگر اپنے کفر سے تائب ہو جائے۔ تو اس کو لعن کرنا درست نہیں تو اس کو کیسے لعنت کی جا سکتی ہے جو قتل سے توبہ کرے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ قاتل حسین نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

لہذا مسلمانوں میں سے جو بھی فوت ہو جائے اس کو لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ جو اس کو لعنت کرے گا وہ فاسق اور اللہ کا نافرمان ہوگا۔ اگر اس کو لعنت کرنا جائز بھی ہو تو اگر خاموش رہے گا تو بالاجماع نافرمان نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر ساری زندگی ابلیس کو بھی لعنت نہ کی تو اس سے بھی نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے اس کو لعنت کیوں نہیں کی۔ اور لعنت والے سے پوچھا جائے گا کہ تو نے لعنت کیوں کی؟ اور تجھے کیسے پتہ چلا کہ وہ ملعون ہے۔ اور ملعون اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی رحمت سے دور ہو اور یہ صرف اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جو کفر کی حالت میں مرا ہو اور یہ بات صرف شرع سے معلوم ہو سکتی ہے اس لیے ایسے شخص کے لئے رحم کی دعا کرنا جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ ہمارے قول اللھم اغفر للمؤمنین و المؤمنات میں داخل ہے۔

کیا الہر اسی ابو الحسن عماد الدین علی بن محمد طبری ہے امام الحرمین کے معاون مدرسین علماء میں سے ایک یہ تھے اور دوسرے غزالی تھے۔ اور یہ ۵۰۴ ہجری محرم میں بغداد میں فوت ہوئے۔ ان کے دفن کے وقت ابو طالب زینی اور قاضی القضاة ابو الحسن دامغانی موجود تھے جو طائفہ حنیفہ کے پیش رو تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان اور اس شخص کے درمیان کچھ ناچاقی سی تھی تو ایک سر پر اور ایک پاؤں کی طرف کھڑا ہوا اور دامغانی کہنے لگا۔

وما تغنی النواذب والبواکی وقد اصبحنا مثل حدیث امس

”رونے والے اور نوحہ کرنے والے تیرے کسی کام نہ آسکے تو کل کی بات کی طرح ہو گیا ہے۔“

زینی نے یہ شعر کہا:

عقم النساء فلا یلدن شیہہ ان النساء بمثلہ عقم

”عورتیں بانجھ ہو گئیں وہ اس جیسا مرد کبھی نہیں جنیں گی وہ اس جیسا مرد پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔“

باب الحاء حمام کے ذکر میں امام غزالی کے کچھ مناقب اور ان کی وفات کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ رشید ایک دفعہ شکار کو نکلا تو وہ شکار کرتا کرتا علیؑ کی قبر پر جا پہنچا۔ ایک شکار پر اس نے کچھ چیتے چھوڑے تو وہ چیتے اس شکار کے پیچھے علیؑ کی قبر تک جا پہنچے۔ مگر قبر کی جگہ کے پاس جا کر رک گئے۔ اور شکار پر آگے نہ بڑھے تو رشید بڑا متعجب ہوا تو باخبر لوگوں میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین اگر میں آپ کو آپ کے چچا علی ابن ابی طالب کی قبر بتاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟

اس نے کہا مکمل عزت وقار۔ اس نے کہا یہ ان کی قبر ہے۔ رشید نے کہا تجھے کیسے پتہ چلا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ آتا تھا۔ وہ ان کی قبر کی زیارت کرتا تھا اور مجھے بھی اس نے اس قبر کے متعلق بتا دیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ وہ جعفر صادق کے ساتھ آتا اور اس کی زیارت کرتا تھا اور جعفر صادق اپنے باپ محمد باقر کے ساتھ آ کر اس کی زیارت کرتا تھا۔ اور محمد باقر اپنے باپ علی زین العابدین کے ساتھ آ کر زیارت کرتا تھا اور علی زین العابدین اپنے باپ حسین کے ساتھ آ کر زیارت کرتے تھے۔ اور

حسینؑ اس قبر کے متعلق اچھی طرح جانتے تھے۔ تو رشید نے حکم دیا تو اس قبر کو احاطے میں لے لیا گیا تو یہ پہلی بنیاد ہے جو اس میں بنائی گئی پھر باقی عمارتیں بنو سامان اور بنو ہمدان کے دنوں میں بنیں۔ پھر بنو سلیمان یعنی بنو بویہ کے دور حکومت میں یہ عمارتیں بہت ترقی کر گئیں۔ نیز فرمایا کہ عضد الدولہ ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے علیؑ کی قبر کو ظاہر کیا اور وہاں مشعر تعمیر کیا اور اپنے متعلق وصیت کی کہ اسے وہاں دفن کیا جائے۔ اور لوگوں کا اس قبر میں اختلاف ہے۔ حتیٰ کے بعض نے کہا کہ یہ قبر مغیرہ بن شعبہ ثقفی کی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ کوفہ میں قصر العمارت میں دفن ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ علیؑ کی قبر حقیقت میں کسی کو معلوم نہیں۔

اور عضد الدولہ کو فنا خسر نے اور ابو شجاع بن رکن الدولہ دیلمی نے زہر پلایا تھا۔

عضد الدولہ بنو بویہ میں سے سب سے عظیم بادشاہی والا تھا۔ لوگ اور شہر سب اس کے فرمانبردار تھے۔ اور سخت قیادت والے لوگ بھی اس کے مطیع تھے۔ اسلام میں یہ پہلا شخص تھا جس کو ملک کا خطاب دیا گیا۔ کما تقدم یہ پہلا شخص تھا جس کے لئے بغداد میں منبر پر خطبہ دیا گیا۔ اس کا لقب تاج المملۃ بھی تھا۔ اور علوم اور اہل علوم کا بڑا دلدادہ تھا۔ ان سے نیکی کرتا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا اور ان کے ساتھ مسائل میں تبادلہ خیال کرتا تھا۔ تو ہر شہر سے علماء اکٹھے ہو کر اس شہر آگئے اس کے لئے کتابیں لکھیں اس کی تعریف کی۔ اس کی وفات کا ذکر باب الہمزہ لفظ اوز میں گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ کچلیوں والا جانور ہوتا ہے اس لئے کہ شیر کے مشابہہ ہے۔ اس کی بیج جائز ہے کیونکہ اس کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اجرت پر دینے میں کوئی اختلاف نہیں۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں۔ اثقل رأسا من الفهد۔ یعنی وہ فہد سے زیادہ بوجھل سر والا ہے۔ نیز کہتے ہیں۔ انوم من فهد و اوثب و اکسب من فهد یعنی فلاں فہد سے زیادہ سونے والا کودنے والا اور کمانے والا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ بوڑھے فہد جب اپنے لئے شکار نہیں کر سکتے تو نوجوان چیتے اکٹھے ہو کر اپنے لئے بھی شکار کرتے ہیں اور ان کے لئے بھی۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا گوشت ذہن کو تیزی اور جسم کو قوت بخشتا ہے۔ جو اس کا خون پیئے گا اس پر بیوقوفی غالب آجائے گی۔ اس کے بچے کسی جگہ رکھے جائیں تو وہاں سے چوہے بھاگ جاتے ہیں۔ صاحب عین الخواص نے لکھا ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ چیتے کے پیشاب کو عورت اپنے پاس اٹھائے رکھے تو حاملہ نہیں ہوگی بلکہ بسا اوقات بانجھ ہو جاتی ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں چیتا دیکھنا مذہب دشمن کی علامت ہے۔ جو نہ دشمنی ظاہر کرتا ہے نہ دوستی۔ جو اس سے جھگڑے گا وہ کسی انسان سے جھگڑے گا۔ ابن مقرئ نے کہا اس کا دیکھنا عزت و رفعت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ناز و انداز سے غل غپاڑہ پر دلالت کرتا ہے۔ کبھی اس کی تعبیر وحشی جانوروں کی تعبیر کی طرح ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

## الفور

ہرن کو کہتے ہیں یہ وہ جمع ہے جو من لفظ نہیں بلکہ من غیر لفظ ہے کہا جاتا ہے لا افعل کذا ما لآلات الفور باذناہا۔

جب تک فور اپنی دم کو ہلاتے رہیں گے میں یہ کام نہیں کروں گا۔ یہ الفاظ بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ما لآلات العفر باذناہا۔

اور عفر سے مراد بھی ہرنیاں ہیں۔



## الفولع

سرخ ٹانگوں والا پرندہ ہے گویا کہ اس کا سر بڑھاپے کی وجہ سے رنگا ہوا ہے۔ ان میں سے بعض کے سر سیاہ ہوتے ہیں۔ باقی جسم خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الفیصور

قیطور کی طرح چست گدھے کو کہتے ہیں۔

## الفویسقه

چوہے کو کہتے ہیں۔ بخاری ابوداؤد اور ترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سوتے وقت برتن ڈھانپ دو اور مشکوں کا منہ بند کر دو دروازے بند رکھو اپنے بچوں کو گھر میں روک لو کیونکہ جن چل پھر رہے ہوتے ہیں اور اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اپنے چراغوں کو بجھا دو کیونکہ کبھی کبھی چوہا دیئے کی بتی لے کر گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کو فویسقه اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے مالوں میں خرابیاں پیدا کرتا ہے اور ان کو تباہ کر دیتا ہے اور فسق اصل میں خروج کو کہتے ہیں اسی لئے اطاعت سے نکل جانے والے کو فسق کہتے ہیں کہا جاتا ہے فسقت الرطبة عن قشرها یعنی کھجور اپنے چھلکے سے باہر نکل آئی۔

## الفياد

صياد کے وزن پر ہے مذکر الکو کہتے ہیں اس کو صدی بھی کہتے ہیں۔

## الفيل

مشہور جانور ہاتھی ہے۔ اس کی جمع افیال۔ فیول اور فیلة آتی ہے۔ ابن السکیت نے کہا افیلہ نہیں کہتے اور اس کے مالک کو فیال کہتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا ہو سکتا ہے کہ فیل اصل میں افیل ہو۔ تو یاء کی وجہ سے فاء کو کسرہ دیا گیا۔ جیسے عرب کہتے ہیں ابیض و بیض۔ اس کی کنیت ابوالحجاج، ابو الحرمان، ابو غفل، ابو کلثوم، ابو مزاحم ہے۔ ہتھنی کو ام شبل کہتے ہیں۔ ربیع الابرار میں ہے کہ حبشہ کے بادشاہ ابرہہ کے ہاتھی کی کنیت ابو العباس تھی اور اس کا نام محمود تھا۔ اور بعض شعراء نے اس نام کے بارے میں کیا عمدہ کیا۔

ما اسم شئیء ترکیبہ من ثلاث وهو ذو اربع تعالی الاله

”کوئی ایسی چیز نہیں جس کی ترکیب تین حرفوں سے ہو اور وہ چار لاتوں والا ہو اللہ بہت بلند ہے۔“

قیل تصحیفه ولكن اذا ما عكسوه يصير لى ثلاثا

”فیل اس کی تصحیف ہے لیکن جب وہ اس کو الٹیں گے تو اس کا دو تہائی حصہ ”لی“ ہوگا۔“

ہتھنی کی دو قسمیں ہیں فیل اور زندیل یہ ایسے ہی ہیں جیسے بختی اور عربی اونٹ ہوتے ہیں یا گائے اور بھینس ہوتی ہے یا گھوڑا اور ٹٹو ہوتا ہے یا جیسے جرز اور فار ہوتا ہے یا جیسے نمل اور ذر ہوتی ہے۔

بعض نے کہا فیل مذکر ہے اور زندیل مونث ہے۔ اور یہ قسم اگرچہ گھریلو بن جائے۔ صرف اپنے شہروں اور اپنے پیدا ہونے کی اصلی جگہ میں حاملہ ہوتی ہے۔

جب یہ بچہ ہوتا ہے تو یہ اونٹ کی طرح چارہ اور پانی وغیرہ نہیں کھاتا پیتا۔ یہاں تک کہ اس کا سرورم زدہ ہو جاتا ہے اور اس کا سانس اس سے بھاگ جاتا ہے کبھی کبھی تو یہ بہت جہالت والی حرکتیں کرتا ہے۔ مذکر کی عمر جب پانچ سال کی ہوتی ہے تو یہ جفتی کرتا ہے۔ اور اس کی جفتی کا وقت موسم بہار ہے۔ اور مونث دو سال میں حاملہ ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ حاملہ ہوتی ہے تو اس کے قریب کوئی نر نہیں آ سکتا نہ اس کو چھوس سکتا ہے۔ اور جننے کے تین سال بعد تک اس سے جفتی نہیں کر سکتا۔

عبداللطیف بغدادی نے کہا کہ وہ سات سال کی عمر میں جفتی ہوتی ہے۔ اور اس کا مذکر ایک ہی ہتھنی سے جفتی کرتا ہے اور اس پر بڑی غیرت کھاتا ہے۔ جب اس کا حمل مکمل ہو جائے اور جننے لگے تو نہر میں داخل ہو جاتی ہے اور بچہ جن دیتی ہے۔ کیونکہ یہ صرف کھڑے ہو کر ہی بچہ جنتی ہے۔ اس کے پاؤں کے درمیان کوئی فاصلہ بھی نہیں ہوتا۔ جب یہ بچہ جنتی ہے تو اس کا مذکر اس کو اور اس کے بچے کو سانپوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہاتھی اونٹ کی طرح کینہ پرور ہے۔ بسا اوقات اپنے سانس کو بھی بغض کی وجہ سے مار ڈالتا ہے ہندوستان کے لوگوں کا خیال ہے کہ ہاتھی کی زبان الٹی ہوتی ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو یہ کلام کرنے لگتا اس کی کچلیاں بڑی بڑی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اس کا دانت سوکلو تک ہوتا ہے۔ اس کی ناک ہی اس کی سونڈ ہوتی ہے۔ اور اس کا ہاتھ ہوتی ہے جس سے یہ کھانا پینا منہ تک پہنچاتا ہے۔ اس سے لڑائی کرتا ہے اور چیختا بھی ہے۔ اس کا چیخنا اس کے جسم کی طرح نہیں ہوتا بلکہ بچے کی طرح چیختا ہے۔ اس میں اتنی طاقت ہوتی ہے جس سے وہ درخت کو اس کی جڑوں سے اکھیڑ دیتا ہے۔ اس میں اتنی سمجھ ہوتی ہے جس سے وہ جلد سیکھ لیتا ہے۔ اور اس کا سانس اس کو بادشاہوں کے سامنے سجدہ وغیرہ جنگ و امن میں خیر و شر کی تمیز سکھاتا ہے یہ اس کو سمجھ لیتا ہے۔ ان میں سے بعض آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرتے ہیں۔ پھر جوان میں سے غالب آ جاتا ہے تو مغلوب اس کے سامنے جھکتا ہے۔

ہندوستان کے لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ یہ بہت اعلیٰ اور پسندیدہ خصائل کا مالک ہے۔ اس کی پشت اونچی ہوتی ہے اور صورت بڑی ہوتی ہے اور اس کا منظر بڑا عجیب و غریب ہے۔ اس کی سونڈ بہت لمبی ہوتی ہے۔

اس کے کان بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ اس کا بوجھ بڑا بھاری ہوتا ہے۔ اس کی چال بڑی ہلکی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ یہ انسان کے پاس سے گزر جاتا ہے مگر اس کے ہلکے قدموں اور استقامت کی وجہ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کی عمر لمبی ہوتی ہے۔

ارسطو نے بیان کیا ہے کہ ایک ہاتھی کی عمر ۴۰۰ برس ہوتی ہے اور یہ بھی اس کی خاص علامت شمار کی جاتی ہے۔ اس کے درمیان اور بلے کے درمیان پیدائشی دشمنی ہے حتیٰ کہ ہاتھی اس سے بھاگ جاتا ہے۔ جس طرح درندہ سفید مرغ سے بھاگ جاتا ہے۔ جس طرح بچھو چھپکلی کو دیکھتے ہی مر جاتا ہے۔

قزوينی نے بیان کیا ہے کہ ہتھنی کی شرمگاہ اس کی بغل کے نیچے ہوتی ہے۔ جب اس کے حمل کا وقت آتا ہے تو وہ بغل کو اونچی کر کے ساٹھ کے سامنے کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ پس پاک ہے وہ پاک ذات جس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

اللہ کا وعدہ: حلیہ میں ابو عبد اللہ قلنسی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے کسی سفر میں کشتی پر سوار ہوئے تو تیز آندھی چل پڑی۔ کشتی والوں نے اللہ کے حضور عاجزی کی اور انہوں نے اللہ کے لئے کئی نذریں مانیں کہ اگر اللہ نے انہیں نجات دے دی تو وہ اپنی نذریں پوری کریں گے۔ اور انہوں نے ابو عبد اللہ پر نذر کے متعلق اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے کہ اگر اللہ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا کشتی ٹوٹ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اور کچھ دیگر کشتی میں سوار لوگوں کو ساحل پر لگا دیا تو وہ کچھ دن بغیر زادراہ کے ٹھہرے رہے اسی دوران ان کے سامنے ایک چھوٹا ہاتھی آیا تو انہوں نے اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لیا مگر ابو عبد اللہ نے اس میں سے کچھ نہ کھایا اور اپنی ہمت کے مطابق جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے تمام ساتھی سو گئے تو اس ہاتھی کی ماں اس کے نشانات کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی آگئی وہ اپنے بیٹے کی بوسوگھ رہی تھی تو جس کے پاس سے بھی اس کو ہاتھی کے گوشت کی بوسوس ہوئی اس کو اپنے پاؤں میں روند کر مار ڈالا۔ ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ سب کو مار کر میری طرف آئی اور اس نے مجھ سے گوشت کی بونہ پائی تو میری طرف اشارہ کیا کہ مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ تو میں اس پر سوار ہو گیا۔ وہ ساری رات بڑی تیزی سے مجھے سوار کئے دوڑتی رہی۔ صبح کو میں ایک کھیتی اور زراعت والے علاقے میں پہنچ گیا پھر اس نے میری طرف اشارہ کیا کہ میں اتر جاؤں میں اس کی پشت سے اتر گیا تو مجھے لوگ اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ کے ترجمان نے مجھ سے کچھ باتیں پوچھیں تو میں نے اس کو سارا قصہ بتا دیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ہتھنی تھے ایک رات میں آٹھ دن کی مسافت طے کر کے لائی ہے۔ ابو عبد اللہ کہتے ہیں میں ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر ایک دن میں کشتی پر سوار ہوا اور اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔

سکندر اور چین کا بادشاہ: قاضی تنوخی کی کتاب الفرج بعد الشدة میں مذکور ہے کہ اصہبانی نے کہا کہ میں نے بعض پہلے لوگوں کے واقعات میں پڑھا ہے کہ اسکندر جب چین پہنچا تو وہاں ڈیرے ڈال دیئے تو ایک رات اس کا دربان اس کے پاس آیا جبکہ رات کافی گزر چکی تھی اس نے سکندر سے کہا کہ چین کے بادشاہ کا قاصد دروازے پر اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے تو اس نے کہا اس کو اجازت ہے۔ جب قاصد اندر آیا تو سب سے پہلے داخل ہوتے ہی زمین بوس ہوا۔ پھر کہا اگر بادشاہ صاحب مجھ سے خلوت میں ملاقات فرمائیں تو بہت بہتر ہوگا سکندر نے اپنے درباریوں کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ سب کے سب چلے گئے اور سوائے دربان کے وہاں کوئی بھی موجود نہ رہا۔ تو قاصد نے دربان سے کہا جو پیغام میں بادشاہ کے لئے لایا ہوں اس کو بادشاہ کے علاوہ کوئی بھی دوسرا آدمی سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تو سکندر نے قاصد کی تلاش لینے کا حکم دیا اس کی تلاش لی گئی مگر اس سے کوئی اسلحہ وغیرہ نہ ملا۔ سکندر نے اپنے سامنے ایک نگلی تلوار رکھ لی اور اس سے کہا اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا اور جو بات کہنا چاہتا ہے کہہ دے پھر اپنے دربان کو چلے جانے کا حکم دے دیا۔ جب مکان خالی ہو گیا تو قاصد کہنے لگا آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں چین کے بادشاہ کا قاصد نہیں بلکہ میں خود چین کا بادشاہ ہوں اور میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے

ہیں اگر اس کی اطاعت ممکن ہو تو اگرچہ مشکل طریق سے ہو پھر بھی میں اس کو قبول کر لوں اور اس طرح ہم اور تم جنگ سے بے نیاز ہو جائیں تو سکندر نے اس سے کہا تمہیں مجھ سے کس چیز نے بے خوف کیا۔ اس نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک عقل مند آدمی ہیں اور نہ ہی ہمارے درمیان کوئی پرانی دشمنی ہے اور نہ کوئی اندرونی مطالبہ ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو چین والے اپنا ملک آپ کے حوالے نہیں کریں گے۔ اور میرے نہ ہونے کے وقت کسی کو اپنا سربراہ بنانے میں انہیں کوئی چیز مانع بھی نہیں۔ اور تم کو اس وقت کوئی اچھائی کی طرف منسوب نہیں کرے گا بلکہ تم کو لوگ نا سمجھی سے موصوف کریں گے۔

اسکندر نے اس کی بات پر غور کرتے ہوئے سر جھکا لیا پھر سر اٹھایا اور اس کے سامنے اس کی بات کی سچائی کھل گئی اور اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی عقل مند ہے۔ تو اس سے کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے ملک کی تین سال کی آمدنی فوراً مجھے دے دو۔ اس کے بعد ہر سال نصف آمدنی ادا کرو۔ چین کے بادشاہ نے کہا کچھ اور؟ اس نے کہا نہیں! وہ کہنے لگا میں نے آپ کی یہ بات مان لی۔ اسکندر نے کہا پھر تمہارا کیا حال ہوگا۔ وہ کہنے لگا میں پہلے جنگ جو کا پہلا مقتول۔ اور پھاڑنے والے کا پہلا لقمہ ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا اگر میں دو سال کی آمدنی پر قناعت کروں تو تمہارا کیا حال ہوگا اس نے کہا میں اپنی تمام لذتوں کو ختم کر کے اس کو درست کروں گا۔ اس نے کہا اگر میں چھٹے حصے پر قناعت کروں؟ تو اس نے کہا چھٹا حصہ بڑا افر حصہ ہے اور باقی لشکر پر اور ملک کے اسباب پر خرچ ہوگا۔ سکندر نے کہا میں اسی پر کفایت کرتا ہوں۔ چین کے بادشاہ نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور رخصت ہو گیا۔ جب صبح ہوئی سورج طلوع ہوا تو چین کے لشکر آہنچے یہاں تک کہ اپنی کثرت سے زمین کو بھر دیا اور سکندر کے لشکر کو گھیر لیا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاکت کے خوف سے اپنے گھوڑوں پر کود کر سوار ہو گئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے اسی دوران چین کا بادشاہ ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر تاج پہنے ہوئے سامنے آ گیا۔ جب سکندر نے اس کو دیکھا تو پیدل چل کر اس کے پاس گیا اور کہا کیا تو نے دھوکہ دیا ہے۔ اس نے کہا اللہ قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو سکندر نے کہا یہ کیسا لشکر ہے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کو بتا دوں کہ میں نے آپ کی اطاعت فوج کی کمی اور اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں کی اور تاکہ آپ اس لشکر کو دیکھ لیں۔ اور جو لشکر آپ کے سامنے نہیں آیا وہ اس سے زیادہ ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اللہ کی بڑی ذات آپ کی طرف متوجہ ہے۔ اور آپ کو ان پر بھی غلبہ دے دیا ہے جو مجھ سے اور آپ سے زیادہ طاقتور ہیں اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں۔ تو میں جان گیا کہ جو شخص اللہ سے جنگ کرے گا وہ ضرور مغلوب و مقہور ہوگا۔ اس لئے میں نے آپ کی اطاعت کر کے اس کی اطاعت کی ہے اور آپ کے سامنے ذلت اختیار کر کے اللہ کے سامنے ذلت اختیار کی ہے۔ سکندر نے کہا آپ جیسے آدمی سے تو کچھ بھی نہیں لینا چاہیے اور میں نے آپ سے زیادہ فضیلت اور عقل سے موصوف ہونے کا مستحق کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا وہ میں نے معاف کر دی اس لئے اب میں جا رہا ہوں۔ تو چین کے بادشاہ نے کہا جب آپ نے اس طرح کا معاملہ کیا ہے تو آپ کبھی بھی ناکام نہیں ہوں گے۔ پھر چین کے بادشاہ نے ان کو تحفے ہدیے اور مقرر کی ہوئی چیز سے کئی گنا زیادہ عطیے دیئے۔ پھر سکندر چلا گیا۔

انسان کی ضرورت!! ایک واقعہ: میں کہتا ہوں کہ اس حکایت نے مجھے ایک اور حکایت یاد دلا دی ہے جس کو ابتلاء الاخیار کے مصنف نے اسکندر اور اقصی چین کی ملکہ کے متعلق بیان کی ہے کہ اسکندر جب زمین میں چلا اور ملک فتح کئے تو چین کی

ملکہ نے اس کے متعلق سنا تو جن لوگوں نے سکندر کو دیکھا تھا اس نے ان میں سے مصورین کو بلوایا اور حکم دیا کہ ہر قسم کی مصنوعات میں اس کی تصویر بنائیں۔ کیونکہ وہ اس سے ڈرتی تھی۔ تو انہوں نے چٹانوں، برتنوں اور رقوم میں اس کی تصویریں بنائیں۔ پھر اس نے حکم دیا کہ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے اس کے سامنے لا کر رکھ دیں۔ پھر وہ ان چیزوں کو دیکھنے لگی یہاں تک کہ اس نے سکندر کو اچھی طرح پہچان لیا۔ پھر جب اسکندر اس کے ملک پر آیا اور وہاں اترا۔ سکندر نے خضر سے ایک دن کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ سے کہوں پھر کہا میں چاہتا ہوں کہ اس شہر میں اجنبی بن کر جاؤں اور دیکھوں کہ اس میں کیا کیا جاتا ہے۔ اس نے کہا جو آپ کے ذہن میں آتا ہے کر گزریں۔ جب اسکندر اس کے پاس گیا تو ملکہ نے اپنے قلعے سے اس کی طرف دیکھا تو اس کو ان تصویروں کی بنا پر جو اس کے پاس تھیں پہچان لیا اور اس کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب سکندر کو ملکہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو قید میں ڈال دیا گیا جس میں نہ رات کا پتہ چلتا نہ دن کا۔ سکندر تین دن اس میں رہا نہ کھاتا نہ پیتا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کی طاقت ختم ہو جاتی۔ اس کا لشکر اس کے غائب ہونے کی وجہ سے بڑا پریشان ہوا خضر انہیں چپ کراتا اور تسلیاں دیتا۔ چوتھا دن ہوا تو ملکہ نے تقریباً سو ہاتھ لبا ایک دسترخوان بچھایا اور اس میں سونے اور چاندی اور شیشے کے برتن رکھ دیئے اور سونے کے برتنوں کو لوگوں کو اور زبرد کے ساتھ بھر دیا۔ اور چاندی کے برتنوں کو سرخ اور پیلے یا قوتوں اور موتیوں کے ساتھ بھر دیا اور شیشے کے برتنوں کو سونے اور چاندی سے بھر دیا ان میں کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی یہ ایسا مال تھا جس کی قدر صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس نے دسترخوان کے نیچے ایک چھوٹا سا پیالہ رکھ دیا جس میں گندم کے آٹے کی روٹیاں تھیں۔ اور تھوڑا سا پانی تھا پھر اس نے سکندر کو باہر نکالنے کا حکم دیا اور اس کو دسترخوان کے سرے پر بٹھا دیا اس نے اس کی طرف دیکھا تو اس چیز نے اس کو حیران کر دیا اور اس نے ان جواہر کی طرف نگاہ دوڑائی تو ان میں کوئی کھانے کی چیز اسے نظر نہ آئی تو اس نے دسترخوان کے کنارے پر ایک برتن دیکھا جس میں کھانا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی طرف چل کر گیا اور اس کے پاس بیٹھ کر بسم اللہ پڑھ کر کھانے لگا جب اس سے فارغ ہوا تو اپنی ضرورت کے مطابق پانی پیا پھر الحمد للہ کہا اور کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی پہلی جگہ پر آ کے بیٹھ گیا۔ پھر ملکہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے بادشاہ کیا تین دن بعد بھوک کے غلبے نے تجھے جواہر چاندی اور سونے سے نہیں روک دیا؟ اور ان سب چیزوں سے اس کھانے نے بے نیاز نہیں کر دیا؟ جس کی قیمت ایک درہم ہے۔ تجھے لوگوں کے مالوں سے تعرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ آپ کو صرف اتنا ہی کافی ہے جو آپ نے کھا لیا۔ تو سکندر نے اس سے کہا تم اپنے شہر اپنے مال اپنے پاس رکھو۔ آج کے بعد تم پر کوئی حرج نہیں ہے تو ملکہ نے اس سے کہا جب آپ نے اس طرح کا رویہ رکھا تو آپ گھانا نہیں پائیں گے پھر اس نے جو کچھ اس کے پاس موجود تھا سب حاضر کر دیا اس میں ایسی چیزیں بھی تھیں کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا اور دل بھول جاتا تھا اور بہت زیادہ اس کو مویشی بھی دیئے۔ اسکندر اپنے لشکر کے پاس گیا اور اس کے ہدیئے قبول کر کے وہاں سے کوچ کر گیا۔

دیگر مورخین نے ذکر کیا ہے کہ تحفوں میں تین سو ہاتھی تھے اور سکندر نے اس کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ خود بھی ایمان لے آئی اور اس کی بادشاہی کے سب لوگ ایمان لے آئے۔

عجیب و غریب بات: نشوان والے نے کہا کہ ایک خارجی نے ملک ہند پر خروج کیا تو بادشاہ نے اپنے لشکر اس کی

طرف بھیج دیئے تو خارجی نے امن طلب کیا تو بادشاہ نے اس کو امن دے دیا تو خارجی بادشاہ کی طرف چل دیا جب بادشاہ کے شہر کے قریب گیا تو بادشاہ نے لشکر کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکلنے کا حکم دے دیا تو لشکر جنگ کے ہتھیار لے کر نکلا۔ اور عام لوگ اس کے اندر داخل ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ صحرا میں دور تک گئے اور اس شخص کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ چند آدمیوں میں پیدل آیا اس پر ریشم کا کپڑا تھا اور کمر میں تہ بند تھی۔ عام لوگوں کے لباس میں چل رہا تھا۔ تو وہ اس کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آئے یہاں تک کہ بڑے ہاتھی کے پاس جا پہنچے جو زینت کے لئے باہر نکالا گیا تھا۔ اس پر بہت سے ہاتھی بان تھے اور ان میں ایک بڑا ہاتھی تھا۔ جس کو بادشاہ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا تھا اور اس پر اکثر وہی سوار ہوتا تھا۔ جب یہ ہاتھی کے قریب ہوا تو ہاتھی بان نے اس شخص سے کہا کہ بادشاہ کے ہاتھی کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ تو اس نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ ہاتھی بان نے اس کو دوبارہ کہا مگر اس نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ تو ہاتھی بان نے کہا اوائے اپنی موت سے ڈرا اور بادشاہ کے ہاتھی کے راستے سے ہٹ جا۔ خارجی نے کہا کہ بادشاہ کے ہاتھی سے کہو وہ میرے راستے سے ہٹ جائے۔ تو ہاتھی بان غضبناک ہوا اور ہاتھی کو کسی کلام کے ذریعے بڑھکا دیا ہاتھی غضبناک ہو کر اس خارجی پر چڑھ دوڑا۔ اور اپنا سوئڈ اس کے گرد لپیٹ لیا اور اس کو زبردست جھٹکا دیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے پھر اس کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ تو اچانک وہ اپنے قدموں پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور ہاتھی کے سوئڈ کو اپنے ہاتھوں سے پکڑے رکھا۔ ہاتھی کا غصہ بڑھ گیا اور اس نے پہلے سے زیادہ اچھال کر زمین پر دے مارا مگر وہ پھر اپنے قدموں کے بل نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور وہ سوئڈ کو اسی طرح پکڑے ہوئے تھا اور اپنے ہاتھ کو اس سے نہ ہٹایا۔ ہاتھی نے تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کیا تو وہ پھر اسی طرح سیدھا زمین پر آ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس کے سوئڈ کو پکڑے رکھا۔ ہاتھی مر گیا کیونکہ اس نے اس کو اس کے سوئڈ سے اس دوران میں پکڑ رکھا تھا جس سے اس کا سانس بند ہو گیا۔ تو وہ مر گیا۔ بادشاہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے اس خارجی کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ تو بعض وزراء نے اس سے کہا کہ ایسے آدمی کا زندہ رہنا ضروری ہے کیونکہ اس میں حکومت کا جمال ہے اور یہ بھی کہا جائے گا کہ بادشاہ کے خادموں میں سے ایک شخص نے اپنی طاقت اور حیلے سے بغیر ہتھیار کے ہاتھی مار ڈالا۔ تو بادشاہ نے اس کو زندہ چھوڑ دیا اور نہ مارا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حوصلہ: طرطوشی وغیرہ نے کہا کہ ہاتھی معاویہ بن ابوسفیان کے زمانے میں دمشق میں داخل ہو گیا۔ تو شام والے اسے دیکھنے کے لئے باہر نکل آئے۔ کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھا تھا۔ معاویہ محل کی چھت پر سراغ لگانے کے لئے چڑھا۔ تو اس نے محل کے بعض کمروں میں ایک آدمی کو اپنی لونڈیوں کے ساتھ دیکھا۔ تو تیزی سے حجرے کی طرف اتر اور جا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کہ کون ہے تو انہوں نے کہا امیر المومنین آئے ہیں اس نے دروازہ کھولا۔ کیونکہ اب ایسا ضروری تھا چاہے دل چاہے یا نہ چاہے۔ امیر المومنین اندر داخل ہوئے اور اس آدمی کے سر پر جا کھڑے ہوئے۔ وہ اپنے سر کو نیچے کئے ہوئے نہایت خوف زدہ حالت میں تھا تو معاویہ نے اس سے پوچھا اوائے میرے محل میں داخل ہونے پر اور میری کسی لونڈی کے ساتھ بیٹھنے پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا تم کو میری سزا کا خوف نہیں ہے اور تو میرے حملے سے ڈرتا نہیں ہے۔ تو ہلاک ہو تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا مجھے اس بات پر آپ کے حوصلے نے آمادہ کیا۔ تو معاویہ نے اس سے کہا اگر میں تم کو معاف کر دوں تو تو اس واقعہ کو پردے میں رکھے گا۔ اور کسی کو نہیں بتائے گا۔ اس نے کہا ہاں جی۔ معاویہ نے اس کو معاف کر دیا اور

ایک لوٹدی اور جو کچھ حجرے میں تھا سب دے دیا۔ اور یہ ایک ایسی چیز تھی جس کی بہت بڑی قیمت تھی۔  
طرطوشی کہتے ہیں کہ یہ کتنی بڑی سمجھداری ہے اور کتنا بڑا حوصلہ کہ ایک زیادتی کرنے والے سے پردہ داری کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

ابرہہ کی ہلاکت: ذی القرنین سے ۸۸۲ سال بعد محرم کی پہلی تاریخ کو جبکہ نبی ﷺ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ حبشہ کا بادشاہ ابرہہ اشرم حاضر ہوا تا کہ بیت اللہ کو گرا دے۔

اس نے صنعا میں ایک گرجا بنایا تھا۔ اور چاہا کہ حاجیوں کو اس طرف موڑے۔ تو بنو کنانہ کا ایک آدمی گیا اور رات کو وہاں جا کر پیشاب کر آیا۔ تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور قسم کھائی کہ میں بیت اللہ کو گرا دوں گا وہ بڑا لشکر لے کر نکلا اور اس کے ساتھ اس کا اپنا ہاتھی محمود بھی تھا۔ جو بہت طاقتور اور بڑا تھا اور بارہ دوسرے ہاتھی بھی تھے۔ کہا گیا کہ آٹھ تھے۔ جب مکہ سے دو تہائی فرسخ پر مغس میں پہنچے تو ان کا راہنما ابورغال وہاں مر گیا تو عربوں نے اس کی قبر کو پتھر مارے اور اب تک مار رہے ہیں۔

ابوعلی بن سکن اپنی سنن صحاح میں بیان کرتا ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں تھے تو ضرورت انسانی کی قضا کے لئے مغس کی طرف جاتے تھے۔ پھر ابرہہ نے ایک بڑا لشکر مکہ کی طرف بھیجا جس نے عبدالمطلب کے دو سوانٹ قبضے میں میں کر لئے تو اہل حرم نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا جب ان کو پتہ چلا کہ اس سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تو یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

ابرہہ نے اہل مکہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں تم سے لڑنے نہیں آیا بلکہ اس گھر کو گرانے کیلئے آیا ہوں اگر تم میرے سامنے نہ آؤ اور جنگ نہ کرو تو ہم تمہارا خون نہیں بہائیں گے۔ عبدالمطلب نے اس کے ایلچی سے کہا کہ ہم بھی اس سے لڑنا نہیں چاہتے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے یہ اللہ اور اس کے خلیل ابراہیم کا گھر ہے تو وہ اس کو خود اس سے بچائے گا جو اس کو گرانا چاہتا ہے۔

پھر عبدالمطلب ابرہہ کی طرف گئے اور عبدالمطلب بڑی جسامت اور حسن والے تھے جو بھی ان کو دیکھتا ان سے محبت کرنے لگتا۔ اور وہ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ ابرہہ سے کسی نے کہا کہ یہ قریش کا سردار ہے یہ میدانی علاقوں میں لوگوں کو کھلاتا ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشی جانوروں اور پرندوں کو کھلاتا ہے۔ جب ابرہہ نے ان کو دیکھا تو ان کو عزت دی اور اپنے تخت پر ساتھ بٹھایا پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہو اپنی ضرورت بیان کرو۔ انہوں نے کہا جو میرے اونٹ لئے گئے ہیں بادشاہ وہ مجھے لوٹا دے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو ابرہہ نے کہا اس سے کہو کہ میں نے جب تم کو دیکھا تھا تو تم مجھے اچھے لگے پھر تم نے کلام کے وقت نہایت زہد دکھایا ہے تم مجھ سے سوانٹ مانگتے ہو اور اس گھر کا ذکر تم نے چھوڑ دیا جو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا دین ہے اور میں اس کو گرانے آیا۔ تو عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ تجھے اس سے روک لے گا۔ ابرہہ نے کہا وہ مجھے نہیں روک سکتا۔ تو عبدالمطلب نے کہا تم جانو اور وہ جانے۔ تو ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے پھر قریش کی طرف واپس آیا اور ان کو واقعہ بتایا اور ان کو مکہ سے پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف نکل جانے کا حکم دے دیا۔ پھر عبدالمطلب اٹھا اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ سے دعا کی۔

لاہم ان المرء یمنی عرحلہ فامنع حلالک

”اے اللہ آدمی اپنے گھر والوں سے دوسروں کو روکتا ہے تو تو بھی حرم کے رہنے والوں سے اس کو روک دے۔“

وانصر علی آل الصلیب ————— بوعابدیہ الیوم الک

”صلیب والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کے خلاف آج اپنی آل کی مدد کر۔“

لا یفلبن صلیبہم ————— ومحالہم ابدا محالک

”ان کی صلیب اور تدبیریں کبھی بھی تیری قوت و تدبیر پر غالب نہ آئیں۔“

پھر دروازے کے حلقے کو چھوڑ دیا اور وہ اور جو قریشی اس کے ساتھ تھے سارے پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ اور وہ دیکھ رہے تھے کہ ابرہہ مکہ میں داخل ہو کر کیا کرے گا اس وقت اللہ واحد قادر کی قدرت ظاہر ہوئی۔ ابرہہ صبح مکہ میں داخل ہوا اور بیت اللہ گرانے کی تیاری کرنے لگا۔

اور اس کے لشکر کے آگے۔ اس کا ہاتھی محمود تھا۔ پھر جب ہاتھی نے مکہ کی طرف رخ کیا تو نفیل بن حبیب نے ہاتھی کا کان پکڑا سیرت ابن ہشام میں اسی طرح ہے۔ اور سہیلی نے کہا کہ اس کا نام نفیل بن عبد اللہ بن جزء بن عامر بن مالک ہے۔ اس نے کہا محمود بیٹھ جا اور اچھے طریقے سے واپس چلے جاؤ۔ بے شک تو حرمت والے شہر میں ہے پھر اس کا کان چھوڑ دیا تو ہاتھی بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے اس کو لوہے سے مارا یہاں تک کہ زخمی کر دیا مگر اس نے انکار کر لیا پھر اس کا چہرہ یمن کی طرف کیا گیا تو تو کھڑا ہو کر چل دیا پھر شام کی طرف رخ کیا تو اس نے اسی طرح کیا۔ پھر مکہ کی طرف رخ کیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔ اس وقت اللہ نے ان کی طرف ابا نبیل پرندے بھیج دیئے جو ان پر سنگریزے پھینکتے تھے تو وہ ہر راستے میں اور ہر گھاٹ میں گر کر مر گئے یہ پتھر ابرہہ کو بھی لگے یہاں تک کہ اس کی انگلی کے ایک ایک پورے کو وہ لگے تو لوگ اس کو صنعاء میں لائے اور وہ پرندے کے بچے کی طرح ہو گیا۔ پھر اس کا سینے میں دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ اس کا وزیر بھاگ گیا۔ لیکن پرندے اس پر حلقہ بنائے فضا میں کھڑے رہے تو وہ نجاشی کے پاس گیا اور اس پر سارا واقعہ بیان کیا جب واقعہ بیان کر چکا تو اس پر ایک پتھر آگرا جس سے وہ اسی وقت گر کر مر گیا۔ اسی قصہ کی طرف نبی ﷺ نے اس فرمان میں اشارہ فرماتے ہیں۔ ان اللہ حسن عن مکه الفیل وسلط علیہا رسوله والمؤمنین۔ یعنی اللہ نے فیل والوں سے مکہ کو محفوظ رکھا اور اپنا رسول اور مومن اس پر مسلط کئے۔

صحیح بخاری سنن ابوداؤد اور نسائی نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کیا ہے اور ایک روایت دوسری کی تصدیق کرتی ہے کہ نبی ﷺ حدیبیہ کے دن باہر نکلے جب اس پہاڑی پر پہنچے جہاں سے لوگ اترتے تھے۔ تو آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ تو لوگوں نے کہا۔ اٹھ اٹھ مگر وہ بیٹھی ہی رہی۔ انہوں نے کہا اونٹنی اڑ گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا قصویٰ اڑی نہیں اور نہ اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا..... یہاں خلالت القصویٰ کا لفظ ہے جیسے گھوڑوں کے لئے حران کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ خلا لفظ سے ہاتھی کے رو کے جانے سے تشبیہ دی۔ کہ اگر صحابہ مکہ میں داخل ہو جاتے تو ان کے اور قریش کے درمیان حرم میں جنگ ہوتی اور خونریزی ہوتی اور فساد برپا ہوتا اور اللہ کے علم میں یہ بات گزر چکی تھی اور تقدیر لکھی جا چکی تھی کہ ان کافروں میں مسلمان ہوں گے اور ان کی پشتوں میں کچھ مومن ہوں گے۔ پس اگر مکہ کو مباح کر دیا جاتا تو یہ نسل ہی ختم ہو کر رہ جاتی اور یہ انجام ختم ہو کر رہ جاتے۔ بعض نے کہا مذکورہ ابرہہ اس نجاشی کا دادا تھا۔ جو نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا۔ اور نبی ﷺ کی پیدائش کا سال عام الفیل ہے۔ اور ہاتھی والوں کی ہلاکت کے پچاس دن بعد آپ پیدا ہوئے۔



عائشہ فرماتی ہیں کہ اس ہاتھی کے قائد اور اس کے سانس کو جو کہ اندھے اور لنگڑے تھے دیکھا گیا کہ وہ مکہ میں کھانا مانگتے تھے۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ اس نے قباث ابن اشیم کنانی سے کہا قباث تو بڑا ہے یا نبی ﷺ؟ اس نے کہا نبی ﷺ مجھ سے زیادہ بڑے ہیں مگر عمر میری زیادہ ہے۔ نبی ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور میری ماں مجھے لے کر ہاتھیوں کی لید پر کھڑی ہوئی تھی۔ اور وہ سبز تھی۔ اور میں اس بات کو سمجھتا تھا۔

سہیلی کہتے ہیں۔ بروك الفیل کے جملے میں نظر ہے۔ کیونکہ ہاتھی اونٹ کی طرح نہیں بیٹھتا۔ احتمال یہ ہے کہ اس نے اونٹ کی طرح بیٹھنے کا کام کیا یعنی اپنی زمین سے چمٹ گیا اور وہاں سے نہ ہٹا اس لئے اس کو بروک سے تعبیر کیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا بروک زمین کی طرف گر جانا ہو جبکہ اللہ کا حکم اس پر اچانک آ گیا۔

سہیلی کہتے ہیں۔ میں نے بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہاتھیوں کی ایک قسم اونٹوں کی طرح بیٹھتی ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو ٹھیک ورنہ اس جملے کی وہی تاویل ہوگی جو ابھی ہم نے کی ہے۔

عبدالمطلب کے گزشتہ شعروں میں لاہم سے اللهم الف لام کو حذف کر دیا گیا اور حلال سے مراد گھر کا سامان یعنی حرم کے باشندے اور ممالک سے مراد طاقت اور تدبیر ہے۔

اور جو کنیسہ ابرہہ نے صنعا میں بنایا تھا اس کا نام قلیس بروزن قبیط ہے۔ اس کو قلیس اس لئے کہتے تھے کہ یہ عمارت بہت اونچی اور بلند تھی۔ اسی سے قلانس جمع قلنسوة کا لفظ نکلا ہے کیونکہ وہ سروں پر ہوتی ہے۔ اسی سے یہ جملہ ہے۔  
تقلس الرجل و تقلس یعنی اس نے ٹوپی پہنی۔ اور کہتے ہیں تقلس طعاما یعنی کھانا اس کے معدے سے منہ کی طرف آیا۔

ابرہہ نے یمن والوں کو یہ عمارت بنانے میں بہت ذلیل کیا اور ان کو مختلف قسم کے مذاق کر کے تکلیف دیتا رہا۔ تراشیہ نرم پتھر اور سونے چاندی سے منقش کئے ہوئے پتھر قصر بلقیس سے یہاں اٹھا کر لایا کرتا تھا جو سلیمان کی بیوی تھیں یہ محل کنیسہ سے کئی فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اس نے اپنے کنیسہ میں سونے چاندی کی صلیبیں بھی نصب کی تھیں۔ اور ہاتھی کے دانت اور آبنوس کے منبر بھی بنائے تھے۔ اور اس محل کے اوپر سے وہ عدن کو دیکھا کرتا تھا۔ اس کنیسے میں کام کرنے والوں کے متعلق اس کا یہ حکم تھا کہ اگر کام شروع کرنے سے پہلے پہلے سورج طلوع ہو جائے تو ایسے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

ایک دفعہ مزدوروں میں سے ایک آدمی سورج طلوع ہونے تک سویا رہا۔ اس کی بوڑھی ماں اس کے پاس آ کر عاجزی کرنے لگی اور بیٹے کی سفارش کرنے لگی مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔ اس عورت نے کہا تو آج اپنی کدال چلاتا رہ کل کا دن تیرا نہیں ہوگا۔ کل کا دن کسی دوسرے کا ہوگا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو تو نے کیا کہا ہے۔ اس نے کہا ہاں کہا ہے۔ یہ ملک تیرے غیر سے تیرے ہاتھ میں آیا ہے اور تیرے ہاتھ سے اسی طرح نکل جائے گا جس طرح تیرے ہاتھ آیا ہے۔ تو یہ بات اس کے دل میں گھر کر گئی اور اس کے بیٹے کو معاف کر دیا اور لوگوں کو بیگار لینے سے آزاد کر دیا۔ جب یہ ہلاک ہو گیا اور حبشہ پوری طرح ٹوٹ گیا تو اس کنیسے کے آس پاس سب کچھ خالی ہو گیا اور اس کے گرد درندے اور سانپ بکثرت ہو گئے۔ اور جو

شخص بھی اس سے کچھ لینا چاہتا اس کو جن پکڑ لیتے۔ تو اس دور سے اس میں سامان سونے سے مرصع لکڑیاں چاندی کے آلات جو مالوں کے خزانوں کے برابر تھے۔ ابوالعباس السفاح کے زمانے تک باقی رہیں۔

پھر لوگوں نے اس کے سامنے یہ بات ذکر کی اور جنوں کا ڈر بھی بیان کیا تو یہ چیز اس کو نہ ڈرا سکی اور اس نے اپنے عامل ابوالعباس بن ربیع کو اس کنیہ کی طرف بھیجا اس کے ساتھ کئی سمجھدار اور مضبوط اور طاقتور لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے اس کو تباہ کر کے اس کے نشانات مٹا دیئے۔ اور لوگوں کو جنوں کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی تھی وہ اس کو کعب اور اس کی بیوی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور یہ دو بت تھے۔ اور کنیہ ان بتوں پر بنایا گیا تھا۔ جب بت توڑ دیئے گئے تو جس نے یہ کام کیا تھا اس کو کوڑھ ہو گیا تو یمن کے چرواہے اور عام لوگ اس سے فتنے میں پڑ گئے۔

ابوالولید ازرقی نے بیان کیا ہے کہ کعب لکڑی کا تھا اور اس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔

کتاب السید کے شروع میں میں نے ایک نظم لکھی ہے جس میں ابرہہ کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فجاء ہم ابرہة بالفیلہ      وبجیوش اقبلت محتفلہ  
”ابرہہ ان کے پاس ہاتھی لے کر اور لشکروں کے جھنڈ لے کر آیا۔“

وامہم فی عسکر کاللیل      مستظہرا برجلہ والخیل  
”اور ایسا لشکر لے کر آیا جو رات کی طرح تھا اپنے پہاڑوں اور سواروں کے ساتھ غلبہ حاصل کرتا ہوا۔“

وقد اتی الاسود نحو الحرم      واستاق ما کان بہ من نعم  
”اسود بھی حرم کی طرف آیا اور وہاں جتنے اونٹ تھے۔ ان کو بھی لے آیا۔“

فام ذاک الوقت عبدالمطلب      ابرہة والسعی فی الخیر طلب  
”اس وقت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گیا اور اپنے مال کے حاصل کرنے میں کوشش کی۔“

فمذرای ابرہة وجہا سما      مہابة عظمہ رب السما  
”جب ابرہہ نے اس کا خوبصورت چہرہ دیکھا اور اللہ نے عبدالمطلب کو ہیت اور عظمت عطا کی تھی۔“

انحط عن سریرہ منہبطا      وقعد علی بساط بسطا  
”وہ اپنے تخت سے نیچے اتر اور چٹائی پر بیٹھ گیا۔“

وقال سل ما شئت من امور      فقال رد مائتی بعیر  
”اور کہنے لگا جو چیز چاہو مجھ سے مانگو تو اس نے کہا میرے دو سواونٹ مجھے واپس کر دو۔“

قد اخذت من جملة الاموال      فقال قد هونت فی سوال  
”بے شک تو نے ہمارا سارا مال لے لیا ہے اس نے کہا تو نے تو یہ بڑا آسان سوال کیا ہے۔“

لو قلت لی لا تہد من البیتا      وارجع وعد من حیثما اتیتا  
”اگر تم یہ کہتے کہ تم بیت اللہ نہ گراؤ اور واپس چلے جاؤ۔“

قابلت ما قلت بالامثال      من غیر امہال لا اممال  
 ”تو میں آپ کی بات بغیر کسی تاخیر اور انکار کے مان لیتا۔“

فقال هذه ابلى وهذا      بيت له خالقها اذا  
 ”اس نے کہا یہ اونٹ میرے ہیں اور اس گھر کا خالق موجود ہے۔ وہ اسے بچالے گا۔“

لا اسال اليوم سواء فيه      ان له ربا عالا حميه  
 ”اس کے علاوہ میں آپ سے آج کچھ نہیں مانگتا۔ اس بیت کا رب اس کو بچالے گا۔“

ثم اتى شبة باب الكعبة      فقال اذ يسال فيه ربه  
 ”پھر شیبہ کعبہ کے دروازے کے پاس آیا اور سوال کرتے ہوئے اپنے رب سے کہنے لگا۔“

يارب لا ارجو لهم سواك      يارب فامنع عنهم حماك  
 ”اے میرے رب! میں ان لوگوں کے لئے تیرے سوا کسی مددگار کی امید نہیں رکھتا تو اپنے گھر سے ان کو روک لے۔“

ان عدو البيت من عاذاك      فامنعهم ان يخربوا قراكا  
 ”بیشک بیت اللہ کا دشمن تیرا دشمن ہے اس لئے ان کو اپنی بستی خراب کرنے سے روک دے۔“

فاجلبوا برجلهم والخيال      واقبلوا كقطع من ليل  
 ”پھر وہ اپنے سوار اور پیدل لوگوں کو دوڑاتے ہوئے آگے اور اندھیری رات کے ایک ٹکڑے کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔“

محموده من فوقه مذموم      بهيمة سواده بهيم  
 ”محمود ہاتھی اللہ کی طرف سے مذموم ہے۔ وہ ایک چار پایہ ہے جو بہت کالا ہے۔“

يروم هدم البيت ذى الاركان      وقتل ما فيه من السكان  
 ”وہ بیت اللہ کو گرانا چاہتا ہے جو کہ ستونوں والا ہے۔ اور جو اس میں رہنے والے ہیں ان کو مارنا چاہتا ہے۔“

ويستحل الحرم المعظما      ويستبيح البلد المحرما  
 ”اور تیرے تعظیم والے حرم کو حلال کرنا چاہتا ہے اور حرمت والے شہر کو مباح کرنا چاہتا ہے۔“

فقام يدعو الله عبدالمطلب      بدعوات جيشهن ماغلب  
 ”تو عبدالمطلب اللہ سے دعا کرنے کھڑا ہوا ایسی دعاؤں سے جن کا لشکر کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔“

ففي يده حلقته الوثقى التى      ما خاب من امسكها فى ازمة  
 ”اس کے ہاتھ میں مضبوط کنڈا ہے جس کی رسیوں کو پکڑنے والا کوئی آدمی ناکام نہیں ہوتا۔“

فانجز الله له ما طلبه      وانجح الرب العظيم مطلبه  
 ”تو جو اللہ سے انہوں نے مانگا اللہ نے پورا پورا دے دیا اور ان کا مقصد اللہ نے پورا کر دیا۔“

وَفِيْلَهُمْ مَحْمُودٌ لَيْلِ دَاجٍ      وَكَانَ يَكْنِي بِأَبِي الْحَجَّاجِ  
 ”ان کا ہاتھی محمود ہے اور رات کی طرح تاریک ہے اس کی کنیت ابو الحجاج ہے۔“

وَقَالَ قَوْمٌ بِأَبِي الْعَبَّاسِ      وَكَانَ مَعْرُوفًا بِعَظْمِ الْعَبَّاسِ  
 ”ایک قوم نے ابو العباس کو کہا جو بڑا جنگجو تھا۔“

أَمْسَكَهُ بِأَذْنِهِ نَفِيلٌ      قَالَ لَهُ وَشَاعَ هَذَا الْفِيلُ  
 ”اور نفیل نے اس کے کان سے اس کو پکڑا اور اونچا کہا۔“

أَبْرَكَ أَوْ أَرَجَعَ رَأْشًا مَحْمُودًا      فَإِنَّ هَذَا بِلَدِّ مَحْمُودِ  
 ”بیٹھ جاؤ اور شرافت اور اچھے طریقے سے واپس چلے جاؤ کیونکہ یہ شہر تعریف والا ہے۔“

فَأَوْجَعُوهُ بِالْحَدِيدِ ضَرْبًا      لِّلسَّيْرِ نَحْوَ الْبَيْتِ وَهُوَ يَأْبَى  
 ”تو انہوں نے اس کو بیت اللہ کی طرف چلنے کے لئے لوہے سے مارنا شروع کر دیا لیکن وہ نہ مانا۔“

وَإِنْ يَوجِهْهُ لِسْوَاهُ يَتَدَرُّ      ثُمَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ لَمْ يَقْتَدِرْ  
 ”اگر اس کو بیت اللہ کے علاوہ کسی اور طرف موڑا جاتا تو جلدی کرتا پھر اس پر کوئی قادر نہ ہو سکتا۔“

فَارْسَلَهُ عَلَى الَّذِي فَجَرَ      طَيْرًا أَبَابِيلَ رَمَتْ جَنَسَ الْحَجَرِ  
 ”تو اللہ تعالیٰ نے ان بدکار لوگوں پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیئے جو ان کو سنگریزے مار رہے تھے۔“

مَهِيَالِ الْقَوْمِ مِنْ سَجِيلٍ      فَهَمَّ كَعَصْفٍ بَعْدَهَا مَا كَوْلُ  
 ”یہ سنگریزے اس قوم کے لئے تیار کئے گئے تھے تو وہ لوگ کھائے ہوئے بھس کی طرح ہو گئے۔“

وَالْمَلِكُ الْمَطْعَاعُ عَضُوا عَضُوا      مَزَقَ ثُمَّ لَمْ يَنْلِ مَرَجُوا  
 ”اطاعت والے بادشاہ کا ایک ایک جوڑ توڑ دیا گیا پھر وہ کوئی امید والی جگہ نہ حاصل کر سکا۔“

وَكَانَ عَامَ الْفِيلِ عَامَ الْمَوْلِدِ      لِأَحْمَدَ خَيْرِ الْوَرَى مُحَمَّدِ  
 ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوری کی پیدائش کا سال بھی عام الفیل ہے۔“

فائدہ آخری: جب انسان کسی ایسے آدمی کے پاس جائے جس کی شرکاء سے خوف ہو تو یہ پڑھے۔ کھیسعص. حم  
 عسق. ان دونوں کلموں کے حروف کی تعداد دس ہے۔ ہر حرف پر اپنی انگلی اکٹھی کرے اور سب سے پہلے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے  
 سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ جب ساری انگلیاں بند کر چکے تو دل میں سورہ فیل پڑھے جب  
 ترمیم پر پہنچے تو اس لفظ کو دس دفعہ دہرائے اور ہر دفعہ بند انگلیوں میں سے ایک انگلی کھولتا جائے تو وہ شخص شری آدمی کی شرارت  
 سے محفوظ رہے گا۔ یہ نسخہ عجب مجرب ہے۔

ایک مجرب نسخہ وہ ہے جو اہل خیر و صلاح نے مجھے بتایا ہے کہ جس نے سورہ فیل ایک ہزار دفعہ روزانہ مسلسل دس دن تک  
 پڑھی۔ اور دل میں جو چاہتا ہے اس کا ارادہ کر لے اور دسویں دن چلتے پانی پر بیٹھ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَاضِرُ الْمُحِيطُ.....

الضَّمَانِ اللَّهُمَّ عَزَا الظَّالِمِ وَقَلَّ النَّاصِرُ وَأَنْتَ مُطَّلِعُ الْعَالَمِ اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا ظَلَمَنِي وَأَذَانِي وَلَا يَشْهَدُ بِذَلِكَ  
غَيْرُكَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ مَالِكُهُ فَاهْلِكْهُ اللَّهُمَّ سَرِبْلُهُ سِرْبَالُ الْهُوَامِ وَقَمِصُّهُ قَمِيصُ الرَّدَى - اللَّهُمَّ أَقْصِفْهُ. یہ الفاظ دس  
مرتبہ دہرائے۔ پھر کہے

﴿فَاخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمُ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ﴾

تو اللہ اس کے دشمن ہلاک کر دے گا اور اس کی شرارت سے کافی ہوگا۔

یہ بھی ایک عمدہ مجرب نسخہ ہے۔

رستم کی موت: روایت کیا گیا ہے کہ عمرو بن معدیکربؓ نے قادیسیہ کے دن رستم پر حملہ کیا جس کو فارس کے بادشاہ یزدگرد نے  
قادیسیہ کے دن مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو عمرو اور رستم کا آنا سا منا ہوا۔ رستم ایک بڑے ہاتھی پر تھا۔ تو عمرو  
نے ایک ہی وار سے اس کے پاؤں کاٹ دیئے تو رستم گر پڑا اور ہاتھی تھیلے سمیت اس پر گر پڑا۔ جس میں چالیس ہزار درہم تھے۔  
رستم مر گیا اور رومی شکست کھا گئے۔ اور یہ وار ایسا تھا کہ جاہلیت اور اسلام میں ایسا وار کبھی نہیں سنا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رومی ان  
پاؤں کو اٹھا کر لے گئے اور اپنے کنبسے میں ان کو لٹکا دیا۔ جب ان کو شکست کی عار دلانی جاتی تو وہ کہتے کہ ہم ایسی قوم سے لڑے  
ہیں جن کا وار ایسا سخت ہوتا تھا۔ تو روم کے بہادر وہاں ننگے پاؤں آتے اور اس کی زیارت کر کے اس سے تعجب کرتے۔

ابوالعباس مبرد نے بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک دن پوچھا عرب میں سے سب سے زیادہ سخی کون تھا۔ لوگوں نے  
کہا حاتم طائی۔ انہوں نے پوچھا شاہسوار کون تھا۔ انہوں نے کہا عمرو بن معدیکربؓ انہوں نے کہا شاعر کون تھا۔ لوگوں نے کہا  
امرء القیس۔ لوگوں نے پوچھا کون سی تلوار جسم سے پار ہو جانے والی تھی۔ کہا گیا عمرو بن معدیکربؓ کی صمصامہ تھی۔ سہیلی نے کہا  
معدیکربؓ کی صمصامہ تلوار اس لوہے کی تھی جو کعبہ کے پاس ملا تھا۔ جو ان کے دادا نے دفن کیا تھا یا کسی اور نے۔ نبی ﷺ کی تلوار  
ذوالفقار بھی اسی لوہے کی تھی۔

سہیلی نے کہا اس کا نام ذوالفقار اس لئے تھا کہ اس کے وسط میں پیٹھ کے جوڑوں کی طرح جوڑ تھے۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ  
عاص بن منبہ کی تھی۔ جس سے آپ نے بدر کے دن چھینی تھی۔

شرعی حکم: مشہور مذہب میں ہاتھی کو کھانا حرام ہے۔ اور وسط میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ زخم کرنے والی اور لڑنے  
والی کچلیوں والا ہوتا ہے۔ یہ وجہ شاذ ہے۔ رافعی نے ابو عبد اللہ بوشنجی سے بیان کیا ہے جو کہ ہمارے اصحاب شافعی کے ائمہ میں سے  
ہیں کہ وہ حلال ہے۔ امام احمد نے کہا کہ ہاتھی مسلمانوں کے کھانوں میں سے نہیں ہے۔ شععی نے اس میں رخصت دی ہے اور اس  
کا بیچنا درست ہے کیونکہ اس پر بوجھ بھی لا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اور اس پر جنگ بھی کی جاتی ہے اور اس کے سوار کو فنی کا  
عطیہ خچر کے سوار سے زیادہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک ہاتھی ذبح ہونے سے پاک نہیں ہوتا اس طرح اس کی ہڈیاں صفائی سے  
پاک نہیں ہوتیں چاہے یہ ہڈیاں ذبح کے بعد لی جائیں یا مرنے کے بعد۔ اور ہمارا ایک شاذ مذہب بھی ہے کہ مردار کی ہڈیاں  
پاک ہوتی ہیں اور ابو حنیفہ اور ان کے موافقین کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن اس کی نجاست کا مذہب ہی صحیح ہے امام مالکؒ کے  
ز نزدیک اس کی ہڈیاں صاف کرنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

جیسے باب السین مہملہ میں سلحفاة کے ذکر میں یہ بات گزر چکی ہے۔ اس کا بیچنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کی قیمت حلال ہے۔ طاؤس عطا عمر بن عبدالعزیز، مالک احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابن منذر نے کہا کہ عروہ بن زبیر اور ابن سیرین اور ابن جریج نے اس میں رخصت دی ہے۔

شامل میں ہے کہ ہاتھی کے چمڑے پر دباغت اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ بہت کثیف ہوتا ہے۔ ہاتھی پر دوڑ کا مقابلہ کرنے میں دو مذہب ہیں۔ بعض نے کہا کہ دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا درست ہے۔ کیونکہ امام شافعی ابوداؤد ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صرف موزے، کھروالے جانوروں اور تیراندازی میں مسابقت جائز ہے۔

سبق کا لفظ باء کی فتح سے ہے اور یہ اس انعام پر بولا جاتا ہے۔ جو دوڑ میں آگے نکلنے والے کے لئے مقرر ہو۔ اور اس کی جمع اسباق ہے اور سبق باء کے جزم کے ساتھ ہے یہ اسبق اور سبق کا مصدر ہے اور صحیح روایت میں لا سبق (باء کی فتح کے ساتھ) ہے اور مراد یہ ہے کہ انعام اور عطیہ کا مستحق صرف وہی ہوتا ہے جو اونٹ گھوڑے یا تیراندازی میں سبقت لے جائے۔ کیونکہ یہ چیزیں دشمن کی جنگ کی تیاری میں سے ہیں۔ اور ان میں انعام کا خرچ کرنا جہاد کی ترغیب کا حصہ ہے۔ امام شافعی نے یہاں ہاتھی کا ذکر نہیں کیا۔ ابواسحق کہتے ہیں۔ ہاتھی پر مسابقت درست ہے اس پر دشمن سے جنگ کی جاتی ہے جس طرح گھوڑے پر جنگ کی جاتی ہے۔ نیز یہ موزے والا جانور ہے۔ اور نادر صورتیں اہل اصول کے نزدیک عموم میں داخل ہوتی ہیں۔ اور ہمارے اصحاب میں سے بعض نے اس پر مسابقت کو ناجائز کہا ہے۔ اور احمد اور ابوحنیفہ نے بھی یہی کہا ہے۔ کیونکہ اس پر کروفر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پر مسابقت کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اونٹ بھی اس معنی میں ہاتھی کی طرح ہیں تو جواب یہ ہے کہ عرب اونٹوں پر شدید جنگ کرتے ہیں اور یہ ان کی غالب عادت ہے لیکن ہاتھی اس طرح نہیں اور جس نے پہلی بات کہی ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ بلاد ہند میں گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں۔

ایک الحاقی واقعہ: ۵۹۰ ہجری میں نیارس جو ہند کے بادشاہوں میں سے بڑا تھا وہ اسلام کے علاقوں کا ارادہ کر کے چل پڑا۔ تو شہاب الدین غوری نے جو غزنی کا بادشاہ تھا۔ اس کا پیچھا کیا دونوں لشکر نہر ماجون میں جا ملے۔ ابن اشیر کہتے ہیں کہ ہندی بادشاہ کے پاس سات سو ہاتھی تھے اور دس لاکھ آدمی تھے۔ تو دونوں فریق ڈٹ کر لڑے مگر کامیابی شہاب الدین غوری کو ہوئی بہت سے ہندو مارے گئے۔ یہاں تک کہ زمین ان سے خالی ہو گئی۔ شہاب الدین غوری نے ۹۰ ہاتھی قبضے میں کر لئے اور ان کا بادشاہ نیارس مار ڈالا۔ اور اس کو اس طرح پہچانا گیا کہ اس کے دانت سونے سے مضبوط کئے گئے تھے۔ شہاب الدین بنارس کے شہروں میں داخل ہو گئے اور اس کے خزانوں میں سے ایک ہزار چار سو سواریاں بھر کر لے لیا اور غزنی واپس آ گیا۔ جو ہاتھی شہاب الدین غوری نے لئے تھے ان میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا۔ یہ بات مجھے اس آدمی نے بتائی ہے جس نے خود اسے دیکھا ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں آکل من فیل و اشد من فیل، و اعجب من خلق فیل۔ کہ وہ ہاتھی سے زیادہ کھانے والا حملہ کرنے والا اور عجیب الخلق ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ مالک بن انس کی مجلس میں کچھ لوگ علم حاصل کر رہے تھے کہ کسی نے کہا ہاتھی آ گیا تو سب لوگ اسے دیکھنے کے لئے چلے گئے مگر یحییٰ بن یحییٰ الیشی اندلسی باہر نہ گیا۔ مالک نے اس سے کہا تو کیوں

اس عجیب مخلوق کو دیکھنے نہیں گیا۔ حالانکہ یہ تمہارے علاقے میں نہیں ہوتا۔ اس نے کہا میں اپنے شہر سے اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی طرف دیکھوں اور آپ کی ہدایت اور علم سے سیکھوں میں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا۔ تو یہ بات امام مالک کو بڑی اچھی لگی اور اس کا نام عاقل اہل اندلس رکھ دیا۔ پھر یحییٰ اپنے علاقے اندلس میں آئے تو وہاں علم کی ریاست ان پر ختم تھی۔ اسی وجہ سے امام مالک کا مسلک وہاں پر مشہور ہوا اور موطا کی سب سے اچھی اور مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ کی ہے۔ اور امراء کے ہاں یہ بڑا معزز تھا۔ اور یہ مستجاب الدعوات بھی تھا۔ ۲۳۲ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کی قبر مقبرہ ابن عباس میں قرطبہ کے باہر ہے۔ اس کا واسطہ دے کر بارش مانگی جاتی ہے۔

اس حکایت جیسی وہ حکایت بھی ہے جو ابی عاصم نبیل کو پیش آئی جن کا نام ضحاک بن مخلد بن ضحاک ہے۔ یہ بصرہ میں تھے تو وہاں ہاتھی آ گیا۔ لوگ اسے دیکھنے چلے گئے۔ تو اسے ابن جرتج نے کہا تم کیوں نہیں گئے۔ اس نے کہا کہ میں اس کو آپ کا بدل نہیں سمجھتا انہوں نے کہا تو بڑا نبیل ہے یہ جب بھی آئے تو ابن جرتج کہتے کہ نبیل آ گیا۔ امام بخاری کہتے ہیں میں نے ابو عاصم سے سنا کہ جب سے مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ غیبت حرام ہے تو میں نے کبھی غیبت نہیں کی۔

عرب یوں بھی کہتے ہیں۔ انقل من فیل۔ یعنی فلاں آدمی ہاتھی سے بھی بھاری ہے۔ شاعر کہتا ہے:

انت یا ہذا ثقیل      وثقیل وثقیل  
 ”اے فلاں آدمی تم بھاری ہو بہت بھاری ہو۔“

انت فی المنظر انسا      ن و فی المیزان فیل  
 ”تو دیکھنے میں انسان ہے مگر ترازو میں ہاتھی ہے۔“

خواص: جس نے ہاتھی کے کانوں سے میل نکال کر پی لی وہ سات دن تک سوتا رہے گا۔ اس کا پتہ برص کی بیماری پر لگا کر تین دن تک چھوڑا جائے تو سفیدی چلی جائے گی۔

اس کی ہڈی بچوں کی گردن پر لٹکانے سے مرگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا دانت درخت پر لٹکایا جائے تو وہ درخت اس سال پھل نہیں دے گا۔ اس کی ہڈی سے کھیتی انگوری درخت کو دھونی دی جائے تو اس کے قریب کوئی کیڑا نہیں جاتا۔ اگر اس کی دھونی مچھر والے گھر میں دی جائے تو مچھر مرتے ہیں۔ اور اگر کوئی اس کے دانت کے بورے کو ہر روز دو درہم پانی اور شہد سے ملا کر پیئے تو اس کا حافظہ عمدہ ہو جائے گا۔ اگر بانجھ عورت سات دن تک پیئے پھر اس سے مجامعت کی جائے تو اللہ کے حکم سے وہ حاملہ ہو جائے گی۔

اس کی جلد کا ٹکڑا کپکی والے بخار والے پر لٹکایا جائے تو اس کا بخار ہٹ جائے گا۔ سوکڑے کی بیماری والا اگر اس کے چمڑے پر سوئے تو اس کا سوکڑا ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کا گو بر جلا پیس کر شہد میں ملا کر ان پلکوں میں لگایا جائے تو جن کے بال گر چکے ہیں وہ اگ آئیں گے۔

اگر کوئی عورت لاعلمی میں اس کا پیشاب پی لے پھر اس سے مجامعت کی جائے تو وہ حاملہ نہیں ہوگی۔ اس کا گو بر عورت پر باندھ دیا جائے تو جب تک یہ گو بر اس کے پاس رہے گا وہ حاملہ نہیں ہوگی۔ اس کے چمڑے کا دھواں بوا سیر کو ختم کر دیتا ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں ہاتھی کو دیکھنے سے مراد ایسا عجمی بادشاہ ہے جو ہیبت ناک، سخت دل، بہت بوجھ اٹھانے والا اور جنگ کا ماہر ہو۔ جو خواب میں ہاتھی پر سوار ہوا۔ یا اس کا مالک بنایا اس پر حکم چلایا تو اس کو بادشاہی یا غلبہ ملے گا۔ اور ملک کا اونچا مرتبہ ملے گا اور عزت و رفعت کے ساتھ لمبی عمر زندہ رہے گا۔

بعض نے کہا ہاتھی سے موٹا، عجمی آدمی مراد ہے۔ جو کسی ہاتھی پر سوار ہو اور وہ اس کا فرمانبردار ہو تو وہ شخص موٹے عجمی بخیل آدمی کو مغلوب کر لے گا۔ اور جو نیند میں کسی ہاتھی پر سوار ہو تو یہ شخص بیوی کو طلاق دے گا۔ کیونکہ پہلے زمانے میں ہاتھیوں کے شہر میں جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دیا کرتا تھا اس کو ہاتھی پر سوار کر کے گھمایا جاتا تھا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے۔ بادشاہوں میں سے کوئی آدمی خواب میں ہاتھی پر دوران جنگ سوار ہو تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔

الْم تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ . الْخ

”یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا۔“

جو شخص ہاتھی کی زین پر سوار ہو وہ کسی موٹے عجمی آدمی کی بیٹی سے شادی کرے گا۔ اگر تاجر ہو تو اس کی تجارت بڑھ جائے گی۔ جس کو ہاتھی پھاڑ ڈالے تو اس پر بادشاہ کی طرف سے کوئی مصیبت آئے گی۔ اگر بیمار ہے تو مر جائے گا۔ اور جس نے ہاتھیوں کو چرایا تو وہ عجمی بادشاہوں کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرے گا اور وہ اس کے مطیع ہو جائیں گے۔ اور جس نے ہاتھیوں کا دودھ نکالا یا تو وہ کسی عجمی آدمی سے دھوکہ کرے گا یا اس کا مال حاصل کرے گا۔

یہودی کہتے ہیں خواب میں ہاتھی دیکھنا کریم، نرم پہلو والا مدارت والا اور صبر کرنے والا بادشاہ مراد ہے۔ جس کو ہاتھی اپنی سونڈ سے مارے وہ مال حاصل کرے گا۔ جو اس پر سوار ہو وہ وزارت اور حکومت حاصل کرے گا۔ اور جس نے لیدلی تو وہ بے پرواہ ہو جائے گا۔ اور یہ نیک لوگوں کے دیکھنے پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ جس نے ہاتھی کو دیکھا تو وہ کوئی شدید معاملہ دیکھے گا مگر پھر اس سے بچ جائے گا۔

نصاری کہتے ہیں جو ہاتھی دیکھے مگر اس پر سوار نہ ہو اس کے بدن یا مال کو نقصان ہوگا۔ جس نے ہاتھی کو کسی شہر میں مراد دیکھا تو اس شہر کا بادشاہ مر جائے گا۔

یہ خود مر جائے گا۔ جس نے ہاتھی کو مار ڈالا تو وہ عجمی آدمی پر غالب آ جائے گا۔ اور جس کو ہاتھی نے نیچے پھینکا اور اس سے جدا نہ ہوا وہ مر جائے گا۔ اور جس نے ہاتھیوں کو حبشیوں کے علاوہ دوسرے شہروں میں دیکھا یہ فتنہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اس کے رنگ اور سماجت کے نتیجے ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر ان شہروں میں دیکھا گیا جہاں یہ پایا جاتا ہے تو یہ اشراف الناس میں سے ہوگا۔ اور جو عورت ہاتھی کو کسی حال میں بھی دیکھے تو یہ اس کے لئے اچھا نہیں ہے۔

ہاتھی کو دیکھنا گائے کی طرح قحط سالی ہے۔ طاعون والے شہر سے ہاتھی کا نکلنا ان کی بہتری کی اور طاعون کے ختم ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر کوئی ہاتھی پر ایسے شہر میں سوار ہو جہاں چھوٹا سمندر ہے تو وہ کشتی پر سوار ہوگا۔ واللہ اعلم عقل کی فضیلت اور زینت اور جہالت کی برائی اور اس کے عیب کا بیان: بعض حکماء نے کہا ہے کہ عقل وہ چیز ہے جس سے نفس کو برائی سے روک لیا جاتا ہے۔ اور نیکیوں پر برا بیچتہ کیا جاتا ہے اور عقل گھٹیا چیزوں سے روکنے والی اور



مہلکات سے نجات دینے والی ہے اور مصائب کے اترنے سے پہلے پہلے انجام پر نظر رکھنے کو عقل کہتے ہیں اور قولاً فعللاً اشیاء کی مقادیر کی واقفیت کو کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس کو باندھ پھر اللہ پر توکل کر۔ علماء فقہاء عقلا نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تمام چھوٹے بڑے امور عقل کے محتاج ہیں۔ اور عقل تجربے کی محتاج ہے لوگ کہتے ہیں کہ عقل بادشاہ ہے اور اس کے بہت سے لشکر ہیں۔

تو اس کے لشکر کا سردار تجربہ ہے۔ پھر تمیز ہے پھر فکر ہے۔ پھر سمجھ ہے پھر حافظہ پھر روح کی خوشی ہے کیونکہ اسی کے ساتھ جسم کو ثبات ہے اور روح کے نور کا چراغ عقل ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو تقسیم کیا ہے ان میں سب سے بہتر عقل ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جبریل آدم کے پاس آئے کہنے لگے میں تیرے پاس تین چیزیں لایا ہوں ان میں سے ایک کو پسند کر لو۔ تو انہوں نے پوچھا کون سی ہیں۔ انہوں نے کہا حیا، عقل، دین، آدم نے فرمایا میں عقل کو پسند کرتا ہوں۔ تو جبریل حیا اور دین کی طرف گئے اور کہا تم واپس چلے جاؤ اس نے تم کو چھوڑ کر عقل کو پسند کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم عقل کے ساتھ رہیں بعض نے کہا جو شخص عقل کی دلیل کے بغیر سمجھ داری کا راستہ تلاش کرے وہ درست راستہ پر نہیں پہنچ سکتا۔

عقل ایک ایسا چراغ ہے جس سے جہالت کو ختم کر دیا جاتا ہے اور گمراہی کے بجائے ہدایت دکھائی دیتی ہے۔ اگر عقل کا نقشہ بنایا جائے تو وہ سورج کو بھی تاریک کر دے اور اگر جہالت کی تصویر بنا دی جائے تو وہ رات کو روشن کر دے۔ عقل سے زیادہ کوئی چیز اچھی نہیں ہے جس کو ادب نے بھی زینت دے دی اور علم سے بہتر کوئی چیز نہیں جس کو پرہیزگاری نے زینت دی ہو اور اس علم سے جس کو رفیق نے زینت دی ہو اور اس رفیق سے کہ جس کو تقویٰ نے زینت دی ہو۔

بیان کیا گیا ہے کہ جبرائیل نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور کہا اے محمد ﷺ میں آپ کے پاس تمام مکارم اخلاق لے کر آیا ہوں۔

جو دنیا اور آخرت میں ہیں۔ انہوں نے کہا وہ کون سے ہیں؟ تو فرمایا یہ ہے خذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ

الْجَاهِلِينَ.

یعنی معافی کو اختیار کرو نیکیوں کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ اے محمد ﷺ وہ یہ ہے کہ آپ اس کو معاف کر دیں جس نے آپ پر ظلم کیا ہو اور جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو دیں اور جو قطع رحمی کرے آپ اس سے صلہ رحمی کریں۔ اور جو آپ سے بد سلوکی کرے آپ اس سے نیکی کریں۔ اور جو آپ کی غیبت کرے آپ اسے معاف کر دیں اور جو آپ سے دھوکہ کرے آپ اس کی خیر خواہی کریں اور جو آپ کو غصہ دلائے آپ حوصلہ سے کام لیں۔ یہ خصلتیں ہیں جو دنیا اور آخرت کے مکارم اخلاق کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے ہیں۔

خذ العفو و امر بعرف کما امرت و اعرض عن الجاهلین

”معافی کو اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو جس طرح تم کو حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں سے اعراض کرو۔“

ولن فی الکلام لکل الانام فمستحسن من ذوی الجاہلین

”اور تمام مخلوق سے نرم کلام کرو اور شریف لوگوں کا نرمی اختیار کرنا ہی اچھی بات ہے۔“

عقل کے پسندیدہ طریقوں میں سے ایک قناعت ہے اور یہ ایک نہ فنا ہونے والا خزانہ ہے۔ اور صدقہ ہے اور باقی رہنے والی عزت ہے۔ اور انسان کی پوری عزت تب ہوتی ہے۔ جب وہ لوگوں سے استغناء رکھے۔ اس کے طریقوں میں سے حیا بھی ہے۔ اس کے متعلق یہ شعر ہے۔

اذا قل ماء الوجه قل حیا وہ ولا خیر فی وجہ اذا قل ما وہ  
”جب چہرے کا پانی کم ہو جائے تو حیا بھی کم ہو جاتی ہے اس لئے پانی جب کم ہو جائے تو اس چہرے میں کوئی خیر نہیں ہے۔“

اس کے طریقوں میں سے خوش خلقی بھی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں۔

مروی ہے کہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے مسکرائے تو یحییٰ علیہ السلام نے کہا کیا وجہ ہے کہ آپ غافل دکھائی دیتے ہیں گویا آپ بے خوف ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا وجہ ہے آپ نے تیوڑی چڑھائی ہے جیسے آپ مایوس ہوں ان دونوں نے کہا ہم اسی طرح رہیں گے یہاں تک وحی آئے۔ تو اللہ نے ان پر وحی نازل کی کہ میں تم میں سے اس کو پسند کرتا ہوں جو اخلاق میں اچھے ہوں۔

تتمہ: غزالی اور ابن بلبان وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر منصور نے حج کیا اور دارالندوہ میں اترا۔ وہ سحری کے وقت بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے نکلتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے نکلا۔ کہ ایک آدمی کی آواز سنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں فساد اور سرکشی کے ظاہر ہونے کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اور اہل حق اور حق کے درمیان جو لالچ اور طمع آچکی ہے میں اس کی شکایت کرتا ہوں تو منصور تیز چلا یہاں تک کہ اس کے کان بھر گئے۔ پھر وہ دارالندوہ واپس آ گیا۔ پھر پولیس والے کو کہا کہ بیت اللہ میں ایک آدمی طواف کر رہا ہے اس کو میرے پاس لاؤ۔ پولیس والا گیا تو ایک آدمی کو رکن یمانی کے پاس دیکھا۔ تو کہا امیر المومنین تم کو بلا رہے ہیں۔ وہ جس وقت وہاں داخل ہوا تو کہنے لگا۔ میں نے تم سے ابھی کیا سنا ہے کہ تو زمین میں فساد اور سرکشی کے ظاہر ہونے کی اللہ سے شکایت کر رہا تھا۔ اور حق اور اہل حق کے درمیان طمع کے حامل ہونے کی شکایت کر رہا ہے۔ تو اللہ کی قسم جو تو نے باتیں کی ہیں انہوں نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین جس میں طمع داخل ہوگئی ہے یہاں تک کہ وہ طمع حق اور اہل حق کے درمیان حامل ہوگئی ہے اور جس نے اللہ کے شہروں کو سرکشی اور فساد سے بھر دیا ہے وہ آپ ہیں۔

منصور نے کہا یہ کیا ہے؟ یا یوں کہا کہ تو ہلاک ہو میرے اندر طمع کیسے آسکتی ہے۔ حالانکہ سونا چاندی میرے دروازے پر ہے اور زمین کی ملکیت میرے قبضے میں ہے اس نے کہا سبحان اللہ امیر المومنین جو طمع آپ میں ہے وہ کسی اور میں کہاں؟ اللہ نے آپ کو مومنوں کے امور و اموال کا نگران بنایا اور آپ نے ان کے امور کو چھوڑ دیا اور مال جمع کرنے میں لگ گئے۔ اور اپنے اور اپنی رعیت کے درمیان چوڑے اینٹوں اور اسلحہ برادر کا حجاب اختیار کر لیا۔ اور آپ نے یہ حکم دے دیا ہے کہ آپ کے پاس صرف فلاں فلاں آدمی آسکتے ہیں جن کو آپ نے اپنے لئے خاص کر رکھا ہے اور اپنی رعایا پر انہیں ترجیح دے رکھی ہے اور مظلوم بھوکے ننگوں کو اپنے ساتھ ملنے کا حکم نہیں دیا حالانکہ سب کا اس مال میں حق ہے۔ جب آپ کے ان خاص لوگوں نے اور اثر رسوخ والوں نے

آپ کو دیکھا کہ آپ مال جمع کر رہے ہیں اور اس کو تقسیم نہیں کر رہے تو وہ کہنے لگے اس نے اللہ اور رسول کی خیانت کی ہے تو ہم کیوں نہ خیانت کریں؟ تو سب اس بات پر اکٹھے ہو گئے کہ لوگوں کے معاملات میں سے صرف وہ معاملے آپ تک پہنچیں جو وہ چاہیں۔ تو یہ لوگ تیری بادشاہی میں شریک بن گئے اور تجھے پتہ ہی نہیں۔ جب مظلوم تیرے دروازے پر آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ تو نے دروازے پر ایسا آدمی مقرر کر رکھا جو لوگوں کے مظالم کا خیال رکھتا ہے۔ تو اگر ظالم تیرے خاص لوگوں میں سے ہو تو یہ نگران اس مظلوم کو ٹرختا رہتا ہے اور اس کو ایک وقت سے دوسرا وقت بتا دیتا ہے۔ جب وہ تھک جاتا ہے۔ پھر آپ ظاہر ہوتے ہیں تو آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اس کو بہت سخت مارا جاتا ہے جو دوسروں کے لئے عبرت بن جائے اور آپ اس کو دیکھتے ہیں مگر منع نہیں کرتے۔

اور آپ سے پہلے بنو امیہ کے خلفاء تھے جب ان کے پاس ظلم کا کوئی مقدمہ جاتا تو وہ اس کو فوراً حل کرتے تھے۔ امیر المومنین میں ایک دفعہ چین کے سفر پر گیا تو میں نے اس کے بادشاہ کو دیکھا کہ وہ بہرا ہے وہ بادشاہ روپڑا تو اس کے وزراء نے کہا اللہ آپ کو نہ رلائے آپ کیوں روتے ہیں؟ تو اس نے کہا میں کسی مصیبت کی وجہ سے نہیں رویا کہ وہ مجھ پر نازل ہوئی ہے بلکہ میں تو اس مظلوم کی وجہ سے رویا ہوں جو دروازے پر فریاد کرتا ہے مگر میں اس کی آواز نہیں سن سکتا۔ پھر کہا اگر میرے کان بہرے ہیں تو کیا ہو امیری آنکھیں تو سلامت ہیں لوگوں میں اعلان کر دو کہ سرخ کپڑے صرف مظلوم پہنے پھر وہ دن کے دونوں کناروں میں (صبح شام) ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگاتا تو اگر سرخ کپڑوں والا کوئی آدمی اسے مل جاتا تو اس کو اس سے پتہ چل جاتا کہ یہ مظلوم ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ انصاف کرتا۔

اے امیر المومنین یہ آدمی مشرک تھا اور مشرکوں کے ساتھ اس کے نفس کی کنجوسی پر اس کی نرمی غالب تھی۔ اور آپ کے نفس کی مومنوں کے ساتھ کنجوسی پر نرمی غالب کیوں نہیں؟ اور آپ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ مال کو تین وجوہات کی بنا پر ہی جمع کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ آپ اپنی اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں تو جن لوگوں نے آپ سے پہلے اولاد کے لئے مال جمع کیا تھا کیا ان کی عبرت اللہ نے آپ کو دکھا نہیں دی؟ یہ چیز ان کے کسی کام نہ سکی بلکہ کبھی تو وہ ذلیل حقیر اور فقیر ہو کر مرے۔ جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو زمین کے اوپر اس کا کوئی مال نہیں ہوتا صرف ایک کنجوس ہاتھ ہوتا ہے جو اس کو گھیرے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بچے پر اپنی مہربانیاں کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ تمام لوگوں کی رغبت اور توجہ اس میں بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کنجوس ہاتھ کے گھیرے میں سے وہ بچہ اکٹھا کرتا ہے۔ آپ کسی کو نہیں دیتے اللہ دیتا ہے۔

اگر آپ کہیں کہ میں تو اس مال کو اس مصیبت کے لئے جمع کر رہا ہوں جو مجھ پر کبھی اترے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے بادشاہوں اور گزشتہ بستیوں میں عبرت دکھادی ہے اور جب اللہ نے ان کو ہلاک کرنا چاہا تو ان کے جو مال۔ اشخاص اسباب جمع تھے ان کے کسی کام نہ آئے۔ اگر آپ کہیں گے آپ نے اس کو اس مقصد کے لئے جمع کیا ہے جو ان مقاصد سے زیادہ جسیم ہے جن میں آپ ہیں تو اللہ کی قسم آپ کے مقام سے اونچا صرف ایک مقام ہے اور آپ اس کو عمل صالح سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تو منصور بہت رویا پھر کہا میں کیا کروں سارے عالم مجھ سے بھاگ گئے ہیں اللہ کے بندے اور نیک لوگ میرے پاس نہیں

آتے۔ اس نے کہا امیر المومنین آپ دروازہ کھول دیں حجاب نرم کر دیں۔ مظلوم کی مدد کریں اور وہ مال لیں جو آپ کے لئے حلال اور پاک ہو۔ اور اس کو حق وعدل سے تقسیم کریں پھر جو بھاگے میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ تیرے پاس واپس لوٹ کر آئے گا۔ منصور نے کہا ہم اس طرح انشاء اللہ کریں گے۔ پھر موذن آ گیا اس نے نماز کی اطلاع دی وہ اٹھا اور نماز پڑھنے چلا گیا۔ جب نماز پوری کی تو اس آدمی کو پھر تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر پولیس والے کو کہا اس آدمی کو میرے پاس ابھی فوراً لے کر آؤ۔ وہ اس آدمی کو تلاش کرنے لگا تو وہ اس کو رکن یمانی کے پاس ملا تو اس کو کہا امیر المومنین کے پاس چلو اس نے کہا اس کی کوئی گنجائش نہیں اس نے کہا وہ تو پھر میری گردن کاٹ ڈالے گا۔ اس نے کہا وہ تیری گردن بھی نہیں مار سکے گا۔ پھر اس آدمی نے اپنے توشہ دان سے لکھا ہوا کاغذ نکالا اور کہا لے لو اس میں ہر کشادگی کی دعا موجود ہے۔ جو صبح کو یہ دعا پڑھے تو اگر اس دن فوت ہو تو شہید ہوگا جو شام کو پڑھے تو اگر رات کو فوت ہو گیا تو شہید ہوگا۔ اور اس دعا کی بڑی فضیلت اور بڑا ثواب بیان کیا۔ پولیس والے نے وہ رقعہ لے لیا اور منصور کے پاس آ گیا۔ جب منصور نے اس کو دیکھا تو کہا تو ہلاک ہو گیا تو جادو بھی جانتا ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین نہیں۔ پھر سارا قصہ بتایا تو منصور نے اس کی نقلیں بنانے کا حکم دیا اور اس کو ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔

اللَّهُمَّ كَمَا لَطُفْتَ فِي عَظَمَتِكَ وَقُدْرَتِكَ دُونَ اللَّطْفَاءِ وَعَلَوْتَ بِعَظَمَتِكَ عَلَى الْعُظَمَاءِ وَعَلِمْتَ مَا تَحْتَ أَرْضِكَ كَعِلْمِكَ مَا فَوْقَ عَرْشِكَ فَكَانَتْ وَ سَاوِسُ الصَّدْرِ كَالْعَلَانِيَةِ عِنْدَكَ وَعَالَانِيَةُ الْقَوْلِ كَالسِّرِّ فِي عِلْمِكَ فَانْقَادَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِكَ وَخَضَعَ كُلُّ ذِي سُلْطَانٍ لِسُلْطَانِكَ وَضَارَ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كُلُّهُ بِيَدِكَ اجْعَلْ لِي مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ أَصْبَحْتُ أَوْ أَمْسَيْتُ فِيهِ فَرَجًا وَمَخْرَجًا اللَّهُمَّ إِنَّ عَفْوَكَ عَنْ ذُنُوبِي وَتَجَاوُزَكَ عَنْ خَطِيئَتِي وَبَسْرَكَ عَلَيَّ قَبِيحَ عَمَلِي أَطْمَعُنِي أَنْ أَسْأَلَكَ مَا اسْتَوْجِبُهُ مِنْكَ مِمَّا قَصَرْتُ فِيهِ فَصِرْتُ أَدْعُوكَ أَمِنًا وَأَسْأَلَكَ مُسْتَأْنِسًا فَإِنَّكَ الْمُحْسِنُ إِلَيَّ وَ أَنَا الْمُسِيءُ إِلَى نَفْسِي فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ تَتَوَدَّدُ إِلَيَّ بِالنِّعَمِ وَتَبْغِضُ إِلَيْكَ بِالْمَعَاصِي فَلَمَّ أَجِدْ كَرِيمًا أَعْطَفُ مِنْكَ عَلَيَّ عَبْدٌ لَيْسَ مِثْلِي وَ لَكِنُ الثِّقَّةُ بِكَ حَمَلْتَنِي عَلَى الْجَرَاءَةِ عَلَيْكَ فَجِدِ اللَّهُمَّ بِفَضْلِكَ وَاحْسَانِكَ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ الرَّءُوفُ الرَّحِيمُ.

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مذکور آدمی خضر علیہ السلام تھے۔

## الفینة

یہ پرندہ عقاب کے مشابہہ ہے جب سردیوں سے ڈرتا ہے تو یمن کی طرف چلا آتا ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ اور فینات کا معنی ساعات ہے کہا جاتا ہے لقیته الفینة بعد الفینة یعنی میں اس کو وقتاً فوقتاً ملا اس کو الف لام کے بغیر بھی پڑھا جا سکتا ہے اور فینة بعد فینة بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ پرندہ بھی چونکہ ایک وقت یمن میں رہتا ہے اور ایک وقت میں وہاں سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو وقت کا نام دے دیا گیا۔

## ابو فراس

شیر کی کنیت ہے۔ کہا جاتا ہے فرس الاسد فریستہ یفرسہا فرسا و افترسہا۔ یعنی شیر نے شکار کی گردن توڑ دی۔ اور فرس کا اصل یہی ہے۔ پھر جب یہ لفظ کثرت سے استعمال ہونے لگا تو ہر قتل کو فرس کہا جانے لگا۔ ابو فراس بن ہمدان کا نام اسی سے رکھا گیا۔ جو سیف الدولہ بن ہمدان کا بھائی تھا اور وہ بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اور بہت بزرگ شاعر تھا یہاں تک کہ کہا جانے لگا۔ شعر کی ابتداء بھی بادشاہ نے کی اور ختم بھی بادشاہ پر ہوا۔ ابتداء کرنے والا امرأ القیس ہے جس کا نام حدج تھا اور ابو فراس بادشاہ پر شاعری ختم ہوئی۔ اس جیسا یہ قول بھی ہے کہ بدأت الرسائل بعبد الحمید و ختمت بابن العمید۔ خطوط نویسی عبد الحمید سے شروع ہوئی اور ابن المعید پر بند ہو گئی۔ واللہ اعلم

## باب القاف

### القادحہ

یہ ایک کیڑا ہے کہا جاتا ہے قدح الدود فی الاسنان والشجر قدحا یعنی کیڑے نے دانتوں اور درختوں کو زخمی کر دیا۔

## القارہ

مادہ ریچھ کو کہتے ہیں۔

## القاریۃ

بروزن ساریہ ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جس کی ٹانگیں چھوٹی، لمبی چونچ اور سبز پیٹھ ہوتی ہے۔ عرب اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس سے نیک شگون لیتے ہیں۔ اور اس کو نخی آدمی سے تشبیہ دیتے ہیں اور یہ لفظ مخفف ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

امن ترجیع قاریۃ ترکم سبا یاکم و ایتم بالعناق

”کیا قاریہ کے بار بار بولنے کی وجہ سے تم اپنے قیدیوں کو چھوڑ دو گے اور تم ناکام ہو کر واپس لوٹو گے۔“

اس کی جمع قواری ہے۔ یعقوب نے کہا عام لوگ قاریہ تشدید سے پڑھتے ہیں اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔

بطلیوس نے شرح میں کہا ہے کہ عرب لوگ قواری کے ساتھ نیکی اور بد شگون دونوں لیتے ہیں۔ نیک شگون اس طرح لیتے ہیں

کہ جب آتی ہے تو بارش کی خوشخبری لاتی ہے حالانکہ آسمان بارشوں سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ نابغہ جعدی کہتے ہیں۔

ولا تزال یسقیها ویسقی بلادھا من المزن زحاف یسوق القواریا

”اس کو اور اس کے شہروں کو ہمیشہ بادل کی پانی وہ بادل پلاتے ہیں جو قواری کو ہانک کر لاتے ہیں۔“

اور بد حالی اس طرح پکڑتے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی اس کو بغیر بارش اور بادل کے ملتا ہے تو ڈر کر واپس آ جاتا ہے۔

ابن سیدہ نے کہا کہ قاریہ ایک پرندہ ہے جس کو دیہاتی لوگ پسند کرتے ہیں اور سخی مرد کے ساتھ اس کو تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ وہ بارش سے چونکار کھتا ہے۔ بعض نے کہا اسی سے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ لوگ زمین میں اللہ کے قواری ہیں یعنی گواہ ہیں کیونکہ ان میں سے بعض بعض کے حالات کے پیچھے چلتے ہیں۔ تو جب لوگ انسان کو کسی خیر یا شر کے ساتھ دیکھتے ہیں تو یہی چیز ان کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور قواری کا واحد قار ہے۔ اور یہ جمع شاذ ہے۔ میں کہتا ہوں اس معنی کی صحت پر نبی ﷺ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ انتم شهداء اللہ فی الارض یعنی تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

شرعی حکم: یہ پرندہ حلال ہے کیونکہ عرب اس کو کھاتے ہیں یہ بات صمیری وغیرہ نے کہی ہے۔ اور انہوں نے کتاب الحج میں کہا ہے کہ کبوتری کافدیہ بکری سے دیا جائے گا اور جو اس سے کم قواری وغیرہ پرندے ہیں ان کا فدیہ قیمت سے دیا جائے گا۔ اور یہ اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔ اور واضح ہو چکا کہ قاریہ کبوتر کی قسم میں سے نہیں لیکن اہل لغت کا کلام اس بات کی تائید نہیں کرتا۔ ابن السکیت وغیرہ نے اصلاح المنطق میں کہا ہے کہ قواری سبز رنگ کے پرندے ہوتے ہیں اور یہ آواز دو ہراتے ہیں۔ اور حمام کا اپنی آواز کو دو ہرا کر غرغوں کرنا پہلے گزر چکا ہے۔ اور یہ گزر چکا ہے کہ جو کبوتر نہیں ہوتے۔ وہ بھی منہ لگا کر پانی پینے میں اس کے ساتھ شریک ہیں تو پہلی بات کا اعتبار نہیں رہتا بلکہ ہدیر کی آواز کا اعتبار ضروری ہو جاتا ہے اور اسی کو ترجیح کہتے ہیں۔ تو لازم ہو گیا کہ قاریہ بھی کبوتر کی قسموں میں سے ہو اور باقی سارے کبوتروں کی طرح اس کا فدیہ بھی قیمت کے بجائے بکری سے دیا جائے اور اس تعارض میں غور کرنے کی گنجائش ہے۔

## الفاق

لمبی گردن والا پانی کا پرندہ ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

## القاقم

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو سنجاب کے مشابہہ ہوتا ہے مگر مزاج میں اس سے زیادہ ٹھنڈا اور تر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بہت سفید ہوتا ہے۔ اور اس کی جلد لومڑی کی طرح ہوتی ہے اور سنجاب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

## القانب

بھونکنے والے بھیرے کو کہتے ہیں۔ اور مقانب شکاری بھیروں کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر لفظ ذئب میں باب الذال میں گزر چکا ہے۔

## القاوند

ایک پرندہ ہے جو اپنا گھونسلہ ساحل سمندر پر بناتا ہے اور سات دنوں تک اپنے انڈے ریت میں بیٹتا ہے ساتویں دن بچے نکال کر پھر ان کو سات دنوں تک چوگا دیتا ہے اور سمندر کے سفر کرنے والے ان دنوں کو مبارک خیال کرتے ہیں اور وہ اس وقت کی اچھائی پر یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سفر کا وقت آ گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس موسم میں سمندر کا جوش اور ہیجان اس پرندے کے انڈوں اور بچوں کی وجہ سے روک دیتا ہے کیونکہ بڑھاپے کے وقت یہ اپنے ماں باپ سے نیکی کرتا ہے۔ وہ جب بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ ان کی خوراک اٹھا کر انہیں پہنچاتا ہے اور مرنے تک ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس پرندے سے شحم القاوند چربی حاصل کی جاتی ہے جو لنگڑوں کو سیدھا کھڑا کر دیتی ہے اور پرانے بلغموں کو تحلیل کر دیتی ہے۔ مفردات دوائیوں میں قاوند کا تیل گھی کی طرح مشہور ہے جو یمن کے شہروں سے لایا جاتا ہے اسی طرح ہند اور حبشہ سے بھی لایا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایک درخت کے پھل سے لیا جاتا ہے جو اخروٹ کی طرح ہوتا ہے اور بیلنوں میں اس کو پیلا جاتا ہے اور تیل نکالا جاتا ہے جو ٹھنڈی بیماریوں اور اعصابی دردوں کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

## القبح

قاف کے فتح اور باء موحدہ کے سکون سے ہے اور آخر میں جیم ہے اس کا واحد قبحہ ہے چکور کو کہتے ہیں۔ قبحۃ اسم جنس ہے جو مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

یہاں تک کہ یعقوب کہو تو مذکر سے مخصوص ہو جائے گا۔ اسی طرح تیر کو دراجہ کہتے ہیں پھر جب حیقطان کہتے ہیں تو مذکر کے لئے مخصوص ہو جاتا ہے اس طرح بومہ کا لفظ ہے یہاں تک کہ تم صدی، فیاد کہو۔ اسی طرح حباری ہے یہاں تک خرب کہو اسی طرح نعمامہ ہے یہاں تک کہ ظلم کہو اسی طرح نحله ہے یہاں تک یعسوب کہو گے تو مذکر کے لئے خاص ہو جائے گا۔

کراع نے مجرد میں کہا کہ قبح فارسی لفظ ہے جو عربی بنایا گیا ہے کیونکہ قاف، جیم اور کاف میں سے دو حرف جس کلام میں جمع ہوں وہ عربی میں نہیں آتا جیسے جوالق، جلق، قبح اور کیلجہ یہ چھوٹا سا پیانہ وغیرہ ہے۔ قبح کا بچہ ایسے پیدا ہوتا ہے جیسے فراریج ہوتے ہیں۔ کما تقدم

اس کی مادہ پندرہ انڈے دیتی ہے اور اس کا زجفتی کی بہت طاقت رکھتا ہے جس طرح مرغ اور چڑیا ہوتے ہیں۔ اس کی جفتی کی کثرت کی وجہ سے یہ انڈوں کو توڑ دیتا ہے تاکہ مادہ ان کو سینے میں مشغول نہ ہو۔ اس لئے مادہ جب انڈے دینے لگتی ہے تو بچوں میں رغبت رکھنے کی وجہ سے بھاگ کی چھپ جاتی ہے اور جب یہ اس وجہ سے بھاگ جاتی ہے تو مذکر اس کے پیچھے بھاگتا ہے پھر آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں اور بہت شور کرتے ہیں۔ پھر مغلوب غالب کی بات مانتا ہے اور طاقت ور کمزور سے جفتی کرتا ہے۔ قبح اپنی آوازوں کو ضرورت کے مطابق کئی طرح سے بدل لیتا ہے۔ اس کی عمر ۱۵ سال تک ہوتی ہے۔ اس کی عجیب بات وہ ہے جو قزونی نے بیان کیا ہے کہ جب صیاد اس کو شکار کرنے لگتے ہیں تو یہ اپنا سر برف میں چھپا لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ

شکاری اس کو نہیں دیکھ رہا۔ مذکر مونث پر شدید غیرت رکھتے ہیں۔ اور مونث مذکر کی بوسے بھی حاملہ ہو جاتی ہے۔ یہ سب گانے اور اچھی آوازوں کو پسند کرتے ہیں۔ بعض اوقات خوش آوازی سن کر گھونسلوں سے نیچے گر جاتے ہیں اور صیاد آ کر ان کو پکڑ لیتا ہے۔

شرعی حکم: یہ حلال ہے کیونکہ طیبات میں سے ہے۔

طبی خواص: عبدالملک بن زہر کہتے ہیں۔ کہ مذکر کا پتہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نزول الماء کی بیماری میں مفید ہے۔ اگر اس کو رازیانج کے پانی کے ساتھ ملا کر بطور سرمہ لگایا جائے تو رات کا اندھرا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کی چربی ناک میں ڈالی جائے تو سکتہ اور لقوہ میں مفید ہے۔ ارسطو کہتے ہیں کہ قبیج کا پتہ پارے کے تیل میں ملا کر بخارزدہ کے ناک میں چڑھایا جائے تو اس کا بخار اتر جائے گا۔

قبج کو شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کا آنا شراب میں گوندھ کر ان کے لئے رکھ لیا جائے وہ اسے کھا کر بے ہوش ہو جائیں گے اور شکار ہو جائیں گے۔

## القبرۃ

قاف کے ضمہ اور باء کی تشدید سے ہے۔ یہ قبر کا واحد ہے۔ جو ہری کہتے ہیں کہ عوام کے شعر میں قنبرۃ کا لفظ بھی آ جاتا ہے۔

بطلیوس نے شرح ادب الکاتب میں کہا ہے کہ قنبرہ نون کے ساتھ ہے اور یہ لغت فصیح ہے۔ یہ پرندوں کی ایک قسم ہے جو عمرہ چڑیا کے مشابہہ ہوتی ہے۔ مذکر کو ابو صابر اور ابو الہیثم کہتے ہیں اور مونث ام العلعل کہتے ہیں۔ طرفہ نے کہا جو ان کا شکار کرتا ہے۔

یالك من قبرۃ بمعمر

”معمر میں اے قبرہ تیرے لئے نضا خالی ہو گئی ہے اس لئے انڈے دو اور آواز نکالو۔“

قد رفع الفخ فماذا تحذری

”جال اٹھا لیا گیا ہے تو کس سے ڈرتی ہے اور جہاں چاہے چل پھر لے۔“

قد ذهب الصیاد عنک فابشری

”شکاری چلا گیا ہے تو خوش ہو جا لیکن ایک نہ ایک دن تو پکڑی جائے گی اس لئے محتاط رہو۔“

اس قول کا سبب یہ ہے کہ یہ اپنے ایک چچا کے ساتھ سفر میں تھا اس وقت اس کی عمر سات سال تھی۔ ایک پانی پر اترے تو طرفہ نے وہاں جا کر قبریوں کے لئے جال لگا دیا۔ اور دوسرا کوئی شکار نہ کیا۔ پھر جال اٹھایا اور اپنے چچا کے پاس آیا تو وہ جال اٹھا کر واپس چلے آئے۔ جب وہاں سے کوچ کیا تو دیکھا کہ جو دانے انہوں نے ان کے لئے ڈالے تھے وہ کھا رہی ہیں۔

ابو عمرو کہتے ہیں کہ یہاں جو سے مراد وادی کی وسعت ہے۔ طرفہ نے شعر میں فمات حدری کا نون قافیہ ملانے کے لئے گرایا



ہے۔ یا التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا ہے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں ابن عباس سے بیان کیا جاتا ہے کہ جب حسین عراق کو نکلے کو تو انہوں نے ابن زبیر کو کہا:

خلالك الجو فیضی واصفیری

”تیرے لئے فضا خالی ہے اس لئے انڈے دے اور سیٹیاں بجا۔“

طرفہ بن عبد کا عمرو بن منذر بن امرؤ القیس کے ساتھ عجیب واقعہ ہے۔ جب اس نے طرفہ کو اور متملس کو دو خط لکھ کر دیئے تھے۔ اور اس کا نام عمرو بن ہند ہے یہ نہ مسکراتا تھا نہ ہنستا تھا۔ عرب اس کو اس کی مضبوط بادشاہی کی وجہ سے مضطرط الحجارة کہتے تھے۔ یہ ۵۳ سال بادشاہ رہا۔

سارے عرب اس کی ہیبت سے ڈرتے تھے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ یہ عمرو بن منذر بن ماء السماء تھا۔ اور ہند اس کی ماں تھی۔ اس کے باپ المنذر کو ابن ماء السماء اس لئے کہتے تھے کہ وہ بہت خوبصورت تھا۔ اور منذر بن اسود بھی یہی ہے اور عمر محرق کے نام سے مشہور تھا۔ کیونکہ اس نے ایک شہر کو جلادیا تھا۔ جس کو ملہم کہتے ہیں۔ یہ یمامہ کے پاس ہے۔

عقبیٰ اور مبرد کہتے ہیں کہ اس کو محرق اس لئے کہتے تھے کہ اس نے بنی تمیم کے ۱۰۰ آدمی جلادیئے تھے اور یہ ۵۳ سال بادشاہ رہا۔ طرفہ ایک خوبصورت بچہ تھا یہ اپنی چال میں عمرو کے سامنے اکڑا کر چلتا تھا تو اس نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا کہ قریب تھا کہ اس کو نگل لے تو جب وہ دونوں کھڑے ہوئے تو متملس نے کہا اے طرفہ۔ اس کے تیری طرف دیکھنے سے میں بہت ڈر رہا ہوں اس نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ پھر عمرو بن ہند نے ان دونوں کو دو خط مکعب کی طرف دے کر بھیج دیا جو بحرین اور عمان پر اس کا گورنر تھا۔ یہ اس کی طرف سے نکلے اور چلتے رہے یہاں تک کہ صیدہ کے قریب ایک زمین میں پہنچے تو وہاں ایک بوڑھے کو دیکھا اس کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جس کو وہ کھا رہا تھا۔ اور وہ پیشاب کر رہا تھا اور اپنی جوئیں بھی نکال رہا تھا۔ تو متملس نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے زیادہ احمق کمزور اور کم عقل کوئی بوڑھا نہیں دیکھا۔ تو اس نے کہا تم نے مجھ میں کون سی عجیب بات دیکھی ہے۔ اس نے کہا تو پیشاب بھی کر رہا ہے۔ جوئیں نکال رہا ہے اور روٹی بھی کھا رہا ہے۔ اس نے کہا میں پلید چیز نکال رہا ہوں۔ پاک چیز کھا رہا ہوں اور دشمن کو مار رہا ہوں۔ لیکن مجھ سے بے وقوف اور کمینہ وہ شخص ہے جس کے دائیں ہاتھ میں اس کی موت کا پروانہ ہے۔ اور اسے معلوم بھی نہیں تو متملس چونک گیا گویا کہ اس سے پہلے سویا ہوا تھا۔ تو وہ حیرہ کے ایک لڑکے کے پاس گیا۔ جو اپنی بکریوں کو حیرہ کی نہر سے پانی پلا رہا تھا۔

متملس نے اس لڑکے کو بلایا اور کہا اے لڑکے کیا تو پڑھ سکتا ہے اس نے کہا ہاں میں پڑھ سکتا ہوں اس نے پڑھا تو لکھا تھا۔

باسمک اللہم.

عمرو بن ہند کی طرف سے مکعب کی طرف خط ہے۔

جب تیرے پاس میرا یہ خط آئے تو متملس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو زندہ دفن کر دو۔ تو اس نے یہ کاغذ نہر میں پھینکا اور کہنے لگا طرفہ تیرے پاس بھی اسی طرح کا ہوگا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میرے لئے ایسی بات نہیں ہو سکتی۔ پھر طرفہ مکعب کے پاس آیا تو اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو زندہ دفن کر دیا۔ تو ”صحیفہ متملس“ کو اس شخص کے لئے بطور مثال بیان کیا جانے لگا جو

اپنی موت کی خودکوشش کرتا ہے اور اپنی جان کے بارے میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔

اس قصے کی طرف اشارہ باب الکاف لفظ کروان میں بھی آئے گا۔ عمرو بن ہند نے بنی تمیم کے جو آدمی جلائے تھے اس کا سبب یہ بنا۔ جیسا کہ عقی اور مبرد نے کہا ہے کہ عمرو بن ہند کا ایک بھائی اسعد بن منذر تھا۔ جس نے بنو دارم کا دودھ پیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے شکار سے واپس آیا اور اس نے نبیذ پی رکھی تھی۔ اور اس میں کچھ نشہ تھا۔ تو سوید بن ربیعہ تمیمی کے اونٹوں کے پاس سے گزرا۔ تو ان میں سے ایک اونٹ ذبح کر دیا۔ تو سوید نے اس کو تیر مار کر مار ڈالا جب عمرو بن ہند کو اپنے بھائی کے قتل کا پتہ چلا۔ تو قسم اٹھائی کہ وہ بنو تمیم کے سو آدمی جلائے گا تو اس نے ان میں سے ناوے آدمی پکڑ کر آگ میں پھینک دیئے پھر اس نے ارادہ کیا کہ اپنی قسم کو ان میں سے ایک بوڑھی عورت کے ساتھ پوری کرے تاکہ گنتی پوری ہو جائے۔ تو اس عورت نے کہا اس بوڑھی عورت کا کوئی نوجوان فدیہ کیوں نہیں بنتا۔ پھر اس نے کہا دوری ہو دوری ہو سب نوجوان جل کر کوئلے بن گئے۔

اتنے میں براجم کا ایک قاصد وہاں سے گزرا تو اس کو گوشت کی خوشبو آئی اس نے سوچا کہ عمرو بن ہند نے کھانا پکایا ہے تو وہ اس طرف آ گیا۔ تو اس نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں براجم کا واند ہوں۔ تو عمرو نے کہا براجم کا واند بڑا بد بخت ہے۔ ان الشقی و افدا البراجم۔ یہ مثال بن گئی۔ اور اس آدمی کو آگ میں پھینک دیا گیا۔

ابن درید نے اپنے مقصورے میں کہا۔

ثم ابن هند باشرت نیرانہ یوم اوارات تمیما بالصلی

”پھر ابن ہند نے بنو تمیم کو اوارات کے مقام پر بڑھکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔“

اور قبرہ خاکی رنگ کی بڑی چونچ والی ہوتی ہے گویا کہ اس کے سر پر قبرہ ہوتا ہے۔ چڑیوں کی یہ قسم بڑی سخت دل ہوتی ہے اور اس کو کوئی آواز ڈرا نہیں سکتی۔ بعض دفعہ اس کو پتھر مارا جاتا ہے تو یہ پتھر مارنے والے کو ہلکا سمجھتی ہے اور زمین کے ساتھ چٹ جاتی ہے یہاں تک کہ پتھر آگے نکل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ پکڑی جاتی ہے اور ماری جاتی ہے کیونکہ پھینکنے والے کے دل میں بار بار مارنے کی وجہ سے اس پر غصہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو مار دیتا ہے۔ یہ اپنا گھونسلہ انسانوں سے محبت کی بناء پر راستے میں بناتی ہے۔

حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ داؤد بن ابی ہند سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک قبرہ کو شکار کر لیا۔ تو اس نے کہا تو مجھے کیا کرے گا۔ اس نے کہا میں تم کو ذبح کر کے کھاؤں گا۔ وہ کہنے لگی میں تیرے کسی کام نہیں آسکتی نہ بھوک مٹا سکتی ہوں نہ موٹا کر سکتی ہوں۔ لیکن میں تجھے تین باتیں بتاتی ہوں وہ تیرے لئے میرے کھانے سے بہتر ہیں۔ پہلی بات اس وقت بتاؤں گی جب میں تیرے ہاتھ میں ہوں گی۔ دوسری بات درخت پر بیٹھ کر بتاؤں گی۔ اور تیسری بات پہاڑ پر بیٹھ کر بتاؤں گی۔

(۱) جو فوت ہو جائے۔ اس پر افسوس نہ کرو۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا تو کہنے لگی جو چیز نہیں ہو سکتی اس کی تصدیق مت کرو۔ جب پہاڑ پر گئی تو کہنے لگی۔ اگر تو مجھے ذبح کر دیتا تو میرے پوٹے میں تجھے ایک موتی ملتا جس کا وزن بیس مثقال ہے۔ تو وہ آدمی اپنے ہونٹ کاٹنے لگا اور افسوس کرنے لگا۔ تو اس نے کہا کہ تیسری بات اس نے جواب دیا کہ پہلی دو تو بھول گیا اب تیسری کیسے بتاؤں اس نے پوچھا کیسے اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جو چیز تجھ سے فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرو اور کہا تھا جو چیز

نہیں ہو سکتی اس کو نہ مانو اور تو نے مان لی۔ اگر میرا گوشت پر ہڈیاں اکٹھے کئے جائیں تو پھر بھی میرا وزن میں مشقال نہ ہوگا تو پھر میرے پونے میں میں مشقال کا موتی کہاں سے آ گیا۔ انتہی

قشیری نے اپنے رسالہ میں ذی النون مصری سے بیان کیا ہے کہ ان سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں مصر کے کسی دیہات کی طرف گیا تو کسی جنگل میں جا کر سو گیا پھر آنکھ کھلی تو اندھی قبرہ نظر آئی جو اپنے گھونسلے سے گر گئی تھی۔ اس کے لئے زمین پھٹی تو اس سے دو پیالیاں نکلیں۔ ایک چاندی کی تھی اور دوسری سونے کی۔ ایک میں تل تھے ایک میں پانی وہ تل کھانے لگی اور پانی پینے لگی۔ تو میں نے توبہ کی اور میں اللہ کے در سے لپٹ گیا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے قبول کر لیا۔ اور میں نے جان لیا کہ جو ذات قبرہ کو ضائع نہیں کرتی وہ مجھے بھی ضائع نہیں کرے گی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع درست ہے اور حرم میں اس کو مارے تو فدیہ واجب ہوگا۔

طبی خواص: اس کا گوشت پیٹ کو بند کر دیتا ہے اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کا انڈا بھی یہی کام کرتا ہے۔ اس کا گوبر لے کر انسانی تھوک سے ملا کر مسوں پر لگایا جائے تو ان کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ اور جو عورت اپنے خاوند کو اچھا نہ سمجھے تو اس کی چربی اپنے آلہ تناسل پر مل کر اس سے جماع کیا جائے تو اس سے محبت کرنے لگے گی۔

تتمہ: اسماء میں قنبر قاف کے ضمہ نون کے سکون اور باء کے فتح سے سیبویہ کے دادا کا نام ہے۔ اس کا اصل نام عمرو بن عثمان بن قنبر تھا۔ اور سیبویہ اس کا لقب تھا۔ یہ لفظ عجمی ہے اس کا معنی ہے سیب کی خوشبو ہے۔ اور قنبر ابراہیم بن علی بن قنبر بغدادی ہے۔ نصر اللہ قزاز سے اس نے روایت کی ہے اور ابوالفتح محمد بن احمد بن قنبر بزاز وغیرہ کا بھی دادا ہے قنبر ابوالشعشاء ہے اور یہ ابن عباس وغیرہ سے روایت کرتا ہے اس کو ابن حبان نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ اور ایک قنبر حضرت علیؑ کا غلام بھی تھا۔ ابن ابی حاتم نے کہا اس نے علیؑ سے روایت کی اور یہ ان کا دربان تھا۔ نووی نے مہذب میں کتاب القضاء میں کہا ہے کہ امام کے لئے دربانچی رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ یرفاعمر بن الخطابؓ کا حاجب تھا۔ اور حسن عثمانؓ کا حاجب تھا اور قنبر علیؑ کا دربان تھا۔ محمد بن سماک کہتے ہیں۔ جو آدمی لوگوں کو جانتا ہے وہ ان سے نرمی اختیار کرتا ہے جو ان سے ناواقف ہے ان سے جھگڑا کرتا ہے اور نرمی کی جڑ جھگڑے کو چھوڑنا ہے۔

بعض نے کہا۔ ابو یوسف یعقوب بن سکیت ایک دن متوکل کے پاس بیٹھا اور ابو یوسف اس کے بچوں کو ادب سکھاتا تھا۔ تو متوکل کے دونوں بیٹے المعزز اور الموید آئے تو متوکل نے کہا یعقوب تجھے کون سے بچے زیادہ پیارے ہیں میرے بیٹے یا حسن حسین۔ اس نے کہا اللہ کی قسم علی بن ابی طالب کا خادم قنبر تم سے اور تیرے بیٹوں سے بہتر تھا۔ تو اس نے ترکوں سے کہا اس کی زبان کو اس کی گدی سے کھینچ لو تو انہوں نے اسی طرح کیا تو وہ سوموار کے دن ۲۴۴ ہجری ۵ رجب کو فوت ہوا۔ پھر متوکل نے اس کے بیٹے کی طرف ۱۰ ہزار درہم بھیجے اور کہا یہ تیرے باپ کی دیت ہے۔ ابن خلکان نے اس کے حالات زندگی میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ اس واقع سے تھوڑا عرصہ قبل اس نے متوکل کے دونوں بیٹوں کو تعلیم کے طور پر یہ شعر لکھائے تھے۔

بصا ب الفتی من عشرة بلسانہ و لیس بصاب المرء من عشرة الرجل

”نو جوان کو زبان کی لغزش سے وہ مصیبت پہنچتی ہے جو پاؤں کی لغزش سے نہیں پہنچتی۔“

فَعَثْرَتُهُ بِالْقَوْلِ تَذْهَبُ رَأْسَهُ وَعَثْرَتُهُ بِالرَّجْلِ تَبْرَأُ عَلِيَّ مَهْلٍ  
”زبان کی لغزش اس کا سر لے جاتی ہے اور پاؤں کی لغزش کچھ عرصہ بعد ٹھیک ہو جاتی ہے۔“  
ابن سکیت کے عمدہ اشعار میں سے یہ بھی ہیں:

اِذَا اشْتَمَلْتَ عَلَيَّ يَا سِرْبَ الْقُلُوبِ وَضَاقَ لِمَا بِهِ الصَّدْرُ الرَّحِيبِ  
”جب دل مایوس ہو جائیں اور جس چیز کے ساتھ سینہ کشادہ ہوتا ہے وہ تنگ ہو جائے۔“

وَإِذَا طَنَّتِ الْمَكَارَهُ وَاسْتَقَرَّتْ وَارْسَتْ فِي أَمَا كُنْهَا الْخَطُوبِ  
”جب مصائب پختہ اور برقرار ہو جائیں اور تکالیف اپنی جگہوں میں جم جائیں۔“

وَلَمْ تَكُنْ لَمْ تَكْشِفِ الضَّرْعَ وَجْهًا وَلَا اغْنَى بِحِيلَتِهِ الْارْيَبِ  
”اور تکلیف کو ختم کرنے کا کوئی راستہ بھی معلوم نہ ہو اور بے قرار آدمی کو کوئی حیلہ کام نہ دے سکے۔“

أَتَاكَ عَلِيٌّ قَنُوطٌ مِنْكَ عَفْوٌ يَمُنُّ بِهِ اللَّطِيفُ الْمُسْتَجِيبُ  
”تو مایوس ہونے کے وقت اللہ کی طرف سے معافی آ جاتی ہے اللہ قبول کرنے والا معافی کے ساتھ تجھ پر احسان کرتا ہے۔“

وَكَلَّ الْحَادِثَاتُ إِذَا تَنَاهَتْ فَمَوْصُولٌ بِهَا فَرَجٌ قَرِيبُ  
”جب حادثات کی بیڑیاں انتہاء کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ بہت جلدی کشادگی آ جاتی ہے۔“

اس کا باپ سکیت کے نام سے اس لئے مشہور تھا کیونکہ وہ بہت چپ رہتا تھا اور جو لفظ فعلیل یا فعلیل کے وزن پر ہو وہ مکسور الاول ہوتا ہے۔ ابن سکیت لغت کا امام تھا۔ زیادہ تر غریب باتوں کو نقل کرتا تھا۔ اس کی تصانیف بڑی مفید ہیں۔

### القبة

قاف کے ضمہ اور باء کی تخفیف اور عین مہملہ سے اور دونوں پر فتح ہے۔ یہ چڑیا کی طرح ایک سیاہ سفید پرندہ ہوتا ہے۔ یہ چوہوں کی بل کے پاس رہتا ہے۔ جب اس کو ڈرایا جائے یا اس کی طرف پتھر پھینکا جائے تو اس کے سوراخ میں چھپ کر پناہ لے لیتا ہے۔ یہ بات ابن سکیت نے ذکر کی ہے۔

### القبیط

بروزن حمیر مشہور پرندہ ہے۔

### الفتح

فتح قاف اور تاء اور عین کے ساتھ ہے۔ یہ ایک لکڑی کا کیرا ہے جو اس کو کھاتا رہتا ہے۔ اس کا واحد فتحة ہے۔ یہ جفتی ہوتا ہے پھر نیچے گر جاتا ہے۔

## ابن قترہ

یہ سانپوں کی ایک قسم ہے جس کو ڈس لیں وہ بچتا نہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ زرافعی ہے۔ اور یہ ایک بالشت ہوتا ہے۔ ابو قترہ ابلیس کی کنیت ہے یہ بات ابن سیدہ وغیرہ نے کہی۔

## القران

قاف کے کسرہ سے اور دال مہملہ مشدودہ سے ہے۔ پسو کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ بعض دوسروں نے کہا یہ ایک جانور ہے جو پسو کے قریب قریب ہوتا ہے اور کاٹتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

يا ابتا ارقننى القدان فالنوم لا تطعمه العينان  
 ”اے ابا جان مجھے قران نے بے چین کر دیا ہے اور آنکھیں سو نہیں رہیں۔“

یہ بات ابو حاتم نے کتاب الطیر میں کہی ہے۔ بعض نے کہا قران ریتلے شہروں اور راستوں میں پایا جاتا ہے۔ لوگ اس کو دلم کہتے ہیں یہ اونٹوں وغیرہ کو کاٹتا ہے۔

## القراد

یہ قردان کا واحد ہے۔ کہا جاتا ہے قرد بعيرك یعنی اپنے اونٹ سے چیچڑ نکال۔ اس پر علم میں کلام گزر چکا ہے۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کا احرام میں مارنا مستحب ہے۔ عبد رى کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محرم کے لئے جائز ہے کہ اپنے اونٹ کے چیچڑ نکالے۔ یہی بات ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور اکثر فقہانے کہی ہے۔

مالک کہتے ہیں اس کے چیچڑ نہیں نکال سکتے۔ اور جن لوگوں نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ ان میں عمرؓ اور ابن عباسؓ جابر بن زیدؓ عطاء شافعیؓ احمد اسحاق اور اصحاب الرائے ہیں۔ اور مالک نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔

سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے محرم کے بارے میں کہا کہ اگر چیچڑ کو مارے تو ایک یا دو کھجور صدقہ دے ابن المنذر کہتے ہیں ایک دے۔ ابن کثیر نے کہا تقرید البعير کا مطلب یہ ہے کہ اس سے چیچڑ نکالے جائیں کیونکہ وہ وہ اس کی جلد کے ساتھ چمٹے ہوتے ہیں۔

کعب بن زہیر کے قصیدے میں یہ شعر ہے:

يمشى القراد عليها ثم يزلقه عنها لبان واقرب زهاليل

”چیچڑ اس پر چلتے ہیں پھر ان کو اس کے سینے اور نرم پہلوؤں سے جدا کیا جاتا ہے۔“

ابو جہل کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ اترے ہیں اور ان کے دل میں تمہارے خلاف غصہ ہے کیونکہ تم نے ان کو اس طرح نکال دیا جس طرح کانوں سے چیچڑ نکالے جاتے ہیں یعنی تم نے ان کو مکہ سے اس طرح نکالا کہ اس سے ان کی جڑیں اکھیڑ

دی ہیں۔ کیونکہ چیچڑ کو جانور سے بالکل اکھیڑ دیا جاتا ہے۔ تمام اعضاء میں سے کم بالوں والے کان ہوتے ہیں بلکہ ان پر عام طور پر بال ہوتے ہی نہیں تو وہاں سے ان کو دور کرنا زیادہ ابلیغ ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اسمع من قراد یعنی وہ چیچڑ سے بھی زیادہ تیز سننے والا ہے کیونکہ یہ ایک دن کی مسافت سے بھی اونٹوں کے پاؤں کی آواز سن لیتے ہیں پھر ان کے لئے متحرک ہو جاتے ہیں۔ ابو زیاد اعرابی نے کہا کبھی کبھی لوگ اپنے شہروں سے دیہاتوں میں چلے جاتے ہیں اور ان کو خالی چھوڑ دیتے ہیں اور چیچڑ اونٹوں کے باڑوں میں بکھرے پڑے رہتے ہیں پھر وہ دس بیس سال واپس نہیں لوٹتے اور ان باڑوں میں ان کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ واپس آتے ہیں تو وہاں چیچڑوں کو زندہ پاتے ہیں۔ اونٹوں کے آنے سے پہلے پہلے وہ ان کی بوسونگھ لیتے ہیں اور حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اسی لئے عرب کہتے ہیں اعمر من قراد یعنی وہ چیچڑ سے زیادہ عمر والا ہے۔

حزہ کہتے ہیں کہ عربوں کا خیال ہے کہ چیچڑ سات سو سال تک زندہ رہتا ہے۔ یہ بات جھوٹی ہے بلکہ انہوں نے یہ بات ان سے تنگ آ کر کہی ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں دشمنوں حاسدوں اور ذلیل لوگوں پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کالے چیچڑ کو زمین یا ریت میں منتشر حالت میں دیکھا تو اس کی تعبیر بھی یہی ہے۔

## القراد

مشہور جانور بندر ہے اس کی کنیت ابو خالد ابو حسیب ابو خلف ابو ربہ ابو قشہ ہے یہ لفظ قاف کے کسرہ اور راء کے سکون سے ہے اس کی جمع قرود آتی ہے کبھی قِرْدَة بھی جمع آتی ہے اور مونث قِرْدَة (قاف کے کسرہ اور راء کے سکون سے) ہے اور اس کی جمع قِرْد ہے جیسے قرب اور قربة ہے۔ یہ جانور بہت بد صورت شرارتی اور سمجھ دار ہے کام اور صنعت کو سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نوبہ کے بادشاہ نے خلیفہ متوکل کو ایک درزی بندر اور دوسرا سنار بندر بطور تحفہ بھیجے۔

اہل یمن بندروں کو ضروری کام کرنا سکھاتے ہیں یہاں تک کہ قصاب اور سبزی فروش بندر کو دکان کے مالک کے واپس آنے تک اس کی حفاظت کرنا سکھاتے ہیں۔ اسی طرح انہیں چوری کرنا سکھاتے ہیں تو وہ چوری کرتے ہیں۔

شیخین نے قاضی حسین سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی نے بندر کو گھر میں اترنا اور مال نکالنا سکھایا پھر اس آدمی نے نقب لگایا اور بندر کو بھیج کر وہاں سے سامان نکلوا لیا تو اس آدمی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ حیوان کو اختیار ہوتا ہے۔

بغوی نے زنا کی حد کے باب میں نقل کیا ہے کہ اگر کسی عورت نے بندر کو اپنے اوپر قدرت دے دی اور اس نے اس عورت سے زنا کیا تو اس عورت پر وہی سزا ہوگی جو جانور سے وطی کرنے والے پر ہوتی ہے۔ صحیح مذہب میں اس پر تعزیر ہے ایک قول میں اس پر حد نافذ ہوگی اور ایک قول میں قتل کی جائے گی۔

فائدہ: ابن عباس اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الذی احسن کل شیء خلقہ کی تفسیر میں کہا کہ اتقنہ یعنی اس کو

مضبوط کیا اور ان دونوں نے کہا کہ بندر کے چوڑ خوبصورت نہیں ہوتے لیکن مضبوط اور محکم ہوتے ہیں اس لئے تمام مخلوقات خوبصورت ہیں اگرچہ ان میں حسن کا فرق پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ہم نے انسان کو بہترین انداز میں بنایا اور بندر یا ایک پیٹ سے گیارہ بارہ بچے جنتی ہے۔ مذکر اپنی مونث پر بڑا غیرتی ہوتا ہے۔ یہ حیوان اکثر حالات میں انسان کے مشابہ ہے۔ ہنستا بھی ہے۔ کھیلتا کودتا بھی ہے چوڑ پر بیٹھتا ہے۔ نقل اتارتا ہے۔ اشیاء کو ہاتھ سے پکڑتا ہے اور اس کی انگلیاں ناخنوں کی طرف کھلی ہوتی ہیں تلقین و تعلیم کو قبول کرتا ہے۔ لوگوں میں سے مانوس ہوتا ہے۔ عادت کے مطابق اپنی چار ٹانگوں پر چلتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے دو ٹانگوں پر بھی چلتا ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کی نچلی طرف پلکیں ہوتی ہیں اور اس جانور کے علاوہ اور کسی میں یہ چیز نہیں ہوتی اور یہ انسان کی طرح ہوتا ہے۔ جب یہ پانی میں گر جاتا تو اس آدمی کی طرح غرق ہو جاتا ہے جو تیرنا نہیں جانتا۔ یہ باقاعدہ شادی کرتا ہے اور اپنی مونث پر غیرت رکھتا ہے اور یہ دونوں خصلتیں انسان کی قابل فخر چیزوں میں سے ہیں۔ جب اس کی شہوت زیادہ ہو جاتی ہے تو یہ اپنے منہ سے منی نکالتا ہے اور مادہ بندر یا اپنے بچے کو ایسے اٹھاتی ہے جس طرح عورت اٹھاتی ہے۔ اس جانور کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ گروہ جب سونا چاہتا ہے تو ان میں سے ایک دوسرے کے پہلو میں سوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ ایک لائن بن جاتی ہے جب اپنی نیند پوری کر لیتے ہیں تو بائیں طرف سے پہلا بیدار ہو جاتا ہے پھر جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو چیخنے لگتا پھر اس کے ساتھ والا بیدار ہوتا ہے تو وہ پہلے کی طرح کرتا ہے یہاں تک کہ آخری بندر تک یہی سلسلہ چلتا ہے ساری رات میں یہ کئی دفعہ اس طرح کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رات ایک زمین میں گزارتے ہیں اور صبح دوسری میں کرتے ہیں۔

اس میں تعلیم و ادب کے حاصل کرنے کی وہ صلاحیت موجود ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ گدھے پر سوار ہونے کے لئے یزید کی خاطر ایک بندر کو مشق کرائی گئی اور اس کے ذریعے اس نے گھوڑے سے دوڑ لگائی تو وہ گھوڑے سے سبقت لے گیا اور جب وہ گدھی کے ذریعے سبقت لے گیا جس پر وہ سوار تھا تو اس بارے میں یزید نے کہا۔

من مبلغ القرد الذی سبقت بہ جواد امیر المومنین اتان

”کون ہے جو اس بندر کو پہنچا دے کہ جو اپنی گدھی کے ذریعے امیر المومنین کے گھوڑے سے سبقت لے گیا۔“

تعلق ابا قش بہا ان رکتھا فلیس علیہا ان ہلکت ضمان

”تو بندر کے ابا کے ساتھ چمٹ جا اگر تو اس پر سوار ہو گیا تو سن اگر اس نے کسی کو ہلاک کر دیا تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔“

ابن عدی اپنے کامل میں احمد بن طاہر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ریگستان میں ایک بندر دیکھا جو زرگر تھا جب وہ بھٹی پھونکنا چاہتا تو کسی آدمی کی طرف اشارہ کرتا تو وہ اس کے لئے پھونک مارتا۔

اسی کتاب میں محمد بن یوسف کے حالات زندگی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب بندر کو دیکھتے تو سجدے

میں گر پڑتے اور یہ روایت مستدرک حاکم میں کتاب الجمعہ سے تھوڑا پہلے مذکور ہے انہوں نے اس کو بطور شاہد بیان کیا ہے۔

اور اسی کتاب میں ضمام بن اسماعیل کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے قبل سے روایت کیا ہے کہ ایک دن معاویہ

منبر پر چڑھے تو اپنے خطبے میں کہا لوگو! مال ہمارا ہے فئے بھی ہماری ہے ہم جس کو چاہیں دیں گے اور جس کو چاہیں نہ دیں گے تو کسی

نے ان کو جواب نہ دیا جب دوسرا جمعہ آیا تو انہوں نے اسی طرح کہا تو کسی نے جواب نہ دیا جب تیسرے جمعہ میں اسی طرح کہا تو ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا۔ اے معاویہ! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مال ہمارا ہے فئے بھی ہماری ہے جو ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوا تو ہم اس کا فیصلہ اللہ کی طرف اپنی تلواروں سے لے جائیں گے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور اس آدمی کی طرف کسی کو بھیجا اس کو آپ کے پاس لایا گیا تو لوگوں نے کہا یہ شخص مارا جائے گا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سارے دروازے کھول دیئے تو لوگ ان کے پاس اندر داخل ہو گئے تو دیکھا کہ وہ آدمی ان کے ساتھ چار پائی پر بیٹھا ہے تو معاویہ نے کہا لوگو! اس شخص نے مجھے زندگی بخشی ہے اللہ اس کو زندہ رکھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میرے بعد ایسے حاکم ہوں گے کہ وہ بات کریں گے تو کوئی ان کی بات کو رد نہیں کرے گا۔ وہ جہنم میں چھلانگ لگا کر اس طرح جہنم میں جائیں گے جس طرح چیٹر چھلانگ لگاتا ہے۔ میں نے پہلے جمعہ یہ بات کی تو میری بات کسی نے رد نہیں کی تو میں ڈر گیا کہ میں کہیں ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جب میں نے دوسرے جمعہ پر بات کی تو پھر کسی نے رد نہیں کی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو انہی لوگوں میں سے ہے پھر میں نے تیسرے جمعہ کو یہ بات کی تو اس شخص نے کھڑے ہو کر میری بات کو رد کیا تو اس نے مجھے زندگی بخشی اللہ اس کو زندگی عطا فرمائے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں سے نکال دے گا۔ پھر اس کو انعام اور اکرام دے کر واپس کر دیا۔ اس کو ابن سبع نے شفاء الصدور میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ نیز طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

قزوینی نے عجائب المخلوقات میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص دس دن تک صبح کو بندر کا چہرے دیکھے تو خوشیاں اس کو حاصل ہوں گی وہ غمگین نہیں ہوگا اس کا رزق وسیع ہو جائے گا۔ عورتیں اس سے بہت زیادہ محبت کریں گی اور اس سے خوش ہوں گی اور جو کچھ قزوینی نے کہا اس میں نظر ظاہر ہے۔

فائدہ آخری: امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے اپنے ساتھ کشتی میں شراب رکھ لی تاکہ اس کو بیچے اس کے ساتھ ایک بندر بھی تھا۔ جب وہ آدمی شراب بیچتا تو اس میں پانی بھی ملاتا تو اس ہوشیار بندر نے وہ پیسوں کی تھیلی لے لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور ایک دینار کشتی میں پھینکنے لگا اور ایک دریا میں یہاں تک کہ اس کے دو حصے کر دیئے اس کو بیہوشی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالمعنی روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ دودھ میں پانی نہ ملاؤ۔ تم میں سے ایک آدمی دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا اس نے ایک بندر خرید لیا اور سمندر میں سوار ہو گیا یہاں تک کہ سمندر میں چلا گیا تو اللہ نے بندر کو دیناروں کی تھیلی بتادی وہ اس تھیلی کو لے کر بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور تھیلی کھول دی اس کا مالک دیکھ رہا تھا۔ اس بندر نے اس کا ایک دینار سمندر میں پھینکا اور ایک کشتی میں اس طرح پیسے آدھے سمندر میں اور آدھے کشتی میں کر دیئے۔ پانی کی قیمت سمندر میں اور دودھ کی قیمت کشتی میں پھینک دی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو دودھ اٹھائے ہوئے تھا اور اس میں پانی ملا رہا تھا۔ تو ابو ہریرہ نے اس سے کہا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تجھ سے کہا جائے گا کہ دودھ سے پانی الگ کرو۔ لفظ الاسود الباسخ میں باب الہمزہ میں اس کے متعلق ایک حدیث گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ آخری: حاکم نے مستدرک میں عکرمہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں ابن عباس کے پاس گیا۔ وہ قرآن پڑھ



رہے تھے اور ابھی ان کی بینائی ختم نہیں ہوئی تھی۔ تو وہ رورہے تھے میں نے پوچھا آپ کیوں رورہے ہیں میری جان تم پر فدا ہو۔ وہ کہنے لگے یہ آیت **وَاسْتَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ**۔ رلا رہی ہے۔ پھر کہنے لگے تم ایلہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ ایک بستی تھی جس میں یہودی رہتے تھے اللہ نے ان پر ہفتے کے دن مچھلیاں حرام کر دیں تو ہفتے کے دن ان کے پاس موٹی تازی مچھلیاں حاملہ اونٹنی کی طرح تیزی سے آتی تھیں۔ جب ہفتہ نہ ہوتا تو مچھلیاں بھی نہ آتیں اور ان کو مچھلی نہایت مشقت سے ملتی۔ پھر ایک آدمی نے ان میں ایک مچھلی پکڑ کر ایک کیل کے ساتھ ساحل پر باندھ لی اور پانی میں چھوڑ دی۔ پھر دوسرے دن اس کو پکا کر کھالیا۔ ایک گھر والوں نے اسی طرح کرنا شروع کر دیا تو ان کے ہمسائیوں نے مچھلی بھوننے کی خوشبو محسوس کی تو انہوں نے بھی اسی طرح کرنا شروع کر دیا۔ پھر اکثر لوگ ایسا کرنے لگے۔ ان کے کئی ٹولے بن گئے۔ ایک فرقہ کھا رہا تھا۔ ایک فرقہ روک رہا تھا۔ ایک فرقہ کہہ رہا تھا کہ ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے۔ تو جس فرقے نے منع کیا انہوں نے کہا ہم ان کو اللہ کے غضب سے روک رہے ہیں کہ تم پر قذف (پتھر برسنا) اور حسف (شکل بدلنا) اور دوسرے عذاب نہ آئیں۔

اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ ایک جگہ نہیں رہیں گے۔ پھر وہ اس شہر کی دیواروں سے نکل گئے۔ پھر وہ دوسرے دن صبح کو آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نہ آیا ایک آدمی دیوار پر چڑھا تو کہنے لگا۔ اللہ کی قسم یہ تو بندر ہیں ان کے دم ہے اور یہ آوازیں نکال رہے ہیں۔ پھر وہ اتر اوروازہ کھولا تو لوگ اندر داخل ہوئے تو بندروں نے اپنے ہم نسبوں کو پہچان لیا مگر انہوں نے ان کو نہ پہچانا۔ کہتے ہیں کہ بندر اپنے نسب اور قریبی رشتہ دار کی طرف آ کر اس سے اپنے آپ کو رگڑتا اور اس کے ساتھ چمٹتا تو انسان اس سے کہتا تو فلاں آدمی ہے تو وہ کہتا ہاں پھر رونے لگتا۔ اسی طرح بندر یا اپنے ہم نسب اور قریبی انسان کے پاس آتی تو وہ اس سے پوچھتا تو فلاں عورت ہے تو وہ اشارہ کرتی ہاں اور رونے لگتی۔

ابن عباسؓ نے کہا خدا سے سنو وہ کیا کہتا ہے۔

**وَأُنَجِّنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ لُسُوءٍ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ** یعنی جو برائی سے روکتے تھے ہم نے ان کو نجات دے دی اور ظالموں کو سخت سزا دی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

تو مجھے نہیں معلوم کہ تیسرے فرقہ کا کیا بنا؟ ہم کتنی ہی برائیاں دیکھتے ہیں اور ان سے نہیں روکتے۔ عکرمہ نے کہا میں نے عرض کی میں قربان جاؤں۔ تیسرے نے تو ان کی اعمال کو ناپسند کیا اور اس کا انکار کیا جب یوں کہا۔

**لِمَ تَعْظُونَ قَوْمًا بِاللَّهِ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا** کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا عذاب دینے والا ہے۔

تو ابن عباسؓ کو میری یہ بات بہت اچھی لگی اور میرے متعلق حکم دیا اس کو دو موٹی چادریں دے دو تو مجھے دو چادریں دے دیں پھر فرمایا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ایسلہ طور اور مدین کے درمیان سمندر کے کنارے پر ایک بستی ہے۔ زہری کہتے ہیں اس سے مراد طبر یہ ہے۔ معالم التنزیل میں ہے کہ عکرمہ نے کہا میں نے ان سے کہا میں قربان جاؤں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جس کام کو وہ کرتے تھے اس کو انہوں

نے ناپسند کیا اور کہا لَمْ تَعْظُونَ قَوْمًا بِاللَّهِ مَهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا اگر اللہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ان کو نجات دی تو یہ بھی تو نہیں کہا کہ میں نے ان کو ہلاک کر دیا تو ان کو میری بات بڑی اچھی لگی اور خوش ہوئے اور مجھے دو موٹی چادریں دینے کا حکم دے دیا وہ دو چادریں مجھے پہنا دی گئیں۔ اور کہا نجت الساکتة خاموش رہنے والی نجات پا گئی۔

مستدرک میں مسلم زنجی عن العلاء عن ابیہ عن ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے خواب میں بنی الحکم بن ابی العاص کو دیکھا کہ وہ میرے منبر پر اس طرح کودتے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں پھر نبی ﷺ فوت ہونے تک پوری طرح نہیں ہنسنے پھر حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

اور طبرانی نے معجم الاوسط میں ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں ایک عورت آئے گی۔ کہ اس کا خاوند بندر بن جائے گا کیونکہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لاتا ہوگا۔

فائدہ آخری: علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ مموخ کی نسل باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں ایک قول ہے کہ ہاں۔ اور یہ قول زجاج اور قاضی ابوبکر ابن عربی مالکی کا ہے اور جمہور کہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ کوئی مموخ بھی تین دن سے زندہ نہیں رہا نہ ہی وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور پہلے علماء نے نبی ﷺ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم گم ہو گئی مجھے علم نہیں کہ ان کا کیا بنا میرے خیال میں وہ چوہے ہی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ان کے سامنے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو انہیں پیتے اس کے علاوہ باقی سارے دودھ پی لیتے ہیں۔ اس روایت کو مسلم نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے دوسری حدیث گوہ والی ہے جس کو مسلم نے ابو سعید اور جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک گوہ لائی گئی تو آپ نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں شاید یہ ان قوموں میں سے ہو جو مسخ کر دی گئیں تھیں۔

ابن عربی کہتے ہیں کہ بخاری میں عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ہم نے جاہلیت میں ایک بندر یا کو دیکھا جس نے زنا کیا تو انہوں نے اس کو رجم کیا میں نے بھی ساتھ پتھر مارے یہ بخاری کے بعض نسخوں میں موجود ہے اور بعض میں نہیں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حمیدی نے الجمع بین الصحیحین میں کہا ہے کہ ابو مسعود مشقی نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن میمون ازدی کی بخاری میں حسین کی حکایتوں میں ایک حکایت ہے کہ میں نے جاہلیت میں نے ایک بندر یا کو دیکھا جس نے بدکاری کی تھی تو بندروں نے اس پر اکٹھا ہو کر اس کو رجم کر دیا میں نے بھی پتھر مارے۔ اس طرح اس کو مسعود نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ بخاری میں کس جگہ ہے تو ہم آئے تو بعض نسخوں میں کتاب ایام الجاہلیہ میں مل گئی سب میں نہیں تھی۔ فربری کی روایت میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے شاید یہ بخاری میں داخل کی گئی ہو۔

اور جو بات بخاری نے التاریخ الکبیر میں کہی ہے کہ عمرو بن میمون ازدی سے مروی ہے کہ میں نے جاہلیت میں کچھ بندر دیکھے جو ایک بندر یا پر اکٹھے ہوئے اور اسے رجم کر دیا اور میں نے ان کے ساتھ مل کر رجم کیا۔ یہاں زنت کا لفظ نہیں ہے۔

اگر یہ صحیح بھی ہو تو امام بخاری نے اس کو یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن میمون نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔ اور لوگوں کے گمان کی امام بخاری نے کوئی پرواہ نہیں کی۔

ابن عبدالبر نے استعجاب میں عمرو بن میمون کے متعلق کہا ہے کہ وہ کوفہ کے تابعین میں شمار ہوتا ہے اور یہ وہی ہے جس نے جاہلیت میں بندروں کے درمیان رجم کو دیکھا تھا۔ مگر یہ بات تب صحیح ہوگی جب اس کی سند درست مان لی جائے لیکن اس کے راوی مجہول ہیں۔

بخاری نے عمرو بن میمون ازدی سے مختصر طور پر ذکر کیا ہے کہ میں نے جاہلیت میں بندر یاد دیکھی جس نے زنا کیا تھا تو انہوں نے اس کو رجم کر دیا تھا پھر کہا اس سارے قصہ کا مدار عبدالملک بن مسلم عن عیسیٰ بن حطان پر ہے حالانکہ یہ دونوں قابل احتجاج نہیں ہے اور یہ روایت اہل علم کے ایک جماعت کے نزدیک منکر ہے۔ زنا کی اضافت غیر مکلف کی طرف اور بھائم پر حدود نافذ کرنا منکر ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو تو وہ کوئی جنوں کی جماعت ہوگی۔ کیونکہ عبادات اور تکلیفات صرف انسانوں اور جنوں پر ہیں۔ اور عمرو بن میمون کی صحاح ستہ میں احادیث موجود ہیں۔ انہوں نے ساٹھ حج کئے۔ یہ ۵۷ ہجری میں فوت ہوئے یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جب ان کو دیکھا جاتا تو اللہ یاد آ جاتا۔

جہاں تک گوہ اور چوہے کی حدیث کا تعلق ہے تو وہ یہ وحی اترنے سے پہلے کی ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ قوموں کی نسل باقی نہیں رکھی پھر جب آپ کی طرف یہ وحی آگئی تو وہ خوف آپ سے دور ہو گیا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ گوہ اور چوہا مسخ شدہ قوموں میں سے نہیں ہیں تو اس وقت آپ نے اس سائل کو کہ جس نے بندروں اور خنزیروں کے متعلق پوچھا تھا کہ کیا مسخ شدہ قوموں کی نسل میں سے ہیں؟ یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جس قوم کو بھی ہلاک کرتا ہے یا عذاب کرتا ہے تو اس کی نسل کو باقی نہیں رکھتا اور بے شک بندر اور خنزیران سے پہلے بھی موجود تھے۔ اور اس بارے میں صریح نص ہے اس کو عبد اللہ بن مسعود نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے کتاب القدر میں اس کو ذکر کیا ہے اور یہ بات نصوص میں سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں آپ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی مگر آپ نے اس پر انکار نہیں کیا تو یہ اس بات کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جو ہم نے کہی ہے اور بنی اسرائیل کے مسخ ہونے والی آیت کی تفسیر میں مجاہد سے مروی ہے کہ صرف ان کے دل مسخ ہوئے تھے۔ اور ان عقلیں بندروں کی طرح ہو گئی تھیں۔ مگر یہ ایسا قول ہے جو تمام مسلمانوں سے ہٹ کر انہوں نے کہا ہے۔

الحکم: بندر کا کھانا ہمارے نزدیک حرام ہے۔ عکرمہ عطاء مجاہد حسن اور مالکیہ میں سے ابن حبیب نے یہی کہا ہے اور مالک اور ان کے جمہور اصحاب نے کہا ہے کہ یہ حرام نہیں ہے اور اس کی بیع جائز ہے کیونکہ یہ تعلیم کو قبول کرتا ہے شمع کو پکڑ لیتا ہے اور سامان کی حفاظت کرتا ہے۔ ابن عبدالبر نے تمہید کے شروع میں کہا ہے کہ علماء اسلام میں سے کسی کے درمیان اختلاف کا مجھے علم نہیں ہے کہ بندر حرام ہے اور ان کی بیع بھی حرام ہے کیونکہ یہ ایسا جانور ہے کہ جس میں نفع نہیں ہے۔ اور میں کسی ایسے عالم کو نہیں جانتا کہ جس نے اس کے کھانے میں رخصت دی ہو۔ کتا ہتھی اور تمام کچلیوں والے جانور بھی میرے نزدیک اس کی مثل ہیں۔ اور حجت صرف نبی ﷺ کی بات ہے اور کسی کی بات حجت نہیں۔ بندر اور اس جیسے جانوروں کی حرمت نبی ﷺ سے منقول ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہماری طبیعت اور نفس خود اس سے انکار کرتے ہیں اور ہمیں عرب میں سے کسی کے متعلق یہ بات موصول نہیں ہوئی کہ انہوں نے اس کو کھایا ہو۔ اور شععی سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے بندر کے گوشت سے منع فرمایا کیونکہ یہ درندہ ہے۔ لہذا یہ خبر کے عموم میں داخل ہوگا۔

## ضرب الامثال:

واسجد لقرء السوء فى زمانه وداره مادمت فى سلطانه

”برے بندر کو اس کے زمانے میں سجدہ کرو اور جب تک تم اس کی سلطنت میں رہتے ہو اس سے نرمی برتو۔“

عرب کہتے ہیں ازنى من قرد. یعنی وہ شخص بندر سے زیادہ زانی ہے اور کہتے ہیں احكى من قرد. وہ بندر سے زیادہ نفال ہے کیونکہ یہ بولنے کے علاوہ باقی تمام افعال میں انسان کی نقل اتارتا ہے ابو الطیب نے کہا۔

يرومون شاوى فى الكلام وانما يحاكي الفتى فيها خلا المنطق القرد

”وہ کلام میں میری رفتار کی نقل کرتے ہیں مگر بندر بولنے کے علاوہ نوجوان کی ہر چیز کی نقل اتار سکتا ہے۔“

عرب کہتے ہیں اقبح من قرد. وہ بندر سے زیادہ قبیح ہے۔ واولع من من قرد. یعنی وہ بندر سے زیادہ شوق مند ہے جب یہ انسان کو کوئی کام کرتا ہو ادیکھتا ہے تو یہ اسی طرح کام کرنے کا شوق رکھتا ہے۔

طبی خواص اور فوائد: جاظ کہتے ہیں کہ بندر کا گوشت کتے کے گوشت کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ برا اور خبیث ہے۔ ابن سویدی کہتے ہیں کہ اس کا دانت جس انسان پر لٹکا دیا جائے تو نہ اس پر نیند کا غلبہ آئے گا اور نہ ہی وہ رات کو ڈرے گا۔ اس کا گوشت جذام کو روکتا ہے۔ اس کی جلد اس درخت پر لٹکا دی جائے جس کو سردی کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچ گیا ہو تو وہ دور ہو جائے گا۔ جب اس کے چمڑے کی چھلنی بنا کر دانوں کو چھان لیا جائے تو وہ ٹڈی کی آفت سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی آدمی بندر کا گرم گرم خون پی لے تو وہ فوراً گونگا ہو جاتا ہے۔ جب بندر کوئی زہریلا کھانا دیکھتا ہے تو ڈر کر چیخیں مارنے لگتا ہے۔ اگر اس کا بال سونے والے کے سر کے نیچے رکھ دیا جائے تو وہ ڈراؤنے خواب دیکھے گا اور ڈر جائے گا۔

تعبیر الرویا: خواب میں بندر کو دیکھنے سے مراد ایسا آدمی ہے جس میں ہر مخالفت کا عیب موجود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا تو وہ باز نہ آیا۔ تو اللہ نے اس کو مسخ کر دیا۔ جو آدمی خواب میں بندروں سے لڑا اور ان پر غالب آ گیا تو یہ خواب دیکھنے والا بیمار ہو کر ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بندر غالب آ گئے تو پھر کبھی بھی شفا نہ ملے گی۔ جس نے دیکھا کہ اس نے بندر کا گوشت کھایا تو وہ ایسی بیماری کا علاج کرے گا جس سے ٹھیک ہونا ممکن نہیں نصاریٰ کہتے ہیں جس نے بندر کا گوشت کھایا وہ نئے کپڑے پہنے گا۔ جس نے خواب میں بندر کو کوئی چیز دی تو وہ دشمن پر غالب آئے گا۔ جس کو کسی بندر نے کاٹا تو وہ کسی انسان سے جھگڑے گا اور جس نے بندر کو اپنے بستر پر دیکھا تو کوئی یہودی اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرے گا۔ اسی طرح جب بندر نے اس کے دسترخوان پر کھانا کھایا تو بھی یہی تعبیر ہوگی اور بندر خواب میں ایسا آدمی ہے جس کی نعمت اس کے کبیرہ گناہ کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو۔ جس کسی نے بندر سے نکاح کیا وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب کرے گا۔ یا کسی انسان سے جھگڑے گا۔ ارطامیدوس نے کہا کہ بندر مکار اور دھوکے باز آدمی ہے اور مریض کے مرض پر دلالت کرتا ہے۔ اور چاند کے حوادث پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ قمری جانور ہے۔ جا ما سب نے کہا جس نے بندر کو شکار کیا تو اس کو جادو اور کہانت کی جہت سے فائدہ ہوگا۔ واللہ اعلم

## القرودح

موٹے بندر کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## القرش

قاف کی کسرہ اور راء کے سکون سے اور آخر میں شین معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سمندر کی چو پایہ ہے۔ جو سمندر میں کشتیوں کو چلنے سے روک دیتا ہے اور ان کو دھکے دے کر اٹھا دیتا ہے اور مار کر توڑ دیتا ہے۔

زختری نے کہا کہ میں نے مکہ میں کسی تاجر سے سنا جبکہ ہم باب بنی شیبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ قرش کا وصف بیان کر رہا تھا۔ اس نے کہا وہ گول پیدائش والا ہے۔ اور وہ یہاں سے لے کر کعبہ تک کی لمبائی جتنا بڑا ہے۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ بڑی بڑی کشتیوں کے سامنے آ جاتا ہے تو کوئی چیز اس کو نہیں روک سکتی۔ اگر کشتی والے مشعلیں اٹھالیں تو یہ بجلی کی طرح جدھر سے آتا ہے ادھر مڑ جاتا ہے آگ کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ اس وجہ سے اس کو قرش کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے:-

وقریش ہی التی تسکن البحر  
ربها سمیت قریش قریشا  
”قرش سمندر میں رہتا ہے اس لئے قریش کو قریش کہتے ہیں۔“

تاکل الغث والسمین ولا تت  
رک فیہ لذی جناحین ریشا  
”وہ ہر موٹی پتلی چیز کھا جاتا ہے اور دو پروں والوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا۔“

ہکذا فی البلاد حی قریش  
یا کلون البلاد اکلا کمیشا  
”اس طرح شہروں میں قریش کا قبیلہ ہے۔ یہ تمام شہروں کو پورا پورا کھا جاتا ہے۔“

ولہم آخر الزمان نبی  
یکثر القتل فیہم والخنوشا  
”اور ان کے لئے آخر زمان میں ایسا نبی ہے جو ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کرتا ہے اور زخمی کرتا ہے۔“

ابن سیدہ نے کہا قرش ایسا جانور ہے جو تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے۔ اس لئے سارے جانور اس سے ڈرتے ہیں۔ پھر اس نے پہلا شعر پڑھا۔

مطرزی کہتے ہیں یہ سمندر کی جانوروں کا سردار ہے اور طاقتور ہے۔ اس طرح قریش بھی لوگوں کے سردار ہیں اور ابوالخطاب بن دحیہ نے قریش نام رکھنے کے بارے میں اور جس کا سب سے پہلے یہ نام رکھا گیا بیس قول نقل کئے ہیں۔

فائدہ اجنبہ: قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ نبی ﷺ کے دادا تھے اس کی طرف تمام قریش منسوب ہوتے ہیں۔ اس کی اولاد میں سے بدر بن قریش تھا۔ اس کے نام پر مقام بدر کا نام بدر رکھا گیا۔

نضر کی ماں کا نام برہ بنت مرہ بن اد بن طاہخہ تھا جس سے کنانہ نے اپنے باپ خزیمہ کے مرنے کے بعد شادی کر لی۔ تو اس سے نضر پیدا ہوا۔ کیونکہ جاہلیت میں اس طرح کیا کرتے تھے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو اپنی بیوی کو اپنے بڑے بیٹے کے حوالے کر دیتا تھا۔ پہلی نے اس طرح زبیر بن بکار کی متابعت میں کہا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ

آبَاءُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ. یعنی اسلام سے پہلے جو گزر چکا ہے وہ حلال تھا۔

استثناء کا فائدہ اس جگہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے نسب میں کوئی عیب نہ لگایا جاسکے۔ اور یہ ثابت ہو جائے کہ نبی ﷺ کے اجداد میں کوئی زنا کاری کا نکاح نہیں تھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں قرآن نے جس چیز سے منع کیا تو اس طرح نہیں کہا مثلاً ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَا﴾ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ﴾ اور نہ ہی دیگر معاصی میں۔ اَلَّا مَا سَلَفَ کہا صرف اس آیت اور جمع بین الاختین والی میں الا ما سلف۔ کالفظ کہا۔ کیونکہ ہماری شریعت سے پہلے دو بہنوں کو جمع کرنا بھی درست تھا۔ یعقوب نے دو بہنوں میں جمع کیا۔ راحیل اور لیا میں اور اللہ کے فرمان الا ما قد سلف میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ نکتہ امام ابو بکر ابن عربی کی طرف سے ہے۔

حافظ قطب الدین عبدالکریم کہتے ہیں۔ جب مجھے یہ پتہ چلا تو میں کچھ مدت یہ بات سوچتا رہا کہ مذکورہ برہ خزیمہ کی بیوی ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا کنانہ بن خزیمہ اس پر خلیفہ بنا تو اس سے نصر بن کنانہ پیدا ہوا اور یہ چیز نبی ﷺ کے نسب میں عیب ہے حالانکہ ہم نے آپ ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ مجھے جاہلیت میں کسی زنا کے نکاح نے نہیں جنا اور میں اسلام کے سے نکاح کی طرح پیدا ہوا ہوں۔

یہاں تک کہ میں نے دیکھا ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ نے اپنی کتاب الاضنام میں یوں کہا ہے کہ کنانہ بن خزیمہ اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی پر خلیفہ بنا۔ اور وہ برہ بنت اد بن طابخہ ہے جو کہ کنانہ بن خزیمہ کا دادا ہے۔ لیکن اس کے بھائی مرہ بن اد بن طابخہ کی برہ نامی بیٹی تھی۔ اور کنانہ بن خزیمہ کے نکاح میں تھی۔ اور کنانہ کی اس سے کوئی مذکر یا مؤنث اولاد نہیں ہوئی۔ تو اس سے نصر بن کنانہ پیدا ہوا۔ جاحظ کہتے ہیں بہت سے لوگوں نے اس میں غلطی کی ہے کہ جب انہوں نے سنا کہ کنانہ اپنے باپ کی بیوی پر خلیفہ بنا تو اس سے نصر بن کنانہ پیدا ہوئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کا نام ایک ہے اور نسب بھی قریب ہے اور اسی پر ہمارے اہل علم اہل نسب اور مشائخ ہیں۔ جاحظ نے مزید کہا کہ اللہ کی پناہ کہ نبی ﷺ کے نسب میں کوئی مقت (باپ کی بیوہ نکاح) کا نکاح ہو حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں مسلسل ایسے نکاح سے پیدا ہوتا رہا جو اسلام کی طرح ہے یہاں تک کہ میں اپنے باپ اور ماں سے پیدا ہوا۔

پھر کہا جس نے اس کے غیر کا اعتقاد رکھا اس نے کفر کیا اور اس حدیث میں شک کیا۔ جاحظ نے کہا سب تعریف اللہ کی ہے۔ جس نے آپ کو ہر عیب سے پاک رکھا اور پوری طرح پاک صاف کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس وجہ سے مجھے امید ہے کہ جاحظ کا انجام اچھا ہوگا۔ اور جو دیگر کتابوں میں اس نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کو معاف کر دے گا اور اس بات کی طرف میں نے اپنی کتاب السید کے شروع میں ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ جو منظوم ہے۔

محمد خیر جمیع الخلق جاء من الحق لنا بالحق

”محمد ﷺ تمام مخلوق سے بہتر ہیں جو اللہ سے حق لے کر ہمارے لئے آئے ہیں۔“

دعوة ابراهيم الخليل بشارة المسيح في التنزيل

”آپ ﷺ ابراہیم کی دعا ہیں اور وحی میں عیسیٰ کی بشارت ہیں۔“

الطيب الاصول والفروع الطاهر المحتد والينبوع  
 ”اصول وفروع میں بالکل پاک صاف۔ پیچھے آنے والے ہیں اور حق کا سرچشمہ ہیں۔“

آبأوه قد طهرت انسابا و شرفست بين الورى احسابا  
 ”ان کے آباء نسب کے لحاظ سے پاک ہیں اور حسب میں بھی تمام مخلوق سے شریف ہیں۔“

نكاحهم مثل نكاح الاسلام كذا رواه النجباء الاعلام  
 ”ان کا نکاح اسلام کے نکاح کی طرح ہے۔ اسی طرح شریف اور بڑے بڑے لوگوں نے بیان کیا ہے۔“

ومن ابى وشك فى هذا كفر و ذنبه بما جناه ما انمفر  
 ”اور جس نے انکار کیا یا اس میں شک وہ کافر ہو گیا جو گناہ اس نے کیا وہ کبھی معاف نہیں ہوگا۔“

نقل ذا الحافظ قطب الدين عن صاحب البيان و التبيين  
 ”یہ بات حافظ قطب الدین نے صاحب بیان و تبیین جاحظ سے بیان کی ہے۔“

حکم: ہمارے شیخ جمال الدین اسنوی نے فتویٰ دیا ہے کہ قرش کا کھانا حلال ہے۔ شیخ محبت الدین طبری جو التنبیہ کے شارح ہیں۔ انہوں نے تمساح کے کلام میں اس بات کی تصریح کی ہے۔

پھر انہوں نے مگر مچھ کی تحریم کو مشکل سمجھا تو اس سے پتہ چلا کہ قرش کے حلال ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نہایہ ابن اثیر میں اس کی حلت کی تصریح ہے لیکن ابن عباس نے کہا کہ وہ کھاتا ہے مگر کھایا نہیں جاتا۔ شاید مراد یہ ہے کہ سارے بحری حیوانوں کو کھا جاتا ہے۔ مگر اس کو کوئی نہیں کھا سکتا یہ بحر قلزم میں پایا جاتا ہے۔ جس میں فرعون غرق ہوا تھا۔ جو عقبہ الحاج کے پاس ہے۔ جیسے سفنقور کے لفظ پر کلام میں گزر چکا ہے۔ اور جمہور کا مطلق چھوڑنا اور امام شافعی کی نص اور قرآن مجید قرش کے کھانے پر دال ہے۔ کیونکہ یہ مچھلیوں میں سے ہے۔ اور ان جانوروں میں سے ہے جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ نووی نے شرح المہذب میں کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ سمندر کے تمام جانور حلال ہیں۔ اور جو مستثنیٰ ہیں ان کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وہ پانی کے بغیر زندہ رہ سکتے۔

تعبیر الروایا: اس کو خواب میں دیکھنا بلندی ہمت اور شرافت نسبت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ بلند ہوتا ہے مگر اس سے بلند کوئی نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

## القرقس

دونوں قانونوں کے کسرہ سے ہے مچھر کو کہتے ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا محرم کے لئے تمام موذی جانوروں کو قتل کرنا حلال ہے۔ سانپ، بچھو، خنزیر، کاٹنے والا کتا، کوا، گدھ، بھیڑیا، شیر، چیتا اور ریچھ گدھ، عقاب، مچھر، پیو، بھڑ، چیچر، قرقس وغیرہ۔

## قرشام، قرشوم، قراشم

یہ موٹے چیچرے کو کہتے ہیں۔

## القرعبلانة

چھوٹا سا چوڑا جانور ہے چوڑی پشت اور پیٹ والا ہوتا ہے اصل میں یہ لفظ قرعبل تھا تو اس میں تین حروف زائد کر دیے گئے کیونکہ کوئی اسم بھی پانچ حرفوں سے زائد نہیں ہوتا اس کی تصغیر قریبة ہے یہ بات جوہری نے کہی ہے۔

## القرعوش

موٹے چبچر کو کہتے ہیں۔

## القرقف

ہد ہد کے وزن پر ہے۔ چھوٹا سا پرندہ ہے۔

## القرقنة

نون کی تشدید سے ہے۔ عباب میں اس کا تلفظ اسی طرح ہے۔ ”دینوری“ نے ”مجالسہ“ میں اور ابن اثیر نے وہب کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو کسی برے عمل سے نہیں روکتا تو ایک پرندہ اڑتا ہے جس کو قرقنہ کہتے ہیں اور وہ اس کے دروازے میں سے سورج کی شعاعیں داخل ہونے کی جگہ پر جا بیٹھتا ہے پھر وہاں چالیس دن تک بیٹھا رہتا ہے پھر اگر وہ شخص اپنے گھر والوں کو روکے تو وہ اڑ کر چلا جاتا ہے اور اگر وہ منع نہ کرے تو یہ اپنے پروں کے ساتھ اس کی آنکھوں کو چھوٹا ہے تو وہ شخص ذلیل دیوث بن جاتا ہے۔ جو لوگوں کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھے تو اس کو برا محسوس نہیں ہوتا تو ایسے ذلیل دیوث کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھیں گے۔ دیوث اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نہ غیرت آتی ہے اور نہ بات کو سمجھتا ہے۔ یہ بات ابراہیم حربی نے کہی ہے اور ہروی نے اس کا معنی بیان کیا ہے۔

## القرلی

قاف کی تینوں حرکتوں سے یہ ملاعب ظلمہ کو کہتے ہیں اس کا تذکرہ ان شاء اللہ باب الحمیم میں آئے گا۔ جو الیقی نے کہا کہ یہ فارسی معرب ہے۔ میدانی نے کہا کہ یہ ایک چھوٹے سے جسم والا پرندہ ہے جو تیز نظر والا اور جلدی اچکنے والا ہوتا ہے۔ یا پانی کے اوپر ایک جانب ڈرتا ہوا دیکھتا ہے جیسے چیل اڑتی ہے۔ یہ اپنی ایک آنکھ سے پانی کی گہرائی میں خوراک کی طمع سے دیکھتا رہتا ہے اور دوسری آنکھ سے فضا میں ڈرتا ہوا دیکھتا رہتا ہے۔ اگر وہ پانی میں مچھلی وغیرہ دیکھے جس کو وہ خود بخود اٹھا سکتا ہو تو اس پر تیر کی سی تیزی سے ٹوٹ پڑتا ہے اور اس کو پانی کی گہرائی سے نکال لاتا ہے۔ اگر وہ فضا میں شکاری کو دیکھے تو زمین میں کسی جگہ گھس جاتا ہے۔

ابنة الخس کے جمع کلاموں میں سے یہ بھی ہے کن حذرا كالقرلی ان رای خیرا تدلی ان رای شرا تولی۔ یعنی قرلی کی طرح محتاط ہو جا اگر وہ خیر کو دیکھتا ہے تو قریب ہو جاتا ہے اور اگر شر کو دیکھتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ حمزہ نے کہا کئی علم



الانساب کے راویوں نے اس کی تفسیر میں اس کے خلاف کہا ہے۔ انہوں نے کہا قرلی عرب کے ایک آدمی کا نام تھا جو کسی کھانے سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑتا جہاں وہ نہ پہنچتا۔ اگر کسی جھگڑے والے سے اس کی ملاقات ہو جاتی تو وہ اس راستے کو ہی چھوڑ دیتا اور وہاں سے نہ گزرتا۔ اسی لئے لوگوں نے یہ مثال چلا دی۔ اطمع من قرلی۔ یعنی وہ قرلی سے بھی زیادہ طمع والا ہے یہ وہ بات ہے جو اہل نسب نے اس مثال کی تفسیر میں بیان کی ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی اس جانور کے مشابہ ہو تو اس وجہ سے اس کا نام قرلی رکھا گیا ہے۔ شاعرہ کہتا ہے۔

یامن جفانی وملا نسیت اہلا وسہلا  
 ”ہائے! وہ شخص جس نے مجھ پر ظلم کیا اور وہ تنگ دل ہو گیا۔ تو اہلا و سہلا کہنا ہی بھول گیا۔“

ومات مرحب لمارا یست مالکی قلا  
 ”جب میں نے دیکھا کہ میرا مال کم ہو گیا ہے تو مرحب کہنے والا مر گیا۔“

انی اظنک تحکی بما فعلت القرلی  
 ”میں تیرے متعلق یہ خیال کرتا ہوں کہ تو اس کام میں قرلی کی نقل کر رہا ہے۔“

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ پانی کے پرندوں میں سے ہے۔  
 ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اخطب و اطمع من قرلی۔ یعنی فلاں آدمی قرلی سے زیادہ طمع والا اور اچکنے والا ہے۔  
 واحذر واحزم من قرلی۔ یعنی وہ قرلی سے زیادہ محتاط اور ہوشیار ہے۔

## القرمل

بختی اونٹ کے بچے کو کہتے ہیں اور قرامل ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کی دو گواہیں ہوں۔  
 حدیث میں ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ سر کے بل کنوئیں میں گر پڑا تو وہ اس کو ذبح نہ کر سکے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کو جلا دو پھر اس کے اعضاء کاٹ دو۔ اور مثال میں جو یہ کہتے ہیں ذلیل عاذ بنقرملة۔ تو یہ ایک کمزور درخت ہے جس کا کاٹنا کوئی نہیں ہوتا۔ جریر نے کہا۔

کان الفرزدق اذ یعود بخالہ مثل الذلیل یعود تحت القرمل  
 ”فرزدق اپنے ماموں کی پناہ پکڑتا ہے تو وہ ایسے ہے جیسے سایہ لینے والا قرمل درخت کے نیچے پناہ لیتا ہے۔“  
 یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو کسی کمزور سے پناہ لے جو مدد نہ کر سکتا ہو کیونکہ قرملہ ایسا درخت ہے جس کا صرف تنا ہوتا ہے۔ نہ ڈھانپتا ہے نہ سایہ دار ہوتا ہے۔

## القرمید

پھاڑی بکری کو کہتے ہیں۔

## القرمود

قاف کی فتح سے ہے۔ مذکر پہاڑی بکرے کو کہتے ہیں۔ یہ بات بن سیدہ نے کہی ہے۔

## القرنبی

الف مقصورئی کے ساتھ ہے۔ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کی ٹانگیں نحفساء کی طرح لمبی ہوتی ہیں۔ یا اس سے تھوڑی سی بڑی ہوتی ہیں۔

میدانی نے عربوں کے اس قول کو الزق من القرنبی کے بارے میں کہا ہے کہ یہ گبریلہ ہے۔ اور ایک دوسری جگہ کہا ہے کہ گبریلے کی پشت پر نقطے ہوتے ہیں اور لمبی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

ادب الکاتب میں ہے کہ یہ گبریلے سے بڑا ہوتا ہے۔ اہل شاعر ایک لونڈی اور اس کے خاوند کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

الا یا عباد اللہ قلبی متیم باحسن من صلی واقبحم بعلا  
”اے اللہ کے بندو سنو میرا دل دیوانہ ہے اور سب سے زیادہ اچھا جلنے والا ہے اور خاوند کے لحاظ بہت سے بہت فتح ہے۔“

ینام اذا نامت علی عکنا تھا ویلثم فاھا کالسلافة او احلی  
”جب وہ سوتی ہے تو وہ اس کے پیٹ کی سلوٹوں پر سو جاتا ہے۔ اور اس کے منہ کو چومتا ہے جو بہترین شراب کی طرح یا اس سے بھی زیادہ میٹھی چیز کی طرح ہے۔“

یدب الی احشائھا کل لیلة دبیب القرنبی بات یعلو نقاسہلا  
”اس کی آنتوں کی طرف ہر رات آہستہ آہستہ چلتا ہے جس طرح قرنبی نرم ٹیلے پر چڑھتا ہے۔“  
جاظ نے کہا کہ یہ گوبر کو خوراک بناتا ہے اور گبریلے کی طرح اس کو ڈھونڈتا رہتا ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں القرنبی فی عین امھا حسناء۔ قرنبی اپنی ماں کی نظر میں خوبصورت ہوتا ہے۔ نیز عرب کہتے ہیں الزق من قرنبی۔ وہ قرنبی سے زیادہ چمٹنے والا ہے۔ اس لئے کہ صحرا میں جو شخص بھی رات گزارے اور پاخانہ کرنے جائے تو یہ اس کے پیچھے چلا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی گبریلوں کی قسم میں سے ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

ولا اطرق الجارات باللیل قابعا قبوع القرنبی اخلفته مجاحره  
”میں ہمسائیوں کے پاس رات کو چھپ کر نہیں جاتا جیسے قرنبی ہے کہ جو پیچھے لگ گیا ہو۔“

## القرہب

بروزن ثعلب ہے یہ عمر رسیدہ بیل کو کہتے ہیں۔ یہ بات جوہری وغیرہ نے کہی ہے۔

## قزور

یہ درندوں کی ایک قسم ہے حطینہ کو جب عمر نے جیل میں ڈال دیا تو اس نے یہ شعر کہے۔

ماذا تقول لا فراخ بذي مرح      خمس الحواصل لا ماء ولا شجر  
”ذی مرح میں جو میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے متعلق آپ کیا کریں گے وہ ایسی جگہ خالی پیٹ ہیں جس  
میں نہ پانی ہے نہ درخت۔“

القيت كاسبهم في قعر مظلمة      فاغفر عليك سلام الله يا عمر  
”آپ نے ان کے کمانے والے کو تارکی کی گہرائی میں ڈال دیا ہے پس معاف کریں اے عمر اللہ کا آپ پر سلام ہو۔“  
انت الامام الذي من بعد صاحبه      القى اليك مقاليد النهي البشر  
”اپنے ساتھی کے بعد آپ خلیفہ ہیں اور تمام انسانوں نے اختیار کی چابیاں آپ کو دے دی ہیں۔“

لم يوثروك بها اذ قدموك لها      لكن لانفسهم كانت لها الاثر  
”انہوں نے آپ کو آگے کیا تو آپ کو ترجیح نہیں دی بلکہ انہوں نے یہ سارا کچھ اپنی جانوں کے لئے کیا ہے۔“  
فامنن على صبية بالرمل مسكنهم      بين الاباطح يغشاها بها القزور  
”ان چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کریں جن کا گھر ریگستان میں ہے جو ریتلے علاقے میں ہے جہاں درندے ہوتے  
ہیں۔“

اهلسي فداؤك بيني وبينهم      من عرض دوية ما يفنى بها الخبر  
”میرے اہل و عیال آپ پر فدا ہوں میرے درمیان اور ان کے درمیان ایک چوڑا جنگل ہے جس میں تمام اطلاعیں ختم  
ہو جاتی ہیں۔“

## القرم

اونٹوں میں سے شریف اونٹ کو کہتے ہیں۔ جس پر سواری نہیں کی جاتی اور اس کو جفتی کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کی جمع  
قروم ہے اور مردوں میں سے قرم اس کو کہتے ہیں جو بڑا ہوسردار ہو اور معاملہ کا تجربہ رکھتا ہو۔ اور اس کی مثال دیتے ہوئے شاعر  
نے کہا۔

الى الملك القرم وابن الهمام      وليث الكتيبة في المزدحم  
”یہ پیغام عزت دار بڑے معظم بادشاہ کی طرف ہے جو جنگ کے موقع پر لشکر کا شیر ہے۔“  
یہ ایک ہی چیز کے لئے صفت پر صفت کا عطف ہے۔ جیسے کوئی کہے جائے نی الظريف والعافل جبکہ ایک ہی شخص مراد  
ہو۔

مسلم نسائی ابوداؤد نے ابن شہاب کی حدیث بیان کی ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث نے کہا کہ ربیعہ بن حارث اور

عباس بن عبدالمطلب دونوں اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے اگر ہم ان دو بچوں عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو نبی ﷺ کے پاس بھیج دیں اور یہ ان سے کلام کریں اور وہ آپ کو ان صدقوں پر امیر بنادیں تو جو لوگ ادا کرتے ہیں اتنا یہ بھی ادا کریں اور جو لوگوں کو ملتا ہے ان کو مل جائے۔ یہ لوگ اس حال میں تھے کہ علیؑ آگئے اور ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آپ سے یہ بات کہی تو آپ نے کہا ایسا نہ کرو اللہ کی قسم نبی ﷺ اس طرح نہیں کریں گے۔ پھر علی نے اپنی چادر ڈالی اور لیٹ گئے۔ اور کہا میں ابوالحسن قرم (سردار) ہوں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں ہی رہوں جب تک یہ واپس آئیں۔

جب وہ واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم بالغ ہو گئے ہیں ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں بعض صدقات پر امیر بنادیں ہم وہی کچھ ادا کریں گے جو لوگ کرتے ہیں اور وہی کچھ لے لیں گے جو لوگ لیتے ہیں۔ تو نبی ﷺ دیر تک خاموش رہے۔

پھر فرمایا یہ صدقہ آل محمد ﷺ کے لئے لائق نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے مالوں کی میل ہیں۔ تم محمد بن جزء کو اور نوفل بن حارث کو میری طرف بلاؤ۔ انہوں نے کہا وہ آگئے تو آپ ﷺ نے محمد کو کہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح فضل سے کر دو اور نوفل بن حارث کو کہا کہ تو اپنی بیٹی عبدالمطلب کو نکاح کر دو۔ پھر محمد کو کہا کہ ان دونوں کا مہر خمس سے ادا کر دو۔ نبی ﷺ نے محمد کو خمس پر عامل بنایا تھا۔ اتنی یہاں ابوالحسن القرم کا لفظ تنوین کے ساتھ ہے اور قرم مرفوع ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ ان کے پاس علم تھا۔ اور آپ یہ کلمہ اس وقت کہتے جب کوئی مشکل مسئلہ بیان کرنا ہوتا اور آپ اس کو پہچانتے ہوئے۔ اس لئے ان کا یہ کلام مثال بن گئی یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے۔ قضیة ولا اباحسن لها۔ یہ مسئلہ پیش آ گیا ہے مگر اس کے لئے تو ابوالحسن نہیں ہے۔ یعنی اس کو حل کرنے والا کوئی نہیں جیسے ابوالحسن بیان کرتے ہیں جو کہ علی بن ابی طالب ہیں۔

## القرۃ

ضمہ کے ساتھ مینڈک کو کہتے ہیں۔ یہ بات جو ہری نے کہی ہے۔

## القصورہ

شیر کو کہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: **كَانَهُمْ حُمْرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ**۔ گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ گئے ہوں۔

بزار میں صحیح سند سے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ قصورہ شیر کو کہتے ہیں۔

مضمیر بحذرہ الابطال      كانہ القصورۃ الرئبال

”وہ ایسے چھریے بدن والا ہے کہ بہادر بھی اس سے ڈرتے ہیں گویا کہ وہ شیر ہے۔“

ابن طبرزد نے اپنی سند سے ابو واقد سے روایت کیا ہے کہ عمر بن الخطاب جابہ جگہ میں اترے تو آپ کے پاس بنو تغلب کا ایک آدمی جس کو روح بن حبیب کہا جاتا ہے تابوت میں رکھ کر ایک شیر لایا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ تو آپ نے کہا کیا تم نے اس کی کچلیاں اور نچے توڑ دیئے ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا الحمد لله میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے

فرمایا کہ کوئی شکار بھی اس وقت شکار نہیں ہوتا جب تک تسبیح کہنا کم نہ کرے۔

پھر کہا اے شیر اللہ کی بندگی کر پھر اس کو چھوڑ دیا۔

باب العین معجمہ میں گزر چکا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی کوئے کے بارے میں اسی طرح کا واقعہ مروی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قسورہ کو عربی میں شیر کہتے ہیں اور حبشہ کی بولی میں اس کو قسورہ کہتے ہیں اور فارس کی بولی میں شیر کہتے ہیں اور نبطی بولی میں ارنا کہتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ قسورہ فعولۃ کے وزن پر قسر سے نکلا ہے اور قسر غلبے کو کہتے ہیں۔ شیر کو اس لئے قسورہ کہتے ہیں کہ یہ تمام درندوں پر غالب آ جاتا ہے۔

ابن جبیر کہتے ہیں کہ ”قسورۃ“ شکار کرنے والے مردوں کو کہتے ہیں۔ ثعلب کہتے ہیں کہ صرف اول رات کی تاریکی کو قسورہ کہتے ہیں نہ کہ پچھلی رات کے اندھیرے کو۔ معنی یہ ہے کہ وہ رات کی تاریکی سے بھاگ گئے۔ اور وحشی گدھوں سے زیادہ بدکنے والا جانور کوئی نہیں۔

## القشعمان

عقربان اور ثعلبان کے وزن پر ہے۔ گدھ کو کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

ترکت اباک قد اطلی ومالت علیہ القشعمان من النسور  
”میں نے تیرے باپ کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس کی گردن ڈھل چکی تھی۔ اور گدھوں میں سے بڑے بڑے گدھ اس پر اٹد آئے تھے۔“

## القشبة

بندریا کو کہتے ہیں یہ جوہری نے کہا ہے۔ اصمعی نے کہا کہ اس کے چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اکیس من قشبة۔ یعنی وہ قشبة سے بھی زیادہ ہوشیار ہے۔ یہ مثال خاص طور پر چھوٹے بچوں کے لئے بولی جاتی ہے۔

## القصیری

مقصور ہے اور مصغر ہے۔ یہ افاعی سانپوں کی ایک قسم ہے۔

## القط

بلی کو کہتے ہیں۔ اور مونث قطة ہے اور جمع قطاط اور قططة ہے ابن درید نے کہا میں اس کو صحیح عربی نہیں سمجھتا۔

میں کہتا ہوں یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے مرجوح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر جہنم پیش کی گئی تو میں نے اس میں ایک حمیر یہ عورت دیکھی جو قط (بلی) کی مالک تھی۔ جس کو اس نے باندھ رکھا تھا نہ اس کو کھلاتی نہ چھوڑتی۔ اس کو اس طرح

ربیع جیزی نے من ورد مصر من الصحابہؓ میں ذکر کیا ہے۔

جب میسون بنت بحدل کلبیہ جو یزید بن معاویہ کی ماں ہے معاویہ کے پاس پہنچی تو وہ بہت حسین جمیل تھی۔ معاویہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے ایک اونچا محل بنایا اور مختلف عمدہ چیزوں سے مزین کیا اور مختلف قسم کے سونے چاندی کے برتنوں سے سجایا اور رنگا ہوا رومی ریشم جس پر حاشیے لگے تھے۔ اس جگہ منتقل کیا۔ پھر اس کو وہاں قیام دے دیا اور کچھ لونڈیاں حور العین کی طرح اس کے پاس رکھیں ایک دن اس نے نہایت عمدہ لباس پہن کر زینت کی اور مثل جوہر اور زیورات سے میک اپ کیا۔ پھر روشن دان میں بیٹھ گئی اس کے آس پاس اس کی کنیریں بھی پھر اس نے باغ اور اس کے درختوں کو دیکھا اور پرندوں کی اپنے گھونسلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں سنیں اور کلیوں اور پھولوں کی تازہ خوشبو سونگھی تو اس کو اپنا وطن یاد آ گیا اپنے ہم جولیوں اور ہم وطنوں کی طرف شوق کرنے لگی اور جائے پیدائش یاد کی تو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس لینے لگی تو اس کی بعض لونڈیوں نے اس سے کہا تو کیوں رورہی ہے حالانکہ ایسے ملک میں ہے جو بلقیس کی بادشاہی کے مشابہہ ہے تو اس نے اونچے اونچے سانس لئے پھر یہ شعر پڑھے۔

لیبت تخفق الارواح فیہ احب الی من قصر منیف

”وہ گھر جس میں روح خوش ہوتی ہے وہ مجھے اونچے محل سے زیادہ محبوب ہے۔“

ولبس عبادة و تفر عینی احب الی من لبس الشفوف

”اور اون کا لباس پہننا جبکہ میری آنکھ ٹھنڈی ہو اس کپڑے سے زیادہ محبوب ہے جو باریک ہو۔“

واکل کسیرة فی کسر بیتی احب الی من اکل الرغیف

”اپنے گھر کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا کھا لینا یہ عمدہ روٹی سے زیادہ پیارا ہے۔“

واصوات الریاح بکل فج احب الی من نقر الدفوف

”اور ہر راستے میں ہواؤں کی آوازیں دف کے بجنے سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔“

و کلب ینبع الطراق دونی احب الی من قط الوف

”اور رات کے وقت کتوں کو بھونکنا محبت کرنے والی بلی سے زیادہ محبوب ہے۔“

وبکر یتبع الاظمان صعب احب الی من بغل زفوف

”اور وہ سخت اونٹ جو ہودج والیوں کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ اس نخر سے زیادہ محبوب ہے جو خوبصورت رفتار والی

ہے۔“

وخرق من بنی عمی نحیف احب الی من عالج عنوف

”اور میرے چچا کے کمزور اور بے وقوف بیٹے مجھے اس بدخون جنگلی گدھے سے زیادہ محبوب ہیں۔“

جب معاویہ داخل ہوا تو کسی لونڈی نے اس کو یہ بات بتادی۔ بعض نے کہا کہ جب اس نے یہ شعر پڑھے تو وہ خود سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگے کیا بحدل کی بیٹی خوش نہیں ہے یہاں تک کہ مجھے بدخون گدھا بنا دیا ہے۔ اس کو تین طلاقیں ہیں۔ اس کو کہہ دو اسی محل کا

سارا سامان لے لو اور نجد چلی جاؤ۔ وہ یزید کے ساتھ حاملہ تھی۔ پھر اس نے اپنے گاؤں میں اس کو جنا اور اس کو دو سال دودھ پلایا۔ پھر معاویہ نے اس کو اس سے لے لیا۔ ارواحِ ریح کی جمع ہے۔ ذوالرمہ کہتا ہے۔

اذا هبت الارواح من نحو جانب به اهل حبی حاج قلبی ہو بھا  
 ”جب ہوائیں اس جانب سے اٹھتی ہیں جہاں میرے محبوب موجود ہیں تو ان کا اٹھنا میرے دل کو بڑھکا دیتا ہے۔“

هو ی تذرف العینان منه وانما هو ی کل نفس حیث حل حبیبھا  
 ”وہ ایسی محبت ہے جس سے آنکھیں بہہ پڑتی ہیں اور ہر شخص کی محبت وہاں ہوتی ہے جہاں اس کا دوست رہتا ہو۔“

اس نے بہت عمدہ بات کہی ہے اور جس نے بہت الاریاح کا لفظ استعمال کیا اس نے غلطی کی۔ اور بہت الارواح درست ہے جیسا کہ ذوالرمہ نے کہا ہے اور پہلے میسون سے گزر چکا ہے اور اس میں علت یہ ہے کہ ریح کا اصل روح ہے۔ کیونکہ اس کا اشتقاق روح سے ہے۔ یہ واقعہ ایک دوسرے طریقے سے بھی آیا ہے میں اس کو بھی بیان کرتا ہوں تاکہ فائدہ حاصل ہو جائے۔

مسیون بنت بحدل جب معاویہؓ کو ملی تو وہ اس کو دیہات سے ملک شام لے گیا وہ اپنے گھروں سے بہت محبت رکھتی تھی۔ اور اپنی جائے پیدائش بہت یاد کرتی تھی ایک دن معاویہ نے اس کی بات کان لگا کر سنی کہ وہ گزشتہ شعر پڑھ رہی ہے تو معاویہ نے کہا کہ بحدل کی لڑکی راضی نہیں اس نے مجھ کو بد خوگدھا بنا دیا اس کو طلاق ہے۔ ابن خلکان وغیرہ نے ابوالحسن طاہر بن احمد بن بابشاذ نحوی کے حالات زندگی میں کہا ہے کہ ایک دن وہ جامع مصر کی چھت پر تھے اور کچھ کھا رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے وہاں بلی آگئی انہوں نے اس کی طرف ایک لقمہ پھینکا۔ اس نے اس کو منہ میں دبایا اور غائب ہو گئی۔ پھر آگئی انہوں نے پھر لقمہ پھینکا وہ یہ بھی لے کر چلی گئی پھر آگئی اور کئی دفعہ اس طرح ہوا وہ اس کی طرف پھینکتے وہ لے کر چلی جاتی اور واپس آ جاتی۔ انہوں نے اس سے تعجب کیا اور اس کا پیچھا کیا۔ تو دیکھا کہ وہ ایک اجاڑ گھر میں چلی جاتی ہے اس گھر کی چھت میں ایک اندھی بلی تھی وہ اس کے سامنے کھانا رکھ کر آ جاتی تھی۔ تو انہوں نے اس سے تعجب کیا۔ تو ابن بابشاذ نے کہا کہ جب اس کو ننگے حیوان کو اللہ نے اس بلی کے لئے مسخر کر دیا اور وہ اس کے کام کی ذمہ دار ہے اور اس کو اللہ نے رزق سے محروم نہیں کیا تو میرے جیسے آدمی کو کیسے ضائع کر دے گا تو اس شیخ بابشاذ نے تمام تعلقات ختم کر لئے اور بادشاہ کی خدمت چھوڑ دی اور گھر میں بیٹھ گیا اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے تمام کام چھوڑ دیئے یہاں تک کہ ۴۶۹ ہجری رجب کے مہینے میں فوت ہو گئے۔ بابشاذ ایک عجیب کلمہ ہے جس کا معنی خوشی و سرور ہے۔

حکم: اس کا حکم باب السین مہملہ لفظ سنور میں گزر چکا ہے اور کچھ حصہ باب الہا لفظ ہر میں آئے گا اس کی تعبیر بھی ان شاء اللہ باب الہاء میں آئے گی۔

## القطا

مشہور پرندہ ہے۔ اس کا واحد قطاة ہے اور جمع قطوات ہے۔ اور قطیات بھی۔ جنہوں نے کہا ہے کہ قطا کبوتر کی قسم ہے ان میں رافعی بھی ہے انہوں نے یہ بات کتاب الحج والاطعمہ میں کہی ہے۔

اصل لغت میں سے ابن قتیبہ نے بھی یہ کہا ہے اور نابغہ ذبیانی کا یہ شعر پڑھا۔

و احکم کحکم فتاة الحی اذ نظرت  
الی حمام شرع و ارد الشمد

”قبیلے کی لڑکی کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کر جب اس نے کبوتری کو دیکھا جو پانی کے پاس چل رہی تھی۔“

اصمعی نے کہا یہ عورت زرقاء الیمامہ ہے اس نے قطا دیکھا تھا۔ اور اس کو حمام کہا۔ بطلیوس نے شرح میں کہا کہ نابغہ کے شعر میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ اس نے قطا کو حمام کہا۔ یہ بات تو ایک خبر سے مروی ہے کہ یمامہ نے قطا کو دیکھا تھا اور یوں کہا۔

یا لیت ذالقطالنا  
ومثل نصفه معه

الی قطاء اهلنا  
اذالنا قطاء مانا

”کاش کہ یہ قطا ہمارے ہوتے اور اس کے ساتھ آدھے اور ہوتے اور ہمارا قطا بھی ساتھ ہوتا تو میرے سو قطا ہو

جاتے۔“

اس نے کہا کہ اس کے اس شعر کہ و احکم کحکم فتاة الحی کا مطلب یہ ہے کہ درست فیصلہ کرو جس طرح قبیلے کی لڑکی نے درست فیصلہ کیا ہے۔ یہ حکم کا لفظ حکمت سے نکلا ہے اس حکم سے نہیں کہ جس کا معنی فیصلہ ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

فَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا.

اس شعر میں ”شرع“ کا لفظ اصمعی کے مطابق شین کے ساتھ ہے اور دوسروں نے سین کے ساتھ ”سراع“ پڑھا ہے۔ اور ”شد“ تھوڑے پانی کو کہتے ہیں دوسرے شعر میں اس نے ۶۶ کبوتر دیکھے تھے اور اس نے آرزو کی کہ اس کے ساتھ تینتیس اور ہوں اور سب ننانوے ہو جائیں جب گھر کی کبوتری ساتھ ملے تو سو ہو جائیں۔ اس کی طرف باب الحاء مہملہ لفظ حمام میں اشارہ گزر چکا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قطا تین بچوں کی ماں ہوتی ہے کیونکہ یہ صرف تین انڈے دیتی ہے۔ شاعر نے کہا:

وام ثلاث ان شبن عقنہا  
وان متن کان الصبر منها علی نصب

”اگر وہ جوان ہو جائیں تو وہ تین کی ماں ہوتی ہے پھر وہ ان کو جدا کر دیتی ہے جب وہ مرجائیں تو ان پر تکلیف میں صبر

کرتی ہے۔“

قطا، حمام اور ان جیسے پرندوں کو امہات الجوازل کہتے ہیں۔ جوازل ان کے بچے ہوتے ہیں جس کا واحد جوزل ہے۔

ذوالرمہ نے کہا۔

سوی ما اصاب الذئب منه وسربہ  
اطافت به من امہات الجوازل

”جس کو بھیڑیے نے شکار کیا اس کے سوا کو اور ان کی جماعت کو امہات الجوازل لے کر وہاں گھومتی رہیں۔“

اس کے قریب قریب باب الجیم میں گزر چکا ہے۔

قطا کا نام اس کی آواز کی حکایت کے مطابق رکھا گیا ہے کیونکہ وہ بھی قطا قطا کہتا ہے۔ اس لئے عرب اس کو چ کی طرف

منسوب کرتے ہیں۔ کیت نے اس کے وصف میں یوں کہا۔



لا تكذب القول ان قالت القطا صدقت اذ كل ذى نسبة لا بد ينتحل  
 ”تم جھوٹ مت بولو جب قطابات کہتا ہے تو سچ کہتا ہے۔ ہر نسبت والا اس نسبت کی طرف ضرور منسوب ہوتا ہے۔“  
 ابن عبدالبر نے تمہید میں شاعر کا شعر بیان کیا ہے۔ مرد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شعر توبہ بن الحمر کا ہے۔

كان القلب حين يقال يغدى بليلى العامرية او يراح  
 قطة غرها شرك فباتت  
 ”جب کہا جاتا ہے کہ لیلیٰ عامریہ کے پاس صبح کو یا شام کو جائیں گے تو دل قطا بن جاتا ہے۔ جن کو جال نے دھوکہ دے رکھا ہے۔“

تجاذبه وقد علق الجناح فلا فى الليل نالت ماترجى  
 ولا فى الصبح كان لها بنجاح  
 ”تو وہ رات کو اسے کھینچتا رہا پھر اس کے ساتھ بند ہو گیا تو نہ رات اس کے لئے کوئی چیز حاصل ہو سکی اور نہ صبح کو اس کے لئے چھٹکارا ہوا۔“

پھر کہا غرھا غرور کے بجائے عزھا ہے جس کا معنی ہے غلبھا جیسے عرب کہتے ہیں من عزبزو من غلب سلب یعنی جو غالب آیا وہ بزاز بن گیا۔ اور جو مغلوب ہو گیا اس سے سب کچھ چھین لیا جائے گا اور ”علق الجناح“ غین کے ساتھ ہے جیسے کہا جاتا۔ لا يغلق الرهن على راهنه یعنی مرہون چیز راہن کے پاس بند نہیں ہوتی۔ علق عین کے ساتھ تھخیف ہے۔ اتھلی نکتہ: حریری نے درہ میں ذکر کیا ہے کہ مذکورہ لیلیٰ اخیلیہ بہراء لغت میں کلام کرتی تھی اور وہ لوگ حرف مضارع کو زبردیتے ہیں اور کہتے ہیں انت تعلم یہ لیلیٰ اخیلیہ عبدالملک بن مروان کے پاس گئی۔ وہاں شعسی بھی موجود تھے اس نے کہا کیا آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کو ہنساؤں۔ تو اس نے کہا ہاں۔ جب مجلس برقرار ہو گئی تو شعسی نے کہا اے لیلیٰ تیری قوم کے لوگ کنیت کیوں نہیں رکھتے اس نے کہا وَيُحَكِّ اَمَّا نِكْتَنِي تو شعسی نے کہا نہیں اللہ کی قسم اگر میں کرتا تو میں غسل کرتا۔ تو وہ اس سے شرمندہ ہو گئی اور عبدالملک ہنسنے لگا۔

ابن ہشام کی ایک اور روایت میں ام معاویہ ہند بنت عتبہ کے شعر یہ ہیں۔

نحن بنات طارق نمشى على النمارق  
 مشى القطا النواثق

”ہم ستارے کی بیٹیاں ہیں ہم قالینوں پر چلتی ہیں جس طرح بہت اولاد والی قطا چلتی ہے۔“

اسی طرح اس کو زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے اور روض الانف میں سہیلی نے کہا ہے۔

طارق سے مراد ستارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارا باپ شرافت اور علوم مرتبت میں ایک ستارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ. یعنی وہ ستارہ جو رات کو چڑھتا ہے اور ان کو چھپا دیتا ہے۔

ثعلبی نے کہا ابوالقاسم حسن بن محمد مفسر نے مجھے یہ شعر سنائے اور کہا کہ مجھے یہ شعر ابوالحسن کا زرونی نے بتائے انہوں نے کہا

مجھے یہ ابن رومی نے سنائے۔

یا راقدا لیل مسرورا باولہ ان الحوادث قد تطرقن اسحارا

”اے شروع رات میں خوشی خوشی سونے والے حوادث سحری کے وقت ہی آیا کرتی ہیں۔“

لا تفرحن بلیل طاب اولہ فرب آخر لیل اجج النارا

”اس رات پر خوش نہ ہو جس کا شروع والا حصہ بہتر ہوا کثر اوقات آخر رات میں آگ بڑھکائی جاتی ہے۔“

پھر اس نے اس کی تفسیر روشن ستارہ کی ہے۔

ابوزید نے کہا کہ عرب ثریا کو انجم الثاقب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ زحل ستارہ ہے اس کی بلندی کی وجہ سے اس کو انجم الثاقب کہتے ہیں۔ ابن جوزی نے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ طارق ساتویں آسمان کا ستارہ ہے۔ وہاں اور ستارے نہیں ہوتے جب ستارے اپنی جگہیں پکڑ لیتے ہیں تو یہ نیچے ان کے ساتھ آ جاتا ہے۔ پھر ساتویں آسمان کی طرف واپس چلا جاتا ہے۔ یہ زحل ہے جب اترتا ہے تو طارق ہوتا ہے اور جب چڑھتا ہے تو بھی طارق ہوتا ہے۔

نواثق ان عورتوں کو کہتے ہیں جن کی بہت اولاد ہو گیا وہ بہت زیادہ بچے پھینکتی ہیں کیونکہ نثق کا معنی پھینکنا حرکت کرنا اور جھاڑنا ہوتا ہے۔ قطا کی دو قسمیں ہیں ایک کدری ہے اور دوسری جونی۔ جوہری نے ایک تیسری قسم کا اضافہ کیا ہے اور وہ غطا ہے۔

کدری خاک کی رنگ کی ہوتی ہے۔ اور ان کے پیٹ اور پشتیں منقش ہوتی ہیں اور ان کے حلق پیلے ہوتے ہیں دم چھوٹے ہوتے ہیں اور جونیہ سے کچھ نرم ہوتی ہیں۔ اور جونیہ کے پروں کے اندرونی حصے اور اگلے حصے سیاہ ہوتے ہیں اور پشتیں خاک کی رنگ کی ہوتی ہیں اور پہلی دھاریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ کدری سے کچھ بڑے ہوتے ہیں۔ ایک جونیہ دو کدریوں کے برابر ہوتی ہے۔ جونیہ کو جونیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی آواز میں فصاحت نہیں ہوتی اس کے گلے میں غرغری کی آواز ہوتی ہے۔ کدریہ فصیح ہوتی ہے۔ اپنے نام کی آواز نکالتی ہے۔ قطا اپنے انڈے کو ایک ایک کر کے رکھتی ہے۔ اور جب پانی کا ارادہ کرتی ہیں تو اپنے آشیانوں سے جماعتوں کی صورت میں اوپر اٹھتی ہیں اکیلی اکیلی نہیں جاتیں اور طلوع فجر کے وقت جاتی ہیں۔ اور طلوع شمس تک سات مرحلوں کی مسافت طے کرتی ہیں اور پانی پر اتر کر گھاٹ سے پانی پیتی ہیں۔ اور نہل اس گھاٹ کو کہتے ہیں جہاں اونٹ اور بکریاں پہلی دفعہ پانی پئیں۔ جب یہ پانی پی لیتی ہیں۔ تو دو یا تین ساعت تک پانی کے ارد گرد مشغول رہتی ہیں۔ پھر وہ پانی کی طرف دوبارہ آتی ہیں۔

اور یہ بات واحدی کی بات سے بعید ہے جو اس نے اپنی شرح دیوان ابوالطیب متنبی کی شرح میں اس قول کی تشریح میں کہی

ہے۔

واذا المکارم والصورم والقنا وبنات اعوج کل شیء یجمع

”جب عزتیں تلواریں اور نیزے اور اعوج کی بیٹیاں سب جمع ہوں۔“

اعوج حلال بن عامر کا شریف سا نڈھ تھا۔ اس کے مالک سے کہا گیا کہ تو نے اس کی کون سی تیز رفتاری دیکھی ہے تو اس نے کہا میں ایک جنگل میں گم ہو گیا اور میں اونٹ پر سوار تھا تو میں نے قطا کا ایک لشکر پانی کی طرف آتے دیکھا۔ تو میں ان کے پیچھے

ہو گیا۔ میں اس کی لگائیں کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ ہم اکٹھے پانی پر جا پہنچے میں نے کہا یہ تو بڑی عجیب چیز ہے۔ کیونکہ قطا بہت زیادہ اڑتا ہے اور جب پانی کو دیکھتا ہے تو اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ پھر کہا کہ اگر میں اس کی لگائیں کھینچ کر نہ رکھتا تو یہ قطا سے آگے بڑھ جاتا۔

قطا کو ہدایت سے موصوف کیا جاتا ہے۔ اور عرب ہدایت میں اس سے مثال بیان کرتے ہیں کیونکہ وہ چٹیل میدان میں اٹھ دیتا ہے اور دن رات بہت دور سے پانی لا کر ان کو پلاتا ہے۔ اندھیری رات میں آتا ہے اور اس کے پونے میں پانی ہوتا ہے تو اپنی اولاد کے سامنے آ کر قطا قطا کرتا ہے اور علم اشارے اور درخت نہ ہونے کے باوجود اسکو غلطی نہیں ہوتی۔

فسبحان من هذا لذالك. شاعر کہتا ہے:

والناس اهدى فى القبيح من القطا واضل فى الحسنى من الغربان

”لوگ قبیح باتوں کو قطا سے زیادہ سمجھتے ہیں اور اچھی باتوں سے غربان سے زیادہ ناواقف ہیں۔“

ابو زیاد کلابی کہتے ہیں قطا کم و بیش بیس راتوں کی مسافت سے پانی تلاش کرتا ہے اور ان میں جو نیہ پانی کی تلاش میں کدریہ سے پہلے نکلتی ہے عنترہ کہتے ہیں۔

وانت التى كلفتنى دلج السرى وجون القطال جلهتین جشوم

”تو نے رات کو اندھیرے میں چلنے کی مجھے تکلیف دی ہے اور جون القطا وادیوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔“

شاعر اس کے وصف میں یوں کہتا ہے۔

اما القطاة فانى سوف انعتها نعتا يوافق معنى بعض مافيها

”میں تیرے سامنے قطا کا وصف بیان کروں گا ایسا وصف جو اس کی بعض خصائل کے موافق ہو۔“

سكاء مخضوبة فى ريشها طرف سود قوادمها صهب خوافيها

”چھوٹے کان والی رنگے پروں والی خوبصورت ہے اور سیاہ سینے والی اور اس کے پوشیدہ حصے سفید سرخی مائل ہیں۔“

مزاحم عقیلی قطا اور اس کے بچے کے بارے میں کہتا ہے۔

فلما دعته بالقطاة اجابها بمثل الذى قالت له لم تبدل

”جب اس کی ماں نے اپنے بچے کو قطا کے نام سے بلایا تو اس بچے نے اس کو اسی طرح کا جواب دیا جس طرح اس نے

کہا اور بدلا نہیں۔“

یا قوت نے معجم البلدان میں ابو العباس صمیری کا یہ شعر بیان کیا ہے:

كم مريض قد عاش من بعد ياس بعد موت الطيب والعواد

”کتنے ہی بیمار ہیں جو مایوسی کے بعد بچ جاتے ہیں اور بیمار پرسی کرنے والوں اور ڈاکٹروں کی موت کے بعد بھی زندہ

رہتے ہیں۔“

قد يصاد القطا فينجو سليما ويحل القضاء بالصياد

”کبھی قطا کو شکار کیا جاتا ہے تو وہ بچ جاتا ہے اور شکار کرنے والے پر تقدیر کی موت آ پہنچتی ہے۔“

بیان کیا گیا ہے کہ ابو الفضل جو ابن القطا کے نام سے مشہور بغدادی شاعر ہے۔ اس کے درمیان اور حیص بھیں تمیمی کے درمیان کچھ مناظرات ہوئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ

وہ دونوں وزیر کے دسترخوان پر اکٹھے ہوئے۔ تو ابو الفضل نے ایک بھنی ہوئی قطا حیس بھیں کے حوالے کر دی تو حیص بھیں نے وزیر سے کہا جناب عالی یہ شخص مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ اس نے کہا کیسے۔ اس نے کہا میری طرف شاعر کے اس قول کا اشارہ کر رہا ہے۔

تمیم بطرق اللوم اهدى من القطا  
ولو سلكت سبل المكارم ضلت  
”ملامت کے راستوں کو تمیم قطا سے بھی زیادہ جانتے ہیں اور عزت کے راستوں پر چلیں تو بھول جاتے ہیں۔“

اری الليل يجلوه النهار ولا اری  
جلال المنخازی عن تمیم تجلت  
”میں دیکھتا ہوں کہ رات کو دن روشن کر دیتا ہے لیکن میں یہ نہیں دیکھتا کہ تمیم اپنی بڑی بڑی رسوائیوں سے نکل سکیں۔“

ولو ان برغوئا علی ظهر قملة  
بکر علی صفی تمیم لولت  
”اگر ایک پسوجوں کی پشت پر سوار ہو کر تمیم کے سب سے بڑے بہادر آدمی پر حملہ کرے تو وہ بھاگ جائے۔“

ابو الفضل کے کچھ نایاب واقعات ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن اپنی بیوی کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا سر سے کپڑا ہٹا دو اس نے اسی طرح کیا پھر اس نے سورہ اخلاص پڑھی تو اس عورت نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا جب عورت اپنے سر سے کپڑا اتار دے تو فرشتے حاضر نہیں ہوتے اور جب سورہ اخلاص پڑھی جائے تو شیطان بھی بھاگ جاتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ دسترخوان پر زیادہ بھیڑ ہو۔

فائدہ: عرب قطا کے متعلق اچھی چال کا وصف بیان کرتے ہیں کیونکہ اس کے قدم چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور اس کی چال شرمیلی عورتوں کی طرح ہوتی ہے اور اس بارے میں مجھے جو قول سب سے اچھا ملا وہ قول ہے جو ہند بنت عتبہ نے احد کے دن کہا لیکن یہ ابن ہشام کی روایت میں نہیں ہے۔

نحن بنات طارق  
نمشی علی النمارق

مشی القطا النواتق

”ہم طارق کی بیٹیاں ہیں۔ ہم قالینوں پر چلتی ہیں اور بہت جننے والی قطا کی چال چلتی ہیں۔“

زبیر بکار نے بھی اسی طرح آخر تک روایت کیا ہے۔ سہیلی نے روض میں کہا اس شعر کو اس نے بطور مثال بیان کیا ہے۔ اور یہ شعر ہند بنت طارق بن فیاض اودیہ کے ہیں۔ یہ اشعار اس نے ایاد کی جنگ فرس میں کہے تھے۔ اس طرح بنات طارق کی تخصیص کرتے ہوئے منصوب ہوگا۔ جیسے شاعر نے کہا۔

نحن بنی ضبة اصحاب الجمل

”ہم خصوصاً بنی ضبہ اور اصحاب الجمل ہیں۔“

اگر ”طارق“ سے مراد ستارہ ہو تو ”بنات“ مرفوع ہوگا کیونکہ مبتدا کی خبر ہوگی۔ یعنی ہم ستاروں کی طرح شریف اور عزت والی ہیں۔ اور یہ تاویل میرے نزدیک بعید ہے کیونکہ طارق نجم کا وصف ہے اور رات کے آنے کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اگر اس کا مراد باپ ہوتا تو یوں کہتی نحن بنات الطارق۔ مگر میں نے زبیر بن بکار کو دیکھا کہ اس نے انساب قریش میں کہا ہے کہ اسے یحییٰ بن ہرمزی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دفعہ ضحاک بن عثمان کے پیچھے ایک رات مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور میں نے اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی تو ضحاک اور اس کے ساتھیوں نے ہند کا احد کے دن کا قول کہ نحن بنات طارق۔ بیان کیا پھر کہا کہ طارق کیا ہے؟ تو میں نے کہا ستارہ ہے تو ضحاک نے توجہ کی اور کہا بوز کر یا یہ کیسے؟ تو میں نے کہا اللہ نے فرمایا ہے:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ.

گویا کہ اس نے کہا کہ ہم ستارے کی بیٹیاں ہیں۔ اس نے کہا تو نے ٹھیک کہا۔ انتہی

اور قطا سے مراد بہت اولاد والی ہیں۔ جوہری کہتے ہیں۔ نثقت المرأة یعنی اس کی اولاد زیادہ ہوگئی۔ ناطق و منطاق۔ اور اس سے وہ حدیث بھی ہے جس کو ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ تم اپنے اوپر کنواری لڑکیاں لازم کرو کیونکہ وہ منہ کے لحاظ سے میٹھی ہوتی ہے اور رحم کے لحاظ سے زیادہ جننے والی ہوتی ہیں اور تھوڑے پر راضی ہو جاتی ہیں۔

حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔ رافعی اور دیگر ساتھیوں نے کتاب الحج میں قطا کو حمام میں شمار کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اگرچہ اس کی مثل چوپایوں میں نہیں ہے مگر اس کا فدیہ محرم پر ایک بکری مقرر کیا ہے۔

شیخ محبت الدین طبری نے کہا اس طرح اس کو جوہری نے بھی حمام شمار کیا ہے لیکن مشہور اس کے خلاف ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں انصب من قطة۔ یعنی وہ قطا سے زیادہ مناسب ہے اور یہ لفظ نسبت سے ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جب یہ آواز نکالتی ہے تو وہ اس کے مناسب ہوتی ہے پس قطا قطا کہتی ہے۔ نیز کہتے ہیں اصدق من القطة واقصر من ابهام القطة۔ وہ قطا سے زیادہ سچا اور قطا کے انگوٹھے سے زیادہ چھوٹا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں اگر قطا کورات کو چھوڑ دیا جائے تو وہ سو جائے اس کا سبب یہ ہے کہ عمرو بن مامہ بنو مرار کی ایک قوم کے پاس اترا تو وہ رات کے وقت اس کے پاس آئے اور قطا کو اپنی جگہوں سے اڑایا تو ایک عورت نے اس کو اڑاتا ہوا دیکھا تو اس نے اپنے خاوند کو بتایا تو اس نے کہا یہ قطا ہے تو اس عورت نے کہا کاش رات کے وقت قطا کو چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی سو جائے۔

یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو کسی بری چیز پر بلا ارادہ بڑھکایا جائے۔ بعض نے کہا یہ بات ایک عورت نے کہی تھی جس کا نام حزام تھا۔ جب اس نے قطا کو دیکھا کہ رات کو اڑا ہے۔ تو اس عورت نے کہا۔

الایسا قومنا ارتحلوا وسيروا فلو ترك القطة ليلالنام

”خبرداراے ہماری قوم کوچ کر جاؤ اور چلے جاؤ اگر قطا کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سو جائے۔“

تو لوگوں نے اس کے قول کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنے بستروں میں ہی رہے تو ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا۔

اذا قالت حذام فصدقوها فان القول ما قالت حذام

”جب حذام کوئی بات کہے تو اس کو سچ سمجھو کیونکہ بات سچی وہی ہوتی ہے جو حذام کہے۔“

تو لوگ کوچ کر گئے اور قریب کی ایک وادی میں پناہ لے لی۔ تو دشمن سے بچ گئے۔ جب صبح ہوئی تو وہ دشمن سے محفوظ رہے۔ یہ مثال اس کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کی سچائی ظاہر ہو۔ حذام امس کی طرح مینی برکسرہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ قطا کے انڈوں کو اجدل سیتا ہے یہ بات ذکر ہو چکی۔ نیز کہتے ہیں لیس قطا مثل قطی۔ یعنی قطاقی کی طرح نہیں یعنی بڑے چھوٹوں کی طرح نہیں ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: جب قطا کی ہڈیاں جلا کر اس کی راکھ گرم تیل میں جوش دی جائے اور گنجه کے سر پر اور بال جھڑکی جگہ پر طلا کی جائے تو وہاں بال نکل آتے ہیں۔ ابن زہر نے کہا کہ اس نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

اس کا گوشت دیر ہضم اور ردی غذا والا ہوتا ہے۔

اس کے سر کو خشک کر کے کاشن کے نئے کپڑے میں باندھ کر عورت کی ران پر سونے کی حالت میں باندھ دیا جائے تو وہ اپنے دل کی سب باتیں بتا دے گی اور جو اس نے کیا ہے سب بتا دے گی۔ جب وہ کلام خلط ملط کرنے لگے تو اس کو اس سے ہٹا دو تا کہ اس کے وسوسے ختم ہو جائیں۔ جب دو قطاتوں مذکورہ مونت کے پیٹوں کو پھاڑ کر ان کو پکالیا جائے اور ان کی چکنائی لے کر ایک شیشے کے برتن میں رکھ لی جائے تو جو انسان بھی لاعلمی میں اس تیل کو لگائے گا تو تیل لگایا ہوا تیل والے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے گا۔

خاتمہ: ابن حبان وغیرہ نے ابو ذر سے اور ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی تو اگر چہ وہ قطا کے گھونسے کے برابر ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس جیسا جنت میں گھر بنائے گا۔ اور قطا پرندے کو اس حدیث میں اس لئے خاص کیا گیا کیونکہ وہ کسی درخت یا پہاڑ کی چوٹی میں انڈے نہیں دیتا بلکہ تمام پرندوں سے ہٹ کر اپنے گھونسے کو زمین پر بناتا ہے اسی لئے اس کو مسجد سے تشبیہ دی گئی اور اس لئے بھی کہ اس کو سچائی سے موصوف کیا جاتا ہے۔ کما تقدم

گویا کہ اس کے ذریعے آپ نے اس کے بنانے میں اخلاص کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے شیخ ابو الحسن شاذلی نے کہا ہے کہ خالص عبادت یہ ہے کہ احکام کے ضمن میں بغیر شہرت اور ارادے کے گھس جانا۔ اور اس پرندے کا بھی یہی معاملہ ہے۔ بعض نے کہا آپ نے یہ تشبیہ اس لئے دی ہے کہ اس کے گھونسے بناوٹ اور گولائی میں مسجد کے محراب کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ قلیل کے ساتھ زیادہ کی ترغیب ہے جیسا کہ تھوڑی چیز کا ذکر کر کے بڑی چیز سے ڈرایا جاتا ہے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا اللہ چور پر لعنت کرے کہ وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ کبھی شارع ایسی چیز سے مثال بیان کرتے ہیں جو کبھی واقع نہیں ہو سکتی۔ جیسے آپ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے..... حالانکہ ان کے بارے میں چوری کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور جیسے آپ نے فرمایا اسمعو واطيعو..... یعنی سنو اور اطاعت کرو اگر چہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر ہو۔ اور جبکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔ بعض نے کہا کہ طاعت سے مراد یہ ہے کہ ان کی اطاعت کرو کہ جن کو امام تم پر مقرر کرے اگر چہ وہ حبشی غلام کیوں نہ ہو۔

تعبیر الروایا: خواب میں قطا سچائی فصاحت الفت اور محبت پر دلالت کرتا ہے اور کبھی مادہ قطا اس عورت پر دلالت کرتی ہے جو خود پسند ہو اور وہ خوبصورت ہو مگر اس میں الفت نہ ہو۔ واللہ اعلم

## القطا

طاء کی تشدید سے۔ قزوینی کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑی مچھلی ہے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی پسلی کی ہڈی سے پل بنایا جاسکتا جس پر سے لوگ دریا کو عبور کریں۔ اس کی چربی اگر برص پر ملی جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔

## القطامی

شکرے کو کہتے ہیں اس کے قاف پر ضمہ اور فتح دونوں درست ہیں۔ جن پرندوں سے شکار کیا جاتا ہے یہ ان میں سب سے بڑا ہے اور یہ نادر الوجود ہوتا ہے۔

## قطرب

یہ ایک پرندہ ہے جو ساری رات چکر لگاتا رہتا ہے۔ اور سوتا نہیں عرب کہتے ہیں اجول من قطرب واسهر من قطرب۔ وہ قطرب سے زیادہ گھومنے والا اور بیدار ہونے والا ہے۔ محمد بن مستنیر نحوی جو مثلث وغیرہ کا موجد ہے اس کا لقب بھی قطرب ہے۔ یہ اہل عرب سے تھا۔ اور علم و ہنر حاصل کرنے پر بڑا حریص تھا اور یہ سیبویہ کے پاس ان کے باقی شاگرد آنے سے پہلے سویرے سویرے پہنچ جاتا تھا تو ایک دن اس نے اس سے کہا تم تو قطرب اللیل ہو تو یہ اس کا لقب پڑ گیا یہ ۲۰۶ ہجری میں فوت ہوا۔

قطرب اور قطرب جنوں میں سے مذکر کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ دونوں چھوٹے؟ وں کو کہتے ہیں بعض نے کہا کہ قطارب چھوٹے کتوں کو کہتے ہیں اس کی واحد قطرب آتی ہے۔ اور قطرب چھوٹا سا جانور ہے جو دن کو دوڑتا رہتا ہے اور آرام نہیں کرتا۔ امام محمد بن ظفر نے کہا کہ قطرب ایک جانور ہے یہ سرزمین مصر میں اونچے علاقوں میں ہوتا ہے اور اکیلے آدمیوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اگر کبھی وہ انسان بہادر ہو تو اس جانور کو اپنے آپ سے دور کر دیتا ہے ورنہ وہ اس سے بد فعلی کرتا ہے اور جب وہ اس سے یہ کام کرتا ہے تو وہ آدمی مر جاتا ہے۔ جب عرب ایسے آدمی کو دیکھتے ہیں کہ جس کے سامنے قطرب آیا ہو تو وہ پوچھتے ہیں کیا تم سے بد فعلی کی گئی ہے یا ڈرایا گیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ بد فعلی کی گئی ہے تو اس کی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں اور اگر وہ کہے کہ ڈرایا گیا ہے تو اس کا علاج کرتے ہیں۔ پھر محمد نے کہا کہ میں نے اہل مصر کو دیکھا کہ وہ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ انتہی

قطرب، چوہا، ننگا، بھڑیا، بیوقوف اور مالخو لیا کی ایک قسم ہے۔

حدیث میں آیا ہے۔ کہ تم میں سے کسی کو رات کا مردار اور دن کا قطرب نہ ملے۔ یہ ابن مسعود کا کلام ہے۔ اس کو آدم بن ابی ایاس قسطلانی نے اپنی کتاب الشواب میں موقوفاً بیان کیا ہے اور بعض نے کہا کہ مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ علماء نے اس کے معنی کے متعلق

کہا ہے کہ قطرب دن کے وقت آرام نہیں کرتا اور مراد یہ ہے کہ تم میں سے کوئی ساری رات نہ سویا رہے گویا کہ وہ مردار ہے اور دن کے وقت وہ قطرب کی طرح نہ ہو جائے کہ دنیا کے معاملات میں کثرت سے چکر لگاتا رہے۔ اور جب شام ہو جائے تو بہت تھکا ماندہ ہو جائے۔ پھر ساری رات صبح تک سویا رہے۔ جس طرح مردار بالکل حرکت نہیں کرتا۔

## القشعبان

مہر جان کی طرح ہے۔ گبریلے کی طرح کا ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ یہ بات ”عیاب“ میں لکھی ہے۔

## القعود

اونٹوں میں سے وہ ہے جس کو چرواہے نے سواری اور سامان اٹھانے کے لئے رکھا ہو اس کی جمع اقعدة اور قعدا اور قعدان اور قعاند ہے۔ کہا گیا ہے قعود قلوص کی طرح ہے۔ بعض نے کہا دو دانت والا ہونے سے قبل اونٹ کو بکر کہتے ہیں پھر جمل ہوتا ہے اور قعود فصیل (بچے) کو کہتے ہیں۔

## القعید

وہ ٹڈی جس کے پر برابر نہ ہوئے ہوں اور وحشیوں میں قعید اس کو کہتے ہیں جو پیچھے سے حملہ کرے اور یہ نطیح کے برعکس ہے۔

## القعقع

فلفل کے وزن پر ہے ایک ڈبہ سا پرندہ ہے جو موٹا ہوتا ہے اور پانی کے پرندوں میں سے ہے لمبی چونچ والا ہوتا ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے ابن سیدہ نے زیادہ کیا ہے کہ اس میں کچھ سیاہی سفیدی بھی ہوتی ہے۔

## القلو

ہلکا چلنے والے گدھے کو کہتے ہیں۔

## القلقانی

فاختہ کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔ یہ بات جوہری وغیرہ نے کہی ہے۔

## القلوص

نو جوان اونٹنیوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ عورتوں میں سے جاریہ کے مرتبہ کی ہوتی ہے۔ اس کی جمع قلوص اور قلائص ہے۔ جیسے تدم قدم قدائم۔ شاعر نے کہا۔

متی تقول القلوص الرواسما بحملن ام قاسم وقاسما

”جب تو قلوص الرواسما کہے گا تو اس کو ام قاسم اور قاسم پر محمول کیا جائے گا۔“



قلص کونصب پوشیدہ ظن کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اور یہ سلیم کی ایک لغت ہے۔ اور اسی سے عمرو بن ربیعہ کا قول ہے۔

اما الرحیل فدون بعد غد فمتی تقول الدار تجمعنا

”کوچ تو پرسوں ہوگا تو آپ یہ کب کہیں گے کہ ہم گھر میں اکٹھے ہوں گے۔“

جس میں دار فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔

عدوی نے کہا مونث اونٹوں میں سے جس پر سب سے پہلے سوار ہوا جائے اس کو دوندی ہونے تک قلوں کہتے ہیں جب دوندی ہو جائے تو ناقہ کہتے ہیں۔ جیسے باب العین مہملہ میں عید کے ضمن میں سالم بن دار کا کلام گزر چکا ہے۔

لا تسانن فزار یا خلوت به علی قلو صك و اکتھا باسیار

”تم کسی فزاری سے تنہائی میں اپنی اونٹنیوں پر بے خوف نہ ہونا تم ان کو رسیوں سمیت لکھ کر رکھو۔“

ابن مبارک نے الزهد و الرقائق میں قاسم مولیٰ معاویہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس ایک سخت اونٹنی پر آیا اور آپ کو سلام کہا تو نبی ﷺ سے سوال کرنے کے لئے جب بھی قریب ہوتا تو قلوں اس سے بدکتی۔ تو صحابہ کرام ہنسنے لگے۔ اس نے یہ حرکت تین دفعہ کی پھر اس کی اونٹنی نے اس کو گرا کر مار ڈالا۔ تو کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کی اونٹنی اس کو گرا کر مار ڈالا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے منہ اس کے خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ ابن مبارک نے اس کو اسی طرح مرسل روایت کیا ہے اور یہ احیاء العلوم میں آفات اللسان میں سے دسویں آفت کے ذکر میں ہے۔

سنن ابی داؤد میں اسحق بن عبداللہ بن حرث سے مرسل مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بیس سے کچھ اوپر اونٹنیوں کے عوض ایک حلہ خریدا اور اس کو ذی یزن کی طرف ہدیہ بھیجا۔

کامل ابن عدی میں عمارہ بن زادن صیدلانی کے حالات زندگی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ذی یزن نے نبی ﷺ کو ایک حلہ بھیجا جس کی قیمت بیس اونٹ تھی تو نبی ﷺ نے اس کو پہنا پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنا دیا۔ اور فرمایا اس کی وجہ سے دھوکہ کھانے سے محتاط رہنا۔

امام حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو جرش کی طرف دو سفروں میں بغرض تجارت بھیجا اور ہر سفر کے عوض ایک اونٹنی دی امام حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

اس بارے میں جو مشہور بات طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب نبی ﷺ پچیس سال کے ہوئے تو ان سے ابوطالب نے کہا میرے پاس کچھ مال نہیں ہے اور ہم پر سختی کا وقت ہے۔ یہ تمہاری قوم کا قافلہ شام کو جا رہا ہے اور خدیجہ بنت خویلد تمہاری قوم کے کئی لوگوں کو اس قافلے میں بھیجے گی تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے آپ کو اس پر پیش کرو تا کہ وہ پہلے موقعہ دے۔ جب یہ بات خدیجہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کی قوم کے آدمیوں کو جتنا دیتی ہوں میں اس سے دوگنا آپ کو دوں گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطالب ان کے پاس گئے اور کہا کیا تم محمد ﷺ کو اپنا اجیر بنانا چاہتی ہے اور ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے فلاں آدمی کو دو اونٹوں کے عوض اجیر رکھا ہے اور ہم محمد ﷺ کے لئے چار اونٹوں سے کم پر راضی نہیں ہوں گے تو خدیجہ نے کہا

اگر تم مجھ سے کسی بعید یا بغض رکھنے والے کے لئے ایسا سوال کرتے تو میں پھر بھی ایسا ضرور کر دیتی حالانکہ آپ نے اپنے قریبی پیارے کے لئے بات کی ہے تو کیسے انکار کر سکتی ہوں تو ابو طالب نے کہا یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیری طرف چلایا ہے پھر نبی ﷺ ان کے غلام میسرہ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کے چچے آپ کے متعلق قافلے والوں کو نصیحتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ شام سے بصری کے مقام پر پہنچ گئے پھر وہ ایک درخت کے سائے میں اترے تو نسطور راہب نے کہا اس درخت کے نیچے نبی ﷺ کے علاوہ کبھی کوئی نہیں اترتا۔ سہیلی کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ اس وقت اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں اترتا۔ اور یہ مراد نہیں ہے کہ کبھی بھی کوئی نبی کے سوا اس درخت کے نیچے نہیں اترتا کیونکہ اس سے پہلے کے انبیاء کا زمانہ بہت دور ہے اور درخت اپنی عادت کے مطابق اتنی لمبی عمر نہیں رکھتے ہاں اگر وہ روایت جس میں یہ بات ہے صحیح ہو کہ اس درخت کے نیچے عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی نہیں اترتا تو یہ درخت انبیاء کے ساتھ مخصوص ہوگا۔

ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ نسطور نے دیکھا کہ آپ پر ایک بادل نے سایہ کیا ہوا ہے تو اس نے کہا یہ وہ نبی ہیں جو آخر الانبیاء ہیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنا سامان بیچا تو ایک آدمی کے ساتھ آپ کی تکرار ہو گئی تو اس نے آپ کو کہا کہ لات اور عزی کی قسم کھاؤ تو آپ نے فرمایا میں نے ان کی قسم کبھی نہیں کھائی اور میں جب ان سے گزرتا ہوں تو اعراض کرتے ہوئے۔ منہ موڑ کر گزرتا ہوں تو اس شخص نے کہا آپ کی بات درست ہے۔ جب دو پہر ہوتی اور گرمی سخت ہو جاتی تو میسرہ دیکھتا کہ دو فرشتے آپ پر سورج سے سایہ کئے ہوئے ہیں اور میسرہ کے دل میں اللہ نے آپ کی محبت ڈال دی تھی تو وہ اس طرح ہو گیا جیسے آپ کا غلام ہو تو سب قافلہ والوں نے سامان تجارت بیچا تو آپ نے ان سب سے دو گنا نفع حاصل کیا جب واپس لوٹے اور مر الظہران میں پہنچے تو نبی ﷺ نے آگے جا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نفع کے متعلق بتایا پھر میسرہ اور خدیجہ کو وہ باتیں بتائیں جو اس نے آپ ﷺ سے دیکھی تھیں اور وہ بھی بتایا جو راہب نے کہا تھا۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کو مقررہ کردہ حصہ سے دو گنا زیادہ دے دیا۔ لفظ فلو میں قلوں کا ذکر نبی ﷺ کے اس فرمان میں گزر چکا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ صدقے کو اس طرح بڑھاتا رہتا جس طرح کوئی تم میں اپنے فلو یعنی اونٹنی کے بچے کو یا قلوں کو پالتا رہتا ہے۔

قلو ص مونث شتر مرغ کو بھی کہتے ہیں۔

## الْقَلْبِ

سکین کے وزن پر ہے بھیڑیے کو کہتے ہیں اس طرح قلوب خنوص کے وزن پر ہے۔  
شاعر کہتا ہے:

ایا امنا ابکی علی ام واہب      اکیلة قلوب باحدی المذانب  
”اے ہماری ماں میں ام واہب پر روتا ہوں جس کو قلوب نے ایک پیچھے رہنے والے کے طور پر کھالیا ہے۔“

## القمری

یہ ایک مشہور پرندہ ہے جس کی کنیت ابو ذکری اور ابو طلحہ ہے یہ بہت خوش آواز ہوتی ہے اس کی مونث قمریہ ہے اور مذکر

ساق حر ہے۔ اور جمع قماری ہے جو غیر منصرف ہے۔

ابن سمعانی نے انساب میں کہا ہے کہ قمرہ ایک شہر ہے جو اپنی سفیدی میں چونے کی طرح ہے میرا خیال ہے کہ وہ مصر میں ہے۔ اسی سے حجاج بن سلیمان بن افریح قمری مصری ہے۔ جس نے مالک بن انس اور لیث بن سعد وغیرہ سے روایت کی ہے یہ ۱۹۸ ہجری کو اچانک فوت ہو گئے۔ اس سے محمد بن سلمہ مرادی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

نیز کہا قمری ایک ایسا پرندہ ہے جو اس شہر کی طرف منسوب ہے۔ صاحب ”مجمل“ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ قمری کبوتر سے چھوٹا ایک پرندہ ہے۔ اس کی مونث قمریہ ہے اور جمع قماری اور قمر ہے۔ انتہی عبدالرحمن بن ابی بکر نے جب اپنی بیوی عاتکہ بنت سعید بن عمرو بن نفیل کو طلاق دے دی تو یہ شعر پڑھے۔

اعانتك لا انساك ما ذر شارق وماناح قمری الحمام المطوق  
”عاتک جب تک سورج روشن ہے میں تم کو نہیں بھلا سکتا اور جب تک کبوتروں میں سے طوق والی قمری نوحہ کرتی رہے گی تو مجھے یاد رہے گی۔“

ولم ارمثلی طلق الیوم مثلها ولا مثلها من غیر جرم یطلق  
”میں نے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جس نے ایسی عورت کو طلاق دی ہو اور نہ ایسی عورت دیکھی جس کو بغیر جرم کے اس طرح طلاق دی گئی ہو۔“

اعانتك قلبی کل یوم ولیلة الیک بما تخفی النفوس معلق  
”اے عاتکہ رات دن تیری طرف محبت میں میرا دل اپنے اندر پوشیدہ راز لئے لٹکا ہوا ہے۔“  
لہا خلق جزل وراى ومنصب وخلق سوی فی الحیاة و منطلق  
”اس کے اخلاق بڑے اعلیٰ ہیں اور اچھے رائے اور مرتبہ ہے اور زندگی کے درست اخلاق ہیں اور بولنے کی بھی مہارت ہے۔“

تو ان کے باپ کا دل ان کے لئے نرم ہو گیا اور حکم دیا کہ وہ ان سے رجوع کر لیں۔ کہتے ہیں اس کا قصہ بڑا لمبا اور مزیدار ہے۔ وہ ”الاستعیاب“ اور ”التمہید“ وغیرہ میں مذکور ہے۔

قزوینی کہتے ہیں کہ جب قمریوں میں سے مذکر مر جائے تو اس کی مونث کسی دوسرے سے جفتی نہیں کرواتی۔ اور اس پر نوحہ کرتی ہے یہاں تک کہ مر جاتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ قمریوں کے انڈے فاختاؤں کے نیچے رکھے جاسکتے ہیں اس طرح فاختاؤں کے قمریوں کے نیچے۔ اور قزوینی نے ذکر کیا ہے کہ کیڑے مکوڑے قمری کی آواز سے بھاگ جاتے ہیں۔ ابوالمنظر سمعانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں سعید بن مبارک نحوی نے اپنے یہ شعر سنائے:

اری الفضل مناح التاخر اہلہ وجہل الفتی سعی لہ فی التقدیم  
”میں دیکھتا ہوں کہ فضیلت والے کو فضیلت پیچھے کرتی ہے اور نوجوان کی جہالت اس کو آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔“

كذلك اري الخفاش ينجيه قبحه ويحبس القمري حسن ترنم  
 ”اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ چمگاڑوں کو ان کی بد صورتی نجات دیتی ہے اور قمری کو اس کی خوش آوازی قید کر دیتی ہے۔“

فائدہ: ایک دفعہ امام شافعی امام مالک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک آدمی آیا اور مالک سے کہا کہ میں قمریاں بیچتا ہوں اور میں آج ایک قمری بیچی تو خریدار نے مجھے واپس دے دی اور کہا کہ تیری قمری آواز نہیں کرتی تو میں نے طلاق کے قسم کھائی کہ وہ آواز بند نہیں کرتی تو امام مالک نے کہا تیری بیوی کو طلاق ہوگئی اب کوئی راستہ نہیں۔ امام شافعی اس وقت ۱۴ سال کے تھے انہوں نے اس آدمی سے کہا تیری قمری کے بولنے کے اوقات زیادہ ہیں یا چپ رہنے کے تو اس نے کہا بولنے کے۔ تو انہوں نے کہا طلاق نہیں ہوئی۔ جب امام مالک کو یہ بات پہنچی تو کہنے لگے۔ اے لڑکے تو نے یہ بات کہاں سے کہہ دی انہوں نے کہا آپ نے مجھے زہری سے عن ابی سلمہ عن ام سلمہ بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے کہا یا رسول اللہ ابو جہم اور معاویہ نے مجھے شادی کا پیغام دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا معاویہ تو فقیر آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں اور ابو جہم اپنے کندھے سے اپنا عصا نہیں اتارتا۔ تو نبی ﷺ کو معلوم بھی تھا کہ ابو جہم سوتا بھی ہے کھاتا بھی ہے پیتا بھی ہے اور آرام بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرمایا کہ لَا يَضَعُ عَصَاهُ. یعنی اپنی لاٹھی کو نہیں اتارتا تو یہ مجاز پر محمول ہوگا اور اہل عرب کی عادت ہے کہ دو کاموں میں سے اغلب کام کو دوام کا درجہ دیتے ہیں۔ جب قمری کا آواز نکالنا اس کے چپ رہنے سے اکثر ہے تو میں نے اس کو دوام کا درجہ دے دیا تو امام مالک نے ان کی دلیل پر تعجب کیا۔ اور کہنے لگے۔ آپ فتویٰ دیں کیونکہ اب آپ کے فتویٰ دینے کا وقت آ گیا ہے۔

غریبہ: ابن خلکان اور ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ہند کے کسی قلعہ کے بادشاہ نے سلطان محمود بن سبکتگین کو بہت زیادہ تحفے بھیجے جن میں قمری جیسا ایک پرندہ بھی تھا۔ اس کی خاصیت یہ تھی کہ جب وہ کھانا حاضر ہوتا جس میں زہر ہو تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے اور وہ پانی نکل کر جم جاتا اور جب اس کو کھوج کر وسیع زخموں پر لگایا جاتا تو وہ ختم ہو جاتے۔ یہ بات ابن الاثیر نے ۴۲۴ ہجری کے حوادث میں لکھی ہے۔

اور اس کو ابن خلکان نے مذکورہ سلطان کے حالات زندگی میں بھی بیان کیا ہے۔ پھر ابن خلکان نے ان کے ترجمہ میں امام الحرمین عبد الملک بن شیخ ابی محمد عبد اللہ جوینی سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ سلطان حنفی المذہب تھا لیکن حدیث پڑھنے کا بڑا شوقین تھا تو وہ ان کے پاس حدیث سنتا تھا اور اس کے معنی پوچھتا تھا۔ تو وہ حدیث کو اکثر امام شافعی کے مذہب کے مطابق پاتا۔ تو اس نے دونوں مذاہب کے فقہاء کو اکٹھا کیا۔ اور دونوں مذہبوں کی ترجیح میں ان کو کلام کرنے کی گزارش کی تو اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ان کے سامنے امام شافعی کے مذہب کے مطابق دو رکعت نماز پڑھی جائے اور دو رکعت نماز امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق پڑھی جائے۔ تو بادشاہ اس کی طرف دیکھے اور ان میں سے بہتر کو پسند کر لے۔ تو قفال مروزی نے کامل طہارت معتبر شرائط کے ساتھ جن میں سترہ استقبال قبلہ ارکان، طریقہ، سنن، ابغاض، اداب، شامل کر کے علی وجہ الکمال نماز ادا کی اور یہ ایسا طریقہ ہے جس کے بغیر امام شافعی کے نزدیک نماز جائز نہیں پھر اس نے اس طریقے کے مطابق نماز پڑھی کہ جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے تو سب سے پہلے کتے کا مد بوغ چمرا پہن لیا۔ اور اس کے کچھ حصے کے ساتھ نجاست بھی مل دی۔ پھر خشک کھجوروں کے نبیذ سے وضو کیا

اور یہ گرمیوں کا دور تھا تو چھرا اور کھیاں اس پر اکٹھی ہو گئیں۔ اس نے وضو بھی اٹھا اور اندھا شروع کیا۔ پھر قبلے کی طرف متوجہ ہوا اور بغیر نیت کے کئے ہوئے وضو کے ساتھ فارسی میں تکبیر تحریمہ کہی پھر پڑھا دو برگ سبز پھر چار ٹھونگے مرغ کی طرح بغیر کسی فاصلے اور طمانیت کے مارے۔ پھر تشہد پڑھی اور آخر میں پاد ماری اور بغیر سلام کی نیت کے نماز سے نکل گیا پھر کہا اے سلطان یہ نماز ابوحنیفہ کی ہے۔ سلطان نے کہا اگر ابوحنیفہ کی نماز ایسی نہ ہوئی تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ کیونکہ ایسی نماز کو کوئی دین دار آدمی درست قرار نہیں دیتا۔ اور حنفیوں نے اس بات کا انکار کر دیا کہ یہ نماز ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ تو قتال نے ابوحنیفہ کی کتابیں مانگیں تو بادشاہ نے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا اور ایک نصرانی کو کہا کہ دونوں مذہبوں کی کتابیں پڑھے۔ تو اس نے دیکھا کہ جو نماز قتال نے ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق پڑھی تھی وہ اس کے مذہب میں جائز ہے۔ تو بادشاہ نے ابوحنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا اور امام شافعی کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور سلطان محمود ۴۲۲ ہجری میں غزنی میں فوت ہوا اور دو برگ سبز کا مطلب دو سبز پتے ہے۔ اور یہ مدہامتان کا معنی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام حرین نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ قتال نے سنن، ابعاض، اداب اور بیانات ادا کئے اور یہ بھی کہا کہ شافعی اس کے علاوہ نماز جائز نہیں سمجھتے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ مشہور بات یہ ہے کہ اس نے اس طریقے کے مطابق نماز پڑھی کہ جس کے بغیر امام شافعی کے نزدیک نماز نہیں ہوتی۔

حکم: اس کا کھانا کبوتروں کی طرح بالا جماع جائز ہے کیونکہ یہ کبوتروں کی ہی ایک قسم ہے۔ کما تقدم

تعبیر: خواب میں قمری دیکھنا دین دار عورت ہے۔ بعض نے کہا وہ مرد مراد ہے جو شعروں کے قصیدے پڑھنے والا ہو اور خوش آواز ہو۔

یہودی کہتے ہیں کہ جس نے قمری، بلبل یا اس جیسے پرندے کو دیکھا تو وہ خیر حاصل کرے گا۔ اگر مسافر ہے تو سفر سے واپس آجائے گا۔ اگر غمگین ہے تو اللہ اس کا غم دور کر دے گا اگر اس کی ضرورت دور ہے تو ضرورت قریب آجائے گی۔ جس نے یہ چیزیں موسم بہار میں دیکھیں تو اس کی حاجات پوری ہو جائیں گی۔ جس نے کسی دوسرے موسم میں دیکھیں تو اس کی حاجات موسم بہار تک مؤخر ہو جائیں گی۔

اور حاملہ عورت کا دیکھنا بچے جننے پر دلالت کرتا ہے۔

## القمة

ایسی مکھی ہے جو اونٹوں پر اور ہرنیوں پر سخت گرمیوں میں بیٹھی رہتی ہے۔ کہا جاتا الحمار یقمع۔ یعنی گدھا سر ہلاتا ہے۔ جا حظ نے کہا یہ کتے کی مکھیوں کی ایک قسم ہوتی ہے۔ اور کفایہ میں ہے۔ کہ یہ مکھی نیلی اور بڑی ہوتی ہے۔

## قمعوط، والقمعوط

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## القمل

جوں کو کہتے ہیں یہ مشہور ہے اس کی واحد قملة آتی ہے اس کو قمال بھی کہتے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا قمل، قملة کی جمع

ہے۔

اور کہا جاتا ہے قمل رأسہ بالكسر قملا۔ یعنی اس کا سر جوؤں والا ہو گیا۔ جوؤں کی کنیت ابو عقبہ اور ام طلحہ ہے۔ مذکر کو ابو عقبہ کہتے ہیں اور اس کی جمع بنات عقبہ اور بنات دروز ہے۔ اور دروز درزی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر وقت آدمی کے ساتھ چمٹا رہتا ہے۔ اور قملة، الزرع ایک چھوٹا سا جانور جو ٹڈی کی طرح اڑتا رہتا ہے اور چیخڑ کی طرح ہوتا ہے۔

اور اس کی جمع قمل آتی ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ جوئیں اس وقت پیدا ہوئی ہیں جب پسینہ یا میل کپڑے بدن یا بالوں وغیرہ کو لگ جائے اور وہ جگہ تعفن والی ہو جائے۔

جاہظ نے کہا کبھی کبھی انسان طبعاً جوؤں والا ہوتا ہے اگرچہ وہ صفائی کرے خوشبو لگائے کپڑے بدلے پھر بھی جوئیں پڑی رہتی ہے جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام کو واقعہ پیش آیا تو نبی ﷺ نے ان دونوں کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی اگر وہ دونوں ضرورت کی حد تک نہ پہنچے ہوتے تو نبی ﷺ ان کو کبھی اجازت نہ دیتے۔ کیونکہ اس بارے میں سخت حکم وارد ہوا ہے حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنے نہال بنی مغیرہ میں سے کسی پر ریشمی قمیص دیکھی تو اس پر درہ بلند کیا۔ تو مغیرہ نے کہا کیا عبدالرحمن بن عوف ریشم نہیں پہنا؟ تو عمر نے کہا تیری ماں نہ ہو کیا تو عبدالرحمن بن عوف کی طرح ہے؟

جوں کی طبیعت یہ ہے کہ یہ سرخ بالوں میں سرخ کالے بالوں میں کالی اور سفید بالوں میں سفید ہوتی ہے جس طرح بالوں کا رنگ بدلتا ہے ان کا بھی بدلتا ہے۔ یہ ان حیوانات میں سے جن کی مادائیں نروں سے بڑی ہوتی ہیں بعض نے کہا کہ ان کے مذکر لیکھاں ہوتی ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ وہ ان کے انڈے ہوتے ہیں جیسا کہ باب الصاد المہملہ میں گزر چکا ہے۔

امام حاکم نے مستدرک حاکم کے شروع میں ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش والا کون ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا انبیاء انہوں نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا علماء۔ انہوں نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا صالحون نیک لوگ ان میں کسی کو جوں کے ذریعے آزما یا جاتا ہے جہاں تک کہ وہ اس کو مار ڈالتی ہے اور کسی کو فقر کے ذریعے آزما یا جاتا ہے تو سوائے ایک چادر کے جس کو وہ پہنتا ہے اس کے پاس کچھ نہیں رہتا وہ آزمائشوں کے ساتھ اتنا زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا کہ تم عطا کے ساتھ خوش ہوتے ہو امام حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

جوں مرغی اور کبوتری کی طرف بڑی جلدی سے جاتی ہے اور بندروں کے ساتھ لگ جاتی ہے اور ”قملۃ النسر“ وہ ہوتی ہے جو پہاڑی علاقوں میں پائی جاتی اس کو فارسی میں درہ کہتے ہیں یہ جب کاٹی ہے تو مار ڈالتی ہے یہ جوں سے بڑی ہوتی ہے اس کو قملۃ النسر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گدھ سے نکلتی ہے۔

فائدہ: علماء نے ان جوؤں میں اختلاف کیا جو بنی اسرائیل پر بھیجی گئی تھیں۔ تو ابن عباس نے فرمایا کہ یہ وہ کیڑے ہیں جو

دانوں سے نکلتے ہیں مجاہد سدی، قنادہ اور کلبی نے کہا کہ اس سے مراد اڑنے والی وہ ٹڈی ہے جس کے پر ہوتے ہیں بعض نے کہا وہ دبا ہے یعنی وہ چھوٹی ٹڈی جس کے پر نہیں ہوتے۔ عکرمہ نے کہا اس سے مراد بنات الجراد ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ وہ صمنان ہیں جو چیچر کی ایک قسم ہیں ابوزید نے کہا وہ پسو ہیں۔ حسن اور سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ چھوٹے چھوٹے کالے جانور ہیں۔ عطاء خراسانی نے کہا کہ وہ جوں ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مصر کی بستیوں میں سے ایک بستی عین شمس کے ایک نرم ٹیلے کی طرف اپنی لائھی سمیت گئے تو اس ٹیلے کو لائھی سے مارا تو وہ سارا کا سارا جوئیں بن کر مصر میں پھیل گیا تو وہ مصر کے کھیتوں درختوں اور نباتات کے پیچھے لگ گیا تو سب کو کھا گیا اور زمین کو چاٹ گیا۔ وہ جوئیں ان کے کپڑوں اور جلد کے درمیان داخل ہو جاتیں اور انہیں کاٹتیں ان میں اگر کوئی کھانا کھانے لگتا تو وہ کھانا جوؤں سے بھر جاتا۔ ان جوؤں سے زیادہ آزمائش ان پر اور کوئی بھی نہیں آئی تھی کیونکہ اس نے ان کے بالوں ان کی جلدوں ان کی آنکھوں کے کناروں اور ان کی پلکوں کو پکڑ لیا اور ان کی آنکھوں اور جلدوں پر چمٹ گئیں گویا کہ وہ خارش زدہ ہیں تو ان کی نیند اور آرام ختم ہو گیا تو وہ چیخنے لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف چیختے ہوئے گئے اور کہنے لگے کہ ہم توبہ کرتے ہیں اللہ سے ہمارے لئے دعا کرو کہ وہ اس بلا کو ہم سے دور کرے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہفتے سے دوسرے ہفتے تک سات دن عذاب قائم رکھنے کے بعد ان سے جوؤں کا عذاب اٹھالیا۔ ان پانچ نشانیوں میں سے قمل بھی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ. (الاعراف: ۱۳۳)

یہ نشانیاں ایک دوسرے کے بعد بے درپے ان پر نازل ہوئیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ ہر عذاب کئی ہفتوں تک پھیلا رہتا اور ہر دو عذابوں کے درمیان دو ماہ کا وقفہ ہوتا تھا۔

ابن عباس سعید بن جبیر قنادہ اور محمد بن اسحاق نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب جادوگر ایمان لے آئے اور فرعون مغلوب ہو گیا تو اس نے اور اس کی قوم نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اور کفر اور شر میں زیادتی پر جم گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ نشانیاں بھیجیں اور ان کو قحط سے پکڑا اور ان کے پھلوں میں کمی کر دی۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان پر چار نشانیاں ہاتھ لائھی، قحط اور پھلوں میں کمی لے کر آئے تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور کفر پر ڈٹ گئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے خلاف دعا کی اور کہا۔

رَبِّ اِنَّ عَبْدَكَ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَبَغَىٰ وَعْتَا وَاِنَّ قَوْمَهُ قَدْ نَقَضَ عَهْدَكَ رَبِّ فَخُذْهُمْ بِعُقُوبَةٍ تَجْعَلْهَا لَهُمْ وَلِقَوْمِي عِزَّةً وَّلَمَنْ بَعْدَهُمْ آيَةً وَّعِبْرَةً. تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پانی کا طوفان بھیجا۔ اس طریقے سے کہ اللہ نے ان پر آسمان سے بارش برسائی اور بنی اسرائیل کے گھر اور قبیلوں کے گھر ساتھ ساتھ ملے جلے تھے تو قبیلوں کے گھر پانی سے بھر گئے یہاں تک کہ پانی ان کی ہنسی کی ہڈیوں تک پہنچ آیا جو ان میں بیٹھا وہ غرق ہو جاتا۔ اور بنی اسرائیل کے گھروں میں پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہ ہوا۔ اور پانی ان کھیتوں میں بھی کھرا ہو گیا۔ جس سے وہ ایک ہفتے سے دوسرے ہفتے تک کھیتی باڑی نہ کر سکے۔

مجاہد اور عطا کہتے ہیں کہ طوفان سے مراد موت ہے۔ وہب نے کہا طوفان سے مراد یمن کی زبان میں طاعون ہے۔ ابو قلابہ نے کہا طوفان سے مراد خارش ہے۔ یہ وہ پہلی سزا ہے جو ان کو دی گئی۔ تو یہ زمین میں باقی رہ گئی۔  
کوفے کے نحویوں نے کہا کہ طوفان مصدر ہے اس کی جمع نہیں آ سکتی جیسے رحمان اور نقصان ہے۔

بصرے کے نحویوں نے کہا کہ یہ جمع ہے اس کی واحد طوفانہ ہے۔ تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہم سے اس مصیبت کو ہٹا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی طوفان ہٹ گیا اسی سال ہی ان کے لئے اتنا سبزہ اگنے لگا۔ جتنا پہلے کبھی نہیں اگا گھا س کھیتی پھل وغیرہ۔

ان کے شہر تروتازہ ہو گئے۔ تو وہ کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھی اور تروتازگی تھی تو وہ ایمان نہ لائے اور ایک مہینے بالکل خیر و عافیت سے رہے۔ تو ان پر اللہ نے ٹڈی بھیج دی۔ کہ جو ان کے کھیت پھل اور درختوں کے پتے کھا گئی۔ یہاں تک کہ ان کے دروازے لکڑیاں چھت کپڑے سامان لوہے کے دروازے کی میخیں بھی کھا گئی یہاں تک کہ ان کے مکان گر پڑے اور وہ بھوک میں مبتلا ہو گئے۔ اور وہ کبھی سیر نہ ہوتے تھے۔

بنی اسرائیل کو اس سے کچھ نقصان نہ پہنچا تو وہ چیختے اور چلاتے ہوئے موسیٰ کے پاس آئے اور ان سے اس عذاب کے ہٹانے کا سوال کیا۔ تو انہوں نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ٹڈی کو ہٹا دیا۔ جو پورے ایک ہفتے سے دوسرے ہفتے تک ان پر رہی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کھلی فضا میں چلے گئے اور اپنے عصا کے ساتھ مشرق اور مغرب کی طرف اشارہ کیا تو تمام ٹڈیاں جہاں سے آئیں تھیں وہاں واپس چلی گئی۔ تو وہ پھر اپنے کفر پر ڈٹ گئے۔ اور ایک مہینے تک عافیت میں رہے پھر اللہ نے ان پر جوئیں بھیج دیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ تو وہ چیختے چلاتے ہوئے ان کے ہٹانے کی دعا کروانے لگے اور کہنے لگے ہم توبہ کرتے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے اپنے رب سے دعا کی۔ وہ ان سے جوؤں کے عذاب کو ہٹائے تو اللہ نے ایک ہفتے بعد وہ عذاب ہٹا لیا۔ مگر وہ پھر بھی اپنی بد اعمالیوں کی طرف لوٹ گئے پھر ایک مہینہ عافیت میں رہنے کے بعد ان پر مینڈک بھیج دیئے۔ تو ان کے گھر اور صحن ان سے بھر گئے۔ ان کے بستروں میں اور کپڑوں کے اندر داخل ہو جاتے اور اس طرح ان کے کھانوں اور برتنوں میں چلے جاتے کہ جو کھانا بھی وہ کھولتے اور برتن کھولتے وہاں سے مینڈک نکل آتے۔ اور آدمی ٹھوڑی تک مینڈکوں میں دب جاتا۔ جب بولنے لگتا تو مینڈک کو دکر اس کے منہ میں چلا جاتا کبھی وہ مینڈک جوش مارتے ہوئے ہنڈیا میں جا گرتا تو ان کا کھانا خراب ہو جاتا اور آگ بجھ جاتی۔ جب وہ آنا گوندھتے تو اس میں داخل ہو جاتا۔ جب ان میں سے کوئی سوتا تو مینڈک اس پر سوار ہو جاتے یہاں تک کہ وہ اس پر تہ بہ تہہ ہو جاتے اور وہ ان کو کسی دوسری طرف ہٹا نہ سکتا۔ اس طرح ان کو بہت تکلیف پہنچی اور وہ چیختے چلاتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کرنے لگے کہ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کریں کہ وہ اس کو ہٹا دے تو آپ نے ان کے لئے دعا کی تو یہ عذاب ان سے ہٹ گیا جو ایک ہفتہ تک ان پر مسلط رہا۔ پھر وہ ایک ماہ عافیت میں رہے مگر وعدہ توڑ دیا اور دوبارہ کفر کی طرف لوٹ کر آ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خون بھیج دیا تو نیل کا دریا خون سے بہنے لگا اور ان



کے سارے پانی خون بن گئے۔ تو ان کے کنوؤں سے پانی کی جگہ خون نکلتا تو انہوں نے فرعون سے اس بات کی شکایت کی اور کہا کہ ہمارے لئے کوئی پینے کی چیز باقی نہیں رہی تو اس نے کہا تم پر جادو ہو گیا ہے۔

فرعون اسرائیلی اور قبیلی کو ایک برتن میں جمع کرتا تو اسرائیلی کی جانب والا پانی پانی ہوتا اور قبیلی کی جانب والا پانی خون ہوتا۔ یہاں تک کہ اہل فرعون کی عورت اسرائیلوں کی عورت کے پاس آئی جب اس کو پیاس تنگ کرتی تو وہ کہتی مجھے اپنا پانی دو تو اس کے لئے ان کی مشک سے پانی ڈالا جاتا تو وہ برتن میں جا کر خون بن جاتا۔ یہاں تک کہ وہ کہتی تو اس کو اپنے منہ میں ڈال کر میرے منہ میں کلی کر تو وہ اس کو اپنے منہ میں لیتی تو وہ پانی ہوتا جب قبلیہ کے منہ میں کلی کرتی تو خون بن جاتا۔

فرعون کو پیاس نے تنگ کیا یہاں تک کہ تر درختوں کو چبانے پر مجبور ہو گئے۔ جب وہ ان کو چباتا تو اس کا پانی اس کے منہ میں کڑوا نمک بن جاتا۔ تو اس طرح ایک ہفتہ تک وہ خون ہی پیتے رہے۔

زید بن اسلم نے کہا کہ ان پر جو خون مسلط کیا گیا تھا وہ نکسیر تھی۔ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم سے یہ مصیبت ہٹا دے۔ تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔ تو آپ ﷺ نے دعا کی اور عذاب ہٹ گیا۔ لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ قرآن کی اس آیت فَلَئِمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ كَا یہی مفہوم ہے۔ اور اس سے مراد طوفان جراد جوں مینڈک اور خون کا عذاب ہے۔

ابن جریر کہتے ہیں رجز سے مراد طاعون ہے اور وہ پانچ نشانیوں کے بعد چھٹا عذاب ہے یہاں تک کہ اس لئے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔

”ہم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اسامہ بن زید سے سوال کر رہے تھے کہ کیا آپ نے نبی ﷺ سے طاعون کے بارے میں کچھ سنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ طاعون اللہ کا ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا۔ جب تم سنو کہ یہ کسی قوم کی سر زمین میں آچکا ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب اس زمین میں آئے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے مت بھاگو۔“

تو انہوں نے موسیٰ ﷺ سے سوال کیا تو انہوں نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان سے وہ عذاب ہٹا دیا لیکن وہ اپنے کفر اور سرکشی میں بڑھ گئے یہاں تک کہ اللہ نے فرعون اور اس کی جماعت کو دریا میں غرق کر کے ہلاک کر دیا اور اس کے غرق کا واقعہ باب الحاء لفظ حصان میں پہلے گزر چکا ہے۔

سعید بن جبیر اور محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ فرعون کی بادشاہی چار سو برس رہی اور چھ سو بیس سال زندہ رہا۔ اس نے کبھی کوئی ناپسند بات نہیں دیکھی۔ اور اگر اس کو اس مدت میں ایک دن بھی بھوک لگتی یا ایک رات بخار ہو جاتا یا ایک گھڑی بھی کہیں درد محسوس ہوتا تو وہ کبھی بھی ربوبیت کا دعویٰ نہ کرتا۔ مجھے ایک قصہ مختصر کہیں سے ملا تو میں نے اس کو اس کے بعد درج کر دیا ہے تاکہ فائدہ مکمل ہو جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا لے کر مٹی کے بھر بھرے ٹیلے کے پاس چلے گئے اور اس کو مارا تو وہ سارے کا سارا

جوئیں بن کر مصر میں پھیل گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہم سے اس مصیبت کو ہٹا دے تو انہوں نے دعا کی تو وہ عذاب ہٹ گیا وہ پھر اپنی سرکشی کی طرف لوٹ گئے تو اللہ نے ان پر مینڈک بھیجے جو ان کے بچھونوں اور کپڑوں میں داخل ہو جاتے جب کوئی کلام کرتا تو اس کے منہ میں داخل ہو جاتے اور کھولتی ہوئی ہنڈیا میں گر پڑتے تو انہوں نے کہا کہ اللہ سے دعا کرو کہ ہم سے اس عذاب کو ہٹا دے تو اللہ نے ان سے ہٹا دیا تو وہ پھر کفر کی طرف لوٹ آئے تو اللہ نے ان پر خون بھیج دیا تو ان کا پینے والا پانی خون بن گیا۔

جب کوئی آدمی کنوئیں سے پانی نکالتا جب ڈول اوپر آ جاتا تو خون بن جاتا۔ بعض نے کہا اللہ نے ان پر نکسیر مسلط کر دی۔ فائدہ اخری: نبی ﷺ نے جوں کو گٹھلی سے رگڑنے سے منع کیا۔ گٹھلی سے اس کو خاص اس لئے کیا کہ وہ ضرورت کے وقت کھائی جاتی ہے۔ بعض نے کہا اس لئے کہ یہ گٹھلی آدم کی بچی ہوئی مٹی سے بنائی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ تم کھجور کی عزت کرو وہ تمہاری پھوپھی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ کھجور تمہاری بہترین پھوپھی ہے۔ بعض نے کہا گٹھلی چوپایوں کی خوراک ہے۔ جوہری نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے تر کھجور کے رگڑنے سے منع کیا ہے۔ اور رگڑنے سے مراد نچوڑنا ہے تاکہ اس کا چھلکا اتر جائے۔

شرعی حکم: جوؤں کا کھانا بالاجماع حرام ہے۔ جب محرم کے بدن اور کپڑوں پر آ جائیں تو ان کو ہٹانا مکروہ نہیں ہے۔ اگر اس کو قتل کر دے تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں آتا۔ لیکن سر اور ڈاڑھی سے جوئیں نکالنا مکروہ ہے۔ اگر اس سے کوئی جوں نکالے اور اس کو مار ڈالے تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔ چاہے ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔ اکثر نے کہا صدقہ مستحب ہے بعض نے کہا کہ واجب ہے کیونکہ اس طرح داڑھی اور سر سے تکلیف ہتی ہے۔ اور یہ صدقہ جوؤں کے فدیے میں شامل نہیں ہے کہ اس کے کھانے کے حلال ہونے کی دلیل بن سکے۔ صدقہ تو اس آرام کی وجہ سے کرنا ہے جو محرم کو حاصل ہوتا ہے۔

حکیم ترمذی نے یہ فائدہ بیان کیا ہے کہ پاخانہ کرتے ہوئے آدمی کو اگر کوئی جوں ملے تو اس کو نہ مارے بلکہ دفن کر دے کیونکہ روایت ہے کہ جس نے پاخانہ کرتے ہوئے جوں ماری تو اس کے لباس میں اس کے ساتھ شیطان رات گزارے گا اور چالیس دن اسکو اللہ کی یاد بھلا دے گا۔ بعض نے کہا جس نے پاخانہ کرتے ہوئے ایک جوں ماری تو جب تک زندہ رہے گا اسکا غم دور نہیں ہوگا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ زندہ جوں کو پھینکنا کوئی حرج والا کام نہیں۔ ادب یہ ہے کہ اس کو مار ڈالے۔

فرع: جوؤں کو روکنے کے لئے ریشم کا کپڑا پہننا جائز ہے۔ کیونکہ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں جوئیں نہیں ٹھہرتیں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اس کو زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف کو پہننے کی اجازت دی تھی۔ کما تقدم اس کو شیخان نے روایت کیا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ سفر سے مخصوص ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے جس کو شیخ ابو محمد جوینی اور ابن صلاح نے پسند کیا ہے کہ یہ مسئلہ سفر کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ روایت میں یہی قید ہے۔ مالک نے کہا اس کا پہننا مطلقاً جائز نہیں کیونکہ احوال کے واقعات ان کے نزدیک عام نہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ وجہ بعید ہے۔

فرع: جب نمازی اپنے کپڑے میں کوئی جوں یا پسودیکھے تو شیخ ابو حامد نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ اس سے غفلت برتے اور اگر اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دے یا نماز کی فراغت تک پکڑے رکھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اور اس کو نماز میں مار ڈالے تو بھی یہ جائز

ہے بشرطیکہ اس کا خون چمڑے سے نہ لگے اور اگر اس کو مار ڈالا اور اس کا خون ناخن یا کپڑے پر لگ گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔  
غزالی نے کہا نماز میں اس کو مارنے سے کوئی حرج نہیں جس طرح بچھو اور سانپ کو مارنا درست ہے اور اگر جوں کو اپنے ہاتھ سے پھینک دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

قبولی نے کہا کہ بہتر ہے کہ اس کے پھینکنے کا فتویٰ غیر مسجد کے ساتھ خاص کیا جائے اور جو اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے اور یہی بات متعین ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جوں کو مسجد میں پائے تو اس کو اپنے کپڑے کے ساتھ باندھ لے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکال دے اس کو احمد نے مسند میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

اور مسند میں ہی مکہ کے قریشیوں کے شیخ سے روایت ہے اس نے کہا ایک آدمی کو اپنے کپڑوں میں جوں ملی تو اس کو پکڑ کر مسجد میں پھینکنا چاہا تو نبی ﷺ نے فرمایا ایسے مت کرو اس کو اپنے کپڑوں میں مسجد سے باہر نکلنے تک رکھے رکھو اس کی سند بھی صحیح ہے۔  
بیہقی نے کہا کہ یہ مرسل حسن ہے۔ پھر ابن مسعود سے روایت کیا کہ انہوں نے مسجد میں ایک آدمی کے کپڑوں میں جوں دیکھی تو اس کو پکڑ کر کنکریوں میں دفن کر دیا پھر یہ آیت پڑھی اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءَ وَّ اَمْوَاتًا۔ کیا ہم نے زمین کو کافی نہیں کیا زندوں اور مردوں کے لئے۔ پھر بیہقی نے کہا کہ مجاہد سے بھی اسی طرح مذکور ہے۔

ابن مہذب سے روایت ہے کہ وہ جوں کو رینٹھ کی طرح دفن دیتے تھے۔ نیز کہا کہ ہم نے مالک بن عامر سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاذ بن جبل کو دیکھا۔ وہ پسو اور جوں کو نماز میں مار دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے معاذ کو دیکھا کہ وہ جوں کو نماز میں مار ڈالتے تھے اور اس کام کو فضول نہیں سمجھتے تھے۔

بزار اور طبرانی نے معجم الاوسط ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو مسجد میں جوں ملے تو اس کو دفن دے۔ ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ جوں اور پسو کے متعلق ہمارے اکثر اصحاب کا یہ قول ہے کہ کھانے میں ان دونوں میں سے کوئی گر جائے تو اسے نہیں کھایا جائے گا کیونکہ یہ دونوں نجس ہیں اور یہ ان حیوانوں میں سے ہیں کہ جو دوسرے حیوانوں کے خون پر زندہ رہتے ہیں اور خون کے علاوہ ان کی کوئی خوراک نہیں ہے اور ان کا اپنا بھی خون ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں نجس ہیں۔

سلیمان بن سالم قاضی جو اہل افریقہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر جوں پانی میں گر جائے تو اس کو پھینک دو اور وہ نہ پیا جائے اگر آٹے میں گر پڑے اور چھلنی میں نہ نکلے تو اس آٹے کی روٹی کو نہ کھایا جائے اگر یہ کسی جمی ہوئی چیز میں مر جائے تو چوہے کی طرح اس کو اور اس کے ارد گرد والی چیز کو پھینک دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے دوسرے اصحاب وغیرہ نے کہا کہ جوں اور مکھی کا ایک حکم ہے۔ اور تمہید میں ابن عبدالبر نے یہ بھی کہا کہ حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نماز میں جوں کو مار دیتے تھے یا آپ نے نماز میں جوں کو مارا نعیم کہتے ہیں کہ یہ وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ابن مبارک سے سنی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں غل قمل یہ اس عورت کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے جو بد اخلاق ہو۔ ابن سیدہ نے حدیث میں کہا کہ عورتیں جوں کے طوق ہیں اللہ تعالیٰ جس گلے میں چاہتا ہے اس کو ڈال دیتا ہے پھر اس کے علاوہ اس کو کوئی نکال نہیں سکتا۔ اور یہ حدیث کا کچھ حصہ ہے۔

فائق میں باب الباء مع الباء کے آخر میں ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں (۱) نرم اور آسان پاک

دامن، مسلمان۔ یہ زندگی گزارنے میں اپنے دیگر گھروالوں کی معاونت کرتی ہے اور اپنے گھروالوں کے خلاف زندگی بسر کرنے میں معاونت نہیں کرتی۔ (۲) دوسری بچے کے لئے برتن ہوتی ہے۔ (۳) اور تیسری جوں کا طوق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس کے گلے میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک دیتا ہے۔

اور مرد بھی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) صاحب عقل اور ذورائے۔ (۲) اور دوسرا وہ ہوتا ہے کہ جب اس کو کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو وہ اہل الرائے سے مشورہ کرتا ہے (۳) تیسرا آدمی وہ ہے جو بے خبر ہلاک ہونے والا ہے جو نہ کسی سمجھدار سے مشورہ لیتا اور نہ کسی ہدایت دینے والے کی بات مانتا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ عرب قیدی کو چمڑے کا طوق ڈالتے تھے اور اس کے اوپر اون ڈال دیتے تھے جب اس کا طوق زیادہ دیر تک پڑا رہتا تو اس میں جوئیں پڑ جاتیں اور اس سے اس کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی تو یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جانے لگی جو سختیوں میں گھر گیا ہو پھر کہا حاتم طائی کے قول کا بھی یہی سبب ہے۔ جو اس نے کہا کہ لَوْ غَيْرَ ذَاتِ سَوَارٍ لَطَمْتَنِي كَاشَ كَهْ مَجْهَ كَوْنِي كَنُكْنُوں وَالَا هَاتَه تَهْطِرْ نَه لَكَ تَا۔ واقع یوں ہے کہ ایک دفعہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے کسی مہینہ میں بلاد نمیرہ سے گزرا تو ان کے ایک قیدی نے اس کو آواز دی اے اسفانہ مجھے بیڑیوں اور جوؤں سے بچاؤ تو اس نے کہا تو برباد ہو تو نے میری قوم کے علاوہ دوسرے شہر میں میرا نام لے کر غلطی کی ہے۔ پھر اس کا لوگوں سے بھاؤ پوچھا جب انہوں نے بتایا تو کہنے لگا کہ اس کو آزاد کر دو اور اس کی جگہ میرے ہاتھ میں بیڑیاں ڈال دو تو انہوں نے اسی طرح کر دیا پھر ایک عورت اونٹ لے کر آئی تاکہ اس کا فدیہ دے تو وہ اٹھا پھر اس کو ذبح کر دیا تو اس عورت نے اس کو تھپڑ مارتا وہ کہنے لگا لو غیر ذات سوار لطمتنی۔ کیونکہ میں عورتوں سے قصاص بھی نہیں لے سکتا۔ پھر اس کو پہچان لیا گیا تو اس کا فدیہ دیا گیا۔

طبی فوائد اور خواص: جا حظ کہتے ہیں کہ جوئیں کوڑھی کے کپڑوں میں نہیں پڑتیں ابن جوزی نے کہا اس میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ وہ شخص جذام میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے لئے جسم کو کھجنا مشکل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کرتے ہوئے جوؤں کو اس سے دور رکھا اور گونگے پر مہربانی کرتے ہوئے اس کو سماعت سے بھی محروم رکھا۔ جوں کو اگر زندہ ہی پھینک دیا جائے تو اس سے نسیان کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ ابن عدی نے اپنی ”کامل“ میں اس کو ابو عبد اللہ الحکم بن عبد اللہ کے حالات زندگی میں اسی طرح روایت کیا ہے اور اس نے صحیح سند کے ساتھ یہ بھی روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ چھ خصلتیں نسیان پیدا کرتی ہیں (۱) چوہے کا بچا ہوا کھانا (۲) جوں کو زندہ پھینک دینا (۳) کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔ (۴) قطار کو توڑنا (۵) دانٹوں میں سے کوئی چیز نکال کر اس کو چبانا۔ (۶) کھٹا سب کھانا۔ اس کے برعکس دودھ یا داشت پیدا کرتا ہے۔ جا حظ نے اپنے اس قول میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث میں ہے۔ بے شک کھٹا سب کھانے سے چوہے کا بچا ہوا کھانے سے اور جوں کو پھینک دینے سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جوں کو پھینکے گا اس کا غم کبھی ختم نہیں ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا قبروں کی تختیوں کو پڑھنا اور دو عورتوں کے درمیان چلنا۔ سولی دیئے گئے شخص کی طرف دیکھنا۔ سبز دھنیا کھانا، گرم روٹی کھانا نسیان پیدا کرتا ہے حلوی کھانے، شہد پینے اور ٹھنڈی روٹی کھانے سے ذکاوت پیدا ہوتی ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ کالا جوتا پہنے سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی تو ہتھیلی میں جوں کو رکھ

کر اس پر عورت کا دودھ نکال کر ڈالے تو اگر جوں اس دودھ سے باہر نکل جائے تو سمجھو کہ وہ عورت لڑکی سے حاملہ ہے اگر نہ نکل سکے تو لڑکے کے ساتھ حاملہ ہوگی۔

اگر کسی آدمی کا پیشاب بند ہو جائے تو اس کے بدن سے ایک جوں لے کر اس کے آلہ تناسل میں رکھ دی جائے تو اس کو اسی وقت پیشاب آجائے گا اگر کوئی عورت اپنے بالوں کو چقندر کے پانی کے ساتھ دھوئے تو اس سے جوئیں ختم ہو جائیں گی۔ عصفرا کا تیل لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔ اگر بدن کو سر کے اور سمندر کے پانی سے دھویا جائے تو پھر بھی جوئیں مرجاتی ہیں۔ اگر سر اور بدن کو مارے ہوئے پارے اور تلوں کے تیل سے ملا جائے تو سرا۔ کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑتیں۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں جوں کو دیکھنے کی مختلف تعبیرات ہیں اگر وہ نئی قمیص میں ہوں تو مال مراد ہوگا۔ اور بادشاہ کے لئے لشکر اور مددگار مراد ہوں گے اور حاکم کے لئے مال میں زیادتی ہوگی جس نے کسی پرانے کپڑے میں جوئیں دیکھیں تو اس سے مراد قرض ہے جس کے زیادہ ہونے کا ڈر ہے۔ جوں کا زمین پر دیکھنا کمزور قوم ہے اگر وہ انسان کی طرف چل کر آئیں تو وہ انسان ان کمزور لوگوں سے ملے گا۔ اور جس نے جوں کو دیکھا اور ناپسند کیا تو وہ ایسے دشمن دیکھے گا جو اس کو تکلیف پہنچانے پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور جس نے دیکھا کہ جوں نے اس کو کاٹا ہے تو کوئی کمزور قوم والے اس کو عیب لگائیں گے اور جس کو جوں نے خارش کی تو اس سے قرض کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جوں کی تعبیر عورت سے بھی دی جاتی ہے۔ ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے میری آستین سے جوں کو پکڑا اور پھینک دیا تو ابن سیرین نے کہا تو اپنی بیوی کو اس شخص کے ذریعے طلاق دے گا تو پھر اسی طرح ہوا۔ اور جس نے دیکھا کہ جوں اس کے سینے سے اڑ گئی ہے تو اس کا نوکر یا غلام یا لڑکا بھاگ جائے گا۔ زیادہ جوئیں بیماری یا قید ہوتی ہیں کیونکہ یہ ایسے ہی لوگوں پر پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی کسی جوں کا دیکھنا عیال پر دلالت کرتا ہے۔ بادشاہ جوں کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر اس کے لشکر اور مددگاروں سے دی جاتی ہے۔ اگر وزیر دیکھے تو اس سے مراد اس کے سپاہی ہیں اور قاضی دیکھے تو اس سے مراد اس تک پہنچنے والے فریادی ہیں۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے جوں کو پھینک دیا ہے تو وہ نبی ﷺ کی سنن میں سے کسی سنت کی مخالفت کرے گا۔ کیونکہ آپ نے جوں کو پھینکنے سے منع فرمایا ہے جس نے خواب میں جوں کھائی تو وہ کسی کی غیبت کرے گا پھر اگر اس کا خون نکلا تو یہ کسی تو نگر کی غیبت کرے گا اور جوں کی تعبیر ایسے لوگوں سے دی جاتی ہے جو رشتہ داروں کے درمیان چغلیاں کرتے ہیں۔ خواب میں جوں کو مارنا دشمن کو مغلوب کرنا ہے۔ جاما سپ نے کہا کہ جس نے جوں کو اٹھایا تو اس پر فاش جھوٹ باندھا جائے گا۔ واللہ اعلم

## مقام

چھوٹے چھوٹے چیخڑوں کو کہتے ہیں اور یہ جوں کی بھی ایک قسم ہے جو بالوں کی جڑوں میں سختی سے چمٹی رہتی ہے۔ اس کا واحد مقام آتا ہے۔ عوام اس کو طبع کہتے ہیں اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں قمقامہ حکمت بجانب البازل۔ قمقامہ جو ان نو سالہ اونٹ سے مقابلہ کرتی ہے یہ مثال اس کمزور کے لئے بیان کی جاتی ہے جو اپنے سے طاقتور کو چھیڑتا ہے۔

## قندر

قزونی کہتے ہیں کہ یہ ایک خشکی اور تری کا جانور ہے یہ بڑی بڑی نہروں میں ہوتا ہے سمندر کی جانب خشکی میں ایک گھر بناتا ہے جس کے دو دروازے ہوتے ہیں۔  
یہ مچھلیوں کا گوشت اور خبیہ کھاتا ہے۔ اس کو چند بادستر بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الجیم میں گزر گیا ہے۔

## القندس

ابن دجیہ نے کہا کہ یہ پانی کا کتا ہے۔ اس کی تفسیر ابو ہریرہ کی وہ حدیث کرتی ہے جس کو نسائی کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے قریب ایسی قوم سے لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے وہ بال پہنے ہوئے ہوں گے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح اور سرخ رنگ کے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں چھوٹی اور ناک چھٹے ہوں گے۔ ابن دجیہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو فرمایا کہ وہ بال پہنے ہوئے ہوں گے تو اس میں ان چیتھڑوں کی طرف اشارہ ہے جو قندس سے بنائے جاتے ہیں اور قندس پانی کا کتا ہوتا ہے جس پر بال ہوتے ہیں جس طرح بکری بھیڑ اور اونٹوں کے ہوتے ہیں۔ انتہی

ان شاء اللہ باب الکاف میں پانی والے کتے کا حکم بھی آئے گا۔ ابن صلاح نے کہا کہ ہم نے قندس کے متعلق بحث کی تو ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ماکول اللحم ہے یا نہیں اس لئے اس میں نماز پڑھنے سے پرہیز کیا جائے۔ اور ہمارے لئے ان جانوروں میں جن کا ماکول اور غیر ماکول ہونے کے متعلق معلوم ہونا مشکل ہے اس میں دو وجہیں ہوتی ہیں۔

## القناب

یہ سنجاب کے وزن پر ہے کہ بڑے موٹے پہاڑی بکرے کو کہتے ہیں۔

## القنفذ

ذال معجمہ اور فاء کے ضمہ اور فتح سے ہے سہی کو کہتے ہیں۔ ان میں سے جو خشکی کی ہوتی ہے اس میں سے مذکر کی کنیت ابوسفیان اور ابو الشوک ہوگی اور مونث کی ام دلدل ہے اور اس کی جمع القنفاذ ہے۔ اور اس کو عساس بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ رات کو بار بار آتی جاتی ہے۔ اس کو عنقہ بھی کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک سرزمین مصر میں رہتی ہے جو چوہے کے برابر ہوتی ہے۔ اور دلدل ہے جو شام اور عراق کی سرزمین میں ہوتی ہے۔ اور یہ قنطی کتے کے برابر ہوتی ہے ان دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسے جرز اور فار چوہے میں ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب قنفذ بھوکی ہوتی ہو تو انگور پر اوندھی چڑھتی ہے۔ تو وہاں سے خوشے کاٹ کر نیچے پھینکتی ہے اور پھر نیچے اتر کر ان میں سے جو کھا سکتی ہے کھا جاتی ہے۔  
اگر اس کے بچے ہوں تو باقی میں لوٹ پوٹ ہوتی ہے۔ تاکہ وہ کانٹوں کے ساتھ چپک جائیں پھر وہ ان کو لے کر اپنے بچوں

کے پاس چلی جاتی ہے اور یہ صرف رات کو ہی نکلتی ہے۔  
شاعر کہتا ہے۔

قنافذاجون حول بيوتهم بما كان اياهم عطية عودا

”قنفذیں ان کے گھروں کے پاس رات کو آتی ہیں کہ ان کے واسطے لکڑیوں کا تحفہ ہو۔“

اور یہ سانپ کھانے کی شوقین ہوتی ہیں اور اس کو ان سے تکلیف نہیں ہوتی اگر اس کو سانپ ڈس لے تو یہ پہاڑی پودینہ کھاتی ہے تو ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے منہ میں پانچ دانت ہوتے ہیں۔ اس میں سے خشکی کی قنفذ کھڑی ہو کر جفتی ہوتی ہے۔ اور نر کی پشت مادہ کے پیٹ سے لگی ہوتی ہے۔

طبرانی نے معجم میں اور حافظ ابن منیر حلبی وغیرہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک رات بڑی تاریک اور بارش والی تھی تو میں نے کہا کاش آج رات میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا۔ تو میں نے ایسے ہی کیا تو جب نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو کہا۔ قتادہ میں نے کہا اللہ کے رسول مجھے پتہ چلا کہ آج رات کی نماز پڑھنے والے لوگ کم ہوتے ہیں تو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ جب تو واپس جائے تو میرے پاس آنا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آپ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے ایک لاشی دی جو آپ کے ہاتھ میں تھی تو فرمایا۔ یہ تمہارے آگے اور پیچھے دس دس ہاتھ روشنی کرے گی۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا شیطان تیرے پیچھے تیرے گھر میں آیا ہے اس لاشی کو لے کر اس کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ روشنی کرو یہاں تک تم گھر پہنچ جاؤ۔ وہ تمہیں گھر کے کنارے میں ملے گا اس کو اس ڈنڈے کے ساتھ مارو وہ کہتے ہیں میں مسجد سے نکلا تو وہ ڈنڈا شمع کی طرح روشنی کرنے لگا تو میں اس کی روشنی میں اپنے گھر پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ کونے میں ایک قنفذ ہے تو میں اس کو ڈنڈے سے مارتا رہا یہاں تک کہ وہ نکل گیا۔ اس کو امام احمد نے اور بزار نے روایت کیا ہے اور احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

فائدہ: بیہتی نے دلائل النبوة کے آخر میں ابودجانہ سماک بن خرشہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو اس بات کی شکایت کی کہ میں آج رات اپنے بستر پر سویا تو مجھے چکی چلنے اور شہد کی مکھی کے بھنبھانے کی آواز آئی اور بجلی کی طرح ایک چمک میرے سامنے آئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک سیاہ سایہ میرے گھر کے صحن میں لبا اور بلند ہونے لگا تو میں نے اس کے چمڑے کو چھوا تو وہ قنفذ کے چمڑے کی طرح تھا تو اس نے میرے چہرے میں آگ کی سی چنگاریاں پھینکیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا ابودجانہ اپنے گھر کو آباد کرو پھر آپ نے ایک دوات اور کاغذ منگوایا اور علیؑ کو حکم دیا کہ اس پر یہ عبارت لکھے۔

بسم الله الرحمن الرحيم.

﴿هذا كتاب محمد رسول رب العالمين الى من يطرق الدار من العمار والزوار الا طارقا يطرق بخير اما بعد. فان لنا ولكم في الحق ساعة فان كنت عاشقا مولعا او فاجرا مفتوحا فهذا كتاب الله ينطق علينا وعليكم بالحق﴾ ﴿انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون﴾ ﴿ورسلنا يكتوبون ما تمكرون﴾ ﴿اتركو صاحب كتابي هذا وانطلقوا الى عبدة الاصنام والى من يزعم ان مع الله الها

اخر لا اله الا هو كل شئ هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون. ﴿حم لا ينصرون﴾ ﴿حم  
عسق تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فسيكفيكمهم  
الله وهو السميع العليم﴾

ابودجانہ کہتے ہیں کہ میں اس خط کو لپٹ کر اپنے ساتھ گھر لے گیا اور اس کو اپنے سر کے نیچے رکھ لیا تو میں نے رات گزارى میں  
اس وقت بیدار ہوا جب ایک چیخنے والے نے چیخ ماری اور کہنے لگا ابودجانہ تو نے ان کلمات سے ہمیں جلادیا تیرے ساتھی کے حق  
سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کلمات کو ہم سے اٹھالیں ہم دوبارہ آپ کے گھر کبھی نہیں آئیں گے بلکہ آپ کے پڑوس میں  
بھی کبھی نہیں آئیں گے اور اس جگہ بھی نہیں آئیں گے جس جگہ یہ خط ہوا۔ ابودجانہ نے کہا میں نے کہا کہ میں اس کو اس وقت تک  
نہیں اٹھاؤں گا جب تک نبی ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ ابودجانہ کہتے ہیں وہ رات مجھ پر بڑی لمبی ہو گئی کیونکہ میں جنوں کے  
رونے اور چلانے کی آوازیں سنتا رہا۔

یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور میں نے صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو میں نے جنوں سے اس رات سنا تھا اور جو  
میں نے کہا تھا سب بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کلمات کو وہاں سے اٹھا لو ورنہ اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا  
ہے وہ اس عذاب کی تکلیف کو قیامت تک محسوس کرتے رہیں گے۔

بیہقی نے کہا کہ ابودجانہ کے حرز میں اس کے علاوہ ایک لمبی موضوع حدیث آئی ہے۔ جس کا روایت کرنا حلال نہیں ہے اور  
یہ بیہقی کی روایت دیلمی نے کتاب الانابہ اور قرطبی نے کتاب التذکار فی افضل الاذکار میں بیان کی ہے۔

شرعی حکم: امام شافعی کہتے ہیں کہ قنفذ کا کھانا حلال ہے کیونکہ عرب اس کو طیب سمجھتے ہیں ابن عمر نے بھی اس کے حلال  
ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

ابو حنیفہ اور امام احمد نے کہا کہ حلال نہیں ہے کیونکہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ ابن عمر سے اس بارے میں پوچھا گیا تو  
انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مَحْرَمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّتَطَعَمُهٗ۔

تو وہاں ایک بوڑھے نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی ﷺ کے پاس قنفذ کا ذکر کیا گیا تو آپ  
نے فرمایا وہ پلید ہے۔ ابن عمر نے کہا اگر نبی ﷺ نے یہ بات فرمائی تو ایسے ہی ہوگا جیسے آپ نے فرمایا:

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے سارے راوی مجہول ہیں اور بیہقی نے کہا کہ یہ جس سند سے بھی آئی ہے وہ ضعیف ہے۔ جس  
سے احتجاج جائز نہیں ہے اور جو سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ام حنفید نبی ﷺ کے پاس ایک قنفذ لے کر آئی۔ تو  
آپ کے سامنے اس کو رکھ دیا تو آپ نے اس سے کنارہ اختیار کیا اور اس کو نہ کھایا۔

تو یہ روایت مرسل ہے۔ مسند اس میں قنفذ کا ذکر نہیں ہے۔ بعض نے کہا خبیث سے مراد یہ ہے کہ وہ کام کے لحاظ سے خبیث  
ہے گوشت کے لحاظ سے نہیں۔ کیونکہ اس کی عادت یہ ہے کہ یہ ذبح کے وقت سر چھپالیتی ہے اور پکڑتے وقت اپنے کانٹے سامنے  
لے آتی ہے۔ امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ امام قفال نے کہا اگر یہ حدیث صحیح ہے  
تو یہ حرام ہوگی ورنہ ہم عرب کی طرف لوٹیں گے کہ وہ اس کو پاک صاف سمجھتے ہیں یا نہیں۔ رافعی نے کہا کہ اس کے لئے بکری کی



طرح او جھری ہوتی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اسری من قنفذ. وہ قنفذ سے زیادہ رات کو سیر کرنے والا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں ذہبوا اسراء قنفذ. وہ قنفذ کے طرح رات کو نکلے۔ کیونکہ قنفذ رات کو چلتی ہے یہ بات باب الہمزہ انقد میں گزر چکی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: خشکی کی قنفذ کا پتہ اکھیڑے ہوئے بالوں کی جگہ پر لگایا جائے تو وہ بال کبھی نہیں اگتے۔

اس کے پتہ کا سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کی سفیدی ختم ہو جاتی ہے۔

گندھک میں اس کو ملا کر جسم کے سفید داغوں پر لگایا جائے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

اس کا پتہ پینے سے جذام اور سل اور پیچیش میں مفید ہوگا اس کو گلاب کے عرق میں ملا کر پرانے بہراپن والے کے کانوں میں ڈالا جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو مسلسل کئی دن تک کرتا رہے۔ اس کا گوشت سل جذام برص سوکڑا اور گردوں کے درد میں مفید ہے۔

اگر اس کی چربی خون اور اس کے پنچے اس آدمی پر ملے جائیں جو عورتوں سے روک دیا گیا ہو تو وہ کھل جاتا ہے۔ اس کی تلی اس آدمی کو شہد کے شربت کے ساتھ پلائی جائے جس کو تلی کی بیماری ہو تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اس کی چربی کوڑھ پر ملی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

تعبیر الروایا: یہ مکر دھوکے، تجسس اور دوسروں کو حقیر سمجھنے اور شرتنگ دل غضب ناک بے رحمی پر دلالت کرتا ہے۔ بہت دفعہ یہ فتنے پر بھی دلالت کرتا جس میں ہتھیار نکال کر لڑائی ہو۔

## القنفذ البحری

سمندری سیبہ۔ قزوینی کہتے ہیں کہ اس کا اگلا حصہ خشکی والی قنفذ کے اگلے حصے کی طرح ہوتا ہے اور اس کا پچھلا حصہ مچھلی کے مشابہ ہوتا ہے اس کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے۔ ابن زہر نے کہا اس کے ساتھ پیشاب کی تنگی کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کے پرزم ہوتے ہیں۔ اور بالوں کے مشابہہ ہوتے ہیں۔

## قنفشہ

یہ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو دیہاتیوں کے ہاں معروف ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## القہبی

فتح کے ساتھ زچکور کو کہتے ہیں بعض نے کہا کہ مڑی کو کہتے ہیں۔

## القہیبة

یہ جانور تھامہ میں ہوتا ہے اس میں سفیدی اور سبزی ہوتی ہے۔ یہ چکور کی قسموں میں سے ہے۔ یہ ابن سیدہ نے کہا ہے۔

## القوافر

مینڈک۔ اس کا ذکر باب الضاد معجمہ میں گزر چکا ہے۔

## القواع

قاف کے ضمہ سے ہے۔ مذکر خرگوشوں کو کہتے ہیں۔

## القوب

چڑیا کے بچے کو کہتے ہیں۔ اور مثال میں ان کا یہ قول اسی کے متعلق ہے۔ تخلصت قائبة من قوب انڈے کا چھلکانچے سے فارغ ہو گیا۔ کیت نے کہا۔

لهن وللمشيب ومن علاها من الامثال قائبة وقوب  
”ان کے لئے اور بڑھاپے کے لئے اور ان کے ہم ثلثوں میں سے جو ان پر بلند ہو اوہ ایک بچہ ہے اور ایک انڈے کا  
چھلکا ہے۔“

بنی اسد کے ایک اعرابی نے اس تاجر سے کہا جس کو اس نے پناہ دی تھی کہ جب تم اس کو لے کر فلاں جگہ پہنچ جاؤ گے تو اس وقت چھلکانچے سے فارغ ہو جائے گا۔ یعنی میں تمہاری پناہ سے بری ہو جاؤں گا۔

## قوبع

یہ ایک کالا پرندہ ہے جو سفید دم والا ہے۔ اکثر اپنا دم ہلاتا رہتا ہے۔  
عین مہبلہ کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

## القوئع

شتر مرغ کو کہتے ہیں باب الظاء معجمہ میں گزر چکا ہے۔

## القوق

ضمنہ کے ساتھ یہ ایک پانی کا پرندہ ہے جس کی گردن لمبی ہے یہ بات صاحب عباب نے کہی ہے۔

## قوقیس

قزوینی نے کہا یہ ہندوستان میں ایک پرندہ ہے اس کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ جوڑا بنتے وقت اپنے گھونسلے میں بہت سا ایندھن اکٹھا کرتا ہے اور ان میں سے مذکر مسلسل اپنی چونچ مونٹ کی چونچ کے ساتھ رگڑتا ہے یہاں تک کہ اس کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے جس سے اس ایندھن کو آگ لگ جاتی ہے اور یہ دونوں بھی اس میں جل جاتے ہیں جب بارش ہوتی ہے تو اس راگھ سے ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے جس کے پراگ آتے ہیں پھر وہ بھی پرندہ بن جاتا ہے پھر وہ بھی پہلے کی طرح رگڑنے اور جلنے کا کام کرتا ہے۔

## قوقی

مچھلیوں کی ایک بڑی عجیب قسم ہے اس کے سر پر بڑا مضبوط کانٹا ہوتا ہے جس کے ساتھ یہ مارتی ہے۔ ملاح بیان کرتے ہیں کہ مچھلی جب بھوکی ہو جاتی ہے تو اپنے آپ کو کسی حیوان کے سامنے پھینک دیتی ہے جو اس کو نگل جاتا ہے۔ پھر یہ اپنا کانٹا اس کی آنتوں میں مارتی ہے یہاں تک کہ اس کو مار دیتی ہے۔ اور بہت دفعہ اس کے پیٹ کے شگاف سے نکل آتی ہے اور اس سے یہ اور دوسری مچھلیاں غذا بناتی ہیں۔ جب کوئی پانی میں اس کا شکار کرنا چاہتا ہے تو اس کو یہ کانٹے سے مار کر ہلاک کر دیتی ہے۔ اور کبھی تو کشتی کو اپنے کانٹے سے مار کر پھاڑ دیتی ہے اور ان کو غرق کر دیتی ہے اور ان کا گوشت کھا جاتی ہے۔ ملاح اس کو پہچان جاتے ہیں۔ تو وہ اس مچھلی کی جلد کشتی کے اوپر رکھ لیتے ہیں کیونکہ اس سے اس کا کانٹا کشتی میں اثر نہیں کرتا۔ قزوینی نے اسی طرح کہا ہے۔

## قید الاوابد

عدہ گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اس کو قید الاوابد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ وحشی جانوروں کو نکلنے نہیں دیتا کیونکہ یہ بہت تیز ہوتا ہے۔ اوابد وحشی جانوروں کو کہتے ہیں۔ امراء القیس نے یہ شعر کہا۔

بمنجرد قید الاوابد ہیکل

”کم موگھوڑے کے ساتھ جو وحشیوں کو قید کرنے والا ہے اور موٹا تازہ ہے۔“

## قیق

پہلے قاف کے کسرہ سے ہے۔ یمامہ کے برابر ایک پرندہ ہے۔ اہل شام اس کو ابو زریق کہتے ہیں۔ یہ لوگوں سے بڑی محبت کرتا ہے۔ یہ تعلیم کو قبول کرتا ہے اور جلد سمجھ لیتا ہے۔ اور یہ باب الزاء میں پہلے گزر چکا ہے۔

## ام قشعم

قاف کے فتح سے ہے گدھ عنکبوت، بجو شیرنی، موت، مصیبت، جنگ، دنیا، کو بھی ام قشعم کہتے ہیں۔ زہیر نے کہا۔

فشد ولم ينظر بيوتا كثيرة الى حيث القت رحلها ام قشعم

”اس نے حملہ کیا اور بہت سے گھر نہ دیکھے۔ یہاں تک کہ ام قشعم نے اپنا گھر بھی تباہ کر دیا۔“

کہا جاتا ہے کہ شاعر نے ان مذکورہ چیزوں میں سے ایک چیز کا ارادہ کیا ہے۔ اور دوسرے نے کہا۔

فخر صريع اليدين ولفم الى حيث القت رحلها ام قشعم

”وہ ہاتھوں اور منہ کے بل اس جگہ کی طرف گر گیا جہاں ام قشعم نے اپنا گھر پھینک ڈالا تھا۔“

## ابو قير

ایک مشہور پرندہ ہے یہ بات ابن الاثیر نے کہی ہے اور یہ بات گزر چکی ہے۔

## ام قیس

یہ بنی اسرائیل کی گائے ہے اس کا ذکر باب الباء اور باب العین عجل کے لفظ میں گزر چکا ہے۔

## باب الکاف

### الکاسر

عقاب کہا جاتا ہے کسر الطائر یکسر کسراً و کسوراً جب وہ اپنے پروں کو سکیڑے اور شکار پر حملہ کا ارادہ کرے۔ اور کہا جاتا ہے۔

كانه بعد كلال الزاجر ومسحه مر عقاب كاسر

”گویا کہ وہ حملہ کرنے والا عقاب بہت زیادہ ڈانٹنے والے چھونے والے کے بعد گزر گیا۔“

یہ متعدی بھی ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کسر جناحہ اس نے اس کے دونوں پروں کو توڑ دیا۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی

ہے۔

### کاسر العظام

تکلیف دینے والی چیز انشاء اللہ اس کا بیان باب الیم میں آئے گا۔

### الکبش

ہر عمر کی نر بھیڑوں کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں دو دانت والی کو کہتے ہیں بعض نے کہا چار والے کو کہتے ہیں اس کی جمع اکبش اور کباش ہے۔ ایک جماعت نے روایت کیا کہ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو خوبصورت سینگوں والے مینڈھے قربان کئے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہی اور اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے جابرؓ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے نحر کے دن دو مینڈھے سینگوں والے خوبصورت خصی ذبح کئے۔

ان کو قبلہ رخ کر کے یہ دعا پڑھی۔

اِنِّیْ وَجْهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا. اِلٰی قَوْلِهِ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ

وَاَلَيْكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. پھر ذبح کر دیا۔ حاکم نے کہا یہ صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے۔

امح اس کو کہتے ہیں جس کی سیاہی سے اس کی سفیدی ہے زیادہ ہو۔ بعض نے کہا صاف سفید رنگ والے کو کہتے ہیں۔ صحیح مسلم

کی ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ سیاہ پاؤں سے روندتا ہو اور سیاہ پیٹ پر بیٹھتا ہو اور سیاہ آنکھوں سے دیکھتا ہو۔ اس کا معنی ہے کہ

اس کے پیٹ قدم اور آنکھوں کے آس پاس کی جگہ سیاہ ہو۔

اصحاب الحدیث سے یہ منقول ہے کہ ينظر فی سواد و یبرک فی سواد و یطافی سواد. کا مطلب یہ ہے کہ اس کے

موتا ہونے کی وجہ سے یہ سب چیزیں اس کے سائے میں ہوں۔

ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کو ایک ڈھال بطور ہدیہ دی گئی جس میں مینڈھے کی تصویریں تھیں تو آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا تو وہ تصویریں ختم ہو گئیں۔

اور ایک روایت میں ہے آپ کی ایک ڈھال تھی۔ جس میں مینڈھے کی تصویر تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عقاب کی تصویر تھی تو نبی ﷺ نے اس کے ہونے کو ناپسند کیا تو صبح تک اللہ نے اس تصویر کو ختم کر دیا۔

اور سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ ان لوگوں سے کہہ دو جو دین کے علاوہ دوسری چیزوں کی سمجھ حاصل کرتے اور وہ علم سیکھتے ہیں جس پر عمل نہیں کرتے اور آخرت کا عمل کر کے دنیا طلب کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے مینڈھوں کی اون پہنتے ہیں ان کے دل بھیڑیوں کی طرح ہیں اور ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل مصر سے زیادہ کڑے ہیں۔ مجھ سے ہی دھوکہ کرتے ہیں اور میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ میں ان پر اب فتنہ ڈالوں گا جس میں بڑے سمجھ دار بھی حیران رہ جائیں گے۔

بیہقی نے شعب میں حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مصعب بن عمر کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا کہ ان پر ایک مینڈھے کی کھال تھی۔ جس کا انہوں نے کمر پر پٹکا باندھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا اس شخص کی طرف دیکھو جس کے دل کو اللہ نے منور کر کے رکھا ہے۔ میں نے اس کو اس کے والدین کے پاس دیکھا ہے کہ وہ اس کو سب سے بہترین کھانے اور پینے کی غذا دیتے تھے اور میں نے اس پر ایک حلہ بھی دیکھا جو دو سو درہم کا خرید گیا تھا پھر اس کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس کو اس حالت کی طرف پہنچا دیا جس میں تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ انتہی

صحیحین میں خباب بن الارت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہوتے۔ ہم اللہ کی رضا چاہتے تھے اور اللہ پر ہمارا اجر لازم ہو گیا۔ ہم میں کچھ ایسے ہیں جو فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اجر سے کچھ بھی نہیں کھایا ان میں مصعب بن عمیر بھی ہیں جو احد کے دن قتل ہو گئے تو ہمیں ان کے کفن دینے کے لئے سوائے ایک دھاری دار چادر کے کچھ نہ ملا جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کی ٹانگیں باہر نکل جاتیں اور جب ہم ان کی ٹانگوں کو ڈھانپنے تو سر باہر رہ جاتا تو ہمیں نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کی ٹانگوں پر اذخر گھاس دکھ دیں۔ اور ہم میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا پھل ان کے لئے پک گیا ہے اور وہ اس کو چن رہے ہیں۔

دمیری کہتے ہیں یہ اس چیز کی طرف اشارہ ہے جس کو نبی ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سے ان کو عطا کیا۔ مینڈھا وہ ذبح عظیم کہ جو اللہ نے اسماعیل علیہ السلام کے بدلے فدیہ دیا اور اس کو عظیم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا۔ یہ بات ابن عباس نے کہی ہے۔ نیز کہا کہ یہ وہی مینڈھا جس کی قربانی ہاتیل نے دی تھی تو وہ اللہ نے قبول کر لی۔

نیز کہا کہ اگر وہ خواب والی قربانی پوری ہو جاتی تو وہ سنت بن جاتی پھر لوگ بھی اپنے بیٹوں کو ذبح کرتے۔ امام ابوحنیفہ نے اس قصے سے یہ دلیل لی ہے کہ جس شخص نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کی نذر مانی تو اس پر ایک بکری ذبح

کرنا لازم ہے لیکن جمہور نے اس سے روکا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی معصیت میں کوئی نذر بھی پوری نہیں کرنی چاہیے نیز ابن آدم کے لئے ایسی نذر ماننا جائز نہیں کہ جس کا وہ اختیار نہیں رکھتا۔

علماء نے ذبح کئے جانے والے کے متعلق اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ اسماعیل علیہ السلام ہیں یا اسحاق علیہ السلام ہیں۔ تو کچھ اس طرف گئے ہیں کہ وہ اسحاق علیہ السلام تھے۔ ان میں عمر، علی، ابن مسعود، عباس، کعب، قتادہ، مسروق، عکرمہ، عطاء، زہری اور سدیی شامل ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ قصہ شام میں پیش آیا اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خواب اسحاق علیہ السلام کے ذبح کرنے کا دکھایا گیا۔ تو ان کو ایک پہر میں ایک مہینہ کی مسافت کا سفر طے کر کے منیٰ میں قربانی کی جگہ پر لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مینڈھے کی قربانی کا حکم دے دیا۔ پھر وہ ایک پہر میں ایک مہینہ کی مسافت طے کر کے واپس چلے گئے ان کے لئے وادیوں اور پہاڑوں کو لپیٹ دیا گیا تھا۔ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ بھی دلیل پکڑی کہ فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي آرَىٰ فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَدْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں سوائے اس بچے کے جس کا ذکر سورہ ہود میں ہے کسی دوسرے بچے کی بشارت نہیں دی گئی۔ فَبَشِّرْنَاهَا بِاسْحَاقٍ۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ اسحاق علیہ السلام ذبح ہیں ان میں شیخ التفسیر محمد بن جریر طبری بھی ہیں اور امام مالک سے بھی ایسے روایت کیا گیا ہے۔

ایک فرقہ کہتا ہے کہ ذبح ہونے والے اسماعیل علیہ السلام تھے ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذبح کے قصہ کے ذکر کر دینے کے بعد اسحاق علیہ السلام کی بشارت کا ذکر فرمایا چنانچہ فرمایا:

فَبَشِّرْنَا هَا بِاسْحَاقٍ وَمِنْ وَرَاءِ اسْحَاقٍ يَعْقُوبُ.

تو اللہ تعالیٰ اسحاق کے ذبح کا کیسے حکم دے سکتا تھا۔ حالانکہ اس نے اپنی طرف سے نفلی طور پر اس کا وعدہ کیا تھا۔

محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے یہودی علماء میں سے ایک آدمی سے سوال کیا جو مسلمان ہو چکا تھا اور اس کا اسلام بھی مضبوط ہو گیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے کون سے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا تو اس نے کہا اسماعیل کا۔ پھر کہا امیر المؤمنین! یہودی اس بات کو جانتے ہیں مگر اے اہل عرب وہ تم سے اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ تمہارا باپ وہ ہو جس کے ذبح کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ذبح ان کا باپ اسحاق ہے۔ اور اس بات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس مینڈھے کے دونوں سینگ کعبہ سے لٹکائے گئے۔ اور بنی اسماعیل کی نگرانی میں تھے یہاں تک کہ کعبہ جل گیا اور وہ دونوں سینگ ابن زبیر اور حجاج کے دور میں جل گئے۔ شععی کہتے ہیں میں نے وہ دونوں مینڈھے کے سینگ کعبہ سے لٹکے ہوئے دیکھے تھے۔ ابن عباس کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان اور ابن عباس اسلام لانے والوں میں سے پہلے تھے) کہ بے شک مینڈھے کا سراپے دونوں سینگوں سمیت کعبے کے میزاب میں لٹکا ہوا تھا اور وہ خشک ہو گیا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن العلاء سے پوچھا اسحاق ذبح تھے یا اسماعیل تو انہوں نے کہا اصمعی! تیری عقل کہاں چلی گئی۔ اسحاق مکہ میں کہاں تھے۔ مکہ میں تو اسماعیل علیہ السلام تھے جنہوں نے اپنے باپ کے ساتھ ہو کر بیت اللہ بنایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام جب ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام سے جب ملنے جاتے تو براق پر سوار ہوتے شام سے صبح کے وقت نکلتے

دو پہر مکہ پہنچ جاتے۔ پچھلے پہر مکہ سے نکلتے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ شام میں رات گزارتے یہاں تک اسماعیل علیہ السلام ان کے ساتھ چلنے لگے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی عبادت اور اس کی حرمت کی تعظیم کی ان سے امید رکھنے لگے اور ان کے ذبح کرنے کا حکم ان کو خواب میں دیا گیا۔ واقعہ یوں ہے کہ انہوں نے ترویہ کی رات کو خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے دل سے سوچا کہ معلوم نہیں کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اور وہیں سے اس کا نام ترویہ پڑ گیا جب دوسری رات ہوئی تو دوبارہ انہوں نے یہی خواب دیکھا صبح ہوئی تو انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اسی وجہ سے اس دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے فدیے میں ایک مینڈھا دے دیا۔

بیہقی نے البعث والنشور میں ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسحق علیہ السلام کا فدیہ ایک مینڈھا دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دعا کرو تو تمہاری ایک دعا قبول ہوگی تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کو کہا کہ دعا میں جلدی کر کہیں شیطان اس میں کوئی چیز داخل نہ کر دے تو اسحق علیہ السلام نے کہا اے اللہ اولین اور آخرین میں سے جو بھی تجھے اس حال میں ملے کہ اس نے تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو اسے معاف کر دے۔ بہت سی صحابیات کی کنیت ام کبشہ ہے ان میں سے ایک ام کبشہ بنت معدی کرب بھی ہیں جو کہ اشعث بن قیس کی پھوپھی ہیں۔

دارقطنی نے معاویہ حدیث سے روایت کیا ہے کہ اس ام کبشہ نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اس نے قسم کھائی کہ وہ بیت اللہ کا طواف گھسٹ کر کرے گی تو نبی ﷺ نے اسے کہا کہ تو اپنی ٹانگوں پر چودہ دفعہ طواف کر سات مرتبہ ہاتھوں کی طرف سے اور سات مرتبہ ٹانگوں کی طرف سے میں کہتا ہوں کہ یہ حکم غریب ہے میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ جس نے اس کی صراحت کی ہو۔ اسی لئے میں نے اس کو یہاں ذکر کیا ہے اگرچہ کتاب کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر میں نے اس کو اس کے بعد الحزر کے باب النذر میں دیکھا جو مجد الدین ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔ تو اس نے کہا جس نے یہ نذر مانی کہ وہ چار ٹانگوں پر طواف کرے گا تو لازم ہے کہ وہ دو مرتبہ طواف کرے۔ اس پر امام احمد نے نص کی ہے۔ پھر اس کو ابوالولید ازرقی کی کتاب تاریخ مکہ میں ابن عباس سے مروی دیکھا کہ ان سے اس عورت کے متعلق سوال کیا کہ جس نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ چار ٹانگوں پر طواف کرے گی تو انہوں نے کہا وہ سات مرتبہ ہاتھوں کی طرف سے اور سات مرتبہ ٹانگوں کی طرف سے طواف کرے یعنی چودہ مرتبہ طواف کرے۔

فائدہ: بخاری مسلم ترمذی نسائی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو ایک خوبصورت مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور اس کو جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر کے ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اہل جنت تمہارے لئے ہمیشہ زندگی ہے کبھی موت نہیں آئے گی اور اہل جہنم تمہارے لئے بھی ہمیشہ زندگی ہے کبھی موت نہیں آئے گی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ.

اور ان کو حسرت و افسوس کے دن سے ڈراؤ جب معاملے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو تو وہ کہیں گے ہاں۔ یہ موت ہے تو اس کو لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لئے حیات اور بقاء کا فیصلہ نہ کر چکا ہوتا تو یہ لوگ خوشی مر جاتے اور اگر جہنمیوں کے لئے حیات و بقاء کا فیصلہ نہ کر دیا ہوتا تو وہ تکلیف سے مر جاتے۔

موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں اس لیے لایا جائے گا۔ کہ ملک الموت ایک مینڈھے کی شکل میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا تھا اس نے اپنے چار سو پر پھیلا رکھے تھے۔

ابن عباس، کلبی اور مقاتل نے اس آیت **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ** کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ نے ان کو دو جسموں میں پیدا کیا۔ تو موت کو ایک سیاہ سفید مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا۔ اور جو چیز بھی اس پر گزرتی یا اس کی بو پاتی ہے تو مر جاتی ہے۔ اور حیات کو ایک دو رنگی گھوڑی کی شکل میں پیدا کیا یہ وہی گھوڑی ہے جس پر جبرائیل اور دیگر انبیاء علیہم السلام سوار ہوتے تھے اس کا ایک قدم نظر کی مسافت تک ہے۔ یہ گدھے سے کچھ بڑی اور خچر سے کچھ چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ جس چیز پر سے گزرتی ہے یا یہ جس چیز کو روندتی ہے یا جو چیز بھی اس کی خوشبو پاتی ہے زندہ ہو جاتی ہے۔ اور یہی وہ گھوڑی ہے جس کے پاؤں کی مٹی لے کر سامری نے مجسمے میں ڈالی تھی۔ اور اسماعیلؑ کے فدئے میں مینڈھا بطور فدیہ میں یہی حکمت تھی کہ موت کا فدیہ موت کی شکل میں دیا گیا۔ اور جب وہ اس مینڈھے کے ذبح سے خوش ہوئے اسی طرح جنت والے بھی اس کے ذبح سے خوش ہوں گے کیونکہ یہ اللہ کا ان پر عظیم احسان ہے۔

قرطبی نے کتاب **خلع النعلین** میں کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کو ذبح کرنے والے یحییٰ بن زکریا ہوں گے۔ اور وہ نبی **مُؤْتَمِرٌ** کے سامنے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے نام میں حیات ابدی کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب **الفردوس** والے نے کہا ذبح کرنے والے جبرائیل ہوں گے۔

**فائدہ آخری:** ابن عباس، ابن عمر، ابن عمر، سعید بن جبیر، ضحاک اور حسن اللہ کے اس فرمان **قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا** اور **خَلَقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ** کی تفسیر میں کہا ہے کہ ان کے دلوں میں جو چیز بڑی ہوگی وہ موت ہے۔ سہیلی کہتے ہیں یہ تفسیر بھی تفسیر کی محتاج ہے۔ بعض متاخرین نے کہا کہ وہ موت جس کو بڑا سمجھتے ہیں وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دی جائے گی تو فنا ہو جائے گی۔ اس طرح تم بھی فنا ہو جاؤ گے۔

میں نے ابو نعیم کی ”حلیۃ“ میں وہب بن منبہ کے حالات زندگی میں دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر ایک گھر بنایا جس کا نام بیضاء ہے مومنوں کی رو میں وہاں جمع ہوتی ہیں۔

جب کوئی دنیا والا مر جاتا ہے۔ تو اسے آگے سے رو میں ملتی ہیں اور دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں۔ جس طرح کوئی جانے والا گھر واپس آئے تو ان سے ان کے حالات پوچھتا ہے۔

**فائدہ آخری:** بونی نے ”**اللمعة النورانیہ فی سر البدیع**“ میں کہا ہے کہ جب انسان اپنے آپ پر قتل یا اس جیسے عذاب سے ڈرتا ہو تو ایک موٹا اور صحیح سالم مینڈھا قربانی کی طرح ذبح کرے۔ اس کو ایک خالی جگہ میں تیزی سے ذبح کرے۔ اور



ذبح کے وقت قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھے: اللھم هذا لك ومنك. اللھم انه فدائی فتقبله منی. پھر اس کے خون کے لئے گڑھا کھودے اور اس کو وہاں مٹی میں دفن کر دے یہاں تک کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ آسکے پھر اس کے ساٹھ حصے کر لے چمڑا ایک حصہ سر ایک حصہ پیٹ ایک حصہ یہاں تک کہ ساٹھ حصے کر دے پھر اس میں سے خود بھی نہ کھائے اور جس کا خرچ اس پر لازمی ہے وہ بھی نہ کھائے پھر اس کو فقراء و مساکین میں بانٹ دے تو یہ اس کی طرف سے فدیہ ہوگا اور اس کو کوئی مکروہ تکلیف جس سے وہ ڈرتا ہے نہ پہنچے گی۔ اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے مجرب بھی ہے۔ اور معمول بہ بھی ہے۔ اور اللہ اپنے بندوں پر احسان اور مہربانی کرنے والا ہے۔

بونی فرماتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی مصیبت ہو جو اس سے کم ہو تو ساٹھ مسکینوں کو خوب اچھی طرح کھانا کھلائے اور یہ دعا کرے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَكْفِي الْأَمْرَ الَّذِي أَخَافُهُ بِهِمْ هَذَا وَأَسْأَلُكَ بِأَنْفُسِهِمْ وَأَرْوَاهِمُ وَعَزَائِمِهِمْ أَنْ تُخْلِصَنِي مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ.  
تو اس سے مصیبت ہٹ جائے گی۔

اور یہ بھی متفق علیہ اور معمول بہ عمل ہے اور اہل طریقت کے ہاں بڑا معروف ہے۔

شرعی حکم: پہلے گزر چکا ہے کہ سینگ بازی حرام ہے کیونکہ ابوداؤد ترمذی میں مجاہد عن ابن عباس مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جانوروں کو آپس میں بھڑکا کر لڑانے سے منع کیا۔ تحریش کا معنی بھڑکانا اور ابھارنا ہے جیسے لوگ مینڈھوں اور مرغوں کو لڑاتے بھڑاتے ہیں۔

کامل میں غالب بن عبد اللہ جزری کی حالات زندگی میں ابن عمر کی ایک حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے اس پر لعنت کی ہے جو جانوروں کو آپس میں لڑاتا ہے۔

حلیسی کہتے ہیں یہ حرام اور ممنوع ہے۔ اور کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ بھڑکائے ہوئے جانور ایک دوسرے کو زخمی کرتے ہیں اور تکلیف دیتے ہیں۔

اگر بھڑکانے والا اپنے ہاتھ سے ایسا کرے تو ناجائز ہے۔ امام احمد کی اس میں دو روایتیں ہیں ایک حرمت کی اور ایک کراہت کی۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں عند النطاح يظهر الكباش الاجم. لڑاتے وقت اجم مینڈھا غالب آجاتا ہے۔ اجم اس کو کہتے ہیں جس کے سینگ نہ ہوں۔ یہ مثال اس کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کا ساتھی اس اس چیز کے ذریعے غالب آ گیا ہو جو اس کے لئے تیار کی ہے۔

حسن کہتے تھے یا ابن ادم السكين تحد و الثنور يسجر و الكباش يعتلف. اے ابن آدم چھری تیز کی جارہی ہے۔ ثنور بڑھکایا جارہا ہے اور مینڈھے کو چارہ دیا جارہا ہے۔

سہیل وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر جب پیدا ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ وہی ہے یہ وہی ہے۔ جب ان کی ماں

اسماء نے یہ بات سنی تو اس کو دودھ پلانے سے رک گئی۔ آپ نے فرمایا اس کو دودھ پلا اگر چہ آنکھوں سے رو کر پلا۔ یہ بھیڑیوں کے درمیان مینڈھا ہوگا اور بھیڑیے اس پر کودیں گے۔ یہ بیت اللہ سے روکے گا یا اس کی وجہ سے قتل ہو جائے گا۔ صفین کی راتوں کے بارے میں جو شعر کہے گئے وہ دو یہ ہیں۔

اللیل داج الکباش تنطع نطاح اسد ما اراہا تصطرح  
 ”رات سیاہ ہے اور مینڈھے شیر کی طرح لڑ رہے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی آپس میں صلح کریں گے۔“  
 فمن یقاتل فی و غاها مانجا ومن نجا براسہ فقد ربح  
 ”جو جنگ میں لڑے وہ کبھی نہیں بچتا اور جو شخص اپنے سر کو بچالے وہ کامیاب ہو گیا۔“

الخواص: مینڈھے کے نھتین بھون کر اس شخص کو کھلایا جائے جو بستر پر پیشاب کر دیتا ہے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مسلسل استعمال کرے۔

اگر عورت کو ولادت میں تنگی ہو تو مینڈھے اور گائے کی چربی اور مولیٰ کا پانی ملا کر۔ وہ عورت اپنے ساتھ اٹھائے تو آسانی سے بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا گردہ رگیں کھینچ کر اس کو دھوپ میں خشک کیا جائے پھر زنبق کے تیل کے ساتھ ملا کر کسی جگہ ملا جائے تو وہاں بال نکل آتے ہیں۔

اس کا پتہ دونوں پستانوں پر ملنے سے ان کا دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ امام احمد نے صحیح سند سے انس سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ عرق النساء کے لئے عربی سیاہ مینڈھے کی چکتی جو نہ بڑی ہونہ چھوٹی ہو اس کے تین حصہ کر کے اس کو پگھلا دیا جائے پھر اس کا ایک حصہ روزانہ پیئے اس کو حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ان کے لفظ یہ ہیں کہ عرق النساء کی شفا یہ ہے کہ مینڈھے کی چکتی پگھلا کر اس کے تین حصے کر لئے جائیں پھر تین دنوں تک خالی پیٹ روزانہ پیاجائے۔ عبداللطیف کہتے ہیں یہ علاج دیہاتوں کے لئے درست ہے جن کو یہ بیماری خشکی سے لگی ہو۔

تعبیر: خواب میں مینڈھا شریف المرتبت آدمی ہے کیونکہ اسماعیلؑ کا فدیہ بنا اور جس شخص نے دیکھا مینڈھا اس کی بیوی کی فرج پر سینگ مار رہا ہے تو وہ عورت قینچی سے اپنی فرج کے بال کاٹتی ہے۔ اور جس نے مینڈھے کی چکتی لے لی تو ایسا شخص شریف القدر آدمی کا مال لے گا یا اس کی بیٹی سے شادی کرے گا۔ کیونکہ مینڈھے کی چکی آدمی کا اور اس کے پچھلوں کا مال ہے۔ اور جس نے مینڈھے کو نہ کھانے کے لئے ذبح کیا۔ تو وہ شخص کسی بڑے آدمی کو مار ڈالے گا۔ اگر کھانے کے لئے ذبح کیا تو کسی عظیم القدر آدمی کے ہاتھوں کسی غم سے نجات پالے گا۔ اگر بیمار ہو تو تندرست ہو جائے گا۔

ارطامیدورس کہتے ہیں۔ مینڈھا ریس آدمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ تمام بکریوں پر مقدم ہے۔

اور جو اس پر سوار ہو اس کو قید ملے گی بشرطیکہ وہ جس جگہ سوار ہوا ہے وہ جگہ بلند ہو۔ بے سینگ مینڈھا ایک معزول والی اور ذلیل یا خصی مرد ہے۔ جس نے مینڈھے سے بد فعلی کی تو اس میں اور اس کے مال میں بڑا آدمی جدائی ڈال دے گا۔

اگر کوئی مینڈھے پر برابر جگہ میں سوار ہوا اور وہ اوباش اور دھوکے باز اور فتنوں اور گپوں کو پسند کرتا ہے تو ایسا شخص سولی دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ جانور عطار د جانوروں میں سے ہے۔ اور جس نے کسی موٹے مینڈھے پر سواری کی تو وہ کسی موٹے آدمی کی

خدمت کی ذمہ داری لے گا۔

اور جس کی دبی مینڈھا بن گئی اس کی بیوی حاملہ نہیں ہوگی اگر بیوی نہیں ہے تو اس کو دشمن پر طاقت اور غلبہ حاصل ہوگا۔  
انسان کا مینڈھا اس کا سلطان اور امیر ہے۔ اور کبھی کبھی مینڈھا اس کی تھیلی ہوتا ہے۔ اس میں اگر کوئی نئی چیز پیدا ہو تو اس کو تھیلی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

ابن سیرین کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا میں نے دو مینڈھے دیکھے کہ وہ میری عورت کی شرمگاہ پر سینگ مار رہے ہیں تو انہوں نے کہا تیری بیوی قینچی سے شرمگاہ کے بال کاٹی ہے کیونکہ اس کو استرا نہیں ملا۔ جس نے دو مینڈھوں کو ذبح کیا وہ تمام غموں سے نجات پالے گا۔ اگر قیدی ہو تو قید سے رہا ہو جائے گا۔ اگر جنگ میں ہو تو سلامت رہے گا اور اس پر قرض ہوگا تو ادا ہو جائے گا۔ اگر مریض ہو تو شفا یاب ہو جائے گا۔ جس نے دو مینڈھوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا تو دو بادشاہ آپس میں لڑیں گے جس نے دوسرے کو شکست دے دی وہ غالب ہوگا۔ کالے مینڈھے خواب میں عرب کی طرف منسوب ہیں اور سفید عجم کی طرف اگر دونوں رنگ برابر ہوں تو مضبوط سمت والے غالب ہوں گے۔ اور انسان اس کے بالوں یا سینگوں میں سے جو بھی لے گا وہ اس کا مال ہوگا۔ اور اسی پر قیاس کر کے باقی تعبیریں کر لو۔ واللہ اعلم

## الكبة

کاف کے فتح اور باء کے سکون سے ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ یہ سمندری جانور ہے۔

## الکتفان

کاف کے ضمہ اور تاء کے سکون سے۔ جب پہلے پہل ٹڈی اڑنے لگتی ہے تو اس کو کتفان کہتے ہیں اس کا واحد کتفانہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ ٹڈی ہے جو غوغوماء کے بعد کی ہوگئی ہے۔ ٹڈی کی پہلی حالت کو سر و کہتے ہیں پھر وہ دبی پھر غوغاء اور اس کے بعد کتفان ہوتی ہے۔

## الکتع

رطب کے وزن پر۔ لومڑی کے سب سے گھٹیا بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع کتعان آتی ہے۔

## الکدر

کاف کے ضمہ سے یہ ایک پرندہ ہے جس کے رنگ میں خاکی پن ہوتا ہے۔

ابن ہشام وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے پندرہ محرم ہجرت تیرہویں مہینے کے آخر میں قرقرة الکدر پر حملہ کیا یہ سلیم کی سرزمین کا ایک کنارہ ہے جو مدینہ سے آٹھ برید دور ہے۔ اس کا جھنڈا آپ نے علی بن ابی طالب کو دیا اور مدینے میں عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا تو ان کے اونٹ لے لئے اور غنیمتیں تقسیم کر لیں اور وہ کل پانچ سواونٹ تھے تو آپ نے اپنا خمس نکال کر باقی غنیمتیں تقسیم کیں۔ تو ہر ایک کو دو دو اونٹ آئے اور وہ دو سو آدمی تھے۔ یہاں رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حصے میں آگئے تو آپ

نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا تو آزاد کر دیا۔ آپ مدینہ سے پندرہ دن باہر رہے قرقرہ دونوں قافوں کے فتح سے ہے یہ نرم اور چکنی زمین کو کہتے ہیں۔ البکری نے کہا یہ قاف کے ضمہ اور راء کے سکون سے ہے اور مشہور اس کے ضبط میں قاف کا فتح ہے۔

## الکر کر

جعفر کے وزن پر یہ ایک پرندہ ہے جو کہ چین میں ہوتا ہے اور ایک پرندے کے نیچے اڑتا ہے جس کا نام خرشنہ ہے یہ اس کی بیٹ کی امید میں رہتا ہے کیونکہ اس میں اس کی غذا ہے خرشنہ کبوتر سے بڑا ہوتا ہے اور یہ صرف اڑتے ہوئے ہی بیٹ کرتا ہے۔ قزوینی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

## الکر کند

میں نے اسماعیل بن محمد کے خط سے یہ لکھا دیکھا ہے کہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ چین اور ہندوستان کے جزائر میں ہوتا ہے۔ کر کند ایک جانور ہے جس کی لمبائی سو ذراع یا اس سے زائد ہے۔ اس کے تین سینگ ہوتے ہیں۔ ایک آنکھوں کے درمیان ہوتا ہے اور دو کانوں پر ہوتے ہیں۔ یہ ہاتھی کو سینگ مارتا ہے تو اس کو اپنے سینگ میں پکڑ لیتا ہے اور وہ اس کی آنکھوں کے درمیان ایک مدت رہتا ہے۔

کر کند کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ۴ سال تک رہتا ہے جب اس کا ایک سال پورا ہو جاتا ہے وہ درخت کھاتا رہتا ہے جب چار سال پورے ہو جاتے ہیں تو اپنی ماں کے پیٹ سے نیچے گر کر بجلی کی طرح بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ماں اس کو پکڑ نہیں سکتی تاکہ اس کو اپنی زبان سے چاٹے۔ اس کی زبان میں کانٹے ہوتے ہیں اگر اس کو چاٹنا شروع کر دے تو اس کا گوشت اس کی ہڈیوں سے دور کر دیتی ہے۔ چین کے بادشاہ جب کسی کو عذاب کرنا چاہیں تو اس کو کر کند کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کو چاٹے وہ اس کو چاٹتا ہے تو اس کے جسم پر ہڈیاں رہ جاتی ہے اور گوشت چاٹ جاتا ہے۔

جاہظ اس کو کر کند کہتے ہیں اور اس کو ہندی گدھا بھی کہتے ہیں۔ اس کو حریش بھی کہتے ہیں۔ کما تقدم یہ ہاتھی کا دشمن ہوتا ہے۔ اس کا وطن ہند اور نو بہ ہیں اور یہ بھینس سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ یہ گھوڑے اور ہاتھی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے سر کے وسط میں ایک بڑا سینگ ہوتا ہے تو اس کے بھاری ہونے کی وجہ سے سر اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ اور یہ سینگ ٹھوس ہوتا ہے اور مضبوط جڑوں والا ہوتا ہے۔ اور تیز نوک والا ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ یہ ہاتھی سے لڑتا ہے۔ تو ہاتھی کو اس کے مقابلے میں اپنی کچلیاں کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ جب اس کے سینگ کو لمبائی میں چیرا جاتا ہے تو اس کے کالے رنگ میں سے موزہرن اور مختلف پرندوں درختوں اور نبی آدم کی تصویریں اور عجیب نقوش سامنے آتے ہیں۔

اس سے لوگ بادشاہوں کے تختوں کی سلیں اور پٹکے بناتے ہیں اور یہ بڑی مہنگی ہوتی ہیں۔

اہل ہند کہتے ہیں کہ جب کر کند کسی زمین میں چلا جائے تو وہاں کسی حیوان کو نہیں چھوڑتا۔ سوائے اس جانور جس کا اس سے سو

فرخ فاصلہ ہو۔ سب ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے جب یہ ہاتھی کو سینگ مارتا ہے تو اس کو اپنے سینگ پر اٹھا لیتا ہے۔ کہا جاتا ہے اس کی مونٹ ہاتھی کی مادہ کی طرح تین سے سات سال تک حاملہ رہتی ہے اور اس کا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے سینگ اور دانت اگے ہوتے ہیں اور وہ مضبوط کھروں والا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب مادہ جننے کے قریب ہوتی ہے تو اس کے بچے کا سر پہلے باہر نکل آتا ہے جو درختوں کی ٹہنیاں وغیرہ کھاتا ہے۔ پھر یہ اندر چلا جاتا ہے۔

جاہظ نے اس بات کو نہیں مانا حیوانوں میں کوئی بھی سینگوں والا ایک جانب سے ٹھپا ہوا نہیں ہوتا سوائے اس جانور کے۔ یہ گائے بکری کی طرح جگالی کرتا ہے۔

گھاس کھاتا ہے۔ لیکن انسان کا بڑا سخت دشمن ہے۔ جب اس کو انسان کی بو آجائے یا اس کی آواز سن لے تو اس کو تلاش کر کے مار ڈالتا ہے۔ مگر اس کو کھاتا نہیں۔ اس کی مونٹ کو کرکندہ کہتے ہیں۔ یہ بات زخشری نے کہی ہے۔

شرعی حکم: میں نے علماء میں کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے اس کے بارے کچھ کہا ہو۔ سخت تلاش اور لوگوں سے پوچھنے کے باوجود کچھ پتہ نہیں چلا۔ اور ظاہر اے حلال ہے کیونکہ یہ درخت کھاتا ہے یہ جگالی کرتا ہے لیکن یہ چیز اس کو انسان دشمنی سے منع نہیں کرتی۔ بچوں میں بھی تو انسانی دشمنی ہے مگر وہ کھایا جاتا ہے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ گھوڑے اور ہاتھی سے پیدا ہوتا ہے تو یہ حرام ہوگا۔ لیکن یہ بات بہت بعید ہے۔

خواص: اس کے سینگ کے سرے پہ ایک ٹیڑھی الٹی شاخ ہوتی ہے۔ اس کے بڑے عجیب خواص ہیں۔ اس کے صحیح خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس میں سے فارس کی شکل نظر آتی ہے یہ شاخ صرف ہند کے بادشاہوں کے پاس ہوتی ہے۔ اس کی ایک خاصیت یہ ہے کہ ہر عقدے (گرہ) کو حل کر دیتی ہے۔ قونج والا اس کو ہاتھ میں پکڑے تو فوراً ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جس کے بچہ پیدا نہ ہوتا تو اس کو ہاتھ میں لینے سے فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔

اس کو باریک کر کے مرگی والا تھوڑا سا پی لے تو ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کو اپنے پاس رکھنے والا ہر بد نظری سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کو گھوڑا نیچے نہیں گرائے گا۔ اور اگر اس کو گرم پانی میں رکھا جائے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

اس کی دائیں آنکھ انسان پر لٹکائی جائے تو اس کے سارے درد دور ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے قریب جن اور سانپ نہیں آسکتے اس کی بائیں آنکھ بخار اور کپکپی کے لئے نافع ہے۔ اس کے چمڑے سے ہاتھیوں کی پوشاکیں تیار کی جائیں تو ان میں تلواریں اثر نہیں کرتیں۔

خاتمہ: ابو عمر بن عبدالبر نے کتاب الامم میں کہا کہ چین والوں کا سب سے بہترین زیور کرکند کے سینگ سے بنتا ہے۔ جب اس کو کاٹا جاتا ہے تو اس میں بڑی عجیب غریب تصویریں نظر آتی ہیں۔ اس سے پٹکے بنائے جاتے ہیں جن میں سے ایک کی قیمت چار ہزار مثقال سونا ہوتی ہے۔ اور سونا ان کے نزدیک بڑا سستا ہے یہاں تک کہ اس سے اپنے گھوڑوں کی لگا میں اور کتوں کی زنجیریں بناتے ہیں۔

ابن عبدالبر نے کہا کہ چین والے سفید زردی مائل رنگ کے چمڑے والے ہوتے ہیں۔ یہ زنا کو جائز سمجھتے ہیں اور اس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔ مرد سے زیادہ عورت کو وراثت دیتے ہیں۔ جب سورج برج حمل میں اترتے ہیں تو یہ عید مناتے ہیں اس میں

سات دن تک کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔ ان کا ملک بڑا وسیع ہے۔

اس میں تین سو شہر ہیں اور اس میں بڑے بڑے عجائبات ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عامور بن یافث بن نوح اس میں اترے تھے اور انہوں نے اور ان کی اولاد نے بڑے شہر بنائے اور انہوں نے یہاں بڑی عجیب چیزیں بنائیں۔ عامور کی بادشاہی کا زمانہ تین سو سال تھا۔ پھر اس کے بعد صابین بن عامور دو سو سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی وجہ سے اس ملک کو صابین کہتے ہیں اس وقت اس نے اپنے باپ کی تصویر سونے کے تخت پر سونے سے بنائی۔ اور وہ بھی اور اس کی قوم کے لوگ اس کی عبادت کرنے لگے اور اپنے سب بادشاہوں کے ساتھ اس طرح کرتے ہیں وہ صابیوں کے دین پر ہیں۔ نیز کہا کہ چین کے درے کچھ لوگ رہتے ہیں۔ جو ننگے رہتے ہیں ان میں ایک قوم ایسی ہے جو بالوں کو اپنے اوپر لپیٹے رکھتے ہیں۔ کچھ کے بال نہیں ہوتے۔ اور کچھ لوگوں کے چہرے سرخ اور بال سنہری ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو سورج نکلنے کے بعد غاروں میں چلے جاتے ہیں اور سورج غروب ہونے تک وہاں ہی رہتے ہیں اور کچھ لوگ کھمبے کی طرح کی بوٹیاں کھاتے ہیں اور سمندری مچھلیاں کھاتے ہیں۔

پھر اس کے بعد یاجوج ماجوج کا ذکر کیا اور کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ پھر اس نے کتاب کو اس بات پر ختم کیا کہ نبی ﷺ کو یاجوج ماجوج کے بارے میں پوچھا گیا آپ ﷺ کی دعوت ان تک پہنچ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اسراء کی رات ان کو دعوت دی تھی لیکن انہوں نے نہیں مانی۔

تعبیر الروایا: خواب میں اس کو دیکھنا ظالم بادشاہ کو دیکھنا ہے۔ بعض نے کہا اس کا دیکھنا جنگ اور دھوکہ دینے پر دلالت کرتا ہے۔ نیز یہ حقارت، عجبی اور بد نسل ہونے کی طرف منسوب ہے۔ اور کبھی یہ اپنے مال اور اپنے اولاد کے ساتھ مسلط ہو جاتا ہے۔

## کرکی

یہ ایک مشہور پرندہ ہے اس کی جمع کراکی ہے۔ اس کی کنیت ابو عریاں، ابو عینا اور ابو العیزر، ابو نعیم، ابو لھصیم ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ غرنوق ہے اور یہ خاک کی رنگ کا لمبی پنڈلیوں والا ہوتا ہے۔

اور ان میں سے مونث جفتی ہوتے وقت مذکر کے سامنے بیٹھتی نہیں ہے۔ یہ چڑیا کی طرح بہت جلدی جفتی ہو جاتی ہے۔ یہ ان حیوانوں میں سے ہے جو بغیر رئیس کے ٹھیک نہیں رہتے کیونکہ ان کی طبیعت میں ڈر ہوتا ہے۔ یہ باری باری ایک دوسرے کی نگرانی کرتے ہیں۔ جو نگرانی کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ آواز نکالتا ہے اور ڈراتا ہے کہ میں چوکیدار ہوں۔ جب وہ اپنی باری پوری کر لیتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے۔ جو سویا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ذمہ جو چوکیداری ہوتی ہے ادا کر لیتا ہے۔ ان کے لئے گرمیوں اور سردیوں کے الگ مقامات ہیں ان میں سے کچھ ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور کچھ دور تک چلے جاتے ہیں۔ ان کی فطرت میں ایک دوسرے کی امداد کرنا بھی شامل ہے۔ ان کی جماعت الگ سفر نہیں کرتی بلکہ ایک قطار میں سفر کرتی ہے۔ ان میں سے ایک سردار کی طرح آگے ہوتا ہے اور باقی اس کے پیچھے ہوتے ہیں اور کچھ دیر بعد پیچھے والا آگے ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جو آگے تھا وہ پیچھے ہو جاتا ہے۔ ان کی فطرت ہے کہ جب ان کے باپ بڑے ہو جائیں تو یہ ان کو پالتے ہیں۔ ابوا فتح کشاجم نے ان کی اس عادت کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا:

اتخذ في خلة الكراكي      اتخذ فيك خلة الوطواط  
”تو میرے بارے میں کراکی کی خصلت پیدا کر میں تیرے بارے میں وطواط کی صفت پیدا کروں گا۔“

انا ان لم تبرني في عناء      فيري تخرجو جواز الصراط  
”اگر تو مشقت میں مجھ سے نیکی کرنے والا نہ ہوگا تو نیکی کرنے سے تیرے پل صراط سے گزرنے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟“

اور خلة الوطواط کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور ان کو ضائع ہونے کے لئے چھوڑ نہیں دیتا۔ بلکہ جدھر جاتا ہے ان کو ساتھ لے جاتا ہے۔ محدثین نے جمیع بن عمیر تیمی کو اس لئے جھوٹا کہا ہے کہ انہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ کراکی آسمان میں بچے دیتے ہیں لیکن ان کے بچے نیچے نہیں گرتے۔ اس راوی کی سنن اربعہ میں تین حدیثیں ہیں۔

قزوینی کہتے ہیں کہ کراکی زمین پر صرف ایک ٹانگ سے چلتے ہیں اور دوسری ٹانگ کو کھڑا رکھتے ہیں۔ اور اگر رکھے بھی تو آہستہ سے رکھتے ہیں کہ ان کو یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں زمین میں دھنس نہ جائیں۔ اس کا کچھ حصہ ان شاء اللہ مالک الحزین میں آئے گا۔ مصر کے بادشاہ اور امراء اس کے شکار کی وجہ سے مالدار ہو جاتے ہیں جس کی حد کو نہیں پایا جاسکتا۔ اور اس کے شکار میں اتنا مال خرچ کرتے ہیں کہ جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے ان کی بادشاہتیں بہت سے ملکوں پر بلند ہو گئیں اور کوئی اللہ پر ہلاک نہیں ہوتا مگر جو خود ہلاک ہو یا جو خود ہلاکت میں داخل ہو۔

مصنف عبدالرزاق میں عن معمر بن قتادہ عن انس والی موسیٰ والی روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی انگوٹھی کا نقش کر کی تھا جس کے دوسرے تھے۔ ابن بطال کہتے ہیں اگر یہ صحیح ہو تو اس کے مباح ہونے کی اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اور نبی ﷺ نے تصویر سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: سیہلی نے ابن اسحاق سے یہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ جب بنو سعد میں تھے تو ان پر دو کر کی اترے تو ایک نے اپنی چونچ سے اپنا پیٹ کھولا اور دوسرے نے جو کچھ اس کے منہ میں تھا برف اولے وغیرہ چونچ کے ذریعے اس کے منہ میں ڈال دیے۔ پھر کہا یہ روایت غریب ہے اس کو یونس نے اس سے بیان کیا ہے۔

اور دینوری کی مجالسہ کے اوائل میں یہ موجود ہے کہ دو سفید پرندے گویا کہ وہ دو گدھیں ہیں۔ الخ  
اور مستدرک میں بھی اسی طرح ہے کہ دو سفید پرندے آئے گویا کہ وہ دو گدھ ہیں۔ الخ

نبوت محمدی کیسے معلوم ہوئی؟ ابن ابی الدنیا وغیرہ نے مرفوع سند سے ابو ذر سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ نبی ہیں اور آپ کو کیسے یقین آ گیا۔ تو آپ نے فرمایا ابو ذر دو فرشتے آئے تھے ایک زمین پر کھڑا ہو گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان رہا ایک نے کہا کیا یہ وہی ہے۔ دوسرے نے کہا ہاں وہی ہے۔ تو پہلے نے کہا اس کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ تو ایک آدمی سے اس نے مجھے تولا تو میں بھاری نکلا۔ پھر کہا اس کو دس آدمیوں سے تولا تو تب بھی میں بھاری نکلا پھر اس نے کہا سو سے تولا تو میں پھر بھی بھاری رہا۔ پھر کہا اس کو ایک ہزار سے تولا تو میں پھر بھی بھاری رہا۔ پھر ان

میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس کا پیٹ چیرو تو میرا پیٹ چیرا گیا تو اس سے دل نکال کر اس سے شیطان کی طمع اور لوتھڑے نکال لئے گئے۔ پھر کہا اس کے پیٹ کو برتن کی طرح دھودو اور اس کے دل کو چادر کی طرح دھودو۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس کے پیٹ کو سی دو تو میرے پیٹ کو اس نے سی دیا اور میرے کندھوں کے درمیان مہر رکھ دی جس طرح وہ اب بھی وہاں موجود ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے۔ اور میں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

میں کہتا ہوں اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ آپ سے پہلے ختم نبوت نہیں تھی۔ اور علماء نے اس کی کیفیت میں بیس مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔

ختم نبوت: جن کو حافظ قطب الدین نے بیان کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے وہ گوشت کی مٹھی جتنا جسم کے اوپر ایک ابھارتھا۔ حدیث میں ہے کہ اس کے آس پاس تل کے نشانات ہیں۔ جن پر سیاہ بال ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سب کی طرح ہے بعض نے کہا وہ ہودج کے بٹن کی طرح ہے۔ جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ باب الحاء المہملہ میں جو ترمذی میں ہے وہ گزر چکا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ وہ کبوتری کے انڈے کی طرح ہے۔

حاکم اور ترمذی نے مناقب میں ابو موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ۔ ابوطالب شام کے سفر پر چند بوڑھوں کے ساتھ نکلے اور آپ کے ساتھ نبی ﷺ بھی تھے۔ جب وہ راہب کے پاس اترے اور اپنے کجاوے کھولے تو وہ راہب ان کے پاس آیا اور نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے یہ تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث کریں گے۔ تو قریش کے بوڑھے اس کی طرف گئے اور کہنے لگے تم کو یہ کیسے پتہ چلا اس نے کہا جب تم گھائی پر چڑھے تو میں نے دیکھا کہ سب پتھر اللہ کے لئے سجدے میں گر پڑے تھے اور نبی ﷺ کو سلام کیا اور یہ کام صرف نبی کے لئے ہی ہوتا ہے۔

میں اس کو خاتم النبوة سے پہچانتا ہوں جو کندھے کی ہڈی سے تھوڑا نیچے سب کی طرح ہے۔ وہ واپس چلا گیا اور ان کے لئے کھانا تیار کیا جب واپس آیا تو اس کو آپ نہ ملے۔ نبی ﷺ اونٹوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ تو انہوں نے کہا آپ کی طرف کسی کو بھیجو تو انہوں نے آپ کی طرف کسی کو بھیجا آپ آئے تو آپ پر ایک بادل سیہ کئے ہوئے تھی۔ جب آپ قوم کے قریب ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ سارے درخت کے سائے میں چلے گئے ہیں۔ جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا۔ اسی دوران پادری ان پر کھڑا تھا اور ان کو تاکید کر رہا تھا کہ اس کو روم کی طرف نہ لے جاؤ کیونکہ رومی اگر اس کو دیکھ لیں گے تو اس کو اس صفت سے پہچان لیں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ پھر اس نے مڑ کر دیکھا تو اچانک سات رومی آدمی ادھر آگئے تو یہ ان کو آگے جا کر ملا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں آئے ہو۔ وہ کہنے لگے ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ نبی اس مہینے میں نکلنے والا ہے اب ہر راستے پر آدمی بھیج دیئے گئے ہیں اور ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ آپ کے اس راستے پر ہے۔ تو اس نے کہا کیا تم نے اپنے پیچھے اپنے سے بہتر کوئی آدمی چھوڑا ہے؟

انہوں نے کہا نہیں اور ہم نے آپ کا راستہ آپ کے لئے اختیار کیا۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ اگر ایک کام کے کرنے کا ارادہ اللہ نے کر لیا ہے تو کوئی اس کو روکنے کی طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو اس نے کہا اس لئے اس کی بیعت کر لو۔ انہوں نے



آپ کی بیعت کر لی اور آپ کے ساتھ ہی ٹھہر گئے۔ پھر اس نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اس کا ولی کون ہے۔ انہوں نے کہا ابوطالب ہے۔ وہ ان کو تار کید کرتا رہا یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا۔ اور آپ کے ساتھ ابو بکر نے بلال کو بھیج دیا۔ راہب نے آپ کو کچھ تیل اور کیک تحفے میں دیا۔ حاکم نے کہا یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ ابو عیسیٰ نے کہا یہ حسن غریب ہے اور اس کی سند کے تمام راوی ایسے ہیں جن کی حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں۔

حافظ دمیاطی نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ اس میں دو وہم ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے پاس اقامت پذیر ہو گئے۔ اور دوسرا یہ کہ ابو بکر نے بلال کو بھیجا اور حالانکہ اس وقت وہ آپ کے ساتھ نہیں تھے اور بلال بھی اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اور ابو بکر ابھی اس کا مالک نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ابو بکر اس وقت بیس سال کا بھی نہیں تھا۔ اور اس واقعہ کے تیس سال بعد بلال کے مالک ہوئے۔

سہیلی نے کہا کہ خاتم النبوة میں اعتبار کی جہت سے کہ جس وقت آپ کا دل حکمت اور یقین سے بھر گیا تو اس پر اس طرح مہر لگا دی گئی جس طرح کستوری اور موتیوں سے بھرے ہوئے برتن پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

ہڈی سے نیچے رکھنے کی یہ حکمت ہے کہ نبی ﷺ شیطان کے دوسو سے معصوم رہیں۔ اور یہ جگہ ایسی ہے کہ جہاں سے شیطان ابن آدم کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ کیونکہ میمون بن مہران نے عمر بن عبدالعزیز سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے رب سے سال تک یہ سوال کرتا رہا۔ کہ مجھے میری وہ جگہ بتائیں جہاں سے شیطان حملہ کرتا ہے تو اس کو جسم شیشے کی طرح دکھایا گیا۔ جہاں سے اس کے باہر سے اندر نظر آتا تھا۔ اور شیطان ایک مینڈک کی طرح اس کی گردن کی جڑ میں جو دل کے سامنے ہے موجود ہے۔ اس کا چھر کے سوڈ کی طرح ایک سوڈ ہے جس کو اس نے وہاں سے دل کی طرف داخل کیا ہوا ہے۔ جس کے ذریعے وہ اس میں وسوسے ڈال رہا ہے۔ جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس سے ہٹ جاتا ہے۔ اور پہلے باب الضاد معجمہ میں زختری سے یہ بات منقول ہو کر گزر چکی ہے۔

میں کہتا ہوں آپ کا شق صدر دومرتبہ ہوا ایک دفعہ بچپن میں جو یہاں مذکور ہے۔ اور دوسرا بڑی عمر میں لیلة الاسراء کی رات۔ صحیحین میں ابو ذر اور انس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے گھر کا چھت کھولا گیا جب کہ میں مکہ میں تھا۔ تو جبرائیل اترے اور میرا سینہ کھولا اور اس کو زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا تھال لایا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ تو اس کو میرے سینے میں ڈال کر سینہ جوڑ دیا۔

انس بن مالک، مالک بن معصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو نبی ﷺ نے لیلة الاسراء کے متعلق بتایا کہ میں ایک دفعہ حطیم میں یا حجر میں تھا اور سونے اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ اچانک دو آدمی اترے اور حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا سونے کا تھال لایا گیا تو میرے سینے کو گردن سے لے کر پیٹ کے نرم حصے تک کاٹا۔ اور میرے دل کو نکالا اور دھو کر دو بارہ رکھ دیا۔

سعید بن ہشام کہتے ہیں پھر پیٹ کو ماء زمزم سے دھو کر اور اس میں ایمان و حکمت بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس براق لایا گیا تو میں اس پر سوار ہو گیا۔ الخ

بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کو ام ہانی اخت ابی طالب کے گھر سے اٹھایا گیا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حلال ہے اور عبادی کا کلام جو پانی کے سفید پرندوں کے بارے اس کے خلاف وہم پیدا کرتا ہے وہ شاذ اور مردود ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ماکولہ پرندوں مثلاً بطخ اور کرکی وغیرہ میں سے کبوتر بڑا پرندہ ہوتا ہے۔ جب محرم اس کو قتل کرے یا اس کو حرم میں قتل کیا جائے تو اس میں دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ اس کو حمام کے ساتھ ملاتے ہوئے بکری واجب کی جائے گی کیونکہ یہ شکل میں کبوتر سے بڑا ہوتا ہے اور اس کے بارے میں عطاء کا قول شاہد ہے۔ کہ بڑے پروں والا جیسے کرکی جباری اور بطخ وغیرہ میں بکری بطور فدیہ دی جاتی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے اس میں قیمت کا اعتبار کیا جائے گا اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔ اور کبوتر میں بکری حدیث کی اتباع میں فدیہ ہے۔

اور اس کا شاہد ابن عباس کا وہ قول ہے کہ حرم کے کبوتروں کے سوا جو پرندہ بھی محرم شکار کرے اس میں اس کی قیمت واجب ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں فلان احرس من الکرکی یعنی فلاں آدمی کرکی سے زیادہ چوکیداری کرنے والا ہے کیونکہ یہ ساری رات ایک ٹانگ پھر کھڑا رہتا۔ کما تقدم بہترین حکایتوں میں سے ایک وہ بھی ہے جو امام الزاہد ابو سلیمان درانی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک دن کسی قصہ گو کی مجلس میں چلا گیا تو اس نے بہت عمدہ طریقے سے کلام کیا تو اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی پھر جب میں کھڑا ہوا تو میرے دل میں کوئی تاثیر باقی نہ رہی۔

پھر میں دوبارہ اور اس کا کلام سنا تو راستے تک میرے دل میں اس کا کلام اترتا رہا پھر ختم ہو گیا پھر میں تیسری دفعہ گیا تو گھر آنے تک اس کے کلام کا میرے دل پر اثر باقی رہا تو اس طریق سے چٹ گیا۔ پھر میں نے یہ حکایت یحییٰ بن معاذ الرازی کو سنائی تو وہ کہنے لگے عصفور صاد کر کیا۔

یعنی چڑیا نے کرکی کو شکار کر لیا۔ عصفور سے مراد قصہ گو ہے اور کرکی سے مراد ابو سلیمان ہے۔

خواص: کرکی کا گوشت ٹھنڈا خشک ہوتا ہے اس میں چکنائی نہیں ہوتی ان میں عمدہ وہ ہے جو باز سے شکار کیا جائے۔ یہ سختی اور جفاکش لوگوں کے لئے مفید ہوتا ہے۔ لیکن یہ دیر ہضم ہوتا ہے۔ اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے اس کو گرم مصالحوں میں پکانا چاہیے یہ گاڑھا غلیظ خون پیدا کرتا ہے۔ گرم مزاج والوں کے موافق ہوتا ہے۔ خاص طور پر جوانوں کے لئے اس کا کھانا سردیوں میں زیادہ عمدہ ہوتا ہے اور اس کے کھانے کے بعد شہد کا حلوا بھی کھانا چاہیے کیونکہ اس سے اس کا خروج سہل ہو جاتا ہے اور اس کو ایک یا دو دن کے وقفے سے کھانا چاہیے۔ اس کی ٹانگوں میں پتھر باندھ کر اس کو لٹکا دینا چاہیے تاکہ اس کا گوشت نرم پڑ جائے اور اچھی طرح پک سکے اور کھانے میں خوش ہضم ہو جائے۔ اور یہی اس جانور کے گوشت سے کیا جائے جس کا گوشت اس طرح کا دیر ہضم ہو۔ خاص طور پر مادہ پرندوں کا۔ اس کا پتہ گنجے پن میں مفید ہے۔ اس کا دماغ پارے میں ملا کر اس شخص کو پلایا جائے جو بھول جاتا ہو تو اس کو بھولی ہوئی بات یاد آ جائے گی جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے جسم میں کوئی بال نہ اگے تو وہ ذراتح سے کچھ حصہ لے کر اس کے برابر کرکی کا دماغ لے کر ان دونوں کو اکٹھا کوٹ لے پھر وہ بدن کے جس حصے میں لگائے گا وہاں بال نہیں اگیں گے۔

تعبیر الرویا: خواب میں کرکی کو دیکھنا مسکین اور غریب کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے جو کرکی پر سوار ہو تو وہ فقیر ہو جائے گا۔ جس نے دیکھا کہ وہ بہت سے کرکیوں کا مالک ہو گیا ہے یا اسے بہت سے کرکی دیئے گئے ہیں تو وہ ریاست اور مال حاصل کرے گا۔ مشارکت اور شادی کرنے والا کرکی کا گوشت دیکھے تو یہ خیر کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اڑتے وقت علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتے بعض نے کہا کہ جس نے کرکی کو پکڑا تو وہ ایسی قوم سے مصاہرت کرے گا جس کے اخلاق برے ہوں گے۔ نصاریٰ اور رومیوں نے کہا کہ جس نے کرکی کو دیکھا وہ دور کا سفر کرے گا اگر اس نے کرکی کو سفر کرتے دیکھا تو وہ اپنے شہر واپس آ جائے گا۔

ارطامیدورس نے کہا سردی میں کرکی دیکھنا چوروں اور ڈاکوؤں پر دلالت کرتا ہے۔

جو شخص اولاد کا ارادہ رکھتا ہو اور کرکی کو خواب میں دیکھے تو یہ اس کے لئے بھلائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ بڑھاپے میں اپنے

ماں باپ کی مدد کرتا ہے۔ واللہ اعلم

## الکروان

کاف کے فتح کے ساتھ ہے۔ بطخ جیسا ایک پرندہ ہے جو رات کو نہیں سوتا۔

اپنے کام کی ضد سے نام رکھا گیا ہے۔ یہ لفظ کری سے نکلا ہے جس کا معنی نیند ہے۔

اس کی مونث کروانہ ہے۔ اور جمع خلاف قیاس کروان اور کروان جیسے ورشان اور ورشان۔

بکر بن سوادہ خالد بن صفوان کے بارے میں کہتے ہیں۔

علیم بتنزیل الكتاب ملقن ذکور بـ اسداہ اول اول

”وہ قرآن کو جاننے والا ہے اور ہدایت یافتہ ہے اور جو کچھ اس نے شروع شروع میں اسے دیا ہے وہ اسے یاد رکھنے والا

ہے۔“

تری خطباء الناس یوم ارتجالہ کانہم الکروان عاین اجدلا

”تو لوگوں کے خطباء کو فی البدیہہ کلام میں دیکھے گا کہ وہ کروان کی طرح ہیں جنہوں نے اجدل کو دیکھا لیا ہو۔“

طرفہ نے اپنے ان اشعار میں جو اس کے قتل کا سبب بنے تھے کہا ہے۔

لنا یوم وللکروان یوم تطیر الیسا بسات ولا نطیر

”ہمارا بھی ایک دن ہوتا ہے اور کروان کا بھی ایک دن ہے۔ خشک پرندے تو اڑ جاتے ہیں لیکن ہم نہیں اڑتے۔“

فاما یومہن فیوم سوء تطاردھن بالحرب الصقور

”ان کا دن تو برائی کا دن ہے۔ ان کو باز جنگ میں دھکیل دیتے ہیں۔“

واما یومنا فنظل رکبا وقوفامانحل ولا نسیر

”ہم اپنے دن میں سوار رہتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں نہ اترتے ہیں اور نہ چلتے ہیں۔“

تو عمرو بن ہند نے طرفہ کو اور متمس کو اپنے عامل مکعب کی طرف دو خط دے کر بھیجا کہ وہ ان کو مار ڈالے تو طرفہ مارا گیا اور متمس

بچ گیا کیونکہ اس نے کسی سے خط پڑھوا کر اس کو پھینک دیا یہ مشہور قصہ ہے اور اس کی طرف پہلے قبرہ میں اشارہ گزر چکا ہے۔ سنن ابی داؤد میں کتاب الزکاة کے آخر میں اس خط کی طرف اشارہ ہے اور یہ اس طرح ہوا کہ عیینہ بن حصن فزاری اور اقرع بن حابس تمیمی نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے کچھ مانگا تو آپ نے ان کو ان کی ضرورت کا خط دے دیا اور خط معاویہ سے لکھوایا۔

اقرع نے خط لے کر اپنے عمائے میں لپیٹ لیا اور اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ اور دوسرا خط لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ اور کہا متلمس کے صحیفے کی طرح مجھے معلوم نہیں کہ اس میں کیا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا جس نے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا ہے۔ کہ اس کو کافی ہو تو وہ سوال کر کے عذاب خریدے گا۔ تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کتنی چیز کافی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے صبح شام کا خرچہ پورا ہو جائے۔

شرعی حکم: یہ بالا جماع حلال ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اجبن من کروان یعنی وہ کروان سے زیادہ بزدل ہے۔ کیونکہ جب اس کو کہا جاتا ہے اطرق کروان النعام فی القرى کہ کروان نیچے ہو کہ شتر مرغ بستی میں آ گیا ہے۔ تو وہ زمین سے چمٹ جاتا ہے تو شکاری اس پر کپڑا ڈال کر شکار کر لیتا ہے۔ اور یہ مثال اس کے لئے بولی جاتی ہے جو خود پسند ہو۔ شاعر کہتا ہے۔

امیر ابی موسیٰ یری الناس حوله کانہم الکروان ابصر بازیا  
”ابو موسیٰ امیر کے آس پاس کے لوگ ایسے نظر آتے ہیں جیسے وہ کروان ہوں جنہوں نے باز کو دیکھ لیا ہے۔“  
اور اسی بارے میں لوگوں نے کہا ہے:

شہدت بان الخبز باللحم طیب وان الحباری خالة الکروان  
”میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ گوشت کے ساتھ روٹی بڑی مزیدار ہوتی ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حباری کروان کی خالہ ہے۔“

یہ مثال اس چیز کے متعلق بیان کی جاتی ہے جس کی تمنا کی جائے مگر مقدر میں نہ ہو۔  
خواص: قزوینی نے کہا کہ اس کا گوشت اور چربی بڑے عجیب طریقے سے قوت باہ میں اضافہ کرتے ہیں۔

## الکسعوم

حلقوم کے وزن پر ہے۔ حمیری بولی میں گدھے کو کہتے ہیں۔ اور اس میں میم زائد ہے کسعہ حمیر کا ایک قبیلہ ہے جو دائیں ہاتھ سے تیر اندازی کرتے ہیں اور اسی سے عربوں کا قول ہے۔ ندمت ندامة الکسعی۔ یعنی میں کسعی کی طرح شرمندہ ہوا۔ اور یہ کسع کا ایک آدمی ہے۔ جس کا نام مجاور بن قیس ہے۔ جس نے ایک درخت دیکھا تو اس کو پالا یہاں تک کہ اس سے کمان بنالی اور رات کو اس سے وحشیوں کو مارا کرتا تھا۔ تو اس کا تیر ٹھکانے جاگا مگر اس نے سمجھا کہ وہ خطا ہو گیا ہے اس لئے اس نے اپنی کمان توڑ

دی جب صبح ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ شکار سے خطا نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ بہت شرمندہ ہوا۔  
شاعر کہتا ہے:

ندمت ندامة الكسعي لما رات عيناه ما صنعت يداه

”وہ کسعی کی طرح شرمندہ ہوئی جب اس نے وہ دیکھ لیا جو اس کے ہاتھوں نے کیا تھا۔“

طبرانی نے عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا كسعة جبهه اور نخة میں کوئی زکاۃ نہیں۔ ابو عبید کہتے ہیں کہ ”کسعہ“ سے مراد گدھا اور ”جہہ“ سے مراد گھوڑا اور نخة سے مراد غلام ہیں۔  
کسائی نے کہا کہ ”نخہ“ نون کے ضمہ سے ہے اور یہ کام کرنے والے نبل ہوتے ہیں۔

## الکعیت

بلبل کو کہتے ہیں۔ یہ مصغر ہے۔ جیسے پہلے گزر چکا ہے۔ اس کی جمع کعتان ہے۔

عجیب واقعہ: ازرتی نے تاریخ مکہ میں بیان کیا ہے کہ کعیت سے چھوٹا ایک پرندہ جس کا رنگ حبرہ کی طرح تھا ایک پر سرخ اور ایک سیاہ تھا۔ اس کی پنڈلیاں باریک اور لمبی تھیں اس کی گردن لمبی اور چونچ باریک اور لمبی تھی۔ گویا کہ وہ سمندری پرندہ ہے۔ ایک دفعہ ہفتے کے دن ۲۷ ذوالقعدہ کو ۲۲۶ ہجری میں جب سورج طلوع ہوا تو وہ آیا۔ حاجی اور دوسرے لوگ طواف کر رہے تھے۔ وہ اجیاد کے محلے سے گزر کر مسجد کے اندر حجر اسود کے قابل زمزم کے پانی کے پاس آ گیا۔ وہاں کافی دیر ٹھہرا رہا۔ پھر وہ اڑا یہاں تک کہ وہ کعبہ کے وسط رکن یمانی اور حجر کے درمیان میں جا ٹکرایا۔ اور حجر اسود کے زیادہ قریب تھا۔ تو ایک طواف کرنے والے آدمی کے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ شخص اہل خراسان کے لوگوں میں تھا اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ اس نے لبیک کہی اور وہ اس کے دائیں کندھے پر تھا۔

تو اس آدمی نے اس کو سات چکر پورے کرائے اور لوگ قریب ہو کر اس کو دیکھ رہے تھے اور وہ بالکل خاموش تھا اور ان سے ڈر نہیں رہا تھا۔ اور جس آدمی کے کندھے پر تھا وہ لوگوں کے درمیان طواف کر رہا تھا۔ سارے لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے۔ اس آدمی کی آنکھیں اپنے رخساروں اور داڑھی پر آنسو گر رہی تھیں۔

عبداللہ بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے اس پرندے کو اس کے دائیں کندھے پر دیکھا اور لوگ اس کی قریب آ کر اس کو دیکھ رہے ہیں۔ تو وہ ان سے نہ بدکتا تھا نہ اڑتا تھا۔ میں نے تین طواف پورے کئے ہر دفعہ میں طواف سے نکل کر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھتا تو اس دوران پر پرندہ اس شخص کے کندھے پر ہی ہوتا۔ پھر اس نے کہا کہ طواف کرنے والوں میں سے ایک آیا اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا مگر وہ پھر بھی نہ اڑا۔ اور اس کے ساتھ طواف کرتا رہا پھر وہ خود بخود اڑا یہاں تک کہ مقام ابراہیم کی دائیں جانب چلا گیا اور وہاں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ اپنی گردن کو لمبی کر کے اپنے پر کو اس کے ساتھ ملاتا۔ اور لوگ اس کو دیکھ رہے تھے۔

حاجیوں میں سے ایک حاجب آیا تو اپنا ہاتھ اس میں مار کر پکڑ لیا تا کہ اسے اس آدمی کو دکھائے جو مقام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ پرندہ اس طرح سخت چیخنے لگا جس طرح پرندوں کی آوازیں نہیں ہوتی، تو وہ شخص گھبرا گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ وہ پرندہ اڑا اور

دارالندوہ کے درمیان سائیوں کے باہر سرخ ستون کے قریب آ گیا۔ لوگ بھی اس کو دیکھنے کے لئے اس کے قریب آ گئے۔ وہ ان سب کاموں میں لوگوں سے مانوس رہا اور ڈرا نہیں۔ پھر وہ خود بخود داڑھا اور مسجد کے اس دروازہ سے نکل گیا جو قیقان کی طرف دارالندوہ اور دارالعجلہ کے درمیان ہے۔

باب الہمزہ میں الایم کے ذکر میں گزر چکا ہے جو ازرتی نے اس کے مشابہہ ذکر کیا ہے۔

## الککم

طبرستان کی سرزمین میں ایک پرندہ ہے جو خوبصورت نقش و نگار والا اور خوبصورت آنکھوں والا ہے۔ ایسی ہی آواز نکالتا ہے جیسا اس کا نام ہے۔ یہ بسا اوقات چھوٹی چڑیوں اور چھوٹے پرندوں کو شکار کرتی ہے جو پانیوں اور جھاڑیوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن سارا سال نہیں کرتا صرف موسم بہار میں کرتا ہے۔ یہ جب آواز کرتا ہے تو پانی اور جھاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے پرندے اس کے پاس جاتے ہیں۔ تو یہ ان کو شروع دن میں چوگا دیتا ہے اور دن کے آخر میں ایک کو کھا جاتا ہے۔ یہ روزانہ اسی طرح کرتا ہے یہاں تک کہ موسم بہار ختم ہو جاتا ہے۔ جب موسم بہار ختم ہو جاتا ہے تو معاملہ الٹ چل پڑتا ہے تو پرندے اس کے پاس جمع ہو کر اس کو مارتے اور بھگاتے ہیں۔ اور یہ ان سے بھاگتا رہتا ہے۔ اور دوسرے موسم بہار آنے تک اس کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی۔

علی بن زید طبری صاحب ”فردوس الحکمة“ نے کہا ہے کہ یہ ایسا پرندہ ہے جس کے پاؤں زمین پر دکھائی نہیں دیتے۔ بلکہ یہ ایک ٹانگ پر چلتا ہے۔

اور جاہظ نے ذکر کیا ہے کہ ککم عجائب الدنیا میں سے ہے۔ یہ اپنی دونوں ٹانگیں زمین پر نہیں رکھتا اس ڈر سے کہ اس کے نیچے سے زمین نہ دھنس جائے۔

جیسے پہلے کرکی کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اور اسی طرح کی بات مالک الحزین اور نحام میں آئے گی۔

## الکلب

مشہور جانور کتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ کسی کا وصف بیان کیا جاتا ہے کبھی مرد کو کتا اور عورت کو کتیا کہتے ہیں۔ اس کی جمع اکلب، کلاب اور کلیب ہے۔ جیسے اعبد عباد اور عبید ہے۔ لیکن کلیب والی جمع بہت کم آتی ہے۔ اکالب، اکلب کی جمع ہے۔

ابن سیدہ نے کہا کہ اہل لغت نے کلب کی جمع کلابات بھی ذکر کی ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

احب کلب فی کلابات الناس الی نہجا کلب ام عباس

”لوگوں کے کتوں میں سے طریقے کے لحاظ سے مجھے سب سے پسندیدہ ام عباس کا کتا ہے۔“

اور نبی ﷺ کے دادوں میں سے ایک دادا کا نام بھی کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن

کنانہ خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھا۔

اور کلاب کا لفظ یا تو مصدر سے بنا ہے جو کہ مکالبہ کے معنی میں ہے۔ جیسے کَالَبْتُ الْعَدُوَّ مِکَالِبَةً وَ کَالِبًا۔ دشمن نے

اعلانیہ دشمنی کی۔ یا یہ کلب کی جمع ہے۔ اور اس کا یہ نام کثرت کے لئے رکھا ہے۔ جیسے سباع اور انمار کہا جاتا ہے۔ ابودقیش اعرابی سے پوچھا گیا تو اپنے بچوں کے نام برے کیوں رکھتے ہوا جیسے کلب (کتا) ذئب (بھڑیا) اور اپنے غلاموں کے مرزوق (رزق والا) اور رباح (فائدہ والا) اس نے کہا ہم اپنے بیٹوں کے نام دشمنوں کے لئے رکھتے ہیں۔ اور غلاموں کے نام اپنے لئے رکھتے ہیں۔

گویا کہ وہ اس کے ساتھ دشمنی کی فال پکڑتے ہیں اور دشمن پر غالب آنے اور اس سے جھگڑنے کی فال لیتے ہیں۔

اور الکلبۃ کلاب کی مونث ہے اس کی جمع کلبات ہے۔ کتا ایک سخت سختی اور وفادار جانور ہے۔ یہ درندہ بھی نہیں اور مویشی بھی نہیں۔ گویا کہ یہ مرکب مخلوق ہے۔ کیونکہ اگر اس کے لئے درندگی کی صفت مکمل ہو جاتی تو یہ لوگوں سے الفت نہ کرتا اور اگر اس کے لئے بھیمیت کی صفت مکمل ہو جاتی تو یہ حیوان کا گوشت نہ کھاتا۔ لیکن حدیث میں اس پر بھیمہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک عورت کسی ریگستان میں چل رہی تھی کہ اس کو پیاس لگ گئی وہ کنویں میں اتری پانی پیا اور پھر واپس آگئی پھر اس نے کتے کو دیکھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے مٹی کھا رہا تھا۔ تو اس نے کہا اس کتے کو اتنی ہی تکلیف پہنچی ہوگی۔ جتنی مجھے پہنچی تھی تو وہ کنویں میں اتری اور موزے میں پانی بھر کر اپنے منہ میں پکڑ کر باہر آگئی اور اس کو پلا دیا۔ تو اللہ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو معاف کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا چوپاؤں میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں ہر تر جگر والے میں اجر ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں ایک گھریلو اور ایک سلوقی۔ سلوقی یمن کا ایک شہر ہے جہاں سلوقی کتے منسوب ہوتے ہیں اور یہ دونوں قسمیں طبیعت میں برابر ہوتی ہیں۔ اس کی طبیعت میں احتلام ہے اور کتیا حیض بیٹھتی ہیں۔ کتیا ساٹھ دن حاملہ رہتی ہے کچھ اس سے کم دن رہتی ہے۔ ان کے بچے پیدائش سے بارہ دن تک اندھے رہتے ہیں پھر آنکھیں کھولتے ہیں۔ اور مذکر اپنے مونث سے پہلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ اور مادہ ایک سال کی ہو کر جفتی ہوتی ہے۔ اور کبھی اس سے پہلے بھی ہو جاتی ہے۔ اگر ایک کتیا کی کتوں سے جفتی کرائی جائے تو ہر کتے کے ساتھ اس کا ایک بچہ مشابہہ ہوگا۔ کتوں میں نشان کی پیروی اور بوسونگنے کی ایسی حس ہے جو کسی دوسرے جانور میں نہیں ہوتی۔ اور اس کو مردار تازہ گوشت سے زیادہ پسند ہوتا ہے اور یہ گندگی کھاتا ہے۔ اور اپنی قے بھی دوبارہ کھا جاتا ہے۔ اس کے اور بچو کے درمیان شدید دشمنی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ جب کسی اونچی جگہ ہو اور بچو اس کے سائے کو چاند کی روشنی میں اپنے پاؤں سے روندے تو یہ اس کے اوپر بے بس ہو کر گر پڑتا ہے۔ اور بچو اس کو کھا جاتا ہے۔ اور بچو کی چربی کتے کو لگائی جائے تو وہ دیوانہ اور پاگل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آدمی بچو کی زبان اپنے پاس رکھے تو اس پر کتے نہیں بھونکتے۔ اس کی فطرت ہے کہ مالک کی چوکیداری کرتا ہے اور اس کی حرم کی حفاظت کرتا ہے۔ چاہے مالک ہو یا نہ ہو چاہے اس کو یاد ہو یا نہ ہو سو یا ہوا ہو یا جاگ رہا ہو۔ سونے کی ضرورت ہونے کے باوجود یہ سب سے زیادہ جاگنے والا حیوان ہے۔ یہ زیادہ تر دن کو سوتا ہے جب چوکیداری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ اپنی نیند میں گھوڑے سے زیادہ آواز کو سننے والا ہے۔ اور عقیق سے زیادہ محتاط رہنے والا ہے۔ جب سوتا ہے تو اس کی آنکھوں کے پلک کھلے رہتے ہیں یہ ان کو بند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ ہلکی نیند سوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دماغ انسان کے دماغ کی یہ نسبت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس کی عجیب طبیعت یہ ہے کہ یہ بڑے لوگوں اور اہل وجاہت کو نہیں بھونکتا

بلکہ ان کی عزت کرتا۔ بعض دفعہ یہ شریف آدمی کے راستے سے ہی ہٹ جاتا ہے۔ یہ کالے لوگوں، میلے کپڑے والوں اور ضعیف الحال لوگوں پر بھونکتا ہے۔ اس کی فطرت میں چالپوسی، مالک کو پسند کرنا اور دوستی رکھنا ہے۔ اس کو مارنے اور بھگانے کے بعد جب بلا یا جائے تو یہ واپس آ جاتا ہے۔ اس کا مالک جب اس سے کھینے لگے تو یہ اس کو ایسے کاٹتا ہے کہ اس کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر یہ اپنی کچلیاں پتھر میں گاڑ دے تو اس کی کچلیاں اس میں بھی گڑ جائیں۔ یہ ادب اور تعلیم و تلقین کو قبول کرتا ہے حتیٰ کہ اگر اس کے سر پر چراغ رکھ دیا جائے اور اس کے سامنے کھانا پھینک دیا جائے تو یہ جب اس حالت میں ہوگا تو کھانے کی طرف توجہ نہیں کرے گا۔ ہاں جب چراغ اس کے سر سے اتار لیا جائے تو یہ کھانے کی طرف چلا جائے گا۔

مخصوص اوقات میں اس کو سوداوی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اس کو ایک بیماری پاگل پن کی طرح کی لاحق ہو جاتی ہے۔ اور اس کی علامات یہ ہیں کہ اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔

اور اس کی زبان لڑھک جاتی ہے اور تھوک زیادہ ہو جاتا ہے۔ ناک بہنے لگتی ہے۔ سر نیچا ہو جاتا ہے۔ پیٹھ میں خم آ جاتا ہے۔ اور کمر ایک جانب ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اور اپنی دم کو اپنی ٹانگوں میں دیئے رہتا ہے اور یہ ڈرتا اور مغموم سا رہتا ہے گویا کہ وہ نشہ میں ہوتا ہے۔ بھوکا ہوتا ہے کھاتا نہیں اور پیاسا ہوتا ہے مگر پیتا نہیں پانی دیکھ کر اس سے گھبرا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس سے ڈر کر مر جاتا ہے۔ جب اس کو کوئی ڈھانچہ نظر آئے تو اس پر بغیر بھونکنے حملہ کر دیتا ہے۔ کتے اس سے بھاگ جاتے ہیں اور جب کوئی غفلت میں اس کے قریب آ جائے تو وہ اس کے لئے دم ہلاتا ہے اور اس کے لئے عاجزی کرتا ہے۔ جب یہ کتا کسی انسان کو کاٹ لے تو اس کو اس سے ردی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ پانی نہیں پیتا بلکہ پیاس سے مر جاتا ہے۔ وہ پانی مانگتا رہتا ہے۔ مگر جب اسے دیا جاتا ہے تو پیتا نہیں ہے۔ جب اس میں یہ بیماری پختہ ہو جائے تو اس کے پیشاب سے کتوں جیسی چھوٹی چھوٹی چیزیں نکلتی ہیں۔

صاحب ”الموجز فی الطلب“ نے کہا کہ کلب کوڑھ کی طرح ایک حالت ہے جو کتوں کو ہوتی ہے تو مر جاتے ہیں۔ اور یہ جس چیز کو کاٹے وہ مر جاتی ہے مگر انسان کا اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ تو وہ بچ جاتا ہے۔ اور کلب بیماری گدھے اور اونٹ کو بھی لگ جاتی ہے۔ عرب کہتے ہیں کلبت الابل تکلب کلبا و اکلب القوم۔ اس وقت کہتے ہیں جب ان کے اونٹوں میں بیماری لگ جائے۔

اور کہا جاتا ہے کلب الکلب و استکلب جب کتا درندہ بن جائے اور لوگوں کے کھانے، کا عادی ہو جائے گا۔ اتھی امام قزوینی نے عجائب المخلوقات میں کہا ہے کہ حلب کے مضافات کی ایک بستی میں ایک کنواں ہے جس کا نام بشر الکلب ہے۔ جس کو کتے نے کاٹا ہو وہ یہاں سے پانی پی لے تو ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب چالیس دن سے زیادہ گزر جائیں تو اگرچہ پانی پی لے پھر بھی مر جاتا ہے اور اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس نے تین آدمیوں کو دیکھا ہے جنہوں نے، اس کنویں سے پانی پیا تھا ان میں سے دو بچ گئے جو چالیس دن سے پہلے جا کر پی آئے تھے اور جس نے چالیس دن کے بعد پیا تھا وہ مر گیا۔ اس کنویں سے وہاں کے رہائشی لوگ پانی پیتے ہیں۔

سلوٹی کتے کی فطرت ہے کہ وہ جب ہرنی کو قریب یا دور دیکھتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ آ رہی ہے یا جا رہی ہے اور



مذکر اور مونث کی چال کو بھی پہچان لیتا ہے اور یہ اصلی مردے اور جو آدمی جان بوجھ کر مردہ بنا ہو میں فرق کر دیتا ہے یہاں تک کہ رومی لوگ اس وقت تک اپنے مردوں کو نہیں دفناتے جب تک ان کو کتوں پر پیش نہ کر لیں۔ تو ان کے سونگھنے سے ایسی علامت سامنے آتی ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مر گیا ہے یا زندہ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ صفت بعض میں پائی جاتی ہے جن کو قلعی کہتے ہیں اور یہ چھوٹے جسم پست قدموں والا کتا ہوتا ہے۔ اور اس کو چینی کتا کہتے ہیں۔

سلوقی کی مونث مذکروں کی بہ نسبت جلدی سیکھ جاتے ہیں اور چیتا اس کے برعکس ہے۔ کما تقدّم

اور کالے کتے دوسروں کی بہ نسبت کم صبر والے ہوتے ہیں۔ اور محمد بن خلف مرزبان کی کتاب ”فضل الکلاب علی کثیر ممن لبس الثياب“ میں عمرو بن شعيب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو مرا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ اس کو کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ اس نے بنوز ہرہ کی بکریوں پر حملہ کر کے اس میں سے ایک بکری لے لی تو ان کے جانوروں کے کتے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو مار ڈالا تو نبی ﷺ نے فرمایا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا اپنی دیت ضائع کر دی اپنے رب کی نافرمانی کی اور اپنے بھائی کی خیانت کی اور وہ کتا اس سے بہتر تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں امانت دار کتا خیانت کرنے والے دوست سے بہتر ہے۔ حرث بن صعصعہ کے کچھ دوست تھے جن سے وہ الگ نہیں ہوتا تھا ان سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔ وہ انہی کی تفریح گاہ میں گیا اور اس کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے ان میں سے ایک پیچھے رہ گیا اور اس کی بیوی کے پاس چلا گیا۔ تو دونوں نے کھایا پیا اور لیٹ گئے اور کتا ان دونوں پر کود پڑا اور ان کو مار ڈالا۔ جب حارث گھر واپس آیا تو دونوں کو مرے ہوئے پایا تو سارا معاملہ جان گیا اور یہ کہنے لگا۔

وما زال یسرعی ذمتی و یحوطنی و یحفظ عرسی و الخلیل یخون

”وہ ہمیشہ میری ذمہ داری کا خیال رکھتا اور میری حفاظت کرتا اور میری بیوی کی بھی حفاظت کرتا رہا حالانکہ دوست خائن ہے۔“

فیاعبباللخل یهتک حرمتی و یاعببالکلب کیف یصون

”دوست پر تعجب کر میری عزت کو پھاڑتا ہے اور کتے کے لئے تعجب ہے کہ وہ اسے کس طرح بچاتا ہے۔“

کتوں کے عجیب اور مزیدار واقعات: امام ابن جوزی نے اپنی کسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے کسی سفر میں گیا تو وہاں قریب کی کسی جاگیر میں ایک بہترین کوٹھی بنی نظر آئی اس پر لکھا ہوا تھا کہ جو اس کی بنیاد کا سبب جانا چاہے وہ اسی بستی میں جائے وہ بستی میں گیا اور وہاں کے رہنے والوں سے اس کی تعمیر کا سبب پوچھا تو کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ پھر ایک آدمی کے متعلق اسے بتایا گیا جس کی عمر ۲۰ سال تھی اس سے پوچھا تو اس نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا ہے کہ اس زمین میں ایک بادشاہ تھا۔ جس کا ایک کتا تھا جس سے وہ سفر حضر نیند بیداری میں اس سے جدا نہ ہوتا اور اس کی ایک گونگی لنگڑی لونڈی تھی۔ تو ایک دفعہ اپنی کسی سیر گاہ کو گیا اور کتے کو باندھنے کا حکم دے دیا تا کہ اس کے ساتھ نہ چلا جائے اور باورچی کو حکم دے دیا کہ وہ اس کے لئے دودھ سے وہ کھانا تیار کرے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ باورچی نے وہ کھانا لاکر لڑکی اور کتے کے پاس رکھ دیا اور اس کو ننگا ہی چھوڑ دیا

اور خود چلا گیا اور ایک بہت بڑا سانپ آیا اور اس کھانے سے اس نے دودھ پی لیا اور واپس الٹ کر چلا گیا۔ پھر بادشاہ اپنی کسی سیر سے واپس آیا تو اس کے سامنے کھانا رکھا گیا تو لڑکی تالیاں بجاتی رہی اور بادشاہ کی طرف اشارہ کرتی رہی کہ وہ اس کو نہ کھائے لیکن اس کو پتہ نہ چلا کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ بادشاہ نے اپنا ہاتھ پیالے میں رکھا اور کتا چیختا اور چلاتا رہا اور اپنے آپ کو زنجیر میں گھسٹتا رہا حتیٰ کہ قریب تھا کہ اپنے آپ کو مار ڈالے بادشاہ نے اس سے تعجب کیا اور اس کو کھول دینے کا حکم دیا اس کو کھول دیا گیا تو وہ بادشاہ کے پاس گیا کہ جس نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تو لقمہ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ بادشاہ غضبناک ہو گیا اور اپنے پہلو کے خنجر سے کتے کو مارنے لگا تو کتے نے اپنا سر برتن میں ڈالا اور اس سے کھانا کھالیا اپنے پہلو کے بل لیٹ گیا جس سے اس کا گوشت جھڑ گیا تو بادشاہ نے تعجب کیا اور لڑکی کی طرف توجہ کی تو اس لڑکی نے اس کی طرف سانپ والا سارا واقعہ اشاروں سے سمجھایا تو بادشاہ اس معاملہ کو سمجھ گیا اور اس کھانے کو گرا دینے کا حکم دیا اور باروچی کو برتن ننگا چھوڑنے پر تادیبی سزا کا حکم دے دیا۔ اور اس پر یہ لکھنے کا بھی حکم دیا جو تونے وہاں عبارت دیکھی ہے۔

ابن جوزی نے کہا یہ حکایت نہایت عجیب و غریب ہے۔ کتاب النشوان میں ابو عثمان مدینی سے روایت ہے اس نے کہا کہ بغداد میں ایک آدمی کتوں سے کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن وہ کسی کام کو نکلا تو ایک کتا اس کے پیچھے ہو گیا۔ جو اس کا خاص کتا تھا۔ تو اس کو واپس کر دیا لیکن وہ نہ مڑا اس نے اس کو چھوڑ دیا اور چل پڑا یہاں تک کہ ایک ایسی قوم کے پاس آیا جس کی اس سے دشمنی تھی تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا جبکہ یہ بغیر کسی تیاری کے تھا اور اس کو پکڑ لیا۔ کتا دیکھ رہا تھا وہ اس کو گھر لے گیا کتا بھی ساتھ چلا گیا۔ انہوں نے اس آدمی کو مار ڈالا اور اس کو کنویں میں پھینک دیا اور کنویں کا سر اوپر سے بند کر دیا۔ کتے کو مار کر بھگا دیا۔ وہ اپنے مالک کے گھر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور وہاں بھونکنے لگا انہوں نے اس کے بھونکنے کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس آدمی کی ماں نے جب اپنے بیٹے کو گم پایا تو اس کو پتہ چل گیا کہ وہ مر گیا ہے اس نے اس پر ماتم کی مجلس لگائی اور کتوں کو گھر سے بھگا دیا لیکن وہ کتا دروازے سے چمٹا رہا۔ ایک دن اس کے مالک کے قاتلوں میں سے ایک دروازے کے پاس سے گزرا تو کتا بھی وہاں بیٹھا تھا۔ جب اس آدمی کو کتے نے دیکھا تو کتا اس پر کود پڑا اور اس کی پنڈلی چھیل ڈالی اور اس کو کاٹ لیا اور اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ گزرنے والوں نے اس کو چھڑانے کی بڑی کوشش کی مگر یہ نہ ہٹا لوگوں نے چیخیں مارنی شروع کر دیں۔ پھانک کا چوکیدار آیا اور کہنے لگا یہ کتا اس آدمی سے اس لئے چمٹا ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہے اور شاید کہ یہ وہی ہو جس نے اس کو زخم کیا ہو۔ مقتول شخص کی ماں نے جب یہ بات سنی تو وہ باہر نکلی جب اس نے کتے کو اس آدمی سے چمٹے ہوئے دیکھا تو اس کو یاد آ گیا کہ یہ اس کے بیٹے کے دشمنوں میں سے ایک ہے اور ان میں سے ہے جو اس کے بیٹے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اس کے دل میں یہ بات آگئی کہ یہ اس کے بیٹے کا قاتل ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ چمٹ گئی اور وہ سارے لوگ ان دونوں کو امیر المؤمنین راضی باللہ کے پاس لے گئے تو اس عورت نے اس آٹھی پر قتل کا دعویٰ کر دیا تو راضی باللہ نے اس کو کچھ مارنے کے بعد قید کا حکم دے دیا۔ لیکن اس آدمی نے قتل کا اقرار نہ کیا تو وہ کتا اس جیل کے دروازے پر چمٹ گیا۔

جب کچھ دن گزرے تو راضی نے اس آدمی کو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا جب وہ قید کے دروازے سے نکلا تو وہ کتا اس کے ساتھ چمٹ گیا جس طرح اس نے پہلے کیا تھا۔ لوگوں نے اس سے تعجب کیا اور اس کو چھڑانے کی بڑی کوشش کی مگر انتہائی کوشش

کے بعد اس نے چھوڑا۔ راضی کو اس بات کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اپنے کسی غلام کو حکم دیا کہ وہ اس آدمی کو بھی اور کتے بھی چھوڑ دیں تاکہ وہ اس کا پیچھا کرے اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوا تو تو بھی جلدی سے اندر چلے جانا اور کتے کو بھی اندر لے جانا۔ اور جو تو کتے کو کرتا دیکھے وہ آ کر مجھے بتانا اس نے ایسے ہی کیا۔ جب وہ آدمی اندر داخل ہوا تو خلیفے کے غلام نے جلدی کی اور اندر داخل ہو گیا اور کتے کو بھی اپنے ساتھ داخل کر لیا۔ مگر وہاں کوئی نشان یا خبر نہ مل سکی۔ اور کتا آیا اور بھونکنے لگا اور اس کنویں کی جگہ کو کریدنے لگا۔ جہاں مقتول کو پھینکا گیا تھا۔ غلام نے اس سے بڑا تعجب کیا اور راضی باللہ کو کتے کی بابت بتایا تو اس نے کنویں کو کریدنے کا حکم دے دیا۔ انہوں نے کنویں کو اکھیڑا تو دیکھا کہ وہاں مقتول پڑا ہے۔ پھر اس کے گھر والے کو راضی کے پاس لے گئے۔ راضی نے اس کو مارنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے خلاف اور اپنے لوگوں کے خلاف قتل کا اقرار کر لیا۔ اس کو مار دیا گیا اور باقی لوگوں کو تلاش کیا گیا تو وہ بھاگ گئے۔

عجائب المخلوقات میں ہے کہ ایک شخص نے اصفہان میں کسی شخص کو مار کر کنویں میں پھینک دیا۔ مقتول کا کتا اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا تو وہ روزانہ کنویں کے منہ پر آتا اور اس سے مٹی ہٹاتا اور اس کی طرف اشارہ کرتا۔ اور جب قاتل کو دیکھتا تو اس پر بھونکتا۔ جب کتے نے بار بار اس طرح کیا تو لوگوں نے کنویں کو کھودا تو وہاں مقتول کی لاش مل گئی انہوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا اس سے اقرار کروایا تو وہ مان گیا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا۔

احیاء العلوم میں کسی صوفی سے مروی ہے کہ ہم طرسوس میں تھے تو ہم ایک جماعت کی شکل میں اکٹھے ہوئے اور باب الجہاد کی طرف نکل گئے ہمارے پیچھے شہر کا ایک کتا بھی آ گیا ہم باب الجہاد میں جا پہنچے اچانک ہمیں ایک مردہ جانور ملا۔ تو ہم ایک اونچی خالی جگہ میں چڑھ کر بیٹھ گئے۔ جب کتے نے مردار دیکھا تو شہر چلا گیا اور پھر آیا تو اس کے ساتھ تقریباً بیس کتے تھے۔ وہ اس مردار کے پاس آئے وہ ایک کنارے جا بیٹھا اور باقی سب کتے اس مردار کو کھانے لگے۔

وہ مسلسل کھاتے رہے یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ مردار ختم ہو گیا اور اس کی ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ تو یہ کتا ان ہڈیوں کی طرف گیا اور اس کی ہڈیوں پر جو گوشت باقی تھا اس کو کھایا پھر وہ بھی واپس چلا گیا۔

بیہقی کی شعب الایمان وغیرہ میں ہے کہ منصور شافعی نابینے سے یہ روایت ہے اور اس کی مذہب میں بہت تصنیفات ہیں اور اچھے اچھے شعر ہیں۔ یہ اس کے اپنے شعر ہیں جن کو وہ پڑھتا تھا۔

الکلب احسن عسرة وهو النہایة الخساسة

”کتے اچھی معاشرت والے ہوتے ہیں اور وہ خساست میں بھی انتہا کو بھی پہنچے ہوتے ہیں۔“

ممن ینازع فی الریاسة قبل ابان الریاسة

”ریاست کے سامنے ہونے سے پہلے پہلے یہ سرداری کے لئے جھگڑتے ہیں۔“

بیہقی کہتے ہیں امام طبری کہا کرتے تھے کہ جو شخص وقت آنے سے پہلے صدر بن گیا تو گویا کہ وہ اپنی ذلت کے لئے سامنے آیا

ہے۔

شعیب بن حرب کہتے ہیں جو شخص کسی کا دم چھلا بننے پر راضی ہو جائے تو اللہ اس کو سردار بنانا چاہتا ہے۔

اس منصور یعنی مذکور کے یہ شعر بھی ہیں۔ اور اس کی وفات ۳۵۶ ہجری میں ہوئی۔

لِی حِیْلَةٍ فِیْمَنْ یَنْمِ      وْلِیْسِ فِی الْکِذَابِ حِیْلَةٌ  
”جو شخص چغلی کرے اس کے لئے تو میرے پاس حیلہ موجود ہے مگر جھوٹ بولنے والے کے لئے میرے پاس کوئی حیلہ نہیں ہے۔“

مَنْ کَانَ یَخْلُقُ مَا یَقْوُ      لَ فِی حِیْلَتِی فِیْهِ قَلِیلَةٌ  
”جو شخص جو چیز کہتا ہے وہ اسے تخلیق کرتا ہے تو میرا حیلہ اس میں کم ہے۔“

علی بن عبدالواحد نے بڑے عمدہ شعر کہے ہیں:

مَنْ فَاتَهُ الْعِلْمُ وَآخِطَاهُ الْغِنَى      فَذَاكَ وَالْکَلْبُ عَلٰی حِدْسُوا  
”جس شخص کے پاس نہ علم ہے نہ غنی ہے تو یہ شخص اور کتا ایک مقام میں ہیں۔“

اور یہ اس قصیدے کا آخری شعر ہے جو مجنون میں ہے اس قصیدے میں غزل کی صنعت میں کئی فن بیان کئے ہیں۔

اگر اس کا اس قصیدے کے علاوہ کوئی کلام نہ ہوتا تو اس کی مشہوری کے لئے یہی کافی ہوتا۔ یہ بڑا لمبا چوڑا ہے اور مشہور کرنے والا ہے۔ بڑے بڑے شعراء اس بات سے عاجز آ گئے کہ اس پر ایک شعر بھی بڑھا سکیں۔ یہ رجب ۴۱۲ ہجری میں اچھو آ جانے سے اچانک فوت ہو گیا جو اس کو شریف بطحاوی کے پاس آیا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ حسین بن احمد جو ابن الحجاج شاعر کے نام سے مشہور ہے۔ جب اس کو موت آئی تو اس نے یہ وصیت کی کہ مجھے امام موسیٰ بن جعفر کے پاؤں کے پاس دفن کرنا جو امامیہ کے مذہب کے مطابق بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔ نیز یہ وصیت کی کہ اس کی قبر پر یہ لکھا جائے۔ وَکَلْبُهُمْ بَاسِطٌ زِرَاعِيْهِ بِالْوَصِيْدِ۔

ابن الحجاج بڑا مخولہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو ایک دعوت کی طرف بلایا گیا تو کھانا لیٹ ہو گیا تو وہ کہنے لگا۔

یَا ذَاهِبَا فِی دَارِهِ جَانِيَا      مَنْ غَيْرِ مَعْنٰی بِلْ وَلَا فَائِدَه  
”اے اپنے گھر میں بلا فائدہ جانے والے اور آنے والے۔“

قَدْ جِنَ اضِيَا فَاكُ مِنْ جَوْعِهِمْ      فَاَقْرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ  
”بے شک تیرے مہمان بھوک سے دیوانے ہو گئے ہیں ان پر سورہ مائدہ پڑھ لو۔“

دعوت دال کی فتح سے ہے۔ قطرب نے اپنے مثلثہ میں کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ دعوت دال کے ضمہ سے ہے۔

میں کہتا ہوں یہ بات مردود ہے۔ انتہی

کچھ خواب اور ان کی تعبیریں: ابن عبدالبر نے اپنی بھیجہ المجالس و انس المجالس میں کہا ہے کہ جعفر صادق سے کہا گیا۔ (جو بارہ اماموں میں سے ایک ہیں) کہ خواب کی تعبیر کتنی دیر سے ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا پچاس سال کیونکہ نبی ﷺ نے دیکھا کہ ایک کتا آپ کے خون میں منہ ڈال رہا ہے تو آپ نے اس کی تعبیر یہ کی کہ ایک آدمی میرے نواسے حسین کو مار ڈالے گا تو یہ شمر ذی الجوشن تھا جو حسینؑ کا قاتل ہے اور اس کو برص کی بیماری تھی۔ تو یہ خواب آپ کے پچاس سال بعد پوری ہوئی جیسے کہ اوز کے

ذکر باب الہمزہ میں گزرا ہے۔

اس میں کچھ ایسی باتیں ہے جو مذاکرے کیلئے درست ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں گئے اور وہاں ایک خوشہ لٹکا ہوا دیکھا آپ کو وہ اچھا لگا تو کہا گیا یہ ابو جہل کا ہے اور آپ پر یہ بات بڑی گران گزری۔ ابو جہل کا جنت سے کیا تعلق؟ وہ تو اس میں نہیں جائے گا۔ اس میں تو صرف مومن جاسکتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہو کر آئے تو آپ ﷺ بڑے خوش ہوئے اور اس کا استقبال کیا۔ اور عکرمہ کا اسلام اس خوشے کی تعبیر بنائی۔

اور ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شامی عمر کا عامل تھا۔ تو اس نے کہا امیر المومنین میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سورج اور چاند آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ ستاروں کی ایک جماعت موجود ہے تو عمر نے اس سے پوچھا تو کس کے ساتھ تھا اس نے کہا میں چاند کے ساتھ تھا تو عمر نے فرمایا تو مٹی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا۔ تو میرا عامل کبھی نہیں بن سکتا پھر اس کو معزول کر دیا اور پھر یہ صفین کے موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑا تھا اور مارا گیا۔

ایک یہ بھی ہے کہ عائشہ نے تین چاند دیکھے جو ان کی گود میں جا گرے تو ابو بکر نے ان سے کہا اگر تیری خواب سچی ہوئی تو تیرے گھر میں زمین کے تین بہترین شخص دفن ہوں گے۔ پھر نبی ﷺ ان کے گھر میں دفن ہوئے تو ابو بکر نے کہا یہ تین چاندوں میں سے پہلا چاند ہے اور سب سے اچھا ہے۔ اور اس کتاب میں اور بھی بڑی چیزیں ہیں۔

امام ابن عبدالبر جو اپنے زمانے میں حدیث و اثر کے امام تھے اور مذاہب کے نقل کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ یہ اور حافظ ابو بکر احمد بن ثابت خطیب بغداد شافعی ۳۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

اور امام شافعی کے جو شعر پڑھے جاتے ہیں ان میں سے بھی ہیں:

لِيت الكلاب لنا كانت مجاورة ولیتنا لا نری ممن نری احدا  
”کاش کتے ہمارے ہمسائے ہوتے اور کاش ہم انسانوں میں سے کسی کو نہ دیکھتے۔“

ان الكلاب لتهدا فی مزابضها والناس لیس بھاد شرھم ابدا  
”بے شک کتے اپنے رہنے کی جگہوں میں ہدایت پالیتے ہیں اور انسانوں میں برا کبھی بھی ہدایت نہیں پاتا۔“

ذہبی کے ”میزان“ میں احمد بن زرارہ کے حالات زندگی میں مجہول سند کے ساتھ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ایسا زمانہ آجائے گا جب امیر شیر کی طرح ہوگا اور حاکم ننگے بھیڑیے کی طرح اور تاجر بھونکنے والے کتے کی طرح ہوگا اور ان کے درمیاں مومن حیران بکری کی طرح جس کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔ تو اس بکری کا کیا حال جو بھیڑیے شیر اور کتے کے درمیان ہو۔

ابو بکر قطعی کی امالی میں ابوالدرداء سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو ایک کتا ہمارے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں اگلے ہاتھوں تک آنے سے پہلے ہی مر گیا جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابھی اس کتے پر کس نے بددعا کی۔

ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے! آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کیا کہا اس نے کہا میں نے یہ دعا پڑھی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ  
وَالْإِكْرَامِ أَكْفِنِي هَذَا الْكَلْبَ بِمَا شِئْتَ.

نبی ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم سے پکارا ہے کہ جس کے ذریعے پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہے اور مانگنے والے کو دیتا ہے۔ یہ حدیث سنن اربعہ میں موجود ہے۔

مسند امام احمد میں اور حاکم اور ابن حبان کی کتابوں میں کتے کا ذکر نہیں ہے۔

طبرانی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ یہ نماز عصر کی نماز تھی دن جمعہ کا تھا۔ اور بددعا کرنے والا آدمی سعد بن ابی وقاص تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اے سعد تو ایسے دن میں ایسی گھڑی میں ایسے کلمات سے دعا کی ہے اگر تو سارے آسمان والوں اور زمین والوں کے خلاف بھی بددعا تو اے سعد تو تیری دعا سنی جاتی۔ اے سعد خوش ہو جا۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں جعفر بن سلمان سے روایت کیا ہے کہ میں نے مالک بن دینار کے ساتھ ایک کتا دیکھا میں نے کہا ابو یحییٰ آپ اس کو کیا کریں گے۔ تو انہوں نے کہا یہ برے ہم نشین سے بہتر ہے۔

مناقب امام احمد میں ہے کہ ان کو پتہ چلا کہ وراء النہر میں ایک آدمی ہے جس کے پاس ثلاثی حدیثیں ہیں تو امام صاحب اس کی طرف سفر کر کے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کتے کو کھانا کھلا رہا تھا۔ آپ نے اس کو سلام کہا اس نے جواب دیا پھر وہ کتے کو کھلانے میں مشغول ہو گیا۔

تو امام کے دل میں کچھ ناراضگی آئی۔ کیونکہ وہ شیخ کتے کی طرف متوجہ تھا اور ان کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا۔ جب کتے کو کھلا کر فارغ ہوا تو امام صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔ کہنے لگا آپ نے میرے خلاف دل میں ناراضگی محسوس کی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں جی۔ تو شیخ نے کہا کہ مجھے ابو الزناد نے اعرج سے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ سے مروی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی امید کاٹ ڈالی جو کہ اس پر وہ امید رکھتا تھا تو اللہ اس کی امید قیامت کے دن کاٹ ڈالے گا تو وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔

امید کاٹ ڈالی جو کہ اس پر وہ امید رکھتا تھا تو اللہ اس کی امید قیامت کے دن کاٹ ڈالے گا تو وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔ اور ہماری یہ زمین کتوں والی زمین نہیں تو یہ کتا بڑی دور سے میرا قصد کر کے آیا تھا تو اگر میں اس کی امید توڑ دیتا تو اللہ قیامت کے دن میری امید بھی توڑ دیتا۔ امام احمد نے کہا یہی حدیث میرے لئے کافی ہے پھر واپس آ گئے۔ اور اس کے قریب ہی وہ واقعہ ہے جو رسالہ قشیریہ باب الجود والسخاء میں ہے کہ عبد اللہ بن جعفرؓ اپنی ایک جاگیر میں گئے تو کسی کی کھجوروں میں جا ترے وہاں ایک سیاہ غلام کام کر رہا تھا۔ اچانک ایک لڑکا اس کی روٹی لے کر آیا تو وہ روٹیاں تین تھیں اس نے ایک روٹی وہاں کے ایک کتے کی طرف پھینک دی پھر اس نے اس کی طرف باقی دو بھی پھینک دیں تو وہ ساری کھا گیا۔ عبد اللہ بن جعفرؓ دیکھتے رہے پھر کہا اے غلام تیری روزانہ خوراک کتنی ہے۔ اس نے کہا آپ نے دیکھ تو لی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ تو نے یہ کتے کے آگے کیوں ڈال دیں۔ اس نے کہا یہ زمین کتوں والی نہیں ہے یہ کتا بڑی دور سے سفر کر کے بھوکا آیا ہے تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں اسے بھوکا واپس کر دوں۔ عبد اللہ بن جعفرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سخاوت کے بڑے اعلیٰ درجے پر ہے اور مجھ سے بھی زیادہ سخی ہے پھر اس غلام کو خرید کر آزاد کر دیا اور وہ باغ بھی خرید کر اسے بخش دیا۔

باب الحاء مہملہ میں حمار کے لفظ میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ حاکم نے جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم کتے کا

بھونکنے اور گدھے کی آواز رات کو سنو تو شیطان سے پناہ مانگا کرو۔ کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ لیتے ہیں جو تم کو نظر نہیں آتی اور جب لوگوں کی حرکات رک جائیں تو تم باہر کم نکلو کیونکہ اللہ رات کے وقت اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔

شیطانی مکر و فریب کا عجیب و غریب واقعہ: ”کتاب البشر بخیر البشر“ کہ مالک بن نفع نے کہا کہ میرا ایک اونٹ بھاگ گیا۔ تو میری ایک عمدہ گھوڑی تھی میں اس پر سوار ہوا اور اس کو تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ میں نے اس کو تلاش کر لیا اور پکڑ کر گھر واپس آ گیا۔ میں ساری رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں نے گھوڑی اور اونٹ کو بٹھا کر باندھ دیا اور ریت کے ایک ٹیلے کی چوٹی پر لیٹ گیا۔ مجھے نیند آ گئی۔ تو میں نے ایک غبی آواز سنی جو کہہ رہا تھا مالک اگر تو اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ کو کریدے تو وہاں جو کچھ ہے وہ تجھے خوش کر دے گا۔ میں اٹھا اور اونٹ کو ہٹا کر جگہ کو کھودا تو وہاں ایک صاف پتھر پر عورت کی شکل کابت بنا تھا جو بالکل تازہ اور عورت کی طرح روشن تھا۔ میں نے اس کو نکالا کپڑے سے صاف کیا اور اپنے سامنے کھڑا کیا تو میں بے اختیار اس کے سامنے سجدے میں گر پڑا جب میں سجدے سے اٹھا تو میں نے اونٹ کو ذبح کیا اس کا خون اس پر چھڑکا اور اس کا نام کلاب رکھ دیا پھر اس کو اپنی گھوڑی پر لاد لیا اور گھر لے آیا۔ تو میری قوم کے بہت سے لوگ مجھ سے حسد کرنے لگے اور مجھ سے کہا کہ اس کو یہاں نصب کر دو تا کہ ہم بھی اسی کی عبادت کریں۔ تو میں نے انکار کر دیا اور اس کی پوجا کیلا کرتا تھا اور اپنے اوپر یہ لازم کر دیا کہ روزانہ ایک جانور ذبح کر کے اس کے نام پر دوں گا۔ میری کافی بھیڑیں تھیں یہاں تک کہ میں نے ساری بھیڑیں ذبح کر دیں ایک دن میرے پاس ذبح کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنی نذر پوری نہ کروں میں اس بات کے پاس آیا اور اس سے اس بات کی شکایت کی تو اس کے پیٹ سے کسی نے آواز لگائی مالک مالک غم نہ کھا تم کو وہ مال مل جائے گا جو طوی الارقم میں چھپا ہے۔ آپ وہاں جائیں کالا کتالیں جو خون میں منہ ڈالنے والا ہو تو آپ غنیمت حاصل کریں گے۔

مالک نے کہا میں فوراً طوی الارقم کو طرف چلا گیا وہاں دیکھا کہ ایک کالا کتا ہے۔ جو بڑا خونناک ہے۔ وہ ایک وحشی بیل پر کود پڑا اس کو گرا دیا پھر اس کا پیٹ چیر دیا پھر اس نے اس کے خون میں منہ ڈالا تو میں نے اس کو روک دیا اور جرات کر کے اس کے آگے بڑھا وہ اپنی شکار پر متوجہ تھا تو میں نے اس کی گردن میں رسی باندھ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ تو میرے پیچھے آ گیا پھر میں اپنی سواری کے پاس آیا۔ سواری کو اٹھا کر اس بیل کی طرف لے گیا سواری کو لے جا کر بٹھایا اور اس کو کاٹ کر سواری پر لادا پھر اس کو کھینچ کر لے آیا اور اپنے قبیلے کی طرف چل دیا کتا میری پناہ میں تھا۔ اس کے سامنے ایک ہرنی آ گئی تو کتا اچھلنے کودنے لگا اور مجھ سے رسی کھینچنے لگا۔ پہلے میں نے تردد کیا پھر اس کو چھوڑ دیا۔ وہ شیر کی طرح گیا اور اس ہرنی کو اچک کر لے آیا۔ تو میں نے اس کے پاس جا کر اس کو کھینچا تو تب اس نے اس ہرنی کو چھوڑا۔ میں بڑا خوش ہوا اور ہرنی کو کلاب کے لئے ذبح کیا اور بیل کا گوشت تقسیم کر دیا۔ اور بڑی عمدہ رات گزاری۔ میں صبح پھر شکار کو نکل آیا وہ کسی گدھے کو نہ چھوڑتا تھا اور نہ کسی بیل کو مہلت دیتا تھا نہ پہاڑی بکر اس سے بچ سکتا تھا نہ اس کو کوئی ہرنی عاجز کر سکتی تھی۔ میں بڑا خوش ہوا اور اس کی بڑی عزت کرنے لگا میں نے اس کے نام سخام رکھ دیا۔ میں کچھ عرصہ اسی طرح رہا۔

تو ایک دن میں شکار کو نکلا کہ میں نے شتر مرغ دیکھا جو کہ اپنے انڈوں کے پاس تھا۔ وہ مجھ سے قریب تھا۔ تو میں نے اس پر کتا چھوڑ دیا۔ تو وہ اس کے آگے دوڑتا رہا اور میں بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پیچھے چل پڑا جب کتا اس پر حملہ کرنے لگا تو

اچانک فضا سے ایک عقاب اس پر ٹوٹ پڑا تو کتا میری طرف واپس آ گیا تو میں اس پر چچا وہ واپس نہ گیا۔ میں نے گھوڑا روک لیا اور سحام میرے پاس آ گیا اور گھوڑے کے پاؤں میں داخل ہو گیا اور عقاب بھی میرے سامنے درخت پر آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا سحام تو کتے نے کہا لیک اس نے کہا ہلکت الا صنم بتاہ ہوئے اور ظہر الاسلام اسلام ظاہر ہو گیا۔ اسلم تنج بسلام اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے والا فلیست بدار مقام وگرنہ ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ پھر عقاب اڑ گیا میں نے سحام کو دیکھا تو وہ بھی مجھے نظر نہ آیا تو اس کتے کے ساتھ میرا یہ آخری وقت تھا۔

ایک عورت کے جادو کا قصہ: حاکم نے مستدرک میں عائشہ سے روایت کیا ہے۔ ایک عورت اہل دومتہ الجندل میں سے میری طرف آئی۔ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آئی اور آپ کو تلاش کر رہی تھی۔ وہ آپ سے کچھ جادو کے معاملے میں پوچھنا چاہتی تھی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی حالانکہ اس کو جانتی نہیں تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا کہ جب نبی ﷺ اس کو نہ ملے تو وہ رو پڑی۔ تو مجھے اس کے رونے کی وجہ سے اس پر رحم آ گیا۔ وہ کہتی تھی کہ میں ڈرتی ہوں کہ میں مر جاؤں گی۔

تو میں نے اس سے اس کا قصہ پوچھا وہ کہنے لگی میرا ایک خاوند غائب ہو گیا تھا۔ میرے سامنے ایک بڑھیا آئی میں نے اس سے یہ شکایت کی۔ وہ کہنے لگی کہ اگر تو میرے کہنے کے مطابق کرے گی تو تیرا خاوند تیرے پاس آ جائے گا۔ جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس دو کالے کتے لے کر آئی میں ان سے ایک پر سوار ہو گئی اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ وہ ابھی زیادہ نہ چلا تھا کہ ہم باہل پہنچ گئے تو وہ وہاں دیکھا کہ دو آدمی اٹنے لگے ہوئے تھے تو ان دونوں نے کہا تیرا کام کیا ہے اور تجھے کون لایا ہے تو میں نے کہا میں جادو سیکھنا چاہتی ہوں ان دونوں نے کہا ہم تو آزمائش میں ہیں اور تو کفر نہ کر اور واپس چلی جا۔ میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ واپس نہیں جاؤں گی تو ان دونوں نے کہا کہ اس تنور کے پاس چلی جاؤ اور اس میں پیشاب کرو میں وہاں گئی تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں ڈر گئی تو میں پیشاب کئے بغیر واپس آ گئی انہوں نے کہا پیشاب کیا میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا تو نے کیا دیکھا تو میں نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ تو نے پیشاب نہیں کیا اپنے شہر لوٹ جا اور کفر نہ کر میں نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس تنور میں پیشاب کرو تو میں وہاں گئی تو میں کانپ گئی اور ڈر کر واپس آ گئی اور پیشاب نہ کیا انہوں نے پھر مجھ سے وہی سوال کیا میں نے وہی جواب دیا یہاں تک کہ میں تیسری دفعہ گئی اور وہاں جا کر پیشاب کر دیا تو میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو لوہے سے ڈھانپا ہوا تھا وہ مجھ سے نکل کر آسمان کی طرف چلا گیا میں ان کے پاس آئی اور ان کو ساری بات بتائی انہوں نے کہا کہ تو نے سچ کہا وہ تیرا ایمان تھا جو تیرے دل سے نکل گیا اب تو واپس چلی جا تو میں نے اس بڑھیا سے کہا کہ نہ تو میں نے کچھ سیکھا اور نہ انہوں نے مجھے کچھ بتایا تو وہ مجھ سے کہنے لگی کیوں نہیں سکھایا بلکہ اب تو جس چیز کا ارادہ کرے گی وہ ہو جائے گی۔ یہ گندم لے کر اس کو بود بے پھر میں نے اس کو لے کر بودیا اور اس سے کہا کہ تو پودا بن جا تو وہ بن گیا پھر میں نے کہا کہ کٹ جا تو وہ کٹ گیا پھر میں نے کہا پس جا تو وہ پس گیا پھر میں نے کہا کہ روٹی بن جا تو وہ روٹی بن گیا پھر میں نے دیکھا کہ میں جو بات بھی کہتی ہوں وہ میرے سامنے آ جاتی ہے تو اللہ کی قسم میں شرمندہ ہو گئی اے ام المومنین میں نے کبھی کچھ نہیں کیا اور نہ آئندہ کبھی کچھ کروں گی۔ پھر اس نے نبی ﷺ کے صحابہ سے پوچھا تو انہیں بھی معلوم نہ ہوا کہ اس کو کیا کہیں ان میں ہر ایک بغیر علم فتویٰ دینے سے ڈرتا تھا۔ انہوں نے اس سے صرف یہ کہا اگر تیرے ماں باپ زندہ ہیں یا ان میں سے کوئی ایک زندہ تو وہ دونوں تیرے لئے



کافی ہیں۔ امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

ہشام بن عروہ جو حدیث کے راوی ہیں وہ اپنے باپ سے وہ عائشہ نے روایت کرتے ہیں صحابہ بہت زیادہ پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اور تکلفات میں پڑنے اور اللہ پر جرات کرنے سے بہت دور تھے اسی لئے انہوں نے اس کو فتویٰ نہیں دیا۔ اگر آج وہ ہم سے کسی کے پاس آتی تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔

کسی جنابی نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جادو اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس مسکین عورت کے حال سے عبرت پکڑو کہ شیطان اور خواہش اور نفس امارہ نے اس کے دل میں برائی کا کیسے القاء کیا اور ورطہ ہلاکت میں ڈال دیا کہ اس کی مصیبت کا کوئی علاج نہیں اور تمام گناہوں کا یہی حال ہے۔ کہ وہ سروں کو نیچا کر دیتے ہیں۔ قید کا سبب بنتے ہیں اور تکلیفوں کو دگنی کر دیتے ہیں اور کسی کہنے والے نے کیا عمدہ کہا ہے۔

اذا ما دعيتك النفس يوما لحاجة و كان عليها للخلاف طريق  
”جب تیرا نفس تجھ کو کسی کی طرف دعوت دے اور اس کے خلاف تمہارے پاس کوئی راستہ بھی موجود ہو۔“

فخالف هو اها ما استطعت فانما هو اعدو والخلاف صديق  
”تو اپنی استطاعت کے مطابق تو اس خواہش کی مخالفت کر کیونکہ وہ خواہش تیری دشمنی ہے اور اس کا مخالف تیرا دوست ہے۔“

جادو کی حقیقت: جادو کی حقیقت اور تاثیر ہوتی ہے بعض نے کہا کہ نہیں ہوتی جبکہ صحیح پہلی بات ہے جس پر ظاہری قرآن و سنت دلالت کرتے ہیں۔

مازری کہتے ہیں کہ علماء نے اس کی مقدار تاثیر میں اختلاف کیا کہ جو جادو سے واقع ہو جاتی۔ اور علماء کا بھی اسی میں اضطراب ہے تو بعض نے کہا کہ مرد اور عورت کی تفریق کے اندازے سے اس کی تاثیر زیادہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تعظیم بیان کیا ہے۔ اور ہمارے حق میں اس کو ڈرانے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اگر اس سے کوئی بڑا جادو واقع ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ذکر کرتے۔ کیونکہ مبالغے کے وقت مثال اعلیٰ احوال کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

اشعریوں کا مذہب ہے کہ اس سے بھی بڑا جادو واقع ہونا ممکن ہے۔

دمیری کہتے ہیں کہ یہی بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ فاعل تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تفریق بین الزوجین کو اس لئے بیان کیا کہ یہ عمل ان کے نزدیک بطور عادت جاری تھا۔ اور جادو کے افعال میں تفریق نہیں ہوتی اور ان میں سے بعض دوسروں سے ادنیٰ نہیں ہوتے۔

اگر شریعت اس کے کسی مرتبہ کی کمی کے متعلق کچھ بتاتی تو اس طرف لوٹنا ضروری ہو جاتا۔ لیکن اس پہلے قول سے کم پر اقتصار کی کوئی بھی دلیل نہیں۔ تفرقہ بین الزوجین کے ذکر سے زیادہ کی نفی تو نہیں ہوتی دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ اس کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے یا نہیں۔

اگر کہا جائے کہ اشعریوں نے خرق عادت کو جادو گر کے ہاتھ سے وقوع پذیر ہونے کو جائز کہا ہے۔ تو اس کا امتیاز نبی کے معجزہ سے کیسے ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خرق عادت کا کام تو نبی ولی اور جادو گر سب کے ہاتھ ظہور پذیر ہو جاتا ہے لیکن نبی چونکہ

مقابلے کا مخلوق کو چیلنج کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ یہ بات بطور خرق عادت صرف اس لئے ہو رہی ہے کہ تم لوگ اس کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر تصدیق کرو پھر اگر وہ جھوٹا ہوا تو اس کے ہاتھ پر اس کا ظہور نہیں ہوگا اور اگر وہ جھوٹا ہوا پھر بھی خرق عادت اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوگئی تو تمام انبیاء کے معارضین سے بھی اس کا ظہور ہو سکے گا۔ اور ولی اور جادوگر نہ ہی تو مخلوق کو چیلنج دیتے ہیں اور نہ ہی اپنی نبوت کی صداقت پر اس کو دلیل بناتے ہیں اگر وہ اس کا دعویٰ کریں تو ان کے لئے خرق عادت نہیں ہوگی۔

اور ولی اور ساحر میں فرق دو وجہوں سے ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جادو صرف فاسق کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور کرامت اللہ کے ولی کے ہاتھ پر وہ کسی فاسق کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوئی۔ امام الحرمین اور ابوسعید المتولی وغیرہ مانے قطعیت سے یہی بات کہی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جادو کسی فعل، ملاوٹ، مشقت اور مشق سے وجود میں آتا ہے اور کرامت ان میں کسی کی محتاج نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات اتفاقاً بغیر کسی مطالبہ اور شعور کے واقع ہو جاتی ہے۔

جادو سے متعلق فروع فقہ کے مسائل یہ ہیں صحیح مذہب میں جادو کی تعلیم و تعلم حرام ہے اور درست یہی ہے کہ ہر مسلمان پر اس کی تعلیم درست نہیں۔ قاضی حسین اور ابراہیم المروزی کہتے ہیں اگر اس کی تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ترک لازم آتا ہو تو ناجائز ہے اگر نہ لازم آتا ہو تو اگر اس کا ارادہ صرف اپنی جان سے دفع ضرر ہو تو جائز ہے۔ اگر اس کا مقصد لوگوں پر جادو کرنا ہو تو حرام ہوگا۔ اور اختلاف تب ہے جب کفریہ اعتقاد اور ارتکاب حرام پر اس کی تعلیم و تعلم موقوف نہ ہو مثلاً ترک نماز وغیرہ پر۔ اگر اس پر موقوف تو بالا اجماع حرام ہے۔ جادو کبار میں سے ہے۔ امام مالک ابی حنیفہ اور احمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جادو گر کو کافر کہا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرُ۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوگا مگر جبکہ اس میں کوئی کفر کا قول یا فعل ہو۔

رافعی کہتے ہیں کہ جو اس کی اباحت کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

ابن صباغ نے کہا جو سات ستاروں کے تقرب کا عقیدہ رکھتا ہو اور یہ کہ وہ اس کی ضرورت کو مقبول کرتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ فقال کہتے ہیں جس نے کہا کہ میں اللہ کی تقدیر کے بغیر اپنی طاقت سے جادو کرتا ہوں تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر جادو گر توبہ کرے تو اس کی توبہ امام شافعی کے نزدیک قبول ہوگی۔ مالک نے کہا جادو زندقیت ہے تو اگر کہے کہ میں بہترین جادو کرتا ہوں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی جس طرح زندقیت کی توبہ قبول نہیں ہوتی ابوحنیفہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس میں دونوں مذہبوں کی طرح دو روایتیں ہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا جادو گر عورت کو قید کیا جائے اور قتل نہ کی جائے۔ ذمی جادو گر کو قتل نہ کیا جائے ہاں اگر مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہو تو چونکہ نقض عہد کا مرتکب ہے اس کو قتل کیا جاسکتا ہے۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں اس کو مطلقاً قتل کیا جائے گا۔ جس پر جادو کیا جائے اس کو مطبوب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے طب الرجل یعنی جادو کیا۔ جادو کو انہوں طب سے کنایہ کیا ہے جیسے سانپ کے ڈسے ہوئے کو سلیم (بچ جانے والا) سے کنایہ کرتے ہیں ابن انبادی نے کہا کہ لفظ ”طب“ اضراد میں سے ہے۔ بیماری کے علاج کو بھی طب کہتے ہیں اور جادو کو بھی طب کہتے ہیں۔ اور یہ تمام بیماریوں میں سے بڑی ہے کہا جاتا ہے رجل طیب یعنی ہوشیار طیب اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فطین اور ہوشیار ہوتا ہے۔

فائدہ ادبیۃ: ابو العلاء معری ایک دن شریف مرتضیٰ کے پاس گیا تو کسی آدمی سے ٹکرا کر اسے گرا دیا تو اس نے کہا یہ کون سا کتا ہے تو ابو العلاء نے کہا وہ کتا ہے جو کتے کے ستر نام نہیں جانتا۔ تو مرتضیٰ نے اس کو قریب کیا اور امتحان لیا تو اس کو علامت پایا پھر متنبتی کا ایک دن ذکر چل پڑا تو شریف مرتضیٰ نے اس کی تنقیص کی اور اس کے مصائب بیان کئے تو معری نے کہا اگر متنبتی کا صرف یہی قول ہوتا۔

لك يا منازل في القلوب منازل

یعنی میرے حبیب کے منزلو! تمہارے لئے دلوں میں ٹھکانے ہیں۔

تو پھر بھی اس سے منزلت و شرافت کے لئے یہ کافی ہوتا۔ یہ بات سن کر شریف مرتضیٰ نہایت غضبناک ہوا اور اس کو پاؤں سے گھیٹ کر مسجد سے نکال دینے کا حکم دیا پھر اپنے گرد جو ہم مجلس تھے ان سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ اندھا یہ قصیدہ ذکر کر کے کیا چاہتا تھا حالانکہ متنبتی کے اس سے بہتر بہتر اشعار موجود ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ تو اس نے کہا اس کا ارادہ میری مذمت کرنا تھا کیونکہ اس قصیدے میں یہ شعر بھی ہے۔

واذا اتتك مذمتی من نساقص فہی الشہادۃ لی بانی کامل

”جب تیرے پاس میری مذمت کسی گھٹیا سے آئے تو میرے کامل ہونے کی یہی دلیل ہے۔“

شیخ الاسلام تقی الدین ابن دیق العید سے ابی العلاء معری کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ حیرت میں تھا اور اس کی ذات کے متعلق یہ بات سب سے بہترین تبصرہ ہے۔

فائدہ آخری: ابونواس محمد بن ہانی نے اپنے اشعار میں کہا ہے:

اتعب کلبا اہلہ فی کدہ قد سعدت جدودہم بجدہ

”کتے کو اس کے گھر والوں نے محنت میں تھکا دیا۔ حالانکہ ان کے نصیب اس کی کوشش سے اچھے ہوئے۔“

فکل خیر عندہم من عندہ وکل رقد نالہم من رقدہ

”ان بکے پاس جو بھلائی بھی ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور جو بھی عطیہ ان کو حاصل ہوا وہ اسی کی بخشش سے ہے۔“

یظل مولاہ لہ کعبدہ بیبت ادنی صاحب من فہدہ

”اس کا مالک اس کے غلام کی طرح ہو گیا یہ اس کے چیتے سے زیادہ اس کے قریب رات گزارتا ہے۔“

اذا عسری جلدہ ببردہ ذا غرة محجلا بزندہ

”جب وہ ننگا ہو جائے تو وہ اس کو چادر پہناتا ہے روشن پیشانی سفید بازوؤں والا ہے۔“

یلذمنہ العین حسن قدہ باحسن شذقیہ وطول خدہ

”اس کے اچھے قد سے اوز اس کے بہترین اور لمبے رخسار سے آنکھیں محفوظ ہوتی ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ ابو بکر خالدی خلیفہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس کو اپنا قصیدہ سنایا جس میں اس نے اس کی مدح کی تھی تو اس نے اس کو انعام و اکرام سے نوازا اور اس کے سامنے ایک باجا تھا جس کو بجایا جا رہا تھا۔ ابو بکر نے اس کو دیکھا تو خلیفہ نے اس کو وہ

بھی عطا کر دیا تو وہ خلیفہ کے پاس سے خوش خوش نکلا۔ وہ ابوالفتح بن خالویہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کو مبارک باد دی۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ کی خدمت میں آیا تو خلیفہ نے اس سے کہا تیرا کیا حال ہے۔ اور تیری رات کیسی گزری۔ اس نے کہا ٹھیک گزری ہے اور بادشاہ کے لئے دعا کی اس نے کہا کہ ہم رات کو بادشاہ کے لئے دعا کرتے رہے اور میں رات باجے سے محفوظ ہو رہا تھا اس کے حسن سے فائدہ اٹھا رہا تھا تو میں نے اس کو اپنے مولانا کے عطیات و صدقات میں شامل کر لیا۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اسی کی طرف سے ہے۔

امیر المومنین غضبناک ہو گئے اور بھڑک اٹھے اور اس کو ڈانٹا تو وہ ان کے پاس سے غمگین ہو کر باہر آیا اور ابن خالویہ کے قریب سے گزرا تو اس نے پریشانی کا سبب پوچھا تو اس نے جو کچھ کہا تھا اس کو بتا دیا۔ تو ابوالفتح نے اس سے کہا کہ کیا تو نے یہ بات واقعہ کہی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ کیا تو نے خلیفہ کو کتابنا دیا تیری عقل کہاں گئی کیا تو نے ابونواس کا یہ شعر اس کے طریدے میں نہیں سنا؟

کل خیر عندهم من عنده. وکل رقدنا لهم من رقدہ تو قریب تھا کہ خالد گھبراہٹ سے مرجاتا پھر اس نے کہا مجھے چھٹکارے کا طریقہ بتلاؤ۔ اس نے کہا تم کچھ مدت کے لئے بیمار بن جاؤ پھر یہ ظاہر کرنا کہ تم کو شفا مل گئی ہے پھر تم امیر المومنین کے پاس آنا تو وہ تم سے تمہاری بیماری کا سبب پوچھیں گے تو تم کہنا میں نے ابونواس کے طریدے کا مطالعہ کیا ہے جب اس نے یہ کام کیا تو امیر المومنین راضی ہو گئے۔

اصحاب کہف کے مکمل حالات: لوگوں نے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَ لَمَلِنتَ مِنْهُمْ رِعْبًا.

تو اکثر اہل تفسیر یہ کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کا کتا کتوں کی جنس سے تھا۔ ابن جریج نے روایت کیا ہے کہ وہ شیر تھا۔ اور کبھی کبھی اسد کو بھی کلب کہہ دیتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب پر یہ بددعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر۔

تو اس کو شیر کھا گیا۔ ابن عباس کہتے ہیں وہ خاکستری رنگ کا کتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ سرخ رنگ کا کتا تھا اور اس کا

نام قطمیر تھا۔

مقاتل کہتے ہیں کہ پیلا کتا تھا۔ قرطبی کہتے ہیں وہ زرد سرخی مائل تھا۔ کلبی کہتے ہیں وہ خلنجی رنگ کا تھا۔ بعض نے کہا آسانی

رنگ تھا۔ بعض نے کہا وہ سفید سیاہ سرخ ڈبہ تھا۔

علی بن ابی طالب کہتے ہیں اس کا نام ریان تھا۔

اوزاعی کہتے ہیں مشیر تھا۔ سعید الجمال کہتے حوران تھا۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں اس کا نام بسیط تھا۔ کعب احبار کہتے ہیں

اس کا نام صیہ تھا۔ وہب کہتے ہیں اس کا نام نقی تھا۔ امام مالک کا قصہ اس بارے میں مشہور ہے۔

ایک فرقہ کہتا ہے کہ وہ ایک آدمی تھا جو باورچی تھا۔ اور ایک فرقہ نے کہا وہ انہیں میں سے ایک تھا۔ جو غار کے دروازے پر

جا سوس کے طور پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا نام اس حیوان کے نام سے رکھا گیا جو دروازے پر مقرر ہوتا ہے۔ جیسے جوزاء کے پیچھے آنے

والے ستارے کا نام کلب ہے۔ کیونکہ وہ بھی ان میں سے اس مقام پر ہے جو انسان کے مقابلے میں کتے کا ہے۔ لیکن اس قول کو

بسط الزراعیوں کو کھولنے والی عبارت کمزور کر دیتی ہے۔ کیونکہ یہ عرف عام میں کتے کی صفت ہے۔

ابو عامر مطرزی نے کتاب ایواقیت وغیرہ میں کہا ہے کہ جعفر بن محمد صادق نے یوں پڑھا۔  
وَكَالِبُهُمْ. تو ممکن ہے اس سے آدمی مراد لیتے ہوں۔

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ جنت میں سوائے اصحاب کہف کے کتے کے اور عزیر کے گدھے کے اور صالح کی اونٹنی کے کوئی جانور نہیں جائے گا۔ باب السین کے اوائل میں درندوں کے کلام پر اللہ کے اس فرمان سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ. میں یہ بات گزر چکی ہے۔ اور ہم اس جگہ یہ بات زیادہ کریں گے کہ اللہ کے اس فرمان میں قُلْ رَبِّيَ اعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ. اللہ کے حق میں ”اعلیت“ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں کوئی تعارض نہیں۔

ابن عطیہ مفسر کہتے ہیں کہ انہوں نے ابو الفضل ابن جوہری سے ۴۶۹ ہجری میں یہ بات سنی کہ اہل خیر میں سے سب سے زیادہ پیارا وہ کتا ہے جس نے ان کی برکت کو حاصل کیا۔ وہ اہل فضل کا محبوب بھی ہے اور ان کا ساتھی بھی ہے اللہ نے اس کا ذکر قرآن میں ان کے ساتھ کیا ہے۔

وصید کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں اس سے مراد گھر کا صحن ہے۔ مجاہد کا یہی قول ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں وصید سے مراد مٹی ہے۔ سدی کہتے ہیں اس سے مراد دروازہ ہے۔ ابن عباس سے بھی ایک یہی روایت ہے اور اس کے بارے میں یہ شعر کہا گیا ہے۔

بارض فضاء لا يند و صيدها      علی و معروفی بہا غیر منکر

”کھلی زمین میں جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا گیا اور میری اس کے ساتھ ایسی نیکی ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔“  
عطا کہتے ہیں وصید سے مراد دروازے کی دہلیز ہے۔ تھی کہتے ہیں یہ وہی عمارت ہے جو ان کے اوپر نیچے تھی جیسے اہل لغت کہتے ہیں او صدت الباب و اصدقه. یعنی میں نے اس کو بند کر دیا۔

اور اے محمد ﷺ! اگر آپ ان پر جھانکیں تو آپ ان سے بھاگ جائیں گے اور ان کے رعب سے پھر جائیں گے کیونکہ اللہ نے ان کو ہیبت کا لباس پہنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ اللہ نے ان میں رعب ڈال دیا ہے کہ کوئی ان کو نہ دیکھ سکے۔ بعض نے کہا یہ چیز اس جگہ کی وحشت سے ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ اور اصحاب کہف: ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے معاویہ کے ساتھ روم کی غزوة المصیق کی۔ تو ہم اس غار سے گزرے جہاں اصحاب کہف تھے جن کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ معاویہ نے کہا اگر ہم ان سے پردہ ہٹا کر ان کی طرف دیکھ لیں تو کیا ہی اچھا ہو تو میں نے کہا آپ کے یہ لائق نہیں کیونکہ جو آپ سے بہتر تھے یعنی (نبی ﷺ) ان کو بھی اس بات سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا لَوِ اَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا معاویہ نے کہا میں ضرور دیکھوں گا یہاں تک کہ میں اس کا علم حاصل کر لوں پھر اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ جا کر غار میں داخل ہو جاؤ۔ وہ گئے اور غار میں داخل ہو گئے تو اللہ نے ان پر ہوا کو بھیج دیا جس سے وہ باہر نکل گئے۔

ثعلبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ مجھے اصحاب الکہف دکھاؤ۔ تو اللہ نے کہا آپ ان کو نہیں

دیکھ سکتے۔ لیکن آپ اپنے بڑے بڑے اصحاب میں سے چار کو بھیج دیں نبی ﷺ نے جبریل سے کہا کہ میں ان تک کیسے آدمی بھیجوں تو جبریل نے کہا اپنی چادر بچھائیں اور اس کے کناروں میں سے ایک پر ابو بکر کو دوسرے پر عمر کو تیسرے عثمان کو چوتھے پر علی کو بٹھاؤ پھر اس نرم ہوا کو بلاؤ جو سلیمان کے لئے مسخر تھی۔ کیونکہ اللہ نے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کرے۔ تو آپ نے اسی طرح کیا تو ہوا ان کو باب الکہف کے پاس لے گئی انہوں نے پتھر ہٹایا تو ان پر کتے نے حملہ کر دیا۔ جب ان کو دیکھا تو سر اور دم ہلانے لگا۔ اور ان کی طرف سر سے اشارہ کیا کہ اندر داخل ہو جاؤ۔ وہ غار میں داخل ہوئے اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو اللہ نے ان نوجوانوں کی روچیں واپس لوٹائیں تو وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ پھر کہا اے نوجوانوں کی جماعت نبی ﷺ محمد بن عبد اللہ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا و علی محمد بن احمد بن عبد اللہ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور انہوں نے دین قبول کر لیا۔ کہنے لگے نبی ﷺ کو ہمارا سلام کہنا۔ اور پھر وہ اپنے سونے کی جگہوں میں آخر زمان مہدی کے نکلنے تک چلے گئے۔ پھر کہا جائے گا مہدی تم پر سلام کہتا ہے۔ تو اللہ ان کو زندہ کرے گا اور وہ سلام کا جواب دیں گے پھر وہ اپنے سونے کی جگہوں میں چلے جائیں گے۔ پھر قیامت تک وہیں رہیں گے۔ پھر ہوانے صحابہ کو واپس کر دیا تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا وہ کیسے تھے۔ تو انہوں نے ساری خبر بتا دی تو نبی ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ میرے اور میرے صحابیوں اور میرے معاونوں کے درمیان جدائی نہ ڈال جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے بخش دے اور میرے اہل بیت اور خاص لوگوں سے دوستی رکھ۔

ان کے غار میں جانے کے سبب میں اختلاف کیا گیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ اہل انجیل زمین پر متکبر ہو گئے اور ان کے گناہ بھی عظیم صورت اختیار کر گئے اور جنوں نے ان کو سرکش بنا دیا۔ یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت کرنے لگے اور باطل معبودوں کے لئے ذبیحے بھی کرنے لگے۔ مگر ان میں کچھ لوگ دین مسیح پر موجود تھے۔ جو صرف اللہ کی بندگی کرتے ان کے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا وہ بھی بتوں کی عبادت کرتا اور ان کے لئے جانور ذبح کرتا۔ وہ بادشاہ اصحاب کہف کے شہر فسوس میں آیا تو اہل ایمان اس سے بھاگ گئے کیونکہ اس نے آتے وقت یہ حکم دے رکھا تھا کہ اہل ایمان کو جمع کیا جائے اور ایمان کو دو چیزوں میں اختیار دیتا تھا کہ یا تو بتوں کی پوجا کرو اور یا قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ تو جو شخص زندگی میں رغبت کرتا اسے بتوں کی عبادت کرنی پڑتی اور جو شخص انکار کرتا تو اسے مار ڈالا جاتا پھر ان کی لاشیں شہر کی دیواروں اور اس کے سب دروازوں پر لٹکا دی جاتیں تو یہ نوجوان غمگین ہو گئے اور نماز روزہ تسبیح اور دعا میں مشغول ہو گئے یہ قوم کے اشراف میں سے آٹھ آدمی تھے۔ جب بادشاہ کو ان کا علم ہوا تو اس نے انہیں کہا ایک بات چن لو یا تو بتوں کی عبادت کرو یا میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ تو مکسلمینا جوان میں بڑا تھا کہنے لگا ہمارا ایک معبود ہے جو آسمان اور زمینوں کا بادشاہ ہے وہ ہر چیز سے بہت عظیم اور بہت بزرگ ہے۔ وہی معبود ہے ہم اس کے بغیر کسی کو الہ نہیں سمجھتے۔ بادشاہ نے کہا میں تمہیں جلدی سزا نہیں دیتا کیونکہ تم نوجوان ہو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ موقعہ دوں تاکہ تم نصیحت حاصل کر سکو اور اپنے عقل دوڑا سکو تو انہوں نے اپنے گھر سے خرچہ لیا اور غار کی طرف نکل گئے تو ان کے پیچھے انکا ایک کتابھی ہو گیا۔ کعب کہتے ہیں کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزرے تو وہ انہیں بھونکا تو انہوں نے اس کو بھگا دیا وہ دوبارہ بھونکا تو انہوں نے اس کو پھر بھگا دیا بار بار اسی طرح کیا یہاں تک کہ کتا دو ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا اور دعا کرنے والے کی طرح اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کر کے بولنے لگا

اور کہا کہ تم مجھ سے ڈرو نہیں میں اللہ کے دوستوں سے محبت کرتا ہوں تم جب سوو گے تو میں تمہاری چوکیداری کروں گا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ رات کے وقت بھاگے تھے اور سات آدمی تھے تو ایک چرواہے سے گزرے جس کے ساتھ ایک کتا تھا تو وہ بھی ان کے اس دین پر ان کا پیروکار بن گیا تو وہ غار میں اللہ کی بندگی کرنے لگے اور اپنا خرچہ ایک نوجوان کے حوالے کر دیا جس کا نام تملیخا تھا وہ ان کے لئے شہر سے کھانا خرید کر لاتا تھا وہ ان میں سب سے زیادہ خوبصورت اور طاقت ور تھا۔ وہ جب شہر میں داخل ہوتا تو مساکین کے کپڑے پہن لیتا اور ان کا کھانا خرید کر لاتا اور ان کے لئے شہر کی خبر دریافت کر کے لاتا تھا۔ وہ کچھ عرصہ اسی طرح رہے پھر انہیں تملیخا نے بتایا کہ بادشاہ ان کی تلاش میں ہے تو وہ اس سے گھبرا گئے اور غمناک ہو گئے ایک دفعہ وہ اسی طرح تھے سورج غروب ہونے کا وقت تھا۔ وہ باتیں کر رہے تھے اور کچھ پڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے غار میں ان کے کانوں پر اللہ نے بندش لگا دی ان کا کتا بھی غار کے دروازے پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے تھا تو وہ بھی انہیں کی طرح ہو گیا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ وہ پہاڑ میں ہیں۔ تو اللہ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس نے یہ حکم دیا کہ غار کا منہ بند کر دیا جائے تاکہ بھوک پیاس سے مر جائیں وہ سمجھتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی نزت ہو اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روئیں نیند کی طرح پوری پوری اپنے پاس لے لیں اور فرشتے ان کو دائیں بائیں پلٹاتے تھے۔ بادشاہ کے گھر میں دو آدمی مسلمان تھے تو انہوں نے ان نوجوانوں کے حالات نام و نسب ایک قلعی کی تختی لکھ کر ایک تانبے کے تابوت میں ڈال کر اس کو اس عمارت کے اندر رکھ دیا۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ اصحاب کہف گلے میں طوق ڈالے ہوئے تصویر بنانے والے اور گیسوؤں والے تھے ان کے پاس ایک شکاری کتا تھا تو اپنی ایک عید میں گئے اور اپنے وہ معبود بھی لے گئے جن کی عبادت کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا ان میں سے ایک تو بادشاہ کا وزیر تھا تو وہ سب ایمان لائے لیکن اپنا ایمان آپ ایک دوسرے سے مخفی رکھا تو ان میں سے ایک نوجوان نکلا تو ایک درخت کے سائے میں چلا گیا پھر دوسرا گیا تو اس نے پہلے کو دیکھ کر سمجھا شاید اس کا معاملہ بھی میرے جیسا ہی ہو تو وہ بھی آ گیا مگر اس کے لئے اس کا اظہار نہیں کیا پھر سارے دوسرے بھی ایک ایک کر کے نکل گئے اور ایک درخت کے نیچے جمع ہو گئے تو انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا تم یہاں کس لئے اکٹھے ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ دو آدمی الگ ہو کر اپنا معاملہ ایک دوسرے کو بتاؤ تو دو آدمی الگ ہوئے اور ایک دوسرے کو دل کی بات بتائی تو وہ دونوں خوش خوش واپس آئے کیونکہ وہ ایک ہی معاملے پر سب متفق تھے پھر سب نے اسی طرح کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ سب ایک اور متفق ہیں تو بعض نے بعض سے کہا کہ قَاوُوا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا۔ کہ غار کی طرف جگہ پکڑو یعنی ٹھکانہ بنا لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے سہولت کا کام تیار کر دے گا۔ تو وہ سب غار میں داخل ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا تو وہ تین سو نو سال تک سوئے رہے۔ جب لوگوں سے وہ گم ہو گئے تو انہوں نے ان کے نام اور پورا نسب ایک تختی پر لکھا کہ فلاں اور فلاں ہمارے بادشاہوں کی اولاد فلاں فلاں مہینے فلاں بن فلاں بادشاہ کی بادشاہی میں گم ہو گئے۔ پھر وہ تختی بادشاہ کے خزانہ میں رکھ دی اور کہنے لگے کہ اس کی کوئی خصوصی بات سامنے آئے گی۔

سدی نے کہا۔ جب وہ ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جس کے پاس ایک کتا بھی تھا تو چرواہے نے کہا میں بھی

تمہارے ساتھ جاؤں گا تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ اللہ کی بندگی کروں تو وہ بھی چل پڑا اس کے ساتھ کتا بھی ہو لیا۔ تو وہ کہنے لگے اے راعی یہ کتا ہم کو بھونکے گا تو ہمارے متعلق لوگوں کو بتادے گا اس لئے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو اس نے اس کو بھگایا مگر اس نے ان سے الگ ہونے سے انکار کیا تو انہوں نے اس کو پتھر مارے تو اس نے دعا کرنے والے کی طرح ہاتھ اٹھائے اور بولنے لگا مجھے کیوں بھگاتے ہو مجھے کیوں مارتے ہو مجھے کیوں پتھر مارتے ہیں اللہ کی قسم میں تو اللہ تعالیٰ کو تم سے چالیس سال پہلے کا جانتا ہوں تو انہوں نے تعجب کیا اور ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوا۔

محمد باقر نے کہا اصحاب الکہف صیقلہ (تلواروں کو صاف اور تیز کرنے والے) تھے اور غار کا نام ہیوم تھا اور قصہ اس بارے میں طویل ہے جو تفاسیر اور قصص کی کتب میں مذکور ہے۔ کہیں لمبا ہے کہیں مختصر ہے ان سب سے میں نے واقفیت حاصل کی ہے ان میں ایک وہ جسے امام ابو اسحاق محمد بن احمد بن ابراہیم نسیسا پوری ثعلبی نے اپنی کتاب کشف البیان فی تفسیر القرآن میں بیان کیا ہے جس میں بعض بیان کردہ باتوں میں تکرار ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا۔ کیا تم نے خیال کر رکھا ہے کہ اصحاب کہف اور رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب نشانی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے آیات میں بہت زیادہ عجیب نشانی نہیں ہیں کیونکہ میں نے جو آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں عجائبات رکھے ہیں وہ ان سے زیادہ عجیب ہیں۔ ”کہف“ پہاڑ میں ایک غار تھی اور رقیم میں اختلاف ہے۔

تین غار والے: وہب کہتے ہیں مجھے نعمان بن بشیر انصاری بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ رقیم کا ذکر فرما رہے تھے تو فرمایا تین آدمی اپنے گھر والوں کے لئے کچھ کھانا پانی تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اس دوران وہ جا رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی تو وہ ایک غار میں چلے گئے تو پہاڑ سے ایک بہت بڑی چٹان نے گر کر غار کا منہ بند کر دیا تو وہ اس میں بند ہو گئے تو کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کہ اپنے بہترین اعمال یاد کر کے ان کے وسیلہ سے دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرما دے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ اچھا عمل کیا ہے کہ میرے کچھ مزدور تھے جو کام کر رہے تھے میں نے ہر ایک کو یومیہ مقررہ اجرت پر متعین کیا تھا۔ ایک آدمی میرے پاس دن کے درمیان آیا تو میں نے اس کو بھی دوسرے ساتھیوں سے نصف اجرت پر رکھ لیا تو اس نے باقی دن اتنا کام کیا جتنا پورے دن کام کیا جائے تو میں نے اپنے ذمہ یہ فرض سمجھا کہ اس کو دوسروں کی نسبت کم نہ دوں کیونکہ اس نے نہایت محنت کر کے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کیا ہے۔

تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا آپ اس کو بھی اتنا ہی دے رہے ہیں جتنا مجھے دے رہے ہیں حالانکہ یہ نصف دن میں آیا تھا۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے میں نے تجھ کو مقرر شرط سے کچھ کم نہیں دیا اور یہ میرا مال ہے اسی میں جس طرح چاہوں کروں وہ غصے ہو اور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تو میں نے اس کا حق اپنے گھر کی ایک جانب رکھ دیا تو وہ وہاں کچھ عرصہ پڑا رہا۔ پھر ایک دن میرے پاس سے ایک گائے گزری تو میں نے اس کے لئے ایک بچہ خرید لیا تو وہ بچہ جتنا اللہ نے چاہا بڑھ گیا پھر اس کے بعد ایک بوڑھا آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا میرا تیرے پاس کچھ حق ہے پھر اس نے مجھے اپنی مزدوری یاد دلانی تو میں نے اس کو پہچان لیا میں نے اس کو کہا کہ میں تو تجھ کو تلاش کر رہا ہوں اور یہ تیرا حق ہے اور میں نے سارا کا سارا اس کو دے دیا پھر اس نے کہا اے اللہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے اس لئے ہم سے اس پتھر کو دور کر دے۔ وہ اتنا ہٹا کہ وہ باہر دیکھ سکتے تھے۔



دوسرے نے کہا مجھے ایک دفعہ کی نیکی معلوم ہے کہ میرے پاس مال بہت آ گیا تھا۔ لوگوں پر مالی پریشانیاں آئیں۔ تو ایک عورت مجھ سے مانگنے آئی۔ میں نے کہا میں تب دوں گا جب تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے اس نے انکار کر دیا اور چلی گئی پھر دوبارہ آئی اور مجھے اللہ کے نام کا واسطہ دیا اور اللہ ہی اس کو جاننے والا ہے میں نے اس کو انکار کر دیا اور کہا یہ تب ہو سکتا ہے جب تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے پھر وہ گئی اور اپنے خاوند کو اس کا ذکر کیا تو اس کے خاوند نے کہا کہ تو اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے اور اپنے بچوں کی مدد کر۔ وہ میری طرف آئی اور مجھے اللہ کی قسم دے کر مانگنے لگی اور میں نے وہی بات کہی۔ جب اس نے یہ بات دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا جب میں نے اس کا پردہ ہٹایا اور اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو وہ میرے نیچے سے کانپ گئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے اس نے کہا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا تو اتنی مشکل حالت میں بھی اللہ سے ڈرتی ہے اور میں اتنی نعمتوں کے باوجود اللہ سے نہیں ڈرتا پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے پردہ ہٹانے کے بدلے مجھ پر جو ذمہ تھا میں نے ادا کر دیا اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے تو وہ پتھر کچھ مزید کھل گیا یہاں تک کہ ان کے لئے راستہ واضح ہو گیا۔

تیسرے نے کہا میرے بوڑھے ماں باپ تھے اور میری کچھ بکریاں تھیں۔ میں اپنے ماں باپ کو کھلاتا پلاتا تھا۔ پھر اپنی بکریوں کی طرف واپس آ جاتا ایک دن بارش شروع ہو گئی جس نے مجھے روک دیا یہاں تک کہ شام ہو گئی میں گھر آیا دودھ نکالا اور بکری کو اسی طرح کھڑی چھوڑ کر والدین کے پاس آیا دیکھا تو وہ سو رہے ہیں تو یہ بات مجھ پر گراں گزری کہ میں ان کو جگاؤں۔ اور یہ بھی مشکل تھا کہ بکریوں کو چھوڑ دوں۔ لیکن میں وہاں بیٹھا رہا اور دودھ کا برتن میرے ہاتھ میں تھا یہاں تک کہ صبح کو وہ جاگے تو میں نے ان کو دودھ پلایا۔ پھر اس نے کہا اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہم سے ہٹا دو۔

تو نعمان بن بشیر نے کہا گویا کہ میں نے نبی ﷺ کی زبان سے سن رہا ہوں کہ پہاڑ نے آواز کی طاق طاق تو اللہ نے ان سے کشادگی کر دی اور وہ باہر نکل آئے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رقیم عمان اور ایلہ کے درمیان فلسطین کے قریب ایک وادی ہے۔ اور یہ وادی وہ ہے جہاں اصحاب کہف ہیں۔

کعب کہتے ہیں یہ ان کی بستی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق یہ وادی کا ایک پہلو ہے اور یہ پانی کی جگہ ہے اور عرب کہتے ہیں۔ علیک بالرقمہ ودع الضفہ پانی کی جگہ کو لازم پکڑو اور کنارہ چھوڑ دو اور ضفتان وادی کے دو کناروں کو کہتے ہیں۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں رقیم پتھروں کی تختی ہے بعض نے کہا وہ قلعی کی ایک تختی ہے جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق رقیم کا معنی مرقوم ہوگا۔ یعنی ایسی کتاب جو لکھی گئی ہو۔

اور رقم خط کو کہتے ہیں اور علامت کو اور کتابت کو بھی کہتے ہیں اس کے بعد اللہ نے اصحاب کہف کی صفات بیان کیں تو کہا اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكُهْفِ. یعنی جب وہ نوجوان غار کی طرف لوٹے یا آئے۔

علماء نے ان کی غار کی جانب آنے کے سبب میں اختلاف کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا۔ کہ انجیل والے تکبر کرنے لگے اور ان کے گناہ زیادہ ہو گئے ان کے بادشاہ سرکش ہو گئے بتوں اور طاغوت کی عبادت کرنے لگے۔ اور ان کے لئے جانور ذبح کرنے

لگے۔ ان میں کچھ لوگ دین مسیح پر قائم تھے۔ اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی توحید کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے۔ اور یہ کام ان کے ایک رومی بادشاہ دقیانوس نے کیا۔ وہ بتوں کی عبادت کرتا تھا اور طاغوت کے لئے جانور ذبح کرتا تھا اور جو موحد عیسائی مخالفت کرتا تو اس کو مار ڈالتا۔ روم کی آبادیوں میں جاتا تو ہر مومن کو ضرور آزما تا یہاں تک کہ بتوں کی تعظیم شروع ہو جاتی اور طاغوتوں کے لئے جانور ذبح کئے جاتے۔

اصحاب کہف کے شہر ”افسوس“ گیا تو یہ چیز ان میں سے اہل ایمان پر گراں گزری تو وہ چھپ گئے اور بھاگ گئے۔ اور دقیانوس نے وہاں جاتے وقت ان کا حتی الامکان پیچھا کرنے کا حکم دیا گیا۔

کچھ اہل ایمان جمع کئے گئے۔ اس نے اسی شہر کی پولیس کو ان کے پیچھے لگا دیا تو وہ ان کو ان کی جگہوں سے نکال کر دقیانوس کے پاس لے آتے۔ تو وہ ان کو اس جامع کی طرف لے آتا جہاں بتوں کے لئے جانور ذبح کرتا تھا۔ پھر ان کو دو باتوں میں اختیار دیتا کہ یا بتوں کی بندگی کرو یا پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

تو کچھ لوگ زندگی میں رغبت کرتے اور کچھ لوگ غیر اللہ کی عبادت سے انکار کر دیتے۔ تو مار دیئے جاتے۔ جب اس شہر والوں نے ایمان لانے میں اتنی سختی دیکھی تو اپنے آپ کو عذاب اور قتل کے لئے اسی کے حوالے کر دیتے۔ ان کو کاٹ دیا جاتا اور اس کے جسموں میں سے جو کاٹا جاتا اس کو شہر کی دیواروں اور اس کے نواحی اور دروازوں پر لٹکایا جاتا۔ یہاں تک کہ اہل ایمان کی آزمائش بہت سخت ہو گئی۔ کچھ لوگ اقرار کر لیتے تو ان کو چھوڑ دیا جاتا۔ کچھ دین پر ڈٹے رہتے اور مارے جاتے۔

جب ان نوجوانوں نے یہ بات دیکھی تو بڑے غمناک ہوئے اور نماز روزہ کرنے لگے اور تسبیح و دعا میں مشغول ہو گئے اور یہ روم کے شرفاء میں سے تھے۔ وہ آٹھ آدمی تھے الگ الگ ہو کر عاجزی کرنے لگے۔

رَبَّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا. اے اللہ اپنے مومن بندوں سے یہ فتنہ دور کر دے اور آزمائش اور غم اپنے مومن بندوں سے دور کر دے حتیٰ کہ وہ تیری ہی عبادت علانیہ کر سکیں وہ اسی حال میں تھے کہ ان کو پولیس نے آ پکڑا وہ ان کے نماز کے مقاموں میں داخل ہو گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل سجدے میں پڑے ہیں اور رو کر اللہ کی طرف عاجزی کر رہے تھے۔ اور اس سے کہہ رہے تھے کہ وہ ان کو دقیانوس اور اس کے فتنے سے بچائے۔

جب ان کافروں نے ان کو کہا کہ تم بادشاہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ چلو اس کی طرف۔ پھر وہ ان کے پاس سے آ گئے۔ اور یہ معاملہ دقیانوس کے سامنے پیش کیا اور کہا ہم سارے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپ کے یہ اہل بیت جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ مذاق کرتے ہیں یہ بھی اکٹھے ہوں۔ اس نے جب یہ بات سنی تو ان کے پاس آیا اور دیکھا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور ان کے چہرے خاک آلود تھے۔ تو بادشاہ نے ان سے کہا کہ تم معبودوں کے لئے کیوں جانور ذبح نہیں کرتے کہ جن کی زمین میں عبادت کی جاتی ہے اور تم دوسروں کی طرح کیوں نہیں کرتے۔ تو ہمارے معبودوں کے لئے دوسرے لوگوں کی طرح ذبح کرو یا پھر میں تم کو مار ڈالوں گا۔

تو ان میں سے مکسلمینا نے کہا جو بڑا تھا۔ کہ ہمارا ایک ایسا الہ ہے جس کی عظمت نے آسمان اور زمین کو بھر دیا ہم اس کے بغیر

کسی کو نہیں پکارتے۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ تم جس بات کی طرف ہم کو دعوت دیتے ہو ہم اس کا کبھی بھی اقرار نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم اللہ کی بندگی کریں گے۔ اور اسی کے لئے حمد و شکر و تسبیح ہے۔ ہم اپنے دل سے خالص اسی کی بندگی کرتے ہیں اور اسی سے نجات و خیر مانگتے ہیں۔ ہم بتوں کی عبادت کبھی نہیں کریں گے۔ جو آپ ہم سے سلوک کر سکتے ہیں کر لیں۔ پھر مکملینا کے ساتھیوں نے بھی یہی کچھ کہا۔ جب وہ کہہ چکے تو ان کے وہ لباس اتار لئے گئے جو ان کے بڑوں نے ان کو پہنائے تھے۔ اور کہا اگر تم نے اسی بات پر قائم ہو تو میں تم کو کچھ مہلت دیتا ہوں۔ لیکن جس سزا کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے اس کو میں ضرور پورا کروں گا۔ میں جلدی اس لئے نہیں کر رہا کہ تم نوجوان ہو نو عمر ہو میں نہیں چاہتا کہ تم کو مہلت دیئے بغیر مار دوں کہ جس مہلت میں تم سوچ سمجھ سکو۔ پھر ان کے سونے چاندی کے زیورات اتار لئے گئے اور ان کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

پھر دقیانوس ان کے قریب ہی دوسرے شہروں میں اپنے کسی کام سے گیا۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ دقیانوس ان کے شہر سے نکل گیا ہے تو اس کے آنے سے پہلے پہلے جلدی سے مشورہ کیا کہ ہر آدمی اپنے باپ کے گھر سے خرچہ لے پھر اس سے صدقہ کرے پھر جو بیچ جائے اس کو زادہ راہ کے طور پر ساتھ لے جائے پھر وہ شہر کے قریب ہی ایک پہاڑ کے غار میں چلے جائیں جس کو مخلوس کہا جاتا ہے۔ تو یہ اس میں رہ کر اللہ کی بندگی کرتے رہیں جب دقیانوس آجائے گا تو یہ اس کے پاس جائیں گے پھر وہ ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔ یہ باتیں آپس میں کیں اور ہر آدمی اپنے باپ کے گھر چلا گیا اور وہاں سے کچھ خرچہ لے آیا پھر صدقہ کیا اور جو بیچ گیا ساتھ لے گئے۔ ان کے پیچھے ان کا کتا بھی چلا گیا۔ اس پہاڑ کی غار میں آ کر ٹھہر گئے۔ کعب احبار کہتے ہیں کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزرے جو ان پر بھونکا تو انہوں نے اس کو بھگایا مگر وہ پھر آ گیا۔ یہ کام انہوں نے کئی دفعہ کیا۔ تو کتے نے ان سے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو میری جانب سے خوف نہ کھاؤ میں اللہ کے ولیوں کو دوست رکھتا ہوں تم سو جانا میں تمہاری نگرانی کروں گا۔ ابن عباس نے کہا وہ دقیانوس بن خلانوس سے رات کو بھاگے تھے۔ جب کہ دقیانوس نے ان کو بتوں کی عبادت کی طرف دعوت دی تھی۔ اور یہ سات آدمی تھے۔ ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جس کے پاس اس کا کتا بھی تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ شہر سے نکل کر غار میں چلے گئے۔ جو شہر کے قریب ہی تھی۔ پھر وہاں ٹھہرے رہے اور تسبیح و تحمید نماز روزہ کے سوا کچھ نہ کرتے تھے۔ اپنا خرچہ ایک نوجوان کو دے دیا جس کا نام تملیخہ تھا۔

وہ ان کے کھانے پر مامور تھا وہ ان کے لئے شہر سے خفیہ طور پر کھانا وغیرہ لیتا یہ بڑا خوبصورت اور طاقتور تھا۔ وہ یہ کام کرتا تھا۔ جب بازار جاتا تو اچھے کپڑے اتار کر مسکینوں والے کپڑے پہن لیتا۔ پھر نوٹ لے کر بازار چلا جاتا اور دکان سے کھانا پینا خریدتا اور باتیں وغیرہ سنتا کہ اس کے ساتھیوں کے متعلق کچھ بات ہوتی ہے یا نہیں پھر واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ جاتا۔ اس طرح وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ دقیانوس قریب کے شہر سے واپس آ گیا۔

اور حکم دیا کہ بڑے بڑے لوگ بتوں کے لئے جانور ذبح کریں۔ اہل ایمان اس سے بہت پریشان ہوئے۔ تملیخہ اپنے ساتھیوں کے لئے کھانا پینا بازار سے خرید کر واپس آیا تو رو رہا تھا۔ اور اس کے پاس کھانا بھی تھوڑا تھا۔ تو ان کو بتایا کہ دقیانوس واپس آ گیا ہے۔ اور اس نے شہر کے بڑے بڑے لوگوں کو بتوں کے لئے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب اس نے ان کو یہ بات کہی تو وہ گھبرا گئے۔ اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے اس کو پکارتے رہے اور عاجزی کرتے رہے اور فتنہ سے

پناہ مانگتے رہے۔ پھر تملیخا نے ان سے کہا اپنا سر اٹھاؤ اور اللہ کا رزق کھاؤ اور اس پر توکل کرو۔ انہوں نے سر اٹھایا تو اپنی جانوں کے خوف کی وجہ سے ان کے آنسو بہ رہے تھے۔ انہوں نے اس سے کھایا اور باتیں کرنے لگے کچھ پڑھنے پڑھانے لگے یہ شام کا وقت تھا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ان کے کانوں کو بند کر دیا اور ان کا کتا غار کی دہلیز پر پاؤں پھیلانے ہوئے تھا تو اس کے کانوں پر بندش لگا دی گئی اور سب لوگ مومن اور یقین رکھنے والے تھے اور ان کا خرچہ ان کے سروں کے پاس تھا۔ جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ کو وہ نہ ملے تو اس نے ان کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ تو اس نے بعض دوستوں سے کہا۔ کہ مجھے ان نوجوانوں نے تنگ کر دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ان پر بڑا غضبناک ہوں۔ کیونکہ وہ میرے معاملے سے بے خبر ہیں اور میں ان میں سے کسی پر بھی جاہلوں والا کام نہیں کروں گا۔ بشرطیکہ وہ توبہ کریں اور میرے معبود بتوں کی عبادت کرنے لگ جائیں۔ تو اس کے وزراء نے کہا۔ آپ کو یہ نہیں چاہیے کہ ایسے سرکش فاجر نافرمانوں پر جو اپنے ظلم اور معصیت پر قائم ہیں سے رحم دالانہ سلوک کریں۔ حالانکہ آپ نے ان کو موقع بھی دیا ہے۔ اگر وہ چاہتے تو اس وقت تک واپس آ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا۔ جب لوگوں نے یہ بات کہی تو وہ بڑا غضبناک ہو گیا اور ان کے باپوں کو بلا بھیجا ان سے ان کے بارے میں پوچھا کہ مجھے اپنے سرکش بیٹوں کے بارے میں بتاؤ کہ جنہوں نے میری نافرمانی کی ہے تو انہوں نے کہا ہم تو آپ کی نافرمانی نہیں کرتے پھر ان کے بدلے میں ہم کو کیوں مارتے ہو۔ وہ تو ہمارے مال کو بھی لے گئے ہیں اور ان کو شہر کے بازاروں میں تباہ کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور منخلوس پہاڑی پر چڑھ گئے ہیں جب بادشاہ سے یہ بات کہی تو بادشاہ نے ان کو چھوڑ دیا۔

اب بادشاہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ان نوجوانوں سے کیا سلوک کرے پھر اللہ نے دقیانوس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ غار کا منہ بند کر دیا جائے اس طرح کر کے اللہ نے ارادہ کیا کہ ان کو ان کے بعد والوں کے لئے نشانی اور یادگار بنا دے۔ اور یہ کہ ان کے لئے یہ واضح کر دے کہ قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ اہل قبور کو اٹھائے گا۔ اور دقیانوس نے کہا کہ ان کو ایسے ہی چھوڑ دو تا کہ یہ غار میں بھوکے پیاسے مرجائیں۔ اور ان کی غار ان کے لئے قبر بن جائے۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ بیدار ہیں اور جو کچھ ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس کو جانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کی رو میں نیند کی موت کی طرح قبض کر لیں اور ان کا کتا اپنی کلائیاں بچھا کر غار کے دروازے پر ہے۔ اس کو بھی نیند نے ڈھانپ لیا۔ ان کو دائیں بائیں الٹایا جاتا ہے۔ پھر دوسرا آدمی جو بادشاہ کے گھر میں تھے وہ اپنا ایمان دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ ایک کا نام مندروس اور دوسرے کا نام دو ماس تھا انہوں نے مشورہ کیا پھر ان نوجوانوں کے نام نسب پتہ ایک قلعی کی تختی پر لکھ کر اس کو ایک تانبے کے تابوت میں ڈال کر اس عمارت میں رکھ دیا۔ کہنے لگے شاید کہ نوجوانوں پر کوئی مومن قوم غالب آ جائے تو وہ اس کو پڑھ کر ان کی خبر معلوم کر لیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس پر ایک عمارت تعمیر کر دی۔

پھر کچھ عرصہ دقیانوس زندہ رہا پھر مر گیا اس کی قوم کئی سالوں تک باقی رہی اور کئی بادشاہوں کے بعد کئی دوسرے بادشاہ بنے۔ عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کچھ نوجوان تھے۔ ہاروں کنگنوں اور گیسوؤں والے تھے ان کے ساتھ ان کا شکاری کتا بھی تھا۔ وہ بہترین لباس اور سواریوں میں ایک بہت بڑی عید کی طرف گئے اور اپنے ساتھ وہ اپنے معبود بھی لے لئے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کے دلوں میں ایمان ڈال دیا ان میں سے ایک بادشاہ کا وزیر بھی تھا وہ سب ایمان لائے ان میں سے ہر ایک نے اپنا ایمان دوسرے ساتھی سے چھپایا۔ اور ایک دوسرے پر اظہار کئے بغیر انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم ان لوگوں کے درمیان سے نکل جائیں گے۔ تاکہ ان لوگوں کے جرم کا عذاب ہمیں نہ پہنچے۔ تو ان میں سے ایک نوجوان نکل کر ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھا۔ پھر دوسرا نکلا تو اس نے اس کو اکیلا بیٹھا دیکھا تو اس نے اس پر ظاہر کئے بغیر یہ امید کی کہ اس کا معاملہ میرے جیسا ہی ہے پھر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر دوسرے بھی نکلے وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے پھر وہ وہاں جمع ہو گئے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تم یہاں کیوں جمع ہوئے ہو دوسرے نے بھی یہی پوچھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے اپنا ایمان چھپا رہا تھا کیونکہ اس کو اپنی جان کا خوف تھا۔ ان سب نے کہا کہ تم میں سے دونو جوان علیحدہ ہو کر ہر ایک اپنے ساتھی سے اپنے دل کی بات ظاہر کرے ان میں دونو جوان الگ ہوئے تو ان دونوں کی رائے آپس میں متفق تھی انہوں نے آپس میں گفتگو کی تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو اپنا معاملہ بتایا پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف خوشی خوشی آئے اور کہنے لگے کہ ہم دونوں ایک بات پر متفق ہو گئے ہیں تو آخر میں معلوم ہوا کہ وہ سب ایک ہی بات پر متفق ہیں اور وہ ایمان ہے۔

پہاڑ میں ایک غار بھی ان کے قریب ہی تھی تو ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا فَاوُوا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرفَقًا تم غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہیں تمہارے معاملے میں نرمی مہیا کرے گا۔

تو وہ غار میں داخل ہو گئے اور ان کا کتابھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ تین سو نو سال وہاں سوئے رہے۔ بادشاہ اور ان کی قوم سے وہ لوگ گم ہو گئے تو انہوں نے ان کو تلاش کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے نشانات اور غار پوشیدہ کر دی جب وہ ان کو پکڑنے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے ان کے نام و نسب ایک قلعی کی تختی پر لکھ دیئے کہ فلاں اور فلاں ہمارے بادشاہوں کے لئے فلاں مہینے سال مملکت سے گم ہیں۔ پھر اس تختی کو انہوں نے بادشاہی کی الماری میں رکھ دیا تو وہ کہنے لگے اس معاملے کے لئے کوئی خصوصی بات سامنے آئے گی یہ بادشاہ مر گیا اس کے بعد کئی صدیاں گزر گئی۔

وہ بن مندہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری اصحاب کہف کے شہر کی طرف آیا تو اس نے اس میں داخل ہونا چاہا تو اس سے کہا گیا کہ شہر کے دروازے پر ایک بت ہے جس کو سجدہ کئے بغیر کوئی شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو اس نے اس میں جانا مکروہ سمجھا۔ وہ اس شہر کے قریب ایک حمام میں گیا۔ اس حمام والے کے پاس وہ مزدوری کرنے لگا۔ حمام والے نے اپنے حمام میں برکت دیکھی اور اس پر رزق کی بارش ہونے لگی۔ تو یہ حمام والا اس کا خیال رکھنے لگا۔ شہر کے کچھ نوجوانوں کا تعلق اس حواری سے ہو گیا وہ ان کو زمین و آسمان اور آخرت کی خبریں دینے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر دی تو وہ اس کی طرح خوش حال و خوش منظر ہو گئے۔ اس حواری نے حمامی سے یہ شرط کی ہوئی تھی کہ رات کے وقت میرے درمیان کوئی بھی حائل نہ ہوگا اور نہ ہی میری نماز میں کوئی رکاوٹ ہوگا وہ اسی حال میں تھے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا بیٹا کسی عورت کے ساتھ آیا اور اس کو حمام میں لے کر داخل ہوا تو حمام والے نے اس کو عار دلانی اور کہا کہ تو بادشاہ کا بیٹا ہو کر اس عورت کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو وہ دونوں شرمائے اور چلے گئے۔

وہ دوبارہ آئے تو اس نے پہلے کی طرح اسے کہا تو اس بادشاہ کے بیٹے نے اس کو جھڑکا اور برا بھلا کہا اور اس کی طرف توجہ نہ کی پھر وہ دونوں اکٹھے حمام میں داخل ہو گئے اور اکٹھے وہاں حمام کے اندر مر گئے۔ جب بادشاہ آیا تو اس سے کہا گیا کہ حمام والے نے تیرے بیٹے کو قتل کیا ہے تو بادشاہ نے اسے تلاش کیا مگر وہ بھاگ گیا اور وہ اسے پکڑ نہ سکے تو بادشاہ نے کہا اس کے ساتھ کون رہتا تھا تو لوگوں نے اس نوجوان کا نام لیا۔ تو لوگ ان دونوں کی تلاش میں نکلے وہ نوجوان شہر سے باہر نکل گئے۔

تو ایک ساتھی کے پاس سے ایک کھیت میں سے گزرے۔ اس کا ایمان ان کے ایمان جیسا تھا۔ تو انہوں نے اس سے ذکر کیا کہ ان کی تلاش ہو رہی ہے تو وہ بھی ان سے ساتھ چل پڑا۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ یہاں تک کہ وہ رات کو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم یہاں رات گزاریں گے پھر صبح کو ہم آپس میں بات کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں کو بند کر دیا۔

پھر بادشاہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کی تلاش میں نکلا تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ غار میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی آدمی بھی غار میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ مرعوب ہو جاتا تو ان میں سے کسی کو بھی اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی تو بادشاہ کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا۔ کیا آپ ان کے قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے تو اس نے کہا کیوں نہیں تو اس آدمی نے کہا اس غار پر دروازہ بنا دو اور ان کو اس میں بند کر کے چھوڑ دو وہ اس میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے تو بادشاہ نے اسی طرح کیا۔

وہب کہتے ہیں کہ غار کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد کئی زمانے گزر گئے پھر ایک چرواہے کو غار کے دروازے کے پاس بارش نے آیا تو اس نے اپنے دل میں کہا کاش کہ اس غار کا دروازہ کھل جائے تو میں اپنی بکریوں کو بارش سے بچانے کے لئے اس غار میں داخل کر دوں پھر بار بار کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے اس کو کھول دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں دوسرے دن صبح تک لوٹا دیں۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں پھر ان علاقوں کا بادشاہ ایک نیک آدمی بنا جس کو تا دو سیوس کہا جاتا ہے جب یہ بادشاہ بنا تو یہ ۸۸ سال بادشاہت کرتا رہا پھر اس کی رعیت میں فرقہ بندی ہونے لگی کچھ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ قیامت حق ہے اور کچھ لوگ ان سب چیزوں کا انکار کرتے تھے اس نیک بادشاہ پر یہ بات گراں گزری تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی شکایت کی اور گریہ زاری کی۔ اور جب دیکھا کہ اہل باطل زیادہ ہو رہے ہیں اور اہل حق پر غالب آ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ زندگی صرف اس دنیا کی زندگی ہے روحمیں اٹھائی جائیں گی مگر اجسام نہیں اٹھائے جائیں گی کیونکہ جسموں کو زمین کھا جاتی ہے اور جو کچھ کتاب میں تھا اسی کو وہ بھول گئے تو بادشاہ نے ہر اس شخص کو پیغام بھیجا جس میں اس کو خیر کی امید ہوتی کہ میں حق میں تمہارے ساتھ ہوں تو لوگ قیامت کا انکار کرنے لگے یہاں تک قریب تھا کہ وہ لوگوں کو حق سے اور حواریوں کے دین سے پھیر دیتے۔

جب اس بادشاہ نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنے گھر میں داخل ہو کر اپنے اوپر گھر کے دروازے بند کر لئے۔ اور بوریا پہن لیا اور نیچے راکھ ڈال کر بیٹھ گیا مسلسل رات دن اس پر بیٹھ کر عاجزی کرتا رہا اور لوگوں میں جو بد اعمالیاں دیکھتا ان کی وجہ سے روتا رہا اور یوں کہتا اے میرے رب تو نے ان لوگوں کا اختلاف دیکھ لیا ہے اس لئے تو ان پر ایسا آدمی بھیج کہ جو ان پر حق کو واضح کر دے

پھر اللہ رحمان رحیم نے جو لوگوں کی ہلاکت کو ناپسند سمجھتا ہے۔ ارادہ کیا کہ ان نوجوانوں کو ظاہر کرے جو غار والے ہیں اور لوگوں کے سامنے ان کی شان واضح کرے اور ان کو ایسی نشانی بنائے جو ان کے لئے وضاحت اور بیان ہو۔ اور مخالفوں کے خلاف حجت ہوتا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے تاودوسیوس کی دعا قبول کرے گا اس پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور اس کی بادشاہی اور ایمان اس سے نہیں چھینے اور یہ کہ وہ اللہ کی بندگی کرے گا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گا۔ اور یہ کہ اللہ تمام مومنوں کو اس کے شہر میں جمع کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل کہف کے پہاڑ والوں میں سے ایک آدمی کے دل میں یہ بات ڈال کہ وہ اس میں بکریوں کا ایک باڑہ بنائے تو اس نے دو مزدور لئے اور ان کو یہ پتھر ہٹانے کے لئے کہا اور یہ کہ وہ اس جگہ باڑہ بنا دیں یہاں تک کہ اس غار کا منہ خالی ہو گیا اور دروازہ کھل گیا تو ان لوگوں کے رعب کی وجہ سے اللہ نے ان کو حجاب میں کر لیا یہاں تک کہ سب سے بہادر آدمی بھی اندر داخل ہو کر ان کو دیکھنا چاہتا تو ان کے کتے کو غار کے دروازے پر ان کے سامنے کھڑا دیکھتا۔

جب پتھر ہٹائے گئے اور غار کا دروازہ کھل گیا تو اللہ صاحب عظمت نے حکم دیا کہ وہ غار کے سامنے بیٹھ جائیں تو وہ خوشی سے بیٹھ گئے ان کے چہرے بھی خوش تھے اور ان کا مزاج بھی ٹھیک تھا۔ ایک دوسرے کو سلام کہا جیسا کہ وہ اسی وقت جاگے ہیں جس وقت وہ ہمیشہ صبح کو جاگا کرتے تھے۔

پھر انہوں نے نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ اپنے جسم چہروں رنگوں میں ان کو کوئی ناپسند اور اجنبی چیز نظر نہ آئی بلکہ وہ اسی حالت کی طرح ہی تھے جس طرح وہ سوئے تھے۔ اور اور وہ سمجھتے تھے کہ بادشاہ دقیانوس ان کی تلاش میں ہے۔ اس لئے انہوں نے جب نماز پوری کی۔ تو تملیخا سے کہنے لگے (جو ان کے اخراجات کرنے والا تھا) کہ ہمارے پاس وہ خبر لاؤ جو کل لوگوں نے ہمارے بارے میں بادشاہ سے کہی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم اسی طرح سوئے ہیں جس طرح پہلے سویا کرتے تھے۔ لیکن یہ خیال تھا کہ آج رات پہلے سے کچھ زیادہ سوئے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ کتنی دیر سوئے ہو۔ تو کہنے لگے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ سوئے ہوں گے۔ پھر کہنے لگے تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کتنی دیر سوئے رہے۔ یہ سب باتیں ان کے دل میں معمولی تھیں۔ تملیخہ نے کہا تم گم ہو گئے ہو اور شہر میں تم کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے آج تم کو لایا جائے گا اور تم بتوں کے لیے ذبح کرو گے یا تم کو قتل کر دیا جائے گا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ چاہے گا کرے گا۔

تو مکسلمینا نے کہا بھائیو جان لو کہ تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر مت کرنا۔ کیونکہ کل تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ تو جب تمہیں بادشاہ کل بلائے تو تم ایمان لانے کے بعد کفر نہ کرنا پھر اس نے تملیخا سے کہا تم شہر جاؤ اور جو کچھ آج ہمارے بارے میں کہا جا رہا ہے وہ سن کر آؤ۔

اور دقیانوس کی مجلس میں ہمارے بارے میں جو کچھ باتیں ہو رہی ہیں جو بھی سن کر آؤ۔ اور دیکھنا نہایت رازداری سے کام کرنا تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور ہمارے لئے کھانا بھی خرید کر لانا۔ ہمیں بہت بھوک لگی ہے۔ اور جتنا تو ہمیشہ لاتا تھا اس سے زیادہ لے کر آنا۔ کیونکہ وہ تھوڑا ہوتا ہے۔ ہم صبح سے بھوکے ہیں۔ تملیخا نے اسی طرح کیا جس طرح کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے کپڑے اتارے

اور اجنبی کپڑے پہن لئے اور ایک سکہ لیا جس پر دقیانوس کی مہر تھی۔ وہ خفاف الریح کی طرح تھی۔ تو تملیخہ باہر نکلا اور دروازے پر پہنچ کر دیکھا کہ غار کے دروازے سے پتھر بٹے ہوئے ہیں اس نے اس سے بڑا تعجب کیا۔ پھر بے پروائی سے گزر گیا یہاں تک کہ خفیہ طور پر شہر کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اور ڈر رہا تھا کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے اور اس کو دقیانوس تک نہ لے جایا جائے اور اس کو معلوم نہیں تھا کہ دقیانوس اور اس کے گھروالے سب مر گئے ہیں۔ جب تملیخہ نے شہر کا دروازہ دیکھا تو اس پر اہل ایمان کی علامت تھی۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور چھپ کر اس کی طرف دیکھنے لگا پھر اس نے دائیں جانب دیکھا تو اس کو کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا جس کو وہ پہچانتا ہو۔ پھر اس نے یہ دروازہ چھوڑ دیا اور دوسرے کی طرف چلا گیا وہاں بھی یہی صورت حال تھی پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو وہ شہر ہے ہی نہیں جس کو وہ پہچانتا تھا۔ اور اس نے بہت سے نئے لوگ دیکھے جن کو وہ پہلے جانتا ہی نہ تھا۔

وہ چلتے چلتے تعجب کر رہا تھا لوگوں سے بھی اور اپنی ذات سے بھی اور اس کے دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ بھولا ہوا اور حیران ہے پھر وہ جس دروازے سے آیا تھا اسی کی طرف واپس چلا گیا تو ان لوگوں سے اور اپنی ذات سے مزید تعجب کرنے لگا۔ اور دل میں کہنے لگا کاش کہ مجھے معلوم ہو کہ کل شام کو لوگ اس علامت کو چھپاتے تھے اور اس کے ذریعے وہ چھپتے تھے۔ آج یہ علامت ظاہر ہے؟ شاید میں خواب میں ہوں۔ پھر وہ دیکھا کہ میں سویا ہوا نہیں ہوں پھر اپنی چادر اپنے سر پر ڈال کر شہر میں داخل ہو گیا۔ پھر اس کے بازاروں میں چلنے لگا تو اس نے بہت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پھر عیسیٰ علیہ السلام کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تو اس کے تعجب میں مزید اضافہ ہوا اس نے دیکھا کہ وہ بیہوش اور حیران ہے تو اپنی پیٹھ کو شہر کی دیواروں میں سے ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور دل میں کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یہ معلوم نہیں کل شام تک تو یہ سب کچھ نہ تھا اور زمین کے اوپر کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جس کو میں پہچانتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے اور قتل نہ کر دیا جائے لیکن آج صبح کو میں ہر آدمی کو سن رہا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے رہا ہے اور کسی سے نہیں ڈرتا پھر اس نے دل میں کہا کہ شاید یہ وہ شہر نہ ہو جسے میں پہچانتا ہوں کہ میں ان لوگوں کا کلام تو سن رہا ہوں مگر ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا خدا کی قسم یہ شہر تو ہمارے شہر کے قریب بھی نہیں تھا۔ پھر وہ حیران سا ہو کر کھڑا ہو گیا اور کسی طرف بھی رخ نہ کرتا تھا پھر ایک نوجوان لڑکے کو ملا اس سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے وہ کہنے لگا اس کا نام افسوس ہے۔

پھر وہ دل میں کہنے لگا شاید مجھے جن بھوت کا سایہ ہو گیا ہو یا کوئی اور بات ہے۔ جس سے میری عقل ختم ہو گئی خدا کی قسم مجھے چاہیے کہ میں بہت جلد یہاں سے نکل جاؤں اور کسی مصیبت کے آنے سے پہلے پہلے جلدی سے چلا جاؤں (یہ سب حالات تملیخہ نے اپنے ساتھیوں کو اس وقت بتائے تھے جب جا کر ان کو حالات سنائے) پھر وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا خدا کی قسم اگر میں اس سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جاؤں کہ کوئی مجھے پہچان لے تو زیادہ عقل مندی کی بات ہوگی۔ پھر ان لوگوں کے پاس گیا جو کھانا بیچتے تھے تو اپنا چاندی کا سکہ جو اس کے پاس تھا نکالا تو وہ ان میں سے ایک آدمی کو دیا اور اس سے کہا اے اللہ کے بندے اس چاندی کا کھانا دے دو تو اس آدمی نے وہ لے لیا اور اس کے پر منتقل مہر دیکھی اور اس سے تعجب کیا پھر اس کو ساتھ کے دوسرے آدمی کو دیا تو اس نے اس کو دیکھا پھر وہ اس کے کو ایک دوسرے کو دیکھنے کے لئے دیتے رہے۔ اور وہ اس سے تعجب کرتے اور ایک دوسرے سے مشورے کرنے لگے۔ بعض نے کہا کہ اس شخص کو کہیں سے زمین میں چھپا ہوا پرانا طویل عرصے کا خزانہ ملا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ مشورے کر رہے ہیں اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اسے کہیں سے خزانہ ملا ہے تو وہ ان سے بہت خوفزدہ



ہو گیا اور نہایت غمگین ہو گیا۔ یہاں تک کہ کانپنے لگا۔ اور اس نے خیال کیا کہ یہ لوگ اس کو پہچان گئے اور چاہتے ہیں کہ اس کو اپنے بادشاہ دقیانوس کے پاس لے جائیں کچھ اور لوگ آئے تو اس سے شناخت پوچھتے تو اس نے انہیں ڈرتے ڈرتے کہا میری ضرورت کی چیز دے دو تم نے مجھ سے میرا اسکے لے لیا ہے ورنہ اپنا کھانا اپنے پاس رکھو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ کہنے لگے اے نوجوان تو کون ہے اور تیرے حالات کیا ہیں خدا کی قسم تو نے کہیں سے پہلے لوگوں کا خزانہ نکالا ہے اور تو چاہتا ہے کہ اس کو ہم سے چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اس لئے ہمارے ساتھ چل اور اس خزانے میں ہمیں شریک کر تیرا خزانہ بھی پوشیدہ رہ سکتا ہے ورنہ ہم تجھے بادشاہ کے پاس لے جائیں اور اس کے حوالے کر دیں گے تو وہ تجھے مار ڈالے گا۔ جب اس نے ان کی بات سنی تو اس نے دل میں تعجب کیا اور کہنے لگا تمام وہ امور جن سے میں ڈرتا تھا وہ سب مجھ پر آگرے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا اے نوجوان خدا کی قسم تجھے جو بھی خزانہ ملا ہے تو اس کو چھپا نہیں سکتا اور تو اپنے دل سے یہ خیال نہ کر کہ وہ تیرے پاس پوشیدہ ہی پڑا رہے گا۔

تملیخا کو معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کیا کہے اور کیا جواب دے۔ اور خوف و حیرت سے ان کو جواب نہ دے سکتا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ کلام ہی نہیں کرتا تو انہوں نے اسی کی چادر لے کر گلے میں ڈال لی پھر اسے شہر کی گلیوں میں گھمانے لگے یہاں تک جو بھی وہاں تھا سب نے اس کے متعلق سن لیا۔ اور کہا جانے لگا کہ ایک آدمی کو کہیں سے خزانہ ملا ہے اس آدمی کو پکڑ لیا گیا ہے اور سارے شہر والے چھوٹے بڑے اس کے پاس جمع ہیں تو لوگ اسے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ نوجوان اس شہر کا نہیں ہے اور ہم نے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی اسے پہچانتے ہیں تملیخا ان کی باتیں سنتا لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ ان کو کیا کہے جب تمام شہر والے اکٹھے ہو گئے تو وہ ڈر گیا اور کچھ نہ بولا اگر وہ کہتا کہ میں اسی شہر کا ہوں تو کوئی نہ مانتا مگر اس کو یقین تھا کہ اس کا باپ بھائی شہر میں ہیں اور اس کے رشتہ دار شہر کے بڑے لوگوں میں سے ہیں اور وہ بھی جب سنیں گے تو آجائیں گے۔ اور اسے یقین تھا کل شام کو وہ اس شہر کے اکثر لوگوں کو جانتا تھا لیکن آج کسی کو نہیں جانتا۔ اسی دوران وہ حیران کھڑا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ میرے گھر والوں میں سے کوئی آئے گا اس کا باپ یا بھائی اس کو لوگوں سے جو اس پکڑ کر لے جائیں گے چھڑالیں گے۔

لوگ اس کو شہر کے دو بڑے رئیسوں اور ناظموں کے پاس لے گئے جو شہر کے معاملات کا انتظام کرتے اور وہ دونوں نیک آدمی تھے ان میں سے ایک کا نام ارموس تھا اور دوسرے کا اصفوس تھا جب لوگ اس کو ان دونوں کے پاس لے گئے تو تملیخا نے خیال کیا کہ وہ لوگ اس کو دقیانوس سرکش کی طرف لے جا رہے ہیں جس سے وہ بھاگے تھے اس لئے دائیں بائیں طرف متوجہ ہو رہا تھا اور لوگ اس سے تمسخر اور ٹھٹھے کئے جاتے تھے جس طرح حیران اور مجنون سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ تملیخا رونے لگا پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگا۔

اَللّٰهُمَّ اِلٰهَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَفْرِغْ عَلٰى الْيَوْمِ صَبْرًا وَّ اَوْلِجْ مَعِيَ رُوْحًا مِنْكَ تُؤَيِّدُنِيْ بِهٖ عِنْدَ هٰذَا الْجَبَّارِ .

یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کے معبود مجھ پر آج صبر ڈال اور ایسی روح ڈال جو مجھے اس جبار اور سرکش کے خلاف مدد دے سکے۔

پھر تملیخا رونے لگا اور کہنے لگا میرے اور میرے بھائیوں میں جدائی پڑ گئی کاش کہ انہیں معلوم ہو کہ میرے ساتھ کیا ہوا اور مجھے

کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ اگر وہ جانتے تو میرے پاس آجاتے پھر ہم اس جبار کے سامنے اکٹھے کھڑے ہوتے ہم نے آپس میں اتفاق و موافقت کر رکھی ہے کہ ہم اکٹھے ہوں گے اور اللہ کے ساتھ نہ کفر کریں گے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں گے اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی طاغوت کی عبادت کریں گے اب میرے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے تو میں ان کو اب نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی وہ مجھے دیکھ رہے ہیں ہم نے تو یہ اتفاق کیا تھا کہ ہم زندگی اور موت کے وقت کبھی بھی جدا نہ ہوں گے کاش کہ مجھے معلوم ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور کیا یہ ظالم مجھے قتل کر ڈالے گا یا نہ (اور یہ باتیں تمہلیخا نے اپنے ساتھیوں کو بتادی تھیں جب وہ ان کی طرف واپس گیا تھا) پھر وہ ان دونوں آدمیوں کے پاس گیا جو انتہائی نیک آدمی تھا یعنی ارموس اور اصفوس کے پاس۔ جب تمہلیخا نے دیکھا کہ اس کو دقیانوس کے پاس نہیں لے گئے تو وہ ہوش میں آ گیا اور اس کا رونا بھی تھم گیا۔ تو ارموس اور اصفوس نے وہ سکہ لیا اور اس کو دیکھا تو اس سے تعجب کرنے لگے پھر ان میں سے ایک نے کہا تو نے یہ خزانہ کہاں سے پایا ہے۔ اے نوجوان یہ سکہ بتاتا ہے کہ تجھے کہیں سے خزانہ ملا ہے۔ تمہلیخا نے کہا مجھے خزانہ نہیں ملا بلکہ یہ سکہ میرے آباء کا ہے اور اس پر اس شہر کی تصویر اور مہر کندہ ہے لیکن خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میری حالت کیا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ میں تمہیں کیا کہوں تو ایک نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا تمہلیخا اور میں تو یہی سمجھتا ہوں۔ کہ میں اس شہر کا ہوں تو لوگوں نے پوچھا تیرا باپ کون ہے اور تجھے یہاں کون جانتا ہے تو اس نے اپنے باپ کا نام بتایا تو اس کو اس کے باپ کو کوئی نہ جانتا تھا۔

تو ان میں سے ایک نے کہا تو جھوٹا ہے سچ نہیں بتا رہا تو تمہلیخا کو معلوم نہ تھا کہ کیا کہے تو اس نے اپنا سر زمین کی طرف جھکا لیا تو آس پاس کے کسی آدمی نے کہا کہ یہ دیوانہ ہے بعض نے کہا دیوانہ نہیں صرف اپنے آپ کو احمق جان بوجھ کر بنا رہا ہے تاکہ تم سے رہائی حاصل کر سکے۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے سخت نظر سے اس کو دیکھا اور کہا تو سمجھتا ہے کہ ہم تجھے چھوڑ دیں گے اور تیری یہ بات مان لیں گے کہ یہ مال تیرے باپ کا ہے۔ اور اس کے پر تین سو سال سے زیادہ پرانی مہر اور نقش ہے اور تو نوجوان آدمی ہے تو خیال کرتا ہے کہ ہم کو جھوٹ کہہ دے اور ہم سے تمسخر کرنے لگے۔ ہم سفید بالوں والے ہیں جس طرح تو دیکھ رہا ہے اور اس شہر کے سردار اور اس کے والی و حاکم تیرے آس پاس ہیں۔ اس شہر کا خزانہ ہمارے پاس ہے اور ہمارے پاس اس مہر کا ایک درہم بھی نہیں اور نہ کوئی دینار ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں تیرے متعلق حکم دوں تجھے مارا جائے اور سخت عذاب کیا جائے۔ پھر میں تجھے باندھ دوں تو تو اپنے اس خزانے کا اقرار کر لے جو کہیں سے پایا ہے۔

جب اس نے تمہلیخا سے یہ کہا تو وہ کہنے لگا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں تم وہ مجھے سچ بتا دو اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں بھی تم کو جو کچھ میرے پاس ہے میں بتا دوں گا۔ انہوں نے کہا پوچھ ہم تجھ سے کوئی چیز نہیں چھپائیں گے اس نے کہا پھر ملک دقیانوس کہاں ہے انہوں نے کہا ہم نے پوری زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں جانتے مگر ایک بادشاہ جو کافی عرصہ سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد کئی زمانے ہلاک ہوئے تو تمہلیخا کہنے لگا اللہ کی قسم لوگوں میں سے کوئی میری تصدیق نہیں کرتا کہ ہم بادشاہ کے نوجوان ہیں اس نے ہمیں بتوں کی عبادت پر اور طاغوت کے لئے ذبح کرنے کے لئے مجبور کیا تو ہم اس سے کل شام کو بھاگ کر چلے گئے وہاں سو گئے جب ہم بیدار ہوئے تو میں ان کے لئے کھانا لینے اور شہر کی خبریں لینے کے لئے آیا ہوں مگر میں اس حال میں ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو تم میرے پاس اس غار میں جاؤ جو مخلص پہاڑ میں ہے میں تمہیں اپنے ساتھی بھی دکھاؤں۔ جب ارموس اور اصفوس

نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا اے لوگو شاید یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہو جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس نوجوان کے ہاتھوں ظاہر کی ہو تو آؤ ہم اس غار میں اس کے ساتھ جائیں تاکہ اس کے ساتھیوں کو جیسا کہ یہ کہہ رہا ہے ہم دیکھ لیں۔

تو اس کے ساتھ ارموس اور اصطفوس چلے گئے اور ان کے ساتھ تمام شہر والے اصحاب کہف کی طرف انہیں دیکھنے چھوٹے بڑے چل پڑے۔ اور اصحاب الکہف نوجوانوں نے جب یہ دیکھا کہ تمہلیخا نے کھانے پینے سمیت حسب توقع وقت سے زیادہ دیر لگا دی انہیں یہ گمان ہونے لگا کہ وہ کہیں پکڑا گیا ہے اور اسے بادشاہ دقیانوس کے پاس لے جایا گیا ہے جس سے یہ بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ وہ اسی خیال و گمان میں خوفزدہ تھے کہ انہوں نے گھوڑے چلنے کی آوازیں سنیں جو ان کی طرف اوپر پہاڑ کی طرف چڑھ رہے تھے تو انہوں نے خیال کیا اس سرکش بادشاہ دقیانوس کے ایلچی ہیں جو ہمارے لے جانے کے لئے بھیجے گئے ہیں جب یہ آوازیں سنیں تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کو سلام کہنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ آؤ اپنے بھائی تمہلیخا کے پاس چلیں کیونکہ وہ اس وقت اس سرکش بادشاہ دقیانوس کے پاس ہوگا اور ہماری انتظار کر رہا ہوگا کہ ہم کب اس کے پاس جاتے ہیں۔

وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ وہ لوگ غار کے منہ پر آ کر بیٹھ گئے تو انہوں نے ارموس اصطفوس اور کچھ شہر کے دوسرے لوگوں کو غار کے دروازے پر دیکھا اور ان سب سے آگے تمہلیخا تھا اور وہ ان پر روتا ہوا اندر گیا جب انہوں نے اس کو روتا ہوا دیکھا تو وہ بھی رونے لگے پھر انہوں نے اس سے سارے حالات پوچھے تو اس نے ان کو ساری خبر سنائی اور سارا واقعہ انہیں تفصیل سے سنایا تب انہیں پتہ چلا کہ وہ اللہ کے حکم سے یہ سارا عرصہ سوئے رہے۔ اور اب اس لئے جگائے گئے تاکہ لوگوں کے لئے ہم نشانی ثابت ہوں اور قیامت پر یقین کرنے کی دلیل قائم ہو سکے پھر تمہلیخا کے بعد ارموس اندر گیا تو وہاں ایک تانبے کا تابوت دیکھا جس پر چاندی کی مہر لگی ہوئی تھی تو وہ دروازے پر کھڑا ہوا اور کچھ شہر کے عظیم لوگوں کو اندر بلایا۔ تو ان کے تابوت کو کھولا تو اس میں سے قلعی کی دو تختیاں نکلیں جن پر یہ لکھا ہوا تھا کہ مکسلمینا، ملیخا (یا تمہلیخا) مرطوش، نوالش، سانوس، بطنیوس، کشفوطط اپنے بادشاہ دقیانوس سے بھاگ گئے تھے۔ تاکہ وہ انہیں کہیں ان کو ان کے دین کے بارے میں فتنے میں نہ ڈال دے تو وہ اس غار میں داخل ہو گئے تو جب اس کو ان کے اس غار میں داخل ہونے کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اس غار کو پتھروں سے بند کر دینے کا حکم دے دیا۔ تو ہم نے ان تمام حالات کی خبر لکھ دی تاکہ بعد میں آنے والے اگر ان پر مطلع ہوں یہ واقعات معلوم ہو سکیں۔ جب انہوں نے اس کو پڑھا تو تعجب کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی تعریف کی کہ اس نے ان کو قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے پر دلیل دکھادی پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کیں پھر وہ غار میں چلے گئے تو وہاں ان غار والوں کو بیٹھے ہوئے پایا کہ ان کے چہرے چمک رہے تھے ان کے کپڑے بالکل بوسیدہ نہیں ہوئے تو ارموس اور اس کے ساتھی اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس نے انہیں قیامت کے دن اٹھنے کی دلیل دکھادی پھر ایک دوسرے سے باتیں کہیں اور ان کو وہ سب واقعات غار والوں نے بتائے کہ ہم نے کس طرح بادشاہ دقیانوس سے بھاگ کر یہاں آ کر پناہ لی ہے۔ پھر ارموس اور اصطفوس نے اپنے نیک بادشاہ تادوسیوس کے پاس پیغام بھیجا کہ جلدی سے آئیں اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دیکھیں جو آپ کی بادشاہی پر اللہ نے نشانی بنائی۔ تاکہ یہ لوگوں کے لئے نور اور روشنی اور قیامت کی تصدیق کی دلیل بنائے۔ اس لئے ان نوجوانوں کے پاس جلدی آئیں اللہ نے ان کو زندہ کیا ہے اور تین سو سال سے زائد عرصہ قبل ان پر موت و وفات واقع ہو چکی تھی۔

جب بادشاہ کو خبر ملی تو وہ اس پردہ سے باہر آیا جو اس نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ڈال رکھا تھا اور اس کی طرف اس کی عقل واپس آگئی اور اس کا رنج و غم ختم ہو گیا۔ اور وہ اللہ کی طرف لوٹ آیا اور کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْبُدُكَ وَاَسْبِحُ لَكَ تَطَوَّلْتُ عَلَيَّ وَرَحِمْتَنِي بِرَحْمَتِكَ فَلَمْ تُطْفِئِ النُّورَ الَّذِي كُنْتَ جَعَلْتَهُ لَابَائِي وَلِلْعَبْدِ الصّٰلِحِ قَسْطِطُوسَ الْمَلِكِ. یعنی تمام تعریفیں اور ب العالمین کے لئے میں بیان کرتا ہوں جو آسمانوں زمین کا رب ہے اور تیری بندگی کرتا ہوں تیری تسبیح کرتا ہوں تو نے مجھ پر بڑی دیر تک اپنی مہربانی احسان کئے اور رحم کیا تو جو نور تو نے میرے آباء اور اپنے بندے قسطیطوس کو دیا تھا وہ مجھ سے بچھایا نہیں۔

جب یہ خبر اہل شہر کو پہنچی تو سب پیدل اور سوار وہاں پہنچے حتیٰ کہ غار پر چڑھ گئے اور بادشاہ تک پہنچے جب وہاں نوجوانوں کو بادشاہ نے دیکھا تو وہ بڑے خوش ہوئے اور اپنے منہ کے بل سجد میں گر پڑے۔ پھر بادشاہ ان کے سامنے کھڑا ہوا اور ان کو گلے لگا لیا۔ اور رو پڑا اور وہ اس کے سامنے زمین پر بیٹھے اللہ کی حمد و تسبیح کر رہے تھے۔ پھر نوجوانوں نے بادشاہ سے کہا ہم آپ کو الوداع کہتے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں اللہ آپ کے ملک کی حفاظت کرے اور آپ کی بادشاہی کو بڑھادے اور ہم آپ کے لئے جنوں اور انسانوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بادشاہ کھڑا ہی تھا کہ وہ اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف لوٹ گئے اور سو گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو قبض کر لیا۔ بادشاہ اٹھا اور اپنے کپڑے ان پر ڈال دیئے اور حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے سونے کا تابوت بنایا جائے جب شام ہوئی بادشاہ سویا تو وہ نوجوان خواب میں آئے اور کہنے لگے ہم سونے اور چاندی سے پیدا نہیں کئے گئے ہم تو مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور ہمیں مٹی کی طرف ہی جانا ہے ہم کو اسی طرح چھوڑ جس طرح ہم غار میں مٹی پر تھے۔ یہاں تک کہ اللہ ہم کو دوبارہ زندہ کرے۔ پھر بادشاہ نے ساج لکڑی کے تابوت بنانے کا حکم دیا اور ان کو ان میں رکھ دیا۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو اللہ نے ان پر رعب کے ساتھ پردہ ڈال دیا تو کوئی بھی وہاں جھانکنے کی ہمت نہ پاتا۔ بادشاہ نے حکم دیا تو غار کے دروازے پر ایک مسجد بنا دی گئی جس میں نماز پڑھی جاتی تھی اور لوگوں کے لئے ایک بڑی عید مقرر کر دی اور حکم دیا کہ یہ عید ہر سال منائی جائے۔

بعض لوگوں نے کہا وہ لوگ جب غار کے دروازے پر آئے تو تمہلیخا نے کہا پہلے مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس اندر جانے دو تاکہ میں ان کو خوشخبری دوں کیونکہ اگر انہوں نے تم کو میرے ساتھ دیکھا تو تم ان کو مرعوب کر دو گے۔ تو وہ اندر داخل ہوا ان کو خوشخبری سنائی تو اللہ نے اس کی اور ان نوجوانوں کی روح کو قبض کر لیا اور ان بقیہ لوگوں سے اس کو پوشیدہ کر دیا تو ان کو اس طرف راستہ نہ ملا۔ یہ ہے سارا قصہ اصحاب کہف کا۔

کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ آپ ﷺ کو اصحاب کہف دکھائے تو اللہ نے فرمایا آپ ان کو اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن آپ اپنے صحابہ میں سے چار کو ان کی طرف بھیج دیں تاکہ وہ ان تک آپ کی رسالت کا پیغام پہنچادیں اور ان کو ایمان کی طرف بلائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے فرمایا میں ان کی طرف کیسے بھیجوں؟ تو انہوں نے فرمایا اپنی چادر بچھا اور ایک کونے میں ابو بکر کو دوسرے پر عمر کو تیسرے پر علی کو اور چوتھے پر ابو ذرؓ کو بٹھاؤ۔ پھر اس نرم ہوا کو بلاؤ جو سلیمانؑ کے لئے مسخر تھی کیونکہ اللہ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کرے۔

تو نبی ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق اسی طرح کیا تو ہوا ان کو اٹھا کر غار کے دروازے پر لے گئی۔ جب دروازے کے قریب گئے تو اس میں سے ایک پتھر اٹھرا۔ کتا کھڑا ہو گیا اور ان کو بھونکنے لگا یہاں تک کہ روشنی اندر داخل ہو گئی تو کتا ان پر بھونکا اور حملہ کر دیا جب اس نے ان کو دیکھا تو اپنا سر اور دم ہلانے لگا اور اپنے سر سے اشارہ کیا۔ کہ اندر داخل ہو جاؤ وہ داخل ہوئے اور کہا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تو اللہ نے ان کی روحمیں واپس کر دیں تو سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ وَعَلَيْكُم بِمَا بَلَّغْتُمُ پھر وہ بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ وہ نبی ﷺ پر ایمان لے آئے اور دین اسلام قبول کر لیا اور کہنے لگے محمد ﷺ کو ہماری طرف سے سلام کہنا۔ پھر اپنے بستروں کی طرف چلے گئے اور آ خر زمان میں مہدی کے خروج تک کے لئے نیند میں چلے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ مہدی علیہ السلام ان کو سلام کہیں گے۔ تو اللہ ان کو زندہ کرے گا۔ یہ پھر دوبارہ سو جائیں گے اور پھر قیامت تک نہیں اٹھیں گے۔

میں نے امام ابوالریح سلیمان بن سبع کی کتاب الشفا میں دیکھا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال اور یاجوج ماجوج کے بعد چالیس سال عمر دیئے جائیں گے۔ آپ کے حواری اصحاب الکہف والرقیم ہوں گے وہ آپ کے ساتھ ہی حج کریں گے کیونکہ انہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا۔ ابن سبع کی صرف اتنی ہی عبارت ہے (

ثعلبی کہتے ہیں کہ پھر ہر صحابی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور ہوا ان کو اٹھا کر واپس لے گئی پھر جبرئیل نبی ﷺ کے پاس آئے اور جو واقعات ہوئے تھے ان کو بتائے۔ جب وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے تھے اور انہوں نے کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے حق پایا اور آپ کے نبی بننے سے اور ان کی طرف اپنی بھیجنے سے جو ان کی عزت افزائی ہوئی ہے اس پر انہوں نے اللہ حمد کی۔ اور آپ ﷺ کو سلام کہا ہے۔ نبی ﷺ نے کہا اے اللہ میرے درمیان اور میرے سرال اور میرے دوستوں میں دوری نہ ڈال اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کو تو بخش دے اور میرے اہل بیت اور صحابہ سے دوستی رکھ۔ اور اللہ کے اس فرمان ﴿اِذَا وَىٰ الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ﴾ کا یہی مطلب یعنی غار ان کو سمیٹنے لگی۔ ثعلبی کہتا ہے کہ وہ نو جوان سنار تھے۔

اللہ کے اس فرمان اِلَى الْكَهْفِ میں وہ غار مراد ہے جو منخلوس پہاڑ میں ہے بعض نے کہا نا جیوس ہے۔ اور غار کا نام حرم ہے۔ بعض نے کہا خدم ہے۔ اور اللہ کا یہ فرمان ﴿فَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّسْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشْدًا﴾ یعنی ہمارے لئے وہ آسان کر دے جو ہم تیری رضا چاہتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں رشدا سے مراد سلامتی کے ساتھ غار سے نکلنا ہے۔ بعض نے کہا مراد درستی ہے۔ اللہ کا یہ فرمان ﴿فَضْرَبْنَا عَلَىٰ اِذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ﴾ قرآن کے ان فصیح کلاموں میں سے ہے جن کا مقابلہ کرنے سے عربوں نے اپنی کوتاہی کا اقرار کیا۔ معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کو سلا دیا اور نیند کو ان پر ڈال دیا اور مسلط کر دیا جیسے کہا جاتا ہے ضرب اللہ فلانا بالفالج جب فالج غالب ہو اور اس پر فالج بھیج کر آزما یا جائے۔ بعض نے کہا ہم نے سننے سے حجاب ڈال دیا اور آواز کے نفوذ کو بند کر دیا۔ مردوں اور سوائے ہوئے لوگوں کا یہی وصف ہوتا ہے۔ قطرب کہتے ہیں۔ یہ آیت عرب کے اس قول کی طرح ہے۔ ضرب الامیر علی يد الرعية۔ جبکہ امیر ان کو فتنہ فساد سے روکے و ضرب السيد علی يد عبده الماذون له فی

التجارة.

یعنی مالک نے اپنے غلام کو جو تجارت کی اجازت تھی اب اس سے روک دیا ہے۔  
اسود بن یعفر کہتے ہیں جو کہ اندھا ہے۔

ومن الحوادث لا ابالی انسی ضربت علی الارض بالاسداد

”میں حوادث کی پروا نہیں کرتا کیونکہ میں نے زمین کی تمام رکاوٹیں ختم کر دیں ہیں۔“

اور اللہ کے اس فرمان ﴿سِنِينَ عَدَدًا﴾ سے مراد چند سال ہیں اور عدد سنین کی صفت ہے عدد مصدر ہے۔ اور اسم معدود بھی ہوتا ہے۔ جیسے توڑنا اور توڑ بیان کرنا اور بیان۔ حیران ہونا اور حیرانگی۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں عدد مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ اللہ کے اس فرمان ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ﴾ کا مطلب ہے موت کے بعد

اٹھایا۔

اور اس فرمان ﴿لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جب پہلے وہ مسلمان جو بادشاہ سے جھگڑے تھے اور دوسرے وہ مسلمان جو اصحاب کہف کو ان کے ٹھہرنے کی مدت دیکھ کر مسلمان ہوئے تھے۔ تو پہلے مسلمانوں نے کہا کہ یہ اپنی غار میں تین سو نو سال ٹھہرے ہیں اور پچھلے مسلمانوں نے کہا کہ یہ اتنے سال ٹھہرے ہیں تو پہلوں نے کہا کہ اللہ اچھی طرح جانتا ہے کہ جتنا وہ ٹھہرے ہیں۔ اللہ کے اس فرمان ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ﴾ کا مطلب یہی ہے کہ دو فریق میں جو زیادہ شمار والا اور یادداشت والا کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے ہیں۔

أَمَدًا سے مراد غایت ہے اور مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد عدد ہے۔ اس کے نصب کی دو وجہیں ہیں یا تو تفسیر وتمیز کے لئے ہے۔ یا یہ کہ لَبِثُوا کا مفعول ہے۔

اور ”نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ“ کا معنی ہے کہ ہم پڑھتے ہیں اور ہم ان کی خبر آپ پر حق کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ وہ نوجوان اور نوجوان تھے۔

جب وہ ایمان لائے تو اللہ نے اس وقت ان کو نوجوان کہا۔ اہل زبان کہتے ہیں ”رائس الفتوة الايمان“ نوجوانی کا سر ایمان ہے۔ جنید کہتے ہیں کہ سخاوت کے خرچ کرنے سے تکلیف کو روکنے اور شکایت کو چھوڑنے کو فتوہ کہتے ہیں۔ بعض نے کہا فتوہ کے دو معنی ہیں ایک محارم سے بچنا اور ایک اچھے کام کرنا۔ بعض نے کہا فتی وہ ہے جو کام کرنے سے پہلے دعویٰ نہ کرے۔ اور عمل کرنے کے بعد اپنے آپ کو پاکیزہ نہ سمجھ لے۔

کہا گیا ہے کہ نوجوان وہ نہیں ہے جو کوڑے کھا کر صبر کر سکے۔ بلکہ نوجوان وہ ہے جو پل صراط سے گزر جائے اور نوجوان وہ نہیں جو چھری پر صبر کرے بلکہ نوجوان وہ ہے جو مسکین کو کھانا کھلائے۔

اللہ کا یہ فرمان وَزِدْنَا هُمْ هُدًى یعنی ہم نے ان کا ایمان بصیرت اور یقین بڑھایا اور رَبَطْنَا کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں کو صبر سے مضبوط کیا۔ اور ہم نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی اور ان کو ایمان کے نور سے مضبوط کیا جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے گھر چھوڑنے اور خوشحالی کے ختم ہو جانے پر صبر کیا اور اپنے دین کو لے کر غار میں بھاگ گئے۔

جب وہ دقیانوس کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس نے ان کو بتوں کی عبادت نہ کرنے پر ناراضگی کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا  
 ”رَبَّنَا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا“ یعنی ہم اس کے علاوہ کسی دوسرے معبود کی بندگی نہیں کرتے۔  
 لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا. یعنی ہم اس وقت ظلم کریں گے۔ ابن عباس اور مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد ظلم ہے۔ قتادہ کہتے ہیں  
 شطط سے مراد جھوٹ ہے اور شطط اور اشرطاط کا مطلب اندازے سے آگے بڑھنا اور افراط ہے۔

هُؤُلَاءِ قَوْمُنَا. کا مطلب ہے ان کے شہروالے اتَّخَذُوا کا مطلب ہے یعنی اس کے علاوہ دوسرے معبودوں مثلاً بتوں  
 وغیرہ کی عبادت کی ”لَوْلَا“ کا معنی ہے کیوں نہیں ”يَا تُونَّ عَلَيْهِمْ“ یعنی ان کی عبادت پر کیوں نہیں لاتے۔ ”سُلْطَانٌ بَيْنَ“  
 کا مطلب واضح دلیل ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا کا مطلب ہے کہ اس کا شریک اور اولاد بنا کر جھوٹ باندھنے والا سب سے بڑا  
 ظالم ہے۔ پھر انہوں نے آپس میں کہا اذا اعتزلتموهم یعنی جب تم اپنی قوم سے اور اللہ کے سوا جن بتوں کی وہ بندگی کرتے  
 ہیں علیحدہ ہو گئے۔

صحف عبد اللہ بن مسعود میں یہ عبارت ہے کہ وما يعبدون من دون الله فَاوُوا إِلَى الْكُفْهِ یعنی غار کی طرف ہو جاؤ۔  
 يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَهَيِّءْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا. کا مطلب ہے تمہارے لئے رحمت پھیلا دے گا اور  
 تمہارے لئے کھلا رزق تیار کرے گا۔ اور مرفق اس چیز کو کہتے ہیں جس سے بندہ آرام پائے۔ اس میں دو لغت ہیں۔

ایک میم کے فتح اور فا کے کسرہ سے اور یہ اہل مدینہ اور شام والوں کی قراءۃ ہے اور بعض روایات میں عاصم کی بھی یہی قراءۃ  
 ہے۔ اور دوسری لغت میم کے کسرے اور فا کے فتح سے ہے۔ اور یہ قراءۃ باقیوں کی ہے۔

اور اللہ کا یہ فرمان ”وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ“ یعنی اے محمد ﷺ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو غار سے دائیں جانب  
 ہٹ جاتا ہے۔ تَتَزَاوَرُ اَصْلٌ فِي تَتَزَاوَرُ ہے۔ اصل کوفہ نے دو تاؤں میں سے تخفیف کر کے ایک تاء سے پڑھا ہے اور اہل شام  
 اور یعقوب نے تَزَوَّرٌ قحمر کے وزن پر پڑھا ہے۔ اور سب کا معنی ایک ہے۔ یعنی مائل ہو جاتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔

عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ کا مطلب دائیں جانب ہے وَإِذَا عَرَبَتْ تَقَرُّضُهُمْ. ابن عباس کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ  
 ان کو چھوڑ دیتا ہے مقاتل کہتے ہیں ان سے گزر جاتا ہے۔ قرض اصل میں کاٹنے کو کہتے ہیں ”ذات الشمال وهم في فجوة  
 منه“ یعنی وہ غار کی کشادہ جگہ میں ہیں۔ اس کی جمع فجوات افجاء اور فجاء ہے۔ اللہ نے ہمیں ان کے اپنے بچھونوں میں  
 محفوظ ہونے کی خبر دی اور اس بات کی خبر دی کہ اللہ نے ان کے لئے سونے کی بہترین جگہ تیار کی ہے اور ہمیں اس نے بتایا کہ اللہ  
 ان کو فضا میں سے غار میں دیکھ رہا ہے۔ ان کے چہرے بنات نعش ستاروں کی طرف ہیں۔ سورج ان سے چڑھتے وقت غروب  
 ہوتے وقت اور چلتے وقت ادھر ادھر مائل ہو جاتا ہے تو ان پر داخل نہیں ہوتا کہ گرمی سے ان کو کوئی تکلیف پہنچائے اور ان کا رنگ  
 بدلے یا ان کے کپڑے بوسیدہ کر دے۔ اور غار میں کھلی جگہ میں ہیں ان کو ہوا کی ٹھنڈک اور صبح کی ہوا پہنچتی ہے اور ان سے غار کی  
 سب تکلیف اور غم دور کر دیتی ہے۔ ہم نے ان نو جوانوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس کی کارگیری  
 کے عجائبات میں سے ہے۔ اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا یعنی اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تو اس کے لئے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہ پائے گا کیونکہ توفیق اور خزلان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

”وتحسبہم“ یعنی اے محمد ﷺ آپ ان کو گمان کرتے ہو۔

”ایقاظا“ یعنی بیدار یہ یقظہ کی جمع ہے اور یقظ تمہارے اس قول کی طرح ہے کہ ”رجل نجد“ یعنی بہادر مرد اور اس کی جمع انجاد آتی ہے۔ آگے فرمایا ”وَهُمْ رُقُودٌ“ یعنی وہ سوئے ہوئے ہیں۔ یہ ”راقدا“ کی جمع ہے جیسے ”قاعد وقعود“ ہے۔ اور فرمایا ”نُقَلِبَهُمْ“ یعنی ہم انہیں الٹ پلٹ کرتے ہیں یہ لفظ تخفیف اور تشدید دونوں سے جائز ہے۔ آگے فرمایا ”ذَاتِ الْيَمِينِ وَذَاتِ الشِّمَالِ“ یعنی ایک مرتبہ دائیں طرف اور ایک مرتبہ بائیں طرف۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ان کو سال میں ایک مرتبہ ایک جانب سے دوسری جانب پلٹا جاتا تھا تا کہ ان کو زمین نہ کھا جائے۔ کہتے ہیں کہ ان کو عاشوراء کے دن پلٹا جاتا ہے۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ان کا پلٹنا سال میں دو دفعہ ہوتا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں ان کا کتا سرخ رنگ کا تھا مقاتل کہتے ہیں کہ پیلا تھا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ وہ سخت زرد سرخی مائل لگتا تھا۔ کلبی کہتے ہیں اس کا رنگ خلنجی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا رنگ پھر کا رنگ تھا۔ بعض نے کہا آسمانی رنگ تھا۔ علی بن طالب کہتے ہیں کہ اس کا نام ریان تھا ابن عباس فرماتے ہیں قطمیر تھا اوزاعی کہتے ہیں مشیر تھا سعید الجمال کہتے ہیں کہ حران تھا۔ عبداللہ بن کثیر کہتے ہیں کہ ان کے کتے کا نام قطمور تھا۔ سدی کہتے ہیں اس کا نام تون تھا۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں بسیط تھا۔ کعب کہتے ہیں صیہان تھا۔ وہب کہتے ہیں نقیا تھا۔ بعض کہتے قطفیر تھا بعض نے کہا قطفیر تھا۔ عروہ کہتے ہیں کہ بچھو سے یہ وعدہ بھی لیا گیا کہ وہ دن اور رات میں اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا جس نے کہا ”سلام علی نوح“ نیز عروہ نے کہا کہ کتے سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ اس کو تکلیف نہیں دے گا جس پر اس نے حملہ کیا جبکہ اس نے یہ آیت پڑھی وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ۔ جعفر صادق نے اس کو وَكَلْبُهُمْ پڑھا ہے۔ یعنی کتے کا مالک دہلیز پر اپنے بازو پھیلائے ہوئے تھا۔

مجاہد اور ضحاک کہتے ہیں کہ وصید سے مراد غار کا صحن ہے اور یہی بات علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس مروی ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ وصید مٹی کو کہتے ہیں۔ عطیۃ العوفی نے ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ سدی کہتے ہیں کہ وصید دروازے کو کہتے ہیں۔ عکرمہ نے ابن عباس سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

بارض فضاء لا يسد وصيدها  
علی ومعرفة فی بها غیر منکر

”کھلی فضا میں جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا اور میری نیکی اس کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔“

عطا کہتے ہیں کہ ”وصید“ دروازے کی دہلیز کو کہتے ہیں۔ عقی کہتے ہیں۔ کہ ”وصید“ عمارت کو کہتے ہیں۔ اور اس کی اصل عربوں کا وہ قول ہے ”اصدت الباب واو صدته“ یعنی میں نے دروازہ بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَوِ اطْلَعَتْ عَلَيْهِمْ“ یعنی اے محمد ﷺ اگر آپ ان پر جھانکیں ”لَوِ كَيْتَ مِنْهُمْ فِرَارٌ“ تو آپ ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہیت کا لباس پہنایا ہے اور کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی ان کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ لکھی ہوئی



تقدیر اپنے مقررہ وقت کو پہنچ جائے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نیند سے جگائے گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس ارادے کو پورا کرے کہ انہیں اپنی قدرت کی نشانی بنائے۔ اور اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے چاہے عبرت بنائے اور اس لئے بھی تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ آگے فرمایا ”وَلَمَلِئْتُ مِنْهُمْ رُعبًا“ یعنی آپ ان کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جائیں گے۔ اہل کوفہ نے کہا کہ ”لَمَلِئْتُ“ باتشدید ہے۔

بعض نے کہا اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ جس جگہ میں ہیں وہ جگہ وحشت ناک ہے۔ کلبی وغیرہ نے کہا یہ اس لئے ہے کہ ان کی آنکھیں اس جاگنے والے کی طرح کھلی ہوئی ہیں جو بات کرنا چاہ رہا ہو۔ حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کے ذریعے لوگوں کو ان سے روک دیا ہے تاکہ ان کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے معاویہ کے ساتھ ہو کر جنگ مضیق لڑی جو روم کی طرف ہے تو ان کا گزر اصحاب کہف کی غار سے ہوا۔

جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے تو معاویہ نے کہا کاش کہ انہیں ہمارے لئے ظاہر کیا جائے تو ہم انہیں دیکھ سکیں۔ تو ابن عباس نے کہا کہ آپ اس طرح نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس سے اس ہستی کو بھی روک دیا تھا جو آپ سے بہتر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَوْ اَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمَلِئْتُ مِنْهُمْ رُعبًا“ تو معاویہ نے کہا کہ میں تو انہیں معلوم کئے بغیر باز نہیں آؤں گا پھر اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا اور کہا کہ تم اس غار میں داخل ہو جاؤ اور وہاں دیکھو تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک ہوا بھیج دی جس نے ان کو باہر نکال دیا۔

آگے فرمایا ”وَكَذَلِكَ بَعَثْنَا هُم“ یعنی جس طرح ہم نے ان کو غار میں سلایا اور کسی کو ان تک پہنچنے نہیں دیا اور لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کے جسموں کو بوسیدہ نہیں ہونے دیا اور کئی دن گزرنے کے باوجود ان کے کپڑوں کو بوسیدہ ہونے سے اپنی قدرت کے ساتھ محفوظ رکھا۔ اسی طرح ہم ان کو اس نیند سے بھی بیدار کریں گے کہ جو موت کے مشابہ ہے۔ آگے فرمایا ”لَيَتَسَاءَلُوْا بَيْنَهُمْ“ یعنی آپس میں گفتگو کریں اور ایک دوسرے سے پوچھیں۔ آگے فرمایا ”قَالَ قَائِلٌ“ یعنی ان کے سردار مکسمینا نے کہا آگے فرمایا ”كَمْ لَبِثْتُمْ“ یعنی اپنی نیند میں کتنا عرصہ ٹھہرے کیونکہ انہوں نے اس لمبی نیند کو اپنے آپ سے انوکھی سمجھا۔ بعض نے کہا انہوں نے یہ اس لئے کہا کہ وہ نماز کے فوت ہونے سے ڈر گئے تھے۔ آگے فرمایا قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ کیونکہ وہ غار میں صبح داخل ہوئے تھے تو چونکہ انہوں نے سورج دیکھا اس لئے کہنے لگے دن کا کچھ حصہ۔ جھوٹ سے بچنے کے لئے۔ سورج کا کچھ حصہ ابھی باقی تھا۔ بعض نے کہا یہ بات زوال الشمس کے بعد کی بات ہے۔ جب ناخن اور چمڑے دیکھے تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ ایک دن سے زیادہ وقت یہاں رہے ہیں۔ تو کہنے لگے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ۔ یعنی تمہارا رب ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم کتنی دیر رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ جب ان کے بڑے نے ان کا اختلاف سنا تو اس نے کہا کہ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ آگے فرمایا فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ۔ یعنی تمہارا کو بھیجو آگے فرمایا بِوَرَقِكُمْ هٰذِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ ورق چاندی کو کہتے ہیں چاہے اس پر مہر لگی ہو یا نہ لگی ہو کیونکہ عرفیہ بن سعد کا ناک جنگ کلاب میں کٹ گیا تو اس نے چاندی کی ناک لگوائی اور اس میں کئی لغات ہیں۔ بِوَرَقِكُمْ راء کے سکون سے ابو عمر و حمزہ خلف اور ابو بکر کی قراءت ہے۔ اور بِوَرَقِكُمْ راء کے کسرہ سے اور قاف کے ادغام سے بعض کی قراءت ہے۔ بِوَرَقِكُمْ واو کے فتح اور راء کے کسرہ سے اکثر کی قراءت ہے۔ اور ورق کبد اور کبد کی طرح اور کلم اور کلم کی طرح

ہے۔ اس شہر کا نام افسوس تھا۔ بعض نے کہا طرسوس تھا۔ بعض نے کہا ارسوس تھا۔ اور جاہلیت میں افسوس تھا۔ جب اسلام آیا تو طرسوس ہو گیا۔ آگے فرمایا فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا۔ ابن عباس اور سعید بن جبیر کہتے ہیں اسی سے مراد حلال ذبیحہ ہے کیونکہ ان میں عام لوگ مجوسی تھے جو مومن تھے وہ بھی اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ ضحاک نے کہا اسی کا معنی اچھا اور عمدہ ہے۔ مقاتل اور ابن حیان نے کہا اجد یعنی عمدہ ہے۔ ابن شہاب نے کہا اس کے معنی سستا ہے۔ قتادہ نے کہا اس معنی پسندیدہ ہے۔ عکرمہ نے کہا افضل اور اکثر ہے اور زکاۃ کا اصلی معنی زیادتی اور بڑھنا ہے۔ ایک شاعر نے کہا۔

قَبَائِلُنَا سَبْعٌ وَأَنْتُمْ ثَلَاثَةٌ كَذَا السَّبْعُ أَزْكَىٰ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَطْيَبُ

”ہمارے قبیلے سات ہیں اور تم تین ہو اسی طرح سات تینوں سے اطمینان اور ازکی ہے۔“

آگے فرمایا فَلْيَا تَكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ یعنی رزق اور کھانا لائے۔ آگے فرمایا وَلِيَتَطَلَّفِ۔ یعنی خریدنے میں اور راستے اور شہر میں داخل ہونے میں نرمی اختیار کرے۔ اور کسی کو معلوم نہ ہونے دے۔

آگے فرمایا ”إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ“ یعنی اگر وہ تم پر غالب آگے تو تمہاری جگہیں جان لیں گے۔ پھر فرمایا يَرْجُمُوكُمْ پھر تم کو سنگسار کر دیں گے ابن جریج کہتے ہیں کہ وہ تم کو گالیاں اور بات کے ساتھ تکلیف دیں گے۔ بعض نے کہا کہ وہ تم کو مار ڈالیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عادت قتل بالرجم کی تھی اور یہ سب سے برا قتل ہے۔

بعض نے کہا یعنی تم کو پیشیں گے۔ آگے فرمایا أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ۔ یعنی تم کو اپنے کفریہ مذہب میں واپس لے جائیں گے۔

آگے فرمایا وَلَنْ تُلْفِحُوا إِذَا أَبَدًا یعنی اگر تم ان کی طرف لوٹے تو تم کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔ آگے فرمایا وَكَذَلِكَ أَعْرَضْنَا عَنْهُمْ۔ یعنی ہم نے ان پر مطلع کیا۔ کہا جاتا ہے عشر علی الشیء یعنی اطلاع دی۔ عشرت یعنی میں نے اطلاع دی۔ آگے فرمایا لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ۔ یعنی تاو دوسوس کی قوم یہ معلوم کر لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آگے فرمایا وَأَنَّ السَّاعَةَ لَأَرْبَبَ فِيهَا إِذِتَنَا زَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ۔ ابن عباس نے کہا وہ عمارت بنانے میں اور مسجد بنانے میں جھگڑ رہے تھے۔ مسلمانوں نے کہا ہم ان پر مسجد بنائیں گے کیونکہ یہ ہمارے مذہب پر تھے اور مشرکوں نے کہا ہم اس پر عمارت بنائیں گے کیونکہ یہ ہمارے ہم نسب تھے۔ عکرمہ نے کہا وہ روحوں اور جسموں کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ مسلمان کہہ رہے تھے کہ جسم اور روح دونوں انھیں گے۔ اور مشرک کہتے تھے کہ صرف روح انھیں گے جسم نہیں انھیں گے۔ تو اللہ نے ان کو نیند سے اٹھایا اور ان کو دکھایا کہ اٹھنا جسم اور روح دونوں کے لئے ہے۔ بعض نے کہا وہ ان کی تعداد میں جھگڑ رہے تھے۔

آگے فرمایا فَقَالُوا بَنُوا عَلَيْهِمْ بُيُوتًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ۔ ان لوگوں سے مراد بادشاہ تاو دوسوس اور اس کے ساتھی تھے آگے فرمایا لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا۔ یعنی ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ آگے فرمایا: سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ۔ یعنی وہ کہیں گے کہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ اس کا واقعہ یوں ہوا کہ سید عاقب اور ان کے ساتھی جو نجران کے نصاریٰ میں سے تھے۔ نبی ﷺ کے پاس موجود تھے تو اہل کھف کا ذکر چل پڑا تو سید نے کہا وہ تین تھے۔ اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ اور سید یعقوبی تھا اور عاقب نے کہا کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا کتا تھا اور مسلمان بولے وہ سات تھے اور آٹھواں کتا

تھا۔ تو اللہ نے مسلمانوں کی بات کو سچا قرار دیا اور ان کی تصدیق کی پھر اللہ نے نصاریٰ کا قول پہلے بیان فرمایا اور کہا سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ. یعنی بغیر یقین کے صرف گمان کرتے ہوئے جیسے شاعر نے کہا۔ اور میں سچی بات کو گمان بنا دیتا ہوں۔

آگے فرمایا وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ. بعض نے کہا یہ داؤ ثمانیہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ عرب اس طرح کہتے ہیں واحد اثنان، ثلاثہ اربعہ خمسہ ستہ سبعہ و ثمانية. کیونکہ ان کے نزدیک سات پر گرہ لگائی جاتی ہے جس طرح ہمارے نزدیک دس پر ہوتی ہے۔ اور اس کی مثال اللہ کا یہ فرمان ہے۔ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ. الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ. اسی طرح نبی ﷺ کی بیویوں کے متعلق فرمایا ثبات و ابکارا. بعض نے کہا یہ داؤ حکم کی ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ اللہ نے ان کا اختلاف بیان کیا تو کلام اس قول پر آ کر ختم ہوا وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ. پھر بیان کیا کہ ان میں آٹھواں کتا ہے اور آٹھواں ساتویں کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اور یہ تحقیق مسلمانوں کی ہے۔ آگے فرمایا قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے۔

یعنی تھوڑے جانتے ہیں۔ عطاء اور قتادہ کہتے ہیں کہ قلیل سے مراد اہل کتاب ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ میں بھی ان قلیل جاننے والوں میں سے ہوں۔ مکسلمینا تملیخا، مرطوش، نیونس، ساریونس، دو انوانس و کند سلططونس اور یہ چرواہا تھا اور کتے کا نام قطمیر تھا۔ اور یہ دھاری دار کتا تھا جو قلطی سے بڑا ہوتا ہے کردی سے کم ہوتا ہے قلطی چینی کتے کو کہتے ہیں۔

محمد بن مسیب کہتے ہیں کہ نیشاپور کے سب محدثین نے مجھ سے یہ حدیث لکھی ہے سوائے اس کے کہ جس کے مقدر میں نہیں اور مجھے یہ ابو عمرو الجبیری نے لکھوائی ہے امام ابوالحسن نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کہا کہ میں کہتا ہوں کہ ابن مسیب نے سچ کہا ہے کیوں کہ میں نے تفسیر ابی عمرو الجبیری میں یہ حدیث ابن مسیب سے مروی دیکھی ہے۔ پھر کہا میری مراد ابوالحسن عن ابن عباس ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان کو سات گنا ہے۔ اور میں ان قلیل میں سے ہوں جو ان کو جانتے ہیں اور وہ سات اصحاب کہف تھے۔

ثعلبی کہتے ہیں فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا. اس سے مراد وہ نص ہے جو اللہ نے اپنے قرآن میں ان کے متعلق بتائی ہے مقصد یہ ہے کہ آپ کو وہ کافی ہے جو اللہ نے بیان کیا ہے آپ ان کے بارے میں جھگڑانہ کریں اور نہ ان کے بارے میں کسی اہل کتاب سے پوچھیں۔

آگے فرمایا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ. اور آپ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں کل کروں گا بلکہ یہ کہیں کہ اگر اللہ چاہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کام کو کرنے کا عزم کریں یا کسی کام کے کرنے کا حلف اٹھائیں تو ان شاء اللہ کہیں پھر اگر ان شاء اللہ کہنا بھول جائیں تو جب یاد آئے تو کہہ لیں اگرچہ سال بعد یاد آئے۔ اور یہ اللہ کی طرف سے اپنے نبی کو ادب سکھایا گیا ہے۔ کیونکہ جب ان سے تین مسلوں (۱) اہل کہف (۲) روح (۳) اور ذی القرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے

ان سے کل کو بتانے کا وعدہ کیا۔ اور ان شاء اللہ نہ کہا اور استثناء بھی نہ کیا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا آدمی کا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے ہر کام میں استثناء نہ کرے۔ آگے فرمایا۔ **وَإِذْ كُفِرُ رَبِّكَ إِذَا نَسِيتَ**۔ ابن عباسؓ مجاہد ابوالعالیہ اور حسن کہتے ہیں کہ جب آپ استثناء کو بھول جائیں تو جب یاد آئے کر لیں۔ عکرمہ نے کہا معنی یہ ہے کہ اپنے رب کو اس وقت یاد کرو جب تم غضبناک ہو۔ وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ توراہ میں یہ لکھا ہوا ہے اے ابن آدم جب تو غضبناک ہو تو مجھے یاد کر میں بھی غضبناکی میں تم کو یاد کروں گا۔ وگرنہ میں تم کو مٹے ہوئے لوگوں کی طرح مٹا دوں گا۔ اور جب تم پر ظلم کیا جائے تو بدلہ نہ لے کیونکہ میرا تیری مدد کرنا تیرا اپنی مدد خود کرنے سے بہتر ہے۔ سدی اور ضحاک نے کہا اور نماز میں بھی یہی مسئلہ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کو نماز بھول گئی یا وہ سو گیا تو جب اس کو یاد آئے تو پڑھ لے۔

اہل اشارہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کرو۔ اور ذی النون مصری کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جو اللہ کو حقیقتہً یاد کرے تو اس کو اللہ کی یاد میں سب کچھ بھول جاتا ہے اور جب سب کچھ اللہ کی یاد میں بھول جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کی ہر چیز کا عوض بن جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے رب کو اس وقت یاد کرو کہ جب اس کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور نسیان چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ آگے فرمایا **وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي رَبِّي لَا قُرْبَ مِنْ هَذَا رَشْدًا**۔ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے اس راستے پر ثابت قدم رکھے گا جو اس کے نزدیک زیادہ قریب اور ہدایت والا ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ معنی ہے کہ شاید اللہ مجھے اس چیز کی طرف ہدایت دے جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اور تم کو بتایا ہے کہ یہ کام عنقریب ہوں گے۔

بعض نے کہا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا کہ آپ جب کسی چیز کو بھول جائیں تو اللہ کو یاد کریں اور اس سے سوال کریں کہ وہ آپ کو یاد کرادے تو اللہ اس کو یاد دلادے گا اور اس چیز کی طرف ہدایت دے گا۔ جو بھولی ہوئی چیز کے یاد کرنے سے بہتر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں نے جب آپ سے اصحاب کہف کا قصہ عناد کے طور پر پوچھا تو اللہ نے حکم دیا کہ ان کو یہ قصہ بتادیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دلائل اور آپ کی نبوت و دعوت الی الحق کی وضاحت عطا کرے گا۔ اور جو انہوں نے سوال کیا ہے اس سے زیادہ بتائے گا۔ پھر اللہ نے یہ کام کیا۔ جیسا کہ اللہ مسلمانوں کی غیب کی باتیں آپ کو بتائیں ہیں۔ جو کہ بہت واضح دلائل میں اور اصحاب کہف کی خبر سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب ہیں۔

بعض نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ انشاء اللہ کہیں جب بھول جانے کے بعد استثناء یاد آئے۔ پس جب انسان انشاء اللہ بھول جائے تو اس کی توبہ اور کفارہ یہ ہے کہ وہ یوں کہے **عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي رَبِّي لَا قُرْبَ مِنْ هَذَا رَشْدًا** آگے فرمایا **فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تَسْعًا**۔ یعنی اصحاب کہف ٹھہرے آگے فرمایا **فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تَسْعًا**۔ یعنی اپنی غار میں وہ تین سو نو سال ٹھہرے بعض نے کہا یہ اہل کتاب کی طرف سے خبر ہے انہوں نے یہ بات کہی ہے اگر اللہ کی طرف ان کے ٹھہرنے کی مدت کے متعلق خبر ہوتی تو **"قُلْ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا"** کہنے کی کوئی وجہ نہیں سمجھی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے بتا دیا ہے کہ وہ کتنا ٹھہرے ہیں یہی قول قتادہ کا ہے اور عبد اللہ مسعود کی قراءۃ بھی اس پر دلالت کرتی ہے جو اس طرح ہے "فَقَالُوا لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ" مطروراق نے کہا کہ یہ بات یہود نے کہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کی تردید کی اور فرمایا "قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا" کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت کے متعلق اللہ کی طرف اطلاع ہے۔ اور کہتے ہیں کہ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کے وقت میں ہی اہل کتاب کہتے تھے کہ اصحاب کہف کے نوجوان غار میں داخل ہونے کے تین سو نو سال بعد تک سوئے رہے پھر اللہ نے ان کی روحمیں واپس کیس نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اچھا جانتا ہے کہ وہ ارواح کے قبض کے بعد سے اب تک کتنا عرصہ ٹھہرے ہیں اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو اللہ نے بتا دیا ہو۔ کلبی کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی کہتے تھے کہ تین سو تو ہم جانتے ہیں مگر نو کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں تب یہ آیت نازل ہوئی قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ یعنی جو کچھ ان میں بندوں سے مخفی اور غائب ہو اس کو وہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان "ثَلَاثٌ مِائَةٌ سِنِينَ" کی قراءۃ میں اختلاف ہے۔ اہل کوفہ بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں یعنی وہ غار میں تین سو سال ٹھہرے۔ ضحاک اور مقاتل نے کہا وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثٌ مِائَةٌ اتری تو انہوں نے کہا۔ تین سو دن مہینے یا سال مراد ہیں؟ تو تب "سنین" کا لفظ اتری یعنی سال اسی لئے سنین کا لفظ بولا سنة کا لفظ نہیں بولا۔ امام ابو اسحق محمد بن احمد ثعلبی نے اصحاب کہف کا جو قصہ بیان کیا وہ مکمل ہو گیا۔

اور یہ قصہ حافظ ابو محمد بن جریر بن یزید الطبری نے اپنی تاریخ کبیر میں بیان کیا اس میں کچھ زیادہ فوائد ہیں اب ہم وہ بھی بیان کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

انہوں نے کہا کہ طوائف الملوکی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان نوجوانوں کا ذکر کیا جو غار میں گئے تو اللہ نے ان کے کانوں پر بندش لگا دی اور کہا کہ وہ نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے جس طرح اللہ نے ان کا وصف اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ تو اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا۔ اور رقم وہ مکتوب ہے جس کو ان لوگوں نے لکھا تھا جن میں سے یہ نوجوان اصحاب کہف تھے یہ ایک تختی تھی جس میں ان کی خبریں اور واقعات درج تھے۔ جس کو انہوں نے غار کے دروازے پر رکھ دیا تھا۔ جس میں وہ چلے گئے تھے اور اس میں رہنے لگے۔ یا اس کو انہوں نے پہاڑ میں کرید کر بنایا تھا جس میں وہ رہنے لگے۔ یا انہوں نے اس کو لکھ کر ایک صندوق میں رکھ دیا تھا جس کو غار میں جاتے وقت انہوں نے ان کے پاس رکھا ہوا تھا۔ اور ان نوجوانوں کی تعداد بقول ابن عباس سات تھی۔ جن میں آٹھواں کتا تھا۔ قتادہ نے کہا ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ میں ان قلیل میں سے ہوں جن کا استثناء اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے وہ سات آدمی تھے جن میں آٹھواں کتا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام تملیخا تھا اور وہ وہی تھا جو ان کے کھانے پینے کے خریدنے کا انتظام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جب وہ اپنی نیند سے جاگے تو کہنے لگے کہ "فَابْعَثُوا اَحَدَكُمْ الْاٰیة" اپنے میں سے ایک کو چاندی کا سکہ دے کر شہر کو بھیجو کہ وہ دیکھ کر اچھا سا کھانا لے کر آئے مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَابْعَثُوا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهِ" اس سے مراد تملیخ ہے۔ ابن اسحق نے کہا کہ اس کا نام یملیخا تھا۔ ابن اسحق کہتے تھے کہ ان فہیہ کی تعداد آٹھ تھی اس طرح اس کا قول ہے کہ نواں کتا تھا۔ اور وہ ان کے نام بھی بتاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ایک ان میں سے بڑا تھا اور جس نے سب کی طرف سے بادشاہ کے ساتھ بات

کی تھی۔ و مکسمینا تھا دوسرے کا نام مجسمینا تھا، تیسرے کا نام یملینا، چوتھے کا نام مرطوس، پانچویں کا نام کفشطیوس، چھٹے کا نام مینوس، ساتویں کا نام میوس ہے۔ آٹھواں بطنیوس ہے۔ اور نوواں طالوس ہے۔ یہ سب نو عمر تھے۔ مجاہد نے کہا کہ مجھے یہ بتایا گیا کہ بعض نو عمری کی وجہ سے چاندی کی طرح روشن تھے وہ روم میں ان لوگوں میں سے تھے جو بتوں کی پوجا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے دی ان کی شریعت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تھی۔ ہمارے سلف میں سے ایک جماعت نے یہ بات کہی ہے۔

عمر بن قیس ملائی سے روایت ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَانُوا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا. میں مذکور اصحاب الکہف کے نو جوان عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے۔ ان کا بادشاہ کافر تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کہف کی طرف ان کا لوٹنا اور سارا واقعہ قبل المسیح تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے واقعات اپنی قوم کو بتائے ہیں اور ان کا غار میں اٹھنا اور نوم کے بعد جاگنا یہ عیسیٰ کے آسمانوں پر اٹھا لینے کے بعد کا واقعہ ہے یہ اس فترہ (وقفہ) میں ہوا جو عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے درمیان میں ہے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ان میں سے کونسی بات درست ہے۔ علماء اسلام تو اس بات کی طرف راجع ہیں کہ یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ اور ملوک الطوائف میں یہ واقعہ پیش آنا ایسا امر ہے جس کو کوئی اہل علم بھی اخبار قدیمہ کی طرف سے نقل نہیں کرتا۔

اور ان کے اس بادشاہ کا نام جو اس وقت تھا اور بتوں پوجا کرتا تھا دقیانوس تھا۔ لیکن اس کو ان نو جوانوں کے متعلق اس کے برعکس بات ملی۔ تو ان کو اس نے بلایا مگر وہ بھاگ گئے۔ یہاں کے ایک پہاڑ منخلوس میں چلے گئے۔

ان کے ایمان لانے اور قوم کی مخالفت کا سبب یہ بنا جو وہب بن منبہ سے بیان کیا گیا تھا کہ انہوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری اصحاب الکہف کے شہر سے گزرا تو اس میں داخل ہونا چاہا تو کسی نے اسے کہا کہ اس دروازے سے داخل تب ہو جا سکتا ہے کہ جب اس دروازے پر جو بت ہے اس کو سجدہ کیا جائے۔ تو اس نے اس میں داخل ہونا مکر وہ سمجھا تو وہ ایک حمام میں آ گیا جو شہر کے قریب ہی تھا اور اس میں حمام والے کی مزدوری کرنے لگا۔ تو اس حمام والے نے اپنے حمام کی آمدنی اور کام میں برکت محسوس کی اور اس پر رزق کی بارش شروع ہو گئی۔ اور وہ حواری اس حمام والے پر اسلام پیش کرتا اور اس کے لئے نہایت نرم رویہ اختیار کرتا۔ اہل شہر کے کچھ لوگوں کا اس سے تعلق قائم ہو گیا تو وہ ان کو آسمان وزمین اور آخرت کی خبریں بتانے لگا۔ یہاں تک وہ اس کی بات پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر لی اور وہ اس کی طرح اچھی حالت والے تھے۔ اس نے صاحب حمام سے یہ شرط کر رکھی تھی اور میرے اور میری رات میں کوئی بھی حائل نہ ہو سکے گا۔ وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ بادشاہ کا لڑکا ایک عورت لے کر آیا اور حمام میں داخل ہو گیا تو اس حواری نے اس کو عار دلانی اور کہنے لگا کہ تو بادشاہ کا بیٹا ہے اور ایسی اور ایسی عورت کے ساتھ یہاں داخل ہو رہا ہے تو وہ شرمایا اور واپس چلا گیا ایک دن وہ دوبارہ آیا تو اس نے اس کو اسی طرح عار دلانی تو وہ اس کو گالیاں اور جھڑکیاں دینے لگا اور اس کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور حمام میں وہ دونوں داخل ہو گئے اور اس میں اکٹھے مر گئے تو بادشاہ آیا تو اس کو لوگوں نے کہا تیرے بیٹے کو حمام والے نے مار ڈالا۔ تو اس نے اس حمام والے کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملا اور بھاگ گیا اور اس کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی بھی بھاگ گئے تو ان کا نام فہیہ پڑ گیا تو ان کی بڑی تلاش کی گئی لیکن وہ شہر سے باہر نکل

گئے وہاں وہ ایک کھیتی والے سے گزرے اور وہ انہی کی طرح توحید والا اور صالح مرد تھا۔ تو انہوں نے اس کو کہا کہ ہماری تلاش شروع ہے تو وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا اور اس کے ساتھ کتا بھی تھا یہاں تک کہ ان کو ایک غار میں رات آگئی وہ اس میں داخل ہو گئے اور کہنے لگے ہم آج یہاں غار میں ہی رات گزارتے ہیں صبح اٹھ کر ان شاء اللہ مشورہ کریں گے تو اللہ نے ان کے کان بند کر دیئے۔ بادشاہ اپنے ساتھی لے کر ان کی تلاش میں نکلا تو انہیں اس غار میں پایا پھر جب کسی آدمی نے غار میں جانے کا ارادہ کیا تو اس پر رعب طاری ہو گیا اور اس میں داخل ہونے پر قادر نہ ہو سکا۔ تو کسی کہنے والے نے کہا کہ اگر آپ ان پر قادر ہوتے تو کیا ان کو مار ڈالتے؟ تو بادشاہ نے کہا ہاں تو اس شخص نے کہا پھر آپ ان کا دروازہ بند کر کے چھوڑ دیجئے یہ یہاں بھوکے پیاسے مرجائیں گے تو اس نے اسی طرح کیا۔

ان کی اس عمارت پر کئی زمانے گزر گئے پھر ایک دن کوئی چرواہا بارش کے وقت یہاں آیا تو کہنے لگا اگر میں غار کا دروازہ کھول کر بکریاں یہاں داخل کر دوں تو وہ بارش سے محفوظ ہو جائیں گی۔ تو وہ مسلسل اسے کھولنے کی محنت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ دروازہ کھل گیا اور اس نے اس میں اپنی بکریاں داخل کر دیں اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے دن ان کی روئیں ان کے جسموں میں لوٹا دیں جب صبح ہوئی تو اپنے میں سے ایک کو چاندی کا سکہ دے کر کھانا خریدنے کے لئے بازار بھیجا جب وہ شہر کے دروازے پر آیا تو اس نے کوئی چیز اجنبی نہ پائی یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس آیا تو اس سے کہا کہ اس چاندی کے سکے کا مجھے کھانا دے دو تو اس نے کہا کہ یہ درہم کہاں سے لائے ہو تو اس نے کہا میں اور میرے ساتھی ہم کل یہاں سے نکلے تو جہاں رات ہوئی وہاں سے صبح اٹھ کر انہوں نے مجھے کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ تو اس شخص نے کہا کہ یہ درہم تو فلاں بادشاہ کے وقت کے ہیں۔ اور تو انہیں کہاں سے لے آیا ہے۔ تو اس کا معاملہ بادشاہ تک پہنچا دیا اور بادشاہ بڑا صالح تھا وہ کہنے لگا کہ یہ درہم تو کہاں سے لایا ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں اور میرے ساتھی کل ہم یہاں سے نکل گئے اور رات کو ایک غار میں پہنچ گئے وہاں سے جب صبح ہوئی تو انہوں نے مجھے کھانا خرید کر لانے کا کہا۔ بادشاہ نے کہا تیرے ساتھی کہاں ہے تو اس نے کہا وہ غار میں ہیں تو وہ لوگ وہاں چل پڑے جب غار کے دروازے پر پہنچے تو وہ کہنے لگا میں اندر اپنے ساتھیوں کے پاس تم سے پہلے جاتا ہوں جب انہوں نے اسے دیکھا اور وہ ان کے قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان کے کانوں کو بند کر دیا تو جب بھی کوئی آدمی اندر جاتا تو مرعوب ہو کر نکل آتا اور اندر جانے کی قدرت نہ رکھتا تو انہوں نے ان پر ایک گرجہ بنا دیا اور اس کو مسجد بنا دیا اور وہاں نماز پڑھنے لگے۔

قنادہ سے روایت ہے کہ اصحاب کہف بادشاہوں کی اولاد تھے۔ اللہ نے ان کو اسلام عنایت فرمایا تو وہ اپنے دین کو بچا کر نکل گئے اور چھپ کر اپنی قوم سے ایک غار میں پہنچ گئے تو اللہ نے ان کے کان بند کر دیئے تو وہ کافی عرصہ وہاں رہے جب ان کی امت کے لوگ مر گئے اور کوئی دوسری امت آئی اور ان کا بادشاہ بڑا نیک آدمی تھا تو وہ روح اور جسم میں جھگڑنے لگے کچھ کہنے لگے کہ جسم اور روح دونوں انھیں گے اور کچھ کہنے لگے کہ صرف روح انھیں گے جسم نہیں انھیں گے۔ اور جسم کو مٹی کھا جائے گی تو وہ ختم ہو جائے گا۔ تو ان کے بادشاہ پر یہ اختلاف گراں گزرا تو اس نے بوریئے پہن لئے۔ راکھ پر بیٹھ گیا پھر اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ رب تعالیٰ تو ان لوگوں کا اختلاف دیکھ رہا ہے اس لئے کوئی ایسا آدمی بھیج جو ان کی وضاحت اور بیان کا سبب بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو اٹھایا تو ان میں سے ایک آدمی کھانا لینے کے لئے بازار نکلا جب بازار گیا تو سب چہرے اسے اجنبی محسوس ہوئے مگر

وہ راستے کو جانتا تھا اور دروازے پر بھی وہ ایمان کی باتیں دیکھنے لگا۔ چھپ چھپا کر ایک آدمی سے روٹی خریدنے کے لئے ایک دکان پر گیا۔ تو جب اس آدمی نے چاندی کا سکہ دیکھا تو اس کو غیر معروف سمجھا اور کہنے لگا کہ گویا کہ یہ چھوٹے چھوٹے اونٹوں کے بچوں کے موزے ہیں تو اس نے پوچھا کہ کیا تمہارا بادشاہ فلاں آدمی نہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ ہمارا بادشاہ تو فلاں ہے۔ تو کچھ ان کی بات چلتی رہی پھر وہ شخص اس کو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ تو بادشاہ نے اس سے سوال کئے تو اس نے ساری خبر بتادی تو بادشاہ نے تمام لوگوں کو بلایا اور ان کو جمع کر کے کہا تم روح اور جسم کے اٹھائے جانے میں اختلاف کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نشانی بنا دی یہ مردم میں فلاں قوم کا آدمی ہے اور فلاں بادشاہ کے وقت کا ہے تو اس نوجوان نے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں تمہیں اپنے ساتھی دکھاؤں تو بادشاہ سوار ہوا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی سوار ہوئے جب غار پر پہنچے تو اس شخص نے کہا مجھے چھوڑو میں اندر اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤں جب اس نے ان کو دیکھا تو دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں پر بندش لگا دی جب اس نے دیر لگائی تو بادشاہ اندر داخل ہوا تو دیکھا ان کے اجسام میں سے کوئی چیز غیر معروف اور بدلی ہوئی نہیں تھی صرف ان میں روحیں نہیں تھی تو بادشاہ نے کہا یہ تمہارے لئے اللہ نے نشانی بھیجی ہے۔

قائد کہتے ہیں کہ ابن عباس نے حبیب بن مسلمہ کے ساتھ ہو کر جنگ کی تو وہ غار سے گزرے تو وہاں ہڈیاں تھی تو کسی شخص نے کہا کہ یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں تو ابن عباس نے کہا کہ ان کی ہڈیاں تو تین سو سال سے ختم ہو گئی ہیں۔

وہب اور سدی وغیرہ نے کہا کہ ان کے نام یہ تھے مکسلمینا جوان میں سے بڑا تھا اور رئیس تھا دوسرا مہلیخا تھا جو بڑا خوبصورت تھا اور بڑا عبادت گزار اور خوش مزاج تھا اور تیسرا مرطونس اور ایک ناس تھا اور ایک سار بنونس اور ایک بطیوس تھا اور ایک کا نام کند سلطونس تھا اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا یہ نام بچوں کی نیند اور رونے کے لئے لکھ کر دیا جاتا ہے اور اس مقصد کے لئے یہ بھی لکھتے ہیں

ہیں اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي نَامَ بِهَا أَصْحَابُ الْكُهْفِ اللَّهُ يَتَوَقَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى. اللَّهُمَّ أَلْقِ النُّومَ وَالسَّكِينَةَ عَلَىٰ حَامِلِ هَذَا الْكِتَابِ بِالْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

کتوں سے حفاظت کا دم: پہلے گزر چکا ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ بچھو سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ رات اور دن میں کسی کو بھی نہ ڈسے اور نہ تکلیف دے جو نوح علیہ السلام پر درود پڑھے اور کتے سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ اگر کوئی رات یا دن کو وکلبہم باسٹ ذراعہ بالوصید پڑھے۔ تو اس کو ضرر نہ دے۔

قرطبی نے کتاب التذکار فی افضل الاذکار میں کہا ہے کہ ہمیں پہلے لوگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ سورہ رحمن میں ایک آیت ہے کہ اگر کتا انسان پر حملہ کرے تو وہ آدمی کتے پر یہ آیت پڑھے تو وہ اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ آیت یہ ہے يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَنِ ذَهَبِي كِي تَارِيخِ الْإِسْلَامِ فِي ۳۰۰ ہجری کے واقعات میں ہے کہ مشاد دینوری اپنے گھر سے نکلا تو اس کو ایک کتا بھونکا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہا تو کتا اسی جگہ مر گیا۔ کتوں کی تمام اقسام کا کھانا حرام ہے مگر ابن آؤی یعنی گیدڑ کے متعلق جو کتوں کی جنس سے ہے اختلاف ہے جو پہلے باب الہمزہ میں گزر گیا۔ ابن عبد اللہ نے تمہید میں شععی سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کتے کے



گوشت سے علاج کیا جاسکتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا نہ دے مباح کتار کھنے والے کا اختیار ہے کہ وہ اس کو رکھے اور کھلائے پلائے یا چھوڑ دے یا اس شخص کو دے دے جو اس سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن اس کو قید کرنا درست نہیں کہ بھوک سے مر جائے۔

ایک مسئلہ: اگر کسی کا ایک محترم کتا ہے اور بھوک میں مضطرب ہے اور دوسرے کے پاس بکری ہے تو اس کے لئے اس بکری پر کتا چھوڑنا جائز ہے تاکہ وہ اس کو کھاسکے لیکن یہ اس کا ضامن ہوگا۔

ایک مسئلہ: اگر کوئی ہلکایا کتا کسی بکری کو کاٹے اور وہ بکری پاگل ہو جائے تو اس کو ذبح کر دیا جائے گا مگر گوشت نہیں کھایا جائے گا۔ ہمارے اصحاب میں میں ابو حیان تو حیدی کتاب الامتاع میں کہتے ہیں جب اونٹ دیوانہ ہو جائے تو اس کو ذبح کیا جائے مگر کھایا نہ جائے۔ انتہی

ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ایذا کے ڈر سے ہے۔

ایک مسئلہ: اگر کسی نے ایسی نجاست غصب کر لی جو مفید ہو جیسے سکھلایا ہوا کتا یا مردار کا چمڑا اور سر جین تو کیا اس آدمی کے لئے اس چور کا دروازہ توڑنا اور دیوار میں نقب لگانا درست ہے جبکہ وہ اپنے مال تک اس کے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو؟ تو ظاہر یہ ہے وہ مال کی طرح جائز ہے۔ کیونکہ یہ اس کا حق ہے اور مال کی طرح اس کا دفع اس کے لئے درست ہے۔ واللہ اعلم

تنبیہ: کتے سارے کے سارے ناپاک ہوتے ہیں چاہے کھائے یا ان سکھے ہوں، چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔ یہی بات اوزاعی، ابو حنیفہ احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عبیدہ نے کہی ہے۔ اور جس کتے کو حاصل کرنا درست ہے اور اس کے علاوہ دوسرے دیہاتی وغیرہ کتوں میں دلائل کی عمومیت کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

امام مالک کے مذہب میں چار قول ہیں۔ (۱) پاک ہے (۲) نجس ہے (۳) جس کتے کے حاصل کرنے کی اجازت ہے اس کا جھوٹا پاک ہے اور دوسروں کا ناپاک ہے اور یہ تین مذہب مالک سے منقول ہیں اور چوتھا مذہب عبد الملک بن ماص بشون سے مروی ہے۔ کہ بدوی اور حضری میں فرق کیا جائے گا۔

امام زہری، مالک اور داؤد نے کہا یہ پاک ہے۔ کتے کے منہ ڈالنے سے برتن کا دھونا نفلی کام ہے۔ حسن بصری عروہ بن زبیر سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس آیت سے دلیل لیتے ہیں۔ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ. یعنی وہ شکار جو کتے تم سے روک رکھیں انہیں کھاؤ۔

یہاں امساک کی جگہ کو دھونے کا ذکر نہیں ہے۔ اور دوسری وہ حدیث دلیل ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی مسجد میں کتے آتے اور جاتے تھے۔ اور پیشاب بھی کرتے تھے لیکن اس وجہ سے وہاں پر چھینٹے نہیں مارے جاتے تھے۔ اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور ہمارے ساتھیوں کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال لے تو اس کو گرا دو اور اس کو سات دفعہ دھوؤ اور پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔ کہتے ہیں اگر نجس نہ ہوتا تو نبی ﷺ اس کے گرانے کا حکم نہ دیتے۔ کیونکہ اس طرح تو یہ اتلاف مال ہوگا۔ اور ابن عمر کی حدیث کے متعلق تو بیہقی نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کتے کا پیشاب نجس ہے جب بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جانے چاہئیں تو کتا کا پیشاب زیادہ حقدار ہے۔ تو ابن عمر کی

حدیث کتے کے منہ ڈالنے سے اس کو دھونے کے حکم والی حدیث سے پہلے کی ہے۔

یا شاید اس کے پیشاب کی جگہ پوشیدہ رہ گئی ہو۔ کیونکہ جب یقینی علم ہو تو اس کو دھونا ضروری ہوگا۔

ایک مسئلہ: ہمارے اصحاب نے شکار کے کتے کے کاٹنے کی جگہ میں اختلاف کیا ہے صحیح بات یہ ہے کہ وہ بھی معاف نہیں ہے۔ جیسے کسی برتن یا کپڑے میں لگ جائے تو اس کو دھونا اور مٹی ملنا ضروری ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ معاف ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس کو ایک دفعہ پانی کے ساتھ دھویا جائے۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے۔ پانچواں یہ ہے کاٹنا ضروری ہے۔ چھٹا یہ ہے کہ اگر ایسی ہڈی کو کتے نے کھایا جس سے خون جوش مار رہا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ نضاح جوش مارنے کو کہتے ہیں۔ جیسے اللہ نے فرمایا: فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ۔ یعنی اس میں دو ابلنے والے چشمے ہیں۔ مٹی لگانے کے احکام اور شرائط کتب فقہ میں بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔

مسلم نے ابو ذر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو گدھا عورت اور کالا کتا کاٹ دیتا ہے۔ ابو ذر سے کہا گیا کالے کتے کا سرخ کتے اور پیلے کتے سے کیا فرق ہے انہوں نے کہا اے بھتیجے میں نے یہ بات نبی ﷺ سے اس طرح پوچھی تھی جس طرح تو نے مجھے پوچھی ہے تو آپ نے فرمایا کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔ تو بعض علماء نے اس کو ظاہر پر محمول کیا اور کہا کہ شیطان کی شکل بھی کالے کتے کی طرح ہوتی ہے۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا سیاہ کتے کو مار ڈالو۔ کہا گیا ہے کہ کالا کتا دوسرے کتے سے زیادہ مضر ہے اور زیادہ ڈراؤنا ہے۔ تو جب نمازی اس کو دیکھتا ہے تو نماز سے کتے کی طرف مشغول ہو جاتا ہے اور اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لئے علمائے نبی ﷺ کے اس فرمان کہ نماز کو عورت اور گدھا کاٹ دیتے ہیں۔ کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے ان چیزوں کے متعلق اس لئے فرمایا کہ ان کے ساتھ مشغول ہونے میں نماز کی خرابی اور اس کے کٹ جانے کا زیادہ خوف ہے۔ کیونکہ عورت فتنے میں ڈالتی ہے۔ اور گدھا ہینکتا ہے اور کالا کتا ڈراتا ہے اور دل کو پریشان کر دیتا ہے جب یہ معاملات نماز توڑنے کی طرف راجع ہیں تو اس لئے ان کو نماز توڑنے والا کہہ دیا۔ ابن عباس اور عطا کہتے ہیں کہ وہ عورت نماز کو کاٹتی ہے جو حائضہ ہو کیونکہ اس کے ساتھ نجاست ہوتی ہے۔ امام احمد نے کالے کتے والی حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اس کے ساتھ شکار جائز نہیں۔ اور وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ابو بکر صیرفی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں نے اسی کو پسند کیا ہے۔

امام شافعی مالک ابو حنیفہ اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ کالے کتے کا کیا ہوا شکار بھی دوسرے کتوں کی طرح درست ہے۔ اور حدیث کا مقصد اس کو کتوں کی جنس سے نکالنا نہیں۔ اور اسی لئے جب یہ کتا کسی برتن وغیرہ میں منہ ڈال لے تو اس برتن کو دھونا اور مٹی لگانا سفید کتے کی طرح ہی ضروری ہے۔

عبداللہ بن مغفل سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا ہمیں کتوں سے کیا مطلب پھر شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کے کتے کی اجازت دے دی۔ تو ہمارے اصحاب نے کتے کے قتل کرنے کے حکم کو دیوانے اور کاٹنے والے کتے پر محمول کیا ہے اور جس کتے میں کوئی ضرر نہیں اس میں اختلاف ہے۔

قاضی حسین، امام الحرمین اور ماوردی نے کتوں کی بیع کے باب میں اور نووی نے مہذب اور مسلم کی شرح کے اول البیع میں کہا ہے کہ اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے اور انہوں نے محرّمات الاحرام کے باب میں کہا ہے کہ یہی بات صحیح ہے اور ان کے قتل کرنے کا

حکم منسوخ ہے۔ رافعی نے شرح میں اس کی کراہت پر اقتصار کیا ہے۔ اور روضہ والے نے بھی اس کی متابعت کی ہے۔ اور زیادہ کہا کہ یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ لیکن امام شافعی نے کتاب الام میں باب الخلاف فی ثمن الکلاب میں کہا ہے ان کتوں کو جن میں نفع نہیں ہے جہاں بھی ملیں مار ڈالو۔ مہمات میں اس بات کو راجح کہا گیا ہے۔ جس کتے میں نفع نہیں ہے اس کو حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے حصول میں بہت سارے مفاسد ہیں۔ مثلاً گزرنے والے کو کاٹنا ڈرانا وغیرہ۔ شاید اس وجہ سے فرشتے ان جگہوں میں نہیں آتے جہاں یہ موجود ہوں اور فرشتوں کا دور رہنا ایک شدید معاملہ ہے کیونکہ ان کے ساتھ رہنے سے نیکی کی طرف الہام اور دعوت ہوتی ہے۔ ہمارے اصحاب نے پھانک اور گھروں کیلئے کتے رکھنے کے جواز میں اختلاف کیا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ جائز ہے۔ اور کھیتی چوپاؤں اور شکار کے لئے رکھنے کے جواز میں اتفاق ہے۔ جانور خریدنے سے پہلے ان کے لئے کتا حاصل کر لینا جائز نہیں ہے۔ اس طرح کھیتی اور شکار کا کتا اس شخص کے لئے جو نہ شکار کرتا ہو اور نہ اس کی کھیتی ہو جائز نہیں ہے۔ اس نے مخالفت کر کے کتا حاصل کر لیا تو اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کمی ہوتی رہے گی۔ ایک روایت میں قیراط آتا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ اور یہ چیز کتوں کی قسم پر منحصر ہوگی۔ کیونکہ بعض کتے دوسروں سے زیادہ موذی ہوتے ہیں۔ یا کسی اور وجہ سے جو ان میں ہوتی ہے۔ یا جگہوں کے اختلاف کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ پس دو قیراط شہروں میں کمی ہوگی اور دیہاتوں میں ایک قیراط کمی ہوگی یا دو اوقات کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ پہلے قیراط کہا پھر سختی کرتے ہوئے دو قیراط کر دیا۔ اور قیراط سے مراد وہ مقدار ہے جو اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اس کے اجر سے کتنا کم کرے گا۔ اور علماء نے اس مراد میں اختلاف کیا ہے جو کم ہوگی۔ بعض نے کہا گزرنے ہوئے اعمال میں کمی ہوگی بعض نے کہا آنے والے اعمال میں ہوگی۔ بعض نے کہا رات کے عمل میں ایک قیراط اور ایک قیراط دن کے اعمال میں سے کمی ہوگی۔ بعض نے کہا ایک قیراط نفلوں سے اور ایک فرضوں سے۔ سب سے پہلے چوکیداری کے لئے کتانوٹھ نے رکھا تھا۔

قاسم بن سلمہ نے اپنی سند سے عن علقمہ عن عبداللہ روایت کیا ہے۔ کہ سب سے پہلے نوح علیہ السلام نے چوکیداری کے لئے کتا رکھا۔

اور واقع یوں ہے کہ انہوں نے کہا اے رب تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کشتی بناؤں اور میں اس کی تعمیر میں کئی دن کام کرتا رہا۔

تو لوگ رات کو آتے تو میں نے جو کچھ بنایا ہوتا سب خراب کر کے چلے جاتے ہیں۔ تو جو تو نے مجھے حکم کیا ہے وہ کب مکمل ہوگا۔ کیونکہ کافی عرصہ گزر گیا ہے تو اللہ نے وحی کی آپ ایک کتا لے لیں جو آپ کی چوکیداری کرے تو نوح نے کتا لے لیا تو آپ دن کو کام کرتے اور رات کو سو جاتے۔ جب رات کو کوئی خراب کرنے آتا تو کتا ان پر بھونکتا تو نوح بیدار ہو جاتے۔ اور ڈنڈا لے کر ان پر حملہ کر دیتے تو وہ اس سے بھاگ جاتے تو ان کا کام مکمل ہو گیا۔

حافظ ابو عمرو بن صلاح نے اپنی کتاب ”مناسک“ میں اس حدیث کے بارے میں کہا ہے۔ کہ فرشتے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو۔ کہ اگر یہ چیزیں کسی دوسرے کی طرف سے آئیں اور ان کا ازالہ نہ کیا جاسکتا ہو تو یوں کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أBRَأُ إِلَيْكَ مِمَّا فَعَلْتُ هَوْلَاءِ فَلَا تَحْرِمْنِي ثَمْرَةَ صُحْبَةِ مَلَائِكَتِكَ وَ بَرَكَتَهُمْ وَ مَعُونَتَهُمْ  
أَجْمَعِينَ.

اور اس حدیث کہ ”جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے“ کے بارے میں علماء نے کہا کہ گھر میں تصویر کے ہونے کی وجہ سے فرشتوں کا نہ آنا اس لئے ہے کہ اس میں نافرمانی ہوتی ہے اور اس میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت ہے اور بعض تصویروں کی اللہ کے سوا عبادت بھی کی جاتی ہے۔ اور جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتوں کے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت گندگی کھاتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے۔ اور فرشتے شیطانوں کی ضد ہوتے ہیں۔ اور کتے کی بو بڑی بری ہوتی ہے۔ اور فرشتے بری بو کو ناپسند کرتے ہیں۔ نیز اس کو حاصل کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور جو شخص اس کو رکھے گا اس کے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوں گے اور اس میں نماز استغفار بھی نہیں کریں گے۔ اور اس کے گھر میں ان کی برکت بھی نہیں ہوگی اور اس کے گھر سے وہ شیاطین کی ایذا کو بھی نہ روکیں گے۔

جو فرشتے کتے اور تصویر والے گھر میں داخل نہیں ہوتے وہ اللہ کی رحمت استغفار اور برکت والے ہوتے ہیں۔ اور جو محافظ فرشتے اور روحین قبض کرنے والے فرشتے ہیں تو وہ ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں اور بنی آدم کے نگران فرشتے بھی ہر حال میں ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو ان لوگوں کے اعمال نامے لکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خطابی کہتے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں وہ کتا اور تصویر ہو جس کا حاصل کرنا حرام ہوتا ہے۔ اور جس کو حاصل کرنا حرام نہ ہو جیسے کھیتی کا کتا شکار کا کتا اور چوپاؤں کا کتا اور وہ تصویر جو قالینوں میں چٹائیوں میں نیچے بچھائی جائے اور اس کی توہین کی جائے تو اس سے فرشتے نہیں رکتے۔

جو بات خطابی نے کہی قاضی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

نووی کہتے ہیں کہ اظہر بات یہ ہے کہ یہ ہر کتے کے لئے عام ہے۔ اور لوگوں کو تمام کتوں کا رکھنا منع ہے کیونکہ حدیثیں مطلقاً ہیں۔

نیز حدیث میں آتا ہے کہ ایک کتے کا بچہ نبی ﷺ کے گھر میں چار پائی کے نیچے تھا اور اس میں آپ کا عذر بھی تھا کہ آپ کو اس کا علم نہیں تھا۔ مگر اس کی موجودگی میں جبرائیل آپ کے گھر میں داخل ہونے سے باز رہا اور اگر کتے اور تصویر ہونے کا کوئی عذر قابل قبول ہوتا ہے تو جبرائیل آپ کے پاس آنے سے کبھی نہ رکتے۔

جاہظ کہتے ہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت انصار کے ایک آدمی کی طرف بیمار پرسی کرنے کے لئے گئی۔ تو ان پر کتے بھونکے تو صحابہ کرام نے فرمایا یہ کتے ان گھر والوں کے لئے بالکل اجر نہیں چھوڑتے اور ہر کتا ان کے اجر سے ایک قیراط کم کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتوں کے زیادہ ہونے سے قیراط بھی بڑھ جاتے ہیں۔

امام تقی الدین سبکی سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔ قیراط نہیں بڑھیں گے کیونکہ اگر بہت سارے کتے ایک برتن میں منہ ڈال دیں تو صحیح بات یہی ہے کہ دھونے کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ قیراطیں بڑھ جائیں گی جب کسی جنازہ پر کئی دفعہ نماز پڑھے گا۔

غزالی نے شریعت کی منکرات کے باب میں احیاء میں لکھا ہے کہ جس کے پاس کاٹنے والا کتا ہو اور اس کے دروازے پر لوگوں کو آزار دیتا ہو۔ تو اس کو روکنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ صرف راستے کو خراب کرنے کا آزار کرتا ہو اور اس کی نجاست سے بچنا ممکن ہو تو اس سے نہ روکا جائے۔ اور اگر اس کی کلائیاں پھیلانے سے راستہ تنگ ہوتا ہو تو پھر بھی اس کو روکا جائے گا بلکہ اس کے مالک کو روکا جائے گا جبکہ اگر اس کے مالک کے راستے میں سونے بیٹھ جانے سے راستہ تنگ ہوتا ہو تو اس کو بھی روکا جائے گا تو کتا تو زیادہ روکے جانے کا حقدار ہے۔

ہمارے نزدیک تمام کتوں کی بیع جائز نہیں ہے۔ بخلاف مالک کے کیونکہ ان کے نزدیک کتے کی بیع مباح ہے۔ یہاں تک کہ حنون نے کہا کہ وہ ان کی قیمت سے حج بھی کر سکتا ہے۔

ابوحنیفہ نے کہا کہ نہ کاٹنے والے کتے کی بیع جائز ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ سکھائے ہوئے کتے کو اجرت پر دینا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا حاصل کرنا انہیں منافع کے لئے ہے کیونکہ یہ صرف ضرورت کے لئے رخصت ہے اس لئے اس کے علاوہ کوئی دیگر نفع ان سے حاصل کرنا درست نہیں نیز ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی تو اسی طرح ان کی دیگر منفعت بھی درست نہیں۔ تلخیص والے نے کہا کہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نفع مقصودہ ہے۔

ابن رویانی اور ابن ابی عسرون نے اسی کو پسند کیا ہے۔ اور ماوردی نے ہمارے مذہب کے اختلاف کی بنیاد ان دونوں کو قرار دیا ہے کہ آیا کتوں کا نفع مملوکہ ہے یا مباح ہے اس میں دو وجہیں ہیں ایک وجہ کے مطابق ہے کہ اس کا اجارہ درست ہے۔ اور اگر مستباحہ ہو تو جائز نہیں۔ اور اس کے احکام میں سے یہ ہے کہ جس کے گھر میں کاٹنے والا کتا ہو اور وہ کسی آدمی کو بلائے اور وہ کتا اس کو کاٹ لے تو اس پر ضمانت واجب ہے۔ صحیح مذہب کے مطابق۔ اور نووی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

بعض نے کہا قطعی طور پر لازم نہیں اور اس پر اصل الروضہ میں جزم کیا گیا ہے کیونکہ کتا مختار ہوتا ہے اور اس کو لاشی وغیرہ سے روکنا ممکن ہوتا ہے۔ اور یہ تب ہے جب آنے والے کو اس کتے کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ کاٹتا ہے۔ اور اگر وہ جانتا ہو کہ یہ کاٹنے والا ہے تو اس پر کسی صورت ضمانت نہیں اور اگر کتا بندھا ہو اور آنے والا اس کی طرف لاعلمی میں چلا جائے تو پھر بھی اس آدمی پر ضمانت نہیں ہے۔ اور جس کا کتا کاٹنے والا ہو۔ اور وہ اس کی حفاظت نہ کرے اور وہ کتا کسی آدمی کو رات یا دن کو کاٹ ڈالے تو اس کی وجہ سے اس کا ضامن ہوگا۔ اسی معنی میں وہ مملوکہ بلی بھی شامل ہے جو پرندے کھا جاتی ہے۔ جیسے ان شاء اللہ باب الہباء میں آئے گا۔ بعض نے کہا اس میں کوئی ضمانت نہیں ہے۔

کیونکہ بلی کو باندھنے کی عادت جاری نہیں ہے۔

ایک مسئلہ: اگر کسی نے کتے کی گردن کا قلابہ چوری کر لیا یا کتے سمیت وہ چوری کر لیا تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کتے کے گلے کا حرز (تعویذ) عام چوپایوں کی طرح ہے۔ اگر مال غنیمت میں کتا مل جائے تو اس سے شکار کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے فائدہ اٹھایا جائے۔ امام شافعی نے عراقیوں سے روایت کی ہے کہ امام کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے دے دے۔ اور اس سے اس پر کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر کتا قابل انتفاع چیز ہے تو اس میں سب کا برابر حق ہونا چاہیے جیسا کہ اگر کسی کا کتا ہو اور وہ بندہ مر جائے تو اس کے بعض ورثاء کو اس سے

محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اور عراقیوں کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ اگر بعض غنیمت حاصل کرنے والوں نے اور اہل خمس نے اس کو پسند کر لیا اور کسی نے اس سے جھگڑا نہ کیا تو اس کو یہ اختیار مل جائے گا اور اگر انہوں نے جھگڑا کیا اور کتے بھی تعداد میں زیادہ ہوئے جنہیں تقسیم کرنا ممکن ہو تو ان کو تقسیم کر دیا جائے گا ورنہ ان میں قرعہ اندازی کی جائے گی اور یہی مذہب صحیح ہے۔ جو شخص اس کی قیمت کو جائز کہتا ہے تو وہاں اس کی قیمت کا اور منافع کا اعتبار کیا جائے۔ جیسا کہ ”الروضہ“ کی کتاب الوصیۃ میں ہے۔

تمتہ: اللہ کا فرمان تَعْلِمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ یعنی ان کو وہ علم سکھاؤ جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے اس بات پر دلیل ہے کہ عالم کے لئے وہ فضیلت ہے۔ جو جاہل کے لئے نہیں کیونکہ کتے نے جب سیکھ لیا تو اس کو نہ سیکھے ہوئے کتے پر فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ اسی طرح جب انسان کے پاس علم ہو تو وہ جاہل سے بالا ولی فضیلت والا ہوگا۔ خصوصاً جبکہ وہ اپنے علم کے مطابق عمل بھی کرے جیسا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک قیمت ہے اور آدمی کی قیمت وہ چیز ہے جو اس کو خوبصورت بنا دے۔

لقمان نے اپنے بیٹے ثاراً یا انعم سے کہا: بیٹے! ہر قوم کا ایک کتا ہوتا ہے اور تو اپنی قوم کا کتا نہ بنا۔ امام احمد نے اپنی مسند اور بزار اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دوسرے کی ضیافت کی۔ تو اس کے گھر میں ایک حاملہ کتیا تھی تو کتیا کہنے لگی اللہ کی قسم میں اپنے گھر والوں کے مہمان کو نہیں بھونکوں گی۔ آپ نے فرمایا اس کے پیٹ کے بچے نے آواز کی تو کسی نے کہا کہ یہ کیا آواز ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک آدمی کی طرف وحی کی یہ اس امت کی مثال ہے کہ جو تمہارے بعد ہوگی اس کے بیوقوف لوگ اس کے بردبار لوگوں پر ظلم کریں گے۔

صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں ابوالدرداء سے مروی کہ نبی ﷺ کو ایک حاملہ عورت ایک خیمے کے دروازے کے پاس ملی تو آپ نے فرمایا شاید کہ وہ خیمے والا اس سے وطی کرنا چاہتا ہے تو لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہو جائے یہ اس کا وارث کس طرح بن سکتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں اور وہ اس سے کیسے خدمت لے سکتا ہے حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں۔

ضرب الامثال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلُ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَتْرُكُهُ يَلْهَثُ.

بلعم بن باعوراء کا عبرت ناک قصہ: ابن عباس اور مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ جبار کنعانیوں میں سے ایک آدمی تھا اس کا نام بلعم بن باعوراء تھا۔ بعض نے کہا کہ بلعام بن باعرتھا عطیہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اصلاً بنی اسرائیلی تھا لیکن یہ جباریوں کے ساتھ ہو گیا۔ مقاتل کہتے ہیں کہ یہ بلقاء شہر کا رہنے والا تھا۔ ابن عباس اور سدی وغیرہ نے اس کا جو قصہ بیان کیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے جبارین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ارض شام کے قریب کنعان میں اتر پڑے تو بلعم کی قوم کے پاس آئے اور یہ لوگ کافر تھے۔ اور بلعم کے پاس اللہ کا اسم اعظم تھا اور

وہ مستجاب الدعوات بھی تھا۔ تو اس کی قوم نے اس سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑا سخت آدمی ہے۔ اس کے پاس بہت بڑے لشکر بھی ہیں اور وہ ہمیں ہمارے شہروں سے نکالنے آیا ہے وہ ہمیں قتل کر کے بنی اسرائیل کو یہاں بسائے گا۔ اور تم مستجاب الدعوات ہو اس لئے نکلو اور اللہ سے دعا کرو اللہ تعالیٰ ان کو ہم سے واپس لوٹا دے تو وہ کہنے لگا تمہارے لئے ہلاکت ہو وہ اللہ کا نبی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے اور مومن ہیں میں ان کے خلاف کیسے بددعا کر سکتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو صرف میں جانتا ہوں۔ اگر میں نے ایسے کیا تو میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے دوبارہ اصرار کیا تو اس نے کہا اچھا میں اپنے رب سے مشورہ کرتا ہوں۔ وہ کسی کے متعلق اس وقت دعا نہیں کرتا تھا جب تک وہ خواب میں نہ دیکھ لے کہ اس کا کیا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس نے ان کے متعلق بددعا کرنے کے بارے میں اللہ سے مشورہ لیا تو اس سے کہا گیا کہ تو ان کے خلاف بددعا مت کر تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے اپنے رب سے مشورہ کیا تو اس نے مجھے منع کر دیا ہے۔ تو لوگوں نے اس کے لئے ہدیے پیش کئے تو اس نے انہیں قبول کر لیا۔

اور کہنے لگا اچھا میں اپنے رب سے مشورہ کرتا ہوں اس نے مشورہ کیا تو اس کو اجازت نہ ملی تو کہنے لگا کہ میں نے مشورہ کیا ہے مگر مجھے اجازت نہیں ملی تو لوگ کہنے لگے اگر تمہارا رب ان پر بددعا ناپسند سمجھے گا تو تمہیں پہلی مرتبہ کی طرح منع کر دے گا۔ پھر وہ اس کی طرف عاجزی کرتے رہے اور گڑگڑاتے رہے یہاں تک کہ اس کو فتنے میں مبتلا کر دیا۔ وہ اپنی گدھی پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف چل پڑا تاکہ بنی اسرائیل کے لشکر پر جھانک سکے جس کا نام حسان تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ وہ گدھی بیٹھ گئی وہ اس سے اتر گیا اور اسے مارنے لگا یہاں تک کہ وہ مار سے کمزور ہو گئی تو وہ کھڑی ہو گئی اور بلعم اس پر سوار ہو گیا ابھی تھوڑا اور چلی کہ پھر بیٹھ گئی تو بلعم نے اس کے ساتھ پہلے والا سلوک کیا تو وہ کھڑی ہو گئی تو وہ اس پر پھر سوار ہو گیا پھر تھوڑی دیر چلی کہ پھر بیٹھ گئی تو پھر اس نے اس کو بہت زیادہ مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے کی طاقت دے دی تاکہ بلعم پر حجت قائم ہو جائے۔ وہ بولی اور کہنے لگی بلعام تو ہلاک ہو تو کہاں جا رہا ہے کیا میرے سامنے تجھے فرشتے نظر نہیں آ رہے وہ مجھے سامنے سے واپس کر رہے ہیں کیا تو اللہ کے نبی اور مومنوں پر بددعا کرنے جا رہا ہے تو وہ باز نہ آیا تو اللہ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو وہ چل پڑی یہاں تک کہ جبل حسان پر چڑھ گئی تو بلعم ان کے خلاف اسم اعظم کے ساتھ بددعا کرنے لگا۔ تو اس کی دعا قبول ہو گئی تو بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام وادی طے میں شکست کھائے گا۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے ہمارے رب تو نے ہمیں کس گناہ کے جرم میں گرا ڈالا تو اللہ نے فرمایا بلعام کی بددعا سے۔ موسیٰ نے کہا اے اللہ جس طرح تو نے اس کی دعا ہمارے خلاف قبول کی ہے۔ اسی طرح میری دعا اس کے خلاف سن لے۔ تو موسیٰ نے دعا کی کہ اللہ اس سے اسم اعظم چھین لے تو اللہ نے اس سے معرفت چھین لی اور معرفت کا چمڑا اتار لیا۔ تو اس کے سینے سے سفید رنگ کی ایک کبوتری نکلی۔ یہ بات مقاتل نے کہی ہے۔ ابن عباس اور سدی نے کہا کہ جب بلعام نے موسیٰ اور ان کی قوم کے خلاف بددعا کی تو اللہ نے اس کی زبان کو الٹا دیا تو وہ جو بھی ان کے خلاف بددعا کرتا اللہ اس کو الٹا کر کے ان کے حق میں پھیر دیتا۔ اور جو بھی وہ بددعا کرتا اللہ اس کو خیر میں بدل دیتا۔ اس کی قوم نے کہا اے بلعام تو جانتا ہے تو کیا کر رہا ہے۔ تو تو ہمارے خلاف اور ان کے لئے دعا کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا اس بات کا مجھے کوئی اختیار نہیں رہا۔ اللہ اس پر غالب آ گیا ہے۔ تو وہ اسم

اعظم بھول گیا اور اس کی زبان سینے تک لڑھک گئی تو اس نے ان سے کہا کہ اب مجھ سے میری دنیا اور آخرت دونوں جاتے رہے۔ اب میرے پاس صرف مکر دھوکہ اور حیلہ رہ گئے ہیں۔ اب میں تمہارے لئے مکر اور حیلہ کروں گا۔ تم عورتوں کو خوبصورت بنا دو اور ان کو ہار سنگھار کر دو اور ان کو ساز و سامان دے دو۔ پھر ان کو لشکر کی طرف بھیج دو۔ تاکہ وہ ان سے خرید و فروخت کریں۔ اور ان سے کہہ دو جو شخص بھی ان سے برائی کا ارادہ کرے اس کو مت روکیں۔ کیونکہ اگر ان میں سے کسی نے بدکاری کر لی تو تم بچ جاؤ گے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب عورتیں لشکر میں آئیں۔ تو ایک کنعانی عورت جس کا نام کستی بن صورت تھا۔ بنی اسرائیل کے برے لوگوں میں سے ایک آدمی کے پاس آئی جس کا نام زمیری بن شلوم تھا۔ جو شمعون بن یعقوب کے خاندان کا سردار تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھا اور ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کیونکہ اس کی خوبصورتی اس کو اچھی لگی پھر وہ اس کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس لا کر کھڑا کر دیا اور کہنے لگا میں گمان کرتا ہوں کہ آپ کہیں گے کہ یہ تجھ پر حرام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ تجھ پر حرام ہے تو اس کے قریب نہ جانا۔ تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس بارے میں آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ پھر وہ اس کو لے کر ایک خیمے میں داخل ہو گیا اور اس سے بدکاری کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت بنی اسرائیل پر طاعون بھیج ڈالا۔ اور فحاص بن عزیز بن ہارون جو موسیٰ علیہ السلام کا صاحب امر تھا۔ اور یہ ایسا آدمی تھا جس کو اللہ نے پیدائش میں کشادگی اور پکڑ میں قوت عطا کی تھی۔ جب زمیری بن شلوم نے مذکورہ کام کیا اس وقت یہ موجود نہیں تھا۔

طاعون بنی اسرائیل کے لشکر میں گھس آیا تو وہ اپنے لوہے کے نیزے کو لے کر نکل گیا اور اس خیمے میں گیا جہاں فحاص اور وہ عورت لیٹے ہوئے تھے۔ تو اس نے ان دونوں کو نیزے سے مار دیا۔ پھر ان دونوں کو اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کیا اور نیزے کو بھی اور وہ ان دونوں کو ایک ہاتھ سے اٹھائے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھا تھا۔ اور نیزے کو اپنے دونوں جڑوں سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ وہ عزیز کا نوجوان لڑکا تھا۔ وہ یوں کہنے لگا۔ اے اللہ جو تیری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں تو ان سے طاعون اٹھا لیا گیا۔ تو اس طاعون سے ہلاک ہونے والے بنی اسرائیلوں کا اندازہ لگایا گیا تو زمیری کے اس عورت سے بدکاری کرنے اور فحاص کے ان دونوں کو قتل کرنے کے دوران ستر ہزار آدمی دن کی اس گھڑی میں فوت ہو گئے تھے۔ اس وقت سے بنی اسرائیل فحاص کی اولاد کو ہر ذبیحہ جانور کا قبہ بازو اور جڑے دیتے ہیں۔ کیونکہ اس نے نیزے کو اپنی کمر سے ٹیک لگائی تھی اور بازو سے پکڑا تھا اور جڑوں کی طرف سہارا لیا تھا۔ اور اپنی جانوں اور مال میں سے پہلی چیز بھی ان کو دیتے ہیں کیونکہ وہ عیدار کا پہلا بیٹا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب اس نے ان دونوں کو نیزے میں پرویا تھا اور ان کو نیزے میں زنا کی حالت میں ہی مار کر باہر نکلا تھا تو یہ چیز ایک نشانی بن گئی۔

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سعید بن مسیب اور زبیر بن اسلم سے روایت ہے کہ یہ آیت امیہ بن ابی صلت کے متعلق نازل ہوئی۔ اس نے تورات و انجیل پڑھی تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ عرب سے ایک رسول بھیجے گا پھر اسے امید تھی کہ شاید میں ہی وہ رسول بن جاؤں۔ جب اللہ نے محمد ﷺ کو رسول بنا دیا تو آپ سے حسد کرنے لگا اور کفر کر دیا۔ یہ بڑی حکمت اور نصیحت والا آدمی تھا۔ اور یہ کئی بادشاہوں کے پاس گیا تھا جب واپس ہوا اور بدر کے مقتولوں کے پاس سے گزرا تو پوچھا کہ ان کو کس نے مارا ہے تو بتایا گیا کہ محمد ﷺ نے مارا ہے۔ تو کہنے لگا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اپنے قرابتداروں کو نہ قتل کرتا اور اس کا کچھ ذکر عنقریب عمل



میں آئے گا۔

احتیاط کریں ورنہ!! کچھ لوگوں نے کہا یہ آیت بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے متعلق نازل ہوئی۔ جس کو تین مستجاب دعائیں دی گئی تھیں۔ اس کی ایک عورت تھی۔ جس سے اس کا ایک بچہ تھا۔ تو اس نے کہا ایک دعا میرے لئے کر دے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے کہا اللہ مجھے بنی اسرائیل میں سے سب سے خوبصورت بنا دے۔ اس نے اس کے لئے دعا کر دی تو وہ خوبصورت ہو گئی جب اس نے دیکھا کہ اس کا خاوند اس جیسا نہیں ہے تو وہ اس سے بے رغبت ہو گئی۔ تو اس کا خاوند اس پر غضبناک ہوا۔ اور اس کے خلاف بدعا کی۔ تو وہ کتیا بن گئی۔ تو اس کی دو دعائیں ختم ہو گئیں۔ پھر اس کے بیٹے آ گئے۔ تو کہنے لگے اس طرح ہمیں کوئی قرار نہیں کہ ہماری ماں بھونکنے والی کتیا بن گئی ہے لوگ ہمیں اس کی عار دلاتے ہیں۔ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اس کو اس حال میں کر دے اس نے دعا کی تو وہ اسی طرح ہو گئی۔ تو اس طرح اس کی تینوں دعائیں ختم ہو گئیں۔

پہلے دو قول زیادہ ظاہر ہیں۔ حسن اور ابن کیسان کہتے ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب کے منافقوں کے متعلق اتری۔ کہ جو نبی ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ ایک مثال ہے جو اللہ نے ہر اس آدمی کے لئے بیان کی ہے جس کے سامنے ہدایت پیش کی جائے تو وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دے اللہ فرماتے ہیں۔ وَكَلُمْنَا لِرَفَعَاءِ بَهَائِعِنَا اس کو عمل کی توفیق دے دیتے اور اس طرح دنیا و آخرت میں اس کی منزلت بڑھا دیتے لیکن وہ دنیا کی خواہشات اور لذات کی طرف جھک گیا۔ زجاج کہتے ہیں کہ خَلَدَ اور أَخْلَدَ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ان کا اصل خلود ہے جس کا معنی ہمیشگی اور مقام کرنا ہے کہا جاتا ہے۔ اخلد فلان بالماکان یعنی وہ فلاں جگہ ٹھہر گیا۔ یہاں پر زمین سے مراد دنیا ہے کیونکہ دنیا میں تمام جائیدادیں زمین پر ہی ہوتی ہیں اس کا سارا متاع زمین سے ہی نکلتا ہے۔ اللہ نے فرمایا وَاتَّبَعْ هَوَاهُ یعنی جس طرف اس کو خواہش نے بلایا وہ اس طرف جھک گیا تو وہ دنیا میں سزا دیا گیا کیونکہ وہ اسی طرح ہانپتا ہے جس طرح کتا ہانپتا ہے تو یہ شکل و صورت اور حالت میں اس سے مشابہ ہو گیا۔

قیمی کہتے ہیں کہ ہر چیز ہانپتی ہے تو ان میں سے ہر چیز یا تو پیاس کی وجہ سے ہانپتی ہے یا تھکاوٹ کی وجہ سے۔ لیکن کتا تھکاوٹ اور آرام اور اسی طرح پیاس اور سیرابی کی حالت میں ہانپتا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بطور مثال بیان کیا کہ جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم اس کو نصیحت کرو تب بھی وہ گمراہ رہے گا اگر نہ کرو تو بھی گمراہ رہے گا جس طرح کتے کو دھتکارو تب بھی ہانپتا ہے اور اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو پھر بھی ہانپتا ہے۔ بہت تیزی سے سانس لینے کو اور اس کے ساتھ منہ کے اعضاء کو حرکت دینے کو اور زبان کے پھیلا دینے لہٹ کو کہتے ہیں اور کتے کی فطرت ہے کہ وہ ہر وقت ہانپتا رہتا ہے۔

واحدی وغیرہ نے کہا کہ یہ آیت اہل علم پر شدید ترین آیات میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس شخص کو اللہ نے اسم اعظم کی آیات دی تھیں اور مستجاب دعائیں اور علم و حکمت عطا کیا تھا تو وہ دنیا سے مطمئن ہو گیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی تو اس سے نصیحتیں چھین لی گئیں اور ان حالات سے وہی محفوظ رہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے ہم اللہ سے توفیق ہدایت احسان اور کرم طلب کرتے ہیں۔

چیز ہبہ کر کے واپس لینے کا گناہ: بخاری مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو

شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز میں دوبارہ لوٹتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو دوبارہ اپنی قے کو کھا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے پھر اس کے پاس آ کر اس کو دوبارہ کھاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے راستے میں کسی کو ایک گھوڑے پر سوار کرایا تو اس شخص نے اس کو ضائع کر دیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو خرید لوں۔ میرا خیال تھا کہ وہ اس کو ستا بیچ دے گا تو میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کو مت خریدنا چاہے وہ ایک درہم میں تجھے بیچ دے اور اپنے صدقے میں دوبارہ مت لوٹنا کیونکہ اپنے صدقے میں لوٹنے والا ایسے ہے جیسے کوئی قے کر کے اس کو کھائے۔

جا حظ کہتے ہیں کہ ہر مردار کا ایک کتا ہوتا ہے اور ہر قدر و منزلت کا ایک طلبگار ہوتا ہے اور ہر سمت کی طرف ایک رغبت رکھنے والا ہوتا ہے۔ اور ہر میل کو کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے اور ہر زہر کو کوئی نہ کوئی پینے والا ہوتا ہے اور ہر کھانے کو کوئی کھانے والا ہوتا ہے ہر گرنے والے کو کوئی سنبھالنے والا ہوتا ہے ہر کپڑے کو کوئی پہننے والا ہوتا ہے اور ہر فرج سے کوئی جماع کرنے والا ہوتا ہے۔ عرب کہتے ہیں الف من کلب و ابصر و ابخل و اطوع و افحش و النم و ابول۔ یعنی فلاں آدمی کتے سے زیادہ الفت کرنے والا ہے دیکھنے والا، بخیل، فرمانبردار بہت بے حیا، بہت کمینہ اور بہت پیشاب کرنے والا ہے۔ اور یہاں بول سے مراد فی نفسہ پیشاب بھی ہو سکتا ہے اور کثرت اولاد بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کلام عرب میں بول کو بچے سے کنایہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ابن سیرین نے اسی کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ جب اس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مسجد نبوی کے محراب میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے۔ تو ابن سیرین نے اس کی طرف خط لکھا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری اولاد میں سے چار لڑکے محراب میں کھڑے ہوں گے اور تمہارے بعد خلیفہ بنیں گے۔ تو اس کی پشت سے ولید سلیمان ہشام اور یزید چار خلیفہ بنے۔

عرب کہتے ہیں سَمِّنْ كَلْبَكَ يَا كَلْبَكَ۔ یعنی اپنا کتا موٹا کروہ تجھے ہی کھائے گا۔ اور یہ قول اس قول کے قریب قریب ہے اَتَّقِ اِسَاءَةَ مَنْ اَحْسَنَتْ اِلَيْهِ۔ یعنی جس سے تو نے نیکی کی اس کی برائی سے بچ کے رہنا اور عرب یوں بھی کہتے جَوِّعْ كَلْبَكَ بَتَّبِعْكَ۔ اپنے کتے کو بھوکا رکھ تو وہ تیرے پیچھے آئے گا۔ یہ کمینوں کی معاشرت میں مثال بیان کی جاتی ہے اور یوں بھی کہتے ہیں اَلِكِلَابِ عَلَى الْبُقْرِ۔ یعنی جنگلی گائے پر شکار کے لئے کتے چھوڑ۔ یہ معنی تب ہوگا جب کلاب پر فتح ہو اور رفع کے وقت یہ معنی ہوگا جب موقع ملے تو اسے غنیمت جان۔ بعض نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ لوگوں کے برے اور بھلے لوگوں کو چھوڑ اور خود سلامتی کی راہ کو غنیمت سمجھو۔ ایک آدمی نے مجھے اظہل کے اس قول کے متعلق پوچھا۔

قوم اذا استنبح الاضياف كلبهم قالوا لامهم بولى على النار

”وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب مہمانوں کو ان کے کتے بھونکتے ہیں تو وہ اپنی ماں سے کہتے ہیں کہ آگ پر پیشاب کر۔“

فتمسك البول بخلا او تجود به وما تبول لهم الا بمقدار

”وہ پیشاب بند کر لیتی ہے یا اگر اس کی سخاوت کرتی ہے تو ان کے لئے اندازے کا پیشاب کرتی ہے۔“

والخبز كالعبر الوردى عندهم والقمح سبعون اردبا بدینار

”اور روٹی ان کے نزدیک گلابی عنبر کی طرح ہوتی ہے حالانکہ گندم ستر اردب ایک دینار کی مل جاتی ہے۔“

تو میں نے کہا یہ شاعر انصار کے برعکس ہے جبکہ وہ یوں کہتا ہے۔

لله در عصابة نادمهم يومما بخلق في الزمان الاول

”اس جماعت کی نیکی خدا کے لئے ہے کہ پہلے وقت میں خلق کے مقام پر کسی دن میں ان کا ہم مجلس بنا۔“

اولاد جفنة حول قبر ابهم قبر ابن مارية الكريم المفضل

”وہ جفنہ کی اولاد ہیں ان کے باپ کی قبر کے گرد فضیلت والے نخی ابن ماریہ کی قبر ہے۔“

يغشون حتى ماتهر كلابهم لا يسالون عن السواد المقبل

”وہ مہمانوں سے ہر وقت ڈھانپے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کے کتے کسی کو نہیں بھونکتے۔ اور ہر آنے والی بڑی بڑی

جماعتوں کے متعلق بھی وہ پوچھتے تک نہیں (کہ یہ کون ہے بلکہ ہر ایک پر سخاوت کرتے ہیں)۔“

بيض الوجوه كريمه احسابهم شم الانوف من الطراز الاول

”وہ روشن سفید چہروں والے ہیں ان کے کھے حسب بڑے عمدہ ہیں۔ اونچے ناکوں والے پہلی طرز کے۔“

اور رعتابی رحمہ اللہ کے یہ شعر ہیں۔

طاف الخيال بنا ليلافحيانا اهلا به من ملم زار عجلانا

”رات کو اس کا خیال آیا اور ہمیں اس نے مبارک کہا۔ اس آنے والے کو مبارک باد ہو جس نے جلدی سے زیارت کر

لی۔“

ما ضرنا المهدى تحيته في النوم اذ زارنا لوزار يقظانا

”جب نیند میں ہمارے زیارت کرنے والے نے زیارت کی تو اپنا تحفہ اسلام بھیجنے والے نے کوئی تکلیف نہیں دی۔

کاش کہ وہ بیداری میں ہماری زیارت کرتا۔“

انسى اهتدى وسواد الليل معتكر على تباعد مسراه ومسرانا

”میں رات کی سیاہی بہت زیادہ ہونے کے باوجود راستہ پالیتا ہوں۔ حالانکہ ان کے رات کو چلنے کی وجہ الگ الگ

ہے۔“

ان الاماني قد خيلن لي سكونا ردت تحيته قلبي كما كانا

”آرزوں نے میرے لئے ٹھہرنے کا خیال دلایا اس کے تحفے نے میرے دل کو جس طرح تھا ویسا ہی لوٹا دیا۔“

حتى اذا هو ولي وانتبهت له حاجت زيارته شوقا واحزاننا

”یہاں تک کہ جب واپس ہوا اور میں اس کے لئے خبردار ہوا تو اس کی زیارت نے محبت اور غم کو بھڑکا دیا۔“

علی بن محمد بن نصیر نے اسی معنی میں ایک اکیلا شعر کہا ہے۔

وكان خيالها يشفي سقاما فضنت بالخيال على الخيال

”گویا کہ ان کا خیال بیماروں کو شفا دیتا ہے تو میں نے ان کے خیال کے ساتھ خیال پر بخل کیا۔“

نیز عرب کہتے ہیں اَشْكُرُ من كلب۔ یعنی وہ کتے سے زیادہ شکر گزار ہے۔

محمد بن حرب نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ میں عتابی کے پاس گیا تو وہ ایک چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے پینے کا برتن رکھا تھا اور کتا بھی اس کے مقابل صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیالے سے شربت پی رہا تھا اور اس میں دوبارہ مونہہ ڈالتا تھا۔ تو میں نے اس کو کہا یہ جو آپ نے پسند کر رکھا ہے اس سے آپ کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا سنو کہ وہ اپنی ایذا کو مجھ سے دور رکھے گا اور دوسروں کی ایذا سے بھی بچاتا ہے۔ یہ میرے تھوڑے پر شکر کرتا ہے۔ اور رات کے سونے اور قیلولہ کرنے کے دوران میری حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ حیوانوں میں میرا دوست ہے۔

ابن حرب نے کہا تو خدا کی قسم میں نے تمنا کی کہ کاش کہ میں کتا ہوتا تا کہ ایسی صفت کا حامل ہوتا۔  
طبی فوائد اور خواص: اس کا گوشت اس کی چربی پر غالب آجاتا ہے بخلاف بکری کے کیونکہ اس کی چربی گوشت پر غالب آجاتی ہے۔

تو جب بکری کسی کتی کا دودھ پی لے تو اس کا گوشت کتوں کی طرح ہوگا اور اس میں ایک مشہور واقعہ ربیعہ مضر انمار اور ایاد کا ہے۔ وہ اس سے پہلے لفظ انعی میں باب الہزہ میں گزر چکا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ربیعہ اور مضر کو برا بھلا مت کہو کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے۔ اور ربیعہ الفرس اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے باپ کی وراثت سے گھوڑے دیا گیا تھا۔ اور اس کے بھائی کو سونا دیا گیا اس کا نام مضر الحمراء رکھ دیا گیا۔ اور عرب تو صرف ربیعہ اور مضر ہی کہتے ہیں۔ اور مضر اور ربیعہ بالکل نہیں کہتے۔

کتے کی عجیب خاصیات میں سے ہے۔ کہ وہ کسی مسلمان کے خون میں منہ نہیں ڈالتا۔ قاضی عیاض نے شفاء میں کہا ہے کہ قیرون کے فقہاء اور سخون کے اصحاب نے ابراہیم فزاری کے قتل کا فتویٰ دے دیا اور وہ بڑا خوش مزاج متنفس شاعر تھا۔ بہت سے علوم کا ماہر تھا۔ قاضی ابی العباس بن ابی طالب کی مجلس میں مناظرے کی غرض سے حاضر ہوتا تھا۔ وہاں اس سے کوئی منکر باتیں مثلاً اللہ تعالیٰ اور انبیاء کے ساتھ تمسخر کی باتیں سنی گئیں تو اس کو قتل کیا گیا اور الٹا سولی دیا گیا اور اتار کر آگ سے جلایا گیا جب اس کی پھانسی کی لکڑی اٹھا گئی اور لوگوں کے ہاتھ اس سے ہٹ گئے تو یہ قبلہ کے علاوہ دوسری جانب گھوم گیا اور پھر گیا پھر ایک کتا آیا وہ اس کے خون میں منہ ڈالنے لگا تو یحییٰ بن عمر نے کہا کہ نبی ﷺ نے سچ فرمایا کہ کسی مسلمان کے خون میں کتا منہ نہیں ڈالتا۔

جب کتے کی زبان کاٹ کر کوئی آدمی اپنے ہاتھ میں لے لے تو کتے اسے نہیں بھونکیں گے جب کتے کے کان کا چیچڑ لے کر کوئی آدمی اپنے پاس رکھے تو تمام کتے اس کے لئے عاجز ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ کتا بھی جس سے وہ چر لیا گیا ہے وہ بھی عاجز ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے دانت کسی بچے پر لٹکائے جائیں تو بغیر کسی تکلیف کے اس بچے کے دانت نکل آئیں گے۔ جس شخص کو کتے نے کاٹ لیا اگر اس کی کچلیاں اپنے ساتھ لٹکائے تو اس کو درد کا آرام آ جائے گا۔ اور اگر یہی کچلیاں وہ آدمی لٹکائے جس کو ظاہری یرقان ہو تو اس کو بھی فائدہ ہوگا اگر کوئی آدمی اپنے پاس کتے کی کچلی رکھے تو اس کو کتے نہیں بھونکیں گے۔ کتے کا ذکر اگر خشک کر کے اپنی ران سے لٹکائے تو اس کی قوت باہ بھڑک اٹھے گی۔ جس شخص کو شدید قوی لہج ہو تو وہ سوئے ہوئے کتے کے پاس کھڑا ہو کر کتے والی جگہ میں پیشاب کرے تو اس کا درد اسی وقت ختم ہو جائے گا اور کتا مر جائے گا۔ اور اس کی کچلی اس آدمی سے لٹکائی جائے جو نیند میں باتیں کرتا ہو تو وہ خاموش ہو جائے گا۔

کتی کا دودھ موٹے ہوئے بالوں میں ملا کر پانی سے پیا جائے تو بھتنی کی بیماری ختم ہو جائے گی اور اگر جسم پر مسے ہو جائیں تو وہ ختم ہو جائیں گے۔ اسکا چچر جب نبیز میں ڈال کر کوئی پی لے تو فوراً نشے میں ہو جائے گا۔ کالے کتے کے بال جب مرگی والے پر لٹکائے جائیں تو اس کو فائدہ دیں گے۔ جس کے پاس کوئی بھاگا ہو غلام ہے اور چاہتا کہ وہ آئندہ نہ بھاگے تو چھوٹا سا کتے کا بچہ لے کر اس کو جلا کر اس کی راکھ کوتیل میں باریک کوٹ کر اس کے سر میں لگا دو تو وہ نہیں بھاگے گا یہ نسخہ مجرب ہے۔ یہ قزوینی وغیرہ نے کہا۔ جب کتی کا دودھ پیا جائے تو قاتل زہر میں مفید ہے۔ اور یہ جنین بچے کو اور اس کی جھلی (بچہ ماں کے پیٹ میں جس کے اندر ہوتا ہے) کو باہر نکال دیتا ہے جو کتی کا دودھ پی لے وہ ساری رات بیدار رہے گا۔ اس کا گوبر اگر باریک کر کے دھنیے کے پانی میں گوندھ کر تیز درموں پر باندھا جائے تو نفع ہوگا۔

تعبیر الروایا: خواب میں کتے مسلمانوں کے لئے غلام ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کتا مسموخ جانوروں میں سے ہے۔ بعض اہل تعبیر نے بیوقوف گناہوں پر دلیر آدمی سے اس کی تعبیر دی اور جب یہ بھونکے تو یہ بیوقوف بدگولالچی ہوگا جس نے دیکھا کہ کتے نے اس کو کاٹا ہے یا زخمی کیا ہے تو اس کو اتنی تکلیف دشمن سے ہوگی اور کبھی کبھی بیمار بھی ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی کتوں کا دیکھنا دنیا پر بہت حریص ہونے مگر ذخیرہ نہ بنانے پر دلالت کرتا ہے۔ اور خواب میں اصحاب کہف کا کتا دیکھنا خوف اور قید بھاگنا اور کسی شہر میں دیکھنا اس بات کی دلیل ہے۔ نئی حکومت آئے گی۔

بعض دفعہ کتا کفر اور اللہ کی رحمت سے مایوسی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ الْاِيه. خواب میں شکاری کتا عزت و رفعت اور رزق اور چوپایوں کا کتانیک اہل و عیال اور پڑوسیوں پر غیرت کرنے والا آدمی ہوتا ہے۔ یہ بات ابن المقری نے کہی ہے۔ جس نے دیکھا کہ کتے نے اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے تو کوئی بیوقوف اس کی غیبت کرے گا۔ اگر اس کا بھونکننا سن سکے تو وہ ایسا دشمن ہوگا جس کی دشمنی کسی معمولی چیز سے ہو جائے گی۔ اور کتے کی گھر کے آدمی سے بھی تعبیر دی جاتی ہے۔ تو اگر اس سے کتا کوئی چیز چھینے تو اس سے گھر کا کوئی آدمی وہ چیز چھینے گا۔ کبھی ایسے آدمی سے تعبیر دیا جاتا ہے جو بدگو ہو جبکہ اس سے بھونکنے یا نوچے کی آواز سننے یا بیت الخلاء کے کھلنے کی آواز سننے۔ اور کتی سرکش لوگوں کی کمینہ عورت ہوتی ہے۔ اور کتے کا بچہ پیارا بچہ ہے اگر سفید ہو تو مومن ہوگا اگر سیاہ ہو تو قوم کا سردار ہوگا بعض نے کہا کتے کے بچے سے ذلیل اور بیوقوف مراد ہوگا۔ اور دیوانے کتے سے مراد بھی بیوقوف ہے۔ چرواہے کا کتا دیکھنے سے مراد بادشاہ یا حاکم سے کوئی فائدہ ہے۔ اور جس کتے سے شکار کیا جائے اس سے بادشاہی اور حکومت مراد ہوگی بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔ یا ایسی چیز حاصل ہوگی جس سے وہ مستغنی ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ اور جو تم شکاری جانوروں کو سکھاؤ جب انہیں پڑھاؤ۔

چینی کتا عجیبوں کی کسی قوم کے مسلمانوں سے میل جول پر دلالت کرتا ہے۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ کتے سے شکار کرتا ہے تو اس کی مراد پوری ہوگی۔ ارطامیدورس نے کہا جس نے شکار کا کتا باہر دیکھا تو یہ رزق اور خدمت کے تلاش کرنے والے کے لئے خیر کی دلیل ہے اور جب شکار کے اندر دیکھا تو یہ بہادری پر دلالت کرتا ہے۔ خواب میں چوکیدار رکھنا مال اور بیوی کی حفاظت پر دلالت کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ خواب میں کتے کسی ذلیل قوم پر دلالت کرتے ہیں جس نے دیکھا کہ وہ کتا بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دے رکھا تھا جس کو اس نے بھلا دیا کیونکہ اللہ نے فرمایا: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا اِلٰى قَوْلِ

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ. بعض نے کہا کتے پولیس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اور کتے سے مراد کمزور دشمن بھی ہے۔ کیونکہ وہ درندگی کے جوہر سے دوستی کی طرف دشمنی کے بعد بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ آدم کا قصہ ہے کہ جب وہ زمین کی طرف اتارے گئے تھے۔ اس کا کچھ حصہ پہلے گزر چکا ہے۔ تو تعبیر میں اس کو پہلے دشمن بنایا جائے جو بعد میں دوست بن جائے۔ تعبیر دی گئی خوابوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے ایک کتیا دیکھی جو لوگوں پر مکہ سے بھونک رہی ہے جب لوگ اس کے قریب آتے ہیں تو وہ چپت لیٹ جاتی ہے۔ اور اس کے پستانوں سے دودھ بہنے لگتا ہے۔ جب نبی ﷺ کو یہ پتا چلا آپ نے فرمایا ان کا کتا پن چلا گیا ہے اور دودھ آ گیا ہے۔ عنقریب تم ان کو اس کے بعد ملو گے تو تم سے اپنی رشتے داریوں کے متعلق سوال کریں گے تو جب تم ابوسفیان کو ملو تو اس کو نہ مارنا جب مسلمان فتح مکہ کے لئے آئے تو ان میں سے بعض نے جنگ کی اور پھر وہی ہوا جس کی خبر نبی ﷺ نے دی تھی۔

تعبیر دی گئی خوابوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک آدمی ابن سیرین کے پاس آیا کہنے لگا کہ میں نے دو کتے دیکھے ہیں جو میری بیوی کی شرم گاہ پر لڑ رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کیا تیری بیوی نے قینچی سے شرم گاہ کے بال کاٹے ہیں۔ خاتمہ: فوائد مجربہ میں سے ہے کہ نئے برتن میں یہ لکھا جائے پھرتیل سے پونچھ کر دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے کو پلایا جائے تو وہ باذن اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ (اب ج م ا ع ہ د باب اللد) نیز یہی حروف حاملہ عورت کو نئے برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر پلایا جائے تو فائدہ ہوگا۔

## کلب الماء

اس کا ذکر باب قاف میں قدس کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ کلب الماء مشہور ہے یعنی آبی کتا۔ اور یہ مشہور حیوان ہے۔ اس کی دونوں اگلی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ اس کا بدن مٹی میں لت پت ہوتا ہے۔ مگر مچھ اس کو مٹی سمجھتا ہے۔ تو یہ اس کے پیٹ میں گھس جاتا ہے اور اس کی آنتیں کاٹ کر کھا جاتا ہے تو اس کا پیٹ چاک کر کے نکل آتا ہے۔ قزوینی نے کہا اس کے خواص یہ ہیں کہ جس کے پاس کلب الماء کی چربی ہو وہ مگر مچھ کے اچانک حملے سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض نے ذکر کیا ہے۔ جند بادستر کا چمڑا اس حیوان کا خصیہ ہوتا ہے۔ اس کا ذکر باب الجیم میں گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: لیث بن سعد سے اس کا گوشت کھانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ اور اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ مچھلیوں میں ساری چیزیں داخل ہیں صرف چار جانور مستثنیٰ ہیں جن میں یہ نہیں ہے۔ بعض نے کہا اس کو نہ کھایا جائے کیونکہ اس طرح کا جانور خشکی پر نہیں کھایا جاتا۔

طبی فوائد اور خواص: کلب الماء کا خون کمون کرمانی کے پانی سے ملا کر حمام میں پیا جائے تو تقطیر البول اور عسر البول میں مفید ہوگا۔ اس کا دماغ آنکھ میں بطور سرمہ لگانے سے آنکھ کی تاریکی میں مفید ہے۔ اس کا پتہ ایک چنے کے دانے برابر ہر قاتل ہے۔ ابن سینا نے کہا اس کا خصیہ سانپ کے کاٹنے پر مفید ہے۔ اور اس کے چمڑے کی جرابیں پہننے سے نقرس والے کی بیماری ٹھیک ہو جاتی ہے۔

## کلثوم

ہاتھی کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی اور اس کا ذکر پہلے باب الفیل میں گزر چکا ہے۔

## کلکسہ

کچھ لوگوں نے کہا یہ نیولا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ نیولے کے علاوہ کوئی دوسرا جانور ہے۔ اس کا گو بر پیس کر سرکہ میں ملا کر پہلو کی ظاہری پھنسیوں میں لگایا جائے تو بڑا فائدہ ہوگا۔ کتاب دمقراطیس میں لکھا ہے کہ کلکسہ اپنے منہ سے انڈے دیتی ہے۔

## الکمیت

گاڑھے سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں۔ اور گھوڑے کو کمیت اس وقت کہتے ہیں جب اس کا ایال، پیشانی اور دم سیاہ ہوں۔ اگر سرخ ہوں تو وہ اشقر ہوگا۔ اگر گلابی ہوں تو کمیت اور اشقر کے مابین ہوگا۔ ..... ورد کی جمع وردان ہے۔ کمیت شراب کا ایک نام ہے۔ شیخ صلاح الدین صفدی نے کہا اور انہوں نے تو یہ کیا ہے۔

وحمراء لمارشفتها جنیت بہا اللہو فیما جنیت

”اور بہت سی سرخ رنگ کی شرابیں ہیں جن کو میں نے چوسا ہے۔ میں نے اس سے جو پھل چنا وہ کھیل کود ہے۔“

ونلت المسرات دون الوری لانی سبقتهم بالکمیت

”اور ساری مخلوق کو چھوڑ کر مجھے خوشیاں ملیں کیونکہ میں تمام لوگوں سے کمیت پینے میں آگے بڑھ گیا۔“

## الکندارہ

یہ ایک مچھلی میں جس کا کوہان ہوتا ہے۔ یہ سمندر والوں کے نزدیک بڑی مشہور ہے۔

## الکنعبہ

بڑی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر انشاء اللہ باب النون حکم ناقہ میں آئے گا۔

## الکنعد، والکعد

یہ لفظ جعفر کے وزن پر ہے۔ مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے جریر نے یہ شعر کہا۔

قوم اذا جعلوا فی صیرہم بصلا ثم اشتوا کنعدا من مالح جدفوا

”وہ ایسے لوگ ہیں جب اپنی نمکین مچھلیوں میں پیاز ڈال کر اس میں کنعد کو کاٹ کر پکاتے ہیں۔“

## الکندش

عقنق کو کہتے ہیں ابو مغطش حنفی اپنی بیوی کی صفت کرتا ہے۔

منیت بزمردہ کالعصا الص واخبث من کندش

”مجھے لاٹھی کی طرح کمزور بیوی سے آزما یا گیا اور وہ کندش سے بھی زیادہ چور اور خبیث ہے۔“

زمردہ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے۔ اور یہ مرد کی بیوی کو کہتے ہیں۔

## الکھف

دوندی بھینس کو کہتے ہیں۔ اس کا حکم باب الجیم میں گزر چکا ہے۔

## الکودن

ست روٹو کو کہتے ہیں۔ جو ہری نے کہا یہ وہ ٹٹو ہے جس پر پالان رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کندز ہن کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کودن ٹٹو کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا خچر کو کہتے ہیں۔ ابن عباس کی حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا ٹٹو کو کوئی حصہ نہ دیا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے آپ نے ٹٹو کو جنگ میں خالص عربی گھوڑے سے کم حصہ دیا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابو ہلال اشعری ہے۔ جو ضعیف راوی ہے۔

## الکوسنج

یہ ایک سمندری مچھلی ہے اس کا سونڈ آری کی طرح ہوتا ہے۔ یہ اس سے جانوروں کو پھاڑتی ہے۔ کبھی کبھی ابن آدم کو بھی لقمہ بنا لیتی ہے اور اس کے دو حصے کر دیتی ہے۔ یہی قرش ہے۔ اور اس کو نخم بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر اسے رات کو شکار کیا جائے تو اس کے پیٹ سے عمدہ چربی حاصل ہوتی ہے اور اگر دن کو شکار کیا جائے تو اس میں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ قزوینی نے کہا کوسنج مچھلی کی ایک قسم ہے۔ یہ پانی میں خشکی کے شیر سے بھی زیادہ شر اور برائی والی ہوتی ہے یہ حیوان کو پانی میں اپنے دانتوں سے تیز تلوار کی کاٹ دیتی ہے قزوینی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا ہے وہ ایک مچھلی ہے جس کی لمبائی ایک ہاتھ یا دو ہاتھ ہوتی ہے اور اس کے دانت انسانوں کے دانت کی طرح ہوتے ہیں اس سے سمندری حیوانات بھی بھاگتے ہیں اور اس کے بصرہ کے دریا میں معین ٹھکانے ہیں جن میں یہ کثرت سے پائی جاتی ہے۔

شرعی حکم: امام احمد کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔ ان کے اصحاب میں سے ابو حامد نے کہا ہے کہ نہ مگر مجھ کو کھایا جائے

اور نہ کوسنج کو کھایا جائے کیونکہ یہ انسانوں کو کھاتے ہیں اور ان کی کچلیاں ہوتی ہیں۔ انہی

اور ہمارے مذہب کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حلال ہے اور جس نے اس کو قرش جانور کی طرف ملایا ہے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو

باب القاف قرش میں گزر چکا ہے۔



## الْكُهُول

ازہری نے کہا کہ یہ کاف کے فتح اور ہاء کے ضمہ سے ہے مکڑی کو کہتے ہیں اسی سے حضرت عمرو بن العاص کا حضرت معاویہ کو یہ کہنا ہے اتیتک و امرک کحق الکھول۔ یعنی میں تیرے پاس آیا ہوں اور تیرا معاملہ مکڑی کے گھر کی طرح کمزور تھا۔ خطابی اور زنجیری نے بھی اس کو مکڑی ہی قرار دیا ہے مگر انہوں نے اس کو اس طرح ضبط نہیں کیا۔

## باب اللام

### لاى

لعی کے وزن پر ہے۔ وحشی نیل کو کہتے ہیں اس کی جمع الآء العاء کے وزن پر آتی ہے جیسے جبل کی جمع اجبال ہے۔ مؤنث لاة ہے فارسی نے کہا کہ ہو سکتا ہے اس کا الف یاء سے بدلا ہو۔ اور محکم میں ہے کہ ہو سکتا ہے یہ واؤ سے بدلا ہو اور اصل میں اللاؤ ہو کیونکہ نیل کو قوت کے ساتھ موصوف کیا جاتا ہے۔ عقیل نے کہا:

يمشى بهادب الزناد كانه فتي فارسي من سراويل رامج

”وہ زناد کے ریچھ کی طرح چلتا ہے گویا کہ وہ سراویل کا سینگوں والا نیل ہے۔“

اور باء الوحدہ میں اہل جنت کے کھانے کے ذکر میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنتیوں کا کھانا بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا یہ کیا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیل اور مچھلی۔

سہیلی نے اوض کے شروع میں نبی ﷺ کے دادمے لؤی کے بارے میں لکھا ہے کہ ابن الانباری نے کہا ہے یہ اللای کی تصغیر ہے۔ اور وہ وحشی نیل کو کہتے ہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا الای گائے کو کہتے ہیں۔ اور میں نے ایک دیہاتی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا بکم لآك هذه؟ تمہاری یہ گائے کتنے کی ہے؟

## اللباد

لام کے ضمہ سے ہے یہ بات زبیدی نے الابنية میں کہی ہے یہ ایک پرندے کا نام ہے جو زمین میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور یہ اڑ نہیں سکتا مگر یہ کہ اس کو اڑایا جائے۔ اور لقمان کی گدوں کو بھی لبد کہتے ہیں اور یہ منصرف ہوتا ہے کیونکہ یہ معدول نہیں ہے۔ اس کا ذکر باب النون نسر کے ذکر میں آئے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اهرم من لبد. وہ لبد سے زیادہ بوڑھا ہے۔ شاعر نے کہا:

ان معاذ بن مسلم رجل ليس لميقات عمره امد

”معاذ بن مسلم ایسا آدمی ہے جس کی عمر کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔“

قد شاب راس الزمان واكتهل الـ دهر واثواب عمره جدد

”زمانے کا سر بوڑھا ہو گیا اور وقت ادھیڑ عمر کو پہنچ گیا اور اس کی عمر کے کپڑے ابھی نئے ہیں۔“

قل لمعاذ اذا مرتت به قد ضج من طول عمرک الابد  
 ”جب تم معاذ کے پاس سے گزرو تو اس سے کہو کہ آپ کی لمبی عمر سے ”ابد“ بھی چیخ پڑی ہے۔“

یا بکر حواء کم تعیش و کم تسحب ذیل الحیاة یالبد  
 ”اے بکر تمہاری حوا زندہ رہتی ہے اور لہد تو زندگی کا دامن کب تک گھسیٹتا رہے گا۔“

مصححا کالظلم ترفل فی بر دیک مثل السعیر تقد  
 ”تو صحیح ہے شتر مرغ کی طرح اپنی دونوں چادروں میں ناز سے چل رہا ہے اور جہنم کی طرح جل رہا ہے۔“

ما حبت نوحا و رضت بغلة ذی ال قرنین شیخا لولدک الولد  
 ”تو نوح کے ساتھ رہا اور ذوالقرنین کی نخچر کا سائیس رہا۔ اور اپنے پوتوں پڑپوتوں کا بوڑھا ہے۔“

فارحل ودعنا فان غایتک ال موت وان شدر کنک ال جملد  
 ”تو چلا جا اور ہمیں چھوڑ دے آخر تو نے مرنا ہے اگر چہ تو تیرا قوتورستون مضبوط کر دیا جائے۔“

## اللبؤة

باء کے ضمہ سے ہے اور اس کے بعد ہمزہ ہے یہ شیر کی مونث ہے۔ اور اللبؤة و اللبؤة دونوں ساکن الباء ہیں اور غیر مہموز ہیں اس میں دونوں لغات ہیں اس کو ابن سکیت نے بیان کیا ہے۔ اس کو عرس بھی کہا جاتا ہے۔

عون بن ابی راشد عبدی نے کہا کہ مجھے سعید بن جبیر کے آخری لمحات یوں موصول ہوئے کہ حجاج بن یوسف کے پاس عبد الرحمن بن الاشعث کے قتل کے بعد جب سعید بن جبیر کا ذکر کیا گیا تو اس نے ان کی تلاش میں شام کے متلمس نامی شخص کی قیادت میں اہل شام کے ہی اپنے خاص دوستوں میں سے بیس آدمی بھیجے تو وہ آپ کو تلاش کرتے کرتے کسی گرجے میں ایک راہب کے پاس جا پہنچے اور اس سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا مجھے اس کے اوصاف و نشانات بتاؤ تا کہ میں تمہیں اس کے متعلق بتا سکوں تو انہوں نے حضرت سعید بن جبیر کے صفات و علامات بتائیں تو اس نے ان کو آپ کا پتہ بتا دیا جب وہ وہاں گئے تو آپ کو سجدے میں اپنے رب سے بلند آواز میں باتیں کرتے ہوئے پایا تو وہ اس کے قریب چلے گئے اور سلام کہا تو آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور باقی نماز مکمل کی پھر سلام کا جواب دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ حجاج نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا اس لئے آپ اس کے پاس جائیں آپ نے کہا۔ کیا وہاں حاضری ضروری ہے انہوں نے کہا ہاں ضروری ہے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کی ثنائیاں کیا اور نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر ان کے ساتھ چل پڑے۔

جب راہب کے گرجے کے پاس آئے تو راہب نے پوچھا اے سواروں کی جماعت! کیا تم کو اپنا ساتھی مل گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں مل گیا۔ تو اس نے کہا گرجے میں چڑھ آؤ۔ شیر اور شیرنی گرجے کے گرد رہتے ہیں اس لئے تم جلدی سے عورتوں سے پہلے اس میں داخل ہو جاؤ۔ تو وہ سب اس میں داخل ہو گئے مگر سعید بن جبیر نے کہا کہ میں گرجے میں نہیں جاتا تو انہوں نے کہا ہمارا خیال ہے کہ آپ ہم سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ تو آپ نے کہا نہیں بلکہ کسی مشرک کے گھر کبھی نہیں جانا چاہتا تو وہ کہنے لگے ہم

آپ کو نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ درندے آپ کو مار ڈالیں گے۔ تو سعید بن جبیر نے کہا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ان سے بچائے گا۔ اور انشاء اللہ انہیں میرا چوکیدار بنائے گا جو ہر برائی سے میری حفاظت کریں گے۔ انہوں نے کہا تو انبیاء میں سے کوئی نبی ہے؟ تو آپ نے فرمایا میں نبی نہیں ہوں مگر اللہ کے بندوں میں سے ایک گنہگار خطا کار بندہ ہوں تو انہوں نے کہا پھر قسم کھاؤ کہ یہاں ہی رہو گے تو آپ نے قسم کھائی تو راہب نے ان سے کہا گرجے میں چڑ جاؤ اور کمانون میں تانت لگاؤ تاکہ درندوں کو اس نیک صالح بندے (سعید بن جبیر) پر بڑھکا کر اور نفرت دلا کر چھوڑ دو کیونکہ یہ گرجے میں آنے کو پسند نہیں کرتا۔

تو وہ گرجے میں داخل ہوئے اور کمانون میں تیر لگایا تو اچانک شیرنی آگئی جب سعید بن جبیر کے قریب آئی تو ان سے اپنے آپ کو رگڑنے اور پونچھنے لگی پھر ان کے قریب ہی بیٹھ گئی پھر شیر آیا اس نے بھی اس طرح کیا۔ جب راہب نے یہ بات دیکھی تو اس کے دل میں خوف و ہیبت طاری ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو وہ سب آپ کی طرف اترے۔ اور راہب نے ان سے دین کے راستے کے متعلق سوال کیا اور نبی ﷺ کے طریقے اور آپ کی سنتیں پوچھیں تو سعید بن جبیر نے یہ سب چیزیں تفصیل سے بیان کی تو وہ راہب مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام اچھا اور مضبوط ہو گیا۔ تو حجاج کے بھیجے ہوئے سب لوگ آپ کی طرف معذرت کرتے ہوئے متوجہ ہوئے اور آپ کے ہاتھ پاؤں کو چومنے لگے اور آپ کی رات کے وقت پاؤں سے روندی ہوئی مٹی لے کر اس پر نماز پڑھنے لگے۔ اور کہنے لگے سعید ہم سے حجاج نے طلاق و عتاق کے ساتھ قسم لی کہ ہم اگر آپ کو دیکھ لیں تو اس کے پاس پیش کئے بغیر نہ چھوڑیں تو اب آپ ہمیں جو چاہیں حکم دیں تو سعید نے کہا تو تم اپنے کام میں لگ جاؤ میں اپنے خالق کی پناہ حاصل کرتا ہوں میرے رب کے فیصلے کو کوئی شخص واپس موڑ نہیں سکتا۔

تو وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ واسط جا پہنچے تو سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے ان سے کہا میں تمہاری صحبت اور تمہاری ذمہ داری میں رہا اب مجھے کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ میری موت قریب آ چکی ہے اور میری زندگی کی مدت ختم ہونے والی ہے اس لئے مجھے آج رات موقعہ دے دو کہ میں موت کی تیاری کر سکوں اور منکر و نکیر کے لئے تیار ہو سکوں اور عذاب قبر کو اور جو مجھ پر مٹی ڈالی جائے گی اس کو یاد کر سکوں۔ پھر تم جو جگہ بھی میرے لئے مقرر کرو گے میرے اور تمہارے درمیان یہ وعدہ ہے کہ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تو بعض نے کہا تجھے دیکھ لینے کے بعد ہمیں کوئی ثبوت نہیں چاہیے۔ تو کچھ لوگوں نے کہا تم اپنی پر امن جگہ پہنچ آئے ہو اور امیر سے اپنے انعامات حاصل کرنے کے مستحق بن چکے ہو تو اب اس کو ہاتھوں سے نکال کر کہیں انعام سے عاجز اور بے بس نہ ہو جاؤ۔

بعض نے کہا یہ آدمی میرے ذمہ ہے میں اس کو ان شاء اللہ تمہارے سپرد کروں گا تو انہوں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور آپ کا رنگ خاک کی طرح ہو گیا تھا کیونکہ جب سے یہ آدمی آپ سے ملے تھے اس وقت سے آپ نے نہ کچھ کھایا پیا تھا اور نہ ہی ہنسنے مسکرائے تھے۔ تو سب نے کہا:

يا خير اهل الارض ليتنا لم نعرفك ولم نرسل اليك الويل لنا كيف ابتلينا بك فاعذرنا عند خالقنا  
يوم الحشر الاكبر فانه القاضى الاكبر العادل الذى لا يجور.

اے تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ذات کاش کہ ہم آپ کو نہ پہچانتے اور آپ کی طرف نہ بھیجے جاتے۔ ہمارے لئے

ہلاکت ہو ہم کس طرح تیری وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گئے تو آپ ہمارے خالق کے پاس قیامت کے روز جس دن تمام لوگ اکٹھے ہوں گے ہمارا عذر پیش کریں کیونکہ وہی بہت بڑا قاضی ہے اور ایسا انصاف کرنے والا ہے جو کبھی ظلم نہیں کرتا۔

جب وہ رورور کر فارغ ہوئے اور آپس کے سوال و جواب سے مطمئن ہوئے تو کفیل نے کہا سعید میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ دعاؤں کا ذخیرہ جمع رکھنا ہمیں آپ جیسا آدمی کبھی نہیں مل سکے گا پھر سعید نے ان کے لئے دعا کی تو انہوں نے آپ کو آزاد کر دیا تو آپ نے اپنا سر دھویا اور کرتا اور کبیل بھی پھر نماز اور دعا میں مصروف ہو گئے اور ساری رات موت کی تیاری میں مصروف رہے۔ اور وہ ساری رات ادھر ادھر کہیں چھپے رہے۔

جب صبح کا ستون پھٹ گیا تو سعید بن جبیر ان کے پاس آ گئے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ کہنے لگے کعبے کے رب کی قسم تمہارا ساتھی آ گیا تو وہ آپ کے پاس گئے تو آپ بھی اور وہ بھی رونے لگے پھر وہ آپ کو حجاج کے پاس لے گئے۔ متملس حجاج کے پاس اندر گیا سلام کہا اور سعید بن جبیر کے آنے کی اسے خوشخبری سنائی۔

جب آپ کو حجاج کے سامنے کھڑا کیا گیا تو۔

حجاج نے آپ سے پوچھا: تیرا کیا نام ہے۔

آپ نے فرمایا: سعید بن جبیر

حجاج نے کہا: نہیں بلکہ شقی بن کسیر ہے (یعنی بد بخت اور ٹوٹے ہوئے کا بیٹا)

سعید بن جبیر فرمانے لگے: میری ماں میرے نام کے متعلق تجھ سے زیادہ جانتی ہے۔

حجاج نے کہا: تو بھی بد بخت ہے اور تیری ماں بھی۔

آپ نے فرمایا: غیب کا علم تیرے پاس نہیں بلکہ اللہ کے پاس ہے۔

حجاج نے کہا: میں دنیا کے عوض تجھے شعلے مارتی ہوئی آگ دوں گا۔

آپ نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ بات تیرے ہاتھ میں ہے تو میں تجھے اپنا معبود بنا لیتا۔

حجاج نے کہا: حضرت محمد ﷺ کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ نبی الرحمۃ ہیں۔

وہ کہنے لگا: علی کے متعلق تیرا عقیدہ ہے کیا وہ جنت میں ہے یا جہنم میں۔

آپ نے فرمایا: اگر میں وہاں گیا ہوتا تو جنت و دوزخ کے اہل کو جانتا تو مجھے معلوم ہوتا۔

حجاج نے کہا: خلفاء کے متعلق تیرا کیا قول ہے۔

آپ نے فرمایا: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

کہنے لگا: ان میں آپ کے نزدیک سب سے پیارا کون سا ہے۔

آپ نے فرمایا: جو جو اپنے خالق کے ہاں زیادہ پیارا ہے۔

کہنے لگا: اپنے خالق کے ہاں ان میں سے زیادہ پیارا کون ہے۔

- آپ نے فرمایا: اس کا علم تو صرف اسی ذات کے پاس ہے جو ان کی پوشیدہ باتیں اور بھید جانتی ہے۔  
وہ کہنے لگا: کیا بات ہے کہ تو ہنستا نہیں۔
- آپ نے فرمایا: کیا اس مٹی سے پیدا کی ہوئی مخلوق ہنس سکتی ہے جس مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔  
حجاج نے کہا: پھر کیا وجہ ہے ہم کیوں ہنستے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: تمام دل برابر تو نہیں ہوتے۔  
پھر حجاج نے حکم دیا کہ: موتی زبرد اور یا قوت سعید کے آگے رکھ دو تو وہ آپ کے آگے رکھ دیئے گئے۔  
تو آپ فرمانے لگے: اگر یہ قیامت کے دن والے گھبراہٹ سے فدیہ بن سکتے تب تو میرا نہیں جمع کرنا درست تھا وہاں تو ایک ہی گھبراہٹ دودھ پلانے والی ماں کو اپنے بچے سے بے خبر کر دے گی۔ پاک اور صاف کئے بغیر دنیا کی کسی چیز کو بھی جمع کرنے میں کوئی خیر نہیں۔
- تو حجاج نے کھیل کود کے آلات منگوا کر آپ کے سامنے بجوائے: تو آپ رونے لگے۔  
سعید تیرے لئے ویل اور افسوس ہے۔
- تو سعید بن جبیر نے فرمایا: جو جنت سے ہٹا دیا گیا اور جہنم میں داخل کیا گیا ویل تو ایسے آدمی کے لئے ہے۔  
حجاج نے کہا: سعید تم کو نئے قتل کو پسند کرتے ہو جس سے میں تمہیں قتل کروں۔
- آپ نے فرمایا: تو خود ہی پسند کر لے جس طرح کا قتل تو مجھے کرے گا ویسا ہی آخرت میں اللہ تجھے قتل کرے گا۔  
حجاج نے کہا: پھر کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں۔
- آپ نے فرمایا: اگر معافی اللہ کی طرف سے ہو تو وہ بہت بہتر ہے مگر آپ کی معافی ایسی نہیں۔  
حجاج نے کہا: اس کو لے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ جب انہیں نکالا گیا تو وہ ہنسنے لگا جب حجاج کو ان کے ہنسنے کا پتہ چلا تو اس نے آپ کو واپس لانے کا حکم دے دیا۔
- پھر حجاج نے آپ سے پوچھا: تو کیوں ہنسا ہے حالانکہ تو اپنی ساری عمر چالیس سال میں کبھی نہیں ہنسا۔  
آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر آپ کی جرأت اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر حلم کو دیکھ کر ہنسا ہوں۔
- پھر حجاج نے اپنے سامنے چمڑے کی چٹائی بچھانے کا حکم دیا۔  
تو سعید بن جبیر نے کہا: کُلُّ نَفْسٍ ذَا نَفَقَةٍ الْمَوْتِ. یعنی ہر جان نے موت کو ضرور چکھنا ہے۔
- آپ نے پھر مزید یہ پڑھا: وَجْهَتْ وَجْهِي لِلذِّئْبِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. یعنی میں ایک سو ہو کر اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔
- حجاج کہنے لگے: اس کا چہرہ قبلہ سے دوسری طرف موڑ دو۔  
تو سعید فرمانے لگے: فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فَنَّمَّ وَجْهَ اللَّهِ. یعنی جدھر بھی تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔

اس کو منہ کے بل اوندھا گرا دو۔

تو حجاج کہنے لگا:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى. اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

تو سعید پڑھنے لگے:

اس کو ذبح کر ڈالو۔

تو حجاج نے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو سعید نے یہ پڑھا:

اللَّهُمَّ لَا تُسَلِّطْهُ عَلَى أَحَدٍ يَقْتُلُهُ بَعْدِي. یعنی اے اللہ اس کو میرے بعد کسی کو بھی قتل کرنے پر مسلط نہ کر۔

تو آپ کو اس چمڑے پر ذبح کر دیا گیا۔ تو ان کے سر سے کٹ جانے کے بعد بھی لا الہ الا اللہ کی آواز آتی رہی اور یہ واقعہ شعبان ۹۵ ہجری کا ہے آپ انچاس برس کی عمر میں شہید ہوئے۔ ان کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اور آپ کے بعد وہ کسی کے قتل پر بھی مسلط نہیں ہو سکا۔

جب حسن بصری کو سعید بن جبیر کے قتل کی اطلاع ملی تو کہنے لگے اللَّهُمَّ أَنْتَ عَلَى فَاسِقٍ ثَقِيفٍ رَقِيبٌ. اے اللہ ثقیف کے فاسق پر تو خود نظر رکھ۔ خدا کی قسم اگر تمام مشرق و مغرب والے بھی ان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں اوندھا پھینکے گا اور آپ پر ایسے وقت میں موت آئی کہ تمام مشرق و مغرب والے ان کے علم کے محتاج ہیں۔

سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے حرمت والے شہر میں تھا تو ایک چغلی خور نے میری چغلی کی میں اس کا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اس سے مراد خالد القسری ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب حجاج کی موت کا وقت آیا بار بار بیہوش ہوتا اور ہوش میں آتا تو یوں کہتا مَالِيَّ وَلِسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ. یعنی سعید بن جبیر نے میرا کیا بگاڑا کہ میں نے اس کو مار ڈالا ہے۔ بیماری کے دوران میں جب سویا ہوا ہوتا تو نیند میں سعید بن جبیر کو اپنا کپڑا پکڑے ہوئے اور یوں کہتے ہوئے دیکھتا يَا عَدُوَّ اللَّهِ فِيمَ قَتَلْتَنِي اے اللہ کے دشمن! تو نے مجھے کیوں مار ڈالا پھر وہ ڈر کر جاگ جاتا۔ روایت کیا گیا ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کو خواب میں دیکھا گویا کہ وہ بد بودار مردار ہے تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیسا سلوک کیا تو اس نے کہا جس مقتول کو بھی میں نے قتل کیا اس کے عوض میں مجھے ایک بار قتل کیا گیا مگر سعید بن جبیر کے قتل پر مجھے ستر قتلوں کے برابر سزا ملی۔

اگر کہا جائے کہ اس بارے میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حجاج کو ہر قتل کے عوض میں ایک قتل کی سزا دی گئی اور سعید بن جبیر کے قتل کی سزا ستر قتل کے برابر کیوں ملی۔ حالانکہ اس نے سعید سے افضل آدمی عبداللہ بن زبیر کو بھی قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ صحابی تھے اور سعید تابعی تھے اور صحابی تابعی سے افضل ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حجاج نے جب ابن زبیر کو قتل کیا اس وقت ابن زبیر کے ہم مثل اہل علم صحابہ بہت موجود تھے جیسے ابن عمرؓ انس بن مالکؓ وغیرہ لیکن جب سعید بن جبیر کو قتل کیا تو ان کے علم کے

برابر کوئی موجود نہیں تھا۔ اس لئے اس کو اس وجہ سے کئی گنا زیادہ عذاب دیا گیا۔ اور اس کی شہادت وہ قول دیتا ہے جو پہلے حسن بصری سے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

تعبیر الروایا: خواب میں شیرنی سے مراد بادشاہ کی بیٹی ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے شیرنی سے مجامعت کی تو وہ بہت بڑی سختی سے نجات پا جائے گا اور اس کی شان بلند ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب آ جائے گا۔ اور اگر بادشاہ یہ خواب دیکھے اور وہ جنگ میں ہو تو وہ اپنے مد مقابل سے جیت جائے گا اور بہت سے شہروں کا مالک بن جائے گا۔ بعض نے کہا کہ شیرنی کی تعبیر درندے کی طرح ہے۔ واللہ اعلم

## اللجا

یہ کچھوؤں کی ایک قسم ہے جو خشکی اور سمندر دونوں میں رہتے ہیں اور اس کے حیلے بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ یہ پرندوں وغیرہ کا شکار اس طرح کرتا ہے کہ یہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے اور مٹی میں لوٹ پوٹ ہوتا ہے پھر یہ پرندوں کے لئے پانی کی جگہوں میں چھپ جاتا ہے۔ تو ان کو اس کا رنگ نظر نہیں آتا۔ پھر ان کو یہ پکڑ لیتا ہے اور پکڑ کر پانی میں لے جاتا ہے وہاں جا کر وہ پرندے مر جاتے ہیں۔

اور کہا جاتا ہے کہ اللجا اپنے انڈے خشکی میں رکھتی ہے۔ اور ان کو دیکھنے سے سستی ہے۔ اور ارسطاطالیس نے نعوت میں کہا ہے کہ اللجا کے انڈوں میں سے جو سمندر کی طرف متوجہ ہو کر نکلتے ہیں وہ سمندر میں چلے جاتے ہیں اور جوان میں سے خشکی کی طرف متوجہ ہو کر نکلیں وہ خشکی کی طرف ہو جاتی ہیں۔ اور سارے پانی پر ہی وارد ہوتے ہیں کیونکہ یہ پانی کی مخلوق ہیں۔

ارسطاطالیس نے کہا کہ سانپ کھاتے ہیں سمندری اللجاء کے سینے میں زبان ہوتی ہے جس حیوان کے ساتھ بھی وہ اسے لگاتا ہے۔ تو اس کو مار ڈالتا ہے اس کا ذکر باب السین میں گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: اس کی حرمت کی تصریح کی گئی ہے اور اس کے کھانے سے جگر کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا گوشت سر کے میں سباج (خوشبودار مصالحوں سے پکا ہوا سالن) کی طرح پکایا جائے اور اس کا شور بہ استسقاء والا پی لے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور اس کا پیٹ سکڑ جائے گا۔ اور یہ دل کو مضبوط کرتا ہے۔ سوداوی ریح کو ختم کر دیتا ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں اس کو دیکھنا پاک دامن عورت کو دیکھنا ہے۔ اور آئندہ خوشحال سال کی دلیل ہے۔ اور کبھی کبھی یہ دشمنوں سے بچاؤ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ لوگ اس کی کھال سے اونٹوں پر ڈالنے والی ترپالیں بناتے ہیں۔ جن سے انسان اپنا دفاع کرتا ہے۔

## اللحاء

ازہری نے کہا کہ یہ لام کے ضمہ حائے مہملہ کے فتح اور کاف الف اور مد سے ہے۔ اس کو ہمزہ کے وزن پر لکھ بھی کہتے ہیں۔ ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں حلکاء بیان کیا ہے۔ اور اس نے مقصور اور ممدود حلکاء بھی بیان کیا ہے۔ قصر کے ساتھ

ثمة الارض کو کہتے ہیں جو ریت میں اس طرح گھس جاتا ہے جس طرح طیر الماء پانی میں گھس جاتا ہے۔ اور دوسروں نے کہا حلکہ آخری میں ہاء کے ساتھ ہے۔ اور یہ ان کے بیان کے مطابق مچھلی کی طرح کا ایک جانور ہے جو ریت میں ہوتا ہے۔ جب انسان کو محسوس کرتا ہے تو گھوم کر ریت میں چلا جاتا ہے۔ کسی دوسرے نے کہا کہ حلکہ لام پر ہاء کی تقدیم سے ہے اور اسی طرح حلکاء عنقاء کی طرح ہے۔

جامع اللغة والے نے اس میں قصر بھی بیان کیا ہے۔ جو ہری کہتے ہیں میرے خیال میں لحکہ حلکہ سے مقلوب ہے۔ ابن صلاح نے مشکل الوسيط میں کہا ہے کہ ہم نے از ہری جو کہ صاحب تہذیب اللغة ہیں اور ثقہ و عادل ہیں سے ضبط کیا ہے کہ یہ مقصورہ ہے اور یہ ایک چکنا چوپایہ ہے گویا کہ وہ سرخی ملا ثمة ہے۔ اور اس کو ہمزہ کی طرح حلکہ بھی کہتے ہیں۔ ماوردی نے حاوی میں کہا ہے اللحکاء مچھلی کے مشابہہ جانور ہے اور یہ اوپر کی جانب سے چوڑا ہوتا ہے نیچے کی جانب سے پتلا ہوتا ہے۔

ابن سکیت نے اصلاح المنطق میں کہا ہے کہ لحکہ ایک جانور ہے جو چھپکلی کے مشابہہ ہے۔ یہ نیلی آنکھوں والا چمکدار ہوتا ہے۔ لیکن چھپکلی کی طرح اس کا دم لمبا نہیں ہوتا۔

اس کے پاؤں پوشیدہ ہوتے ہیں یہ قول ابن صلاح کے اس قول سے بہتر ہے جو اس نے تہذیب الازہری سے نقل کیا ہے۔ اور باب الحاء میں الحلکۃ کا لفظ گزر چکا ہے۔

صيد لانی اور رویانی کہتے ہیں کہ یہ اصبح کی طرح ایک چوپایہ ہے جو ریت پر چلتا ہے پھر اس میں گھس جاتا ہے۔ اور یہ بات جو ہری کی بات کو تقویت دیتی ہے کہ یہ حلکہ سے مقلوب ہے۔ اس نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ اور ازہری کے قول کے مطابق یہ ملساء ہوتا ہے گویا کہ سرخی ملا ہوا ثمة ہے اور عربوں کا اس کے ساتھ عورتوں کی انگلیوں کو تشبیہ دینا عمدہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس کا اشتقاق اس کی تائید نہیں کرتا۔ لیکن حلکہ اس کو کہتے ہیں جس میں سخت سیاہی ہو اور یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے۔ اسود حالک یعنی بہت کالا۔ یہ سخت کالا ہونے کی وجہ سے یہ نیلا نظر آنے لگا ہے۔ اس لئے اس کا یہ نام رکھ دیا گیا۔ عرب اس کو بنات النقا بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ صاف ریت میں گھر بناتی ہے۔

حکم: اس کو کھانا درست نہیں کیونکہ یہ چھپکلیوں کی ایک قسم ہے۔

## اللحم

لام کے ضمہ سے اور حاء معجمہ کے سکون سے ہے۔ یہ موٹی مچھلیوں کی ایک قسم ہے جس کو کوچ کہتے ہیں۔ اسی کو قرش بھی کہتے ہیں کما تقدم۔ ابن سیدہ نے بعض ادیبوں کے یہ اشعار پڑھے ہیں:

وصيد الاسد في البر

لصيد اللحم في البحر

”سمندر میں لحم کا شکار ہے اور خشکی میں شیر کا شکار ہے۔“

ونقل الصخر في الحر

وقضم الثلج في القر



”سردیوں میں برف کو چبانا اور گرمیوں میں پتھر ڈھونا۔“

واقدم علی السموت  
وتحویل الی القبر  
”اور موت پر آگے بڑھنا اور قبر کے حوالے ہو جانا۔“

لاشہی من طلاب العز  
ممن عاش فی الفقر  
”جو فقر میں رہ کر عزت سے زندگی گزارنے کے طالب ہوں ان کے لئے یہ بہت اچھا ہے۔“

شرعی حکم: بظاہر اس کا کھانا حلال ہے۔ ابوالسعادات ابن اثیر نے نہایت غریب الحدیث میں بیان کیا ہے جس کی یہ نص عکرمہ کی حدیث میں ہے کہ لحم حلال ہے اور یہ سمندری مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ اور اس کو قرش کہا جاتا ہے۔ اس پر باب القاف قرش میں کلام گزر چکا ہے۔

## اللعوس

بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ اس کا یہ نام اس کے تیز کھانے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

## اللعوة

لام کے فتح سے ہے۔ کتیا کو کہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں اجوع من لعوة وہ کتیا سے بھی زیادہ بھوکا ہے۔

## اللقحة

کسرہ اور فتح سے دو لغات مشہور ہیں اور کسرہ سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کی جمع لقمح لام کے کسرہ اور قاف کے فتح سے ہے۔ جس طرح برکۃ اور برك یہ دودھ والی اونٹنی ہوتی ہے۔ یا بظن کے قریب وقت والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اور نفاقۃ لقوح کا مطلب ہے گاڑھے دودھ والی۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم ہوگی اور آدمی اونٹنی کا دودھ نکال رہا ہوگا تو ابھی وہ برتن تک نہیں پہنچا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور دو آدمی آپس میں کپڑے کا سودا کریں گے تو وہ فروخت نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اپنے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا تو وہ اس سے فارغ نہ ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور مسلم میں ہی نو اس بن سمعان کی حدیث سے دجال کی صفت کا ذکر ہے کہ دودھ میں برکت ڈالی جائے گی۔ یہاں تک کہ ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں میں سے کئی قبیلوں کو کافی ہوگا۔ اور بکریوں میں دودھ والی ایک گھر کے لوگوں کے لئے کافی ہوگی اور دودھ والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہوگی۔ اس حدیث میں فنام کا مطلب ”زیادہ“ ہے جو کہ کثرت سے ماخوذ ہے۔

اور فخذ کا لفظ قرابت داروں پر بولا جاتا ہے اور یہ بطن سے کم درجے کا ہوتا ہے اور بطن قبیلے سے کم درجہ ہوتا ہے ابن فارس نے کہا یہاں پر فخذاء کے سکون سے ہے۔ بخلاف اس فخذ کے جو جسم کا ایک عضو ہے اس کو کسرہ سے بھی پڑھا جاتا ہے اور ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔

اور نبی ﷺ کی بیس اونٹنیاں غابہ میں تھیں اور یہ مدینے سے شام کے راستے پر ایک برید کی مسافت پر واقع ہے۔ ہر شام کو آپ کی طرف وہاں سے دودھ دو مشکیں لائی جاتی تھیں۔ ابو ذر وہاں ہی ہوتے تھے پھر آپ یہ دودھ اپنی ازواج میں بانٹ دیتے یہی وہ اونٹ تھے جنہیں عربینہ قبیلے والے لوگ بھگا کر لے گئے تھے اور اس کے چرواہے یسار کو مار ڈالا تھا۔ تو نبی ﷺ نے ان سے یہی کام کیا۔ حاکم نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو ایک اونٹنی بطور تحفہ دی تو آپ نے اس کو اس کے عوض چھ اونٹ دیئے مگر پھر بھی وہ ناراض ہی رہا تو آپ نے فرمایا مجھے فلاں آدمی سے کون معذور کر سکتا جس نے مجھے ایک اونٹنی دی تو میں نے اس کو چھ اونٹ دے دیئے تو وہ پھر بھی ناراض ہے۔ بیشک میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ ہدیہ صرف قریشی انصاری، ثقفی اور دوسی کا قبول کروں۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد۔ احمد اور بیہقی نے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ نبی ﷺ کو ایک اونٹنی بطور ہدیہ دی گئی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کا دودھ نکالوں تو میں نے اس کا دودھ نکالا تو اس کا اچھی طرح دودھ نکالنے لگا یعنی تھنوں کو بالکل خالی کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ کچھ دودھ چھوڑ دے جو اور بھی جلدی دودھ لانے کا سبب بنے۔

نام اچھے رکھیں: بزار نے بریدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹنی کے دودھ نکالنے کا حکم فرمایا تو ایک آدمی اٹھا تو آپ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا مرہ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر ایک اور آدمی اٹھا تو آپ نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے وہ کہنے لگا میرا نام یعیش ہے۔ تو آپ نے اسے فرمایا تم نکالو اس کو مالک نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ایک اونٹنی کا دودھ نکالنے کے متعلق پوچھا کہ اس کا دودھ کون نکالے گا تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا تو آپ نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے مرہ بتایا تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر فرمایا اس کا دودھ کون نکالے گا تو ایک اور آدمی اٹھا تو آپ نے اس سے نام پوچھا تو اس نے حرب بتایا تو اس کو بھی یہی فرمایا کہ بیٹھ جاؤ پھر فرمایا کہ اس کا دودھ کون نکالے گا تو ایک اور آدمی اٹھا تو آپ نے اس سے نام پوچھا تو اس نے یعیش بتایا تو آپ نے فرمایا تم نکالو۔ یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ایک آدمی سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے جمرہ آپ نے فرمایا تیرا باپ کون ہے اس نے کہا ابن شہاب آپ نے پوچھا تو کس قبیلہ سے اس نے کہا حرقہ سے آپ نے پوچھا تیری رہائش کہاں ہے وہ کہنے لگا حرۃ النار میں انہوں نے پوچھا کس جگہ گھر ہے تو اس نے کہا ذات لظی تو حضرت عمر نے فرمایا جاؤ جا کر انہیں سنبھالو وہ جل گئے ہیں راوی کہتے ہیں کہ پھر واقعی ایسے ہوا یعنی اس کے گھر والے جل گئے تھے۔

السیرۃ میں ہے کہ نبی ﷺ جب بدر کی طرف نکلے تو دو آدمیوں سے گزرے تو ان کا نام پوچھا تو ایک مسلخ (چمڑا اور کھال اتارنے والا) اور دوسرے نے مخذل (کسی کو نہتا چھوڑ دینے والا) بتایا تو آپ نے اس راستے سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار فرمایا اور بری فال کی وجہ سے ایسے نہیں کیا بلکہ برے نام کو برا سمجھنے کی وجہ سے اس طرح کیا۔ آپ اپنے امراء کی طرف لکھتے تو فرماتے جب جب کوئی ڈاکیہ میری طرف بھیجتا تو اچھے نام اور اچھے چہرے والا بھیجا کرو۔ بزار اور مالک کی روایت میں جس کو ابن وہب نے روایت کیا ہے وہ اس طرح ہے۔ تو حضرت عمر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں بولوں یا خاموش رہوں آپ نے فرمایا بول اس نے کہا کہ آپ ہمیں برے فال سے روکتے ہیں اور آپ لیتے تو آپ نے فرمایا میں نے بری فال نہیں لی بلکہ میں نے اچھے نام کو

ترجیح دی ہے۔ ابوداؤد ترمذی حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بری فال پکڑنی شرک ہے۔ ہم میں ہر آدمی فال لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو توکل کے ساتھ دور کر دیتا ہے۔ خطابی کہتے ہیں اس کا معنی یہ ہے ہم میں سے ہر آدمی پر بد فال آ جاتی ہے اور اس کے دل میں کراہت سبقت لے جاتی ہے۔ تو مضاف کو اختصار کی وجہ سے اور سامع کے فہم پر اعتماد کے طور پر حذف کر دیا۔ بخاری فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حرب اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ کا قول نہیں گویا کہ یہ ابن مسعود کا کلام ہے۔

امام عبدالصمد نے کہا کہ جب میں نے علامہ جار اللہ ابی القاسم محمود زمخشری کی اطواق الذهب میں ان کا یہ قول دیکھا کہ رزق تنگ اور کھلا۔ پانی صاف اور گدلا ہوتا ہے۔ ایک آدمی خالص پانی کے چلو بھرتا ہے۔ ایک پرودہ برس رہا ہے۔ ایک آدمی کو عاجزی اور کمزوری دی گئی اور ایک کو فضل اور ذکاوت و ذہانت۔ یہ اس ذات کی تقسیم ہے جس کے ہاتھ میں ملک و ملکوت ہے۔ اور مقرر کردہ لکھا ہوا اسی کے اختیار میں ہے۔ مجھے یہ دو شعر یاد آ گئے:

لَمِ اَوْتِ مَنْ طَلَبَ وَلَا جَسَدٌ وَلَا هَمٌّ شَرِيفٌ

”تلاش، محنت، کوشش اور معزز فکر کی وجہ سے مجھے نہیں دیا گیا۔“

لَكِنَّهُ قَدَرِي زُو لَمِنَ الْقَوِي الِ الضَّعِيفِ

”بلکہ یہ تقدیر ہے جو طاقت ور سے ہٹ کر کمزور کی طرف آ گئی۔“

کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا۔

انْفِقْ وَلَا تَخْشِ اِقْلَالَ فَقَدْ قَسَمْتُ عَسَى الْعِبَادُ مِنَ الرَّحْمَنِ ارْزَاقُ

”خرچ کر اور فقیری سے خوف نہ کھا کیونکہ اللہ کی طرف سے بندوں پر رزق تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔“

لَا يَنْفَعُ الْبَخْلَ مَعَ دُنْيَا مَوْلِيَةٍ وَلَا يَضُرُّ مَعَ الْاِقْبَالِ انْفِاقُ

”جب دنیا منہ موڑ لے تو بخل فائدہ نہیں دے سکتا۔ اور جب اقبال موجود ہو تو خرچ کرنے سے کوئی تنگی تکلیف نہیں

پہنچتی۔“

## اللقوه

مونث عقاب کو کہتے ہیں۔ بالکسر بھی یہی معنی ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا اس کو لقوہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے جڑے کشادہ ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ چونچ ٹیڑھی ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام ہے۔ لقوہ ایک مرض ہے جس سے چہرہ ایک جانب ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ لقوہ اس اونٹنی کو بھی کہتے ہیں جو جلد حاملہ ہو جائے۔ حجاج بن یوسف ثقفی بغدادی جو ابن الشاعر کے لقب سے مشہور ہے۔ اس کو بھی لقوہ کہتے ہیں اس سے مسلم اور ابوداؤد نے روایت لی ہے۔ ۲۵۰ ہجری میں فوت ہوا۔

## اللقاط

یہ تشدید کے ساتھ ہے۔ ایک مشہور پرندہ ہے اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ یہ دانے اٹھاتا ہے۔

شرعی حکم: اس کا حکم حلت کا ہے۔ عبادی نے کہا لقاط حلال ہے۔ مگر جو نص نے مستثنیٰ کیا۔ شرح مہذب میں ہے کہ اس سے مراد پنچے والا ہے۔ لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ اس سے وہ مراد ہے جو دانے کھانے والا ہو اور پنچوں والا دانے کھانے والوں میں نہیں آتا کہ اس سے استثناء کیا جائے۔ لیکن اس استثناء کا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد زرعی کو اہو۔ مستثنیٰ منقطع یہاں مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ رافعی نے اس کے بعد بوشچی سے نقل کیا ہے کہ لقاط بلا استثناء حلال ہے۔ شاید ابو عاصم نے مستثنیٰ بالنص سے زرعی کو اہو اور چھوٹا غداف مراد لیا ہو۔ یہ دانے بھی کھاتے ہیں اور کھیتی بھی۔ جس طرح ماوردی نے حاوی میں کہا ہے۔ اور اس میں دو وجہیں ہیں صحیح ان میں سے وہ ہے جو روضہ میں ہے کہ غداف حرام اور زرعی حلال ہے کوئے کے کچھ احکام پہلے گزر چکے ہیں۔ لیکن رافعی کا کلام ان دونوں کی حلت کا تقاضا کرتا ہے۔ اور جو حرام کہتا ہے وہ ان کو لقاط سے مستثنیٰ کرتا ہے۔ اور غراب کو قتل کرنے کا حکم صرف ڈبے کوئے پر ہی محمول نہیں بلکہ اس کے ساتھ دوسرے بھی شامل ہیں۔ جاہظ نے یہ احتمال صاحب المنطق سے بھی نقل کیا تو کہا کہ صاحب المنطق نے کہا کہ ان اجناس میں سے ایک جنس ہے جن کو قتل کرنے کا حکم حل اور حرم میں دیا گیا ہے اور یہ اس بات میں صریح ہے کہ وہ سب فاسق ہیں اور ان سب کا قتل مستحب ہے۔ حاوی میں یہ تصریح ہے بڑے کالے کوئے کو قتل کرنا مستحب ہے۔ اور اس کے ساتھ ابقع بھی ملحق ہے۔ اور نہی کو علت تحریم قرار دیا اور جس نے کہا کہ لقاط مطلقاً حلال ہے اس نے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور کوئے کو قتل کرنے کے حکم کو الا ابقع پر محمول کیا کیونکہ بعض روایات میں یہ قید بھی آتی ہے۔ اور یہ تب درست ہو سکتا ہے کہ جب ہم کہیں کہ عموم کے بعض افراد کا ذکر تخصیص ہے حالانکہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ تخصیص نہیں ہے۔ اور الغراب الا ابقع اگر چہ دانے اٹھاتا ہے پھر بھی یہ بوشچی پر نہیں وارد ہوتا کیونکہ یہ بالا کثر گندی چیزیں کھاتا ہے بخلاف زرعی کوئے اور چھوٹے غداف کے۔ واللہ اعلم

## القلق

یہ عجیب پرندہ ہے اس کی گردن لمبی ہوتی ہے اہل عراق کے نزدیک اس کی کنیت ابو خدیج ہے۔ اور جوہری نے اس کو قاف سے تعبیر کیا اور یہ عجیب ہے اور اس نے کہا بعض دفعہ اس کو لغلغ بھی کہتے ہیں اس کی جمع لقالق آتی ہے۔ یہ سانپ کھاتا ہے اس کی آواز لقلقہ ہے اسی طرح ہر وہ آواز ہے جس میں حرکت واضطراب ہو۔ وہ لقلقہ کہلاتی ہے اور یہ فطانت و ذکاوت سے موصوف ہوتا ہے۔ قزوینی اشکال میں کہتے ہیں کہ رئیس نے کہا کہ اس پرندے کی ذکاوت سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے دو گھونسلے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک میں سال کا کچھ حصہ گزارتا ہے اور وہ وباء کے آتے وقت ہوا کی تبدیلی محسوس کرتا ہے تو فوراً اپنا گھونسلہ بدل لیتا ہے اور اس وطن سے کوچ کر جاتا ہے بعض دفعہ یہ اپنے انڈے بھی یہاں ہی چھوڑ جاتے ہیں۔ کیڑے مکوڑے بھگانے کے لئے اگر لقلق کسی جگہ رکھا جائے تو وہاں سے موذی کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ جب سامنے آتے ہیں تو یہ انہیں مار ڈالتا ہے۔

الحکم: اس کی حلت میں دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ کرکی کی طرح حلال ہے شیخ ابو محمد نے یہی کہا اور غزالی نے اسی کو راجح کہا ہے۔ اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ بغوی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ عبادی نے یہی بات جزماً کہی اور دلیل یہ لی کہ یہ گندی چیزیں کھاتا ہے اور یہ اڑنے میں پر پھیلا دیتا ہے انہیں حرکت نہیں دیتا۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا کُلْ مَا دَفَّ وَدَعَّ مَا

صَفَّ. یعنی جو پروں کو حرکت دے اور پر مارے وہ کھاؤ اور جو پر نہ مارے اور انہیں حرکت نہ دے اسے نہ کھاؤ۔ دَفَّ الطائر کا معنی یہ ہے پروں کو ہلائے گیا کہ انہیں مار رہا ہے۔ اور صَفَّ کا معنی یہ ہے کہ انہیں نہ ہلائے جس طرح شکاری جانور پرندے کرتے ہیں۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ یہ فرمان ہے۔ اَوْلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفًّٰتٍ۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ حرام ہے جس طرح شرح مہذب اور روضہ میں ہے۔ اور لقلق پانی کے پرندوں میں سے ہیں۔ اور اس کا استثناء گزر چکا ہے۔

الخواص: جب اس کا بچہ ذبح کیا جائے اور خون جذام کے مریض کو طلا کیا جائے تو بڑا نفع ہوگا اگر دانق بھر اس کا دماغ اور اتنا ہی خرگوش کا انفخہ جو اس کے پیٹ سے نکلے آگ پر پگھلا کر اس کو وہ کسی دوسرے کے نام سے کھائے تو اس کے دل میں اس کی محبت بھڑک اٹھے گی۔ ہر مس نے کہا جس نے لقلق کی ہڈی اپنے ساتھ اٹھالی تو اس کا غم و فکر زائل ہو جائے گا۔ اگر عاشق ہو تو دل کو تسلی آ جائے گی۔ جو شخص اس کی دائیں آنکھ کا ڈیلا اپنے پاس رکھے تو اس کو نیند نہیں آئے اور اگر بائیں آنکھ کا ڈیلا رکھے تو سو جائے گا۔ پھر جب تک وہ نہ کھولو گے وہ نہیں جاگے گا۔ جو اس کی آنکھ اپنے پاس لے کر پانی میں داخل ہو جائے تو اگر چہ وہ تیرنا نہ بھی جانتا ہو پھر بھی غرق نہیں ہوگا۔

تعبیر الروایا: خواب میں لقلق دیکھنا ایسے لوگوں پر دلالت کرتا جو مشارکت کو پسند کرتے ہیں۔ تو جب کوئی آدمی کسی مکان میں ان کو اکٹھے دیکھے تو وہ چور اور ڈاکو اور حربی دشمن ہے۔ بعض نے کہا لقلق کو دیکھنا شک پر دلالت کرتا ہے۔ جب متفرق لقلق دیکھے تو اگر مسافر ہے یا سفر کا ارادہ رکھتا ہے تو یہ خیر کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ موسم گرما میں ظاہر ہوتے ہیں اور ان کا دیکھنا مسافروں کے وطن واپس آنے کی دلیل ہے اور مقیم کے مسافر ہونے کی بھی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

## اللہق

سفید بیل کو کہتے ہیں اس کا ذکر پہلے باب الثاالمثلثہ میں گزر چکا ہے۔

## اللہم

دوندے بیل کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے اور اس کی جمع لہوم ہے۔

## اللوب، النوب

پہلا لفظ لام کے ضمہ سے اور دوسرا نون کے ضمہ سے ہے۔ یہ شہد کی نکھوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ اسی سے ریان بن قسور کی وہ حدیث ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ وادی شرحط میں اترے ہوئے تھے تو میں نے آپ سے کلام کی کہ ہماری شہد کی نکھیاں تھیں۔ جو ہمارے کنویں میں تھی۔ اس میں شہد بھی تھی اور شمع بھی۔ تو ایک آدمی آیا جس نے دو چقماق کو رگڑا تو ان میں آگ نکلی اور اس کو دھونی دی تو نکھیاں بھاگنے لگیں تو اس نے اپنا شہد نکالنے کا آلہ کنویں میں ڈالا اور شہد کو کاٹ کر لے کر چلا گیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی قوم کے شہد کو چوری کیا اور ان کو تکلیف دی تم نے اس کا پیچھا کیوں نہیں کیا اور اس کی خبر کیوں نہیں لی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ اپنی قوم کی حفاظت میں داخل ہو گیا ہے اور وہ ہمارے ہمسائے ہذیل ہیں نبی ﷺ نے فرمایا۔ مبر کر مبر کر تو جنت کی نہر پر وارد ہوگا جس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی عقیقہ مقام اور حقیقہ کے درمیان ہے اور وہ آلائشوں

سے صاف شہد سے بہہ رہی ہے وہ لوب نوب کی بنائی ہوئی شہد نہیں ہے۔ انتہی سہیلی نے اس بات کو احد کے ذکر کے بعد ضییب اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے واقعہ میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عبدالبر اور ابن الاثیر ابوالسعادات نے ابن ماکول سے نقل کر کے کہا ہے کہ عبدالغنی بن سعید وغیرہ نے اس کو ضعیف سند سے بیان کیا ہے۔

## اللوشب

بروزن کو کب بھڑیے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب ذال معجمہ میں الذئب کے بیان میں گزر چکا ہے۔

## اللیاء

یہ ایک سمندری مچھلی ہے اس کے چمڑے سے ڈھالیں بنائی جاتی ہیں اس میں کوئی اسلحہ نہ اثر کرتا ہے اور اسے کاٹ سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ کسی آدمی نے نبی ﷺ کو چھلی ہوئی لیاؤدان میں تحفہ دی۔ اور معاویہؓ کی حدیث ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ چھلی ہوئی لیاؤ کھا رہے تھے۔

## اللیث

شیر کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع لیوٹ آتی ہے۔ یہ مکڑی کو بھی کہتے ہیں جو مکھیوں کا شکار کرتی ہے اور یہ عنکبوت سے چھوٹی ہوتی ہے۔ مردوں میں سے بہادر کو لیث کہتے ہیں اور بنو لیث عرب کا ایک قبیلہ ہے اور اسی سے لیث بن سعد بن عبدالرحمن بن حارث کا نام رکھا گیا۔ یہ اہل مصر کا فقہ میں امام تھا۔ قلعشندہ میں پیدا ہوا یہ ایک بستی ہے جو مصر سے نیچے ہے۔ ۹۴ ہجری میں پیدا ہوا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ امام لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔ مگر ان کے ساتھیوں نے ان کو اٹھایا نہیں۔ عثمان بن صالح کہتے ہیں کہ اہل مصر عثمان بن عفان کی توہین کرتے تھے۔ یہاں تک کہ لیث پیدا ہوئے تو اس نے ان کو عثمانؓ کے فضائل بتائے۔ تو تب وہ اس بات سے رکے اور اہل حمص علیؓ کی تنقیص کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اسماعیل بن عیاش پیدا ہوئے تو انہوں نے ان کو علیؓ کے فضائل بتائے تو وہ باز آ گئے۔ امام لیث نے حج کیا اور مدینے آئے تو انہوں نے امام مالک کو ایک تر کھجوروں کا تھال بھیجا جس پر اس نے ہزار دینار رکھے۔ تو امام مالک نے اس کو واپس کر دیا۔ امام لیث ہر سال ۲۰ ہزار دینار کا غلہ لے کر تقسیم کرتے تھے۔ اور ان پر کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی۔ ایک عورت نے ان سے کہا اے ابوالحرث میرا ایک بیٹا بیمار ہے اور اس کو شہد کی خواہش ہے تو آپ نے فرمایا اے غلام اس عورت کو ایک ”مطر“ شہد دے دو۔ اور ایک ”مطر“ ایک سو بیس رطل کا ہوتا ہے۔ تو ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا تھا اور ہم نے اس حساب سے دیا جس حساب سے ہم پر انعام کیا گیا ہے۔

کچھ لوگوں نے آپ سے پھل خریدے پھر انہوں نے ان سے بیج کے اقالہ یعنی واپسی کی درخواست کی تو انہوں نے بیج واپس لے لی اور ان کو پچاس دینار بھی دیئے اور کہا کہ انہوں نے اس میں امید لگائی تھی۔ اور میں نے چاہا کہ میں ان سے ان کی امید پوری کر کے موڑوں۔

اور لیٹ حنفی المذہب تھے اور مصر میں قاضی بنے اور وہیں پر شعبان ۵۷۱ ہجری میں فوت ہوئے اور آپ کی قبر قرافہ صغریٰ میں مشہور ہے۔ قلقشندہ کے اور مصر کے درمیان تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ابن خلکان نے اسی طرح کہا ہے۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سرزمین یمامہ میں قبیلہ ربیعہ کا ایک آدمی تھا۔ اس کو جعد بن مالک عجمی کہا جاتا تھا۔ وہ بہت عمدہ شاعر تھا۔ اہل حجر اور اس کے قرب و جوار پر حاکم بنایا گیا تو جب یہ خبر حجاج کو پہنچی تو اس نے یمامہ کے حاکم کی طرف ڈانٹ کا خط لکھا اور اس کو اپنی گورنری میں جعد کے غلبے پر ملامت کی۔ اور اس سے کہا کہ اگر وہ اس کو پکڑ سکے تو اس کو پکڑ کر تنہا میرے پاس روانہ کر دے۔ جب یہ خط عامل کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی قوم کے کچھ نوجوانوں سے مل کر سازش کی اور ان سے کہا کہ وہ ان کو جعد کے پاس وفد بنا کر بھیجے گا تو وہ اس کام کے لئے کئی دن تک وہاں ٹھہرے رہے ایک دن انہوں نے دھوکے سے اس کو باندھ لیا اور عامل کے پاس لے آئے تو اس نے اس کو حجاج کی طرف روانہ کر دیا۔ جب جعد حجر سے باہر نکلا تو یہ شعر پڑھنے لگا۔

لقد ما جنى فاذددت شوقا      بکاء حما متین تفردان  
”مجھے بڑھکا یا تو میرا شوق بڑھ گیا۔ دو کبوتریوں کے رونے نے جو گانا گا رہی تھیں۔“

تجاو بتا بلحن اعجمی      علی غصنین من غرب و بان  
”وہ ایک دوسرے کو عجمی طرز میں جواب دے رہی تھیں دونوں دو ٹہنیوں غرب اور بان پر بیٹھی تھیں۔“

فقلت لصاحبی و کنت احزو      بعض القول ما اذا تحزوان  
”میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا جبکہ کچھ باتوں کو سوچ رہا تھا کہ تم کیا اندازہ کرتی ہو۔“

فقالا الدار جامعة قریبا      فقلت وانت ما متمنیان  
”ان دونوں نے کہا گھر سب کو بہت جلد اکٹھا کرنے والا ہے۔ میں نے کہا تم دونوں بھی اسی بات کی آرزو رکھتی ہو۔“

فکان البان ان بانا سلیمی      وفي الغرب اغتراب غیر دان  
”تو بان کا انجام یہ ہوا کہ سلیمہ الگ ہو گئی اور غرب کا مطلب دوری ہے نزدیکی نہیں ہے۔“

اذا جاو زتما نخلات حجر      وانذیة الیمامة فانیانی  
”جب تم دونوں حجر کی کھجوروں سے اور یمامہ کی مجلسوں سے گزرو تو میری موت کی خبر دے دینا۔“

وقولا جحدرا مسی رہینا      بعالج وقع مصقول یمانی  
”اور کہنا کہ جعد گروی ہو گیا ہے اور یمانی صاف تلوار کے ساتھ وار کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔“

کذا المفرور بالدنیاسیردی      وتهلكه المطامع والامانی  
”اسی طرح دنیا سے دھوکہ کھایا ہوا عنقریب ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کو لالچ اور آرزوئیں تباہ کر ڈالتی ہیں۔“

جب وہ حجاج کے پاس پہنچا تو حجاج نے اس سے کہا کیا تو جعد رہے اس نے کہا جی ہاں! اللہ امیر المؤمنین کی اصلاح کرے حجاج نے کہا جو کچھ تو نے کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے برا بیچھتہ کیا ہے؟ اس نے کہا دل کی بہادری اور زمانے کے کتوں اور بادشاہ

کے ظلم نے۔ اس نے کہا تیرا معاملہ کس حد تک پہنچ گیا تھا کہ تیرا دل بہادر ہو گیا اور تیرا زمانہ کتنا ہو گیا اور تیرا بادشاہ ظالم ہو گیا۔ اس نے کہا اگر میرے مجھے آزماؤ تو مجھے بہترین معاون پائیں گے اور میں اہم شاہسوار ثابت ہوں گا۔ میرے دل کی جرأت یہ ہے کہ میں جب بھی کسی شاہسوار کو ملتا ہوں تو میں اس پر اپنے دل میں قادر بن جاتا ہوں تو حجاج نے کہا ہم تجھے ایک شیر کے کنویں میں ڈالتے ہیں اگر اس نے تم کو مار ڈالا تو ہماری تکلیف ختم ہو جائے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو ہم تجھے آزاد کر دیں گے۔ اور تیرا انعام اچھا کریں گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے اللہ میری اصلاح کرے آزماؤں قریب آگئی اور احسان بڑا ہوا آپ اسی بات کے حقدار ہیں۔ جب چاہیں کریں۔ اس کو قید کر کے رکھا گیا اور کسکر کے عامل کو لکھا کہ ایک شکاری شیر بھیجے۔ اس نے ایک ایسا شیر بھیجا جس نے اہل کسکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ اس کو ایک صندوق میں ڈال کر بھیجا جس کو دو بیل کھینچ رہے تھے۔ جب حجاج کے پاس اسے لایا گیا تو حجاج نے اسے ایک کنویں میں ڈال دیا اور تین دن تک اس کو بھوکا رکھا۔ پھر حجاج کو لایا گیا اور اس کو تیز تلوار دے دی گئی۔ اور حجاج اور سارے لوگ انہیں دیکھنے لگے۔ جب شیر نے حجاج کو دیکھا کہ وہ آ گیا ہے اور اس کے پاس تلوار بھی ہے۔ اپنی بیڑیوں میں اکڑا کر چل رہا تھا پھر حجاج نے یہ شعر پڑھے۔

لیث و لیث فی مجال ضنک کلاہم ذوانف و فتک

”ایک تنگ میدان میں دو شیر آگئے اور وہ دونوں بڑے ترش رو اور حملہ کرنے والے ہیں۔“

و سورة فی صولة و محک ان یکشف اللہ قناع الشک

”اور حملہ در حملہ کرنے والے ہیں اور جھگڑا کرنے والے ہیں کہ اللہ شک کا پردہ کھول دے۔“

ومن ظفیری بحاجتی و درکی فذاک احیری منزل بتربک

”میری حاجت اور ضرورت کا میاب ہونا ہے۔ اور تجھے کاٹ دینا میری بہترین منزل ہے۔“

تو شیر اس کی طرف کود کر آیا تو حجاج بھی اس کو تلوار کے ساتھ ملا اور اس کی کھوپڑی پر تلوار ماری اور اس کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ تلوار کی دھارا اس کی داڑھیوں تک پہنچ گئی اور شیر کے خون سے اس کے کپڑے رنگے گئے۔

وہ اچھلا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

یا جمل انک لو رایت کریہتی فی یوم ہیج مسدف و عجاج

”اے جمل کاش تو میری جنگ کو غبار آلود سیاہ اور پیش قدمی کے دن کو دیکھتا۔“

و تقدمی لیلث ارسف موثقا کیما اکابرہ علی الاحراج

”اور شیر کی طرف بیڑیوں میں میرا آگے بڑھنا تا کہ میں اس کا مقابلہ تنگیوں میں کروں۔“

جہم کان جیننہ لمابدا طبق الرحا متعجر الاثجاج

”وہ ترش رو ہے جب اس کی پیشانی سامنے آئی تو وہ ایسے تھی جیسے چکی کا پاٹ ہوتا ہے وہ موٹے کندھوں والا ہے۔“

یسموہ بناظرین تحسب فیہما لما اجالہما شعاع سراج

”اس کی پیشانی کو دو آنکھیں اونچا کر رہی تھیں جب اس نے ان کو گمایا تو وہ ایسے نظر آئیں جیسے چراغ کی شعاعیں



ہوں۔“

فكانما خطيت عليه عباءة      برقاء او قطع من الديباج  
”وہ ایسا ہے جیسے اس پر ایک چادر سی دی گئی ہے۔ جو چمکدار ہے یا وہ ریشم کے ٹکڑے ہیں۔“

قرنان مختصران قد مخضتھما      ام المنية غير ذات نتاج  
”اس کے دو چھوٹے چھوٹے سینگ ہیں جن کو موت کی ماں نے جنا ہے اور موت کی کوئی اولاد نہیں ہوتی۔“

ففلقت هامته فخر كانه      اطم تساقط مائل الابراج  
”تو میں نے اس کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا تو ایسا لگا جیسے وہ قلعہ ہے جس کے برج جھک کر گر پڑے ہوں۔“

ثم انشيت وفي ثيابي شاهد      مما جرى من شاخب الوداج  
”پھر میں پھر تو میرے کپڑے گواہ تھے اس بات پر جو رگوں سے خون بہایا گیا۔“

ايقنت اني ذو حفاظ ماجد      من نسل املاك ذوى اتواج  
”میں نے یقین کر لیا کہ میں محفوظ اور بزرگی والا ہوں اور بادشاہوں کی نسل سے ہوں جو تاجوں والے ہیں۔“

مما يغار على النساء حفيظة      اذ لا يشقن بغيره الازواج  
”ان لوگوں سے ہوں جو عورتوں کی حفاظت پر غیرت کھاتے ہیں جبکہ ان کو اپنے خاوندوں کی غیرت پر اعتماد نہ ہو۔“

تو حجاج نے اس سے کہا محمد ہمارے پاس رہنا پسندیدہ کرتا ہے تو رہا اگر تو اپنے شہر کو جانا چاہے تو چلا جا۔ اس نے کہا میں امیر کے پاس رہنا پسند کرتا ہوں۔ تو اس کے لئے اعلیٰ عطیہ مقرر کیا اور وہ اس کے دروازے پر ٹھہر گیا اور اس کے خاص ساتھیوں میں سے ہو گیا۔

اور عنقریب وہ بات بھی باب الہاء لفظ ہذیر میں آئے گی جو بشر بن ابی عوانہ نے اس وقت کہی تھی جب اس نے شیر کو قتل کیا تھا۔ ابراہیم بن محمد مغربی نے کیا عمدہ کہا ہے:

حملنا من الايام ما لا نطقه      كما حمل العظم الكثير العصائب  
”زمانے نے ہم پر وہ چیز لاد دی جس چیز کو ہم طاقت نہیں رکھتے جیسے پرندوں کی جماعت پر بہت زیادہ ہڈیاں لاد دی جائیں۔“

وليل رجونا ان يهيب عذاره      فما اختط حتى صار بالفجر شائبا  
”اور ایک رات جس میں ہم کو امید تھی کہ اس کا رخسار سامنے آئے گا۔ پس وہ سامنے نہ آیا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔“

## اللیل

کروان کے بچے کو کہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں کہ فلان اجبن من لیل یعنی فلاں آدمی کروان کے بچے سے بھی زیادہ

بزدل ہے۔ مجمل میں ابن فارس نے کہا کہ کہا جاتا ہے۔ بعض پرندوں کو لوگ لیل کہتے ہیں لیکن میں ان کو نہیں جانتا۔ اور عنقریب ان شاء اللہ حرف نون میں یہ بات آئے گی کہ نہا رہا جباری کے بچے کو کہتے ہیں۔

## باب المیم

### ماریہ

یاء کی تشدید سے ہے چکنے قطاۃ کو کہتے ہیں اور یاء کی تخفیف سے وحشی گائے کو کہتے ہیں۔ اور عربوں کے اس قول خذہ ولو بقرطی ماریہ میں ماریہ سے مراد ماریہ بنت ظالم بن وہب ہے اور بعض نے کہا کہ ہفنہ کی ام ولد ہے۔ حسان بن ثابتؓ نے کہا:

اولاد جفنة حول قبر ابیہم  
قبر ابن ماریہ الکریم المفضل

”ہفنہ کی اولاد اپنے باپ کی قبر یعنی ابن ماریہ صاحب عزت و فضل کے ارد گرد ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ اس نے کعبہ کی طرف اپنی دو بالیاں ہدیہ بھیجیں اور ان کے اوپر کبوتر کے انڈوں کی طرح دو موتی لگے تھے لوگوں نے ان جیسے موتی نہیں دیکھے تھے اور نہ وہ ان کی قدر قیمت جانتے تھے۔ یہ مثال خذہ ولو بقرطی ماریہ قیمتی چیز میں بیان کی جاتی ہے۔ کہ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگرچہ اس کی قیمت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور ان شاء اللہ اس سے کچھ اوراق بعد مقوقس کے ذکر میں ماریہ قبٹیہ جو کہ نبی ﷺ کے بچے کی ماں تھیں کا ذکر آئے گا اور اس کے قریب ماہور کا بھی۔

### المازور

بحیرہ مغرب میں ایک مبارک پرندہ ہے کشتیوں والے اس سے اچھا شگون لیتے ہیں۔ سمندر کے سکون کے وقت ساحل پر انڈے دیتا ہے۔ کشتیوں والے جب اس کے انڈوں کو ساحل سمندر پر دیکھتے ہیں تو ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب سمندر میں سکون رہے گا۔ جب کشتی کسی خوف والی جگہ یا کسی مضر جانور کے قریب ہوتی ہے تو یہ پرندہ کشتی کے سامنے اوپر نیچے اڑنے لگتا ہے گویا کہ ان کو خبر دے رہا ہو تو وہ کشتی والے کچھ تدبیر کر لیتے ہیں اور ملاح اس بات کو پہچانتے ہیں اس بات کو تحفۃ الغرائب میں ذکر کیا گیا ہے۔

### الماشیہ

اونٹوں، گائے، بکری کو کہتے ہیں اس کی جمع مواشی آتی ہے ان کی چرنے کی وجہ سے ان کو ماشیہ کہتے ہیں بعض نے کہا چلنے کی وجہ سے بعض نے کہا اس کی کثرت نسل کی وجہ سے۔ کیونکہ عرب کہتے ہیں امشی الرجل یعنی اس کے مویشی زیادہ ہو گئے اور اس بارے میں شفاء کہتا ہے۔

وکل فتی وان ائری وامشی  
ستخلفه عن دنیا المنون

”اور ہر نو جوان چاہے وہ زیادہ اولاد اور مویشیوں والا کیوں نہ ہو موت اس کو دنیا سے رخصت کر کے چھوڑے گی۔“

مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مویشیوں اور بچوں کو سورج غروب ہونے کے بعد باہر نہ

جانے دیا کرو یہاں تک کہ رات کی سیاہی ختم ہو جائے۔ اور سنن ابوداؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی موشیوں کے پاس آئے اور اس کا مالک وہاں موجود ہو تو اس سے اجازت لے اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ لے اور پی لے اور اگر وہاں پر کوئی نہ ہو تو تین دفعہ آواز دے اگر اس کو کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے اور اگر کوئی نہ بولے تو دودھ دوہ کر پی لے مگر ساتھ نہ لے کر آئے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اور یہی بات احمد اسحاق نے کہی ہے اور نیز علی بن مدینی نے کہا کہ اس حدیث کے راوی حسن کاسمرۃ بن جندب سے حدیث سننا ثابت ہے۔ اور صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی کے موشیوں کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ دوھے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کوئی اس کے پینے کے برتن کے پاس آئے اور اس کی الماری توڑ کر وہاں سے اس کا کھانا لے جائے تو بالکل اسی طرح موشیوں کے تھنوں میں ان کے لئے کھانا جمع ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی بھی کسی کے موشیوں کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوھے۔

موشیوں کے احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اگر انہوں نے کسی آدم کی کھیتی خراب کر ڈالی اور ان کا مالک ان کے ساتھ نہیں تھا تو اگر یہ کام دن کو ہو تو مالک ضامن نہیں ہوگا اور اگر رات کو ہو تو ضامن ہوگا۔ جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے حرام بن سعید بن حیصہ سے روایت کیا ہے کہ براء بن عازب کی ایک اونٹنی کسی قوم کے باغ میں داخل ہو گئی اور اسے خراب کر ڈالا تو نبی ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ دن کے وقت مال والوں پر اپنے مال کی حفاظت لازم ہے۔ (اس لئے کوئی جرمانہ نہیں) اور رات کو موشی والوں کی اپنے موشیوں کو روکنے کی ذمہ داری ہے۔ اور غنم میں اس کے متعلق فرع کا ذکر گزر چکا ہے۔

تذنیب: اگر موشیوں میں کچھ لوگ مشترک ہیں اور موشی زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچ گئے ہیں تو وہ سارے ایک آدمی کی طرح زکوٰۃ ادا کریں گے اگرچہ ان میں سے ایک کافر ہو یا مکاتب ہو اس کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اور اس کو خلطہ ملک خلطہ اعیان اور خلطہ اشتراک بھی کہتے ہیں اور اگر ہمسائیگی کی وجہ سے جانور ملا لئے گئے ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا علیحدہ چوپایوں کو ملایا نہ جائے اور ملے ہوئے ہوں تو زکوٰۃ کے ڈر سے انہیں جدا نہ کیا جائے اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ گھاٹ اور دودھ دوھنے کی جگہ میں فرق نہ کیا جائے اور اسی طرح چرانے والے اور نخل میں صحیح مذہب کے مطابق تفریق نہ کی جائے۔ اور صحیح مذہب کے مطابق نیت شرط نہیں کیونکہ مشقت کی خفت اور فائدہ کا اتحاد ارادہ کرنے اور نہ کرنے سے مختلف نہیں ہو سکتا۔

## مالك الحزين

جوہری نے کہا یہ پانی کے پرندوں میں سے ہے۔ ابن بری نے اپنے حواشی میں کہا ہے یہ بلشون پرندہ ہے جس کی گردن اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔

جاہظ کہتے ہیں کہ مالک الحزین یعنی بگلے کا معاملہ بھی دنیا کے عجائبات میں سے ہے کیونکہ یہ ہمیشہ پانی کی جگہوں اور نہروں وغیرہ جیسی پانی پھوٹنے کی جگہوں کے قریب رہتا ہے اور جب وہ پانی خشک ہو جاتا ہے تو اس پر بڑا غم و افسوس کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی

توپانی پینا چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ پیاسا مر جاتا ہے کیونکہ یہ ڈرتا ہے کہ اگر اس نے اس سے پیا تو پانی کم ہو جائے گا۔ نیز جا حظ نے کہا اسی طرح کی فطرت والا وہ کیڑا بھی ہے جو رات کو شمع کی طرح جلتا ہے اور دن کو اڑتا ہے اس کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ سبز رنگ کا چکنا سا کیڑا ہوتا ہے اس کی غذا مٹی ہوتی ہے اور کبھی بھی وہ مٹی پیٹ بھر کر نہیں کھاتا اور بھوک سے مر جاتا ہے کیونکہ اس کو ڈر ہوتا ہے کہ اگر اس نے مٹی کھائی تو مٹی ختم ہو جائے گی۔ نیز کہا کہ اس میں بہت سے خواص اور منافع ہیں۔

یہ پرندہ جب ان پانیوں پر جو کسی جو ہڑ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ بیٹھ جاتا ہے تو اس کو مالک کہتے ہیں اور جب اس پانی کے ختم ہونے پر غمگین ہو جاتا ہے تو اس کو حزین کہتے ہیں اور حزین مالک کا عطف بیان ہے جیسے کہا جاتا ہے ابو حفص عمر۔ اور توحیدی نے اپنی کتاب ”الاتناع والمؤانستہ“ میں کہا کہ مالک الحزین پانی سے مچھلیاں اچک کر ان کو کھاتا ہے اور وہی اس کا کھانا ہے۔ اور اس کو صحیح طرح تیرنا نہیں آتا اور یہ مچھلی اچک نہ سکے اور بھوکا ہو جائے تو اپنے آپ کو سمندر کے کنارے اور اس کی بعض سطحوں میں گرا دیتا ہے۔ اور جب تھوڑے پانی میں چھوٹی مچھلیاں جمع ہو جائیں تو یہ جلدی جلدی جتنی پکڑ سکتا ہے پکڑ لیتا ہے اور اس کو کسی بھڑکاؤ اور بگاڑ پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔

خواص: اس کا گوشت سخت اور سرد ہوتا ہے۔ اس کا گوشت ہمیشہ کھانے سے بواسیر ہو جاتی ہے اور کتاب کے شروع کے خطبہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس کا ضبط کرنا ان جملہ اسباب میں سے ہے جو اس کتاب کی تالیف کا باعث ہیں کیونکہ لفظوں کی تحریف اور تصحیف کا خوف دامن گیر تھا۔ واللہ تعالیٰ الموفق۔

## المرتدية

اس جانور کو کہتے ہیں جو کسی کنویں میں یا کسی اونچی جگہ سے گر کر مر جائے۔ چاہے وہ خود گرا ہو یا کوئی اور سبب ہو اس کو مرتدیہ ہی کہیں گے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا بالاجماع حرام ہے۔

## المجثمہ

جیم کی فتح اور ثناء کی تشدید سے ہے اس جانور کو کہتے ہیں جس کو باندھ کر زمین پر ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ قزوینی کہتے ہیں کہ جثوم کا لفظ پرندوں اور انسانوں کے لئے ایسے ہی معنی میں ہے۔ جیسے اونٹ کے لئے بروک (بیٹھنا) ہوتا ہے۔ اور جاثمین کا معنی ہے کہ ایک دوسرے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے سوار یوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے جلالہ مجثمہ اور خطفہ کے کھانے سے منع کیا ہے۔

## المثا

کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الفاء میں گزر چکا ہے۔

## المربح

پانی کے پرندوں میں سے ہے نہایت بد صورت ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی۔

## المرء

مرد کو کہتے ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو هذا مرء صالح و رأیت مرأً صالحاً و مررت بمرء صالح. اس کی اپنے لفظ سے جمع نہیں آتی۔ بعض نے اس کی جمع مروون بیان کی ہے۔

بعض اوقات بھیڑیے کو بھی مرء کہتے ہیں اور یونس نے کہا شاعر نے اس شعر میں مرء سے مراد بھیڑیا لیا ہے۔

و انت امرء تعدو علی کل غرة فتخطی فیہا تارة و تصیب  
تو ایسا بھیڑیا ہے جو ہر غافل پر حملہ کر دیتا ہے تو کبھی تو غلطی کر جاتا ہے اور کبھی تو صحیح نشانے پر پہنچتا ہے۔

## المرزم

پانی کا پرندہ ہے لمبی ٹانگوں اور گردن والا ہے ٹیڑھی چونچ والا ہے۔ اس کے دونوں پروں میں سیاہی ہوتی ہے یہ اکثر مچھلی کھاتا ہے۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔

## المرعة

میم کے ضمہ اور راء اور عین کے فتح سے ہے همزة کے وزن پر ہے۔ یہ ایک خوش منظر اور خوش ذائقہ پرندہ ہے۔ یہ بیٹر کے جتنا ہوتا ہے اس کی جمع مرع ہے۔ یہ بات ثعلب اور ابن سکیت نے کہی ہے اور یہ تیتز کے مشابہہ ہوتا ہے۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔

خواص: ابن زہر نے کہا کہ اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کو گہرے گوشت میں گھسے ہوئے پھالے یا کانٹے پر رکھا جائے تو بغیر درد کے ان کو باہر نکال دیتا ہے۔

## مسهر

ہر مس نے کہا یہ پرندہ ساری رات نہیں سوتا اور دن میں اپنی معاش کی طلب میں نکل جاتا ہے۔ رات کو بہت عمدہ آواز بار بار نکالتا ہے۔ اس کو جو بھی سنے اسے وہ اچھی لگتی ہے۔ اور اس کو سننے والا اس کی لذت کی وجہ سے نیند بھی چھوڑ دیتا ہے۔

خواص: اس کا دماغ سائے میں خشک کر کے اس سے ایک درہم کے برابر لے کر بادام کے تیل کے ساتھ ملا کر کسی انسان کے ناک میں چڑھایا جائے تو وہ بالکل نہیں سو سکے گا۔ اور اس کو ایسی سخت تکلیف پہنچے گی کہ دیکھنے والے کو اس کی آنکھوں سے ایسے لگے گا جیسے اس نے شراب پی ہوئی ہے۔

اور جس نے اس پرندے کا سراپے ہاتھ میں پکڑا یا اپنے اوپر اس کو لٹکا لیا تو اس کی وحشت دور ہو جائے گی اور اس کے دل سے وسوسے دور ہو جائیں گے اور وہ اتنا خوش ہوگا کہ خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔

## المطية

وہ اونٹنی جس کی پیٹھ پر سوار ہوا جائے۔ جوہری نے کہا لمطی واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے۔ اس کو مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے اور المطایا فعالی کے وزن پر ہے اور اصل میں فعال تھا مگر اس کے ساتھ بھی وہ کیا گیا جو خطایا کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ابو العمیش کہتے ہیں کہ مطیة مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

جب ابو الفضل جوہری نے نبی ﷺ کا شہر دیکھا تو کہنے لگا۔

رفع الحجاب لنا فلاح لنا ظری

”ہمارے لئے پردہ اٹھ گیا اور میری نظروں کے سامنے ایسا چاند آ گیا کہ جس کے سامنے تمام وہم ختم ہو جاتے ہیں۔“

واذا المطی بنا بلغن محمدا

”اور جب سواریاں ہمیں نبی ﷺ تک پہنچادیں تو مردوں پر ان کی پشتیں حرام ہو جائیں گی۔“

قد زورتنا خیر من وطیء الثری

”کیونکہ انہوں نے ہمیں اس شخصیت کی زیارت کرائی جو زمین پر چلنے والے تمام لوگوں سے افضل ہے اس لئے ان کی

عزت ہم پر لازم ہے۔“

سہیلی نے کہا یہ شعر غزوة موتہ کے بارے میں کہا گیا ہے اور یہ مصرعہ واذا المطی بنا بلغن محمدا۔

ابو نو اس کا ہے۔

نیز کہا کہ یہ شعر اس نے بہت اچھا کہا ہے اور شامخ کے اپنے اس شعر میں بہت برا کہا ہے۔

اذا بلغت رحلی

”جب وہ مجھے گھر پہنچادے اور میں گھر آ جاؤں تو اے عرابہ اونٹنی کا خون بہادے۔“

یہ عرابہ ایک انصاری تھا اور سخی لوگوں میں سے تھا۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ طواف کے دوران

اپنی ماں کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہے اور یوں کہہ رہا ہے۔

انی لہا مطیة لا تدع

”میں اپنی ماں کی ایک سواری ہوں جو خوفزدہ نہیں ہوتی اور جب سواریاں بھاگ جائیں تو یہ بوجھ سے نہیں بھاگتی۔“

ما حملت وارضعنی اکثر

”اور اس نے مجھے میرے اس کے اٹھانے سے زیادہ دودھ پلایا ہے۔ اللہ میرا جلال والا اور بہت بڑا ہے۔“

ابن خلکان وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ عربوں نے جو بہت تعریف والا شعر کہا ہے وہ شعر جریر کا ہے جو اس نے عبد الملک بن

مروان کے لئے کہا تھا۔

الستم خیر من ركب المطايا واندی العالمن بطون راح  
 ”کیا تم بہترین سوار ہونے والے نہیں ہو؟ اور تمام جہانوں کی خالی ہتھیلیوں کے لئے نہایت سخی نہیں ہو؟“  
 اور سب سے زیادہ مذمت والا شعر اھطل کا یہ قول ہے جس میں اس نے جریر کی مذمت کی ہے۔

قوم اذا استنبع الاضیاف کلہم قالوا لامہم بولی علی النار  
 ”یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا کتابج ان کے مہمانوں پر بھونکتا ہے تو یہ اپنی ماں سے کہتے ہیں آگ پر پیشاب کر دے۔“  
 اور سب سے فیصلہ کے متعلق عمدہ شعر طرفہ کا ہے۔

ستبدی لك الايام ما كنت جاہلا ویاتیک بالاخبار من لم تزود  
 ”عنقریب ایام تیرے سامنے اس چیز کو ظاہر کر دیں گے جس کو تو نہیں جانتا۔ اور تیرے پاس وہ خبریں لائیں گے جو  
 تیرے پاس محفوظ نہیں ہیں۔“

اور سب سے احمقانہ شعر اشی ابو جحجھن ثقفی کا ہے۔

اذا مت فادفنی الی جنب کرمۃ تروی عظامی بعد موتی عروقہا  
 ”جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کے پہلو میں دفن کر دینا تاکہ اس کی جڑیں مرنے کے بعد میری ہڈیوں کو سیراب  
 کریں۔“

ولا تدفنی فی الفلۃ فانی اخاف اذا مت ان لا اذوقہا  
 ”اور مجھے چٹیل میدان میں دفن نہ کرنا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں مر گیا تو شراب نہ پی سکوں گا۔“  
 بیان کیا جاتا ہے کہ معاویہؓ نے ابو جحجھن ثقفی کے بیٹے سے کہا تھا کہ تیرے باپ نے یہ دو شعر کہے ہیں تو اس نے کہا میرے  
 باپ نے تو یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

وقد اجود وما مالی بذی قنع واکتسم السرفیہ ضربۃ العنق  
 ”میں سخاوت کرتا ہوں حالانکہ میرا مال کافی نہیں ہوتا۔ اور قتل کے راز کی طرح میں اس راز کو چھپاتا ہوں۔“  
 اور غزل کے لحاظ سے عمدہ شعر جریر کا قول ہے۔

ان العیون التی فی طرفہا حور قتلننا ثم لم تحین قتلانا  
 ”وہ آنکھیں جن کی نظر میں انتہائی سیاہی ہے۔ انہوں نے ہمیں قتل کر ڈالا پھر ہمارے مقتولوں کو زندہ نہیں کیا۔“  
 یصرعن ذا اللب حتی لا حراك به وهن اضعف خلق الله انسانا  
 ”عقل مند کو دیوانہ کر کے گرا دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ بے حرکت ہو جاتا ہے حالانکہ وہ آنکھ کی پتلی ہونے کی وجہ سے  
 تمام مخلوق میں سے کمزور ہیں۔“

طبرانی نے دعوات میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کو گالی مت دو۔ کیونکہ وہ مومن کی

بہترین سواری ہے۔ اس کے ذریعے وہ جنت میں پہنچ سکتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ وہ آگ سے نجات پاسکتا ہے۔  
علیؑ نے فرمایا دنیا کو برا بھلا مت کہو کیونکہ تم اس میں نمازیں بھی پڑھتے ہو روزے بھی رکھتے ہو اور اچھے کام بھی کرتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اس فرمان اور نبی ﷺ کے اس فرمان میں کیسے تطبیق ہوگی کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب کا سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر اور جو اس کے قریب قریب ہو اور عالم اور متعلم کے۔

تو اس کا جواب وہ ہے جو عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے الفتاویٰ الموصلیہ کے آخر میں دیا ہے کہ جس دنیا کو لعنت کی گئی ہے وہ وہ ہے جو ناحق لی گئی ہو یا اس کو غیر مستحقین پر خرچ کیا جائے اور باب الباء موحدہ میں مچھر کے ذکر میں وہ چیز بیان کی گئی ہے جس کو شیخ ابوالعباس قرطبی نے بیان کیا ہے اور وہ بہت عمدہ ہے لہذا اس کی طرف رجوع کریں۔

حدیث میں ہے کہ آدمی کی بری سواری ”زعموا“ ہے۔

یعنی نبی ﷺ نے متکلم کی اس بات کو جس سے وہ اپنی غرض تک پہنچنے کے لئے ”زعموا“ وغیرہ کہہ کر ابتدا کرتا ہے اس سواری سے تشبیہ دی ہے کہ جس کے ذریعے انسان اپنی ضرورت کو حاصل کرتا ہے۔

بعض نے کہا زعمو والی حدیث کی نہ تو سند ہے اور نہ کوئی ثبوت ہے۔ یہ بات بلاغ کے انداز میں لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے۔ ہاں حدیث سے اس طریقے کی مذمت ضرور موجود ہے۔

کشاف وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا زعموا جھوٹ کی سواری ہے۔ ابن عمر اور شریح نے کہا کہ ہر چیز کا اک کناہیہ ہوتا ہے اور جھوٹ کا کناہیہ زعموا ہے۔

ابن عطیہ نے کہا کہ زعم کا لفظ فصیح کلام میں استعمال نہیں ہوتا مگر جھوٹ سے تعبیر کے طور پر۔ یا اس بات کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا کہنے والا ایک ہی ہو۔ اس بات کی ذمہ داری اس گمان کرنے والے پر ہوتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زعم کا لفظ کمزور ہے۔ اور سیبویہ نے جو یہ کہا ہے کہ زعم الخلیل کذا تو یہ تب ہوتا ہے کہ جس میں خلیل نے تفردا اختیار کیا ہو۔

تتمہ: شیخ الاسلام نووی نے کہا ہے کہ ہم نے صحیح سند کے ساتھ جامع ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ لوگ سواریوں کے پہلوؤں کو ماریں اور علم کی طلب میں نکلیں تو کسی عالم کو مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم نہ پائیں گے۔ امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے انہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد مالک بن انس ہیں۔ اور مذکور حدیث کونسانی نے اور حاکم نے اوائل مستدرک میں ابن عیینہ کی حدیث سے عن ابن جریج عن ابی الزبیر عن ابی

الصالح عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ تم اونٹوں کے جگر کو مار کر سفر کرو تو تم کو مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم نہیں ملے گا۔ پھر کہا یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے مگر اس کو روایت نہیں کیا۔ اتھی

میں کہتا ہوں کہ مسلم نے اس کو اس لئے روایت نہیں کیا کہ بخاری سے امام مسلم نے پوچھا تو انہوں نے کہا اس میں علت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ابو زبیر نے ابو صالح سے نہیں سنا۔

اور کیونکہ امام نسائی نے سنن الکبریٰ میں اس حدیث کو ابن عیینہ کی روایت سے عن ابن جریج عن ابی الزناد عن ابی ہریرہؓ بیان کیا ہے تو اس کے بعد کہا کہ هذا خطأ یہ خطا ہے اور درست یہ ہے کہ عن ابی الزبیر عن ابی صلاح عن ابی ہریرہؓ۔



کہا گیا ہے کہ عالم المدینہ سے مراد عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ عمری مدنی زاہد ہیں۔ ابن عیینہ اور ابن مبارک وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ یہ اپنے زمانے کا بہت بڑا زاہد اور عبادت کے لئے تخلیہ کرنے والا تھا۔ روایت کیا گیا ہے کہ رشید نے کہا کہ میں تو چاہتا تھا کہ ہر سال حج کروں اور مجھے اس سے کوئی روکتا بھی نہیں مگر عمرؓ کی اولاد میں سے ایک آدمی ہے۔ جو مجھے وہ کچھ سناتا ہے جو مجھے پسند نہیں ہے اس سے مراد عمری ہیں۔ یہ ۱۸۴ ہجری کو امام مالک کے چھ سال بعد ۶۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

عمر بن شبہ نے کہا کہ ہمیں ابو یحییٰ زہری نے بتایا کہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میں اپنے رب کی یہ نعمت بیان کرتا ہوں کہ اگر دنیا میرے قدموں کے نیچے ہو تو اس کو لینے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا مگر یہ کہ میں خود ہی اپنے قدم اس سے ہٹا لوں۔ عمری نے مالک ابن ابی الذئب ابن دینار وغیرہ کی طرف ایسے خطوط لکھے جن میں ان پر سخت زبان استعمال کی تو امام مالک نے انہیں فہیانا نہ جواب دیا ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ عمری عابد نے امام مالک کو یہ خط لکھا جس سے ان کو علیحدگی پر برا بیگنہ کیا اور نیک اعمال اور ان پر قوی اور مجتمع ہونے پر رغبت دلائی۔

تو مالک نے ان کو یہ جواب لکھا کہ

اللہ نے اعمال کو تقسیم کر دیا ہے جس طرح اس نے رزق تقسیم کئے ہیں بہت سے عالم ہیں جن کے لئے نماز کا راستہ کھول دیا گیا اور ان کے لئے روزہ کا راستہ نہیں کھولا گیا۔ کچھ کے لئے صدقہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور اس کے لئے روزوں میں آسانی نہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کے لئے جہاد کا راستہ کھول دیا گیا مگر نماز کا راستہ نہیں کھولا۔

علم کو پھیلانا اور اس کی تعلیم تمام نیکی کے کاموں سے افضل ہے۔ اور میں خوش ہوں جو اللہ نے میرے لئے یہ دروازہ کھول دیا ہے اور میں یہ بھی خیال نہیں کرتا کہ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے گھٹیا ہے جس میں آپ ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں خیر اور نیکی پر ہیں اور ہم میں سے ہر آدمی پر فرض ہے کہ اللہ نے جو کچھ اس کی قسمت میں کیا ہے وہ اس پر خوش ہو۔

احیاء العلوم کے ابواب العلم میں سے الباب السادس میں لکھا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے یحییٰ بن یزید نوفلی نے مالک بن انس کو یہ خط لکھا کہ

بسم الله الرحمن الرحيم.

وصلی اللہ علی سیدنا محمد فی الاولین والآخرین

یحییٰ بن یزید کی طرف سے مالک بن انس کی طرف خط۔ اما بعد!

مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ باریک کپڑے پہنتے ہیں باریک میدہ کھاتے ہیں نرم پچھونوں پر بیٹھتے ہیں اپنے دروازے پر تم نے دربان کھڑے کر رکھے ہیں۔ حالانکہ آپ علم کی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور آپ کے پاس بہت دور دور سے آیا جاتا ہے۔ اور لوگ آپ کے پاس سفر کر کے آتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو امام بنا رکھا ہے اور وہ آپ کے قول پر راضی ہیں اس لئے اللہ سے ڈر جائیں اور اے مالک تو وضع اختیار کرو میں نے آپ کو یہ خط نصیحت کے طور پر لکھا ہے جس کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

والسلام

تو مالک بن انس نے ان کی طرف لکھا کہ  
مالک بن انس کی طرف سے یحییٰ بن یزید کی طرف  
سلام علیکم

اما بعد!

مجھے آپ کا خط ملا اور میں نے اس کو اپنے مرشد کی طرف سے نصیحت خیال کیا ہے اللہ آپ کو تقویٰ عطا کرے اور اس نصیحت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور میں اللہ سے توفیق مانگتا ہوں وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔  
آپ نے جو یہ کہا ہے کہ میں میدہ کھاتا ہوں اور باریک کپڑے پہنتا ہوں اور نرم جگہ بیٹھتا ہوں تو ہم اس طرح کرتے ہیں اور اللہ سے استغفار بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ کہہ دیں کہ کس نے اللہ کی وہ زینت حرام کر دی جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی تھی۔ اور پاکیزہ رزق۔  
اور میں یہ نہیں جانتا کہ ان کا ترک کر دینا ان کے استعمال سے بہتر ہے۔ پس آپ اپنے خط سے کبھی ہم کو محروم نہ کریں تو ہم بھی آپ کی طرف خط لکھنے سے محروم نہیں رہیں گے۔

نیز احياء العلوم میں ہے کہ رشید نے مالک رحمہ اللہ کو تین ہزار دینار دیئے تو انہوں نے لے کر رکھ دیئے اور ان کو خرچ نہ کیا۔ پھر جب رشید عراق جانے لگا تو اس نے مالک سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو بہتر ہو کیونکہ میں نے عزم کر رکھا ہے کہ لوگوں سے موطا پر عمل کراؤں گا جس طرح عثمانؓ نے لوگوں کو قرآن پراکٹھا کیا تو مالک نے کہا لوگوں کو موطا پر مجبور کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھی مختلف شہروں میں بٹ گئے ہیں اور انہوں نے ہر شہر میں آپ کی حدیثیں پہنچا دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔“ اور آپ کے ساتھ بھی میں نہیں جاسکتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو علم ہو تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔ مدینہ میل کچیل کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو باہر نکال دیتی ہے۔ اور تمہارے دینار یہ ہیں جس طرح دیئے تھے اسی طرح پڑے ہیں اگر لینا چاہو تو لے لو اور اگر نہ لینا چاہو تو نہ لو۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لے جانے اور مدینہ چھوڑنے پر مجبور اس لئے کر رہے ہیں کیونکہ آپ نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ میں نبی ﷺ کے شہر پر دوسروں کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اس واقعہ سے آپ کا دنیا سے زہد معلوم ہوتا ہے۔ رحمہ اللہ

احیاء العلوم میں یہ بھی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے امام مالک کو دیکھا ہے جبکہ آپ سے ۴۸ مسائل پوچھے گئے تو آپ نے ۳۲ مسائل کے متعلق کہا کہ لا ادری میں نہیں جانتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے علم سے اللہ کی رضا مندی تلاش کرتے تھے کیونکہ جو اپنے علم سے غیر اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو تو اس کا نفس اس کو اس بات کی گنجائش نہیں دیتا کہ وہ اپنے بارے میں یہ اقرار کرے کہ اس کو کچھ علم نہیں اسی لئے امام شافعی نے کہا کہ جب علماء کا ذکر کیا جائے تو امام مالک سمندر ہوں گے۔ اور مالک سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

کہا گیا ہے کہ ابو جعفر منصور نے ان کو طلاق مکہ کی حدیث بیان کرنے سے ان کو منع کر دیا۔ پھر پوشیدہ طور پر ان کی طرف ایسے آدمی بھیجے جنہوں نے آپ سے یہ سوال کیا تو بہت سے لوگوں نے آپ سے یہ روایت کی کہ مکہ کی طلاق نہیں ہوتی تو خلیفہ

نے آپ کو کوڑوں سے مارا تو انہوں نے کوڑوں کو نبی ﷺ کی حدیث کے ترک کرنے پر ترجیح دی۔

حلیہ میں ہے کہ امام شافعی نے کہا میری پھوپھی نے مکہ میں مجھ سے کہا تھا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ آج ساری زمین میں سے سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اس وقت کا ہم نے حساب لگایا تو وہی رات نکلی جس میں امام مالک فوت ہوئے تھے۔

عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں مالک پر کسی کو مقدم نہیں سمجھتا۔ امام مالک کہا کرتے تھے جب کسی شخص میں اپنی ذات کے لئے خیر موجود نہ ہو تو اس کی ذات میں دوسروں کے لئے بھی خیر موجود نہیں ہوتی۔ حلیہ میں ہے کہ امام مالک نے کہا کہ میں نے ہر رات نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔

امام مالک۔ امام عالم زاہد عابد متقی اور اللہ کو جاننے والے تھے اور علم کی حد سے زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے خصوصاً نبی کی حدیث کی۔ جب آپ حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو وضو کر کے اپنے بستر کے اگلے حصے پر بیٹھ جاتے اور داڑھی کو کنگھی کر کے باوقار اور بارعب ہو کر جم کر بیٹھ جاتے۔

اس بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ نبی ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں اور فرمایا کرتے تھے۔

الْعِلْمُ نُورٌ يَجْعَلُهُ اللَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَيْسَ هُوَ بِكثْرَةِ الرِّوَايَةِ۔

کہ علم نور ہے اور اس کو اللہ جہاں چاہتا ہے رکھتا ہے اس کا وجود کثرت روایت سے تعلق نہیں رکھتا۔ بعض علمائے آپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

بدع الكلام فلا يراجع هبة والسائلون نواكس الاذقان  
”آپ کلام نہ کرتے تو آپ کے ڈر سے آپ سے کوئی تکرار نہ کر سکتا اور سوال کرنے والے آپ کے سامنے ٹھوڑیاں نیچے کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔“

سيما الوقار وعز سلطان التقى فهو المهيب وليس ذا سلطان  
”ان کی علامت عزت و وقار ہے اور پرہیزگاری کے بادشاہ ہیں اور عزت دار ہیں۔ وہ اگرچہ بادشاہ نہیں ہے مگر پھر بھی ویسے ہی باہمت ہیں۔“

امام مالک ۱۷۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

## المعراج

یہ ایک بہت بڑا چوپایا ہے۔ عجیب و غریب ہے اور خرگوش کی طرح اور زرد رنگ کا ہے اور اس کے سر پر ایک سیاہ سینگ ہے۔ اس کو جو درندہ یا چوپایہ بھی دیکھتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ اس کو قزوینی نے جزائر البحار میں ذکر کیا ہے۔

## المعز

میم کی فتح اور عین مہلمہ کے فتح اور سکون سے ہے۔ یہ بکریوں کی قسم ہے۔ اور بھیڑ کے الٹ ہوتی ہے اور یہ چھوٹے دم والی اور بالوں والی ہوتی ہیں۔ معز اسم جنس ہے۔ اسی طرح المعز الامعوز اور المعزۃ ہے۔ المعز کا واحد ماخذ ہے۔ جیسے صاحب اور صاحب۔ تاجر اور تاجر۔ اور اس کی مونث معزۃ ہے اور جمع معاز ہے۔ کہا جاتا ہے۔ امعز القوم یعنی ان کی بکریاں زیادہ ہو گئیں۔ اس کی کنیت ام سخال ہے۔ علیؑ کی حدیث میں ہے کہ وانتم تنفرون نفور المعز وعوۃ الاسد یعنی تم ان سے اس طرح نفرت کرتے ہو جس طرح شیر کی دھاڑ سے بکری بھاگ جاتی ہے۔

بزار اور ابن قانع نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا احسنوا الی المعزہ معزہ کی طرف نیکی کرو اور اس سے تکلیف دہ چیز دور کرو کیونکہ یہ جنت کے چوپایوں میں سے ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ تم بکری کے متعلق اچھی وصیت کرو کیونکہ یہ نرم مال ہے۔ اور اس کا باڑہ صاف رکھو یعنی اس کے باڑے سے کانٹے اور پتھر وغیرہ دور کرو۔

یہ اس کے باوجود بیوقوفی سے موصوف کیا جاتا ہے اور دودھ گھنا ہونے کی وجہ سے اور چمڑا موٹا ہونے کی وجہ سے اس کو بھیڑ پر فضیلت اور ترجیح ہے۔

معز کی چکتی نہ ہونے کی کمی اس کے اندر چربی کی زیادتی سے پوری ہو جاتی ہے۔ اسی لئے لوگ کہتے ہیں الیۃ المعز فی بطنہ۔ معز کی چکی اس کے پیٹ میں ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے ضآن کا چمڑا باریک رکھا ہے تو اس کی اون گھنی کر دی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے معز کا چمڑا موٹا رکھا تو اس کے بال کم کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نہایت باخبر اور باریک بین ہے۔ اللہ پاک ہے۔ طبی فوائد اور خواص: اس کے گوشت سے غم اور نسیان پیدا ہوتا ہے اور یہ سوداوی خلط کو تحریک دیتا ہے۔ پھوڑا پھنسیوں والے آدمی کے لئے بہت مفید ہے۔ سفید بکری کے سینگ پس کر ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندھ کر سونے والے کے سر کے نیچے رکھ دیا جائے تو جب تک یہ اس کے سر کے نیچے رہے گا تو وہ بیدار نہیں ہوگا۔ بکرے کا پتہ گائے کے پتے سے ملا کر کسی دھاگے کو ان میں لتھیڑ کر کان میں رکھا جائے تو اس سے بہر اپن ختم ہو جاتا ہے اور اس کو آنکھوں میں لگانے سے پانی آنکھوں سے نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ پلکوں کے اندرونی طرف سے بال اکھیڑ کر بکرے کا پتہ سرے کے طور پر لگایا جائے تو وہاں بال نہیں اگیں گے اور اسی طرح اس سے آنکھوں کے پردے اور اندھراتا ہٹ جاتا ہے۔ اور یہ پتہ اس زائد گوشت کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے جس کو تو تا کہا جاتا ہے اور داء الفیل کے ورم پر طلا کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور اس کا گودا کھانے سے ہم اور نسیان کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور سوداوی خلط کو تحریک دیتا ہے۔ رئیس ابن سینا نے کہا کہ بکریوں کی بینگیوں میں ایسی طاقت ہوتی ہے جو خنازیر کی بیماری کو تحلیل کر دیتی ہے۔ اگر کوئی عورت اس کو اون میں رکھ کر اپنے پاس رکھے تو استحاضہ رک جاتا ہے اور بہنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔

## ابن المقرض

میم کے ضمہ راء کے کسرہ اور ضاد معجمہ کے ساتھ ہے ایک چوٹا سا سرمئی رنگ کا جانور ہے اس کی پشت لمبی ہوتی ہے اور چار

ٹانگیں ہوتی ہیں یہ چوہے سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے۔ کبوتروں کو مار دیتا ہے اور کپڑے کاٹ دیتا ہے۔ اسی لئے عرب اس کو ابن مقرض کہتے ہیں۔

شرعی حکم: رافعی نے ابن عرس کے ذکر میں اس کے حلال ہونے میں دو وجہیں ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ اصل میں دلق جانور ہے اور مہمات میں لکھا ہے کہ رافعی کا کلام صحیح طور پر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ حلال ہے اور یہی مسئلہ حاوی الصغیر میں مذکور ہے اور اس میں انہوں نے ابن مقرض کو مباح اور ابن عرس کو حرام قرار دیا ہے اور دال مہملہ میں دلق پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

## المقوقس

یہ ایک مشہور پرندہ ہے جس کے گلے میں طوق سا بنا ہوتا ہے اور ان کے سفید رنگ میں کبوتر کی طرح تھوڑی سی سیاہی ہوتی ہے اور یہ مصر کے بادشاہ جرع بن مینا قبلی کا لقب تھا۔ اور یہ ہرقل سے پہلے تھا اور کہا جاتا ہے کہ ہرقل نے جب اس کا اسلام کی طرف میلان دیکھا تو اس کو معزول کر دیا اور اس نے نبی ﷺ کی طرف ایک گھوڑا بطور تحفہ بھیجا جس کا نام بزار تھا اور ایک دلہل نامی خچر اور ایک گدھا اور خصی غلام بھیجا جس کا نام مابور تھا۔

ابن مندہ اور نعیم نے اس کو غلطی سے اصحاب رسول میں ذکر کر دیا تھا حالانکہ وہ مسلمان نہیں ہوا تھا اور عیسائی مرا تھا۔ اور مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر فتح کیا۔ یہ مابور مذکور مار یہ قبلیہ کے چچا کا بیٹا تھا۔ یہ ان کے پاس آیا کرتا تھا تو لوگوں نے کہا ایک کافر ایک کافرانی کے پاس آتا ہے۔ جب نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ اس کو قتل کر ڈالے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو قتل کر دوں یا اس کے بارے میں اپنی رائے سے کام لوں تو آپ نے فرمایا بلکہ تو اس بارے میں اپنی رائے سے کام لے۔ تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خصی غلام نے دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو اس نے اپنا نگیز کھول دیا تو حضرت علی نے دیکھا کہ وہ خصی ہے تو وہ نبی ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ کو ساری بات بتائی تو آپ نے فرمایا بیشک موجود آدمی وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو چیز غائب نہیں دیکھ سکتا۔

مسلم نے باب التوبہ کے آخر میں حدیث افک کے بعد حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی ام ولد کے ساتھ متہم کیا گیا تو آپ ﷺ نے علی سے کہا کہ جا کر اس کو قتل کر دو تو جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک کنویں پر تھا جس پر بیٹھ کر وہ ٹھنڈک حاصل کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا کہ باہر نکل پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ محبوب ہے۔ یعنی اس کا آلہ تناسل ہی نہیں ہے تو حضرت علی نے اس کو چھوڑ دیا پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ تو محبوب ہے۔ طبرانی نے اس قصے کو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کی والدہ مار یہ قبلیہ کے پاس گئے۔ تو وہ ابراہیم سے حاملہ تھیں تو آپ نے اس کے پاس اس کا ایک غلام پایا کہ جو اس کے ساتھ مصر سے آیا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام بہت اچھا ہو گیا وہ مار یہ قبلیہ کے پاس آیا کرتا تھا تو مار یہ قبلیہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس نے اپنے آپ کو محبوب کرنے کو پسند کر لیا اور اپنی ٹانگوں کے درمیان سے آلہ تناسل کو کاٹ دیا۔ یہاں تک کہ اس کی شہوت بالکل ختم ہو گئی تو ایک دن آپ اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس آئے تو اس غلام کو اپنی بیوی مار یہ کے قریب دیکھا تو آپ کے

دل میں کچھ شکوک پیدا ہوا جیسا کہ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے تو آپ واپس لوٹے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ آپ حضرت عمر کو راستے میں ملے تو ام ابراہیم کی وجہ سے جو خیال آپ کے دل میں آیا تھا وہ آپ نے ان کو بتایا تو حضرت عمر نے تلوار لی اور دوڑتے ہوئے مار یہ قبضیہ کے پاس چلے گئے تو اس غلام کو ان کے قریب دیکھا۔ تو وہ اس کی طرف تلوار لے کر جھکے تاکہ اس کو مار ڈالیں جب غلام نے یہ دیکھا تو اس نے اپنا ستر کھول ڈالا۔ جب حضرت عمر نے اس کو دیکھا تو آپ نبی ﷺ کے پاس واپس آگئے اور آپ کو بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے عمر سے کہا اے عمر کیا میں آپ کو نہ بتاؤں کہ جبریل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مار یہ کو اور اس کے غلام کو اس شک سے بری کر دیا ہے جو میرے دل میں پیدا ہوا تھا اور مجھے خوشخبری دی ہے کہ اس کے پیٹ میں میرا ایک بچہ ہے۔ جو میری شکل و صورت کے مشابہ ہوگا اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا نام ابراہیم رکھوں۔ اور جبریل نے میری کنیت ابو ابراہیم رکھی ہے اور اگر میں اپنی معروف کنیت کو بدلنا ناپسند نہ کرتا تو میں اپنی کنیت ابو ابراہیم رکھ لیتا۔ پھر وہ خصی نو جوان غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں فوت ہو گیا تو لوگ اس کے جنازے پر حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

مقوس نے نبی ﷺ کو ایک شیشے کا پیالہ بھی دیا تھا۔ جس میں آپ پانی پیا کرتے تھے۔ اور مصر کے کچھ قباطی کپڑے بھی بھیجے۔ اور ایک مصری منقش چادر بھی بھیجی اور ایک ہزار مثقال سونا اور لبنا مقام کی شہد بھیجی تو آپ ﷺ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور اس کی شہد کے متعلق برکت کی دعا کی۔ یہ ہدیے نبی ﷺ کو ۷ ہجری کو ملے اور بعض نے کہا یہ آپ کو ۸ ہجری کو پہنچے۔ مقوس حضرت عمر بن العاص کی گورنری میں فوت ہوا اور ابو تکسنس کے کنبہ میں اپنی عیسائیت پر دفن ہوا۔

نبی ﷺ کی طرف سے اس کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ قاصد بن کر گئے تھے۔ انہوں نے اس کے ایمان کی گواہی دی ہے۔ حاطب عقل مند اور سمجھدار آدمی تھے وہ دھوکہ نہیں کھاتے تھے۔ ان کے بعض ساتھیوں نے خرید و فروخت کی تو حاطب کی غیر موجودگی کی وجہ سے اس میں انہیں بہت خسارہ ہوا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ایسی بیع تھی جس میں خود حاطب موجود نہیں تھے تو یہ مثال کے طور پر اس خرید پر بولی جانے لگی جس کا بیچنے والا فائدے میں نہ رہے۔ حاطب کہتے ہیں کہ مجھے جب نبی ﷺ نے مقوس کی طرف بھیجا تو میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا تو اس نے مجھے اپنے مکان میں اتارا میں اس کے پاس کئی راتیں ٹھہرا ہا پھر اس نے میری طرف پیغام بھیجا اور اپنے پادریوں کو جمع کر لیا۔ اور مجھ سے کہا کہ میں تجھ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے اس کلام کو سمجھ لو تو میں نے کہا آپ بات کریں تو اس نے کہا کہ مجھے اپنے ساتھی کے متعلق بتاؤ کہ کیا وہ نبی نہیں میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں میں نے کہا بالکل وہ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے کہا کہ کیا وجہ تھی کہ جب ان کی قوم نے ان کو اپنے شہر سے نکال دیا تو انہوں نے ان کے خلاف بددعا نہیں کی تو میں نے کہا تم بتاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اس نے کہا جی ہاں تو میں نے کہا جب ان کو ان کی قوم نے پکڑا اور سولی دینے لگے تو انہوں نے ان کے خلاف یہ بددعا کیوں نہیں کی کہ اللہ ان کو ہلاک کر دے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان دنیا کی طرف اٹھالیا۔ تو مقوس نے کہا آپ نے بہت عمدہ جواب دیا۔ آپ حکیموں میں سے ایک حکیم ہو۔

## المکاء

میم کے ضمہ اور مد و تشدید کے ساتھ ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جو باغوں میں آوازیں نکالتا ہے۔ اس کو مکا اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ بہت زیادہ سیٹیاں بجاتا ہے۔ اس کا وزن فعال کے وزن پر خطاف کی طرح ہے اور آوازیں اکثر فعال تخفیف العین کے وزن پر آتی ہے جیسے بکاء، صراخ، رغاء، نباح، جوار وغیرہ اس کی جمع مکا کی آتی ہے۔ یہ پرندہ سیٹیاں بجاتا اور بہت زیادہ آوازیں نکالتا ہے۔

بغوی نے مکاء کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد سیٹی ہے اور ایک لغت میں یہ ایک پرندے کا نام بھی ہے جو سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور ملک حجاز میں پایا جاتا ہے اور سیٹیاں بجاتا ہے۔

ابن السکیت نے اصلاح المنطق میں کہا ہے مکا الطیر ومکا الرجل یمکو مکو اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے ان سے سیٹی بجائے گویا کہ عربوں نے اس کا نام چیخنے سے مشتق کیا ہے اور اس کی جمع مکا کی آتی ہے اور مکاء سیٹی کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كَانَ صَلَوَتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْأَمْكَاءُ وَتَصْدِيَةٌ. یعنی بیت اللہ کے پاس وہ سیٹیاں اودتالیاں بجاتے ہیں۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں المکاء بالتخفیف سیٹی کو کہتے اور تشدید کے ساتھ ایک پرندے کو کہتے ہیں جو باغوں میں سیٹیاں بجاتا ہے۔ شاعر نے کہا۔

إذا غرد المکاء فی غیر روضة فویل لاهل الشاء والحمراء

”جب مکاء بغیر باغ کے گانے لگے تو بکریوں والوں اور گدھوں والوں کے لئے ہلاکت ہے۔“

بطلیوسی نے شرح میں کہا ہے کہ مکاء باغوں سے محبت رکھتا ہے اور جب باغ کے بغیر گانے لگے تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب قحط سالی ہو اور سبزہ نہ ہو اس وقت بکریاں اور گدھے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ تو اس شخص کے لئے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ جس کا ان کے علاوہ کوئی مال نہ ہو۔ اور شعر میں حمرات حمر (بضم المیم) کی جمع ہے اور حمار کی جمع ہے جیسے کتاب اور کتب اور حمیر کی جمع حمرات ہونا بھی جائز ہے جیسے قضیت اور قضب اور لفظ حمیر جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے جیسے عبید اور کثیب ہے۔ ابن عطیہ نے کہا کہ دیوان کے علاوہ جو امور میری نظر سے گزرے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مکاء اور تصدیہ (یعنی تالیاں اور سیٹیاں) یہ عرب کے اسلام سے پہلے قدیم افعال میں سے تھا۔ جو وہ اسلام سے پہلے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور شریعت سمجھ کر کرتے تھے۔ اور میں نے عرب کے طاقتور لوگوں میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ وہ صفا پہاڑی پر سے سیٹی مارتا تو وہ مقام حراء تک اس کی آواز سنی جاتی۔ اور ان کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے۔

اسی طرح مخرمہ بن قیس بن عبد مناف بیت اللہ کے پاس سیٹی بجاتا تو اسی کی آواز حرات تک سنائی دیتی۔ اور یہ عام الفیل میں نبی ﷺ کی پیدائش سے پہلے تھا۔ قریش بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے۔

قرظونہ نے کہا کہ مکاء دیہاتی پرندوں میں سے ہے۔ یہ اپنا آشیانہ بڑے عجیب طریقے سے بناتا ہے اس کے درمیان اور

سانپ کے درمیان دشمنی ہوتی ہے۔ سانپ اس کے بچے اور انڈے کھا جاتا ہے۔  
ہشام بن سالم نے بیان کیا ہے کہ ایک سانپ مکاء کے انڈے کھا گیا تو مکاء اس کے سر پر پھڑ پھڑانے لگی اور جب سانپ  
منہ کھولتا تو وہ اس کے منہ پر چونچ مارتی پھر اس نے سانپ کے گلے کو پکڑ لیا تو وہ مر گیا۔

## المکلفۃ

یہ ایک پرندہ ہے۔ جا حظ نے کہا جب عقاب بدخلق ہو اور تین انڈے دے تو ان میں سے بچے نکال کر ایک کو اس پرندے  
کے سامنے پھینک دیتا ہے۔ تو یہ پرندہ اس کو لے کر اس کے ساتھ تکلف کرتا ہے اس لئے اس کو مکلفہ کہتے ہیں۔ اور اس کو کاسر  
العظام بھی کہتے ہیں۔ تو وہ اس کی تربیت کرتا ہے۔ (کما تقدم)

اور ماہرین حیوانات نے اس بات میں اختلاف کیا کہ عقاب اس طرح کیوں کرتا ہے۔ بعض نے کہا وہ اس لئے ایسا کرتا ہے  
کہ وہ صرف دو انڈے ہی سی سکتا ہے۔ بعض نے کہا وہ سیتا تینوں کو ہے اور تیسرے بچے کو پھینک دیتا ہے کیونکہ وہ اس کی خوراک  
مہیا نہیں کر سکتا۔

بعض نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جب شکار کرنے سے وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ تو ایسا کرتا ہے جیسے نفاس والی عورت  
نفاس سے کمزور ہو جاتی ہیں۔ بعض نے کہا یہ اس لئے ہے کہ وہ بدخلق ہوتا ہے۔ (کما تقدم)

اور بچوں کی تربیت صبر سے ہی کی جاسکتی ہے بعض نے کہا وہ ایسا اس لئے کرتا ہے کہ وہ لالچی ہوتا ہے۔ اور جب بچوں کی ماں  
اپنی جان پر اپنی اولاد کو ترجیح نہیں دیتی تو اس کے بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ نیز کہا کہ جس بچے کو عقاب تینوں میں سے پھینکتا ہے  
اس کو مکلفہ پرندہ سیتا ہے اس کو کاسر العظام بھی کہتے ہیں وہ پرندہ اس کی تربیت کرتا ہے۔ کما تقدم واللہ اعلم

## الملکۃ

السمکۃ کی طرح ہے۔ یہ ایک سانپ ہے جس کی لمبائی ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہے۔ اس کے سر پر سفید تاج کی طرح  
دھاریاں ہوتی ہیں۔ جب یہ زمین کے ساتھ چلے تو جن چیزوں سے یہ گزرتا ہے ان کو جلا ڈالتا ہے۔ اس کے اوپر سے اگر کوئی  
پرندہ گزرے تو وہ پرندہ بھی نیچے گر پڑتا ہے۔ اور جب یہ چلتا ہو اسے آئے تو اس کے سامنے سے سارے جانور بھاگ جاتے  
ہیں۔ اور درندوں میں جو بھی اس سانپ کو کھا جائے۔ تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔  
اور یہ لوگوں کے سامنے بہت کم آتا ہے۔

اور اس کے عجیب و غریب خواص میں سے یہ ہے کہ جو شخص اس کو مار ڈالے وہ فوراً سونگھنے کی حس سے محروم ہو جاتا ہے اور کبھی  
سونگھ نہیں سکتا۔

## المنارہ

یہ ایک مچھلی ہے جو سمندر سے منارے کی شکل میں نکلتی ہے پھر اپنے آپ کو کشتی میں ڈال کر اس کو توڑ ڈالتی ہے اور اس کے



سوار غرق ہو جاتے ہیں۔

جب لوگ اس کو محسوس کرتے ہیں تو زسنگھا اور تانبے کے برتن بجانے لگتے ہیں تاکہ وہ دور چلی جائے اور یہ سمندر میں بہت بڑی آزمائش ہے۔ یہ بات ابو حامد اندلسی نے کہا ہے۔

## المنخقة

یہ وہ چوپایہ ہے جس کے گلے کو گھونٹ کر کھایا جاتا ہے۔ اور عرب یہ کام اس لئے کرتے تھے کہ وہ خون پر بڑے حریص تھے اور عرب خون کو کھا جاتے تھے۔ اور اس کو فصد کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ گوشت جما ہوا خون ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے منخقة حرام قرار دے دی کیونکہ اس میں خون نجس ہو جاتا ہے۔ رافعی کہتے ہیں کہ منخقة میں سے جنین کو مستثنیٰ کیا جائے گا کیونکہ وہ سانس کے ختم ہونے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ اور وہ حلال ہے۔

فرع: اگر کوئی چوپایہ ذبح کیا جائے اور اس کی رگیں کاٹ دی جائیں پھر اس کا گلا گھونٹ کر خون بند کر دیا جائے یہاں تک کہ سانس کے ختم ہونے سے وہ مر جائے تو اس کے حلال ہونے کا احتمال ہے۔ کیونکہ اس کی رگیں تو کاٹ دی گئیں ہیں اور شرعی تزکیہ حاصل ہو گیا ہے اور خون کے بند ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا جس طرح شکاری جانوروں کے شکار میں یہ بات موثر نہیں ہوتی جب شکار کسی بھاری چیز سے مر جائے تو اس کو نہ تو ذبح کیا جاسکے اور نہ ہی اس کو تیر مارا ہو تو وہ حلال ہوگا اگرچہ خون بند ہو جائے۔ اور اس میں تحریم کا بھی احتمال ہے۔ اور یہی جواب ہمارے شیخ اسنوئی نے بھی دیا ہے کیونکہ ذکوۃ میں حکمت خون کا نکلنا ہے اور وہ چیز یہاں نہیں ہے تو یہ منخقة کے مشابہ ہوگا۔ اور اس کو اس جانور پر قیاس کیا جائے گا جس کا پہلے گلا دبایا گیا پھر جلدی سے اس کی رگیں کاٹ لی گئیں اور اس میں اس وقت زندگی موجود تھی پھر وہ سانس کے ختم ہونے سے مر گیا۔ اور اس میں اور جوارح کے شکار میں یہ فرق ہے کہ وہاں ذبح کی طاقت نہیں ہوتی تو اس کی حکمت منفی ہوگئی اور یہاں قدرت موجود ہے اس لئے دونوں باب مختلف ہو گئے۔ اور اس لئے بھی کہ اگر ہم اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دے دیں تو حق کے حرام ہونے کا کوئی مقصد نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس طریقے سے حق کا پایا جانا ممکن ہے۔ واللہ اعلم

## المنشار

یہ ایک مچھلی ہے جو بحر افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ جو بڑے پہاڑ کی طرح ہوتی ہے اس کے سر سے لے کر دم تک آنسو کی طرح سیاہ ہڈیوں کے بنے ہوئے آرے کی طرح دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ایک دندانہ ان میں سے دو ذراع جتنا لمبا ہوتا ہے۔ اس کے سر کے پاس دو لمبی لمبی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ ہر ہڈی کی مقدار دس ذراع ہے۔ اپنی دونوں ہڈیوں کو سمندر میں دائیں بائیں مارتی ہے تو اس کی بڑی خوفناک آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کے ناک اور منہ سے پانی نکلتا ہے۔ پھر آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے پھر کشتیوں پر بوچھاڑ کی طرح گرتا ہے۔ جب کسی کشتی کے نیچے داخل ہو جاتی ہے تو اس کو توڑ دیتی ہے۔ جب کشتیوں والے اس کو دیکھتے ہیں تو اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کرنے لگتے ہیں کہ اللہ اس کو ان سے دور کر دے عجائب المخلوقات میں اسی طرح لکھا ہے۔ یہ مچھلی کے عموم میں داخل ہے۔ واللہ اعلم

## الموقوذة

زجاج نے کہا یہ وہ جانور ہے جس کو لاشی سے مار کر قتل کر دیا جاتا ہے اور وقتہ نقد کا معنی ہے کسی کو لاشی مار کر زخمی کر دینا۔  
فرزدق جریر کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کم عمة لك يا جرير وخالة فدعاء قد حلبت علي عشاري  
”اے جریر تیری اتنی پھوپھیاں اور خالائیں ہیں جن کے قدم سو جے ہوئے ہیں جو دسویں ماہ کی حاملہ ہیں۔“

سعارة نقد الفصيل برجلها فطارة لـقوام الابكار  
”وہ دیوانی ہیں جو اپنے بچے کو دودھ نکالتے وقت لائیں مارتی ہیں جن کا دودھ صبح صبح آنے والوں کے لئے انگلیوں سے نکالا جاتا ہے۔“

اور موقوذہ کے معنی میں وہ بھی ہے جس کو ایسا تیر پھینکا جائے جس کا پھالانہ ہو یا اس پرندے کو پتھر مارا جائے تو وہ مرجائے۔  
ابن عمر سے اس پرندے کے بارے میں پوچھا گیا جس کو بندوق سے مارا گیا ہو تو انہوں نے کہا وہ موقوذہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ پرندے کو بندوق سے نہیں مارنا چاہیے کیونکہ عام طور پر اس سے پرندہ مرجاتا ہے۔ اسی طرح طومار اور پتھر سے بھی نہیں مارنا چاہیے۔ کیونکہ یہ حیوانات کو تلف کرنے کے باب میں سے ہے۔

## الموق

پروں والی چیونٹی کو کہتے ہیں اس کا ذکر عنقریب باب النون نمل میں آئے گا۔

## المول

مکڑی کو کہتے ہیں اس کی واحد مولہ ہے۔ عربوں نے شعر پڑھا ہے۔

حاملة ذلول لا محموله ملای من الماء كعين المولہ  
”وہ فرمانبردار اور اٹھانے والی ہے اور لادی ہوئی نہیں ہے پانی سے بھری ہوئی ہے جیسے مکڑی کی آنکھ ہوتی ہے۔“

## المها

فتح کے ساتھ ہے۔ یہ مہاء کی جمع ہے جنگلی گائے کو کہتے ہیں اس کی جمع مہوات ہے۔ بعض نے کہا کہ مہا وحشی گائے کی ایک قسم ہے جب یہ مذکر مہا سے حاملہ ہوتی ہے تو بھاگ جاتی ہے۔ اور مذکر فرط شہوت کی وجہ سے دوسرے مذکر پر سوار ہو جاتا ہے اور یہ گھریلو بکریوں کے زیادہ مشابہہ ہوتی ہے۔ اس کے سینگ بہت سخت ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ عورت کے موٹاپے اور اس کی خوبصورتی کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ شاعر نے کہا

خليلي ان قالت بثينة ماله انا بلا وعد فقولا لها  
”میرے دوستو اگر بثینہ کہے کہ یہ ہمارے پاس بغیر وعدے کے آ گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس سے کہو وہ بھول گیا

تھا۔“

سها وهو مشغول لعظم الذی به ومن بات طول الليل يرعى السها سها  
 ”وہ غافل رہا کیونکہ وہ اس کی بڑائی سے مشغول رہا اور جو شخص ساری رات سہا ستارے کو دیکھتا رہے وہ غافل ہو ہی  
 جاتا ہے۔“

بشينة تزرى بالغزالة فى الضحى اذا برزت لم تبق يوما بها بها  
 ”اے بیشینہ تو ہرنی کو بھی چاشت کے وقت عیب دار کر دیتی ہے جب وہ سامنے آئے تو اس کے لئے ایک دن کی رونق  
 بھی باقی نہیں رہتی۔“

لها مقله نجلاء كحلاء خلقة كان ابها الطبی او امها مها  
 ”اس کی عمدہ سر میلی پرانی آنکھ ہے گویا کہ اس کا باپ ہرن ہے اور ماں وحشی گائے ہے۔“  
 دهنی بود قاتل وهو متلفی وکم قتل بالود من ودها دها  
 ”مجھے اس نے قاتل دوستی کے ساتھ فریب دیا وہ مجھے تباہ کرنے والی ہے اس نے دوستی کے ساتھ کتنے ہی لوگ مار  
 ڈالے جس نے بھی اس سے دوستی لگائی فریب کھا گیا۔“

فائدہ: طبرانی نے معجم الکبیر میں ایسی سند کے ساتھ جس کے سارے راوی ثقہ ہیں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حجر اسود  
 آسمان سے اترتا تو اس کو جبل ابی قیس پر رکھا گیا۔ گویا کہ وہ سفید رنگ کی ایک جنگلی گائے ہے۔ تو وہ وہاں پر چالیس سال تک پڑا  
 رہا۔ پھر اس کو ابراہیم کی دیواروں میں رکھا گیا۔

طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ہے اور  
 زمین میں اس کے علاوہ جنت کی کوئی چیز نہیں۔ یہ جنگلی گائے کی طرح سفید تھا۔ اگر اس کو جاہلیت کی گندگی نہ پہنچتی تو جو بھی بیمار اس  
 کو چھو تا تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔

اس حدیث کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جس میں کلام کیا گیا ہے اور ہشام بن عروہ بن زبیر نے اپنے باپ سے روایت کیا  
 ہے کہ ایک دفعہ عمر بن الخطابؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ تو اچانک ایک آدمی ان کو ملا جس کی گردن پر مہا کی طرح  
 خوبصورت کوئی عورت تھی اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

عدت لهدی جملا ذلولا موطا اتبع السهولا

”میں اس کے لئے فرمانبردار اونٹ بن گیا ہے میں نرم میدانوں میں جاتا ہوں۔“

اعد لها بالسكف ان تمیلا احذر ان تسقط او تزولا

”میں نے اس کے لئے اپنی ہتھیلی کو تیار کر رکھا کہ کہیں وہ ماٹل نہ ہو جائے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ کہیں گر نہ جائے اور اہل

نہ جائے۔“

ارجو بذاك نائلا جزیلا

”اور مجھے امید ہے کہ مجھے اس کی بنا پر اچھا اجر ملے گا۔“

تو عمرؓ نے اس سے پوچھا یہ کون ہے جس کے لئے تو نے اپنا حج بخش دیا ہے تو اس نے کہا یہ میری بیوی ہے جو بیوقوف ہے وہ مغلوب ہے اور اتنا کھاتی ہے کہ کچا پکا سب کھا جاتی ہے۔ تو عمرؓ نے اس سے کہا تو اس کو طلاق کیوں نہیں دیتا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین یہ بڑی خوبصورت ہے جس کو الگ نہیں کیا جاسکتا اور بچوں کی ماں ہے جس کی وجہ سے اس کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ تو عمرؓ نے فرمایا تو تم اس کو سنبھال رکھو۔

امام ابن جوزی نے اپنی کتاب الاذکیاء میں کہا ہے کہ ایک آدمی بغداد کے پل پر بیٹھا تھا۔ تو ایک عورت رصافہ کی طرف سے غربی جانب آئی تو اسے ایک نوجوان آدمی ملا تو اس آدمی نے اس عورت سے کہا کہ اللہ علی بن الجہم پر رحم فرمائے تو اس عورت نے کہا اللہ ابو العلاء معری پر رحم کرے پھر ایک مشرق کو چلا گیا اور دوسرا مغرب کو اور ٹھہرے نہیں۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے چل دیا تو میں نے اس عورت سے کہا اگر تو نے مجھے وہ بات نہ بتائی جو تم دونوں نے کہی ہے تو میں تم کو رسوا کر دوں گا تو اس نے کہا کہ اس کی علی بن جہم سے مراد یہ شعر تھا۔

عیون المہابین الرصافة والجسر جلیب الہوی من حیث ادری ولا ادری

”جنگلی گائے کی آنکھیں رصافہ اور پل کے درمیان محبت کو دانستے یا نادانستہ طور پر کھینچ کر لائی ہیں۔“

اور میں نے العلاء معری سے یہ شعر مراد لیا تھا۔

فیادارہا بالحزن ان مزارہا قریب ولكن دون ذلك احوال

”اس کا گھر کتنے ہی غم سے لبریز ہے اور بے شک اس کا مزار قریب ہے لیکن اس سے پہلے خوفناک حالات ہیں۔“

تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور واپس آ گیا۔

اس کا حکم اور مثالیں باب الباء لفظ البقر الوحشی میں گزر چکی ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: اس کا گودا قونج والا آدمی کھالے تو اس کو بہت نفع ہوگا۔ اگر جنگلی گائے کے سینگ کا کچھ حصہ یا ایک شاخ آدمی اپنے پاس رکھے تو تمام درندے اس سے بھاگ جائیں گے۔ جب اس کے سینگ کی یا چمڑے کی گھر میں دھونی دی جائے تو وہاں سے سانپ بھاگ جاتے ہیں۔ اور اس کے سینگ کی راکھ کھائے ہوئے دانت پر چھڑکی جائے تو اس کا درد رک جاتا ہے۔ اس کے بالوں کی گھر میں دھونی دینے سے چوہے اور گبریے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کے سینگ جلا کر چوتھے کے بخار والے آدمی کے کھانے میں ڈالا جائے تو اس کا بخار اتر جائے گا۔

اگر کسی شربت میں ملا کر پیا جائے تو قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں اور آلہ تناسل میں تناؤ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور نکسیر والے کی ناک میں ڈالنے سے اس کا خون رک جاتا ہے۔

اس کے دونوں سینگ جلا کر راکھ بنا کر سر کہ ملا کر برص کی جگہوں میں سورج کی طرف منہ کر لے طلاء کیا جائے تو اس سے باذن اللہ وہ داغ ہٹ جائیں گے اگر ایک مثقال اس راکھ کی سفوف اپنے پاس رکھ کر کسی سے جھگڑا کرے تو اس پر غالب آ جائے گا۔

تعبیر الروایا: خواب میں وحشی گائے رئیس اور عبادت گزار اور زاہد آدمی ہے۔ اور جس نے وحشی گائے کی آنکھ دیکھی اس کو

ریاست حاصل ہوگی یا ایسی عورت حاصل ہوگی جو موٹی اور خوبصورت اور کم عمر ہوگی۔

اور جس نے دیکھا کہ اس کا سر وحشی گائے کے سر کی طرح ہو گیا ہے وہ ریاست اور غنیمت حاصل کرے گا اور مقروض لوگوں پر والی بنے گا۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ جنگلی گائے بن گیا ہے تو وہ جماعت سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور بدعتوں میں داخل ہو جائے گا۔

## المہر

گھوڑی کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع امہار اور مہار اور مہارۃ ہے اور مونث مہرۃ ہے۔ اس کی جمع مہر اور مہرات ہے۔

ربیع بن زیاد سدی کہتے ہیں۔

ومجنبات ما یذقن عدوفا یقذفن بالمہرات والامہار  
”بہت سی ایسی گھوڑیاں دور رہنے والی ہیں جو بے رغبتی کرتے ہوئے کچھ نہیں چکھتی اور وہ بچوں اور بچیوں کو پھینک دیتی ہیں۔“

بہار دیلمی نے گھوڑی کے بچے کے وصف میں کیا عمدہ کیا ہے۔

قال لی العاذل تسلو قلت مہ ان اسباب ہوا مہام حکمہ  
”مجھے ملامت کرنے کہا کیا تو تسلی حاصل کرے گا۔ میں نے کہا اس کو چھوڑ بے شک اس کی محبت کے اسباب مضبوط ہیں۔“

مہرۃ تسمع فی السرج لہا تحت من یعلوم علیہا حممہ  
”وہ ایسی گھوڑی ہے کہ جب اس پر کوئی سوار ہو تو اس کے نیچے زین سے حممہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔“

بعض حکماء سے کہا گیا کہ کون سا مال اچھا ہے تو اس نے کہا کہ وہ گھوڑی جس کے پیچھے بھی گھوڑی ہو اور پیٹ میں گھوڑی ہو۔ جو ہری کہتے ہیں کہ بہتر مال وہ گھوڑی ہے جو مامور ہو اور کھجور کا لمبا درخت جو پیوند کیا گیا ہو۔ یعنی بہت اولاد اور نسل والا۔

یعنی بہتر مال وہ ہے جو نسل اور کھیتی کے لحاظ سے عمدہ ہو۔ اور اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہری نے اس کو ایک جگہ حدیث بنا دیا ہے اور ایک جگہ لوگوں کا کلام بنا دیا ہے۔ شیخ شرف الدین دمیاطی نے کتاب الخیل میں باب اول کے آخر میں کہا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ جو ہری کی بڑی عجیب بات ہے۔ باوجود وسیع حافظے کے اور گہرے علم کے اس نے کیسی عجیب بات کی۔ حالانکہ یہ حدیث ہے جس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

اشارہ: ابو عبد اللہ محمد بن حسان بصری صاحب کرامات اولیاء میں تھے اور حال والے اولیاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ جنگ کے لئے نکلے تو وہ زمین کے چٹیل میدان میں تھے کہ جس گھوڑی پر سوار تھی وہ مر گئی تو انہوں نے یہ دعا کی یا اللہ یہ گھوڑی ہمیں ادھار دے دے تو وہ گھوڑی اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی پھر جب بسر پہنچے تو انہوں نے اس سے کاٹھی اتاری تو وہ گر کر مر گئی۔

جب رمضان کا مہینہ آتا تو اپنی بیوی سے کہتے مجھ پر دروازہ بند کر دے اور ہر رات مجھ پر روشن دان سے ایک روٹی پھینک

دینا۔ جب عید کا دن ہوتا تو اس کا دروازہ کھولتی اور جب اس میں داخل ہوتی تو تمیں روٹیاں گھر کے کونے میں اس کو ملتیں یعنی وہ پورے رمضان میں نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا تھا۔

ابن سمعانی کے انساب میں ہے۔ یہ بصری کی طرف منسوب ہے جو شام کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ پھر ص کو سین سے سولق اور صولق اور سراط اور صراط پر قیاس کرتے ہوئے بدل دیا۔

ابن اثیر نے کہا یہ سب نقلاً اور نحواً خطا ہے۔ نقل میں یہ خطا ہے کہ یہ بسر کی طرف منسوب ہے جو مشہور بستی ہے۔ اور نحو میں اس طرح ہے کہ ص کبھی بھی سین سے مطلقاً نہیں بدلتا۔ یہ تو معلوم حروف کے ساتھ جب ہوتب یہ تبدیلی ہوتی ہے اور اس بات کو حافظ ابوالقاسم بن عطاء دمشقی نے تاریخ دمشق میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بسر قریہ کے رہنے والے تھے اور یہی بات درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو حروف کہ ان کے ساتھ سین صاد سے بدل جاتا ہے وہ یہ ہیں حاء طاء عین قاف۔ تو شرط یہ ہے کہ سین ان حروف سے پہلے ہو اور ان حروف میں سے ایک حرف بعد میں ہو۔ واللہ اعلم

## ملاعب ظلہ

قرلی کو کہتے ہیں جس کا ذکر باب القاف میں پہلے گزر چکا ہے۔ اس کو حافظ ظلہ بھی کہتے ہیں۔

وریطۃ فیان کخاطف ظلہ جعلت لہم منها خباء ممددا

”بچوں کی چادر سے میں نے ان کے لئے حافظ الظلہ کی طرح لمبا خیمہ بنایا۔“

جوہری نے اسی طرح کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن سلمہ نے کہا کہ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جس کو فراف کہتے ہیں۔ جب اپنا سایہ پانی میں دیکھتا ہے تو اس کو اچکنے کے لئے دوڑا آتا ہے۔

## ابو مزینہ

سمندر کی ایک مچھلی ہے جس کی شکل آدمی کی طرح ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اسکندر یہ برلس اور رشید میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ انسانی شکلوں میں ہوتے ہیں اور ان کے چمڑے چمٹنے والے اور ہم شکل ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں تو روتے ہوئے چیختے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب یہ سمندر سے خشکی کی طرف چل کر جاتے ہیں۔ تو شکاریوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں تو یہ رونے لگتے ہیں تو وہ ان پر رحم کر کے ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ قزوینی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

## ابنة المطر

مرصع میں لکھا ہے کہ یہ سرخ رنگ کا چوپایہ ہے جو بارش کے بعد سامنے آتا ہے۔ جب مٹی خشک ہو جاتی ہے تو یہ مر جاتا ہے۔

## ابو الملیح

شکرے کو کہتے ہیں۔ اس کا حکم باب الصاد میں گزر چکا ہے۔

## ابن ماء

مرصع میں لکھا ہے کہ یہ پانی کے پرندوں کی ایک قسم ہے۔ اس کی جمع بنات ماء کے وزن پر آتی ہے۔ جب اس کو معرفہ بنائیں تو ابن الماء کہیں گے۔ بخلاف ابن عرس اور ابن اوی کے۔ کیونکہ یہ پانی کے پرندوں میں کسی خاص پرندے کو نہیں کہتے ہیں بلکہ پانی پر وارد ہونے والے ہر پرندے کو ابن الماء کہتے ہیں۔ اور یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی ایک مخصوص جنس ہے۔

## باب النون

## النا ب

اونٹنیوں میں سے مسنہ کو ناب کہتے ہیں۔ اس کی جمع النیب ہے۔ مثال مشہور ہے۔ لَا أَفْعَلُ ذَالِكَ مَا حَنَّتِ النَّيْبُ میں اس وقت ایسا نہیں کروں گا جب تک اونٹنی آواز نہ نکالے۔ اس کو ناب اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی کچلیاں لمبی ہوتی ہیں۔ اور اونٹ کو ناب نہیں کہتے اور انسانوں میں سے ناب سردار کو کہتے ہیں۔ یہ بات جو ہری نے کہی ہے۔

## الناس

انسان کی جمع ہے۔ جو ہری نے کہا الناس انسانوں اور جنوں دونوں میں سے ہوتے ہیں۔ بہت سے مفسرین نے اللہ کے اس فرمان لَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ میں کہا ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش مسج الدجال کی پیدائش سے زیادہ عجیب ہے اور قرآن میں اس جگہ کے علاوہ مسج الدجال کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں۔ بعض نے کہا یہاں بھی اس کا ذکر ہے يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ. لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مشہور یوں ہے کہ اس سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔

فرع: کسی آدمی نے قسم کھائی کہ لوگوں سے کلام نہیں کرے گا تو اگر کسی ایک سے بھی کلام کی تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ جس طرح ایک آدمی یہ کہے کہ میں روٹی نہیں کھاؤں گا تو اس نے روٹی کچھ بھی کھائی تو حانث ہو جائے گا۔ اگر اس نے قسم کھائی کہ چند لوگوں سے کلام نہیں کرے گا تو اس کو تین پر محمول کیا جائے گا۔ اس طرح شیخین نے ابن الصباغ وغیرہ کے ساتھ مل کر تصریح کی ہے۔

ماوردی اور رویانی نے کہا کہ جب چند چیزوں پر قسم کھائے نفی میں یا اثبات میں جیسے عورتوں اور مسکینوں کے متعلق تو اگر اس کی قسم اثبات میں ہوئی کہ میں لوگوں سے کلام کروں یا میں مساکین پر صدقہ کروں گا۔ تو اس کی قسم تبھی پوری ہو سکتی ہے کہ وہ کم از کم تین کی جمع کا اعتبار کرتے ہوئے تین کو مکمل کرے۔ اور اگر اس نے نفی میں قسم کھائی تو ایک آدمی کے ساتھ بھی کلام کرنے سے وہ حانث ہو جائے گا۔ کم از کم عدد کا اعتبار کرتے ہوئے۔ اور فرق یہ ہے کہ جمع کی نفی ممکن ہے اور اثبات کرنا مشکل ہے۔ تو اس لئے کم از کم جمع کا اثبات میں اعتبار کیا گیا اور کم از کم عدد کا نفی میں۔

## الناضح

اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر پانی کھینچا جائے۔ اس کو ناضح اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ پانی کھینچتا ہے۔ اس کی مونٹ ناضح ہے اور جمع نواضح ہے۔ مسلم میں ابو ہریرہ سے یا ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ اعمش کو شک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غزوة تبوک کے دن لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو ہم پانی کھینچنے والے اونٹ ذبح کر کے کھائیں اور ہم ان کی چربی استعمال کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کر لو۔ تو عمر نے فرمایا اگر آپ ﷺ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ ان کے بچے ہوئے سفر خرچ کو اکٹھا کریں پھر ان کے لئے برکت کی دعا کریں۔ شاید اس میں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے غناء پیدا کر دے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے ایک چٹائی منگوا کر بچھادی پھر ان کے بچے کھچے تو شے منگوائے۔ کوئی آدمی ایک چلو پھر مکئی لا رہا تھا اور کوئی ایک ہتھیلی بھر کھجوریں لا رہا تھا۔ اور کوئی ایک روٹی کا ٹکڑا لا رہا تھا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی چیزیں اکٹھی ہو۔ گئیں تو نبی ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا کی اور فرمایا اپنے برتنوں میں اس کو لے لو یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہیں تھا جو خالی رہا ہو۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر کچھ بچ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ . جو بندہ بھی اللہ سے یہ کلمہ بغیر شک کے پڑھ کر ملے تو جنت اس سے پردہ میں نہیں کی جائے گی۔

حافظ ابو نعیم نے غیلان بن سلمہ ثقفی کے طریق سے کہا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں نکلے۔ تو ہم نے آپ کی ایک عجیب بات دیکھی کہ ایک آدمی آیا کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا ایک باغ تھا جس میں میری اور میرے اہل و عیال کی گزران تھی۔ اور میرے پانی کھینچنے والے اونٹ وہاں ہیں۔ اب میری بات نہیں مانتے۔ اور مجھے میرے باغ سے اور جو کچھ اس میں سے اس سے بھی روک دیا ہے۔ اور میں ان کے قریب بھی نہیں جاسکتا۔ تو نبی ﷺ اور صحابہ اٹھے اور باغ میں آئے اور اس باغ کے مالک سے کہا دروازہ کھول دو۔ اس نے کہا ان کا معاملہ بڑا عظیم ہے۔ تو آپ نے فرمایا دروازہ کھول۔ جب اس نے دروازہ کو ہلایا تو وہ دونوں آ گئے۔ اور آوازیں نکال رہے تھے جب دروازہ کھلا اور انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو بیٹھ گئے اور سجدے میں پڑ گئے۔ تو نبی ﷺ نے ان کے سروں کو پکڑا اور ان کو ان کے مالک کے حوالے کر دیا۔ اور کہا ان کو استعمال کر اور ان کو اچھا چارہ دے۔ تو لوگوں نے کہا آپ ﷺ کو چوپائے بھی سجدہ کرتے ہیں؟ تو کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ صرف اس ذات کے لئے ہے جو زندہ ہے اور مرتا نہیں۔ اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کے سامنے سجدہ کرے۔

حافظ ابو نعیم اصہبانی اور ابو بکر بیہقی نے یعلیٰ بن مرہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم دفعتاً ایک پانی کھینچنے والے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کے ذریعے پانی ڈھویا جا رہا تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو اس نے آواز نکالی اور اپنی نیکی اور سینہ نیچے رکھ دیا نبی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ مجھے بچ دے۔ اس نے کہا میں آپ کو بخش دیتا ہوں۔ لیکن یہ ان گھروالوں کا ہے جن کی اس کے علاوہ کوئی گزران نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے شکایت کی



ہے کہ مجھ سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور چارہ تھوڑا ڈالا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اسی طرح حاکم نے مستدرک میں یعلیٰ کے طریق سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے مگر شیخین نے اسے بیان نہیں کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آیا اور اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ اور ایک میں ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے سامنے سجدہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بیس سال۔ یہاں تک کہ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور کام بڑھا دیا اور اب ان کو اس کی ضرورت پڑی ہے تو انہوں نے اس کو کل ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور یعلیٰ میں ہے کہ یہ اونٹ آپ کو مکہ کے راستے میں ملا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے مالکوں سے کہا اس کو ذبح نہ کرو اور اس کا چارہ اچھا کرو یہاں تک کہ یہ خود مر جائے۔

### الناقة

اونٹوں میں سے مونث کو کہتے ہیں جو ہری نے کہا الناقہ اصل میں فَعْلَة کے وزن پر تخریک ہے کیونکہ اس کی جمع نُوق آتی ہے جیسے بَدَنَة کی جمع بُدُن یا خَشَبَة کی جمع خُشْب آتی ہے۔ اور فَعْلَة بالتسکین کی جمع اس وزن پر نہیں آتی۔ کبھی کبھی اس کی جمع قلت انوق کے وزن پر آتی ہے۔ پھر ضمہ واؤ پر ثقیل ہونے کی وجہ سے اس کو ماقبل سے پہلے کر دیا۔ تو کہنے لگے اونق۔ اس کو یعقوب نے بعض بنو طے سے بیان کیا ہے پھر انہوں نے واؤ کو یا سے بدل دیا تو ایتق ہو گیا۔ پھر اس کی جمع ایانق کر دی اور کبھی کبھی ناقہ کی جمع یناق بھی آتی ہے جیسے ثمرۃ کی جمع ثمار کرتی ہے۔ واؤ یا بن گئی کیونکہ ماقبل میں کسرہ تھا۔ اور ابو زید نے فلاح بن حزن کا شعر پڑھا۔

ابعد کن اللہ من نفاق ان لم تنجین من الوثاق  
 ”اے اونٹنیو! اگر تم باندھے جانے سے چھٹکارہ نہ پاؤ تو اللہ تم کو دور کرے۔“

کہا جاتا ہے بعیر منوق یعنی فرمانبردار اور سدھایا ہوا اونٹ۔ اور کہا جاتا ہے ناقہ منوقہ یعنی فرمانبردار اور سدھائی ہوئی اونٹنی۔ ناقہ کی کنیت ام بو اور ام حائل، ام حوار، ام سقب اور ام مسعود ہے۔ اور اس کو بنت الفحل اور بنت الفلاة اور بنت النجائب بھی کہتے ہیں۔

امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی نے اونٹنی کو لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا مالک کون ہے تو اس نے کہا میں خود ہوں آپ نے فرمایا اس کو دور کر دے۔ کیونکہ تیری دعا اس کے خلاف قبول ہو گئی ہے۔

مسلم ابو داؤد نسائی نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے تو انصار کی ایک عورت ایک اونٹنی پر تھی تو اس نے اس کو لعنت کی۔ تو نبی ﷺ نے اس بات کو سن لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اوپر جو کچھ ہے اس کو لے لو اور اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ ملعونہ ہو گئی۔ تو عمران کہتے ہیں کہ گویا میں اس اونٹنی کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ وہ مٹیا لے رنگ کی ہے

اور لوگوں کے درمیان چل رہی ہے۔ اور اس کو کوئی بھی نہیں چھیڑتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہیں رہ سکتی جس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ابن حبان نے کہا نبی ﷺ نے اس کو چھوڑ دینے کا اس لئے حکم دیا تھا۔ کیونکہ اس کے بارے میں اس عورت کی بددعا کا سچا ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ تو جب لعنت کرنے والی کی دعا کے قبول ہونے کا علم ہو گیا تو آپ نے اس کے آزاد کر دینے کا حکم دے دیا۔ اب چونکہ وحی منقطع ہو گئی ہے اور ایسی بات نہیں معلوم ہو سکتی اس لئے ایسا کوئی حکم کسی کے لئے کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض نے کہا آپ نے اس کو ڈانٹ کے طور پر ایسا کہا ہے۔ اور لعنت کی ممانعت پہلے گزر چکی ہے اور اس کے غیر کو لعنت سے منع بھی کیا تھا اس لئے اس کو اونٹنی چھوڑنے کی سزا دی گئی۔ اور مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس اونٹنی کو راستے میں ساتھ رکھنے سے منع فرما دیا۔ اس کا بیچنا ذبح کرنا اور اس راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستے پر سوار ہو کر جانا اور دیگر تصرفات جو اس نہی سے پہلے جائز تھے اب بھی جائز ہیں کیوں نہیں میں صرف مصاحبت شامل ہے۔ باقی امور جائز ہی رہیں گے۔

ورقہاء مد کے ساتھ اس کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہی ملی ہو۔ اور اس کا مذکر اورق ہے۔ لعنت کی ممانعت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ایک وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ابو درداء سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرنے والے نہ قیامت کے دن سفارشی ہوں گے اور نہ گواہ ہوں گے۔ اس میں یہ روایت بھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا صدیق کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ لعنت کرے۔

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مومن لعن طعن کرنے والا اور بیہودہ گو نہیں ہوتا۔ ابو داؤد میں ابو درداء سے روایت ہے کہ آدمی جب کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو وہ زمین پر اتر آتی ہے پھر زمین کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں نکلتی ہے۔ لیکن اس کو کہیں بھی جانے کی گنجائش نہیں ملتی۔ پھر جس آدمی کو لعنت کی گئی ہوتی ہے اس کی طرف جاتی ہے اگر وہ اس کا اہل ہو تو۔ اور اگر اس کا اہل نہیں تو کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہے کہ عبد اللہ ابی الہذیل جب کسی بکری کو لعنت کی گئی ہوتی اس کا دودھ نہ پیتے اور جب مرغی کو لعنت کی گئی ہوتی تو اس کا انڈہ نہ کھاتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ناقة اللہ۔ یہ مخلوق کی خالق کی طرف اضافت عزت کے طور پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صالح علیہ السلام نے اپنی طرف سے ان کو اونٹنی دی تھی۔ اور جمہور نے کہا کہ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اللہ سے دعا کرے کہ ان کو ایک اونٹنی پتھر سے بطور نشانی نکال کر دی جائے۔

جس کو کاتبہ کہتے ہیں اور وہ اونٹنی دس مہینے کی گھا بن ہو تو انہوں نے اللہ سے دعا کی تو پتھر پھٹ گیا اور اونٹنی نکل آئی۔

روایت کیا جاتا ہے کہ اونٹنی حاملہ تھی۔ پھر اس نے ان کے دیکھتے ہوئے بچہ جن دیا جو اس کے اپنے جتنا تھا۔

پھر قد ار بن سالف جو ان کا سب سے زیادہ بد بخت تھانے اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر

اس کو مارا۔

روایت کیا جاتا ہے کہ شمود کے سردار کا نام جندع بن عمرو ہے۔ اس نے کہا اے صالح ہمارے لئے اس کا سب نامی پتھر میں سے اونٹنی نکالو جو کہ حجر کے ایک جانب علیحدہ ہے۔ جو ہر تہمت سے پاک ہو اور دس مہینے کی حاملہ ہو۔ تو صالح نے اس وقت دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو پتھر سے اسی طرح اونٹنی نکلی جیسے اونٹنی بچے کو جنتی ہے۔ وہ ہلا اور پھٹ گیا اور ایک اونٹنی اس سے باہر نکل کر دس مہینے کی حاملہ صحت مند ہو گئی۔ جس طرح انہوں نے سوال کیا تھا۔ اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان کی بڑائی کا اللہ کے علاوہ کسی کو علم میں نہ تھا۔ اور وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے اپنے ہی جتنا ایک اونٹنی کا بچہ جنم دیا۔

تو جندع بن عمرو اور ان کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لے آئے تو لوگوں سے صالح نے کہا۔ ہذہ ناقة اللہ لها شرب یوم و لکم شرب یوم معلوم۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے ایک دن یہ پانی پیا کرے گی اور ایک معلوم دن تم پانی پیو گے۔

تو اونٹنی بچے سمیت ارض شمود میں درخت کھاتی رہی اور پانی پیتی تھی اور ایک دن ناغہ کر کے پانی پر جاتی۔ جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو کنویں میں منہ ڈالتی تو جب تک سارا پانی پی نہ لیتی اپنا سر نہ اٹھاتی۔ اور ایک قطرہ بھی نہ چھوڑتی پھر ان کے لئے دودھ تھنوں میں اتارتی تو وہ اس کو جتنا چاہتے پیتے اور ذخیرہ بناتے اور اپنے سارے برتن بھر لیتے تھے۔ پھر وہ آنے والے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر جاتی کیونکہ وہ اس راستے پر نہ جاسکتی تھی۔ پھر دوسرے دن وہ اپنے جانوروں کو جتنا چاہتے پانی پلا لیتے اور جتنا چاہتے ایک تالاب میں پانی جمع کر لیتے۔ اونٹنی گرمیوں کو وادی کے باہر گزارتی تو تمام جانور جانور بطن وادی کی طرف بھاگ جاتے جہاں گرمی اور قحط ہوتا۔ سردیوں میں اونٹنی بطن وادی میں چلی جاتی اور جانور وادی کے باہر بھاگ آتے جہاں سردی اور قحط ہوتا تھا۔

تو اللہ نے ان کے مویشیوں کو آزمائش کے طور پر یہ تکلیف دی۔ تو یہ چیز ان پر گراں گزری تو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور انہوں نے اونٹنی کو باندھ دیا پھر اس کو قدار بن سالف ”جو بڑا ہی بد بخت تھا“ نے ذبح کر ڈالا۔ یہ سرخ رنگ کا نیلی آنکھوں والا چھوٹے قد کا اور وہ چمکی خلقت والا تھا۔ اس کی ماں کا نام قدیرہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سالف کے بستر پر پیدا ہوا مگر اس پشت سے نہیں تھا۔ اس کو ایک عورت نے جس کا نام عنیزہ تھا“ دعوت دی وہ بوڑھی تھی خوبصورت لڑکیوں والی تھی اور مال والی تھی اس کا مال اونٹ بکریاں اور گائے تھا۔ اور یہ اپنی قوم میں مضبوط اور عزت دار آدمی تھا۔ اس نے قدار سے کہا میری جو بیٹی چاہے گا میں تم کو دے دوں گی مگر تم اس اونٹنی کو ذبح کر دو۔

تو اللہ کے اس فرمان فتعاطی فعقر۔ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے پاؤں کی انگلیوں کے کنارے پر کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ اونچا کر کے اس کو مارا تو اس کا خون پھوٹ پڑا اور وہ زور سے چلائی اور اپنے بچے کو ڈرایا تو بچہ چل پڑا اور ایک مضبوط پہاڑ میں چلا گیا جس کو صنو کہتے ہیں۔

پھر صالح علیہ السلام آگئے تو ان سے کہا گیا کہ اونٹنی کو پکڑ کر ذبح کر دیا گیا تو صالح متوجہ ہوئے اور لوگ نکل کر جھوٹ بنانے لگے اور آپ سے معذرت کر کے کہنے لگے اس کو تو فلاں نے ذبح کیا ہے ہمارا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو کیا اس کا بچہ تم کو ملتا ہے کہ نہیں؟ اس کے بچے کو اگر تم نے پالیا تو تم سے عذاب ہٹ جائے گا وہ اس بچے کو تلاش کرنے کے لئے نکلے اور پہاڑ پر بچے کو دیکھا تو اس کو پکڑنے لگے تو اللہ نے پہاڑ کو وحی کی تو وہ آسمان کی طرف اس کو لے کر اونچا ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کو کوئی

پرندہ بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔

قدار قاف کے ضمہ اور دال مہملہ اور الف اور راء سے ہے۔ اسی طرح تمام اہل توارخ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ اور مہذب باب الہدنة میں ہے کہ اس آدمی کا نام عمیدار بن سالف ہے لیکن یہ بلا اختلاف وہم ہے اونٹنی بدھ کے دن ذبح کی گئی تو جمعرات کے دن ان کے منہ پیلے ہو گئے۔ گویا ان کے سب لوگوں پر خلوق مل دیا گیا ہے۔ تو ان کو عذاب کا یقین ہو گیا اور صالح نے بھی ان کو اس بات کی خبر دے دی اور خود ان میں سے چلے گئے۔ اللہ کے نازل کردہ عذاب نے ان کو صالح سے غافل کر دیا۔ پھر آپس میں ایک دوسرے کو بتاتے جو کچھ ان کے چہروں میں ہو رہا تھا۔ جب شام ہوئی تو سارے اس آواز سے چیخے۔ خبردار مقررہ وقت سے ایک دن گزر چکا ہے۔ جب جمع کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے گویا کہ ان کے منہ پر خون مل دیا گیا ہو۔ جب شام ہوئی تو سب پھر چیخے۔ خبردار مقررہ وقت کے دو دن گزر چکے۔ پھر صبح ہفتہ کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے گویا کہ ان کے چہروں پر تار کول مل دی گئی ہے۔ جب شام ہوئی تو سب چیخ پڑے کہ وقت مقرر کا تیسرا دن بھی گزر چکا اور عذاب آنے والا ہے۔ جب اتوار کا دن ہوا تو چاشت کے وقت گرمی ہوئی تو آسمان سے ایک سخت آواز آئی جس میں سختی تھی اور زمین پر رہنے والے ہر آوازدار کی آواز بھی اس میں تھی تو ان کے دل ان کے سینوں میں کٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گر کر مر گئے۔ جو لوگ صالح پر قوم شمود میں سے ایمان لائے تھے وہ چار ہزار تھے۔ صالح ان کو لے کر حضرموت چلے گئے جب وہاں پہنچے تو صالح فوت ہو گئے اسی وجہ سے اس جگہ کا نام حضرموت ہے۔ پھر وہاں ان چار ہزار آدمیوں نے شہر آباد کیا جس کا نام حضور رکھا۔ محمد بن اسحاق وہب اور ایک جماعت نے اسی طرح کہا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صالح مکہ میں ۵۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور وہ اپنی قوم میں بیس سال زندہ رہے۔

احمد طبرانی بزار نے صحیح سند سے جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نبی سے نشانیاں نہ مانگا کرو کیونکہ صالح ﷺ سے ان کی قوم نے نشانیاں مانگیں کہ ان کے لئے کوئی نشانی بھیج دی جائے۔ تو اللہ نے ان کو اونٹنی بطور نشانی دی۔ تو وہ اس کشادہ راستے سے آتی اور ان کا پانی پی جاتی اور اس راستہ سے نکل جاتی۔ تو ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس کو ذبح کر ڈالا۔ تو ان سے کہا گیا اپنے گھروں میں تین دن تک فائدہ اٹھاؤ۔ یا ان کو کہا گیا کہ عذاب تم پر تین دن کے بعد آئے گا۔

پھر ان پر سخت چیخ بھیج دی گئی جس نے آسمان کے نیچے جو بھی تھا اس کو ہلاک کر دیا مگر ایک آدمی جو حرم میں موجود تھا وہ ہلاک نہ ہوا کسی نے کہا کہ وہ کون تھا تو آپ نے فرمایا وہ ابورغال تھا کسی نے پوچھا وہ کون تھا۔ آپ نے فرمایا ثقیف کا دادا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہاں سے نکلا تو اس کو بھی وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو پہنچا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک سونے کی ٹہنی دفن کر دی گئی۔ اور نبی ﷺ نے ان کو ابورغال کی قبر بھی دکھائی تو لوگ اترے اور جلدی جلدی اس کی قبر کو تلواریں سے کھودا اور سونے کی ٹہنی نکال لی۔

طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمام لوگوں سے بد بخت تین آدمی ہیں ایک صالح کی اونٹنی کو ذبح کرنے والا اور ایک آدم کا پہلا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ اور اب زمین پر جتنا خون بھی ہے اس کا گناہ اس کو بھی جاتا ہے

کیونکہ اس نے قتل کا طریق نکالا تھا۔ اور تیسرا علی بن طالب کا قاتل ہے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جس وقت غزوہ تبوک میں حجر میں اترے تو لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے کنوؤں سے نہ خود پیئیں اور نہ جانوروں وغیرہ کو پانی پلائیں تو انہوں نے فرمایا ہم نے تو اس سے آٹا گوندھ لیا ہے اور ہم نے لے بھی لیا ہے تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ گوندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور لیا ہوا پانی گرا دیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کنویں سے پانی لیں جس پر اونٹنی آیا کرتی تھی۔ جابر کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی اس بستی میں داخل نہ ہو اور نہ ہی اس کا پانی پیئے اور ان عذاب کیے ہوئے لوگوں کے پاس جاتے ہوئے روتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو عذاب پہنچے۔

صحیح مسلم میں ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی لے کر آیا اور کہنے لگا یہ نبی سبیل اللہ ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا تم کو قیامت کے دن سات سو مہار والی اونٹنیاں ملیں گی۔

احمد ابوداؤد ابن حبان اور حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے صدقات پر عامل بنا کر بھیجا تو میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا تو اس نے میرے لئے مال جمع کر کے حاضر کر دیا لیکن میرے خیال میں اس پر صرف بنت مخاض صدقہ میں لازم تھی تو میں نے اس سے کہا بنت مخاض ادا کرو تم پر یہی فرض ہے۔ اس نے کہا بنت مخاض کا نہ دودھ ہوتا ہے نہ اس پر سواری ہو سکتی ہے اس لئے یہ موٹی تازی جوان اونٹنی لے جاؤ۔ ابی بن کعب نے وہ اونٹنی نہ لی اور یہ مسئلہ نبی ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر فرض تو بنت مخاض تھی لیکن اگر تو خوشی سے کچھ دینا چاہے تو بہتر ہے۔ اللہ تجھ کو اجر دے گا اور ہم تجھ سے اس کو قبول کریں گے۔ اس نے کہا اللہ کے رسول! میں تو اس کو لے بھی آیا ہوں۔ آپ لے لیں۔ تو نبی ﷺ نے اس کو لینے کا حکم دے دیا اور اس کے لئے اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔ کامل بن عدی میں اور سنن بیہقی اور شعب الایمان میں انس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ کیا میں اپنی اونٹنی چھوڑ کر توکل کروں یا باندھ کر توکل کروں تو نبی ﷺ نے فرمایا باندھ پھر توکل کر۔

بیہقی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے خلاف نبی ﷺ کے پاس ایک اونٹنی چوری کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔ تو اس شخص نے کہا میں نے اونٹنی نہیں چرائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا قسم کھاؤ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسے نہیں چوری کیا تو جبریل نبی ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اسی نے اس کو چوری کی ہے مگر اللہ نے اس کے جھوٹ کو اس لئے معاف کر دیا ہے کہ یہ اپنے لالہ الا اللہ کہنے میں سچا ہے تو نبی ﷺ نے اس سے کہا تو نے ہی اس کو لیا ہے اس لئے اس کو واپس کر دے تو اس نے اونٹنی واپس کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیرے جھوٹ کو اس لئے معاف کر دیا ہے کہ تو نے لالہ سچے دل سے کہا ہے۔

حاکم نے نعمان بن سعد سے روایت کیا ہے کہ ہم علیؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَقَدْ

پھر کہنے لگے خدا کی قسم وہ پیدل نہیں جائیں گے اور نہ ان کو ہانکا جائے گا بلکہ ان کے پاس جنت کی ایسی اونٹنیاں لائی جائیں گی کہ ان جیسی کسی مخلوق نے نہ دیکھی ہوں گی۔ ان کے کجاوے سونے کے ہوں گے۔ اور ان کی لگامیں زبرد کی ہوں گی وہ ان پر

بیٹھیں گے یہاں تک کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ پھر انہوں نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک اعرابی آیا جس کی آواز بلند تھی۔ وہ اونٹنی پر تھا۔ اس نے اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور اندر آ گیا تو اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اپنی ضرورت پوری کر لی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے اونٹنی چوری کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہتان ہے تم دلیل لاؤ۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اگر اعرابی کے خلاف دلیل قائم ہو جاتی ہے تو اس سے اللہ کا حق لے لو۔ اور اگر دلیل نہ ملے تو اسے واپس کر دو۔ تو اعرابی نے کچھ دیر سر نیچا کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا اے اعرابی اللہ کے حکم کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی دلیل لاؤ۔ دروازے کے پیچھے سے اونٹنی بولی اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق اور کرامت سے بھیجا ہے اے اللہ کے رسول نہ اس نے مجھے چرایا ہے اور نہ اس کے سوا میرا کوئی مالک ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اے اعرابی تو نے کیا پڑھا ہے جس کی بنا پر اللہ نے اسے تیرے عذر کی وضاحت میں بولنے کی طاقت دے دی۔ اس نے کہا میں نے یہ پڑھا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ لَسْتَ بِرَبِّ اسْتَحْدَ ثُنَاكَ وَلَا مَعَكَ إِلَهٌ آعَانَكَ عَلَى خَلْقِنَا وَلَا مَعَكَ رَبٌّ فَنُشْرِكَ فِي رُبُوبِيَّتِكَ أَنْتَ رَبُّنَا كَمَا نَقُولُ وَفَوْقَ مَا يَقُولُ الْقَائِلُونَ. أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَرَيَّنِي بَرَاءً نَبِيًّا.

تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا اے اعرابی اس ذات کی قسم جس نے مجھے کرامت کے ساتھ بھیجا میں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ گلیوں میں جلدی آ کر تمہاری بات کو لکھ رہے تو مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو۔ پھر حاکم نے کہا اس کے راوی ثقہ ہے مگر ان میں ایک راوی یحییٰ بن عبد اللہ مصری ہے جس عدالت اور جرح کا مجھے کوئی علم نہیں۔

اور اس سے ملتی جلتی طبرانی کی روایت بعیر کے ذکر میں پہلے گزر چکی ہے۔

مستدرک میں صہیب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں کعب احبار عن صہیب بن سنان سے روایت کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ لَسْتَ بِإِلَهِ اسْتَحْدَعْنَاهُ وَلَا بِرَبِّ ابْتَدَعْنَاهُ وَلَا كَانَ لَنَا قَبْلَكَ مِنْ إِلَهٍ نُلْجَأُ إِلَيْهِ وَنَذْرُكَ وَلَا آعَانَكَ عَلَى خَلْقِنَا أَحَدٌ فَنُشْرِكُكَ مَعَكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ.

کعب احبار کہتے ہیں نبی ﷺ اس دعا کے ساتھ اللہ سے دعا کرتے تھے اور فرمایا یہ روایت صحیح الاسناد ہے۔

مستدرک میں بھی ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دیہاتی کے پاس گئے تو اس نے آپ کی عزت کی تو آپ نے اس سے فرمایا اے اعرابی تو اپنی ضرورت مجھ سے مانگ تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ایک اونٹنی دے دیں جس پر ہم سوار ہوں اور چند بکریاں دے دیں جن سے ہمارے گھروالے دودھ نکال کر کھائیں ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا یہ شخص اس سے بھی عاجز ہے کہ بنی اسرائیل کی بوڑھی کی طرح ہو۔ تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! بوڑھی کا کیا واقعہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے تو وہ راستہ بھول گئے تو لوگوں نے کہا ایسے کیوں ہو تو ان کے علماء نے کہا یوسف علیہ السلام کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو انہوں نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم مصر سے جب نکلیں تو ان کی ہڈیاں بھی ساتھ لے کر جائیں تو

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کی قبر کو کون جانتا ہے تو لوگوں نے کہا بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا جانتی ہے تو آپ نے اس کو بلوا بھیجا وہ حاضر ہو گئی تو آپ نے اسے فرمایا مجھے یوسف علیہ السلام کی قبر بتائیں تو اس عورت نے کہا کہ آپ سے میں جو سوال کروں گی۔ آپ مجھے دیں گے؟ تو انہوں نے کہا تو کیا مانگتی ہے۔ اس نے کہا میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو یہ چیز دینے کو ناپسند کیا تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اس کو اس کی مانگی ہوئی چیز دے دیں یہ دینا میرے ذمہ ہے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ طبرانی اور ابویعلیٰ موصلی نے اس طرح روایت کیا ہے۔

مستدرک کے علاوہ دوسری روایات میں اس طرح مروی ہے کہ وہ عورت لنگڑی اور اندھی تھی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا کہ میں آپ کو اس کی جگہ اور وقت بتاؤں گی جب آپ میری چار باتیں مان لیں ایک یہ کہ میری ٹانگ، نظر اور جوانی کو بحال کر دیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں تو اللہ نے موسیٰ کی طرف وحی کی جو یہ مانگتی ہے دے دو۔ جو تو دے گا میرے ذمہ ہے۔ تو موسیٰ نے اسی طرح کیا۔ پھر وہ عورت ان کو ایک صاف پانی کی طرف لے گئی اور نیل کے کنارے سے ان کو مرمر کے صندوق میں باہر نکالا۔ جب انہوں نے اس تابوت کو باہر نکال لیا تو اتنے میں چاند چڑھ آیا اور راستہ روشن ہو گیا اور راستہ بھی مل گیا۔ پھر وہ اس صندوق کو شام تک اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ دادوں ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام کے ساتھ دفن کر دیا اور یوسف اپنے باپ یعقوب کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے اور وہ ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ مستدرک میں معاذ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دو اوقات دودھ دوہنے کے درمیان جتنے وقت بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ اس حدیث میں فواق الناقہ کا مطلب یہ ہے کہ دودھ دوہنے کے درمیان کے وقت میں آرام کیا جاتا ہے اور اونٹنی اپنے منہ کو کھولتی اور بند کرتی ہے۔

حدیث میں یہ بھی ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی اتنی دیر کرنی کہ جتنا دودھ دوہنے کے درمیان وقت اس کا بدلہ بھی جنت ہے۔

معن بن زائدہ شیبانی کی حدیثوں میں ہے کہ ایک آدمی نے اس سے کہا اے امیر مجھے سوار کریں تو انہوں نے اس کے لئے ایک اونٹنی گھوڑی خچر اور لڑکی دینے کا حکم دے دیا۔ اور پھر کہا اگر میں جانتا ہوتا کہ اللہ نے کوئی اور سواری ایسی بنائی ہے جس پر سوار ہوا جاتا ہے تو میں تم کو اس پر بھی سوار کر دیتا۔ اور میں نے آپ کے لئے ایک ریشمی جبے، قمیص، عمامہ، درعہ، شلوار، رومال، منقش چادر، عام چادر، کسبل، جرابیں اور ایک تھیلی بھی دے دی ہے۔ اگر ہم کوئی اور چیز جانتے ہوتے جس کو ریشم سے بنایا جاتا ہے تو میں وہ بھی تم کو دے دیتا۔

کسی نے کہا کہ اللہ معن پر رحم فرمائے اگر ان کو علم ہوتا کہ غلام پر بھی سوار ہوا جاتا ہے تو اس کا بھی اس کے لئے حکم دے دیتے۔ لیکن معن خالص عربی تھے اس لئے عجم کی گندگیوں سے ابھی تک میلے نہیں ہوئے تھے۔

ابن خلکان نے ان کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ وہ ایک دن بیٹھے تھے۔ تو انہوں نے ایک سوار کو دیکھا تو کہنے لگے میرا خیال ہے کہ یہ میری ہی طرف آ رہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو یہ شعر پڑھنے لگا۔

اصلحك الله قل ما بسدى فما طبق العيال اذ كانوا

”اللہ آپ کو اچھا کرے میں تنگ دست ہو گیا ہوں۔ جب اولاد زیادہ ہو گئی ہے تو میں ان کو سنبھال نہیں سکتا۔“

الح دھر رمی بکلکله فارسلونی الیک وانتظروا

”زمانے نے اپنے سینے سے مجھے مارا۔ انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور خود منتظر ہیں۔“

اس نے کہا اے فلاں میری فلاں اونٹنی اور ایک ہزار دینار لاؤ۔ اس نے وہ دونوں چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ حالانکہ وہ اس کو جانتا بھی نہیں تھا۔

معن کے محاسن بہت زیادہ ہیں۔ وہ بڑی بڑی حکومتوں کے گورنر بنے اور آخر میں وہ بختان کے گورنر بنے۔ ایک دن وہ اپنے گھر میں تھے۔ اور کاریگر ان کے سامنے کام کر رہے تھے۔ تو انہیں کے درمیان سے خارجیوں کے کچھ لوگ چھپ کر آئے اور انہوں نے ان کو مار ڈالا اس وقت وہ سینگی لگوار ہے تھے۔ وہ ان کو مار کر بھاگ گئے۔ ان کا بھتیجا یزید بن یزید بن زائدہ نے ان کا پیچھا کیا اور ان سب کو مار ڈالا ان کا قتل ۱۵۸ یا ۱۵۲ یا ۱۵۱ ہجری میں ہوا۔

شعرانے ان کے متعلق مرثیے کہے ان میں یہ نادر اشعار حسن بن مطرازی کے ہیں اور حماسہ میں ہیں۔

الماعلیٰ معن وقولاً لقبره سقتك الغوا دی مربعاً ثم مربعاً

”معن کی قبر پر اتر کر یہ کہتے ہیں کہ اللہ آپ کو منزل بہ منزل پانی پلائے۔“

فيا قبر معن كيف واریت جوده وقد كان منه البر والبحر مترعاً

”اے معن کی قبر تو نے اس کی سخاوت کو کیسے چھپا لیا حالانکہ تمام خشکی اور سمندر اس سے بھرا ہوا ہے۔“

ویا قبر معن انت اول حفرة من الارض خطت للمكارم مضجعا

”اے معن کی قبر تو زمین کا پہلا گڑھا ہے جس میں مکارم کے لئے بستر لگایا گیا۔“

بلی قد وسعت الجود والجود میت ولو كان حیا ضقت حتی تصدعا

”ہاں تو نے سخاوت کو اپنے احاطے میں لے لیا جبکہ سخاوت مرچکی تھی اگر وہ زندہ ہوتی تو اے زمین تو تنگ آ کر پھٹ جاتی۔“

فتی عیش فی معروفہ بعد موتہ کما کان بعد السیل مجراہ مربعاً

”اس کے مرنے کے بعد اس کی معروفات میں زندگی ختم ہوئی جیسے سیلاب کے بعد اس کے چلنے کی جگہ پہلے کی طرح

ویران ہو جاتی ہے۔“

ولما مضی معن مضی الجود وانقضی واصبح عرنین المکارم اجدعا

”جب معن گزر گیا تو سخاوت بھی گزر گئی اور مکارم کے ناک کاٹ دیئے گئے۔“

شرعی حکم: اس کا حکم اونٹ کی طرح ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں لاناقتی ولا جملی۔ میرے پاس نہ اونٹنی ہے نہ اونٹ ہے۔ یہ اصل میں حارث بن عبادہ کے متعلق مثال ہے۔ بعض نے کہا سب پہلے جس نے یہ بات کہی وہ صدوف بنت حلیس عذریہ تھی۔ اور اس کی خبر امثال میں مشہور



ہے۔

اس بارے میں راعی کا قول نقل کیا گیا ہے۔

وما هجرتك حتى قلت معلنة لا نفاقا لي في هذا ولا جمل

”میں نے تجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ تو نے یہ بات اعلانیہ نہ کہہ دی کہہ اس بارے میں میرے پاس نہ

اونٹنی ہے نہ اونٹ ہے۔“

طبرانی نے اپنے لامیہ قصیدے میں کہا:

فيم الاقامة بالزوراء لا سكني بها ولا نفاقي فيها ولا جملی

”میں زوراء میں کس طرح قیام کروں وہاں نہ میری رہائش گاہ ہے اور نہ اونٹنی ہے اور نہ اونٹ ہے۔“

کہتے ہیں یہ مثال ظلم اور زیادتی سے بری ہونے کے وقت بیان کی جاتی ہے۔ اس بارے میں امثال والوں نے بڑی لمبی

چوڑی باتیں کی ہیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا استوق الجمل کہ اونٹ اونٹنی بن گیا۔ یہ مثال اس آدمی کے لئے بیان کی جاتی ہے جو پہلے کسی اور حالت

میں ہو پھر اس کو کسی دوسری بات کے ساتھ ملا دے اور ایک بات یا حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جائے۔

جوہری کہتے ہیں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ طرفہ بن عبد کسی بادشاہ کے پاس تھا اور مسیب بن عبس ایک اونٹ کے وصف میں

شعر کہہ رہا تھا پھر ایک اونٹنی کی صفت گوئی کرنی شروع کر دی۔ تو طرفہ نے کہا اونٹ اونٹنی بن گیا۔

طبی فوائد اور خواص: اونٹ کی طرح ہیں۔

تعبیر الرویا: خواب میں ناقہ سے مراد عورت ہے اگر اونٹنی بنتی ہے تو اس سے مراد عجمی عورت ہے ورنہ عربی۔ جس نے خواب

میں دیکھا کہ اس نے اونٹنی کا دودھ نکالا ہے تو وہ نیک عورت سے شادی کرے گا۔ جو شخص شادی شدہ ہو اور اونٹنی کا دودھ نکالے تو

اس کے لڑکا پیدا ہوگا اور کبھی بیٹی بھی ہو سکتی ہے۔ اور جو اونٹنی کو بچے سمیت دیکھے تو یہ کوئی نشانی یافتہ ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ ابن

سیرین کہتے ہیں کہ لدی ہوئی اونٹنی سے مراد خشکی کا سفر ہے۔ اور جس نے مہری اونٹنی دیکھی وہ سفر کرے گا اور اس پر راستہ طے

کرے گا۔

اور جس نے خواب میں اونٹنی کا دودھ نکالا وہ زکوٰۃ کا والی بنے گا۔ تعبیر دی گئی خوابوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی ابن

سیرین کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جو بنتی اونٹنی کا دودھ نکال رہا تھا۔ پھر اس نے اس کا خون دوا۔ تو

ابن سیرین نے کہا یہ آدمی عجمیوں کا والی بنے گا پھر ان سے زکوٰۃ وصول کرے گا پھر ان پر ظلم کرے گا اور ان کے غصب کر کے مال

کھائے گا اور اسی سے مراد دودھ ہے۔ پھر اس طرح ہوا۔

اونٹنی کا گوشت نذر کے پورا کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ

إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلَ عَلَى نَفْسِهِ الْآيَةَ (ال عمران: ۹۳)

اس سے مراد اونٹوں کا گوشت ہے۔ بعض نے کہا اونٹوں کا گوشت خواب میں مصیبت ہے۔ بعض نے کہا بیماری ہے بعض نے

کہا رزق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ۔

اور جس نے خواب میں اونٹنی ذبح کی وہ اپنے فعل پر نادم ہوگا اور اس کو اس سے کوئی مصیبت پہنچے گی۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا فَعَقَرُوا هَا فَاصْبَحُوا نَادِمِينَ بعض نے کہا اونٹنی پر سواری کرنا عورت سے شادی کرنا ہے۔ اگر الثامنہ کر کے بیٹھے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ عورت سے دبر کی طرف سے جماع کرے گا۔ جس نے دیکھا کہ اونٹنی، خچر یا اونٹ بن گئی ہے تو اس کی بیوی کبھی بھی حاملہ نہیں ہوگی۔ جس کی اونٹنی مر گئی اس کی بیوی مر جائے گی۔ اور اس کا سفر باطل ہو جائے گا۔ اور بعض دفعہ اونٹنی سخت جھگڑا عورت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اونٹنی آوازیں بہت نکالتی ہے اور جس نے کوئی اونٹنی دیکھی جو شہر میں داخل ہو گئی ہے تو اس سے مراد فتنہ ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا اِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ۔ یعنی ہم اونٹنی کو ان کے لئے فتنہ بنا کر بھیجیں گے۔ جب اونٹنی کسی شہر میں ذبح کی جائے تو اس کے رہنے والوں کو کوئی مصیبت پہنچے گی۔ واللہ اعلم

### الناموس

باب الباء موحدہ میں گزر چکا ہے کہ ناموس مچھر کو کہتے ہیں۔ ابو حامد اندلسی کہتے ہیں کہ ناموس ایک چو پایہ ہے جو لوگوں کو ڈس لیتا ہے۔ جوہری نے کہا کہ ناموس الرجل سے مراد وہ بھید والا آدمی مراد ہوتا ہے جو اندرونی معاملے پر مطلع ہوتا ہے اور اس کو ان باتوں سے مخصوص کیا جاتا ہے جو اس کے غیر سے چھپائی جاتی ہے۔ زبیدی نے کہا یہ لفظ نمس بالكلام سے مشتق ہے جس کا معنی کلام کو چھپانا ہے۔ کہا جاتا ہے نمس الصائد یعنی شکاری نے چپکے سے جال لگایا۔

اہل کتاب جبریل علیہ السلام کو ناموس اکبر کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ پیغمبروں کی طرف وحی کرتا ہے تو تمام لوگوں سے مخفی رکھتا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے خدیجہ سے کہا تھا۔ اور وہ ان کے چچا کا بیٹھا تھا اور نصرانی تھا۔ کہ جو کچھ تو کہہ رہی ہے اگر سچ ہے تو اس کے پاس وہ ناموس آئے گا جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور یہ بات باب الفاء میں فاعوس میں گزر چکی ہے۔ اور فاعوس میں ناموس کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے اور جو لفظ بھی فاعول کے وزن پر ہے۔ اور اس کے لام کلمہ میں سین ہے اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

### الناھض

عقاب کے بچے کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب عین مہملہ میں عقاب کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

### النباج

بروزن رمان ہے۔ بہت کر کر کرنے والی ہد ہد کو کہتے ہیں اس کا ذکر باب الھاء میں آئے گا۔

## النبر

یہ ایک چوپایہ ہے جو چیڑ کی طرح ہوتا ہے مگر اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ جب اونٹ پر چلتا ہے تو اس کے چلنے کی جگہ ورم زدہ ہو جاتی ہے۔ اس کی جمع نبار اور انبار ہے۔ ایک شعر کہنے والے شیب بن برصانے کہا۔

كانها من بدن وايقار      دبت عليها ذربات الانبار  
”گویا کہ وہ ایسے اونٹ ہیں جن پر ذربات الانبار چلے ہیں۔“

عاربات الانبار اور صرف الانبار بھی منقول ہے۔ یہ درندوں کی ایک قسم ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ بطلیوسی نے شرح میں کہا کہ یہ شعراء کے ساتھ بھی منقول ہے۔ پھر یہ افعال سے ہوگا۔ جو وافر چیز کو کہتے ہیں۔ قاف کے ساتھ بھی اسی کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب زیادہ چربی والا ہے۔ اور پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے زیادہ موٹا ہونے اور چربی والا ہونے کی وجہ سے یہ اس پر چلتے ہیں اور اس کو ڈستے ہیں۔

ذربات کے معنی میں دوو جہیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ڈسنے والا لوہا ہے۔ عرب کہتے ہیں۔ سکین ذرب و مذرب۔ یعنی تیز چھری۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ زہر زدہ ہو۔ کہا جاتا ہے ذربت السهم۔ یعنی میں نے تیر کو زہر یلا کیا۔ اور زہر کو ذرب بھی کہتے ہیں۔

## النجيب

اونٹوں اور گھوڑوں میں سے عمدہ کو نجیب کہتے ہیں اور مردوں میں کریم ہوتے ہیں۔ اس کی جمع نجباء اور انجاب ہے اور نجائب کی واحد نجیبہ ہے۔

ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ عمر نے ایک عمدہ اونٹنی ہدی میں دی۔ پھر آپ سے تین سو دینار کے بدلے مانگی گئی تو انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اس کو بیچ کر ایک اچھی قربانی نہ لے لوں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو اسی کو ذبح کر۔ اسی طرح اس کو امام احمد نے اور بخاری نے تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور ایک مثال مشہور ہے انجبت المرأة یعنی عورت نے عمدہ بچے جنے اور منجبت ہر چیز میں سے پسندیدہ کو کہتے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں عبداللہ بن ولید سے عن عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حسن بن علی نے ۲۵ حج پیدل کئے حالانکہ ان کے سامنے بڑی عمدہ اونٹنیاں چلائی جاتی تھیں۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ محمد بن علی بن حسین باقر سے عمر بن عبدالعزیز کے متعلق پوچھا گیا جو بارہ اماموں میں سے امامیہ کی رائے میں ایک امام ہیں۔

تو انہوں نے کہا۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ ہر قوم کی ایک نجیبہ ہوتی ہے اور بنو امیہ کی نجیبہ (عمدہ چیز) عمر بن عبدالعزیز ہیں وہ قیامت کے روز ایک جماعت کی صورت میں اکیلے اٹھائے جائیں گے۔

امام احمد نے بزار طبرانی اور ابن عدی وغیرہ نے مختصر طور پر علیؑ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو سات عمدہ ساتھی اور وزراء دیئے گئے۔ اور مجھے چودہ دیئے گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابو بکر، عمر، عثمان، عبد اللہ بن مسعود، ابو ذر، مقداد، عمار، سلیمان اور بلال رضی اللہ عنہم اجمعین۔

طبرانی کے بعض طرق میں مصعب بن عمیر کا بھی ذکر ہے اور اس میں کثیر الشواء راوی ہے جو کہ صغارتا بعین میں سے ہے۔ اس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے لیکن جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ اور باقی راوی ثقہ ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نجیب (عمدہ) تاجر کو پسند کرتا ہے یعنی فضیلت والے اچھے اور سخی کو پسند کرتا ہے۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ سورہ الانعام قرآن کی افضل سورتوں میں سے ہے۔

## النحام

ایک پرندہ ہے جو بلخ کی پیدائش پر ہے۔ اس کی واحد نحامہ ہے۔ یہ اکیلے بھی اڑتے ہیں اور جوڑے بھی۔

جب رات گزارنا چاہتے ہیں تو ڈار کی ڈار جمع ہو جاتے ہیں اور ان میں سے مذکر سو جاتے ہیں اور مادہ جاگتی رہتی ہیں۔ اور ان کے لئے رات کے رہنے کی جگہ تیار کرتی ہیں۔ جب مادہ ایک سے نفرت کرتی ہے تو دوسرے کے پاس چلی جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مادہ کے اوپر مذکر بیٹھ کرتا تو یہ انڈے دیتی ہے اور وہ جفتی نہیں کرتا۔ جب انڈے دے لیتی ہے تو بھاگ جاتی ہے اور مذکر انڈوں کے پاس رہ جاتا ہے اور اس کے اوپر بیٹھ کرتا ہے تو وہ بیٹھ انڈے پر قلعہ کا کام دیتی ہے۔ جب اس کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو اس سے بچہ نکل آتا ہے جس میں حرکت نہیں ہوتی۔ تو مونٹ آ کر اس میں اپنی چونچ سے پھونکتی ہے یہاں تک کہ اس میں ہوا روح بھر دیتی ہے۔ پھر مادہ اور نر اس کی تربیت مل کر کرتے ہیں۔ اور مذکر کی طبیعت میں کچھ سختی ہوتی ہے اور وفا کم ہوتی ہے۔ جب اپنے بچے کو دیکھتا ہے کہ وہ کھانے لگا ہے تو اس کو مارتا ہے اور بھگاتا ہے۔ تو ماں اس کے ساتھ چلی جاتی ہے تو جفتی کے وقت تک اس نر کے قریب نہیں جاتی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے کھایا ہے۔ ابن نجار نے تاریخ بغداد کی ذیل میں سہل بن عبید خراسانی کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ مطر الوراق کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایک پرندہ تحفے میں دیا گیا جس کا نام نحام تھا۔ تو آپ نے اس کو کھایا اور اچھا سمجھا اور یہ دعا کی اے اللہ میرے پاس اس کو بھیج جو اپنی مخلوق میں سے تجھے سب سے پیارا ہو۔ حضرت انس آپ کے دروازے پر تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا اے انس نبی ﷺ سے میرے لئے اجازت لو۔ تو وہ کہنے لگے کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ نے ان کو سینے سے دھکیلا اور اندر داخل ہو گئے پھر کہنے لگے عنقریب ہمارے اور نبی ﷺ کے درمیان کئی لوگ حائل ہوں گے جب نبی نے ان کو دیکھا تو کہا اے اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ کامل ابن عدی میں جعفر بن سلیمان ضبعی کے حالات زندگی میں ہے کہ وہ بھنا ہوا پرندہ چکور تھا اور اسی کتاب میں جعفر بن میمون کے حالات زندگی میں ہے کہ وہ پرندہ حباری تھا اور مستدرک میں ہے کہ آپ کو تحفہ دینے والی ام ایمن تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے بعد یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کو ایک پرندہ تحفے میں دیا گیا جس کے

کھانے کو آپ بہت پسند کرتے تھے۔ اس میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا نبی ﷺ کے پاس میرے لئے اجازت طلب کرو تو میں نے کہا ان کے جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں پسند کرتا ہوں کہ وہ آدمی انصاری ہو۔ اس کو طبرانی ابو یعلیٰ اور بزار نے متعدد طریق سے روایت کیا ہے جو سب ضعیف ہیں۔ عمر بن شاہین نے بھی روایت کیا ہے لیکن حربی کی زیادتی ذکر نہیں کی اور اس کے بعد یہ کہا ہے کہ علی آئے تو میں نے ان کو واپس کر دیا وہ دوبارہ آئے تو میں نے انہیں پھر واپس کر دیا۔

تو وہ تیسری یا چوتھی دفعہ اندر داخل ہو گئے تو نبی ﷺ نے ان سے کہا تجھے مجھ سے کس نے روکایا کہا میرے پاس آنے میں تم نے دیر کیوں کی۔ انہوں نے کہا کہ میں آیا تھا مگر مجھے انس نے واپس کر دیا جب دوبارہ آیا تو پھر واپس کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انس تجھے کس چیز نے اس کام پر برا بیچنے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ کوئی انصاری آدمی آئے تو آپ نے فرمایا اے انس کیا انصاری میں علی جیسی یا اس سے بہتر خیر ہو سکتی ہے؟

اور سفینہ کی روایت جو نبی ﷺ کا غلام تھا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کو دو روٹیوں میں دو پرندے رکھ کر دیئے تو آپ نے دعا کی یا اللہ تو اس آدمی کو لا جو تجھ کو اور تیرے رسول کو سب سے زیادہ پیارا ہو پھر گزشتہ حدیث کا ہی معنی بیان کیا۔ حاکم نے کہا اس کو انس سے تمیں آدمیوں سے زیادہ جماعت نے روایت کیا ہے پھر یہ روایت علی ابو سعید اور سفینہ سے صحیح طور پر ثابت ہے اور یہ ان احادیث میں سے ہے جو مستدرک پر مستدرک ہیں۔ ذہبی اپنی تلخیص میں کہتے ہیں۔ کہ میں لمبا عرصہ خیال کرتا رہا کہ طبرانی کی حدیث یعنی پرندوں والی کو حاکم نے مستدرک میں لانے کی جرأت نہیں کی پھر یہ کتاب اس سے معلق کر دی گئی تو میں نے اس میں موضوعات کا خوف محسوس کیا۔

## النحل (شہد کی مکھی)

باب الذال معجمہ میں لفظ ذباب میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ نساء کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: الذباب كله في النار الا النحل یعنی تمام کھیاں آگ میں ڈالی جائیں گی مگر شہد کی مکھی آگ میں نہیں پھینکی جائے گی۔  
النحل اسم جنس ہے اس کا واحد نحلہ ہے جس طرح النخل کا واحد نخلہ ہے۔

قرآن کی آیت و اوحى ربك الى النحل. میں یحییٰ بن وثاب نے حاء کے فتح سے پڑھا ہے باقی جمہور نے حاء کے سکون سے پڑھا۔

زجاج کہتے ہیں کہ اس کو نخلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہد عنایت فرماتا ہے کیونکہ النحلہ عطیہ کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان و اوحى ربك الى النحلة، شہد کی مکھی کے لئے بہت عز و شرف ہے۔

تو اللہ نے اس کی طرف الہام کیا اور اس کی تعریف بیان کی۔ کھلے میدانوں کے اس پار پانیوں کے گرنے کی جگہیں وہ جانتی ہے۔ وہ وہاں خوشبودار حرارت اور عمدہ پھولوں پر بیٹھتی ہے پھر وہاں سے روانہ ہو جاتی ہے منہ میں بہترین لعاب کو محفوظ کر کے جو بہترین شراب ہے۔

امام قزوینی عجائب المخلوقات میں کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ عید الفطر کو یوم الرحمة اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ نے شہد کی

مکھی کو شہد بنانے کا حکم دیا تو بیان کیا کہ شہد کی مکھی میں بہت نصیحتیں ہیں۔ وہ بہت عقل مند بہادر حیوان ہے۔ یہ جانور عواقب پر نظر رکھتا ہے۔ سال کے موسموں، بارش کے اوقات، کھانے پینے کی تدبیر اور بڑوں کی اطاعت، امیر کے لئے اور لیڈر کے لئے تواضع اور عمدہ کاریگری، بہترین فطرت کے لحاظ سے انتہائی سمجھدار اور عقل مند ہے۔

ارسطو کہتے ہیں کہ شہد کی مکھی کی نو قسمیں ہیں۔ ان میں سے چھ ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتی ہیں۔ اس نے کہا ان کی غذا وہ زائد مقدار ہے جو مٹھاس اور تری پھولوں اور پتوں سے نکلتی ہے۔ یہ ان سب چیزوں کو جمع کر کے ذخیرہ بنا لیتی ہے وہی شہد ہوتا ہے۔ اور یہی اس کے برتن بھی۔ ان رطوبات کے ساتھ ساتھ وہ چکنائی بھی جمع کرتی ہے جن سے وہ مکانات بناتی ہے۔ اور یہ چکنائیاں شمع کا کام دیتی ہیں جن کو وہ اپنی سونڈ سے اٹھا کر رانوں پر رکھتی ہے پھر پیٹھ کر طرف لے جاتی ہے۔ قرآن اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ یہ پھول کھا کر اپنے پیٹ میں شہد بنا لیتی ہے اور منہ میں ڈال لیتی ہے۔ پھر اس سے جمع کئے ہوڈھیر بنا ڈالتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ كَلَىٰ مِنْ كُلِّ الشَّمْرَاتِ فَاَسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلًّا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ . (النحل: ٦٩)

یعنی تو ہر قسم کے پھولوں سے کھا اور اپنے رب کے کھلے راستوں پر چل اس کے پیٹ سے ایسا شربت نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔

یہاں من کل الشمرات سے مراد بعض ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و اوتیت من کل شیء۔ یعنی بلقیس کو ہر چیز دی گئی یعنی کافی چیزیں دی گئیں تھیں۔ شہد کے مختلف رنگ شہد کی مکھی اور چراگاہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی اس کا ذائقہ بھی چراگاہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی معنی میں زینبؓ کا وہ قول ہے کہ جرست نحله العرفط۔ کہ اس کی مکھی نے عرفط کھایا ہوگا۔ اسی لئے اس میں مغایر کی بو آتی ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں ہے۔

اپنی معیشت کی منصوبہ بندی میں اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جب اس کو صاف ستھری جگہ مل جائے تو یہ وہاں پر اپنے لئے موم کے گھر بناتی ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے بادشاہوں کی رہائش کے لئے گھر بناتی ہے۔ پھر جوان میں سے مذکر ہوتے ہیں۔ ان کے لئے گھر بناتی ہے ان کے یہ مذکر کوئی کام نہیں کرتے اور حجم کے لحاظ سے یہ مؤنخوں سے زیادہ چھوٹے ہوتے ہیں ان کی مونٹ چھتے کے اندر شہد کا خام مال بڑھاتی رہتی ہے۔ اگر یہ مونٹ چھتے کو چھوڑ کر بھاگ جائے تو ساری کے ساری بھاگ جاتی ہیں اور کھلی فضا میں اڑ کر چلی جاتی ہیں پھر اپنے چھتے کی طرف واپس لوٹ آتی ہیں۔

شہد کی مکھی سب سے پہلے شمع اور موم بناتی ہے پھر اس میں بیج ڈالتی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے یہ موم وہی قیمت رکھتی ہے جس طرح پرندوں کے لئے گھونسلا ہوتا ہے۔ پھر یہ اس بیج پر بیٹھ جاتی ہے اور اس کو اسی طرح سیتی ہے جس طرح پرندے اپنے انڈوں کو سیتے ہیں۔ پھر یہ بیج چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے کیڑے بن جاتے ہیں پھر وہ اڑنے کے قابل ہو کر خود خوراک حاصل کرتے ہیں پھر اڑنے لگتے ہیں پھر وہ مختلف پھولوں پر نہیں بیٹھتے بلکہ ایک ہی پھول پر بیٹھتے ہیں اور گھر کے بعض خانوں کو شہد سے اور بعض کو بچوں سے بھر دیتے ہیں۔

شہد کی مکھی کی پیدائشی عادت ہے کہ جب اسے اپنے بادشاہ میں کوئی خرابی نظر آئے تو یا اسے معزول کر دیتی ہے یا اسے مار ڈالتی ہے اور عموماً اسے چھتے سے باہر ہی مار ڈالتی ہے۔ ان کے بادشاہ تمام مکھیوں کے ہمراہ ہی چھتے سے باہر نکلتے ہیں۔ اگر وہ اڑنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو یہ اسے اٹھالیتی ہے اور عنقریب اس کا ذکر یہاں کتاب کے آخر میں لفظ یعسوب کے تحت ان شاء اللہ آئے گا۔

ان کے بادشاہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے منہ میں کسی کو ڈسنے کے لئے ڈنگ نہیں ہوتا۔ اس کے بادشاہوں میں سے سب سے اچھا بادشاہ وہ ہوتا ہے جو سرخ زرد رنگ کا ہو اور سب سے بدترین بادشاہ وہ ہوتا ہے جو سیاہ پر سفید داغوں والا ہو۔

شہد کی مکھیاں اکٹھی ہو کر اپنے اپنے فرائض تقسیم کر لیتی ہیں کچھ شہد بناتی ہیں، کچھ موم بناتی ہیں، کچھ پانی پلاتی ہیں اور کچھ گھر بناتی ہیں ان کے مکانات عجیب ترین اشیاء میں سے ہیں کیونکہ یہ مسدس شکل پر بنے ہوتے ہیں جو بالکل ٹیڑھے نہیں ہوتے گویا انجینئرنگ کے قاعدے سے اخذ کر کے اس کو بنایا گیا ہے۔ اور مسدس کے ایسے دائرے میں بنایا گیا ہے جس میں بالکل اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اور تمام مسدسات مل کر ایک ٹکڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تین سے دس تک تمام اشکال ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملانے سے وہ مکمل طور پر متصل نہیں ہوتے بلکہ درمیان میں خلا اور سوراخیں رہ جاتی ہیں صرف ایک شکل مسدس ہے کہ جب کہ اس کو دوسری ہم شکلوں کے ساتھ جوڑا جائے تو اس طرح ایک دوسری سے مل جاتی ہیں گویا کہ وہ ایک ہی ٹکڑا ہو اور یہ سب کا سب بغیر کسی پیمانہ یا آلہ اور پرکار کے پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور باریک بین اور خبردار کی عظیم کاریگری کے آثار میں سے ہے۔ جس طرح قرآن میں فرمایا:

وَ اُولٰٓئِیْنَ رَبُّكَ اِلٰی النَّحْلِ اَنْ اتَّخِذِیْ مِنْ الْجِبَالِ بُیُوتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَّ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝

یعنی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یہ حکم دیا کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کے مکانوں میں اپنے لئے گھر بنائیں۔

اس کی اپنے پروردگار کی کمال اطاعت اور پیروی پر غور و فکر کرو کہ وہ کس طرح ان ہی تین مقامات پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کے گھروں میں اپنے لئے گھر اور چھتے بناتی ہیں۔ تمہیں ان تین مقامات کے علاوہ کہیں ان کے گھر بالکل نہیں ملیں گے۔ پھر اس میں بھی غور و فکر کرو کہ سب سے زیادہ ان کے گھر پہاڑوں میں ہوتے ہیں اور آیت میں بھی سب سے پہلے پہاڑوں میں گھر بنانے کا حکم ہے اس کے بعد درختوں کا ذکر ہے جہاں ان کے گھر پہاڑوں کی نسبت کم ہوتے ہیں۔ پھر لوگوں کے گھروں کا ذکر ہے جہاں ان کے گھر سب سے کم ہوتے ہیں۔ تو دیکھو کس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بہترین پیروی کی۔ کہ کھانے سے پہلے اس نے اپنے لئے گھر بنانے کا کام شروع کیا جب اس کا گھر اپنی جگہ مضبوط ہو گیا تو باہر جا کر مختلف پھلوں سے کھا کر اپنے گھروں میں واپس آ جاتی ہے۔

کیونکہ اس کے رب نے اسے سب سے پہلے گھر بنانے کا حکم دیا پھر اس کے بعد کھانے کا حکم دیا ہے۔ امام غزالی نے ”احیاء“

میں فرمایا ہے:

شہد کی مکھی کو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تو اس نے پہاڑوں میں اپنے لئے گھر بنائے اور کس طرح اپنے لعاب

سے موم اور شہد نکالا جن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے روشنی بنایا اور دوسرے کو شفا۔ پھر اگر تم مزید غور و فکر کرو کہ اس کا پھول اور کلیوں کو حاصل کرنا کیسا عجیب امر ہے پھر وہ کس طرح نجاستوں اور گندگیوں سے اجتناب کرتی ہے اور اپنے میں سے اس کی وہ کس طرح اطاعت کرتی ہے جو شخصیت میں ان سے بڑی ہے اور ان کا وہ امیر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے امیر کے لئے ان کے مابین عدل و انصاف کو کس طرح مسخر کر دیا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی ان میں سے نجاست پر پڑ جائے تو وہ اس کو چھتے میں داخل ہونے سے پہلے سوراخ کے دروازہ پر ہی قتل کر دیتا ہے اگر تم اپنے پیٹ شرمگاہ اور نفس کی خواہشات سے فارغ ہو کر اپنی ذات میں غور و فکر کرو کہ تم اپنے مخالفین سے کس طرح دشمنی رکھتے ہو اور اپنے بھائیوں کے ساتھ کس طرح دوستی نبھاتے ہو تو تمہارے دل سے وہ تمام تعجب ختم ہو جائے گا۔ جو شہد کی مکھی کے یہ مذکورہ امور دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔

پھر تم ان تمام باتوں سے قطع نظر اس کے اس گھر کی عمارت کو تو دیکھو جس کو اس نے موم سے بنایا اور بناوٹ میں تمام اشکال کو چھوڑ کر صرف شکل مسدس کو پسند کیا تو وہ اپنے گھر کو مستدیر مربع اور مخمس نہیں بناتی بلکہ صرف مسدس بناتی ہے اس لئے اس میں وہ خصوصیت ہے جس کو معلوم کرنے سے کامل انجینئر کی فہم و فراست بھی قاصر ہے۔ کیونکہ تمام اشکال میں مسدس یا جو اس کے قریب قریب ہو سب سے زیادہ وسیع اور جامع ہے۔ اس لئے کہ مربع شکل کے کونے ضائع ہو جاتے ہیں۔ تو شہد کی مکھی نے مربع کو اس لئے اختیار نہیں کیا۔ تاکہ اس کے کونے خالی نہ رہ جائیں۔ شہد کی مکھی کی اپنی شکل مستدیر مستطیل ہے۔ اگر وہ اپنا گھر مستدیر بناتی تو اس کے گھر کے بیرونی حصے میں سوراخیں ضائع رہ جاتیں۔ کیونکہ مستدیر اشکال اگر اکٹھی کی جائیں تو وہ بھی آپس میں جڑ نہیں سکتیں۔ کونوں والی تمام اشکال میں سے جامع اور وسیع ہونے میں مستدیر کے قریب کوئی شکل بھی نہیں۔ ان تمام اشکال کے برعکس مسدس ایسی شکل ہے جو اپنے جیسی دوسری اشکال سے اس طرح جڑ جاتی ہے کہ درمیان میں کوئی سوراخ باقی نہیں رہتا اور یہ اس شکل کی خصوصیت ہے تو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ شہد کی مکھی کو باوجود اس کے جسم کے چھوٹا ہونے کے اس پر لطف و عنایت کرتے ہوئے اس کی معیشت کو خوش گوار بنانے کے لئے ایسی بات کا الہام فرمایا جس کی وہ محتاج تھی۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی شان کتنی عظیم ہے اور اس کا لطف و کرم کتنا ہی وسیع اور بے انتہاء ہے۔

شہد کی مکھی کی فطرت میں یہ بات ہے کہ یہ ایک دوسرے سے بھاگتی ہیں اور اپنے چھتوں میں ایک دوسری سے لڑتی ہیں اور جو ان کے چھتے کے قریب آئے اس کو ڈنگ مارتی ہیں۔ بسا اوقات جس کو یہ ڈنگ ماریں وہ مرجاتی ہے اگر ان میں سے کوئی چھتوں کے اندر مرجائے تو اس کو زندہ کھیاں باہر نکال پھینکتی ہیں۔

شہد کی مکھی کی فطرت میں صفائی اور نظافت بھی شامل ہے اسی لئے یہ اپنا گوبر چھتے سے باہر نکالتی ہیں کیونکہ وہ بدبودار ہوتا

ہے۔

شہد کی مکھی بہار اور خزاں دونوں موسموں میں اپنے کام کو جاری رکھتی ہے اور اس کا موسم بہار میں بنایا ہوا شہد دوسرے موسم کی نسبت زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ اور چھوٹی مکھی بڑی سے زیادہ کارکن ہوتی ہے اس کو جہاں سے بھی ملے تلاش کر کے بیٹھا اور صاف پانی پیتی ہے۔ یہ شہد صرف اتنا ہی کھاتی ہے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے اور سیر ہو جائے۔ جب چھتے میں شہد کم ہو جائے تو اسے زیادہ کرنے کے لئے اس میں پانی ڈال دیتی کیونکہ اس کے ختم ہونے کی صورت میں اسے اپنی جان کے ضائع ہونے کا ڈر



لاحق ہو جاتا ہے کیونکہ جب شہد ختم ہو جاتا ہے تو شہد کی مکھی اپنے بادشاہوں اور مذکروں کے گھر خراب کر دیتی ہے اور بسا اوقات جو بھی ان میں سے وہاں ہوا سے مار ڈالتی ہیں۔

سست نہ بنو!! یونان کے ایک حکیم نے اپنے تلامذہ کو کہا کہ تم اس طرح ہو جاؤ جس طرح شہد کی مکھیاں چھتوں میں ہوتی ہیں انہوں نے پوچھا وہ چھتوں میں کس طرح ہوتی ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ چھتوں میں کسی کو بیکار نہیں رہنے دیتیں جو بیکار ہو اسے وہاں سے نکال دیتی ہیں اور اسے چھتے سے دور پہنچا دیتی ہیں کیونکہ وہ جگہ کو تنگ کر دیتا ہے شہد کو ختم کر دیتا ہے اور چاک و چوبند کو سستی اور کسل کی تعلیم دیتا ہے۔

شہد کی مکھی بھی اپنا چمڑا سانپوں کی طرح اتار دیتی ہے۔ اس کو لذیذ اور خوش کن آواز موافق اور مناسب لگتے ہیں اور اس کو کیڑے نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ ہر چھتے میں ایک مٹھی نمک ڈالا جائے۔ اور ہر ماہ میں ایک دفعہ اسے کھولا جائے اور گائے کے گوبر سے اس کو دھونی دی جائے۔

شہد کی مکھی کی فطری طبع میں یہ بات شامل ہے کہ جب کھانا چکنے کے لئے چھتے سے اڑ کر جاتی ہے اور واپس اپنی جگہ لوٹی ہے تو بالکل اسی جگہ آتی ہے جہاں سے وہ جاتی ہے اس جگہ سے بالکل ادھر ادھر نہیں ہوتی۔ اہل مصر ان کے چھتوں کو کشتیوں میں رکھ کر انہیں ایسے مقامات کی طرف لے جاتے ہیں جہاں بکثرت درخت اور پھول ہوتے ہیں۔ تو جب چراگاہ میں اکٹھے ہوتے ہیں تو چھتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں تو مکھیاں ان سے نکل کر سارا دن چر چگ کر شام کو کشتی کی طرف اپنے چھتوں میں آ جاتی ہیں اور ہر مکھی چھتے میں اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہوتی۔

امام احمد حاکم ترمذی اور نسائی نے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے پاس گنگناہٹ کی اس طرح آواز محسوس ہوتی جس طرح شہد کی مکھی کی گنگناہٹ کی آواز ہوتی ہے تو ایک دن آپ پر وحی جب نازل ہوئی تو ہم تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے رہے پھر جب آپ سے وحی کی کیفیت ہٹائی گئی تو آپ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے:

اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاکْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَابْرِنَا وَلَا تُؤْتِرْ عَلَيْنَا وَارْضِنَا  
وَارْضَ عَنَّا.

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دس آیات نازل فرمائی ہیں جو شخص انہیں پوری کرے گا اور ادا کرے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا پھر آپ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝

آخر آیات تک۔ پھر انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ نحاس کہتے ہیں اس حدیث میں جو ”اقامھن“ کا لفظ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ان پر عمل کرے اور جو ان میں ہے اس کی مخالفت نہ کرے جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلان یقوم بعملہ یعنی فلان آدمی اپنا کام انجام دے رہا ہے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور اس میں اپنے

ہاتھ سے درخت لگائے تو اس کو فرمایا کہ تو کچھ بول تو اس نے کہا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔

ابن ماجہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم جو اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے ہو اس میں تسبیح، تہلیل، تحمید اللہ تعالیٰ کے عرش کے آس پاس پھرتی ہیں اور ان کے لئے گنگناہٹ کی ایسی آواز ہوتی ہے جس طرح شہد کی مکھیوں کی آواز ہوتی ہے۔ ان کے صاحب کو ذکر کیا جاتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کے لئے کوئی ذکر کرنے والا موجود رہے یا ہمیشہ موجود رہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام مسلم کی شرط پر ہے۔ اس حدیث میں جو دوی کا لفظ ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ایسی آواز آہستہ آواز اونچی نہ ہو۔

اس حدیث میں جس میں ایمان کا ذکر ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص آ کر نبی ﷺ سے ایمان وغیرہ کے متعلق پوچھ رہا تھا ہم اس کے آواز کی دوی یعنی آہستہ آواز سنتے تھے لیکن ہم اس کو سمجھ نہ سکتے تھے۔

مستدرک میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی حدیث بیان فرمائی جس کو میں سمجھا بھی تھا اور اپنے ہاتھ سے لکھا بھی تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ہے جو عبد اللہ بن عمرو نے محمد رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ان اللہ لا یحب الفاحش ولا المتفحش ولا سوء الجوار ولا قطیعة رحم۔ یعنی اللہ تعالیٰ بدگو اور برے قبیح آدمی کو اور برے ہمسائے اور قطع رحمی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے جب کہیں گرتی ہے تو اچھی چیز کھاتی ہے پھر جب گرتی ہے تو خراب بھی نہیں کرتی اور توڑتی بھی نہیں ہے۔ اور مومن کی مثال سونے کے ایک سرخ ٹکڑے کی طرح ہے جس کو آگ میں داخل کر کے اس پر آگ کو پھونکا جائے تو نہ وہ متغیر ہوتا ہے اور نہ تول میں اس کا وزن کم ہوتا ہے تو یہ مومن کی مثال ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

طبرانی کی معجم الاوسط میں حسن سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو صبح کو گھر سے جاتی ہے اور بیٹھا کڑوا کھاتی ہے پھر جو کچھ اس نے کھایا وہ سب بیٹھا ہو جاتا ہے۔

امام احمد ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن شہد کی مکھی کی طرح ہے جو اچھا عمدہ کھاتی ہے اور اچھی چیز جنتی یا رکھتی ہے جب کسی چیز پر واقع ہوتی ہے تو نہ اسے توڑتی ہے اور نہ خراب کرتی ہے۔

بیہقی نے شعب میں مجاہد سے بیان کیا ہے کہ میں مکہ سے مدینہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو میں نے ان سے کوئی بھی نبی ﷺ کی حدیث نہیں سنی صرف یہ حدیث سنی کہ مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے اگر تم اس کے ساتھ ہو گے تو تمہیں فائدہ پہنچائے گا اگر اس سے مشورہ کرو گے تو بھی تمہیں نفع دے گا۔ اگر اس کے ساتھ بیٹھو گے تو پھر بھی تمہیں فائدہ پہنچائے گا اس کے ساتھ ہر حال میں فائدے ہی فائدے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کے تمام حالات منافع ہی منافع ہیں۔

ابن اثیر نے کہا اس حدیث میں جو مشابہت بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن اور شہد کی مکھی کی یہ صفات ہیں ہوشیاری، سمجھ، قلت ایذاء رسانی، چوکیداری، نفع مندی، قناعت سارا دن محنت تمام مفسد اور گندگیوں سے اجتناب اور پرہیز۔ پاکیزہ اور عمدہ کھانا کسی دوسرے کی کمائی نہ کھانا، امیر کی اطاعت، کمزوری ولاغری۔ اور شہد کی مکھی پر کچھ آفات و بلیات بھی واقع ہوتی ہیں جو اس کو عمل اور محنت سے روک دیتی ہیں جن میں ظلمت و تاریکی اور باد و باراں ہے نیز دھواں پانی اور آگ بھی ہے اسی

طرح مومن پر آفات و مصائب آتے ہیں جو اسے علم سے ہٹا دیتے ہیں جن میں غفلت کی تاریکی، شکوک کے بادل، فتنے کی آندھی، حرام کا دھواں، لالچ کا پانی اور خواہش کی آگ شامل ہے۔

مسند داری میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تم لوگوں میں اس طرح رہو جس طرح پرندوں شہد کی مکھی ہوتی ہے کیونکہ تمام پرندے اس کو نہایت کمزور سمجھتے ہیں اگر انہیں معلوم ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا کچھ برکات ہیں تو وہ کبھی اس کو کمزور نہ سمجھیں۔ تم لوگوں کے ساتھ اپنی زبانوں اور جسموں کے ساتھ میل جول رکھو لیکن اپنے اعمال اور قلوب کو ان سے دور رکھو کیونکہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے کمایا اور وہ قیامت کے روز اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا میں اس کو محبت ہوگی۔

اسی طرح مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کعب احبار سے پوچھا کہ آپ تو رات میں نبی ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو تو کعب نے کہا ہم انہیں اس طرح پاتے ہیں۔ محمد بن عبد اللہ ہیں مکہ میں پیدا ہوں گے، طیبہ کی طرف ہجرت کریں۔ ان کی بادشاہی شام میں ہوگی وہ فحاش اور بدگو نہیں ہوں گے اور بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہیں ہوں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ معاف اور درگزر فرمائیں گے۔ ان کی امت میں حمادون ہوں گے۔ ہر خوشی اور تکلیف میں اللہ کی تعریف کریں گے۔ اور اطراف اعضاء کو وضو میں دھوئیں گے۔ اپنی کمروں میں تہہ بند باندھیں گے جس طرح جنگ میں صفیں بنائیں گے اسی طرح نماز میں بھی صفیں بنائیں گے ان کی مساجد میں اسی طرح آہستہ آوازیں ہوں گی جس طرح شہد کی مکھی کی آوازیں ہوتی ہیں۔ ان کا منادی اور اذان کہنے والا آسمان کی فضا میں اپنی آواز سنائے گا۔

ایک عجیب و غریب بات: ابن خلکان نے عبدالمومن بن علی مغرب کے بادشاہ کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ اس کا باپ مٹی پکا کر برتن بنایا کرتا تھا وہ بچپن میں اپنے باپ کے گھر میں سویا ہوا تھا اور اس کا باپ مٹی کا کام کر رہا تھا تو اس کے باپ نے آسمان میں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سنی تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو شہد کی مکھیوں کی ایک سیاہ بدلی دیکھی جو اس کے گھر پر ایک طبق کے طور پر آگری پھر وہ سب کی سب اس کے بیٹے پر جبکہ وہ سویا ہوا تھا اکٹھی ہو گئیں تو اس کو ڈھانپ لیا کچھ وقت تک وہ وہاں اس پر بیٹھی رہیں پھر اٹھ کر چلی گئیں اور اس کو انہوں نے بالکل تکلیف نہیں پہنچائی۔ ان کے قریب ہی ایک آدمی کہانت اور شگون جانتا تھا تو اس کے باپ نے اس آدمی کو یہ خبر سنائی تو اس نے کہا قریب ہے کہ تیرے بیٹے پر تمام اہل مغرب اکٹھے ہو جائیں گے پھر اس کے بیٹے کو وہ معاملات پیش آئے جو مغرب کے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ میں مشہور ہوئے۔ اور عبدالمومن جمادی الآخر ۵۵۸ ہجری میں فوت ہوا اور اس کی موت کی طرف اشارہ باب الجیم الجفرہ میں گزر گیا۔

جمہور لوگوں کا خیال ہے کہ شہد شہد کی مکھی کے منہ سے نکلتا ہے اور حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے دنیا کو حقیر سمجھتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں سب سے افضل اور بہترین ابن آدم کا لباس ایک کیڑے کا تھوک ہے اور سب سے اعلیٰ اور معزز پینا شہد کی مکھی کا گوبر ہے۔ یہاں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہد منہ سے نہیں نکلتا۔ اس روایت کو ابن عطیہ نے آپ سے اسی طرح بیان کیا ہے اور آپ سے جو مشہور روایت ہے وہ یوں ہے کہ دنیا چھ چیزیں ہیں۔

کھانا، پینا، لباس، سواری، نکاح اور خوشبو تو سب سے بہترین کھانا شہد ہے اور وہ ایک مکھی کے منہ کا ذائقہ اور مزہ ہے اور سب سے بہترین پینا پانی ہے جس میں سب نیک و بد برابر ہوتے ہیں سب سے بہترین لباس ریشم ہے اور وہ بھی ایک کیڑے کا دھاگہ

ہے اور بہترین سواری گھوڑا ہے جس پر لوگ قتل کرتے ہیں اور بہترین خوشبو کستوری ہے اور وہ بھی ایک حیوان کا خون ہوتا ہے۔ اور بہترین منکوح عورت ہے اور یہ بھی پیشاب کی جگہ میں پیشاب کی جگہ ہے۔

تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ شہد مکھیوں کے پیٹ سے نکلتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے یا کسی دوسری جگہ سے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس کی اصلاح صرف اس کی سانسوں کی گرمائش سے ہوتی ہے کیونکہ ارسطو طالیس نے ایک شیشے کا گھر اس کے لئے بنایا تا کہ دیکھ سکے کہ یہ کس طرح عمل کرتی ہے تو اس نے کام کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ پھر اس نے اس کے اندر والے حصے کو مٹی سے لپ دیا۔ غرنوی وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے۔

”کواشی الاوسط“ میں ہم نے روایت کیا ہے کہ شہد آسمان سے اترتا ہے تو زمین کے بعض مقامات میں ٹھہر جاتا ہے پھر شہد کی مکھی آ کر اسے پی لیتی ہے پھر وہ چھتے میں آ کر اس کو اس شمع میں ڈال دیتی ہے جس کو اس نے چھتے میں شہد کے لئے مہیا کر رکھا ہوتا ہے۔ یہ ایسے نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شہد غذا کے زائد اجزاء ہوتے ہیں جو غذا سے نکل کر شہد کی مکھی کے معدہ میں جا کر شہد میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی عبارت ہے۔ واللہ اعلم

ایک عمدہ بات: جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی میں زہر اور شہد دو چیزیں جمع کر رکھی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کی دلیل ہے۔ پھر اس سے وہ شہد نکالا جو موم کے ساتھ ملا ہوتا ہے اسی طرح مومن کا عمل بھی خوف ورجاء کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ شہد تین اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے (۱) شفا (۲) حلاوت (۳) اور نرمی اور مومن بھی ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نُمَّ تَلِيْنٌ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ. تو جوان مکھی سے جو نکلتا ہے بوڑھی اور ادھیڑ عمر والی سے اس کے خلاف نکلتا ہے اسی طرح مومن بھی دو طرح کا ہوتا کچھ مومن مقتصد یعنی درمیانی رویہ اور عمل والے اور کچھ مومن سابق فی الخیرات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو حلال کھانے کا حکم دیا اس لئے اس کا لعاب دواء اور شفاء ہو جاتا ہے اور شہد کی مکھی کے علاوہ سب مکھیاں آگ میں جائیں گی۔ تمام حکیموں اور طبیبوں کی دوائیاں کڑوی ہوتی ہیں اور اللہ کی دوا میٹھی ہوتی ہے اور وہ شہد ہے اور وہ ہر قسم کے درختوں سے کھاتی ہے لیکن اس کے پیٹ سے جو باہر آتا ہے وہ سالم میٹھا ہوتا ہے۔ مختلف کھانے اس کے ذائقے کو بدل نہیں سکتے۔ ارشاد خداوند ہے ”وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِاِذْنِ رَبِّهِ. یعنی اچھی جگہ کی انگوری اپنے رب کے حکم سے باہر آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”فِيْهِ شِفَاؤٌ لِلنَّاسِ“ موم کا تقاضا نہیں کرتا جو ہر ایک علت کے لئے عام ہو اور ہر انسان کو مشتمل ہو کیونکہ نکرہ سیاق مثبت میں واقع ہوا ہے جو عموم کو نہیں چاہتا بلکہ اس میں اس بات کی خبر ہے کہ دیگر ادویہ کی طرح اس میں بھی بعض حالات میں شفاء ہے۔ مگر ابن عمر سے روایت ہے کہ انہیں جب بھی کوئی تکلیف ہوتی تو وہ شہد سے علاج کرتے یہاں تک پھوڑے زخم اور ڈنک پر بھی اس کو بطور تیل لگاتے اور ان آیات کی تلاوت کرتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس کو عموم پر محمول کرتے تھے۔

ابن ماجہ اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شہد بیماری کے لئے شفاء اور قرآن مجید دلوں کی شفاء ہے تو دونوں شفا کو اختیار کر و قرآن کو بھی اور شہد کو بھی۔

نیز ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر مہینے میں تین روز صبح کے وقت شہد چاٹ لے تو اس کو مصائب میں سے کوئی بڑی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

اور نقاش نے ابو جرحہ سے نقل کیا ہے کہ وہ شہد کو بطور سرمہ آنکھ میں استعمال کرتے تھے اور ہر بیماری میں اس سے اپنا علاج کرتے تھے۔

اور نیز انہوں نے عوف بن مالک سے بیان کیا ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو انہوں نے فرمایا میرے پاس پانی لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا. یعنی ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا ہے پھر فرمایا میرے پاس شہد بھی لاؤ پھر قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں شہد کے شفاء ہونے کا ذکر ہے پھر فرمایا میرے پاس زیتون کا تیل لاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت سے نکلتا ہے پھر تینوں کو ملا کر پی لیا تو شفا یاب ہو گئے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے تو نبی ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ وہ شخص دوبارہ آپ کے پاس آ کر کہتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے شہد پلایا مگر اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور دست زیادہ ہو گئے تو آپ نے اس کو پھر یہی فرمایا تین دفعہ پھر چوتھی دفعہ اس نے آ کر یہی کہا کہ میں نے اس کو پھر شہد پلایا مگر اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور دست زیادہ ہو گئے تو نبی ﷺ نے چوتھی دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے اس کو پھر شہد ہی پلاؤ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

فائدہ: (۱) بعض ملاحظہ نے جن کے دل میں شکوک کے امراض ہیں مذکورہ حدیث پر اعتراض کیا ہے نیز درج ذیل احادیث پر بھی شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا علیکم بہذا العود الہندی یعنی الکست فان فیہا سبعة اشفیة منها ذات الجنب. یعنی تم عود ہندی (یعنی کست) کو بطور دواء اختیار کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ جن میں ایک ذات الجنب ہے۔

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا الحمی من فیح جہنم فاطفوہا بالماء. یعنی بخار جہنم کے بھاپ سے ہے اس لئے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

(۴) نبی ﷺ نے فرمایا ان فی الحبة السوداء الشفاء من کل داء الا السام یعنی الموت یعنی حبہ سوداء یعنی کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

(۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الکماء من المن و ماء ہا شفاء للعين. یعنی کھنپی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

ان ملاحظہ نے یوں اعتراضات کئے ہیں کہ تمام ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ شہد مسہل ہے اس لئے جو پہلے ہی اسہال میں مبتلا ہو اس کے لئے کس طرح مفید ہو سکتا ہے۔ نیز تمام اطباء اس بات پر اجماع کئے ہوئے ہیں کہ بخار زدہ آدمی کے لئے ٹھنڈا پانی خطرناک ہے بلکہ ہلاکت کے قریب لانے والا ہے کیونکہ اس سے تمام مسام بند ہو جاتے ہیں۔ اور چلنے والا بخار بند ہو جاتا ہے اور جسم کے اندر گرمی بند ہو جاتی ہے جو ہلاکت کا موجب ہے نیز ذات الجنب کا علاج وہ قسط اور عود ہندی کے ذریعے کرنے سے انکار

کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیونکہ اس میں انتہائی شدید حرارت ہوتی ہے جو خطرناک ہے۔

مذکورہ اعتراضات جو ملحد معترض آدمی کرتا ہے اس میں بالکل واضح جہالت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ** یعنی انہیں جس کا علم نہیں اس کی تکذیب کی۔ اس لئے ہم یہاں احادیث مذکورہ کی تشریح کرتے ہیں اور اس ضمن میں جو کچھ اطباء نے ذکر کیا ہے اس کا ذکر کریں گے تاکہ اس اعتراض کرنے والے ملحد کی جہالت کھل کر سامنے آجائے۔

یہ بات معلوم کرنا نہایت ضروری ہے کہ علم طب ان علوم میں سے ہے جن کی تفصیل کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ایک مریض کے لئے ایک وقت ایک چیز دواء ہوتی ہے مگر دوسرے وقت کسی عارضہ کی وجہ سے جو اسے پیش آئے وہی چیز اس کے لئے بیماری بن جاتی ہے مثلاً غضبنا کی وجہ سے اس کی طبیعت گرم ہو جائے تو علاج میں بھی تبدیلی آجائے گی۔ یا آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے جو بے شمار ہو سکتی ہیں اسی چیز کی تاثیر بدل جاتی ہے۔ تو اگر کسی حال میں کسی شخص کے لئے ایک چیز میں شفاء پائی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام حالات اور تمام اشخاص کے لئے اس چیز میں ضرور شفا موجود ہو۔ تمام ڈاکٹروں کا اس بات پر اجماع ہے کہ عمر و وقت عادت سابق غذاء مالوف تدبیر اور قوت طباع کے لحاظ سے ایک ہی بیماری کے علاج مختلف ہوتے ہیں۔

(۱) یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسہال مختلف وجوہات کی بنا پر لاحق ہوتے ہیں ان میں سے وہ اسہال ہے جو بد ہضمی اور ہیضہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسے اسہال کے علاج میں اطباء نے اجماع کیا ہے کہ انہیں اپنی طبعی حالت پر چھوڑ دیا جائے بلکہ اگر اسہال پر مزید معاون کی ضرورت ہو تو جب تک طاقت موجود ہو معاون دیا جائے اور اس صورت میں اسہال کو روکنا اور بند کرنا ڈاکٹروں کے نزدیک نقصان دہ ہے اور باعث مرض ہے لہذا احتمال ہے حدیث مذکور میں شخص مذکور کے اسہال بھی اسی نوعیت کے ہوں جو پیٹ کے زیادہ بھر جانے یا ہیضے سے ہوتے ہیں تو ایسے اسہال کا علاج یہی ہے کہ انہیں اپنے حال چھوڑا جائے یا انہیں مزید طاقت ور بنایا جائے اسی لئے نبی ﷺ نے اسے شہد پلانے کا حکم فرمایا تاکہ اس کے اسہال میں اضافہ ہو جائے یہاں تک کہ مضر مادہ سب کا سب خارج ہو گیا تو خود بخود اسہال رک گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی خلط خاص سے شہد کا شربت موافق کرتا ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ شہد صفت طب کے مطابق جاری اور رائج ہے۔ اور اس پر اعتراض کرنے والا ملحد اور صفت طب سے جاہل اور نادان ہے۔

ہم حدیث کی تصدیق قول اطباء کی مدد سے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ اگر وہ حدیث کو جھٹلاتے تو ہم بھی ان کی تکذیب کرتے اور ان کو کفر سے منسوب کرتے اور اگر ہم مشاہدے سے ان کے دعویٰ کی سچائی معلوم کر لیتے تو ہم نبی ﷺ کے کلام کی تاویل اور اس کا درست استنباط پیش کرتے۔ اور یہ جواب ہم نے بوقت ضرورت تیاری کے طور پر ذکر کیا ہے کہ اگر وہ مشاہدے کی مدد سے مزید تائید حاصل کر لیں تو ہم یہ جواب دیں گے۔ نیز تاکہ معترض کی جہالت سامنے آجائے اور معلوم ہو جائے کہ وہ صنعت کو بالکل نہیں جانتا محض بے علمی سے اعتراض کرتا ہے اور اس کی طرف محض برائے نام نسبت رکھتا ہے۔

(۲) اسی طرح دوسری حدیث پر یہ اعتراض کہ ٹھنڈا پانی بخار زدہ آدمی کے لئے نقصان دہ ہے اس میں معترض نبی ﷺ کے ذمہ وہ بات لگاتا ہے جو انہوں نے نہیں فرمائی کیونکہ نبی ﷺ نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ اطفنوها بالماء کہ اس کو پانی سے بجھاؤ اور اس کی حالت اور صفت بیان نہیں فرمائی۔ اور ڈاکٹر تسلیم کرتے ہیں کہ صفراوی بخار والے آدمی کو سخت ٹھنڈا پانی اور برف پلائی

جائے اور اس کے کنارے اور اعضاء ٹھنڈے پانی سے دھوئے جائیں۔ اس لئے یہ بات بعید از امکان نہیں کہ نبی ﷺ نے ایسے بخار کے لئے فرمایا ہو۔

(۳) اسی طرح قسط اور عود ہندی سے ذات الجنب کی بیماری کے علاج سے انکار کرنا بھی باطل ہے کیونکہ بعض اطباء نے کہا کہ ذات الجنب جب بلفم کی وجہ سے پیدا ہو تو اس کا علاج قسط سے کیا جائے گا۔ جالینوس وغیرہ حاذق اور ماہر اطباء کہتے ہیں کہ قسط سینے کے درد کے لئے مفید ہے نیز اس نے کہا کہ بعض قدیم اطباء کہتے ہیں کہ اعضاء میں سے کسی عضو کو جب گرم کرنے کی ضرورت پڑے تو اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز بدن کے اندر جب کسی خلط کو باہر کی طرف لانے کی ضرورت ہو تب بھی اس کو استعمال کرتے ہیں اسی طرح رئیس ابن سینا اور بڑے بڑے عظیم اطباء نے کہا ہے اس سے ملحد جاہل کی بات کا بطلان بالکل ظاہر ہو جاتا ہے۔

اور جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس میں سات بیماریوں کی شفا میں ہیں۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ اطباء نے اپنی کتب میں اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ یہ عود ہندی مدر حیض اور پیشاب ہے۔ اور یہ مختلف زہروں میں بھی مفید ہے، جماع کی خواہش کی تحریک پیدا کرتا ہے، پیٹ کے کیڑے اور کدو دانے جو آنتوں میں ہوتے ہیں جب شہد کے ساتھ ملا کر لی جائے تو انہیں مار ڈالتی ہے، جب جھائیوں پر اس کو طلا کیا جائے تو وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ جگر اور معدے کی ٹھنڈک میں نفع دیتی ہے۔ باری کے اور چوتھے کے بخار وغیرہ کے لئے بھی مفید ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں ایک عود بحری اور ایک عود ہندی۔ عود بحری کو قسط ابیض بھی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں اس کی قسمیں دو سے زیادہ ہیں۔ بعض نے واضح طور پر کہا کہ عود بحری عود ہندی سے بہتر ہے اور حرارت میں کم ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دونوں تیسرے درجے کی گرم خشک ہوتی ہے۔ اور عود ہندی حرارت میں دوسرے سے زیادہ ہوتی ہے۔ رئیس ابن سینا کہتے ہیں کہ قسط تیسرے درجے کی گرم اور دوسرے درجے کی خشک ہے جن منافع کا ہم نے ذکر کیا ہے ڈاکٹروں نے اس کے ان فوائد پر اجماع کیا ہے۔ یہ ہی وہ عود ہندی ہے جس کا ذکر حدیث میں شرعاً اور طباً بطور تعریف ذکر فرمایا ہے ہم نے اس کے تمام فوائد اطباء کی کتب سے ذکر کئے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ان کی مجمل تعداد ذکر کی ہے۔

(۴) حبة السوداء (کلونجی) کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے اس حدیث کو بھی جس طرح قسط کے بارے ذکر کیا گیا علل بارہ پر محمول کیا جائے گا۔ اور نبی ﷺ اپنے اصحاب کے غالب حالات دیکھ کر ہی اپنے مشاہدہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں یہ امام مازری نے فرمایا۔

شیخ الاسلام محی الدین النووی کہتے ہیں کہ قاضی عیاض نے امام مازری کا قول مذکور ذکر کیا ہے پھر کہا کہ حبة السوداء جس کو شو نیز (کلونجی) بھی کہتے ہیں اس کے فوائد میں اطباء نے بہت سی اشیاء اور عجیب خواص ذکر کئے ہیں۔ جن کی تصدیق نبی ﷺ نے فرمائی ہے۔ جالینوس کہتے ہیں کہ حبة السوداء نفخ اور گیس کو تحلیل کر دیتا ہے اور جب اس کو پیٹ پر رکھا جائے یا کھایا جائے تو پیٹ کے کیڑے مار دیتا ہے۔ اس کو بھون کر ایک خرقہ میں بند کر کے سوگھنا زکام کے لئے مفید ہے۔ جس بیماری سے جلد پردھبے پڑ جاتے ہیں اس کے لئے بھی نہایت مفید ہے اور جلد پر پڑے داغ دھبے مٹا دیتا ہے۔ بند ہونے والے حیض کے لئے جبکہ غلیظ چسکنے والی

خلط سے اس کی بندش ہو مدہ ہے۔ جب اس کو پیشانی پر طلا کیا جائے تو سردی میں بھی مفید ہے پھوڑے زخم اور خارش وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے پیشاب اور دودھ کے لئے بھی مدہ ہے۔ بلغمی اور ام کی بھی تحلیل کرتا ہے جبکہ اس کو سر کے میں ملا کر ضا د کیا جائے۔ جب کوٹ کر باریک کر کے تیل میں ملا کر آنکھ میں ٹپکایا جائے تو آنکھ سے نکلنے والا پانی بند ہو جاتا ہے۔ یہ جریان اور لیکوریا کے لئے بھی مفید ہے۔ دانتوں کے درد کے لئے اس کی کلی کرنے سے درد دور ہو جاتا ہے۔ کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کی زہر میں نفع مند ہے۔ جب اس کی دھونی دی جائے تو کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ قاضی نے کہا کہ جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ اس کی خاصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سوداوی اور بلغمی بخار کو ختم کر دیتا ہے اور کدو دانے مار ڈالتا ہے۔ جب شو نيز کو زکام والے شخص کی گردن میں لٹکایا جائے تو بھی اس کو نفع دیتا ہے چوتھے کے بخار کے لئے بھی مفید ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ اس میں ایسی خاصیات ہیں جن کی وجہ سے اس کا نفع دیگر گرم دواؤں سے مل کر کم یا زائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم بہت سی دواؤں میں یہ خاصیت موجود دیکھتے ہیں اور شو نيز بھی عموم حدیث کی بنا پر انہیں میں سے ہے تو اس کا استعمال کبھی مفرد کبھی مرکب دونوں طرح درست ہے۔

(۵) کماة (بفتح الکا ف و سکون الیم اس کے بعد ہمزہ مفتوحہ ہے) اس کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے الکماة من و ماء ہا شفاء للعين۔ یہاں بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف اس کا پانی ہی استعمال کیا جائے بعض کہتے ہیں کہ اس کا پانی آنکھوں کی کسی دوائی میں ملا کر استعمال کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر آنکھ کی حرارت کو صرف دور کرنا مقصود ہو تو اس کا پانی بغیر کچھ ملائے مفید ہوگا اگر کوئی اور مقصد ہو تو اس کے ساتھ دوسری دوائی بھی ملائی جائے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ صحیح بلکہ درست بات یہ ہے کہ مطلقاً اس کا پانی آنکھ کے لئے مفید ہے تو اس کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اور میرے علاوہ اور لوگوں نے بھی ہمارے زمانے میں دیکھا ہے کہ ایک شخص اندھا ہو گیا اور اس کی نظر سچ مچ ختم ہو گئی تو اس نے صرف کماة کے پانی کو بطور سرمہ استعمال کیا تو وہ درست ہو گیا اور اس کی نظر لوٹ آئی۔ اور یہ شیخ عادل امام کامل دمشقی اور محدث تھے اور انہوں نے صرف اس کا پانی نبی ﷺ کی حدیث پر اعتقاد رکھتے ہوئے اور اس کے ساتھ برکت حاصل کرتے ہوئے آنکھوں میں استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء عنایت فرمادی۔

تو اس حدیث اور گزشتہ احادیث میں اس چیز کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے دینی اور دنیاوی علوم اور درست علم طب معلوم کر رکھا تھا اور علم طب کے استعمال کے جواز کا بیان ہے اور حجامت دوائیوں کے پینے ناک میں استعمال کرنے، بعض رگوں کے کاٹنے اور دم کرنے اور دوائی استعمال کرنے کا اور ان کے استحباب کا بیان ہے۔

یہ بات نہایت واضح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں بہت سی حکمتیں اور اسرار موزر رکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا فرمائی اس کے لئے علاج بھی ضرور پیدا فرمایا جو جانتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ نہیں جانتا۔

ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آیت ”و اوحی ربك الى النحل“ میں نحل سے مراد بنو ہاشم میں سے اہل بیت ہیں اور آیت میں شراب یعنی پینا سے مراد قرآن مجید ہے۔ ان لوگوں میں ایک آدمی نے ابو جعفر المنصور کی مجلس میں اس کا ذکر کیا تو اس کو ایک آدمی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا اور پینا اس چیز میں رکھا ہے جو بنو ہاشم کے پیٹوں میں سے نکلتا ہے تو سب حاضرین ہنسنے لگے اور بات کرنے والا ہکا بکارہ گیا۔



ایک اور فائدہ: معلوم ہونا چاہیے کہ شہد کی مکھی کے کام اور عمل کے بہت سے نام ہیں ان میں سے ”السنوت“ ہے بروزن سفود اور سنور یہ شہد کے عمل کو کہتے ہیں حدیث میں علیکم بالسنی والسنوت یعنی شہد کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

اور ان میں ایک نام السلوی ہے کیونکہ یہ ہر میٹھی چیز سے تسلی دلاتا ہے۔ خالد بن زہیر ہذلی کہتے ہیں

وقاسمها باللہ جهدا لانتم الذمن السلوی اذا ما نشورها

”یعنی اس نے اس سے اللہ تعالیٰ کی پکی قسم کھائی کہ تم سلوی سے بھی زیادہ لذیذ ہو جبکہ اس کی خوشبو پھیلی ہوئی ہو۔“

نیز اس کے ناموں سے الحافظ اور الامین بھی ہے کیونکہ جو چیز اس میں رکھی جاتی ہے یہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو بطور امانت محفوظ رکھتا ہے تو میت کو ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے اور گوشت کو تین ماہ تک محفوظ رکھتا ہے اور پھل کو چھ ماہ تک محفوظ رکھتا ہے۔

کتب صحاح ستہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان النبی ﷺ کان يحب الحلواء ويشرب العسل۔ کو نبی ﷺ میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے اور شہد پیتے تھے۔

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حلواء سے مراد ہر میٹھی چیز ہے۔ پھر اس کے بعد خصوصاً شہد کا ذکر اس کی مرتبہ و فضیلت کے اظہار کے لئے فرمایا ہے۔ اس کو معانی کی اصطلاح میں ذکر الخاص بعد العام کہتے ہیں۔ یہاں حلواء کا کلمہ بالمد ہے۔ اس حدیث سے لذیذ کھانے اور پاکیزہ رزق کھانے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ چیز زہد اور مراقبہ کے منافی نہیں ہے خصوصاً جبکہ ایسی چیز اتفاقاً طور پر بلا تکلیف مل جائے۔

تاریخ اصہبان میں احمد بن الحسن بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اول نعمة ترفع من الارض العسل۔ کہ پہلی نعمت جو زمین سے اٹھالی جائے گی وہ شہد ہوگا۔

مالک بن الحارث بن عبد غیوث نخعی کو فی جو اشتر کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت علی کے شیعہ میں سے تھا اور یہ تابعی اور اپنی قوم کا سردار تھا یوم یرموک میں یہ بہت سخت آزمائش میں ڈالا گیا اسی واقعہ میں اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ حضرت عثمان کو قید میں رکھنے والوں میں یہ بھی موجود تھا۔

یہ واقعہ جمل اور واقعہ صفین میں بھی موجود تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس کو دیکھتے تو اس سے اپنی نظر ہٹا لیتے اور فرماتے کفی اللہ امة محمد ﷺ شرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے شر سے امت محمد کو محفوظ فرمائے۔ اس کو حضرت علی نے قیس بن سعد کے بعد مصر کا گورنر بنایا جب یہ قلمزم میں پہنچا تو شہد کا ایک گھونٹ پیا تو مر گیا جب یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمانے لگے ”للیدین وللهم“ یعنی اپنے ہاتھوں اور منہ کی وجہ سے مرا ہے۔ جب اس کی موت کی خبر عمرو بن العاص کو پہنچی تو وہ فرمانے لگے ”ان لله جنودا من العسل“ یعنی شہد میں بھی اللہ تعالیٰ کے لشکر موجود ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت معاویہ نے کہی تھی اور انہوں نے ہی اس کو زہردی تھی بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے ایک غلام نے اسے زہردی تھی۔ اس کی وفات ۳۷ ہجری رجب میں ہوئی۔ امام نسائی نے اس کی دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

حجاج بن یوسف کے واقعات میں ہے کہ اس نے اپنے فارس کے ایک عامل کو لکھا کہ خلاصہ مقام کی مکھیوں کے بچوں کا ایسا شہد بھیج جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو اور ہاتھوں سے نچوڑا گیا ہو۔ کیونکہ خلاصہ مقام کی مکھیوں کے بچوں کا ہاتھوں سے نچوڑا ہوا شہد

نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ خلا فارس کا شہر ہے جو جودہ کے نام سے مشہور ہے۔

شرعی حکم: مجاہد نے شہد کی مکھی کو مارنا مکروہ کہا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ بعض سلف نے مکڑی کی طرح اس کو حلال مباح کہا ہے لیکن یہ بات کمزور مذہب ہے بلکہ اس کا قتل کرنا حرام ہے۔ حرمت کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کتاب الابانہ کی کتاب الحج میں اس کے قتل کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اور جو فورانی نے ابانہ میں اس کو مکروہ کہا ہے اور دیگر علماء نے حرام کہا ہے اس سے اس کا کھانا ممنوع ثابت ہوتا ہے اگر اس کے کھانے کو ہم مباح کر دیں تو مکڑی کی طرح اس کو قتل کرنا بھی مباح سمجھا جائے گا۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ اس کو قتل کرنا درست ہو کیونکہ یہ ڈنگ والے حیوانات میں سے اور اگرچہ اس میں نفع بھی ہے لیکن اس کا ضرر بھی نفع کے مقابلہ میں بہت ہے کیونکہ یہ حملہ کر کے آدمی وغیرہ کو ڈس لیتی ہے۔ شیخ رافعی نے کتاب الحج میں ذکر کیا ہے کہ شکاری جانوروں میں سے شکرے اور باز کو قتل کرنا درست ہے جیسا کہ ان پر کلام کے دوران ہم نے بیان کر دیا۔ پھر انہوں نے ان کے قتل کے جواز کی علت یہ بیان کی کہ ان کے نفع کے بالمقابل ان کا نقصان بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے پرندوں کو یہ شکار کر لیتے ہیں۔ لہذا اس ضرر کی وجہ سے انہیں قتل کرنا درست ہے۔ یہاں مضرت کو اباحت کی دلیل بنایا اور منفعت کو قتل سے مانع اور عاصم نہ گردانا۔ مگر چونکہ نبی ﷺ نے شہد کی مکھی کے قتل سے منع کیا اس لئے نبی ﷺ کے حکم کو تسلیم کرنا اللہ کے حکم کی اطاعت ہے لہذا اس کو قتل کرنا ممنوع ہے۔

اور رہا شہد کی مکھی کو گھروندے میں بیچنا تو اگر یہ نظر آ رہی ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ بیع غائب ہوگی تو اگر وہ اڑ رہی ہوں تو تمہ میں ہے کہ بیع درست ہوگی اور تہذیب میں ہے کہ درست نہیں صورتہ مسئلہ یہ ہے کہ اصل اور تمام مکھیوں کی ماں اس گھروندے میں ہو جس طرح ابن الرفعہ نے کہا ہے ورنہ دونوں صورتوں میں درست ہوگی۔ شہد کی مکھیوں اور باقی جانوروں میں فرق دو طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ شکاری حیوانات شہد کی مکھیوں کو شکار نہیں کرتے بخلاف دیگر جانوروں کے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہ اکثر وہی کچھ کھاتی ہے جو عام معمول کے مطابق کھاتی ہے۔ پھر اگر اس کی بیع میں یہ شرط لگائی جائے کہ وہ محبوس ہو تب بیع درست ہوگی تو اس طرح ان مکھیوں کو تکلیف ہوگی نیز اس صورت بیع مشکل ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں بھڑ وغیرہ تمام حشرات پر قیاس کرتے ہوئے شہد کی مکھی کی بیع درست نہیں۔ ہمارے اصحاب نے یہ دلیل لی ہے کہ یہ حیوان ظاہر ہے اس سے منفعت حاصل کی جاتی ہے اس لئے اس کی بیع درست ہے جس طرح بکری اور کبوتر وغیرہ جانوروں کی بیع درست ہے۔ اور بھڑ وغیرہ حشرات کی بھی کیونکہ ان میں کوئی منفعت نہیں ہے جیسے ریشم کے کیڑے کہ وہ مفید ہے۔ چھتے اور گھروندے میں اس کے شہد سے کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگر سردیوں میں شہد نکالا جائے اور نکالنا مشکل ہو تو جو رہ جاتا ہے وہ زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی کے بجائے دوسرے لوگ شہد سے زیادہ بے پروائی برتتے ہیں اس لئے بقیہ شہد کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ کہا گیا ہے کہ ایسی صورت ایک مرغی کو بھون کر چھتے کے دروازے پر لٹکا دیا جائے تو اس عمل سے وہ شہد کا چھتہ شہد سے خالی ہو جائے گا۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں انحل من نحلة یعنی وہ شخص شہد کی مکھی سے بھی زیادہ لاغر ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ اهدى من نحلة یعنی وہ شہد کی مکھی سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کلام کالعسل و فعل کالاسل یعنی بات میں بیٹھا ہے اور کام میں نیزہ کی طرح ہے اور یہ مثال قول و عمل کے اختلاف میں بیان کی جاتی ہے۔

خواص: شہد گرم خشک تاثیر رکھتا ہے۔ اس میں سے عمدہ وہ قسم ہے جس کو عربی میں شہد کہتے ہیں۔ شہد پیشاب آور اور مسہل ہے اور قوی آور ہے۔ پیاس لگاتی ہے انسانی طبیعت کو صفراء کی طرف مائل کرتا ہے اور اس سے گرم خون پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کو پانی میں پکایا جائے اور اس کی جھاگ نکال دی جائے تو اس کی گرمی ختم ہو جاتی اور مٹھاس اور فائدہ کم ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی غذائیت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پیشاب و پاخانہ آوری کی خاصیت بڑھ جاتی ہے۔ عمدہ ترین شہد موسم خزاں میں وہ ہوتا ہے جو خوب مٹھاس والا ہو اور موسم بہار میں اکثر طور پر عمدہ شہد سرخی مائل ہوتا ہے اور اس کے نقصان کو مزے دار سیب دور کر دیتا ہے۔ اور جو خرابی گوشت وغیرہ میں آ جاتی ہے جب اس کو شہد میں رکھا جائے تو وہ دیر تک محفوظ رہتا ہے۔ اگر ایسا شہد جس کو پانی آگ یا دھواں نہ پہنچا ہو کستوری میں ملا کر آنکھوں لگایا جائے تو آنکھوں سے بہنے والے پانی کی بیماری میں مفید ہے۔ اگر اس کو لیپ کیا جائے تو جوئیں اور لیکھیں یعنی چھوٹی جوئیں مر جاتی ہیں۔ کتے کے کانے میں اس کو چاٹنا مفید ہے۔ اور اس کو پکا کر استعمال کرنا زہر خوردہ کو مفید ہے۔ اس کی موم کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس کو اپنے پاس رکھے اور بقول بعض کے جو اس کو کھائے تو وہ شخص غمزہ ہو جائے گا لیکن اس کو کبھی احتلام نہیں ہوگا۔

تعبیر الرؤیا: خواب میں خطرے کے باوجود شہد کو حاصل کر لینا تروتازگی اور غنا کی علامت ہے۔ اور جس نے شہد کے چھتے کو دیکھا اور اس میں سے شہد نکالی تو اس کو حلال مال نصیب ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں ساری شہد حاصل کر لی اور شہد کی مکھی کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا تو ایسا شخص کسی قوم پر ظلم کرے گا اگر اس نے کچھ شہد شہد کی مکھی کے لئے چھوڑ دی تو یہ شخص اگر والی یا طالب حق ہو تو انصاف کرے گا اگر کسی نے خواب میں شہد کی مکھی کو دیکھا کہ وہ اس کے سر پر بیٹھی ہے تو اس کو ملک اور حکومت حاصل ہوگی۔ اگر بادشاہ یہ بات دیکھے تو اس کو مزید ملک حاصل ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس کے ہاتھ پر بیٹھے تو اس میں بھی یہی تعبیر ہوگی۔ کسانوں کے لئے شہد کی مکھی خیر کی دلیل ہے لیکن لشکریوں اور غیر کسانوں کے لئے جھگڑے کی دلیل ہے اور یہ تعبیر اس کی آواز اور ڈسنے کی وجہ سے دی جاتی ہے۔

اور شہد کو خواب میں دیکھنا لشکر کی آمد کی دلیل ہے کیونکہ یہ اپنے امیر کی اسی طرح اطاعت کرتی ہے جس طرح لشکر اپنے امیر کی اطاعت کرتا ہے۔ جس نے خواب میں شہد کی مکھی کو قتل کیا تو وہ اپنے دشمن کو قتل کرے گا لیکن کسانوں کے لئے شہد کی مکھی قتل کرنا اچھی علامت نہیں ہے کیونکہ وہ ان کا رزق اور معاش ہے۔ شہد کی مکھی علماء اور صاحب تصنیف بننے کی بھی دلیل ہے اور کبھی کبھی یہ محنت مشقت اور ہرجانہ اور تاوان وغیرہ پر دلالت کرتی ہے۔ شہد کو خواب میں دیکھنا ایسا حلال مال ہے کہ جو بغیر محنت کے حاصل ہوگا۔ اگر شہد کو مریض خواب میں دیکھے تو اسے شفا ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهِ شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ۔ جس نے دیکھا کہ وہ لوگوں کو شہد کھلا رہا ہے تو وہ لوگوں کو اچھی باتیں اور قرآن بہترین آواز میں سنائے گا اور جس نے دیکھا کہ وہ شہد چاٹ رہا ہے تو وہ شادی کرے گا چنانچہ نبی ﷺ نے رفاعہ کہ بیوی سے تھا حتیٰ تذوقی عسيلته و يذوق عسيلتك۔ یعنی یہاں تک کہ تو اس کا مزہ چکھ لے اور وہ تیرا مزہ چکھ لے۔ جس نے شہد کو کھایا تو اپنے محبوب کو گلے ملے گا اور اس سے بوس و کنار ہوگا اور جس نے خواب میں شہد دیکھا تو اس کو وراثت سے یا کاروبار سے حلال مال حاصل ہوگا۔ ابن سیرین کہتے ہیں شہد سے مراد رزق حلال ہے کیونکہ اس کو آگ نہیں چھوتی۔ جس نے اپنے سامنے شہد رکھا ہو ادیکھا تو اس سے

مراد یہ ہے کہ اس کے پاس بہت علم آئے گا اور لوگ اس سے سننے کی آرزو کریں گے اگر صرف شہد دیکھے تو اس سے مراد مال غنیمت ہوگا۔ اگر برتن دیکھا تو وہ آدمی صاحب علم ہوگا حلال مال پائے گا۔ غنی زاہد کے لئے شہد مال نیکی اور دین ہے اور جس نے دیکھا کہ اس کے اوپر بھی شہد ہے اور وہ شہد کھا بھی رہا ہے تو وہ آدمی لونڈی سے نکاح کرے گا۔ واللہ اعلم

## النحوص

نون کے فتح حاء کے ضمہ اور صاد کے ساتھ ایک سالہ گدھی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع نحص اور نحاص آتی ہے۔

## النسر

مشہور پرندہ گدھ ہے اس کی جمع قلت انسر اور جمع کثرت نسور آتی ہے اس کی کنیت ابو الابرود ابو الاصبع اور ابو مالک ابو منہال اور ابو یحییٰ ہے۔ اس کی مونث کوام قشعم کہتے ہیں۔ اس کو نسر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کسی جانور کو پہلے چیرتا پھاڑتا ہے پھر اس کو نگلتا ہے یہ پرندہ نمبردار ہوتا ہے اور یہ آواز میں یوں کہتا ہے اے ابن آدم تو جتنا چاہے جی لے موت تجھے آ کر رہے گی حسین بن علی نے اسی طرح کہا ہے۔ میں کہتا ہوں یہاں یہ بات ذکر کرنا مناسب ہے کہ گدھ کو لمبی عمر کے ساتھ بھی خاص کیا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ پرندوں میں سے سب سے زیادہ لمبی عمر والا ہے اور اس کی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے۔ لبد کا قصہ ان شاء اللہ ضرب الامثال میں آئے گا۔ اور یہ چونچ والا پرندہ ہوتا ہے بچوں والا نہیں ہوتا۔ مگر اس کے ناخن بچوں کی طرح تیز ہوتے ہیں۔ باز اور گدھ مرغ کی طرح جفتی کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال کہ اس نوع کی مادہ صرف مذکر کے دیکھنے سے انڈے دینے لگتی ہے اور مادہ انڈے سستی نہیں۔ بلکہ وہ اونچے مقامات پر دھوپ میں انڈے دیتی ہے تو سورج کی گرمی انڈے سینے کے قائم مقام بن جاتی ہے۔ یہ بہت تیز نظر والا ہوتا ہے یہ چار سو فرسخ سے مردے دیکھ لیتا ہے اسی طرح اس کی سونگھنے کی حس بھی انتہا درجہ کی ہے مگر یہ جب خوشبو سونگھ لے تو اسی وقت مر جاتا ہے یہ پرندہ اڑنے کے لحاظ میں بہت طاقتور اور سب پرندوں سے مضبوط پروں والا ہے حتیٰ کہ یہ ایک دن میں مشرق و مغرب کے درمیان کے فاصلے کو طے کر لیتا ہے۔ جب یہ کسی مردار پر آئے اور اس پر عقاب ہوں تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور جب تک وہ کھاتا رہتا ہے یہ نہیں کھاتے سارے شکاری پرندے اس سے ڈرتے ہیں اور یہ بہت زیادہ لالچی حریص اور طمع والا ہوتا ہے۔ جب یہ کسی مردار پر جاتا ہے تو یہ اتنا کھاتا ہے کہ اڑ نہیں سکتا حتیٰ کہ یہ کئی چھلانگیں لگا کر اپنے آپ کو درجہ بدرجہ فضا میں اٹھاتا ہے یہاں تک کہ فضا میں چلا جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو اس حالت میں کمزور آدمی بھی شکار کر لیتا ہے۔ مونث اپنے انڈوں پر اس سے ڈرتی ہے اور اپنے بچوں پر چمگاڑ سے ڈرتی ہے اس لئے وہ اپنے گھونسلے میں دلب کے پتے بچھا کر رکھتی ہے تاکہ وہ اس سے بھاگ جائے اور یہ تمام پرندوں سے اپنے ساتھی کی جدائی پر غم کرتا ہے جب ان میں سے ایک دوسرے کو چھوڑ جاتا ہے تو وہ غم اور افسوس سے مر جاتا ہے اور وہ عجیب و غریب الہام جو اس کی طرف کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جب مادہ گدھ حاملہ ہوتی ہے تو ہندوستان چلی جاتی تو وہاں سے اخروٹ کی طرح ایک پتھر لاتی ہے جب اس کو ہلایا جائے تو اس میں سے ایک متحرک پتھر کی آواز اس طرح محسوس ہوتی ہے جس طرح گھنٹی کی آواز ہو۔ جب اس کو وہ اپنے اوپر یا نیچے رکھ لیتی ہے تو اس کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ اس بات کو بعینہ قزوینی نے عقاب میں ذکر کیا ہے اور باب العین میں اس کا ذکر ہو

چکا ہے۔ پرندوں میں وجود کے لحاظ سے اس سے بڑا پرندہ کوئی نہیں ہوتا۔ اس کو ابو الطیر بھی کہتے ہیں شاعر کہتا ہے۔

فلا و ابی الطیر المریہ فی الضحیٰ علی خالد لقد وقعت علی لحم

”ابو الطیر کی قسم جو چاشت کے وقت خالد پر آتا جاتا ہے میں گوشت پر ٹوٹ پڑا ہوں۔“

گدھ پرندوں کا سردار ہے۔ یافعی نے اپنی کتاب نفحات الازہار ولمحات الانوار میں علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ بے شک ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور سید البشر آدم علیہ السلام ہیں اور اولاد آدم کے سردار آپ ہیں۔ روم کے سردار صہیب ہیں اور فارسیوں کے سردار سلیمان ہیں حبشیوں کے سردار بلال ہیں۔ درختوں کا سردار پیری کا درخت ہے۔ پرندوں کا سردار گدھ ہے۔ مہینوں کا سردار رمضان المبارک اور دنوں کا سردار جمعہ ہے اور عربی کلام اور عربی زبان کا سردار قرآن ہے۔ اور قرآن کی سردار سورہ بقرہ ہے۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے میرے رب مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ اپنے نزدیک معزز بندے کی خبر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص میری رضا مند یوں کی طرف اس طرح جلدی کرتا ہے جس طرح گدھ اپنی خواہش کی طرف جلدی کرتی ہے اور یہ حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ ”نمر“ میں باب النون میں مفصل آئے گی۔

بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن ہارون عبدی سے روایت ہے کہ میں نے جنید سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے شکر کا حق یہ ہے کہ ان چیزوں میں۔ جو اس نے انعام کی ہیں اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اور اس کی زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے تو ایسا آدمی جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔ اور کہا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اللہ کے ذکر میں اسی طرح پناہ پکڑتے ہیں جس طرح گدھ اپنے گھونسے میں پناہ پکڑتی ہے۔

بخت نصر اور گدھ: حلیہ میں وہب بن مہبہ کے حالات زندگی وغیرہ میں وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بخت نصر کو مسخ کر کے شیر بنا دیا گیا تو یہ درندوں کا بادشاہ ہوا پھر اس کو گدھ بنا دیا گیا تو یہ پرندوں کا بادشاہ بن گیا پھر اسے نیل بنا دیا گیا تو یہ چوپایوں کا بادشاہ بن گیا۔ اور شکل کا بدلنا سات سال تک رہا۔ اور ان تمام حالات میں اس کا دل انسان کا سا تھا اور عقل بھی انسان جیسی رہی۔ اور اس کی بادشاہی بھی قائم رہی۔ پھر اللہ نے اس کی بشریت لوٹا دی۔ اور اس کی روح اللہ نے لوٹائی تو اس نے لوگوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دی تو اس نے کہا آسمان کے الہ اللہ کے علاوہ تمام الہ باطل ہیں۔ وہب سے پوچھا گیا تو کیا وہ پھر مسلمان ہو کر مرا تھا اس نے کہا میں نے اہل کتاب کو اس میں اختلاف کرتے پایا ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ مرنے سے پہلے ایمان لے آیا تھا اور بعض کہتے ہیں اس نے انبیاء کو قتل کیا اور اللہ کے مقدس گھر کو غیر آباد کیا اور اللہ کی کتابیں جلا ڈالیں تو اللہ اس پر ناراض ہوا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی۔ انتہی

سدی کہتے ہیں جب بخت نصر اپنی اصل صورت میں واپس آیا اور اللہ اس کو بادشاہی بھی دے دی تو دانیال اور اس کے ساتھی اس کی نگاہ میں سب سے معزز تھے۔ تو مجوسیوں نے اس سے حسد کیا تو بخت نصر سے کہنے لگے جب دانیال شراب پی لیتا ہے تو

پیشاب روکنے کا بھی اس کا اختیار نہیں رکھتا۔ اور یہ چیز ان میں عار شمار کی جاتی تھی۔ پھر اس نے کھانا تیار کیا تو لوگوں نے کھایا اور پیا اس نے دربان کو حکم دیا کہ دیکھے کہ سب سے پہلے پیشاب کے لئے کون جاتا ہے۔ جو جائے اس کو کلہاڑا دے مارا گروہ کہے کہ میں بخت نصر ہوں تو اس کو کہنا یہ بات غلط ہے کیونکہ اس نے تو مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے۔

اب سب سے پہلے پیشاب کرنے کیلئے بخت نصر خود اٹھا تو اس پر دربان نے حملہ کر دیا تو اس نے کہا میں بخت نصر ہوں۔ اس نے کہا تو جھوٹا ہے بخت نصر نے تو مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے۔ پھر اس کو مار کر قتل کر ڈالا۔ اصحاب المبتداء نے اسی طرح کہا ہے۔ نمرود کا ہوائی جہاز: علیؑ سے روایت ہے کہ جب سرکش نمرود نے ابراہیم سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کیا تو اس نے کہا۔ اگر ابراہیمؑ اپنی بات میں سچے ہیں تو میں آسمان پر چڑھ کر ضرور اس بات کو معلوم کروں گا۔ پھر اس نے گدوں کے چار بچے لے کر پالے یہاں تک وہ جوان ہو گئے پھر اس کے ایک بکس بنایا اس کے اوپر اور ایک نیچے دروازہ بنایا۔ اور نمرود ایک آدمی سمیت اس تابوت میں بیٹھ گیا۔ اور تابوت کے کونوں میں لکڑیاں نصب کر دیں اور ان کے سروں پر گوشت رکھ دیا۔ اور اس تابوت کو گدوں کی ٹانگوں سے باندھ دیا۔ اور ان کو چھوڑ دیا۔ تو وہ اس لئے کراڑے اور گوشت کی لالچ میں اوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ ایک دن گزر گیا اور وہ فضا میں دور چلے گئے پھر نمرود نے اپنے ساتھی سے کہا اوپر والا دروازہ کھول کر آسمان کی طرف دیکھو اور دیکھو کہ ہمارے نزدیک کوئی آیا ہے اس نے دروازہ کھولا اور دیکھا اور کہا کہ آسمان اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔ پھر کہا نیچے والا دروازہ کھولو۔ اور زمین کی طرف دیکھو وہ تم کو کیسی دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسی طرح کیا اور کہا میں زمین کو تنگ سی دیکھتا ہوں اور پہاڑ اس میں دھوئیں کی طرح ہیں۔ تو گدیں ایک دن اور اڑیں اور اونچی ہو گئیں یہاں تک اڑان اور ان کے درمیان فضا حائل ہو گئی۔ پھر اس نے کہا دونوں دوازے کھول کر دیکھ اس نے اوپر والا دروازہ کھولا تو آسمان اپنی پہلی حالت کی طرح تھا پھر نیچے والا کھولا تو زمین سیاہ کالی تھی۔ اور آواز آئی اے سرکش تو کہاں جانا چاہتا ہے۔

عکرمہ کہتے ہیں اس کے ساتھ تابوت میں ایک غلام تھا جس نے تیرا اٹھائے ہوئے تھے اس نے تیر پھینکا تو وہ اس کے پاس مچھلی کے خون میں لتھڑا ہوا واپس آیا۔ جس نے اپنے آپ کو سمندر سے فضا میں پھینکا تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ تیر کسی پرندے کے خون سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا اب آسمان کے الہ سے بھی میں نے نمٹ لیا۔ راوی نے کہا پھر نمرود نے اپنے ساتھی کو حکم دیا کہ وہ لکڑیوں کو نیچے کر دے اور گوشت کو نیچے کر دے تو اس نے اس طرح کیا تو گدیں تابوت لے کر نیچے کی طرف آنے لگیں۔ تو پہاڑوں نے گدوں اور تابوت کی آواز سنی تو گھبرا گئے تو انہوں نے سمجھا کہ آسمان میں کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے اور قیامت قائم ہو گئی ہے۔ تو قریب تھا کہ اپنی جگہ سے ابل جاتے۔ **وَإِنْ كَانُ مَكْرُهُمْ لِنَزُولٍ مِنْهُ الْجِبَالُ**۔ ابن مسعودؓ نے ان کسان کے بجائے ان کا د پڑھا ہے۔ مگر عام قاریوں نے اس کو نون کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابن جریج اور کسائی نے لتزول لام اولیٰ کے فتح اور ثانیہ کے رفع سے پڑھا ہے لیکن عام نے لام اولیٰ کے کسرہ اور ثانیہ کے فتح سے پڑھا ہے۔ جوہری نے کہا سرزی القلاع کا ایک بت بھی ہے جو حمید کی زمین میں ہے اور مذبح کا بت یغوث اور ہمدان کا یعوق ہے۔ یہ نوٹ کی قوم کے بتوں میں سے تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا يَغُوثٌ وَيَعُوقٌ وَنَسْرٌ۔

اور نبی ﷺ کے چچا عباس نے اس کی طرف اس وقت اشارہ کیا جب نبی ﷺ تبوک سے واپس آئے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی تعریف کروں تو نبی ﷺ نے فرمایا تو کہہ! اللہ تیرے دانت نہ گرائے تو عباس نے یہ شعر کہے:

من قبلها طبت في الظلال وفي مستودع حيث يخصف الورق  
 ”اس سے قبل آپ سائیوں میں عمدہ رہے اور اسی جگہ سے الوداع ہوئے جہاں پتے چنے جاتے ہیں۔“

ثم هبطت البلاد لا بشرر اننت ولا مضغعة ولا علق  
 ”پھر آپ شہروں میں اترے جبکہ آپ نہ انسان تھے نہ مضغعة تھے نہ علق تھے۔“

بل نطفة تركب السفين وقد الجسم نسرا واهله الغرق  
 ”بلکہ ایک نطفہ تھے جو کشتی میں سوار تھا اس نے گدھ کو لگام ڈال دی اور اس کشتی والے ڈوپے ہوئے والے تھے۔“

تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق  
 ”پھر آپ پشت سے رحم کی طرف منتقل ہوئے جب ایک جہاں ختم ہوا تو دوسرا درجہ سامنے آ گیا۔“

وردت نار الخلیل مکتما فی صلبه انت کیف یحترق  
 ”پھر آپ خلیل کی آگ میں چھپ کر وارد ہوئے جس کی پیٹھ میں آپ ہوں وہ کیسے جل سکتا ہے۔“

حتى احتوی بیتک المہیمن من خندق علیاء تحتها النطق  
 ”یہاں تک کہ تیرے گھر کو اللہ نے اونچی خندقوں سے گھیر لیا جس کے نیچے نطق ہے۔“

وانت لما ولدت اشرققت الارض وضاءت بنورك الافق  
 ”آپ جب پیدا ہوئے تو ساری زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے افق روشن ہو گیا۔“

فنحن فی ذلك الضیاء وفي النور وسبل الرشاد نخترق  
 ”ہم اس روشنی کے نور میں اور ہدایت کے راستوں میں چل رہے ہیں۔“

تتمہ: دارقطنی نے عقبہ بن عامر جہنی سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمان میں چڑھایا گیا۔ تو میں جنت عدن میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک سیب آ گیا۔ جب میں نے اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا تو وہ حور کی شکل اختیار کر گیا جس کی بہت خوبصورت موٹی آنکھیں تھیں۔ ان کی آنکھوں کی پلکیں گدوں کی آنکھوں کے گوشوں کی طرح تھیں۔ میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو۔ اس نے کہا آپ کے بعد جو خلیفہ ہے اس کی ہوں۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ گندا ہوتا ہے اور مردے کھاتا ہے۔

ضرب الامثال: لوگ کہتے ہیں اعمر من نسر۔ وہ نسر سے زیادہ عمر والا ہے۔ نیز کہتے ہیں اتی الابد علی لبد۔ لبد پر ہمیشگی آگئی۔

قوم عاد اور عذاب: یہ لبد وہ گدھ ہے جو لقمان بن عاد کی گدوں میں سے آخری گدھ تھی۔ اور لقمان بن عاد اصغر کو اس کی قوم نے حرم تک بھیجا اور یہ وہ عاد ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ یہ ان کے لئے پانی تلاش کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم کے

کچھ لوگ بھی تھے۔ جب مکہ آئے تو معاویہ بن بکر کے پاس اترے۔ اور وہ مکہ کے حرم سے باہر تھا۔ تو اس نے ان کی مہمان نوازی کی اور بڑی عزت کی۔ اور وہ اس کے ماموں اور سسرال تھے۔ وہ اس کے پاس ایک مہینہ ٹھہرے رہے ان کی مسافت بھی ایک ماہ کی تھی جب معاویہ بن بکر نے دیکھا یہ جاتے ہی نہیں تو اس کو یہ بات بڑی گراں گزری کیونکہ ان کی قوم نے ان کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ ان کی تکلیف کے لئے مدد حاصل کریں۔ تو اس نے کہا میرے ماموں اور سسرال مر گئے۔ اور یہ لوگ میرے پاس مقیم ہیں اور یہ میرے مہمان بنے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے سمجھ نہیں آتی میں ان کا کیا کروں اس نے اپنی دوگانے والی لونڈیوں جرادتین سے یہ شکایت کی تو انہوں نے کہا آپ کچھ شعر بنائیں جن کے متعلق ان کو علم نہ ہو کہ یہ کس کے ہیں شاید اس طرح حرکت میں آئیں تو اس نے ان کے متعلق کچھ شعر کہے جن میں ان کو ڈانٹا اور وہ معاملہ یاد دلایا۔ جس کے لئے وہ آئے ہیں۔ جب ان لونڈیوں نے ان کو یہ شعر سنائے تو وہ آپس میں کہنے لگے تم کو تمہاری قوم نے اس مصیبت سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا جو تم پر آئی تھی مگر تم لوگوں نے اتنی دیر کر دی تو اس حرم میں داخل ہو کر اپنی قوم کے لئے پانی مانگو۔ مدثر بن سعد جو کہ ہوڈ پر پوشیدہ طور پر ایمان لایا تھا نے کہا خدا کی قسم تم کو دعا سے پانی نہیں ملے گا جب تک تم اپنے نبی کی اطاعت نہیں کرو گے اور رب کی طرف رجوع کرو گے تو تم کو پانی مل جائے گا تو اس وقت انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ مدثر نے بھی ایک شعر کہا ہے۔ جس میں ان کو اپنے اسلام کے متعلق بتایا ہے۔ تو انہوں نے معاویہ بن بکر سے کہا کہ اس کو اپنے پاس روک لو یہ ہمارے ساتھ مکہ میں نہ جائے کیونکہ اس نے ہمارا دین چھوڑ کر ہوڈ کے دین کی پیروی شروع کر دی ہے۔ پھر وہ مکہ کو نکلے اور حاجیوں کے لئے دعا اور پانی مانگنے لگے۔ تو جب مکہ کی طرف مڑے تو مدثر بن سعد معاویہ کے گھر سے نکلا یہاں تک کہ ان کے پاس دعا کرنے سے پہلے ہی پہنچ گیا جب ان کے پاس پہنچا تو دعا کرنے لگا اور یہ عادیوں کا وفد بھی دعا کر رہا تھا۔ اس نے یہ دعا کی:

اللَّهُمَّ اعْطِنِي سُؤْلِي وَحَدِي وَلَا تَدْخُلْنِي فِي شَيْءٍ مِمَّا يَدْعُوكَ فِيهِ وَفَدُ عَادٍ. اور قیل بن عمر اس وفد کا سردار تھا۔ عادیوں کے وفد نے کہا اللَّهُمَّ اعْطِ قَبِيلاً مَا سَأَلَكَ أَوْ اجْعَلْ سُؤْلَنَا مَعَ سُؤْلِهِ تَوَقَّلْ كَهْنَةَ لُكَا۔

یا اِلٰهِنَا اِنْ كَانَ هُوَ صَادِقًا فَاسْقِنَا. اے اللہ اگر ہو دسچا ہے تو ہم کو پانی پلا کیونکہ ہم ہلاک ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تین بدلیاں بھیجیں ایک سفید ایک سرخ ایک سیاہ پھر بادل سے کسی نے آواز دی اے قیل! اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے ایک کو پسند کر لے تو قیل نے کہا میں نے سیاہ کو پسند کر لیا کیونکہ بہت زیادہ بارش ہوگی۔

تو کسی نے آواز دی تو نے ایسی راہ پسند کی جو آل عادیوں سے کسی کو نہیں چھوڑے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس سیاہ بدلی کو جو قیل نے پسند کی تھی بمعہ اس عذاب کے جو اس میں تھا چلا کر عادیوں کی طرف لے گیا جو ایک وادی سے جا نکلا جس کو وادی مغیث کہتے تھے۔ جب انہوں نے بدلی دیکھی تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ ہمیں بارش دینے آگئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ. اس بادل میں جو کچھ عذاب تھا اس کو سب سے پہلے جس نے دیکھ کر پہچان لیا تھا کہ یہ ایک مہلک طوفان ہے وہ ایک عادی عورت تھی جس کا نام مہدو تھا۔ جب اس نے عذاب دیکھ لیا تو چیخ کر بیہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو لوگوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا اس نے کہا میں نے ایک ہوادیکھی جو آگ کے شعلوں کی طرح تھی جس کے آگے کچھ لوگ اسے کھینچ کر لارہے ہیں تو اللہ نے وہ آندھی ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلط کر دی۔ تو اس نے سب عادیوں کو ہلاک کر دیا۔



اور ہوڈ اور دوسرے مومن ایک الگ جزیرے میں چلے گئے۔ جہاں ان کو ہوا کا وہ حصہ پہنچتا جو ان کی جانوں کے لئے نرم و مزیدار ہوتا۔ اور وہ جب عادیوں سے گزرتی تو ان کو اٹھا کر زمین اور آسمان کے درمیان لے جا کر پتھروں پر مارتی یہاں تک کہ وہ سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔

لقمان علیہ السلام اور گدھ: جب عادی ہلاک ہوئے تو لقمان کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ چاہے تو تم کو سات ان گندم گوں گائیوں کی عمر دی جائے جو اظب اور خاکستری رنگ کی ہوں پہاڑ میں رہنے والی جن کو ابھی تک بارش نہ پہنچی ہو۔ یا تم کو سات گدوں کی عمر دی جائے جو ایک دوسرے کی جانشین بنتی ہیں۔ جب ان میں ایک ہلاک ہوتی ہے تو دوسری اس کی جگہ سنبھال لیتی ہے۔ چونکہ انہوں نے اللہ سے لمبی عمر مانگی تھی اس لیے انہوں نے گدوں کو پسند کیا۔ گدھ کا بچہ نکلنے سے لے کر اور آخر مرنے تک ۸۰ سال زندہ رہتا تھا۔ اس طرح جب چھ مر گئے تو ساتویں کا نام لبد رکھا گیا جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اڑنے سے عاجز آ گیا تو اس کو لقمان کہتے تھے لبد اڑو پھر جب وہ لبد ہلاک ہو تو لقمان بھی ہلاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہود کو حکم دیا تو اس نے ان پر ریت کا ہالہ بنا دیا۔ تو وہ اس ریت کے نیچے سات راتیں اور آٹھ دن رہے۔ اسی ریت کے نیچے ان کی آوازیں نکلتی تھیں۔ پھر اللہ نے ہود کو حکم دیا تو اس نے ان سے ریت کو ہٹا دیا۔ اور اللہ نے سیاہ پرندے کو بھیج دیا جو ان کو سمندر میں اٹھا کر پھینک آیا۔ ہوا اس سے پہلے اندازے سے نکلتی تھی مگر اس دفعہ خزانچوں سے باغی ہو کر نکل گئی اور ان پر غالب آ گئی۔ فرشتوں کو اتنا بھی پتہ نہ چلا کہ وہ کتنی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ انگٹھی کے سوراخ کے اندازے کے مطابق اتری تھی۔

علیؑ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ہود علیہ السلام کی قبر حضرت موت میں ایک سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔ عبدالرحمن بن سابط نے کہا کہ رکن مقام اور زمزم کے درمیان ۹۹ نبیوں کی قبریں ہیں جن میں ہود شعیب صالح اور اسماعیل علیہم السلام شامل ہیں۔ عربوں نے لبد کا لفظ بہت زیادہ شعروں میں استعمال کیا ہے ان میں سے ایک نابغہ ذبیانی کا قول ہے:

اضحت خلاء واضطی اهلها احتملوا  
اخنی علیہا الذی اخنی علی لبد

”خلاء نے دوپہر کی تو اس کے رہنے والوں نے بھی دوپہر کی انہوں نے اس کو لمبی عمر برداشت کیا کہ یہ ان پر لبد جتنا لمبا ہو گیا۔“

شاعر نے لبد کے ذکر میں جو بیان کیا ہے وہ باب اللام میں بیان ہو چکا ہے۔

طبی فوائد اور خواص: گدھ کا دل بھیڑیے کے چمڑے میں رکھ کر کسی آدمی پر لٹکا یا جائے۔ تو وہ ہر ایک کا محبوب بن جائے گا اور بادشاہ وغیرہ کے پاس اس کی ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور اس کو کوئی درندہ بھی کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ تنگی ولادت میں عورت کے نیچے اس کا پر رکھ دیا جائے تو اس کی ولادت میں آسانی ہوگی۔

اور اگر اس کی ہڈیوں میں سے بڑی ہڈی لے کر کوئی آدمی جو کہ بادشاہوں اور بڑے لوگوں کی خدمت کرتا ہے اپنے اوپر لٹکائے تو وہ شخص ان کے غصے سے بچ جائے گا اور ان کے نزدیک محبوب بن جائے گا۔ اس کے بائیں ران کی ہڈی اگر کوئی آدمی اپنے ساتھ لٹکالے۔ تو پرانے پچیش میں مفید ہے۔

نقرس کی بیماری میں اس کی پنڈلی کا پچھلا حصہ بائیں جانب کے لئے اور دائیں جانب کے لئے دائیں طرف کا حصہ لٹکائے اور اگر اس کے پزوں میں کسی پر کی دھونی اس گھر میں دی جائے جس میں کیڑے مکوڑے ہوں تو وہ بھاگ جاتے ہیں اور کوئی باقی نہیں رہتا اس کا جگر بھون اور جلا کر پیا جائے تو قوت باہ کے لئے مفید ہے۔ اس کا انڈہ لے کر پھینٹ کر کے شرمگاہ پر تین دن تک ملا جائے تو اس میں عجیب و غریب طاقت آجائے گی۔ اس کا پتہ نزول الماء کی بیماری میں سات دفعہ پانی کے ساتھ ملا کر سرمہ لگایا جائے اور آنکھ کے ارد گرد طلا بھی کیا جائے۔ تو بہت فائدہ ہوگا۔

اور اگر اس کا اوپر والا جڑا کسی آدمی کی گردن پر کپڑے میں لپیٹ کر باندھ دیا جائے تو اسکے پاس کوئی کیڑا مکوڑا نہیں آئے گا۔  
تعبیر الرویا: گدھ میں خواب بادشاہ ہوتا ہے جس نے گدھ کو دیکھا کہ وہ اس سے جھگڑ رہی ہے تو بادشاہ اس سے ناراض ہوگا اور وہ کسی ظالم کے سپرد کیا جائے گا۔ کیونکہ سلیمانؑ نے گدھ کو پرندوں کا سردار بنایا تھا تو وہ اس سے ڈرتے تھے۔ اور جو گدھ کا مالک بنا۔ تو اس کو بہت بڑی بادشاہی ملے گی۔ اور جو شخص گدھ کا مالک ہو اور وہ اس کو اڑا لے گئی اور یہ اس سے خوف زدہ نہ ہو تو اس کا معاملہ بہت اونچا ہو جائے گا اور یہ زمین میں بڑا سرکش اور جبار بن جائے گا۔ جس طرح پہلے نمرود کے متعلق بیان ہو چکا ہے۔ جس کو گدھ کا بچہ خواب میں ملا تو اس کے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو بہت بڑا رہتا ہے گا۔ اگر اس نے یہ خواب دن کو دیکھا تو بیمار ہوگا۔ اور اگر اس کو اس کے بچے نے زخمی کر دیا تو اس کی بیماری بڑھ جائے گی۔

ذبح شدہ گدھ کو دیکھنے سے مراد کسی بادشاہ کی موت ہے اور اگر حاملہ عورت گدھ دیکھے تو وہ دودھ پلانے والیوں اور دایوں کو دیکھے گی۔ یہودی کہتے ہیں کہ نسر سے مراد انبیاء اور صالحین ہوتے ہیں۔ کیونکہ تورات میں صالحین کو اس گدھ سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنا وطن پہچانتا ہے اور اپنے بچوں پر پھڑ پھڑاتا ہے اور ان کو چوگا دیتا ہے۔

ابراہیم کرمانی نے کہا گدھ سے مراد بڑے بڑے بادشاہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو اس کی شکل پر پیدا کیا تھا۔ اور پرندوں کے رزق اس کے سپرد ہوتے ہیں۔

جا ما سب نے کہا۔ جس نے گدھ کو دیکھا یا آواز سنی تو وہ کسی انسان سے جھگڑا کرے گا۔ ابن مقری نے کہا کہ جو شخص گدھ کا مالک ہو گیا اور اس پر حکومت کرنے لگا۔ تو اس کو عزت و غلبہ اور دشمنوں پر مدد ملے گی۔ اور اس کو لمبی عمر دی جائے گی۔ اگر وہ محنتی لوگوں میں سے ہے تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر زندگی گزارے گا۔ اور کسی کے پاس نہیں جائے گا۔ اگر بادشاہ ہو تو دشمنوں پر غالب آجائے گا۔ اور بسا اوقات ان سے صلح کر کے ان کی شر سے اور مکر سے بچ جائے گا۔ اور جو ان کے پاس ہتھیار اور مال ہے اس سے وہ فائدہ بھی اٹھائے گا۔

اگر عام لوگوں میں سے ہے تو اس کے مناسب اس کو مرتبہ اور مال ملے گا۔ اور اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔ اور بعض دفعہ گدھ کا دیکھنا بد بخت اور گمراہی پر دلالت کرتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یغوث و یعوق و نسرا و قد ا ضلو کثیرا۔ اور مونٹ گدھ کا دیکھنا خطا کار عورتوں اور زنا کی چھوٹی اولاد کو دیکھنا ہے۔ اس طرح عقاب بھی ہے۔ راوی نے کہا اس کا دیکھنا بعض دفعہ موت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ جانوروں کی رگوں کو شکار کرتی ہے۔ اور مردے کھاتی ہے۔ بعض دفعہ گدھ اہل و عیال پر غیرت کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ واللہ اعلم

## نساف

نون کی فتح کے ساتھ ہے۔ سین کی تشدید کے ساتھ ایک بڑی چونچ والے پرندے کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## نسناس

محکم میں ہے کہ یہ انسانی صورت پر پیدا ہوا تھا۔ یہ لفظ انسان سے مشتق ہے یہ کمزور خلقت والے ہوتے ہیں۔ صحاح والے نے کہا یہ ایک ایسی مخلوق ہے۔ جو ایک ٹانگ پر کودتی ہے۔

مسعودی نے مروج الذهب میں کہا کہ یہ ایک حیوان ہے۔ جو انسان کی طرح ہے اس کی ایک آنکھ ہوتی ہے۔ یہ پانی سے نکلتا ہے اور باتیں کرتا ہے۔ جب انسان پر قابو پالے تو اس کو مار ڈالتا ہے۔ قزوینی نے کہا اشکال میں ہے کہ یہ امتوں میں سے امت ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا اعلیٰ بدن ہے ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ ہے گویا کہ یہ ایک انسان ہے جس کو چیر کر دو کر دیا گیا ہو یہ ایک پاؤں پر چھلانگیں لگاتا ہے اور بہت تیز دوڑتا ہے۔ اور یہ بحر چین کے جزائر میں ہوتا ہے۔

نسناس کی کہانی: دینوری کے مجالسہ میں ابن قتیبہ سے مروی ہے کہ ابن اسحق نے کہا کہ نسناس یمن کی ایک مخلوق ہے۔ ان میں سے ایک کی ایک آنکھ ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ چھلانگیں لگاتا ہے۔ اور یمن والے ان کو شکار کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ان کے شکار کے لئے نکلے تو انہوں نے تین نسناس دیکھے تو انہوں نے ان میں سے ایک نسناس کو پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور دو ان میں سے درختوں میں چھپ گئے تو جس کی کونچیں کاٹی گئی تھیں۔ اس کو ذبح کیا گیا تو ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ بہت موٹا ہے تو ان دو نسناسوں میں سے ایک بولا یہ ضرور درخت کو کھایا کرتا تھا تو انہوں نے اس کو بھی پکڑ کر ذبح کر دیا۔ تو جس نے ذبح کیا اس نے کہا خاموش رہنا کتنا اچھا تھا۔ تو تیسرا نسناس بول پڑا میں تو خاموش ہوں تو انہوں نے اس کو بھی ذبح کر دیا۔ بقول ابن سیدہ اہل یمن اس درخت کو بن کہتے ہیں۔

میدانی نے باب الہزہ کتاب الامثال میں کہا ہے کہ ابودقیس نے کہا لوگ نسناس کو کھاتے ہیں۔ اور یہ ایسی مخلوق ہے جن میں سے ہر ایک کا ایک ہاتھ ایک ٹانگ اور آدھا سر اور آدھا بدن ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ ارم بن سام جو عاد اور ثمود کے بھائی تھے کی نسل سے ہے۔ ان میں عقل نہیں ہوتی یہ بحر ہند کے ساحل میں جنگلوں میں رہتے ہیں۔ عرب ان کو شکار کر کے کھا جاتے ہیں۔ اور یہ عربی بولتے ہیں۔ اپنی نسل بڑھاتے ہیں۔ ان کے نام بھی عربوں جیسے ہوتے ہیں۔ اور شعر بھی کہتے ہیں۔

تاریخ صنعاء میں ہے کہ ایک تاجر آدمی ان کے شہر گیا تو دیکھا کہ ایک ٹانگ پر کود رہے ہیں اور درختوں پر چڑھ رہے ہیں اور کتوں سے بھاگتے ہیں کہ کیونکہ ان کو ڈر ہوتا ہے کہ وہ ان کو کھانہ جائیں۔ ان میں سے ایک سے اس نے یہ شعر سنے:

فردت من خوف الشراة شدا اذ لم اجد من الفرار بدا

”میں شیروں کی جھاڑیوں سے میں ڈرتا ہوں اور بہت تیز بھاگتا ہوں جبکہ بھاگنے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔“

قد كنت قدما في زمانى جلدنا فها اننا اليوم ضعيف جدا

”میں پہلے زمانے میں بہت طاقتور ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج کل میں بڑا کمزور ہو گیا ہوں۔“

ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔ کہ ابن عباس نے فرمایا کہ لوگ چلے گئے اور نسناس باقی رہ گئے ان سے کہا گیا نسناس کیا ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا یہ لوگوں کے مشابہہ ہوتے ہیں مگر انسان نہیں ہوتے۔ دینوری کی مجالہ میں حسن بصری کا کلام لکھا ہے کہ انسان چلے گئے اور نسناس باقی رہ گئے اگر تم ایک دوسرے کے عیب ظاہر کرنے لگو تو تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو اور یہ بات نہا یہ لابن الاثیر اور غریب الہروی اور فائق میں ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ نسناس سے مراد یا جوج و ماجوج ہیں بعض نے کہا کہ یہ ایک مخلوق ہے جو انسانی شکل پر ہے بعض چیزوں میں انسان کے مشابہہ ہیں اور بعض میں ان کے خلاف اور یہ بنی آدم میں سے نہیں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ عاد کے ایک قبیلے نے اپنے نبی کی نافرمانی کی تو اللہ نے ان کو مسخ کر کے نسناس بنا دیا ان میں سے ہر ایک کے ایک جانب ٹانگ اور ہاتھ ہے یہ پرندوں کی طرح ٹھونگے مارتے ہیں اور مویشیوں کی طرح چرتے ہیں۔

نسناس کا پہلا نون کبھی مکسور ہوتا ہے کبھی مفتوح۔ احمد نے کتاب الزہد میں مطرف بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ لوگوں کی عقلیں ان کے زمانے کے مطابق ہوتی ہیں۔

نیز انہوں نے کہا وہ ناس نسناس اور اناس ہوتے ہیں۔ لوگوں کے پانی میں ان کو غوطہ دیا گیا۔

کریبی نے کہا میں نے ابونعیم سے یہ کہتے ہوئے سنا مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بہت اچھا لگتا ہے۔

ذهب الذین یعاش فی اکنافہم۔ یعنی جن کے دامن میں زندگی گزاری جاتی تھی وہ چلے گئے۔ لیکن ابونعیم کہتے ہیں:

ذهب الناس فاستقلوا و صاروا خلفا فی اراذل النسناس

”لوگ چلے گئے تو یہ خود مختار ہو گئے تو ذلیل نسناس لوگوں میں یہ پیچھے رہ گئے۔“

فی اناس نعدہم من عدید فاذا فتشوا فلیسوا بناس

”ایسے لوگوں میں جنہیں ہم لوگوں میں شمار کرتے ہیں لیکن جب تفتیش کی گئی تو وہ انسان نہ ثابت ہوئے۔“

کلما جنت ابتغی النیل منہم بدرونی قبل السؤال بیاس

”میں جب بھی ان کے پاس کچھ حاصل کرنے آیا تو وہ جلدی سے مانگنے سے پہلے ہی انکار کر کے مایوس کر دیتا۔“

وبلونی حتی تمنیت انی منہم قد اقلت راسا براس

”انہوں نے مجھے آزما یا یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش کہ ان سے بالکل تعلق توڑ لیا ہوتا۔“

شرعی حکم: قاضی ابوالطیب اور شیخ ابو حامد نے کہا۔ کہ نسناس کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ یہ انسانی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔

اسی لئے شیخ محبت الدین طبری نے شرح التنبیہ میں کہا ہے کہ وہ حیوان جس کو عام لوگ نسناس کہتے ہیں وہ بندروں کی ایک قسم ہے

وہ پانی میں زندہ نہیں رہتا اس کا کھانا حرام ہونا چاہیے کیونکہ وہ خلقت، خلق اور سمجھداری میں بندر کے مشابہہ ہوتا ہے اور حیوان میں

سے بحری نسناس ہوتے ہیں۔ تو اس کے کھانے کے حلال ہونے میں دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دوسری مچھلیوں کی طرح حلال

ہے اس کو رویانی وغیرہ نے پسند کیا دوسری وجہ حرمت کی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اور یہی بات قاضی ابوالطیب اور ابو حامد نے کہی یہ

جانوران کے نزدیک مچھلی کے علاوہ ان جانوروں میں سے مستثنیٰ ہے جو پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اس اختلاف کی ترتیب یوں ہوگی کہ جب ہم یہ کہیں گے کہ مچھلی کے علاوہ سب بحری جانور حرام ہیں تو نسناس بھی حرام ہوگا اگر کہیں کہ مچھلی کے علاوہ بھی سب مباح ہیں تو نسناس میں دو وجہیں ہوں گی۔ ایک یہ ہے کہ وہ حرام ہوگا جس طرح مینڈک کیلڑا اور مگر مجھ ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ پانی کے کتے اور انسان کی طرح حلال ہے یہ بات شافعی کی نص کے زیادہ قریب ہے ”محکم“ والے کی بات بھی اسی چیز کی شہادت دیتی ہے۔

اور سمندری جانوروں کے بارے میں کراع کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے جیسے پہلے گزر چکا۔

اور نسناس اہل لغت کے قول کے مطابق ایک وحشی جانور ہے اس کا شکار کیا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے یہ انسانی شکل پر ہوتا ہے۔ اس کی ایک آنکھ ایک ٹانگ اور ایک ہاتھ ہوتا ہے یہ انسانوں کی طرح بولتا ہے۔ انتہی گزشتہ قول کہ ”اس کو شکار کر کے کھایا جاتا ہے“ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ طیب اور پاکیزہ ہے۔ اور دینوری سے عن ابن اسحق یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ نسناس کو شکار کر کے کھایا جاتا ہے اور یہ بات میدانی نے بھی کہی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

تعبیر الروایا: اس کو خواب میں دیکھنا قلیل العقل آدمی کو دیکھنا ہے جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے گرا دے۔

## النسنوس

یہ ایک پرندہ ہے جو پہاڑوں میں رہتا ہے۔ اس کی کھوپڑی بڑی ہوتی ہے۔

## النضو

نون کے کسرہ سے کمزور اونٹ کو کہتے ہیں اور اونٹنی کے لیے ناقة نضوة کہتے ہیں اور ان دونوں کی جمع انضاء آتی ہے۔ اور کہتے ہیں انضتها الاسفار فھی منضادة وانضی فلان بعیرہ یعنی اس نے کمزور کر دیا۔

وزیر موید الدین ابواسامعیل حسین بن علی طغرانی جو کہ لامیۃ العجم کے مصنف ہیں اور اپنے زمانہ کے چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے اور نظم اور نثر کے جھنڈے کو اٹھائے ہوئے تھے انہوں نے اپنے اس شعر میں کیا عمدہ بات کہی ہے۔

یقتلن انضاء حب لا حراك به وینحرن کرام الخیل والابل

”مجت کے لاغروں کو وہ قتل کر دیتی ہیں ان میں حرکت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی۔ اور وہ عمدہ گھوڑوں اور اونٹوں کو

بھی ذبح کر دیتی ہیں۔“

شیخ صلاح الدین جو کہ موید الدین کے کلام کے شارح ہیں انہوں نے عددین متحابین کے ذکر میں بہت عمدہ بات کہی ہے۔ اور وہ عددین متحابین دو سو بیس کا عدد ہے اس عدد کو عدد زائد کہتے ہیں کیونکہ اس کے اجزاء اس سے زائد ہوتے ہیں جب ان کو جمع کیا جائے تو وہ بغیر کمی بیشی کے دو سو چوراسی بن جاتے ہیں۔ اور دو سو چوراسی عدد ناقص ہے اس کے اجزاء اس سے کم ہوتے ہیں۔ جب ان کو جمع کیا جائے تو وہ کل دو سو بیس بنتے ہیں تو ہر وہ دو عدد جو متحابین ہوتے ہیں ان کے اجزاء ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔

تفصیل یوں کہ عدد تام اس عدد کو کہتے ہیں کہ جب اس کے اجزاء جمع کئے جائیں تو وہ اس کے برابر ہی بنتے ہیں جیسے چھ ہیں۔ اس کے اجزاء صحیحہ بسیطہ کا نصف تین ہوتا ہے اور ثلث دو ہوتا ہے اور سدس ایک ہوتا ہے۔ کل ملا کر چھ ہو جاتے ہیں۔ اور عدد ناقص وہ ہوتا ہے کہ جب اس کے اجزاء صحیحہ بسیطہ کو جمع کیا جائے تو وہ اس سے کم ہوں جیسے آٹھ ہے اس کے اجزاء نصف ربح اور ثمن کو ملایا جائے تو یہ سات بنتا ہے۔ عدد زائد اس کو کہتے ہیں کہ جس کے اجزاء اس سے زیادہ ہو جائیں جیسے اثنا عشر (بارہ کا عدد) ہے اس کے اجزاء کا مجموعہ سولہ آتا ہے جو کہ اصل سے زائد ہے۔ دوسو بیس کا نصف دوسو ہے اور ربح (چوتھائی) پچپن بنتا ہے اور پانچواں حصہ چوالیس بنتا ہے اور دسواں حصہ بائیس بنتا ہے اور نصف العشر گیارہ بنتا ہے۔ اور گیارہ کا ایک جزو بیس بنتا ہے۔ اور بائیس کا جزو دس بنتا ہے۔ اور چوالیس کا جزو پانچ بنتا ہے اور پچپن کا جزو چار بنتا ہے اور ایک سو دس کا جزو دو بنتا ہے اور دوسو بیس کا جزو ایک بنتا ہے اور ان سب کو ملا کر دوسو چوراسی بن جاتا ہے۔ اور دوسو چوراسی کا نصف ایک سو بیاس ہوتا ہے اور ربح اکہتر ہوتا ہے اور اکہتر کا جزو چار ہے اور ایک بیالیس کا جزو دو ہے اور دوسو چوراسی کا جزو ایک ہے اور یہ سارے صحیح اجزاء ملا کر دوسو بیس بنتے ہیں۔ اس مثال سے اعداد کی محبت ظاہر ہوگئی۔ اصحاب الخواص کا خیال ہے کہ ان اعداد میں محبت کے بارے میں ایک عجیب خاصیت پائی جاتی ہے۔ جب سب سے کم عدد اور سب سے اکثر عدد کو کھانے والی چیز ڈال دیا جائے اور یہ اس کو کھلائی جائے جس سے وہ محبت کرنا چاہے۔ تو ان میں محبت ہو جاتی ہے دونوں عدد اس قول ”فرد کر“ میں جمع ہیں۔ شارح کہتے ہیں کہ میں نے اس فائدے کو اس کتاب میں درج کرنے سے بخل کرنا چاہا تھا لیکن پھر میں نے اس میں رکھ دینا مناسب خیال کیا۔ واللہ اعلم

## النعاب

فتاویٰ ابن صلاح میں ہے کہ یہ لقلق ہے۔

شرعی حکم: صحیح مذہب کے مطابق اس کا کھانا حرام ہے۔ کما تقدم

مشہور بات یہ ہے کہ یہ کوا ہے۔ کہا جاتا ہے نعاب الغراب وغیرہ ینعب نعبا نعیا نعابا تنعابا ونعاباً یعنی اس نے آواز نکالی۔ بعض نے کہا کہ اس نے گردن لمبی کی سر کو حرکت دی اور آواز کی۔

دینوری کی مجالست میں جزء عشر کے شروع میں اخوص بن حکیم سے روایت ہے کہ داؤد یہ دعا کرتے تھے۔

یا رزاق النعاب فی عشبہ اے نعاب کو اس کے گھونسلے میں رزق دینے والے۔

اخوص کہتے ہیں کہ جب کوا اپنے انڈے سے بچے کو نکالتا ہے تو اس کو دیکھ کر اس سے بھاگ جاتا ہے تو وہ اپنے منہ کو کھولتے ہیں۔ تو اللہ ایک مکھی کو بھیجتا ہے تو یہ ان کے لئے غذا بن جاتی ہے حتیٰ کہ یہ سیاہ ہو جاتے ہیں تو کوا واپس آ کر ان کو غذا دینے لگتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مکھی کو ان سے ہٹا دیتا ہے۔ اس کو کتاب الحجہ لبیان المحبة والے نے اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے۔ باب الحاء مہملہ لفظ حمار وحشی میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حریری نے اپنے تیرہویں مقالے میں اس کی طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔

وجابر العظم الکسیر المہیض

یا رزاق النعاب فی عشبہ

”اے کوئے کو گھونسلے میں رزق دینے والے اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے والے۔“

اتح لنا اللهم من عرضه من دنس الذم نقی رخیص

”اے اللہ ہمارے لئے اس کی مذمت کی میل کو اس کی عزت سے صاف کر دے۔“

اور وہ جو ہم نے کتاب الترمذی میں ابورداء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْاَمْرَ الَّذِيْ يَبْلُغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَمِنْ اَهْلِيْ. وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ. ابورداء نے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے داؤد کا ذکر کیا جاتا تو آپ کہتے کان اعبدا البشر. کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حسن ہے۔ ہم نے حلیۃ الاولیاء سے یہ بات فضیل بن عیاض سے نقل کی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کہا تھا۔

الہی کن لا بنی سلیمان کما کنت لی. تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی اے داؤد تو اپنے بیٹے سلیمان سے کہہ کہ وہ میرے لئے ایسا ہو جائے جیسا تو میرے لئے تھا تو پھر میں بھی اس کے لئے ایسا ہی ہو جاؤں گا جیسا تیرے لئے تھا۔ اور دعا ترمذی نے داؤد سے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح معاذ بن جبل سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ صبح کی نماز نبی ﷺ پڑھنے کے لئے نہ نکلے تو قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیا دیکھ لیتے تو آپ جلدی سے نکلے نماز کی اقامت کہی گئی پھر نماز پڑھائی اور مختصر کی۔ جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے پکارا اور کہا اپنی صفوں میں ہی رہو۔ پھر آپ ہماری طرف مڑے اور فرمایا۔ میں تم کو بتاؤں گا کہ مجھے صبح کی نماز سے کس نے روکا تھا۔

میں رات کو اٹھا وضو کیا نماز پڑھی جو مقدر میں تھی۔ پھر مجھ پر نماز میں اونگھ آگئی یہاں تک کہ میری اونگھ گہری ہو گئی اور اچانک میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اللہ نے کہا محمد ﷺ میں نے کہا البیک اے میرے رب۔

اللہ نے پوچھا۔ ملاء اعلیٰ کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ میں نہیں جانتا تو اللہ نے فرمایا کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں تو اللہ نے کہا وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا جماعتوں کی طرف چل کر جانا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور نہ چاہتے ہوئے بھی مکمل وضو کرنا۔ اللہ نے پوچھا اور کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا کھانا کھلانے میں۔ نرم کلام کرنے میں اور رات کو نماز پڑھنے میں جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ نے کہا مانگو۔ تو میں نے کہا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ  
وَإِذَا ارَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلِيْ  
يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ حُبَّكَ.

تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ یہ خواب سچا ہے ان کو پڑھ لو اور سیکھ لو۔

ابو عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## النعام

مشہور شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ یہ مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور یہ اسم جنس ہے۔ جیسے حمام اور حمامۃ ہے۔ یا جراد اور جرادة۔

النعامۃ کی جمع نعامات ہے۔ اس کو ام البیض اور ام ثلاثین بھی کہتے ہیں۔ اور مونثات کی جماعت کو بنات الہیق کہتے ہیں۔ اور الظلیم ان کا مذکر ہے۔ جا حظ کہتے ہیں کہ فارسی لوگ اس کو شتر مرغ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اونٹ اور پرندہ۔ شاعر کہتا ہے۔

ومثل نعامة تدعی بعیرا  
تعاصینا اذا ما قبل طیری  
”وہ شتر مرغ کی طرح اونٹ کہلاتا ہے جب اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اڑ تو ہماری بات ہی نہیں مانتا۔“

فان قبل احملى قالت فانی  
من الطیر المرفه فی الوکور  
”اگر اس کو کہا جائے تو بوجھ اٹھا تو کہتا ہے میں تو پرندوں میں سے ہوں جو گھونسلوں میں آرام کرتے ہیں۔“  
جا حظ نے کہا اونٹ کے قدم کو خوف کہتے ہیں اور اس کی جمع خفاف ہے۔ اور منسم بھی کہتے ہیں اس کی جمع مناسم ہے۔ اسی طرح شتر مرغ کے پاؤں کو خوف کہتے ہیں۔ شتر مرغ کی مونث کو قلو ص کہتے ہیں۔ جیسے اونٹوں میں کہا جاتا ہے۔ اس کو اونٹ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اونٹ کے مشابہ نظر آتا ہے۔

دیہاتی لوگ کہتے ہیں۔ شتر مرغ سینگ مانگنے گیا تو انہوں نے اس کے کان بھی کاٹ ڈالے۔ اس لئے اس کو انظلم کہتے ہیں گویا کہ لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور اس کے کان کاٹ دیئے اور جو مانگا تھا وہ نہیں دیا۔ اور یہ ان کا ایک گندا اعتقاد ہے۔ شتر مرغ کے کان چھوٹے ہیں۔

کہا جاتا ہے۔ تیر نکلا خون آلود ہو کر اور کہا جاتا ہے وہ ہمارے پاس ایک تیز تیر لایا جبکہ اس کو کوٹ کر اس کا سرا تیز کیا جائے۔ صومعہ راہب کے گرجے کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ چوٹی کی جانب سے باریک ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی اصمیع القلب ہے یعنی بہت تیز اور گزرنے والا ہو۔ نیز چھوٹے کانوں والے کو جس کے کان سر کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں اس کو اصمیع کہتے ہیں اور مونث کو صمعاء کہتے ہیں۔ عرب کے ایک قبیلے کو بھی بنوا صمع کہتے ہیں۔ ان میں ہی ایک عربی اصمعی بھی گزرا ہے۔ جس کا نام عبد الملک بن قریب تھا۔ یہ لغت نحو شعر نو اور والا ہے۔ اس کے نوادرات میں سے ایک یہ بات ہے کہ اس نے کہا میں ایک دفعہ کوفہ کی گلیوں سے گزر رہا تھا۔ اچانک مجھے ایک آدمی نظر آیا جو ایک بیت الخلاء سے نکلا اس کے کندھے پر ایک مٹکا تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔

واکرم نفسی انی ان اھنتھا  
وحقک لم تکریم علی احد بعدی

”میں اپنے نفس کی عزت اسی طرح کرتا ہوں کہ اس کو ذلیل کر رہا ہوں اور تیرا حق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی بھی تیری

عزت نہ کرے۔“



تو میں نے کہا تو اپنے آپ کی اسی طرح عزت کرتا ہے اور اس نے کہا میں اس طرح تیرے جیسے کینوں سے مانگنے سے بے پرواہ ہو جاؤں گا۔ جب میں تجھ سے سوال کروں تو تو یہ کہے کہ اللہ تیرے ساتھ ایسے کرے اور چھوڑ دے۔ تو میں نے کہا تم دیکھو کیا اس نے مجھے پہچانا ہے۔ پھر میں نے جلدی کی تو اس نے مجھے آواز دی اے اصمعی تو میں نے مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا:

لنقل الصخر من قلال الجبال      احب الي من منن الرجال  
 ”پہاڑ کی چوٹیوں سے پتھر کو ہٹانا مجھے لوگوں کے احسانات اٹھانے سے زیادہ محبوب ہے۔“

يقول الناس كسب فيه عار      وكل العار في ذل السؤال  
 ”لوگ کہتے ہیں کمائی میں عار ہے میں کہتا ہوں سوال کی ذلت میں مکمل عار ہے۔“  
 اصمعی نے کہا میں نے ایک اعرابی عورت سے اس کے بچے کے متعلق پوچھا جس کو میں جانتا تھا۔ تو اس نے کہا وہ مر گیا ہے اور مصائب بھول گیا۔ پھر کہا:

و كنت اخاف الدهر ما كان امنا      فلما تولى مات خوفي من الدهر  
 ”جب تک زمانہ پر امن تھا میں ڈرتی تھی۔ جب اس نے مجھ سے منہ پھر لیا تو میرا خوف اس سے جاتا رہا۔“  
 اصمعی نے کہا میں نے ایک دیہاتی جو بڑا جھوٹا مشہور ہے سے پوچھا کیا تو نے کبھی سچ بولا ہے اس نے کہا مجھے اپنے سچا ہونے کا ڈرنہ ہوتا تو میں ضرور کہہ دیتا کہ نہیں۔

اصمعی نے کسائی سے کہا جبکہ وہ دونوں رشید کے پاس تھے کہ راعی کے اس قول کا کیا مطلب ہے۔

قتلوا ابن عفان الخليفة محرما      ودعا فلم ار مثله مخذولا  
 ”انہوں نے خلیفہ ابن عفان کو قتل کر ڈالا احرام کی حالت میں اس نے دعا کی اور اس سے زیادہ بے یار و مددگار میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔“

تو کسائی نے کہا وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے تو اصمعی نے کہا کہ عدی بن زید کے اس قول کا کیا مطلب ہے۔

قتلوا كسرى بلليل محرما      فمضى فلم يمتع بفكن  
 ”لوگوں نے کسریٰ کو رات کے وقت محرم مار ڈالا تو وہ چلا گیا اور کفن بھی نصیب نہ ہوا۔“

تو کیا وہ بھی احرام باندھے ہوئے تھا اور کسریٰ کا احرام کیا تھا تو رشید نے کسائی سے کہا اے علی جب شعر آئیں تو اصمعی سے بچ۔

زبان کی اصلاح ضروری ہے: روایت کیا جاتا ہے کہ رشید نے اصمعی سے کہا کہ تیری زبان کی درستگی کس طرح عمدہ ہوئی۔ اس نے جواب دیا کہ کسی آدمی نے اپنے کسی بیٹے سے کہا کہ بیٹا اپنی زبان کو درست کرو کیونکہ آدمی پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس میں خوبصورت بننا چاہے تو اپنے بھائی باپ اور دوست سے کپڑا تو مانگ کر لے لیتا ہے۔ مگر اس کی زبان ادہار نہیں لے سکتا۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

وما حسن الرجال لهم بزین      اذا لم يسعد الحسن اللسان

”جب زبان کی خوبصورتی معاون نہ ہو تو آدمی کو باقی خوبصورتی خوبصورت نہیں بناتی۔“

كفى بالمرء عيانا تراه له وجهه وليس له لسان

”آدمی کے لئے اتنا ہی عیب کافی ہے کہ تجھے اس کا منہ تو نظر آئے مگر اس کی زبان نہ ہو۔“

اصمعی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ابو عمرو بن علاء نے بصرہ کی کسی گلی سے گزرتا ہوا دیکھا تو کہا۔ اصمعی کدھر جا رہے ہو۔ میں نے کہا اپنے کسی بھائی کو ملنے جا رہا ہوں۔ تو اس نے کہا اصمعی اگر کسی فائدے یا مصیبت کے لئے جاتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہ جاؤ۔ مجھے اس بارے میں یوسف حلبی نے یہ شعر سنائے ہیں۔

يا ايها الاخوان اوصيكم وصية الوالد والوالدة

”اے بھائیو میں تم کو والد اور والدہ کی طرح وصیت کرتا ہوں۔“

لا تنقلوا الاقدام الا الى

”اپنے قدم صرف اسی طرف لے جاؤ جہاں فائدہ ہو۔“

اما لعلم تستفيدونه اولكريم عنده مائده

”یعنی کسی علم کا استفادہ کرنا ہو یا کسی شریف کے پاس دعوت کھانے جاؤ۔“

اصمعی کے کلام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہتر علم وہ ہے جس کے ساتھ تو آگ کو بھادے یا ڈوبتے کو بچالے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے سولہ ہزار نظمیں یاد ہیں۔ جن میں سے بعض نظموں کے سوا اور بعض کے دو سوا شعار ہیں۔

ایک عجیب حکایت ہے کہ ابو العیناء نے کہا کہ ہم اصمعی کے جنازے میں تھے۔ تو ہمیں ابو قلابہ شاعر نے اپنے یہ شعر سنائے:

لعن الله اعظما حملوها نحو دار البلى على خشبات

”اللہ تعالیٰ ان ہڈیوں پر لعنت کرے جنہیں لوگ لکڑیوں پر اٹھا کر دار البلاء کی طرف لے جائیں۔“

اعظما تبغض النبی واهل البیت والطیین والطیبات

”ایسی ہڈیاں جو نبی اہل بیت، طیبین اور طیبات کو برا سمجھیں۔“

پھر کہا مجھے ابو العالیہ شاعر نے اپنے یہ شعر سنائے ہیں:

لا در در نبات الارض اذا جمعت

”زمین کی انگوریوں کے لئے کوئی نیکی نہیں جبکہ وہ بھی اصمعی کے بارے میں ہم کو گھبراہٹ میں ڈالیں انہوں نے ہمیں

افسوس زدہ کر دیا۔“

عش ما بدالك في الدنيا فلست تری في الناس منه ولا من علمه خلفا

”جب تک تیرے پاس موقع ہے تو زندہ رہ لے۔ تجھے اس سے اور اس کے علم کے پیچھے کچھ چیز نظر نہیں آئے گی۔“

اصمعی کی وفات بصرہ میں ۲۱۶ھ میں ہوئی۔

نعام متکلمین کے نزدیک حیوان کی طبیعتوں پر ہوتا ہے۔ اور یہ پرندہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ انڈے دیتا ہے اور اس کے پر بھی اور

بازو ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں وہ چمگاڈ کو پرندہ کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ حاملہ ہوتی ہے اور بچے جنتی ہے اور اس کے باہر نکلے ہوئے کان ہوتے ہیں اور اس کے اڑنے کے لئے پر بھی نہیں ہوتے۔ اس میں اور بھی مراعات ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا:

وَاذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي.

اور وہ اسی طرح مرغی کو پرندہ کہتے ہیں حالانکہ وہ اڑتی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ شتر مرغ اونٹ اور پرندے سے پیدا ہوا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ انڈا اتنا لمبا دیتی ہے کہ اگر دھاگے سے اس کو ناپا جائے تو اس کے نیچے صرف ایک انڈہ ہی آسکتا ہے۔

پھر ان میں سے ہر ایک کو کچھ دیر سیتی ہے۔ کیونکہ اس کا جسم سارے انڈوں کو گھیر نہیں سکتا۔ یہ کھانا نہ ہونے کی وجہ نکل جاتی ہے جب اس کو کسی دوسری شتر مرغ کے انڈے ملتے ہیں تو ان کو سینے لگتی ہے اور اپنے انڈے بھول جاتی ہے اور اس کو خیال ہوتا ہے کہ شاید اس کو شکار کر لیا جائے اس لئے وہ واپس نہیں جاتی۔ اس کو بیوقوفی سے موسوم کیا جاتا ہے اور بے وقوفی میں اس کی مثال دی جاتی ہے۔ ابن ہر مہ نے کہا:

فانسی وترکی ندی الا کرمین وقدحی بکفی زنادا شحاحا  
”سخی لوگوں کی بخشش کو میرا چھوڑ دینا اور میرا چقماق کی طرح بخیلوں سے ہاتھوں کو رگڑنا۔“

کتارکة بیضها بالعرء وملبسة بیض اخری جناحاً  
”ایسے ہے جسے شتر مرغ ہے کہ جو اپنے انڈوں کو کھلا چھوڑ جاتی ہے اور دوسروں کے انڈوں پر بازو بچھا دیتی ہے۔“

کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے انڈوں کے تین حصے کرتا ہے ان میں سے ایک حصے کو سیتا ہے اور ایک حصے کی زردی کو غذا بناتا ہے اور تیسرے حصے کو کھول کر چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اس میں بدبو اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں تو ان کیڑوں سے اپنے بچوں کو خوراک دیتا ہے۔

کفایۃ میں ہے شتر مرغ کے چیخنے کو عار کہتے ہیں اور مونٹ شتر مرغ کے چیخنے کو زمار کہتے ہیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ عریعونڈ کر کے لئے ہے۔ اور مونٹ کے لئے زمر زمار ہے۔

حریری نے مقامات میں شتر مرغ کو اس کی آواز کے نام سے پکارا ہے تو کہا تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو جو زمارہ کو حرم میں مار ڈالے تو اس نے کہا اس پر اونٹ کی قربانی ہے اور کعب احبار سے روایت ہے کہ جب اللہ نے آدم کو اتارا تو ان کے پاس میکائیل گندم کا ایک دانہ لے کر آئے اور کہا یہ تیرا اور تیری اولاد کا تیرے بعد رزق ہے۔ اٹھ زمین میں ہل چلا اور دانہ بودے۔ اس نے نیز کہا۔ وہ دانہ آدم کے دور سے لے کر ادریس علیہ السلام کے وقت تک شتر مرغ کے انڈے جتنا رہا۔ جب لوگوں نے ناشکری کی تو وہ کم ہو کر مرغی کے انڈے کے برابر ہو گیا پھر کبوتری کے انڈے کے برابر ہوا پھر بندق درخت کے پھل جتنا ہو گیا۔ اور عزیز کے دور میں وہ چنے کے دانے کے برابر ہو گیا۔

شتر مرغ ان حیوانوں میں سے ہے۔ جو جوڑا ہوتے ہیں اور مذکر مونٹ باری باری انڈے سیتے ہیں اور دونوں گوں والے جانور کی

جب ایک ٹانگ ٹوٹ جائے تو وہ اٹھنے اور حرکت کرنے میں دوسری ٹانگ سے مدد لیتا ہے مگر شتر مرغ اپنی جگہ بیٹھا رہتا ہے۔ شاعر نے کہا:

اذا انكسرت رجل النعامه لم تجد  
على اختها نهضا ولا باستها حوا

”جب شتر مرغ کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے تو وہ نہ دوسری ٹانگ سے نہ مدد یہاں تک کہ بھوک سے ہلاک ہو جاتا ہے ہے

اور نہ اپنے آپ کو گھسیٹ سکتا ہے۔“

شتر مرغ میں سننے کی حس نہیں ہوتی اور اس میں سونگھنے کی حس مکمل ہوتی ہے اور وہ اپنے ناک کے ذریعے وہ چیز بھی محسوس کر لیتا ہے جس کی اسے کان کے ذریعے ضرورت ہوتی ہے۔

اکثر دفعہ وہ شکاریوں کی بو بھی دور سے پالیتا ہے۔ اسی لئے عرب کہتے ہیں وہ شتر مرغ سے بھی زیادہ سونگھنے والا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ وہ چیونٹی سے زیادہ سونگھنے والا ہے۔

ابن خالویہ نے اپنی کتاب میں کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا جوان نہیں جو نہ پانی پیتا ہو نہ سنتا ہو سوائے شتر مرغ کے۔ اس کا بھجہ نہیں ہوتا۔ جب اس کا ایک پاؤں زخمی ہو جاتا ہے تو یہ دوسرے پاؤں سے استفادہ نہیں کرتا۔ گوہ بھی اسی طرح پانی نہیں پیتی لیکن وہ سنتی ہے۔

اس کی بیوقوفیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب شکاری اس کو دیکھ لیتا ہے تو یہ اپنے سر کوریت میں چھپا لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شکاری سے چھپ گیا ہے۔ اور یہ پانی کے چھوڑنے پر صبر کرنے والا ہے اور جب ہوا سامنے سے آرہی ہو تو یہ اس سمت تیزی سے دوڑتا ہے۔ اور جب آندھی تیز ہوتی ہے تو یہ بھی تیز ہو جاتا ہے۔

سخت ہڈیاں پتھر اینٹ نکل جاتا ہے۔ اور اس کو پانی کی طرح پگھلا دیتا ہے۔

جا حظ کہتے ہیں جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ شتر مرغ کا پیٹ اپنی حرارت کی وجہ سے پتھروں کو پگھلا دیتا ہے تو وہ غلطی پر ہے لیکن اس حرارت کے کچھ اور اسباب بھی ہونے چاہئیں کیونکہ ہانڈی اگر کئی دن تک پکتی رہی تو پھر بھی وہ پتھروں کو نہیں پگھلا سکتی۔ اور جیسے کتے اور بھیڑیے کا پیٹ ہڈی کو پگھلا سکتے ہیں۔ لیکن وہ کھجور کی گٹھلی کو نہیں پگھلا سکتے اور جس طرح اونٹ کانٹے کھاتا ہے اور کانٹوں پر ہی اکتفا کرتا ہے اگرچہ وہ کیکر کی طرح سخت کانٹے ہوں۔ اور ان کو گوبر بنا کر باہر نکالتا ہے مگر جب جو کھاتا ہے تو وہ بالکل صحیح سلامت باہر نکلتے ہیں۔

جب شتر مرغ کسی بچے کے کان میں موتی یا کوئی کونڈا دیکھ لے تو اس کو اچک لیتا ہے۔ یہ چنگارہ بھی نکل جاتا ہے۔ اس کا پیٹ اس کی آگ کو بجھا دیتا ہے یہ چنگارہ اس کو جلا نہیں سکتا۔

اس میں دو بڑے عجوبے ہیں۔ جو چیز غذا نہیں بن سکتی یہ اس کو غذا بنا لیتا ہے اور دوسرا استمراء اور ہضم اور یہ بات اتنی عجیب نہیں ہے کیونکہ سمندل اپنے انڈے بچے آگ میں پیدا کرتا ہے۔ کما تقدم

حریری کا چھٹے مقامے میں یہ قول ہے۔ کہ انہوں نے اس معاملے کی سرداری اس کے سپرد کر دی جس طرح خارجیوں نے ابو

نعامہ کو سردار بنا دیا تھا۔

ابونعامة قطری بن فجاءة کو کہتے ہیں۔ اس کا نام جعونہ بن مازن مازنی الخارجی تھا۔ جو مصعب بن زبیر کے زمانے میں نکلا بیس سال لڑتا رہا اور اس کی خلافت کو تسلیم کر لیا گیا۔

حجاج جب بھی اس کی طرف کوئی بڑا لشکر بھیجتا قطری ان پر غالب آ جاتا ہے۔

روایت کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے حجاج سے کہا ایہا الامیر تو حجاج نے کہا امیر تو قطری بن فجاءة ہے۔ وہ جب سوار ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے بیس ہزار آدمی سوار ہو جاتے اور اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ وہ کدھر جا رہا ہے۔

قطری بہت آگے بڑھنے والا انسان تھا۔ موت سے نہیں ڈرتا تھا۔ اس بارے میں وہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

اقول لها وقد طارت شعاعا من الابطال ويحك لا تراعى

”میں نے اپنے آپ سے کہا جبکہ گھوڑوں نے آگ کے شعلے اڑائے تو ہلاک ہو تو بہادروں سے مت ڈرنا۔“

لانك لوسالت بقاء يوم على الاجل الذي لك لم تطاعى

”کیونکہ اگر مقرر وقت سے ایک دن بھی زیادہ زندہ رہنا مانگے تو تیری بات نہیں مانی جائے گی۔“

فصبر افي مجال الموت صبورا فما نيل الخلود بمستطاع

”اس لئے موت کے میدان میں بہت صبر کرو اور کرتے رہو کیونکہ کوئی بھی بیشکلی کو حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔“

ولا ثوب البقاء بثوب عزم فيطوى عن احدى الخنع اليراع

”اور بقا کا لباس کوئی عزت کا لباس نہیں اگر اس طرح ہوتا تو ذلیل اور ڈرپوک سے یہ لباس زندگی اتار لیا جاتا۔“

سبيل الموت غاية كل حى وداعيه لاهل الارض داعى

”موت کا راستہ ہر زندہ آدمی کی انتہا ہے اور موت کا داعی اہل زمین کو بلارہا ہے۔“

ومن لا يفتبط يسام ويهرم وتسلمه المنون الى انقطاع

”اور جو صحت و جوانی میں نہ مرے وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے اور موتیں اس کو خاتمے کی طرف دھکیل دیتی

ہیں۔“

وما للمرء خير في حياة اذا ما عد من سقط المتاع

”اور مرد کے لئے اس زندگی میں کوئی خیر نہیں جب کہ وہ گھٹیا سامان میں شمار کیا جائے۔“

یہ شعر اللہ کی انتہائی بزدل قوم کو بھی بہادر بنا دیتے ہیں۔ پھر قطری کی طرف سفیان بن ابرد کلبی گیا اور اس پر غالب آ گیا اور اس کو مار ڈالا اور قطری کے پیچھے کوئی نہ چھوڑا۔

اس کے باپ کو الفجاءة اس لئے کہتے تھے کہ وہ یمن میں تھا تو اپنے گھر والوں کے پاس اچانک آ گیا تو اس کا نام فجاءة پڑ گیا ابن خلکان وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے۔

شرعی حکم: شتر مرغ کا کھانا بالاجماع حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے اور اس لئے بھی کہ صحابہ نے اس بارے میں فیصلہ کیا ہے کہ جب کوئی محرم یا حرم میں اس کو مار دے تو اس کے بدلے ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوگی۔ یہ بات عثمان علی ابن

عباس زید بن ثابت اور معاویہ سے ثابت ہے۔ اس کو شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

پھر شافعی نے کہا یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہے اور جن لوگوں سے ملا ہوں ان میں سے اکثر کا یہی خیال ہے۔ پھر بھی ہم نے نعامہ میں ایک اونٹ بطور فدیہ ذکر کیا ہے تو یہ قیاس سے ہے۔ حدیث میں نہیں ہے۔

علماء نے شتر مرغ کے انڈوں میں اختلاف کیا ہے کہ جب اس کو محرم یا کوئی حرم میں تلف کر دے تو عمر ابن مسعودؓ شععی، نخعی، زہری شافعی ابو ثور اور اصحاب الرائے نے اس میں قیمت واجب کی ہے۔

اور ابو عبیدہ ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ اس میں ایک دن کا روزہ یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا لازم ہے۔

امام مالک کہتے ہیں کہ اس کے عوض اونٹ کی قیمت کا دسواں حصہ لازمی ہے۔ جس طرح آزاد عورت کے جنین میں ایک غلام یا لونڈی ہے جو ماں کی دیت کے دسویں حصہ کی قیمت ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ شکار میں سے ہے اور چوپایوں میں اس کی مثل کوئی نہیں ہے اسلئے اس کی قیمت دی جائے گی۔ جس طرح دیگر ان تلف شدہ چیزوں میں قیمت ہے جن کی کوئی مثل نہیں۔

ابو مہزم کی حدیث جس کو ابن ماجہ دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شتر مرغ کے انڈے میں جس کو محرم ضائع کر دے اس کی قیمت واجب ہے اور یہ روایت باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ اور انہوں نے اس کو ضعیف کہنے میں مبالغہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ شعبہ نے کہا کہ اس کو ایک پیسہ دے دو یہ تم کو شتر حدیثیں سنا دے گا۔

ابو مہزم کا ذکر پہلے جراد میں گزر چکا ہے لیکن ابوداؤد کی مراسیل میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شتر مرغ کے انڈوں میں ہر انڈے کے عوض ایک دن کے روزے کا حکم دیا ہے۔ پھر ابوداؤد نے کہا اس کو مسند بیان کیا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ مرسل ہے۔ اور مہذب میں اس بات سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ چیز شکار سے خارج ہے اور اس سے اس کی مثل پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اس کی جزاء میں ضمان لازم ہوگی جیسے بچے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی اس کا انڈہ توڑ دے تو اس کے لئے کھانا پھر بھی حلال نہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حلال ہونے کی صورت میں اس انڈے کے حرام ہونے میں دو طریق ہیں ایک یہ کہ وہ حرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں روح نہیں ہے۔ اور اس کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر شتر مرغ کے علاوہ کسی چیز کا گندہ انڈہ توڑ دے تو اس میں کوئی ضمان نہیں کیونکہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور شتر مرغ کے انڈے میں ضمان ہوگا۔ کیونکہ اس کے چھلکے کی قیمت ہوتی ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ اس شخص کے لئے جس کو جنگ میں آزمائش کا ڈر ہو تو اس کے لئے کوئی نشان مقرر کرنا میں مکروہ نہیں سمجھتا۔ اور نشان لگانے کی مراد یہ ہے کہ اس سینے میں شتر مرغ کا پر لگا دیا جائے جیسا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدر کے دن کیا گیا کہ آپ کے سینے میں شتر مرغ کا پر لگایا گیا۔

حاکم کی کتاب مناقب الشافعی میں باسناد مروی ہے کہ امام شافعی سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شتر مرغ کسی آدمی کا کوئی موتی نکل جائے تو اس بارے میں کیا حکم تو آپ نے فرمایا میں اس کو کوئی حکم نہیں دیتا لیکن اگر موتی کا مالک سمجھدار ہو تو وہ شتر مرغ پر حملہ کر کے اس کو ذبح کر دے اور اپنا موتی نکال لے۔ پھر شتر مرغ والے کو اس کی قیمت ادا کر دے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں مثل النعام لا طیر لا جمل یعنی وہ شتر مرغ کی طرح ہے نہ پرندہ ہے اور نہ اونٹ

ہے یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کے خیر اور شر کے متعلق فیصلہ نہ کیا جاسکے۔

اور عرب کہتے ہیں اروی من النعامہ۔ وہ شتر مرغ سے زیادہ سیراب ہے۔ اگر وہ پانی دیکھ لے تو بے فائدہ ہی پی لیتا ہے۔ نیز کہتے ہیں رکب جناح نعامہ۔ یعنی وہ شتر مرغ کے بازو پر سوار ہو ایہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو اپنے معاملے میں کسی پریشانی میں پھنس گیا جس طرح شکست وغیرہ ہو جائے۔ اور باب السین میں شامخ کا قول ان اشعار میں گزر چکا ہے کہ جس میں اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے امہات المؤمنین کو آخری حج کروایا تو میں محصب کے پاس سے گزری تو میں نے ایک سوار سے سنا کہ وہ بلند آواز سے یہ شعر کہہ رہا ہے۔

جزی اللہ خیرا من امام وبارکت  
ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق

”اللہ تعالیٰ امام کو جزائے خیر عطا کرے اور اللہ کا ہاتھ پھٹے ہوئے چمڑے میں برکت ڈالے۔“

فمن یسع او یرکب جناحی نعامہ  
لیدرک ما قدمت بالامس یسبق

”جو دوڑے یا شتر مرغ کے پروں پر سوار ہو جائے تاکہ وہ گزرے ہوئے کل کو پالے تو وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔“

قضیت امورا ثم غادرت بعدھا  
بسوائق فی اکمامھا لم تفتق

”تو نے کئی کام مکمل کر لئے پھر اس کے بعد تو نے کئی مصائب کو ان کے غلافوں میں چھوڑ دیا جو ابھی تک نہیں پھٹ

سکے۔

اور اس سوار کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ کون تھا ہم آپس میں باتیں کرتی تھیں کہ شاید وہ جن ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حج سے واپس آئے تو انہیں نیزہ مارا گیا تو وہ شہید ہو گئے۔

عرب کہتے ہیں۔ تکلم فلان فجمع بین الاروی والنعامہ۔ یعنی اس نے کلام کیا اور پہاڑی بکرے اور شتر مرغ کو جمع کر دیا۔

یہ مثال اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی شخص دو مختلف باتیں کرے کیونکہ اروی پہاڑوں میں رہتا ہے اور شتر مرغ تو ریگستانوں میں رہتا ہے اس لئے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ عرب کہتے ہیں احمق من نعامہ واجبن من نعامہ۔ یعنی فلاں آدمی شتر مرغ سے زیادہ احمق اور بزدل ہے۔ کیونکہ یہ جب کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اس کی طرف دوبارہ لوٹ کر کبھی نہیں آتا۔

طبی خواص: اس کا پتہ فوری زہر قاتل ہے۔ اس کی ہڈیوں کا گودا کھانے سے سل کی بیماری لگ جاتی ہے اس کی بیٹ کو جلا کر پیس کر کھلی پر طلا کی جائے تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو جائے گی۔ شتر مرغ کے انڈے کا چھلکا خالی کر کے سر کے میں پھینکا جائے تو وہ اس میں حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور جب اس لوہے سے جس کو شتر مرغ کھاتا ہے چھری یا تلوار بنائی جائے تو وہ کبھی کند نہیں ہوگی اور اس کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکے گی۔

تعبیر الروایا: خواب میں شتر مرغ سے مراد دیہاتی عورت ہے۔ بعض نے کہا شتر مرغ ایک نعمت ہے۔ جو شخص شتر مرغ پر سوار ہو وہ ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوگا۔ بعض نے کہا جو شتر مرغ پر سوار ہو وہ خصی سے نکاح کرے گا اور شتر مرغ بہرے آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ موت کی خبر پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ چیز اس کے نام سے مشتق ہے۔ بعض دفعہ نعمت پر دلالت

کرتا ہے اور دو شتر مرغ دو نعمتیں اور تین نعمات (شتر مرغ) دیکھنا موت کی علامت ہے۔ کیونکہ موت اسی سے مشتق ہے۔

## النعثل

مذکر بچو کو کہتے ہیں۔ عثمانؓ کے دشمن ان کو نعتل کہتے تھے۔

## النعجة

مونث بھٹیروں کو کہتے ہیں اس کی جمع نعاج اور نعجات ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

من كان ذابت فهذا بتي مقيظ م صيف مشتى  
”جو شخص مونٹے کپڑے والا ہے تو یہ مونٹے کپڑے جو سردیاں گرمیاں گزارنے والے ہیں۔“

تخذته من نعجات ست سود نعاج من نعاج الدست  
”میں نے ان کو چھ جنگلی سیاہ بھٹیروں سے حاصل کیا ہے۔“

اس کی کنیت ام الاموال اور ام فروہ ہے اور ہر نیوں اور مونٹ جنگلی گائیوں پر بولا جاتا ہے۔

احمد بن صالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک دفعہ ایک بھٹیڑ گزری تو کہنے لگے یہ وہ جانور ہے جس میں اور جس کے بچوں میں برکت ڈالی گئی ہے۔ لیکن یہ حدیث منکر ہے۔

بعض دفعہ عورت کا کنایہ نعبہ سے کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا اِنَّ هٰذَا اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَ تِسْعُوْنَ نَعَجَةً وَّلِيْ نَعَجَةٍ وَّاحِدَةٌ حَسَنٌ نَّعِجَةً كَسْرَهُ كَسْرَهُ وَ تِسْعُوْنَ نَعَجَةً وَّلِيْ نَعَجَةٍ

تمہید میں ہے کہ مبرد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ اِنَّ هٰذَا اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَ تِسْعُوْنَ نَعَجَةً وَّلِيْ نَعَجَةٍ وَّاحِدَةٌ تو اس نے کہا اس سے مراد فرشتے ہیں حالانکہ فرشتوں کی بیویاں نہیں ہوتیں تو اس نے کہا ہم ساری زندگی اسی طرح کہتے رہتے ہیں۔ ضرب زید عمرو یہ تو صرف تقدیراً ہے یعنی اس طرح ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے۔ اس طرح عدی بن زید کا نعمان کے لئے یہ قول ہے۔ اے بادشاہ کیا تو جانتا ہے کہ یہ درخت کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کیا کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا یہ کہتا ہے۔

رب ركب قد انا خوا حولنا يشربون الخمر بالماء الزلال

”بہت سے قافلے ہمارے آس پاس آ کر بیٹھے تو بیٹھے پانی کے ساتھ شراب پینے لگتے ہیں۔“

ثم اضحوالعب الدهر بهم و كذلك الدهر حال بعد حال

”پھر زمانہ ان کے ساتھ کھیل گیا یہ زمانہ اسی طرح حال بدلتا رہتا ہے۔“

کسی دوسرے کا شعر ہے۔

شكالي جملتي طول السرى صبرا جميلا فكنا مبتلى

”مجھ سے میرے اونٹ نے ساری رات چلنے کی شکایت کی تو میں نے کہا اچھا صبر کرو ہم میں سے ہر ایک اس آزمائش



میں ہے۔“

زخشری کہتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ابن مسعود کی قراءت میں وَلِي نَعْبَةَ مَوْنُث ہے۔ میں کہتا ہوں۔ خوبصورت عورت کے لئے امرأة انشی کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ عورت کی نرمی اور کمزوری کے وصف میں ایک نشان ہے۔ اور یہ مثال اس کے ٹوٹنے اور مڑنے میں بہت عمدہ ہے۔ اور عربوں نے ان کا وصف بہت سستی والیں بتایا ہے اور کہتے ہیں تمشی رویدا و تکاد تنعسف۔ یعنی وہ بہت آہستہ چلتی ہے قریب ہے کہ واپس ہو جائے۔

نبی ﷺ کی عظیم معافی: مسند دارمی میں نبی ﷺ کی سخاوت میں عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ عرب کے ایک آدمی نے کہا کہ میں حنین کے دن نبی ﷺ کے پاس گیا۔ میرے پاؤں میں ایک گندی سی جوتی تھی تو میں نے اس کے ساتھ نبی ﷺ کے پاؤں کو روند دیا تو آپ نے مجھے ایک کوڑے سے ہٹایا اور کہا بسم اللہ او جعتنی تو نے مجھے تکلیف دی۔ تو میں نے اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے رات گزار دی کہ میں نے نبی ﷺ کو تکلیف دی ہے۔ اور میں نے رات کیسے گزاری یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ جب ہم نے صبح کی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا فلاں شخص کہاں ہے۔ تو میں نے کہا یہ وہی بات ہے جو کل مجھ سے ہوا تھا۔ میں گیا لیکن ڈر رہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تو نے کل اپنے جوتے سے میرے پاؤں کو روند کر تکلیف دی تھی۔ تو میں نے تم کو کوڑے سے پیچھے ہٹایا۔ تو یہ اسی دنیاں ہیں ان کو اس عوض میں لے لو۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں اعجل من نعجة الی حوض۔ یعنی فلاں آدمی نہجہ سے زیادہ حوض کی طرف جلدی کرنے والا ہے۔

اور یہ حوض پر جانے میں سب سے احمق ہے کیونکہ جب پانی دیکھتی ہے تو اس پر ٹوٹ پڑتی ہے پھر پیتی ہے اور ہنتی نہیں پھر اس کو ہٹایا جاتا ہے اور بھگایا جاتا ہے۔ تب وہ اس کو چھوڑتی ہے۔

طبی فوائد اور خواص: بھیڑ کا سینگ لے کر۔ اور اس پر تین دفعہ یہ پڑھا جائے۔ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا۔ پھر سوئی ہوئی عورت کے سر کے نیچے لائے علمی میں رکھ دیا جائے اور اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا جائے تو وہ بتا دے گی اور جن باتوں کا اسے علم ہے ان میں سے کوئی بھی چھپا نہ سکے گی۔ اس کا پتہ جلا کر تیل سے ملا کر بھنوں پر لگایا جائے تو اس کے بال زیادہ اور سیاہ ہو جاتے ہیں۔

بھیڑ کے دودھ سے کسی کاغذ پر لکھا جائے تو اس پر سامنے نظر نہیں آتا۔ لیکن جب اس پر پانی ڈالا جائے تو اس پر سفید کتابت سامنے آ جاتی ہے۔

اگر کوئی عورت نہجہ کی اون کو اپنے پاس رکھ لے تو اس کا حمل ختم ہو جائے گا۔ وقد تقدم

تعبیر الروایا: خواب میں موٹی بھیڑ کو دیکھنا شریف اور غنی عورت کو دیکھنا ہے۔ کیونکہ نعاج کے ساتھ عورتوں کا کناہ کیا جاتا ہے۔ کما تقدم

جس نے بھیڑ کا گوشت کھایا اسے عورت ملے گی۔ اس کی اون اور دودھ سے مراد مال ہے۔ جس نے دیکھا کہ بھیڑ اس کے گھر میں داخل ہوگئی ہے تو اس کو اس سال تروتازگی حاصل ہوگی حاملہ بھیڑ تروتازگی اور مال ہے۔ اس کی امید کی جاتی ہے جس

شخص کی بھیڑ مینڈھا بن جائے تو اس کی بیوی کبھی حاملہ نہ ہوگی۔ اسی طرح تمام مادائیں ہیں۔

بہت سی بھیڑوں سے مراد نیک عورتیں ہیں۔ بعض دفعہ ان کو دیکھنا، ہوموم و افکار پر اور جوڑے کے گم ہونے اور منصب کے زائل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ان ہَذَا آخِي لَهُ تِسْعٌ وَ تِسْعُونَ نَعَجَةً وَّلِي نَعَجَةٌ وَّاحِدَةٌ اِلْح

## النعبول

نون کے ضمہ سے ہے۔ ایک پرندہ ہے۔

## النعرة

ہمزہ کی طرح ہے موٹی مکھی کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں نیلی ہوں اور اس کی دم میں ڈنگ ہوتا ہے جس کے ساتھ گھروالے جانوروں کو ڈستی ہے۔ اس کی آواز کی وجہ سے اس کو نعرة کہتے ہیں۔ ابن مقبل نے کہا۔

تري النعرات الخضر حول لبانه احاد ومثني اضعفتها صواهلہ  
”تو نیلی نیلی مکھیوں کو اس کے دودھ کے پاس دیکھے گا ایک ایک ہوں گی اور دودھ بھی آواز کرنے والیوں نے ان کو کمزور کر دیا۔“

یہ بعض دفعہ گدھے کے کان میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کو کوئی چیز روک نہیں سکتی اور اسی سے کہا جاتا ہے نِعَا حمار ينعر نعرا۔ یعنی گدھے نے آواز کی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں فلان في انفه او اذنه نعرة. فلاں آدمی کے کان اور ناک میں آواز ہے۔ یہ مثال اس خود سر کے لئے بولی جاتی ہے جو ایک بات پر قائم نہ رہے۔

## النعيم

لغو یوں کے نزدیک اونٹوں اور بکریوں کو کہتے ہیں اس کو مذکر مونث استعمال لیا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا اور ایک اور مقام پر فرمایا نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِہِ اس کی جمع انعام ہے اور جمع اناعیم ہے۔ فقہاء کے نزدیک نعم کا لفظ اونٹوں گائیوں بکریوں کو شامل ہے۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ نعم کا لفظ اونٹوں کے لئے ہے۔ اور انعام کا لفظ اونٹوں گائیوں بکریوں سب کے لئے ہے۔

قشیری نے اللہ کے اس قول اَوْلَم يَرَوْا اَنَا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد اونٹ، گائیاں، بکریاں، گھوڑے، خچر اور گدھے ہیں۔ اور مالکون کا مطلب ہے کہ تم ان کنٹرول کرنے والے اور وہ تمہارے فرمانبردار ہیں جس طرح شاعر نے کہا:

اصبحت لا احمل السلاح ولا امثك راس البيعر ان نفرا

”میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ نہ میں ہتھیار اٹھائے ہوئے ہوں اور اگر اونٹ بھاگ جائے تو میں اس کو پکڑ بھی نہیں سکتا۔“

اور اللہ کا یہ فرمان: وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْإِنْعَامُ. کی تفسیر میں ثعلب نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیتے اور سنتے نہیں جیسے چار پائے یہ کام نہیں کر سکتے۔

شیخان وغیرہ نے سہل بن سعد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے علیؑ سے کہا کہ اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ یہ علم اور تعلیم کی فضیلت اور اہل علم کی منزلت اور شرف پر دلالت کرتی ہے۔ اگر کوئی جاہل آدمی اس کی وجہ سے ہدایت پالے تو یہ اس کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اور یہ سرخ اونٹوں میں سے عمدہ ہیں اور ان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ معزز ہوتے ہیں۔ آپ کا اس آدمی کے متعلق کیا گمان ہے جس کی وجہ سے جماعتوں کی جماعتیں راہ راست پر آ جاتی ہیں۔ اونٹ بہت فائدے والے ہوتے ہیں۔ ان کو آسانی سے چلایا جا سکتا ہے ان میں چوپایوں جیسے سختی نہیں ہوتی اور نہ درندوں جیسی نفرت ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو ان کی بہت ضرورت ہونے کی وجہ سے اللہ نے ان کے سخت ہتھیار نہیں بنائے جس طرح درندوں کی کچلیاں اور بچے ہوتے ہیں اور حشرات کی کچلیاں اور ڈنگ ہوتے ہیں۔

اللہ نے ان کی طبیعت میں ثابت قدمی اور صبر رکھا ہے کہ وہ بھوک تھکاوٹ اور پیاس پر صبر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے ہاتھوں میں فرمانبردار کر دیا ہے۔ جیسے فرمایا: وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ. اور ہم نے ان کو ان لوگوں کے لیے مطیع کر دیا تو انہیں پر وہ سوار ہوئے اور انہیں میں بعض کو کھاتے ہیں۔

اور اللہ نے ان کے سینگ کو ان کا ہتھیار بنایا تاکہ ان کے ساتھ دشمن سے محفوظ رہیں۔ جبکہ ان کا کھانا گھاس وغیرہ ہے اس لئے اللہ کی حکمت کاملہ کا تقاضا ہوا کہ اللہ ان کے کھلے کھلے منہ اور تیز دانت اور داڑھی سخت بنائے۔ تاکہ ان کے ساتھ دانے اور گٹھیلوں کو بھی چبا سکیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو لوگوں کے لئے باعث منفعت بنایا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وہ نعمت شمار کیا جس کو اللہ نے ان پر جتلیا ہے۔ اور بہت نفع بخش بنایا ہے اللہ نے فرمایا۔

وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا يَشْكُرُونَ. تو اہل جاہلیت ان جانوروں سے فائدہ اٹھانے والے طریقوں کو ختم کر دیتے تھے اور اللہ کی نعمتوں کو ضائع کر دیتے۔ اور جو منفعت اور مصلحت اللہ نے ان کے لئے لکھی تھی اپنے برے فعل سے ضائع کر دیتے تھے۔ اللہ نے فرمایا:

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ.

یہاں پر اللہ نے جعل کا لفظ بولا ہے تو اس سے مراد خلق نہیں ہے کیونکہ خالق صرف وہ خود ہے اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا ہے یعنی بنایا کیونکہ یہاں مفعول ثانی موجود نہیں ہے۔ یہاں ما جعل بھی ما سنَّ وَلَا شَرَعَ ہے یعنی مقرر نہیں کیا۔ اسی لئے یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے۔

بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کے پانچ بچے پیدا ہو جائیں تو اس کا کان چیر دیتے تھے اور اس پر سواری کرنا اور بوجھ لادنا حرام سمجھتے

تھے۔ اور اس کی اون بھی نہ کاٹتے بلکہ اس کو چھوڑ دیتے کہ وہ جہاں سے چاہے کھائے۔ اور وہ کسی پانی اور گھاس سے نہ ہٹائی جاتی تھی۔ پھر اس کا پانچواں بچہ اگر مذکر ہوتا تو اس کو ذبح کر ڈالتے اور مرد عورتیں سب کھاتے اگر وہ بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان بھی چیر دیتے اور اسی کو بھی چھوڑ دیتے اور عورتوں پر اس کا نفع اور دودھ حرام کر دیتے اور اس کے منافع مردوں کے لئے خاص کر دیتے ہاں اگر وہ مادہ مر جاتی تو وہ ان کے مردوں اور عورتوں سب کے لیے حلال ہوتی۔ کہا گیا ہے کہ اگر مادہ اونٹنی پے در پے بارہ مونسٹ بچے جنتی تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور اس کی پشت پر سوار نہ ہوتے اور اس کی اون بھی نہ کاٹی جاتی اور اس کا دودھ مہمان کے سوا کوئی نہیں پیتا تھا اس کے بعد اگر وہ کوئی مادہ جنتی تو اس کو بھی اس ماں کے ساتھ کان چیر کر اونٹوں میں چھوڑ دیا جاتا۔ تو نہ اس پر کوئی سوار ہوتا نہ کوئی اس کی اون کا ثنا نہ اس کا دودھ مہمان کے سوا کوئی پیتا تھا۔ جس طرح اس کی ماں کے ساتھ کیا گیا تھا اس کو بجیرہ بنت سائبہ کہتے ہیں۔

بحر کا معنی پھاڑنا ہے۔ بعض نے کہا اس وجہ سے سمندر کو بحر کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین کو پھاڑ دیتا ہے۔ اور بجیرہ بروزن فعیلہ بمعنی مفعولہ ہے۔

سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو کھلا چھوڑا گیا ہو۔

واقعہ یوں ہے کہ اہل جاہلیت میں سے کوئی آدمی اگر بیمار ہو جاتا یا اس کا کوئی قریبی غائب ہو جاتا تو وہ نذر ماننا کہ اگر اللہ مجھے یا میرے مریض کو شفا دے دے یا میرے غائب ساتھی کو واپس لوٹا دے تو یہ اونٹنی سائبہ ہو جائے گی۔ پھر وہ اونٹنی کو بجیرہ کی طرح چھوڑ دیتا اور اس کو پھر کوئی پانی یا گھاس سے نہ روکتا اور نہ اس پر کوئی سوار ہوتا تھا۔

علمہ کہتے ہیں کہ سائبہ سے مراد وہ غلام ہے جس کو چھوڑ دیا جائے۔ یعنی نہ اس پر ولاء ہو نہ دیت ہو نہ وراثت ہو۔ حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ. ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ سائبہ وہ اونٹنی ہے جس کو وہ اپنے بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے اور اس پر کچھ بھی نہ لادتے تھے اور بجیرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دودھ بتوں کے لئے خاص کر دیا گیا ہو اور لوگوں میں سے کوئی بھی اس کو نکال کر استعمال نہ کرے۔ کسی نے کہا کہ سائبہ وہ اونٹنی ہے کہ جو بارہ مادہ بچے جنے اور اس کو آزاد کر دیا جاتا ہے۔ سائبہ بروزن فاعلہ بمعنی مفعولہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں ماء دافق بمعنی مدفوق. یا جیسے عیشتہ راضیہ بمعنی مرضیہ یعنی پسندیدہ زندگی۔

محمد بن اسحاق نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے قسم بن جون خزاعی کو کہا اے قسم میں نے عمرو بن لُحی کو آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹا ہوا دیکھا اور میں نے تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ اور کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو آگ میں دیکھا ہے کہ وہ جہنیوں کو اپنی آنتوں کی بو سے تکلیف دے رہا ہے۔ قسم نے کہا اے اللہ کے رسول اس سے مشابہت مجھے نقصان دہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو مومن ہے وہ کافر تھا۔

عمرو بن لُحی وہ پہلا آدمی ہے جس نے اسماعیلی دین بدلا تھا اور بت مقرر کئے تھے۔ اور بجیرہ کا کان چیرا اور سائبہ کو آزاد چھوڑا اور وصیلہ کو اس نے ملایا تھا اور حام کو اس نے بچایا تھا۔

وصیلہ اس بکری کو کہتے ہیں کہ جو تین یا پانچ یا سات بچے جنے اور ان میں سے آخری بچہ مذکر ہو تو اس کو بیت الاضام کے لئے

ذبح کرتے اور اس کو مرد اور عورتیں دونوں کھاتے اور اگر بچہ مادہ ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر وہ بچے ایک نر اور ایک مادہ ہوتے تو وہ مذکر کو مادہ کی وجہ سے زندہ چھوڑ دیتے اور کہتے کہ اس عناق نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔۔۔ تو وہ اس کو ذبح نہ کرتے۔

مادہ بکریوں کا دودھ عورتوں پر حرام تھا اور ان میں کوئی مرجاتی تو اس کو مرد عورتیں مل کر کھاتے۔

حام اس سائڈ اونٹ کو کہتے ہیں جس کی پشت سے دس اونٹنیاں حاملہ ہوں بعض نے کہا وہ اونٹ ہے جو دس سال تک اونٹنیاں حاملہ کرتا رہے بعض نے کہا جب اس کے بچوں کے بچے پیدا ہونے لگیں بعض نے کہا کہ جب اس کے بچوں کے بچوں پر سوار ہوا جانے لگے تو اس وقت وہ کہتے کہ اب اس کی پیٹھ کی حمایت ہو گئی ہے اس لئے اس پر نہ کوئی بوجھ لاد سکتا ہے اور نہ سوار ہو سکتا اور اس کو کسی کی گھاس یا پانی سے نہ روکتے۔

اور جب مرجاتا تو مرد عورتیں اس کو مل کر کھاتے۔ جان لو کہ اللہ نے ان اشیاء میں سے کسی چیز کو حرام نہیں کیا اور فرمایا:

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ.

یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اللہ نے ان سے منع کر دیا ہے۔

## النغر

نون کے ضمہ سے اور نغین معجمہ کے فتح سے ہے۔ جو ہری نے کہا یہ چڑیوں کی طرح کا ایک پرندہ ہے جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔ اس کی جمع نغران جیسے سرد اور سردان۔

خطابی کہتے ہیں مجھے ابو عمرو نے یہ شعر سنایا۔

يحملن اوعية السلاح كسانما يحملنه باكار النغران

”وہ ہتھیاروں کے برتنوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں گویا کہ وہ بلبلوں کی ٹانگوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔“

اس کی مونث نغرة بروزن ہمزہ ہے۔ اہل مدینہ اس کو بلبل کہتے ہیں۔

صحیحین میں انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بہت اچھے اخلاق والے تھے۔ میرا ایک رضاعی بھائی تھا جس کا نام عمیر تھا تو نبی ﷺ ہمارے پاس آتے تو کہتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔ اے ابو عمیر تغیر کا کیا حال ہے۔ عمیر عمرو یا عمر کی تصغیر ہے۔ شیخ الاسلام نوویؒ نے کہا کہ اس حدیث میں بہت فوائد ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جس کی ابھی اولاد نہ ہوئی ہو اس کی کنیت رکھنی درست ہے اور یہ جھوٹ نہیں ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ اپنی اولاد کی کنیتوں میں جلدی کرو لیکن ان کے برے القاب نہ رکھو۔ اور جس میں گناہ نہ ہو وہ جائز ہے۔ اور ناموں کی تصغیر جائز ہے۔ عمدہ کلام میں بلا تکلف جمع کلامی جائز ہے۔ اور بچوں سے نرمی کرنا اور الفت کرنا بھی درست ہے اور نبی ﷺ کے اچھے اخلاق اور بہترین فضائل تو اضع اور اہل فضل کی زیارت کا ذکر ہے۔ کیونکہ ام سلیم ابو عمر اور انسؓ کی والدہ تھیں۔ اور یہ آپ کی محرم تھیں۔ بعض مالکیہ نے اس سے مدینہ کے حرم میں شکار کے جواز کی دلیل لی ہے۔ لیکن اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں یہ کہیں نہیں کہ وہ جگہ مدینہ کے حرم میں موجود تھی۔ بلکہ وہ حرم کے باہر سے شکار کر کے لائی

گئی تھی۔ اور حلال آدمی بھی حرم میں شکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے شکار کی ابتداء میں اور ساتھ رکھنے میں فرق کیا جائے گا اور بہت سی احادیث اس بارے میں آئی ہیں کہ مدینہ کے حرم کا شکار ممنوع ہے اس لئے ان کو ایسے احتمالات کی وجہ سے چھوڑنا اور معارضہ کرنا درست نہیں ہے۔ اور حدیث میں چھوٹے پرندوں کے ساتھ کھیلنے کے جواز کی بھی دلیل ہے۔

پرندوں کو پنجروں میں رکھنے کی شرعی حیثیت: علامہ ابوالعباس قرطبی کہتے ہیں کہ علماء نے اس بات کو جائز کہا ہے کہ پرندے کو روک کر اس کے ساتھ کھیلا جائے۔ لیکن اس کو عذاب دینا اور فضول کھیلنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے حیوان کو عذاب کرنے سے منع کیا ہے مگر کھانے کے لئے درست ہے۔ يلعب به کا مطلب یہ ہے کہ اس کو روک کر قید کر کے کھیلے۔ اس سے پرندے کو پنجرے میں بند کرنا اور کھیلنے کا جواز نکلتا ہے۔ اور ابن عقیل حنبلی نے اس سے منع کیا ہے اور اس کو بے وقوفی اور عذاب قرار دیا ہے کیونکہ ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ قیامت والے دن چڑیاں آئیں گی اور اس آدمی کے ساتھ چٹ جائیں گی جو ان کو پنجرے میں بند کر کے طلب رزق سے روک لیتا تھا اور کہیں گی اے رب اس نے ہمیں دنیا میں عذاب کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو اس کو کھانے پینے سے روکے۔ فقال سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا اگر وہ اس کی مشقت کو پورا کرے تو جائز ہے بلکہ حدیث میں دلیل ہے کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے اس کو روکنا درست ہے۔ لیکن بعض صحابہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور میں نے ابوالعباس احمد بن القاص کی ایک حدیث کی ایک بہترین تفسیر دیکھی ہے کہ ابوحنیفہ نے ایک عورت کی آواز سنی جس کو اس کا خاوند مار رہا تھا اور وہ چیخ رہی تھی تو انہوں نے کہا یہ صدقہ مقبول ہے اور نیکی لکھی گئی ہے تو ان کے اصحاب میں سے کسی ساتھی نے کہا استاد صاحب یہ کیسے؟ انہوں نے کہا جاہل کو ادب سکھانا اس پر صدقہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ جاہل ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی قسم ہے۔

## النفص

نون کے کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے شتر مرغ کو کہتے ہیں اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہ اپنا سر ہلاتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَسَيُغَضُّونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ. یعنی وہ اپنے سروں کو استہزاء ہلاتے ہیں۔ شاعر نے کہا۔

انفص نحوى راسه واقنعا كانه يطلب شينا انفعاً

”اس نے اپنا سر میری طرف جھکایا اور حرکت دی گویا کہ وہ کوئی نفع بخش چیز طلب کر رہا ہے۔“

## النفف

یہ کیڑا ہوتا ہے جو اونٹوں اور بکریوں کی ناک میں ہوتا ہے اس کی واحد نغفہ آتی ہے۔ اصمعی نے ابو عبیدہ سے نقل کیا کہ یہ اس سفید کیڑے کو کہتے ہیں جو گٹھلی میں ہوتا ہے۔ اور اس کے سوا دوسرے کیڑوں کو نفف نہیں کہتے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ کیڑا المبا کالا سبز اور خاکی رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ کھیتی کوزمین کے اندر سے کاٹ دیتا ہے۔ امام مسلم نے نو اس بن سمان کی اس حدیث کو جو اس

نے دجال کے ذکر سے روایت کی ہے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجے گا پھر ان کی گردنوں میں ایک نغف کیڑا پیدا کر دے گا تو صبح کے وقت سارے کے سارے مرے ہوئے پڑے ہوں گے۔ جیسے ایک بندہ مرتا ہے۔ اس حدیث میں فرسی کا لفظ ہے جس کے معنی ایک دفعہ سب کا قتل ہونا ہے۔ اس کا واحد فریس ہے یہ فرس الذنب الشاة و افترسها سے نکلا ہے۔ یعنی اس نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔ بیہتی نے الاسماء والصفات میں باب ما ذکر فی الکف میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کو اس طرح جھاڑا جس طرح توشہ دان جھاڑا جاتا ہے تو اس سے نغف جیسی چیز نکلی تو اللہ نے ان سے دو مٹھیاں بھر لیں اور دائیں مٹھی کے لئے فرمایا یہ جنت کی طرف جائیں گے اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں اور دوسری مٹھی والے جہنم میں جائیں گے اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ بیہتی نے کہا یہ موقوف ہے اس حدیث کے کچھ سطروں بعد اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بنی آدم سے پکا وعدہ عرفات کی زمین میں لیا گیا تھا۔

## النفار

یہ جار کی طرح ہے چڑیا کو کہتے ہیں کیونکہ یہ بہت زیادہ بھاگتی ہے۔

## النقاز

یہ چھوٹی چڑیوں میں سے ایک پرندہ ہے اس کو نقز سے مشتق کیا گیا جس کا معنی کودنا ہے۔

## النقاۃ

مینڈک کو کہتے ہیں۔ نقیق اس کی آواز کو کہتے ہیں۔

عرب کہتے ہیں اعطش من نقاۃ یعنی وہ نقاۃ سے بھی زیادہ پیاسا ہے۔ کیونکہ وہ اگر پانی کو چھوڑ دیتا ہے تو مر جاتا ہے۔

## النقد

نون کے فتح اور قاف کے ساتھ چھوٹی بکریوں کو کہتے ہیں۔ اس کی واحد نقدة ہے اس کی جمع نقاد ہے۔ جوہری کہتے ہیں النَّقْدُ تحریک کے ساتھ بکریوں کی ایک قسم ہے۔ جس کی ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور چہرے قبیح ہوتے ہیں یہ بحرین میں پائی جاتی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اذل من النقد۔ وہ چھوٹی بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اصمعی کہتے ہیں سب سے عمدہ اون نقد بکری کی ہوتی ہے۔ کذاب حرمازی نے یہ شعر کہے ہیں۔

فصیم یا شر تمیم محتدا لو کنتم شاء لکنتم نقدا

او کنتم قولاً لکنتم فندا

”اے تمیم کے شریر لوگو تم کس بات میں شریف الاصل ہو اگر تم بکریاں ہوتے تو نقد بکریاں ہوتے۔ اگر تم بات ہوتے تو

کمزور اور ضعیف بات ہوتے۔“

او کنتم ماء لکنتم زبدا او کنتم صوفالکنتم قردا  
 ”اگر تم پانی ہوتے تو تم جھاگ ہوتے۔ اگر تم حیوان ہوتے تو تم بندر ہوتے۔“

## النکل

طاقت ور اور تجربہ کار گھوڑے کو کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نکل کے اوپر نکل کو پسند کرتے ہیں یعنی طاقتور اور مجرب آدمی کو طاقت ور مجرب گھوڑے پر پسند کرتا ہے۔  
 ایک اور حدیث میں آپ کا اس جیسا فرمان ہے بے شک اللہ تعالیٰ مہدی و معید اور طاقت ور آدمی کو طاقت ور اور ابتدا کرنے والے کو واپس لانے والے گھوڑے پر پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کا ذکر باب الفاء الفرس میں گزر چکا ہے۔

## النمر

نون کے فتح اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ میم کے سکون کے ساتھ بھی جائز ہے اور اس کے ساتھ نون کے کسرہ اور فتح کے ساتھ بھی جائز ہے۔ یہ درندوں کی ایک قسم ہے جو شیر کے مشابہ ہوتی ہے۔ مگر یہ اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی جلد پر کالے اور سفید نقطے ہوتے ہیں یہ شیر سے زیادہ خبیث ہوتا ہے۔ یہ غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو نہیں پاسکتا۔ حتیٰ کہ یہ شدت غضب سے کبھی کبھی اپنے آپ کو بھی مار ڈالتا ہے۔ اس کی جمع انمار، انمر، نمود اور نمار آتی ہے۔ اس کی مونث نمرہ ہے۔ اس کی کنیت ابو الابر، ابو الاسود، ابو جعدہ، ابو جہل، ابو خطاف، ابو الصعب، ابو رقاش، ابو سہیل، ابو عمر، ابو المر سال ہے۔ اور مونث کو ام الابر اور ام رقاش کہتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے نمر فلان یعنی وہ آدمی اجنبی ہو گیا اور اپنے آپ کو بدل لیا۔ کیونکہ چیتا جب بھی ملتا ہے تو وہ اجنبی ہوتا ہے اور غصے میں ہوتا ہے۔ عمرو بن معدی کرب نے یہ شعر پڑھا ہے۔

”وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ لوہے کی زر ہیں اور چمڑے پہن لیتے ہیں تو وہ چیتے بن جاتے ہیں۔“

شاعر نے ان کو چیتوں سے اس لئے تشبیہ دی ہے کیونکہ لوہے اور چمڑے کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

چیتے کا مزاج باقی درندوں کے مزاج کی طرح ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک بڑے جسم والا اور چھوٹی دم والا ہوتا ہے اور ایک اس کے الٹ ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک قہر، قوت اور غلبے والا ہوتا ہے سچے حملوں والا اور شدید چھلانگیں لگانے والا ہوتا ہے اور حیوانات کا بہت بڑا دشمن ہوتا ہے۔ اس کو کسی کا غلبہ خوف زدہ نہیں کر سکتا۔ یہ خود پسند ہوتا ہے جب سیر ہو جاتا ہے تو تین دن تک سویا رہتا ہے۔ اس کے منہ کی بو بخلاف دوسرے درندوں کے اچھی ہوتی ہے۔ جب یہ بیمار ہوتا ہے اور چوہے کھا لیتا ہے تو اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ جا حظ کہتے ہیں کہ چیتا شراب پینا پسند کرتا ہے جب اس کے لئے کسی جگہ شراب رکھ دی جائے تو اس کو پی کر بے ہوش ہو جاتا ہے تو پکڑا جاتا ہے۔ ایک قوم نے خیال کیا ہے کہ چیتا جب بھی اپنے بچے کو جنتا ہے اس کے گلے میں سانپ ہوتا ہے۔ وہ اس کو کاٹتا رہتا ہے مگر اس کو مارتا نہیں۔ اور درندوں میں اس کا مرتبہ شیر کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ کم ہوشیار اور شدید حریص اور بیدار حرکت والا ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں شیر کی دشمنی ہے اور ان دونوں کے مابین کامیابی ڈانواں ڈول ہوتی



ہے۔ یہ بہت کاٹتا ہے اور اچکتا ہے اور بہت چھلائیں لگاتا ہے اور بعض دفعہ چالیس ہاتھ اونچی چھلانگ لگاتا ہے۔ جب یہ شکار نہ کرے تو کسی دوسرے کا شکار نہیں کھاتا اور مردار بھی نہیں کھاتا۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اے اللہ اپنی مخلوق سے مجھے سب سے زیادہ اپنے نزدیک معزز مخلوق بنا۔ تو اللہ کہا جو میری چاہت کی طرف جلدی آئے جیسے گدھ اپنی چاہت کی طرف جلدی کرتی ہے اور جو میرے نیک بندوں سے الفت رکھے جیسے بچہ لوگوں سے الفت رکھتا ہے اور وہ شخص جو میرے محارم توڑنے پر ایسے ناراض ہو جیسے چیتا اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ چیتا جب ناراض ہوتا ہے تو یہ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کم ہیں یا زیادہ۔ اور اس کی اسناد میں محمد بن عبد بن یحییٰ بن عروہ ہے۔ اور وہ متروک راوی ہے۔ اور اس کی طرف پہلے گدھ میں کچھ اشارہ گزر چکا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے کہ یہ شکاری درندہ ہے۔ ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا فرشتے ان قافلوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے پاس چیتے کا چمڑا ہو اور وقعہ کی روایت میں ہے کہ شیخ ابو عمرو بن صلاح نے فتاویٰ میں کہا ہے کہ چیتے کا چمڑا باغت سے پہلے نجس ہوتا ہے۔ چاہے اس کو صاف کیا جائے یا نہ کیا جائے اس لئے اس کا استعمال کرنا نجس عین کی طرح ممنوع ہے۔ یعنی اس کا ان کاموں کے لئے قطعاً استعمال نہیں کرنا چاہیے کہ جن میں نماز وغیرہ کی طرح نجاست سے بچنا ضروری ہے۔

اور اس کے مطلق حرام ہونے میں دو قول ہیں۔

ایک یہ ہے کہ چمڑا بذات خود تو باغت کے بعد پاک ہو جائے گا مگر بال اصل کے تابع ہونے کی وجہ سے ناپاک ہی رہیں گے۔ اور اس لئے کہ وہ غالباً استعمال نہیں ہوتے۔ اور حدیث میں اس کی نہی وارد ہوئی ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے تم چیتوں پر سواری مت کرو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے درندوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ چیتا درندہ ہے۔ اور یہ احادیث قوی اور قابل اعتماد ہیں۔ اور اس میں تاویل میں تلاش کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس جیسے مسئلہ میں جب کسی نیک آدمی کو رسول اللہ ﷺ سے اس جیسی دلیل مل جائے تو وہ اس کی گم شدہ چیز ہے اور اسکی راحت کا سامان ہے اس سے ادھر ادھر نہیں جانا چاہیے۔

ضرب الامثال: عرب نے کہا شمر واتزر والبس جلدی النمر۔ چست ہو جا اور ازار کس لے اور چیتے کی جلد پہن لے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جس کو مشقت اور کوشش کا حکم دینا ہو۔ اور کہتے ہیں فلاں نے فلاں کو چیتے کی جلد پہنائی۔ یہ مثال دشمنی کرنے اور اس کے اظہار کے لئے بولتے ہیں۔

طبی فوائد اور خواص: اس کے سر کو جب کسی جگہ دفن کیا جائے تو اس جگہ بہت سے چوہے جمع ہو جائیں گے۔ اس کا پتہ آنکھوں میں لگانے سے آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے اور نزول الماء کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کا پتہ زہر قاتل ہے۔ اگر کوئی ایک دانق کے برابر پی لے تو وہ بچ نہیں سکتا الا ماشاء اللہ۔ اس کا دماغ جب بد بودار ہو جائے تو جو بھی انسان اس کی بوسوٹکھے گا مر

جائے گا۔ ارسطاطالیس نے اس کو اسی طرح کتاب طبائع الحیوان میں نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ چیتا انسان کی کھوپڑی سے بھاگتا ہے۔ اس کے بالوں سے گھر میں دھونی دی جائے تو اس سے بچھو بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی چربی پگھلا کر پرانے زخموں پر لگائی جائے تو ان کو صاف کر کے ٹھیک کر دیتی ہے۔ جو آدمی اس کا گوشت پانچ درہم کھالے تو اس کو سانپوں کا زہر نقصان نہیں دیتا۔

اور قزوی نے کہا کہ اس کے جسم کے تمام اجزاء سم قاتل ہیں۔ خاص طور پر اس کا پتہ۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ اس کے آلہ تناسل کو پکا کر اس کا شور بہ پیا جائے تو یہ پیشاب کے قطروں کی بیماری میں اور مٹانے کے دردوں میں مفید ہے۔

اس کی جلد پر اگر کوئی بوا سیر والا لگا تار بیٹھتا رہے اور اس کی جلد اور آدمی کے درمیان کوئی (کپڑا وغیرہ) حائل نہ ہو تو اس کو فائدہ ہوگا۔ جو آدمی اس کی جلد کا کوئی ٹکڑا اپنے پاس اٹھائے رکھے تو لوگوں میں بارعب ہوگا۔ اس کے ہاتھ اور پنچے کسی جگہ میں دفن کر دیئے جائیں تو وہاں چوہے نہیں رہ سکیں گے۔ جب کسی انسان کو چیتا زخمی کر دے تو چوہے اس کو تلاش کرتے ہیں تاکہ اس پر پیشاب کریں اگر وہ ایسا کر دیں تو وہ انسان مر جاتا ہے۔ اور چاہیے کہ اس کی نگرانی کی جائے اور اس کو بچایا جائے۔ یہ بات عین الخواص والے نے کہی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اگر کسی نے گوہ کی چربی کو اپنے جسم پر مل لیا اور چیتے کے پاس گیا تو چیتا اس سے بھاگ جائے گا۔

تعبیر الروایا: چیتا خواب میں ظالم بادشاہ ہے یا شان و شوکت والا غالب دشمن ہے۔ جس نے چیتے کو قتل کیا تو وہ ایسی صفات کے حامل دشمن کو قتل کرے گا۔ جس نے اس کا گوشت کھایا وہ مال اور شرف حاصل کرے گا۔ جو اس پر سوار ہو اس کو عظیم حکومت ملے گی۔ اگر چیتا اس پر سوار ہو گیا تو اس آدمی کو بادشاہ یا دشمن کی طرف سے ضرر پہنچے گا۔ جو شخص خواب میں مادہ چیتا سے جماع کرے گا وہ کسی قوم کی عورت پر ظلم سے مسلط ہوگا۔ جس نے اپنے گھر میں چیتا دیکھا اس کے گھر میں ایک فاسق آدمی آئے گا۔ جس نے خواب میں چیتے یا شیر کا شکار کیا تو اس کو اس کی غصب شدہ چیز کے مطابق فائدہ ہوگا۔

ارطامیدورس نے کہا چیتا آدمی پر اور عورت پر دلالت کرتا ہے اور یہ اس کے رنگ کے تغیر کے سبب ہوتا ہے۔ یہ دھوکے باز اور چال باز ہوتا ہے۔ کبھی مرض پر دلالت کرتا ہے اور آنکھوں کے درد پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس کا دودھ دشمنی ہے۔ جو پینے والے کو نقصان دے گی۔ واللہ اعلم

## النمس

نون مشددہ مکسورہ کے ساتھ اور آخر میں سین ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا چوڑا جاندار ہے۔ گویا کہ وہ ایک چمڑے کا ٹکڑا ہے یہ ارض مصر میں پایا جاتا ہے۔ جب کسی کو سانپوں کا خوف ہو تو وہ اس کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے کیونکہ یہ سانپوں کو مار ڈالتا ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا یہ چھوٹی ٹانگوں اور ہاتھوں والا جانور ہے اس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ اور یہ چوہیوں اور سانپوں کا شکار کر کے کھا جاتا ہے۔ مفضل بن سلمہ نے کہا کہ وہ ظربان ہے۔ جاہظ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مصر میں ایک چوہا یہ ہے جس کو نمس کہتے ہیں جو سکڑ کر اکٹھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چوہے کی طرح ہو جاتا ہے۔ جب سکڑتا ہے تو سانپ اس پر لپٹ جاتا ہے۔ تو یہ سانس لیتا ہے اور پھونکتا ہے۔ اور پھول جاتا ہے۔ تو سانپ کٹ جاتا ہے۔

ابن قتیبہ نے کہا کہ نمس نیولے کو کہتے ہیں اور اس کو نمس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ان کے قول نمس بالکلام سے ماخوذ ہے۔ یعنی اس نے بات کو چھپایا۔ نمس الصائد۔ یعنی شکاری اوٹ میں چھپ گیا۔ کیونکہ جب یہ اپنے آپ مو یا ہوا ظاہر کرتا ہے تو اس کے اطراف پر سکون ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ سانپ اس کو کاٹتا ہے تو یہ نمس اس کو کھا جاتا ہے۔ اس لئے اوٹ میں شکاری کے چھپنے کو اس سے تشبیہ دی۔

حکم: اس کو اس کی خباثت کی وجہ سے کھانا حرام ہے۔ رافعی نے کتاب الحج میں کہا کہ نمس کی کئی قسمیں ہیں اور اسی سے متباین اقوال کو جمع کیا جائے۔

طبی فوائد اور خواص: جب نمس کے دم سے کبوتروں کے برج کو دھونی دی جائے تو سارے کبوتر بھاگ جائیں گے۔ اس کا پتہ انڈے کی سفیدی میں ملا کر آنکھ پر ضما د کیا جائے تو اس سے حرارت ختم ہو جاتی ہے اور آنسو رک جاتے ہیں اس کا خوان ایک قیراط کے برابر وزن میں مجنون کے ناک میں عورت کے دودھ کے ساتھ ملا کر ڈالا جائے اور اس کی دھونی بھی دی جائے تو اس کا جنون ختم ہو جائے گا۔ اس کا ذکر پکا کر اس کا شور بہ تقطیر البول والا یا مٹانے میں درد والا پیئے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کی دائیں آنکھ کسی روئی کے کپڑے میں لپیٹ کر چوتھے کے بخار والے پر لٹکائی جائے تو ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر دوسری آنکھ لٹکائی جائے تو یہ بیماری دوبارہ واپس آ جائے گی۔ اس کا دماغ مولی کے پانی اور گلاب کے عرق میں ملا کر کوئی آدمی ملے تو اس کو خارش پڑ جائے گی اور وہ بیمار ہو جائے گا۔ اس کا حل یہ ہے کہ اس کا گو بر باریک پیس کر زبق کے تیل میں ملا کر طلاء کیا جائے تو یہ بیماری ختم ہو جائے گی۔ اگر اس کا گو بر پانی میں ڈبو کر کوئی انسان پی لے تو دن رات خوفزدہ رہتا ہے اور خیال کرتا ہے۔ کہ شیطان اس کی تلاش میں ہے۔

تعبیر: خواب میں نمس کو دیکھنا بدکاری پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ مرغ کو چرا کر لے جاتا ہے۔ اس کی جماعت خواب میں دیکھنا عورتیں ہیں۔ جس نے نمس سے جھگڑا کیا یا اس کو گھر میں دیکھا تو وہ کسی زانی انسان سے جھگڑا کرے گا۔ واللہ اعلم

## النمل

مشہور جانور چیونٹی ہے۔ اس کی واحد نملۃ اور جمع نمل ہے۔ اور ارض نملۃ کا مطلب ہے چیونٹیوں والی زمین۔ اور کہا جاتا ہے۔ طعام منمول یعنی چیونٹیوں والا کھانا۔ اور نملہ (بالضم) چغلی کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے رجل نمل یعنی چغل خور آدمی۔ اور اول نے کیا خوب کہا ہے:

اقنع بما تلقى بلا بلغة فليس ينسى ربنا النملة  
”جو تجھے بغیر مشقت کے ملے اس پر قناعت کر کیونکہ ہمارا رب چیونٹی کو بھی نہیں بھولتا۔“

ان اقبل الدهر فقم قائما وان تولى مدبر انم له  
”اگر زمانہ تیری طرف توجہ کرے تو اس کے لئے سیدھا کھڑا ہو جا اور اگر تم سے پیٹھ پھیرے تو اس سے سو جا۔“

اس کی کنیت ابو مشغول ہے اور مونث کی کنیت ام نوبہ اور ام مازن ہے۔ اس کو نملہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زیادہ حرکت کرتی

ہے اور پاؤں کم ہوتے ہیں۔ چیونٹیاں جوڑے بھی نہیں ہوتیں اور نہ جفتی ہوتی ہیں۔ ان سے زمین پر ایک چھوٹی سی چیز گرتی ہے تو وہ بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ وہ انڈہ بن جاتی ہے۔ پھر اس سے چیونٹی بنتی ہے۔ تمام انڈوں کو عربی میں بیض کہا جاتا ہے مگر چیونٹی کے انڈوں کو طاء کے ساتھ بیض کہتے ہیں۔ چیونٹی رزق کی تلاش میں بڑے حیلے کرتی ہے۔ جب کسی چیز کو پالیتی ہے تو باقی چیونٹیوں کو اس کی اطلاع دیتی ہے تاکہ وہ وہاں آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کام ان میں سے سردار چیونٹیاں کرتی ہیں اس کی فطرت ہے کہ یہ موسم گرما میں موسم سرما کے لئے اپنی خوراک کو ذخیرہ بناتی ہے۔ اور یہ ذخیرہ اندوزی میں بڑے حیلے کرتی ہے۔ جن چیزوں کو یہ ذخیرہ بناتی ہے اگر ان کے اگنے کا ان کو خوف ہو تو کسفرہ کے علاوہ ان کے دو حصے کر دیتی ہے اور کسفرہ کے چار ٹکڑے کرتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کو الہام کیا ہے کہ اس کا نصف بھی اگ آتا ہے۔ جب اس کو دانے کے تعفن زدہ ہونے کا ڈر ہوتا ہے اس کو باہر نکال کر کھلی زمین میں لے جاتی ہے اور پھیلا دیتی ہے اور یہ کام اکثر رات کو چاند کی روشنی میں کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی اس کے کھانے کی وجہ سے نہیں ہوتی کیونکہ اس کا پیٹ ہی نہیں جس میں کھانا جائے بلکہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں اس کی خوراک وہ ہے جو دانہ کاٹنے کے دوران اس کے ناک میں جاتی ہے۔ اور اس کے لئے یہی کافی ہے۔ اور عقیق میں اور فار میں سفیان بن عیینہ سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے کہا عقیق انسان نمل اور چوہے کے علاوہ کوئی بھی اپنی خوراک کو جمع نہیں کرتے۔ اور احیاء العلوم میں بھی کتاب التوکل میں اسی بات کو یقینی کہا ہے۔ بعض نے کہا کہ بلبل بھی اپنی خوراک کو ذخیرہ بناتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عقیق کے گودام بھی ہوتے ہیں مگر وہ ان کو بھول جاتی ہے۔ چیونٹی بہت زیادہ سونگھنے کی حس رکھتی ہے۔ اس کے پر نکل آنا اس کی ہلاکت کا سبب ہے۔ جب چیونٹی کے پر نکل آتے ہیں۔ تو یہ چڑیوں کی خوراک بن جاتی ہے کیونکہ وہ اڑنے کی حالت میں ان کو شکار کر لیتی ہیں۔

اور اس بات کی طرف ابو العتہیبہ نے اشارہ کیا ہے۔

واذا استوت للنمل اجنحة حتى يطير فقد دنا عطة

”جب چیونٹی کے پر نکل آتے ہیں اور وہ اڑنے لگتی ہے تو وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔“

خلیفہ ہارون الرشید اکثر برا مکہ کی مصیبت میں یہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

باب العین مہملہ میں لفظ عقاب کے ضمن میں یہ بات گزر چکی ہے۔

یہ اپنی بستی کو اپنے پاؤں سے کھودتی ہے اس کے چھ پاؤں ہوتے ہیں جب یہ بل بناتی ہے تو اس کے آگے بند باندھ دیتی ہے تاکہ اس میں بارش کا پانی نہ آسکے۔ بعض دفعہ اسی خطرے کی وجہ سے وہ بستی کے اوپر ایک اور بستی بنا دیتی ہے۔ اور یہ کام وہ اس وجہ سے کرتی ہے کہ کہیں اس کے ذخیرہ کو تری نہ پہنچے۔ بیہتی نے شعب الایمان میں کہا ہے کہ عدی بن حاتم طائی چیونٹیوں کے لئے روٹی کو توڑا کرتا اور کہتا تھا یہ ہماری ہمسایاں ہیں اور ان کا ہم پر حق ہے عنقریب وحش کے بیان میں فتح بن حرب زاہد سے یہ بات آئے گی کہ وہ وحشیوں کے لئے روزانہ روٹی توڑ کر رکھتا تھا۔ جب عاشوراء کا دن ہوتا تو وہ اس کو نہ کھاتے۔

کوئی بھی حیوان ایسا نہیں جو اپنے بدن سے کئی گنا زیادہ بوجھ اٹھا سکے۔ اس کے باوجود یہ کئی گنا پر بھی خوش نہیں ہوتی یہاں تک کہ یہ کھجور کی کٹھلی کو بھی اٹھانے کی کوشش کرتی ہے حالانکہ وہ اس کے کسی کام کی نہیں ہوتی۔ صرف حرص و لالچ کی وجہ سے ایسا

کرتی ہے۔ اور یہ کئی سال کی غذا کو اکٹھا کرتی ہے بشرطیکہ وہ زندہ رہے۔ لیکن اس کی عمر ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس کی عجیب بات یہ ہے کہ یہ اپنی بستی زمین کے نیچے بناتی ہے اور اس میں کئی منزلیں اور دہلیزیں اور کمرے اور لٹکے ہوئے تھال ہوتے ہیں جن میں وہ دانے بھر کر رکھتی ہے اور سردیوں کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھتی ہے۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں جن کو ذر فارس کہتے ہیں اور یہ چیونٹیوں میں ایسے ہوتی ہیں جیسے شہد کی مکھیوں میں بھڑیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کو نمل الاسد بھی ہوتی ہے کیونکہ ان کا اگلا حصہ شیر کی طرح ہوتا ہے اور پچھلا حصہ چیونٹی کی طرح ہوتا ہے۔

اللہ کا بندوں سے انصاف: صحیحین اور ابوداؤد اور نسائی ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ﷺ درخت کے نیچے اترتا تو اس کو ایک چیونٹی نے ڈس لیا تو اس نے حکم دیا کہ اس بستی کو اکھٹر دیا جائے اور نکال کر جلا دیا جائے تو اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک کو کیوں نہیں سزا دی ابو عبد اللہ ترمذی نوادر الاصول میں کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو چیونٹی کے جلانے پر عتاب نہیں کیا بلکہ گناہ گار کے مقابلے میں بے گناہ کو سزا دینے پر عتاب کیا۔ قرطبی نے کہا یہ نبی موسیٰ علیہ السلام تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ! تو ایک بستی کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب دیتا ہے حالانکہ ان میں تیرا فرمانبردار بھی ہوتا ہے تو اللہ نے اس کو یہ سارا ماجرا سمجھانا چاہا تو ان پر گرمی مسلط کر دی حتیٰ کہ وہ ایک درخت کے سائے کے نیچے آرام کرنے کے لئے بیٹھے وہاں چیونٹیوں کی بستی تھی۔ تو ان پر نیند غالب آگئی۔ جب نیند کی لذت شروع ہوگئی تو ان کو ایک چیونٹی نے ڈس لیا۔ تو انہوں نے ان کو اپنے پاؤں میں رگڑ کر ہلاک کر ڈالا اور پھر ان کے گھروں کو جلا ڈالا تو اللہ نے ان کو عبرت کے طور پر یہ نشانی دکھائی۔ کیونکہ ان کو تو ایک چیونٹی نے ڈسا تھا پھر باقی چیونٹیوں کو کیوں اس کی سزا دی گئی۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس بات پر متنبہ کرے کہ اللہ کی سزا نافرمانوں اور فرمانبرداروں سب پر عام ہوتی ہے۔ تو فرمانبردار کے لئے وہ رحمت طہارت اور برکت بن جاتی ہے اور نافرمان پر سزا عذاب بن جاتی ہے۔ اس طرح حدیث میں چیونٹیوں کے قتل کرنے کی کوئی ایسی کراہت اور ممانعت ظاہر نہیں ہوتی۔ کیونکہ جو آپ کو تکلیف دے اس کو روکنا آپ کے لئے حلال ہے۔ اور مومن کی حرمت سے کوئی مخلوق بڑی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے مارنے اور قتل کرنے کے ذریعے بھی دفاع کیا جاسکتا ہے تو کیڑے مکوڑے اور جانوروں کی کیا حیثیت ہے جن کو اللہ نے مومن کے لئے مسخر کر دیا اور ان کے ایذا دینے پر مومن کو مسلط کر دیا ہے اور ان کا قتل کرنا مباح ہے۔

اور حدیث کے یہ الفاظ کہ تو نے ایک چیونٹی کو کیوں نہیں مارا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو ایذا دے اس کو مارا جاسکتا ہے۔ اور ہر وہ قتل جو نفع کے لئے اور ایذا کو روکنے کے لئے ہو وہ منع نہیں ہے۔ اور یہ اس چیونٹی سے خاص نہیں ہے۔ اور اگر یہ قصاص ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے کہ تو نے وہ چیونٹی کیوں نہیں ماری جس نے تجھے ڈسا تھا۔ بلکہ عام چیونٹی کا فرمایا جو زیادتی کرنے والی اور بے گناہ دونوں کو شامل ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا تا کہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ اے اللہ جس بستی میں فرمانبردار اور نافرمان سب ہوں اس کو تو کیوں عذاب کرتا ہے اس پر انہیں تنبیہ کی جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نبی کی شریعت میں آگ سے جلانے کی سزا جائز تھی اسی لئے زیادہ چیونٹیوں کو جلانے پر عتاب ہوا اصل جلانے پر عتاب نہیں ہوا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا! فَهَلَّا نَمَلَّةٌ وَّاحِدَةٌ۔ یعنی ایک چیونٹی کو تو نے کیوں نہ جلایا یہ ہماری شریعت کے خلاف ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ہر حیوان کو آگ کا عذاب کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور

کسی کو جائز نہیں۔ لہذا کوئی آدمی بھی کسی کو جلایا جاسکتا ہے جس نے کسی کو جلایا ہو تو وہ جلانے سے مرگیا ہو تو اس کے وارث اس جلانے والے کو جلا سکتے ہیں۔ اور چیونٹی کو قتل کرنا ہمارے مذہب میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا چیونٹی، شہد کی مکھی، ہد، لثور اس کو ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا جو شیخین کی شرط پر ہے۔ اور نمل سے مراد بڑی سلیمانی نمل مراد ہے۔ اور چھوٹی نمل جس کو ذکر کہتے ہیں اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ مالک نے چیونٹی کا مارنا مکروہ قرار دیا ہے مگر یہ کہ نقصان پہنچائے اور اس کو قتل کے بغیر روکنا ناممکن ہو۔ ابن ابی زید نے آزار کے وقت چیونٹی کے قتل کرنے کو مطلق جائز قرار دیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ نے اس نبی کو جو عتاب کیا تھا وہ اس لئے تھا کہ انہوں نے اپنی جان کے انتقام کے لئے ایک کے عوض میں ان کی جماعت کو ہلاک کیا تھا۔ حالانکہ انہیں درگزر اور صبر کرنا زیادہ بہتر تھا۔ لیکن نبی ﷺ کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ قسم بنی آدم کے لئے موزی ہے اور بنی آدم کی عزت و حرمت باقی سب سے زیادہ ہے۔ اگر ان کی نظر میں یہی بات ہوتی اور اس میں طبعی تشفی نہ ہوتی تو انہیں اس پر عتاب نہ کیا جاتا۔ انہیں جو عتاب ہوا وہ تو اس کام سے تشفی پر ہوا۔ واللہ اعلم۔

دارقطنی اور طبرانی نے معجم الاوسط میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اس اندھیری رات میں صاف پتھر پر چیونٹی کے چلنے کو دس فرسخ کی مسافت سے دیکھ سکتے تھے۔

اور حکیم ترمذی سے نوادر میں معقل بن یسار سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا اور اس حدیث کی انہوں نے نبی ﷺ پر شہادت دی کہ آپ نے شرک کا ذکر کیا کہ وہ تم میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفیہ طور پر داخل ہو جاتا ہے۔ کیا تم کو وہ چیز بتاؤں کہ جب تم وہ کرو تو اللہ تم سے چھوٹا شرک اور بڑا شرک بھی لے جائے۔ تم کہو اللھم اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ۔ اس کو تین دفعہ کہو۔

اور ابو امامہ باہلیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک عابد اور ایک عالم تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم تر ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمینوں والی تمام چیزیں یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی سمندر میں لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور میں نے ابو عثمان حسین بن حریت خزاعی سے سنا ہے وہ کہتے ہیں میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ کہتے تھے۔ عالم عامل معلم کو آسمانوں کی بادشاہت میں کثیر کہا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلیمانؑ کو اس چیونٹی نے جس نے آپ سے خطاب کیا تھا آپ کو کھجور کے تنے کا آٹا دیا جس کو آپ کی ہتھیلی میں رکھ کر کہا۔

الم ترنا نهدی الی اللہ مالہ وان کان عنہ ذا غنی فهو قابلہ

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم اللہ کی طرف اس کا مال پیش کرتے ہیں اگرچہ وہ اس سے بے پرواہ ہے مگر وہ اس کو قبول

فرمالتا ہے۔“

ولو کان یهدی الجلیل بقدرہ لقصر عنہ البحر حین یسائلہ

”اس کے مطالبہ کرنے پر اگر اس بزرگ ہستی کی حیثیت کے مطابق ہدیہ پیش کیا جائے تو سمندر بھی اس سے قاصر رہیں گے۔“

ولکننا نھدی الی من نحبہ فیرضی بہ عنا ویشکر فاعلہ  
”لیکن ہم اس ذات کی طرف ہدیہ پیش کرتے ہیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں تو وہ اسی پر ہم سے راضی ہو جاتا ہے اور اس ہدیہ دینے والے کی قدر دانی کرتا ہے۔“

وما ذاک الا من کریم فعالمہ والا فمافی ملکنا من یشاکلہ  
”اور یہ قدر دانی تو اس کریم کی طرف سے ہے ورنہ ہمارے ملک میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی شان کے لائق ہو۔“  
تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ تم میں برکت کرے۔ اب چیونٹیاں اس دعا کی وجہ سے اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ شکر گزار اور سب سے زیادہ توکل علی اللہ کرنے والی ہیں۔

تکبر نہ کریں!! بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے مامون کو روکا کہ وہ اس کی بات سنے مگر مامون نہ رکا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو ایک چیونٹی پر روک لیا تھا کہ وہ اس کی بات سنے اور میں اللہ کے نزدیک چیونٹی سے زیادہ حقیر نہیں ہوں اور نہ آپ اللہ کے ہاں سلیمان علیہ السلام سے بڑے ہیں تو مامون نے کہا تم سچ کہہ رہے ہو پھر وہ ٹھہر گیا اس کی بات سنی اور ضرورت پوری کی۔

امام تاج الدین یمنی نے ایک گھر کے متعلق شعر کہے ہیں جس میں چیونٹیاں رہتی تھیں۔

مالی اری منزل المولیٰ الادیب بہ نمل تجمع فی ارجائہ زمرا  
”کیا وجہ کہ میں مولیٰ الادیب کے گھر کو دیکھ رہا ہوں کہ اس میں چیونٹیاں اس طرح ہیں کہ وہ اس کے کناروں میں جماعتوں کے طور پر جمع ہو رہی ہیں۔“

فقال لا تعجبن من نمل منزلنا فالنمل من شانہا ان تتبع الشعرا  
”تو اس نے کہا کہ ہمارے گھر کی چیونٹیوں پر تعجب نہ کرو کیونکہ سورہ نمل شعراء کے بعد ہی آتی ہے۔ (یا چیونٹیاں شعراء کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں)“

سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی: امام فخر الدین رازی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿حَتَّىٰ إِذَا آتَوَا عَلٰی وَاِذِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسٰكِنِكُمْ﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ وادی النمل شام میں ہے۔ یہاں بہت زیادہ چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ اس آیت میں ﴿عَلٰی وَاِذِ النَّمْلِ﴾ کیوں آیا ہے کہ اس کی دو ذہبیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اوپر کی طرف سے آئے تھے اس لئے علی کا لفظ آیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد وادی کا آخری کنارہ ہے اور یہ اتنی علی شئی اس وقت کہتے ہیں جب آخری کونے پر پہنچ جائیں تو چیونٹی نے کلام کیا اور یہ بات کوئی بعید از امکان نہیں ہے۔ کیونکہ علم اور نطق کا حصول فی نفسہ ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قنادہ کوفہ میں داخل ہوئے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوئے تو وہ کہنے لگے جو چاہو سوال کرو ابوحنیفہ بھی وہاں

موجود تھے جو ابھی نوجوان تھے تو انہوں نے کہا کہ ان سے پوچھو سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی مذکر تھی یا مونث تو لوگوں نے یہ سوال جب ان سے کیا تو وہ خاموش ہو گئے تو امام ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ مونث تھی پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قَسَالَتْ کا لفظ بولا ہے۔ اگر وہ مذکر ہوتی تو اللہ تعالیٰ قال نملة کہتے کیونکہ نملة بھی الحمامة اور الشاة کی طرح مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے بعض کتب کو دیکھا کہ اس میں لکھا ہے کہ اس چیونٹی نے اپنی رعیت کو گھروں میں داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا تھا تا کہ وہ سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر کو دی ہوئی نعمتیں نہ دیکھ لیں اس طرح وہ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناشکری میں نہ جا پڑیں۔ اس واقعہ میں اس بات کی طرف تشبیہ کی کہ ارباب دنیا کی مجالست سے پرہیز کرنی چاہیے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی سے کہا کہ تو نے چیونٹیوں سے یہ کیوں کہا کہ اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کیا تجھے ڈرتھا کہ میں ان پر ظلم کروں گا تو اس نے کہا یہ بات نہیں لیکن مجھے یہ ڈرتھا کہ وہ آپ کا جمال اور زینت دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جائیں اور یہ بات ان کو اللہ کی اطاعت سے مشغول نہ کر دے۔

ثعلبی وغیرہ نے کہا کہ وہ چیونٹی بھیڑیے کی طرح بڑی تھی اور لنگڑی تھی اور اس کے دو پر بھی تھے۔

اور مقاتل سے منقول ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کا کلام تین میل سے سن لیا تھا۔ بعض اہل تذکیر نے کہا کہ اس چیونٹی نے بدیع کی دس قسموں سے کلام کیا۔ اس نے ”یا“ کہہ کر آواز دی۔ ”ایہا“ کہہ کر تشبیہ کی۔ ”النمل“ سے کہہ کر نام لیا۔ ”ادخلوا“ سے حکم دیا۔ ”مساکنکم“ صفت بیان کی ”لا يحطمنکم“ کے لفظ ڈرایا۔ ”سلیمن“ کے لفظ سے خاص کیا اور ”جنودہ“ کے لفظ سے عام کیا۔ ”وہم“ کہہ کے اشارہ کیا اور ”لا يشعرون“ کہہ کر عذر پیش کیا۔ مشہور بات یہ ہے کہ وہ چیونٹیاں چھوٹی تھیں۔

اس چیونٹی کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے کہا اس کا نام طاحیہ بعض نے کہا اس کا نام حزمی تھا۔ بعض نے کہا کہ وادی کی چیونٹی بھیڑیے کی طرح تھی۔ بعض نے کہا بختی اونٹوں کی طرح تھی۔

سبیلی نے التعریف والا اعلام میں کہا ہے کہ میں نہیں جانتا ہے کہ نملہ کے لئے اسم علم کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے کیونکہ چیونٹیاں آپس میں بھی ایک دوسری کا نام نہیں رکھتیں اور نہ ہی آدمی کے لئے ممکن ہے کہ وہ ان میں سے کسی کا نام رکھ سکے کیونکہ وہ آدمیوں کے لئے ایک دوسرے سے ممیز نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی وہ ان کو الگ کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ بنی آدم کی ملکیت میں گھوڑوں اور کتوں وغیرہ کی طرح نہیں ہوتیں۔ جن میں عربوں کے نزدیک علمیت پائی جاتی ہے۔ اگر آپ کہیں علمیت اجناس میں بھی موجود ہے جیسے بچو کو ثعالہ اسامہ اور جعار کہتے ہیں اور اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چیونٹی کا معاملہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسم علم تمام چیونٹیوں میں سے ایک معین چیونٹی کا ہے۔ اس کے خلاف ثعالہ اور اس جیسے نام جنس میں سے کسی ایک کے لئے خاص نہیں بلکہ اس جنس میں سے تم جس کو بھی دیکھو وہ ثعالہ ہی ہوگا اسی طرح اسامہ ابن اوی اور ابن عرس وغیرہ میں اگر ان کی بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کی یہ توجیہ ہوگی کہ اس بولنے والی چیونٹی کا نام تو رات میں یازبور میں یا بعض صحیفوں میں رکھا گیا ہوگا یا یہ نام اللہ نے اس کا رکھا ہوگا اور سلیمان علیہ السلام سے پہلے یا بعد تمام انبیاء کو بتایا



ہوگا۔ اس کے بولنے اور ایمان کی وجہ سے اس کو نام کے ساتھ خاص کیا ہوگا۔ اور ہم نے جو اس کے ایمان کے متعلق کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس چیونٹی نے کہا تھا وہم ولا يشعرون اور یہ مومن کی توجہ ہے یعنی سلیمان علیہ السلام اپنے عدل اور فضل اور لشکر کی فضیلت کی وجہ سے کسی چیونٹی یا اس سے چھوٹے جانور کو نہیں روند سکتے مگر جبکہ ان کو اس کا کچھ علم نہ ہو۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سلیمان الصلوٰۃ والسلام اس کے اس کلمے سے مسرور ہو کر مسکرائے تھے اسی لئے تبسم کو ضاحکا کہہ کر مؤکد کیا گیا ہے کیونکہ تبسم کبھی کبھی خوشی اور ہنسنے کے علاوہ بھی ہوتا ہے کیا آپ نے عربوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں تبسم تبسم الغضبان۔ یعنی اس نے غضبناک آدمی کی طرح تبسم کیا اور کہتے ہیں تبسم تبسم المستهزی۔ وہ مذاق اڑانے والے کی طرح ہنسا۔ اور کہتے ہیں تبسم تبسم الضحك۔ یعنی وہ ہنس کی مسکراہٹ سے مسکرایا اور یہ تبسم خوشی کا ہوتا ہے اور کوئی نبی بھی دنیا کے کاموں سے خوش نہیں ہوتا وہ صرف دین کے کاموں سے خوش ہوتا ہے۔ اس چیونٹی کا وہم لا يشعرون کہنا دین و عدل کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ آخری: ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ نبی ﷺ نے شفا بنت عبد اللہ سے کہا حفصہ کو نملہ کا دم سکھا دو جیسے تو نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے چیونٹی کے دم میں رخصت دی ہے اور نملہ ایک زخم ہوتا ہے جو بدن کے پہلو میں نکلتا ہے اور رقیہ جس کو عورتیں استعمال کرتی ہیں اس کو ہر سننے والا جانتا ہے کہ وہ ایسا کلام ہے۔ جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان وہ کلام یہ ہے۔

العروس تحتفل وتختضب وتکتحل وکل شیء تفتعل غیر ان لا تعصى الرجل۔ نبی ﷺ کے اس فرمان میں حضرت حفصہ کے لئے ڈانٹ ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ان کو ایک راز بتایا تھا جو انہوں نے افشا کر دیا۔ تو یہ جملہ آپ کے مزاحیہ کلام میں سے ہے۔ جیسا کہ آپ نے ایک بڑھیا سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی۔

امام دمیری کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں بعض حفاظ ائمہ کے خط میں یہ پڑھا ہے کہ نملہ کا دم یہ ہے کہ اس کرنے والا پہلے مسلسل تین دن روزے رکھے اور روزانہ صبح طلوع شمس کے وقت یہ دم کرے دم یہ ہے۔

اقسطری وانبرجی فقد نوہ بنوہ بربطش دیقت۔ اشف ایہا الجرب بالف لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور اس آدمی کی انگلی پر خوشبودار تیل ہو جس سے وہ اس جگہ کو ملے اور تیل ملنے سے پہلے اور دم کرنے کے بعد اس جگہ پر تھو کے۔ فافہم۔

دارقطنی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چیونٹی کو مت قتل کرو کیونکہ سلیمان ایک دن پانی مانگنے کے لئے نکلے تو اچانک دیکھا کہ ایک چیونٹی گدی کے بل لیٹی ہوئی اپنی ٹانگوں کو اٹھائے ہوئے یہ دعا کر رہی تھی۔

اللَّهُمَّ إِنَّا خَلَقْنَا مِنْ خَلْقِكَ لَا غِنَى لَنَا عَنْ فَضْلِكَ اللَّهُمَّ لَا تُوَاخِذْنَا بِذُنُوبِ عِبَادِكَ الْخَاطِئِينَ وَاسْقِنَا مَطَرًا تَنْبِتُ لَنَا بِهِ شَجَرًا وَتُطْعِمُنَا بِهِ ثَمَرًا۔

تو سلیمان علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ واپس چلے جاؤ تم کسی دوسرے کے ذریعے پلائے گئے ہو اور یہی کافی ہے۔

چیونٹیاں بھگانے کا طریقہ: خلال نے کہا ہمیں عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا کہ حبیبہ سے روایت ہے جو احنف کی لوٹتی تھی اس کو احنف نے دیکھا کہ وہ ایک چیونٹی کو مار رہی ہے تو انہوں نے کہا اس کو قتل نہ کر پھر کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد بیان کی تا کی پھر کہا کہ میں تم پر یہ تنگی کر رہا ہوں کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم کو میرے گھر میں قتل کیا جائے تو وہ سب چیونٹیاں نکل گئیں۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ اس نے بھی اسی طرح کہا اور چیونٹیوں پر تنگی کی اور میرا زیادہ تر علم یہ ہے کہ وہ کرسی ایسی تھی جس پر بیٹھ کر نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔ پھر میں نے چیونٹیوں کو دیکھا کہ وہ بڑی کالی سیاہ چیونٹیاں وہاں سے نکل گئیں۔ اور پھر میں نے ان کو وہاں کبھی نہیں دیکھا۔ پھر کہا میں نے بعض مشائخ کے خط سے چیونٹیوں کو نکالنے کے لئے یہ دم لکھا دیکھا ہے کہ صاف برتن میں یہ نام لکھ کر پانی سے دھو کر چیونٹیوں کے گھر میں ڈالا جائے تو وہ وہاں سے چلی جائیں گی اور واپس نہیں آئیں گی۔ دم یہ ہے۔

الحمد لله باھیا شراھیا ساریکم باھیا شراھیا.

میں نے بعض تصانیف میں یہ بھی دیکھا کہ چار کچی ٹھیکریوں پر یہ آیت لکھی جائے اور اس کو اس مکان کے چار کونوں میں رکھا جائے جہاں چیونٹیاں ہوں۔ تو وہ چلی گئیں اور بعض اوقات مر بھی جاتیں ہیں۔ آیت یہ ہے۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا، لَا تَسْكُنُوا فِي مَنَازِلِنَا فْتَفْسِدُوا وَاللَّهُ لَا يَصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا فَمَا تَوَاتُوا كَذَلِكَ يَمُوتُ النَّمْلُ مِنْ هَذَا الْمَكَانِ وَيَذْهَبُ بِقُدْرَةِ اللَّهِ.

اور مجرب اور نفع مند دموں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک بکری کی کھال پر لکھا جائے اور چیونٹی کی بستی میں رکھا جائے تو وہ وہاں سے بھاگ جائیں گی۔ (دم یہ ہے)

ق، و، ل، لا، ا، ل، ح، ق، و، ل، لا، ا، ل، م، ل، ك، اللہ اللہ اللہ وَمَا لَنَا أَنْ لَا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنْصَبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا۔ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ ج لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ لَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔ اھباء شراھیا۔ ادونانی  
آل شدائی ارحل ایھا النمل من هذا المكان بحق هذه الاسماء وبالف لا حول ولا قولا الا بالله  
العلی العظیم۔ ف، ق، ج، م، م، خ، م، ت.

مغربات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس حلوا شہد شکر یا اس جیسی کوئی چیز برتن میں ہے تو آپ دونوں ہاتھ اس کے کناروں پر پھیر کر یوں کہیں هذا لوکیل القاضی یا کہیں هذا لرسول القاضی یا کہیں هذا للغلام القاضی۔ تو چیونٹیاں اس کے قریب نہیں آئیں گی۔ یہ کئی دفعہ آزما یا گیا اور دیکھا گیا ہے کہ چیونٹیاں اس کی طرف نہیں پہنچ سکتیں۔

شرعی حکم: جس چیز کو چیونٹی اپنی ٹانگوں یا منہ میں پکڑے اس کو کھانا مکروہ ہے کیونکہ ابو نعیم نے طب نبوی میں صالح بن خوات بن جبیر عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اس چیز کے کھانے سے منع کیا ہے جو چیز چیونٹی اپنے منہ اور ٹانگوں میں اٹھائے۔ اور چیونٹی کو کھانا بھی حرام ہے کیونکہ اس کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ کما تقدم

رافعی نے اس کی بیج میں ایک وجہ ابو الحسن عبادی سے نقل کی ہے کہ انہوں نے عسکر مکرم میں چیونٹیوں کو بیچنا جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہاں اس کے ساتھ شوگر کا علاج کیا جاتا ہے۔ اور نصیبین میں بھی اس کو بیچنا جائز ہے کیونکہ وہاں اس کے ساتھ اڑنے والے بچھوؤں کا علاج کیا جاتا ہے۔

عسکر مکرم اہواز کی ایک بستی ہے اور سکر سین کے اور کاف کے فتح سے ہے۔ اڑنے والے بچھوؤں سے مراد ٹڈی ہے۔ ضرب الامثال: کہتے ہیں ما عسی ان يبلغ عض النمل. وہ چیونٹی کے کاٹنے تک بھی نہیں پہنچ سکا۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جس کی وعید کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔ احرص من نملة واروی من نملة. وہ چیونٹی سے زیادہ حریص اور اس سے زیادہ سیراب ہے۔

یہ ریگستانوں میں ہوتی ہے تو پانی نہیں پیتی۔ نیز عرب کہتے ہیں۔ اضعف واكثرو اقوی من نملة. فلاں چیونٹی سے زیادہ کمزور زیادہ اور طاقتور ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی بادشاہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری خوراک کو چیونٹی کی خوراک کے برابر کر دے تو اس نے اس کو اچھا نہ سمجھا تو اس شخص نے کہا جانوروں میں کوئی ایسا نہیں جو اپنے سے بڑی چیز کو اٹھا سکے اور اللہ نے چیونٹی کے ساتھ بنی جبرہم کی ایک قوم کو بھی ہلاک کیا تھا۔

سیرت ابن ہشام میں غزوہ حنین کے متعلق جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے مخالف قوم کی شکست کے وقت جبکہ لوگ جنگ کر رہے تھے ایک کالی چٹائی دیکھی جو آسمان سے اتر آئی تھی تو غور سے دیکھا تو وہ کالی چیونٹیاں تھیں جنہوں نے بکھر کر وادی کو بھر دیا تو مجھے اس بارے میں کوئی شک نہ رہا کہ یہ فرشتے ہیں اور یہ کفار کی شکست کا باعث بنے۔

طبی فوائد اور خواص: چیونٹی کے انڈے لے کر کوٹ کر اس جگہ لگائیں جہاں بال نہ اگانا مقصود ہو اگر اس کے انڈے کسی قوم کے درمیان بکھیر دیئے جائیں تو وہ قوم تتر بتر ہو جائے گی۔ تو جو اس کے انڈے ایک درہم بھر پی لے تو وہ اپنے نچلے حصے کا مالک نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کی ہوا خارج ہوتی رہے گی۔ اگر گائے کے گوبر سے چیونٹیوں کی بستی کو بند کر دیا جائے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھول سکتیں بلکہ بھاگ جاتی ہیں۔ بلی کے گوبر کی بھی یہی خاصیت ہے۔ چیونٹی کے بل کو مقناطیس سے بند کر دیا جائے تو وہ وہاں مرجاتی ہیں۔ چیونٹیوں کی بل میں زہرہ یا کمون کوٹ کر ڈالا جائے تو وہ وہاں سے نہ نکل سکیں گی۔ اور سذاب کا پانی چیونٹیوں کی بلوں میں ڈالا جائے تو وہ مرجاتی ہیں۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں چھڑکا جائے تو وہاں سے پسو بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح سماق (ایک کھٹا درخت) کا پانی بھی یہی کام کرتا ہے۔ اگر تارکول کے کچھ قطرے چیونٹیوں کی بستی میں ڈالے جائیں تو وہ مرجاتی ہیں۔ اسی طرح گندھک کو کوٹ کر ان کی بستی پر بکھیرا جائے تو مرجاتی ہیں۔ اور اگر حائض عورت کا کپڑا کسی چیز کے گرد لٹکایا جائے تو چیونٹی اس کے قریب نہیں آتی اگر لمبی چیونٹیاں لے کر ان کو زنبق کے تیل والی بوتل میں ڈال کر اوپر سے منہ بند کر کے ایک دن رات گوبر میں دفن کیا جائے۔ پھر نکال کر تیل کو صاف کر کے آلہ تناسل اور اوپر والے حصے پر مالش کی جائے تو قوت باہ بڑھک اٹھتی ہے اور اس کا عمل اور اٹھنا طاقتور ہو جاتا ہے۔ یہ مجرب نسخہ ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں چیونٹیوں سے مراد کمزور اور حریص لوگ مراد ہیں اور چیونٹی کو شکر اور گھر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس کو

زندگی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس نے چیونٹی کو بستی یا کسی شہر میں داخل ہوتے دیکھا تو وہاں ایسا ہی لشکر داخل ہوگا۔ جو شخص چیونٹی کا کلام سنے اس کو تروتازگی اور خیر حاصل ہوگی۔ اور جو دیکھے کہ چیونٹی کچھ بوجھ اٹھائے اس کے گھر آئی ہے۔ تو تروتازگی اور خیر اس کے گھر میں داخل ہوگی۔ اور جو شخص دیکھے کہ چیونٹیاں اس کے بستر پر ہیں اس کے بچے زیادہ ہوں گے۔ جس نے دیکھا کہ چیونٹی اس کے گھر سے نکلی ہے تو اس کے گھر کے افراد کم ہو جائیں گے۔ جس نے چیونٹی کو اڑتے ہوئے دیکھا اور اس جگہ کوئی بیمار ہے تو وہ مر جائے گا۔ یا اس جگہ سے کوئی قوم سفر کر جائے گی۔ اور انہیں سختی پہنچے گی۔ اور چیونٹی تروتازگی اور رزق پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اس جگہ ہوتی ہے جہاں رزق زیادہ ہوتا ہے۔ جب مریض اپنے جسم پر چیونٹی چلتی ہوئی دیکھے تو وہ مر جائے گا۔ کیونکہ چیونٹی ایک ٹھنڈا زہنی جاندار ہے۔

جاما سب نے کہا جو دیکھے کہ چیونٹی اس کے مکان سے نکل آئی ہے تو اس کو غم حاصل ہوگا۔

## النہار

حباری کے بچوں کو کہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں احمق من النہار۔ وہ نہار سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔ بطلیوسی ”شرح ادب الکاتب“ میں کہتے ہیں کہ لغویوں نے نہار کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ تو کچھ لوگوں نے کہا وہ قطا کے بچوں کو کہتے ہیں۔ تو ایک قوم نے کہا مذکر الکو کہتے ہیں۔ اور مونث کو صیف کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مذکر کو نہار اور مونث کو لیل کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حباری کے بچوں کو نہار کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

ونہار رایت منتصف الیل ل ولیل رایت وسط النہار

”کہ میں نے نہار کو آدھی رات کے وقت دیکھا اور لیل کو نصف النہار کے وقت دیکھا۔“

یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

## النہاس

یہ پہلے نون کی تشدید اور آخر میں سین کے ساتھ ہے۔ شیر کو کہتے ہیں۔

## النہس

یہ ایک پرندہ ہے۔ جو لٹورے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور یہ دم اٹھانے والا نہیں ہوتا۔ اپنی دم کو ہمیشہ حرکت دیتا رہتا ہے۔ یہ چڑیوں کا شکار کرتا ہے اس کی جمع نہسان آتی ہے جیسے صرد اور صردان ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ”نہس“ لٹورے کی ایک قسم ہے اور اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ یہ گوشت کو دانتوں کے کناروں سے کھاتا ہے۔ اور نہس شین کے ساتھ سب دانتوں سے کھانے کو کہتے ہیں اور پرندہ جب گوشت کھاتا ہے تو وہ اپنی چونچ کے کنارے سے کھاتا ہے اسی لئے اس کو نہس کہتے ہیں۔

مسند احمد اور معجم طبرانی میں حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شریحیل بن سعد کو دیکھا انہوں نے

اسواق کے مقام پر ایک نہس کا شکار کیا پھر اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر چھوڑ دیا اسواق ایک جگہ کا نام ہے جو مدینے کے حرم میں واقع ہے۔ جس کو نبی ﷺ نے حرم قرار دیا ہے۔ اور اس کا ذکر پہلے دہی میں گزر چکا ہے اور انہوں نے اس کو اس لئے چھوڑ دیا تھا کیونکہ مدینے کے حرم کا شکار بھی مکے کی طرح حرام ہے۔

شرعی حکم: امام شافعی نے فرمایا نہس بھی دوسرے درندوں کی طرح حرام ہے۔ جو کہ گوشت کھاتے ہیں۔

## النہام

یہ نون کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ ایک پرندہ ہے۔ یہ بات سہلی نے حضرت عمر کے اسلام میں ذکر کی ہے۔ جو ہری نے کہا کہ یہ پرندوں کی ایک قسم ہے۔

## النہسر

جعفر کے وزن پر ہے۔ بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا خرگوش کے بچے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک بچو کو کہتے ہیں۔

## النہشل

بھیڑیے اور شکرے کو کہتے ہیں۔ ان دونوں کا ذکر پہلے ان کے بابوں میں گزر چکا ہے۔

## النواح

یہ قمری کی طرح ایک پرندہ ہے۔ اس کی صفت بھی ویسی ہی ہوتی ہے مگر یہ اس سے گرم مزاج اور نرم آواز والا ہوتا ہے۔ قریب ہے کہ یہ نرم اور غمگین آواز والوں کا بادشاہ بن جائے۔ اور یہ پرندوں کو اپنی آواز کی طرح ابھارتا ہے کیونکہ اس کی آواز میں غم اور نغمگی ہوتی ہے۔ سارے اس کی آواز سننا پسند کرتے ہیں۔ اور یہ اپنے گانے پر طرب میں آجاتا ہے۔

## النوب

شہد کی مکھی کو کہتے ہیں اس کا واحد اس کے لفظ سے کوئی نہیں ہے۔ بعض نے کہا اس کا واحد نائب ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں۔ کہ اس کو نوب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ اس کو نوب اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چرتا ہے پھر اپنی جگہ کی طرف آجاتا ہے۔ ابو ذویب نے یہ شعر کہا۔

اذا لسعتہ النحل لم یرج لسعہا      وخالفہا فی بیت نوب عواسل

”جب اس کو شہد کی مکھی ڈستی ہے تو وہ اس کے ڈسنے کی پروا نہیں کرتا اور دوسرے گھر میں چلا جاتا ہے جہاں شہد ہے۔“

یعنی کہ وہ ڈرتا نہیں اور اس کے پروا نہیں کرتا۔ یہاں رجاء کا معنی خوف ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔ یعنی تم اللہ کی عظمت سے کیوں نہیں ڈرتے اور اللہ نے فرمایا۔ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا۔ یعنی وہ ڈرتے نہیں۔

ابن عطیہ نے کہا مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ رجا آیت اور شعر میں اپنے باب امید کے معنی میں ہی ہے۔ اس لئے کہ اللہ کی ملاقات کا خوف بھی امید سے ملا ہوا ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے کسی سے امید کی نفی کر دی تو اس طرح یہ بتانا چاہا کہ یہ شخص قیامت کا انکار کر رہا ہے کیونکہ یہ خوف و امید دونوں کی نفی کرتا ہے۔

## النورس

یہ پانی کا سفید پرندہ ہے۔ اس کو زج الماء بھی کہتے ہیں اس کا ذکر باب الزاء میں گزر چکا ہے۔

## النوص

یہ نون کے فتح سے ہے۔ جنگلی گدھے کو کہتے ہیں۔

## النون

مچھلی کو کہتے ہیں اس کی جمع نینان اور انوان ہے۔ جیسے حوت اور حیتان اور احوات ہے۔ کتاب کے شروع میں باب الباء الموحده میں لفظ بام میں گزر چکا ہے کہ مسلم اور نسائی نے ثوبان سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی ﷺ سے بعض یہودیوں نے اہل جنت کے تحفے کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا زیادہ حصہ ہے۔ علیؑ فرماتے تھے۔ سب سے پہلے اللہ نے کیا پیدا کیا؟ پاک ہے وہ ذات جو ڈھانپنے والے سمندروں میں مچھلیوں کے آنے جانے کو جانتا ہے۔ حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس چیز کو اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا وہ قلم ہے پھر اس سے کہا لکھ تو اس نے کہا میں کیا لکھوں اللہ نے فرمایا تقدیر لکھ تو وہ اس دن سے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب کو لکھنے کے لیے چل پڑی۔ انہوں نے فرمایا! اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ تو پانی کے بخارات اٹھے تو اس سے آسمان بن گئے پھر اللہ نے مچھلی کو پیدا کیا تو زمین اس پر بچھ گئی۔ تو زمین مچھلی کی پیٹھ پر ہے۔ اور مچھلی مضطرب ہوئی تو زمین ہلنے لگی۔ تو پہاڑوں نے اس کو مضبوط کیا۔ اور پہاڑ زمین پر فخر کرتے ہیں۔ کعب احبار نے کہا جس مچھلی کی پیٹھ پر زمین تھی اس کی طرف ابلیس کی مچھلی گئی اور اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا اے لو تیا تجھے پتہ ہے تیری پشت پر کتنی امتیں چوپائے پہاڑ اور درخت ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ اگر تو ان کو جھاڑ کر اپنی پشت سے نیچے ڈال دے تو تجھے آرام مل جائے۔ تو لو تیا نے یہ کام کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے اس کی طرف ایک چوپایہ بھیجا جو اس کے ناک میں داخل ہو گیا اور دماغ تک پہنچ گیا تو مچھلی اللہ کے سامنے چیخی تو اللہ نے اس چوپائے کو حکم دیا تو وہ باہر نکل آیا۔ کعب کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ مچھلی اس جانور کو دیکھ رہی ہے اور وہ چوپایہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ اس بات کا دوبارہ ارادہ کرے گی تو وہ پہلے کی طرح اس کے ناک میں داخل ہو جائے گا۔

علی بن ابی طالب کہتے ہیں اس مچھلی کا نام یہموت ہے۔

شاعر کہتا ہے۔

والله ربی خالق یہموتا

مالی اراکم کلکم سکوئا

”کیا وجہ ہے کہ میں تم کو پرسکون دیکھ رہا ہوں اللہ کی قسم میرا رب یہ موت کو پیدا کرنے والا ہے۔“

مسند دارمی میں مکحول سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ والے پر ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ.

پھر فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین والے اور سمندر کی مچھلیاں ان لوگوں کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں خولہ بنت قیس سے جو کہ حمزہ کی بیوی ہیں اور ابن عباس سے بھی روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے قرض خواہ کی طرف اس کے حق کے لئے چل کر گیا۔ تو زمین کے چوپائے پانی کی مچھلیاں اس کے لئے دعا کرتی ہیں اور اس کے ہر قدم کے بدلے میں جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ اور جو قرض دار بھی اپنے قرض خواہ سے منہ موڑتا ہے حالانکہ وہ ادائیگی پر قادر ہوتا ہے تو اللہ پاک اس کے روزانہ گناہ لکھتا ہے۔

ابو بکر بزار نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے قرض خواہ کی طرف اس کے حق کو دینے کے لئے گیا تو زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔ اور ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔

دنیوری نے مجالسہ کی چھٹی جزء کی ابتدا میں اوزاعی سے روایت کیا ہے کہ ہمارے پاس ایک شکاری تھا جو مچھلیوں کا شکار کیا کرتا تھا تو وہ شکار کو روزانہ جاتا تھا وہ جمعہ کے دن بھی شکار کو نکل جاتا تو اللہ نے اس کو اور اس کے خچر کو زمین میں دھنسا دیا۔ جب لوگ نکلے تو اس کو اور اس کی خچر کو زمین نکل رہی تھی اور اس کا ایک کان اور دم باقی رہ گیا تھا۔

ظلم کی سزا: اور اسی کتاب میں بیسویں جلد کی ابتداء میں ہے کہ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک آدمی میرے پاس بیٹھا اور اس کا دایاں حصہ اس کے بازو سے آگے نہیں تھا وہ رونے لگا اور کہنے لگا جس نے مجھ کو دیکھا ہے وہ کبھی کسی پر ظلم نہ کرے میں نے اس سے پوچھا واقعہ کیا ہے۔ اس نے کہا ایک دفعہ میں دریا کے کنارے چل رہا تھا کہ میں ایک حبشی کے پاس سے گزرا جس نے سات مچھلیاں شکار کی تھیں میں نے اس سے کہا ایک مچھلی مجھے دے دے اس نے نہ دی تو میں نے اس کی ایک مچھلی زبردستی لے لی وہ خوش نہ تھا۔ اس آدمی نے مچھلی کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ زندہ ہو گئی پھر اس مچھلی نے میرے انگوٹھے کو تھوڑا سا کاٹا جس کی مجھے کوئی درد نہ ہوئی جب میں اس کو گھر میں لے گیا تو گھر والوں نے اس کو پکایا تو ہم سب نے اس کو کھایا تو میرے انگوٹھے کو آکلہ بیماری لگ گئی تو ڈاکٹروں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ میں اس کو کاٹ ڈالوں۔ تو میں نے کٹوا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا میں ٹھیک ہو گیا ہوں پھر وہی بیماری میری ہتھیلی کو لگ گئی پھر میری کلانی کو پھر میرے بازو کو لگ گئی تو جو شخص مجھ کو دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے۔

یونس علیہ السلام اور مچھلی: ذوالنون اللہ کے نبی یونس بن متی علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ ان کو مچھلی نے نگل لیا تھا تو انہوں نے اندھیروں میں بول کر کہا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ.

اور ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے جو کہ مستجاب الدعوات تھے۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبی ﷺ سے سنا وہ فرما رہے تھے۔ میں تم کو ایک ایسا کلمہ سکھاتا ہوں جو تکلیف زدہ آدمی کہے تو اس کی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ اور جو مسلمان آدمی اس کے ساتھ اللہ کو پکارے تو اللہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ وہ میرے بھائی یونس کی دعا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ.

اس دعا سے پہلے ظلمات کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ اندھیرا بہت گہرا تھا۔ ایک مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا ایک رات کی تاریکی اور ایک سمندر کا اندھیرا۔ بعض نے کہا کہ اس مچھلی کا اندھیرا جس کو دوسری مچھلی نے نگل لیا تھا۔ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں کتنا وقت ٹھہرے ہیں۔ بعض نے کہا سات گھنٹیاں۔ بعض نے کہا تین دن۔ بعض نے کہا سات دن۔ بعض نے کہا چودہ دن۔

سہیلی نے کہا چالیس دن ٹھہرے ہیں۔ دجلہ کا پانی ان کو ادھر ادھر لے جاتا۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے شععی سے کہا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن ٹھہرے ہیں۔ تو شععی نے کہا آپ صرف ایک دن سے کم ٹھہرے تھے۔ کیونکہ اس نے ان کو چاشت کے وقت لقمہ بنایا تو عصر کے وقت سورج غروب ہونے لگا تو مچھلی نے جمائی لی تو یونس نے سورج کی روشنی دیکھی۔ تو کہا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ. تو اس نے ان کو باہر پھینک دیا تو وہ ایسے ہو گئے تھے جیسے چڑیا کا بوٹ ہوتا ہے۔ تو اس آدمی نے شععی سے کہا کیا تو اللہ کی قدرت کا انکار کرتا ہے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کی قدرت کا انکار نہیں کرتا۔ اگر اللہ اس کے پیٹ کو بازار بنا نا چاہتا تو بنا سکتا تھا۔

بزار نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ نے یونس کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنا چاہا تو اس کی طرف وحی کی کہ اس کے گوشت کو نہ چھیلا اور نہ اس کی ہڈی توڑنا۔ اس نے اس کو پکڑا اور سمندر میں اپنے مسکن کی طرف چلی گئی۔ جب سمندر کے نیچے پہنچی تو یونس نے کچھ چیز محسوس کی تو دل میں کہا یہ کیا ہے تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے کہ یہ سمندری جانوروں کی تسبیح ہے تو انہوں نے بھی مچھلی کے پیٹ میں تسبیح کہی۔ فرشتوں نے ان کی تسبیح سنی اور کہنے لگے اے ہمارے رب ہم نے ایک کمزور سی آواز دور کی زمین سے سنی ہے۔ تو اللہ نے فرمایا یہ میرا بندہ یونس ہے۔ اس کو میں نے مچھلی کے پیٹ میں پھر سمندر کے پیٹ میں قید کر دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا یہ نیک بندہ ہے۔ جس سے ہر روز تیری طرف نیک اعمال پیش ہوتے ہیں۔ تو اللہ نے کہا ٹھیک ہے۔ تو انہوں نے اس کی سفارش اللہ کے پاس کی۔ تو اللہ نے مچھلی کو حکم دیا تو انہوں نے مچھلی کو ساحل پر پھینک دیا۔

جیسے اللہ نے فرمایا فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ. روایت کیا گیا ہے کہ مچھلی ان کو لے کر تمام سمندروں میں چلی یہاں تک کہ نصیبین میں موصل کے کنارے پر بے آب و گیاہ زمین پر پھینک دیا نوزائیدہ بچہ کی طرح کمزور گوشت کے لوٹھڑے کی طرح تھے مگر آپ کے جسم سے کوئی چیز کم نہ تھی۔ تو اللہ نے ان کو کدو کے سائے میں پہاڑی بکری کے دودھ سے پالا جو ان کو صبح شام دودھ پلایا کرتی تھی۔ بعض نے کہا کہ غذا بھی کدو سے حاصل کرتے تھے اور اس سے مختلف قسم کے کھانے اور اپنی خواہش کی چیزیں



حاصل کرتے تھے۔

آپ پر کدو کا درخت اگانے میں حکمت یہ ہے کہ کدو کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے قریب مکھی نہیں جاتی۔ اور اس کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس کے پتے کا پانی جس جگہ چھڑکا جائے وہاں بھی کوئی مکھی نہیں جاتی تو آپ اپنے جسم کی صحت تک اس کے سائے میں رہے۔ کیونکہ کدو کا پتہ اس شخص کے لئے بہت مفید ہوتا ہے جس کے جسم کا چمڑا یونس کی طرح جسم سے اتر گیا ہو۔ بیان کیا گیا ہے کہ یونس سوئے ہوئے تھے کہ کدو کا درخت خشک ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ اللہ نے اس پر دیمک بھیج دی جس نے اس کی جڑیں کاٹ ڈالیں تو یونس علیہ السلام بیدار ہو گئے اور سورج کی گرمی محسوس کی تو یہ چیز آپ پر گراں گزری تو آپ گھبرا گئے تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی یونس تم کدو کے خشک ہونے سے گھبرا گئے ہو اور ایک لاکھ آدمیوں کے ہلاک ہونے پر نہیں گھبرائے تھے جنہوں نے اللہ کے ہاں توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ جوہری صحاح کے مصنف نے کیا خوب کہا ہے۔

فہا ان ا یونس فی بطن حوت بنیسا بور فی ظل الغمام

”خبردار میں نیشاپور میں بادل کے سائے میں اس طرح ہوں۔ جس طرح یونس مچھلی کے پیٹ میں تھے۔“

فیتی وال فواد ویسوم دجن ظلام فی ظلام فی ظلام

”میرا گھر میرا دل اور سیاہ دن یہ اندھیروں پر اندھیروں میں اندھیرے ہیں۔“

ایک اور آدمی نے کہا۔

مغیث ایوب وال کافی لذی النون یسین فی فرجا بالکاف والنون

”ایوب کا مددگار اور یونس کو کفایت کرنے والا کاف اور نون کے ساتھ میری مصیبت کو حل کر دے گا۔“

اسی معنی میں ایک اور قول ہے۔

ربما عالج القوافی رجال فی القوافی فتلتوی وتلین

”بہت دفعہ کچھ لوگ قوافی کی قوافی سے مشق کرتے ہیں تو وہ کبھی پیچیدہ ہو جاتے ہیں تو کبھی نرم ہو جاتے ہیں۔“

طاو عتھم عین وعین وعین وعصتھم نون ونون ونون

”عین عین اور عین ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور نون اور نون اور نون ان کی مخالفت کرتے ہیں۔“

شیخ جمال الدین بن حاجب نے شاعر کے اس قول یعنی عین عین عین سے یہ مراد لی ہے کہ یہ ایسے ہے جیسے ید۔ غد۔ دد ہوتے ہیں۔ یہ قوافی میں چاہے مجرور ہوں یا مکسور ہوں یا منصوب مطاوعت کرتے ہیں۔ کیونکہ یرفع دافع اور غدفع کا وزن ایک ہے۔ اور نون نون نون ان کی مخالفت کرتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ مچھلی کو بھی نون کہتے ہیں۔ حرف بھی نون اور دوات کو بھی نون کہتے ہیں اور سب نون قوافی میں مطاوعت نہیں کرتے کیونکہ ان کا جوڑ نہیں جڑتا۔

روم کے بادشاہ کے پانچ سوال: دینوری نے مجالسہ میں اور ابو عمر بن عبدالبر نے تمہید میں ابو العباس محمد بن اسحاق سراج سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ روم کے بادشاہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا اور یہ سوال کئے کہ سب سے افضل کلام کون سا ہے۔ اور دوسرے تیسرے پانچویں نمبر پر کون سا ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والا آدمی کون ہے

اور عورتوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے معزز بندگی کون سی ہے۔ اور وہ چار آدمی کون ہیں جن میں روح موجود تھی مگر وہ ماں کے رحم میں نہیں ٹھہرے۔ اور یہ بھی سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جو اپنے صاحب کو لے کر چلتی رہی اور مجرہ کے متعلق اور کمان کے متعلق اور اس جگہ کے متعلق بتاؤ جہاں صرف ایک دفعہ سورج طلوع ہوا اور کیسے طلوع نہ ہوا۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا۔ تو کہا کہ ان چیزوں کا مجھے کیا علم؟ اس سے کہا گیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کے متعلق پوچھو تو انہوں نے ابن عباسؓ کو پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے افضل کلمہ اخلاص لا الہ الا اللہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں اور دوسرے نمبر پر سبحان اللہ و بحمدہ ہے یہ اللہ کی ثنا ہے۔ پھر الحمد لله کلمہ شکر ہے اور پھر اللہ اکبر ہے اور پانچویں نمبر پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔

سب سے معزز آدمی اللہ کے نزدیک آدم ہیں۔ جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان کو سارے اسماء سکھائے اور اللہ کی بندیوں میں سے معزز بندگی مریم ہیں جنہوں نے اپنی شرمگاہ کو پاک رکھا تو اللہ نے ان میں اپنی روح پھونکی۔ اور رحم میں نہ ٹھہرنے والے چار آدمیوں میں سے ایک حوا ہیں ایک آدم ہیں ایک صالح کی اونٹنی ہے اور چوتھا وہ مینڈھا جو اسماعیلؑ کے فدیے میں آیا تھا۔ بعض نے کہا کہ موسیٰ کا عصا ہے کہ جب اس کو ڈالا تو وہ سانپ بن گیا۔ اور وہ قبر جو قبر والے کو لے کر چلی تھی وہ مچھلی ہے جب اس نے یونس کو لقمہ پنا لیا ہے۔ اور مجرہ آسمان کا دروازہ ہے اور قوس اہل زمین کی نوخ کے بعد غرق ہونے سے امان ہے اور جہاں سورج صرف ایک دفعہ طلوع ہوا اور وہاں اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی طلوع نہیں ہوا وہ جگہ ہے جو بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں سے پھٹی تھی۔ جب یہ خط حضرت معاویہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے صاحب روم کی طرف اسے بھیج دیا۔ تو اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ معاویہ کو اس کا کوئی علم نہیں اور یہ سب کچھ اہل بیت النبوت کے کسی آدمی کا کام ہے۔

## باب الہاء

### الہالغ

تیز چلنے والے شتر مرغ کو کہتے ہیں اس کی مونث ہالغہ ہے۔

### الہامۃ

میم کی تخفیف سے ہے۔ مشہور مذہب میں رات کے پرندے کو کہتے ہیں اس کو صدی بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع ہام اور

ہامات ہے۔

ذوالرمہ شاعر نے کہا۔

قد اعسف النازح المجهول معسفه فی ظل اخضر يدعو ہامۃ البوم

”اس نے کسی گنہگار مسافر پر ظلم کیا اور اس کا ظلم سبز سائے میں الو کی کھوپڑی کو بلارہا ہے۔“

اور پہلے گزر چکا ہے کہ مذکر بوم کو صدی اور صیدح کے نام سے خاص کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ یہ

اسماء رات کے پرندے پر بطریق اشتراک بولے جاتے ہیں۔ اور ان پرندوں کا نام صدی اور صدی رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ عربوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پیاسے ہوتے ہیں اور ہمیشہ یہ کہتے ہیں ہمیں پلاؤ اور صدی کا معنی پیاس اور صدی کا معنی پیاسا ہے۔

کہا جاتا ہے رجل صديان وامرأة صدي. یعنی پیاسا مرد اور عورت۔ نیز صدی اس آواز کو بھی کہتے ہیں کہ جب وہ نکلے تو پتھر وغیرہ اس کو روکے اور وہ واپس آجائے۔ عرب یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ اس کے صدی کو برا کر دے جبکہ وہ کسی شخص کے گونگا ہونے کی بددعا کریں۔ معنی یہ ہے کہ اللہ اس کے لئے ایسی آواز نہ کرے جو اس کی آواز کو اس تک لوٹائے۔ اور یہ بات گزر چکی ہے۔

صدی دماغ پر بھی بولا جاتا ہے کیونکہ اس کو صدی کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسی لئے دماغ کو بھی ہامہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی صدی کے سر کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور صدی چونکہ بڑے سرو والا اور وسیع آنکھ والا ہوتا ہے ابن آدم کے سر سے مشابہت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے سر کو ہامہ کہتے ہیں۔ اور ہامہ ہی صدی ہوتا ہے۔ اور شاید یہ ہامہ اس معنی کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے اس کا نام صدی رکھا گیا۔ اور صدی پیاس کو کہتے ہیں۔

اور اس کا اشتقاق ہیام سے بھی جائز ہے اور وہ ایک بیماری ہے جب اونٹوں کو لگ جائے تو وہ پانی پیتے رہتے ہیں۔ مگر سیراب نہیں ہوتے۔ اور اسی سے اللہ کا فرمان ہے۔ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهَيْمِ. یعنی وہ پیاسے اونٹ کی طرح پانی پیتے ہیں۔ اور یہ اہیم کی جمع ہے جیسے احمد اور الہیم ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو ہیام بیماری لگ گئی ہو۔ کہا جاتا ہے جمل اہیم فاقہ ہیما و ابل ہیم. ایک شاعر کہتا ہے۔

بی الیاس او داء الہیام اصابنی      فایاک عنی لم یکن بک ما بیسا  
”میرے دل میں مایوسی ہے اور ہیام کی بیماری ہے۔ اپنے آپ کو مجھ سے بچاؤ کہ کہیں تم کو وہ بیماری نہ لگ جائے جو مجھے لگی ہے۔“  
لبید کہتا ہے:

اجزت علی معارفہا بشعب      ازلنا ہامہن عن الصدور  
”میں ان کے نشانات پر گھاٹی میں سے کمزور اور پیاسے اونٹوں کے بچوں سے گزرا۔“  
بعض نے کہا کہ ”ہیم“ اس زمین کو کہتے ہیں جو نرم ہو اور ریتیلی ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کا نام ہام اس کے سر کے نام سے رکھا گیا ہو جو کہ انسان کے ہامہ یعنی اس کے سر سے تشبیہ رکھتا ہے۔  
شاعر کہتا ہے:

ونضرب بالسیوف رؤس قوم      ازلنا ہامہن عن الصدور  
”ہم تلواروں سے لوگوں کے سروں کو مارتے ہیں اور ان کی کھوپڑیاں ان کے سینوں سے ہٹا دیتے ہیں۔“  
اسی طرح دونوں معنی درست ہو جاتے ہیں۔ عربوں کے بعض کلام میں اس طرف اشارہ بھی موجود ہے۔ بعض ہامہ کو مصاص

کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کبوتر کے پاس آ کر اس کا خون چوس لیتا ہے۔ اور بعض نے ان پرندوں کا نام بومہ رکھا ہے کیونکہ وہ اس حرف کے ساتھ چینتے ہیں اور بعض قاف واو اور قاف کی آواز نکالتے ہیں تو عرب ان کو قوتہ اور ام قویق کہتے ہیں اور یہ سارے کیڑے مکوڑوں کی جنس سے ہیں۔

مسلم میں جابر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لا صفر ولا هامة. یعنی نہ صفر ہے اور نہ ہامہ ہے۔ اس کی دو تفسیر ہیں۔ ایک یہ ہے کہ عرب ہامہ کے ساتھ بدشگونی لیتے تھے اور ہامہ رات کے پرندوں میں سے مشہور پرندہ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور بعض نے کہا وہ بومہ ہوتا ہے جب یہ کسی کے گھر پر آ کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ اس گھر والے کی موت کی خبر دے رہا ہے یا اس گھر کے کسی فرد کی موت کی۔ یہ تفسیر مالک بن انس نے کی۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ عرب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مقتول کی روح کی جس کا بدلہ نہ لیا گیا ہامہ بن جاتی ہے اور اس کی قبر کے پاس چنچیں مارتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے میرے قاتل کا خون پلاؤ۔ پھر جب اس کا بدلہ لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتی ہے۔  
لبید شاعر نے کہا۔

فليس الناس بعدك في نفيهم غير اصدااء وهام

”تو لوگ تیرے بعد واپس نہیں چلے گئے بلکہ ہام اور صدااء بن گئے۔“

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عربوں کا خیال تھا کہ میت کی ہڈیاں ہامہ بنتی ہیں اور بعض نے کہا کہ اس روح ہامہ بنتی ہے اور اس کو وہ ہامہ کہتے ہیں۔ اکثر علماء کی یہی تفسیر ہے اور یہی مشہور ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ دونوں تفسیریں مراد ہوں اور آپ ﷺ نے دونوں سے منع کیا ہو۔

ابونعیم نے حلیہ میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کعب احبار کے پاس تھا اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس تھے تو کعب نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ کو وہ سب سے زیادہ عجیب و غریب بات بتاتا ہوں جو میں نے انبیاء کی کتابوں میں پڑھی ہے کہ ہامہ سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور کہا السلام عليك يا نبي الله تو انہوں نے کہا عليك السلام يا هامة اور اس کو فرمایا کہ مجھے بتا تو کھیتی کیسے نہیں کھاتا۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ کیونکہ آدم علیہ السلام جنت سے اسی وجہ سے نکلے انہوں نے پوچھا تو پانی کیوں نہیں پیتا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی چونکہ اس میں قوم نوح غرق ہوئی تھی اس لئے میں اسے نہیں پیتا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو آ باد یوں کو چھوڑ کر ویرانے میں کیوں آباد ہوا۔ اس نے کہا اس لئے کہ ویرانے اللہ کی وراثت ہیں اور میں اللہ کی میراث میں رہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا. فِتْلِكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ.

پس دنیا ساری اللہ کی میراث ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا جب تم ویرانے میں بیٹھتے ہو تو کیا کہتے ہو اس نے کہا میں کہتا ہوں وہ لوگ کہاں ہیں جو اس میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا جب تم مکانات سے گزرتے ہو تو کیا آواز نکالتے ہو تو اس نے کہا میں کہتا ہوں وَيْلٌ لِّبَنِي آدَمَ كَيْفَ يَنَامُونَ وَأَمَّا مَهُمُ الشَّدَائِدُ بَنِي آدَمَ كَيْفَ يَنَامُونَ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ

ہو یہ کیسے سو رہے ہیں اور سختیاں ان کے آگے ہیں تو سلیمان نے کہا تو دن کو باہر کیوں نہیں نکلتا؟ اس نے کہا کہ بنی آدم اپنی جانوں پر بہت زیادہ ظلم کرتے ہیں اس لئے نہیں نکلتا۔ انہوں نے کہا تو اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں کہتا ہوں

تَزَوَّدُوا يَا غَافِلِينَ وَ تَهَيَّئُوا لِسَفَرِكُمْ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّورِ .

تو سلیمان نے کہا کہ پرندوں میں سے ہامہ سے بڑھ کر کوئی پرندہ بھی بنی آدم کا خیر خواہ اور شفیق نہیں ہے اور جاہلوں کے دلوں میں اس سے برا بھی کوئی نہیں۔

فرع: فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جب ہامہ چیخ مارے تو اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ کوئی آدمی مرے گا تو بعض کے نزدیک وہ آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بات بطور فال کہی جاتی ہے۔ انتہی

اور یہ بات اس بات ملتی جلتی ہے جو عقیق میں گزر چکا ہے۔ اور ہوام سے مراد کیڑے مکوڑے ہیں۔ ابن حبان اور ابوداؤد طیالسی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بے شک کیڑے مکوڑے جنوں میں سے ہیں۔ تو جو کوئی ان کو دیکھے تو وہ تین دفعہ ان پر تنگی کر کے ان کو نکلنے کا کہے۔ نہا یہ میں ہے کہ ان کو یہ کہے۔

تو یہاں تنگی میں ہوگا اور اگر تو دوبارہ آیا تو اگر ہم تجھ پر پیچھا کر کے۔ بھگا کر یا قتل کرے، تنگی کریں تو ہمیں ملامت نہ کرنا بخاری، ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ نسائی نے سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور حسین رضی اللہ عنہما کو اس طرح پناہ دیا کرتے ہیں۔ اُعِيذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ پھر کہتے کہ تمہارے باپ ابراہیم بھی انہیں الفاظ سے اسمعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو پناہ دیا کرتے تھے۔

خطابی نے کہا ہامہ سے مراد کیڑے مکوڑوں میں سے زہر والا ہے۔ جیسے سانپ بچھو وغیرہ۔ اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہامہ کی حقیقت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ہامہ تشدید کے ساتھ ہے اور منع والی روایت میں تخفیف کے ساتھ ہے۔ کما تقدم

اور یہاں سے مراد سانپ، بچھو اور زمین کے کیڑے ہیں۔ جیسا کہ خطابی نے کہا۔ یا اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو آزار دیتی ہے۔ اور یہ ہم یہم فہو ہامۃ سے اسم فاعل ہوگا۔ اور نبی ﷺ نے دعا کی میں ہر ذی روح موذی چیز کی ایذاء سے پناہ دیتا ہوں۔

اور نبی ﷺ کے اس فرمان مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ اس کا معنی اتر آنے والی چیز۔ خطابی نے کہا کہ احمد بن حنبل آپ کے فرمان بکلماتہ التامۃ۔ سے قرآن کے غیر مخلوق ہونے پر استدلال کیا کرتے تھے اور کہتے تھے۔ نبی ﷺ کسی مخلوق کے ساتھ پناہ نہیں پکڑ سکتے۔ اور مخلوق کے کلام میں نقص ضرور موجود ہوتا ہے۔ اور وہ کلام جو تمام کے لفظ سے موصوف ہو وہ غیر مخلوق ہوتا ہے اور وہ اللہ کا کلام ہے۔ صحیحین وغیرہ میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ آذَى مِنْ رَأْسِهِ۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا قریب ہو تو میں قریب ہوا آپ نے فرمایا اور قریب ہو میں اور قریب ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا أَيُّؤذِيكَ هَوَامُّكَ کیا تیرے کیڑے تجھے تکلیف دیتے ہیں۔ ابن عوف کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس نے جواب میں جی ہاں کہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے مجھے روزے یا صدقے یا قربانی میں سے جو

آسان ہو کرنے کا حکم دیا

اللہ کی رحمت بے پناہ ہے: مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے لئے سورحمتیں ہے۔ ایک رحمت جنوں انسانوں کیڑے مکوڑوں میں بانٹ دی جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت اور رحمت کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور بھی اپنی اولاد پر رحمت کرتے ہیں اور باقی ننانوے رحمتوں سے اللہ اپنے بندوں پر قیامت کے روز رحم کرے گا اور یہ بات عنقریب باب الواؤلفظ وحش میں ان شاء اللہ آئے گی۔ اور ”الاحیاء“ میں جمعہ کی فضیلت کے متعلق کہا گیا ہے کہ پرندے اور ہوام آپس میں ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور کہتے ہیں سلام سلام یوم صالح اور یہ بات اسی طرح قوت القلوب میں بھی ہے۔

فردوس الحکمتہ میں ہے کہ قرآن میں ایک آیت ہے جو اس کو پڑھ لے وہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہتا ہے۔  
 اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَّا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اِخِذْ بِنَاصِیْتِہَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔  
 اور اس سے ملتی جلتی روایت جو ابن ابی الدنیا کی ہے باب الباء براغیث میں گزر چکی ہے کہ افریقہ کے گورنر نے عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور وہاں کے کیڑے مکوڑوں اور بچھوؤں کی شکایت کی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم میں سے کوئی اگر صبح یا شام یہ پڑھ لے۔

وَمَا لَنَا اَنْ لَا نَتَوَكَّلَ عَلَی اللّٰهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا۔

تو اس پر کوئی مشکل نہیں آئے گی۔

درود پڑھیں اور محفوظ رہیں: کتاب النصائح میں ہے کہ ایک سیاح نہایت ہولناک کاموں بہت گھستا تھا جس سے مسافر ڈرتے تھے اور اپنے آپ کو کیڑے مکوڑوں اور درندوں سے بچاؤ کا سامان بھی نہ کرتا۔ لوگوں نے اس سے تعجب کیا اور اپنی جان پر مغرور ہونے سے ڈرایا تو اس نے کہا میں اپنے معاملے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور واقعہ یوں ہے کہ میں نے چند ساتھیوں کے ساتھ ایک تاجر کے طور پر سفر کیا۔ تو دیہاتیوں میں سے چور ہر روز ہم پر آیا کرتے تھے۔ اور میں اپنے تمام ساتھیوں میں اچھا سمجھا جاتا تھا۔ اور ان میں سے میں دیر تک بیدار رہنے والا تھا۔ میں نے انہیں دیہاتیوں میں سے ایک آدمی کے ساتھ کرائے کا معاملہ کیا جس کی دینداری اور امانت داری کو میں اچھی جانتا تھا۔ جب اس نے میری یہ حالت دیکھی تو کہا تو نبی ﷺ پر سو دفعہ درود پڑھ کر بے فکر سو جایا کر۔ تو میں نے اسی طرح کیا اور سو گیا۔ تو اچانک ایک آدمی مجھے جگا رہا تھا۔ تو میں ڈر گیا اور کہا تو کون ہے۔ اس نے کہا میرے ساتھ نیکی کر اور میرے لئے اللہ سے توبہ کر میں نے کہا کیا مسئلہ ہے۔ اس نے کہا یہ میرا ہاتھ ہے اس کو تیرے سامان نے روک دیا ہے۔ اچانک دیکھا تو اس نے ایک بورا پھاڑا تھا جس پر میں سویا ہوا تھا اور اس نے اپنا ہاتھ بورے سے کپڑے نکالنے کے لئے اندر داخل کیا تھا مگر اس کو وہاں سے نہ نکال سکا تو میں نے نوکر کو جگایا اور اس کو بات بتائی اور اس سے کہا اس کے لئے دعا کر تو اس نے کہا تم دعا کرنے کے زیادہ حقدار ہو کیونکہ آپ کی وجہ سے اس کو مصیبت پڑی ہے۔ میں نے دعا کی تو وہ آدمی چھوٹ گیا ہاتھ کے خون کے رک جانے کی وجہ سے اس کا ہاتھ سیاہ ہو گیا جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ (اس میں یہ بھی ہے)

کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا۔ صحابہ کرام نے کہا ہم کس طرح کہیں تو آپ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالِإِلَهِيِّ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

ابو بکر صدیق " سے روایت ہے کہ وہ جب نبی ﷺ کے ساتھ غار ثور میں آئے تو وہ سب سے پہلے اس میں داخل ہوئے۔ تو منہ کے بل گر پڑے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تو نے اس طرح کیوں کیا۔ انہوں نے کہا کیونکہ یہ ایسی غار ہے جس میں موذی کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ تو میں نے چاہا کہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو میں اپنے نفس کے ساتھ آپ کی جان بچاؤں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے پاس ایک قیمتی چادر تھی جس کو پھاڑ کر آپ نے اس غار کی سوراخوں میں دے دیا مگر دوسرا خ باقی رہ گئے آپ نے اپنی اڑھیوں سے ان کو بند کیا۔

تعبیر الروایا: خواب میں ہامہ دلالت اور زانیہ عورت ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے۔

## ہبع

اونٹنی کے اس بچے کو کہتے ہیں جو آخری بچہ ہو کہا جاتا ہے مالہ ہبع ولا ربع۔ نہ اس کا کوئی بچہ ہے نہ کوئی مکان ہے۔ اس کی

مونث ہبعۃ اور ہبعات ہے۔

## الہبع

سلوٹی کتے کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اور یہ بات باب الکاف کلب کے ذکر میں گزر چکی ہے۔

## ہجاء

مینڈک کو کہتے ہیں۔ یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ نیز مشہور الہاجۃ ہے۔

## الہجرس

لومڑی کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع ہجراس ہے کہا گیا ہے کہ ریچھ کے بچے کو کہتے ہیں۔ ابوزید نے کہا کہ اس سے مراد بندر ہے۔ حدیث میں ہے۔ عیینہ بن حصن فزاری نے نبی ﷺ کے سامنے اپنا پاؤں کولمبا کیا تو اسید بن حضیر نے کہا اے ہجرس کی آنکھ کیا تو اپنی ٹانگ نبی ﷺ کے آگے کر رہا ہے۔ استیعاب میں اسید بن حضیر کے ترجمہ میں ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ مدینہ کی کھجوروں میں ہمارے لئے حصہ کریں۔ تو نبی ﷺ نے انکار کر دیا تو عامر بن طفیل نے کہا میں اس جگہ کو کم موگھوڑوں سے بھر دوں گا اور بے ریش مردوں سے بھر دوں گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اے اللہ مجھ عامر بن طفیل کی شر سے محفوظ فرما۔ تو اسید بن حضیر نے ایک نیزہ پکڑا اور ان کے سروں پر مارا اور کہا اخرجوا ایہا الہجرسان۔ اے لومڑی نکل جاؤ۔ تو عامر بن طفیل نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں اسید بن حضیر ہوں تو اس نے کہا تیرا باپ تو تجھ سے بہتر تھا تو

انہوں نے کہا میں تجھ سے اور اپنے باپ سے بھی بہتر ہوں کیونکہ وہ کافر مرا ہے۔ تو اصمعی سے پوچھا گیا کہ ہجرس سے کیا مراد ہے تو اس نے کہا لومڑ۔

جب عامر اور اربد بنی رضی اللہ عنہما کے پاس سے لوٹے تو ابھی راستے میں ہی تھے کہ اللہ نے اربد پر بجلی چھوڑی جس نے اس کو اور اس کے اونٹ کو جلا ڈالا اور عامر بن طفیل کی گردن میں طاعون بھیجا جو بنو سلول کی ایک عورت کے گھر تھا۔ تو عامر بن طفیل کہنے لگا اے بنی عامر مجھے اونٹ کی طرح کی غدہ بیماری لگی ہے اور سلول یہ عورت کے گھر میں موت ہے۔

سیبویہ نے غدة كغدة البعير او موتا فی بیت سلولیه کو بطور مثال اس باب میں ذکر کیا ہے جہاں اسم کو فعل متروک کے پوشیدہ نکالنے کی وجہ سے نصب دی جاتی ہے۔ گویا یہاں اصل میں اغدة غدة كغدة البعير ہے میں کہتا ہوں کہ وہ روایت وہم ہے جس کو مستغفری نے معرفۃ الصحابہ میں عامر بن طفیل کا ذکر کیا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے یہ سوال کیا کہ آپ کچھ ایسے کلمات سکھائیں جن کے ساتھ میں زندگی گزاروں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ کلمات سکھائے۔ اسلام پھیلاؤ کھانا کھلاؤ اور اللہ سے اس طرح حیا کر جس کا حیا کرنے کا حق ہے۔ اور جب تو برائی کرے تو نیکی کر کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ عامر بن طفیل ایک گھڑی کیلئے بھی ایمان نہیں لایا اور اس بارے میں اہل نقل نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔

مذکورہ بالا اربد لبید شاعر کا بھائی تھا یہ اسلام میں ساٹھ سال زندہ رہا اس نے اسلام میں ایک شعر بھی نہیں کہا اس سے عمرؓ نے سوال کیا تو نے شعر کیوں چھوڑ دیئے تو اس نے کہا کہ سورہ آل عمران اور سورہ بقرہ کے سیکھ لینے کے بعد مجھے شعر کہنے کی کیسے جرأت ہو سکتی ہے۔ تو اسی لئے عمرؓ نے اس کے عطیے میں ۵۰۰ درہم کا اضافہ کر دیا۔ اس کا عطیہ ۲۵۰۰ درہم سالانہ تھا۔

جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے پانچ سو کم کرنا چاہا اور کہا دو بوریوں سے علاوہ کیا ہے۔ تو لبید نے کہا اب میری موت کا وقت آ گیا ہے علاوہ اور بوریاں یہ دونوں تیرے لئے ہو گئیں تو معاویہ کا دل اس کے لئے نرم ہو گیا اور لبید اس کے چند دنوں بعد فوت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلام میں صرف ایک شعر کہا۔

الحمد لله اذ لم ياتني اجلى حتى لبست من الاسلام سربالا  
”تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو میرے پاس اس وقت تک موت نہیں لایا یہاں تک کہ میں نے اسلام کی قمیص پہن لی۔“

کہا گیا ہے کہ اس نے یہ شعر کہا تھا:

ولقد سئمت من الحياة وطولها وسوال هذا الناس كيف لبى

”میں زندگی اور اس کی لمبائی سے اکتا گیا ہوں اور لوگوں کے اس سوال سے بھی کہ لبید کا کیا حال ہے۔“

ضرب الامثال: کہتے ہیں اسفد من هجرس واغلم وانزى. یعنی وہ لومڑی سے زیادہ جھفتی کرنے والا اعلام بازی والا اور چڑھنے والا ہے۔



## الہجرع

ہلکے سلوٹی کتے کو کہتے ہیں۔

## الہجین

یہ گھوڑوں اور لوگوں میں سے وہ ہوتا ہے جس کا باپ عربی ہو اور ماں عجمی ہو۔ اور اونٹوں میں ہجیان سفید کو کہتے ہیں۔ اس میں مذکر مونث برابر ہیں کہا جاتا ہے بعیر ہجان و ناقہ ہجان و ابل ہجان و امرأة ہجان۔ یعنی معزز۔

## الہدھ

دونوں ہاؤں کے ضمہ اور دال کے سکون سے ہے۔ مشہور پرندہ ہے۔ جو دھاری دار اور بہت سے رنگوں والا ہوتا ہے۔ اس کی کنیت ابوالاخبار، ابو ثمامہ، ابوالریح، ابوالروح، ابوسجاد اور ابو عباد ہے۔ اور اس کو ہدھ بھی کہا جاتا ہے۔ راعی نے کہا۔

كهد اهد كسر الرماة جناحه

”ہدھ کی طرح تیر اندازوں نے اس کا بازو توڑ دیا۔“

اس کی جمع ہدھ اهد فتح کے ساتھ ہے۔ اور یہ طبعی طور پر بد بودار پرندہ ہے۔ کیونکہ یہ اپنا گھونسلہ گوبر میں بناتا ہے اور یہ بات اس کی تمام جنسوں میں عام ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پانی کو زمین کے اندر اس طرح دیکھتا ہے جس طرح شیشے کے پار انسان دیکھ سکتا ہے۔

ہدھ اور سلیمان علیہ السلام: کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا پانی بتانے والا تھا۔ اس وجہ سے جب ان کو یہ نہ ملا تو انہوں نے اسے تلاش کیا اور اس کے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ سلیمان جب بیت المقدس کے بنانے سے فارغ ہوئے تو حرم کی سرزمین کی طرف نکلنے کا عزم کیا اور اپنے ساتھ جن انسان فرشتے اور وحشی لے لئے کہ جن سے آپ کا لشکر سو فرسخ تک پھیلا ہوا تھا۔ تو ہوا نے ان کو اٹھا لیا جب حرم کے آمنے سامنے ہوئے تو وہاں جتنا اللہ نے چاہا قیام کیا اور یہ اپنے وہاں قیام کے دوران روزانہ پانچ ہزار بکریاں پانچ ہزار بیل اور پانچ ہزار اونٹنیاں ذبح کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے حاضرین میں سے اشراف کو کہتے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ایک عربی نبی نکلے گا جس کی صفات ایسی ایسی ہوں گی اور وہ اپنے مخالفین کے خلاف مدد دیا جائے گا۔ اور اس کی ہیبت ایک مہینہ کی مسافت تک ہوگی۔ قریب اور دور والے ان سے حق لینے میں برابر ہوں گے اور ان کو کسی ملامت گر کی ملامت نہ پکڑ سکے گی۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اس کا دین کیا ہوگا تو انہوں نے کہا وہ دین حنیفیت پر ہوں گے۔ اس شخص کے لئے خوشی ہے جو ان کو پائے اور ان پر ایمان لے آئے کہنے لگے ان کے اور ہمارے درمیان اے اللہ کے نبی کتنا فاصلہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اس کی مقدار ایک ہزار سال ہے تو تم میں سے جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے کہ وہ سید الانبیاء ہوں گے۔ خاتم الرسل ہوں گے۔

اور سلیمان علیہ السلام مکہ میں مناسک کے ادا کرنے تک ٹھہرے رہے پھر صبح سویرے مکہ سے نکلے اور یمن کی طرف چلے گئے۔ صنعاء پہنچے تو زوال کا وقت تھا اور یہ ایک مہینے کی مسافت ہے بڑی خوبصورت زمین دیکھی جس کا سبزہ لہلہا رہا تھا۔ انہوں نے وہاں اترنا پسند کیا تا کہ نماز پڑھ لیں اور صبح کا کھانا کھالیں۔ جب وہاں اترے تو ہدھ نے کہا کہ سلیمان تو اترنے میں مشغول ہیں تو

وہ آسمان کی طرف بلند ہوا اور دنیا کے طول و عرض کو دائیں بائیں سے دیکھا تو اس کو بلقیس کا ایک باغ نظر آیا۔ تو وہ اس کی طرف گیا اور وہاں اتر وہاں اس کو یمن کی ہد ہدوں میں سے ایک ہد ہد مل گیا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ سلیمان کی ہد ہد کا نام یعفور تھا تو یمن کے ہد ہد نے یعفور سے کہا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا چاہتا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے مالک سلیمان بن داؤد کے ساتھ شام سے آیا ہوں اس ہد ہد نے کہا سلیمان کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جنوں انسانوں شیطانوں پرندوں وحشیوں اور ہوا کا بادشاہ ہے۔ پھر سلیمان کے ملک کی عظمت اور مسخر شدہ اشیاء کی تفصیل بتائی۔ پھر اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں تو یہیں کا ہوں پھر اس نے بلقیس کی بادشاہی کا وصف بیان کیا کہ اس کے ماتحت بارہ ہزار قائد ہیں اور ہر لیڈر کے تحت ایک لاکھ جنگجو ہیں پھر کہا تو میرے ساتھ اس کی بادشاہی دیکھے گا۔ یعفور نے کہا مجھے ڈر ہے کہ سلیمان جب وضو کے وقت ان کو پانی کی ضرورت ہوگی تو مجھے تلاش کریں گے۔ تو دوسرے ہد ہد نے کہا جب تم اس ملکہ کی خبر بادشاہ کو دو گے تو وہ بہت خوش ہوگا۔ تو یہ اس کے ساتھ چل نکلا۔ پھر بلقیس کا ملک دیکھ کر عصر کے بعد سلیمان علیہ السلام کی طرف لوٹا۔ ادھر سلیمان کے پاس پانی نہیں تھا۔ تو انہوں نے انسانوں جنوں شیطانوں سے پانی مانگا تو ان کو پانی کا کچھ پتہ نہ چلا۔ تو انہوں نے پرندوں کو طلب کیا تو ہد ہد نہیں تھا۔ تو پرندوں کی ملکہ گدھ کو بلایا تو اس سے ہد ہد کے متعلق سوال کیا تو اس کو بھی کچھ علم نہ تھا۔ تو سلیمان بہت ناراض ہوئے۔ اور کہنے لگے

لَا عَذَابَ لَّعَذَابًا شَدِيدًا. الآية. یعنی میں اس کو سخت عذاب دوں گا۔

پھر عقاب کو بلایا جو پرندوں کا سردار تھا ہد ہد کو ابھی حاضر کرو تو وہ ہوا میں اڑا اور دنیا کو ایک پیالے کی طرح دیکھا جو کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں ہو۔ پھر اس نے دائیں بائیں توجہ کی تو اس کو ہد ہد یمن سے آتا ہوا نظر آیا۔ تو عقاب اس پر ٹوٹ پڑا۔ تو ہد ہد نے اس کو قسم دی اور کہا کہ میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے مجھ سے قوی اور طاقتور بنایا کہ مجھ پر رحم کر۔ اور مجھے تکلیف نہ دے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر کہا تیرا بیڑا غرق ہوا اللہ کے نبی نے قسم کھا رکھی ہے کہ تجھے سخت عذاب کریں گے یا ذبح کر دیں گے۔ تو ہد ہد نے کہا کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استثنیٰ نہیں کیا؟ اس نے کہا کیا ہے۔ اور کہا ہے اَوْ لِيَا تِيْنِيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ. بشرطیکہ وہ میرے پاس کوئی واضح دلیل لائے۔ ہد ہد نے کہا پھر تو بیچ ہی جاؤں گا۔ پھر عقاب اور ہد ہد دونوں اڑ کر سلیمان کے پاس آگئے پھر ہد ہد قریب ہوا تو دم ڈھیلا چھوڑ کر اپنے پروں کو تواضع سے گھسیٹ کر آگے بڑھا تو سلیمان نے اس کا سر پکڑ لیا اور اپنی طرف جھکایا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی اللہ کے پاس اپنے کھڑا ہونے کو یاد کریں تو سلیمان کانپ گئے اور اس کو معاف کر دیا۔ پھر اس کے غائب ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے بلقیس کا سارا معاملہ بتا دیا۔ اور اس قصہ کے کچھ حصہ کی طرف اشارہ باب الدال والعین میں دود پر اور عنقریب پر کلام میں گزر چکا ہے۔

زخشری کہتے ہیں اس کے پیچھے رہنے اور سلیمان سے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ جس وقت سلیمان اترے تو ہد ہد نے چکر لگایا تو اس کو ایک اور ہد ہد نظر آ گیا جو کھڑا تھا تو اس نے سلیمان کے ملک کا وصف اور ان کے لئے مسخر شدہ اشیاء کا ذکر کیا اور اس نے اس کو بلقیس کے ملک کی حالت بتائی اور بتایا کہ اس کے تحت بارہ ہزار قائد ہیں۔

اور ہر قائد کے تحت ایک لاکھ جنگجو ہیں تو وہ اس کے ساتھ اسے دیکھنے چلا گیا اور عصر کے بعد لوٹا۔ تو سلیمان نے پرندوں کے نگران گدھ کو بلایا تو اس کو اس کا کچھ علم نہ تھا۔ پھر پرندوں کے سردار عقاب کو بلایا اور کہا کہ میرے پاس اسے لاؤ تو وہ اڑا اور دیکھا

کہ وہ واپس آ رہا تھا۔ تو اس نے اس کا قصد کیا تو اس نے اس کو قسم دی کہ اس ذات کے واسطے مجھے معاف کر دو جس نے تجھے مجھ پر قدرت اور طاقت دی ہے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا تیرا بیڑا غرق ہو اللہ کے نبی نے تجھے عذاب دینے کی قسم کھا رکھی ہے اس نے کہا کیا استثنیٰ کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں کیا ہے اور کہا ہے بشرطیکہ میرے پاس کوئی دلیل لائے۔ تو وہ جب سلیمان کے قریب آیا تو اپنا دم ڈھیلا کر دیا اور بازوؤں کو زمین پر گھسیٹتا ہوا تواضع سے آگے بڑھا۔ جب قریب آیا تو انہوں نے سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی اللہ کے سامنے کھڑے کھڑے ہونے کو یاد کریں تو سلیمانؑ کانپ گئے اور اس کو معاف کر دیا پھر اس سے سوال کیا۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ میں اس کو عذاب دوں گا کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اتنا عذاب دوں گا جتنا وہ برداشت کر سکے تاکہ اس کے ہم جنس اس سے عبرت حاصل کریں۔

کہا گیا ہے کہ سلیمان پرندوں کو اس طرح عذاب دیتے تھے کہ اس کے پر اور دم اکھڑ کر کے ننگا کر کے دھوپ میں پھینک دیتے۔ تاکہ وہ کیڑے مکوڑوں اور چیونٹیوں سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہی قول سب سے ظاہر قول ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کو تار کول مل کر سورج کی گرمی وی جاتی تھی۔ بعض نے کہا کہ اس کو چیونٹیوں کے سامنے ڈال دیا جاتا تا کہ اس کو کھا جائیں۔ بعض نے کہا کہ اس کو پنجرے میں ڈال دیتے بعض نے کہ اس کے اور اس کے دوستوں کے مابین جدائی ڈال دیتے۔ بعض نے کہا اس پر اس کے مخالف جنس کے پرندوں کی صحبت لازم کر دیتے۔ بعض نے کہا کہ سب قیدوں تنگ قید مخالف جنسی کی صحبت ہے اور بعض نے کہا کہ دوسری جنس کے پرندوں کے ساتھ اسے قید کر دیتے۔ بعض نے کہا کہ اس سے اس کے ہم جنس پرندوں کی خدمت لیتے۔ بعض نے کہا کہ اس کی شادی بوڑھی مادہ سے کر دیتے۔ اگر تم کہو کہ ان کے لئے ہد ہد کو ایسا عذاب کرنا کیونکر حلال ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ نے ان کے لئے اس عذاب کو مباح قرار دیا ہو جیسے اللہ نے کھانے اور دیگر منافع کے لئے چوپایوں اور دیگر جانوروں کا ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے۔

قرونی نے کہا کہ ہد ہد نے سلیمانؑ سے کہا تھا کہ میں آپ کی مہمان نوازی کرنا چاہتی ہوں تو انہوں نے کہا مجھ اکیلے کی؟ اس نے کہا آپ کی اور آپ کے لشکر والوں کی فلاں دن اور فلاں جزیرے میں دعوت ہے۔ سلیمانؑ لشکر سمیت حاضر ہوئے تو ہد ہد اڑی اور ایک ٹڈی کا شکار کر کے لے آئی پھر اس کا گلابا کر سمندر میں پھینک دیا پھر کہا اے اللہ کے نبی کھاؤ۔ جس کو گوشت نہ ملے اس کو شور بہ ضرور ملے گا۔ تو سلیمانؑ اور ان کا لشکر اس وجہ سے پورا سال ہنتے رہے اور اسی بارے میں یہ شعر کہے گئے ہیں۔

جاءت سليمان يوم العرض هدهدة اهدت له من جراد كان فيها

”سليمانؑ کے پاس دعوت کے دن ہد ہد آئی اور ان کو وہ ٹڈی پیش کی جو اس کے منہ میں تھی۔“

وانشئت بلسان الحال قائله ان الهدايا على مقدار مهديها

”اور زبان حال سے یہ کہا تحفے تحفہ دینے والے کی قدر کے مطابق ہوتے ہیں۔“

لو كان يهدى الى الانسان قيمته لكان يهدى لك الدنيا وما فيها

”اگر انسان کو تحفہ اس کی قیمت کے مطابق دیا جاتا تو آپ کو دنیا و ما فیہا کا تحفہ دیا جاتا۔“

عکرمہ کہتے ہیں سلیمانؑ نے ہد ہد کو ذبح کرنے سے اعراض اس لئے کیا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بہت نیکی کرتا تھا۔ وہ

بڑھاپے میں ان کو چوگا دیا کرتا تھا۔

جاہظ کہتے ہیں۔ وہ بڑا وفادار محافظ اور محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اس کی مادہ غائب ہو جاتی ہے تو وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ کوئی کھانا وغیرہ تلاش کرنے جاتا ہے۔ اور ہمیشہ چیختا چلاتا رہتا ہے یہاں کہ وہ اس کے پاس واپس آ جائے۔ اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے جس کی وجہ سے وہ مر جائے تو نر اس کے بعد کسی دوسری مادہ سے جفتی نہیں ہوتا اور جب تک زندہ رہتا ہے ہمیشہ چیختا رہتا ہے اور سیر ہو کر نہیں کھاتا۔ بلکہ صرف اتنا کھاتا ہے جس سے زندہ رہ سکے یہاں تک کہ قریب الموت ہوتا ہے تو تھوڑا کھا لیتا ہے۔

کامل اور بیہوشی کی شعب الایمان میں ہے کہ نافع ابن ازرق نے ابن عباس سے پوچھا کہ سلیمان نے اتنی بڑی بادشاہی ہونے کے باوجود ایک ہد ہد جیسے چھوٹے سے جانور کا کس طرح خیال رکھا تو ابن عباس نے کہا انہیں پانی کی ضرورت پڑی اور ہد ہد کے لئے ساری زمین شیشے کی طرح ہے۔ تو ازرق نے ابن عباس سے کہا اے واقف کار ذرا ٹھہریں۔ وہ پانی کو زمین کے نیچے کس طرح دیکھ لیتا ہے حالانکہ ایک انگلی مٹی کے نیچے ایک جال ڈالا جائے تو وہ اس کو نظر نہیں آتا۔ تو ابن عباس نے کہا جب تقدیر آ جائے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ پھر انہوں نے ابو عمرو زاہد کے یہ شعر پڑھے:

اذا اراد اللہ امرًا بامرئ  
وکان ذا عقل وراى وبصر  
”جب اللہ تعالیٰ کسی ایسے سے کسی معاملے کا ارادہ کرتا ہے۔ جو صاحب عقل ورائے اور نظر والا ہو۔“

وحيلة يفعلها فى دفع ما  
ياتى به محتوم اسباب القدر  
”اسباب قدر میں سے حتمی طور پر جو اس کو پہنچے ہوں ان کے دفع کرنے کا وہ حیلہ بھی رکھتا ہو۔“

غطى عليه سمعه وعقله  
وسله من ذهنه سل الشعر  
”تو اللہ تعالیٰ اس کے کان و عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے اور اس کے ذہن سے اس بات کو اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح بال کھینچا جاتا ہے۔“

حتى اذا انفذ فيه حكمه  
رد عليه عقله ليعبر  
”یہاں تک کہ جب اس میں اپنا حکم نافذ کر دیتا ہے تو اس کی عقل لوٹا دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے۔“

نافع بن ازرق خارجیوں کے ایک فرقے کا سردار تھا جن کو ازرق کہتا تھا۔ یہ علی بن ابی طالب کو کافر کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے حکیم کا فیصلہ کیا تھا۔ اور وہ حکیم سے پہلے ان کے نزدیک امام عادل تھے۔

اسی طرح وہ ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص کو کافر قرار دیتے ہیں اور بچوں کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور وہ مھن مرد پر تہمت لگانے سے حد قائم نہیں کرتے بلکہ محسنات پر تہمت لگانے سے وہ حد قائم کرتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی ان کی باتیں ہیں۔ ابوالشیخ نے ہد ہد کی صفت میں یہ شعر کہے ہیں۔

لا تامنن على سري وسركم  
غیری وغیرك اوطى القراطیس  
”اپنے اور میرے علاوہ یا لپٹے ہوئے کاغذوں کے سوا کسی پر بھی اپنے یا میرے بھید کے متعلق بے خوف نہ ہونا۔“

او طائر سوف اجلیہ وانعتہ ما زال صاحب تنقیر و تدریس  
 ”یا ایک پرندہ ہے جس کی میں صفت واضح کر کے بیان کروں گا۔ وہ ہمیشہ کریدنے اور تدریس والا ہے۔“  
 سود برائینہ میل ذوائبہ صفر حمالقہ فیہ الحسن مغموس  
 ”اس کے پنجے سیاہ ہیں اس کے گیسو جھکے ہوئے ہیں اسکے پلک پیلے ہیں اور وہ حسن میں ڈوبا ہوا ہے۔“  
 ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن ابی طیب جو ”دمیۃ القصر“ کے مصنف ہیں جو یتیمۃ الدھر کی ذیل میں ہے۔ یہ ۲۶۷ ہجری  
 میں قتل ہوا اس نے کہا۔

لا تنکری یا عزیز ان ذل الفتی ذو الاصل واستعلی خسیس المحتد  
 ”اگر کوئی اچھے اصل نسل والا نوجوان ذلیل ہو جائے اور گھٹیا آدمی بلند ہو جائے تو اے عزت تو اس کو عجیب نہ سمجھ۔“

اور

ان البزاة رؤوسهن عواطف والتاج معقود براس الہدھد  
 ”بے شک بازوں کے سر جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور ہدھد کے سر پر تاج ہوتا ہے۔“

ہدھد خواب میں: کسی نے کہا کہ امام حافظ ابو القلابہ جن کا نام عبد الملک بن محمد رقاشی ہے ان کی ماں نے حمل کے دوران  
 خواب دیکھا کہ اس نے ہدھد جننا ہے تو اس سے کہا گیا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو آپ ایسا بچہ جنیں گی جو بہت نمازیں پڑھے گا تو  
 انہوں نے ابو قلابہ کو جننا۔ اور یہ روزانہ چار سو رکعات نماز پڑھتا تھا اور اپنے حافظے سے ساٹھ ہزار حدیثیں بیان کی ہیں۔ اور ۲۷۸  
 ہجری میں فوت ہوا۔

شرعی حکم: صحیح بات یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے نبی ﷺ نے اس کے کھانے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ یہ بد بودار ہوتا ہے اور  
 کیڑے کھاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ اس کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ امام شافعی سے مروی ہے کہ وہ اس میں فدیہ کو واجب قرار دیتے ہیں اور فدیہ  
 صرف ماکول کا دیا جاتا ہے۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں اسجد من ہدھد وہ ہدھد سے زیادہ سجدے کرنے والا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے بیان کی جاتی  
 ہے جس کو اس کی بیٹی سے تہمت لگائی گئی ہو۔ اور کہتے ہیں ابصر من ہدھد وہ ہدھد سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔ کیونکہ وہ زمین  
 کے نیچے بھی پانی کو دیکھ لیتا ہے۔

خواص: جس گھر میں اس کے پر کی دھونی دی جائے تو کیڑے مکوڑے اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ جب اس آدمی پر اس کی  
 آنکھ لٹکائی جائے جو بھول جاتا ہو تو اس کو بھولی ہوئی شے یاد آ جائے گی۔ اس کا دل جب بھون کر سذاب کے پانی سے ملا کر کھایا  
 جائے تو وہ حفظ اور ذکاوت کے لئے بہت مفید ہے اور وہ کوئی چیز نہیں بھولے گا۔

یہ حب الفہم سے زیادہ مفید اور سلامتی والی ہے۔ دس ہدھد لے کر ان کے پر اتار کر کسی گھریا دکان میں چھوڑ دیا جائے تو وہ  
 مکان یا گھر غیر آباد ہو جائے گا اور کبھی آباد نہ ہوگا۔

ہد ہد کی آنت بخار زدہ آدمی خون بہنے والے پر لٹکائی جائے تو اس کو فائدہ ہوگا۔ جس نے اس کی چونچ اس کے مرنے کے بعد لی اور اس پر چمڑا چڑھا کر اس کو اپنے پاس رکھ لیا تو اس کی کوئی چیز تلف نہیں ہوگی۔ اگر اس کو لے کر بادشاہ کے پاس جائے گا تو اس کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ اور وہ اس کی عزت کرے گا اور اس کی ضرورتیں پوری کرے گا۔

جس نے ہد ہد کے گھونسلے کی مٹی لی اور اس کو جیل میں پھینک دیا تو جو اس جیل میں ہے باہر آ جائے گا۔

جو اس کے بچوں میں سے ایک بچہ کسی بچے پر لٹکا لے تو اس کو کبھی نظر نہیں لگے گی اور وہ ہمیشہ عافیت میں رہے گا جب تک وہ اس پر لٹکا رہے گا۔ جس نے اس کا دم لیا اور کچھ خون بھی پھرا لیا تو درخت پر لٹکا دیا تو اس پر کبھی پھول نہیں لگے گا۔

اگر کسی انڈے دینے والی مرغی پر اس کو لٹکا دیا جائے تو وہ انڈے نہیں دے گی۔ جس کا خون بہ رہا ہو اس پر لٹکانے سے خون رک جائے گا۔ اور جو شخص اس کی زبان تلوں کے تیل میں ڈال کر اپنی زبان کے نیچے رکھ لے تو جو کچھ کسی انسان سے مانگے گا وہ اسے دے گا۔ اس کا پر اگر اپنے پاس رکھ کر مخالف سے کوئی جھگڑا کرے تو مخالف پر غالب آ جائے گا اور اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور جو چاہتا ہے اس میں کامیاب ہو جائے گا۔ اگر اس کا گوشت پکا کر کھایا جائے تو قونج میں مفید ہے۔

اور جب ہد ہد کا دماغ نکال کر آٹے میں ڈال کر اس سے روٹی پکائی جائے اور سائے میں خشک کی جائے اور کسی انسان کو کھلائی جائے اور کھلانے والا کہے میں نے تجھ کو ہد ہد کھلایا ہے اور تجھے ایسا بنا دیا ہے کہ تو میری بات سنے اور میری فرمانبرداری کرے اور میرے لئے حاضر ہو جائے جس طرح سلیمان کے لئے ہد ہد حاضر ہوئی تھی۔ تو وہ کھانے والا آدمی کھلانے والے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے گا اگر اس کی چمڑی لے کر اپنے بائیں بازو پر باندھ لی جائے۔ اور اس کی چونچ اور زبان لی جائے اور ایک ہرنی کے باریک چمڑے پر یہ اسماء لکھے جائیں اور زبان اور چونچ کو اس میں ڈال لیا جائے پھر ان کو سرمہ لگی اون کے دھاگے یا سیاہ یا سرخ دھاگے سے باندھ کر جس کو آپ چاہتے ہیں اس شخص کے دروازے کے نیچے دفن کیا جائے۔ جہاں سے وہ آتا جاتا ہے تو آپ اس سے جو بھی محبت قبولیت اور میلان چاہیں گے حاصل کر لیں گے۔ اور وہ اسماء یہ ہیں۔

فطیطم مار نور مانیل وصعانیل۔

اور ہد ہد کا خون سپی میں لے کر آنکھ میں ڈالے جائیں تو نکلتے ہوئے بال جھڑ جائیں گے۔ اور ہد ہد کو ذبح کر کے اس کا دماغ لے کر خشک کر کے کوٹ کر اس میں تھوڑی سے مصطکی ڈال لی جائے اور اس کے ساتھ اکیس پتے آس کے کوٹ لئے جائیں اور پھر ان کو ملا کر اس آدمی کو سونگھا دو جس کو تم چاہتے ہو تو وہ آپ سے محبت کرنے لگے گا۔

اس کی دائیں آنکھ کپڑے میں لپیٹ کر دائیں بازو میں لٹکا کر اس شخص کے پاس جاؤ جس کو تم چاہتے ہو تو جو بھی تم کو دیکھے گا تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اگر تم اپنے بال کا لے کر ناچا ہو تو ہد ہد کی آنت کو خشک کر کے پھر اس کو کوٹ کر تلوں کے تیل میں ڈال کر اس آدمی کے سرداڑھی پر تین دن تک لگاؤ تو اس کے بال بہت سیاہ ہو جائیں گے۔ اس کا خون گرم گرم اس سفیدی پر ڈالا جائے جو آنکھ میں ہوتی ہے۔ تو وہ مرض ختم ہو جائے گا۔ اگر اس کے بھجے کی کبوتروں کے برج میں دھونی دی جائے تو ان کے قریب ایسی چیز نہیں آئے گی جو ان کو تکلیف دے۔ جس گھر میں ذبح شدہ ہد ہد لٹکا دی جائے تو وہ گھر جادو سے مامون رہے گا۔ اس کا نچلا جڑا جس کے اوپر لٹکا ہوگا لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ اگر کسی دیوانے آدمی کو اس کی کلغی کی دھونی دی جائے تو وہ ٹھیک ہو

جائے گا۔ اور جو عورتوں سے بند ہو گیا ہو یا اس پر جادو ہوا ہو تو اس کے گوشت کی دھونی دینے سے اس کا جادو وغیرہ ختم ہو جائے گا۔ جابر نے کہا کہ ہد ہد کا بھنا ہوا دل سذاب کے ساتھ کھایا جائے تو حافظے کے لئے بڑا مفید ہوگا۔ ہد ہد کی آنت اس شخص پر لٹکانی جائے جس کا خون بہہ رہا ہو تو اس کا خون بند ہو جائے گا۔ ہد ہد کے بائیں بازو کے تین پر لے کر کسی گھر پر تین دن تک طلوع شمس سے پہلے جھاڑو دیا جائے اور جھاڑو دینے والا یہ کہے فلاں اس مکان سے اس طرح دفع ہو جائے جس طرح یہ مٹی چلی گئی ہے تو وہ آدمی اس گھر سے نکلے گا اور کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اور اگر بایاں بازو جلا کر اس کی راکھ اس آدمی کے راستے میں ڈالی جائے جس کو تم چاہتے ہو تو اگر اس نے اس کو روندنا تو وہ تم سے بہت محبت کرنے لگے گا۔ ہد ہد کی چونچ اور دائیں بازو کے پر کسی چمڑے میں پرو کر اپنے اوپر اس آدمی کے نام اور اس کی ماں کے نام کے ساتھ لٹکا لو جس کو تم چاہتے ہو تو وہ تم سے بہت زیادہ محبت کرے گا۔ اور اس کے بائیں بازو میں جو لمبا پر ہے وہ عافیت اور قبولیت ہے۔

تعبیر الروایا: خواب میں ہد ہد ایک عالم آدمی ہے۔ جو بے پرواہ ہے اس کی بدبو کی وجہ سے اس کی برائی کی جاتی ہے۔ جو شخص خواب میں اس کو دیکھے اس کو عزت اور مال ملے گا اگر اس سے کلام کرے گا تو بادشاہ کی طرف سے اس کو خیر ملے گی۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا وَجَنَّتِكَ مِنْ سَبَابِنَبَا یَقِیْنِ۔ ابن سیرین نے کہا جس نے ہد ہد کو دیکھا اس کے گھر کوئی مسافر آئے گا۔ بعض نے کہا ہد ہد حساب لینے والا آدمی ہے اور مکرو والا ہے جو بادشاہ کو پیش آنے والا معاملات بتاتا ہو۔ کیونکہ اس نے سلیمان کو بلقیس کے معاملے کی خبر دی تھی اور اپنے قول میں سچا تھا۔ کبھی کبھی اس کا دیکھنے والا خوف سے مامون ہوگا۔

ابن مقرئ نے کہا اس کا دیکھنا آ باد گھر کے گرنے پر دلالت کرتا ہے یہ چیز اس کے نام ہد ہد سے ماخوذ ہے۔ تو بعض دفعہ سچے اپنی اور بادشاہوں اور جاسوسوں کی قربت یا بڑے عالم بڑے جھگڑالو پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ سختیوں اور عذاب سے نجات پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ اللہ کی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ بعض دفعہ دین اور نماز شروع پر دلالت کرتا ہے۔ اگر اس کو پیسا آدمی دیکھ لے تو پانی کا پتہ چل جاتا ہے۔ واللہ اعلم

## الهدی

وہ چوپایہ جو حرم کی طرف قربانی کے لئے بھیجے جائیں۔ حَتَّىٰ یَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ میں الہدی کو تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑھایا جاتا ہے اور یہ دو لغتیں ہیں ایک الہدی اور ایک الہدی۔

وہ قربانی جو نبی ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھی اور آپ نے اس کو ذبح کیا وہ سو تھیں۔

مسور بن مخرمہ نے اور مروان بن الحکم نے کہا کہ وہ ستر تھیں۔ اور صحابہ سات سو تھے تو ایک قربانی دس آدمیوں کی طرف سے ہوگئی۔ اور یہ روایت غریب ہے۔

مصعب بن ثابت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حکیم بن حزام عرفہ کے دن موجود تھے اور ان کے پاس ایک سو غلام ایک سوانٹ ایک سو گائیں اور ایک سو بکریاں تھیں تو اس نے کہا یہ سب کا سب اللہ کے لئے ہے پھر اس نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور جانوروں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ذبح کر دیا گیا اس کو طبری نے مرسل روایت کیا ہے۔

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ بکریاں ہدی کے طور پر مکہ بھیجیں اس میں بکریوں کو قلاوہ ڈالنے کا استحباب بھی ہے۔ امام مالک اور ابو حنیفہ نے کہا کہ یہ مستحب نہیں ہے بلکہ یہ صرف اونٹوں اور گایوں سے مخصوص ہے۔

فقہی مسئلہ: علماء نے اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ اگر ہدی نفل ہو تو ہدی بھیجنے والے کے لئے اس میں سے کھانا جائز ہے اور اس طرح نفل قربانی بھی ہے۔ جیسا کہ جابر نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک سوانٹ بطوی ہدی بھیجے ان میں تریسٹھ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا تو باقی انہوں نے ذبح کئے پھر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ہر قربانی سے ایک ٹکڑا لے کر ہنڈیا میں ڈالا جائے۔ پھر آپ نے اور حضرت علیؓ نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شور باپیا۔ علماء نے اس ہدی کے متعلق اختلاف کیا ہے جو شرعی طور پر واجب ہے۔ جیسے تمتع اور قرآن کی ہدی حج کے فاسد ہونے اور فوت ہونے پر واجب قربانی اور شکار کے فدیے والی قربانی۔ تو کچھ لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اس میں سے کچھ بھی کھانا جائز نہیں ہے۔ اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔

اسی طرح وہ قربانی بھی قربانی کرنے والا نہیں کھا سکتا جو اس نے بطور نذر اپنے اوپر واجب کر لی ہو۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ شکار کے فدیے والی قربانی اور نذر والی نہ کھائے اور اس کے سوا کھا سکتا ہے اور یہی بات امام احمد اور اسحاق نے کہی ہے اور امام مالک نے کہا ہے کہ وہ تمتع والی قربانی اور ہر واجب سے کھا سکتا ہے مگر ازی کے فدیے والی اور شکار کے فدیے والی اور نذر والی قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا۔ اصحاب الرائے نے کہا کہ تمتع اور قرآن کی قربانی سے کھا سکتا ہے اور ان کے سوا کسی واجب قربانی سے نہیں کھا سکتا۔

## الهدیل

مذکر کبوتر کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الحاء المہملہ لفظ حمام میں گزر چکا ہے جران العود شاعر کہتا ہے۔

كان الهدیل الظالع الرجل وسطها  
من البغی شریب یغرد من زف  
”ہدیل درمیان سے لنگڑی ٹانگ والا کسی جرم کی وجہ سے۔ بہت پینے والا اور گانے والا ہے۔ اس کا خون بالکل بہہ کر ختم ہو گیا ہے۔“

ہدیل کبوتر کی آواز کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے ہدل القموی یهدل ہدیلا۔ یعنی قمری نے آواز نکالی۔ ہدیل حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ایک بچہ تھا۔ جس کو پرندوں میں سے ایک شکاری نے شکار کر لیا تھا تو جتنی بھی کبوتریاں ہیں وہ اس پر قیامت تک روتی رہتی ہیں۔ نصیب شاعر کہتا ہے۔

فقلت اتبکی ذات طوق تذکرت  
هدیلا وقد اودی وما کان تبع  
”میں نے کہا کیا تو ہدیل طوق والے کو یاد کر کے روتی ہے حالانکہ وہ مر گیا تھا جبکہ ابھی تبع بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔“

## الہرماس

ہاء کے کسرہ سے ہے شیر کا ایک نام ہے بعض نے کہا کہ درندوں میں سے سخت کو ہرماس کہتے ہیں۔ اور ہرماس بن زیاد الباہلی ایک صحابی تھے جو بصرہ میں قیام پزیر تھے ان کی عمر بہت لمبی تھی انہوں نے نبی ﷺ سے دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ ایک ابوداؤد میں



ہے اور دوسری نسائی میں ہے۔

اور ہرمیس ابن سیدہ کے نزدیک کرکدن (گینڈے) کو بھی کہتے ہیں اس نے کہا کہ یہ ہاتھی سے بڑا ہوتا ہے شاعر کہتا ہے۔

والفیل لا یقی علی الہرمیس  
”کہ ہاتھی ہرمیس پر رحم نہیں کھاتا۔“

## الہر

بلی کو کہتے ہیں اس کی جمع ہورہ آتی ہے۔ جیسے قرود اور قردۃ اور اس کی مونث ہرہ آتی ہے۔ اور شیر کے خواص میں چوہے پر کلام کرتے ہوئے یہ بات گزر چکی ہے کہ بلی شیر کی چھینک سے پیدا ہوئی ہے۔  
امام احمد اور بزار نے ثقہ راویوں کے ساتھ ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا تو آپ نے فرمایا اسے قے کر دے کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ بلا پیئے۔ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا تیرے ساتھ شیطان نے پیا ہے۔

تاریخ ابن نجار میں احمد بن عمر کے حالات زندگی میں حضرت انس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کو ان کی تہمت سے براءت نازل ہونے کی خوشخبری دے رہا تھا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے قریب اور بعید سب نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ مجھے بلی نے بھی چھوڑ دیا اور مجھے کھانا پینا نہیں دیا جاتا تھا تو میں بھوکی ہی سو جاتی تھی۔ تو ایک رات میں نے خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا تو اس نے کہا تم غمگین کیوں ہو تو میں نے اسے وہ واقعہ بتایا جو لوگ ذکر کرتے تھے تو اس نے مجھے کہا تو ان کلمات سے دعا کر تو تیرا غم دور ہو جائے گا تو میں نے کہا وہ کلمات کون سے ہیں تو اس نے کہا تو کشادگی کی دعا پڑھ۔

يَا سَابِغَ النِّعَمِ يَا دَافِعَ النِّقَمِ يَا خَارِجَ الْغَمِّ يَا كَاشِفَ الظُّلْمِ وَيَا أَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ وَيَا حَسِيبَ مَنْ  
ظَلَمَ وَيَا وَلِيَّ مَنْ ظَلِمَ وَيَا أَوَّلَ بِلَا بَدَايَةِ وَيَا آخِرَ بِلَا نِهَايَةِ وَيَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اجْعَلْ لِي مِنْ  
أَمْرِي فَرَجًا وَمَخْرَجًا.

حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں بیدار ہو گئی تو میں بالکل تروتازہ اور سیر تھی اور اللہ تعالیٰ نے میری براءت نازل کر دی اور میرا غم دور ہو گیا۔

اور صحیح حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شیطان نبی ﷺ کی نماز میں آپ کے سامنے آیا۔ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ بلی کی شکل میں آیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ میری نماز کا ثنا چاہتا تھا تو اللہ نے مجھ کو اس پر قدرت دے دی تو میں نے اس کی گردن پکڑی اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم اس کو دیکھ سکو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کا قول یاد آ گیا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي.

تو اللہ نے اس کو ذلیل کر کے واپس کروں۔

بلی اور عورت: ابن ابی خيثمه نے ميمونه بنت سعيد جو نبی ﷺ کی لونڈی ہیں روایت کیا ہے اور یہ حدیث استیعاب میں سلیمان فارسی سے مروی ہے جو نبی ﷺ کے خادم تھے۔ کہ نبی ﷺ نے بلی کے متعلق اچھائی کی وصیت کی۔ اور کہا کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب کی گئی۔ جس نے اس کو باندھ رکھا تھا۔ الخ

امام احمد سے زہد میں روایت ہے کہ میں نے اس کو آگ میں دیکھا کہ وہ اپنی قبل اور دبر کو نوچ رہی تھی۔ اور یہ عذاب کی ہوئی عورت کافرہ تھی جیسے بزار نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں روایت کیا ہے اور اس کو نبیہتی نے البعث والنشور میں عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے کفر اور ظلم کی وجہ سے عذاب کی مستحق قرار پائی۔

قاضی عیاض نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ عورت کافرہ ہو۔ نووی نے اس احتمال کی نفی کی ہے گویا کہ ان دونوں کو اس بارے میں کوئی روایت نہیں ملی اور مسند ابوداؤد طیالسی میں شععی عن علقمہ روایت ہے کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو عائشہ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا تو نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ ایک عورت آگ کا عذاب ایک بلی کی وجہ سے دی گئی۔ تو ابو ہریرہ نے کہا میں نے یہ نبی ﷺ سے سنا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مومن اللہ کے نزدیک اس بات سے بلند تر ہے کہ اس کو بلی کی وجہ سے عذاب کیا جائے اور بے شک یہ عورت اس کے ساتھ ساتھ کافرہ بھی تھی۔ اے ابو ہریرہ! جب تو نبی ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرے تو دیکھا کر تو کیسے بیان کر رہا۔ اور پہلے گھوڑے کے ذکر میں وہ بات گزر چکی ہے جو عائشہ نے ابو ہریرہ پر انکار کی تھی۔

بلی پر رحم: ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شبلی کے کسی ساتھی سے یہ روایت کی ہے۔ کہ اس نے شبلی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا پھر فرمایا اے ابو بکر کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں معاف کر دیا ہے تو میں نے عرض کی میرے نیک اعمال کی وجہ سے تو اللہ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے پھر میں نے کہا عبادت میں اخلاص کی وجہ سے اللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں۔ میں نے کہا میرے حج، نماز اور روزے کی وجہ سے اللہ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا یا اللہ نجات دینے والی تو یہی چیزیں تھی جن کو میں گن رہا تھا اور میرا خیال تھا کہ تو مجھے معاف کر دے گا اور مجھ پر رحم کرے گا۔ فرمایا اس سب کے سب کی وجہ سے معاف نہیں کیا۔ تو میں نے کہا اللہ پھر کس وجہ سے معاف کیا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا کیا تجھے یاد ہے کہ تو بغداد کے ایک پھانک میں چل رہا تھا تو تجھے ایک چھوٹی سی بلی ملی جس کو سردی نے کمزور کر دیا تھا اور ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف سخت سردی اور برف کی وجہ سے سکڑ رہی تھی تو تو نے اس پر رحم کر کے پکڑ لیا اور اپنے کوٹ میں ڈال لیا اور تو نے سردی سے بچانے کے لئے اس پر کر دیا۔ تو میں نے کہا جی ہاں تو اللہ نے فرمایا تیرے اس بلی پر رحم کرنے کی وجہ سے میں نے تجھے پر رحم کیا ہے۔

ابو بکر شبلی کا نام دلف بن جعد ہے بعض نے کہا جعفر بن یوسف خراسانی تھا۔ اور یہ سید عالم صالح محدث مالکی مذہب کے تھے۔ جنید بغدادی کے ساتھ رہے اور ابتداء میں دنیاوند کے والی رہے پھر انہوں نے خیر النساج کی مجلس میں توبہ کی۔ ان کے

خطفات، سکرات اور غرقات تھے بعض غرقات معرفت میں ڈوب جانے کے وقت کی باتیں ہیں شطجات (غلطیوں) کا موجب بن گئے تو معذور کو معذور سمجھا گیا۔

ایک دفعہ اس نے جنید کے سامنے کھڑے ہو کر اور تالی بجا کے یہ شعر پڑھے:

عودونی الوصال والوصل عذب ورمونی بالصد والصد صعب  
 ”انہوں نے مجھے وصال کا عادی بنا دیا اور وصل بہت میٹھا ہے اور مجھے روکنے کی تہمت لگائی حالانکہ یہ بہت مشکل ہے۔“

زعموا حین ازمعوا ان ذنبی فرط حبی لہم وما ذاک ذنب  
 ”جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا تو یہ کہا کہ ان کے ساتھ میری زیادہ محبت میرا گناہ ہے۔ حالانکہ یہ گناہ نہیں ہے۔“  
 لا وحق الخضوع عند التلاقی ما جزا من یحب الایحب  
 ”اور ملاقات کے وقت عاجزی کرنا حق ہے۔ اور جو محبت کرتا ہے اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس سے بھی محبت کی جائے۔“  
 تو جنید نے اس کو جواب دیا۔

وتمنی ان ارا ک فلما رایتک  
 غلبت دہشۃ السرو ر فلما ملک البکک  
 ”میں نے تجھے دیکھنے کی آرزو کی جب میں نے تجھ کو دیکھا تو خوشی کی دہشت غالب آگئی اور میں رونے میں بے قابو ہو گیا۔“

شبلی کے شعروں میں سے یہ بھی ہے۔

مضت الشیبة والحبیبة فانبری دمعان فی الاجفان یزدحمان  
 ”جوانی بھی اور میری محبوبہ بھی چل گئی تو دو آنسو پلکوں میں آگئے ہیں جو جوش مار رہے ہیں۔“  
 ما انصفتنی الحادثات رمینی بمودعین ولیس لی قلبان  
 ”زمانے کی مصیبتوں نے مجھ سے انصاف نہیں کیا انہوں نے دو محبوبائیں الوداع کر دینے کے تیر پھینکے حالانکہ میرے دو دل نہیں۔“

شبلی ۳۳۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر ۸۷ برس تھی۔ کامل ابن عدی میں ابو یوسف کے حالات زندگی میں جو ابو حنیفہ کے ساتھی ہیں لکھا ہے کہ انہوں نے عروہ عن عائشہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے کوئی بلی گزرتی تو آپ کے لئے برتن جھکا دیتے تو وہ اس سے پی لیتی۔ تو آپ اس کے بچے ہوئے سے وضو کرتے۔

ابو یوسف نے کہا جو شخص نادر حدیثیں طلب کرے وہ جھوٹا ہوتا ہے اور جو مال کو کیمیا گری کے ذریعے طلب کرے وہ فقیر ہو جاتا ہے۔ اور جو دین کو کلام کے ذریعے تلاش کرے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔

کتاب مناقب شافعی جو ابو عبد اللہ امام حاکم کی ہے کے آخر میں انہوں نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے

روایت کی ہے کہ میں نے شافعی سے سنا وہ کہتے تھے کہ دو آدمی کسی قاضی کے پاس بلی کا جھگڑالے گئے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ بلی اس کی ہے۔ اور اس کی اولاد اس کے پاس ہے تو قاضی نے فیصلہ کیا کہ بلی کو ان دونوں کے گھروں کے درمیان چھوڑا جائے تو جس گھر میں یہ داخل ہو جائے وہ اس کا مالک ہوگا۔ لوگ گئے تو بلی بھی ان کے ساتھ گئی مگر بلی کسی کے گھر میں بھی نہ گئی۔ تو امام شافعی نے کہا قاضی کا فیصلہ باطل ہو گیا۔

ایک عجیب واقعہ: بیان کیا جاتا ہے کہ مروان جعدی جس کو حمار کا لقب دیا گیا تھا یہ بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ جب سفاح کوفہ میں سامنے آیا اور اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور اس نے اس کے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کر کے بھیجے تو وہ ان سے شکست کھا گیا یہاں تک کہ وہ ابو صیر تک پہنچ گیا جو کہ فیوم کے نزدیک ایک بستی ہے وہاں پہنچ کر اس نے پوچھا کہ اس بستی کا کیا نام ہے تو اس کو بتایا کہ اس کا نام ابو صیر ہے۔ وہ کہنے لگا تو پھر اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے پھر وہ وہاں کے گرجا میں داخل ہو گیا تو اس کو پتہ چلا کہ اس کے ایک خادم نے اس کی خبر کر دی ہے تو اس نے اس کا سر کاٹنے کا حکم دیا اور اس کی زبان کھینچ لینے کا حکم دیا اور اس زبان کو زمین پر پھینک دیا گیا تو ایک بلی آئی جو اس کو کھا گئی۔ اس کے کچھ دنوں بعد اس کو اس گرجے میں عامر بن اسماعیل نے گھیر لیا تو مروان کنیسہ کے دروازے سے نکلا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس کو لشکروں نے گھیر رکھا تھا اور اس کے ارد گرد ڈھول بجائے جا رہے تھے۔ تو وہ حجاج بن حکیم السلیمی کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

مقلدین صفائح ہندیۃ یترکن من ضربوا کان لم یولد

”وہ ایسی ہندی تلواریں لٹکائے ہوئے ہیں کہ جن کو وہ لوگ ماریں تو وہ تلواریں ان کو ایسے کر دیتی ہیں گویا کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔“

پھر وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو عامر نے اس کے سر کو کاٹنے کا حکم دیا اور اس کی زبان کو کھینچ لینے کا حکم دیا اور اس کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر وہی بلی آئی اور اس کو اچک کر کھا گئی تو عامر کہنے لگا کہ اگر دنیا میں اس عجوبے کے علاوہ اور کوئی عجوبہ نہ ہو تو یہ ایک ہی کافی تھا کہ مروان کی زبان بلی کے منہ میں ہے۔ اسی بارے میں ان کے شاعر نے کہا ہے۔

قد یسر اللہ مصر اعنوة لکم و اهلك الکافر الجبار اذا ظلما

”اللہ تعالیٰ نے مصر کو سختی سے فتح کر دیا اور جب کافر سرکش نے ظلم کیا تو اس کو ہلاک کر دیا۔“

فلاک مقولہ ہر یجر جرہ و کان ربک من ذی الظلم منتقما

”اس کی زبان کو بلی نے چبا کر کھا لیا اور اس کو خوب کھینچا اور آپ کا رب ظلم والوں سے انتقام لینے والا ہے۔“

اس کے قتل کے بعد عامر کنیسہ میں داخل ہوا اور مروان کے بستر پر بیٹھ گیا۔ جس وقت کنیسہ پر حملہ کیا گیا تھا اس وقت مروان رات کا کھانا کھا رہا تھا۔ جب اس نے کھٹکنا سنا تو وہ کود کر اپنے کھانے سے اٹھ گیا تو پھر عامر نے وہ کھانا کھایا اور مروان کی سب سے بڑی بیٹی کو بلایا تو وہ کہنے لگی اے عامر بے شک زمانے نے مروان کو اتار کر اس کے بستر پر تجھے بٹھا دیا ہے یہاں تک کہ تو نے اس کا کھانا کھایا اور اس کے چراغ سے روشنی حاصل کی اور تو نے اس کی بیٹی سے ہم مجلسی اختیار کی تو تیرے لئے یہ بہت بلیغ نصیحت ہے اور بہت عمدہ طریقے سے تجھے جگایا گیا ہے تو عامر اس سے شرمایا گیا اور اس کو واپس کر دیا مروان ۱۳۳ ہجری میں قتل ہوا۔

شرعی حکم: بلی کا کھانا صحیح مذہب میں حرام ہے۔ اور دوسرے مذہب میں لیث بن سعد کے قول کے مطابق حلال ہے۔ اسی کو ابوالحسن یوشی نے اختیار کیا جو کہ ہمارے اصحاب کے ائمہ میں سے ہیں۔

بلی پاک جانور ہے جیسا امام احمد دارقطنی حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ کی حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ کو ایک قوم کے گھر کی طرف دعوت دی گئی تو آپ نے اس کو قبول کر لیا اور ایک اور گھر کی طرف دعوت دی گئی تو آپ نے اسے قبول نہ کیا تو آپ سے اس بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس گھر میں کتا ہے تو آپ سے کہا گیا کہ فلاں کے گھر میں بلی ہے تو آپ نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے بیشک ز اور مادہ بلیاں تم پر گھومنے پھرنے والی ہیں۔ امام نووی نے شرح المہذب میں کہا ہے گھریلو بلی کی بیع بلا خلاف ہمارے نزدیک جائز ہے سوائے اس روایت کے جس کو بغوی نے شرح مختصر المزنی میں ابن القاص سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا جائز نہیں۔ یہ روایت شاذ باطل اور مردود ہے اور مشہور اس کا جواز ہے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے ابن منذر کہتے ہیں کہ امت نے اس کو رکھنے کے جواز پر اجماع کیا ہے۔ اور ابن عباس، حسن، ابن سیرین، حکم، حماد مالک، ثوری، شافعی، اسحاق ابو حنیفہ اور عام اہل الرائے نے اس کی بیع میں رخصت دی ہے اور ایک جماعت نے اس کی بیع کو مکروہ رکھا ہے جن میں ابو ہریرہ، طاؤس، مجاہد اور جابر بن زید ہیں۔ ابن منذر نے کہا اگر نبی ﷺ سے اس کی بیع کی نہیں ثابت ہو جائے تو اس کی بیع باطل ہو جائے گی ورنہ جائز ہے۔ جس نے اس کی بیع سے منع کیا ہے انہوں نے ابن زبیر کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ میں نے جابر سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ سنن ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں جابر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے اور ہمارے اصحاب نے اس بات سے دلیل لی ہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور اس میں بیع کی تمام شروط موجود ہیں پس اس کی بیع جائز ہوئی۔ جس طرح گدھا خچر وغیرہ کی بیع ہے اور دونوں حدیثوں کا جواب دو طرح سے ہے ایک جواب ابوالعباس بن القاص اور خطاب بن قفال وغیرہ کا ہے کہ بلی سے مراد وحشی بلی ہے اور اس کی بیع اس لئے جائز نہیں کہ اس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا مگر ایک کمزور مذہب میں جو کہ اس کے کھانے کے قائل ہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد نہیں تنزیہی ہے اور یہ وہ جواب ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور جو خطاب بن ابوالعباس نے ذکر کیا ہے کہ حدیث ضعیف ہے تو یہ بات صحیح نہیں کیونکہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور صحیح سند سے ہے۔ جس طرح باب السین میں پہلے یہ بات گزر چکی ہے۔

بلی کا جو ٹھا پک ہے: سنن اربعہ میں کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت ہے جو ابوققادہ کے کسی بیٹے کی بیوی تھیں کہ انہوں نے کہا کہ ابوققادہ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے ان کے لئے وضو کا پانی ڈالا تو ایک بلی آئی اس نے اس میں سے پی لیا تو آپ نے اس کے لئے برتن کو اور جھکا دیا تو اس نے اس سے اور پیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا اے میری بھتیجی کیا تو تعجب کر رہی ہے۔ تو میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ ناپاک نہیں ہے یہ تم پر گھومنے پھرنے والوں میں سے ہے۔ اور طوافوں سے مراد خادم اور طوافات سے مراد لونڈیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے بلی کو غلاموں کے قائم مقام قرار دیا اللہ کے فرمان کے مطابق کہ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلِدَانٌ مَّخْلُودُونَ. کامل ابن عدی میں عبدالرحمن بن زناد عن ابیہ عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بلی نماز کو نہیں کاٹی یہ گھر کے سامان میں سے ہے۔

فرع: اگر کسی آدمی کی بلی پرندے اٹھا کر لے جاتی ہو اور ہنڈیوں کو الٹ کر ضائع اور تلف کر دیتی ہو تو کیا اس بلی کے مالک پر بلی کے تلف کرنے کی ضمانت ہے؟ تو صحیح بات یہ ہے کہ ضمانت ہے۔ چاہے بلی چیزیں دن کو تلف کرے یا رات کو۔ ایسی بلی کو باندھنا چاہیے تاکہ اس کی شرارت رک جائے اور ہر حیوان جو حد سے بڑھنے والا ہو اس کا یہی حکم ہے۔ اور اگر اس نے ایسا کبھی نہیں کیا تو صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں اس پر ضمانت نہیں۔ کیونکہ عادتاً کھانے کی حفاظت کی جاتی ہے بلی کو نہیں باندھا جاتا۔ امام الحرمین نے بلی کی تلف شدہ اشیاء کی ضمانت میں چار وجوہ مطلقاً بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ ضامن ہوگا۔ (۲) ضامن نہیں ہوگا۔ (۳) رات کا ضامن ہوگا دن کا نہیں ہوگا (۴) دن کا ہوگا رات کا ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ رات کو چیزوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور جب کوئی بلی کبوتر وغیرہ لے جائے اور وہ زندہ ہو تو بلی کا کان مروڑنا اور اس کے منہ پر مارنا جائز ہے تاکہ وہ کبوتر کو چھوڑ دے۔ اور اگر بلی نے کبوتری کا ارادہ کیا اور آدمی نے بلی کو روکتے ہوئے ہلاک کر دیا تو اس پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔

اگر بلی شکاری ہو اور خراب کرنے والی ہو تو اس کی خرابی کو روکتے ہوئے کسی آدمی نے اس کو مار ڈالا تو جائز ہے۔ اور اس کی کوئی ضمانت نہیں۔ جس طرح حملہ کرنے والے کو روکنے کی غرض سے قتل کرنا جائز ہے۔ اور ضمانت نہیں لیکن اس کو مقید کرنا بہتر ہے بشرطیکہ وہ حاملہ ہو کیونکہ حاملہ کے قتل کرنے سے بچے قتل ہوں گے۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں۔ اور اگر خرابی نہ کرے تو اس کے قتل میں دو وجہیں ہیں صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اور وہ اس کا ضامن ہوگا۔ قاضی حسین نے کہا کہ اس کا قتل کرنا جائز ہے اور کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور وہ پانچ فاسق جانوروں کے ساتھ شامل کی جائے گی۔ اس کو قتل کرنا جائز ہے اور یہ صرف شر کے ظہور کے وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلی کا جوٹھا پاک ہے۔ کیونکہ اس کی اصلیت پاک ہے اور مکروہ نہیں ہے اگر اس کا منہ نجس ہو گیا پھر اس نے قلیل پانی میں منہ ڈالا تو اس میں تین وجہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہوگئی اور یہ احتمال ہو کہ اس نے کسی پانی میں منہ ڈال کر پاک کر لیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں وہ نجس نہیں ہوگا دوسرا یہ ہے کہ مطلقاً نجس ہو جائے گا۔ اور تیسرا یہ ہے کہ مطلقاً نجس نہیں ہوگا۔ پانی کے علاوہ دوسری مائع چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔ ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں: ابر من هرة. مطلب یہ ہے کہ بلی اپنی اولاد سے شدید محبت کی وجہ سے خود ان کو کھا جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

اماتری الدهر وهذا الوری کھـرـة تاکل اولادہا

”کیا تو اس زمانے اور مخلوق کو نہیں دیکھ رہا کہ دیکھو بلی کی طرح اپنی اولاد کو کھا جاتی ہے۔“

نیز وہ کہتے ہیں فلان لا يعرف هرا من بر. یعنی فلاں آدمی بلی اور چوہے میں فرق کر کے نہیں پہچان سکتا۔ زخشری نے کہا کہ اپنے پسند کرنے والے اور ناپسند کرنے والے کو نہیں جانتا۔

احمد بن فارس ”صاحب المجمل فی اللغة“ کا قول کیا عمدہ ہے۔ یہ ۳۱۳ ہجری میں فوت ہوا۔

اذا از دحمت هموم الصدر قلنا عسی یوما یكون لها انفراج

”جب پیچھے کے غم اور افکار بہت زیادہ ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ عنقریب یہ ختم ہو جائیں گے۔“

ندیمی ہر تسی وانیس نفسی دفاتر لی ومعشوقی السراج

”میری ہم مجلس میری بلی ہے اور میرے مونس میرے دفاتر ہیں اور میرا معشوق میرا چراغ ہے۔“

ہمارے شیخ یافعی کہتے ہیں مجھے اہل یمن کے کسی نیک آدمی نے بتایا کہ ایک بلی شیخ عارف اہل کے پاس آیا کرتی تھی تو وہ اس کو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اس کا نام لوکوۃ تھا۔ اس کو شیخ صاحب کے خادم نے ایک رات مارا تو وہ مر گئی تو اس کو خادم کسی ویرانے میں پھینک آیا تا کہ شیخ صاحب کو معلوم نہ ہو سکے جب شیخ صاحب آئے تو دو یا تین دن خاموش رہے پھر کہا لوکوۃ کہاں ہے خادم نے کہا مجھے کوئی علم نہیں انہوں نے کہا تجھے معلوم نہیں؟ پھر آواز دی لوکوۃ آؤ تو وہ دوڑتی ہوئی آگئی تو انہوں نے اس کو عادت کے مطابق کھانا کھلایا۔

اس کے خواص باب السین لفظ سنور میں گزر چکے ہیں۔

تتمہ: صاحب بن عباد نے کہا مجھے ابوالحسن بن ابی بکر الحسن بن علی علاف بغدادی مقری ادیب نے اس بلی کے بارے میں اپنے والد کا قصیدہ سنایا جس میں انہوں نے ابن المعتز کو ہر (بلا) سے کنایہ کیا ہے۔ جب مقتدر نے ابن المعتز کو قتل کیا تو وہ مقتدر سے ڈر گیا اور قصیدے کو بلے کی طرف منسوب کر دیا۔ اور ان میں سے کچھ ابیات میں اس کی طرف اشارہ کیا۔

بعض نے کہا کہ انہوں نے بلے کے ساتھ محسن بن الوزیر پر ابوالحسن علی بن فرات سے کنایہ کیا ہے جبکہ آزمائش میں بتلا تھا کیونکہ اس میں جرأت نہیں تھی کہ اس کا نام لے کر مرثیہ کہتا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا ایک بلا تھا جس سے وہ مانوس تھا وہ بلا ہمسائیوں کے کبوتروں کے برجوں میں چلا جاتا اور ان کے بچے کھا آتا تو اس بلے کو ان برجوں والوں نے روک کر مار ڈالا اور اس نے اس کا مرثیہ قصیدے میں بیان کیا ہے۔

ابن خلکان نے کہا کہ یہ شعر بہت اچھے اور عمدہ ہیں اور یہ ۶۵ شعر ہیں اور ان کے لمبا کے ہونے کی وجہ سے ہم سب پیش نہیں کر سکتے تو ہم اس کے عمدہ اشعار ذکر کرتے ہیں اور کچھ ابیات حکمتوں پر مبنی ہیں جن کو ہم بیان کریں گے۔ پہلا شعر یہ ہے:

يا هر فارقنا ولم تعد و كنت عندى بمنزلة الولد

”اے بلی تو ہم سے جدا ہو گئی اور دوبارہ نہیں آئی تو ہماری اولاد کی طرح تھی۔“

فكيف ننفك عن هواك وقد كنت لنا عدة من العدد

”ہم تیری محبت کو کس طرح اپنے دل سے نکال دیں کیونکہ تو اچھے سامانوں میں سے ایک سامان تھی۔“

تطرد عنا الاذى وتحرسنا بالغيب من حية ومن جرد

”تو ہم سے تکلیف کو دور کرتی تھی اور ہماری چوکیداری کرتی تھی تا کہ ہم پر غائب سے کوئی سانپ یا چوہا نہ آجائے۔“

وتخرج من الفار من مكامنها ما بين مفتوحها الى السدد

”اور تو چوہوں کو ان کی پوشیدہ بلوں سے نکال لاتی چاہے وہ کھلی جگہ ہو تا یا بند جگہ میں۔“

يلقاك في البيت منهمو مدد وانت تلقاهموبلا مدد

”تجھ کو گھر میں وہ دوسروں کی مدد سے ملتے تھے تو ان کو بغیر مدد کے ملا کرتی تھی۔“

لا عدد كان منك منفلتا منهم ولا واحد من العدد

”ان کی زیادہ تعداد بھی تجھ سے نہ بچ سکتی تھی اور نہ ہی کوئی ان میں سے بھاگ سکتا تھا۔“

لا ترهب الصيف عندها جرة ولا تهاب الشتاء في الجماد  
”سخت گرمیوں میں دوپہر کے وقت بھی تو نہ ڈرتی تھی۔ اور نہ سخت سردی تجھے ڈرا سکتی تھی۔“

وكان يجري ولا سداد لهم امرك في بيتنا على سدد  
”کام چل رہا تھا اور چوہوں کے لئے کوئی روک تھام نہ تھی اور تیرا کام راستی سے چل رہا تھا۔“

حتى اعتقدت الاذى لجيرتنا ولم تكن للاذى بمعتقد  
”یہاں تک کہ تو نے ہمارے ہمسایوں کو تکلیف دینے کی بات سوچی اور اس سے پہلے تو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔“

وحمى حول الردى لظلمهم ومن يحم حول حوضه يرد  
”اور تو ان پر ظلم کرنے کے لئے ہلاکت کے گرد گھوم رہی تھی اور جو شخص موت کے حوض کے گرد گھومے وہ اس میں گر پڑتا ہے۔“

وكان قلبى عليك مرتعدا وانت تنساب غير مرتعد  
”میرا دل تجھ پر کانپ رہا تھا مگر تو دوڑ کر ہلاکت کی طرف جا رہی تھی اور کانپ نہیں رہی تھی۔“

تدخل برج الحمام متندا ”تو کبوتروں کے برج میں بڑے سکون سے داخل ہو گئی۔ اور ان کے بچوں تک تیزی سے پہنچ گئی۔“  
وتبلغ الفرخ غير متند

وتطرح الريش في الطريق لهم وتوان کے پر راستے میں پھینک رہی تھی اور گوشت سارا نگل رہی تھی۔“  
”توان کے پر راستے میں پھینک رہی تھی اور گوشت سارا نگل رہی تھی۔“

اطعمك الغي لحمها فرأى قتلك اربابها من الرشيد  
”تجھے گمراہی نے ان کا گوشت کھلایا تو ان کے مالکوں نے تیرے قتل کو اچھا سمجھا۔“

حتى اذا داو موك واجتهدوا وساعد النصر كيد مجتهد  
”یہاں تک کہ انہوں نے روزانہ محنت کی اور محنت کرنے والے کی تدبیر سے مدد تعاون کرتی ہے۔“

كادوك دهرافما وقعت وكم افلت من كيدهم ولم تكد  
”انہوں نے ایک عرصہ تک تدبیریں کیں مگر تو ان میں واقعہ نہ ہو سکی۔ تو کتنی ہی دفعہ ان کے مکر میں نہ آ سکی اور بچ گئی۔“

فحين اخفرت وانهمكت وكا شفت واسرفت غير مقصد  
”جب تو نے بیوفائی کی اور گمراہی میں ڈوب گئی اور ان کا پردہ کھول دیا اور حد سے زیادہ بڑھ گئی۔“

اصادوك غيظا عليك وانتقموا منك وزادوا ومن يصد يصد  
”تو انہوں نے تجھے غصے سے شکار کر لیا اور انہوں نے تجھ سے انتقام لیا بلکہ زیادتی کی جو شکار کرے ایک نہ ایک دن

خود بھی شکار ہو بھی جاتا ہے۔“



تم شفوا بالحدید انفسهم منک ولم یرعوا علی احد  
 ”انہوں نے اپنے دلوں کو تجھ پر چھری چلا کر ٹھنڈا کیا۔ اور وہ کسی سے نہ ڈرے۔“  
 ان میں سے کچھ شعر یہ ہیں:

فلم تنزل للحمام مرتصدا حتی سقیبت الحمام بالرصدا  
 ”تو مسلسل کبوتروں کی گھات میں بیٹھی رہی یہاں تک کہ تجھے بھی گھات میں بیٹھ کر مار دیا گیا۔“

یرحموا صوتک الضعیف کما لم ترث منها لصوتها الفرد  
 ”انہوں نے تیری کمزور آواز پر رحم نہ کھایا جس طرح تو نے ان کبوتروں کی گانے والی آواز پر ترس نہ کھایا۔“

اذ اقلک الموت ربهن کما اذقت افراخه یداً بید  
 ”ان کے مالک نے تجھے اسی طرح مارا جس طرح تو نے اس کے چوزوں کو مارا تھا تو یہ دست بدست بدلے ہوا۔“

کان حبلا حوی بجودتہ جیدک للخلق کان من مسد  
 ”گویا کہ رسی نے عمدگی سے تیری گردن کو اپنی لپیٹ میں گلا گھونٹنے کے لئے لے لیا اور وہ کھجور کے پٹھوں کی تھی۔“

کان عینی ترائک مضطرباً فیہ و فی فیک رغوة الزبد  
 ”گویا کہ میری آنکھ اس حال میں تجھے بے قرار دیکھ رہی تھی اور تیرے منہ میں جھاگ بھری ہوئی تھی۔“

وقد طلبت الخلاص منه فلم تقدر علی حيلة ولم تجد  
 ”تو نے موت سے چھٹکارہ چاہا مگر اس پر کسی حیلے سے قادر نہ ہو سکا اور تجھے کوئی راستہ ملا۔“

فما سمعنا بمثل موتک اذ مت ولا مثل عیشک السنکد  
 ”جب تو مر گئی تو ہم نے تیری موت جیسی موت کبھی نہیں سنی اور نہ تیری ردی زندگی کی طرح کوئی زندگی دیکھی ہے۔“

فجدت بالنفس والبخیل بها انت ومن لم یجد بها یجد  
 ”تو نے اپنی جان دے دی اور تو اپنی جان پر بخیل تھی اور جو خود جان نہ دے اس کی جان لے لی جاتی ہے۔“

عشت حریصاً یقوده طمع تو حریص بن کر زندہ رہی جس کی قاعد طمع تھی اور تجھے اس قاتل نے قتل کیا جس پر کوئی قصاص نہیں۔“

یامن لذیذ الفراخ اوقعه ویحک هلا قنعت بالغدد  
 ”اے وہ جس کو چوزوں کی لذت نے ہلاکت میں ڈال دیا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے اپنے حصے پر قناعت کیوں نہیں کی۔“

الم تخف و ثبة الزمان کما و ثبت فی البرج و ثبة الاسد  
 ”کیا تو زمانے کی چھلانگ سے خوفزدہ نہ ہوئی، جس طرح تو نے شیر کی طرح کبوتروں کے برج میں چھلانگ لگا دی تھی۔“

عاقبة الظلم لا تنام وان تاخرت مدة من الممدد

”ظلم کا انجام کبھی نہیں سوتا اگرچہ وہ کچھ دیر تک وہ موخر ہو جائے۔“

اردت ان تاكل الفراخ ولا ياكلك الدهر اكل مضطهد  
”تو نے بچے کھانے چاہے اور سمجھا کہ زمانہ تجھ پر غالب آ کر تم کو نہ کھائے گا۔“

هذا بعيد من القياس وما اعزه في الدنو والعبد  
”یہ چیز قیاس سے بعید ہے اور کوئی دور و نزدیک والا اس کی تائید نہیں کرتا۔“

لا براك اللہ في الطعام اذا كان هلاك النفوس في المعد  
”اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت نہ ڈالے جس سے نفوس کی ہلاکت تیار کی ہوئی چیز میں ہو۔“

كم دخلت لقمة حشا شره فاخرجت روحه من الجسد  
”کتنے ہی لقمے پیٹ میں داخل ہوئے جن کو لالچ نے بھرا ہے۔ جس نے جسم سے روح کو نکال دیا۔“

ما اغناك عن تسورك الـ برج ولو كان جنة الخلد  
”تجھے برج پر چڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اگرچہ وہ جنت الخلد بھی ہوتا۔“

اور کہا:

قد كنت فني نعمة وفي دعة من العزيز المهيمن الصمد  
”کیونکہ تو اللہ کی طرف سے بڑی نعمت میں اور تواضع والی تھی جو کہ نگہبان اور بے پرواہ ہے۔“

تاكل من فار بيتنا رغدا و اين بالشاكرين للرغد  
”تو ہمارے گھر کے چوہے جی بھر کر کھاتی لیکن اس فراخ دلی پر شکر کہاں کیا؟“

و كنت بددت شملهم زمنًا فاجتمعوا بعد ذلك البد  
”کتنی ہی چوہوں کی جماعتیں ہیں جن کو تو نے تتر بتر کر دیا اس کے بعد وہ اب پھرا کٹھے ہو گئے ہیں۔“

فلم يقولوا على سبد في جوف ابياتها ولا لبد  
”انہوں نے ہمارے گھروں میں کچھ چھوٹی بڑی چیز نہیں چھوڑی۔“

وفرغوا قعرها وما تركوا ما علقته يد علي وتد  
”انہوں نے اس کے تہ خانوں کو بھی خالی کر دیا ہے اور اس کو بھی نہیں چھوڑا جس کو میخ پر لٹکایا ہوتا ہے۔“

و فتوا الخبز في السلال و كم اور انہوں نے نوکری میں روٹیوں کو توڑ پھوڑ دیا اور کتنے ہی بچوں کے کلیجے پھٹ گئے۔“

ومزقوا من ثيابنا جددًا فكلنا في المصائب الجدد  
”انہوں نے ہمارے نئے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ہم نئی نئی مصیبتوں میں پڑ گئے۔“

ابن العلاف معتضد باللہ کا ہم مجلس تھا۔ ایک رات وہ معتضد کے گھر میں دیگرندیموں کے ساتھ رہا تو ایک خادم رات کو آیا اور

کہا امیر المؤمنین آپ کو کہہ رہے ہیں کہ میں رات کو بیدار رہا ہوں تو تم نے کہا۔

ولما انتبهنا للخيال الذي سرى إذ الدار قفري و المزار بعيد

”جب ہم اس خیال کے لئے بیدار ہوئے جو ہمارے دل میں گزرا جبکہ گھر خالی تھا اور مزار دور تھا۔“

اور اس کے مکمل ہونے پر شور پڑ گیا تھا تو جو اس کو میری غرض کے موافق آگے بڑھائے گا۔ میں اس کو عطیہ دوں گا تو سب لوگوں کے ذہن خلط ملط ہو گئے۔ اور وہ سارے فاضل تھے تو ابن العلاف نے یہ شعر کہا:

فقلت لعيني عاودي النوم و اهجمي لعل محيلاً حارقاً سيعود

”میں نے اپنی آنکھ کو کہا کہ تو نیند کو اپنے اندر واپس لے آ اور کچھ سو جا شاید کہ کچھڑے ہوئے عیال واپس آ جائیں۔“

تو خادم معتضد کے پاس گیا اور پھر واپس آ گیا اور کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ آپ نے بہت اچھا شعر کہا ہے اور بہت اچھا انعام آپ کو دینے کا حکم دیا ہے ابن العلاف کی وفات ۳۱۸ ہجری میں ۱۰۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

تعبیر الرویا: بلی خواب میں محافظ خادم ہے۔ بلی اگر کوئی چیز اٹھا کر لے جائے تو اس سے مراد گھر کا چور ہوگا اور بلی کا چھیلنا اور کاٹنا خادم کا خیانت کرنا ہے۔ ابن سیرین نے کہا بلی کا کاٹنا اور اس کا نوچنا سال کی بیماری ہے بلی جب نہ چیخے تو اس سال دیکھنے والا آرام پائے گا۔ وحشی بلی ایسا سال ہے جس میں تھکاوٹ ہوگی۔ جس نے بلی نیچی وہ اپنا مال خرچ کرے گا۔ یہودی کہتے ہیں کہ بلی کو چغل خوروں اور چوروں سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی۔ ارطامیدورس نے کہا کہ خواب میں بلی دھوکے باز اور شور کرنے والی عورت مراد ہے۔ اور بلی کا کاٹنا سال کی بیماری ہے اور تعبیر دی ہوئی خوابوں میں سے ایک یہ ہے کہ ابن سیرین کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ بلی نے اپنا سر میرے خاوند کے پیٹ میں ڈال کر اس سے ایک ٹکڑا نکال لیا۔ انہوں نے کہا تیرے خاوند کے تین سو تیرہ درہم چوری ہو گئے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو یہ کیسے پتہ چلا ہے تو انہوں نے کہا کہ حساب الجمل سے کیونکہ سین کا عدد ساٹھ ہے اور نون کا پچاس ہے۔ واؤ کا چھ ہے اور راء کا دوسو۔ یہ کل تین سو سولہ بن گئے۔ تو انہوں نے اس کی تہمت ہمسائے کے غلام پر لگائی تو انہوں نے اس کو مارا تو اس نے مال کا اقرار کر لیا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ بلی کا گوشت کھا رہا ہے تو ایسا شخص جادو سیکھے گا۔ واللہ اعلم

## الهر نصابة

ہاء کے کسرہ سے ہے۔ یہ ایک کیڑہ ہے جس کو سرفہ کہتے ہیں۔ باب السین میں یہ پہلے گزر چکا ہے۔

## هرثمه

شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الهر هير

مچھلی کی ایک قسم ہے۔ مبرد نے کہا کہ یہ کچھوا اور اسود سا لُح سے مرکب ہے۔ یہ سب سے بدترین سانپ ہے۔ چھ مہینے سویا

رہتا ہے۔ اس کا ڈسا ہوا کبھی سلامت نہیں بچتا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ سانپ اور مچھلی کے درمیان مشترک ہے۔

## ہرزون ہوزان

شتر مرغ کو کہتے ہیں یہ باب الظاء میں گزر گیا ہے۔

## الہزار

ہاء کے فتح سے عند لیب کو کہتے ہیں۔ اور یہ باب الصاد صعوہ کے کلام میں شعر گزر چکا ہے۔

الصعو يرتع في الرياض وانما حبس الهزار لانسه يترنم  
”مولا باغوں میں کھلا چرتا ہے اور بلبل کو قید کیا جاتا ہے کیونکہ وہ گاتا ہے۔“

## الہزبر

ہاء کے کسرہ زاء کے فتح اور ہاء کے سکون سے ہے۔ شیر کو کہتے ہیں۔ جوہری نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ مگر دوسروں نے کہا یہ وحشی بلی کی شکل کا ایک جانور ہے۔ اور اسی کے قد کا ہے۔ مگر اس کا رنگ اس کے رنگ سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ یہ کچلی والا جانور ہے۔ یہ حبشہ کے شہر میں اکثر پایا جاتا ہے۔ مگر جوہری کی بات کی بشر بن ابی عوانہ کے یہ اشعار تائید کرتے ہیں جو انہوں نے شیر کو قتل کرنے کے بعد کہے تھے۔

افاطم لو شهدت بطن جب وقد لاقى الهزبر احاك بشرا  
”اے فاطمہ اگر تو کنویں میں موجود ہوتی جبکہ شیر تیرے بھائی بشر کو ملا۔“

اذالرايت ليثا رام ليثا هزبرا غلبا لاقى هزبرا  
”تب تو دیکھتی کہ ایک شیر دوسرے شیر کا قصد کر رہا ہے اور ایک شیر دوسرے شیر سے ملا ہے۔“

تبهنس اذ تقاعس عنه مہری فقلت له عقرت اليوم مہرا  
”جب وہ آگے بڑھا تو میری گھوڑی اس سے الٹی ہو گئی تو میں نے اس سے کہا تو نے میری گھوڑی کو ذبح کر ڈالا ہے۔“

انسل قدمي بطن الارض انسي وجدت الارض اثبت منك ظہرا  
”میرے قدموں کو زمین کے جسم پر پہنچا دے کیونکہ وہ زمین تجھ سے زیادہ مضبوطی والی ہے۔“

وقلت له وقد ابدى نصالا محادة و لحظا مكفہرا  
”جب اس نے اپنے تیز پھالے میرے سامنے ظاہر کئے اور غضبناک آنکھیں سامنے کیں تو میں نے اس سے کہا۔“

يدل بمخلب و بحد ناب وباللحظات تحسهن جمرا  
”وہ بچوں اور تیز کچلیوں اور ایسی نظروں کے ساتھ ناز کرتا ہے جو چنگارے کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔“

وفي يمناي ماضي العزم ابغى بمضربه قراع الموت اثرا

”میرے دائیں ہاتھ میں پختہ عزم والی تلوار ہے جو مار کر موت کے کھڑکانے کو تلاش کرتی ہے۔“

فانت تروم لاشبال قریبا ومطلبی لبنت العم مہرا  
”توشیر کے بچوں کا قرب چاہتا ہے اور میرا مطلب چچا کی بیٹی سے شادی کرنا ہے۔“

فلما ظن ان النصح غش وخال مقالتی زورا وهجرا  
”جب شیر نے یہ خیال کیا کہ میری نصیحت دھوکہ ہے اور میری بات کو اس نے جھوٹ اور بے ہودہ سمجھا۔“

مشی ومشیت من اسدین راما مراما کان یطلباہ وعرا  
”تو وہ بھی چلا میں بھی چلا جبکہ ہم دونوں شیر تھے تو ہم نے ایسی بات کا قصد کیا کہ جس کو تلاش کرنے میں دونوں مشکل میں تھے۔“

هززت له الحسام فخلت انی سللت به لدی الظلماء فجرا  
”میں نے اپنی تلوار کو حرکت دی تو میں نے ایسے سمجھا کہ خنجر کو اندھیروں میں سے کھینچ نکالا ہے۔“

وجدت بضربة جاء ته شفعا بساعد ماجد ترکتہ وترا  
”میں نے ایک دفعہ مارا اور دو ٹکڑے کر دیئے اپنی عمدہ کلائی کے ساتھ اور اس کو طاق کر دیا۔“

فخر مجندلا فحسبت انی هدمت له بناء مشمخرا  
”وہ پہاڑ بن کر گر پڑا تو میں نے خیال کیا کہ میں نے ایک بہت اونچی عمارت گرا دی ہے۔“

وقلت له يعز على انی قلت مناسی جلدًا وقهرا  
”میں نے کہا مجھ پر یہ بات مشکل ہے کہ میں اپنے جیسے مضبوط اور قاہر کو مار ڈالوں۔“

ولكن رمت شينالم يرمه سواك فلم تطلق ياليت صبرا  
”لیکن تو نے ایسی چیز کا ارادہ کیا ہے کہ جس کا تیرے سوا کسی نے ارادہ نہیں کیا تو اس سے اے شیر صبر بھی نہ کر سکا۔“

فلاتجزع فقد لا قيت حرا يحاذر ان يعاب فمت حرا  
”تو مت گھبرا تو آزاد آدمی سے ملا ہے جس کو عیب دار ہونے کا خطرہ ہے اس لئے تو آزاد ہی مر جا۔“

ابوالہزبر الملک الموید یمن کا بادشاہ ہے۔ جس کا نام داؤد بن الملک المظفر یوسف بن عمر ہے۔ اس کی حکومت تقریباً بیس سے کچھ زیادہ سال رہی اور یہ عالم فاضل بہادر آدمی تھا۔ اس کے پاس تقریباً ایک لاکھ کتابوں کی جلدیں تھیں۔ یہ تنبیہ وغیرہ کا حافظ تھا۔ اس کے باپ کا نام الملک المظفر تھا۔ اور اس کا بیٹا الملک الجاہد تھا۔ اور وہ دونوں علم اور طبیعت کی عمدگی اور فضیلت کے لحاظ سے بلند اور مشہور تھے۔

## الهرعة

چیڑی کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بلقیس کے عرش پر یہ شعر لکھے گئے ہیں:

ستاتی سنون ہی المعضلات یسراع من الهرعة الاجدل  
 ”عنقریب کچھ سال بڑے مشکل آئیں گے جس میں مضبوط چیچڑیوں سے ڈرا جائے گا۔“  
 وفيها يهين الصغير الكبير وذو العلم يسكته الاجهل  
 ”اس میں چھوٹا آدمی بڑے کو ذلیل کرے گا اور علم والے کو جاہل چپ کر دے گا۔“

## الهف

چھوٹی مچھلیوں کی ایک جنس ہے اور یہ حساس جانور ہے جس کا پہلے ذکر باب الحاء گزر چکا ہے۔

## الهقل

ہاء کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ نوجوان شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ اسی جانور کے نام سے محمد بن زیاد الہقل دمشقی اوزاعی کے کاتب کا لقب رکھا گیا۔ یہ بیروت میں رہتا تھا۔ تو اس پر یہ لقب غالب آ گیا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ شام میں اس سے زیادہ ثقہ آدمی کوئی نہیں تھا اور یہ اوزاعی کے محاسن اور اس کے فتویٰ کو بہت زیادہ جاننے والا تھا۔ ۷۹ ہجری میں فوت ہوا۔ بخاری کے علاوہ اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اشم من هقل. وہ شتر مرغ سے زیادہ سونگھنے والا ہے۔

## الهقلس

عملس کے وزن پر ہے بھڑیے کو کہتے ہیں۔ اس پر اس سے قبل باب الذال معجمہ میں پورا پورا کلام گزر چکا ہے۔

ونسمع اصوات الفراعيل حوله يعاوين اولاد الذناب الهقلسا

ہم پانی کے آس پاس بجوؤں کی آواز سنتے ہیں جو کہ بھڑیوں کے بچوں کی طرح آواز کرتے ہیں۔

## الهمج

یہ ہمجہ کی جمع ہے مچھر کی طرح چھوٹی مکھیوں کو کہتے ہیں۔ بکریوں، گدھوں کے منہ اور آنکھوں پر بیٹھتی ہیں۔ اس کو اسی کے نام سے انہوں نے مشتق کیا جس کے ساتھ تاکید کی جاتی ہے اور کہا ہمج ہامج جیسے کہتے ہیں لیل لائل صائف یعنی سیاہ رات اور سخت گرمی و تند و اتد او یوم ایوم او جاہلیۃ جہلاء اور انسانوں میں سے بے وقوف چرواہوں کو بھی ہمج کہتے ہیں۔

علیٰ نے فرمایا: سبحان من ادمج قوائم الذرة والهمجة پاک ہے وہ ذات جس نے چیونٹی اور ہمج کے پاؤں کو

گاڑا۔

اور حضرت علیٰ نے کمیل بن زیاد کو کہا اے کمیل دل برتن ہوتے ہیں اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو خیر کا برتن ہو اور لوگ تین قسم

کے ہوتے ہیں۔ ایک اللہ کا عالم ربانی اور ایک نجات کے لئے علم سیکھنے والا اور تیسرے وہ بے وقوف چرواہا جو ہر اونچی آواز کرنے کے پیچھے لگ جانے والا ہے۔

ربانی اس کو کہتے ہیں جو علم میں پختہ ہو اور اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو قوت القلوب والے نے علیؑ کے اس قول کی تفسیر میں کہا کہ ہمچ وہ کیڑے مکوڑے ہیں جو آگ میں اپنی جہالت کی وجہ سے پھسل پھسل کر گرتے ہیں۔ اس کا واحد ہیچہ ہے۔ والرعاغ وہ ہلکا آدمی ہوتا ہے جو طیش میں آنے والا ہو اور بے عقل ہو جس کو لالچ گھٹیا بنادے اور غصہ اس کو طیش دلا دے۔ اور عجائب اس کو حیران کر دیں اور تکبر اس کو حد سے بڑھا دے۔ کہتے ہیں یہ کہہ کہ علیؑ رو پڑے اس طرح علم والوں کے مرجانے کی وجہ سے علم مرجائے گا۔

## الهمع

ہاء اور میم کے فتح سے ہے۔ خاص طور پر چھوٹی ہرنی کو کہتے ہیں۔

## الهمل

اونٹوں کو کہتے ہیں جو بغیر چرواہے کے ہوں۔ جیسے نفش ہوتے ہیں مگر نفش صرف رات کو بغیر چرواہوں کے چرنے والے جانوروں کو کہتے ہیں۔ اور ہمل وہ ہیں جو رات اور دن بغیر چرواہے کے چریں۔ کہا جاتا ہے ابل ہمل و ہاملہ و ہمال و ہوامل۔ اور کہتے ہیں ترکتھا ہملا۔ یعنی میں نے اس کو بیکار چھوڑا یہ اس وقت کہتے ہیں جب رات اور دن بغیر چرواہے کے جانوروں کو چھوڑ دیا جائے۔ مثل ہے اختلط المرعى بالہمل۔ چراگاہ میں بغیر چرواہوں کے جانور مل گئے اور مرعی اس کو کہتے ہیں جہاں چرواہے والے جانور ہوں۔ یہ بات جو ہری نے کہی ہے اور طغرانی نے اپنے لامیہ قصیدے کو ختم کرتے ہوئے کیا عمدہ کہا ہے۔

ترجو البقاء بدار لاثبات لها فہل سمعت بظل غیر منتقل  
”تو ایسے گھر میں باقی رہنا چاہتا ہے جس گھر کے لئے کوئی ثبات و دوام نہیں کیا تو نے سنا ہے کہ کبھی سایہ اپنی جگہ سے نہ ہلا ہو۔“

قدر شحوك لا مر لو فطنت له فاربا بنفسك ان ترعى مع الهمل  
”اگر تو سمجھے تو اللہ نے تجھے تھوڑی سی عمر دی ہے پس تو اپنے بارے میں غور و فکر کر تو ہمل جانوروں کے ساتھ نہ چرنے لگے۔“

اس شعر میں اس نے اللہ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اَيْحَسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى. یعنی بے کار جس کو نہ حکم کیا جائے نہ روکا جائے۔ کہا جاتا ہے اسدیت حاجتی۔ یعنی میں نے اپنی ضرورت ضائع کر دی۔ اور کہا جاتا ہے۔ ابل سدی یعنی بے چرواہے اونٹ جو جہاں چاہیں چریں۔ ثعلبی وغیرہ نے اس کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔

## الهملّع

حرکت اور لام کی تشدید کے ساتھ ہے۔ بھیڑیے کو کہتے ہیں۔

والشّاء لا تمشی مع الهملّع

”اور بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ نہیں بڑھتیں۔“

یعنی بھیڑیوں کو دیکھ کر وہ بڑھتی نہیں ہیں۔ مشاء مال کے بڑھنے اور زیادہ ہونے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے مشا الرجل وامشا۔ یعنی آدمی کا مال بڑھ گیا اور چار پائے زیادہ ہو گئے۔

اللہ کے اس فرمان اَنْ اَمْشُوا وَاَصْبِرُوا عَلٰى الْهَيْتِكُمْ میں امشو مشا سے ہے۔ مشی سے نہیں ہے۔ یہ بات سہیلی نے نبی ﷺ کے طائف کی طرف نکلنے والے واقعے سے پہلے ذکر کی ہے۔ اور اس کے دو سطر بعد یہ فائدہ ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے خدیجہؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ وہ جنت میں تیرے ساتھ ساتھ مریم بنت عمران اور موسیٰ کی بہن کلثم اور فرعون کی بیوی آسیہ سے میری شادی کرے گا۔ تو خدیجہؓ نے فرمایا با الرفاء والبنین۔ یعنی اللہ بیٹے اور خوشحالی مبارک کرے۔ نیز حدیث میں ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے خدیجہؓ کو جنت کے انگوروں سے کھلایا۔

## الهمهم

شیر کو کہتے ہیں یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اور یہ بات اسد میں گزر چکی ہے۔

## الهنبر

بروزن خضر بجو کی اولاد کو کہتے ہیں۔ ابوزید نے کہا کہ بجو کو بنو فزارہ کی لغت میں ام ہنبر بھی کہتے ہیں۔ شاعر قتال کلبی نے کہا:

يا قاتل الله صياناتجىء بهم ام الهنبر من زند لها وارى

”اللہ ان بچوں کو لعنت کرے جن کو ام الھنبر کا میابی سے لے آتی ہے۔“

ابو عمرو نے کہا ہنبر گدھی کے بچے کو کہتے اور گدھی کو ام الھنبر کہتے ہیں۔

اور مثل میں یوں کہتے ہیں احمق من ام ہنبر وہ بجو سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔

## الهودع

شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

## الهوذة

ہاء کے فتح سے ہے۔ یہ پرندوں کی ایک قسم ہے قطرب نے کہا یہ قطا پرندہ ہے۔ اس کی جمع ہوذ ہے اور اسی کے ساتھ ہوذہ بن



علیٰ حنفی کا نام رکھا گیا ہے جس کی طرف نبی ﷺ نے سلیط بن عمرو عامری کو بھیجا تھا۔ تو اس نے اس کی بڑی عزت کی اور مہمان نوازی کی اور نبی ﷺ کو یہ خط لکھا اور کہا کہ جس چیز کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں وہ بہت اچھی اور عمدہ ہے میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں اس لئے کچھ اختیار مجھے بھی دے دیں تو نبی ﷺ نے اس سے انکار کر دیا۔

جب سلیط نبی ﷺ کا خط لے کر ہوذہ کے پاس گیا تھا اور خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد رسول الله الى هود بن علي

سلام علي من اتبع الهدى

جان لو کہ میرا دین عنقریب گھوڑے اور اونٹ والے جانوروں کے علاقوں تک غالب آ جائے گا۔ پس اسلام قبول کر لے تو سلامت رہے گا۔ اور جو کچھ تیرے ماتحت ہے تجھے دے دوں گا۔

اس نے جب خط پڑھا تو اس کی مہمان نوازی کی اور مرحبا کہا اور ان کو اچھی انعام و کرام دے کر رخصت کیا اور کچھ انعام کبیل حجر کے بنے ہوئے کچھ کپڑے دیئے اور یہ خط بھی نبی ﷺ کو لکھا جو گزرا ہے۔

جب نبی ﷺ فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو جبریل نے آپ کو بتایا کہ وہ عیسائیت پر ہی مر گیا ہے۔ واللہ اعلم

## الهُوذَن

ہاء کی فتح اور واؤ کے سکون اور ذال کی فتح سے ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔ اور یا کو واؤ سے بدلا گیا ہے اور ہوذن فارس کے دیہات میں ایک دیہاتی تھا۔ اور قرآن مذکور یہ الفاظ کہ قَالُوا ابْنُوا لَنَا بُيُوتًا وَالْقُوَّةُ فِي الْجَحِيمِ۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پھینکنے کے واقعے میں مذکور ہیں وہ اسی ہوذن نے کہے تھے۔ اور یہ وہی شخص ہے جس کو صرف مسلم نے ذکر کیا ہے۔ اور ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ کوئی آدمی چل رہا تھا کہ اس کو اس کے بالوں اور چادروں نے تکبر میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا تو وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔

## الهِلَابِع

ہاء کے ضمہ سے بھیڑیے کو کہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں رجل هلابع۔ یعنی کھانے کا پیڑ۔

## الهِلَال

مطلقاً سانپ کو کہتے ہیں بعض نے کہا مذکر سانپ کو کہتے ہیں اور ہلال اس اونٹ کو بھی کہتے ہیں جس کو خارش ہو اور اس نے اس کو لاغر کر دیا ہو۔ اور ہلال نئے چاند کو بھی کہتے ہیں۔

## الهِشَم

ہاء کے فتح سے حباری کے بچے کو کہتے ہیں۔ اسی سے ایک آدمی کا نام الہیشم ہے جو ہری نے کہا عقاب کے بچے کو کہتے ہیں بعض

نے کہا کہ گدھ کے بچے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ بات کفایۃ المحتفظ میں لکھی ہے۔

## الهیجمانه

چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ لفظ الذر باب الذال میں پہلے گزر چکا ہے۔

## الهیطل

لومڑ کو کہتے ہیں یہ پہلے باب الثاء ثعلب میں گزر چکا ہے۔

## الهیعره

جن بھوت اور بدکار عورت بے وقوف مرد کو کہتے ہیں۔

## الهیق

ہاء کے فتح اور یا کے سکون سے ہے۔ مذکر شتر مرغ کو کہتے ہیں۔ اسی طرح ہیقیم بھی ہے اس میں میم زائد ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

اشم من هیق و اهدی من جمل

”وہ ہیق سے زیادہ سوگنھنے والا اور اونٹ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔“

کسی دوسرے آدمی نے کہا وہو یشم کا شتمام الہیق وہ اس طرح سوگنھتا ہے جس طرح ہیق سوگنھتا ہے۔“

## الهیکل

لبے موٹے گھوڑے کو کہتے ہیں۔

## ابو هرون

یہ ایک پرندہ ہے جو غمگین آواز نکالتا ہے۔ یہ تمام نوحہ گروں سے فوقیت لے گیا ہے تمام گانے والوں سے عمدہ گاتا ہے۔ رات کو بالکل سوتا نہیں بلکہ صبح تک چیختا رہتا ہے۔ اور اس کی آواز کی لذت کی وجہ سے پرندے اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ اگر عاشق آدمی وہاں سے گزرے تو وہاں سے آگے نہیں گزر سکتا اور وہاں بیٹھ کر غمگین آواز سے رونے لگتا ہے۔

## باب الواؤ

## الوازع

کتے کو کہتے ہیں کیونکہ یہ بھیڑیے سے بکریوں کو چھڑاتا ہے۔ اور اس کو بھگا دیتا ہے۔ اور اس کے متعلق باب الکاف میں ذکر گزر چکا ہے۔

## الواق واق

باب السین بھوتنی کے کلام میں جا حظ سے یہ گزر چکا ہے کہ یہ انگوریوں اور جانوروں سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔

## الواقی

بروزن قاضی ہے۔ لٹورے کو کہتے ہیں۔ اس کو الواق بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ قاف کے کسرہ سے ہے۔ اس کا نام اس کی آواز سے نقل کر کے رکھا گیا ہے۔ ابن قتیبہ نے مرثیہ سدوسی کے یہ شعر کہے ہیں۔

ولقد عدوت وکنت لا اعدو علی واق وحاتم  
”میں نے زیادتی کی لیکن میں لٹورے اور کوئے پر زیادتی نہیں کرتا ہوں۔“

فاذا الاشائم کالایا من والایامن کالاشائم  
”پھر اچھا شگون برے کی طرح اور برا اچھے کی طرح ہو گیا۔“

وکذاک لا خیر ولا شر علی احد بدائم  
”اس طرح کچھ خیر اور شر ہمیشہ کسی پر نہیں رہتی۔“

لا یمنعک من بغا الخیر تعقاد التمام  
”تعویذوں کا لٹکانا تجھے خیر کے تلاش کرنے سے نہ روکے۔“

قد خط ذلک فی السطو ر الاولیات القدمات  
”پرانی پہلی سطور میں یہ بات لکھی جا چکی ہے۔“

خیشم بن عدی نے کہا:

ولیس بھیاب اذا سد رجله یقول عدانی الیوم واق وحاتم  
”جب وہ کجاوہ کس لے تو وہ واق اور حاتم کی زیادتی سے نہیں ڈرتا۔“

ولکنه یمضی علی ذاک مقدا اذا صدعن تلك الهنأة الخثارم  
”لیکن وہ آگے ہی آگے چلا جاتا ہے جبکہ کمزور رائے والے لوگ اس کو مصیبت سے روکیں۔“

واق پانی کے پرندے کو بھی کہتے ہیں۔ جو سفید ہوتا ہے اور یہی حرف کہتا ہے۔ اس کے حلال ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حلال ہے مگر لقلق حلال نہیں جیسے کہ رافعی نے کہا

## الوبر

واؤ کے فتح سے اور بائے موحدہ کے سکون سے ہے۔ بلی سے چھوٹے جانور کو کہتے ہیں۔ جس کا رنگ خاکستری ہے۔ اس کی دم نہیں ہوتی۔ یہ گھروں میں رہتا ہے۔ اس کی جمع و بوز و بارز اور وبارة ہے اور مؤنث وبرة ہے۔ جوہری کہتے ہیں اس کی دم نہیں

ہوتی یعنی لمبی دم نہیں ہوتی چھوٹی ہوتی ہے۔ لوگ دبر کو بنی اسرائیل کی بکری کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی شکل مسخ کی گئی ہے کیونکہ اس کی دم چھوٹی ہونے کے باوجود دمبے کے بچے کی چاک کی طرح ہوتی ہے۔ اور یہ قول شاذ ہے اس کی طرف نہ توجہ کی ضرورت ہے نہ پراعتماد ہے۔

فائدہ: بخاری نے کتاب الجہاد میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ وہ خیبر کو فتح کر چکے تھے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے بھی حصہ کیجئے۔ تو سعید بن عاص کے کسی بیٹے نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کے لئے حصہ نہ کریں۔ تو ابو ہریرہ نے کہا یہ ابن قوئل کا قاتل ہے۔ تو سعید بن عاص کے بیٹے نے کہا۔ اس دبر پر تعجب ہے۔ یہ ضان قدوم کے پہاڑ سے اتر کر آ گیا ہے یہ ایک مسلمان پر عیب لگا رہا ہے جس کو اللہ نے میرے ہاتھ پر عزت دی (یعنی شہید کر دیا) ہے اور مجھے اس کے ہاتھوں پر ذلیل نہیں کیا۔ (یعنی میں کافر نہیں مرا) پھر مجھے علم نہیں کہ آپ نے ان کے لئے حصہ مقرر کیا یا نہیں کہتے ہیں کہ مذکورہ ابن سعید کا نام ابان ہے جیسے ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

بخاری کے کسی شارح نے کہا و بر بلی کے مشابہہ ایک جانور ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے کھایا جاتا ہے اور بعض روایات میں ضان اور لام سے ذال بھی ہے نعت علی فلان فعلہ یعنی میں نے اس کے کام کو عیب لگایا۔ اس کو بخاری نے غزوہ خیبر میں بھی بیان کیا ہے اور وہاں کہا ہے کہ ابان بن سعید نبی ﷺ کی طرف آیا تو اس نے آپ کو سلام کہا تو ابو ہریرہ نے کہا یا رسول اللہ یہ ابن قوئل کا قاتل ہے۔ تو ابان نے ابو ہریرہ سے کہا تجھ پر تعجب ہے تو ضان کے پہاڑ سے اتر کر آ گیا ہے جو ایک مسلمان آدمی پر عیب لگاتا ہے۔ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے (شہید کرا کر) عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل ہونے سے بچالیا۔ کسی شارح نے کہا کہ قدوم ایک پہاڑ ہے اور یہ ابو ہریرہ کا قبیلہ ہے۔

بکری نے معجم میں کہا کہ لوگوں نے بخاری سے اسی طرح قدوم الضان بیان کیا ہے۔ مگر ہمدانی نے اس کو قدوم الضال کے لفظ سے بیان کیا جو ان شاء اللہ صحیح ہے۔ اور ضال جنگلی بیری کو کہتے ہیں۔ اور ضان کی طرف قدوم کی نسبت کرنے کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔ اسی طرح شیخ الاسلام شیخ تقی الدین بن دقین العید نے شرح الاسماء میں کہا ہے اور ابن اشیر نے نہایت میں کہا ہے کہ و بر بلی جتنا ایک جانور ہے اور اس کی جمع دبر اور دبار ہے۔ اور اس کو و بر سے تشبیہ تحقیرادی گئی ہے۔ بعض نے اس کو باء کے زبر سے بیان کیا ہے جس کا معنی اونٹ کی اون ہوتا ہے یہ بھی تحقیر کے لئے ہے۔ مگر صحیح معنی پہلا ہے۔

ابن قوئل کا نام نعمان ہے یہ ایک مسلمان آدمی تھا جس کو ابان بن سعید نے اپنی کفر کی حالت میں قتل کیا تھا اور ابان حدیبیہ اور خیبر کے درمیان مسلمان ہوا۔

یہ وہی تھا جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ والے دن پناہ دی تھی۔ جبکہ نبی ﷺ نے ان کو مکہ بھیجا تھا۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ احرام اور حرم میں اس کا فدیہ دیا جاتا ہے۔

اور یہ خرگوش کی طرح انگوریاں اور سبزیاں کھاتا ہے۔

ماوردی اور رویانی نے کہا کہ یہ بڑے چوہے جیسا جانور ہوتا ہے مگر اس سے اچھا اور عمدہ ہوتا ہے۔ عرب اس کو کھاتے ہیں۔

بعض نے کہا خرگوش جتنا سیاہ جانور ہے۔ اور نیولے سے بڑا ہوتا ہے۔

رافعی کی عبارت بھی اس کے قریب قریب ہے۔ مالک نے کہا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ بات عطا مجاہد طاؤس عمرو بن دینار ابن المنذر اور ابو یوسف نے کہی ہے۔ اور اس کو حکم ابن سیرین ہمارا ابو حنیفہ اور حنابلہ میں سے قاضی نے مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ وبر کے بارے میں ابو حنیفہ کا مذہب مجھے معلوم نہیں اور میرے نزدیک یہ خرگوش کی طرح ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ سبزیاں اور انگوریاں کھاتا ہے۔ واللہ اعلم

## الوج

یہ طائف کے وج کی طرح ہے۔ یہ قطا اور شتر مرغ کو کہتے ہیں اور ان کا ذکر ان کے ابواب قاف اور نون میں گزر چکا ہے۔

## الوحرۃ

واو حاء اور راء کے فتح سے ہے۔ یہ سرخ رنگ کا چوپایہ ہوتا ہے۔ جوزمین سے ملا ہوتا ہے۔ یہ چھپکلی کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی جمع وحر ہے۔ یہ بات جوہری نے کہی ہے۔ دوسروں نے کہا کہ یہ سام ابرص کے مشابہہ ہوتا ہے یہ بھی زمین سے ملا ہوتا ہے۔ یا پھر عطاء کی ایک قسم ہے۔ یہ جس کھانے یا پینے پر سے گزرے اسے سونگھتا ہے اور یہ سام ابرص کی شکل کا ہوتا ہے۔ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو کیونکہ اس سے سینوں کا بغض نکل جاتا ہے اور کوئی ہمسائی کی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہو پھر کہا یہ اس سند سے غریب ہے۔ اور یہ الفاظ کہ کوئی ہمسائی کسی ہمسائی کی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے۔ الخ ان کو بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ اے مسلمان عورتو! وحر الصدر کا معنی کھوٹ اور سوسہ ہے۔ بعض نے کہا کینہ اور غصہ ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد عداوت ہے۔ بعض نے کہا سخت غصہ ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا غصہ کے ساتھ ساتھ کینہ جو چمٹ گیا ہو جیسے چنگارہ زمین سے چمٹ جاتا ہے۔

اس کو بخاری نے اسی طرح کتاب الادب میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی ابو ہریرہ سے عمدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ تھادوات حابوا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دو تو محبت کرنے لگو گے۔ کیونکہ یہ محبت کو بڑھا دیتا ہے اور سینوں کی کھوٹیں دور کر دیتا ہے۔ حدیث الملاءنۃ میں ہے۔ اگر اس عورت کا بچہ سرخ رنگ چھوٹے قد کا چنگارے کی طرح ہو تو اس مرد نے عورت پر جھوٹ کہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے سینے کا بغض نکل جائے تو وہ صبر کے مہینے روزے رکھے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھے۔

## الوحش

خشکی کے تمام جانوروں کو جو گھریلو نہ ہوں۔ اس کی جمع و حوش ہے۔ کہا جاتا ہے حمار و حش و ثور و حش اور ہر چیز جو لوگوں سے مانوس نہ ہو اسے و حش کہتے ہیں۔ اس باب سے پہلے باب میں ایک حدیث ہے جس کو مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے پاس سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت ساری مخلوقات میں بانٹ دی اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت کرتے ہیں اور اس وجہ سے وحشی بھی اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہیں۔ باقی

ننانوے رحمتوں کے ساتھ اللہ اپنے بندوں پر قیامت کے روز رحمت کرے گا۔

یہاں پر نبی ﷺ نے خصوصاً وحشیوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ وہ زیادہ بھاگتے ہیں اور مانوس نہیں ہوتے۔

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم میری عزت اور جلال کی قسم اگر تو اپنی قسمت پر راضی ہو جائے تو میں تجھے آرام دے دوں گا اور اس میں تیری تعریف بھی ہوگی اور جو کچھ میں نے تیری قسمت میں کیا ہے تو اس سے راضی نہ ہو تو میں دنیا کو تم پر مسلط کر دوں گا تو تو اس میں اس طرح ایڑی مارے گا جس طرح جانور ایڑیاں مارتے ہیں مگر تجھے پھر بھی اس سے صرف اتنا ہی ملے گا جو تیری قسمت میں ہے اور ساتھ ساتھ تیری مذمت بھی ہوگی۔

ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ آدمی کی نیک بختی یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہو جائے۔ احياء العلوم میں ہے کہ اللہ نے داؤد کو وحی فرمائی کہ داؤد تو بھی چاہتا ہے میں بھی چاہتا ہوں لیکن ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں اگر تو اس چیز کو تسلیم کر لے جو میں چاہتا ہوں تو میں تجھے کافی ہو جاؤں گا۔ اور اگر تو تسلیم نہ کرے تو میں تیرے ارادے میں تجھے تھکا دوں گا۔ اور پھر ہوگا وہی جو میں چاہوں گا۔

ابوالقاسم اصبحانی نے ترغیب و ترہیب میں کہا ہے کہ قیس بن عبادہ نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ وحشی بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔

فتح بن سخر ب کہتے ہیں جو کہ بڑے زاہد تھے میں چیونٹیوں کے لئے روزانہ روٹی توڑا کرتا تھا جب عاشورہ کا دن ہوتا تو وہ نہ کھاتیں۔

گھر سے نکلنے سے پہلے یہ ضرور کریں: شیخ الاسلام محی الدین النووی نے الاذکار میں گھر سے نکلنے کے وقت کے اذکار میں کہا ہے کہ جب وہ گھر سے نکلنا چاہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے جیسا کہ مقطم بن مقدم کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی بھی دو رکعت سے بہتر چیز اپنے گھر والوں کے لئے کوئی نہیں چھوڑتا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہ بات مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق پڑھے اور دوسری میں فاتحہ کے بعد ناس پڑھے اور جب سلام پھیر دے تو آیۃ الکرسی پڑھے۔

کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے گھر سے نکلنے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لی تو اس کو گھر آنے تک کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ پھر مستحب ہے کہ سورہ ایلاف پڑھے۔ کیونکہ امام قزوینی نے کہا ہے جو کہ شافعی المذہب فقہیہ اور صاحب کرامت روشن حال عارف باللہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ”سورۃ لایلف“ ہر برائی سے بچاتی ہے۔

ابوطاہر بن جثویہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور میں خوفزدہ تھا۔ میں قزوینی کے پاس دعا پوچھنے گیا۔ تو انہوں نے خود کہنا شروع کر دیا جو سفر کا ارادہ کرے اور کسی دشمن یا وحشی سے ڈرے تو وہ سورۃ لایلف پڑھے کیونکہ یہ ہر برائی سے مامون کر دیتی ہے۔ میں نے یہ پڑھی تو مجھے آج تک کوئی مصیبت پیش نہیں آئی۔ مقطم کا صحابی ہونا وہم ہے ایسا کوئی صحابی موجود ہی نہیں ہے۔ یہ مذکورہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ اس کا راوی مقطم بن مقدم صنعانی ہے۔ اس کو طبرانی نے کتاب المناسک میں ذکر

کیا ہے۔ اس کے نام میں اذکار میں بھی تصحیف ہو گئی ہے۔ جیسا کہ صنعانی کے صحیفے میں ہے کہ انہوں نے اس کو صحابی بنا دیا ہے۔ بعض دفعہ یہ خیال آتا ہے یہ تصحیف کاتبوں کی طرف سے ہے حتیٰ کہ اسی طرح شیخ محی الدین نووی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ اسی طرح علامہ عراقی نے ہم کو فائدہ پہنچایا ہے کہ یہ صنعانی صنعاء شام کی طرف منسوب ہے یہ یمن کا صنعاء نہیں ہے۔

جانوروں سے حساب: اللہ نے فرمایا وَاِذَا الْوَحُوشُ حَشْرَتْ. اس کا مطلب ہے ان کو جمع کیا جائے گا۔ قرآن میں اللہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ وَمَا مِنْ ذَا بَابٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ. علماء نے چوپایوں اور وحشیوں اور پرندوں کے حشر میں اختلاف کیا ہے۔ مگر مہ نے کہا کہ حشر سے مراد موت ہے۔

ابی بن کعب نے کہا کہ مل جل جائیں گے۔ ابن عباس نے کہا ہر چیز کا حشر موت ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دیئے جائیں گے۔ جمہور نے کہا کہ ان کو اکٹھا کیا جائے گا اور قیامت والے دن اٹھائے جائیں گے یہاں تک کہ مکھی بھی اٹھائی جائے گی اور وہ ایک دوسرے سے قصاص لیں گے اور سینگ ٹوٹی بکری سینگ والی بکری سے قصاص لے گی۔ پھر اللہ فرمائے گا مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر آرزو کرے گا کہ کاش میں مٹی ہو جاتا تو اللہ نے اس کافر سے ہی کلام نقل کر کے کہا ہے۔ یلیتنی کنت ترابا۔ یہ بات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص، عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ایک روایت کے مطابق اور حسن بصری مقاتل وغیرہ سے مروی ہے۔

میں نے بعض تفاسیر میں دیکھا ہے کہ کافر سے مراد یہاں ابلیس ملعون ہے۔ کیونکہ اس نے آدم علیہ السلام کو یہ عیب لگایا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اپنے آگ سے پیدا ہونے پر فخر کیا تھا۔ پھر جب قیامت کے دن دیکھے گا کہ آدم علیہ السلام اور ان کی مومن اولاد کیسے ثواب اور اللہ کی راحت و رحمت میں ہیں اور اپنی سختی اور عذاب کو دیکھے گا تو وہ چوپایوں وحشیوں اور پرندوں کی طرح یہ خواہش کرے گا کہ کاش کہ وہ مٹی ہو جاتا۔

ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مٹی کافر سے کہے گی کہ میرے جیسا بننے میں تیرے لئے کوئی اچھائی نہیں پھر وہ مٹی کافروں کے چہروں پر ڈال دی جائے گی۔ یہ فرمان ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ. یعنی ان کے چہروں پر سیاہی، غمگینی اور تارکی چھا جائے گی۔

اگر کہا جائے کہ ”غبرہ“ اور ”قترة“ میں کیا فرق ہے تو کہا جائے گا کہ ”قترة“ اس غبار کو کہتے ہیں جو زمین سے اٹھ کر آسمان سے جا ملے اور غبرہ اس غبار کو کہتے ہیں جو زمین کی سطح پر ہو۔ یہ بات ابن زید نے کہی۔

رافع بن خدیج کی حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہم سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا تو آپ نے فرمایا کہ یہ چوپائے بھی وحشیوں کی طرح بدک جائے تو ان میں سے اگر کوئی تم پر غالب آنے لگے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک ہی کیا کرو۔

دشمنوں سے بچاؤ کی دعا: شیخ قطب الدین قسطلانی کہتے ہیں کہ جو دعا میں نے اپنی والدہ ام محمد آمنہ سے یاد کی تھی وہ دشمنوں سے بچنے کے لئے اور ہر خوفناک چیز سے محفوظ رہنے کے لئے بہت مفید ہے۔

آپ کی والدہ کی وفات صفر ۶۵۶ ہجری ہوئی دعایہ ہے۔

اللَّهُمَّ بِنُورِ نُوْرِ بَهَاءِ حُجُبِ عَرْشِكَ مِنْ أَعْدَائِي اِحْتَجَبْتُ وَبِسَطْوَةِ الْجَبْرُوتِ مِمَّنْ يَكِيدُنِي  
اِسْتُرْتُ وَبَطُولِ حَوْلِ شَدِيدِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَنٍ تَحَصَّنْتُ وَبِدَيْمُومِ قِيَوْمِ دَوَامِ اَبْدِيَّتِكَ مِنْ كُلِّ  
شَيْطَانٍ اِسْتَعَدَّتْ وَبِمَكْنُونِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ تَخَلَّصْتُ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ عَنْ حَمَلَةِ  
الْعَرْشِ يَا شَدِيدَ الْبَطْشِ يَا حَابِسَ الْوَحْشِ اِحْبِسْ عَنِّي مَنْ ظَلَمَنِي وَاغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِي كَتَبَ اللَّهُ  
لَا غَلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي اِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ.

میں نے اس جملے ”یا حابس الوحش“ کے معانی میں غور و فکر کیا تو میرے لئے یہ ظاہر ہوا کہ انہوں نے اس سے نبی ﷺ کے الفاظ ”حابس الفیل“ مراد لئے ہیں جو آپ نے حدیبیہ کے واقعہ کہے ہیں اور یہ قصہ بہت مشہور ہے اور گزر چکا ہے۔  
شیخ قطب الدین نے یہ بھی کہا ہے کہ جو دعائیں میں نے اپنی والدہ سے یاد کیں ان میں ایک دعا وہ ہے جو دشمنوں سے محفوظ  
رہنے کے لئے بہت مفید ہے دعایہ ہے:

اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِسِرِّ الدَّاتِ - بِذَاتِ السِّرِّ هُوَ اَنْتَ اَنْتَ هُوَ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اِحْتَجَبْتُ بِنُورِ اللَّهِ وَ  
بِنُورِ عَرْشِ اللَّهِ وَبِكُلِّ اِسْمٍ مِنْ اَسْمَاءِ اللَّهِ مِنْ عَدُوِّيْ وَ عَدُوِّ اللَّهِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ خَلْقِ اللَّهِ بِمِائَةِ  
اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ خَتَمْتُ عَلٰى نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ وَ اَهْلِيْ وَ مَالِيْ وَ وِلْدِيْ وَ جَمِيْعِ مَا  
اَتَانِي رَبِّيْ بِخَاتَمِ اللَّهِ الْقُدُّوسِ الْمَنِيْعِ الَّذِيْ خَتَمَ بِهٖ اَقْفَارَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ  
الْوَكِيْلُ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَ اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

اسی طرح دشمنوں سے محبوب رہنے کے لئے اور ہر سلطان درندے اور سائے کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ایک مجرب دعا  
یہ ہے کہ طلوع شمس کے وقت آدمی سات مرتبہ یہ پڑھے:

اَشْرَقَ نُوْرُ اللَّهِ وَ ظَهَرَ كَلَامُ اللَّهِ وَ اَثَبَتْ اَمْرُ اللَّهِ وَ نَفَذَ حُكْمُ اللَّهِ - اِسْتَعْنْتُ بِاللَّهِ وَ تَوَكَّلْتُ عَلٰى  
اللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ تَحَصَّنْتُ بِخَفِيِّ لُطْفِ اللَّهِ وَ بِلَطِيْفِ صُنْعِ اللَّهِ وَ بِجَمِيْلِ  
سِرِّ اللَّهِ وَ بِعَظِيْمِ ذِكْرِ اللَّهِ وَ بِقُوَّةِ سُلْطٰنِ اللَّهِ دَخَلْتُ فِيْ كَنَفِ اللَّهِ وَ اِسْتَجَرْتُ بِرَسُوْلِ اللَّهِ  
بَرَأْتُ مِنْ حَوْلِيْ وَ قُوَّتِيْ - وَ اِسْتَعْنْتُ بِحَوْلِ اللَّهِ وَ قُوَّتِهِ اللَّهُمَّ اِسْتُرْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ وَ اَهْلِيْ  
وَ مَالِيْ وَ وِلْدِيْ بِسِتْرِكَ الَّذِيْ سَتَرْتَ بِهٖ ذٰتَكَ فَلَا عَيْنٌ تَرَكَ وَ لَا يَدٌ تَصِلُ اِلَيْكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ  
اُحْجِبْنِيْ عَنِ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ بِقُدْرَتِكَ يَا قَوِيُّ يَا مَتِيْنُ وَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ  
النَّبِيِّنَ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دٰئِمًا اَبَدًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعٰلَمِيْنَ.



## الودع

اس کا واحد ودعة ہے یہ ایک سمندری جانور ہے جب اس کو خشکی پر پھینکا جاتا ہے تو مر جاتا ہے۔ اس کی چمک اور رنگ خوبصورت ہوتا ہے اور یہ پتھر کی طرح مضبوط ہوتا ہے اس کو پکڑ کر اس میں سوراخ کر کے اس سے ہار بنائے جاتے ہیں۔ جن کو بچے اور عورتیں پہنتے ہیں۔

اس کی دال مفتوح بھی ہے اور ساکن بھی۔ شاعر کہتا ہے:

ان الرواة بلا فہم لما حفظوا مثل الجمال علیہا یحمل الودع

”جو راوی بغیر سمجھ کے حافظ بن جاتے ہیں تو ان کی مثال ان اونٹوں کی ہے جن پر ودع کو لاد دیا گیا ہو۔“

لا الودع ینفعہ حمل الجمال لہ ولا الجمال بحمل الودع ینتفع

”نہ تو ودع اونٹ پر سوار ہو کر اس کو کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی اونٹ ودع لادے جانے سے کوئی فائدہ حاصل کر

سکتے ہیں۔“

اس کا نام ودعة سے مشتق ہے یعنی میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ سمندر جب خشک ہو کر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کو ودع کہا جاتا ہے اور اگر آپ ودع کو دال کے سکون سے پڑھو گے تو اس باب کا مصدر ہوگا۔

## الوراء

گائے کے بچے کو کہتے ہیں گائے کے متعلق پہلے باب الباء میں گزر چکا ہے۔

## الورد

شیر کو کہتے ہیں اس کو ورد اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا رنگ گلاب کے مشابہ ہوتا ہے جس کو سونگھا جاتا ہے اسی طرح کیت اور اشتر کے درمیان والے گھوڑے کو ورد کہتے ہیں اس کی مونث وردة آتی ہے اور جمع ورد ہے جیسے جون اور جون ہے۔ موضوع احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جس کو ابن عدی نے حسن بن علی بن زکریا بن صالح العدوی البصری الملقب بالذئب کے حالات زندگی میں علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرے پسینے میں سے تھوڑا سا زمین پر گرا تو اس سے گلاب کا پھول بنا جو میری خوشبو سونگھنا چاہے تو وہ گلاب سونگھ لے۔

## الوردانی

ایک پرندہ ہے جو ورشان اور کبوتر کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے اس کا عجیب و غریب رنگ اور بڑا دلکش قد ہوتا ہے۔ یہ بات جاہظ نے کہی ہے۔

## الورشان

شہین کے ساتھ ہے یہ ساق ح ہے جس کا ذکر باب السین میں گزر چکا ہے اور یہ مذکر قمری کو کہتے ہیں اس کی جمع وراشین ہے۔

اور اس کی جمع ورشان کے وزن پر بھی آتی ہے جیسے کروان جو ایک پرندے کی جمع ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ ایسا پرندہ ہے جو فاختر اور حمامہ کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض اس کو ورشن کہتے ہیں اور اسی کے بارے میں ابن عیین نے کیا عمدہ کہا ہے۔

يا علماء القريضة انى اعجزنى فى القريض كشف  
”اے شعروں کے علماء مجھے ایک بات نے شعروں میں عاجز کر دیا ہے۔“

فخبرونى عن اسم طير النصف ظرف والنصف حرف  
”مجھے اس پرندے کا نام بتاؤ جس کا آدھا حصہ برتن ہو اور آدھا حصہ حرف ہو۔“

اس کی کنیت ابوالاخضر ابو عمران ابوالناحہ ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہے ایک کا نام نوبی ہے۔ اور یہ سیاہ رنگ کا حجازی ہوتا ہے۔ مگر یہ بڑی غمگین آواز والا ہوتا ہے۔

بنسبت دیگر حجازی پرندوں کے مزاجوں کے اس کا مزاج ٹھنڈا تر ہے۔ اس کی آواز ان کی آوازوں میں اس طرح ہے جس طرح عود کی آواز باقی باجوں میں ہوتی ہے۔ ورشان اپنی اولاد پر رحمت کا وصف رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات وہ اپنے بچے کو شکاری کے ہاتھ میں دیکھتا ہے تو اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے۔

عطانے کہا وہ یوں کہتا ہے لدوا للموت و ابنوا للخراب مرنے کے لئے جنو اور اجڑنے کے لئے عمارتیں بناؤ۔ اس میں لام عاقبت کا مجاز کے طور پر ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

له ملك ينادى كل يوم لدوا للموت لدوا للموت و ابنوا للخراب  
”اس کے لئے ایک فرشتہ ہے جو روزانہ آواز کرتا ہے جنو مرنے کے لئے اور بناؤ اجڑنے کے لئے۔“

قشیری نے اپنے رسالے میں کرامات الاولیاء کے باب میں کہا ہے کہ عقبہ غلام بیٹھ کر یوں کہتا تھا۔ اے ورشان اگر تو اللہ کی مجھ سے زیادہ فرمانبردار ہے تو آ میری ہتھیلی پر بیٹھ جا تو ورشان اس کی ہتھیلی پر بیٹھ جاتی۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

تتمہ: عثمان بن سعید ابو سعد مرقی مصری جو ورش کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ چھوٹا موٹا سیاہ سفید تھا اور نیلی آنکھوں والا اور بہت سفید اور قراءۃ میں خوش آواز تھا۔ اس لئے اس کا نام اس کے استاد نافع نے ورشان رکھ دیا تھا۔ تو وہ اس کو کہتا تھا۔

ورشان پڑھو ورشان یہ کرو وہ کرو اور وہ اس لقب کو پسند کرتا تھا اور ناخوش نہیں ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میرا یہ نام میرے استاد نے رکھا ہے تو یہ نام اس پر غالب آ گیا اور اس کا کچھ نام حذف ہو گیا اور اس کو ورشان کے بجائے ورش کہا جانے لگا۔

ورش نے کہا میں مصر سے اس لئے نکلا تھا کہ نافع ”سے قرآن سیکھوں جب مدینے داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا کہ طالب علم بہت زیادہ تھے۔ اور کوئی بھی تیس آیتوں سے زیادہ نہ پڑھ سکتا تھا۔ تو میں نے اس کے بعض ساتھیوں کو وسیلہ کے طور پر پیش کیا تو اس ساتھی نے ان کو کہا کہ یہ شخص آپ سے خاص طور پر مصر سے پڑھنے کے لئے آیا ہے۔ یہ تجارت یا حج کے لئے نہیں آیا تو نافع نے کہا کہ تم دیکھ تو رہے ہو کہ مہاجرین اور انصار کے بیٹوں سے میں فارغ نہیں

ہوں۔ تو اس شخص نے کہا آپ اس کے لئے کسی طرح کوئی وقت نکالیں۔ نافع نے کہا یہ ممکن ہے کہ آپ رات مسجد میں رہیں؟ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ میں وہاں رات مسجد میں رہا نافع آئے اور کہا کہ مسافر کہاں گیا؟ میں نے کہا کہ میں حاضر ہوں انہوں نے کہا پڑھو میں نے پڑھا اور میری آواز قراءت میں بڑی اچھی تھی۔ میں نے پڑھنا شروع کیا تو میری آواز نے مسجد کو بھر دیا۔ جب میں تمیں آتیوں پر پہنچا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ میں خاموش ہو گیا۔ ان کے اس حلقے سے ایک نوجوان اٹھا اور کہا اے خیر کے معلم ہم تو یہاں مدینے میں موجود ہیں اور یہ آپ سے پڑھنے کے لئے ہجرت کر کے آیا ہے تو میں اس کو اپنی باری کی دس آیتیں بھی بخشتا ہوں اور میں بیس ہی پڑھوں گا۔ نافع نے کہا پڑھ میں نے پڑھیں تو ایک اور آدمی اٹھا اس نے بھی اپنے ساتھی کی طرح کہا تو میں نے دس اور پڑھیں پھر پڑھنے والوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ نہ کہا ہو کہ تم پڑھو۔ میں نے پچاس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ مدینہ سے نکلنے سے پہلے میں نے کئی قرآن ختم کر لئے۔ ورس مصر میں ۱۹۷ ہجری میں فوت ہوئے ان کی پیدائش ۱۲۰ ہجری میں ہوئی۔

الامثال: لوگ کہتے ہیں بعلۃ الوردشان یا کل رطب المشان. ورسشان کے سبب سے وہ مشان تر کھجوریں کھاتا ہے۔ رطب المشان کو قبول نہیں کیا جاتا۔

الرطب المشان کھجوروں کی ایک قسم ہے اور مشان تر کھجوروں کی ایک قسم ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ کسی قوم نے اپنے غلام کے ذمہ تر کھجوروں کی حفاظت لگائی وہ کھا خود جاتا تھا اور جب اس کو اس پر ڈانٹا جاتا تو وہ کہتا یہ تو ورسشان نے کھائی ہیں تو یہ اس شخص کے لئے مثال بیان کی جانے لگے جو ظاہر کچھ کرے اور حقیقت کچھ اور ہو۔

طبی فوائد اور خواص: آنکھ پر چوٹ لگ جائے یا کوئی چیز پڑ جائے تو اس کے خون کے قطرے ڈالنے سے آنکھ میں جمع شدہ خون تحلیل ہو جاتا ہے۔ کبوتری کا خون بھی یہی فائدہ دیتا ہے۔ ہر مس نے کہا جو شخص اس کا انڈا ہمیشہ کھائے اس کی قوت جماع زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کو عشق کی بیماری لگ جاتی ہے۔

تعبیر الروایا: ورسشان سے خواب میں ایک کمزور اور گھٹیا آدمی مراد ہوتا ہے اور خبر رسائی اور پیغام رسائی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ جب نوٹ کشتی میں تھے تو اس نے آپ کو پانی کے کم ہونے کی خبر دی تھی۔ بعض نے کہا کہ یہ خواب میں سچی عورت ہے۔

## الورقاء

وہ کبوتری جس کا رنگ سبزی مائل ہو اور ورقہ کا معنی ہے خاکستری رنگ میں سیاہی۔ راکھ کو بھی اورق کہتے ہیں۔ اور مادہ بھیڑیا کو ورقاء کہتے ہیں۔ اس کی جمع ورق ہے جیسے احمر کی حمر ہے۔

صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بنی فزارہ کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ میری عورت نے ایک سیاہ بیٹا جنا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تیرے اونٹ ہیں اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے کہا وہ سرخ ہیں فرمایا ان میں کوئی سیاہ بھی ہے اس نے کہا جی ہاں سیاہ بھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہاں سے آ گیا۔ اس نے کہا شاید اس کو کوئی رگ کھینچ لائی ہو۔ (یعنی پھیلی نسل میں کوئی کالا ہوا یہ بھی کالا ہو گیا) تو فرمایا ادھر بھی یہی بات ہے۔

سہیلی نے سواد بن قارب کے واقعہ میں کہا کہ اسی کے متعلق سوداء بنت زہر بن کلاب کا واقعہ ہے۔ اس نے جب بچی کو جنا اور اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ سیاہ رنگ کی ہے۔ تو اس کے زندہ درگور کر دینے کا حکم دے دیا اور اس جیسی لڑکی کو وہ مار دیتے تھے تو اس کو جو م جگہ کی طرف بھیج دیا تا کہ اس کو دفن کر دیا جائے۔ جب اس کے لئے گڑھا کھودنے والے نے گڑھا کھودا اور اس میں دفن کرنے لگا تو غیبی آواز آئی اس کو دفن نہ کرو بلکہ اس کو جنگل میں چھوڑ دو۔ تو اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کو کچھ نظر نہ آیا اس نے دوبارہ کرنا چاہا تو اس کو پھر آواز آئی۔ پھر اس لڑکی کے باپ کے پاس آ کر اس کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا اس کی کوئی وجہ ہے اور اس کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ قریش کی ایک بہت بڑی کاہنہ بن گئی۔ ایک دن اس کاہنہ نے کہا اے بنی زہرہ تم میں ایک ڈرانے والی ہوگی جو ڈرانے والے کو جنے گی۔ اس لئے مجھ پر اپنی بیٹیاں پیش کرو۔ تو انہوں نے اپنی بیٹیاں پیش کیں تو اس نے ہر ایک کے متعلق ایسی بات کہی جو بعد میں سچی ثابت ہوئی۔ پھر اس پر آمنہ بنت وہب پیش کی گئیں تو اس نے کہا یہ ڈرانے والی ہے یہ ڈرانے والا جنے گی۔ یہ روایت بڑی لمبی ہے۔ زبیر بن بکار نے اس کو تھوڑا سا ذکر کیا ہے۔ غزالی نے احیاء العلوم میں کہا ہے کہ ابو الحسنین نووی ایک دعوت میں کسی جماعت میں تھے۔ تو ان کے درمیان علم کا کوئی مسئلہ چل نکلا۔ ابو حسین خاموش تھا۔ پھر اس نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھے:

رب ورقاء هتوف في الضحى      ذات شجوه تفت في فنن  
 ”بہت سی کبوتریاں جو چاشت کے وقت آواز کرنے والی ہیں۔ بڑی غمگین ہیں اور انہوں نے شاخوں میں آواز نکالی۔“

ذکرت الفاء وخذنا صالحا      فبکت حزنا فهاجت حزنی  
 ”اس نے الفت اور اچھے دوست کو یاد کیا تو وہ غم سے رو پڑی اور میرا دکھ اور غم بھی بھڑک اٹھا۔“  
 فکای ربما ارقها      وبکاہا ربما ارقنی  
 ”پس میرا رونا اس کو بعض دفعہ بے چین کر دیتا ہے اور بعض دفعہ اس کا رونا مجھے بے چین کر دیتا ہے۔“  
 ولقد تشکروا فہما      ولقد اشکروا فہمنی  
 ”وہ درد مند ہوتی ہے تو میں اس کو سمجھ نہیں سکتا اور میں درد مند ہوتا ہوں تو وہ نہیں سمجھ سکتی۔“

غیرانی بالجوی اعرفها      وہی ایضا بالجوی تعرفنی  
 ”بات صرف اتنی ہے کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کو کوئی دکھ ہے اور وہ بھی دکھ سے مجھے پہچان لیتی ہے۔“  
 کہتے ہیں سب لوگ کھڑے ہو کر وجد میں آگئے اور ان میں اس علم سے جس میں وہ مشغول تھے وجد نہ آیا تھا حالانکہ یہ علم بھی حق تھا۔ رئیس ابو علی حسین بن عبداللہ بن حسین بن سینانے نفس کو کبوتری کے ساتھ تشبیہ دی ہے جہاں اس نے یہ شعر کہے:

هبطت اليك من المحل الارتفاع      ورقاء ذات تعزز وتمنع  
 ”یہ تیری طرف اونچے محل سے اتری یعنی عزت و حفاظت والی کبوتری۔“  
 محجوبة عن كل مقله عارف      وہی التی سفرت ولم تبرقع

”ہر پہچاننے والے کی آنکھ سے چھپی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ کھلے چہرے والی ہے اور برقع بھی نہیں پہنے ہوئے۔“

وصلت علی کرہ الیک وربما کرہت فراقک وہی ذات تفجع  
”وہ تیری طرف مضطر ہو کر پہنچ آئی۔ اور اس نے تیرا فراق ناپسند سمجھا اور وہ گھبرار ہی تھی۔“

انفت وما الفت فلما واصلت الفت مجاورۃ الخراب البلقع  
”اس نے نفرت کی اور الفت نہ کی مگر جب وہ مل گئی تو اس نے خالی ویرانے میں رہنا پسند کر لیا۔“

واظنہا نسیت عہودا بالحمی ومننازلا بفراقہا لم تقنع  
”میرا خیال ہے کہ وہ پرانی چراگاہ کے زمانے بھول گئی ہے اور وہ منزلیں جن کی جدائی پر اس کو صبر نہ آتا تھا۔“

حتی اذا ما اتصلت بہاء ہبوطہا من میم مرکزہا بذات الاجرع  
”یہاں تک کہ وہ مرکز سے اتر کر ریتلی زمین میں جا ملی۔“

علقت بہا ثناء الثقیل فاصبحت بین المعالم والطلول الخضع  
”تو بھاری چیز اس کے ساتھ چمٹ گئی تو وہ نشانات اور پست ٹیلوں میں آ بسی۔“

تبکی وقد نسیت عہودا بالحمی بمدامع تہمبی ولما تقلع  
”وہ ایسے آنسوؤں سے رو رہی ہے جو بند نہ ہونے والے ہیں اور چراگاہ کے زمانے اسے بھول گئے۔“

حتی اذا قرب المسیر الی الحمی ودنا الرحیل الی الفضاء الاوسع  
”یہاں تک کہ اسی چراگاہ کی طرف واپسی کا وقت قریب آ جاتا ہے اور کھلی فضا کی طرف کوچ کا وقت قریب آ جاتا ہے۔“

وغدت تغرد فوق ذرۃ شسہاق والعلیم یرفع کل من لم یرفع  
”تو وہ بہت اونچی بلندی سے گانے لگتی ہے اور جو اونچا نہ ہو اس کو علم اونچا کر دیتا ہے۔“

وتعود عالمۃ بکل خفیۃ فی العالمین فخرقہا لم یرقع  
”وہ جب لوٹتی ہے تو دنیا کی ہر پوشیدہ چیز کو جانتی ہوتی ہے اور اس کے پھٹن کو پیوند نہیں لگایا جاسکتا۔“

فہبوطہا اذ کان ضرب لازب لتکون سامعۃ لمالم تسمع  
”اگر اس کا اترنا چمٹنے کے لئے ہو کہ وہ سن سکے جو نہ سن سکی تھی۔“

فلای شیء اہبطت من شہاق فلو یہ اونچی جگہ سے کس لئے اتری اور بہت پست گہرائی میں جا پڑی۔“

ان کان اہبطہا الی حکمۃ طویت عن الفطن الیب الاروع  
”اگر اللہ نے اس کو کسی حکمت کے لئے اتارا ہے جو سمجھدار عقل مند اور ڈرانے والے سے مخفی رکھی گئی ہے۔“

او عاقہا الشریک الکثیف وصدہا قفص عن الاوج الفسیح الارفع

”یا بڑے شرک نے اس کو نافرمان بنا دیا ہے اور بلند وسیع بلندی سے پنجرے نے اس کو روک لیا ہے۔“

فكانها برق تالق بالحمى ثم انطوى فكانه لم يلمع

”تو گویا کہ وہ ایک چمک ہے جو چراگاہ میں چمکی اور وہ ایسے سکڑ گئی گویا کہ چمکی ہی نہ تھی۔“

بوعلی سینا نادر روزگار اور زمانہ کا عظیم نشان تھا۔ اور مسلمان فلاسفوں میں سے ایک تھا۔ اس کی طب میں نظم نثر میں بڑی وصیتیں ہیں اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب ہیں۔

اسمع بنی وصیتی واعمل بها فالطب معقود بنص كلامی

”بیٹو امیری وصیت سنو اور اس پر عمل کرو میرے کلام کی تصریح سے طب باندھ دی گئی ہے۔“

لا تشر بن عقیب اکل عاجلا فتقود نفسك للاذی بزممام

”کھانے کے بعد جلدی پانی نہ پیو کیونکہ یہ چیز تمہاری لگام کو پکڑ کر تکلیف کی طرف لے آئے گی۔“

واجعل غداءك كل يوم مرة واحذر طعاما قبل هضم طعام

”اور دن میں ایک مرتبہ غذا کھاؤ اور پہلا کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوبارہ کھانا نہ کھاؤ۔“

فاحفظ منك ما استطعت فانه ماء الحياة يراق في الارحام

”اور اپنی منی کی حفاظت کرو جتنی کر سکو کیونکہ یہ زندگی کا پانی ہے جس کو رحموں میں گرایا جاتا ہے۔“

یہ شعر بھی ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے:

لقد طفت في تلك المعاهد كلها وسرحت طرفا بين تلك المعالم

”میں تمام مقامات پر اور اونچے اونچے نشانات کے کناروں تک گھوما۔“

فلم ار الا واضعا كف حائر على ذقن او قارعا سن نادم

”تو میں نے یہ بات دیکھی کہ ہر حیران آدمی ٹھوڑی کے نیچے ہتھیلی رکھے ہوئے ہے یا میں نے بے کار زندگی گزار کر نادم

ہونے والے کو دیکھا ہے۔“

شیخ کمال الدین نے بن یوسف کہا ہے کہ اس کا مخدوم اس پر ناراض ہوا تو اس نے اس کو باندھ دیا یہ ۴۲۸ھ میں قید میں فوت ہوا۔

## الورل

واؤ اور راء کے فتح سے ہے آخر میں لام ہے۔ گوہ کی پیدائش کی طرح کا ایک جانور ہے مگر یہ اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی جمع

اورال اور ورلان ہے۔ اور اس کی مونث ورلة ہے۔ ابن سیدہ نے اسی طرح کہا ہے۔

قزونی کہتے ہیں کہ یہ چھکلی اور سام ابرص سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔ اس کی دم لمبی ہوتی ہے تیز اور ہلکا پھلکا چلتا ہے۔

عبداللطیف بغدادی نے کہا کہ ورل ضرب اور حرباء شحمة الارض اور وزغ یہ سب کے سب ملتی جلتی خلقت

والے ہیں۔ اور ورل حرزون کو کہتے ہیں۔ حیوانوں میں سے اس سے زیادہ جفتی ہونے والا کوئی نہیں۔

لس کے اور گوہ کے درمیان دشمنی ہوتی ہے۔ مگر ورل غالب آ جاتا ہے۔ اور گوہ کو مار ڈالتا ہے۔ لیکن اس کو کھاتا نہیں ہے۔ جس طرح سانپ کو کھاتا ہے۔

یہ اپنا گھر نہیں بناتا اور نہ بل کھودتا ہے بلکہ یہ گوہ کو اس کے بل سے ذلیل کر کے نکال دیتا ہے۔ اور اس پر قبضہ کر لیتا ہے اگرچہ اس کے ناخن اس سے طاقتور ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا ظلم اس کو بل بنانے سے روک دیتا ہے۔ اسی لئے ورل کو ظلم میں بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

اس کا ظلم اتنا ہی کافی ہے کہ یہ سانپ کے بل پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اس کو نگل جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس کو مارا جاتا ہے تو اس کے پیٹ سے بڑا سانپ نکلتا ہے۔ اور یہ سر توڑ کر ہی اس کو نگلتا ہے۔ کہا جاتا ہے یہ گوہ سے لڑائی کرتا ہے۔ جا حظ نے کہا کہ حرزوں ورل کے علاوہ ہوتا ہے چونکہ یہ جانور مصر کے علاقوں میں پایا جاتا ہے اس لئے سرمئی اور کئی اور رنگوں میں بھی ہوتا ہے۔ اس کی ہتھیلی انسان کی ہتھیلی کی طرح ہوتی ہے اس میں انگلیاں بنی ہوتی ہیں۔ یہ سانپوں پر غلبہ پا کر ان کو تیزی سے کھا جاتا ہے۔ اور اس کو اس کی بل سے نکال دیتا ہے اور اس میں خود رہنے لگتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑا ظالم ہے۔

فائدہ: اہل لغت نے کہا کہ راء لام کے ساتھ صرف مذکور چار کلموں میں آتی ہے۔ ایک ورل ہے۔ دوسرا ارل ہے جو ایک پہاڑ کا نام ہے تیسرا غرلہ ہے یعنی عضو تناسل کا چمڑا اور چوتھا کلمہ جرل ہے۔ جو پتھروں کی ایک قسم ہے۔

شرعی حکم: پہلے چونکہ گزر چکا ہے کہ یہ سانپ کھاتا ہے اس لئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ اور پہلے لوگوں کے کلام سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ رافعی نے اس بات کو راجح کہا ہے کہ اس کا دار و مدار عربوں کے طیب سمجھنے یا نہ سمجھنے پر ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا یَسْئَلُونَكَ مَاذَا أَحَلَّ لَهُمْ ط قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ۔ یہاں طیب سے مراد حلال نہیں ہے اگرچہ طیب حلال کے معنی میں بھی آیا ہے۔ کیونکہ اس کو حلال پر محمول کرنا اس آیت کو افادہ سے نکال دیتا ہے۔ اور عرب اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کا اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ دین عربی ہے اور نبی ﷺ بھی عربی ہیں اور اس سے مراد شہروں اور بستیوں کے مکین ہیں نہ کہ جاہل دیہاتی جو کہ ہرز میں پر چلنے والی چیز کو بغیر تمیز کے کھا جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آسانی اور مال داری کو بھی مد نظر رکھا جائے گا ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کا خیال نہیں رکھا جائے گا اس طرح آسانی اور سربزری کا خیال رکھا جائے گا اور قحط سالی اور سختی کا خیال نہیں رکھا جائے گا۔ بعض نے کہا یہاں وہ عرب معتبر ہیں جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھے کیونکہ خطاب بھی ان کو ہی ہے۔ ابن عبدالبر نے تمہید میں کہا ہے کہ عبدالرزاق یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سعید بن مسیب کے پاس تھے کہ ایک آدمی غطفان سے آیا اور ورل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ اگر کچھ ہے تو ہم کو بھی کھلاؤ۔ عبدالرزاق نے کہا ورل ضب کے مشابہہ ہوتا ہے اور رفع التمیویۃ فیما یرد علی التنبیہ میں لکھا ہے کہ یہ مگر مچھ کا بچہ ہوتا ہے۔ اور کہا کہ مگر مچھ خشکی میں انڈے دیتا ہے تو جب اس کے بچے نکل آتے ہیں تو وہ سمندر میں چلا جاتا ہے پھر ان میں سے کچھ انڈے خشکی میں رہ جاتے ہیں اور کچھ سمندر میں جاتے ہیں جو سمندر میں چلے جائیں وہ تمساح بن جاتے ہیں اور جو خشکی میں رہیں وہ ورل بن جاتے ہیں۔ پھر کہا کہ اس کی حلت میں پھر دو وجہیں ہوں گی جس طرح مگر مچھ کی حلت میں دو وجہیں ہیں۔

امام دمیری کہتے ہیں میں اس کو صحیح نہیں مانتا۔ کیونکہ ورل مگر مچھ کی صفات پر نہیں ہوتا کیونکہ اس کا چمڑا بھی اس کے چمڑے

سے نرمی میں مختلف ہوتا ہے۔ نیز اگر یہ مگر چھ کی نسل سے ہوتا تو جسم کے لحاظ سے بڑا ہو کر اس جتنا ہو جاتا حالانکہ ورل ڈیڑھ یا ذراع دو ذراع ہوتا ہے۔ اور مگر چھ دس ذراع سے بھی بڑا ہوتا ہے۔

اہم تشبیہ: جان لو کہ اس کتاب کے شروع میں کچھ حیوانات کا ذکر ہو چکا ہے۔ جن کی حلت و حرمت کے متعلق ہمارے اصحاب نے کوئی تعرض ہی نہیں کیا جیسے بلنسی، دبل، قر، عبلاں، قرز، قنفشہ اور ورل وغیرہ مگر انہوں نے اس بارے میں قواعد کلیہ عامہ اور خاصہ بیان کر دیئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ حیوانات کی انواع کے حصہ میں مایوس ہو گئے تھے۔ تو ان کے قواعد خاصہ میں سے ایک یہ ہے کہ درندوں میں سے ہر کچلی والا جانور اور پرندوں میں سے پہنچے والا جانور اور تمام کیڑے مکوڑے ماسوائے صب، ربوع، قنفذ، ابن عرس اور دل دل کے حرام ہیں۔

اور ان کے قواعد خاصہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر طوق والا اور چگنے والا اور پانی کے تمام پرندے سوائے لقلق کے حلال ہیں۔ کما تقدم۔

انہیں قواعد میں سے ورل کی حرمت بھی اخذ کی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی حشرات میں سے ہے۔ اور انہوں نے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

اسی طرح دیگر حشرات جیسے خلد، چھو، نذر، بارب، نیل گائے اور فارة البیش اور بارہ سنگھا ہیں۔

اور جو اقوال اس کے کھانے سے منع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے جا حظ وغیرہ کا قول ہے کہ ورل سانپوں پر طاقتور ہوتا ہے اور ان کو ایک دم کھا جاتا ہے اور ان کو بلوں سے نکال کر خود اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ ورل کے پنچے صب کے ناخنوں سے تیز ہوتے ہیں۔ مگر ورل سانپ کو اس کی بل سے باہر نکالتا ہے اور اپنے ناخنوں کے ٹوٹ جانے کہ ڈر سے وہ بل نہیں کھودتا۔ پھر ان کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس کے قتل کرنے کا حکم آپ نے کسی وجہ سے دیا تھا۔ جیسے پانچ فواسق ہیں۔ اور جس چیز کے قتل کرنے کا حکم کسی مقصد کے لئے دیا ہو وہ حرام نہیں ہوتا۔ اس میں سے وہ جانور ہے جو ہے تو مائے کولہ لیکن جب اس سے کوئی وٹنی کرے تو اس کو ذبح کرنا ضروری ہو جاتا ہے لیکن صحیح مذہب پر اس کا کھانا حرام نہیں ہوتا اگرچہ اس کے قتل کا حکم وارد ہوا ہو۔ کیونکہ یہ حکم کسی حرمت کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ حرمت کسی اور وجہ سے ہے۔ جو یہ ہے کہ زانی کا زنا ظاہر ہوگا اور بے حیائی اس کے دیکھنے سے یاد آئے گی اور حضرت عمرؓ نے مرغ کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ آپس میں ان کو لڑاتے تھے اور کبوتری کو بھی مارنے کا حکم دیا کیونکہ وہ اس سے کھیلتے تھے۔ اور لوگوں کو چھتوں پر چڑھ کر تکلیف دیتے تھے۔ اور پتھر پھینکتے تھے۔ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ نے جس چیز کے قتل سے منع کیا ہے وہ حرام ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے ان کی عزت کی وجہ سے ان کے قتل سے منع کیا ہے۔

خطابی نے کہا کہ نبی ﷺ نے ہد ہد کو اس کی عزت کی وجہ سے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک نبی کی اطاعت کی ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ حرام ہے۔ یہ بات عبادی نے خطابی سے نقل کی ہے۔ اور لثورے کے حلال ہونے میں کہنے والے کے قضیے کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس کے قتل کی ممانعت کسی اور وجہ سے ہے نہ کہ اس میں پائی جانے والی علت کی وجہ سے۔ یہ قواعد تمام حیوانات کے لئے عام نہیں ہیں اس لئے ہمارے اصحاب نے ان پر ایک عام قاعدہ بنا دیا کہ جس کو طبیعت اچھا سمجھے وہ حلال ہے اور جس کو برا سمجھے وہ حرام ہے۔ اور اسی بات پر اس باب کا دار و مدار ہے۔

رافعی نے کہا تحلیل و تحریم کے بنیادی اصولوں میں سے ایک استطابت اور استخباط ہے۔ اور امام شافعی کی یہی رائے ہے اور



اس میں سب سے بڑی اصل وہ آیت ہے کہ **يَسْئَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ** اس جگہ طیب سے مراد حلال نہیں ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی طیب حلال کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کو حلال پر محمول کیا جائے تو آیت کا فائدہ کچھ نہیں رہتا۔

ائمہ نے کہا کہ لوگوں کے طبقات کی طرف رجوع کرنا اور ہر قوم کے مزاج کے مطابق حکم دینا بعید ہے۔ کیونکہ اس سے حلال حرام کے احکام میں اختلاف لازم آجاتا ہے۔ اور یہ چیز شریعت کے مقصد کے خلاف ہے کیونکہ وہ ان کو ایک راستے پر اکٹھا کرنا چاہتی ہے اور علماء کے خیال میں عرب تمام لوگوں سے اولیٰ ہیں کہ ان کے اچھا اور برا سمجھنے کو معتبر سمجھا جائے۔ کیونکہ شریعت کے پہلے مخاطب وہی ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہا جائے کہ ہر زمانے میں موجود عرب کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور اس توجیہ پر وہ چیز بھی دلالت کرتی ہے جو باب العین میں لفظ عضاری میں ابو عاصم عبادی سے منقول ہو کر گزر چکی ہے کہ اس نے استاد ابو طاہر زیادی سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم عضاری کو حرام سمجھتے تھے اور اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے یہاں تک کہ ہمارے پاس استاد ابو الحسن ماسر جینی آگئے تو انہوں نے کہا کہ یہ حلال ہے تو ہم نے اس میں سے ایک تھیلا بھر کر گاؤں بھیجا اور عربوں سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا یہی وہ مبارک ٹڈی ہے۔ تو سب ساتھی عرب کے قول کی طرح راجع ہو گئے۔ اور اگر مرجوع لوگ اختلاف کریں اور کچھ اچھا سمجھیں اور کچھ خبیث سمجھیں تو ہم اکثریت کا اعتبار کریں گے۔ اگر دونوں جماعتیں برابر ہو جائیں تو ماوردی نے حاوی میں اور ابو الحسن عبادی نے کہا ہے کہ قریش کی اتباع کی جائے گی۔

کیونکہ وہ عرب کے قطب ہیں اور انہیں میں نبوت ہے۔ اگر قریش اختلاف کریں اور فیصلہ نہ دیا ہو تو اس بارے میں سب سے زیادہ مشابہہ جانور کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور مشابہت کبھی شکل میں ہوتی ہے اور کبھی طبیعت میں ہوتی ہے۔ جیسے سلامتی زیادتی اور گوشت کے ذائقے میں بھی ہوتی ہے اگر مشابہت برابر ہو جائے یا اس کے مشابہہ کوئی چیز نہ ملے تو اس میں دو جہیں ہیں۔ انتہی

حاوی میں یہ بات زیادہ ہے کہ دو جہیں یہ ہیں کہ ہمارے اصحاب نے شریعت کا حکم آنے سے قبل اصول اشیاء میں اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ مباح ہوگا یا اس سے بچا جائے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ شریعت کی ممانعت وارد نہ ہونے تک وہ مباح ہوگا۔ ابو العباس نے کہا کہ اگر کوئی ایسا جانور ملے جس کے حالات کا پتہ نہ چلتا ہو تو اس کو خالص عربوں پر پیش کیا جائے اگر وہ اس کا وہ نام لیں جو حلال ہو تو وہ حلال ہوگا اور اگر اس کا وہ نام لیں جو حرام ہو تو حرام ہوگا۔ اور اگر اس کا کوئی نام نہ لیں تو سب سے اقرب ترین چیز کا اعتبار ہوگا جس کے وہ مشابہہ ہو۔ اور اس پر امام شافعی نے نص کی ہے۔

رافعی نے کہا کہ ہم سے پہلی شریعتوں میں جس کی حرمت کا حکم ثابت ہو گیا ہے اس کا ساتھ دینے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ہاں (ساتھ دینا چاہیے) یہاں تک کہ نسخ ظاہر ہو جائے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ظاہر نشانی جو حلال کا تقاضا کرتی ہے اس پر اعتماد کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور موفق بن طاہر کے قول کے مطابق اختلاف اس بات پر مبنی ہے کہ ہم سے پہلے جو مذاہب ہیں کیا وہ ہمارے لئے بھی شریعت ہیں یا نہیں؟ تو اس میں اصولی اختلاف ہے اور ہمارے ساتھیوں کے کلام کے سیاق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ پہلی شریعتوں کے احکام کی پیروی نہیں کی جائے گی۔ اس طرح اس سے دیگر فروع بھی نہیں نکلیں گی۔

جب کوئی چیز کتاب و سنت سے ثابت ہو جائے تو وہ پہلی شریعتوں میں حرام تھی یا اس کے متعلق ان میں سے دو آدمی مسلمان ہونے والے گواہی دے دیں جو تبدیلی کو جانتے ہوں تو استصحاب ہو سکتا ہے اور اہل کتاب کے قول کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ انتہی حاوی میں ہے کہ اگر حیوان عجمی علاقوں کا ہے تو اس کے حکم کا اعتبار اس جانور سے کیا جائے گا۔ جو بلاد عرب میں اس کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس شخص کے نزدیک جس نے اوصاف معتبرہ کو اکٹھا کیا ہے۔

اور اگر وہ اختلاف کریں تو اسلام کے قریب ترین شریعتوں والے شہروں کا لحاظ کیا جائے گا اور وہ نصرانیت ہے۔ اگر وہ بھی اختلاف کریں تو پہلی دو وجہوں کے مطابق ہوگا جن کو ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شریعت کے نزول سے پہلے ان کی کیا حالت تھی۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں دو باتیں بتا دینا نہایت ضروری ہے۔ ایک یہ کہ جب ہم پہلی شریعتوں کے ساتھ چلنے کو کہتے ہیں جیسے کہ ابن حاجب اصولیوں وغیرہ کا مذہب یہی ہے تو اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔ کہ اس کی تحریم و تحلیل میں دو شریعتیں مختلف نہ ہوں۔ اگر مختلف ہوں کہ ابراہیم کی شریعت میں حلال ہوں اور دوسری شریعت میں حرام تو توقف اختیار کیا جائے گا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اباحت اصلیہ کی طرف رجوع کیا جائے اور اس طرح دو سابقہ وجہیں سامنے آ جائیں گی۔

دوسرا امر یہ ہے کہ تحلیل اور تحریم ان کی تحریف و تبدیلی سے پہلے ثابت ہو۔ اگر وہ نسخ کے بعد حرام یا حلال کرادیں تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

**ضرب الامثال:** اجبر من ودرل واسرع من تلمظ الورد. وہ ودرل سے زیادہ جاہر اور ودرل سے تیز کھانے والا ہے۔ تلمظ زبان موڑ کر کھانے کو کہتے ہیں ودرل اس طرح کھاتا ہے۔

کہتے ہیں۔ اشرد واضل واطلم من ودرل. یعنی فلاں آدمی ودرل سے زیادہ بھاگنے والا گمراہ اور ظالم ہے۔ خواص: اس کے بال کسی عورت کے بازو پر باندھ دیئے جائیں جب تک یہ اس کے بازو پر رہیں گے وہ حاملہ نہیں ہوگی۔ اس کا گوشت اور چربی عورتوں کو موٹا کر دیتی ہے۔ اور اس میں بدن سے کانٹے کو کھینچنے کی قوت موجود ہے۔ اور اس کا چمڑا جلا کر اس کی راکھ تیل کے پلچھٹ میں ملا کر بیکار جوڑ پر لگایا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا اس کا گوبر جھائیوں اور داغوں پر طلاء کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔  
تعبیر: خواب میں ودرل سے مراد خسیس الہمت اور ذلیل دشمن ہے۔ واللہ اعلم

## وزغة

واؤزاء اور غین کے فتح سے ہے۔ مشہور جانور چھپکلی ہے۔ یہ اور سام ابرص ایک ہی جنس سے ہیں۔ سام ابرص بڑا ہوتا ہے۔ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ وزغ موزی حشرات میں سے ہے۔ اور الوزغة کی جمع وزغ، اوزاغ و زغان اور ازغان علی البدل ہے۔ یہ بات ابن سیدہ نے بیان کی ہے۔

بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ام شریک سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وزغ کے قتل کے متعلق پوچھا تو آپ نے حکم دے دیا۔ صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ نے وزغ کے قتل کا حکم دیا اور اس کا نام فوسق رکھا۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابراہیم پر آگ پھونکتا تھا۔ اسی طرح امام احمد نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ایک بار میں وزغ کو مار ڈالے تو اس کے لئے اتنی نیکیاں اور جس نے دو بار میں مارا تو اس کے لئے پہلے سے کم اتنی اور اتنی نیکیاں ہوں گی اور جس نے تیسری بار میں مارا اس کے لئے دوسری سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہوں گی۔

ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ جس نے ایک دفعہ میں مار دیا تو اس کو ایک سو نیکیاں اور جس نے دوسری دفعہ میں مارا اس کے لئے اس سے کم ہوں گی اور جس نے تیسری دفعہ میں مارا تو اس کے لئے اس سے بھی کم ہوں گی۔

طبرانی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا وزغہ کو مار ڈالو چاہے کعبہ کے اندر کیوں نہ ہو۔ لیکن اس کی سند میں عمر بن قیس مکی ہے جو ضعیف ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ جب بیت المقدس جلایا گیا تو وزغ آگ کو ہوا دے رہے تھے۔ سنن ابن ماجہ میں عائشہ سے مروی ہے کہ ان کے گھر میں ایک نیزہ رکھا ہوا تھا تو کسی نے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا کرتی ہیں تو انہوں نے کہا میں وزغ کو مارتی ہوں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو سب چوپائے آگ کو بجھاتے تھے۔ مگر وزغ اس میں پھونکیں مار رہا تھا۔ تو نبی ﷺ اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی طرح امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں اور ابن نجار نے تاریخ میں عبدالرحیم بن احمد بن عبدالرحیم الفقہ شافعی کے حالات زندگی میں عائشہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا جو وزغہ کو مار ڈالے اللہ اس کی سات خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

کامل میں وہب بن حفص کے حالات زندگی میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ جس نے وزغہ کو مار ڈالا۔ اس نے گویا کہ شیطان کو مار ڈالا۔

متدرک میں حاکم نے کتاب الفتن والملاحم میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا اسے نبی ﷺ کے پاس لایا جاتا تو آپ کے پاس مروان بن الحکم لایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وزغ بن وزغ ملعون بن ملعون ہے پھر حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔ اس کے تھوڑی بعد محمد بن زیاد سے روایت کہ جب معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی تو مروان نے کہا۔ یہ ابو بکر اور عمر کی سنت ہے۔ تو عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا یہ ہر قتل اور قیصر کی سنت ہے تو مروان نے اس سے کہا کہ تو وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی والذی قال لو الادیہ اف لکما۔ جب عائشہ کو یہ پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم مروان نے جھوٹ کہا بلکہ نبی ﷺ نے مروان اور ابو مروان کو اس کی پشت میں لعنت کی تھی۔ پھر حاکم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحابی تھا کہ حکم بن ابی العاص نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ نے اس کی آواز پہچان لی اور فرمایا اس کو اجازت دے دو اور اللہ کی اس پر لعنت ہو اور اس پر جو اس کی پشت میں ہے سوائے مومنوں کے جو کم ہی ہوں گے۔

وہ دنیا حاصل کر لیں گے اور آخرت ضائع کر دیں گے مگر وہ دھوکہ والے ہوں گے انہیں دنیا دی جائے گی اور آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔

ابن ظفر نے کہا کہ حکم بن العاص کو لا علاج مرض تھا اور اسی طرح ابو جہل کو بھی۔

وزغہ کو اسی طرح فولیسق کہتے ہیں جس طرح پانچ جانوروں کو فاسق کہا جاتا ہے جن کو صل و حرم میں قتل کیا جاسکتا ہے اور فسق کا اصلی معنی نکلنا ہے۔ اور یہ پانچ چیزیں بڑے حشرات سے نقصان دینے میں زیادہ ہوتی ہیں۔

نیکیوں میں پہلی دفعہ میں مارنے میں سونکیوں کے ساتھ اور دوسری دفعہ میں ستر نیکیوں کے ساتھ ”جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔“ خاص کرنا ایسے ہے۔ کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس یا پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ گنتی کو مد نظر رکھا جائے گا اور ستر کا ذکر سو کو مانع نہیں ان میں کوئی تعارض نہیں یا نبی نے پہلے ستر کے متعلق خبر دی پھر اللہ نے آپ کو بتایا کہ اس سے زیادہ ثواب کر دیا ہے تو آپ نے وہ بات وحی کے بعد لوگوں کو بتادی یا تیسری تطبیق یہ ہے۔ کہ اجر قاتلین کی نیتوں کے موافق مختلف ہوگا۔ اسی طرح قاتلین کے حالات کے کمال اور نقص کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ پس سونکیاں اکمل کے لئے ہوں گی اور ستر کم کے لئے ہوں گی۔

یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں کہ سو وزغوں کو قتل کرنا مجھے سو غلام آزاد کرنے سے پسند ہے۔ انہوں نے یہ بات اس لئے کہی کہ یہ برا چوپایہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سانپوں سے زہر پی کر اسے برتنوں میں اگل دیتا ہے تو انسان کو اس سے بہت مکروہ بیماری لگ سکتی ہے۔

قتل کے لئے زیادہ چوٹیں لگانے میں جلدی کرنے سے نیکیوں کا کم ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شارع کے حکم پر اہتمام کم کیا گیا ہے کیونکہ اس کا عزم مضبوط ہوتا اور حمیت سخت ہوتی تو اس کو پہلی دفعہ ہی مار ڈالتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا حیوان ہے جو بڑا نرم و نازک ہے اس کو مارنے میں مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو جو پہلی دفعہ نہ مار سکا تو گویا اس کے عزم میں کمزوری ہے اسی لئے اس کا اجر سو سے کم ہو کر ستر رہ گیا۔ عزالدین بن عبدالسلام نے پہلی دفعہ میں کثرت حسنات کی یہ دلیل دی ہے کہ وہ قتل میں احسان ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کی اس حدیث کے تحت آئے گا کہ تم جب قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو۔ یا یہ خیر کی طرف جلدی کرنے کی وجہ سے ہے۔ تو یہ اللہ کے اس فرمان کے تحت ہوگا کہ فاستبقوا الخیرات۔ دونوں معنوں میں پہنچنا اور بچھو اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ زیادہ بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

اصحاب الآثار نے لکھا ہے۔ کہ وزغ بہرا ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اس کے بہرا ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ ابراہیم کی آگ میں پھونکتا تھا تو اس لئے اللہ نے اس کو بہرا اور برص والا کر دیا۔ اور اس کی فطرت میں ہے کہ یہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس گھر میں زعفران کی بو ہو۔ سانپ اس سے اس طرح الفت کرتے ہیں جس طرح بچھو گبریلوں سے رکھتے ہیں اور اوز یہ منہ کی طرف سے جفتی ہوتا ہے اور سانپوں کی طرح انڈے دیتا ہے اور یہ سانپ کے سوراخ میں سردیوں میں چار ماہ رہتا ہے اور کچھ نہیں کھاتا۔ حرف سین میں اس کے خواص اور احکام گزر چکے ہیں۔

وزغہ وغیرہ کے وصف میں شاعر کمال الدین علی بن محمد بن مبارک جو ابن اعمی کے نام سے مشہور ہے اور مقامہ بحر یہ لکھا ہے نے بہت عمدہ کہا ہے۔ یہ ۶۹۲ ہجری محرم میں فوت ہوا اس کا والد بیت المقدس کا خطیب تھا اس نے اپنے مسکونہ گھر کی مذمت بیان کی ہے۔

دار سکنت بہا اقل صفاتها ان تکثر الحشرات فی حراتها

”میں جس گھر میں رہتا ہوں اس کی کم سے کم یہ صفات ہیں کہ حشرات اس کے کمروں میں بکثرت ہیں۔“

الخیر عنہا نازح متباعد والشردان من جمیع جهاتها

”اس گھر سے بھلائی بہت دور ہے اور شر ہر طرف سے بہت نزدیک ہے۔“

من بعض ما فیہا البعوض عدمتہ کم اعدم الاجفان طیب سنا تھا  
”کچھ مچھروں کو میں نے نیست و نابود کر دیا اور کتنی ہی پلکیں اچھی روشنی سے محروم کیں۔“

وتبیت تسعدھا براغیث متی غنت لہا رقصت علی نغماتھا  
”یہ رات گزارتے ہیں تو پسوان کی امداد کرتے ہیں جب مچھر گائے تو پسوان کے نغموں پر رقص کرتے ہیں۔“

رقص بتنقیط ولکن قافہ قد قدمت فیہ علی اخواتھا  
”آہستگی سے یہ رقص کرتے ہیں لیکن ان کے پیچھے آنے والے اپنے بھائیوں سے پہلے آگئے ہیں۔“

وبہا ذباب کالضباب یسدع ین الشمس ما طربی سوی غنا تھا  
”وہاں کھیاں گوہ کی طرح موٹی ہیں جو سورج کی ٹکیا کو روک دیتی ہیں مجھے ان کے گانے کے سوا کسی چیز کی خوشی نہیں ہے۔“

این الصوارم والقنا من فتکھا فینا واین الاسد من وثباتھا  
”نیزے اور قاطع تلواریں ان کا کیسے مقابلہ کر سکتی ہیں اور شیر ان کے حملوں کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہے۔“

وبہا من الخطاف ما هو معجز ابصارنا عن حصر کیفیاتھا  
”وہاں اچک لینے والی چڑیاں ہیں جن کی کیفیات کو حصر کرنے سے ہماری آنکھیں قاصر ہیں۔“

تغشی العیون بمرھا ومجیھا وتصم سمع الخلد من اصواتھا  
”آتے جاتے ہوئے وہ آنکھوں کو ڈھانپ لیتی ہیں اور چھو ندر کے کانوں کو اپنی آوازوں سے بہرا کر دیتی ہیں۔“

وبہا خفافیش تطیر نہارھا مع لیلھا لیست علی عاداتھا  
”وہاں ایسی چمگادڑیں ہیں جو رات دن اڑتی رہتی ہیں حالانکہ یہ ان کے معمول میں سے نہیں ہے۔“

شہتھا بقنا فذ مطبوخة نزع الطہاة بنضجھا شوکاتھا  
”میں نے ان کو پکی ہوئی سیہوں سے تشبیہ دی ہے کہ جن کے کانٹے نان بائی نے بھون کر نکال لئے ہوں۔“

فاقت علی سمر القنافی لونھا وسماتھا وشیاتھا وصفاتھا  
”یہ اپنے رنگ میں گندم گوں تیتروں سے فوقیت لے گئیں ہیں اور اس طرح اپنی علامتوں، نشانیوں اور صفات میں بھی

سبقت لے جاتی ہیں۔“

وبہا من الجر ذان ما قد قصرت عنہ العتاق الجرذ فی حملاتھا  
”وہاں چوہے اتنے ہیں کہ کم موعده گھوڑے بھی اپنے حملوں میں ان سے کم ہیں۔“

فتری ابا عدوان منھا ہاربا و ابا الحصین یروغ عن طرقاتھا  
”آپ دیکھیں گے کہ بلی ان چوہوں سے بھاگ رہی ہے اور لومڑی ان کے راستوں سے کترا کر گزر رہی ہے۔“

وبہا خنافس كالطنافس افرشت فی ارضها وعلت علی جنباتها  
 وہاں ایسے گبریلے ہیں جو زمین پر چٹائیوں کی طرح بچھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے کناروں پر بلند ہو گئے ہیں۔“

لوشم اهل الحرب منتن فسوها اردی الکماة الصید عن صهواتها  
 ”اگر جنگ والے اس کی پاد کی بوسونگھ لیں تو بہادر شکاری سوار بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑیں۔“

وبنات وردان واشکال لها مما یفوت العین کنہ ذواتها  
 ”اور گبریلے اور ان کے ہم جنس اور بھی ہیں کہ جن کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔“

متزاحم متراکم متحارب متراکب فی الارض مثل نباتها  
 ”وہ بہت زیادہ اور تہہ بہ تہہ رکھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور زمین پر انگوری کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔“

وبہا قراد لا اند مال لجرحها لا یفعل المشراط مثل اذاتها  
 ”وہاں ایسے مچھر ہیں جن کا زخم مندمل نہیں ہوتا۔ اور نشتر ان کے ہتھیاروں جیسا کام نہیں کر سکتا۔“

ابدات مص دماء نافکانها حجامة لبدت علی کاساتها  
 ”وہ ہمارے خونوں کو اس طرح چوستے ہیں گویا کہ وہ سینگی لگا رہے ہیں جیسا کہ حجام اپنے پیالوں کو جوڑ دیتا ہے۔“

وبہا من النمل السلیمانی ما قد قل ذر الشمس عن ذراتها  
 ”وہاں سلیمانی چیونٹیاں ہیں جن کی اولاد سورج کے ذرات سے بھی زیادہ ہے۔“

لا یدخلون مساکننا بل یحطمو ن جلودنا فالعفو عن سطواتها  
 ”وہ گھروں میں داخل نہیں ہوتیں بلکہ ہمارے چمڑوں کو کاٹتی ہیں پس اللہ ہمیں ان کے حملوں سے محفوظ رکھے۔“

ماراعنی شیء سوی وزغاتھا فنعوذ بالرحمن من نزغاتھا  
 ”مجھے اس کی چھپکلیوں کے علاوہ کوئی چیز خوفزدہ نہیں کرتی ہم اس کے تیروں سے اللہ رحمان کی پناہ مانگتے ہیں۔“

سجعت علی اوکارھا فظننتھا ورق الحمام سجعت فی سحراتها  
 ”وہ اپنے گھونسلوں میں ایسا بہترین گاتی ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ کالی کبوتریاں سحری کے وقت گارہی ہیں۔“

وبہا زنا بیر تظن عقاربا لا برء للمسموم من لدغاتھا  
 ”وہاں ایسی بھڑیں ہیں جن کو تم بچھو سمجھو گے اور ان کے ڈنگ سے زہر زدہ آدمی کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔“

وبہا عقارب کا الاقارب رتعا فینا حمانا اللہ لدغ حماتها  
 ”وہاں قریبی رشتہ داروں کی طرح بچھو ہیں جو ہم میں چل رہے ہیں اللہ ان کے زہریلے ڈنگ سے ہم کو بچائے۔“

وکانما حیطانھا کفرابل اطلعن اروسهن من طاقاتها  
 ”اس گھر کی دیواریں چھانی کی طرح ہیں جن کے سوراخوں سے بچھوؤں کے سر جھانک رہے ہیں۔“

کیف السبیل الی النجاة ولا نجا      ة ولا حیاة لمن رای حیاتها  
 ”ان سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں نہ کوئی چھٹکارہ ہے اور جو اس طرح کی زندگی دیکھے اس کی کیا زندگی ہے۔“

السم فی نفساتها والمکر فی      لفتاتها والموت فی لسعاتها  
 ”اس کی سانسوں میں زہر اور اس کے چلنے پھرنے میں مکر ہے اور اس کے ڈنگ میں موت ہے۔“

منسوجة بالعنكبوت سماوها      والارض قد نسجت ببراقتها  
 ”اس کا آسمان عنکبوت نے بنا ہے اور اس کی زمین گدوں سے بھری ہوتی ہے۔“

فلقد رأینا فی الشتاء سماءها      والصف لا تنفک من صعقاتها  
 ”میں نے اس کا آسمان سردیوں میں دیکھا تھا اور گرمیوں میں ان کے دھماکوں سے جدا نہیں ہوتا۔“

فضجیجها کالرعد فی جنباتها      وترابها کالوبل من حیاتها  
 ”تو ان کی چیخ اس کے کناروں میں کڑک کی طرح ہے اور اس کی مٹی ایسے ہے جیسے بارش میں کیچڑ ہوتا ہے۔“

والبوم عاکفة علی ارجائها      والآل یلمع فی ثری عرصاتها  
 ”بوم اور الواس کے کناروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور اس کے صحنوں میں مٹی سراب کی طرح چمک رہی ہے۔“

والنار جزء من تلهب حرها      وجهنم تعزی الی لفحاتها  
 ”اور آگ کی گرمی اس کے شعلوں کا حصہ ہے۔ اور جہنم اس کی بھاپ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔“

قدر ممت من قبل یلقى ادم      مع امنا حواء فی عرفاتها  
 ”عرفات میں آدم سے اماں حوا کی ملاقات سے پہلے اس مکان کی مرمت ہوئی تھی۔“

شاهدت مکتوبا علی ارجائها      ورایت مسطورا علی عباتها  
 ”میں نے اس کے درود یوار پر لکھا ہوا اور دہلیزوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔“

لا تقربوا منها وخافوها ولا      تلقوا بایدیکم الی هلکاتها  
 ”تم اس کے قریب نہ جاؤ اور اس سے ڈرو اور اپنے آپ کو ہلاکتوں میں نہ ڈالو۔“

ابدا یقول الداخلون ببابها      یارب نج الناس من آفاتها  
 ”ہمیشہ اس کے دروازوں میں داخل ہونے والے کہتے ہیں اے میرے رب لوگوں کو اس کی آفات سے نجات دینا۔“

قالوا اذ انذب الغراب منازلا      یتفرق السکان من ساحاتها  
 ”کہتے ہیں جب کو ارنے والوں کو پکارتا ہے تو رہنے والے اس کے صحن سے متفرق ہو جاتے ہیں۔“

وبدارنا الفاعراب ناعق      کذب الرواة فاین صدق رواتها  
 ”اور ہمارے گھر میں تو دو ہزار کوئے شور کرتے ہیں راویوں نے جھوٹ بولا ہے اس کے راویوں کی سچائی کہاں ہے۔“

دار تبیت الجن تحرس نفسها      فیها وتنذر باختلاف لغاتها

”یہ گھرا یا ہے کہ جن اس میں اپنی حفاظت کرتے ہیں اور مختلف آوازوں سے ڈراتے ہیں۔“

صبر العمل لله يعقب راحة للنفس اذ غلبت على شهواتها

”صبر کرو شاندا اللہ اس کے بعد نفس کو راحت دے دے جبکہ وہ اپنی خواہشوں پر غالب آجائے۔“

کم بت فيها مفردا والعين شو قال للصبح تسح من عبراتها

”میں نے اس میں کتنی ہی راتیں اکیلے گزاریں جبکہ آنکھیں صبح کے شوق میں آنسو بہا رہی تھیں۔“

وقول يا رب السموات العلا يا رازقا للوحش في فلواتها

”میں کہتا ہوں اے اونچے آسمانوں کے رب اور جنگل میں وحشیوں کو رزق دینے والے۔“

اسكنتني بجهنم الدنيا ففى اخراى هب لى الخلد فى جناتها

”تو نے مجھے دنیا میں جہنم میں ٹھکانہ دیا اس لئے آخرت میں مجھے جنت کی ہمیشگی عطا کر دینا۔“

واجمع بمن اهو اه شملى عاجلا يا جامع الارواح بعد شتاتها

”اے متفرق ارواح کے جمع کرنے والے میں جس پچھڑے ہوئے آدمی سے محبت کرتا ہوں اس کو مجھ سے جلدی ملا

دے۔“

تعبیر الرویا: وزع خواب میں دیکھنا معتزلی آدمی ہے جو برائی کا حکم دے اور نیکیوں سے روکے اور گم نام آدمی ہے۔ اسی طرح چھپکلی کی بھی یہی تعبیر ہے بعض دفعہ وزغ اس دشمن پر دلالت کرتا ہے جو برائی بدکلامی کا اظہار کرتا ہو۔ اور ایک جگہ سے نقل مکانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

## الوصع

واؤ اور صاد کے فتح سے ہے اور آخر میں عین ہے مولے کو کہتے ہیں اس پر باب الصاد میں کلام گزر چکی ہے۔ یہ عصفور سے کچھ چھوٹا پرندہ ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اسرائیل کا ایک پر مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے اور عرش ان کے کندھے پر ہے۔ اور وہ بعض اوقات اللہ کی عظمت سے اتنے چھوٹے ہو جاتے ہیں کہ مولہ جتنے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا تلفظ صاد کی فتح اور سکون سے بھی ہے۔

ابن اثیر نے کہا یہ چڑیا سے بہت چھوٹا ہوتا ہے اس کی جمع وصعان ہے۔ سہلی کی تعریف والا علام کے شروع میں ہے کہ آدم کو سب سے پہلے جس فرشتے سے سجدہ کیا وہ اسرائیل ہیں۔ اسی لئے ان کو لوح محفوظ کی ولایت سپرد کی گئی۔ یہ بات محمد بن الحسن نقاش نے کہی ہے۔

## الوطواط

چمگاڈ کو کہتے ہیں۔ اس کا ذکر باب الخاء میں گزر چکا ہے۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اپنی سند سے حماد بن محمد سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ابن عباس کو خط لکھا جس میں وہ ان چیزوں کے متعلق پوچھ رہا تھا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ گوشت ہے نہ



خون لیکن اس نے کلام کیا ہے۔ اور وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ گوشت ہے نہ خون ہے لیکن وہ دوڑی ہے۔ اور وہ کون سی چیز ہے جس کا نہ گوشت ہے نہ خون ہے مگر اس نے سانس لیا ہے۔ اور وہ کون سی دو چیزیں ہیں جن کا نہ خون ہے نہ گوشت مگر ان سے خطاب کیا گیا اور انہوں نے جواب دیا اور اللہ کا وہ کون سا ایلچی ہے جس کو اس نے بھیجا ہے مگر وہ نہ فرشتوں میں سے ہے نہ انسانوں سے نہ جنوں میں سے اور وہ کون سا نفس ہے جو مر اور اس کی وجہ سے کوئی دوسرا نفس زندہ ہو گیا۔ اور موسیٰؑ کو ان کی ماں نے دریا میں پھینکنے سے پہلے پہلے کتنا عرصہ دودھ پلایا اور ان کو کس سمندر میں پھینکا گیا اور کس دن پھینکا گیا۔ اور آدمؑ کی لمبائی کتنی تھی اور عمر کتنی تھی اور ان کا وصی کون تھا۔ وہ کون سا پرندہ ہے جو انڈے نہیں دیتا اور اس کو حیض آتا ہے تو ابن عباس نے جواب دیا کہ پہلی چیز آگ ہے اس نے کہا تھا هل من مزید دوسری چیز موسیٰؑ کا عصا ہے تیسری چیز صبح ہے جس نے سانس لی چوتھی چیز آسمان وزمین میں جنہوں نے کہا اتینا طائعین۔ اور پانچواں کو ہے جس کو اللہ نے ابن آدمؑ کی طرف بھیجا تھا اور چھٹی گائے ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے اور موسیٰؑ کو ان کی ماں نے دریا میں پھینکنے سے پہلے تین ماہ دودھ پلایا اور اس کو بحر قلزم میں پھینکا اور جمعہ کے دن پھینکا آدمؑ کی لمبائی ساٹھ ذراع ہے۔ آپ کی عمر ۹۴۰ سال تھی۔ اور ان کے وصی شیثؑ تھے اور پرندے کا نام وطواط ہے۔ جس میں عیسیٰؑ نے روح پھونکی تھی اور یہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن گیا۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حرام ہے کیونکہ اس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ باب خاء میں ذکر ہو چکا ہے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں ابصر من الوطواط فی اللیل۔ یعنی وہ رات کو وطواط سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔ یعنی پہچاننے والا ہے۔ بز دل آدمی کو بھی وطواط کہتے ہیں۔

تعبیر الروایا: اس کا دیکھنا گمراہی اور راستے سے بھٹکنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس کو دیکھنا ولد الزنا پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ پرندوں میں سے ہے حالانکہ یہ پرندہ نہیں بلکہ یہ آدمیوں کی طرح دودھ پلایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ یہ نعمتوں کے زوال اور دل پسند چیزوں کے دور ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ مسموم جانوروں میں ہے۔ اور یہ تعبیر بعید ہے۔ بعض دفعہ اس کا دیکھنا حجت اور دلیل کے قائم ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا وَ اذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَتَنْفُخُ فِيهَا. الآية اور یہ بات سب باتوں سے زیادہ ظاہر ہے۔

## الوعوع

اس کو الوع بن آدمی بھی کہتے ہیں اس پر باب الہنزہ کے آخر میں کلام گزر چکا ہے۔

## الوعل

واؤ کی فتح اور عین کی کسرہ سے ہے۔ اس کا ذکر باب الہنزہ میں گزر چکا ہے۔ اس کی مونث کو ارویہ کہتے ہیں۔ یہ وحشی بکری کو

کہتے ہیں۔ اس کی جمع اوعال اور وعول ہوتی ہے۔

ابن عدی نے اپنی کامل میں محمد بن اسماعیل بن طرح کے حالات زندگی میں بیان کیا ہے کہ مجھے میرے باپ نے دادا سے

بیان کیا کہ جب امیہ بن ابی الصلت کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو جب ہوش میں آئے اور اپنا سر

اٹھایا اور گھر کے سامنے دیکھا اور کہا کہ لیکما لیکما میں حاضر میں تمہارے پاس ہوں نہ میرا قبیلہ مجھ کو بچا سکتا ہے نہ میرا مال میرا فد یہ بن سکتا ہے۔ پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آیا اور سر کو اٹھا کر کہا۔

کل حی وان تطاول دھرا ایل امرہ الی ان یزولا  
”ہر زندہ چیز اگر وہ لمبے زمانہ تک زندہ رہے آخر کار وہ زوال کی طرف لوٹ آتی ہے۔“

لیتنی کنت قبل ما قد بدالی فی رووس الجبال ارعی الوعولا  
”کاش یہ وقت آنے سے پہلے پہلے میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہاڑی بکروں کو چرایا کرتا۔“  
پھر اس کی جان نکل گئی۔

موت کے وقت کیسی حالت ہوتی ہے؟ شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ جب عمرو بن العاص فوت ہونے لگے تو ان کو ان کے بیٹے نے کہا اے ابا جان آپ کہتے تھے کاش میں ایسے آدمی کو ملوں کہ جس کی موت کا وقت قریب ہو اور وہ سمجھدار ہو تاکہ وہ مجھے وہ چیز بیان کرے جو اس پر گزرتی ہے۔ اور آپ ایسے ہی آدمی ہیں اس لئے مجھ سے اپنی کیفیت بیان کریں۔ تو انہوں نے کہا بیٹا اللہ کی قسم گویا کہ آسمان زمین کے ساتھ مل گیا ہے اور میرا پہلوان کے درمیان ہے گویا میں سوئی کے نکلے سے سانس لے رہا ہوں اور گویا کہ کانٹے دار ٹہنی میرے قدموں سے کھوپڑی کی طرف کھینچی جا رہی ہے پھر اس نے وہی شعر پڑھا جو امیہ بن صلت نے پڑھا تھا۔ لیت نی ..... الخ

عجیب و غریب اتفاق ہے کہ جب عبد الملک بن مروان مرنے لگا اور اس کا محل ایک چادروں والے کے سامنے تھا تو ایک دن اس نے دھوبی کو دیکھا کہ کپڑے دھو رہا تھا۔ تو اس نے کہا کاش میں اس دھوبی کی طرح ہوتا اور روز اتنا کماتا جو ایک دن کے لئے کافی ہوتا اور میں خلافت کا والی نہ بنتا پھر اس نے امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر پڑھا جو گزر چکا ہے۔ کل حی ..... الخ  
تو اس کے بعد وہ بھی اتفاقی مر گیا جیسے امیہ بن صلت مر گیا تھا۔ جب یہ بات ابو حازم کو پتہ چلی تو اس نے کہا الحمد للہ کہ اللہ نے موت کے وقت ان کو اس چیز کی تمنا کرنے والے بنایا جس میں ہم ہیں۔ اور ہم کو اس چیز کی تمنا کرنے والا نہیں بنایا کہ جس پر وہ تھے۔

استیعاب میں فارعہ بنت ابی الصلت جو امیہ کی بہن ہیں کے حالات میں ہے کہ فتح طائف کے بعد جب وہ نبی کے پاس حاضر ہوئی۔ اور وہ بہت پاکدامن عقل مند اور خوبصورت تھی تو نبی ﷺ اس پر تعجب کرنے لگے اور کہا کہ کیا تجھ کو اپنے بھائی کے کچھ اشعار یاد ہیں تو اس نے آپ کو اس کی باتیں بتائیں اور جو اس نے دیکھا تھا اور اس نے اس کا وہ قصہ بھی بتایا کہ جس میں اس کا پیٹ چاک کر کے دل نکالا گیا اور پھر اسی جگہ واپس رکھا گیا حالانکہ وہ کھڑا تھا۔ پھر اس نے وہ شعر سنائے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

باتت همومی تسری طوارقها اکف عینی والدمع سابقها  
”میرے تمام غم رات کو چل کر آنے والے ہیں میں اپنی آنکھ کو روکتا ہوں مگر آنسو مجھ سے آگے بڑھ رہے ہیں۔“

یہ تیرہ شعر ہیں جس میں یہ شعر بھی ہے:

ما ارغب النفس فی الحیاة وان تحیا طویلا فالموت لاحقها

”نفس زندگی میں کتنی زیادہ رغبت رکھتا ہے لیکن جتنی دیر زندہ رہ لے آخر کار اسے مرنا ہے۔“

يوشك من فر من منيته  
يوما على غرة يوافقها  
”جو شخص اپنی موت سے بھاگے تو قریب ہے کہ موت اس کو اچانک پکڑ لے۔“

من لم يمت غبطة يمت هرما  
للموت كاس والمرء ذائقها  
”اور جو شخص جوانی میں نہ مرے تو وہ بڑھا پے میں مرے گا اور موت ایسا پیالہ ہے جس کو ہر آدمی ضرور چکھے گا۔“  
پھر فارعہ نے کہا کہ امیہ نے مرتے وقت یہ شعر کہا:

ان تغفر اللهم تغفر جما  
واى عبد لك ما المما  
”اے اللہ! اگر تو بخشنے لگے تو بڑے بڑے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے وہ کون سا بندہ ہے جس نے چھوٹے چھوٹے گناہ نہ کئے ہوں۔“

پھر وہ گزشتہ دو شعر پڑھے۔ کل حي ..... الخ  
پھر میرا بھائی مر گیا تو نبیؐ نے فرمایا تیرے بھائی کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص کو اللہ نے اپنی آیات دی ہوں تو وہ ان سے نکل جائے تو شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

وعل کی فطرت یہ ہے کہ وہ سخت اور مضبوط جگہوں میں رہتا ہے۔ اور ہمیشہ ایک ہی جگہ پر رہتا ہے۔ لیکن ولادت کے وقت اس جگہ سے ہٹ جاتا ہے۔ جب کسی مادہ کے تھن میں دودھ زیادہ ہو جائے تو اس کو پی جاتا ہے۔ جب زچفتی کرنے میں کمزور ہو جاتا ہے تو بلوط کھاتا ہے تو اس کی شہوت قوی ہو جاتی ہے۔

جب اس کو مادہ نہ ملے تو وہ منی کو اپنے منہ سے چوس کر نکال لیتا ہے وہ یہ کام تب کرتا ہے جب اس کو شہوت تنگ کرے۔ اور اس کی طبیعت میں یہ ہے کہ جب اس کو زخم لگ جائے تو پتھروں میں موجود سبزہ کو تلاش کرتا ہے اور چوس کر اس کو زخم پر لگاتا ہے تو زخم صحیح ہو جاتا ہے۔ جب شکاری کو محسوس کرتا ہے جبکہ اونچی جگہ میں ہو تو اپنی پیٹھ کے بل لیٹ جاتا ہے اور اپنے آپ کو نیچے گرا دیتا ہے اور اس طرح نیچے پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کے سینگ جو سر میں ہوتے ہیں۔ ان کو پچھلے حصہ کی طرف کر لیتا ہے اور جن پتھروں کا اسے خوف ہوتا ہے وہ اسے ان سے بچاتے ہیں اور اس کے سینگ صاف پتھروں پر چکنا ہونے کی وجہ سے اس کو جلدی نیچے لے کر آتے ہیں۔

حدیث میں ہے ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تم پہاڑی بکروں کو دیکھ لیتے کہ جو دینے کا گھاس کھا رہے ہیں تو تم ان کی ہجوندہ کرتے۔ کیونکہ نبیؐ نے اس کا شکار حرام کیا ہے۔

ترغیب و ترہیب میں ہے اور ابو عبیدہ کے غرائب میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک بے حیائی اور بخل ظاہر نہ ہو جائیں اور امانت دار آدمی خیانت نہ کرنے لگے اور خائن کو امین نہ سمجھا جائے۔ شرفاء ہلاک نہ ہو جائیں اور ذلیل لوگ غالب نہ آجائیں۔ آپ سے پوچھا گیا اس حدیث میں دعول اور تحوت کا کیا معنی ہے۔ تو آپ نے کہا دعول سے شرفاء اور تحوت سے گھٹیا لوگ مراد ہیں۔ اس حدیث کا کچھ

صحیح میں ہے۔ نبی نے ان کو وعول کے ساتھ تشبیہ دی کیونکہ وہ پہاڑ کی چوٹیوں میں رہتا ہے۔

امام احمد ابوداؤد ترمذی نے عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے کہ ہم بطحا میں چند لوگوں میں بیٹھے تھے جن میں نبی ﷺ بھی تھے تو ایک بدلی آئی تو آپ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کیا تم اس کا نام جانتے ہو۔

انہوں نے کہا یہ بادل ہے تو آپ نے فرمایا اس کو چھوٹی بدلی کہتے ہیں۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا ۷۲ یا ۷۳ سال کا فاصلہ ہے۔ اس سے اوپر والا آسمان بھی اتنے ہی فاصلے پر ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان گئے۔ اور فرمایا ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے۔ جس کے نیچے اور اوپر والے حصے کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی ایک آسمان کی دوسرے آسمان تک ہے۔ اس سمندر کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں اور ان کے گھٹنوں اور کھروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے۔ جس کے نیچے والے حصے سے اوپر والے حصے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ذہبی نے کہا کہ بات اسی طرح ہے کہ حدیث حسن غریب ہے اس کو حافظ ضیاء نے بھی کتاب المختار میں بیان کیا ہے اور حاکم نے بھی مستدرک میں سماک بن حرب سے بیان کیا ہے اور یہ پڑھا ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء۔

ابن عبدالبر کی تمہید میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عرش کے حاملین میں سے ایک کی صورت انسان کی سی ہے دوسرے کی صورت بیل کی طرح ہے اور تیسرے کی صورت گدھ کی طرح ہے اور چوتھے کی صورت شیر کی طرح ہے۔

ثعلبی نے کہا آپ نے فرمایا وہ آج کے دن چار ہیں تو اللہ روز قیامت چار مزید بڑھا دے گا۔ سنن ابوداؤد میں جابر سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں اللہ کا عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی حالت بیان کروں کہ اس کے کان کی لو سے لے کر اس کے کندھے تک سات سو برس کا فاصلہ ہے۔

شرعی حکم: یہ بالا جماع حلال ہے ابن عباس نے وعل کے متعلق کہا کہ جب اس کو محرم مار ڈالے یا کوئی حرم میں قتل کر دے تو ایک بکری فدیہ دے۔ قزوینی نے اشکال میں کہا کہ ابن الفقیہ نے کہا کہ میں نے جزیرہ رانج میں عجیب و غریب شکلوں والے حیوانات دیکھے ہیں۔ جن میں پہاڑی بکرے بھی تھے جن کے رنگ سرخ تھے۔ اور ان پر سفید نقطے تھے لیکن ان کا گوشت کھانا تھا۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ مشاکلہ صوری پر عمل کرتے ہوئے اس جیسے ماکول اللحم جانور سے الحاق کر کے حلال سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم

ضرب الامثال: کہتے ہیں کہ ازہی من الوعل۔ وہ جنگلی بکرے سے زیادہ متکبر ہے۔ اور احمق من ناطح الصخرة یعنی فلاں آدمی پہاڑی بکرے سے احمق ہے۔ اور انہوں نے اُشی کا یہ شعر پڑھا ہے۔

کناطح صخرة یومالیوہنہا فلم یضرہا واوہی قرنہ الوعل

”وہ پہاڑ کو ایک دن ٹکڑا کرنے والے کی طرح ہے تاکہ اس کو کمزور کر دے۔ اس طرح پہاڑ کو کچھ نہ ہوا مگر اس کا اپنا

سینگ کمزور ہو گیا۔“

اس شعر میں ناطح کا موصوف محذوف ہے اور صفت موجود ہے۔

طبعی فوائد اور خواص: باب الہمزہ لفظ اروی میں اس کے خواص گزر چکے ہیں کچھ یہ بھی ہیں کہ اس کا مخ عورت کے لئے بہتر ہے جس کو استخاضہ کا خون آتا ہو وہ اس کو اون میں رکھ کر شرم گاہ پر رکھے۔ اس کا گوشت اور چربی پیس کر اس پر ایلوا، سعد، لوگ، زعفران اور شہد ڈال کر سب کو ملا کر اس سے ایک مثقال کرفس کے پانی سے وہ آدمی پیئے جس کے مٹانے میں پتھری ہو تو اللہ کے حکم سے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

## الوقواق

لفظ کے وزن پر ہے ایک پرندہ ہے یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے اور شاید یہ قاق ہو جس کا ذکر باب القاف میں گزر چکا ہے۔

## بنات وردان

واو کے فتح سے ہے اس کو فالیہ الافاعی بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک چوپایہ ہے جو تر جگہوں میں رہتا ہے۔ یہ عام طور پر حمامات اور پانی پینے کی جگہوں میں ہوتا ہے۔ ان میں سرخ، سیاہ، سفید اور سرخ سفید نقطے ہوتے ہیں۔ جب یہ وجود میں آجاتے ہیں تو یہ جفتی ہو کر لمبے لمبے انڈے دیتے ہیں اور یہ گندی جگہوں میں رہتے ہیں۔ جاہظ نے کہا اصل میں حش کھجور کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ اور یہ حشان ہے۔ اور واقعہ یوں ہے کہ شہر والے جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے ہیں تو کھجوروں میں داخل ہو جاتے ہیں تو کنائے کے طور انہوں نے بیت الخلاء کو حش کہنا شروع کر دیا جس طرح قضائے حاجت کو خلاء سے کنایہ کرتے ہیں۔ اور جو قضائے حاجت کو جائے اس کو کہتے ہیں ذہب الی البراز اور کہتے ہیں ذہب الی المستراح والی الحش والخلا والمخرج والمتوضا والمذہب والغائط وقضاء الحاجت اور کہتے ہیں ذہب یخو جیسے کہتے ہیں ذہب یتغوط اور یہ سب کے سب الفاظ صرف پاخانہ کے نام لینے سے بچنے کے لئے کہتے ہیں۔ بعض شعراء نے بنات وردان کو اپنے ان شعروں میں بیان کیا ہے۔

بنات وردان جنس لیس ینعتہ خلق کنعتی فی وصفی وتشبیہی  
 ”بنات وردان ایسی جنس ہے جس کو کوئی آدمی اس طرح بیان نہیں کر سکتا جس طرح میں ان کا وصف اور تشبیہ بیان کرتا ہوں۔“

کمثل انصاف بسر احمر ترکت من بعد تشقیقہ اقماعہ فیہ  
 ”جس طرح سرخ گدر کھجور کو توڑ کر آدھا کر کے اس کے نچلے حصے کو چھوڑ دیا گیا ہو۔“

شرعی حکم: اس کا کھانا اس کے گندا ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ تمام نہ نفع دینے والے حشرات کی طرح اس کی بیج درست نہیں ہے لیکن یہ جب پاک پانی میں پڑ جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس کو نظر انداز کیا جائے اسی طرح ہر وہ جانور جس کو مارنے سے خون نہ بہے کا یہی حکم ہے اور یہ حکم ذباب میں بھی پہلے گزر چکا ہے۔

فرع: ہمارے ساتھیوں نے کہا جس میں کوئی نفع نقصان ظاہر نہ ہو جیسے بنات وردان، خنفس اور جعلان اور کیڑے اور سرطان اور رخم اور شتر مرغ اور چڑیا اور کھیاں ان کا مارنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے۔

رافعی نے نہ کاٹنے والے کتے کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ اور کہا کہ چیونٹی شہد کی مکھی خطاف اور مینڈک کو مارنا منع ہے۔ ان کے کچھ احکام ان کی جگہوں میں گزر چکے ہیں۔

الخواص: ارسطاطالیس نے کہا کہ بنات وردان کو تیل میں پکا کر کان میں قطرے ڈالے جائیں تو درد رک جائے گا۔ اور یہ تیل پنڈلیوں کے زخموں اور اسی طرح تمام اعضاء کے زخموں میں مفید ہے۔

## باب الیاء

### یاجوج ماجوج

ان دونوں کو ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ کے بھی پڑھا جاتا ہے۔ جس نے ہمزہ سے پڑھا ہے اس نے ان کو اجۃ الحر سے مشتق کیا ہے جس کا معنی ہے سخت گرمی۔ اسی سے ایچ النار بھی ہے۔ جس کا معنی ہے بھڑکنا اور گرم ہونا۔ اور یاجوج کا وزن یفعل ہے۔ اور ماجوج کا وزن مفعول ہے۔ بشرطیکہ ہمزہ نہ لگایا جائے یہ بات ازہری نے کہی ہے۔ اور احتمال ہے کہ یہ دونوں مفعول ہوں ان کو منصرف اس لئے نہیں پڑھا گیا کیونکہ ان میں تعریف و تائید دو وصف ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں اور اکثر لوگوں کے نزدیک یہ عجمی نام ہیں اور مشتق نہیں ہیں اسی لئے ان پر ہمزہ بھی نہیں پڑھا جاتا اور معرفہ عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

سعید الخفش کہتے ہیں کہ یاجوج تج سے اور ماجوج ج سے مشتق ہے۔

قطرب نے کہا کہ جو شخص ہمزہ نہیں پڑھتا وہ یاجوج کو فاعول کے وزن پڑھتا ہے جیسے داؤد اور جالوت اور یہ تج سے مشتق ہوگا اور ماجوج بھی فاعول ہی ہوگا اور ج سے مشتق ہوگا اور اس جیسے عجمی ناموں کو ہمزہ نہیں دیا جاتا۔ جیسے ہاروت ماروت جالوت طالوت، قارون وغیرہ۔

اور جائز ہے کہ یہاں ہمزہ ہو لیکن پھر اس کو اس طرح مخفف کیا گیا ہو جیسے دوسرے لفظ مخفف ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں لفظ عجمی ہیں تو عرب مختلف الفاظ سے تلفظ کرتے ہیں۔

اور جب سے بھی مشتق بنانا جائز ہے اور اسی کا معنی میل جول ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے کہا وتر کنا بعضهم یؤمنذ یموج فی بعض اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپس میں میل جول والے ہیں۔

اور شائد کہ وہ تج جس کا خفش نے اور قطرب نے ذکر کیا ہے وہ آج سے مشتق ہو کر مخفف الہمزہ ہو گیا ہو۔

ورنہ یج کلام عرب میں معروف نہیں ہے کیونکہ یاء اور جیم کا مخرج بہت مشکل ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان کو ہمزہ کے ساتھ اور بے ہمزہ کے بھی پڑھنا درست ہے کما تقدم۔ اور ساتوں قراءتوں میں دونوں تلفظ کے ساتھ پڑھا گیا ہے لیکن اکثر ہمزہ نہیں پڑھتے۔ کما تقدم

اور یاجوج ماجوج ان کو ان کی کثرت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ اجاج سے بنے ہیں جو شدید نمکین پانی کو کہتے ہیں۔

یاجوج ماجوج کون ہیں: مقاتل کہتے ہیں یہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں ضحاک نے کہا یہ ترکوں میں سے ہیں۔ کعب احبار نے کہا آدم کو احتلام ہوا تو ان کا پانی مٹی میں جاگرا تو ان کو افسوس ہوا تو یہاں سے پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں اس میں نظر ہے کیونکہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔

طبرانی نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا یاجوج ایک امت ہے جس کے چار سو امیر ہیں اسی طرح ماجوج بھی ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ایک ہزار شاہسواری اپنی اولاد میں سے نہ دیکھ لے ان میں ایک قسم ایسی ہے جو صنوبر کے درخت کی طرح ہے جن کی نمبائی ایک سو بیس ذراع ہے اور ایک قسم ایسی ہے جو اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہیں اور ایک کو اوپر اوڑھتے ہیں۔

یہ جب بھی ہاتھی یا خنزیر کے پاس سے گزرتے ہیں اسے کھا جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان کے اپنوں میں سے مر جائے اسے بھی کھا جاتے ہیں۔ ان کے اگلے لوگ شام میں ہوتے ہیں تو ان کا پچھلا ٹولہ خراسان میں ہوتا ہے۔ یہ مشرق کی نہریں پی جائیں گے اور بحیرہ طبریہ کو ختم کر ڈالیں گے۔ اللہ ان کو مکہ مدینہ اور بیت المقدس سے روک لے گا۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج گھاس لکڑیاں اور درخت کھاتے ہیں۔ اور لوگوں میں سے بھی جو ان کے قبضے میں آجائے اسے بھی کھا جاتے ہیں۔ مکہ مدینہ اور بیت المقدس میں نہ جاسکیں گے۔

علیؑ کہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کی ایک قسم ایک بالشت لمبی ہوتی ہے اور کچھ زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔ ان کے پرندوں کی طرح پنجے اور درندوں کی طرح کچلیاں ہوتی ہیں۔

کبوتروں کی طرح آوازیں نکالیں گے جانوروں کی طرح جھتی ہوں گے بھیڑیوں کی طرح بھونکیں گے ان کے بال ان کو گرمی سردی سے بچائیں گے ان کے بڑے بڑے کان ہوں گے۔ ان کا ایک کان اون کا ہوگا جس میں سردیاں گزاریں گے اور دوسرا چمڑے کا ہوگا جس میں گرمیاں گزاریں گے۔

وہ اس دیوار کو کھود رہے ہیں جس کو ذوالقرنین نے بنایا تھا۔ یہاں تک کہ جب سوراخ نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس دیوار کو پھریج کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ کہیں گے کہ ہم ان شاء اللہ اس کو کل سوراخ کر دیں گے تو وہ دوسرے دن اس میں سے سوراخ مکمل کر کے نکل جائیں گے۔

اور لوگ ان سے بچنے کے لئے قلعوں میں چلے جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو وہاں سے تیر خون سے بھر کر واپس آئیں گے۔ پھر اللہ ان کو ایک نغف کی بیماری سے ہلاک کر دے گا۔ جو ان کی گردن میں کیڑے کی صورت میں آئے گی۔

کیا یاجوج ماجوج انسان ہیں؟ امام نووی سے یاجوج ماجوج کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا یہ آدم اور حوا کی اولاد سے ہیں؟ اور ان میں سے ہر ایک کتنا عرصہ زندہ رہتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اکثر علماء کے نزدیک یہ آدم اور حوا کی اولاد سے ہیں۔ بعض نے کہا کہ صرف آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں تو یہ ہمارے باپ کی طرف سے بھائی ہوئے۔ ان کی عمروں کے متعلق کوئی

چیز ثابت نہیں ہے۔ اس سے پہلے ”کرکند“ کے ذکر میں گزر چکا ہے جس کو حافظ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ یافس بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ اور نبی سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ان کو اپنی دعوت پہنچائی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا میں اسراء کی رات ان کے پاس سے گزرا تھا اور ان کو دعوت دی تھی مگر انہوں نے نہیں مانی۔

شیخین اور نسائی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ نبی نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم تو آدم کہیں گے لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آگ کا لشکر الگ کر دو تو آدم کہیں گے یا اللہ آگ والا لشکر کون سا ہے۔ تو اللہ کہے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے آدمی آگ کی طرف بھیج دو اور ایک جنت کی طرف۔ اور یہ ایسا دن ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَرًا وَمَا هُمْ بِسُكَرًا وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج)

”اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔“

راوی نے کہا کہ یہ بات صحابہ پر سخت گراں گزری تو وہ کہنے لگے ہم میں سے وہ ایک آدمی کون ہوگا جو جنت میں جائے گا۔ آپ نے فرمایا جوج ماجوج میں سے نو سو ننانوے ہوں گے اور تم میں سے ایک ہوگا۔

علماء نے کہا ہے آدم کا ذکر یہاں خصوصی طور پر اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ سب کے باپ ہیں۔ ابوداؤد کے علاوہ محدثین کی جماعت نے زینب بنت جحش سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ گھبرائے ہوئے سرخ چہرہ کئے ہوئے باہر آئے کہنے لگے۔ لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب۔ عربوں کے لئے خرابی ہو اس شر کی وجہ سے جو اب قریب آ چکی ہے پھر فرمایا یا جوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں اور انگوٹھے سے حلقہ بنایا۔ زینب بنت جحش نے کہا کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اگرچہ ہم میں اچھے لوگ ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں جب خباثت زیادہ ہو جائے گی۔ نبی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے دیوار کا تھوڑا سا حصہ ابھی خالی کیا ہے۔ اور اللہ ان کو ابھی یہ بات الہام نہیں کرے گا کہ وہ ان شاء اللہ کہیں اور جب وہ اللہ کے الہام سے ان شاء اللہ کہیں گے تو وہ اس سے نکل آئیں گے اور آپ کا ویل للعرب ایسا کلمہ ہے جس کو عرب ہر اس آدمی کے لئے بولتے ہیں جو ہلاکت میں واقع ہو جائے۔

مسند امام احمد میں ابوسعید خدری سے روایت کہ نبی نے فرمایا کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے کہ کافر اس میں چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ بعض نے کہا ویل شر کو کہتے ہیں اور نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ یا جوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سوراخ ہو گیا ہے یہ ایک مضبوط پردہ ہے جو ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے اور اس سے مراد وہ دیوار ہے جو سکندر نے دو صد فین پہاڑوں میں بنائی تھی اور اس حدیث میں زینب کے یہ الفاظ انہلک لام کے کسرہ سے ہے۔

اس کو فتح سے بھی روایت کیا ہے مگر وہ کمزور ہے یا غلط ہے یہ بات نووی نے کہی ہے۔ اور اس حدیث میں نعم کا لفظ آپ نے اس لئے بولا کہ جو بات اثبات کے ساتھ پوچھی جاتی ہے اس کا جواب نعم سے ہوتا ہے اور جو بات نفی سے پوچھی جاتی ہے اس کا



جواب بلی ہوتا ہے۔ اسی لئے الست بر بکم کا جواب بلی تھا۔ اور هل وجدتم کا جواب نعم سے دیا گیا۔ جب زینب نے آپ سے پوچھا کہ کیا ہم اس وقت ہلاک ہوں گے کہ ہم میں صالح موجود ہوں تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اور نبی کے اس فرمان اذا کثر الخبث میں خبث خاء اور باء کے فتح سے ہے اس کا معنی جمہور نے گناہ اور فسق کیا ہے اور بعض نے کہا اس سے مراد خاص بدکاری ہے۔ اور بعض نے کہا زنا کی اولاد ہے اور ظاہر بات یہ ہے کہ اس سے مراد مطلقاً نافرمانیاں ہیں یا اس کا معنی یہ ہے کہ جب گناہ زیادہ ہو جائیں گے تو وہاں عام ہلاکت آ جائے گی اگرچہ وہاں نیک بھی ہوئے۔

دیوار ذوالقرنین کہاں ہے؟ بزار نے یوسف بن مریم حنفی سے روایت کیا ہے ایک دفعہ میں ابو بکرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے ان کو سلام کہا پھر کہا کیا آپ مجھ کو جانتے ہیں تو ابو بکرہ نے اس کو کہا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا آپ اس آدمی کو جانتے ہیں جو نبی کے پاس آیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے یاجوج ماجوج کی دیوار دیکھی ہے۔ تو ابو بکرہ نے کہا تو وہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا بیٹھ جا اور ہم کو حدیث سنا تو اس نے کہا میں ایک سر زمین میں گیا جن کے پاس صرف لوہا تھا جس کو وہ بناتے تھے تو میں ایک گھر میں داخل ہوا اور پیٹھ کے بل اس میں لیٹ گیا اور اپنا پاؤں اس کی دیوار پر رکھ دیا۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو میں نے ایسی آواز سنی جیسی پہلے کبھی نہیں سنی تھی تو میں اس سے ڈر گیا تو مجھے گھر کے مالک نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں یہ ہم کو نقصان نہیں دے سکتے۔ یہ آواز ایسی قوم کی ہے جو اس دیوار سے اس وقت واپس جاتے ہیں۔ کیا تم اس کو دیکھنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تو میں صبح کے وقت اس کے پاس گیا۔ پس میں وہاں گیا تو اس کی اینٹیں لوہے کی تھیں اور ہر اینٹ صاف پتھر کی طرح تھی۔

اور گویا کہ وہ حبری چادریں ہیں اور میخیں تنوں کی طرح بڑی ہیں۔ تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور ان کو سارا واقع بتایا تو آپ نے فرمایا وہ واقعہ مجھے بتاؤ تو میں نے کہا کہ وہ دیوار حبری چادروں کی طرح ہے۔ تو نبی نے فرمایا۔ جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جو یاجوج ماجوج کی دیوار کے پاس گیا ہے تو اس آدمی کو دیکھ لے۔ تو ابو بکرہ نے کہا یہ بات سچی ہے۔ انتہی اور یہ وہ دیوار ہے جس کو سکندر نے یاجوج ماجوج کے لئے بنایا تھا۔ واقعہ یوں ہوا کہ جب اسکندر ان دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اس نے وہاں ایک قوم دیکھی جیسے اللہ نے فرمایا کہ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا۔ یعنی وہ بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ یفقہون یا اور قاف کے فتح سے ہے اور ایک قراءۃ یاء کے ضمہ اور قاف کے کسرہ سے ہے۔ تو پہلی قراءۃ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ وہ ان میں سے کسی کی بولی نہیں سمجھتے تھے اور کسی اور کی بولی سمجھتے تھے اور دوسری قراءۃ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ کوئی دوسرا ان کی بولی نہیں سمجھتا تھا۔ تو انہوں نے یاجوج ماجوج کے فساد کرنے کی شکایت کی۔ کیونکہ وہ ان کی زمینوں میں آتے اور یہاں کا سارا سبزہ کھا جاتے۔ اور خشک چیز کو اٹھا کر لے جاتے۔ بعض نے کہا وہ لواطت کرتے تھے۔ بعض نے کہا وہ لوگوں کو کھا جاتے تھے۔ تو انہوں نے سکندر سے کہا ہم آپ کے لئے آمدنی کا کچھ حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ اور آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ تو انہوں نے ان کی آمدنی واپس کر دی اور ان سے عمل اور جسمانی تعاون لیا پھر وہ ان دو پہاڑوں کے درمیان گیا اور درمیان کی ساری جگہ ناپی تو وہ ایک سو فرسخ تھی تو اس کی بنیادیں کھودنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ وہ بنیادیں پانی تک پہنچ گئیں پھر اس کی چوڑائی بھی پچاس فرسخ کی۔ اور اس کی خالی جگہ میں پتھر بھر دیئے اور ان کو پگھلے ہوئے تانبے سے جوڑ دیا اور وہ اس

طرح ہو گیا گویا کہ وہ زمین کے نیچے سے پہاڑ کی ایک رگ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان لوہے کے ٹکڑے بھر دیئے اور لوہے کے تختوں کے درمیان ایندھن اور کونکھ چن دیا اور پھونکندیاں لگا دیں جب لوہا گرم ہو گیا تو اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا تو سب مل کر ایک جان ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوہے اور تانبے کا مضبوط پہاڑ بن گیا اور اس کو لوہے کے ٹکڑوں سے اور پگھلے ہوئے تانبے سے مزید اونچا کر دیا۔ اور اس کے اوپر پہلے پگھلے ہوئے تانبے کا عرق ڈال دیا تو اسے ایسے بن گئی جیسے حبرہ کی چادر ہو۔ جس میں تانبے کی سرخی زردی اور لوہے کی سیاہی تھی۔

تو وہ اس پر چڑھ نہیں سکتے کیونکہ وہ بہت ملائم ہے اور سوراخ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ انتہائی مضبوط ہے اور دیوار کی اس طرف سمندر ہے پس وہ دیوار اور سمندر کے درمیان محصور ہیں۔ ان پر تین سانپ برسائے جاتے ہیں جیسے ہم پر بارش برتی ہے تو وہ ان کو کھا جاتے ہیں تو اس جیسی بارش کے برسنے تک اس کو کھاتے رہتے ہیں اور ان کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان پر بارش زیادہ ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

## الیامور

ابن سیدہ نے کہا کہ یہ پہاڑی بکروں کی جنس سے ہے یا اس کے مشابہہ ہے۔ اس کا ایک سینگ ہوتا ہے جو سر کے وسط میں ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ مذکر بارہ سنگھے کو کہتے ہیں اس کے سینگ دو آروں کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ اکثر صفات میں جنگلی گائے کے مشابہہ ہوتا ہے۔ یہ گھنے درختوں کی جگہوں میں رہتا ہے۔ جب پانی پیتا ہے تو بڑا خوش ہوتا ہے پھر یہ دوڑنے اور درختوں کے درمیان کھیلنے لگتا ہے اور بہت دفعہ درختوں کی ٹہنیوں میں اس کے سینگ پھنس جاتے ہیں اور یہ ان کو نکال نہیں سکتا تو چیخنے لگتا ہے جب لوگ اس کی چیخ سنتے ہیں تو اس کے پاس آ کر اس کو شکار کر لیتے ہیں اس کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ بارہ سنگے کی طرح حلال ہے۔ اس کے چمڑے کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر بوا سیر والا آدمی بیٹھے تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔

## الیؤیؤ

یہ ایک پرندہ ہے جس کی کنیت ابو الریاح ہے۔ اس کو جلم بھی کہتے ہیں یہ شکاری پرندوں میں سے ہے جو شکرے کے مشابہہ ہوتا ہے اس پر پہلے باب الصاد لفظ صقر میں کلام گزر چکی ہے۔ اس کی جمع الیائی آتی ہے۔ اس طرح شعر میں بھی آیا ہے۔ انو اس نے اپنے شعروں میں کہا۔

حفظ المہیمن یویوی ورعاه مافی الیائی یویو شرwah

”اللہ یویوی کی حفاظت کرے اور نگرانی یائی کی کرے اور یویو بھی اس جیسے ہیں۔“

اسی طرح جوہری نے بھی اس سے استدلال کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ لفظ بنایا گیا ہے۔ محمد بن زیاد زیادی اس لقب سے ملقب تھے اور یہ بصرہ کے آئمہ میں سے تھے۔ حماد بن زید وغیرہ سے یہ روایت کرتے ہیں اور ان سے ابن ماجہ اور بخاری نے روایت لی ہے۔ یہ لفظ اپنے غیر کے ساتھ مقرون ہے۔ یہ ۲۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ اس کو ابن مندہ نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ اور کہا یویؤ صاحب الحدیث تھا۔

یہ کم یا ب صیغہ ہے اس کے صرف پانچ صیغے محفوظ ہیں ایک یؤ یؤ ہے ایک جؤ جؤ ہے جو کشتی اور پرندے کے اگلے حصے کو کہتے ہیں اور یؤ یؤ کا معنی اصل ہے کہا جاتا ہے۔ فلان یؤ یؤ الکریم۔ یعنی فلاں آدمی اصل الکریم ہے۔ ایک صیغہ دو دو ہے اور دو دو ۲۵ ویں ۲۶ ویں ۲۷ ویں رات کو کہتے ہیں۔ اور لؤلؤ لؤلؤ میں چار لغات ہیں اور اس کے ساتھ ساتوں قراءتوں میں پڑھا جاتا ہے۔ لؤلؤ ہمزہ کے ساتھ بھی ہے اور بغیر ہمزہ کے لؤلؤ بھی ہے اور پہلے میں ہمزہ کے ساتھ اور دوسرے میں بغیر ہمزہ کے بھی ہے اور اس کے الٹ چوتھی لغت ہے۔

شرعی حکم: اس کو کھانا حرام ہے۔ کما تقدم  
طبی فوائد اور خواص: اس کے دماغ کو خشک کر کے پس کر طبرزدی سکر کے ساتھ باریک کوٹ کر گوہ کی منگنیں بھی ملا کر اس کو وہ آدمی اپنی آنکھ میں ڈالے جس کی آنکھ میں سفیدی ہو تو ان شاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔  
اس کا پتہ شہدانج کے پانی سے ملا کر اس آدمی کی ناک میں ڈالا جائے جس کو صداع کی بیماری ہو تو اس کو بہت نفع ہوگا۔

## الیحبور

سرخاب کے بچے کو کہتے ہیں اور حباری کے متعلق باتیں پہلے گزر چکی ہیں۔

## الیحمور

یہ وحشی چوپایہ ہے جو بہت بدکتابا ہے اس کے دو لمبے لمبے سینگ ہوتے ہیں گویا کہ وہ آ رہے ہیں جن کے ساتھ درختوں کو چیرتا ہے۔ جب یہ پیاسا ہوتا ہے تو فرات پر جاتا ہے پھر گھنے درختوں کو کاٹ کر سینگوں سے چیرتا ہے۔ بعض نے کہا یا مور بھی یہی ہے اور اس کے سینگ بارہ سگے کے سینگ کی طرح ہیں۔ یہ ان کو ہر سال اتار دیتا ہے یہ اندر سے خالی نہیں ہوتے ٹھوس ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔

یہ بارہ سگھے سے زیادہ تیز رفتار ہوتے ہیں۔

جوہری کہتے ہیں کہ یحمور وحشی گدھے کو کہتے ہیں۔

شرعی حکم: یہ ہر صورت میں حلال ہے۔

طبی فوائد اور خواص: اس کی چربی بلسان کے تیل سے ملا کر وہ آدمی استعمال کرے جس کی ایک جانب لٹک گئی ہو تو اس کو مفید ہوگا۔

جن نکالنے کا طریقہ: امام ابو الفرج ابن الجوزی نے کتاب العراس میں بیان کیا ہے کہ ایک طالب علم اپنے وطن سے نکلا تو راستے میں اس کو ایک آدمی مل گیا۔ تو جب وہ اس شہر کے قریب پہنچ گیا جہاں جانا چاہتا تھا تو اس کو اس شخص نے کہا کہ تم پر میرا کچھ حق اور ذمہ بن گیا ہے۔ اور میں جن ہوں اور مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب تو فلاں جگہ جائے گا تو تجھے مرغیاں ملیں گی جن کے درمیان ایک مرغ ہوگا تو اس کے مالک کا پتہ کر کے اس سے وہ خرید لینا اور اس کو ذبح کر دینا مجھے تمہاری صرف اتنی ضرورت ہے۔ اس نے کہا میرے بھائی ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے بھی ایک ضرورت ہے اس نے کہا کیا ہے

اس نے کہا جب سرکش شیطان ہو۔ اور اس پر دم کام نہ کرتے ہوں تو اس کا کیا علاج ہے تو اس نے کہا اس کا علاج یہ ہے کہ ایک بالشت تھمور کے چمڑے کی تنڈی لی جائے اور اس کے ساتھ آسب زدہ کے ہاتھوں کے انگوٹھے اچھی طرح باندھ دیئے جائیں پھر جنگلی سذاب کا تیل لے کر اس کے دائیں ناک میں چار قطرے ڈال دیئے جائیں تو چمٹنے والا جن اسی وقت مر جائے گا اور کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ اس طالب علم نے کہا کہ میں جب شہر میں پہنچا اور اس جگہ آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ مرغ ایک بوڑھی کا ہے تو میں نے اس سے خریدنے کا کہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ آخر میں نے کئی گناہ قیمت دے کر اسے خرید لیا اور اس کا مالک بن گیا۔ تو وہ جن دور سے میرے سامنے آیا اور اشارے سے کہا ذبح کر دو تو میں نے اس کو ذبح کر دیا تو اس وقت کچھ مرد اور عورتیں میرے پاس آئے اور مارنے لگے اور کہنے لگے اے جادوگر تو میں نے کہا میں جادوگر نہیں ہوں۔ تو انہوں نے کہا جب سے تو نے یہ مرغ ذبح کیا ہے ہماری نوجوان لڑکی کو ایک جن آ کر چمٹ گیا ہے اور اس سے اب تک جدا نہیں ہوا۔ تو میں نے ان سے تھمور کے چمڑے کی تنڈی منگوائی اور جنگلی سذاب کا تیل منگوا لیا۔ تو وہ لے آئے تو میں نے اس نوجوان لڑکی کے دونوں انگوٹھے اچھی طرح باندھ دیئے جب میں نے یہ کام کیا تو وہ جن چیخا اور کہا میں نے تجھے اپنے خلاف یہ بات سکھائی تھی پھر میں نے اس کے دائیں ناک میں چار اور بائیں ناک میں تین قطرے سذاب کے ڈالے تو وہ اسی وقت مر گیا اور اللہ نے اس لڑکی کو شفا دے دی اور وہ شیطان کبھی اس کے پاس نہ آیا۔

## اليحوم

یہ ایک اچھے رنگ والا پرندہ ہے۔ حبری منقش رنگین چادروں کی طرح کا ہوتا ہے۔ اور اکثر ملک حجاز میں کھجوروں میں ہوتا ہے۔ اور میرے خیال میں یہ چکوروں کی ایک قسم ہے۔

اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

یحوم نعمان بن منذر کے گھوڑے کا نام بھی تھا اور تھموم کا لے دھویں کو بھی کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اللہ کے اس فرمان و ظل من یحوموم سے یہی مراد ہے عرب کہتے ہیں اسود تھموم یعنی وہ بہت سیاہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے یہ جہنم کا ایک پہاڑ ہے جہنمی جس کے نیچے سایہ لیس گے مگر وہ نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عمدہ ہوگا یعنی نمنناک ٹھنڈی مٹی والا اور نہ عمدہ شکل والا ہوگا۔

بعض نے کہا کہ تھموم جہنم کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔

ضحاک نے کہا یہ سیاہ آگ ہے اور اس کے رہنے والے بھی سیاہ ہیں اور اس میں جو کچھ بھی ہے وہ سیاہ ہے۔ نعوذ باللہ من شرہا

## الیراعة (جگنو)

یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جو دن کو اڑتا ہے تو بعض پرندوں کی طرح ہوتا ہے اور رات کے وقت اڑتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی ستارہ ہے یا اڑنے والا چراغ ہے۔

اور ابو عبیدہ نے کہا کہ یراعا ایک چھوٹی مکھی ہے جو چمچر اور مکھی کے درمیان کے درجہ کی ہے اور یہ منہ پر بیٹھتی ہے مگر ڈستی نہیں۔ یراعا شتر مرغ کو بھی کہتے ہیں۔

ضرب الامثال: کہتے ہیں اخف من يراعه وہ يراعه سے ہلکا ہے۔ اس سے مراد وہ پرندہ ہی ہو سکتا ہے جو رات کو اڑتا ہو۔ اور اس سے مراد نرکل بھی ہو سکتا ہے اور ان کی جمع يراعا ہے

## يربوع

یاء کے فتح سے ہے اور اس کو درص بھی کہتے ہیں یہ ذور میح ہے جیسے باب الراء میں گزر چکا ہے اور یہ لمبی ٹانگوں والا اور بہت چھوٹے ہاتھوں والا جانور ہے اور اس کا دم اوپر کو اٹھا ہوتا ہے اس کے طرف میں نوارہ کی شبیہ ہوتی ہے۔ اس کا رنگ ہرنی کے رنگ کی طرح ہوتا ہے۔ اصحاب الکلام نے حیوانات کے طباع میں کہا ہے کہ اللہ نے جس جانور میں بھی خباثت بھری ہے۔ اس کے ہاتھ چھوٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ کسی شے سے ڈرتے ہیں تو اوپر کی طرف چڑھ کر پناہ پکڑتے ہیں تو ان کو کوئی چیز نہیں پکڑ سکتی۔ اور یہ حیوان زمین کے پیٹ میں رہتے ہیں تاکہ اس زمین کی تری ان کے لئے پانی کے قائم مقام ہو۔ اور صبح کی ہوا کو اچھا سمجھتا ہے اور سمندروں کو ناپسند کرتا ہے۔

یہ اپنی سوراخ اونچی زمین میں بناتا ہے اور چاروں سمت کی ہواؤں کے اترنے کی جگہ پر یہ اپنا بل بناتا ہے۔ اس میں وہ روشن دان بھی بناتا ہے جن کو نافقہا قاصعا اور راہطا کہتے ہیں۔ یہ جب کسی ایک سوراخ سے تلاش کیا جاتا ہے تو نافقا سے نکل جاتا ہے اور جب نافقا سے تلاش کیا جائے تو قاصعا سے نکل جاتا ہے اور ظاہری طور پر اس کا گھر مٹی کا ہوتا ہے اور اندر سے کھودا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح منافق آدمی کا ظاہر ایمان ہوتا ہے اور اندر سے کافر ہوتا ہے۔ جاہظ نے کہا کہ منافق کا لفظ جاہلیت میں اس شخص کے لئے نہیں بولا جاتا تھا جو ایمان چھپائے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نام نافقائے یربوع سے مشتق کر کے بنایا ہے۔ کیونکہ جب وہ کفر کو چھپا کر ایمان کو ظاہر کرے گا اور کسی چیز کا کسی دوسری سے تو یہ کرے گا اور دھوکے کے دروازے میں داخل ہو جائے گا اور دوسروں کو اس کے خلاف وہم میں ڈالے گا جس میں وہ ہے تو یہ کام یربوع کے کام کی طرح ہوگا۔ انتہی

اس کی طبیعت میں ہے کہ یہ نرم زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس کے پاؤں کے نشانات خرگوش کی طرح معلوم نہ ہو سکیں۔ اور یہ جگالی کرتا ہے اور میٹکنیں بھی کرتا ہے اس کی اوجڑی بھی ہوتی ہے دانت اور داڑھیں اوپر والے اور نچلے جڑے دونوں میں ہوتی ہیں۔

جاہظ اور قزوینی نے کہا کہ یربوع چوہے کی ایک قسم ہے اور قزوینی نے یہ بات زیادہ کہی کہ یہ ان حیوانوں میں سے ہے جن کا ایک رئیس ہوتا ہے جس کی سب اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جب یہ سرداران میں ہو تو اونچے پتھر پر ہوتا ہے اور ہر طرف سے راستے کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی چیز دیکھے جس کا اسے خوف ہو تو اپنے دانتوں کو دبا کر آواز نکالتا ہے تو جب یربوع اس کی آواز سنتے ہیں تو اپنے بلوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جب رئیس سے کوتاہی ہو جائے اور ان میں سے کوئی یربوع پکڑا جائے اور کوئی آدمی اسے شکار کر لے تو یہ سب رئیس پر جمع ہو کر اس کو مار ڈالتے ہیں اور کسی دوسرے کو اپنا والی بنا لیتے ہیں۔

یہ جب معاش کی طلب میں نکلتے ہیں تو سب سے آگے رئیس نکلتا ہے پھر وہ ادھر ادھر جھانکتا ہے اگر اس کو کچھ بھی خوف والی چیز نظر نہ آئے تو دانتوں کو بند کر آواز نکالتا ہے۔ تو سارے نکل آتے ہیں۔ یربوع میں یاء اور واؤ زائد ہیں اس لئے چاہیے یہ تھا

کہ اس کو راء میں ذکر کیا جاتا لیکن یہ بات بعض لوگوں پر مخفی ہے۔ اس لئے اس کو یہاں لکھا ہے۔

شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ عرب اس کو طیب اور حلال سمجھتے ہیں یہ بات عطا احمد ابن منذر اور ابو ثور نے کہی ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابہ نے اس میں ایک بکری کا بچہ فد یہ رکھا ہے۔ جب کہ اس کو محرم مار ڈالے یا حرم میں قتل کیا جائے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے سوائے اس کے جس کو حرمت سے خاص کر دیا جائے۔

ضرب الامثال: عرب کہتے ہیں اضل من ولد یربوع۔ وہ یربوع کے بچے سے زیادہ گمراہ ہے۔ اور کہتے ہیں کالمشتری القاصعاء بالیربوع یعنی وہ یربوع کی جگہ اس کی بل کو خریدنے والا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اصل کو چھوڑ دیتا ہے اور نشان کے پیچھے پڑ جاتا ہے اس لئے کہ قاصع یربوع کی بل ہوتی ہے اور اس کی جمع قواصع ہے۔ طبی فوائد اور خواص: یربوع کا خون لے کر ان بالوں کو اکھیڑ کر جو پلکوں کے اندر آگ آتے ہیں لیپ دیا جائے تو وہ ختم ہو جائیں گے۔

تعبیر: خواب میں یربوع کو دیکھنا جھوٹے اور قسمیں کھانے والے آدمی پر دلالت کرتا ہے تو جو شخص اس سے جھگڑا کرے وہ کسی ایسے ہی انسان سے جھگڑا کرے گا۔

## الیرقان

یہ کھیتی کا ایک کیڑا ہے یہ اس سے نکل کر عام کیڑا بن جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ذرع میروق یعنی یرقان والی کھیتی یہ بات ابن سیدہ نے کہی ہے۔

## الیسف

مکھی کو کہتے ہیں اور یہ بات باب ذال میں ذکر ہو چکی ہے۔

## الیر

یہ یائے مثناة کے فتح سے ہے اور عین مہملہ کے ساتھ ہے۔ بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جس کو شیر کے شکار کے گڑھے کے پاس باندھا جاتا ہے اور بھیڑیے کے ٹھکانے کے پاس باندھا جاتا ہے۔ اور اس کا سر ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ پھر جب بجواس کی آواز سنتا ہے تو وہ اس کو ڈھونڈتا ہوا آتا ہے تو اس گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اور اس سے ان کا قول ہے کہ فلاں آدمی یر سے زیادہ ذلیل ہے اور یر ایک چوپایہ بھی ہے جو خراسان میں ہوتا ہے۔ یہ مشقت کے باوجود موٹا ہوتا ہے۔ بعض نے کہا یہ غین معجمہ کے ساتھ ہے اور وہ اپنی مثالوں میں کہتے ہیں یعنی وہ یر سے زیادہ موٹا ہے اس کو حمزہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

## اليغفور

ہرن کے نواز اندہ بچے اور وحشی گائے کے بچے کو بھی کہتے ہیں بعض نے کہا۔

نر ہرنوں کو بھی کہتے ہیں۔ بشر ابن ابی حازم نے کہا

و بلدة ليس بها نيس الا ليعافير والا عيس

”وہ ایسا شہر ہے کہ جس میں کوئی انیس نہیں سوائے اونٹوں اور نر ہرنوں کے۔“

سعد بن عبادہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ اپنے گدھے یعفور پر ان کی تیمارداری کے لئے آئے۔ کہا گیا ہے کہ اس کو یعفور اس کے رنگ کی وجہ سے کہتے تھے اور اس کا رنگ عفراتہ تھا جیسے اخضر کو تخضر کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کو یعفور کے ساتھ دوڑنے میں تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یعفور ہرنی کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

## اليغقوب

مذکر چکور کو کہتے ہیں۔ جو ایقنی نے کہا کہ یہ صحیح عربی لفظ ہے اور یعقوب نام یوسف یونس المسیح کی طرح عجیب ہے۔

جو ہری نے کہا یعقوب ایک آدمی کا نام ہے اور عجمہ اور معرفہ ہونے کی وجہ سے منصرف نہیں ہوتا۔

اور یعقوب مذکر چکور کو کہتے ہیں اور منصرف ہے کیونکہ یہ عربی ہے اور یہ تبدیل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے شروع میں زائد حروف

آئے۔ پس یہ وزن فعل پر نہیں۔ یعقوب کے ساتھ دوڑنے کی کثرت اور شدت میں وصف بیان کیا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

عاد يقصر دون اليعقوب

”وہ تیز دوڑنے والا ہے مگر یعقوب سے کم ہے۔“

اس کی جمع یعاقیب ہے جیسے کسی شاعر نے کہا:

اودى الشباب الذى مجد عواقبه فيه نلذ ولا لذات للشيب

”شباب ہلاک ہو گیا کہ جس کے پیچھے بزرگی ہے اس میں ہم لذت محسوس کرتے ہیں اور بڑھاپے میں کوئی لذت

نہیں۔“

اودى الشباب حميدا ذو التعاجيب اودى وذلك شأو غير مطلوب

”تعریف کی حالت میں جوانی ختم ہوگئی جو عجب واقعات والی تھی اور وہ ہلاک ہوگئی اور یہ ایسی چال ہے جس کو تلاش نہیں

کیا جاتا۔“

ولى حثشا وهذا الشيب يطلبه لو كان يدركه ركض اليعاقيب

”وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر چلی گئی اور بڑھاپا اس کو مغلوب کر رہا تھا کاش کہ اس کو یعاقیب ایڑھی لگا سکتا۔“

رکض رفع کے ساتھ بھی ہے اور نصب کے ساتھ بھی جو اس کو رفع دینا چاہے وہ اس کو یدرکہ کا فاعل بنا دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ یہ پرندہ تیز اڑنے کے باوجود لوٹی ہوئی جوانی کو پکڑ نہیں سکتا تو کوئی اور اس کو کیسے پکڑ سکتا ہے۔

اور جس نے اس کو نصب دی ہے اس نے فعل مضمّر سے نصب دے کر اس کو مفعول مطلق بنایا ہے۔ اور تقدیر اس طرح ہے ولی  
یرکض رکض الیعاقیب۔ اور اس کو شباب کی صفت بنا دیا۔ اور شیب کے اندر ضمیر مستتر اس کا فاعل ہوگی اور اس شعر میں تقدیم  
تاخیر ہوگی اصل یہ ہوگی۔ ولی الشباب حیثاً یرکض رکض الیعاقیب و هذا الشیب یطلبہ لو کان یدرکہ  
اور یعاقیب سے مراد مذکر چکور ہے۔

بعض نے کہا اس سے مراد یہاں عقاب ہے اور مشہور پہلی بات ہے۔

یعقوب، لقیح، لجل یہ سب ایک ہی قسم سے ہیں۔ ان کو ابوعلی بن رشیق نے ان اشعار میں بیان کیا ہے:

ما اغربت فی زیہا      الا یعاقیب الحجل  
”یعاقیب لجل یعنی چکوریں اپنے لباس میں کیا ہی عجیب و غریب ہیں۔“

جاء تک مثقلة الترا      نب بالحلی وبالجل  
”ان کا جسم بھاری ہے اور اور انہوں نے حلے اور زپور پہن رکھے ہیں۔“

صفر العیون کانہا      باتت بتبر تکحل  
”ان کی آنکھیں پیلی ہیں گویا کہ انہوں نے رات کو سونے کی ڈل سے سرمہ پہنا ہے۔“

وتخالها قد وکلت      بالنوت والصوت الزجل  
”تم ان کو ایسا خیال کرو گے کہ وہ لٹکی ہوئی ہیں اور چپخیں مار رہی ہیں۔“

وکان ما باتت اصا      بعها بحناء تعل  
”انہوں نے اس طرح رات گزاری ہے کہ ان کی انگلیاں دوبارہ مہندی لگائی گئی ہیں۔“

من یتحل لصدھا      فاننا امرولا استحل  
”جو شخص ان کے شکار کو حلال سمجھے تو میں تو حلال نہیں سمجھتا۔“

شرعی حکم: چکور اور مرغی کے درمیان سے جو بچہ پیدا ہو تو اس کے قتل سے محرم پر جزاء لازم آئے گی۔ رافعی نے یہ بات حج  
کے بیان میں کہی ہے۔ اور یہ چیز اس آدمی کے قول کو رد کر دیتی ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ پہلے دو شعروں میں عقاب کا ذکر کیا گیا ہے  
کیونکہ مرغ اور عقاب میں نسل قائم نہیں ہوتی۔ بلکہ نسل ان دو حیوانوں میں قائم ہوتی ہے جو ہم شکل اور پیدائش میں ایک دوسرے  
کے قریب ہوں۔ جیسے وحشی گدھا اور گھریلو گدھا اسی طرح ہرنی اور بکری جب یہ بات معلوم ہوگئی تو معلوم ہو کہ جنگلی مرغی شکل اور  
رنگ میں گھریلو مرغی کے قریب قریب ہوتی ہے۔

## العملیة

عمدہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ جو کام کے لیے مقرر کی گئی ہے اور اس کی جمع یہ عملات ہے اور اسی سے عبد اللہ بن رواحہ کا زید بن ارقم  
کے لیے یہ قول ہے۔



يازيد زيد اليعملات الذبل تطاول الليل هديت فانزل  
 ”اے زید کمزور کام کرنے والی اونٹنیوں کی رات لمبی ہوگئی اور تجھے ہدایت دی گئی ہے اس لیے یہاں اتر جا۔“

## الیمام

اصمعی کہتے ہیں کہ یہ وحشی کبوتری ہوتی ہے اس کا واحد یمامہ ہے۔ کسائی کہتے ہیں کہ گھروں سے مانوس ہوتی ہے اور یمامہ ایک لونڈی کا نام تھا جو نیلی آنکھوں والی تھی اور قافلے کو تین دن کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی۔ جاہظ نے کہا وہ لقمان بن عاد کی اولاد سے تھی اور اس کا نام غمز تھا۔ اور یہ نیلی آنکھوں والی تھی اور ذباء بھی نیلی آنکھوں والی تھی اور اس طرح بسوس بھی یہ پہلی عربی عورت ہے جس نے اشد سرمہ پہنا اور اس کا ہی ذکر نابغہ نے اپنے اس شعر میں کیا ہے۔

واحکم کحکم فتاة الحی اذ نظرت الی حمام شرع وارد الشمد

توقیلے کی اس لڑکی کی طرح فیصلہ کر جب اس نے کبوتروں کی طرف دیکھا جو شہ پانی پر اتر کر منہ لگا کر پانی پی رہے تھے۔

اور یہ حرف حاء میں گزر چکا ہے۔

پانچ عجیب عورتیں: ابتلاء الاخیار بالنساء الاشرار میں کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں جن کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے وہ پانچ ہیں۔ ایک زرقاء الیمامہ ہے اور ایک بسوس ہے اور ایک دغہ ہے اور ظلمہ اور ام قرنفہ ہے۔

زرقاء کے متعلق کہا جاتا ہے ابصر من زرقاء الیمامہ یعنی وہ یمامہ کی زرقاء سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔ یہ بنو نمیر کی ایک عورت تھی یمامہ میں رہتی تھی۔ سفید بالوں کو رات میں اور قافلے کو تین دن کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی۔ اور اپنی قوم کو کسی کے حملے سے پہلے ہی ڈر دیا کرتی تھی۔ اس لیے جب بھی کوئی لشکر آتا یہ پہلے سے اس کی تیاری کر چکے ہوتے۔ اور بعض جنگجوؤں نے اس کے خلاف ایک حیلہ سوچا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو انہوں نے درخت کی شاخیں کاٹیں اور اپنے ہاتھوں میں لے کر لشکر کے آگے نکل آئے۔ زرقاء نے جب دیکھا تو اس نے کہا میں درختوں کو دیکھ رہی ہوں کہ وہ تمہاری طرف آرہے ہیں تو اس کی قوم نے کہا تو غلط کہتی ہے۔ اور تیری عقل چلی گئی ہے اور تیری نظر کمزور ہوگئی ہے۔ درخت کیسے چل کر آسکتے ہیں اس نے کہا بات اسی طرح ہے جیسے میں کہہ رہی ہوں تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا تو صبح کے وقت قافلہ آ نکلا اور انہوں نے ان پر لوٹ مار مچادی تو زرقاء کو قتل کر دیا اور اس کی آنکھیں نکال کر دیکھا تو اس کی دونوں آنکھوں کی رگیں اشد سرمے میں غرق تھیں۔ کیونکہ وہ کثرت سے یہی سرمہ لگاتی تھی۔

بسوس کی مثال یہ بیان کی جاتی ہے کہ اشام من البسوس یعنی وہ بسوس سے زیادہ منحوس ہے۔ یہ جیسا بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی خالہ تھی۔ اور اسی کی اونٹنی کی وجہ سے کلیب بن وائل مارا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے بکر اور تغلب کے درمیان وہ جنگ اٹھی کہ جس کو جنگ بسوس کہا جاتا ہے۔

دغہ کے متعلق کہا جاتا ہے احمق من دغہ یعنی وہ دغہ سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔ یہ بنو عجل کی ایک عورت تھی۔ جس نے بنو العنبر سے شادی کی۔

ظلمہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ازنی من ظلمۃ۔ یعنی فلاں ظلمہ سے زیادہ زانی ہے۔ یہ بنو ہذیل کی ایک عورت تھی جس نے چالیس سال تک زنا کیا اور چالیس سال دلالت کرتی رہی۔ جب زنا اور دلالت سے عاجز آگئی تو اس نے ایک بکر اور بکری لے لی تو بکرے کو بکری پر چڑھایا کرتی تھی۔ تو اس سے کہا گیا تو ایسا کیوں کرتی ہے تو اس نے کہا اس لیے کہ ان کے درمیان جماع کی سانسیں سن سکوں۔

ام قرفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ام قرفہ سے زیادہ محفوظ ہے۔

یہ مالک بن حذیفہ بن بدر فزاری کی عورت ہے۔ یہ اپنے گھر میں پچاس تلواریں لٹکا کر رکھتی تھی ہر تلوار اس کے ایک ذی محرم کی تھی۔ ابن سیرین سے عورتوں کے متعلق پوچھا گیا کہ تو انہوں نے کہا فتنوں کے دروازوں کی چابیاں ہیں اور یہ غم کا خزانہ ہیں۔ جب تم پر کوئی عورت احسان کر دے تو وہ تم پر احسان جتلاتی رہے گی تیرا بھید بھی افشاء کر دے گی۔ تیرے ہر کام کو مہمل چھوڑ دے گی اور تیرے غیر کی طرف جھک جائے گی۔

کہا گیا ہے کہ عورتیں رات کے پھول اور دن کے کانٹے ہیں۔ بعض حکماء کو کہا گیا تیرا دشمن مر گیا اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کہتے کہ تیرے دشمن نے شادی کر لی۔ کسی نے کہا ہے کہ عاجزی تین کاموں میں ہے۔ (۱) سدھار کے لیے کم خیال کرنا۔ (۲) اپنی شہوت کی مخالفت کم کرنا (۳) اپنی عورت کی وہ بات مان لینا جس کا علم نہیں۔

بعض حکماء نے کہا کہ تو کسی قاری سے کتاب پرامن میں نہ رہو اور کسی نوجوان سے کسی عورت پرامن میں نہ رہو۔ کسی دوسرے نے کہا کہ جہالت سے بڑی مصیبت کوئی نہیں اور عورتوں سے بڑا شر کوئی نہیں۔

شرعی حکم: یمامہ کھانا اور اس کے انڈے بالاتفاق حلال ہیں۔ یہ بات پہلے باب حاء حمام کے ذکر میں گزر چکی ہے۔ ضرب الامثال: کہتے ہیں کن مع الناس یمامہ یعنی لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ خواص: اس کے خواص اور تعبیر حمام کی طرح ہیں۔

## اليهودی

اس میں کلام باب الشین میں گزر چکی ہے یہ سمندری مچھلی کو کہتے ہیں۔

## اليوصی

یاء اور واؤ کی فتح اور ص کی کسرہ اور تشدید سے ہے۔ عراق کا ایک پرندہ ہے جو باشے سے بازوؤں کے لحاظ سے لمبا اور شکار کے لحاظ سے نہایت خبیث ہے۔ اس کا نام حر ہے۔ یہ حرام ہے کما تقدم۔

## اليعسوب

یہ مشترک اسم ہے جو اڑنے والے ایک پرندے بولا جاتا ہے جو ٹڈی کی طرح ہوتا ہے جس کے چار پر ہوتے ہیں اور اپنے پر

بند نہیں کرتا اور کبھی چلتا دکھائی نہیں دیتا بلکہ کسی لکڑی کے سرے پر بیٹھا ہو گا یا اڑ رہا ہو گا۔ جوہری کہتے ہیں یہ ٹنڈی سے لمبا ہوتا ہے اور یہ بیٹھتے وقت اپنے پر بند نہیں کرتا۔ ان کو تضمیر شدہ گھوڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشیر کہتا ہے۔

ابو ظبیة شعث تطیف بشخصه كوالح امثال اليعاسيب ضمرا

”ابو ظبیہ پراگندہ ہے اپنے آپ کو گھماتا ہے وہ شہد کی تضمیر شدہ مکھیوں کی طرح سخت ہے۔“

پھر کہا کہ اس میں یا زائدہ ہے کیونکہ عربی کلام میں مفعول کے وزن پر صغوق کے علاوہ کوئی کلمہ نہیں ہے۔

ابن خلکان نے حسن بن عبداللہ عسکری کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ صحز بن عمر بن شریذ بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری لمبی ہو گئی اس کی ماں اور اس کی بیوی سلیمی اس کی تیمارداری کرتی تھیں۔ ایک دن اس کی بیوی سے کسی نے اس کا حال پوچھا اور وہ اس سے بہت تنگ تھی۔ تو کہنے لگی۔

وہ نہ تو زندہ ہے کہ اس کی امید کی جائے اور نہ مرتا ہے کہ اس پر رویا جائے۔

یہ بات صحز نے سنی تو یہ شعر کہنے لگا۔

اری ام صحز لا تمل عیادتی وملت سلیمی مضجعی ومکانی

”میں نے اپنی ماں ام صحز کو دیکھا ہے کہ وہ میری تیمارداری سے نہیں اکتاتی اور سلیمی جو میرا بچھونا اور وجود ہے وہ اکتا گئی ہے۔“

وما كنت اخشى ان اكون جنازة عليك ومن يغتر بالحدثان

”اور میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ میں تمہارے سامنے مر جاؤں اور کون ہے جو مصیبتوں سے دھوکہ کھائے۔“

لعمری لقد نهت من كان ناما واسمعت من كانت له اذنان

”میری عمر کی قسم میری بیوی نے سوئے ہوئے کو بیدار کر دیا اور کانوں والوں کو سنا دیا۔“

وای امریء ساوی بام حلیلة فلا عاش الا فی شقا وهوان

”جو ام حلیلہ سے برابری کرے گا وہ ہمیشہ بدبختی اور ذلت میں زندہ رہے گا۔“

اهم بامر الحزم لو استطعہ وقد حیل بین العیر والنزوان

”کاش کہ میرے پاس طاقت ہوتی تو عقلمندی کے کام کا قصد کرتا اور کبھی کبھی قافلے اور نزواں کے درمیان کوئی چیز

حائل ہو جاتی ہے۔“

فللموت خیر من حياة كانها معرس يعسوب براس سنان

”موت اس زندگی سے بہتر ہے کہ جو ایسے ہے جیسے نیزے کے سرے پر یعسوب بیٹھی ہو۔“

مصعب کی حدیث ہے کہ اگر دو پہر کی پیاس نہ ہو تو میں پرواہ نہیں کرتا کہ یعسوب بن جاؤں۔

ابن اشیر کہتے ہیں کہ اس جگہ سبز کیڑے مراد ہیں جو موسم بہار میں اڑتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ ایک پرندہ ہوتا ہے جو ٹنڈی سے

بڑا ہوتا ہے۔ اس کو شہد کی مکھی کہنا بھی جائز ہے۔ اور یعسوب نبی کے گھوڑے کا نام بھی تھا۔ اور زبیر کا بھی ایک گھوڑا تھا۔

بعض نے کہا یہ ان تین گھوڑوں میں سے تھا جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے پاس تھے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے۔ اور یعسوب اس سفیدی کو بھی کہتے ہیں جو گھوڑے کے چہرے پر لمبائی کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور گھوڑے باندھنے کی جگہ کے دائرے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اور پنج کلیان پر بولا جاتا ہے۔ اس کو دمیاطی نے کتاب النخیل میں بیان کیا ہے۔ اور مر بضع گھوڑے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو اور اونٹوں کے باڑے میں نہ پڑھو۔ اور مرابض اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ر بضع الاسد یعنی شیر سو گیا۔

جا حظ نے کہا یعاسب شہد کی بڑی نکھوں کو کہتے ہیں۔ اور یعسوب شہد کی نکھوں کا بادشاہ اور ان کا امیر ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر نہ وہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ چراگاہ جاتے ہیں اور اس کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ تو یہ سارے اس کے حکم پر چلتے ہیں اور اس کی بات پر کان دھرتے ہیں اور اس کے فرمانبردار ہوتے ہیں اور اس کے ذمہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے اور حکم دینا اور روکنا ہے یہ ان کی تدبیر اس طرح کرتا ہے جس طرح بادشاہ اپنی رعیت کی کرتا ہے۔ جب وہ اپنے گھروں کے اندر چلے جاتے ہیں تو یہ گھر کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ نہ تو کسی کو بھیڑ کرنے دیتا ہے اور نہ کسی کو دوسری سے آگے بڑھنے دیتا ہے بلکہ اپنے گھروں کو ایک ایک کر کے جاتی ہیں بغیر بھیڑ کے اور جھگڑے کے جیسے امیر اس وقت کرتا ہے جب اس کا لشکر ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں سے وہ لشکر ایک ایک کر کے ہی گزر سکتا ہو۔

اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے دو امیر ایک گھر میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی ایک جماعت پر حکم چلا سکتے ہیں۔ جب ان میں سے دو لشکر اور دو امیر اکٹھے ہو جائیں تو ایک امیر کو مار کر کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور ایک امیر پر بغیر کسی دشمنی اور تکلیف دیئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایک ہاتھ بن جاتے ہیں۔

ابن سنی نے عمل الیوم و اللیلة میں ابو امامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ نبی نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو ابلیس کے سارے لشکر اس کے سامنے آ جاتے ہیں اور اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جس طرح شہد کی نکھیاں یعسوب پر اکٹھی ہوتی ہیں۔ جب کوئی تم میں سے مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو۔ تو یہ دعا کرے۔

اللهم انی اعوذ بک من ابلیس و جنوده

جب وہ یہ کہے گا تو وہ اسے نقصان نہیں دے سکیں گے۔

اور سردار کو یعسوب قومہ کہا جاتا ہے علیؑ نے جب عبدالرحمن بن عتاب بن اسید کو جمعہ کے دن مقتول دیکھا تو کہا یہ قریش کا سردار ہے پھر کہا:

عبدالرحمن اس دن لڑتے تھے اور یوں کہتے تھے:

ابا ابن عتاب بسيف و لول والموت دن الجمل المجلل

میں ابن عتاب ہوں اور میرے پاس چیخنے والی تلوار ہے اور موت جل پہنے اونٹ پر بٹھنا رہی ہے۔

اس دن انہوں نے بڑی سخت لڑائی کی ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا جس میں انگوٹھی تھی۔ اس کو ایک گدھ نے اچک لیا اور یمامہ

میں جا کر پھینک دیا۔ تو اس کو ان کی انگوٹھی کی وجہ سے پہچان لیا گیا۔ اور انہوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔ بالجملہ اس بات میں اتفاق

کیا ہے کہ ان کا ہاتھ ایک پرندہ جمل کے واقع میں اٹھا کر لے گیا تھا تو لے جا کر حجاز میں پھینک دیا تو لوگوں نے وہاں اس پر جنازہ پڑھا اور اس کو دفن کر دیا۔ اور پرندے میں اختلاف ہے کہ کون سا تھا اور کس جگہ پھینکا تھا۔ تو بعض نے کہا گدھ نے اٹھایا اور یمامہ میں اس دن پھینکا کما تقدم۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس کو عقاب اٹھا کر لے گیا تھا اور اسی دن جا کر یمامہ پھینک دیا تھا۔ حافظ ابو موسیٰ وغیرہ نے کہا کہ اس کو مدینہ میں ڈالا۔ شیخ نے شرح مہذب میں کہا کہ مکہ میں پھینکا۔

صحیح مسلم میں نو اس بن سمان کی لمبی حدیث میں ہے کہ دجال کے پیچھے زمین کے خزانے شہد کی مکھی کی طرح ظاہر ہوں گے اور اس کے پاس ایسے جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی یعسوب پر اکٹھی ہوتی ہیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ اس گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے جس گھر میں وہ لپٹے پڑے تھے اور کہا آپ رضی اللہ عنہ وہ پہاڑ تھے کہ جن کو نہ خشکی کی ہوائیں ہلا سکتی تھیں اور نہ سمندر کی ہوائیں ہلا سکتیں تھیں۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام میں سبقت لے جانے کی وجہ سے یعسوب سے تشبیہ دی۔ کیونکہ یعسوب تمام شہد کی مکھیوں سے آگے ہوتی ہے اور وہ اڑتے وقت کے پیچھے ہوتی ہیں۔ اور عواصف خشکی کی مہلک ہواؤں کو اور قواصف سمندری مہلک ہواؤں کو کہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: ﴿ولسليمن الريح عاصفة﴾

اور نیز اللہ نے فرمایا: ﴿فيرسل عليكم قاصفا من الريح فيغر قكم بما كفرتم﴾

کامل ابن عدی میں عبداللہ بن واقد واقفی کے حالات زندگی اور عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کے حالات زندگی میں ہے کہ نبی نے علیؑ سے کہا کہ آپ مومنوں کے یعسوب ہیں اور مال کافروں کا یعسوب ہے۔ اور بعض روایات میں ظالموں کا اور بعض میں منافقوں کا ذکر ہے۔ یعنی مومن آپ سے پناہ لیتے ہیں اور منافق کافر ظالم مال سے پناہ لیتے ہیں۔ جیسے شہد کی مکھی یعسوب کے پاس پناہ لیتی ہے۔ اس وجہ سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو امیر النخل کہا جاتا ہے۔

اور اس جگہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے جو اس مقصد کے لیے کافی ہے اور میں نے اس کو شہد کی مکھیوں کے بادشاہ پر ختم کیا ہے جس کے لعاب سے اللہ نے شہد اور شمع نکالا۔

ایک کو ضیاء بنایا تو دوسرے کو شعاع بنایا اور اس کتاب کی ابتداء وحشیوں کے بادشاہ سے کی گئی کہ جس کے پیچھے شجاعت چلتی

ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی سیدنا محمد المصطفیٰ ورضی اللہ عنہ وآلہ وعترتہ و صحبہ اہل الفضل و الوفاء و حسبنا اللہ و کفی۔

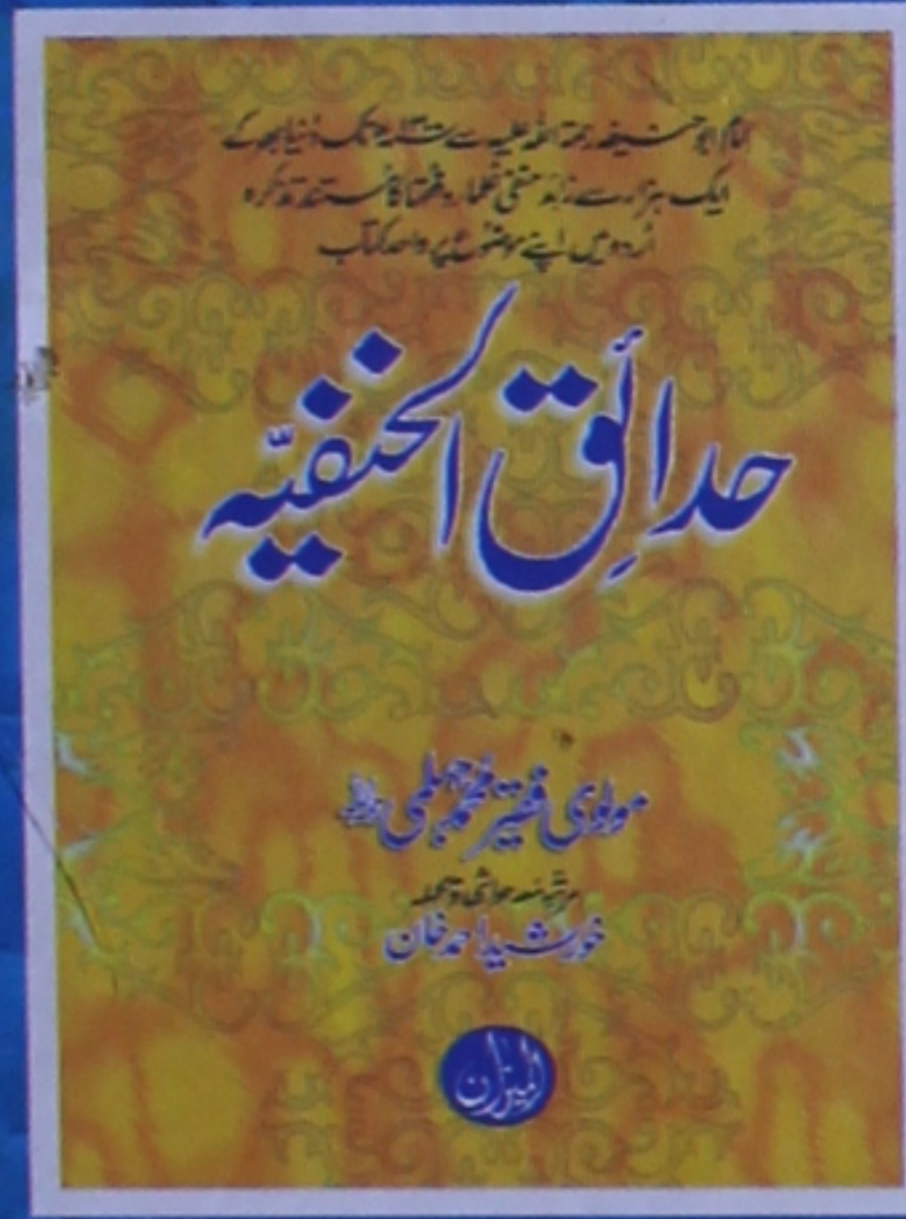
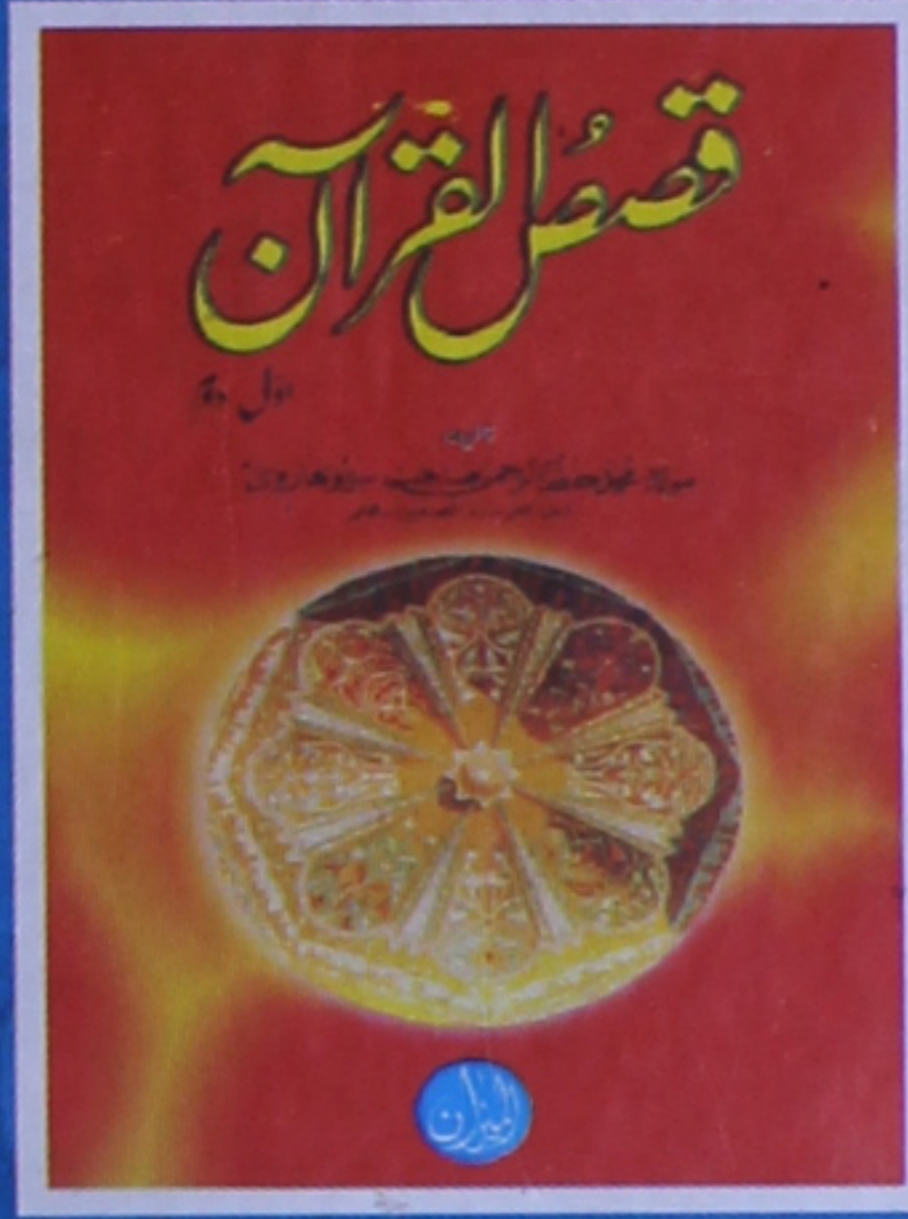
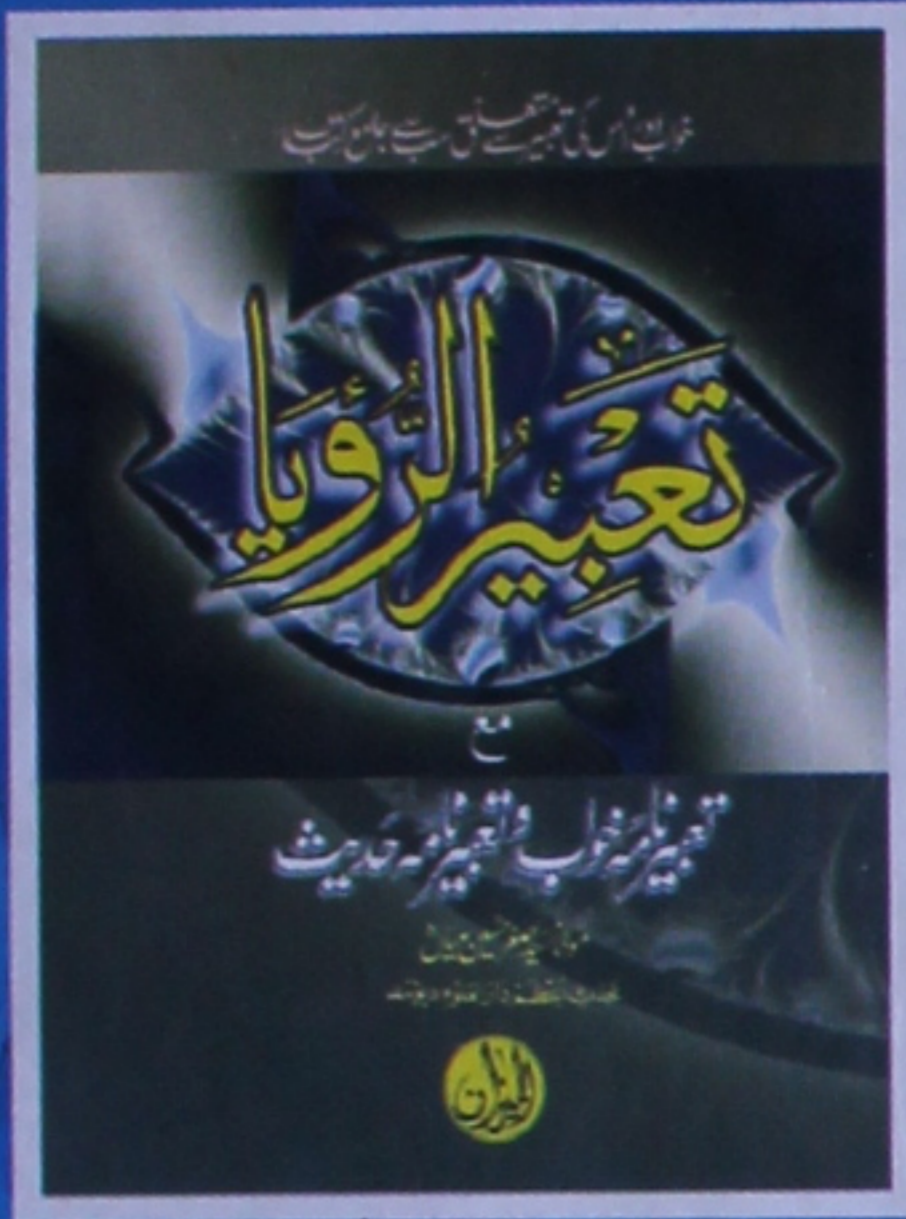
فقیر مؤلف فرماتے ہیں کہ میں اس کے مسودے سے یکم رجب ۱۴۷۳ھ میں فارغ ہوا۔

جعل اللہ ذالک خالصاً لوجهہ الکریم و موجبا للفرز فی دار النعیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم العظیم۔

ہم اس کے ترجمے سے ۲ نومبر ۲۰۰۳ء پانچ بج کر تین منٹ پر بعد نماز عصر فارغ ہوئے۔

والحمد لله على ذلك

# ہماری دیگر مطبوعات



الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور پاکستان

Ph.:042-7122981 Fax: 7212762

E-mail: info@almezaanpublishers.com

URL: www.almezaanpublishers.com

المیزان ناشران باجران کتب